



مع اضافہ ابن خلدون کی عظمت اور علمائے یورپ

آسان با محاورہ جدید ترجمہ اضافہ و عنوانات اور حواشی کے ساتھ

مقدمہ تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

مقدمہ: ڈاکٹر سید ابوالخیر کشفی

روئے زمین کے تمام خطوں سے متعلق مختلف النوع مباحث، نشو و ارتقاء، عمرانیات، تہذیب و تمدن، سلطنت و ریاست، بڑی و بحری تخیل کائنات، معاشیات، اور دنیا کے تمام بنیادی علوم کی تاریخ و حقائق اور دیگر بے شمار تحقیقات پر مشتمل کتاب

www.ahlehaq.org

دارالافتاء

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان فون: 32631861

تاریخ ابن خلدون

تصنیف: علامہ عبدالرحمن ابن خلدون

جلد ۴

کا حصہ اول دوم

سابقہ سوم چہارم

حامیان علیؑ کی تحریک، خلافت عباسیہ کا قیام و آغاز، عروج و زوال، صفاریہ و سامانی سلطنت کا قیام، زنگیوں کا فتنہ اور اس کی سرکوبی۔ ۱۳۲ھ تا ۲۷۹ھ کے درمیانی خلفاء عباسیہ کے حالات خلافت عباسیہ بغداد میں۔ سقوط بغداد، بغداد پر تاتاریوں کی یلغار ۲۷۹ھ تا ۸۰۸ھ کے درمیانی خلفائے عباسیہ کا ذکر

اردو ترجمہ: علامہ حکیم احمد حسین الہ آبادی

عنوانات، تہئیل، اضافہ حواشی

مولانا شمس الدین محمد صاحب

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی و استاد اسلامیہ کالج کراچی

اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

دارالاشاعت

ترجمہ جدید، تکمیل ترجمہ، تسہیل، عنوانات و حواشی کے جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : دسمبر ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 503 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

..... ملنے کے پتے.....

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 ناہر روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ ۱۸۔ اردو بازار لاہور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
مکتبہ معارف القرآن جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگلی۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

ISLAMIC BOOK CENTRE
119-121, HALLIWELL ROAD
BOLTON, BL1 3NE

AZHAR ACADEMY LTD.
54-68 LITTLE ILFORD LANE
MANOR PARK, LONDON E12 5QA

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFE, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فہرست تاریخ ابن خلدون

جلد چہارم - حصہ اول، دوم

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|-----------------------------------|-----------|--|
| ۳۰ | اہل بخارا کی بغاوت | ۳۳ | ابوالورد کی بغاوت | ۲۹ | تحریک شیعان علی |
| ۳۰ | انشید اور شاہ شاش کی کشیدگی | ۳۳ | اہل دمشق کی بغاوت | ۲۹ | ابتداء دولت شیعہ |
| ۳۰ | بسام کی بغاوت | ۳۳ | اہل قسریں کی اطاعت | ۲۹ | واقعہ قرطاس |
| ۳۰ | خازم کی سفاکی | ۳۳ | اہل دمشق کی اطاعت | ۲۹ | شیعوں کی غلط فہمی |
| ۳۹ | خازم کے قتل کا فیصلہ واپس | ۳۳ | ابو محمد سفیانی کا قتل | | حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد اور حضرت |
| ۳۹ | خازم کی روانگی | ۳۳ | اہل جزیرہ اور قر قیس کی بغاوت | ۲۹ | ابن عباس رضی اللہ عنہ |
| ۳۹ | جلبندی سے خازم کا معرکہ | ۳۳ | بکار بن مسلم کی اطاعت | ۲۹ | قصہ شوریٰ |
| ۳۹ | کش پر قبضہ | ۳۳ | یزید بن ہبیرہ | ۲۹ | حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن سبا |
| ۳۹ | سندھ کی بغاوت | ۳۵ | ابو جعفر کا تقرر | ۳۰ | امام حسن رضی اللہ عنہ کی بیعت |
| ۳۹ | زیاد بن صالح کی بغاوت | ۳۵ | مالک اور ابن ہبیرہ کی جنگ | ۳۰ | حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سیاست |
| ۴۰ | ابو مسلم اور ابو جعفر کا حج | ۳۵ | صلح کی کوشش | ۳۰ | یزید کی تخت نشینی |
| | ابو جعفر عبدالمنصور کی خلافت ۱۳۶ھ | ۳۶ | سفاح کی ابن ہبیرہ سے بدعہدی | ۳۰ | توابع کا خروج |
| ۴۰ | تا ۱۵۸ھ | ۳۶ | ابن ہبیرہ کا قتل | ۳۱ | مختار کا خروج اور اہل تشیع کا اختلاف |
| ۴۰ | المنصور کی تخت نشینی | ۳۶ | ابو سلمہ کا قتل | ۳۱ | یزید بن علی کی حکمت عملی |
| ۴۱ | عبداللہ بن علی کی بغاوت | ۳۷ | سلیمان بن کثیر کا قتل | ۳۱ | حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت |
| ۴۱ | ابو مسلم کی عبداللہ کے خلاف روانگی | ۳۷ | سفاح کے گورنر | ۳۱ | شیعان محمد بن حنفیہ |
| ۴۱ | ابو مسلم کا دھوکہ | ۳۷ | محمد بن اشعث اور عیسیٰ بن علی | ۳۲ | امامت کی منتقلی |
| ۴۲ | ابو مسلم کی ابتدائی شکست | ۳۷ | اسماعیل بن علی اور محمد بن صول | ۳۲ | خلافت عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ |
| ۴۲ | ابو مسلم کی فتح | ۳۷ | جامع مسجد موصل میں قتل عام | ۳۲ | دولت عباسیہ کا آغاز |
| ۴۲ | عبدالصمد اور عبداللہ کا انجام | ۳۷ | یحییٰ بن محمد کی دورنگی | ۳۲ | فرقہ راوندیہ اور اس کے عقائد |
| ۴۲ | ابو مسلم کا سفر حج | ۳۰ | رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ | ۳۳ | ابوالعباس سفاح کی بیعت |
| ۴۳ | ابو مسلم کی سرکشی کے اسباب | ۳۰ | ثنی بن یزید کا قتل | ۳۳ | حبیب بن مرہ کی بغاوت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-------------------------------|-----------|--|-----------|---------------------------------|
| ۶۴ | کوفہ پر لشکر کشی | ۵۲ | محمد اور ابراہیم کا حج | ۴۴ | ابو مسلم سے منصور کی ناراضگی |
| ۶۵ | ابراہیم بن عبداللہ کی جنگ | ۵۲ | گورنر مدینہ اور محمد | ۴۴ | ابو مسلم کی منصور کے پاس روانگی |
| ۶۵ | ابراہیم کا قتل | ۵۲ | رباح بن عثمان گورنر مدینہ | ۴۴ | وزیر السلطنت کی تدبیر |
| ۶۶ | المنصور کا رد عمل | ۵۳ | بنو حسن کی گرفتاری | ۴۵ | منصور کا ابو مسلم کو دھوکہ |
| ۶۶ | شہر بغداد کی تعمیر | ۵۳ | المنصور کا مطالبہ | ۴۵ | منصور کی تلخ کلامی |
| ۶۶ | بغداد کی بنیاد | ۵۳ | اولاد حسن کی عراق روانگی | ۴۵ | ابو مسلم کا قتل |
| ۶۶ | امام ابوحنیفہ سے ناروا سلوک | ۵۳ | المنصور کا اہل بیت پر ظلم | ۴۶ | ابو مسلم کے قتل کا رد عمل |
| ۶۶ | قصر ابیض کا قصہ | ۵۴ | محمد المہدی اور رباح کی آنکھ مچولی | ۴۶ | عیسیٰ بن موسیٰ اور جعفر |
| ۶۷ | بغداد شہر کی ترتیب | ۵۴ | محمد المہدی کی بغاوت | ۴۶ | ابو نصر کی گرفتاری اور رہائی |
| ۶۷ | المہدی کی ولی عہدی | ۵۴ | محمد کا مدینہ پر قبضہ | ۴۶ | ابو نصر المنصور کے پاس |
| ۶۷ | المنصور کا خلاف شان کام | ۵۵ | اسماعیل بن عبداللہ | ۴۷ | سنباد کی بغاوت |
| ۶۷ | استاد بیس کا خروج | ۵۶ | المنصور کو فہ میں | ۴۷ | جمہور کی بغاوت |
| ۶۸ | سیس کی شکست اور گرفتاری | ۵۶ | اہواز اور بصرہ کی ناکہ بندی | ۴۸ | عبداللہ بن علی کی گرفتاری |
| ۶۸ | عبداللہ اشتر بن محمد المہدی | ۵۶ | المنصور کا محمد کو خط | ۴۸ | عیسیٰ کی معزولی اور اس کے خلاف |
| ۶۸ | ہشام بن عمرو گورنر سندھ | ۶۰ | المنصور کی فوج کی مدینہ روانگی | ۴۸ | سازش |
| ۶۹ | عبداللہ اشتر کا قتل | ۶۱ | خندق کا مسئلہ اور اہل مدینہ | ۴۸ | منصور کی سازش ناکام |
| ۶۹ | لڑاؤ اور حکومت کرو | ۶۱ | عباسی اور علوی جنگ | ۴۸ | عبداللہ بن علی کی موت |
| ۶۹ | رصاصہ کی تعمیر | ۶۲ | جانثاری اور عظیم مظاہرے | ۴۸ | رواندیہ کی بغاوت |
| ۶۹ | معن بن زائدہ کا قتل | ۶۲ | عیسیٰ کے ساتھیوں کی چال | ۴۹ | معن بن زائدہ کی جانثاری |
| ۷۰ | السفاح کے گورنر | ۶۲ | محمد المہدی کا قتل | ۴۹ | ابو نصر کا واقعہ |
| ۷۰ | ۱۳۲ھ کی تقریریں | ۶۲ | محمد کی تدفین | ۴۹ | معن کی پذیرائی |
| ۷۰ | ۱۳۳ھ کی تقریریں | ۶۲ | ذوالفقار، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تلوار | ۴۹ | خراسان میں بغاوت |
| ۷۰ | المنصور کے گورنر | ۵۳ | محمد اور المنصور کے حامی | ۴۹ | عبد الجبار کی سرکشی |
| ۷۱ | مزید تقریریں | ۵۳ | محمد کے بقیہ حامی | ۵۰ | المہدی کی عبد الجبار کو شکست |
| ۷۱ | ۱۴۷ھ کی تقریریں | ۵۳ | ابراہیم بن عبداللہ کی تلاش | ۵۰ | گورنر سندھ کی سرکشی |
| ۷۱ | ۱۵۱ھ کی تقریریں | ۵۳ | سفیان کی حسن تدبیر | ۵۰ | اصبہ کی سرکشی |
| | المنصور کی اپنے بھائی عباس سے | ۶۴ | محمد بن حصین اور ابراہیم | ۵۱ | بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت |
| ۷۱ | ناراضگی | ۶۴ | ابراہیم بصرہ میں | ۵۱ | عبداللہ بن حسن اور جاسوس |
| ۷۲ | ۱۵۵ھ کی تقریری | ۶۴ | ابراہیم بن عبداللہ کا خروج | ۵۲ | عبداللہ بن حسن کی گرفتاری |
| ۷۲ | ۱۵۶ھ تا ۱۵۸ھ کی تقریریں | ۶۴ | بصرہ و اہواز پر قبضہ | ۵۲ | محمد اور ابراہیم کا حال |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|----------------------------------|-----------|--------------------------------------|-----------|-------------------------------------|
| ۸۹ | ایک اور سبب | ۸۱ | وانقطاع | ۷۲ | خالد بن برمک پر جرمانہ |
| ۸۹ | ہادی کا نام و نسب | ۸۱ | بازنطینی جنگیں | ۷۲ | خالد بن برمک کی گورنری |
| ۸۹ | ہادی کے اشعار | ۸۱ | ہارون کی ولی عہدی | ۷۳ | مسیب بن زہیر کی معزولی |
| ۸۹ | ہادی کی انصاف پسندی | ۸۱ | وزیر یعقوب کا ابتدائی عروج | ۷۳ | بیرونی مہمات |
| | ہارون رشید اور اس کا دور خلافت | ۸۲ | یعقوب کا زوال | ۷۳ | ۱۲۷ھ کے جہاد |
| ۹۰ | ۷۷۰ھ تا ۱۹۳ھ | ۸۲ | یعقوب کے قید کے دو اسباب | ۷۴ | ۱۲۹ھ تا ۱۵۶ھ |
| ۹۰ | خلافت کے بعد اقدامات | ۸۲ | طبرستان کی بغاوت | ۷۴ | المصور کی وصیت |
| ۹۱ | صوبہ عوام کا قیام | ۸۳ | خلیفہ مہدی کے عمال | ۷۵ | وفات |
| ۹۱ | خراسان کا گورنر | ۸۳ | بیرونی مہمات | | محمد بن عبد اللہ المہدی ۱۵۸ھ تا |
| ۹۱ | روح ہمدانی کی وفات | ۸۴ | ہارون بحیثیت کمانڈر | ۷۶ | ۱۶۹ھ |
| ۹۱ | محمد بن سلیمان کی وفات | ۸۴ | مہدی کی وفات | ۷۶ | تخت نشینی |
| ۹۱ | سندھ و مکران کی گورنری | ۸۴ | موت کے اسباب میں اختلاف | ۷۶ | المصور کی آخری وصیت |
| ۹۱ | امین کی ولی عہدی | | ابو محمد موسیٰ الہادی کی خلافت ۱۶۹ھ | ۷۶ | المہدی کی بیعت |
| ۹۲ | یحییٰ بن عبد اللہ کی بغاوت | ۸۵ | ۷۷۰ھ تا | ۷۷ | المہدی کا پہلا اقدام |
| ۹۲ | فضل اور یحییٰ کی صلح | ۸۵ | آغاز خلافت | ۷۷ | حسن بن ابراہیم |
| ۹۲ | ہارون صلح نامہ بقلم ہارون رشید | ۸۵ | ہادی کی بیعت | ۷۷ | مقتع کا ظہور اور ہلاکت |
| ۹۲ | عمر بن مہران کی گورنری | ۸۵ | زنادقہ سے محاذ آرائی | ۷۷ | دوسری جنگ |
| ۹۲ | عمر بن مہران کا حلیہ اور تقرری | ۸۵ | ہادی کے ابتدائی عمال | ۷۸ | جھوٹا خدا جل مرا |
| ۹۲ | موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن مہران | ۸۶ | حسین بن علی | ۷۸ | المہدی کے گورنر |
| ۹۲ | عمر بن مہران کی ذہانت | ۸۶ | حسین بن علی کا خروج | ۷۸ | ۱۶۰ھ کی تقرریاں |
| ۹۳ | خراج کی وصولی | ۸۶ | مبارک ترکی سے لڑائی | ۷۸ | ۱۶۶ھ کی تقرریاں |
| ۹۳ | دمشق کی بغاوت | ۸۶ | حسین بن علی کی مکہ آمد | ۷۹ | الہادی کو ولی عہد بنانے کی کوششیں |
| ۹۳ | قیس کا یمانیہ پر حملہ | ۸۶ | حسین کا قتل | ۷۹ | ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ پر تشدد |
| ۹۳ | قیس کی شکایات | ۸۷ | حسن بن محمد کا قتل | ۷۹ | عیسیٰ کا استعفاء اور الہادی کی بیعت |
| ۹۳ | دوا قبل کا یمانیہ پر حملہ | ۸۷ | مہدی کا خواب | ۷۹ | باربد کی فتح |
| ۹۳ | ابو ہیدام اور اسحاق | ۸۷ | ہادی اور ہارون | ۷۹ | المہدی کا حج |
| ۹۳ | ابو ہیدام کے قتل کی کوشش | ۸۷ | ولی عہد ہارون کو معزول کرنے کا مشورہ | ۸۰ | مکہ میں تعمیرات |
| ۹۴ | ابو ہیدام کا دمشق پر قبضہ برقرار | ۸۸ | تکبی اور ہادی کے مشورے | ۸۰ | وزیر ابو سبید اللہ |
| ۹۴ | ابو ہیدام کے قتل کی پھر کوشش | ۸۸ | وفات | ۸۰ | ابو عبد اللہ کے خلاف سازش |
| ۹۴ | ابو ہیدام پر پھر حملہ | ۸۸ | موت کے اسباب | | اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|----------------------------------|-----------|-----------------------------------|-----------|--|
| ۱۰۳ | اس واقعہ کی اسنادی حیثیت | ۹۸ | ہارون اور اہل حرین | ۹۴ | احل دمشق کو ابوہیدام کی امان |
| ۱۰۳ | ایک اور دلیل | ۹۸ | مامون اور امین سے معاہدے | ۹۴ | ابوہیدام سے اسحاق کی مڈبھیڑ |
| ۱۰۳ | ایک اور دلیل | ۹۸ | برامکہ کا عروج اور زوال | ۹۴ | خلیفہ ہارون کا لشکر |
| ۱۰۳ | مہدی کی بیٹیاں | ۹۸ | برامکہ کا تعارف | ۹۴ | ابوہیدام کے خلاف لشکر |
| ۱۰۴ | ملکی فتوحات | ۹۹ | جعفر اور فضل کی وزارت | ۹۴ | ابوہیدام سے صلح |
| ۱۰۴ | ہارون کا شوق جہاد | ۹۹ | برامکہ کی طرف سے ناگواری | ۹۵ | فتنے کا خاتمہ |
| ۱۰۴ | روم کا جہاد | ۹۹ | خلیفہ کی ناراضگی کا سبب | ۹۵ | فتنہ کا دوسرا سبب |
| ۱۰۴ | دولت عباسیہ کی پہلی صلح | ۹۹ | یحییٰ سے ناگواری | ۹۵ | موصل اور مصر کی بغاوت |
| ۱۰۴ | اصحاب کہف کے شہر میں | ۹۹ | ناگواری کے اثرات | ۹۵ | جوفیہ کی بغاوت |
| ۱۰۴ | خاقان کی بیٹی کا جھگڑا | ۹۹ | جعفر برکی کا قتل، برامکہ کی تباہی | | گورنروں کی تبدیلی و تقرری اور خوارج کی سرکشی |
| ۱۰۵ | صائفہ پر حملہ | ۱۰۰ | جعفر کا حشر | ۹۵ | حصین خارجی کی بغاوت |
| ۱۰۵ | ملکہ رینی اور نقفور | ۱۰۰ | عبدالملک کی گرفتاری | ۹۵ | حمزہ خارجی کی بغاوت |
| ۱۰۵ | نقفور کی بدعہدی | ۱۰۰ | عبدالملک کا انکار جرم | ۹۵ | حمزہ کی شکست |
| ۱۰۵ | سرزمین روم سے مسلمانوں کی رہائی | ۱۰۰ | دربار میں دوبارہ طلبی | ۹۶ | خوارج کا قتل عام |
| ۱۰۵ | روم کے علاقوں پر قبضہ | ۱۰۰ | عبدالملک کی رہائی | ۹۶ | حمزہ کا طریقہ کار |
| ۱۰۶ | امیر البحر حمید | ۱۰۰ | یحییٰ سے ہارون کا شکوہ | ۹۶ | خوارج کی قسمیں |
| ۱۰۶ | قبرص کی بغاوت | ۱۰۰ | یحییٰ کو بیٹے کے قتل کی دھمکی | ۹۶ | مامون کی ولی عہدی |
| ۱۰۶ | یزید بن مہدی کا روم پر حملہ | ۱۰۱ | ابراہیم کانہیک کا جوش کا انتقام | ۹۶ | وہب بن عبداللہ نسائی کی بغاوت |
| ۱۰۶ | روموں کا مرعش پر شب خون | ۱۰۱ | ابراہیم کا بیٹے کے ہاتھوں قتل | ۹۶ | ابوخصیب کی وعدہ شکنی |
| ۱۰۶ | طرطوس کی تعمیر | ۱۰۱ | یحییٰ برکی کی وفات | ۹۶ | ابوخصیب کا قتل |
| ۱۰۶ | فرقہ "حزمیہ" کی سرکوبی | ۱۰۱ | مترجم کی وضاحت | ۹۷ | خاقان کی شکست |
| ۱۰۶ | ثابت بن مالک کی توری اور اقدامات | ۱۰۱ | خاندان برآ مکہ کا پس منظر | ۹۷ | رافع بن لیث کی بغاوت |
| ۱۰۷ | ہارون کے گورنر | ۱۰۱ | برآ مکہ کا پہلا مسلمان بچہ | ۹۷ | علی بن عیسیٰ کی برطرفی |
| ۱۰۷ | موصل میں حکم بن سلیمان | ۱۰۱ | خالد کا دور عروج | ۹۷ | علی بن عیسیٰ کو ہٹانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی |
| ۱۰۷ | روح بن حاتم کی وفات | ۱۰۲ | یحییٰ برکی | ۹۷ | علی بن عیسیٰ کا جھوٹ |
| ۱۰۷ | فضل بن روح اور ہرثمہ | ۱۰۲ | یحییٰ کی اولاد | ۹۷ | ہرثمہ گورنر خراسان |
| ۱۰۷ | فضل بن یحییٰ کی تقرری | ۱۰۲ | فضل بن یحییٰ برکی | ۹۷ | علی بن عیسیٰ کی گرفتاری |
| ۱۰۷ | جعفر بن یحییٰ برکی | ۱۰۲ | جعفر بن یحییٰ برکی | ۹۷ | امین اور مامون کی ولی عہدی کی تجدید |
| ۱۰۷ | جعفر کے اقدامات | ۱۰۳ | جعفر کے قتل کا افسانہ | ۹۸ | |
| ۱۰۸ | طبرستان اور رویان کے نئے گورنر | ۱۰۳ | طبری کی روایت | ۹۸ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-------------------------------|-----------|--------------------------------|-----------|---------------------------------------|
| ۱۱۷ | ابن ماہان اور طاہر کی جنگ | ۱۱۲ | فضل کے مشورہ | ۱۰۸ | محمد بن مقاتل علی |
| ۱۱۷ | ابن عیسیٰ کا قتل اور شکست | ۱۱۳ | فضل کی ذمہ داری | ۱۰۸ | ابراہیم بن اغلب |
| ۱۱۷ | فتح کی خوشخبری | ۱۱۳ | مامون کی کوششیں | ۱۰۸ | عباسیہ نامی شہر |
| ۱۱۷ | مامون کو فتح کی اطلاع | ۱۱۳ | مومن کی معزولی | ۱۰۸ | یزید بن مزید |
| ۱۱۷ | امین کو شکست کی اطلاع | ۱۱۳ | ہرثمہ اور رافع | ۱۰۸ | طبرستان کے گورنر کا قتل |
| ۱۱۷ | لشکر امین کی روانگی | ۱۱۳ | رافع کی مامون سے صلح | ۱۰۸ | ۱۹۰ھ کے واقعات |
| ۱۱۷ | طاہر کی آمد | ۱۱۳ | نفقہ کا قتل | ۱۰۹ | رافع بن لیث اور یحییٰ بن لیث |
| ۱۱۸ | عبدالرحمن کی شکست اور امان | ۱۱۴ | مامون کو معزول کرنے کا پروگرام | ۱۰۹ | رافع کی تذلیل |
| ۱۱۸ | عبدالرحمن کا دھوکہ اور قتل | ۱۱۴ | خطبہ میں امین کے بیٹے کا نام | ۱۰۹ | رافع کا جیل سے فرار |
| ۱۱۸ | مامون کی بیعت | ۱۱۴ | مامون سے اعلان کروانے کی کوشش | ۱۰۹ | سمرقند پر قبضہ اور بغاوت |
| ۱۱۸ | سفیانی کا ظہور | ۱۱۴ | مامون کا انکار | ۱۰۹ | رافع کا محاصرہ |
| ۱۱۸ | سفیانی کو پھر شکست | ۱۱۴ | محکمہ ڈاک اور دوسرے مطالبات | ۱۰۹ | خارجیوں کی موقع شناسی |
| ۱۱۹ | ابن بھیس کی وصیت | ۱۱۴ | نامنظور | ۱۰۹ | ہرثمہ کی رافع کے خلاف کامیابی |
| ۱۱۹ | سفیانی کی گرفتاری | ۱۱۴ | مامون کے لئے خطرات | ۱۰۹ | ہارون رشید کی خراسان روانگی |
| ۱۱۹ | ابن بھیس کی واپسی | ۱۱۴ | فضل بن سہل کا مشورہ | ۱۱۰ | ہارون کا مرض الموت |
| ۱۱۹ | ابن جبہ کے قتل کے بعد | ۱۱۴ | مامون کا خط بنام امین | ۱۱۰ | موت کی افواہ |
| ۱۱۹ | اسد کی شرائط اور گرفتاری | ۱۱۵ | موسیٰ کی ولی عہدی کا اعلان | ۱۱۰ | زندگی میں قبر کی تیاری |
| ۱۱۹ | امین کی فوجوں کی روانگی | ۱۱۵ | موسیٰ کی تربیت | ۱۱۰ | ہارون کی وفات |
| ۱۲۰ | مامون کے لشکر کا سامنا | ۱۱۵ | مامون کے اقدامات | ۱۱۱ | ابوعبد اللہ محمد امین بن ہارون الرشید |
| ۱۲۰ | بغیر جنگ واپسی | ۱۱۵ | امین کی فوجوں کی روانگی | ۱۱۱ | ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ |
| ۱۲۰ | عبدالملک بن صالح | ۱۱۵ | ابن ماہان کی روانگی کی وجہ | ۱۱۱ | امین کی خلافت |
| ۱۲۰ | عبدالملک گورنر شام و جزیرہ | ۱۱۵ | لشکر کی مدد کے خطوط | ۱۱۱ | صالح بن ہارون کی تعزیت |
| ۱۲۰ | لشکر تیار، عبدالملک بیمار | ۱۱۶ | مامون کے لئے چاندی کی ہتکڑی | ۱۱۱ | خاندان اور سالاروں کی بیعت |
| ۱۲۰ | عبدالملک کی وفات | ۱۱۶ | طاہر کے لشکر کی اطلاع | ۱۱۱ | لشکر گاہ میں بیعت کا خط |
| ۱۲۰ | بغداد میں امین کی شکست | ۱۱۶ | طاہر کے بارے میں غلط فہمی | ۱۱۲ | ہارون کو موت سے پہلے شک |
| ۱۲۰ | امین کی گرفتاری اور معزولی | ۱۱۶ | ابن ماہان کے جنگ کے مشورے | ۱۱۲ | فضل کی بغداد روانگی |
| ۱۲۱ | امین کی بحالی | ۱۱۶ | باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ | ۱۱۲ | مامون کا رد عمل |
| ۱۲۱ | حسین کی عزت افزائی اور قتل | ۱۱۶ | علی بن عیسیٰ کا غرور | ۱۱۲ | ساتھیوں کے مشورے |
| ۱۲۱ | طاہر کی کارگزاریاں | ۱۱۶ | طاہر کی تیاری | ۱۱۲ | مامون کے قاصد کی ناکام واپسی |
| ۱۲۱ | طاہر سے امین کے لشکر کا ٹکراؤ | ۱۱۶ | ہارون کی معاہدہ کی تشہیر | ۱۱۲ | فضل بن سہل کی مامون کو تسلی |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|---------------------------------|-----------|--------------------------------|
| ۱۳۲ | فضل بن سہل کی چغلی | ۱۲۷ | نصر کی بغاوت | ۱۲۱ | امین کے علاقوں پر قبضہ |
| ۱۳۲ | مامون کی ہرثمہ سے ناراضگی | ۱۲۷ | طاہر کے والد کا انتقال | ۱۲۲ | امین کے لشکر کی آمد اور پسپائی |
| ۱۳۲ | ہرثمہ کا قتل | ۱۲۷ | نزار اور یمامہ کی خانہ جنگی | ۱۲۲ | مدائن پر قبضہ |
| ۱۳۲ | اہل بغداد کی شورش | ۱۲۸ | حسن بن سہل کی گورنر | ۱۲۲ | اہل حجاز کی امین سے ناراضگی |
| ۱۳۳ | موسیٰ بن جعفر کا فرار | ۱۲۸ | ابو السرایا | ۱۲۲ | حجاز میں مامون کی بیعت |
| ۱۳۳ | ابن ابی خالد کی مخالفت | ۱۲۸ | ابو السرایا کا ہرثمہ سے گٹھ جوڑ | ۱۲۲ | یمین میں مامون کی بیعت |
| ۱۳۳ | حسن بن سہل | ۱۲۸ | ہرثمہ سے علیحدگی | ۱۲۲ | طاہر سے امین کو شکست |
| ۱۳۳ | حسن کا واسطہ سے فرار | ۱۲۸ | ہرثمہ کو شکست | ۱۲۳ | ہرثمہ سے شکست |
| ۱۳۳ | زبیر اور محمد کی وفات | ۱۲۸ | ابن طباطبائی علوی | ۱۲۳ | امین کی جزوی کامیابی |
| ۱۳۳ | حسن کانیل پر قبضہ | ۱۲۹ | شاہی فوج کو شکست | ۱۲۳ | امین کے لشکر کی غداری |
| ۱۳۴ | حسن کی چال | ۱۲۹ | ابن طباطبائی ناگہانی موت | ۱۲۳ | امین پر آگ کی برسات |
| ۱۳۴ | منصور کی شکست | ۱۲۹ | ابو السرایا کے سکے | ۱۲۴ | بغداد کے گلی کوچوں میں جنگ |
| ۱۳۴ | بغداد میں ڈاکو راج | ۱۲۹ | ابو السرایا کا مدائن پر قبضہ | ۱۲۴ | امین کے لشکر کی ٹوٹ پھوٹ |
| ۱۳۴ | رضا کاروں کا قیام | ۱۲۹ | ابو السرایا کا فرار | ۱۲۴ | جنگ کا بدلتا رخ |
| ۱۳۴ | سہل بن سلامہ کی بیعت اور صلح | ۱۲۹ | حسین افسس مکہ میں | ۱۲۴ | طاہر کی پیش قدمی |
| ۱۳۴ | علی رضا کی ولی عہدی اور ابراہیم بن | ۱۳۰ | ابو السرایا کا کوفہ سے انخلاء | ۱۲۴ | امین کے لشکر کی دریا بردی |
| ۱۳۵ | مہدی کی بیعت | ۱۳۰ | ابو السرایا کی گرفتاری | ۱۲۵ | طاہر کی کامیابی |
| ۱۳۵ | علی رضا کی بیعت کی مخالفت | ۱۳۰ | ابو السرایا کا قتل | ۱۲۵ | امین کو شام جانے کی رائے |
| ۱۳۵ | ابراہیم بن مہدی کی بیعت | ۱۳۰ | ابراہیم قصابی | ۱۲۵ | طاہر کی حکمت عملی |
| ۱۳۵ | قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ | ۱۳۰ | ابراہیم کا نمائندہ عقیلی | ۱۲۵ | ہرثمہ سے امین کی امان طلبی |
| ۱۳۶ | عباس بن موسیٰ گورنر کوفہ | ۱۳۰ | عقیلی کی سرکوبی | ۱۲۵ | طاہر اور ہرثمہ |
| ۱۳۶ | ابراہیم کی عباس سے جنگ | ۱۳۱ | محمد بن جعفر اور مکہ کی حالت | ۱۲۵ | طاہر کی بے اعتمادی |
| ۱۳۶ | عباس کی شکست | ۱۳۱ | محمد بن جعفر کی بیعت | ۱۲۶ | امین اور ہرثمہ کی گفتگو |
| ۱۳۶ | فساد کے بعد امن کا اعلان | ۱۳۱ | ان کے بیٹے کا ظلم اور بد معاشی | ۱۲۶ | امین کے فرار کی کوشش |
| ۱۳۶ | سہل بن سلامہ کو شکست | ۱۳۱ | شاہی فوج کا مکہ پر قبضہ | ۱۲۶ | امین کی کشتی کا ڈوبنا |
| ۱۳۶ | ابراہیم کے مقابلہ کی تیاری | ۱۳۱ | محمد بن جعفر کو دوبارہ شکست | ۱۲۶ | امین کی گرفتاری |
| ۱۳۷ | ابراہیم کی معزولی کا فیصلہ | ۱۳۲ | اپنی خلافت سے دستبرداری | ۱۲۶ | امین کا قتل |
| ۱۳۷ | حمید کی بغداد آمد | | محمد بن جعفر الصادق، مامون کی | ۱۲۶ | طاہر کی بغداد آمد |
| ۱۳۷ | ابراہیم کی شکست | ۱۳۲ | خدمت میں | ۱۲۷ | وظیفہ نہ ملنے پر فوج کا بلوہ |
| ۱۳۷ | ابراہیم کا فرار | ۱۳۲ | ہرثمہ کی مامون کے پاس روانگی | ۱۲۷ | حسن ہرثمی کی بغاوت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------|-----------|---------------------------------------|-----------|------------------------------------|
| ۱۵۰ | بغا کی شامت | ۱۴۲ | خلیفہ کا جواب | ۱۳۷ | حسن بن سہل کا تجاوز |
| ۱۵۱ | بابک کے کمانڈر کا قتل | ۱۴۲ | نصر کی گرفتاری | ۱۳۸ | عوام کی حسن سے نفرت |
| ۱۵۱ | افشین کے لیے کمک | ۱۴۲ | ابن عائشہ | ۱۳۸ | حسن بن سہل کے پول کا کھلنا |
| ۱۵۱ | ازین سے افشین کی جنگ | ۱۴۳ | ابن عائشہ کا قتل | ۱۳۸ | علی رضا اور مامون |
| ۱۵۱ | قلعہ کی طرف پیش قدمی | ۱۴۳ | ابراہیم بن مہدی | ۱۳۸ | مامون پر رافضی ہونے کا الزام |
| ۱۵۱ | جنگ کا طریقہ کار | ۱۴۳ | معتصم اور ابراہیم کا سامنا | ۱۳۸ | مامون کی بغداد روانگی |
| ۱۵۱ | فوجوں کی جنگیں | ۱۴۳ | عبد اللہ بن سری اور اسکندریہ کی بغاوت | ۱۳۸ | فضل بن سہل کا قتل |
| ۱۵۲ | قلعے تک رسائی | ۱۴۳ | عبد اللہ بن طاہر کا حملہ | ۱۳۹ | حسن بن سہل کا پاگل ہونا |
| ۱۵۲ | قلعے کے راز کا انکشاف | ۱۴۳ | اہل اسکندریہ سے صلح | ۱۳۹ | ابراہیم کے خلاف سازش |
| ۱۵۲ | رضا کاروں کی ناراضگی | ۱۴۳ | گورنروں کی تبدیلی | ۱۳۹ | مدائن پر شاہی فوج کا حملہ |
| ۱۵۲ | قلعے پر بھرپور حملہ | ۱۴۴ | صوائف | ۱۳۹ | علی رضا کا نکاح |
| ۱۵۲ | لشکروں کی ناامیدی | ۱۴۶ | محمد بن ہارون الرشید معتصم باللہ ۲۱۸ھ | ۱۳۹ | علی رضا کی ناگہانی موت |
| ۱۵۲ | جنگ کی پھرتیاری | ۱۴۷ | تا ۲۲۷ھ | ۱۳۹ | بغاوت کا خاتمہ |
| ۱۵۳ | جنگ کا آغاز | ۱۴۷ | مامون کی وفات | ۱۴۰ | کالے کپڑے پہننے کی اجازت |
| ۱۵۳ | قلعہ بذ کی فتح | ۱۴۷ | معتصم کی خلافت | ۱۴۰ | موصل کا فتنہ |
| ۱۵۳ | بابک کا فرار | ۱۴۸ | محمد بن قاسم کا خروج | ۱۴۰ | ازدیوں پر ظلم |
| ۱۵۳ | بابک کے لئے امان | ۱۴۸ | سامرا کی تعمیر | ۱۴۰ | ابن حسن کے خلاف بغاوت |
| ۱۵۳ | بابک کی روپوشی | ۱۴۹ | فضل بن مروان کا زوال | ۱۴۰ | ازدیوں کی پیشی |
| ۱۵۳ | بابک کی گرفتاری | ۱۴۹ | بابک خربی | ۱۴۱ | مامون کا امین کی یاد میں رونا |
| ۱۵۳ | افشین کی عزت افزائی | ۱۴۹ | بابک اور معتصم | ۱۴۱ | طاہر کا خوف |
| ۱۵۴ | افشین کی تاج پوشی | ۱۴۹ | بابک کی پہلی شکست | ۱۴۱ | مامون کا اظہار غم |
| ۱۵۴ | بابک کا عبرتناک قتل | ۱۴۹ | دوسری شکست | ۱۴۱ | طاہر کی منصوبہ بندی |
| ۱۵۴ | بابک نے کتنے مسلمان قتل کئے؟ | ۱۴۹ | بابک کے راز | ۱۴۱ | طاہر بحیثیت گورنر خراسان |
| ۱۵۴ | نوفل کے ناپاک قدم | ۱۵۰ | بغا الکبیر کی روانگی | ۱۴۱ | گورنر بننے کی دوسری وجہ |
| ۱۵۵ | رومیوں کا حملہ | ۱۵۰ | بابک کی جنگ | ۱۴۱ | طاہر کی وفات |
| ۱۵۵ | معتصم کی روانگی | ۱۵۰ | افشین کا حملہ | ۱۴۲ | طلحہ بن طاہر |
| ۱۵۵ | اسلامی لشکر کی آمد | ۱۵۰ | بابک سے شکست | ۱۴۲ | عبد اللہ بن طاہر کی گورنری اور جنگ |
| ۱۵۵ | ”فتح عمودیہ“ کی تیاری | ۱۵۰ | بغا کے لئے کمک | ۱۴۲ | نصر بن شبت |
| ۱۵۵ | عمودیہ روانگی | ۱۵۰ | بابک کا شہنشاہ | ۱۴۲ | طاہر کا بیٹے کے نام خط |
| | | | | | نصر کی شرائط صلح |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---------------------------------|-----------|-----------------------------------|-----------|--------------------------------|
| ۱۶۶ | ۲۳۲ھ | ۱۶۱ | معادہ حسن وقوہ یار | ۱۵۵ | رومیوں کی جاسوسی |
| ۱۶۶ | معتصم کی وفات اور واثق کی خلافت | ۱۶۱ | مازیار کی گرفتاری | ۱۵۶ | نوفل کی خبر |
| ۱۶۷ | اہل دمشق کی بغاوت | ۱۶۱ | مازیار کی قید اور روانگی | ۱۵۶ | خلیفہ معتصم کے احکامات |
| ۱۶۷ | اشناس ترکی | ۱۶۱ | قوہ یار کا قتل | ۱۵۶ | بوڑھے عیسائی کی راہنمائی |
| ۱۶۷ | واثق کا حصول عبرت | ۱۶۱ | بعض مؤرخین کی رائے | ۱۵۶ | نوفل کا حال |
| ۱۶۷ | تقریر یان اور تباد لے | ۱۶۱ | ایک اور قول | ۱۵۶ | لشکر کی بغاوت |
| ۱۶۷ | بغا کبیر کا فتوحات | ۱۶۲ | جعفر بن قہر کی بغاوت | ۱۵۶ | عمودیہ تک رسائی |
| ۱۶۸ | بنو حلال کی سرکوبی | ۱۶۲ | افشین کا زوال | ۱۵۷ | مسلمانوں کی حکمت عملی |
| ۱۶۸ | بنو کلاب کی سرکوبی | ۱۶۲ | افشین کی خیانت چاک | ۱۵۷ | مسلم فوج کا حملہ |
| ۱۶۸ | بنو نمیر کی سرکوبی | ۱۶۲ | خیانت کی رپورٹ | ۱۵۷ | دوسرے اور تیسرے دن کی لڑائی |
| ۱۶۸ | یمامہ میں کشت و خون | ۱۶۳ | افشین کا نائب منکجور | ۱۵۷ | بطریق روم سے صلح |
| ۱۶۸ | شاہی دستے کی شکست | ۱۶۳ | منکجور کی گرفتاری | ۱۵۸ | قلعہ کا انہدام |
| ۱۶۸ | اہل یمامہ کی کاٹ پیٹ | ۱۶۳ | افشین کا مشکوک ہونا | ۱۵۸ | روم کا حکمران |
| ۱۶۹ | بغا کبیر کی بغداد واپسی | ۱۶۳ | افشین کی گرفتاری | ۱۵۸ | عجیف بن عنبہ اور عباس بن مامون |
| ۱۶۹ | احمد بن نصر کی بغاوت | ۱۶۳ | حسن بن افشین کی گرفتاری | ۱۵۸ | عباس بن مامون کی بغاوت |
| ۱۶۹ | بغاوت کا بھانڈا پھوٹنا | ۱۶۳ | عدالتی کمیشن کا قیام | ۱۵۸ | عمر فرغانی |
| ۱۶۹ | باغیوں کی گرفتاری | ۱۶۴ | غیر شرعی کتاب کا الزام | ۱۵۸ | عمر فرغانی اور احمد کی گرفتاری |
| ۱۶۹ | خلق قرآن پر بحث | ۱۶۴ | غیر مذہب بوح کھانے کا الزام | ۱۵۹ | بغاوت کا راز کھلنا |
| ۱۶۹ | احمد بن نصر کا قتل | ۱۶۴ | افشین کا جوابی الزام | ۱۵۹ | عباس اور دیگر باغیوں کی موت |
| ۱۷۰ | مختلف واقعات | ۱۶۴ | غیر شرعی مخاطب کا الزام | ۱۵۹ | مازیار بن قارن |
| ۱۷۰ | لشکر کی بربادی | ۱۶۵ | مازیار سے خط و کتابت کا الزام | ۱۵۹ | افشین اور مازیار |
| ۱۷۰ | واثق کی وفات | ۱۶۵ | مازیار کی گواہی | ۱۵۹ | مازیار کی بغاوت |
| ۱۷۰ | جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ | ۱۶۵ | افشین کا جواب | ۱۵۹ | شاہی فوج کی آمد |
| ۱۷۰ | متوکل کے اقدامات | ۱۶۵ | ختنہ نہ کرانے کا جرم | ۱۶۰ | سرخستان کا گھیراؤ |
| ۱۷۱ | ابن الزیات کا زوال | ۱۶۵ | افشین پر فرد جرم | ۱۶۰ | سرخستان کا فرار |
| ۱۷۱ | قاضی احمد کا سلوک | ۱۶۵ | مازیار کی موت | ۱۶۰ | قارن کا مازیار کو دھوکا |
| ۱۷۱ | متوکل سے ابن الزیات کا سلوک | ۱۶۶ | مہر قع کی بغاوت | ۱۶۰ | مازیار کا جوش ختم |
| ۱۷۱ | متوکل پر واثق کا عتاب | ۱۶۶ | شاہی فوج اور مہر قع | ۱۶۰ | اہل ساریہ کا مازیار پر حملہ |
| ۱۷۱ | ابن الزیات کی گرفتاری اور قتل | ۱۶۶ | مہر قع کی گرفتاری | ۱۶۰ | قوہ یار کی حسن سے صلح |
| ۱۷۱ | عمر زحی کی گرفتاری | ۱۶۶ | ہارون بن معتصم واثق باللہ ۲۳۷ھ تا | ۱۶۰ | حیان کی وفات |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|------------------------------------|-----------|--------------------------|
| ۱۸۳ | مؤید اور معتز کے قتل کی کوشش | ۱۷۷ | ۲۳۲ھ تا ۲۳۳ھ | ۱۷۲ | ایتاخ کا زوال |
| ۱۸۳ | حمص میں تبدیلی | ۱۷۸ | جعفریہ نامی شہر | ۱۷۲ | ایتاخ کی بدبختی |
| ۱۸۴ | اہل بغداد اور سامرا کا جوش | ۱۷۸ | نجاح بن سلمہ | ۱۷۲ | ایتاخ کی گرفتاری |
| ۱۸۴ | اتامش وغیرہ کا تجاوز | ۱۷۸ | متوکل اور منتصر کی آپس میں ناراضگی | ۱۷۲ | ایتاخ کی موت |
| ۱۸۴ | اتامش کا قتل | ۱۷۸ | خلیفہ متوکل کے منتصر سے سلوک | ۱۷۲ | ابن بعیث کا فتنہ |
| ۱۸۴ | بغا صغیر کا مزار | ۱۷۸ | متوکل کے قتل کا مشورہ | ۱۷۳ | محمد بن بعیث کی گرفتاری |
| ۱۸۴ | یحییٰ بن عمر | ۱۷۹ | قتل کی تیاری | ۱۷۳ | ولی عہدی کی بیعت |
| ۱۸۵ | یحییٰ بن عمر کی بغاوت | ۱۷۹ | منتصر کو اطلاع | ۱۷۳ | دیگر اقدامات |
| ۱۸۵ | شاہی فوج کی آمد و شکست | ۱۷۹ | منتصر کی بیعت | ۱۷۳ | محمد بن ابراہیم کی موت |
| ۱۸۵ | یحییٰ بن عمر کا قافلہ | ۱۷۹ | عبدالرحمن بن معاویہ | ۱۷۳ | اہل آرمینیا کی بغاوت |
| ۱۸۵ | اوسالوس طبرستان میں اشتعال | ۱۸۰ | اندلس کی بنو عباس سے علیحدگی | ۱۷۴ | اہل آرمینیا کی سرکوبی |
| ۱۸۶ | شاہی کارندوں سے مزاحمت | ۱۸۰ | ادریس بن عبداللہ | ۱۷۴ | تفلیس کا محاصرہ |
| ۱۸۶ | علوی حکومت طبرستان میں | ۱۸۰ | بغداد میں بغاوت | ۱۷۴ | صغد نیل کی بربادی |
| ۱۸۶ | آمد اور ساریہ پر قبضہ | ۱۸۰ | علویہ کی حکومت | ۱۷۴ | قلعہ کیس پر حملہ |
| ۱۸۶ | ”رے“ پر قبضہ | ۱۸۰ | بنو حسین اور بنو علی | ۱۷۵ | قضاۃ کی معزولی اور تقرری |
| ۱۸۶ | ”رے“ کی واپسی و بازیابی | ۱۸۰ | یحییٰ بن حسین بن قاسم | ۱۷۵ | حمص کی بغاوت |
| ۱۸۶ | طبرستان اور رے سے انکلاء | ۱۸۱ | مختلف حکومتوں کا جائزہ | ۱۷۵ | نیا گورنر اور فتح |
| ۱۸۷ | باغیوں کی | ۱۸۱ | دیلیم اور سلجوقی حکومتیں | ۱۷۵ | اہل بجات کی بدعہدی |
| ۱۸۷ | بغا صغیر اور باغ | ۱۸۱ | تاتاریوں کا ظہور | ۱۷۵ | اہل بجات کی سرکوبی |
| ۱۸۷ | مستعین اور باغ | ۱۸۱ | معتز اور مؤید کی معزولی | ۱۷۶ | شاہی فوج کی حکمت عملی |
| ۱۸۷ | باغی کی گرفتاری | ۱۸۲ | معزولی کا اقرار | ۱۷۶ | اہل بجات کی شکست |
| ۱۸۷ | باغی کا قتل | ۱۸۲ | احمد بن نصیب کا چال | ۱۷۶ | اہل بجات کو امان و اعزاز |
| ۱۸۷ | خلیفہ اور اراکین کا سامرہ سے فرار | ۱۸۲ | وصیف کی محاذ جنگ روانگی | ۱۷۶ | رومیوں کی دھشت گردی |
| ۱۸۸ | مستعین کو سامرہ لانے میں ناکامی | ۱۸۲ | منتصر کی وفات اور مستعین کی خلافت | ۱۷۶ | ملکہ ندورہ مظالم |
| | ابو عبداللہ محمد بن متوکل معتز باللہ ۲۵۱ھ | | احمد بن معتمد مستعین باللہ ۲۳۸ھ | ۱۷۷ | روم اور صوائف کا جہاد |
| ۱۸۸ | تا ۲۵۵ھ | ۱۸۲ | تا ۲۵۱ھ | ۱۷۷ | رومیوں کا سمیساٹ پر حملہ |
| ۱۸۸ | معتز کی بیعت | ۱۸۲ | مستعین کی بیعت | ۱۷۷ | انطاکیہ اور ہلکاجور |
| ۱۸۸ | ابو احمد الرشید کا جواب | ۱۸۳ | بیعت کے دوران ہنگامہ | ۱۷۷ | متوکل کے عمال |
| ۱۸۸ | معتز کی بیعت کے بعد | ۱۸۳ | عمال کی تقرری | ۱۷۷ | ۲۳۵ھ تا ۲۳۸ھ |
| ۱۸۸ | خلیفہ مستعین کے اقدامات | ۱۸۳ | دیگر اقدامات | ۱۷۷ | ۲۳۹ھ تا ۲۴۱ھ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------|-----------|--------------------------------|-----------|------------------------------------|
| ۲۰۱ | صالح بن وصیف کے کرشمے | ۱۹۵ | مستعین کا وفادار گھوڑا | ۱۸۹ | موسیٰ بن بغا کبیر سے خط و کتابت |
| ۲۰۱ | فوج کا صالح سے نزاع | ۱۹۵ | ترکوں اور مغاربہ کی چپقلش | ۱۸۹ | موفق کی جنگ پر روانگی |
| ۲۰۱ | خلیفہ معتر کی عبرتناک معزولی | ۱۹۵ | مساور خارجی کے بیٹے پر ظلم | ۱۸۹ | مستعین کا لشکر |
| ۲۵۵ھ | محمد بن واثق مہندی باللہ | ۱۹۵ | مساور خارجی کا خروج | ۱۸۹ | ترکوں کا ارادہ |
| ۲۵۶ھ | | ۱۹۵ | حسن بن ایوب سے جنگ | ۱۸۹ | جنگ شروع |
| ۲۰۲ | مہندی باللہ کی خلافت | ۱۹۶ | موصل پر قبضہ | ۱۸۹ | معتر کی شکست |
| ۲۰۲ | معتر کی ماں فتنہ | ۱۹۶ | مساور کی مخالفت | ۱۹۰ | مستعین کے لشکر کی شکست |
| ۲۰۲ | فتیحہ دولت کی پجارن | ۱۹۶ | شاہی فوج کی آمد | ۱۹۰ | بکا جور کی بیعت |
| ۲۰۲ | صالح بن وصیف کا ظلم | ۱۹۷ | فوج کے ہاتھوں وصیف کا قتل | ۱۹۰ | موسیٰ بن بغا |
| ۲۰۳ | خلیفہ مہندی کا رد عمل | ۱۹۷ | معتر کے حکم پر بغا کا قتل | ۱۹۰ | انبار کے لئے جنگ |
| ۲۰۳ | خلیفہ مہندی کے اقدامات | ۱۹۷ | درہم بن حسن اور یعقوب | ۱۹۰ | ترکوں کی شکست اور جیت |
| ۲۰۳ | فتیحہ کا موسیٰ کو خط | ۱۹۸ | یعقوب کا ہرات اور بونج پر قبضہ | ۱۹۱ | شاہی فوج کی دوبارہ شکست |
| ۲۰۳ | موسیٰ کو معتر کی اطلاع | ۱۹۸ | علی بن حسین | ۱۹۱ | معتر اور مستعین کی گھمسان کی جنگیں |
| ۲۰۳ | موسیٰ بن بغا کی سامرہ آمد | ۱۹۸ | یعقوب کا کرمان پر قبضہ | ۱۹۱ | لشکر معتر کی شکست پھر جیت |
| ۲۰۳ | خلیفہ مہندی کی گرفتاری | ۱۹۸ | علی بن حسین سے جنگ | ۱۹۱ | صلح کرانے کی ناکام کوشش |
| ۲۰۳ | موسیٰ کی مہندی سے بیعت | ۱۹۸ | یعقوب کا شیراز پر قبضہ | ۱۹۲ | ابن طاہر کے خلاف ہنگامہ |
| ۲۰۴ | صالح سے جواب طلبی | ۱۹۸ | مقتولین کی تعداد | ۱۹۲ | خلیفہ مستعین رہافہ میں |
| ۲۰۴ | مغرور صالح کا خط | ۱۹۹ | شاہی گورنروں کی فارس آمد | ۱۹۲ | ابن طاہر کا لشکر سے خطاب |
| ۲۰۴ | ترکوں کا مشورہ | ۱۹۹ | ابن طولون مصر میں | ۱۹۲ | ابن طاہر کی مستعین سے بدگمانی |
| ۲۰۴ | مہندی کی ان سے گفتگو | ۱۹۹ | محمد بن عبداللہ کی وفات کے بعد | ۱۹۳ | صلح پر مستعین کی رضامندی |
| ۲۰۴ | عوام کا رد عمل | ۱۹۹ | عبید اللہ ابن طاہر اور سلیمان | ۱۹۳ | مستعین کی معزولی اور معتر کی بیعت |
| ۲۰۴ | خدام کرخ کی حاضری | ۱۹۹ | سلیمان کا بغداد میں ظلم | ۱۹۳ | معتر کے اقدامات |
| ۲۰۵ | خدام اور خلیفہ کی خط و کتابت | ۲۰۰ | بغداد میں ہنگامہ | ۱۹۳ | بغا اور وصیف کی معافی |
| ۲۰۵ | خدام کا فیصلہ | ۲۰۰ | مہندی کی بغداد میں بیعت | ۱۹۳ | بغا اور وصیف کی عزت افزائی |
| ۲۰۵ | خدام کا فیصلہ دربار میں | ۲۰۰ | ابودلف اور اس کا بیٹا | ۱۹۳ | ابن طاہر کے خلاف فتنہ |
| ۲۰۵ | خدام کے مطالبات | ۲۰۰ | عبدالعزیز سے جنگ | ۱۹۴ | بلوہ اور فساد |
| ۲۰۵ | مطالبات کی منظوری | ۲۰۰ | عبدالعزیز اور خ کی پھر جنگ | ۱۹۴ | بلواییوں کی جھڑپیں |
| ۲۰۵ | اختلاف اور صالح کو امان | ۲۰۰ | دلف بن عبدالعزیز | ۱۹۴ | مؤید کی معزولی |
| ۲۰۶ | صالح کی برآمدگی کا مطالبہ | ۲۰۰ | احمد بن عبدالعزیز | ۱۹۴ | مؤید کی پراسرار موت |
| ۲۰۶ | بلواییوں کا فرار | ۲۰۱ | عمرو بن عبدالعزیز | ۱۹۴ | مستعین کا قتل |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--------------------------------|-----------|------------------------------|-----------|------------------------------|
| ۲۱۸ | کروخ ہرات بادغیس پر قبضہ | ۲۱۲ | مہندی کی شکست اور فرار | ۲۰۶ | صالح کی گرفتاری اور قتل |
| ۲۱۸ | نیشاپور پر قبضہ | ۲۱۲ | مہندی کا قتل | | عہد منصر سے ایام مہندی تک کے |
| ۲۱۹ | خلیفہ معتمد کا یعقوب کو خط | ۲۱۲ | معزولی ایک اور روایت | ۲۰۶ | صوائف |
| ۲۱۹ | یعقوب کی چال بازی | ۲۱۲ | مہندی اور ترکوں کا اتفاق | ۲۰۶ | عمر بن عبد اللہ کی شہادت |
| ۲۱۹ | ساریہ اور آمل پر قبضہ | ۲۱۳ | بابکیال کا قتل | ۲۰۷ | علی بن یحییٰ ارمنی کی شہادت |
| ۲۱۹ | یعقوب کی بربادی | ۲۱۳ | احمد بن متوکل کی خلافت | ۲۰۷ | محمد بن معاذ |
| ۲۱۹ | عبد اللہ بنجر کی قتل | ۲۱۳ | مہندی کی پراسرار موت | ۲۰۷ | گورنر |
| ۲۲۰ | حسن بن زید کا جرجان پر قبضہ | ۲۱۳ | مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور | ۲۰۷ | حمص کی تباہی |
| ۲۲۰ | اذکر تکین گورنر موصل | ۲۱۴ | ابو عبد الرحمن عمری | ۲۰۷ | احمد بن نصیب کی معزولی |
| ۲۲۰ | یشتم کی موصل سے جنگ | ۲۱۴ | ابن صوفی کی وفات | ۲۰۷ | ۲۴۹ھ کے واقعات |
| ۲۲۰ | یشتم کی شکست | ۲۱۴ | علی بن زید علوی | ۲۰۷ | ۲۵۰ھ کے واقعات |
| ۲۲۰ | ابن ح اور ابن واصل کی جنگ | ۲۱۴ | زنگیوں کے بقیہ حالات | ۲۰۷ | ۲۵۱ھ کے واقعات |
| ۲۲۱ | موسیٰ بن بغا کا استعفاء | ۲۱۴ | ابراہیم بن سیماسے جنگ | ۲۰۸ | ۲۵۲ھ کے واقعات |
| ۲۲۱ | اہواز پر زنگی قبضہ | ۲۱۵ | بصرہ پر زنگیوں کا حملہ | ۲۰۸ | ۲۵۵ھ کے واقعات |
| ۲۲۱ | ابن واصل اور صفار | ۲۱۵ | مولد سے جنگ | ۲۰۸ | زنگیوں کے حالات |
| ۲۲۱ | صفار کا خار پر قبضہ | ۲۱۵ | منصور کی موت | ۲۰۸ | محققین کی آراء |
| ۲۲۱ | بنو سامان کی حکومت | ۲۱۶ | ایک اور قول | ۲۰۹ | فتنہ کی وجہ |
| ۲۲۲ | احمد بن اسد کی اولاد | ۲۱۶ | ابو احمد موفق | ۲۰۹ | علی کی جنگیں اور ساتھی |
| ۲۲۲ | نصر بحیثیت گورنر | ۲۱۶ | مفلح کی شہادت | ۲۰۹ | نسبت اور ناموں کی تبدیلی |
| ۲۲۲ | نصر اور اسماعیل | ۲۱۶ | موفق کی سرے سے تیاری | ۲۰۹ | زنگی غلاموں کی شمولیت |
| ۲۲۲ | جعفر بن معتمد کی عہد | ۲۱۶ | یحییٰ بن محمد زنگی | ۲۱۰ | مختلف فتوحات |
| ۲۲۲ | موفق کی عہد ثانی | ۲۱۷ | یحییٰ کا عبرتناک قتل | ۲۱۰ | شاہی فوج کو شکست |
| ۲۲۳ | موفق بمقابلہ زنگیاں | ۲۱۷ | اہواز پر قبضہ | ۲۱۰ | ابو منصور کو شکست |
| ۲۲۳ | خلیفہ صفار پر برہمی | ۲۱۷ | ابن بغا بمقابلہ زنگیاں | ۲۱۰ | بصرہ پر زنگیوں کے حملے |
| ۲۲۳ | موفق کی صفار کے لئے مزید سلطنت | ۲۱۷ | علی بن ابان کو ہزیمت | ۲۱۱ | ایلیہ پر قبضہ |
| ۲۲۳ | صفار کی دارالحکومت روانگی | ۲۱۷ | قلعہ مہدی پر حملہ | ۲۱۱ | عیاران اور اہواز پر قبضہ |
| ۲۲۳ | صفا کی آمد کی خبر سے ہلچل | ۲۱۷ | علی بن ابان کا فرار | ۲۱۱ | زنگیوں کی شکست |
| ۲۲۳ | شاہی فوج کی لشکر آرائی | ۲۱۸ | طاشمر کی شکست | ۲۱۱ | محمد بن بغا کا قتل |
| ۲۲۴ | صفار کی پسپائی | ۲۱۸ | محمد بن واصل | ۲۱۱ | مہندی کا موسیٰ کے قتل کا حکم |
| ۲۲۴ | محمد بن طاہر کی رہائی | ۲۱۸ | طخستان پر قبضہ | ۲۱۱ | مہندی کے خلاف ہنگامہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---------------------------|-----------|------------------------------|-----------|-----------------------------|
| ۲۳۶ | شاہی فوج پر حملہ | ۲۳۰ | تکین بخاری اور سلیمان | ۲۲۴ | زنگیوں کے مزید حالات |
| ۲۳۶ | زنگیوں کا منصورہ | ۲۳۰ | سلیمان اور تکین کا لڑائیاں | ۲۲۴ | زنگیوں کی شکست |
| ۲۳۶ | ابوالعباس کی تیسری فتح | ۲۳۰ | سلیمان اور شاہی فوج | ۲۲۴ | شاہی لشکر کی پٹائی |
| ۲۳۶ | خلیفہ موفیٰ کی آمد | ۲۳۰ | حسان اور رصافہ پر حملہ | ۲۲۵ | شاہی لشکر کا بڑا نقصان |
| ۲۳۶ | خلیفہ ابوالعباس سے ملاقات | ۲۳۱ | رصافہ کے سالار کا جوابی حملہ | ۲۲۵ | احمد بن کثونہ کی روانگی |
| ۲۳۶ | مینعہ پر قبضہ | ۲۳۱ | تکین اور سلیمان کی جھڑپ | ۲۲۵ | خیت کے لشکر کی پھر شکست |
| ۲۳۷ | ابن جامع کا فرار | ۲۳۱ | واسطہ پر سلیمان زنگی کا قبضہ | ۲۲۵ | شاہی فوج کا اہم نقصان |
| ۲۳۷ | ابن جامع کا سراغ | ۲۳۱ | ابن طولون کا شام پر قبضہ | ۲۲۶ | ابراہیم کا قتل |
| ۲۳۷ | جنانی کا قتل | ۲۳۱ | انطاکیہ پر قبضہ | ۲۲۶ | صفار برادران میں پھوٹ |
| ۲۳۷ | منصورہ پر حملہ اور قبضہ | ۲۳۲ | طرطوس اور چران پر قبضہ | ۲۲۶ | بخستان کا بسطام پر قبضہ |
| ۲۳۸ | فتح منصورہ کے بعد | ۲۳۲ | ابن طولون کے بیٹے کی بغاوت | ۲۲۶ | رافع بن ہرثمہ اور بخستانی |
| ۲۳۸ | مختارہ کے لئے روانگی | ۲۳۲ | موسیٰ بن اتامش کی آمد | ۲۲۶ | بخستانی بمقابلہ یحمر |
| ۲۳۸ | مختارہ پر حملہ | ۲۳۲ | موسیٰ کی حیرت انگیز گرفتاری | ۲۲۷ | یحمر کے ساتھیوں کا انتقام |
| ۲۳۸ | بہبود کو شکست | ۲۳۲ | زنگیوں پر شبنون | ۲۲۷ | بخستانی کا جنگ سے فرار |
| ۲۳۸ | مختارہ کا محاصرہ | ۲۳۳ | زنگیوں کا حملہ پسپا | ۲۲۷ | رافع کے دھوکے میں خارجی قتل |
| ۲۳۸ | امان کا اعلان | ۲۳۳ | زنگیوں پر شب خون | ۲۲۷ | ابن طاہر اور اسحاق کی جنگ |
| ۲۳۹ | موفقہ شہر کی بنیاد | ۲۳۳ | یعقوب صفار کی وفات | ۲۲۷ | اسحاق کا قتل |
| ۲۳۹ | موفق کے اقدامات | ۲۳۳ | صفار کا جانشین عمرو | ۲۲۷ | نیشاپور کا محاصرہ |
| ۲۳۹ | زنگیوں کی شرارتیں | ۲۳۴ | زنگیوں اور اگرتمش کی جنگ | ۲۲۸ | بخستانی اور حسن بن زید |
| ۲۳۹ | خیت کی خفیہ تیاری | ۲۳۴ | اہواز سے زنگیوں کا فرار | ۲۲۸ | یعقوب صفار کی وفات |
| ۲۳۹ | موفق کی تیاری کا کامیابی | ۲۳۴ | اگرتمش کی تیسری جنگ | ۲۲۸ | بخستانی کی شرارت |
| ۲۳۹ | زنگیوں کے سر | ۲۳۴ | محمد بن عبید اللہ زنگی | ۲۲۸ | بخستانی کا نائب |
| ۲۴۰ | زنگیوں سرداروں کی پناہ | ۲۳۴ | ابن ابان سے دھوکا | ۲۲۸ | بخستانی کا بدلہ |
| ۲۴۰ | زنگی دریائی حملہ | ۲۳۴ | ابن عبید اللہ سے صلح صفائی | ۲۲۸ | ابوطحہ کی جنگ اور پسپائی |
| ۲۴۰ | کھلی جنگ کی دعوت | ۲۳۵ | موت پر نا کام زنگی حملہ | ۲۲۸ | بخستان کے لئے نفرت |
| ۲۴۱ | ابوالعباس کی فتح | ۲۳۵ | موفق کا بیٹا ابوالعباس | ۲۲۹ | نوفلی کا قتل |
| ۲۴۱ | فصیل پر کامیابی | ۲۳۵ | ابوالعباس بمقابلہ زنگی لشکر | ۲۲۹ | بخستانی کا قتل |
| ۲۴۱ | ابوالعباس کی پہلی شکست | ۲۳۵ | ابوالعباس کی پہلی فتح | ۲۲۹ | قاتلوں کا فرار اور قتل |
| ۲۴۱ | مختارہ کی دفاعی لائن | ۲۳۵ | ابوالعباس کی دوسری فتح | ۲۲۹ | شاہی فوج اہواز میں |
| ۲۴۱ | فصیل پر قبضہ | ۲۳۶ | زنگیوں کی شرارت | ۲۲۹ | صفار کا اہواز پر قبضہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-----------------------------|-----------|-------------------------------------|-----------|--------------------------|
| ۲۴۱ | مشرقی حصے پر قبضہ | ۲۴۷ | شام پر خمارویہ کا قبضہ | ۲۵۴ | گھمسان کی جنگ |
| ۲۴۲ | زنگی پناہ گزینوں کی رائے | ۲۴۸ | اہل طرطوس کی بغاوت | ۲۵۴ | دیر اشماعان پر قبضہ |
| ۲۴۲ | خبیت کے گھر پر حملہ | ۲۴۸ | گورنر طبرستان کی وفات | ۲۵۵ | ریحان مغزی کی صلح |
| ۲۴۲ | لولؤء ابن طولون کی آمد | ۲۴۸ | عمر بن لیث کی معزولی | ۲۵۵ | جعفر بن ابراہیم زنگی |
| ۲۴۲ | لولؤء کا زنگیوں پر حملہ | ۲۴۸ | محمد بن زید کے ساتھی | ۲۵۵ | بعض کی تیاری |
| ۲۴۲ | ابوالعباس کا حملہ | ۲۴۸ | ابن کنداج و ابن ابی الساج کی مخالفت | ۲۵۵ | محقق کا سیلابی لشکر |
| ۲۴۳ | شہر پر قبضہ | ۲۴۹ | فتح نامی غلام | ۲۵۶ | بنو تمیم کی سرکوبی |
| ۲۴۳ | خبیت کا تعاقب کی تیاری | ۲۴۹ | ابن ابی الساج اور خمارویہ | ۲۵۶ | بہبود زنگی کا قتل |
| ۲۴۳ | تعاقب میں روانگی | ۲۴۹ | ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ | ۲۵۷ | بہبود کے قتل کے بعد |
| ۲۴۳ | اہم زنگیوں کا فرار | ۲۴۹ | اسحاق سے دوسری جنگ | ۲۵۷ | شہر کے ارد گرد صفائی |
| ۲۴۳ | انگلانے اور ملہبی گرفتار | ۲۵۰ | ابن ابی الساج گورنر آذربائیجان | ۲۵۷ | فصیل منہدم گھمسان کی جنگ |
| ۲۴۴ | مہم کا خاتمہ | ۲۵۰ | عمر بن لیث | ۲۵۷ | شاہی فوج شہر میں |
| ۲۴۴ | اسحاق بن کنداج | ۲۵۰ | خراج کی وصولی | ۲۵۷ | خلیفہ موفق تیر سے زخمی |
| ۲۴۴ | اسحاق بن عمر | ۲۵۰ | عمر بن لیث کی معزولی | ۲۵۷ | صحت یابی کے بعد |
| ۲۴۴ | موصل میں خوارج کی لڑائیاں | ۲۵۰ | احمد بن عبدالعزیز کی عمرو سے جنگ | ۲۵۷ | بحری حملہ اور فتح |
| ۲۴۴ | ہارون اور بنو شیبان | ۲۵۱ | موفق بمقابلہ عمرو | ۲۵۸ | انگلانی کے محل پر حملہ |
| ۲۴۴ | رافع بن ہرثمہ کے حالات | ۲۵۱ | اتکوتکین اور موفق | ۲۵۸ | بحری جنگ کی تیاری |
| ۲۴۵ | مرو میں اتار چڑھاؤ | ۲۵۱ | معتضد کی گرفتاری | ۲۵۸ | مختارہ میں آگ کا سمندر |
| ۲۴۵ | رافع کی ہرات روانگی | ۲۵۲ | ابوالصقر کے خلاف ہنگامہ | ۲۵۹ | بڑا حملہ |
| ۲۴۵ | ابوطلمحہ پر چڑھائی | ۲۵۲ | موفق کی وفات | ۲۵۹ | امیر البحر کی شہادت |
| ۲۴۵ | ابن طولون اور موفق | ۲۵۲ | دیگر مسائل قرامطہ | ۲۶۰ | خلیفہ کی بیماری اور صحت |
| ۲۴۵ | موفق اور معتمد | ۲۵۲ | فرج بن یحییٰ | ۲۶۰ | پل اور بند توڑنے کا حکم |
| ۲۴۶ | ابن کنداج کی حاضری | ۲۵۲ | بازمان بغاوت کے بعد | ۲۶۰ | شاہی فوج کی کامیابی |
| ۲۴۶ | معتمد کی زبردستی واپسی | ۲۵۳ | ابن عجیف اور راغب | ۲۶۱ | زنگیوں کی بدترین حالت |
| ۲۴۶ | لولؤء موسیٰ ابن طولون | ۲۵۳ | ہارون بن سلیمان بمقابلہ خوارج | ۲۶۱ | ”بہار“ نامی بازار |
| ۲۴۶ | ابن طولون کی مکہ میں پٹائی | ۲۵۳ | چند واقعات | ۲۶۱ | خطرناک قلعے کی فتح |
| ۲۴۷ | ابن طولون کی وفات | ۲۵۳ | رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ | ۲۶۱ | مغربی حصے پر قبضہ |
| ۲۴۷ | ابن کنداج اور ابن ابی الساج | ۲۵۴ | عبداللہ بن رشیدہ پر حملہ | ۲۶۲ | دوسرے پل کی خاکستری |
| ۲۴۷ | رقہ پر کامیابی | ۲۵۴ | اہل اذنہ پر حملہ | ۲۶۲ | انگلانے کو امان |
| ۲۴۷ | خمارویہ کی چالاکی | ۲۵۴ | اسلامی جنگی بیڑے کی شکست | ۲۶۲ | سلیمان اور شبل کو امان |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-------------------------------|-----------|--------------------------------|-----------|--------------------------|
| ۲۷۹ | عباس کی رہائی | ۲۶۲ | رومیوں کی شکست | ۲۶۲ | ۲۷۰ھ میں رومیوں سے جنگیں |
| ۲۷۹ | شام میں قرامطی مذہب | ۲۶۳ | ۲۷۳ھ کی جگہیں | ۲۶۳ | معمد کے دور میں سرکشیاں |
| ۲۷۹ | ذکریہ کا دعویٰ | ۲۶۳ | عسائی بن شیخ کی سرکشی | ۲۶۳ | ۲۵۱ھ کے واقعات |
| ۲۷۹ | خلیفہ اور قرامطی کی گفتگو | ۲۶۳ | ۲۵۹ھ | ۲۶۳ | ۲۵۷ھ کے واقعات |
| ۲۷۹ | قرامطی کی شام میں شورش | ۲۶۳ | معتضد کی خلافت | ۲۶۳ | ۲۵۸ھ کے واقعات |
| ۲۸۰ | عمر و اسما عیل | ۲۶۳ | رافع بن ہرثمہ | ۲۶۳ | ۲۵۹ھ کے واقعات |
| ۲۸۰ | عمر کی گرفتاری اور موت | ۲۶۳ | رافع شکست کے بعد | ۲۶۳ | ۲۶۰ھ کے واقعات |
| ۲۸۰ | عمر بن لیث کی خصوصیت | ۲۶۳ | رافع کا قتل | ۲۶۳ | ۲۶۱ھ کے واقعات |
| ۲۸۰ | محمد بن زید کا خراسان پر حملہ | ۲۶۳ | ابی جوزہ محمد بن عبادہ | ۲۶۳ | موفق کی ولی عہدی |
| ۲۸۰ | محمد زید کی شکست | ۲۶۳ | ہارون خارجی کا حملہ | ۲۶۳ | ۲۶۲ھ کے واقعات |
| ۲۸۰ | بنو سامن کا طبرستان پر قبضہ | ۲۶۳ | ابو جوزہ کی موت | ۲۶۳ | ۲۶۳ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | مکتفی کی گورنری | ۲۶۳ | خلیفہ معتضد اور بنی شیبان | ۲۶۳ | ۲۶۵ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | راغب غلام | ۲۶۳ | ماردین پر قبضہ | ۲۶۳ | ۲۶۶ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | وصیف کی چال بازی | ۲۶۳ | جبل و اصفہان کا گورنر | ۲۶۳ | ۲۶۷ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | وصیف کی گرفتاری اور قتل | ۲۶۳ | حمدان کی گرفتاری | ۲۶۳ | ۲۶۸ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | منظفر بن حاج | ۲۶۳ | ہارون خارجی کا اشتعال | ۲۶۳ | ۲۷۰ھ کے واقعات |
| ۲۸۱ | بدوؤں کی زیادتی | ۲۶۳ | ہارون کی گرفتاری | ۲۶۳ | ۲۷۱ھ کے واقعات |
| ۲۸۲ | ابن لیث اور بدر | ۲۶۳ | عبرتناک قتل | ۲۶۳ | ۲۷۲ھ کے واقعات |
| ۲۸۲ | معتضد کے گورنر | ۲۶۳ | ابودلف کا پوتا عمرو | ۲۶۳ | ۲۷۳ھ کے واقعات |
| ۲۸۲ | علوی بغاوت | ۲۶۳ | عمرو کی صلح | ۲۶۳ | ۲۷۵ھ کے واقعات |
| ۲۸۲ | دیگر عہدے | ۲۶۳ | بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف | ۲۶۳ | ۲۷۶ھ کے واقعات |
| ۲۸۲ | صوائف کی لڑائیاں | ۲۶۳ | ابولیلی بن عبدالعزیز | ۲۶۳ | ۲۷۷ھ کے واقعات |
| ۲۸۳ | بدر اور وزیر کے اختلافات | ۲۶۳ | ابولیلی کا فرار | ۲۶۳ | ۲۷۸ھ کے واقعات |
| ۲۸۳ | علی بن معتضد مکتفی باللہ ۲۸۹ھ | ۲۶۳ | ابن الشیخ کا واقعہ | ۲۶۳ | معمد کی وفات |
| ۲۸۳ | تا ۲۹۵ھ | ۲۶۳ | ابن ابی الساج کا حال | ۲۶۳ | |
| ۲۸۳ | بدر کی واسطہ روانگی | ۲۶۳ | قرامطہ کا آغاز ۲۸۱ھ | ۲۶۳ | |
| ۲۸۳ | بدر کا قتل | ۲۶۳ | بحرین و شام میں قرامطہ کا آغاز | ۲۶۳ | |
| ۲۸۳ | محمد بن ہارون کارے پر قبضہ | ۲۶۳ | یجی کا دعویٰ | ۲۶۳ | |
| ۲۸۳ | اسماعیل گورنر رہے | ۲۶۳ | | ۲۶۳ | |
| ۲۸۳ | قرامطہ کے خلاف کامیابی | ۲۶۳ | | ۲۶۳ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|------------------------------|-----------|----------------------------------|
| ۲۹۷ | سلجماسہ پر قبضہ | ۲۹۰ | مخالفین کا قتل | ۲۸۴ | بنی طولون کی کمزوری |
| ۲۹۸ | عبیدیوں کی حکومت کی بنیاد | ۲۹۱ | ابن معتر کی گرفتاری اور قتل | ۲۸۵ | بنی طولون کا محاصرہ |
| ۲۹۸ | ابن لیث کے حالات | ۲۹۱ | حسین بن حمدان کا تعاقب | ۲۸۵ | ہارون کے بعد شیبان |
| ۲۹۸ | لیث کی بدبختی و گرفتاری | ۲۹۱ | شیعہ عبیدیہ | ۲۸۵ | بنو طولون کی گرفتاری و خاتمہ |
| ۲۹۸ | سبکری کی بچت | ۲۹۲ | شیعہ مسالک کی تفصیل | ۲۸۵ | خلیجی باغی کو شکست |
| ۲۹۹ | عبدالرحمن کی سازش | ۲۹۲ | رافض کی اقسام | ۲۸۶ | حکومت بنی حمدان کا آغاز ۲۹۵ھ |
| ۲۹۹ | سبکری کے خلاف شاہی فوج | ۲۹۲ | عبیدیہ کے علاقے | ۲۸۶ | ابوالہیجاء کا کردوں پر حملہ |
| ۲۹۹ | وزیر کی تبدیلی | ۲۹۲ | افریقہ میں عبیدی مذہب | ۲۸۶ | محمد بن بلال کی صلح |
| ۲۹۹ | ابوعلی محمد ابوالحسین اور مقتدر | ۲۹۳ | حامیوں کے علاقے | ۲۸۶ | ابوالہیجاء کی بغاوت کی کوشش |
| ۳۰۰ | اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف | ۲۹۳ | شیعوں کی آمد و رفت | ۲۸۷ | ابن لیث کے حالات |
| ۳۰۰ | ولی عہدی کی بیعت | ۲۹۳ | یمن پر قبضہ | ۲۸۷ | صوائف |
| ۳۰۰ | اطروش کا ظہور | ۲۹۳ | ابوعبداللہ حسن | ۲۸۷ | فوس پر حملہ |
| ۳۰۰ | سلام اور ابن صعلوک | ۲۹۳ | مکہ آمد | ۲۸۷ | ابن کیغلیغ کا حملہ |
| ۳۰۰ | اطروش اور اہل دیلم | ۲۹۳ | فج الحیار مقام کتامہ | ۲۸۷ | اندرو تقس بطریق |
| ۳۰۱ | اطروش کا مذہب | ۲۹۴ | کتامہ میں عروج | ۲۸۸ | مکتفی کے گورنر |
| ۳۰۱ | اطروش کے مزید حالات | ۲۹۴ | میلہ شہر پر قبضہ | ۲۸۸ | مکتفی باللہ کی وفات |
| ۳۰۱ | مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ | ۲۹۴ | دارالہجرت نامی شہر | ۲۸۸ | جعفر بن معتضد المقتدر باللہ ۲۹۵ھ |
| ۳۰۱ | حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری | ۲۹۴ | حبیب کے بعد عبید اللہ | ۲۸۸ | تا ۳۳۰ھ |
| ۳۰۲ | ابن فرات کی دوبارہ وزارت | ۲۹۴ | عبید اللہ کی مصر میں گرفتاری | ۲۸۸ | خلافت کے لئے مشورہ |
| ۳۰۲ | ابن ابی الساج کے حالات | ۲۹۵ | عبید اللہ کی رہائی | ۲۸۸ | جعفر کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ |
| ۳۰۲ | یوسف کا جھوٹا دعویٰ | ۲۹۵ | عبید اللہ کی منزلیں | ۲۸۹ | مقتدر باللہ کی خلافت |
| ۳۰۲ | یوسف کے جھوٹ کا انکشاف | ۲۹۵ | عبید اللہ کی گرفتاری | ۲۸۹ | مقتدر کے خلاف حریفانہ کوششیں |
| ۳۰۳ | یوسف کی درخواست نامنظور | ۲۹۵ | ابوعبداللہ شیعہ کے احوال | ۲۸۹ | طالبان تخت قبر میں |
| ۳۰۳ | یوسف کی گرفتاری | ۲۹۵ | ابوعبداللہ کی کامیابیاں | ۲۸۹ | عبداللہ بن معتر کے لئے کوشش |
| ۳۰۳ | آذر بایجان پر سبک کا قبضہ | ۲۹۶ | باغایہ اور مرجانہ پر قبضہ | ۲۸۹ | وزیر کا قتل |
| ۳۰۳ | احمد بن مسافر | ۲۹۶ | مزید فتوحات | ۲۹۰ | ابن معتر کی خلافت کی اعلان |
| ۳۰۴ | سجستان کے حالات | ۲۹۶ | ابراہیم پر حملہ | ۲۹۰ | خادموں کی مزاحمت |
| ۳۰۴ | ابوزید ماورانی کی بغاوت | ۲۹۷ | ابراہیم کی مدد اپیل | ۲۹۰ | ابن معتر پر حملے کی تیاری |
| ۳۰۴ | ابن فرات کی گرفتاری | ۲۹۷ | ابوعبداللہ کا رقادہ پر قبضہ | ۲۹۰ | ابن معتر کی ناکامی |
| ۳۰۴ | حامد بن عباس کی وزارت | ۲۹۷ | بلاد مغرب کی جانب پیش قدمی | ۲۹۰ | ابن عمرو یہ کافر |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------|-----------|----------------------------|-----------|--------------------------------|
| ۳۱۶ | مقتدر کی دربار میں پیشی | ۳۱۱ | سلیمان بن حسن کی وزارت | ۳۰۵ | حامد کی نااہلی |
| ۳۱۷ | معزولی کے فرمان میں دستخط | ۳۱۱ | ابوالقاسم کلوازی وزیر | ۳۰۵ | ابن فرات اور حامد |
| ۳۱۷ | محل میں لوٹ مار | ۳۱۱ | دانیالی فراڈیا | ۳۰۵ | حامد کی اچھا بننے کی کوشش |
| ۳۱۷ | نئے احکامات | ۳۱۱ | مقلح خادم اور دانیالی | ۳۰۶ | مصر پر مہدی کی فوج کشی |
| ۳۱۷ | نئے خلیفہ کا پہلا دن | ۳۱۱ | حسین بن قاسم اور دانیالی | ۳۰۶ | افریقی بیڑے کی شکست |
| ۳۱۷ | محل میں ہنگامہ | ۳۱۲ | حسین کی وزارت میں رکاوٹ | ۳۰۶ | ابن ابی الساج کا بقیہ احوال |
| ۳۱۷ | سرخسوں کا قتل | ۳۱۲ | حسین کی درخواست اور بجٹ | ۳۰۶ | یوسف کی آمد |
| ۳۱۸ | مقتدر باللہ کی واپسی | ۳۱۲ | حسین کی معزولی و گرفتاری | ۳۰۷ | سعید کی کامیابیاں |
| ۳۱۸ | مخالفین کا انجام | ۳۱۲ | ابوطاہر قرامطی | ۳۰۷ | مقتدر کے وزیر |
| ۳۱۸ | دولیم کے کمانڈر | ۳۱۲ | بصرہ میں قتل عام | ۳۰۷ | تنخواہوں میں کوتاہی |
| ۳۱۸ | ماکان ابن کالی | ۳۱۳ | حاجیوں پر ظلم و ستم | ۳۰۷ | ابن فرات کی وزارت |
| ۳۱۸ | ابوالحسین بن کالی کا قتل | ۳۱۳ | عورتوں کا احتجاج | ۳۰۷ | حامد کی شامت |
| ۳۱۹ | ابوعلی کی امارت | ۳۱۳ | ابوطاہر کا دوبارہ حملہ | ۳۰۷ | حامد کی قید اور وفات |
| ۳۱۹ | ماکان کا طبرستان پر قبضہ | ۳۱۳ | کوفہ پر قبضہ | ۳۰۸ | علی بن عیسیٰ ابن حواری وغیرہ |
| ۳۱۹ | اسفار کی فتوحات | ۳۱۳ | مونس خادم کوفہ میں | ۳۰۸ | مونس خادم اور ابن فرات |
| ۳۱۹ | اسفار کا قراقرم اور قتل | ۳۱۳ | یوسف کی قرامطہ سے جنگ | ۳۰۸ | ابن فوات کا ظلم |
| ۳۲۰ | مرداوتج | ۳۱۴ | مونس اور قرامطہ کی جنگ | ۳۰۸ | ابن فرات کی گرفتاری |
| ۳۲۰ | مرداوتج کی سلطنت | ۳۱۴ | نصر حاجب اور قرامطہ کی جنگ | ۳۰۸ | ابوالقاسم کی وزارت |
| ۳۲۰ | بارون کے کمانڈر کی بغاوت | ۳۱۴ | قرامطہ کا رجب پر قبضہ | ۳۰۹ | محسن بن فرات کی گرفتاری |
| ۳۲۱ | اصفہان ابواوزخوزستان پر قبضہ | ۳۱۴ | قرامطہ اور شاہی فوج | ۳۰۹ | محسن اور ابن فرات کا قتل |
| ۳۲۱ | حکومت کی سند جاری | ۳۱۴ | قرامطی اجتماع | ۳۰۹ | ابن فرات کی باقی اولاد |
| ۳۲۱ | مرداوتج کا بھائی اشمگیر | ۳۱۵ | قرامطہ کی شکست | ۳۰۹ | ابوالقاسم کی معزولی |
| ۳۲۱ | ابوعبداللہ بریدی کے حالات | ۳۱۵ | مکہ پر قرامطہ کا قبضہ | ۳۰۹ | ابوالعباس وزیر |
| ۳۲۱ | ابوعبداللہ کی گرفتاری | ۳۱۵ | عبید اللہ مہدی کی ناراضگی | ۳۰۹ | علی بن عیسیٰ کی وزارت |
| ۳۲۲ | مقتدر کے دور کے صوائف | ۳۱۵ | نازوک اور ماجوریہ | ۳۱۰ | علی بن عیسیٰ کی توجہ |
| ۳۲۲ | ۳۰۳ھ کے واقعات | ۳۱۵ | مونس کی خلیفہ سے ناراضگی | ۳۱۰ | ابوالقاسم کا احتساب |
| ۳۲۲ | ۳۰۴ھ کے صوائف | ۳۱۶ | خلیفہ اور مونس کے گروپ | ۳۱۰ | علی بن عیسیٰ کے انتظام میں خلل |
| ۳۲۲ | رومی سفیروں کی آمد | ۳۱۶ | مونس کا خلیفہ کو خط | ۳۱۰ | علی کا استعفاء دینے کی کوشش |
| ۳۲۲ | ۳۰۵ھ اور ۳۰۶ھ کی جنگیں | ۳۱۶ | مقتدر کی معزولی | ۳۱۰ | علی بن عیسیٰ کی گرفتاری |
| ۳۲۳ | ۳۱۰ھ کی جنگیں | ۳۱۶ | محمد بن معتضد کی خلافت | ۳۱۰ | ابوعلی کی وزارت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|-------------------------------|-----------|---|
| ۳۳۶ | سہما کی نفرت | ۳۲۹ | مونس کو دھڑکا | ۳۲۳ | ۳۱۴ھ اور ۳۱۵ھ جنگیں |
| ۳۳۶ | خلیفہ قاہرہ کی گرفتاری | ۳۳۰ | مونس کے اقدامات | ۳۲۳ | مردوں کا قتل |
| | محمد بن مقتدر الراضی باللہ ۳۲۲ھ تا | ۳۳۰ | خلیفہ قاہرہ کے اقدامات | ۳۲۳ | ۳۱۶ھ کی جنگیں |
| ۳۳۷ | ۳۲۹ھ | ۳۳۰ | ابن مقلہ وغیرہ کی سازش | ۳۲۳ | ۳۲۰ھ کی جنگیں |
| ۳۳۷ | الراضی باللہ کی خلافت | ۳۳۰ | ابن مقلہ کا حربہ کامیاب | ۳۲۴ | سمیاط رومی محاصرہ |
| ۳۳۷ | الراضی کے اقدامات | ۳۳۰ | علی بن بلیق کا فرار | ۳۲۴ | مقتدر کے عمال |
| ۳۳۷ | وزیر کے اقدامات | ۳۳۱ | بلیق کی گرفتاری | ۳۲۴ | کردوں کے خلاف کاروائی |
| ۳۳۷ | ابن یاقوت بمقابلہ ابن رائق | ۳۳۱ | مونس معزول طریف افسر | ۳۲۴ | فارس پر سکری کا قبضہ |
| ۳۳۸ | ہارون کی بغاوت | ۳۳۱ | مونس کی گرفتاری | ۳۲۵ | ۳۹۸ھ تا ۲۹۹ھ کے واقعات |
| ۳۳۸ | ہارون کو روکنے کی کوشش | ۳۳۱ | نیا وزیر ابو جعفر | ۳۲۵ | ابوالہیجاء کی بغاوت |
| ۳۳۸ | ہارون کا قتل | ۳۳۱ | طریف اور مونس | ۳۲۵ | سبک محی |
| ۳۳۸ | ابن یاقوت کا زوال | ۳۳۲ | ساجیہ کی ناراضگی کی وجہ | ۳۲۶ | ابن قیس اور گورنر شہر زور |
| ۳۳۸ | ابن یاقوت کی گرفتاری | ۳۳۲ | مومن خادم اور صندل | ۳۲۶ | محمد بن اسحاق کی معزولی |
| ۳۳۸ | ربائی کی ناکام کوشش | ۳۳۲ | خلیفہ قاہرہ اور صندل | ۳۲۶ | موسیٰ کی ماں کی گرفتاری |
| ۳۳۸ | بریدی کے حالات | ۳۳۲ | صندل کی کاروائی | ۳۲۶ | شفیع مقتدری |
| ۳۳۹ | بریدی کی کامیابیاں | ۳۳۲ | طریف کے اقدامات | ۳۲۷ | ابوالہیجاء کی تقرری |
| ۳۳۹ | ابو عبد اللہ اور یاقوت | ۳۳۳ | ابن ملکنی اور ابن بلیق کا قتل | ۳۲۷ | ناصر الدولہ کی ناراضگی |
| ۳۳۹ | یاقوت کی شکست | ۳۳۳ | بلیق اور مونس کا قتل | ۳۲۷ | مونس اور خلیفہ مقتدر کے اختلافات |
| ۳۳۹ | بریدی کی یاقوت سے بے رحمی | ۳۳۳ | ابو جعفر کی گرفتاری | ۳۲۷ | عمید الدولہ حسین |
| ۳۴۰ | بریدی کا یاقوت سے فراڈ | ۳۳۳ | حکومت بنی بویہ کی ابتدا | ۳۲۸ | مونس بمقابلہ خلیفہ مقتدر |
| ۳۴۰ | یاقوت کو نصیحت | ۳۳۴ | مرداوتح کے پاس | ۳۲۸ | خلیفہ مقتدر کا قتل |
| ۳۴۰ | یاقوت کی تنہائی | ۳۳۴ | عمید کے پاس | ۳۲۸ | قتل کے بعد |
| ۳۴۰ | بریدی کو یاقوت کا خوف | ۳۳۴ | عماد الدولہ کرخ میں | ۳۲۸ | ابو منصور محمد القاہرہ باللہ ۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ |
| ۳۴۰ | یاقوت کا قتل | ۳۳۴ | اصفہان پر چڑھائی | ۳۲۸ | خلیفہ کی تلاش |
| ۳۴۱ | ابوالعلاء کا قتل | ۳۳۵ | مرداوتح کا حسد | ۳۲۸ | قاہرہ باللہ کی تخت نشینی |
| ۳۴۱ | وزیر السلطنت کی آمد اور واپسی | ۳۳۵ | نوبند جان کا والی اور عماد | ۳۲۹ | مقتدر کی والدہ پر تشدد |
| ۳۴۱ | ناصر کا موصل پر قبضہ | ۳۳۵ | ابن یاقوت سے مدد بھیڑ | ۳۲۹ | مقتدر کے ساتھیوں کے حالات |
| ۳۴۱ | وزارت کی تبدیلی | ۳۳۵ | خزانے کی دریافت | ۳۲۹ | ہارون کی امان طلبی |
| ۳۴۱ | نئے وزیر کی تقرری | ۳۳۵ | ابن یاقوت سے صلح | ۳۲۹ | عبدالواحد بن مقتدر |
| ۳۴۱ | استعفاء اور نیا وزیر | ۳۳۶ | ابن مقلہ کی سازشیں | ۳۲۹ | عبدالواحد کو امن |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-----------------------------------|-------------|-----------------------------------|-----------|-----------------------------|
| ۳۵۵ | ابن رائق کی بغداد روانگی | ۳۴۸ | اہل اردنیل کے ساتھ | ۳۴۲ | نئے وزیر کا فرار |
| ۳۵۵ | کورتکین سے جنگ | ۳۴۸ | سبکی کا فرار اور قتل | ۳۴۲ | ابن رائق کی وزارت اور عروج |
| ۳۵۵ | ابن رائق، فاتح اور امیر الامراء | ۳۴۹ | وشمکیر کا آذربائیجان پر قبضہ | ۳۴۲ | ابن رائق کے اقدامات |
| ۳۴۹ | وزارت ابن بریدی و فرار متقی بجانب | ۳۴۹ | بسائیری کا ظلم و ستم | ۳۴۲ | خلیفہ کے اختیارات کا حال |
| ۳۵۵ | موصل | ۳۴۹ | غزہ کے دسکرة اور بغداد کے | ۳۴۲ | مملکت میں طوائف الملوکی |
| ۳۵۶ | ابن رائق موصل میں | ۳۴۹ | مضافات میں پہنچنا | ۳۴۳ | نجم کا تعارف |
| ۳۵۶ | ابن رائق کا قتل | ۳۴۹ | ابن رائق کا ظہور | ۳۴۳ | مرداوتح کے چونچلے |
| ۳۵۶ | خلیفہ کی بغداد واپسی | ۳۴۹ | ابن رائق کی صلح اور شام روانگی | ۳۴۳ | مرداوتح کے قتل کے بعد |
| ۳۵۶ | بریدی کی واپسی اور شکست | ۳۵۰ | بالبان ترک | ۳۴۳ | ساجیہ اور ابن رائق |
| ۳۵۷ | واسطہ پر سیف الدولہ کا قبضہ | ۳۵۰ | ابن بریدی کی وزارت | ۳۴۳ | بریدی سے خراج کا مطالبہ |
| ۳۵۷ | دیسیم بن ابراہیم کردی | ۳۵۰ | سوس پر ابن بریدی کا حملہ | ۳۴۴ | ابن بریدی کی وعدہ خلافی |
| ۳۵۷ | دیسیم کا آذربائیجان پر قبضہ | ۳۵۰ | رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ | ۳۴۴ | کوفی اور ابوبکر کے مزے |
| ۳۵۷ | محمد بن مسافر | ۳۵۰ | نجم کا واسطہ پر قبضہ | ۳۴۴ | ابن بریدی کا لشکر |
| ۳۵۷ | دیسیم کا آرمینیا فرار | ۳۵۱ | ابن رائق کا شام پر قبضہ | ۳۴۴ | ابن بریدی اور ابن رائق |
| ۳۵۸ | آذربائیجان دیلمی قبضہ کے بعد | ۳۵۱ | انشید سے جنگ اور صلح | ۳۴۵ | بصرہ پر قبضہ |
| ۳۵۸ | دیلیم کا تبریز پر قبضہ | ۳۵۱ | راضی کے دور کے صوائف | ۳۴۵ | نجم کا ابواز پر قبضہ |
| ۳۵۸ | سیف الدولہ کا حال | ۳۵۲ | راضی اور قہر کے عمال | ۳۴۵ | ابن بریدی کی معذرت |
| ۳۵۸ | سیف الدولہ کا فرار | ۳۵۲ | گورنر مصر کی مصروفیات | ۳۴۵ | ابن رائق کی کامیابی |
| ۳۵۸ | توزون اور حج | ۳۵۲ | راضی کی وفات و خلافت متقی | ۳۴۶ | ابن جبرری کا شب خون |
| ۳۵۹ | سیف الدولہ کی موصل روانگی | ۳۴۹ تا ۳۳۳ھ | ابراہیم بن مقتدر اہل متقی لہ ۳۲۹ھ | ۳۴۶ | معز الدولہ کا مکرم پر قبضہ |
| ۳۵۹ | توزون کی امارت | ۳۵۲ | ۳۳۳ھ | ۳۴۶ | ابن بریدی کا فرار |
| ۳۵۹ | محمد بن ینال کی خلیفہ کو چغلی | ۳۵۲ | خلیفہ کے لئے مشورہ | ۳۴۶ | ابن بریدی اور معز کا اختلاف |
| ۳۵۹ | خلیفہ کی موصل اور تکریت روانگی | ۳۵۳ | اہل متقی لہ کی خلافت | ۳۴۶ | نجم کی حکم عدولی |
| ۳۶۰ | توزون کا موصل پر قبضہ | ۳۵۳ | نجم کا قتل | ۳۴۷ | ابوالفتح کی شام روانگی |
| ۳۶۰ | توزون کی صلح | ۳۵۳ | نجم کے قتل کے بعد | ۳۴۷ | بریدی کی شکست |
| ۳۶۰ | ابن بویہ کا واسطہ پر قبضہ | ۳۵۳ | بریدی کی بغداد روانگی | ۳۴۷ | ابن مقلہ کی وزارت اور زوال |
| ۳۶۰ | ابن بریدی اپنے بھائی کا قاتل | ۳۵۳ | خلیفہ کی مزاحمت کی ناکام کوشش | ۳۴۷ | ابن رائق سے دشمنی |
| ۳۶۰ | جواہرات کا قصہ | ۳۵۴ | بریدی کی وزارت | ۳۴۷ | ابن مقلہ کی گرفتاری اور موت |
| ۳۶۱ | ابن بریدی کی موت | ۳۵۴ | ابن بریدی کا فرار | ۳۴۷ | نجم بغداد میں |
| ۳۶۱ | یانس، مولیٰ بریدی | ۳۵۴ | کورتکین امیر الامراء | ۳۴۸ | وشمکیر کا کمانڈر سبکی |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|-------------------------------|-----------|---------------------------------------|-----------|------------------------------------|
| ۳۷۳ | ابوالفضل عبدالکریم بن مطیع | ۳۶۸ | ناصر سے صلح | ۳۶۱ | ابوالحسن کا توزون کے ہاتھوں قتل |
| ۳۷۳ | الطائع اللہ کی خلافت | ۳۶۸ | عمران بن شاہین | ۳۶۱ | متقی دور کے صوائف |
| ۳۷۴ | صوائف | ۳۶۸ | عمران اور شاہی فوج | ۳۶۱ | عیسائیوں کا مقدس عمامہ |
| ۳۷۴ | عزالدولہ کی امداد طلبی | ۳۶۸ | عمران کی ایک اور فتح | ۳۶۱ | روسیوں کا حملہ |
| ۳۷۴ | مدد کی آمد | ۳۶۹ | عمران کی گورنری | ۳۶۲ | روسیوں کی بزدلانہ دہشت گردی |
| ۳۷۴ | افنگین کی امارت | ۳۶۹ | صہیری کا انتقال مہلبی کی وزارت | ۳۶۲ | محاصرے میں اور آفت |
| ۳۷۴ | عزالدولہ کی بغداد آمد | ۳۶۹ | بصرہ کا محاصرہ | ۳۶۲ | روسیوں کا فرار |
| ۳۷۵ | بغداد کا محاصرہ | ۳۶۹ | معز الدولہ کا موصل پر قبضہ | ۳۶۲ | خلفہ متقی کے گورنر |
| ۳۷۵ | ترکوں کو شکست | ۳۶۹ | ناصر کی اولاد پر حملہ | ۳۶۲ | متقی کی بے اعتنائیاں |
| ۳۷۵ | عزالدولہ کی گرفتاری | ۳۶۹ | معز سے صلح کی درخواست | ۳۶۳ | مستکفی باللہ کی بیعت |
| ۳۷۵ | مرزبان بن عزالدولہ کو ششیں | ۳۷۰ | معز الدولہ کا گھر | ۳۶۳ | مستکفی کے اقدامات |
| ۳۷۵ | عضد الدولہ کی مشکلات | ۳۶۳ | جامع بغداد پر کتبہ عید غدیر اور تعزیه | ۳۶۳ | وفات توزون و امارات ابن شیرزاد |
| ۳۷۵ | عضد الدولہ کی معذرت | ۳۷۰ | داری | ۳۶۴ | حالات درست کرنے کی کوشش |
| ۳۷۵ | رکن الدولہ کا رد عمل | ۳۷۰ | عید غدیر کی بنیاد | ۳۶۴ | حکمرانوں کی حالت |
| ۳۷۶ | عزالدولہ دوبارہ حاکم | ۳۷۰ | پہلا شیعہ سنی ہنگامہ | ۳۶۴ | معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ |
| ۳۷۶ | عزالدولہ اور ابن بقیہ | ۳۷۰ | عمان کی طرف پیش قدمی | ۳۶۵ | سلطان معز الدولہ |
| ۳۷۶ | افنگین کے حالات | ۳۷۱ | عمان پر معز کا قبضہ | ۳۶۵ | مستکفی کی معزولی |
| ۳۷۷ | رکن الدولہ کے انتقال کے بعد | ۳۷۱ | وزیر مہلبی کی وفات | ۳۶۵ | ابوالقاسم فضل بن مقتدر المطیع اللہ |
| ۳۷۷ | عزالدولہ کی شکست | ۳۷۱ | معز الدولہ کی وفات | ۳۶۵ | ۳۳۲ھ تا ۳۶۳ھ |
| ۳۷۷ | بصرہ پر عضد الدولہ کا قبضہ | ۳۷۱ | عزالدولہ کی امارت | ۳۶۵ | المطیع باللہ کی خلافت |
| ۳۷۷ | عزالدولہ کی تیاری | ۳۷۱ | ابوالفرج کا شکست | ۳۶۵ | عباسیہ کا سیاہ دور |
| ۳۷۷ | عضد الدولہ واسط میں | ۳۷۲ | حبشی بن معز | ۳۶۶ | عباسیوں کی مغلوبیت کی وجہ |
| ۳۷۷ | ابوالفتح کی گرفتاری | ۳۷۲ | ابو الفضل کی معزولی ابن بقیہ کی | ۳۶۶ | ٹیکس کی بھرمار |
| ۳۷۸ | عضد الدولہ کا بغداد پر قبضہ | ۳۷۲ | وزارت | ۳۶۶ | معز الدولہ کے اقدامات |
| ۳۷۸ | عزالدولہ کا قتل | ۳۷۲ | ناصر کی گرفتاری | ۳۶۷ | ناصر الدولہ بغداد میں |
| ۳۷۸ | ابوتغلب اور عضد | ۳۷۲ | شیعہ سنی جھگڑے کے بانی | ۳۶۷ | معز الدولہ سے جنگ |
| ۳۷۸ | ابوتغلب کا فرار | ۳۷۲ | ابوتغلب سے صلح | ۳۶۷ | ناصر کی شکست |
| ۳۷۸ | عضد الدولہ اور ابوتغلب کی جنگ | ۳۷۳ | عزالدولہ کی بغداد روانگی | ۳۶۷ | ناصر اور معز کی صلح |
| ۳۷۹ | ابوتغلب کے علاقوں پر قبضہ | ۳۷۳ | ترکوں کا ہنگامہ | ۳۶۷ | ترکوں کے خلاف فتح |
| ۳۷۹ | صمصام الدولہ کا دور حکومت | ۳۷۳ | اہل سنت ترک کی کامیابی | ۳۶۷ | معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|---------------------------------|-----------|---------------------------------------|
| ۳۹۲ | جلال الدولہ | ۳۸۵ | ابوعلی کی بغاوت | ۳۷۹ | شرف الدولہ اور تاج الدولہ |
| ۳۹۲ | کرمان کا فیصلہ | ۳۸۵ | ابونصر وغیرہ کی پیش قدمی | ۳۷۹ | اشکر بغداد کی بغاوت |
| ۳۹۲ | بغداد میں پریشانی | ۳۸۶ | صمصام کا قتل | ۳۷۹ | بصرہ اور بغداد میں شرف الدولہ کا قبضہ |
| ۳۹۲ | جلال الدولہ کی بغداد آمد | ۳۸۶ | دیلم اور بہاء الدولہ | | صمصام الدولہ کا زوال اور شرف الدولہ |
| ۳۹۳ | ابو کا لیجار کا بصرہ پر قبضہ | ۳۸۶ | سوس اور شیراز پر قبضہ | ۳۸۰ | کاراج |
| ۳۹۳ | جلال الدولہ کی ابواز روانگی | ۳۸۶ | کرمان پر قبضہ | ۳۸۰ | باد... بن مردان |
| ۳۹۳ | ابو کا لیجار کا واسطہ پر قبضہ | ۳۸۶ | ابونصر کی فتوحات اور قتل | ۳۸۰ | باد کی حکومت کا آغاز |
| ۳۹۳ | جلال الدولہ کا ابواز پر حملہ | ۳۸۷ | موفق کی فتوحات اور قتل | ۳۸۰ | موصل پر قبضہ |
| ۳۹۳ | نور الدولہ کے خلاف ہنگامہ | ۳۸۷ | بہاء الدولہ کی وزراء | ۳۸۱ | دیلمیوں سے شکست |
| ۳۹۴ | مدار پر قبضہ کی جنگ | ۳۸۷ | عراق کے گورنر | ۳۸۱ | باد کی صلح |
| ۳۹۴ | ابوعلی کی جنگ اور قتل | ۳۸۷ | مختلف حکومتوں کے آغاز اور خاتمے | ۳۸۱ | ابونصر خواشاہ |
| ۳۹۴ | جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ | ۳۸۸ | بنی مزید کا ظہور | ۳۸۱ | موصل کے حکمران |
| ۳۹۴ | بصرہ پر ابو الفتح کا قبضہ | ۳۸۸ | ابوعلی اور ابو جعفر کی لڑائی | ۳۸۱ | شرف الدولہ کی موت |
| ۳۹۴ | جلال کا پھر بصرہ پر قبضہ | ۳۸۸ | بغداد کا محاصرہ | ۳۸۱ | بہاء الدولہ کی حکومت |
| ۳۹۵ | بصرہ پر ابو کا لیجار کا جھنڈا | ۳۸۸ | بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ | ۳۸۲ | ابوعلی اور صمصام کی جنگ |
| | ابو جعفر عبداللہ، القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ | ۳۸۸ | کوفہ و موصل میں دعوت علویہ | ۳۸۲ | ابوعلی کا قتل |
| ۳۹۵ | تہ، قائم بامر اللہ کی خلافت | ۳۸۹ | فخر الملک کی وزارت | ۳۸۲ | قادر بطیمہ میں |
| ۳۹۵ | اشکر یوں کی بغاوت | ۳۸۹ | ابوالشوک کی بغاوت | ۳۸۲ | بہاء الدولہ اور ار جان |
| ۳۹۶ | ترکوں کی پھر سرکشی | ۳۸۹ | واسطہ اور بغداد میں صلح کا عمل | ۳۸۳ | صمصام الدولہ سے جنگ اور صلح |
| ۳۹۶ | جلال الدولہ کی واپسی | ۳۹۰ | سلطان الدولہ اور ابو الفوارس | ۳۸۳ | بہاء الدولہ بغداد میں |
| ۳۹۶ | بغداد میں بد امنی | ۳۹۰ | ابن سہلان کی وزارت | ۳۸۳ | خلیفہ طائع کی معزولی |
| ۳۹۶ | بغاوت اور جلال کا فرار | ۳۹۰ | محمود غزنوی اور ابو الفوارس | ۳۸۳ | ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر |
| ۳۹۷ | جلال الدولہ اور ابو کا لیجار میں مصالحت | ۳۹۰ | ترکوں کا خروج | ۳۸۳ | قادر باللہ کی خلافت |
| ۳۹۷ | قاضی ابوالحسن ماوردی | ۳۹۰ | سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت | ۳۸۴ | طائع کی وفات |
| ۳۹۷ | ابو کا لیجار کا بصرہ پر قبضہ | ۳۹۰ | مشرف الدولہ کا واسطہ پر قبضہ | ۳۸۴ | ابوالعلاء کی صمصام سے شکست |
| ۳۹۷ | ترکوں کی شورش | ۳۹۱ | دیلم کی سلطان الدولہ کی حمایت | ۳۸۴ | بہاء الدولہ کی ایک اور کوشش |
| ۳۹۸ | دولت سلجوقیہ کی ابتداء | ۳۹۱ | سلطان اور مشرف میں صلح | ۳۸۴ | ابونصر کی دوبارہ وزارت |
| ۳۹۸ | ترکوں کی ایک پہاڑی قوم | ۳۹۱ | ابوالقاسم حسین بن علی | ۳۸۴ | ابواز پر بہاء کا قبضہ |
| ۳۹۸ | محمود کا ترکوں پر حملہ | ۳۹۱ | وزیر کا فرار اور فتنہ کوفہ | ۳۸۵ | صمصام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ |
| ۳۹۸ | ترکوں کی رہنمائی | ۳۹۲ | علوی اور عباسی فساد | ۳۸۵ | ابوعلی، بہاء الدولہ کا وزیر |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--------------------------------------|-----------|---------------------------------------|-----------|----------------------------------|
| ۴۱۱ | سجاری کی فتح | ۴۰۴ | ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ | ۳۹۸ | ترکوں کی ابن سبکتگین سے بغاوت |
| ۴۱۱ | بغداد میں طغرل کا استقبال | ۴۰۵ | ابوعلی اور طغرل بیگ | ۳۹۹ | مراغہ پر ترکوں کی یلغار |
| ۴۱۱ | پوری مملکت اسلامیہ کی حکومت کا انعام | ۴۰۵ | تشر پر قبضہ | ۳۹۹ | عراقیہ کی مزید فتوحات |
| ۴۱۲ | ابراہیم اور طغرل بیگ | ۴۰۵ | ابن ابی الشوک کی سرکشی و اطاعت | ۳۹۹ | ابوالفتح کی عراقیہ پر فتح |
| ۴۱۲ | بسایری وغیرہ کی بغاوت | ۴۰۵ | شیعہ سنی فساد ۵۴۳ھ | ۳۹۹ | علاء الدولہ کی عراقیہ پر فتح |
| ۴۱۲ | طغرل کے بھائی کی علیحدگی | ۴۰۵ | طغرل بیگ سے سعدی کی بغاوت | ۳۹۹ | طغرل بیگ |
| ۴۱۳ | بسایری اور قریش بغداد میں | ۴۰۵ | ترک، کرد، لوٹ مار | ۴۰۰ | ترکوں کی دیار بکر آمد |
| ۴۱۳ | بغداد میں مستنصر علوی کا خطبہ | ۴۰۶ | ترکوں کی بغاوت | ۴۰۰ | ترکوں کے خلاف بغاوت |
| ۴۱۳ | خلیفہ کے لشکر کی شکست | ۴۰۶ | طغرل بیگ کا ملاز کرد پر حملہ | ۴۰۰ | جلال الدولہ اور طغرل بیگ |
| ۴۱۳ | خلیفہ کو امان | ۴۰۶ | روم پر چڑھائی | ۴۰۰ | طغرل بیگ اور ابن سبکتگین |
| ۴۱۳ | خلیفہ سے قریش کا حسن سلوک | ۴۰۶ | بسایری کی کشیدگی | ۴۰۱ | نیشاپور پر قبضہ |
| ۴۱۴ | مستنصر علوی کو خوشخبری فتح | ۴۰۷ | دسکرہ وغیرہ میں ترک | ۴۰۱ | طغرل بیگ کو استحکام |
| ۴۱۴ | اھواز واسط اور بصرہ پر قبضہ | ۴۰۷ | ملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ | ۴۰۱ | قرواش اور جلال الدولہ |
| ۴۱۴ | طغرل بیگ کی آمد بسایری فرار | ۴۰۷ | ترک اور بسایری | ۴۰۱ | جلال الدولہ کی وفات |
| ۴۱۴ | خلیفہ قائم اور مہاراش | ۴۰۷ | طغرل بیگ کا اظہار اطاعت | ۴۰۱ | ملک العزیز کے احوال |
| ۴۱۵ | خلیفہ کی بغداد روانگی | ۴۰۸ | طغرل بیگ بغداد میں | ۴۰۲ | ابو کا لیجار کی بغداد آمد |
| ۴۱۵ | خلیفہ کا استقبال اور بحالی خلافت | ۴۰۸ | طغرل کی سپاہ پر بغداد میں حملہ | ۴۰۲ | ابو کا لیجار اور طغرل بیگ کی صلح |
| ۴۱۵ | بسایری کا قتل | ۴۰۸ | ملک الرحیم کی گرفتاری اور بنو بویہ کا | ۴۰۲ | ابو کا لیجار کی وفات |
| ۴۱۵ | بسایری کا نام | ۴۰۸ | خاتمہ | ۴۰۲ | ملک الرحیم کی حکومت |
| ۴۱۶ | سلطان طغرل بیگ واسط میں | ۴۰۸ | ملک الرحیم اور بعض ساتھی رہا | ۴۰۳ | ملک العزیز کی جنگ |
| ۴۱۶ | وزارت کی تبدیلی | ۴۰۹ | بغداد میں طغرل کی لوٹ مار | ۴۰۳ | فارس کی طرف ملک الرحیم کی روانگی |
| ۴۱۶ | خلیفہ کے بیٹی کے لئے پیغام نکاح | ۴۰۹ | ہزارشب کی گورنری | ۴۰۳ | لشکر فارس کی بغاوت |
| ۴۱۶ | خلیفہ کا انکار | ۴۰۹ | طغرل اور قائم کی رشتہ داری | ۴۰۳ | ملک الرحیم کا رامہر مزر پر قبضہ |
| ۴۱۶ | رشتہ کے لئے بھرپور کوششیں | ۴۰۹ | ابوالغنائم کی بغاوت | ۴۰۳ | ابوسعدا کا اصطر پر قبضہ |
| ۴۱۷ | خمار تکین کی چغلی اور قتل | ۴۱۰ | جنگ بسایری و قطمش | ۴۰۳ | ابو منصور کی تیاری |
| ۴۱۷ | طغرل بیگ کا نکاح | ۴۱۰ | طغرل بیگ کو زیارت رسول ﷺ | ۴۰۴ | ملک الرحیم کی شکست |
| ۴۱۷ | نکاح کے بعد رخصتی | ۴۱۰ | موصل روانگی | ۴۰۴ | اھواز میں ملک الرحیم کا خطبہ |
| ۴۱۷ | سلطان طغرل بیگ کی وفات | ۴۱۰ | عرب لٹیروں کا صفایا | ۴۰۴ | بغداد میں شیعہ سنی فساد |
| ۴۱۷ | سلطان الپ ارسلان | ۴۱۱ | دبیس و قریش اور بسایری | ۴۰۴ | طغرل بیگ کا اصفہان پر قبضہ |
| ۴۱۸ | مقتول عمید الملک | ۴۱۱ | جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ | ۴۰۴ | طغرل بیگ کو خلعت و خطاب |

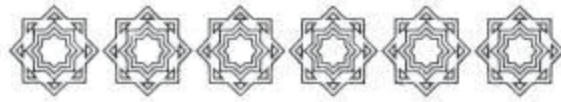
| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|---|-----------|-------------------------------------|-----------|--|
| ۴۳۱ | برکیاروق سے جنگ | ۴۲۴ | بیت المقدس پر قبضہ | ۴۱۸ | امام الحرمین کا ترک خراسان |
| ۴۳۱ | قتل تاج الملک | ۴۲۵ | تنش کی دمشق آمد اور آتسز کا قتل | ۴۱۸ | بغداد میں خطبہ کے لئے قاصدین |
| ۴۳۲ | نظام الملک کا بیٹا ابو عبد اللہ | ۴۲۵ | شیخ ابواسحاق کی سفارت | ۴۱۹ | ”الولد المؤید“ کا خطاب و خلعت |
| ۴۳۲ | برکیاروق کا قبضہ | ۴۲۵ | عمید الدولہ کی معزولی | ۴۱۹ | قطمیش کی بغاوت |
| ۴۳۲ | المقتدی بامر اللہ | ۴۲۶ | فخر الدولہ دیار بکر میں | ۴۱۹ | کرخ وغیرہ کی فتح |
| ۴۳۲ | ابو العباس احمد بن مقتدی ”المستظہر باللہ“ | ۴۲۶ | واپسی کا سلسلہ | ۴۱۹ | ملک شاہ کی ولی عہدی |
| ۴۳۲ | مستظہر باللہ کی خلافت | ۴۲۶ | موصل پر عمید الدولہ کا قبضہ | ۴۱۹ | مدرسہ نظامیہ |
| ۴۳۲ | تنش کے حالات | ۴۲۶ | شرف الدولہ کی اطاعت | ۴۲۰ | خلیفہ کے وزراء |
| ۴۳۳ | رحبہ میں تنش کا خطبہ | ۴۲۶ | ابن مروان کے خلاف فتح | ۴۲۰ | مکہ میں خطبہ |
| ۴۳۳ | موصل پر قبضہ | ۴۲۷ | جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ | ۴۲۰ | ابن قریش دبیس کی اطاعت |
| ۴۳۳ | خطبہ کے لئے درخواست | ۴۲۷ | فخر الدولہ کا تعارف | ۴۲۰ | حلب پر سلطان کا قبضہ |
| ۴۳۳ | آقسقر اور بوزان کی علیحدگی | ۴۲۷ | وزراء کی تبدیلی | ۴۲۱ | بادشاہ روم کی پیشقدمی |
| ۴۳۳ | حلب پر تنش کا قبضہ | ۴۲۷ | ابوشجاع کی معزولی | ۴۲۱ | الپ ارسلان کی تیاری |
| ۴۳۴ | تنش کی مزید کامیابیاں | ۴۲۸ | حلب کے حالات | ۴۲۱ | رومی فوج سے جنگ |
| ۴۳۴ | بغداد میں خطبہ کی دوبارہ درخواست | ۴۲۸ | شرف الدولہ کا قتل | ۴۲۱ | ارمانوس رومی بادشاہ کی گرفتاری |
| ۴۳۴ | برکیاروق کی پیش قدمی | ۴۲۸ | تنش کو حلب کی درخواست | ۴۲۲ | ارمانوس سے شرائط صلح |
| ۴۳۴ | اصفہان پر برکیاروق کا قبضہ | ۴۲۸ | ملک شاہ کی فاتحانہ حلب آمد | ۴۲۲ | روم میں بغاوت |
| ۴۳۴ | تنش کا قتل | ۴۲۸ | حلب پر قبضہ | ۴۲۲ | بغداد کی کوتوالی |
| ۴۳۵ | برکیاروق کو استحکام | ۴۲۹ | مزید فتوحات اور واپسی | ۴۲۲ | الپ ارسلان کا قتل |
| ۴۳۵ | محمد بن ملک شاہ | ۴۲۹ | بغداد میں اعزازات | ۴۲۲ | ملک شاہ کی جانشینی |
| ۴۳۵ | برکیاروق کی ماں کا قتل | ۴۲۹ | ”بغداد کے فتنے“ افسوسناک تبصرہ | ۴۲۳ | الپ ارسلان کی وصیت |
| ۴۳۵ | سلطان محمد کا خطبہ | ۴۳۰ | نظام الملک کا تعارف | ۴۲۳ | ملک شاہ کی واپسی و اقدامات |
| ۴۳۵ | برکیاروق کا دوبارہ خطبہ | ۴۳۰ | وزارت کا قصہ | ۴۲۳ | ابوالقاسم عبد اللہ بن ذخیرۃ الدین قائم |
| ۴۳۶ | محمد اور برکیاروق کی پہلی جنگ | ۴۳۰ | سلطان کی نظر میں وقعت | ۴۲۳ | باللہ کی وفات مقتدی کی تقرری |
| ۴۳۶ | گوہر آئین کے ابتدائی حالات | ۴۳۰ | نظام الملک کی شہادت | ۴۲۳ | نئے خلیفہ کا تعارف |
| ۴۳۷ | برکیاروق اور سخر کی جنگ | ۴۳۱ | ملک شاہ کی وفات | ۴۲۴ | تقرری کے بعد |
| ۴۳۷ | برکیاروق کی مدد کے لئے روانگی | ۴۳۱ | ملک شاہ کی بیوی ترکمان | ۴۲۴ | مدرسہ نظامیہ میں افسوسناک واقعہ |
| ۴۳۷ | برکیاروق کی سخر سے جنگ | ۴۳۱ | محمود کی تخت نشینی | ۴۲۴ | وزیر فخر الدولہ کی معزولی |
| ۴۳۷ | برکیاروق کی شکست | ۴۳۱ | برکیاروق کی گرفتاری | ۴۲۴ | تنش کا دمشق پر قبضہ |
| ۴۳۷ | | ۴۳۱ | برکیاروق کی رہائی اور یورش | ۴۲۴ | آتسز کا دمشق پر قبضہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|---------------------------------------|-----------|-------------------------------------|
| ۲۵۰ | آقسقر برستی | ۲۴۴ | سیف الدولہ کی آمد | ۲۳۷ | وزیر عمید الدولہ کی معزولی |
| ۲۵۰ | ابو منصور فضل المستر شد باللہ ۵۱۲ھ | ۲۴۴ | نیال کی آذربائیجان روانگی | ۲۳۷ | ابو المحاسن پر قاتلانہ حملہ |
| ۲۵۰ | تالمستر شد باللہ کی خلافت | ۲۴۴ | نیال کارے پر قبضہ | ۲۳۸ | عمید الدولہ کی گرفتاری اور موت |
| ۲۵۱ | امیر ابو الحسن | ۲۴۴ | سلطان محمد بلیقان میں | ۲۳۸ | برکیاروق اور محمد کی دوسری جنگ |
| ۲۵۱ | ولی عہد کا خطبہ | ۲۴۵ | برکیاروق اور محمد کی پانچویں جنگ | ۲۳۸ | موید الملک کے عزیزوں سے مال کی ضبطی |
| ۲۵۱ | ملک مسعود و سلطان محمود | ۲۴۵ | محمد بن موید الملک | ۲۳۸ | برکیاروق کی فوج |
| ۲۵۲ | ملک مسعود بغداد میں | ۲۴۵ | عمید الدولہ کی معزولی | ۲۳۸ | محمد بن ملک شاہ کے حالات |
| ۲۵۲ | منکبرس اور مسعود کی صلح | ۲۴۵ | قوام الدولہ کی تقرری | ۲۳۸ | برکیاروق کی ادھر ادھر روانگی |
| ۲۵۲ | بغداد میں مختلف لشکر | ۲۴۵ | زعیم الروساء | ۲۳۹ | برکیاروق کا بغداد میں خطبہ |
| ۲۵۲ | ملک طغرل بن سلطان محمد | ۲۴۶ | برکیاروق کو احساس بربادی | ۲۳۹ | بغداد میں برکیاروق کی غلط روش |
| ۲۵۳ | ملک طغرل اور سلطان کی ناراضگی | ۲۴۶ | برکیاروق اور محمد کی صلح | ۲۳۹ | ابن صلیحہ |
| ۲۵۳ | ملک سنجہ بن ملک شاہ | ۲۴۶ | صلح کی شرائط | ۲۳۹ | ابو محمد اور برکیاروق |
| ۲۵۳ | سلطان محمود اور سنجہ | ۲۴۶ | محمد کے اہل خانہ کی روانگی | ۲۴۰ | ابو محمد کی بغاوت |
| ۲۵۳ | محمود کی جرجان روانگی | ۲۴۶ | برکیاروق کا بغداد میں خطبہ | ۲۴۰ | سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ |
| ۲۵۴ | سنجہ رے آمد | ۲۴۷ | ملک شاہ کی ولی عہدی | ۲۴۰ | محمد کا بغداد پر قبضہ |
| ۲۵۴ | سنجہ کی محمود سے جنگ | ۲۴۷ | برکیاروق کی وفات | ۲۴۰ | محمد کی جنگ کے لئے واپسی |
| ۲۵۴ | سلطان سنجہ کا بغداد میں خطبہ | ۲۴۷ | ملک شاہ کی بغداد روانگی | ۲۴۰ | دونوں بھائیوں کا آمناسامنا |
| ۲۵۴ | صلح کی گفتگو | ۲۴۷ | ملک شاہ کی تخت نشینی | ۲۴۱ | برکیاروق اور محمد کی صلح |
| ۲۵۴ | چچی بھیتے کی صلح | ۲۴۷ | موصل پر قبضہ کے لئے روانگی | ۲۴۱ | صلح کرانے والوں کا قتل |
| ۲۵۴ | امیر منکبرس کی سزائے موت | ۲۴۸ | چکر مش سے جنگ | ۲۴۱ | برکیاروق اور محمد کی پھر جنگ |
| ۲۵۵ | دبیس اور آقسقر برستی | ۲۴۸ | چکر مش اور محمد کی صلح | ۲۴۱ | ابو المحاسن کا قتل |
| ۲۵۵ | دبیس کی سازشیں | ۲۴۸ | سلطان محمد بغداد میں | ۲۴۲ | ایلغازی بن ارتق |
| ۲۵۵ | ملک مسود کی شاہی کا اعلان | ۲۴۸ | امیر ایاز کی صلح | ۲۴۲ | بغداد میں برکیاروق کا خطبہ |
| ۲۵۵ | مسعود اور محمود کی جنگ | ۲۴۹ | امان دینے کا حلف | ۲۴۲ | بغداد میں سخت ہنگامہ |
| ۲۵۶ | جیوش بیگ | ۲۴۹ | امیر ایاز کی طرف سے شک | ۲۴۳ | شرائط امن |
| ۲۵۶ | دبیس کی حرکتیں | ۲۴۹ | امیر ایاز کا قتل | ۲۴۳ | خطبوں کی لڑائی |
| ۲۵۶ | دبیس کی چالپوسی | ۲۴۹ | ترکمانوں کی شورش | ۲۴۳ | نیال بن انوش تکلیں |
| ۲۵۶ | دبیس کی صلح کی کوششیں اور معافی | ۲۴۹ | سلطان محمد کے اقدامات | ۲۴۴ | سلطان محمد کی اطاعت کا حلف |
| ۲۵۶ | برستی اور ایلغازی کو جاگیریں مرحمت | ۲۵۰ | سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی | ۲۴۴ | نیال کے ظلم و ستم |
| ۲۵۶ | ہوئیں | ۲۵۰ | سلطان محمود کی تخت نشینی | ۲۴۴ | |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|--|-----------|-------------------------------------|-----------|--|
| ۴۶۹ | مختلف امراء کی آمد | ۴۶۳ | زنگی اور قراجاساقی کی جنگ | ۴۵۷ | ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت |
| ۴۷۰ | سلطان مسعود کا خط | ۴۶۳ | مسعود اور خلیفہ کی صلح | ۴۵۷ | جیوش بیگ کا قتل |
| ۴۷۰ | سلطان کی محاصرے میں ناکامی | ۴۶۴ | ملک سنجر کی پیش قدمی | ۴۵۷ | جیوش بیگ کی سوانح |
| ۴۷۰ | سلطان مسعود بغداد | ۴۶۴ | سلطان مسعود کی روانگی | ۴۵۷ | دہیس کے حالات |
| ۴۷۰ | محمد بن مستظہر باللہ مقتضی الامر اللہ | ۴۶۴ | مسعود کی شکست | ۴۵۸ | مظفر بن عماد |
| ۴۷۰ | ۵۳۰ھ تا | ۴۶۴ | مسعود کی سنجر سے ملاقات | ۴۵۸ | دہیس کا خلیفہ کو خط |
| ۴۷۰ | مقتضی کی خلافت | ۴۶۵ | خلیفہ کی فتح | ۴۵۸ | مہملہ بن ابوالعسر |
| ۴۷۱ | سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ | ۴۶۵ | اقبال اور دہیس کی جنگ | ۴۵۸ | دہیس کی بغاوت |
| ۴۷۱ | سابق خلیفہ راشد | ۴۶۵ | ملک داؤد کی شکست | ۴۵۸ | نظام الدولہ کی وزارت |
| ۴۷۱ | خلیفہ راشد کی بغاوت | ۴۶۵ | سلطان مسعود کی بغداد آمد | ۴۵۹ | نظام الدولہ کی معزولی |
| ۴۷۱ | دونوں فوجوں کی شکست | ۴۶۵ | ملک طغرل سے جنگ | ۴۵۹ | دہیس اور خلیفہ مسترشد کی جنگ |
| ۴۷۲ | خلیفہ راشد کا فارس اور خوزستان پر قبضہ | ۴۶۶ | ملک طغرل کا حال | ۴۵۹ | خلیفہ کی روانگی |
| ۴۷۲ | سلجوق شاہ کا بغداد پر حملہ | ۴۶۶ | مسترشد کی موصل روانگی | ۴۵۹ | لشکروں کی شان میں فرق |
| ۴۷۲ | خلیفہ راشد کا قتل | ۴۶۶ | خلیفہ کی ناکام واپسی | ۴۵۹ | جنگ کا آغاز |
| ۴۷۲ | ۵۳۲ھ کے حالات | ۴۶۶ | طغرل اور مسعود کی جنگ | ۴۶۰ | اہل مشرق اور دہیس |
| ۴۷۲ | بغداد میں ٹیکسوں کی معافی | ۴۶۷ | مسعود کی عبرتناک شکست | ۴۶۰ | یرتقش کی تقرری |
| ۴۷۲ | وزیر السلطنت اور خلیفہ کی آن بن | ۴۶۷ | دار الخلافت میں سازشیں | ۴۶۰ | ملک طغرل و دہیس عراق میں |
| ۴۷۳ | بغداد کا شہنہ | ۴۶۷ | ملک طغرل کی وفات | ۴۶۰ | خلیفہ کا بغداد سے کوچ |
| ۴۷۳ | بواز بہ کی بغاوت | ۴۶۷ | سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد | ۴۶۱ | دہیس کی اتفاقیہ فتح |
| ۴۷۳ | امیر عبدالرحمن طغرل بیگ | ۴۶۷ | آپس کی جنگ کے لئے کوچ | ۴۶۱ | مغرل اور دہیس سنجر کے پاس |
| ۴۷۳ | امیر عبدالرحمن کی ترقی اور شکست | ۴۶۸ | خلیفہ اور سلطان کی جنگ | ۴۶۱ | خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی ناچاقی |
| ۴۷۳ | امیر عبدالرحمن کا قتل | ۴۶۸ | خلیفہ کی گرفتاری کا رد عمل | ۴۶۱ | سلطان کی بغداد روانگی |
| ۴۷۴ | امیر عباس کا قتل | ۴۶۸ | راشد کی خلافت | ۴۶۱ | عقیف اور عماد کی جنگ |
| ۴۷۴ | بواز بہ کی جنگ اور قتل | ۴۶۸ | خلیفہ مسترشد کا قتل | ۴۶۱ | سلطان محمود کی بغداد آمد |
| ۴۷۴ | خاص بیگ مشیر خاص | ۴۶۲ | راشد باللہ ابو جعفر بن مسترشد باللہ | ۴۶۲ | جنگ اور صلح |
| ۴۷۴ | امیروں کی دوبارہ سرکشی | ۴۶۲ | ۵۲۹ھ تا | ۴۶۲ | صلح کے بعد |
| ۴۷۴ | امیروں کی بغداد آمد اور لڑائی | ۴۶۲ | ابو جعفر کی خلافت | ۴۶۲ | سلطان محمود اور ملک سنجر |
| ۴۷۵ | امیروں کی معافی اور روانگی | ۴۶۲ | دہیس کا قتل | ۴۶۲ | دہیس کی شرارت اور فرار |
| ۴۷۵ | ملک سنجر اور مسعود | ۴۶۳ | راشد اور سلطان مسعود | ۴۶۳ | سلطان داؤد کی تخت نشینی |
| ۴۷۵ | ملک شاہ کے خطبے کی درخواست | ۴۶۳ | خلیفہ اور سلطان کی جنگ | ۴۶۳ | ملک مسعود کا تبریز پر قبضہ |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|----------------------------------|-----------|-------------------------------------|-----------|---------------------------------|
| ۴۸۷ | یزدین کے حالات | ۴۸۱ | ایلڈ کرکا احوال | ۴۷۵ | وزارت |
| ۴۸۸ | سنگا کا قتل | ۴۸۲ | محمود بن شاہ کی بیعت | ۴۷۵ | ملک شاہ کی تخت نشینی |
| ۴۸۸ | عضد الدین کی معزولی | ۴۸۲ | ایلڈ کر کے خلاف محاذ | ۴۷۵ | ملک شاہ کی پہلی جنگ |
| ۴۸۸ | قائم از کی بغاوت | ۴۸۲ | ایلڈ کر کی جنگیں | ۴۷۵ | واسط اور کوفہ پر قبضہ |
| ۴۸۸ | قائم از کا خاتمہ | ۴۸۲ | مستنجد بن مقتضی | ۴۷۶ | امیر خاص بیگ کا قتل |
| ۴۸۸ | علاء الدین تیمار | ۴۸۳ | مقتضی کی وفات | ۴۷۶ | تکریت کا محاصرہ |
| ۴۸۹ | گورنر خوزستان کی سرکشی | ۴۸۳ | مستنجد کے خلاف سازش | ۴۷۶ | فوج کی روانگی |
| ۴۸۹ | عضد الدین کا قتل | ۴۸۳ | الحسن مستنجد باللہ ۵۶۱ھ تا ۵۷۵ھ | ۴۷۶ | خلیفہ مقتضی کا کوچ |
| ۴۸۹ | ظہیر الدین بن عطار | ۴۸۳ | مستنجد کی بیعت | ۴۷۶ | خلیفہ کی جنگ |
| ۴۸۹ | خلیفہ مقتضی کی وفات | ۴۸۳ | ترکمانوں کی شورش | ۴۷۷ | وزیر کو، سلطان العراق، کا خطاب |
| ۴۸۹ | ابو العباس احمد بن مستنجد الناصر | ۴۸۳ | قلعہ ماہکی کی بازیابی | ۴۷۷ | بقش کون کی موت |
| ۴۸۹ | لدین اللہ | ۴۸۳ | خفاجہ کی سرکشی اور صلح | ۴۷۷ | شملہ کا خوزستان پر قبضہ |
| ۴۸۹ | ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ | ۴۸۴ | بنی اسد کا عراق سے اخراج | ۴۷۷ | بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز |
| ۴۸۹ | الناصر لدین اللہ کی خلافت | ۴۸۴ | واسط میں بغاوت | ۴۷۸ | سلیمان شاہ |
| ۴۸۹ | خلافت کی بیعت | ۴۸۴ | شملہ کی شورش | ۴۷۸ | سلیمان شاہ کا اعزاز |
| ۴۹۰ | عبید اللہ بن یونس | ۴۸۵ | شملہ کی واپسی | ۴۷۸ | شاہی فوجوں کی روانگی |
| ۴۹۰ | سلجوقی حکومت کا خاتمہ | ۴۸۵ | شرف الدین وزیر السلطنت | ۴۷۹ | سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری |
| ۴۹۰ | ہمدان کی جنگ | ۴۸۵ | عضد الدین اور خلیفہ | ۴۷۹ | بغداد کا محاصرہ |
| ۴۹۰ | سلجوقی خان دان کا آخری حکمران | ۴۸۵ | خلیفہ مستنجد کا قتل | ۴۷۹ | محاصرہ ناکام |
| ۴۹۱ | خلیفہ نصر کا تکریت وغیرہ پر قبضہ | ۴۸۵ | مستنجد کی بیعت | ۴۷۹ | امیر سقمان |
| ۴۹۱ | بصرہ پر عربوں کی پورش | ۴۸۶ | وزیر السلطنت کا قتل | ۴۸۰ | سنقر ہمدانی |
| ۴۹۱ | خوزستان پر شاہی فوج کا قبضہ | | دولت علویہ کا خاتمہ، دولت عباسیہ کا | ۴۸۰ | سنقر کی دوبارہ بغاوت |
| ۴۹۱ | رے پر قبضہ | ۴۸۶ | خطبہ | ۴۸۰ | سنقر کی بری طرح شکست |
| ۴۹۱ | قطع کی بغاوت | ۴۸۶ | نور الدین محمود زنگی | ۴۸۰ | قائم از اور شملہ کی جنگ |
| ۴۹۲ | خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ | ۴۸۶ | شاہور کی بحالی اور بدعہدی | ۴۸۰ | سلیمان شاہ کی تخت نشینی |
| ۴۹۲ | اصفہان پر خلیفہ کا قبضہ | ۴۸۶ | فاطمی خلیفہ عاضد کا خاتمہ | ۴۸۰ | امراء کا اختلاف |
| ۴۹۲ | گوکچہ بہلوانی | ۴۸۷ | صلاح الدین ایوبی کی وزارت | ۴۸۱ | سلیمان شاہ کی بیعت |
| ۴۹۲ | دمشق سے شاہی گورنر کا انخلاء | ۴۸۷ | صلاح الدین اور عباسی خطبہ | ۴۸۱ | ملک شاہ کی موت |
| ۴۹۲ | گوکچہ کا قتل | ۴۸۷ | بغداد میں جشن | ۴۸۱ | سلیمان شاہ کی بے راہ روی |
| ۴۹۲ | تاش تکین کا داماد ”سنجر“ | ۴۸۷ | نور الدین کی سفارش | ۴۸۱ | ارسلان شاہ کی بیعت |

| صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان | صفحہ نمبر | عنوان |
|-----------|------------------------------------|-----------|--------------------------------------|-----------|------------------------------------|
| | شجرہ نسب و السماء خلفاء (عباسی) | ۴۹۷ | الظاہر بامر اللہ کی خلافت | ۴۹۳ | نصیر الدین علوی |
| | جنہوں نے بغداد کی خلافت کی (خلفاء) | ۴۹۷ | خلیفہ ظاہر کی وفات | ۴۹۳ | وزیر السلطنت کا عہدہ اور معزولی |
| | عباسیہ کا تذکرہ جنہوں نے بغداد سے | ۴۹۷ | ظاہر کا خط | ۴۹۳ | موید الدین کی تقرری |
| | عباسیہ کے خاتمے کے بعد مصر میں | | مستنصر باللہ کی خلافت ۶۲۳ھ تا | ۴۹۳ | سنجر کی بغاوت |
| ۵۰۱ | خلافت کی | ۴۹۸ | ۶۲۱ھ | ۴۹۴ | سنجر کی گرفتاری اور معافی |
| ۵۰۱ | مصر کا نیا عباسی خلیفہ | ۴۹۸ | مستنصر کی بیعت | ۴۹۴ | منکلی اور اید غمش |
| ۵۰۱ | حکومت الملک الظاہر کے حوالے | ۴۹۸ | خلیفہ مستنصر کی وفات | ۴۹۴ | اید غمش کا قتل |
| ۵۰۱ | تاتار کے لئے خلیفہ کی روانگی | | عبداللہ بن مستنصر المعتصم باللہ ۶۲۱ھ | ۴۹۴ | ”وجہ السبع“ کی روانگی |
| | خلیفہ کی ساتھیوں سمیت مصر میں نئے | ۴۹۸ | تا معتصم کی خلافت | ۴۹۴ | منکلی کا انجام |
| ۵۰۲ | خلیفہ کی تلاش | ۴۹۸ | شیعوں کا اہلسنت پر ظلم | ۴۹۵ | ولی عہد کا انتقال |
| ۵۰۲ | حاکم بامر اللہ | | شیعوں کی سرکوبی پر ابن علقمی کی | ۴۹۵ | خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ |
| ۵۰۲ | مستغنی باللہ | ۴۹۹ | ناراضگی | ۴۹۵ | بنی معروف کی جلاوطنی |
| ۵۰۲ | مستغنی حاکم بامر اللہ | ۴۹۹ | ابن علقمی رافضی کی غداری | ۴۹۶ | تاتاریوں کا خروج |
| ۵۰۳ | واثق باللہ | ۴۹۹ | سقوط بغداد کا اندوہناک واقعہ | ۴۹۶ | خوارزم شاہ اور جلال الدین |
| ۵۰۳ | متوکل کی دوبارہ خلافت | ۴۹۹ | بغداد میں قتل عام | ۴۹۶ | خلیفہ ناصر کی وفات |
| | | | میا فارقین تاتاریوں کے قبضے میں | ۴۹۶ | ناصر کے کچھ حالات |
| | ختم شد | ۵۰۰ | خلافت عباسیہ کا خاتمہ | ۴۹۶ | ابو نصر الظاہر باللہ کی خلافت ۶۲۲ھ |
| | | ۵۰۰ | ایک غلطی کا ازالہ | ۴۹۷ | تا ۶۲۳ھ |



تحریک شیعان علی

ابتداء دولت شیعہ:..... دولت شیعہ کی ابتداء یوں ہوئی کہ وفات رسول اللہ ﷺ کے بعد اہل بیت کا خیال یہ بن گیا کہ ہم ہی حکومت اور فرماں روئی کے مستحق ہیں اور خلافت ہمارے ہی لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے ہمارے سوا قبیلہ قریش میں کوئی شخص اس خصوصیت کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

واقعہ قرطاس:..... صحیح بخاری میں روایت ہے کہ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے اس دور میں رسول اللہ ﷺ سے مشورتاً کہا تھا جس میں آپ نے وفات پائی ہے کہ آؤ ہم اور تم رسول اللہ ﷺ کے پاس چلیں اور یہ معلوم کریں کہ آپ کے بعد حکومت اسلام کس کے ہاتھ میں ہوگی اگر ہمارے قبضہ میں رہے گی ہم کو اس کا علم ہو جائے گا اور اگر ہمارے علاوہ دوسروں کے اختیار میں جائے گی تو بھی ہم کو اس سے واقفیت ہو جائے گی، حضرت علیؓ بولے یہ مناسب نہیں ہے! اگر ہمیں اس سے روک دیا گیا تو یاد رکھنا کہ آپ کے بعد لوگ اس کو ہمارے قبضہ میں نہ دیں گے، صحیح حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس مرض میں جس میں آپ نے وفات پائی ہے ارشاد فرمایا تھا، آؤ میں تم کو ایک فرمان لکھ دوں تاکہ میرے بعد تم لوگ گمراہ نہ ہو، صحابہ نے جو اس وقت حاضر خدمت تھے فرمان لکھانے میں اختلاف کیا آپس میں بحث و مباحثہ کرنے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ فرمان عالی شان نہیں لکھا گیا، ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ بے شک مصیبت اور سخت مصیبت وہ ہے جو کچھ رسول اللہ ﷺ اور فرمان لکھنے میں صحابہ کے اختلاف اور شور و غوغا کے درمیان واقع ہوا۔

شیعوں کی غلط فہمی:..... اس سے شیعہ نے یہ سمجھ لیا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے مرض میں خلافت کی وصیت حضرت علیؓ کے حق میں کی ہے، حالانکہ اس حدیث کی صحت کسی وجہ سے اس حد تک نہیں پہنچی جس کی طرف پوری توجہ کی جائے اور عائشہ صدیقہؓ نے اس وصیت کا انکار کیا ہے اور ان کا انکار کرنا ہی کافی ہے، یہی بات اہل بیت اور ان کے حامیوں میں مشہور و معروف باقی رہ گئی۔

حضرت عمرؓ کا ارشاد اور حضرت ابن عباسؓ:..... وہ روایت جو اہل آثار نقل کرتے ہیں یہ ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروقؓ نے ابن عباسؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا کہ چونکہ تمہاری قوم یعنی قریش نے یہ نہیں چاہا تھا کہ بنو ہاشم ہی میں بیعت و خلافت جمع کر دی جائے اس لئے وہ تم سے کبیدہ خاطر ہوئے، ابن عباسؓ نے اس سے اختلاف کر کے جواب دینے کی اجازت طلب کی اور جیسا کہ ان کے دل میں بنو ہاشم کی طرف داری کا خیال تھا اس کے موافق بات کہی، چنانچہ ان دونوں بزرگوں کے کلام سے مترشح ہوتا ہے کہ وہ لوگ اس بات سے آگاہ تھے کہ اہل بیت کے دلوں میں خلافت کا خیال اور ان کے قبضہ میں خلافت نہ آنے سے ایک خاص قسم کا خیال قائم ہے۔

قصہ شوریٰ:..... قصہ شوریٰ میں یہ ہے کہ صحابہؓ کا ایک گروپ حضرت علیؓ کا حامی تھا اور وہ لوگ انہی کو خلافت کا مستحق سمجھتے تھے لیکن جب خلافت دوسروں کے ہاتھ میں چلی گئی تو ان کو اس کا افسوس و ملال ہوا مثلاً حضرت زبیرؓ، عمار بن یاسرؓ اور مقداد بن اسودؓ، مگر ان لوگوں میں دین داری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اور اخوت اسلامی کا بہت خیال تھا اس لئے مشوروں میں سوائے افسوس کے اور کسی قسم کا حاشیہ نہ چڑھایا گیا۔

حضرت عثمانؓ اور عبداللہ بن سبا:..... پھر جب حضرت عثمانؓ سے لوگوں کو ناراضگی پیدا ہوئی اور ان پر طعن ہونے لگا تو عبداللہ بن سباؓ

①..... بخاری کتاب المغازی فتح الباری (صف ۱۳۲-۸)، مسلم شریف کتاب الوصیۃ، مسند احمد (صف ۲۶۳ و ۳۲۵)، بیہقی دلائل النبوة (صف ۷-۱۶۲)

②..... عبداللہ بن سبا، اس شخص نے حضرت علیؓ کے بارے میں بہت غلو کیا، حتیٰ کہ ان کے خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا چنانچہ حضرت علیؓ نے اسے مدائن کی طرف ملک بدر کر دیا یہودیوں نے حضرت یوشع بن نون کے لئے حضرت موسیٰ کا وصی ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اسی طرح اس نے حضرت علیؓ کے وصی ہونے کا دعویٰ کیا، یہی وہ پہلا شخص ہے جس نے حضرت علیؓ کی امامت کا نظریہ قائم کیا تھا اسی سے پھر اہل تشیع کی دوسرے عالی شانیں نکلیں۔

اللہ بن سبا معروف بہ ابن السوداء نے اس میں بہت بڑا حصہ لیا۔ یہ شخص حضرت علیؑ کے تعریف و توصیف کیا کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ اور اس جماعت پر جس نے حضرت علیؑ کو خلافت نہیں دی تھی ایسے ایسے طعن کیا کرتا تھا جس سے خود حضرت علیؑ ناراض ہو جایا کرے تھے اس کا یہ خیال تھا کہ حضرت علیؑ کے سوا دوسرے لوگ بغیر کسی استحقاق کے خلیفہ بنائے گئے تھے، چنانچہ عبداللہ بن عامر نے اس کو بصرہ سے شہر بدر کیا تو وہ مصر پہنچا اور ایک گروہ اس کے پاس ایسے ہی خیال کے لوگوں کا جمع ہو گیا جو اس بارے میں غالی اور مذاہب فاسدہ کو قبول کرنے کی طرف مائل تھا، مثلاً خالد بن ولیدؓ، سوزان بن حمدان اور ۱ کنانہ بن بشیر وغیرہ۔ اس کے بعد خلافت علیؑ کی بیعت ہوئی پھر واقعہ جمل و صفین پیش آیا، خوارج نے آپ سے دینی کام میں حکم مقرر کرنے کی وجہ سے مخالفت کی اور علیحدہ ہو گئے، اور آپ کے شیعہ آپ کے ساتھ حضرت معاویہؓ سے جنگ میں مرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

امام حسنؑ کی بیعت:..... اس دوران حضرت علیؑ کو شہید کر دیا گیا اور آپ کے صاحبزادے حضرت حسنؑ کی خلافت کی بیعت لی گئی، امام حسنؑ نے مصلحتاً زمام حکومت امیر معاویہؓ کے سپرد کر دی شیعہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی، خفیہ طور سے اہل بیت کی استحقاق اور ان کے امداد کے مشورے کرنے لگے اور امام حسنؑ سے بھی اس وجہ سے ناراض ہو گئے، امام حسینؑ کو طلی کا خط لکھا آپ نے فوراً تو آنے سے انکار کر دیا مگر یہ وعدہ کر لیا کہ حضرت معاویہؓ کے انتقال کے بعد اس وعدہ کو پورا کروں گا چنانچہ اس وقت شیعہ محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور درپردہ ان کے ہاتھ پر اس شرط سے بیعت کی کہ جب بھی موقع ہو خلافت ضرور حاصل کرنا چنانچہ محمد بن حنفیہ نے ہر ہر شہر پر اپنی طرف سے ایک ایک شخص کو مقرر کر دیا جو درپردہ ان کی خلافت کی لوگوں کو ترغیب دیتا تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کی سیاست:..... ایک مدت تک شیعہ اسی حالت میں رہے اور امیر معاویہؓ اس کی روک تھام کرتے جاتے تھے کسی کو ملکی سیاست کے پیش نظر شہر بدر کر دیتے تھے جب کوئی اس کا سرغنہ گرفتار کر لیا جاتا تھا تو اس کا قلع قمع بھی کر دیتے تھے جیسا کہ حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا لیکن اس کے ساتھ ساتھ حضرت امیر معاویہؓ اہل بیت کو راضی رکھنے کی کوشش کرتے اور خلافت کے استحقاق کے بارے میں ان کے دعوے سے چشم پوشی کر جاتے تھے اور ان میں سے بھی کوئی شخص ان کے سامنے نہیں ہوتا تھا یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہؓ نے وفات پائی اور یزید تخت نشین ہوا۔

یزید کی تخت نشینی:..... یزید کے زمانہ میں امام حسینؑ نے ۱ خروج کیا اور آپ کا واقعہ شہادت جیسا کہ مشہور ہے پیش آیا یہ واقعہ اسلام میں نہایت شنیع گذرا ہے جس سے علی العموم مسلمانوں کے دل بھر آئے، شیعوں نے اس میں بے حد غلو کیا اور اس شخص پر علانیہ طعن و تشنیع کرنے لگے جس نے یہ کام کروایا تھا یا ان کی امداد سے رک گیا تھا پھر اس بات پر ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے کہ امام حسینؑ کو خود ان لوگوں نے ضائع کر ڈالا خود بلایا اور ان کی مدد نہ کی چنانچہ اپنے کئے پر پشیمان ہو کر مشورہ کیا اور یہ رائے قائم کی کہ اس کا کوئی کفارہ سوائے اس کے نہیں ہے کہ ان کے خون کا بدلہ لینے کے لئے مرنے پر تیار ہو جاؤ۔

توابعین کا خروج:..... چنانچہ اس خیال سے انہوں نے اپنے آپ کو توابعین سے موسوم کیا اور سلیمان بن صرود خزاعی کے قیادت میں خروج کر دیا اس کے ساتھ اصحاب علیؑ کی ایک جماعت تھی، اسی زمانہ میں ابن زیاد کے خلاف اہل عراق میں شورش پیدا ہو گئی تھی ابن زیاد عراق سے شام چلا گیا تھا اور لشکر جمع کر کے پھر عراق جا رہا تھا کہ شیعوں نے ابن زیاد پر حملہ کر دیا لڑائی ہوئی تو سلیمان اور اس کے بہت سے ساتھی اس معرکہ میں کام آگئے جیسا کہ ہم نے سلیمان کے حالات میں اس واقعہ کو بیان کر چکے ہیں، اور یہ واقعہ ۶۵ھ کا ہے۔

۱..... اس کا نام سوزان بن حمدان کے بجائے سوزان بن حمران ہے، دیکھئے "مواصم من القواصم" از ابو بکر بن العربی صفحہ نمبر ۱۱۳۔

۲..... یہ تین آدمی ابن سبا کے خاص چیلے تھے۔

۳..... ہم پیچھے ذکر کر چکے ہیں کہ ابن خلدون نے چند وجوہات کی بناء پر واقعہ کربلا کتاب میں درج نہیں کیا۔

مختار کا خروج اور اہل تشیع کا اختلاف :..... اس کے بعد مختار بن ابی عبید نے خروج کیا اور محمد بن حنفیہ کی خلافت کی دعوت دی جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کر چکے ہیں، ان واقعات سے خواص اور عوام میں اہل بیت کی طرف داری کا خیال ایسا پھیل گیا کہ وہ حدود حق سے متجاوز ہو گئے اور مذاہب شیعہ میں اس بات پر اختلاف پڑ گیا کہ اہل بیت میں سے کون شخص مستحق امامت و خلافت ہے ہر ایک گروہ نے اپنے معتقد علیہ کی درپردہ بیعت کر لی یہ اسی اڈھیڑ بن میں تھے کہ ملک اور حکومت پر بنو امیہ کے قدم استقلال کے ساتھ جم گئے اور شیعوں کے دلوں میں یہ عقائد مستحکم ہو گئے اور کثرت اختلاف کے باوجود ان عقائد کو دلوں میں چھپاتے رہے جیسا کہ ہم نے کتاب اول کے فصل امامت میں ان کے مذاہب کے تذکرے میں بیان کیا ہے۔

زید بن علی کی حکمت عملی :..... زید بن علی بن حسین بڑے ہوئے تو انہوں نے ۱۰۰ واصل بن عطاء سے تعلیم پائی جو اپنے وقت کا امام معتزلہ تھا اور جنگ صفین و جمل میں حضرت علیؑ کے حق پر ہونے میں اس کو تردید تھا ایک دن زید بن علی بن حسینؑ نے اس عقیدہ کو برنبیل تذکرہ بیان کیا تو محمد باقر (ان کے بھائی) نصیحت کرنے لگے، بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم ایسے شخص سے علم حاصل کر رہے ہو جو تمہارے دادا سے بدظن ہے، زید بن علی باوجود یکہ افضلیت علیؑ کے قائل تھے حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی بیعت کو صحیح سمجھتے تھے اور عقیدہ شیعہ کے خلاف مفضول علیہ کو مفضول کی موجودگی میں امیر بنانے کو جائز جانتے تھے اور یہ بھی ان کا عقیدہ تھا کہ ان حضرات نے حضرت علیؑ پر کسی قسم کا ظلم نہیں کیا مگر کچھ عرصہ کے بعد ایسے حالات پیش آئے جن کی وجہ سے انہوں نے ۱۴۱ھ مقام کوفہ میں خروج کیا شیعوں کا ایک بہت بڑا گروہ وہاں کے پاس جمع ہو گیا مگر ان میں بعض اس وجہ سے آپ سے منحرف ہو گئے کہ آپ یسین کی تعریف کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ ان لوگوں نے حضرت علیؑ پر کبھی کسی قسم کا ظلم نہیں کیا لہذا ان شیعوں نے یہ کہہ کر کہ ان لوگوں (بنو امیہ) نے بھی تم پر کوئی ظلم نہیں کیا، زید بن علیؑ سے علیحدگی اختیار کر لی اور ان کی دعوت چھوڑ دی اسی تاریخ سے اور اسی وجہ سے یہ ۱۰۰ رافضی کے لقب سے مشہور ہوئے

حضرت زیدؑ کی شہادت :..... اس کے بعد یوسف بن عمر نے ان کو قتل کر کے سر ہشام کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو کناسہ میں صلیب پر چڑھا دیا آپ کے صاحبزادے یحییٰ بن زید خراسان بھاگ گئے اور وہیں مقیم رہے بعد ازاں شیعوں نے ان کو پھر خروج پر ابھارا چنانچہ ۱۴۵ھ میں یحییٰ نے خراسان میں خروج کیا، نصر بن سیار نے ایک لشکر سالم بن اموز مازنی کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا جس نے یحییٰ کو قتل کر کے سر ولید کے پاس بھیج دیا اور لاشہ کو جو رجان میں صلیب پر چڑھا دیا اور اسی وقت سے زید یہ کا خاتمہ ہو گیا باقی شیعہ اپنے حال پر قائم رہے اور وقت کا انتظار کرنے لگے اور درپردہ ممالک اسلامیہ میں آل محمد کی حمایت کی دعوت دینے لگے اور اس شخص کو جو ان کی دعویٰ قبول نہیں کرتا تھا حاکم وقت کے خوف سے انہیں مجبور نہیں کرتا تھا۔

شیعان محمد بن حنفیہ :..... محمد بن حنفیہ کے شیعوں میں اکثر وہی لوگ تھے جو اہل بیت کے حامی تھے اور وہ اس بات کے معتقد تھے کہ محمد بن حنفیہ کے بعد آپ کے صاحبزادے ابو ہشام عبد اللہ امامت و خلافت کے مستحق ہیں یہ اکثر سلیمان بن عبد الملک کے پاس آیا جایا کرتے تھے، اتفاق سے ایک مرتبہ کسی سفر میں محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس مقام حمیمہ (مضافات بلقاء) سے ہو کر گذرے جہاں ابو ہشام عبد اللہ خیمہ زن تھے محمد بن علی وہاں رک گئے، وقت آپہنچا تھا، مرض الموت میں مبتلا ہو گئے اور مرتے وقت امامت کی ان کے حق میں وصیت کر گئے۔

۱..... علامہ شہرستانی نے "الملل والنحل" میں انہیں شمار کیا ہے اور وہ یہ ہیں کیسانیہ، زیدیہ، امامیہ، غالیہ، اسماعیلیہ، باطنیہ اور پھر مذکورہ تمام فرقے کئی کئی شاخوں میں تقسیم ہو گئے جن کی تعداد پچیس تک جا پہنچتی ہے۔

۲..... واصل بن عطاء "غزال" یہ حضرت حسن بصری کا شاگرد تھا، واصلیہ نامی گروہ اسی کی طرف منسوب ہے ان کا اعتزال چار قواعد پر مبنی تھا (۱) صفات باری تعالیٰ کا انکار (۲) تقدیر کا قول (۳) دو درجوں کے درمیان درجے کا اعتقاد (۴) اصحاب جمل اور اصحاب صفین کے بارے میں ایک غیر معین کے ناحق ہونے کا عقیدہ، ان کے مزید عقائد جاننے کے لئے الملل والنحل، شہرستانی کا مطالعہ کریں، (صفحہ ۶۱ کے بعد سے)۔

۳..... رافضی رفس سے ہے جس کے معنی چھوڑنے کے آتے ہیں انہوں نے چونکہ حضرت زید کو چھوڑ دیا تھا اس لئے رافضی کہلائے اور بعد میں انہی روافض نے غلط عقائد اختیار کئے اور آج کل شیعہ کہلاتے ہیں اور شیعہ اثناء عشریہ بھی، مطلق شیعہ کہنے سے یہی گروہ مراد ہوتا ہے۔

امامت کی منتقلی:..... ان شیعوں کو جو عراق اور خراسان میں تھے اس بات سے مطلع کر دیا کہ عنقریب امامت اور خلافت محمد بن علیؑ کی اولاد میں منتقل ہونے والی ہے لہذا جب عبداللہ کی وفات ہوئی تو شیعوں نے محمد بن علی کی خدمت میں حاضر ہو کر خفیہ طور پر آپ کی بیعت کر لی اور آپ نے بھی عہد حکومت عمر بن عبدالعزیز میں اپنے مبلغین کو اطراف و جوانب ممالک اسلامیہ کی جانب بھیج دیا اہل خراسان نے عام طور سے بطیب خاطر آپ کی دعوت قبول کر لی اس کے بعد ان پر نقباء پر مامور کئے گئے ایک زمانہ تک آپ کا کام یوں ہی جاری رہا حتیٰ کہ ۱۲۴ھ میں محمد بن علی نے وفات پائی اور اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا ولی عہد بنا گئے اور مبلغین کو اس کی ہدایت اور وصیت کر گئے، مبلغین ان کو امام کے لقب سے یاد کرتے تھے انہوں نے اپنی طرف سے ان لوگوں کی طرف جو خراسان میں دعوت دیتے تھے ابو مسلم کو سند ولایت عنایت کر کے روانہ کیا تا کہ لوگوں میں ان کے احکام قائم رکھے اور ان کی ہدایت کو جاری کرے۔ اس کے بعد مروان بن محمد نے ابراہیم امام کو گرفتار کر کے عراق میں قید کر دیا چنانچہ وہیں ان کا انتقال ہو گیا اور ابو مسلم نے خراسان پر قبضہ کر کے عراق کا رخ کر لیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے بیان کیا ہے اور بنو امیہ کو حکومت اور امارت میں مغلوب کر دیا اور ان کی امامت اور دولت کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

خلافت عباسیہ کا قیام ۱۳۲ھ تا ۱۳۶ھ

دولت عباسیہ کا آغاز:..... اس دولت و حکومت کا آغاز دولت شیعہ سے ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ شیعوں کے بعض فرقے ① کیسانہ کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ کے بعد محمد بن حنفیہ کی امامت کے قائل ہیں اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے ابو ہشام عبداللہ کو امام سمجھتے ہیں۔ ان کے بعد محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی امامت کے معتقد ہیں۔ اس وصیت کی وجہ سے جس کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے اس کے بعد ان کے بیٹے ابراہیم امام بن محمد کو، اور ان کے بعد ان کے بھائی ابو العباس سفاح (یعنی عبداللہ بن حارثیہ) کو امام کہتے ہیں۔ ان کیسانوں کے نزدیک اماموں کی یہی ترتیب ہے۔ کیسانہ کو حرماقیہ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے اس لئے کہ ابو مسلم کا لقب حرماقی بھی تھا۔

فرقہ راوندیہ اور اس کے عقائد:..... جو شیعیان بنو عباس خراسان میں رہتے تھے ان میں ایک فرقہ راوندیہ ② کے نام سے بھی مشہور ہے جن کا زعم یہ تھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد مستحق امامت حضرت عباس بن عبدالمطلب ہیں کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ کے وارث اور عصبہ ہیں اور ان کی دلیل یہ قرآنی ارشاد ہیں:

وَأُولُوا الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ ③

لوگوں نے آپ کو خلافت و امارت سے روکا اور ان سے ظلماً اس کو لے لیا یہاں تک کہ اللہ جل شانہ نے خلافت کو ان کی اولاد کی طرف لوٹا دیا یہ لوگ ④ شیخین اور عثمانؓ سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں اور علی کی بیعت کو جائز رکھتے ہیں کیونکہ حضرت عباسؓ بن عبدالمطلب نے علیؓ بن ابی طالب سے فرمایا تھا۔

یا ابن اخی ہلم ابا یعلک فلا یختلف علیک اثنان

①..... اس فرقہ کے تفصیلی عقائد کے بارے میں الفرق بین الفرق کا مطالعہ کریں اس میں اس فرقہ کو مختار بن ابی عبید کی طرف بھی منسوب کیا ہے اسی طرح مروج الذہب (صفحہ نمبر ۸۷/۳) مقالات الاسلامیین (صفحہ نمبر ۸۹) کا مطالعہ کریں، اس فرقہ کے انہوں نے گیارہ گروپ یا شاخیں بیان کی ہیں۔

②..... راوندیہ، یہ اہل خراسان کی ایک قوم ہے جو ابو مسلم خراسانی کے عقیدہ پر تھی یہ تناسخ ارواح کے قائل تھے کہتے تھے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی روح عثمان بن نہیک میں آگئی ہے اور انکار بن منصور ہے جو انہیں کھلاتا پلاتا ہے، حشیم بن معاویہ جبرائیل ہیں، دیکھئے الکامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۵۴۷

③..... سورۃ انفال آیت نمبر ۷۵

④..... حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ کو شیخین کہا جاتا ہے۔

(اے بھتیجے آؤ میں تمہاری بیعت کرتا ہوں میری بیعت کے بعد دو آدمی بھی تم سے اختلاف نہیں کریں گے)
اور اس وجہ سے بھی کہ دو بن علی بن عبداللہ بن عباس نے جس دن سفاح کی خلافت کی بیعت لی جا رہی تھی ممبر کوفہ میں کھڑے ہو کر کہا تھا
یا اہل کوفہ انہ لم یقم فیکم امام بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم الا علی ابن ابی طالب وهذا القائم
فیکم، یعنی سفاح۔

(اے اہل کوفہ بے شک تم میں کوئی امام رسول اللہ ﷺ کے بعد نہیں قائم ہوا سوائے علی بن ابی طالب کے اور اس شخص کے جو اس وقت
تم میں موجود ہے) مراد اس سے سفاح تھا۔

ابوالعباس سفاح کی بیعت:..... اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں کہ آغاز اس دولت کا کس طرح ہوا اور خراسان میں ابو مسلم کے ہاتھ
سے کیسے یہ ظہور پذیر ہوئی پھر ان کی شیعوں کا خراسان اور عراق میں کس طرح غلبہ ہوا اس کے بعد ۱۲۳ھ مقام کوفہ میں سفاح کی خلافت کی بیعت
ہوئی اس کے بعد محمد بن مروان مارا گیا اور دولت امویہ کا خاتمہ ہو گیا ان واقعات کے بعد بنو امیہ کے بعض جانیوں اور سپہ سالاروں نے ابوالعباس
سفاح کے خلاف بغاوت کی۔

حبیب بن مرہ کی بغاوت:..... سب سے پہلے جس نے علم مخالفت بلند کیا وہ حبیب بن مرہ مری مروان کا ایک سپہ سالار تھا جو مروان
وبلقار میں متعین تھا۔ اس نے اپنی اور اپنی قوم کی جان کے خوف سے خلافت توڑی، سفید کپڑے پہنے اور سفید ہی جھنڈے نصب کئے جو شعار عباسیہ
کے خلاف تھا قبیلہ قیس اور جو لوگ اس کے قرب و جوار میں تھے انہوں نے اس کی اتباع کر لی۔ سفاح ان دنوں حیرہ میں تھا انہی دنوں میں یہ خبر آئی کہ
ابوالورد مخیراقہ بن کوثر بن زلسر بن حرث کلاب بھی قنسرین میں باغی ہو گیا ہے۔ یہ بھی مروان کا سپہ سالار تھا مگر جس وقت مروان کو شکست ہوئی اور عبد
اللہ بن علی قنسرین میں وارد ہوئے تھے تو اس نے اپنے لشکر سمیت سفاح کی بیعت کر لی تھی۔ سلمہ بن عبد الملک کے اہل و عیال اسی کے قریب یانس ۱
ونا عورہ میں رہتے تھے۔ عبد اللہ بن علی کے ایک سپہ سالار نے ان لوگوں کو وہاں سے نکال دیا۔

ابوالورد کی بغاوت:..... ان لوگوں نے ابوالورد سے اس کی شکایت کی ابوالورد نے اس سپہ سالار کو جس نے سلمہ بن عبد الملک کے اہل
واعیال کو نکال دیا تھا قتل کر کے عباسیہ سے بغاوت کر دی اہل قنسرین اس کے ساتھ مل گئے اور اس نے اہل حمص کو بھی خط و کتابت کر کے مخالفت پر
ابھارا، ان سب لوگوں نے متحد ہو کر ابو محمد عبد اللہ بن یزید بن معاویہ کو اپنا افسر مقرر کیا اور یہ ظاہر کیا کہ یہی وہ سفیانی ہے جس کا تذکرہ کیا جاتا تھا جب یہ
وحشت ناک خبر عبد اللہ بن علی کے کانوں تک پہنچی تو اس نے حبیب بن مرہ سے مصالحت کر کے ابوالورد سے جنگ کے لئے قنسرین کی طرف کوچ کیا
اور دمشق پہنچ کر ابو خانم عبد الحمید بن سراہی طائی کو چار ہزار سواری دیکر اپنا نائب بنایا اور اپنے اہل و عیال اور اسباب کو اس کی حفاظت میں چھوڑ کر حمص
کی طرف روانہ ہو گیا۔

اہل دمشق کی بغاوت:..... وہ جیسے ہی دمشق پہنچا، اہل دمشق کی بغاوت کی خبر ملی کہ انہوں نے بھی سفید جھنڈے نصب کئے ہیں اور عثمان
بن عبد الاعلیٰ ابن سراقہ ازدی ان کا افسر بنایا گیا ہے اور انہوں نے ابو خانم اور اس کے لشکر کو شکست فاش دیکر ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا ہے
اور جو کچھ مال و اسباب چھوڑ آیا تھا انہوں نے لوٹ لیا ہے مگر عبد اللہ نے ان سے اعراض کر کے سفیان و ابوالورد سے جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا
ہے اور میدان جنگ میں پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی، جنگ چھیڑنے کے بعد عبد اللہ کا بھائی عبد الصمد بن علی دس ہزار فوج کا لشکر لیکر پہنچ گیا اور دوسری جانب
سے لڑائی شروع کر دی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ تھوڑی دیر لڑنے کے بعد شکست کھا کر اپنے بھائی کے پاس بھاگ آیا۔

اہل قنسرین کی اطاعت:..... عبد اللہ بن علی نے فوراً از سر نو اپنی فوج کو تیار کر کے مشہور سپہ سالاروں کے ساتھ فرج احزم میں ابوالورد کے

۱..... اس پر کتاب میں خالی جگہ ہے میں نے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ نمبر ۲۰۶ جلد نمبر ۵ مطبوعہ مصر سے لکھا ہے (مترجم)

لشکر پر حملہ کر دیا اس وقت اس کے ساتھ بیس ہزار فوج تھی چنانچہ سفیانی اور ابوالورد کا لشکر منتشر ہو کر بھاگ گیا لیکن ابوالورد پانچ سو افراد کے ساتھ جو اس کے قوم اور قبیلہ کے تھے میدان جنگ میں انتہائی ثابت قدمی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ یہ سب کے سب قتل ہو گئے اور ابو محمد عبداللہ بن یزید ترمذی کی طرف بھاگ گیا اور اہل قسریں نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔

اہل دمشق کی اطاعت:..... عبداللہ بن علی اس مہم سے فارغ ہو کر اہل دمشق سے جنگ کرنے لوٹا مگر عثمان بن سراقہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اہل دمشق نے دولت عباسیہ کی اطاعت قبول کر کے عبداللہ بن علی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ابو محمد سفیانی کا قتل:..... اسی زمانہ سے ابو محمد سفیانی ایک زمانہ دراز تک ترمذ میں رہا اس کے بعد ارض حجاز گیا اور منصور کے عہد حکومت تک مسلسل روپوش رہا۔ یہاں تک کہ زیاد بن عبداللہ حارثی عامل حجاز نے ابو محمد سفیانی کو قتل کر دیا اور اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر کے اس کے سر کے ساتھ المنصور کے پاس بھیج دیا مگر المنصور نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

اہل جزیرہ اور قر قیسہ کی بغاوت:..... اس کے بعد اہل جزیرہ میں بغاوت پھوٹ نکلی انہوں نے بھی سفید جھنڈے نصب کر دیئے، چنانچہ سفاح نے تین ہزار فوج اپنے نامی گرامی سپہ سالار موسیٰ بن کعب کے ساتھ روانہ کر دی۔ موسیٰ بن کعب نے اس کو حران میں ٹھہرایا۔ اسحاق بن مسلم غفیلی مروان کی جانب سے آرمینہ کا گورنر تھا جب اس کو مروان کی شکست کی خبر ملی تو اس نے آرمینہ سے کوچ کر دیا اہل جزیرہ نے متحد ہو کر اسحاق کے سر پر سرداری کی ٹوپی رکھ دی اور حران میں پہنچ کر حران کا محاصرہ کر لیا دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہے سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مامور کیا، یہ واسطہ میں ابن ہبیرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چنانچہ ابو جعفر واسطہ سے اسحاق بن مسلمہ سے جنگ کرنے کیلئے قر قیسہ ورقہ ہوتا ہوا حران کی طرف روانہ ہو گیا اہل قر قیسہ ورقہ بھی باغی ہو گئے تھے اور انہوں نے سفید جھنڈے لہرا دیئے تھے، اسحاق بن مسلمہ یہ خبر سن کر محاصرہ چھوڑ کر الہا چلا گیا اور اپنے بھائی بکار بن مسلم کو قبائل ربیعہ کے پاس اطراف ماردین میں بھیج دیا، اہل ماردین کا سردار ان دنوں بربیکہ نامی ایک شخص حروریہ فرقے کا تھا ابو جعفر یہ سن کر ماردین پر پہنچ گیا، لڑائی ہوئی تو بربیکہ مارا گیا۔

بکار بن مسلم کی اطاعت:..... بکار بن مسلم اپنے بھائی کے پاس الہا لوٹ آیا، اسحاق اس کو الہا میں چھوڑ کر لشکر کا بڑا حصہ اپنے ہمراہ لے کر سمیساٹ چلا گیا عبداللہ بن علی یہ خبر سن کر الہا پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابو جعفر بھی آ گیا چنانچہ سات مہینہ تک محاصرہ کئے رہے، بکار سے متعدد لڑائیاں بھی ہوئیں لیکن کسی میں بھی عبداللہ و ابو جعفر کو کامیابی نہ ہوئی بکار اکثر کہا کرتا تھا کہ میں بیعت نہیں توڑوں گا جب تک میں اس کی موت کی خبر سن نہ لوں کہ جس کی میں بیعت کر چکا ہوں، ابھی تک جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ مروان کی موت کی خبر پہنچ گئی چنانچہ بکار نے امان طلب کی اور سفاح کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت مانگی تو امان دیدی گئی اور حاضری کا حکم صادر ہو گیا، اسحاق بھی ابو جعفر کے پاس چلا گیا اور اس کے معتمد لوگوں میں داخل ہو گیا۔

اس واقعہ کے بعد اہل جزیرہ و شام نے پھر سرتابی نہیں کی، سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو جزیرہ آرمینہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر کر دیا اس زمانہ سے برابر ابو جعفر اسی عہدہ پر رہتا آ نکہ ولی عہد بنایا گیا۔

یزید بن ہبیرہ:..... یزید بن ہبیرہ حسن بن قطبہ سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا اور یہ کہ واسطہ میں قلعہ بند ہو گیا تھا، حوثرہ اور اس کے بعض ساتھیوں نے شکست کے بعد کوفہ چلے جانے کی رائے دی لیکن اس نے انکار کر دیا تھا تب یحییٰ بن حفص نے مروان کے پاس چلے جانے کو کہا، ابن ہبیرہ نے یہ بھی قبول نہیں کیا کیونکہ مروان کی مخالفت کی وجہ سے اس کو اپنی جان کا خطرہ تھا چنانچہ اس نے مجبوراً واسطہ میں پہنچ کر قلعہ بنا کر لی، ابو سلمہ نے حسن بن قطبہ کو اس محاصرہ پر مامور کیا، ابن ہبیرہ بھی لشکر شام لیکر مقابلہ کے لئے نکلا اور اس کے میمنہ پر داؤد تھا اور حسن بن قطبہ کے میمنہ پر خازم بن خزیمہ تھا، لڑائی ہوئی اور لشکر اہل شام شکست کھا کر مضطر بنانہ دجلہ کی طرف بھاگ گیا بے شمار آدمی ڈوب کر مر گئے اور کچھ کشتیوں میں سوار ہو کر بھاگ گئے، ابن ہبیرہ نے باقی ماندہ فوج کے ساتھ شہر میں جا کر جان بچائی، اس واقعہ کے سات دن کے بعد دوبارہ جنگ کرنے نکلا مگر پھر بھی شکست کھا کر

میدان جنگ سے بھاگ گیا، ایک مدت تک فریقین جنگ سے رکے رہے لیکن وقتاً فوقتاً جنگ کی یاد دہانی کے لئے ایک دوسرے پر تیر برسا دیا کرتے تھے اس دوران ابن ہبیرہ کو یہ خبر ملی کہ ابواسیہ لغلی نے دولت عباسیہ کی حمایت کے اظہار کے لئے سیاہ کپڑے پہنے ہیں چنانچہ ابن ہبیرہ نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا، قبیلہ ربیعہ کے لوگوں نے اس پر سرگوشی شروع کر دی معن بن زائدہ کو بھی اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی ان لوگوں نے تین آدمیوں کو فزارہ سے ابوامیہ کے بدلہ میں گرفتار کر لیا اور معن و عبداللہ بن عبد الرحمن بن بشر بن علی مع ان لوگوں کے جو ان کے ساتھ تھے رک گئے، ابن ہبیرہ نے مجبور ہو کر ابوامیہ کو رہا کر دیا اور ان لوگوں سے معافی مانگ لی اور یہ لوگ دوبارہ جیسا کہ پہلے متحد تھے متفق الکلمہ ہو گئے۔

ابو جعفر کا تقرر:..... اسی دوران سجستان کی طرف سے ابونصر مالک بن یثیم پہنچ گیا، حسن بن قطبہ نے ایک وفد غیلان بن عبداللہ خزاعی کی سربراہی میں سفاح کی خدمت میں ابونصر مالک کے آنے کی خبر پہنچانے کے لئے روانہ کیا، غیلان نے بات چیت کر کے سفاح کو اس بات پر تیار کیا کہ وہ اپنے خاندان میں سے کسی کو امیر لشکر مقرر کر دے چنانچہ سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر کو مقرر کر دیا اور حسن بن قطبہ کو اس مضمون کا فرمان لکھا کہ اگرچہ شاہی لشکر تمہارا ہی لشکر ہے اور فوج کے سپہ سالار تمہارے ہی ماتحت ہے لیکن مابعد دولت میرا یہ خیال ہوا کہ میں اپنے بھائی کو موقع جنگ میں بھیج دوں لہذا تم کو مناسب ہے کہ تم خوشی کے ساتھ اس کی اطاعت کرو اور انتہائی عمدگی سے اس کی وزارت کو انجام دو، چنانچہ حسن بن قطبہ نے نہایت عزت و احترام سے ابو جعفر کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور عثمان بن نہیک کو اس کی حفاظت پر متعین کیا۔

مالک اور ابن ہبیرہ کی جنگ:..... اس کے بعد مالک بن یثیم اہل شام و ابن ہبیرہ سے جنگ کرنے نکلا ادھر اہل شام نے جنگ چھیڑنے سے پہلے معن بن زائدہ و ابوحیی کو کمین گاہ میں بٹھا کر لڑائی شروع کی تھوڑی دیر جنگ کرنے کے بعد آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگے جس وقت مالک بن یثیم کمین گاہ سے آگے بڑھا پیچھے سے معن بن زائدہ و ابوحیی نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا رات تک نہایت شدت سے لڑائی ہوتی رہی پھر خود بخود لڑائی رک گئی چند دنوں تک لڑائی رک رہی اس کے بعد اہل واسطہ نے معن بن زائدہ و محمد بن نباتہ کے ساتھ مل کر حملہ کر دیا مگر حسن بن قطبہ کے ساتھیوں نے ان کو دجلہ کی طرف پسپا کر دیا چنانچہ اکثر اہل واسطہ دجلہ میں مر گئے، اب اس وقت تک لڑائی ختم ہو چکی تھی فتح مند گروپ اپنے مورچہ کی طرف واپس آ رہا تھا کہ اتفاق سے مالک بن یثیم کی نظر ایک لاش پر پڑی جو مقتل میں خاک و خون میں پڑی ہوئی تھی، ٹھہر گیا اور غور سے دیکھا رہا تو اس پر انکشاف ہوا کہ یہ لاش اس کے بیٹے کی ہے لہذا جوش میں آ کر اہل واسطہ پر اس زور کا دوبارہ حملہ کر دیا کہ اہل واسطہ نے شہر میں جا کر دم لیا ادھر مالک نے محاصرہ میں پہلے سے زیادہ سختی شروع کر دی کشتیوں پر لکڑیوں کو لادتا اور ان کو جلا دیتا تھا اس مقصد سے کہ جس سمت سے یہ ہو کر گزرے اس کو جلا دیں ابن ہبیرہ ان کو بڑے بڑے لوہے کے کٹروں سے گھسٹوا کر بجھوا دیتا تھا، گیارہ مہینے اسی حالت میں گزر گئے اور جنگ ختم نہیں ہو پا رہی تھی کہ اسماعیل بن عبداللہ قسری نے ابن ہبیرہ کے پاس پہنچ کر مروان کے مارے جانے کی خبر سنائی چنانچہ یمانیہ نے یہ سنتے ہی جنگ سے ہاتھ اٹھا لیا اور اسی سے اس معاملہ میں متفق ہو گئے اس کے بعد ابن ہبیرہ کے ساتھ میدان جنگ میں سوائے اس کے خاص خدام و ملازمین کے اور کوئی لڑنے نہیں آیا۔

صلح کی کوشش:..... اس نے روزانہ کی جنگ سے تنگ آ کر محمد بن عبداللہ بن حسین ثنی کے پاس کہلوایا کہ آپ واپس جائیں میں آپ کی بیعت کر لوں گا مگر محمد بن عبداللہ نے جواب بھیجنے میں تاخیر کر دی، ادھر سفاح نے ابن ہبیرہ کے ہمراہیوں میں سے یمامیہ سے خط و کتابت شروع کر دی اور ان کو انعام و اکرام کی لالچ دی جس سے زیادہ بن صالح و زیاد بن عبید اللہ حریثان ابن ہبیرہ سے یہ وعدہ کر کے کہ ہم درمیان میں ٹھہر کر سفاح سے صلح کر دیں گے، ابن ہبیرہ کے لشکر سے نکل کر سفاح کے پاس چلے گئے مگر انہوں نے وعدہ پورا نہیں کیا البتہ فریقین کے سفید صلح کرانے کی فکر کرنے لگے بالآخر یہ طے پایا کہ ایک عہد نامہ ان شرائط کے ساتھ لکھا جائے جس کو ابن ہبیرہ منظور کرے چنانچہ ابن ہبیرہ اس سلسلہ میں علماء سے چالیس دن تک مشورہ کرتا رہا یہاں تک عہد نامہ صلح لکھ کر بھیج دیا، ابو جعفر نے اس کو سفاح کی خدمت میں روانہ کر دیا اور سفاح نے اس کے نفاذ کا حکم دے دیا، چونکہ سفاح کوئی کام ابو مسلم کے مشورہ کے خلاف نہیں کرتا تھا اس وجہ سے اس نے ابو مسلم کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا مگر ابو مسلم نے اسے یہ لکھا کہ جب راستہ میں کوئی پتھر آجائے تو اس کو توڑ ڈالو اور اللہ کی قسم ہے جس راستہ میں ابن ہبیرہ ہو گا وہ درست اور سیدھا نہیں ہو سکتا، تکمیل عہد نامہ کے بعد ابن ہبیرہ

ایک ہزار تین سو سواروں کے ساتھ ابو جعفر سے ملنے آیا، حاجب نے بڑھ کر ادب سے سلام کیا عزت و احترام سے بٹھا کر کہا ذرا صبر کیجئے ابو جعفر کی خدمت میں اس وقت خراسان کے دس ہزار روستاء کسی معاملہ میں گفتگو کر رہے تھے، اس کے تھوڑی دیر کے بعد ابن ہبیرہ کو حاضری کی اجازت دی گئی ابو جعفر المنصور دیر تک ابن ہبیرہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرتا رہا اس کے بعد ابن ہبیرہ رخصت ہو کر اپنے ٹھکانہ میں چلا گیا۔

سفاح کی ابن ہبیرہ سے بد عہدی ایک مدت تک ہر دوسرے دن ابو جعفر کے پاس ابن ہبیرہ اسی آن بان سے آتا جاتا رہا لوگوں نے ابو جعفر کو یہ یقین دلادیا کہ ابن ہبیرہ پانچ سو سواروں اور تین سو پیدل فوجوں کے لیکر آپ کی خدمت میں آیا کرتا تھا اس سے لشکریوں کی نظر میں اس کی وقعت بڑھتی جا رہی ہے، ابو جعفر اس فریب میں آگیا اور حکم دے دیا کہ آئندہ صرف اپنے مصاحبین کے ساتھ آیا کریں، ابن ہبیرہ بیس آدمیوں کے ساتھ آنے جانے لگا آخر اس کے ساتھ فقط تین آدمی جاتے تھے سفاح کو اس پر بھی صبر نہ آیا چنانچہ حکم بھیج دیا کہ ابن ہبیرہ کا سرتار کر میرے پاس بھیج دو مگر ابو جعفر اس عہد نامہ کے لحاظ سے جس کو وہ لکھ چکا تھا اس فعل سے جھجکتا تھا چنانچہ سفاح نے ایک سخت فرمان روانہ کیا کہ فوراً ابن ہبیرہ کو قتل کر دو ورنہ میں ایسے لوگوں کو مامور کروں گا جو اس کو تمہارے قبضہ سے نکال کر قتل کر ڈالیں گے، ابو جعفر نے سرداران قیسہ و مفریہ کو جو ابن ہبیرہ کے ساتھ تھے بلوایا اور ابن نہیک نے ایک سو خراسانی سپاہیوں کو مکان کے ایک کونے میں بٹھا دیا جب وہ لوگ بیس آدمیوں کے ساتھ جس کے سردار محمد بن نباتہ و حوثرہ بن سہیل تھے دارالامارتے کے دروازے پر آئے تو سلام بن سلیم حاجب نے دو آدمیوں کو اندر بلانا شروع کیا اور ابن نہیک وغیرہ ان کی مشکلیں باندھنے لگے جس وقت یہ سب قید کر لئے گئے تو اس وقت ابو جعفر نے خازم بن خزیمہ اور یثیم بن شعبہ کو ایک سو افراد کے ساتھ ابن ہبیرہ کی گرفتاری پر مقرر کیا۔

ابن ہبیرہ کا قتل چنانچہ خازم و یثیم نے ابن ہبیرہ سے جا کر یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ بیت المال سے مال لینے آئے ہیں ابن ہبیرہ کے حاجب نے بیت المال کے دروازے کھول دیئے اور خزانوں کی کنجیاں دے دی، کچھ لوگ بیت المال اور خزانوں کی طرف چلے گئے اور کچھ لوگ ابن ہبیرہ کی جانب لپکے، چنانچہ حاجب نے آگے بڑھ کر روکنے کا ارادہ کیا تو یثیم نے اس پر تلوار چلائی جس سے حاجب تیور کر گر پڑا، اور داؤد بن ابن ہبیرہ لڑنے لگا، داؤد اور اس کے آزاد غلاموں کا ایک گروپ مار ڈالا گیا آخر میں ابن ہبیرہ کو بھی قتل کر دیا گیا اور سب کے سرتار کر ابو جعفر کے پاس بھیج دیئے گئے اس کے بعد حکیم بن عبد الملک بن بشرہ خالد بن مسلمہ مخزومی اور عمرو بن زر کے علاوہ باقی ماندہ لوگوں کے لئے امان کا اعلان کر دیا گیا، حکیم تو بھاگ گیا اور خالد بن مسلمہ کو ابو جعفر نے امان دیدی لیکن سفاح نے اس کو قبول نہ کیا اور اسے قتل کروا دیا البتہ زیاد بن عبید اللہ نے عمرو بن زر کی سفارش کی جس کو امن دے دیا گیا اور یوں یہ بچ گیا۔

ابو مسلمہ کا قتل اس سے پہلے ہم وہ واقعات بیان کر آئے ہیں جو ابو مسلمہ خلال سے حکومت ابو العباس سفاح کے سلسلہ میں واقع ہوئے تھے اور شیعوں نے اس بات کا اس پر الزام لگایا تھا چنانچہ سفاح کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس وقت سفاح اپنی لشکر گاہ ۱۰ حمام امین میں (کوفہ کے باہر) مقیم تھا اس کے بعد سفاح مدینہ ہاشمیہ چلا گیا اور اپنے محل میں قیام کیا مگر ابو مسلمہ کی طرف سے ناراضگی کی وہی کیفیت تھی چنانچہ ابو مسلمہ کو اس کی سرکشی کیا حالات لکھ کر مشورہ طلب کیا، ابو مسلمہ نے ابو مسلمہ کے قتل کی رائے دی مگر داؤد بن علی نے کہا تم یہ کام نہ کرو کیونکہ کام تمہارے شایان شان نہیں ہے ابو مسلمہ اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ ہیں اس میں موشگافیاں کریں گے اور وہ لوگ اس کے زیادہ فرمانبردار ہیں بہتر یہ ہے کہ ابو مسلمہ کو لکھ دو کہ وہ خود کسی ایسے شخص کو بھیج دیں جو اس کو قتل کر دیں، سفاح نے ایسا ہی کیا تو ابو مسلمہ نے مرار بن انس ضعی کو ابو مسلمہ کے قتل پر مقرر کر دیا، مرار نے سفاح سے آنے کی وجہ ظاہر کی تو سفاح نے اعلان کروا دیا کہ امیر المؤمنین ابو مسلمہ سے خوش ہو گئے ہیں اور اسے بلوایا ہے چنانچہ ابو مسلمہ سفاح کی خدمت میں گیا اور پوری رات باتیں کرتا رہا صبح کو اپنے ٹھکانے کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں مرار بن انس اور اس کے ساتھی مل گئے مرار نے لپک کر ابو مسلمہ پر تلوار چلائی ابو مسلمہ بے دم ہو کر منہ کے بل گر پڑا اس کے ساتھی چلا اٹھے کہ افسوس افسوس کسی خارجی نے اس کو مار ڈالا، دن چڑھے تو سفاح کے بھائی یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کر دیا گیا، ابو مسلمہ کو وزیر آل محمد کے لقب سے موسوم کیا جاتا تھا جیسا کہ ابو مسلمہ امیر آل محمد کے لقب سے مشہور تھا۔

۱۰ بعض نسخوں میں بکھوہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

سلیمان بن کثیر کا قتل:..... ابوسلمہ کے مارے جانے کے بعد ابومسلم کو اس کی اطلاع دی گئی اس کے بعد ابومسلم نے سلیمان بن کثیر کی بیخ کنی کی فکر شروع کر دی دو چار دن کے بعد ہی اس کے قتل کا بھی حکم دیدیا اور فارس پر محمد بن اشعث کو مقرر کر کے روانہ کر دیا اور یہ حکم دیا کہ ابوسلمہ کو مار ڈالنا لہذا محمد بن اشعث نے ایسا ہی کیا۔

سفاح کے گورنر:..... جس وقت سفاح کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا تو اس وقت اس نے کوفہ و سواد پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مقرر کیا پھر اس کے بعد اس کو کوفہ و سواد سے معزول کر کے حجاز یمن اور یمامہ کا گورنر بنادیا اور اس کی جگہ کوفہ و سواد پر اپنے بھتیجے عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ① کو مقرر فرمایا ۱۳۳ھ میں داؤد کے انتقال کے بعد اپنے ماموں یزید بن عبید اللہ بن عبد الممدن حارثی کو حجاز و یمامہ کی اور محمد بن یزید بن عبد اللہ بن عبد الممدن کو یمن کی گورنری عنایت کی، گزشتہ سال ۱۳۲ھ میں ② سفیان بن عیینہ مہلبی کو بصرہ کا گورنر بنایا گیا لیکن ۱۳۳ھ میں اس کو معزول کر کے بجائے اس کے اپنے چچا سلیمان بن علی کو گورنر بنادیا اور کوردجلہ بحرین اور عمان کو اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اسی زمانہ یعنی ۱۳۲ھ میں سفاح کا ایک چچا اسمعیل بن علی ابواوز کا دوسرا چچا عبد اللہ بن علی شام کا، ابوعون عبد الملک بن یزید مصر کا اور ابومسلم خراسان و جبال کا گورنر بنائے گئے اور خالد بن برمک کو دیوان الخراج (محکمہ مال گزاری) کا متولی بنایا گیا۔

محمد بن اشعث اور عیسیٰ بن علی:..... سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو فارس کی سند گورنری مرحمت کر کے فارس روانہ کیا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ہی محمد بن اشعث ابومسلم کی جانب سے گورنر بن کر فارس پہنچ گیا تھا چنانچہ محمد بن اشعث عیسیٰ بن علی کے قتل کے پیچھے پڑ گیا لوگ رکاوٹ بنے تو یہ ظاہر کیا کہ مجھے ابومسلم نے حکم دیا ہے کہ جو شخص میرے علاوہ کسی دوسرے کی طرف سے گورنر بن کر آئے تو اس کو قتل کر ڈالنا مگر پھر کچھ سوچ کر عیسیٰ کے قتل سے رک گیا اور بہ حلف شرعی اس سے یہ اقرار لے لیا کہ پوری زندگی کسی منبر پر خطبہ دینے کی غرض سے نہیں جائے گا اور نہ ہی جہاد کے سوا کبھی تلوار اٹھائے گا چنانچہ عیسیٰ نے اس حلف کو پورا کیا۔

اسماعیل بن علی اور محمد بن صول:..... محمد بن اشعث کے بعد سفاح نے اپنے چچا اسماعیل بن علی کو فارس پر اور محمد بن صول کو موصل پر متعین کیا مگر اہل موصل نے محمد بن صول کو نکال دیا اور یہ کہا کہ ختم کو ہمارا حاکم بناؤ یہ لوگ بنو عباس سے منحرف تھے سفاح نے غصہ میں آ کر اپنے بھائی یحییٰ بن محمد بن علی کو بارہ ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا، یحییٰ بن محمد نے موصل پہنچ کر جامع مسجد کے قریب قصر امارت میں قیام کیا اور حیلہ و فریب سے اہل موصل کو بلا کر ان کے بارہ آدمیوں کو قتل کر دیا اہل موصل کو اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی، بدلہ لینے کی غرض سے سب کے سب جنگ کرنے پر تیار ہو گئے۔

جامع مسجد موصل میں قتل عام:..... یحییٰ نے یہ رنگ دیکھ کر اعلان کر دیا کہ جو شخص جامع مسجد میں چلا آئے گا اس کو امان دی جائے گی لوگ یہ سن کر جامع مسجد کی طرف دوڑے یحییٰ نے پہلے ہی سے جامع مسجد کے دروازوں پر آدمیوں کو کھڑا کر رکھا تھا جو بھی شخص جامع مسجد کے اندر جاتا تھا اس کو یہ لوگ قتل کر دیتے تھے، کہا جاتا تھا کہ اس مکر فریب سے گیارہ ہزار آدمی قتل کئے گئے اور یہ تعداد ان لوگوں کی ہے جو جنگ پر تیار ہوئے تھے ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی قتل کئے گئے جن کا کچھ شمار نہیں ہے رات ہوئی تو یحییٰ کے کان میں ان عورتوں کی رونے کی آواز آئی جن کے بھائی، باپ، بیٹے اور شوہر قتل کئے گئے تھے صبح ہوتے ہی حکم دے دیا کہ عورتیں اور بچے بھی قتل کر دیئے جائیں چنانچہ تین روز تک خون مباح کر دیا گیا، پھر کیا تھا قتل عام کا بازار گرم ہو گیا اس کے لشکر میں چار ہزار زنگی تھے انہوں نے عورتوں کی عصمت و پاک دامنی پر دست اندازی شروع کر دی ہزاروں عورتوں کو زبردستی پکڑ کر لے گئے۔

یحییٰ بن محمد کی دورنگی:..... اس قتل عام کے بعد چوتھے دن یحییٰ شہر دیکھنے کے غرض سے سوار ہو کر نکلا جلوس میں اس کے ارد گرد ہزاروں لوگ ننگی تلواروں اور دوسرے اسلحہ لئے ہوئے تھے ایک عورت نے لپک کر یحییٰ کے گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور کہنے لگی کیا تم بنو ہاشم کے نہیں ہو؟ کیا تم رسول اللہ کے چچا کے اولاد نہیں ہو؟ کیا تم کو یہ خبر نہیں ملی کہ مومن اور مسلمان عورتوں سے زنگیوں نے زبردستی نکاح کئے ہیں، مگر یحییٰ نے اس کا کوئی جواب نہیں

②..... بعض نسخوں میں سفیان بن معاویہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

①..... دیکھئے مروج الذهب صفحہ نمبر ۴۲۸/۳

دیا اور چلا گیا اگلے دن زنگیوں کو روزینہ دینے کے لئے بلایا جب سارے زنگی جمع ہو گئے تو سب کے قتل کا حکم دے دیا، سفاح کو اہل موصل کے ساتھ اس بد عملی، ظلم اور خون ریزی کی خبر ملی تو اس کو معزول کر کے اس کی جگہ اسمعیل بن علی کو مامور کیا اور اسمعیل کے جگہ اس کو ابوزہرہ فارس کی حکومت پر بھیج دیا۔

رومیوں کا ملطیہ و قالیقلا پر قبضہ: ۱۳۳ھ میں قسطنطین حاکم روم نے مسلمانوں کے خلاف خروج کر کے ملطیہ کا محاصرہ کر لیا، اسی زمانہ میں جزیرہ میں بھی بغاوت پھیلی ہوئی تھی ان دنوں اس کا عامل موسیٰ بن کعب بن اسان تھا، ایک مدت کے محاصرہ کے بعد اہل ملطیہ امان حاصل کر کے بلاد جزیرہ کی طرف چلے گئے اور جتنا مال و اسباب اٹھا سکے اپنے ساتھ اٹھا لائے رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقلا کا رخ کیا اور مرج خسی میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، قسطنطین نے ایک لشکر اپنے نامی گرامی سپہ سالار کوشاں ارمتی کی کمان میں قالیقلا (اطراف ماردین) کی جانب روانہ کیا کوشاں نے قالیقلا پہنچ کر اس کو محاصرہ کر لیا شہر ہی کے ایک ارمتی نے کوشاں سے سازش کر کے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور کوشاں رات کے وقت بحالت غفلت اپنی قوم کے ساتھ گھس گیا اور قالیقلا پر تلوار کے زور سے قبضہ کر لیا اور یوں ہزاروں مسلمان اس معرکہ میں جاں بحق ہو گئے۔

ثنیٰ بن یزید کا قتل: ثنیٰ بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کو اس کے باپ نے یمامہ پر مامور کیا تھا جب اس کا باپ مارا گیا تو اس نے یمامہ پر سفاح کے گورنر کو قبضہ دینے سے انکار کر دیا چنانچہ زیاد بن عبید المدان نے مدینہ سے ایک لشکر ابراہیم بن حبان سلمیٰ کے ساتھ یمامہ کی طرف روانہ کر دیا، ابراہیم بن حبان نے ثنیٰ بن یزید کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

اہل بخارا کی بغاوت: اسی سال شریک بن شیخ مہری نے بخارا میں ابو مسلم کے خلاف بغاوت کی اور اس کے اکثر انتظامات کو درہم برہم کر دیا تین ہزار سے زیادہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے، ابو مسلم نے زیاد بن صالح خزاعی کو شریک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا، شریک اور زیاد کے درمیان لڑائی ہوئی تو شریک مارا گیا، اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے بلاد ختل پر چڑھائی کی، جیش بن تبیل بادشاہ ختل بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا وہ قلعہ نے مقابلہ کیا مگر ابوداؤد نے ان کو شکست دیکر اس قلعہ کا محاصرہ کر لیا جس میں جیش چھپا ہوا تھا ایک مدت کے محاصرہ کے بعد جیش مع دہقانوں کے نکل کر فرغانہ اور فرغانہ سے چلا گیا ابوداؤد نے جن لوگوں کو قلعہ میں پایا ان کو مال غنیمت سمیت ابو مسلم کے پاس بھیج دیا۔

اشخید اور شاہ شاش کی کشیدگی: اسی سال اشخید فرغانہ و بادشاہ شاش کے درمیان فتنہ و فساد پیدا ہو گیا اشخید نے بادشاہ چین سے امداد طلب کر لی چنانچہ بادشاہ چین نے ایک لاکھ فوج کے ذریعہ اشخید کی مدد کی، اشخید نے بادشاہ شاش کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ بادشاہ شاش قلعہ سے نکل آیا مگر اشخید اور بادشاہ چین نے اس سے کسی قسم کی مزاحمت نہیں کی اور نہ ہی اس کی قوم سے کچھ چھیڑ چھاڑ کی، ابو مسلم کو یہ خبر ملی تو اس نے زیاد بن صالح کو ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے روانہ کر دیا زیاد بن صالح کی ان سے نہر طراز پر ٹکڑ بھٹھڑ ہو گئی اور پھر ایک خون ریز جنگ کے بعد مسلمانوں کو کامیابی ہوئی تقریباً پچاس ہزار آدمیوں کو مسلمانوں نے قتل کر دیا اور بیس ہزار کو گرفتار کر لیا باقی جو بچے وہ ملک چین بھاگ گئے یہ واقعہ ذی الحجہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

بسام کی بغاوت: ۱۳۴ھ کا دور شروع ہوا تو بسام بن ابراہیم نے جو خراسان کا ایک نامور سپہ سالار تھا علم بغاوت بلند کیا اور لشکر سفاح کے ایک گروپ کو اپنا حامی بنا کر ان کے ساتھ مدائن کی طرف روانہ ہو گیا، سفاح نے اس کے بعد ہی حازم بن خزیمہ کو بسام سے جنگ کرنے روانہ کر دیا بسام اور حازم کی لڑائی ہوئی چنانچہ بسام کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے اور بسام میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور حازم تھوڑی دیر تعاقب کر کے واپس آ گیا۔

حازم کی سفاکی: اتفاق سے حازم مقام ذات مطامیر کی طرف سے گذر جہاں پر سفاح کے ماموں بنو عبد المدان کا خاندان ستر آدمیوں کی تعداد میں جس میں ان کے اعزاء و اقارب اور خدام بھی تھے مقیم تھا لوگوں نے بیان کیا کہ مغیرہ بسام کا ساتھی ان کے پاس مقیم ہے حازم نے ان لوگوں کو بلا کر مغیرہ کا حال معلوم کیا ان لوگوں نے جواب دیا وہ ہمارے پاس اجازت حاصل کر کے آیا تھا اور ایک رات رہ کر چلا گیا، حازم نے ان

لوگوں کو ڈرایا دھمکایا تو وہ لوگ بھی سختی کے ساتھ پیش آئے خازم نے ان سب کو قتل کر کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور مکانات کو منہدم کر دیا، یمانیہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی چنانچہ وہ سب اکٹھے ہو کر زیاد بن عبید اللہ حارثی کے پاس گئے اور زیاد بن عبید اللہ ان لوگوں کے ساتھ سیدھا سفاح کے پاس چلا گیا اور خازم کے اس سفاکانہ فعل کی شکایت کی اور اسکو خازم کے قتل پر تیار کر لیا۔

خازم کے قتل کا فیصلہ واپس:..... موسیٰ بن کعب و ابو جہم بن عطیہ یہ خبر سن کر سفاح کے پاس دوڑے آئے اور عرض کیا امیر المؤمنین! خازم آپ کا پرانا جان نثار ہے اس نے آپ کی بے حد اعانت کی ہے آپ کے ساتھ مل کر اپنے اعزہ و اقارب سے لڑا ہے اور جو شخص بھی آپ کا مخالف ہوا تھا اس کو ہی اس نے قتل کیا ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ آپ اس سے درگزر فرمائیں اور اگر قتل کئے بغیر چارہ نہ ہو تو کسی سرحد میں بھیج دیں اگر جنگ میں قتل ہو گیا تو فہو المراد، اور اگر کامیاب ہو گیا تو آپ کو اس کا ثواب ملے گا ہمارا خیال ہے کہ خازم کو ان خوارج کے سرکوبی کے لئے بھیج دیجئے جو عمان و جزیرہ ابن کاوان میں شیبان بن عبد العزیز لشکر کی ماتحتی میں ہیں، سفاح نے اس رائے کے مطابق سات سو جنگ جوؤں کو خازم کے ساتھ وہاں بھیج دیا۔

خازم کی روانگی:..... سلیمان علی نے بصرہ سے کشتیوں پر سوار کر کر جزیرہ ابن کاوان کی طرف خازم کو روانہ کر دیا خازم کے ساتھ سات سو فوج کے علاوہ اس کے اہل و عیال، خاندانی اعزہ یا خدام اور چند لوگ بنو تمیم کے بھی بصرہ سے گئے تھے خازم نے جزیرہ ابن کاوان کے قریب پہنچ کر فضلہ بن نعیم منشلی کو پانچ سو افراد کے ساتھ شیبان سے جنگ کرنے بھیجا شیبان اپنے ساتھیوں سمیت شکست کھا کر کشتیوں پر سوار ہو کر عمان کی طرف بھاگ گیا اور یہ فرقہ صفریہ سے تھا عمان پہنچا تو جلدی نے جو فرقہ اباضیہ سے تھا اپنی فوج مرتب کر کے اس کا مقابلہ کیا چنانچہ شیبان اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، شیبان وہ شیبان بن سلمہ نہیں ہے جو خراسان میں مارا گیا تھا بسا اوقات ان دونوں کے ناموں میں اشتباہ پیدا ہو جاتا ہے۔

جلندی سے خازم کا معرکہ:..... خازم نے اس مہم سے فارغ ہو کر ساحل عمان پر پہنچ کر جلدی سے لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک ایک حالت پر لڑائی ہوتی رہی فریقین ایک دوسرے پر غالب نہ آئے تھے بالآخر خازم کے حکم سے اس کے لشکریوں نے اپنے تیروں کے پھلوں کو روغن سے آلودہ کر کے آگ لگا کر جلدی کے فوج کے گھروں میں پھینکنا شروع کر دی تیروں کا مکانات پر پہنچنا تھا کہ آگ لگ گئی مجبوراً جلدی کے ساتھی اہل و عیال کو بچانے کے غرض سے آگ بجھانے میں مشغول ہو گئے ادھر خازم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا جلدی اور اس کے ساتھی جو تعداد میں دس ہزار تھے قتل کر دیئے گئے خازم نے ان کے سروں کو سلیمان کے پاس بصرہ میں اور سلیمان نے دار الخلافہ میں سفاح کے پاس بھیج دیا اس سے سفاح کو اپنی پہلی رائے پر ندامت ہوئی۔

کشیہ پر قبضہ:..... اس کے بعد اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے اہل کشیہ پر جہاد کیا اور بادشاہ کشیہ کو مار ڈالا حالانکہ وہ مطیع تھا اور اہل کشیہ کے خون کو بھی مباح کر دیا قیمتی قیمتی برتن جو سونے کے پانی سے مزین تھے، ریشمی کپڑے، سامان آرائش اور نفیس نفیس اسرار چینی جس کو زمانہ کے آنکھ نے کبھی نہ دیکھا تھا لوٹ کر سمرقند میں ابو مسلم کے پاس بھیج دیئے اور کشیہ کے چند ہقانوں کو بھی اس واقعہ میں قتل کر دیا اور طازان کو تخت نشین کر کے بلخ واپس آ گیا۔ ان دنوں ابو مسلم زیاد بن صالح کو بخارا و سمرقند کا نائب بنا کر اہل صغد و بخارا کی خون ریزی کے بعد اور سمرقند میں شہر پناہ بنانے کا حکم دے کر مرو واپس چلا گیا تھا۔

سندھ کی بغاوت:..... ان واقعات کے بعد سفاح کو سندھ میں منصور بن جمہور کی عہد شکنی و بغاوت کی خبر ملی چنانچہ افسر پولیس موسیٰ بن کعب کو اس مہم پر بھیج دیا اور اس کی جگہ اس عہدے پر مسیب بن زہیر کو مقرر کر دیا موسیٰ اور منصور کا سرحد ہند پر مقابلہ ہوا منصور کے ساتھ بارہ ہزار فوج تھی اس کے باوجود موسیٰ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور ریگستان میں پیاس کی شدت سے مر گیا منصور کے گورنر نے جو سندھ میں تھا یہ سن کر اپنے اہل و عیال و اسباب سمیت بلا دخر چلا گیا۔

زیاد بن صالح کی بغاوت:..... ۳۵ھ میں زیاد بن صالح نے وراء النہر میں خروج کیا ابو مسلم اس سے جنگ کرنے کے لئے مرو سے روانہ

ہوا اور ابوداؤد خالد بن ابراہیم نے نصر بن راشد کو زیاد کی دست برد سے ترند کو بچانے کے لئے ترند بھیج دیا جو ہی نصر ترند پہنچا چند لوگوں نے طالقان سے نکل کر عیسیٰ بن ماہان کو قاتلین نصر کے تعاقب پر مامور کر دیا چنانچہ عیسیٰ نے قاتلین نصر کو چن چن کر قتل کر دیا اس دوران ابو مسلم آمد پہنچ گیا اس کے ساتھ سباع بن نعمان آزادی بھی تھا جس کو سفاح نے زیاد بن صالح کے ساتھ یہ سمجھا کر بھیجا تھا کہ اگر فرصت و موقع ملے تو ابو مسلم کو قتل کر دینا کسی نے یہ خبر ابو مسلم تک پہنچادی چنانچہ ابو مسلم نے سباع کو آمد میں قید کر دیا اور گورنر آمد کو اس کے قتل کا حکم دے کر روانہ ہو گیا راستے میں زیاد کے چند سپہ سالار مل گئے جو اس کی سرداری سے منحرف ہو گئے تھے چنانچہ ابو مسلم بخارا میں داخل ہو گیا زیاد ڈر کر ایک دہقان کے گھر میں چھپ گیا مگر دہقان نے اس کو قتل کر دیا اور سر ابو مسلم کے پاس لا کر رکھ دیا ابو مسلم نے زیاد کے قتل کی خبر ابوداؤد کو بھیج دی اور ابوداؤد ان دنوں طالقان کی مہم میں مصروف تھا فارغ ہو کر کش واپس آیا اور عیسیٰ بن ماہان کو بسام کی طرف روانہ کر دیا مگر اس کو کچھ کامیابی حاصل نہ ہو سکی اس کے بعد عیسیٰ نے چند خطوط ابو مسلم کے ساتھیوں کے پاس بھیجے تھے جس میں ابوداؤد کی برائیاں لکھی ہوئی تھیں ابو مسلم نے ان خطوط کو ابوداؤد کے پاس بھیج دیا ابوداؤد نے عیسیٰ کو پٹوا کر قید کر دیا اور کچھ عرصہ کے بعد قید سے رہا کر دیا رہا ہوتے ہی اس پر لشکری ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر دیا اس کے بعد ابو مسلم بخارا سے مرو لوٹ آیا۔

ابو مسلم اور ابو جعفر کا حج: ۱۳۶ھ میں ابو مسلم نے سفاح سے حج کی ادائیگی کے لئے آنے کی اجازت طلب کی کیونکہ یہ جس زمانہ سے گورنر خراسان بنا تھا خراسان سے الگ نہیں ہوا تھا سفاح نے پانچ سو کے لشکر کے ساتھ آنے کی اجازت دے دی، ابو مسلم نے لکھ بھیجا کہ میری اکثر لوگوں سے دشمنی ہے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، اس پر سفاح نے ایک ہزار فوج لانے کی اجازت دے دی اور وجہ یہ ظاہر کی کہ شہر مکہ میں اتنے بڑے لشکر کی رسد کا تحمل نہیں ہو سکتا چنانچہ ابو مسلم آٹھ ہزار فوج کے ساتھ روانہ ہوا اور مال و اسباب کو مقام رے میں چھوڑا اور فوجوں کو نیشاپور رے میں تقسیم کر کے ایک ہزار افراد کے ساتھ دار الخلافہ کے قریب پہنچا سفاح نے اپنے نامور سپہ سالار کو ابو مسلم کے استقبال پر مامور کیا اور جیسے ہی ابو مسلم دربار میں داخل ہوا سفاح نے حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی اور درخواست کے مطابق ابو مسلم کو حج کی اجازت دے دی اور یہ کہا کہ اگر ابو جعفر کا ارادہ حج کرنے کا نہ ہوتا تو میں تم کو امیر حج مقرر کرتا اور اس سے پہلے ابو جعفر کو جو بلا یہ خط لکھ چکا تھا کہ ابو مسلم نے مجھ سے حج کی اجازت طلب کی ہے اور میں نے اجازت دے دی ہے اور اس کا ارادہ امیر حج بننے کا ہے اور اب تم مجھ سے حج کی اجازت مانگ رہے ہو ایسی حالت میں تم اس کی امید نہ رکھو کہ تمہارے ہوتے ہوئے اسے امیر بنایا جائے بہر کیف تم کو حج کی اجازت دیتا ہوں اسی بنا پر ابو جعفر ابنار آ گیا۔

ابو جعفر اور ابو مسلم کی کشیدگی اس زمانہ سے چلی آرہی تھی جس زمانہ میں سفاح نے ابو جعفر کو خراسان میں اپنے اور اپنے بعد ابو جعفر کی بیعت لینے بھیجا تھا اور ابو مسلم کو خراسان کا گورنر بنایا تھا، ابو مسلم نے ابو جعفر کی انہی دنوں بہت تحقیر کی تھی جب اس مرتبہ ابو جعفر سفاح کی خدمت میں حاضر ہوا تو ابو مسلم کی پرانی شکایت پیش کر کے اس کو قتل کرنے کی اجازت طلب کی پہلے تو سفاح نے اجازت دے دی مگر خود بخود اس کو اس فعل پر ندامت ہوئی اور ابو جعفر کو اس کام سے روک دیا، غرض ابو جعفر و ابو مسلم ساتھ ساتھ حج کرنے گئے اور حران پر مقاتل بن حکیم کو مامور کیا گیا

ابو جعفر المنصور کی خلافت ۱۳۶ھ تا ۱۵۸ھ

المنصور کی تخت نشینی: ۱۳۶ھ ماہ ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں ابو العباس سفاح حیرہ سے انبار چلا گیا تھا (اور اسی کو دار الخلافہ بنالیا تھا) دو برس کے قیام کے بعد ذی الحجہ ۱۳۶ھ میں جب کہ تیرہ راتیں اس ماہ کی گزر چکی تھی اپنی حکومت کے پانچویں برس (چار برس آٹھ مہینے بعد) انتقال کر گیا، اس کے چچا عیسیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی، اور اسے انبار میں دفن کیا گیا، ابو جہم بن عطیہ اس کا وزیر تھا اس نے اپنی موت سے پہلے اپنے بھائی ① ابو جعفر اور ابو جعفر کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد کا عہد نامہ لکھ کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر اپنے اہل بیت کی مہروں سے مرتب کر کے عیسیٰ کے پاس

①..... ابو جعفر المنصور کا نام عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس تھا، سلامہ بربر یہ ام الولد کے نطن سے ۹۵ھ میں پیدا ہوا تھا (تاریخ الخلفاء امام سیوطی) اس مدت حکومت کے بارے میں طبری صفحہ ۱۵۴۷ اور مروج الذهب ۳۰۴۳ کا مطالعہ کریں۔

رکھو ادیا جس وقت سفاح کی وفات ہوئی اس وقت ابو جعفر مکہ میں تھا ابو جعفر کی طرف سے عیسیٰ بن موسیٰ نے لوگوں سے بیعت لی اور اس حادثہ کی اس کو اطلاع دی، ابو جعفر کو اس حادثہ کے سننے سے بے حد صدمہ ہوا اس نے ابو مسلم کو بلا کر خط پڑھنے کو دیا ابو مسلم خط دیکھتے ہی رو پڑا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگا، جب ابو جعفر کو قدرے سکون ہو گیا تو ابو مسلم سے مخاطب ہو کر بولا مجھے اور کسی سے خطرہ نہیں ہے البتہ عبداللہ بن علی کے شر سے مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے، ابو مسلم نے عرض کیا میں اس کے لئے کافی ہوں اور اس کے لشکر میں عام طور سے خراسانی بھرے ہوئے ہیں اور وہ میرے فرمانبردار ہیں اس کا جملہ پورا ہوتے ہی ابو جعفر کی بانچھیں کھل گئیں اس کے بعد ابو مسلم اور حاضرین نے بیعت کی اور دونوں لوٹ کر کوفہ پہنچ گئے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے ابو مسلم ہی کو سفاح کی موت کی خبر پہنچی تھی اور اسی نے ابو جعفر کو تعزیت اور خلافت کی مبارکباد کا خط لکھا تھا اور دودن کے بعد بیعت خلافت کا خط بھیج دیا تھا۔

۱۳ھ میں ابو جعفر المنصور کوفہ پہنچا تھا اور پھر وہاں سے انبار چلا گیا، عیسیٰ بن موسیٰ نے خراسان اور تمام محکمے ابو جعفر المنصور کے سپرد کر دیئے چنانچہ ابو جعفر المنصور مستقل طور پر خلافت کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

عبداللہ بن علی کی بغاوت:..... عبداللہ بن علی سفاح کی وفات سے پہلے کے دربار خلافت میں آیا تھا اسے سفاح نے لشکر شام و خراسان کے ساتھ صافہ کی طرف بھیج دیا تھا رفتہ رفتہ وہ دلوک پہنچا اور انہیں ابھی تک کسی بھی قسم کی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی کہ عیسیٰ بن موسیٰ کا خط سفاح کی وفات، ابو جعفر المنصور کی بیعت ولی عہدی عیسیٰ بن موسیٰ کے بارے میں پہنچا، جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا، عبداللہ بن علی نے لوگوں کو جمع کر کے خط پڑھا اور وہ واقعہ یاد دلایا کہ جس وقت سفاح نے حران کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تھا تو اس کے بھائیوں نے جانے سے جی چرایا تھا اس پر سفاح نے کہا تھا جو شخص بھی اس مہم پر جائے گا وہی میرا ولی عہد ہوگا اس وقت سوائے میرے کسی نے حران کے مہم کا بیڑہ نہیں اٹھایا تھا، ابو غانم طائی خفاف مروزی اور ان کے علاوہ اور سرداروں نے بھی اس کی گواہی دی چنانچہ ان سب نے عبداللہ بن علی کی بیعت کر لی جن میں حمید بن حکیم بن قحطبہ اور خراسان، شام، جزیرہ کے مشہور و معروف سردار شامل تھے، بیعت لینے کے بعد عبداللہ بن علی نے حران پہنچ کر مقاتل بن حکیم کا محاصرہ کر لیا اور چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا، محاصرہ کے دوران اہل خراسان سے خائف ہو کر ان میں سے ایک بڑی تعداد کو قتل کر ڈالا اور حمید بن قحطبہ کو والی حلب مقرر کر کے ایک خط دیکر حلب روانہ کر دیا جو زفر بن عاصم گورنر حلب کے نام تھا اور اس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حمید کو پہنچتے ہی قتل کر دو مگر حمید نے راستے ہی میں خط کھول کر پڑھ لیا اور بجائے حلب جانے کے عراق کی طرف چلا گیا۔

ابو مسلم کی عبداللہ کے خلاف روانگی:..... ابو جعفر ۱۰ المنصور نے حج سے واپس آ کر ابو مسلم کو عبداللہ بن علی سے جنگ کرنے پر مامور کیا حمید بن قحطبہ چونکہ عبداللہ بن علی سے ناراض ہی تھا یہ خبر ملتے ہی ابو مسلم سے آ ملا اس کے مقدمۃ الجیش پر مالک بن یثیم خراسانی تھا عبداللہ بن علی نے ابو مسلم کی آمد کی خبر سن کر مقاتل بن حکیم کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے امان دیدی اور حران پر قبضہ کر لیا اس کے بعد مقاتل کو ایک خط دے کر عثمان بن عبداللہ بن علی کے پاس (رقہ) روانہ کر دیا، عثمان نے خط پڑھتے ہی مقاتل کو قتل کر کے اس کے دونوں بیٹوں کو قید کر دیا اور جب عبداللہ بن علی کو ہزیمت ہوئی اس وقت اس نے مقاتل کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابو جعفر المنصور نے بعد ابو مسلم کے جانے کے محمد بن سول کو آذربائیجان سے بلوا کر عبداللہ بن علی کے پاس دھوکہ دینے کے لئے روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن سول نے عبداللہ بن علی کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں نے سفاح سے سنا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے بعد میرا جانشین میرا چچا عبداللہ ہوگا تو عبد اللہ بن علی نے کہا تو جھوٹا ہے میں تیرے فریب کو سمجھ گیا ہوں محمد بن سول یہ سن کر تھرا اٹھا اتنے میں عبداللہ بن علی نے تلوار اٹھا کر گردن ماردی، یہ وہی محمد بن سول ہے جو ابراہیم بن عباس سولی کاتب کا دادا تھا اس کے بعد عبداللہ بن علی نے حران سے نصیبین میں آ کر قیام کیا اور خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیا۔

ابو مسلم کا دھوکہ:..... اس دوران ابو مسلم ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے پہنچ گیا اس سے پہلے المنصور نے حسن بن قحطبہ گورنر آرمینیا کو

①..... المنصور نے اپنے چچا عبداللہ بن علی کے خلاف ابو مسلم کو اس لئے بھیجا تھا کہ دونوں میں سے کسی ایک سے ضرور جان چھوٹ جائے۔

ابو مسلم کی کمک کا حکم بھیجا تھا چنانچہ حسن بن قطبہ نے ابو مسلم سے موصل میں ملاقات کی تھی اور اس کے ساتھ نصیبین آ گیا تھا ابو مسلم نے عبداللہ بن علی سے اعراض کر کے شام کے راستے پر پڑاؤ ڈال دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ مجھے سوبہ تمام کی گورنری ملی ہے اور مجھے تم سے جنگ کا حکم نہیں دیا گیا اہل شام جو عبداللہ بن علی کے ہمراہ تھے انہوں نے عبداللہ بن علی سے کہا اب آپ ہمارے ہمراہ شام چلے تاکہ ہم اپنے اہل واعیال کو ابو مسلم کے پیچہ غضب سے بچا سکیں، عبداللہ بن علی نے ان لوگوں کو بہت سمجھایا کہ ابو مسلم ہمارے ہی مقابلے پر آیا ہے اور وہ ہم کو دھوکہ دے رہا ہے لیکن ان لوگوں نے ایک بھی نہ سنی مجبور ہو کر عبداللہ بن علی نے اہل شام کے ساتھ شام کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم یہ سن کر اس مقام پر گیا جہاں عبداللہ بن علی کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیوں میں یہ نہ کہتا تھا کہ یہ شخص تمہارے مقابلے پر آیا ہے چنانچہ ساتھیوں نے ندامت سے سر جھکا لیا، پھر عبداللہ بن علی لوٹ آئے اور ابو مسلم کے لشکر کے پڑاؤ پر قیام کیا ان کے میمنہ پر کاربن مسلم عقیل تھا، میسرہ پر حبیب بن سوید اسدی اور سواروں پر عبدالصمد بن علی (یعنی عبداللہ کا بھائی) ابو مسلم کے میمنہ پر خطبہ اور میسرہ پر خازم بن خزیمہ تھا، مہینوں تک لڑائی ہوئی رہی مگر کوئی نتیجہ نہ نکلا، ایک مرتبہ عبداللہ بن علی کے ساتھیوں نے ابو مسلم پر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا ابو مسلم کا لشکر مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹ گیا۔

ابو مسلم کی ابتدائی شکست:..... ان کا ہٹنا تھا کہ عبدالصمد نے حملہ کر دیا جس میں اٹھارہ آدمی ابو مسلم کے مارے گئے اور ابھی وہ سنبھلنے بھی نہ پائے تھے کہ عبدالصمد نے دوبارہ حملہ کر دیا جس سے ابو مسلم کی لشکر کی ترتیب ختم ہو گئی، لشکر کی تمام صفیں درہم برہم ہو گئیں لشکر بھاگ کھڑے ہوئے ابو مسلم کے منادی نے ابو مسلم کے حکم سے اہل خراسان کو لوٹنے کی اجازت دی، ابو مسلم کے لئے میدان جنگ میں ایک عربی لشکر بنوا دیا جاتا تھا جس پر وہ بیٹھ کر لڑائی دیکھا کرتا تھا جس طرف کی جماعت اور اس کی کمزوری کا احساس کرتا تھا اس طرف دوسرے سپاہیوں کو بھیج دیتا تھا، غرض ابو مسلم اور بھگواروں کے درمیان قاصدوں نے ایسی دوڑ مچائی کہ وہ سب کے سب واپس آ گئے اور اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھالنے میں مصروف ہو گئے جب منگل کا دن آیا اور جمادی الثانی ۳۷۷ھ کی تاریخ گزر گئی تو پھر فریقین میں ایک بہت بڑی جنگ چھیڑی۔

ابو مسلم کی فتح:..... ابو مسلم نے جنگ کے دوران حسن بن قطبہ کو میمنہ سے میسرہ میں چلے آنے اور میمنہ میں گنتی کے چند آدمیوں کو چھوڑ آنے کا حکم دیا، جیسے ہی حسن میمنہ سے میسرہ آیا اہل شام یہ سمجھ کر کہ شاید ابو مسلم ہمارے میمنہ کی کمزوری سے آگاہ ہو کر میمنہ پر حملہ کرنے والا ہے، میسرہ سے مقابلہ اور قوت کے لئے میمنہ میں چلے آئے ابو مسلم نے فوراً قلب کو میمنہ کے ساتھ مل کر اہل شام کے میسرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا چنانچہ لشکر شام گھبرا کر بھاگ گیا، ابو مسلم کے سواروں نے ان کے پیچھے گھوڑے ڈال دیئے ان حالات میں عبداللہ بن علی نے ابن سراقہ سے مشورہ مانگا تو ابن سراقہ نے کہا میرے نزدیک میدان جنگ میں لڑ کر جان دیدینا بہتر ہے اس سے کہ آپ جیسا شخص شکست کھا کر بھاگ جائے، عبداللہ بن علی بولے نہیں یہ موقع مردانگی دکھانے کا نہیں ہے میرا رخ عراق کی طرف ہے اور پھر جواب کا انتظار کئے بغیر عراق کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے ابن سراقہ بھی یہ کہتا ہوا کہ تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہوں جان بچا کر بھاگ گیا اور ابو مسلم مظفر و منصور اہل شام کی لشکر گاہ میں گیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اور فتح کی خوشخبری المنصور کی خدمت میں بھیج دی اور لوگوں کو شکست کے بعد امن دیکر لشکریوں کو قتل و غارت سے منع کر دیا۔

عبدالصمد اور عبداللہ کا انجام:..... عبدالصمد بن علی بھاگ کر کوفہ پہنچ گیا اور عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کی امان طلب کی چنانچہ المنصور نے امان دیدی اور بعض یہ کہتے ہیں کہ عبدالصمد نے رصافہ میں قیام کیا تھا یہاں تک کہ جمہور بن مرار عجمی جس کو المنصور نے ایک دستہ فوج سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا رصافہ پہنچا اور اس نے عبدالصمد کو گرفتار کر کے بیڑیاں ڈال کر ابو الخطیب کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا تھا اور المنصور نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا باقی عبداللہ نے بصرہ میں اپنے بھائی سلیمان بن علی کے پاس جا کر قیام کیا اور ایک مدت تک چھپا رہا یہاں تک کہ سلیمان کو المنصور نے طلب کیا اور یہ دار الخلافہ انبار روانہ ہو گیا۔

ابو مسلم کا سفر حج:..... جن دنوں ابو مسلم المنصور کے ساتھ حج کرنے گیا ان دنوں اس نے سفر حج میں نیک نامی کے خیال سے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے کنویں کھدوائے، پانی کا انتظام کیا اور فود کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا اس نے برہنوں کو کپڑے دیئے اور بھوکوں کو کھانا

کھلایا اور حج ختم ہونے کے بعد ابو مسلم المنصور سے آگے بڑھ گیا تھا اور پہلے اسی کو سفاح کی خبر ملی تھی اس نے ابو جعفر المنصور کے پاس تعزیت کا خط تو لکھا لیکن خلافت کی مبارکباد نہیں دی اور نہ ہی اس نے اس کی طرف لوٹا اور اس کا انتظار کیا، ابو جعفر کو اس سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا تب ابو مسلم نے تہنیت خلافت کی عرض داشت لکھی مگر انبار پہنچ کر یہ گل کھلایا کہ عیسیٰ بن موسیٰ کو بلا کر بیعت لینے کی درخواست پیش کر دی مگر عیسیٰ بن موسیٰ نے انکاری جواب دیا اور ابو جعفر المنصور جیسا کہ سفاح نے عہد نامہ لکھا تھا مسند خلافت میں بیٹھ گیا اسی زمانہ میں عبد اللہ بن علی نے اپنی بغاوت کا اعلان کر دیا المنصور نے اس مہم پر ابو مسلم کو مامور کیا لہذا اس نے اس کو شکست دیدی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور عبد اللہ بن علی کے لشکر کا مال غنیمت جمع کرایا، المنصور نے اپنے خادم ابو خصب کو مال غنیمت کی فہرست مرتب کر کے روانہ کیا مگر ابو مسلم کو اس بات سے برہمی پیدا ہو گئی کہنے لگا کہ میں لوگوں کی جانوں کا محافظ و امین ہوں، یہ ناممکن ہے کہ مال و اسباب میں خیانت کروں، خیر المنصور نے میرا اعتبار نہیں کیا، اچھا کیا، ابو مسلم کی یہ برہمی اس حد تک بڑھی کہ ابو خصب کی جان کا دشمن ہو گیا مگر پھر کچھ سوچ کر چھوڑ دیا۔

ابو مسلم کی سرکشی کے اسباب:..... المنصور کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس خوف سے کہ ابو مسلم کہیں خراسان نہ چلا جائے مصر اور شام کی سند گورنری لکھ کر ابو مسلم کے پاس بھیج دی مگر ابو مسلم کو اس سے اور نفرت پیدا ہو گئی اور جزیرہ سے خراسان کے لئے نکل کھڑا ہوا المنصور نے یہ خبر پا کر انبار سے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور ابو مسلم کو بلوایا مگر ۱ ابو مسلم نے حاضری سے انکار کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں دوری سے آپ کی اطاعت کروں گا اور اگر اس کے سوا آپ کسی اور بات پر مجبور کرنا چاہیں گے تو میں آپ کی خلع خلافت کا علم بلند کر دوں گا، المنصور نے اس رائے کو قبول نہیں کیا اور اس قسم کی اطاعت سے اپنی خوشنودی ظاہر نہ کی، یہ خط عیسیٰ بن موسیٰ کے ذریعے بھیجا گیا تھا اس غرض سے کہ ابو مسلم کو موانست پیدا ہو اور اس کے خیالات بدل

۱..... مسلم نے جو المنصور کے فرمان کا جواب لکھا تھا اس کو ہم تاریخ کامل لابن اثیر صفحہ ۲۲۳ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں:

وهو اهذا لم جلق الامير المؤمنين اكبر مطا لله عدوا اله مكرم الله منه وقد كنا تردى ملوك آل سلمان ان انوف مايكون لا وزراء اذا
سكنت الدهماء فنحن ناقرون من قربك خريصو الاولو فاء لك ما وفيت عربون بالسمع والطاعة غير النهامن بعيد حيث يقارنها
السلامة فان ارضا لك فانا كا حسن عبيدك وان ابعت الولان تعطى نفسك الا دتها نفقت ما ابرمت من عهدك فمنا بنص

(ترجمہ)..... امیر المؤمنین کا اللہ آپ کو بزرگ کرے، اب کوئی دشمن باقی نہ رہا جس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو غالب نہ کیا ہو بے شک ملوک آل ساسان کی یہ روایت کی گئی ہے کہ وزیروں کے لئے وہ حالت خطرناک ہوتی ہے جب کہ ہنگامہ و فساد فرو ہو چکے پس اب ہم جنگ سے کنارہ کش ہوتے ہیں مگر وفاداری پر قائم رہیں گے جب تک آپ بھی وفاداری کرتے رہیں گے دور ہی سے جب تک سلامتی شامل حال رہے گی بسر و چشم اطاعت کے ہم حقدار ہوں گے اگر آپ اس امر پر راضی ہو جائیں گے تو ہم آپ کے غلامان غلام بنے رہیں گے اور اگر آپ اس سے انکار کریں گے اس طرح کہ ہماری سلامتی کے خواہاں نہ ہوں گے تو ہم نے جو عہد کیا تھا اپنی جان بچانے کی غرض سے اس کو توڑ دیں گے، المنصور نے اس خط کو پڑھ کر ابو مسلم کے نام یہ فرمان روانہ کیا۔

قد فهمت كتابك وليست صفتك صفته اولئك الوزراء الخشيشه ملوكهم الذين يتمنون اضطراب جل الدولة اكثر جرائمهم
فانما راحتهم في انتشار نظام الجماعة قلم سويت نفسك بهم فانت في طاعتك ومنامحتك واصطلاحك بما من اعباء هذا الامر
على ما انت به وليس مع الشريعة التي ارجبتك منك سمعاً ولا طاعة وحمل اليك امير المؤمنين عيسى بن موسى رسالة لتسكن
اليها ان اضيعت واسال الله ان يحول بين الشيطان نزغانه وبينك فانه لم يجد بابا يفسد يترك او كد عنده واقرب من الباب الذي
فتحه عليك .

(ترجمہ)..... میں تمہارے خط کا مطلب سمجھ گیا تم ان دغا باز وزیروں میں نہیں ہو جو اپنے بادشاہ کی حکومت و سلطنت کے اضطراب کی وجہ سے اپنے کثرت جرائم کے خواہش کرتے ہیں کیونکہ ان کی راحت اس میں ہے کہ شیرازہ حکومت و اتفاق منتشر رہے، تم نے اپنے کو ان لوگوں کے ساتھ کیوں شمار کر لیا تم تو اس وقت تک ہماری فرمانبرداری میں ہو ہمارے ساتھ خلوص کا برتاؤ کرتے رہو اور اسی مضبوطی سے اس کام کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ پہلے اٹھائے تھے اور اس وقت تم نے یہ قید اپنی اطاعت سمعاً و طاعاً میں نہیں لگائی تھی، امیر المؤمنین محض تمہارے تسلی خاطر کے لئے عیسیٰ بن موسیٰ کیساتھ خط روانہ کرتے ہیں بشرطیکہ گوش ہوش سے سنو اور میں اللہ تعالیٰ سے چاہتا ہوں کہ وہ مابین تمہارے اور شیطان اور اس کے وسوسوں کے حائل ہو جائے کیونکہ اس کمبخت نے کوئی راستہ جس سے تمہاری نیت میں فساد و النہا اپنے نزدیک مضبوط، بہتر اور آسان اس سے نہیں پایا کہ جس کا دروازہ اس نے تم پر کھولا ہے

جائیں۔ بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ ابو مسلم نے المنصور کے فرمان کے جواب میں قطع خلافت کی دھمکی دی اور یہ بھی تحریر کیا تھا کہ میں نے آج تک جو عباسیہ کی خلافت کی دعوت دینے کا گناہ کیا ہے اس سے اب میں نے توبہ کر لی ہے۔

ابو مسلم سے منصور کی ناراضگی:..... ابو مسلم نے خطر روانہ کر کے حلوان چلا گیا جب المنصور کے پاس یہ خط پہنچا تو اس نے اپنے چچا عیسیٰ اور سرداران بنو ہاشم کو بلوا کر ابو مسلم کا خط دکھلایا اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آپ لوگ متحد ہو کر ابو مسلم کو اس مضمون کا ایک خط لکھیں کہ امیر المؤمنین کی اطاعت سے منحرف ہونا بہتر نہیں ہے اور بغاوت کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور جو کام تم کر رہے تھے اس کو پورا کرو اور بدستور سابق امیر المؤمنین کے دائرہ اطاعت میں واپس آ جاؤ، یہ خط المنصور کا آزاد کردہ غلام ابو حمید مردوزی لے کر گیا تھا المنصور نے روانگی کے وقت ابو حمید کو یہ سمجھا دیا تھا کہ ابو مسلم سے اولاً نرمی اور ملاطفت سے گفتگو کرنا اور منت سماجت کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھنا اور اگر اس سے ابو مسلم کے خیالات تبدیل نہ ہوں اور تجھ کو اپنی کامیابی کی صورت نظر نہ آئے تو یہ کہہ دینا کہ امیر المؤمنین نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ میں تیرے کا مکو کسی دوسرے کے حوالہ نہیں کروں گا میں خود بنفس نفیس تیرے پیچھے آؤں گا اگر تو دریا میں غوطہ مارے گا تو میں بھی تیرے تلاش میں غوطہ ماروں گا اگر تو جلتی ہوئی آگ میں کود پڑے گا تو میں بھی کود پڑوں گا یہاں تک کہ میں تجھے قتل کر ڈالوں یا خود جاں بحق تسلیم کر دوں،

ابو حمید نے المنصور کی ہدایت کے مطابق ابو مسلم کو خط دیا اور نرمی و ملاطفت اور منت سماجت سے گفتگو کی اور اس کو المنصور کی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی، چنانچہ ابو مسلم نے مالک بن یثیم سے مخاطب ہو کر کہا تم سنتے ہو یہ کیا کہتا ہے، مالک بن یثیم بولا، تم ایسی چکنی چڑی باتوں میں مت آؤ واللہ! اگر تم المنصور کے پاس گئے تو وہ یقیناً تم کو قتل کر دے گا، ابو مسلم یہ کہہ کر سہم گیا، نیزک،، گورنر رے،، سے مشورہ طلب کیا اس نے بھی المنصور کے پاس جانے سے اختلاف کیا اور یہ رائے دی کہ تم رے میں آ کر خراسان ورے کے درمیان قیام پذیر ہو جاؤ، یہ تمہارے لئے بہترین مقام ہوگا، ابو مسلم نے اس رائے کو پسند کر کے ابو حمید کو انکار کر دیا۔

ابو مسلم کی منصور کے پاس روانگی:..... اس وقت ابو حمید نے المنصور کا زبانی پیام کہنا شروع کیا اور ابو مسلم کا چہرہ خوف و غصہ سے متغیر ہونے لگا اس سے پہلے المنصور نے ابوداؤد گورنر خراسان کو (جو ابو مسلم کی جانب سے مامور تھا) ابو مسلم سے منحرف ہو جانے کو لکھا تھا اور اس کے صلہ میں اسے خراسان کی امارت دینے کا وعدہ کیا تھا، ابوداؤد نے اس کو درپردہ قبول کر لیا تھا اور اسی زمانہ میں ابو مسلم کو بھی اس نے المنصور کی مخالفت و بغاوت سے روکنے کے لئے ایک خط لکھا تھا اتفاق سے یہ خط ابو مسلم کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ ابو حمید پیغام ادا کر رہا تھا، ابو مسلم کی دل پر اس خط سے اور زیادہ رعب چھا گیا، ابو حمید کی واپسی سے پہلے اسے مخاطب کر کے بولا اگرچہ میں نے خراسان جانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابواحق کو امیر المؤمنین کی خدمت میں رائے طلب کرنے کے لئے بھیج دوں، کیونکہ مجھے اس پر زیادہ اعتماد ہے،

جس وقت ابواحق دربار خلافت کے قریب پہنچا بنو ہاشم کے سردار اور تمام اراکین دولت استقبال کرنے آئے اور المنصور نے انتہائی احترام و عزت سے بٹھایا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے کہنے لگا اگر تم ابو مسلم کو خراسان جانے سے روک دو اور کسی طرح اس کو میرے پاس لے آؤ تو میں تم کو خراسان کی ولایت دیدوں گا، ابواحق یہ سن کر خوش ہو گیا لوٹ کر ابو مسلم کے پاس آیا اور اس کو سمجھا بھجا کہ المنصور کے پاس چلنے پر راضی کر لیا چنانچہ ابو مسلم اپنے لشکر کو حلوان میں مالک بن یثیم کی نگرانی میں ٹھہرا کر تین ہزار فوج کے ساتھ مدائن پہنچ گیا۔

وزیر السلطنت کی تدبیر:..... وزیر السلطنت ابویوب کو ابو مسلم کے اس کڑوے کے ساتھ داخلہ سے یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں کوئی ایسا حادثہ ابو مسلم کے ساتھیوں کی جانب سے پیش آ جائے جس سے خلیفہ وقت اور ساتھ ہی اس کے میری جان بھی خطرہ میں پڑ جائے چنانچہ اس نے خطرے سے بچنے کی یہ تدبیر نکالی کہ ایک شخص کو اس کے بھائیوں میں سے بلا کر یہ چکمہ دیا کہ تم ابو مسلم کے پاس جاؤ اور اس کے ذریعے سے المنصور سے ملو اور ولایت کسکر کی اس سے سفارش کراؤ اس میں تم کو بہت مالداری حاصل ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ اس نفع میں تم میرے بھائی کو بھی شریک کرنا کیونکہ امیر المؤمنین ابو مسلم کے آتے ہی اس کا انتظام کرنے والے ہیں، وہ شخص اس جھانسنے میں آ گیا ابویوب نے المنصور سے اس شخص کے بیٹے ابو مسلم سے

ملاقات کرنے کی اجازت حاصل کر لی چنانچہ یہ شخص ابو مسلم سے راستے میں ملا اور اسے اس واقعہ سے مطلع کر کے المنصور سے سفارش کرنے کی درخواست کی ابو مسلم کا دل یہ خبریں سنتے ہی باغ باغ ہو گیا رنج و غم جس قدر تھا دور ہو گیا

منصور کا ابو مسلم کو دھوکہ جیسے ہی دار الخلافہ کے قریب ابو مسلم کے پہنچنے کی خبر مشہور ہوئی بنو ہاشم کے سردار و اراکین سلطنت المنصور کے حکم پر ابو مسلم کا استقبال کرنے آئے ابو مسلم نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر المنصور کی دست بوسی کی اور آرام کی غرض سے اجازت حاصل کر کے واپس چلا آیا صبح ہوئی تو المنصور نے اپنے حاجب عثمان بن نہیک کو چار مخافین کے ساتھ جس میں شبیب بن رواح اور ابو حنیفہ حرب بن قیس تھا بلوایا اور ان کو پردے کے پیچھے بٹھا کر یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت میں تالی بجاؤں تو فوراً ابو مسلم کو قتل کر ڈالنا، اس کے بعد ابو مسلم کو بلوایا گیا باتوں باتوں میں المنصور نے ان دو تلواروں کا حال دریافت کیا جو ابو مسلم کو اس کے چچا عبداللہ بن علی سے ملی تھیں (اتفاق سے اس وقت ابو مسلم ان میں سے ایک تلوار اپنی کمر سے لگائے ہوئے تھا) عرض کیا یہ ایک تلوار ان ہی دو میں سے ہے، المنصور بولا لاؤ ذرا میں دیکھوں، ابو مسلم نے کمر سے کھول کر تلوار دیدی چنانچہ المنصور تھوڑی دیر تک اس کو الٹا پلٹا اور دیکھتا رہا اس کے بعد تلوار اپنے فرش کے نیچے رکھ کر عتاب آمیز گفتگو کرنے لگا۔

منصور کی تلخ کلامی کیوں ابو مسلم! تم نے سفاح کو نزولی زمینیں نہ لینے کو لکھا تھا؟ ابو مسلم نے کہا ہاں مجھے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ کام ان کے لئے جائز نہ ہوگا لیکن پھر میں نے انہی کے فرمان کے مطابق عمل کیا یہ سمجھ کر کہ آپ لوگ علم کے خزانے ہیں۔

منصور نے کہا اچھا تم اس کی وجہ ظاہر کرو کہ سفر حج میں تم میرے آگے کیوں رہتے تھے؟ ابو مسلم نے کہا مجھ کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ ہم اور آپ ایک چشمے پر جمع ہوں، المنصور بولا کیا تم یہ بتلا سکتے ہو کہ تم کو کس بات نے میری طرف واپس آنے سے روکا تھا جب کہ تم کو سفاح کی موت کی خبر ملی تھی یا قیام کرنے سے کون سی خبر مانع ہوئی تھی تاکہ میں تمہارے پاس پہنچ جاتا۔ ابو مسلم نے کہا لوگوں کو نفع پہنچانے اور آپ سے پہلے کوفہ پہنچ جانے کے خیال سے میں نہیں لوٹا اور نہ قیام کیا، المنصور ترش رو ہو کر بولا تو تمہارا یہ ارادہ ہوا کہ عبداللہ بن علی کی لونڈی پر تم قبضہ کر لو، ابو مسلم نے کہا نہیں خداوند امیں نے اس پر ایسے شخص کو مامور کیا ہے جو اس کی حفاظت کریگا، المنصور نے پوچھا اچھا تم نے میرے حکم کی تعمیل کیوں نہیں کی اور تم خراسان کیوں جا رہے تھے؟ ابو مسلم نے کہا میں آپ کے خوف سے خراسان جا رہا تھا کہ وہاں سے عذر و معذرت کر کے آپ سے صفائی کر لوں گا، المنصور نے کہا وہ مال کہاں ہے جو تم نے حران میں جمع کیا تھا؟ ابو مسلم نے جواب دیا کہ میں نے وہ مال لشکریوں میں تقسیم کر دیا تاکہ ان کو تقویت ہو اور ان کا دل بڑھے اس پر المنصور چپیں بہ چسپ ہو کر بولا کیا تو ہمیشہ خطوط میں اپنے نام کو میرے نام سے پہلے نہیں لکھا کرتا تھا اور کیا تو ۱ آسبہ بنت علی سے منگنی نہیں کی اور کیا تو اس کا مدعی نہیں ہے کہ تو سلیمان بن عبداللہ بن عباس کا بیٹا ہے، اللہ اللہ تو نے بڑی ترقی کی روسیہ انسان! تو سخت نے دشوار راستہ کا انتخاب کیا ہے۔

ابھی ابو مسلم کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ المنصور نے پھر غیظ و غضب کے لہجے میں کہنا شروع کر دیا کیوں خود سرا! تو نے سلیمان بن کثیر کو کیوں قتل کیا باوجود کہ وہ ہمارا بہت خیر خواہ تھا اور وہ اس زمانہ سے ہمارا نقیب تھا جب کہ تجھے بھی اس کام میں شریک نہیں کیا گیا تھا، ابو مسلم نے جواب دیا اس نے میری مخالفت کی تھی اس لئے میں نے اسے قتل کر دیا۔

ابو مسلم کا قتل المنصور کا چہرہ یہ جملہ سنتے ہی فوراً سرخ ہو گیا لیکن کچھ کہنے نہیں پایا تھا کہ ابو مسلم جرأت کر کے بول اٹھا کیا یہ میری ان کار گزاریوں کا صلہ ہے جو اس وقت تک میں کرتا رہا ہوں؟ اس پر المنصور نے ڈانٹ کر کہا شیطان کے بچے! اگر تیری جگہ پر کوئی اور ہوتا تو میں اس کو اس کی کارگزاری بتا دیتا لیکن تو نے کیا کیا ہے ہماری بدولت تو نے بھی خوب چھرے اڑائے ہیں۔

ابو مسلم نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا اور سر نیچا کر لیا المنصور کا غصہ ترقی کرتا جا رہا تھا چنانچہ ابو مسلم نے یہ رنگ دیکھ کر کہا جا میں سوائے اللہ کے کسی سے نہیں ڈرتا، اس پر المنصور نے اس کو گالیاں دیں اور تالی بجا دی، تالیوں کی آواز کا آنا تھا کہ مخافین پردے سے نکل آئے، عثمان بن نہیک نے لپک کر گردن پر ایک تلوار ماری جس سے ابو مسلم کی تلوار کا تلہ کٹ گیا، ابو مسلم نے گھبرا کر کہا امیر المؤمنین! مجھے میرے دشمن کے لئے زندہ رہنے دیجئے اس پر

۱..... ابن اثیر صفحہ ۵۳۱/۳ پر اس کا نام آمنہ، اور طبری ۱۶۶/۹ پر امینہ لکھا ہے۔

المنصور بولا اللہ مجھے موت دیدے اگر میں تجھ جیسے زبردست دشمن کو پناہ دوں، اس کا جملہ پورا ہوتے ہی محافظوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور مارتے مارتے ابو مسلم کو بے دم کر دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں شعبان ۱۳۷ھ کا ہے۔

ابو مسلم کے قتل کا رد عمل:..... ابو مسلم کے قتل کئے جانے کے بعد وزیر السلطنت ابو جہم نے باہر آ کر لوگوں کو یہ کہہ کر واپس کر دیا امیر اس وقت امیر المؤمنین کی خدمت میں رہیں گے تم لوگ چلے جاؤ، ابو مسلم کے ساتھی یہ سن کر محل سرائے شاہی سے واپس آ گئے اور المنصور کے حکم سے ان لوگوں کو صلے دیئے گئے چنانچہ ابوالحق کو ایک لاکھ درہم ملے اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر ابو مسلم کا پوچھا اور گفتگو کے دوران اس کی خدمات و کارگزاریوں اور امام ابراہیم کے خیالات کا تذکرہ کرنے لگا، المنصور چلا کر کہنے لگا واللہ میں اس سے زیادہ دشمن کسی کو تمہارے خاندان کا تمام عالم میں نہیں جانتا اور وہ اس بساط کے نیچے موت کی نیند سو رہا ہے۔

عیسیٰ بن موسیٰ اور جعفر:..... عیسیٰ بن موسیٰ کی زبان سے بے ساختہ اتنا اللہ وانا الیہ راجعون نکلا، اس پر المنصور نے ناراضگی ظاہر کر کے کہا کیا اس کی موجودگی میں تم بھی صاحب حکومت شمار کئے جاتے تھے، عیسیٰ بن موسیٰ نے اس سوال کا کچھ جواب نہیں دیا پھر المنصور نے جعفر بن خظلہ کو بلا کر ابو مسلم کے قتل کے متعلق مشورہ مانگا، جعفر نے اس کے قتل کی رائے دی المنصور نے کہا اللہ تجھے خیر کی توفیق دے، جعفر کی نظر جیسے ہی المنصور کے دائیں جانب پڑی ابو مسلم کو مرا ہوا دیکھ کر جوش مسرت سے بول اٹھا اے امیر المؤمنین! آج سے آپ کی خلافت شمار کی جائے گی، المنصور مسکرا کر چپ ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ابو مسلم کے ماتحتوں میں سے ابوالحق کو طلب کیا، ابوالحق کے دل پر ابو مسلم کا اس قدر خوف غالب تھا کہ اس کی زبان سے ایک لفظ بھی نہیں نکل رہا تھا، المنصور نے تشفی آمیز الفاظ میں کہا جو بھی تمہارے دل میں ہو بے خوف و ہراس بیان کرو (ابو مسلم کی لاش کی طرف اشارہ کر کے) دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو مار ڈالا، ابوالحق نے یہ سنتے ہی سجدہ شکر ادا کیا اس کے بعد سر اٹھا کر عرض کرنے لگا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے آج آپ کی ذات با برکات کی وجہ سے مجھے امان دی، واللہ میں اس کے پاس جب بھی آتا تھا اپنے اہل و عیال کو وصیت کرتا تھا اور درحقیقت کفن پہن کر اور خوشبو لگا کر اس کے پاس آتا تھا، اتنا کہنے کے بعد اس نے اپنے کپڑے کھول کر دکھائے تو اس کے نیچے وہ کفن پہنے ہوئے اور خوشبو لگائے ہوئے تھا، المنصور کے دل میں اس کا یہ حال دیکھ کر رحم آیا ہنس کر بولا تم امیر المؤمنین کی اطاعت میں ہمیشہ ثابت قدم رہو اور اس اللہ کا شکر ادا کرو جس نے تم کو راحت پہنچائی ہے، جاؤ اس کی جماعت کو منتشر کرو۔ یہ واقعات ابو مسلم کے قتل کے دن کے ہیں۔

ابونصر کی گرفتاری اور رہائی:..... دوسرے دن المنصور نے ابونصر مالک بن یثیم کو ابو مسلم کی طرف سے اس مضمون کا خط لکھا کہ:-

تمہارے پاس میں جتنا مال و اسباب چھوڑ آیا ہوں وہ ہمارے پاس روانہ کر دو مال کی روانگی کے بعد تم بھی چلے آؤ، چونکہ ابو مسلم نے ابونصر مالک بن یثیم کو بہ وقت روانگی یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر میری طرف سے تمہارے پاس کوئی خط آئے اور اس پر پوری مہر ہو تو یہ سمجھ لینا کہ وہ میں نے خط نہیں لکھا ہے اس وجہ سے ابونصر المنصور کے بھیجے ہوئے خط دیکھ کر مشکوک و مشتبہ ہو گیا اور خراسان کے ارادہ سے ہوران کی طرف روانہ ہو گیا المنصور نے یہ خبر سن کر شہر زور کی سند گورنری لکھ کر اس کے پاس روانہ کی اور اس کے ساتھ ہی زہیر بن ترکی گورنر ہمدان کے پاس اس کی گرفتاری کا بھی حکم بھیج دیا جیسے ہی ابونصر ہمدان پہنچا زہیر ترکی نے دعوت کے بہانے سے بلا کر گرفتار کر لیا اس کے بعد المنصور کا فرمان ابونصر کے قتل کا پہنچ گیا چنانچہ زہیر نے جولاً لکھ بھیجا کہ میں اس کو پہلے گرفتار کر لیا تھا لیکن شہر زور کی سند گورنری اس کے نام کی آئی تو میں نے رہا کر دیا۔

ابونصر المنصور کے پاس:..... ابونصر رہا ہونے کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا المنصور نے اس کو ابو مسلم کو خراسان جانے کا مشورہ دینے پر ملامت کی، ابونصر نے عرض کیا ہاں مجھ سے ابو مسلم نے مشورہ طلب کیا تھا میں نے اس کو نیک مشورہ دیا اگر امیر المؤمنین مجھ سے کسی معاملہ میں مشورہ کریں گے تو کیا میں مشورہ خیر دینے سے دریغ کروں گا، میری اس میں کوئی خطا نہیں ہے المنصور یہ جواب سن کر اس کو سزا دینے سے رک گیا اور موصل کا گورنر بنا کر بھیج دیا۔

ابو مسلم کے قتل ہو جانے سے ابو جعفر المنصور کو پورا اطمینان حاصل ہو گیا جتنے خطرات اس کی مخالفت سے دل میں پیدا ہو رہے تھے سب دور ہو گئے، واقعہ قتل کے ایک روز لوگوں کو جمع کر کے منبر پر گیا نہایت میٹھے اور محبت بھرے الفاظ میں خطبہ ۱ دیا اور اس کے ساتھیوں کو مختلف جگہوں پر ادھر ادھر بھیج دیا۔

سنباد ۱ کی بغاوت:..... ابو مسلم ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص سنباد،، فیروز اسبید،، (مجوسی) نے اطراف خراسان میں خروج کیا اکثر اہل جبال نے اس کی اتباع کی یہ لوگ ابو مسلم کے خون کا بدلہ مانگ رہے تھے انہوں نے نیشاپور اور رے پر قبضہ کر لیا اور مال و اسباب و خزان چھین لئے جو ابو مسلم سفاح کے پاس جاتے وقت رے میں چھوڑ گیا تھا اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا اور عورتوں کو گرفتار کر کے لونڈیاں بنالیا مگر اس کے باوجود تاجروں سے متعرض نہ ہوتا تھا ظاہر یہ کرتا تھا کہ میں کعبہ کو گرانے جا رہا ہوں، المنصور نے اس کی سرکوبی پر جمہور بن مرار علی کو مامور کر دیا، ہمدان اور رے کے درمیان ایک سنان میدان میں صف آرائی کی نوبت آئی جمہور بن مرار نے انتہائی مردانگی سے لڑ کر سنباد کو شکست دیدی تقریباً ساٹھ ہزار آدمی سنباد کے مارے گئے اس کی عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا گیا اور سنباد نے طبرستان میں جا کر جان بچائی مگر اس اجل رسیدہ کو طبرستان میں بھی پناہ نہیں ملی، گورنر طبرستان کے ایک ملازم نے اس کو قتل کر کے جو کچھ اس کے پاس تھا لے لیا اور المنصور کو اس واقعہ کی اطلاع کر دی المنصور نے گورنر طبرستان سے سنباد کے مال و اسباب کا مواخذہ کیا مگر گورنر طبرستان مکر گیا تب المنصور نے ایک لشکر گورنر طبرستان کی گوشمالی کے لئے روانہ کر دیا مگر گورنر طبرستان یہ سنکر دیلم کی طرف بھاگ گیا۔

جمہور کی بغاوت:..... سنباد کی شکست کے بعد جمہور نے اس کی لشکر گاہ کا مال و اسباب لوٹ لیا اس میں ابو مسلم کا خزانہ بھی تھا مگر مال غنیمت دار الخلافت روانہ نہیں کیا اور جب المنصور کے خوف نے اپنی مہیب شکل دکھائی تو بغاوت کا اظہار کر کے مقام رے میں جا کر قلعہ بندی کر لی، المنصور نے اس مہم پر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ محمد بن اشعث کو روانہ کیا، جمہور یہ خبر سن کر مقام رے چھوڑ کر اصفہان کی طرف چلا گیا، اصفہان اس نے اور مقام رے پر محمد نے قبضہ کر لیا اس کے بعد محمد نے اصفہان کا رخ کیا، جمہور نے اصفہان سے نکل کر مقابلہ کیا اور فریقین بے جگری سے لڑے بالآخر جمہور شکست کھا کر آذربائیجان پہنچا وہاں اس کے ساتھیوں میں سے کسی اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ ۳۸ھ کا ہے۔

۱..... ابو جعفر المنصور نے جو خطبہ دیا تھا اس کو ہم تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۲۸ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے قارئین کی دلچسپی کے لئے درج کرتے ہیں:

يا ايها الناس لا تخرجوا من انس الطاعة الى وحشته المعصية ولا تمشو في ظلمة، الباطل بعد سعيكم في ضياء الحق ان ابا مسلم مبتدا و اساء معقبا، واخذ من الناس بنا اكثر صما اعطانا و رجع قبح باطنه على حسن ظاهره و علمنا، من خيث سريرته و فساد ما لو علمه الانم لنا فيه لعذرنا في قتله و غضا،، في امهالنا و ما زال ينقض بالبحته و يحفر زمه حتى اهل لنا عقوبته ابا حنا،، ذمة و لم يمعنا الحق له من امضاء الحق فيه و ما احسن ماقال البالغة،، الدنيا نى للنعمان،، فمن اطاعك فانفعه بطاعته . كما اطاعك و اذله على الرشد و من عصاك فعاقبه معاقبة . تنهى الظلوم و لا تقصد على صمد،،

(ترجمہ)..... اے لوگو! تم لوگ طاعت کے انس سے معصیت کی وحشت کی طرف نہ جاؤ اور راہ حق پر چلنے کے بعد باطل کی تاریکی میں مت چلو، بے شک ابو مسلم کا آغاز اچھائی کے ساتھ ہوا اور انجام برائی کے ساتھ اور اس نے لوگوں سے اس سے زیادہ جو ہم نے اس کو دیا تھا بڑائی حاصل کر لی تھی اور اس کے بد باطنی اس کے حسن ظہر پر غالب آگئی تھی اور ہم اس کے خبث باطنی اور فساد نیتی سے ایسے آگاہ ہو گئے تھے کہ اگر اس کو اس بارے میں کوئی نصیحت کرنے والا جان جاتا تو وہ ہم کو قتل کرنے اور اتنے دنوں تک چھوڑ دینے پر ملامت کرتا وہ برابر بیعت کو توڑتا اور ہمارے ذمہ کی توہین کرتا رہا یہاں تک کہ ہم کو ایسے سزا دینا حلال ہو گیا اور اس کا خون ہم کو مباح ہو گیا اور اس کے حقوق ہم کو حق جاری کرنے میں رکاوٹ نہ بنے اور کیا خوب نابغہ زبانی نے نعمان سے کہا تھا، کہ جو شخص تمہاری اطاعت کرے اس کو تو اس کی اطاعت کی وجہ سے جیسے اس نے اطاعت کی ہونے پہنچا دو اور اس کی رشد کی رہنمائی کرو اور جو شخص تمہاری نافرمانی کرے اس کو ایسی سزا دو کہ جس سے ظالم تھرا اٹھے اور تم اس کی معیشت کی فکر نہ کرو۔

۲..... سن باد، سند باد ایک ہی تلفظ ہے، بعض لوگوں نے اس کو بھی ایک تخیلاتی ہیرو بنا کر اس کے نام کی کہانیاں وغیرہ شائع کیں، اور ایران اور اس سے ملحقہ علاقوں میں اسکو تارزن، عمرو عیار وغیرہ جیسے تخیلاتی کرداروں کا رنگ دے دیا گیا، اس طرح بعض قوموں نے اسلام دشمن ہیروز کو مشہور کر دیا ہے، مروج الذهب ۳/۳۵۹ پر اس کا نام، سنفاد، لکھا ہے۔

عبداللہ بن علی کی گرفتاری:..... آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ عبداللہ بن علی ابو مسلم سے شکست کھا کر بصرہ چلے گئے تھے اور اپنے بھائی سلیمان کے پاس قیام کیا تھا اس کے بعد المنصور نے ۱۳۹ھ میں سلیمان کو حکومت بصرہ سے معزول کر دیا عبداللہ بن علی اور ان کے ساسی اس واقعہ سے خائف ہو کر روپوش ہو گئے، المنصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے سلیمان اور اس کے بھائی عیسیٰ کو لکھ کر بھیجا کہ میں عبداللہ اور اس کے کمانڈروں اور خدام کو امان دیتا ہوں تم ان کو میرے پاس لے آؤ، سلیمان اور عیسیٰ اس فرمان کے مطابق عبداللہ اور اس کے سرداروں اور خدام کو لیکر دارالخلافہ میں حاضر ہوئے انہوں نے دربار میں حاضری کی اجازت مانگی، المنصور نے سلیمان اور عیسیٰ کو اپنی باتوں میں مصروف کر کے عبداللہ بن علی کو ایک مکان میں جو قصر خلافت میں اسی غرض کے لئے مہیا کیا گیا تھا قید کر دینے کا حکم دیدیا جب تھوڑی دیر کے بعد سلیمان اور عیسیٰ المنصور سے رخصت ہو کر باہر آئے تو عبداللہ بن علی کو موجود نہ پا کر سمجھ گئے کہ ان کو قید کر دیا گیا ہے اور ان کی ذمہ داری کا عدم کردی گئی ہے تو وہ فوراً المنصور کے پاس لوٹے مگر ان سے ملنے نہیں دیا گیا مگر عبداللہ بن علی کے ساتھیوں میں سے کسی کو قتل کر دیا گیا، کسی کو قید کر دیا گیا اور بعض کو ابوداؤد خالد بن ابراہیم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا، ابوداؤد خالد نے اس سب کو قتل کر دیا۔

عیسیٰ کی معزولی اور اس کے خلاف سازش:..... عبداللہ بن علی اس زمانہ سے مسلسل قید ہی میں رہے یہاں تک کہ المنصور نے ۱۴۹ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے لڑکے المہدی محمد بن المنصور کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ اس کے تخت نشینی کے بعد عیسیٰ کو ولی عہد بنانے کی ہدایت کی تھی، عبداللہ بن علی کو اس کے حوالہ کر کے قتل کر ڈالنے کا حکم دیدیا اور خود بقصد حج مکہ معظمہ کی طرف چلا گیا، المنصور کے چلے جانے کے بعد عیسیٰ نے المنصور کے کاتب (سکرٹری) یونس بن فردہ سے عبداللہ بن علی کے قتل کا مشورہ کیا، یونس نے کہا میرے خیال میں تم عبداللہ کو قتل نہ کرو ورنہ المنصور حج سے واپسی پر تم کو اس کے قتل کے بدلہ میں قتل کر دے گا اور اگر تم سے کبھی وہ عبداللہ کو طلب کرے تو ہرگز ہرگز نہ دینا اور دیکھو یہ راز کسی سے مت کہنا، غرض عیسیٰ نے عبداللہ بن علی کو قتل نہیں کیا اور اپنے مکان میں چھپا دیا چنانچہ جب المنصور حج کر کے واپس آیا تو چند لوگوں کو اپنے عزیزوں کے پاس اس غرض سے بھیجا کہ وہ لوگ سمجھا بھجا کر اس کے بھائی عبداللہ بن علی کی سفارش کرنے پر تیار کریں چنانچہ ان لوگوں نے المنصور کے آدمیوں کے سمجھانے بھجانے سے عبداللہ بن علی کی سفارش کر دی۔

منصور کی سازش ناکام:..... چنانچہ المنصور نے عیسیٰ سے عبداللہ بن علی کو طلب کیا عیسیٰ نے عرض کیا میں نے اس کو آپ کے حکم کے مطابق قتل کر دیا تھا اس پر منصور نے کہا میں نے تو یہ حکم نہیں دیا تھا، ابھی عیسیٰ اس کا جواب نہیں دے پایا تھا کہ المنصور نے اپنے چچاؤں سے مخاطب ہو کر کہا کیا دیکھتے ہو اس کو اپنے بھائی کے بدلہ میں گرفتار کر لو میں نے عبداللہ کو قتل کرنے کے لئے اس کے حوالہ نہیں کیا تھا بلکہ نظر بند رکھنے کی غرض سے اس کے حوالہ کیا تھا،

المنصور کے چچاؤں نے یہ حکم پاتے ہی عیسیٰ کو گرفتار کر لیا اور قتل کرنے کے لئے باہر لے آئے، تماشاخیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا عیسیٰ تذبذب میں پڑا ہوا تھا اور لوگ اس کے قتل پر تلے ہوئے تھے ہر شخص کی زبان پر یہی قصہ تھا، عیسیٰ نے پہلے تو انتہائی صبر و استقلال سے کام لیا مگر جب یہ دیکھا کہ موت میرے سر پر کھیل رہی ہے تو گھبرا کر بول اٹھا اللہ مجھے قتل نہ کرو عبداللہ بن علی زندہ ہیں۔

عبداللہ بن علی کی موت:..... چنانچہ انہیں المنصور کے سامنے لا کر حاضر کر دیا گیا المنصور نے اس غریب کو بھی ایک مکان میں قید کر دیا جس کی بنیاد میں نمک دیا گیا تھا اور پانی ڈالنے کا حکم دیدیا پانی کا ڈالنا تھا کہ دیواریں گر پڑیں اور عبداللہ بن علی دب کر مر گئے۔

رواندیہ کی بغاوت:..... یہ لوگ خراسان کے رہنے والے ابو مسلم کے پیروکار تناخ اور حلول کے قائل تھے ان کا یہ اعتقاد تھا کہ آدم کی روح نے عثمان بن نہیک میں، اللہ جل شانہ نے المنصور میں، اور جبرائیل نے یثیم بن معاویہ میں حلول کر لیا ہے، المنصور نے اس میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو قید کر دیا باقی لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا چنانچہ یہ سب جمع ہو کر ایک نعش کو گویا کہ جنازہ لئے جارہے ہیں اٹھا کر لے چلے اور قید خانہ کے دروازے پر پہنچ کر نعش کو قید خانہ کے اندر پھینک دیا اور خود اندر گھس گئے اور اپنے ساتھیوں کو نکال لائے اس کے بعد مکمل اطمینان سے چھ سو افراد

کے ساتھ المنصور کے محل کا رخ کیا۔

معن بن زائدہ کی جانثاری:..... المنصور پیدل ہی محل سے باہر نکل آیا معن بن زائدہ شیبانی بھی یہ خبر سن کر آگیا یہ اس وقت تک روپوش تھا اس لئے کہ ابن ہبیرہ کے ساتھ مل کر اس سے لڑنے آیا تھا المنصور ایک مدت سے اس کی تلاش میں تھا، معن بن زائدہ نے اس موقع پر بہت بڑی جانثاری ظاہر کی پیدل ہو کر لڑا اور مخالفین کی صفوں میں گھس جاتا اور ان کے مجمع کو منتشر کر کے واپس آجاتا تھا دو ایک بار سخت سے سخت مشکل میں بھی مبتلا ہو گیا اس کے بعد المنصور کے پاس آیا اس وقت المنصور کے خچر کی لگام ربیع (المنصور کے حاجب) کے ہاتھ میں تھی، معن بن زائدہ نے یہ کہہ کر کہ تم ہٹ جاؤ ایسی حالت میں اس لگام کو لینے کا میں ہی مستحق ہوں یہ کہہ کر لگام ربیع کے ہاتھ سے لے لیا اور نہایت مستعدی و ہوشیاری سے لڑتا رہا اور راوندیہ کے خلاف لڑتے ہوئے کامیاب ہو گئے، المنصور نے اس وقت تک معن بن زائدہ کو نہیں پہچانا تھا اس لئے پوچھا کہ تم کون ہو؟ چنانچہ معن نے اپنا نام و نسب بتلایا، تو المنصور نے ان کو امان دیدی اور اس کی اس جانثاری سے خوش ہو گیا۔

ابونصر کا واقعہ:..... اس واقعہ کے بعد ابونصر مالک بن یثیم آیا اور شاہی محل کے دروازے پر کھڑے ہو کر بولا انا لیوم تو اب، بازار یوں کے کان میں جب یہ آواز پہنچی سب کے سب ابونصر پر ٹوٹ پڑے اور لڑائی ہونے لگی، شہر کا دروازہ کھول دیا گیا لوگ گھس گئے حازم بن خزمہ اور یثیم بن شعبہ نے حملہ کر دیا آن کی آن میں سب کے سب کو ڈھیر کر دیا، اس واقعہ میں اتفاقاً عثمان بن نہیک کو ایک تیر لگا جس سے وہ چند دن کے بعد مر گیا المنصور نے اس کے بھائی عیسیٰ بن نہیک کو اپنی جانکار فوج کا افسر مقرر کیا اور اس کے بعد ابو العباس طوسی کو اس عہدے سے سرفراز فرمایا۔ یہ سارے واقعات شہر ہاشمیہ میں واقع ہوئے تھے۔

معن کی پذیرائی:..... راوندیہ کی بغاوت فرو ہونے کے بعد المنصور نے معن بن زائدہ کو بلوا کر انتہائی عزت و احترام سے بٹھایا دیر تک اس کے کارنامے کی تعریف کرتا رہا، معن نے عرض کیا واللہ امیر المؤمنین میں تو ڈرتے ڈرتے میدان جنگ میں آیا تھا جب میں نے دیکھا کہ آپ کے لئے خطرناک حالت پیدا ہو رہی ہے تو مجھ سے برداشت نہ ہو سکا اور میں بے تابانہ نکل پڑا اور میں نے جو کچھ کیا وہ آپ ملاحظہ فرما رہے تھے۔ بعض لوگوں کا یہ بیان ہے کہ معن بن زائدہ ابوالخصیب (المنصور کے حاجب) کے پاس روپوش تھا اور ابوالخصیب اس فکر میں تھا کہ معن کی عفو و تقصیر کر کر امان حاصل کر لے، جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابوالخصیب نے المنصور کی خدمت میں حاضر ہو کر معن کی حاضری کی اجازت مانگی، المنصور نے راوندیہ کے متعلق معن سے مشورہ کیا تو معن نے رائے دی کہ بیت المال کا دروازہ لشکریوں کے لئے کھول دیجئے، ع، کہ مزدور خوش کن دل کند کار بیش (اندر سے خوش مزدور زیادہ کام کرتا ہے۔)

المنصور نے اس سے اختلاف کر کے کہا مناسب یہ ہے کہ ان سرکشوں کی سرکوبی کی جائے، معن نے عرض کیا بہتر، لیکن میں اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہوں، چنانچہ معن کا جواب اس کا جملہ پورا ہوتے ہی میدان جنگ کی طرف نکل کھڑا ہوا بڑے بڑے مصائب اٹھائے یہاں تک کہ تقریباً سارے راوندیہ مارے گئے، جنگ کے بعد معن پھر روپوش ہو گیا المنصور نے اس کو طلب کر کے امان دی اور ولایت یمن کا گورنر مقرر کر دیا۔

خراسان میں بغاوت:..... خلیفہ سفاح نے خراسان میں بغاوت و ہلاکت کے بعد بسام بن ابراہیم ابوداؤد خالد بن ابراہیم ذہلی کو مقرر کیا تھا جب ۱۴۰ھ کا دور آیا تو اس کے بعض سپاہیوں نے بغاوت کر دی اس وقت یہ کشماہن میں مقیم تھا لشکریوں نے اس کے گھر کا محاصرہ کر لیا چنانچہ ابوداؤد رات کے وقت اپنے مکان کے چھت پر ان لوگوں کو دیکھنے کے لئے چڑھا اتفاق سے اس کا پاؤں پھسلا اور گر پڑا اور اسی دن جاں بحق ہو گیا، ابوداؤد کے مرنے کے بعد اس کا افسر پولیس عصام اس کی قائم مقامی کرتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ المنصور نے عبد الجبار بن عبد الرحمن کو امیر خراسان مقرر کر کے روانہ کر دیا۔

عبد الجبار کی سرکشی:..... عبد الجبار نے خراسان میں قدم رکھتے ہی ایک آفت برپا کر دی سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو اس الزام میں کہ یہ لوگ دولت علویہ کی دعوت دیتے تھے قید کر دیا جن میں مجاشع بن حریش انصاری گورنر بخارا، ابوالغیرہ خالد بن کثیر مولیٰ بنو تمیم گورنر کوہستان اور حریش بن

محمد ذہلی یعنی ابوداؤد کا چچا زاد بھائی شامل تھے پھر چند دن کے بعد ان لوگوں کو قید کر دیا اور ابوداؤد کے مقرر کئے ہوئے عمال پر مال حاصل کرنے میں سختی کرنے لگا رفتہ رفتہ اس کی شکایت المنصور تک پہنچی تو وہ ابویوب سے مخاطب ہو کر بولا ابوالجبار! تو ہمارے حامیوں کو بغاوت کرنے کے خیال سے فنا کئے جا رہا ہے اس پر ابویوب نے رائے دی کہ آپ لشکر خراسان کے بڑے حصے کو جہاد روم پر بھیج دینے کا حکم بھیج دیجئے، اور جب عبدالجبار لشکر خراسان کو جہاد روم میں بھیج دیں تو جس کو چاہیں خراسان بھیج دیجئے ایک لمحہ میں عبدالجبار کے دماغ کی گرمی دور ہو جائے گی، المنصور نے اس رائے کے مطابق عبد الجبار کو لکھ بھیجا عبدالجبار نے جواباً لکھا کہ چونکہ ترک نے فوج کشی کی ہوئی ہے اس صورت میں اگر آپ لشکر خراسان کو کسی دوسری طرف منتقل کریں گے تو مجھ کو خراسان کے چلے جانے کا خطرہ ہے، المنصور نے یہ خط ابویوب کو دیدیا ابویوب نے عرض کیا آپ یہ لکھئے کہ مجھے خراسان دوسرے ممالک سے زیادہ محبوب ہے میں اس کی حفاظت کے لئے ایک عظیم الشان لشکر بھیج رہا ہوں جو اس کی مکمل طریقے سے حفاظت کریگا، عبدالجبار نے یہ جواب دیا کہ خراسان کی آمدنی اتنے زیادہ بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکے گی ابویوب نے یہ جواب دیکھ کر عرض کیا لیجئے اس کا خبث باطنی ظاہر ہو گیا ہے اس نے بغاوت کا اظہار کر دیا ہے اب آپ ذرا جلدی کیجئے۔

المہدی کی عبدالجبار کو شکست:..... المنصور نے ایک لشکر کے ساتھ اپنے بیٹے المہدی کو روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ مقام رے میں پہنچ کر قیام کرنا چنانچہ المہدی نے مقام رے پہنچ کر پراؤ ڈالا اور خازم بن خزیمہ کو عبدالجبار سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ خازم اور عبدالجبار میں لڑائی چھڑ گئی اور عبدالجبار میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا اور مقطنہ ① پہنچ کر چھپ گیا، بخش ② بن مزاحم نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اہل مرورد کو جمع کیا اور ان لوگوں کے ساتھ دجلہ عبور کر کے مقطنہ میں اترا اور عبدالجبار کو گرفتار کر کے خازم بن خزیمہ کے پاس حاضر ہو گیا خازم نے عبدالجبار کو ایک جبہ بالوں کا پہنا کر اونٹ کی دم کی طرف منہ کر کے سوار کرایا اور پورے شہر میں تشہیر کرا کر اسے اس کے اہل و عیال اور ساتھیوں سمیت المنصور کی خدمت میں بھیج دیا، المنصور ان کو طرح طرح کی ایذا میں دینے لگا یہاں تک کہ جس قدر مال ان لوگوں نے غنیمت کیا تھا سب کا سب حاضر کر دیا تب المنصور نے عبدالجبار کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر قتل کر دینے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ۱۴۲ھ کا ہے اور اس کے اہل و عیال کو وہلک میں قید کر دیا گیا۔ اس کامیابی کے بعد المہدی خراسان ہی میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ ۱۴۹ھ میں عراق لوٹ آیا۔

گورنر سندھ کی سرکشی:..... ۱۴۲ھ میں عیینہ بن موسیٰ بن کعب گورنر سندھ نے بغاوت کی یہ اپنے باپ کے بعد گورنر سندھ مقرر کیا گیا تھا اس کے باپ نے مسیب بن زہیر کو محکمہ پولیس کا افسر مقرر کیا تھا مسیب کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں عیینہ کو المنصور رہوا کر محکمہ پولیس نہ مقرر کر دیں چنانچہ عیینہ کو بہکا کر المنصور کی مخالفت پر تیار کر لیا، المنصور کو اس کی خبر ملی تو وہ دار الخلافہ سے بصرہ آیا اور بصرہ سے عمر بن حفص بن ابی صفر ③ متنگی کو سندھ و ہند کا گورنر بنا کر عیینہ سے جنگ پر مامور کر دیا چنانچہ عمر بن حفص سندھ پہنچ کر عیینہ سے لڑا اور کامیابی کے ساتھ سندھ پر قبضہ کر لیا۔ ④

اصبہد کی سرکشی:..... اسی سال اصبہد گورنر طبرستان نے بھی سرکشی کی اور ان مسلمانوں کے خون سے اپنے ظلم کے ہاتھوں کو رنگ لیا جو اسکے ملک کے تھے، المنصور نے اس کی سرکوبی کے لئے اپنے آزاد کردہ غلام ابوالخصیب، خازم بن خزیمہ اور روح بن خاتم کو ایک لشکر کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ ان لوگوں نے طبرستان پہنچ کر اس کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور ایک مدت تک محاصرہ کئے رکھا بالآخر تدبیر کر کے دروازہ کھلاوا کر گھس گئے لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قید کر دیا اور اصبہد نے خود کشی کر لی۔ ⑤

① کامل لابن اثیر صفحہ ۵۵۰ پر اس کا نام معطنہ لکھا ہے۔

② بعض نسخوں میں محشد لکھا ہے جو کہ غلط ہے اردو نسخے میں بمشیر لکھا ہے وہ بھی غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۵۵۰ پر الجشر لکھا ہے اس کی اعتبار سے تصحیح کی گئی ہے۔

③ ابن اثیر صفحہ ۵۵۰ پر عمر بن حفص بن ابی صفر لکھا ہے لہذا یہاں صفوة لکھا تھا جو ہم نے تبدیل کر دیا ہے۔

④ دیکھئے یعقوبی صفحہ ۳۷۲۔

⑤ تفصیل کے لئے فتوح البلدان صفحہ ۴۱۵ دیکھئے۔

بنو ہاشم اور مسئلہ خلافت:..... جس وقت مروان بن محمد کی حکومت میں تزلزل و اضطراب پیدا ہوا اس وقت بنو ہاشم نے ایک میٹنگ کر کے خلیفہ مقرر کرنے کے متعلق مشورہ کیا آخر کار سب نے اس بات پر اتفاق کر لیا کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن ثنی بن علی کو خلیفہ بنانا چاہیے، بیان کیا جاتا ہے کہ ان لوگوں میں جنہوں نے اس رات بیعت کی تھی ان میں المنصور بھی تھا اور جب المنصور نے اپنے بھائی سفاح کے عہد خلافت ۱۳۶ھ میں حج کر کے گیا تھا تو محمد اور اس کا بھائی ابراہیم چھپ گئے تھے اور بنو ہاشم کے ساتھ اس کے پاس نہیں آئے تھے چنانچہ اس نے ان دونوں کا معلوم کیا تو زیاد بن عبد اللہ حارثی نے عرض کیا میں ابھی ان دونوں کو حاضر کرتا ہوں المنصور ان دنوں مکہ میں تھا اس نے زیاد بن عبد اللہ کو مدینہ کی طرف واپس کر دیا، اس کے بعد المنصور تخت خلافت پر متمکن ہو گیا مگر محمد کے بارے میں برابر پوچھتا رہتا تھا اور بنو ہاشم سے خفیہ طور پر استفسار کرتا رہتا تھا اور وہ لوگ یہی جواب دیتے تھے کہ آپ نے اس کی تلاش حد سے زیادہ بڑھالی ہے اس لئے وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا ہے اور اس کے علاوہ اور بھی مناسب عذر کر دیا کرتے تھے مگر حسن بن زید بن حسن بن علی صاف صاف کہہ دیتے تھے کہ واللہ وہ تم سے بے خوف نہیں ہے بلکہ وہ تو تمہارے خوف کی وجہ سے بے فکری کے ساتھ رات کو سوتا نہیں ہے، موسیٰ بن عبد اللہ بن حسن یہ سن کر اکثر کہا کرتے تھے اللھم اطلب الحسن بدماننا (اے خدا حسن کو ہمارے خون کے بدلہ لے لے) اس کے بعد المنصور نے عبد اللہ بن حسن کو ان کے بیٹے محمد کے حاضر کرنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا، عبد اللہ نے سلیمان بن علی سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا، سلیمان بن علی نے کہا اگر وہ (المنصور) درگزر کرنے کا عادی ہوتا تو اپنے چچا سے درگزر کرتا، عبد اللہ یہ سن کر متنبہ ہو گئے اور اس وقت سے مسلسل اپنے بیٹے کو چھپانے کی پوری کوشش کرنے لگے۔

المنصور نے جاسوسوں کو پوری وادی حجاز میں محمد کی تلاش کے لئے پھیلا دیا کوئی چشمہ اور کوئی مقام ایسا نہیں تھا جہاں پر کہ المنصور کے جاسوس نہ رہتے ہوں جب اس میں بھی المنصور کو کامیابی نہ ہوئی تو ایک خط محمد کے طرف داروں کی جانب سے محمد کے نام لکھا جس میں اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا تھا اور جلدی کرنے کی رائے دی تھی اس خط کو اپنے جاسوس کے ہاتھ عبد اللہ کے پاس بھیجا اور اس بات کے اظہار کے لئے کہ یہ ان کے حامیوں کے پاس سے آیا ہے بہت سامال و اسباب اس کے ساتھ کر دیا اتفاق یہ ہوا کہ المنصور کا ایک کاتب جو در پردہ محمد کا حامی تھا اس نے عبد اللہ بن حسن کو یہ تمام حالات لکھ کر دیئے، ان دنوں محمد جہینہ میں ٹھہرے ہوئے تھے قاصد نے محمد کا معلوم کرنے کی بہت کوشش کی، اس غرض کو ظاہر کرنے کے خیال سے کہ ان کے حامیوں کا خط ان کے ہاتھ میں دیا جائے، عبد اللہ بن حسن نے قاصد سے کہا تم علی بن حسن کے پاس چلے جاؤ وہ تم کو محمد کے جہینہ کی جیل میں پہنچا دیں گے چنانچہ قاصد علی بن حسن کے پاس گیا اور انہوں نے اس کو محمد کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد المنصور کے کاتب کا خط حقیقت حال کا آیا، عبد اللہ بن حسن نے اسی وقت ابو ہبار کو محمد اور علی بن حسن کے پاس اس واقعہ کی اطلاع دینے اور اس قاصد سے بچنے کے لئے روانہ کر دیا، ابابہار علی بن حسن کو اس واقعہ سے مطلع کر کے محمد کے پاس گیا اتفاق سے اس وقت وہ جاسوس بیٹھا ہوا تھا اس نے محمد کو علیحدہ لے جا کر اس واقعہ سے مطلع کیا، محمد نے کہا تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے، ابو ہبار نے کہا مارڈالو جھگڑا صاف ہو جائے گا مگر محمد نے کہا میں ایک مسلمان کی خون سے اپنے ہاتھ آلودہ نہ کروں گا، تب ابو ہبار نے کہا اچھا اس کو قید کر کے اپنے ہمراہ رکھئے، محمد نے اس سے بھی اختلاف کیا اس وجہ سے کہ روازنہ جان کے خوف سے فرار ہوا کرتے تھے پھر ابو ہبار نے یہ رائے دی کہ اس کو قبیلہ جہینہ میں کسی کے پاس نظر بند کر دیجئے، محمد نے اس رائے سے اتفاق کیا لیکن لوٹ کر جب اپنے مجلس میں واپس آئے تو وہ شخص ہی موجود نہ تھا۔

عبد اللہ بن حسن اور جاسوس:..... یہ شخص جہینہ سے نکل کر مدینہ پہنچا اور مدینہ منورہ میں المنصور کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور سارے حالات بیان کر دیئے اور بجائے ابو ہبار کے یہ کہہ دیا کہ اس کے ساتھ ایک شخص ویرنامی رہتے تھے، ابو جعفر المنصور نے ویر کو بلوا کر محمد کے بارے میں دریافت کیا ویر نے قسمیں کھائیں اور اپنی لاعلمی ظاہر کی مگر المنصور کو اعتبار نہ آیا اور اسے پٹوا کر قید کر دیا، اس کے بعد المنصور نے عقبہ بن سالم ازدی کو بلا کر ایک جعلی خط محمد کے خراسانی حامیوں کی جانب لکھ کر دیا اور بہت سامال و اسباب دے کر عبد اللہ بن حسن کے پاس روانہ کر دیا، جیسے ہی عقبہ نے عبد اللہ بن حسن کے پاس پہنچ کر خراسانی حامیوں کا جعلی خط اور مال و اسباب دیا تو عبد اللہ بن حسن نے خط پھینک دیا اور جھڑک کر بولے کہ میں ان لوگوں کو نہیں جانتا تم میرے پاس سے چلے جاؤ، اس وقت تو عقبہ چلا گیا لیکن وقتاً فوقتاً آتا جاتا رہا یہاں تک کہ عبد اللہ بن حسن اس سے مانوس ہو گئے اور اپنے

دلی حالات کہنے لگے، عقبہ نے عرض کیا اس خط کا جواب لکھ دیجئے عبداللہ بن حسن نے جواب دیا خط کا جواب تو نہیں لکھوں گا مگر ان لوگوں سے میرا ساماں کہہ دینا اور یہ کہہ دینا کہ میرے دونوں بیٹے فلاں وقت خروج کریں گے۔

عبداللہ بن حسن کی گرفتاری:..... عقبہ کو جب محمد اور ابراہیم کے حالات معلوم ہو گئے تو لوٹ کر المنصور کے پاس آیا اور تمام حالات عرض کئے، المنصور نے حج کے ارادے سے کوچ کیا اور مکہ پہنچا تو بنو حسن ملنے آئے عبداللہ بن حسن بھی ان کے ساتھ تھے المنصور نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے بٹھایا اور اگلے دن دعوت کر دی جب یہ لوگ وقت مقررہ پر آئے اور کھانا کھا کر فارغ ہو گئے تو المنصور نے عبداللہ بن حسن سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیوں صاحب! آپ نے وعدہ کیا تھا کہ ہم کبھی مخالفت نہیں کریں گے اور نہ ہی تمہاری حکومت میں دخل اندازی کریں گے، عبداللہ بن حسن بولے میں ابھی تک اسی وعدہ پر قائم ہوں، المنصور نے عقبہ بن سالم کی طرف کن اکھیوں سے دیکھا تو عقبہ بن سالم، عبداللہ بن حسن کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا عبداللہ بن حسن نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا عقبہ بھی اسی طرف جا کھڑا ہو گیا مجبور ہو کر عبداللہ بن حسن نے آنکھیں پٹی کر لیں چنانچہ المنصور پوچھتا جاتا تھا اور عقبہ ایک ایک بات بتاتا جاتا تھا المنصور نے یہ باتیں سن کر عبداللہ بن حسن کو قید کرنے کا حکم دے دیا۔ ❶

محمد اور ابراہیم کا حال:..... محمد بے چارہ غریب الوطن جو اطراف و جوانب بلاد میں چھپا پھرتا تھا رفتہ رفتہ بصرہ پہنچا اور بنو راسب میں یا بقول بعض بنو مرہ بن عبید میں قیام کیا المنصور کو اس کی خبر مل گئی یہ خبر سنتے ہی المنصور بصرہ چلا آیا لیکن اس وقت محمد نے بصرہ چھوڑ دیا تھا، عمر بن عبید المنصور سے ملنے کو آیا، المنصور نے کہا اے ابو عثمان! کیا بصرہ میں کوئی ایسا شخص ہے کہ جس سے ہم کو اپنی خلافت و حکومت میں خطرہ ہو سکتا ہو؟ عمر بن عبید نے عرض کیا امیر المؤمنین! بصرہ میں کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو آپ کی خلافت و حکومت کا مخالف ہو، المنصور یہ سن کر لوٹ گیا اور محمد اور ابراہیم پر اس قدر خوف طاری ہو گیا تھا کہ بصرہ سے نکل کر عدن چلے گئے وہاں اطمینان حاصل نہ ہوا تو سندھ چلے آئے اور سندھ سے پھر کوفہ اور کوفہ سے مدینہ منورہ پہنچ گئے۔

محمد اور ابراہیم کا حج:..... پھر ۱۴۰ھ میں المنصور حج کرنے آیا تھا، محمد و ابراہیم بھی حج کرنے آئے ہوئے تھے ابراہیم نے المنصور کو دھوکہ دینے کا ارادہ کیا مگر محمد نے اس سے مخالفت کی اس کے بعد المنصور نے عبداللہ بن حسن کو ان دونوں بیٹوں محمد و ابراہیم کو حاضر کرنے پر مجبور کیا، زیاد گورنر مدینہ نے ضمانت دی تو غریب کی جان بچی، المنصور حج سے فارغ ہو کر اپنے دار الخلافہ لوٹ گیا۔

گورنر مدینہ اور محمد:..... اس کے روانگی کے بعد محمد مدینہ منورہ پہنچا زیاد نہایت الطاف و رحمت سے پیش آیا امان دی اور پھر کہا کہ آپ جہاں چاہیں چلے جائیں، المنصور نے یہ خبر سن کر ابوالازہر کو جمادی الثانی ۱۴۱ھ میں زیاد اور اس کے مصاحبوں کو قید کرنے اور عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کو سند گورنری دینے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا، ابوالازہر نے اس حکم کے مطابق عبدالعزیز بن المطلب کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا اور زیاد کو اس کے مصاحبین سمیت گرفتار کر کے المنصور کی خدمت میں پہنچا دیا چنانچہ ابوالمنصور نے ان سب کو قید کر دیا، زیاد نے چلتے وقت مدینہ منورہ کے بیت المال میں اسی ہزار دینار چھوڑے تھے۔

اس کے بعد المنصور نے مدینہ منورہ پر محمد بن خالد بن عبداللہ قسری کو مامور کر کے محمد کی تلاش کی سخت تاکید کی، اور اس مقدمہ پر دریا دلی سے مال و زر خرچ کرنے کی اجازت دی، چنانچہ محمد بن خالد نے بے حد مال و زر خرچ کیا مگر پھر بھی محمد مل نہ سکا اس وقت المنصور نے اس کی فضول خرچی سے تنگ آ کر اس کی معزولی سے متعلق مشورہ کیا اس کے مصاحبین میں سے یزید بن اسید سلمی نے رباح بن عثمان بن حیان مزنی ❷ کو مقرر کرنے کی رائے دی چنانچہ المنصور نے اسے پسند کر لیا اور رمضان ۱۴۲ھ میں اسے سندھ و مارت عطا کر کے مدینہ منورہ روانہ کر دیا۔

رباح بن عثمان گورنر مدینہ:..... اس نے مدینہ پہنچ کر بڑا اودھم مچایا عبداللہ بن حسن کو بیٹوں کی نہ حاضر کرنے پر دھمکی دی، عتاب شاہی

❶..... تفصیل کے لئے الاغانی صفحہ ۱۲۲/۲۱ دیکھیے۔

❷..... کامل لابن اثیر صفحہ ۵۵۷/۳ پر رباح بن عثمان مری لکھا ہے۔

سے ڈرایا تو عبداللہ بن حسن نے کہا واللہ تو آج ایسا سخت دل ہو رہا ہے جیسا کہ قصاب بکری کو ذبح کرنے کے وقت ہو جاتا ہے، رباح یہ جملہ سن کر چونکا ہو گیا پھر ابولہبتری حاجب بولا کہ اس غریب کو غیب کی کیا خبر ہے آپ ان سے ناحق محمد کے بارے میں پوچھ رہے ہیں، رباح نے جواب دیا تھو ہو تجھ پر اس بوڑھے نے جو کچھ کہا ہے ٹھیک کہا ہے تو نے اس کی بات کا مطلب نہیں سمجھا ہے، ابولہبتری اس کا جواب نہ دینے پایا تھا کہ رباح اس کے ساتھ عبداللہ بن حسن کی مجلس سے اٹھ کر چلا گیا اور پھر محمد بن خالد کو گرفتار کرا کر پٹوایا اور محمد کی تلاش میں شب و روز سرگرداں رہنے لگا، معلوم کرتے کرتے یہ معلوم ہوا کہ محمد مجافات بیج میں جبل جہینہ کی گھاٹیوں میں سے ایک گھاٹی میں چھپا ہوا ہے فوراً اپنے ایک سردار کو محمد کی تلاش میں روانہ کیا مگر محمد کو اس کی اطلاع ہو گئی اور وہ گھا گیا۔

بنو حسن کی گرفتاری:..... اس کے بعد رباح نے بنو حسن کو گرفتار کرا کر قید کر دیا جن کے نام یہ تھے عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی، حسن و ابراہیم و جعفر بن حسن بن حسن، سلیمان و عبداللہ بن داؤد بن حسن بن حسن، محمد و اسماعیل و اسحاق بن ابراہیم بن حسن بن حسن، عباس بن حسن بن حسن، موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن حسن بن حسن بن علی العابد نہ تھے وہ اگلے دن رباح کے پاس گئے اور فرمایا میں تیرے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ تو مجھ کو بھی میرے خاندان کے ساتھ قید کر دے، رباح نے ان کو بھی انہی لوگوں کے ساتھ قید کر دیا، المنصور کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے لکھا کہ انہی لوگوں کے ساتھ محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان،، دیباج،، کو بھی قید کر دو، یہ عبداللہ بن حسن بن حسن کے اخیانی بھائی تھے کیونکہ ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت الحسین ہیں، رباح نے اس فرمان کے مطابق محمد بن عبداللہ کو پکڑ کر قید کر دیا، انہی دنوں میں گورنر مصر نے علی بن محمد بن عبداللہ بن حسن کو گرفتار کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا تھا ان کو ان کے والد نے دعوت دینے کی غرض سے مصر بھیجا تھا چنانچہ المنصور نے انہیں قید کر دیا، اس وقت سے یہ مسلسل قید ہی میں رہے انہوں نے اپنے باپ کی حامیوں میں سے عبدالرحمن بن ابی المولیٰ و ابو جہر کے نام بھی بتا دیئے تھے المنصور نے ان دونوں کو بھی گرفتار کر کر خوب پٹوایا اور قید کر دیا۔

بعض لوگوں کا بیان ہے کہ پہلے عبداللہ بن حسن بن حسن صرف قید کئے گئے تھے اور ایک مدت تک قید میں رہے المنصور کے مشیروں نے حسن بن حسن کی باقی اولاد کو بھی قید کر دینے کی رائے دی چنانچہ سب کے سب کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا گیا۔

المنصور کا مطالبہ:..... اس واقعہ کے بعد ۴۴ھ میں المنصور حج کرنے گیا جب مکہ معظمہ پہنچا تو جیل میں حسن بن حسن کی اولاد کے پاس محمد بن عمران بن ابراہیم بن طلحہ و مالک بن انس کو یہ پیغام دیکر بھیجا کہ محمد اور ابراہیم بن عبداللہ بن حسن کو ہمارے حوالہ کر دو، عبداللہ بن حسن نے اس کا تو کوئی جواب نہیں دیا، حاضری کی اجازت طلب کی المنصور نے کہا واللہ میری آنکھیں اس کو اس وقت تک نہیں دیکھیں گی جب تک وہ اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس حاضر نہیں کریگا، عبداللہ بن حسن نہایت محسن ہر دل عزیز اور بے حد خلیق تھے جس سے جو کچھ کہتے تھے وہ قبول کر لیتا تھا

اولاد حسن کی عراق روانگی:..... حج کے بعد المنصور ربذہ کی طرف روانہ ہو گیا، رباح بھی احتراماً کچھ دور ساتھ آیا المنصور نے اسے حسن کی اولاد ان لوگوں سمیت جو ان کے ساتھ تھے عراق بھیج دینے کا حکم دیا چنانچہ رباح نے ان لوگوں کو قید خانہ سے نکال کر تھکڑیاں، زنجیریں اور بیڑیاں پہنا کر بغیر کجاوے کے اونٹوں پر سوار کرا کے عراق کی جانب روانہ کر دیا جعفر الصادق پر دے کے آڑ سے یہ تمام معاملات دیکھ رہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے سفر کے دوران محمد اور ابراہیم بدوؤں کے لباس میں اپنے والد عبداللہ کے پاس آیا کرتے تھے اور خروج کی اجازت مانگتے تھے، عبداللہ بن حسن کہا کرتے تھے میرے نور و نظر! جلدی مت کرو جب تک کہ کوئی مناسب موقع نہ ہا تھا آجائے، اگر ابو جعفر المنصور تمہاری کریمانہ زندگی کا مخالف ہو تو تم لوگ اس سے باز نہ آنا کہ کریمانہ موت مرو، ربذہ پہنچے تو المنصور سخت کلامی سے پیش آیا گالیاں دیں اور جب اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک سو پچاس کو ڈے لگوائے، بعضوں کا بیان ہے کہ رباح نے المنصور کو اس ظلم و تشدد پر آمادہ کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ اہل شام اس کے ایسے حامی ہیں کہ ان میں سے ایک بھی اس کی مخالفت نہیں کریگا۔

المنصور کا اہل بیت پر ظلم:..... اس واقعہ کے بعد ابو عنون گورنر خراسان نے المنصور کے پاس ایک خط میں یہ لکھ کر بھیجا کہ اہل خراسان میں

اندرونی سازشیں بہت ہو رہی ہیں اور یہ لوگ محمد بن عبد اللہ کے خروج کا انتظار کر رہے ہیں، المنصور نے اس اطلاع کی پاتے ہی محمد بن عبد اللہ کو قتل کرنے کے لئے جلاوٹ کے حوالہ کر دیا اور اس کا سہارا کر خراسان بھیج دیا اس سر کے ساتھ چند آدمی ایسے بھیجے گئے تھے جنہوں نے خراسان پہنچ کر قسم کھائی تھی کہ یہ سر محمد بن عبد اللہ کا ہے اور ان کی دادی کا نام فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا، پھر المنصور ربذہ سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا اور بنو حسن کے قصر کو ابن ہبیرہ میں قید کر دیا بیان کیا جاتا ہے کہ ان میں سب سے پہلے محمد بن ابراہیم بن حسن شہید کر دیئے گئے اس طرح کہ انہیں زندہ ایک ستون میں چن دیا گیا اس کے بعد عبد اللہ بن حسن اور پھر علی بن حسن نے وفات پائی، کہا جاتا ہے کہ المنصور کی حکم سے یہ لوگ شہید کر دیئے گئے ان میں سے علاوہ سلیمان و عبد اللہ بن داؤد اور اسحاق و اسمعیل بن ابراہیم بن حسن اور جعفر بن حسن کے اور کوئی زندہ نہیں بچا سب کے سب انتہائی بے کسی سے المنصور کے پنجہ ظلم کی نذر ہو گئے واللہ اعلم

محمد المہدی اور رباح کی آنکھ مچولی:..... جس وقت المنصور عراق کی جانب روانہ ہوا اور اولاد حسن کے قیدی اس کے ہمراہ بھیج دیئے گئے تو رباح لوٹ کر مدینہ منورہ آ گیا اور محمد کے تلاش میں سرگرمی کے ساتھ کام لینے لگا اور غریب محمد ایک مکان سے دوسرے مکان میں چھپتے پھرتے تھے اس روپوشی اور اختفاء کی نوبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ ایک مرتبہ کنویں میں ڈول کی طرح لٹک کر جان بچائی اسی تک دو میں ایک پہاڑ میں سے ان کی بیوی گر پڑیں ① جس کے صدمہ سے ان کا حمل ساقط ہو گیا، رباح کو یہ خبر ملی کہ محمد ② ندر میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو وہ چند آدمیوں کو ساتھ لے کر محمد کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوئے محمد یہ سن کر چھپ گئے رباح مجبور ہو کر خائب و خاسر واپس آ گئے، غرض رباح ہر وقت محمد کی تلاش میں رہتا تھا اور یہ چھپتے پھرتے تھے جب بھاگنے اور چھپنے سے تنگ آ گئے تو ساتھیوں سے صلاح مشورہ کر کے خروج کا ارادہ کر لیا۔

محمد المہدی کی بغاوت:..... رباح کو اس کی اطلاع مل گئی کہ آج رات کو محمد خروج کرنے والے ہیں، رباح نے عباس بن عبد اللہ بن حرث بن عباس اور محمد بن عمران بن ابراہیم بن محمد قاضی مدینہ منورہ بلوا کر کہا امیر المؤمنین، محمد کی تلاش میں مشرق اور مغرب ایک کر دیں گے حالانکہ وہ تمہارے ہی لوگوں کے پیچھے ہیں واللہ اگر اس نے خروج کیا تو میں تم لوگوں کو قتل کر دوں گا پھر قاضی مدینہ سے مخاطب ہو کر خاندان بنو زہرہ کو حاضر کرنے کا حکم دیا ایک جم غفیر ان لوگوں کا آ کر جمع ہو گیا رباح نے ان لوگوں کو دروازہ پر بٹھا دیا اس کے بعد چند علوی لوگوں کو بلوایا اور کہا جن میں جعفر بن محمد بن حسین، حسین بن علی بن حسین بن علی اور چند قریشی جن میں اسماعیل بن ایوب بن مسلمہ بن عبد اللہ بن ولید بن مغیرہ اور اس کا بیٹا خالد موجود تھے یہ لوگ رباح کے پاس بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اچانک تکبیر کی آواز سنائی دی کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب نے خروج کر دیا ہے، ابن مسلم بن عقبہ مری نے رباح سے کہا میرا کہنا ماننے تو مجھے ان لوگوں کو قتل کرنے دیجئے مگر رباح نے اس سے انکار کر دیا۔

محمد کا مدینہ پر قبضہ:..... محمد بن عبد اللہ نے ندر سے ایک سو پچاس آدمیوں کی جمعیت کے ساتھ خروج کیا قید خانہ کی طرف آئے، محمد بن خالد بن عبد اللہ قسری اور اس کے برادر زادہ نذیر بن یزید اور ان لوگوں کو جو اس کے ہمراہ تھے قید خانہ سے نکالا پیادوں پر خوات بن بکیر بن خوات بن جبیر کو مامور کیا اور دارالامارت میں پہنچے، وہ اپنے ہمراہیوں کو پکارتے جاتے تھے کہ کسی کو قتل نہ کرنا کسی کو قتل نہ کرنا چنانچہ باب مقصورہ سے دارالامارت میں داخل ہو گئے اور رباح اور اس کے بھائی عباس اور ابن مسلم بن عقبہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس کے بعد مسجد کی طرف آئے اور منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا جس میں المنصور کی ان عادات حسیہ و خصائل رذیلہ کا ذکر کیا جو اس نے اپنا لئے تھے اور لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ کرنے کا وعدہ کیا اور ان سے مدد کرنے کی درخواست کی اور اپنی جانب سے مدینہ منورہ میں عثمان بن محمد بن خالد بن ازہیر کو عہدہ قضا پر، عبد العزیز بن مطلب بن عبد اللہ مخزومی کو اسلحہ خانہ پر، عبد العزیز دراوردی کو محکمہ پولیس پر، ابو غلمش عثمان بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر الخطاب کو اور دیوان عطاء پر عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن

① ہمارے پاس موجود نسخے میں لکھا ہے کہ اس تک دو میں ان کا بیٹا پہاڑ سے گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ مترجم نے جو ان کی بیوی کے گرنے کا لکھا ہے وہ نہ جانے کس نسخے سے دیکھ کر لکھا ہے (مصحح ثناء اللہ محمود)

② تاریخ یعقوبی صفحہ ۶۲ پر اس کا نام ندر لکھا ہے ندر یا ندر غلط ہے۔

بن مسور بن مخرمہ کو مامور کیا اور محمد بن عبدالعزیز کے پاس الگ ہو جانے پر ملا متانہ پیغام بھیجنا چنانچہ محمد بن عبدالعزیز نے بھی امداد کا وعدہ کر لیا۔

مدینہ منورہ کے انتظام سے فارغ ہو کر محمد المہدی مکہ کی جانب روانہ ہوئے ان کے ساتھ شہر کے رئیسوں میں سے ضحاک بن عثمان بن عبداللہ بن خالد بن حزام، عبداللہ بن منذر بن مغیرہ بن عبداللہ بن خالد، ابوسلمہ بن عبید اللہ بن عمر اور حبیب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر کے اور کوئی پیچھے نہیں رہا، بغاوت کے وقت اہل مدینہ نے ۱ امام مالک سے محمد کے ساتھ بغاوت کرنے کے متعلق استفسار کیا تھا کہ ہماری گردنوں میں المنصور کی بیعت کا ہار پڑا ہوا ہے امام مالک نے جواب دیا ۲ تم لوگوں نے مجبوراً بیعت کی تھی (مجبور پابند نہیں ہوتا) اس سے لوگوں کے خیالات بدل گئے لہذا خوشی سے محمد کے اعوان و انصار میں شامل ہو گئے اور امام مالک خانہ نشین ہو گئے۔

اسماعیل بن عبداللہ:..... محمد المہدی نے اسماعیل بن عبداللہ بن جعفر کو بھی بیعت کرنے کے لئے بلوایا تھا یہ ایک معمر شخص تھا انہوں نے کہلا بھیجا میرے بھتیجے! واللہ تم مارے جاؤ گے میں تمہاری بیعت کیسے کروں، چنانچہ کچھ آدمی اس جواب کو سن کر پھر گئے اور بنو معاویہ بن عبداللہ بن جعفر نے محمد المہدی کا ساتھ دینے میں جلدی کی، حمادہ بنت معاویہ نے اپنے چچا اسماعیل بن عبداللہ کے پاس حاضر ہو کر اپنے بھائیوں کی شکایت کی کہ اے چچا جان! آپ کے اس کلام سے کچھ لوگ محمد سے الگ ہو گئے ہیں اور ابھی تک میرے بھائی انہی کے ساتھ ہیں مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ لوگ بھی مارے نہ جائیں مگر اسماعیل نے حمادہ کو نا کام لوٹا دیا بیان کیا جاتا ہے کہ اسے حمادہ کو دشمنی پیدا ہو گئی چنانچہ موقع پا کر اس نے اسماعیل کو قتل کر دیا اس کے بعد محمد بن خالد قسری جس کو رباح نے قید کر دیا تھا اور محمد المہدی نے رہا کر دیا تھا پھر اس الزام میں قید کر دیا گیا کہ یہ المنصور سے خط و کتابت کرتا تھا اس وقت سے محمد بن خالد مسلسل قید ہی میں رہا۔

المنصور کوفہ میں:..... محمد المہدی کے بغاوت کے نویں دن ایک شخص آل ادریس بن ابی سرح سے (جس کا نام حسین بن صخر تھا) مدینہ سے جا کر المنصور کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان واقعات سے ان کو آگاہ کیا المنصور بولا تو نے اس کو دیکھا ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں میں نے اس کو پچشم خود دیکھا ہے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس سے میں نے باتیں کی ہیں، المنصور کو اس کے کہنے پر یقین نہیں آیا، اگلے دن سے محمد المہدی کے خروج کی خبریں متواتر آنے لگیں تب تو المنصور کو خوف و ہراس پیدا ہو گیا اور اپنے اہل بیت و اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ کیا اور اپنے چچا عبداللہ بن علی سے جو اس وقت قید کی مصیبتیں نبھیل رہے تھے محمد المہدی کے متعلق رائے طلب کی انہوں نے کہلویا کہ تم فوراً کوفہ چلے جاؤ کیونکہ یہ کوفہ والے اہل بیت کے حامی ہیں اور ان کی ناکہ بندی کر لو تا کہ کوفہ میں آنے جانے والوں کی تم کو اطلاع ملتی رہے اور سالم بن قتیبہ کو مقام رے سے طلب کر کے شامی سپاہیوں کو اس کے ساتھ المہدی کی طرف روانہ کرو اور لشکریوں کے روزینے بڑھا دو، المنصور اس رائے کے مطابق کوفہ چلا گیا اس کے ہمراہ عبداللہ بن ربیع بن عبداللہ بن عبد الممدان بھی تھا۔

اہواز اور بصرہ کی ناکہ بندی:..... کوفہ پہنچ کر المنصور نے یزید بن یحییٰ سے مشورہ کیا سفاح بھی اس سے اکثر مشورہ کیا کرتا تھا اسی نے رائے دی کہ اہواز میں فوجیں بھیج دو تا کہ پوری پوری حفاظت ہو سکے مگر المنصور اس جواب کو سمجھ نہ سکا بولا اس نے مدینہ میں خروج کیا ہے یزید نے جواب دیا ہاں میں جانتا ہوں مگر اہواز ہی ان کی کامیابی کا دروازہ ہے، اور جعفر بن ۳ حظلہ بہرانی نے مشورہ کے وقت بصرہ میں فوج بھیجنے کی رائے دی تھی لہذا جب ابراہیم نے اس سمت میں خروج کیا تو ان دونوں کی آرا کی خوبیاں ظاہر ہو گئیں، المنصور نے جعفر کی رائے پر اعتراض کیا تھا کہ ہم کو بصرہ کا کیوں خوف زیادہ ہے؟ جعفر نے یہ توجیہ بیان کی تھی کہ اہل مدینہ جہاں پر محمد نے خروج کیا ہے جنگ آور سپاہی اور فسادی نہیں ہے وہ اپنے ہی حال میں مست ہو رہے ہیں اور اہل کوفہ تمہارے ہی قدموں کے نیچے ہیں اور اہل شام تو پہلے ہی سے آل ابی طالب کے جانی دشمن ہیں اب سوائے بصرہ کے

۱..... امام مالک بن انس، ائمہ اربعہ میں سے ہیں، مالکیہ انہی کی طرف منسوب ہے، مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے پوری زندگی بادشاہوں اور حکمرانوں سے دور رہے، ان کی مشہور تصنیف الموطا ہے، ۹۷ھ میں وفات ہوئی۔ (الاعلام للزکلی صفحہ ۱۲۸/۶)

۲..... تاریخ خلفاء سیوطی میں یہ الفاظ ہیں کہ تم نے مجبوراً بیعت کی تھی اور مجبور پر قسم لاگو نہیں ہوتی (بیعت میں وفاداری کی قسم کھائی جاتی ہے) (صفحہ ۲۳۱)

۳..... بعض نسخوں میں بہرانی کے بجائے حرانی لکھا ہوا ہے اور وہ غلط ہے۔

اور کون سا مقام باقی رہا جس کی حفاظت امیر المؤمنین کے لئے ضروری ہو، المنصور یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

المنصور کا محمد کو خط: اس کے بعد المنصور نے قطع حجت کے خیال سے محمد المہدی کے پاس ایک خط ۱۰ امان لکھ کر روانہ کیا، محمد المہدی نے

۱..... ان خطوط کو مؤرخ علامہ نے اطاعت طوالت کے خیال سے نظر انداز کر دیا ہے لیکن قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم اسکو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد پنجم مطبوعہ مصر سے درج کرتے ہیں:

بسم الله الرحمن الرحيم .

انما جزاء الذين يحاربون الله ورسوله ويسعون في الارض فسادا ان يقتلوا او يصلبوا او تقطع ايديهم وارجلهم ، من خلاف او ينفوا من الارض ذلك حزمى في الدنيا والاخرة ، ولهم عذاب عظيم ، الا الذين تابوا من قبل ان تقدروا عليهم فاعلموا ان الله غفور ارحيم .
ولك عهد الله وميثاقه و دمة رسوله ان او منك وجميع ولدك واخوتك واهل بيتك ومن اتبعكم على دمانكم واموالكم واسو غك ما أصبت من دم او مال واعطيك الف الف درهم ، وما سالت من الحوائج وانزلك من لابلاد حبيح شنت وان اطلق من فى حبسى من اهل بيتك وان كل من جائك وبايعك واتبعك او دخل فى شئى من امرك ثم لا تتبع احدا منهم بشئى كان منه اندا فان اردت ان تتوثق لنفسك فوجه الى من احببت ياخذ منى الامان والعهد ولميثاق ما تتوحيق به والسلام .

(ترجمہ)..... بسم الله الرحمن الرحيم۔ بے شک سزا ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں یہ ہے کہ وہ لوگ مارے جائیں یا صلیب پہ چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مختلف جانب کے کاٹے جائیں یا شہر سے نکال دیئے جائیں، یہ ان کے لئے دنیا اور آخرت کا عذاب ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے، مگر جن لوگوں نے اس سے پہلے کہ تم ان پر غالب آؤ توبہ کر لی ہو، یاد رکھو! کہ اللہ غفور رحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ اور اس کے رسول کا عہد ميثاق اور ذمہ ہے کہ میں تم کو اور تمہارے تمام بیٹوں اور بھائیوں اور خاندان والوں اور ان لوگوں کو جنہوں نے تمہاری اتباع کی ہے ان کی جان و مال و اسباب کی امن دیتا ہوں اور اس سے ورنہ رکھتا ہوں جو اس وقت تک خون ریزی کی ہو یا کسی کا مال لے لیا ہو اور میں تم کو ایک لاکھ درہم دیتا ہوں، اس کے علاوہ جو تمہاری حاجت ہوگی پوری کر دی جائیگی اور جہاں تم کو منظور ہوگا اسی شہر میں تم کو ٹھہرایا جائیگا اور جتنے تمہارے خاندان والے میرے یہاں قید ہیں ان کو میں رہا کر دوں گا اور اس کو بھی امن دیتا ہوں جو شخص تمہارے پاس آیا ہو اور تمہاری بیعت کی ہو اور اتباع کی ہو یا کسی کام میں تمہاری اس نے شرکت کی ہو اور اسکو امن دینے کے بعد پھر اس سے کبھی کسی کا مواخذہ نہیں کروں گا لہذا اگر اس بارے میں اپنا اطمینان کرنا چاہتے ہو تو جس کو چاہو میرے پاس بھیج کر مجھ سے امان، عہد اور وہ وعدہ جس پر تم کو اعتماد ہو سکے لے لو۔ والسلام

محمد بن عبد اللہ بن حسن نے اس کا جواب مندرجہ ذیل تحریر کیا :

بسم الله الرحمن الرحيم .

طسم ، تلك آيات الكتاب المبين ، نتلوا عليك من نبأ موسى وفرعون بالحق لقوم يؤمنون ان فرعون علا فى الارض وجعل اهلهما شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح ابنائهم ويستحى نساءهم ، انه كان من المفسدين ويزيد ان نمى على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين . ونمكن لهم فى الارض ونرى فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون وانا اعرض عليك من الامان مثل ما عرضت على فان الحق حقنا وانما وعليم هذا الامر بنا وخرجتم له بشيختنا وحظيتم بفضلنا فان ابانا علينا كان الوصى وكان الامام فكيف ورثتم ولايته وولده احياء ثم قد علمت انه لم يطلب الامر احد مثل نسبنا وشرفنا وحالنا وشرف آبائنا لسنا من ابناء اللعنا ولا الطرداء ولا الطلقاء وليس يمت احد من بنى هاشم بمثل الذى نمت به من القرابته والسابقة والفضل وانا بنو ام رسول الله صلى الله عليه وسلم فاطمة بنت عمر و فى الجاهلية وبنو بنته فاطمة فى الاسلام وانكم ان الله اختارنا واختار لنا فوالدنا من النبيين محمد افضلهم ومن السلف اولهم اسلاما على ومن الأزواج افضلهن خديجة الطاهرة واول من صلى الى القبلة ومن البنات خير هن فاطمة سيدة نساء العالمين واهل الجنة ومن المولدين فى الاسلام حسن وحسين سيدا شباب اهل الجنة وان هاشما ولد عليا مرتين ، وان عبد لمطلب ولد حسنا مرتين وان رسول الله صلى الله عليه وسلم ولدنى مرتين من قبل حسن ووالى اوسط بنى هاشم نسبنا وامر حهما بما لم تعرف فى العجمة ولم تنازع فى امهات الاولاد فما زال يختار لى الالباء والامهات فى الجاهلية والاسلام حتى يختار لى فى الاشرار فانا ابن رافع الناس درجة فى الجنة واهونهم عذابا فى النار ، ولك الله على ان دخلت فى (بقية حاشية اگلے صفحہ پر)

اس کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی ویسا ہی دیا جیسا کہ اس نے لکھا تھا غرض فریقین نے اپنے اپنے کو ایسی ایسی صفات سے متصف کیا تھا کہ جس سے احتراز کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے حالانکہ مکمل صحت کے ساتھ ان کو روایت کیا گیا ہے، ان خطوط کو تاریخ طبری اور کتاب الکامل میں نقل کیا گیا ہے جو مطالعہ کرنا چاہے وہاں دیکھ لے۔

بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے: طاعتی و احببت دعوتیان و منک علی نفسک و مالک و علی کل امر احد ثلث الاحد امن حدود اللہ او حق المسلم او معاهد فقد علمت اما یلزمی من ذالک وانا اولی بالامر منک و اوفی بالعہد لا تلک اعطیتی من الامان و العہد رجلا قلبی فای الامانات تعطنی امان ابن ہبیرۃ ام امان عمک عبد اللہ بن ام امان ابو مسلم .

(ترجمہ)..... طسم، یہ آیتیں کھلی ہوئی کتاب کی ہیں ہم تجھ کو کچھ موسیٰ اور فرعون کا حقیقی حال سناتے ہیں، اس قوم کے لئے جو یقین کرتے ہیں، بے شک فرعون ملک میں بڑا ہور ہا تھا اور وہاں کے لوگوں نے کئی گروپ بنا رکھے تھے ایک گروپ کو ان میں سے کمزور کر دیا تھا اور ان کے بیٹوں کو ذبح کرتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ مفسدین میں سے تھا، ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جو ملک میں کمزور پڑے ہوئے تھے اور ان کو ہم سردار بنائیں اور ان کو ہم ان کا قائم مقام بنائیں اور ان کی حکومت ہم ملک میں قائم کر دیں اور دکھادیں فرعون اور ہامان کو اور ان کے لشکروں کو ان کے ہاتھ سے جس چیز کا وہ خطرہ رکھتے تھے اور ہم تمہارے سامنے ویسا ہی امان پیش کرتے ہیں جیسا کہ تم نے ہمارے لئے پیش کیا تھا کیونکہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ ہمارا حق ہے اور بے شک تم ہمارے ہی سبب سے اس کے دعویدار بنے اور ہمارے ہی گروہ والے بن کر ہم پر حکومت کے حاصل کرنے نکلے اور اسی کے بدولت کامیاب بھی ہو گئے، کیونکہ ہمارا باپ علی وصی اور امام تھا چنانچہ تم اسی کے ولایت کے کس طرح وارث بن گئے حالانکہ ان کے بیٹے بقید حیات ہیں، پھر تم یہ بھی جانتے ہو کہ آج تک کسی نے اس خلافت کی خواہش ہم جیسے نسب و شرف و شریف خاندان والے شخص نے نہیں کی، ہم ملعونوں کی اولاد نہیں ہیں اور نہ مردودوں کی، اور نہ ان لوگوں کی جو ان کے حال پر چھوڑ دیئے گئے تھے، بنو ہاشم میں کسی شخص کا سلسلہ قرابت ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارا سلسلہ قرابت، سابقیت اور افضلیت کا ہے، ہم زمانہ جاہلیت میں فاطمہ بنت عمر و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں کی اولاد میں سے ہیں اور اسلام میں ان کی صاحبزادی فاطمہ کے نسل سے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ نے تم سے زیادہ ہم کو برگزیدہ کیا اور برگزیدہ بنایا ہے نبیوں میں ہمارے والد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جو سب سے افضل ہیں اور سلف میں علی ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور بیٹیوں میں سب سے بہتر خدیجہ طاہرہ ہے جنہوں نے سب سے پہلے قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور بیٹیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بہترین بیٹی فاطمہ سیدۃ النساء عالمین اور اہل جنت میں اور مولودین اسلام میں حسن و حسین جو کہ سردار جوانان جنت ہیں، بت شک ہاشم سے علی کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے حسن کا بھی دوسرا سلسلہ قرابت ہے اور بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا بھی منجانب حسن و حسین دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور بلاشبہ میں باعتبار نسب کے بہترین بنی ہاشم ہوں اور میرا باپ ان مشاہیر میں سے ہے مجھ میں کسی گجی کا میل نہیں ہے اور نہ ہی مجھ میں امہات اولاد کی کوئی نزاع ہوئی ہے ہمیشہ سے میرے آباؤ امہات جاہلیت و اسلام میں ممتاز ہوتے آئے ہیں یہاں تک میرے لئے میرے لئے خیر الاشرار کو منتخب کیا، میں بیٹا ہوں اس کا جس کا جنت میں سب سے بڑا درجہ ہوگا (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا) اور بیٹا ہوں اس کا جس پر دوزخ میں کمترین عذاب ہوگا (مراد اس سے ابو طالب ہے) اللہ درمیان میں ہے، اگر تم میری اطاعت قبول کر لو اور میرا کہنا مانو تو میں تم کو تمہاری جان اور تمہارے مال کی امان دیتا ہوں اور ہر اس بات سے جس کے تم مرتکب ہوئے ہو درگزر کرتا ہوں مگر کسی حد کا حدود اللہ سے یا کسی مسلمان کے حق کا یا معاہدہ کا میں ذمہ دار نہیں ہوں گا کیونکہ تم خود جانتے ہو کہ اس معاملہ میں میں مجبور ہوں اور بلاشبہ میں تم سے زیادہ مستحق خلافت ہوں اور عہد کو پورا کرنے والا ہوں اسلئے تم نے امان و قول مجھ سے پہلے بھی چند لوگوں کو دیا تھا چنانچہ تم کون سی امان مجھے دے رہے ہو امان ابن ہبیرہ کی، یا امان اپنے چچا عبد اللہ بن علی والی؟ یا امان ابو مسلم کی؟ (ابن ہبیرہ اور عبد اللہ بن علی اور ابو مسلم کو المنصور نے امان دیکر دھوکہ سے قتل کر دیا تھا)

جب المنصور کے پاس نوک جھونک سے بھرا یہ خط پہنچا تو پڑھنے کے ساتھ ہی غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا اسی وقت ابو ایوب کو بلوا کر خط دکھایا اور ایک اور خط لکھ کر روانہ کر دیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم .

اما بعد ! فقد بلغنی کلامک و قرأت کتابک فاذا اجل فخرک بقراۃ النساء لتضل بہ الجفۃ والغواء ، ولم يجعل اللہ النساء کالعمومۃ والاباء ولا کالعصۃ والاولیاء کان اللہ جعل العم اباً و بدأ بہ فی کتابہ علی الوالدۃ الدنیا ولو کان اختار اللہ لخلقہ علی علمہ فیما مضی منهم واصطفائہ لہم واما ذکرک من ظلمہ ام ابی طالب و ولادتها فان اللہ لم یرزق احداً من ولدہا الاسلام لابنتا ولا ابناً ولو ان رجلاً رزق الاسلام بالقراۃ رزقہ عبد اللہ ولکان اولی ہم بکل خیر فی الدنیا والاخرۃ ولكن اللہ یختار لدینہ من یشاء قال اللہ تعالیٰ انک لاتہدی من احیت ولكن اللہ یہدی من یشاء وھو اعلم بالمہتدین ولقد بعث اللہ محمداً صلی اللہ علیہ وسلم ولہ عمودۃ اربعۃ فانزل اللہ عزوجل وانذر عشیرتک الاقربین فانذرہم وداعاہم فاجاب اثنان احدهما ابوک فقطع اللہ ولا یتھا منہ ولم (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

پھر محمد المہدی نے مکہ معظمہ پر محمد بن حسن بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر کو یمن پر قاسم بن اسحاق کو اور شام پر موسیٰ بن عبد اللہ کو مامور کیا چنانچہ محمد بن حسن مکہ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ان کے ہمراہ قاسم بن اسحاق بھی تھے اتفاق سے لطن اذخر میں سری بن عبد اللہ گورنر مکہ سے ڈبھیر ہو گئی وہی

(بقیہ صفحہ گزشتہ سے آگے) يجعل الله بينه وبينهما الا ولا ذمة ولا ميراثا وزعمت انك ابن اخف اهل النار عذابا وابن خير الاشرار وليس في الكفر بالله صغير ولا في عذاب الله خفيف ولا يسير ليس في الشر خيار ولا ينبغي لمومن يومن بالله ان يفخر بالنار وستره وسيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبوا واما امر حسن وان عبد المطلب ولد مرتين وان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولدك مرتين فخيرا لا ولین والایة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یلدہ ہاشم الامرة ولا عبد المطلب الامرة وزعمت انك اوسط بنی ہاشم واصرحهم اما ابا وانه لم یلدك العجم ولم تعرف فيك امهات الاولاد فقد رايتك فخرت على طرافا فانظر ويحك وفكرت على من هو خير منك نفسا و ابا واولاد ا و اخا ابراهيم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وما خيار بنی ابيك خاصة واهل الفضل منهم الا بنو امهات الا ولا دما ولد فيكم بعد وفاة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل من على بن الحسين وهو لام ولد ولهو خير من جدك حسن بن حسين . وما كان فيكم بعده مثل محمد بن علي وجدته ام ولد ولهو خير من ابيك ولا مثل ابنه جعفر وجدته ام ولد ولهو خير منك واما قولك انكم بنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان الله تعالى يقول في كتابه ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكنكم بنو بنته وانها لقراة قريه ولكنها لا يجوز لها الميراث ولا ترث الولایة .

ولا يجوز لها الامامة فكيف تورث بها ولقد طلبها ابوك بكل وجه فاخرج فاطمة نهارا ومرضها مر او دفنها ليلا فابى الناس الا الشيخين ولقد جاءت السنة لا اختلاف فيها من المسلمين ان الجد ابا الام والخال والخالة لا يورثون واما ما فخرت به من على وسابقته فقد حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوفاة فامر غيره الصلاة ثم اخذ الناس رجلا بعد رجل فلم ياخذوه وكان في السنة فتركوه كلهم دفعا له منها ولم يروا له حقاً فيها واما عبد الرحمن فقدم عليه عثمان وهو له متهم وقتله طلحة والزبير ابى سعد بيعته فاغلق بابه وونه ثم بايع معاوية بعده ثم طلبها بكل وجه وقتل عليها وتفرق عنه عنه اصحابه وشك فيه شيعة قبل الحكومة ثم حكم حكمين رضى بهما واعطاهما عهد الله وميثاقه فاجتمعا على خلعه ثم كان حسن فناعها من معاوية بحرق قدرهم ولحق بالحجاز واسلم شيعة بيد معاوية ودفع الامر الى غير اهلهم واخذ مالا من غير ولاية ولا حلة فان كان لكم فيها شئ فقد بعتموه واخذتم ثمنه ثم خرج عمك حسين وعلى ابن مرجانة فكان الناس معه عليه حتى قتلوه واتوا براسه اليه ثم خرجتم على بنى امية فقتلوكم وصلبوكم على جذوع النخل واحرقوكم بالنيران ونفواكم من البلدان حتى قتل يحيى بن زيد بخراسان وقتلوا رجالكم واسروا الصبية والنساء وحملوهم بلاذ وطاء في المحامل كالسبي المجلوب الى الشام حتى خرجنا عليهم وطلبنا بشاركم ودر كنا بدماءكم وطلبنا بشاركم فادركنا بدمائكم واورثناكم وديارهم وسيننا سلفكم وفضلنا فاتخذت ذلك علينا حجة وظننت انا انما ذكرنا للتقدمة منا له على وحمزة والعباس وجعفر وليس كذلك كما ظنت ولكن خرج هؤلاء من الدنيا سالمين متسلما منهم مجتمعاً عليهم بالفضل وابتلى ابوك بالقتال والحرب وكانت بنو امية تلعه كما تلعه الكفرة في الصلوة المكتوبة فاجتحننا وذكرناهم فضله وعنقناهم وظلمناهم بما نالوا من فلقد علمت ان مكر متنا في الجاهلية سقاية الحاج الاعظم وولاية زمزم فصادت للعباس من بين اخوته فنازعنا فيها ابوك فقضى لنا عليه عمر فلم نزل نلها في الجاهلية والاسلام ولقد قحط اهل المدينة فلم يتوسل عمر الى ربه ولم تقرب الا بابينا حتى يغيبهم الله فساقيهم الغيث وابوك حاضر لم يتوسل به ولقد علمت انه لم يبق احد من بنى عبد المطلب بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم غيره فكانت وراثته من عموصة ثم طلب هذا الامر غير واحد من بنى هاشم فلم يبق ولا ولده فالتسقيته سقايته وميراث النبی له والخلافة في ولده فلم يبق شرف ولا فضل في جاهلية ولا اسلام في الدنيا والاخرة والعباس وراثته ومورثه واما ما ذكرت من بدر فان الاسلام جاء والعباس يمون ابا طالب وعياله وينفق عليهم للالزمة التي اصابته ولو ان العباس اخرج الى بدر كارها لمات طالب وعقيل جوعاً وللحسن جفان عتبه وشيبه ولكنه كان من المطعمين فاذهب عنكم العار وابة وكفاكم النفقة والمونة ثم فدى عقيل يوم بدر فكيف تفخر علينا وقد علناكم في الكفر وفديناكم وخزنا عليكم مكارم الالباء وورثنا دونكم خاتم الانبياء .

(ترجمہ) بسم الله الرحمن الرحيم۔ اما بعد! مجھے تمہاری باتیں معلوم ہوئی اور میں نے تمہارا خط پڑھا، تمہارے فخر کا دار و مدار عورتوں کی (بقیہ صفحہ آئندہ پر)

چار ہاتھ لڑنے کے بعد سری بن عبد اللہ بھاگ گیا اور محمد بن حسن نے مکہ پر قبضہ کر لیا یہاں تک کہ محمد المہدی نے اس کو جنگ عیسیٰ بن موسیٰ ہر جانے کا حکم دیا چنانچہ محمد اور قاسم بن عبد اللہ عیسیٰ بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے نکلے، اور ان دونوں کو اطراف قدید میں محمد کے مارنے کی خبر ملی چنانچہ محمد ابراہیم کے پاس چلا گیا اور اسی کے ہمراہ بصرہ میں رہا اور قاسم مدینہ میں چھپا رہا یہاں تک کہ عیسیٰ کی بیوی عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر کی لڑکی نے اس کے لئے امان لے لی۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے)..... قرابت پر ہے جس سے جاہل اور بازاری لوگ دھوکہ کھا سکتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں، باپوں، عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور اپنی کتاب میں اس کو قریب ترین ماں پر مقدم کیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ عورتوں کی قرابت کا لحاظ و پاس کرتا تو آمنہ (مادر رسول اللہ) ان میں سے نہایت قریب عزیز اور بڑی حق والی ہوتیں اور جنت میں داخل ہونے والوں سے اولیٰ ہوتیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں میں سے جو گذر گئے ہیں اپنی مرضی کے مطابق پیدا اور برگزیدہ کیا (نہ کہ جیسا کہ تم سمجھتے ہو) اور تم نے جو فاطمہ ام ابی طالب اور اس سے پیدا ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کی حالت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسکے کسی بیٹے اور کسی بیٹی کو اسلام نصیب نہیں کیا اور اگر اللہ تعالیٰ مردوں میں سے کسی کو قرابت کی وجہ سے دائرہ اسلام میں داخل کرتا تو عبد اللہ کو ضرور داخل کرتا، اور بے شک وہ ہر طرح سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے لئے جس کو چاہا اختیار کیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نہیں کر سکتا مگر اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور وہ ہدایت پانے والے کو خوب جانتا ہے اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اور آپ کے چار چچا اس وقت موجود تھے چنانچہ اللہ عزوجل نے آیہ کریمہ و انذر عشیرتک الا قرین (اور ڈراتو اپنے قریب ترین عزیزوں کو) نازل فرمائی چنانچہ آپ نے ان لوگوں کو عذاب الہی سے ڈرایا اور دین حق کی طرف بلایا ان میں سے دو نے اس دین کو قبول کر لیا اور ان میں سے ایک میرا باپ تھا (یعنی عباس بن عبد المطلب اور دوسرے حمزہ) اور دو نے دیم حق قبول کرنے سے انکار کر دیا اور ان میں سے ایک تمہارا باپ تھا (یعنی ابوطالب بن عبد المطلب اور دوسرا ابولہب بن عبد المطلب) اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کا سلسلہ ولایت آپ سے منقطع کر دیا اور آپ میں اور ان دونوں میں کوئی عزیز داری و ذمہ و میراث وغیرہ قائم نہ کی، تمہارا یہ خیال ہے تم ایسے شخص کے بیٹے ہو جو دوزخیوں میں سب سے کم تر عذاب میں ہوگا اور تم خیر الاشرار کے لڑکے ہو تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے میں ملوثی چھوٹا نہیں ہوتا اور عذاب میں ہلکا اور آسان نہیں ہوتا اور شر میں کوئی بہتر نہیں ہوتا، کسی مرد مومن کو جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہو یہ مناسب نہیں ہے کہ دوزخی ہو نے پر فخر کریں اور عنقریب تم خود دوزخ میں جاؤ گے اور قریب ہے کہ جان جائیں گے وہ لوگ جنہوں نے ظلم کیا ہے کہ کس کروٹ وہ لٹے پلٹے جائیں گے،

حسن کے متعلق جو تم نے یہ لکھا ہے کہ عبد المطلب سے ان کا دوہرا سلسلہ قرابت ہے اور پھر تم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دوطرفہ تعلق قرابت ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ خیر الاولین و آخرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ان کو ہاشم و عبد المطلب سے ایک پدری تعلق تھا اور تمہارا یہ زعم کہ بہترین بنو ہاشم ہو اور یہ کہ تمہارے ماں باپ ان میں زیادہ مشہور تھے اور یہ کہ تم میں عجمیوں کا میل نہیں ہے اور یہ کہ تم کسی کنیز کا لگاؤ نہیں ہے، میں دیکھتا ہوں کہ تم نے تمام بنو ہاشم سے خود کو متفخر بنا دیا ہے، غور کرو تم پر تفت ہو کل اللہ تعالیٰ کو کیا جواب دو گے تم نے خود کو حد سے بڑھا دیا ہے اور تم نے اس پر اپنا فخر جتایا ہے جو تم سے ذاتاً و صفاتاً بہتر ہے یعنی ابراہیم بن رسول اللہ (یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے لطن سے پیدا ہوئے تھے ماریہ کو نجاشی نے آپ کی خدمت میں تحفہ بھیجا تھا) بالخصوص تمہارے والد کے اولاد میں کوئی بہتر و اہل فضل سوائے بنو امیہات الاولاد (کنیز زادوں کے) نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تم میں علی بن حسین (امام زین العابدین) سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا حالانکہ وہ ام ولد (باندی) کے بیٹے تھے اور بلاشبہ تمہارے دادا حسن بن حسین سے بہتر تھے اور کوئی شخص تم میں ان کے بعد محمد بن علی کی طرح نہیں ہوا اور ان کی دادی ام ولد تھی اور ہر آئینہ وہ تمہارے والد سے بہتر ہیں اور نہ کوئی مثل ان کے بیٹے جعفر کے ہے اور ان کی دادی بھی ام ولد ہے اور یہ تم سے بہتر ہیں اور یہ کہنا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تو اپنی کتاب میں یوں ارشاد فرماتا ہے ما کان محمد ابا احد من رجالکم (محمد) تم سے کسی کے باپ نہ تھے) لیکن تم لوگ ان کی بیٹی کے اولاد ہو اور یہ بے شک قرابت قریبہ ہے مگر اس کو میراث نہیں مل سکتی اور نہ ہی یہ ولایت کے وارث ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کے لئے امامت جائز ہے چنانچہ اس قرابت کے ذریعہ سے تم کس طرح وارث بن سکتے ہو، اور تمہارے والد نے ہر طرح سے اس کی خواہش کی تھی فاطمہ کو دن میں نکالا اور در پردہ ان کو بیمار کیا اور رات کے وقت دفن کیا اس کے باوجود لوگوں نے سوائے شیخین (ابوبکر و عمر) کسی کو منظور نہیں کیا اس طریقہ سے مسلمانوں میں کچھ اختلاف نہیں ہے کہ نانا، ماموں اور خالہ مورث نہیں بنتے، اور جو تم نے علی اور ان کے سابق الاسلام ہونے کی وجہ سے فخر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات کے وقت دوسرے کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا اسکے بعد لوگ ایک کے بعد دوسرے کو امام بناتے گئے پھر بھی حضرت علی کو منتخب نہیں کیا حالانکہ یہ بھی ان چھ بزرگوں میں سے تھے لیکن سب نے اس کو اس کام کے قابل نہیں سمجھا اور اسے چھوڑ دیا اور ان لوگوں نے اس میں ان کو حق دار خیال نہیں کیا اور عبد الرحمن نے تو ان پر عثمان کو مقدم کر دیا اور ان کو اس معاملہ میں الزام لگایا جاتا ہے اور طلحہ اور زبیر ان سے لڑے اور سعد نے ان کی بیعت سے انکار کیا اور دروازہ بند کر لیا اسکے بعد حضرت معاویہ کی بیعت کی، اس کے بعد تمہارے والد نے پھر خلافت کی تمنا کی اور لڑے اور ان سے ان کے ساتھی علیحدہ ہو گئے اور حکم مقرر (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

موسیٰ بن عبداللہ شام کی طرف چلے گئے جب اہل شام نے ان کا ساتھ نہیں دیا تو وہ مدینہ منورہ لوٹ آئے اور مدینہ منورہ سے بصرہ میں آکر چھپ گئے، اتفاق سے ایک دن ان کو اور ان کے بیٹے عبداللہ کو محمد بن سلیمان بن علی نے گرفتار کر لیا اور چند مخفیین کے ہمراہ المنصور کے پاس بھیج دیا اور المنصور نے ان کو پٹوا کر قید کر دیا۔

المنصور کی فوج کی مدینہ روانگی:..... اس کے بعد المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو محمد سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ روانہ کیا اور اس

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے)..... کرنے سے پہلے ان کے حامی ان کے مستحق ہونے کے بارے میں مشکوک ہو گئے پھر انہوں نے دو آدمیوں کو رضامندی سے حکم مقرر کیا اور ان کو اللہ کا عہد و میثاق دیا ان دونوں آدمیوں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا، پھر حسن خلیفہ بنے انہوں نے حکومت و خلافت کو معاویہ کے ہاتھ کپڑوں اور دراہم کے بدلہ فروخت کر ڈالا اور حجاز چلے گئے اور اپنے حامیوں کو حضرت معاویہ کے سپرد کر دیا اور حکومت کو ان کے حوالہ کر دیا اور بلا استحقاق و جواز مال لے لیا لہذا اگر اس میں تمہارا کچھ حق بھی تھا تو اس کو تم نے فروخت کر ڈالا اور قیمت وصول کر لی، پھر تمہارے چچا حسین نے ابن مرجانہ کے خلاف (ابن زیاد) خروج کیا لوگوں نے تمہارے چچا کے خلاف اس کا ساتھ دیا یہاں تک کہ ان لوگوں نے تمہارے چچا کو قتل کر دیا اور ان کا سر کاٹ کر ان کے پاس لے آئے، پھر تم لوگوں نے بنو امیہ کے خلاف خروج کیا ان لوگوں نے تم کو قتل کیا، کھجور کی ڈالیوں پر سولی دی آگ میں جلایا اور شہر بدر کر دیا، یحییٰ بن زید کو خراسان میں قتل کیا تمہارے مردوں کو انہوں نے مار ڈالا بچوں اور عورتوں کو قید کر لیا اور بغیر فرش کے محملوں پر سوار کرا کر تجارتی لونڈیوں کی طرح شام بھیج دیا یہاں تک ہم نے ان پر خروج کیا اور ہم نے تمہارا بدلہ مانگا چنانچہ تمہارے خون کا بدلہ ہم نے لیا اور ہم نے تم کو ان کے ملک حورنین کا مالک بنا دیا اور ہم نے تمہارے اسلاف کو بلند کیا اور فضیلت دی، کیا تم حسن کے ذریعے ہم کو معقول کرنا چاہتے ہو؟ شاید تم نے یہ گمان کر لیا ہے کہ تمہارے والد کو حمزہ، عباس اور جعفر پر مقدم ہونے کی وجہ سے ہم ذکر کیا کرتے تھے حالانکہ یہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تمہارا گمان ہے البتہ یہ لوگ دنیا سے ایسے صاف ہو گئے ہیں کہ سب ان کے فرمانبردار تھے اور ان کے افضل ہونے کے قائل تھے اور تمہارا باپ جدال و قتال میں مبتلا کیا گیا بنو امیہ ان پر لعنت دیسے ہی کرتے تھے جیسا کہ کفار پر فرض نمازوں میں کی جاتی ہے، پس ہم نے جھگڑا کیا، ان کے فضائل بیان کئے ان پر سختی کی اور ناشائستہ حرکات کی وجہ سے ان کو ہم نے گوشالی کی، بے شک تم جانتے ہو کہ ہم لوگوں کی بزرگی جاہلیت میں حجاج کے پانی پلانے اور ولایت زمزم پر منحصر تھی اور یہ عباس کے بھائیوں میں سے صرف عباس ہی کے لئے مخصوص تھی تمہارے باپ نے اس بار ہمیں ہم سے جھگڑا کیا مگر حضرت عمرؓ نے ہمارے حق میں فیصلہ کیا تھا اس کا یہ تحریر کرنا کہ تمہارے والد نے اس کی ہر طرح سے خواہش کی تھی بالکل غلط ہے، حضرت علیؓ نے بھی خلافت کی خواہش نہیں کی تھی اور نہ جناب سیدۃ النساء کو اس غرض کے لئے دن میں باہر نکالا تھا لہذا اس کے مستقل مالک ہم ہی جاہلیت و اسلام میں رہے اور جن دنوں مدینہ منورہ میں قحط پڑا تھا تو عمرؓ نے اپنے رب کی طرف توسل و تقرب ہمارے ہی والد کے ذریعے سے کیا تھا اور انہی کی توسل سے پانی مانگا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پانی برسایا حالانکہ تمہارے والد اس وقت موجود تھے ان کا توسل نہیں کیا اور یہ تم کو معلوم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بنی عبدالمطلب میں سے کوئی شخص عباس کے علاوہ باقی نہ تھا لہذا وراثت چچا کی طرف منتقل ہو گئی پھر بنی ہاشم میں سے متعدد لوگوں نے خلافت کی خواہش کی مگر سوائے ان کے بیٹے کے اور کوئی کامیاب نہ ہوا، حقایق تو ان کا تھا ہی میراث نبی بھی ان کی طرف منتقل ہو گئی اور خلافت ان کے بیٹوں میں آگئی، غرض دنیا اور آخرت کی جاہلیت و اسلام میں کوئی شرف و عزت باقی نہیں کہ جس کے وارث اور مورث عباس نہ ہوئے ہوں، اور جو بدر کا واقعہ بیان کیا ہے تو جب اسلام کی اشاعت ہوئی تو اس وقت عباس ابوطالب اور ان کے اعیال کے کفیل تھے اور قحط کی وجہ سے ان کے خرچ سے دست گیری کرتے تھے اور اگر بدر میں زبردستی عباس کو نکالا جاتا تو طالب اور عقیل بھوئے کے مر جاتے اور عتبہ اور شیبہ کے لگنوں کو چاٹتے رہتے لیکن عباس تو ان کو کھانا کھلا رہے تھے انہوں نے ہی تمہاری آبرورکھی غلامی سے بچایا کھانے اور کپڑے سے تمہاری کفالت کرتے رہے پھر جنگ بدر میں عقیل کو فدیہ دے کر چھڑایا، تم ہم سے کیا دون کی لیتے ہو ہم نے تو تمہاری اعیال کی کفر میں بھی خبر گیری کی ہے فدیہ تمہارا دیا ہے تمہارے بزرگوں کی عزت و ناموس کو محفوظ رکھا ہے خاتم الانبیاء کے تمہارے بغیر ہم وارث ہوئے ہیں اور تمہارا بدلہ بھی ہم نے مانگا چنانچہ جس سے تم عاجز ہو گئے تھے اور جس کو تم اپنے لئے حاصل نہیں کر سکتے تھے اس کو ہم نے حاصل کر لیا و السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(مترجم) المنصور نے جوابی خط لکھنے میں جادہ اعتدال سے قدم بہت باہر نکال دیا ہے علی ابن ابی طالب اور امام حسنؓ پر فضول بے سرو پا بہتان قائم علی ہذا امام حسنؓ کے بارے میں یہ لکھنا کہ انہوں نے خلافت کو کپڑے اور درہم کے بدلہ فروخت کر دیا محض بہتان ہے انہوں نے خلافت سے دست بردار ہو کر مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرا دی تھی اور اس طرح سے اپنے جد امجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین گوئی کو کہ یہ لڑکا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کا باعث ہوگا پوری کی تھی، اس کا یہ لکھنا بھی افتراء ہے کہ عباس، ابوطالب اور ان کے اعیال کے کفیل تھے، چونکہ محمد بن عبداللہ کے حامی علی بن ابی طالب کے فضائل بیان کرنے کے وقت یہ بھی کہا کرتے تھے کہ یہ بدری اور عباس بدر میں کفار کے ساتھ تھے اس لئے اس نے بدر کا تذکرہ کر کے اس دھبہ کو مٹانے کی کوشش کی ہے، غریب محمد نے اپنے خط میں حضرت عباسؓ کے بارے میں ایک حرف بھی برائی کا نہیں تحریر کیا مگر منصور نے اپنے خط میں کوئی دقیقہ علی کی برائی کا نہیں اٹھا رکھا۔ کما لا یخفی۔

کے ہمراہ محمد بن العباس السفاح، کثیر بن حصین عبدی، حمید بن قحطبہ اور ہزار مرد وغیرہ بھی تھے، روانگی کے وقت المنصور نے یہ ہدایت بھی کی تھی اگر تم کو ان کے خلاف کامیابی حاصل ہو جائے تو اپنے تلوار کو نیام میں داخل کر لینا اور امان دیدینا اور اگر وہ روپوش ہو جائے تو اہل مدینہ کو گرفتار کر لینا یہ اس کے حالات جو جانتے ہیں اور آل ابی طالب میں سے جو بھی شخص تم سے ملاقات کرے اس کا نام میرے پاس لکھ کر بھیجنا اور جو شخص نہ ملے اس کا مال و اسباب ضبط کر لینا چنانچہ جعفر الصادق ان لوگوں میں شامل تھے جو روپوش ہو گئے تھے چنانچہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب المنصور مدینہ منورہ پہنچا تو جعفر الصادق نے اس سے اپنا مال و اسباب مانگا تو المنصور نے جواب دیا کہ اس کو تمہارے ہی مہدی نے ضبط کیا ہے۔

الغرض عیسیٰ نے قید میں پہنچ کر اہل مدینہ کے چند لوگوں کو طلبی کے خطوط روانہ کئے من جملہ ان کے عبد العزیز بن مطلب مخزومی، عبید اللہ بن محمد صفوان ججی اور عبد اللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب تھے چنانچہ عبد اللہ اپنے بھائی عمر بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب اور ابو عقیل محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عقیل کے ہمراہ مدینہ منورہ سے نکل آئے۔

خندق کا مسئلہ اور اہل مدینہ:..... مہدی کو عیسیٰ بن موسیٰ کے آنے کی خبر ملی تو اس نے اپنے مصاحبوں سے مدینہ منورہ میں قیام کر کے یا اس کے ارد گرد خندق کھود کر لڑنے کے متعلق رائے طلب کی، مصاحبین کا آپس میں اختلاف ہوا تو مہدی نے اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر خندق کھودنے کا حکم دیا اور اسی خندق کو کھودایا جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احزاب میں کھودایا تھا اس دوران عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالا، اس سے پہلے محمد المہدی نے اہل مدینہ کو خروج کرنے سے منع کر دیا تھا لیکن بعد میں اجازت دیدی چنانچہ ایک جم غفیر اپنے اہل و اعیال کے ساتھ پہاڑوں کی طرف نکل کر چلا گیا گنتی کے چند لوگ مہدی کے پاس رہ گئے اس وقت اس کو اپنے رائے کی غلطی کا احساس ہوا، ابو الغلمش ۱ کو ان لوگوں کو واپس لانے پر مامور کیا لیکن کامیابی نہ ہو سکی،

بہر حال عیسیٰ بن موسیٰ نے اعوض سے کوچ کر کے مدینہ منورہ سے چار میل کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا اور ایک دستہ فوج کو مکہ کے راست کی طرف بھیج دیا تاکہ شکست کے وقت محمد کو مکہ جانے سے روک دے اور مہدی کے پاس کہلوایا کہ خلیفہ المنصور تم کو امان دیتے ہیں اور کتاب و سنت کی طرف تم کو بلاتے ہیں اور بغاوت کے انجام سے تمہیں ڈراتے ہیں، مہدی نے جواب دیا میں ایک ایسا شخص ہوں جس نے قتل کے خوف سے فرار کیا ہے، عیسیٰ یہ سن کر خاموش ہو گیا، بارہویں رمضان ۱۳۵ھ کو مقام جرف میں رکا اور دو روز تک ٹھہرا ہا تیسرے روز ایک بلند مقام پر کھڑے ہو کر اہل مدینہ سے پکار کر کہا:

اے اہل مدینہ! میں تم کو امان دیتا ہوں بشرطیکہ تم میرے اور میرے حریف کے درمیان حائل نہ ہو، مگر اسے گالیاں دینے لگے چنانچہ عیسیٰ لوٹ آیا دوسرے دن پھر اسی مقام پر جنگ کے ارادے سے گیا اور اپنے سپہ سالاروں کو مدینہ منورہ کے آس پاس پھیلا دیا، محمد المہدی بھی اپنے ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں آیا اس کا جھنڈا عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر کے ہاتھ میں تھا اور ان کا شعار احد تھا، سب سے پہلے ابو غلمش صف لشکر سے نکل کر میدان میں آیا اور خنم ٹھونک کر آواز دی، ہے کوئی لڑنے والا جو مجھ سے آکر مقابلہ کرے۔

عیسیٰ کے لشکر سے اسد کا بھائی نکلا ابو غلمش نے قریب پہنچتے ہی اس کو قتل کر دیا دوسرا شخص آیا اس کا بھی ابو غلمش نے خاتمہ کر دیا اور جوش مردانگی میں آکر بول اٹھا: انا ابن الفاروق، میں فاروق کا بیٹا ہوں۔

عباسی اور علوی جنگ:..... محمد المہدی نے اس معرکہ میں بہت بڑی مردانگی سے کام لیا بڑے بڑے نرغوں میں مبتلا ہوا ستر آدمی اس کے ہاتھ سے مارے گئے اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ کے حکم سے حمید بن قحطبہ ایک سو پیدل سپاہی کے ساتھ خندق کے قریب کی دیوار کی طرف بڑھا مگر محمد کے ساتھیوں نے تیر بازی شروع کر دی مگر حمید کے قدم استقلال کو لغزش نہ ہوئی دیوار تک جوں کے توں پہنچ گیا اور اس کو منہدم کر کے خندق بھی عبور کر لی اور محمد المہدی کے ساتھیوں سے لڑنے لگا عصر کے وقت تک برابر لڑتا رہا ابھی جنگ کا بازار گرم ہی تھا کہ عیسیٰ نے اپنے لشکر کی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا لشکریوں نے خندق کو عرق گیر، زین پوش اور اسباب سے پاٹ کر راستے بنادئے جو انان لشکر خندق عبور کر کے محمد المہدی کے لشکر سے جا ٹھہرے

گھمسان کی لڑائی ہونے لگی محمد نے میدان جنگ سے واپس آ کر غسل کیا خوشبو لگائی پھر میدان جنگ کی طرف لوٹا، عبداللہ بن جعفر لوالا آپ نے بڑی غلطی کی اس عظیم الشان لشکر کا مقابلہ کرنا آپ کی طاقت سے باہر ہے کاش مکہ چلے گئے ہوتے، جواب دیا میں اہل مدینہ کو اس حالت میں نہیں چھوڑ سکتا واللہ میں یہ کام نہیں کروں گا، اس سے زیادہ کیا ہوگا کہ مارا جاؤں اور تم کو نسبت میرے آسانی ہے جہاں چاہو چلے جاؤ۔

جانشاری اور عظیم مظاہرے:..... عبداللہ بن جعفر تھوڑی دور تک ساتھ رہے پھر واپس لوٹ آ گئے، اسی طرح ان کے سارے ساتھی منتشر اور متفرق ہو گئے صرف تین سو آدمی باقی رہ گئے، ساتھیوں میں سے کسی نے کہا آج ہم لوگوں کی وہی تعداد ہے جو اہل بدر کی تعداد تھی، عیسیٰ بن خضیر مہدی کے ہمراہیوں میں سے بصرہ یا کسی شہر کی طرف چلے جانے کو بار بار کہتا جاتا اور مہدی یہی جواب دیتا تھا واللہ تم لوگ میرے ساتھ بتلاء، بلائہ ہو جس طرف تمہارا جی چاہے چلے جاؤ،

اس کے بعد مہدی نے ظہر اور عصر کی نماز ادا کی عیسیٰ بن خضیر دیوان کی طرف چلا گیا اور اس رجسٹر کو جلا دیا جس میں بیعت کرنے والوں کے نام تھے پھر قید خانہ کی طرف آیا، رباح بن عثمان اور اس کے بھائی اور ابن مسلم بن عقبہ کو قتل کیا مگر محمد بن قسری نے یہ خبر سن کر دروازہ بند کر لیا اور بچ گیا، ابن خضیر لوٹ کر محمد کے پاس آیا اور اس کے ساتھ مل کر لڑنے لگا پھر محمد بن سلع کی طرف بڑھا اس کے لشکر میں بنو شجاع کی جماعت تھی ان لوگوں نے اپنی سواریوں کے پاؤں کاٹ ڈالے اور تلواروں کے نیام توڑ کر مرجانے کے عہد و پیمان کر کے ٹھہر گئے، عیسیٰ کی فوج کو دو یا تین بار شکست دی۔

عیسیٰ کے ساتھیوں کی چال:..... کچھ لوگ اس کے ساتھیوں میں سے پہاڑ میں چڑھ گئے اور دوسری جانب سے اتر کر مدینہ منورہ آئے اور ایک عباسی عورت کی سیاہ اوڑھنی لے کر مسجد کے مینار پر پھریرہ کی طرح اڑا دیا محمد کے ساتھیوں کے جو اس وقت تک انتہائی مردانگی سے لڑ رہے تھے یہ واقعہ دیکھ کر چھکے چھوٹ گئے اور وہ یہ سمجھ کر عیسیٰ کے لشکر نے مدینہ منورہ پر قبضہ کر لیا ہے اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ بنو غفار نے بھی عیسیٰ کے ساتھیوں کو اپنی جانب سے راستہ دیدیا عیسیٰ کے لشکر مدینہ منورہ ہو کر محمد کے لشکریوں کے سامنے پہنچ گئے محمد نے حمید بن قحطبہ کو لاکار حمید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کیا اور عیسیٰ بن خضیر کو پکار کر بولا تم جنگ نہ کرو میں تم کو امان دیتا ہوں مگر ابن خضیر نے اس پر توجہ نہ کی اور برابر لڑتا رہا یہاں تک کہ لڑتے لڑتے زخموں سے چور ہو کر گر پڑا۔

محمد المہدی کا قتل:..... محمد اس کی لاش پر لڑ رہا تھا عیسیٰ کے لشکر کی چاروں طرف سے اس پر حملہ کر رہے تھے اور وہ انتہائی استقلال سے لاکار لاکار کر ان کے حملوں کا جواب دیتا جا رہا تھا کہ اچانک ایک شخص نے لپک کر پشت پر نیزہ مارا صدمہ زخم سے جوں ہی جھکے حمید بن قحطبہ نے بڑھ کر سینہ پر ایک برچھار سید کر دیا چنانچہ تیور کر گر پڑے، اتنے میں ابن قحطبہ نے گھوڑے سے اتر کر سراتار لیا اور عیسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے محمد کے سر کو بنو شجاع کے سروں کے ساتھ جن میں محمد بن ابی الکرام بن عبداللہ بن علی بن عبداللہ بن جعفر کی معرفت المنصور کی خدمت میں روانہ کیا اور فتح کی خوشخبری قاسم بن حسن بن زید بن حسن بن علی بن ابی طالب لے کر گئے۔ یہ واقعہ قتل نصف رمضان المبارک ۱۴۵ھ پیر کے دن عصر کے بعد چودہ تاریخ کو واقع ہوا۔

محمد کی تدفین:..... جنگ کے بعد عیسیٰ نے کئی جھنڈے امان کی غرض سے مدینہ منورہ کے مختلف مقامات پر نصب کر دیئے اور محمد کی لاش کو ان کے ساتھیوں سمیت مابین ثنیۃ الوداع اور مدینہ منورہ کے درمیان سولی پر چڑھا دیا پھر ان کی بہن زینب نے اجازت حاصل کر کے بقیع میں دفن کر دیا، اسی زمانہ سے المنصور نے رسد وغلہ دریا کے راستے مدینہ منورہ میں آنے سے روک دیا اس کے بعد المہدی نے اجازت دیدی۔

ذوالفقار، حضرت علیؑ کی تلوار:..... اس واقعہ میں محمد المہدی کے قبضہ میں حضرت علیؑ کی تلوار ذوالفقار تھی جس کو اس نے ایک مطالبہ کے عوض جو اس پر واجب الادا تھا ایک تاجر کو دیدیا تھا چنانچہ جب جعفر بن سلیمان گورنر مدینہ بن کر آیا تو اس نے یہ مطالبہ ادا کر کے ذوالفقار تاجر سے لے لی، خلیفہ المہدی کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے جعفر بن سلیمان سے واپس لے لی پھر وہ رفتہ رفتہ الرشید تک پہنچی، اسے الرشید اپنی کمر سے باندھتا تھا اس میں اٹھارہ قفارہ تھے۔

محمد اور المنصور کے حامی:..... محمد المہدی کے ساتھ اس جنگ میں مشاہیر بنی ہاشم سے محمد کا بھائی موسیٰ بن عبد اللہ، حمزہ بن عبد اللہ بن محمد بن علی بن حسین اور حسین بن علی پسران زید بن علی بن حسین بھی تھے، المنصور حسین اور علی کے نام پر کہا کرتے تھے کہ میں نے تو انہی دونوں کے والد کا بدلہ لیا ہے پھر انہوں نے کیوں محمد کی اعانت کی، علی وزید بن حسن بن زید بن حسن تو محمد کے ساتھ تھے مگر ان دونوں کے والد حسن بن زید المنصور کے ہمراہ تھے، اور حسن وزید و صالح بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر، قاسم بن اسحاق بن عبد اللہ بن جعفر اور علی بن جعفر بن اسحاق بن علی بن عبد اللہ بن جعفر محمد کے معین و مددگار تھے اور ان کا والد المنصور کے لشکر میں تھا۔

محمد کے بقیہ حامی:..... بنی ہاشم کے علاوہ جو لوگ اس معرکہ میں محمد کے ساتھ شریک ہوئے تھے وہ حسب ذیل تھے محمد بن عبد اللہ بن عمر بن سعید بن العاصی، محمد بن عجلان، عبد اللہ بن عمر بن حفص بن عاصم، ابو بکر بن عبد اللہ بن محمد بن ابی سبرہ (یہ گرفتار کر لئے گئے تھے اور درے سے پٹوا کر قید کر دیئے گئے تھے یہاں تک کہ سودان نے عہد حکومت میں عبد اللہ بن ربیع حارثی مدینہ میں قدم رکھا عبد اللہ بن ربیع مدینہ منورہ سے بھاگ گیا، ابو بکر بن ابی سبرہ پانہ زنجیر قید خانہ سے نکل کر مسجد میں آئے محمد بن عمران اور محمد بن عبد العزیز وغیرہ کو بلا کر سودان کو سمجھا جانے کے لئے کہا چنانچہ یہ لوگ ابن ابی سبرہ کے ساتھ سودان کے پاس گئے اور ان لوگوں کو سمجھا بھجا کر بدستور سابق اطاعت پر راضی کر کے لوٹا دیا اس دن لوگوں نے نماز جمعہ نہ پڑھی عشاء کا وقت آ گیا جب جماعت کھڑی ہوئی تو اصغ بن ابی سفیان بن عاصم بن عبد العزیز بن مروان نے پکار کر کہا میں فلان بن فلان ہوں امیر المؤمنین کی اطاعت کے ساتھ نماز پڑھتا ہوں، اور نماز ادا کر کے چلتا پھرتا نظر آیا کسی نے کچھ تعرض نہیں کیا صبح ہوئی تو ابن ابی سبرہ کے کہنے پر سودانیوں نے جو کچھ لوٹ لیا تھا واپس کر دیا اس کے بعد ابن الربیع گورنر مدینہ یطین نخل سے واپس آ گیا اور وثیق اور یعقل نامی سودانیوں کے ہاتھ کاٹے، عبد الواحد بن ابی عون (مولیٰ ازد) عبد اللہ بن جعفر بن عبد الرحمن بن مسور بن مخزومہ بن عبد العزیز بن محمد عبد الحمید بن جعفر، عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب (مولیٰ بنی سبغ) اور اس کے نو بیٹے ① عیسیٰ و عثمان پسران خضر، عثمان بن محمد بن خالد بن زبیر (ان کو المنصور نے اس واقعہ کے بعد بصرہ میں گرفتار کر کے قتل کر دیا) عبد العزیز بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطیع علی بن مطلب بن عبد اللہ بن خطب، ابراہیم بن جعفر بن مصعب بن زبیر، ہشام بن عمارہ بن ولید بن عدی بن عبد الجبار اور عبد اللہ بن یزید بن ہرمز وغیرہ۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی تلاش:..... ابراہیم بن عبد اللہ المہدی کے بھائی محمد کی تلاش پانچ برس سے برابر ہوتی رہی تھی اور ابراہیم ہمیشہ ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل ہوتا رہتا تھا کبھی فارس تو کبھی کرمان کبھی جبل کبھی حجاز، کبھی یمن اور کبھی شام میں بھی پہنچ جاتا تھا ایک بار موصل میں المنصور کے دسترخوان پر حاضر ہوا تھا اور دوبارہ بغداد میں، جن دنوں المنصور منجموں اور واقف کاروں کے ساتھ بغداد کا بنیادی پتھر لب فرات رکھنے آیا تھا المنصور کو اس کی خبر مل گئی فوراً وادیوں کو اس کے گرفتاری پر مقرر کر دیا، ابراہیم لوگوں میں ایسا چھپ گیا کہ وہ لوگ بے نیل و مرام واپس چلے گئے تب المنصور نے ہر مکان پر ایک ایک جاسوس مقرر کر دیا اس وقت ابراہیم سفیان بن حیوان ثقی کے ہاں مقیم تھا اور یہ بات مشہور تھی کہ سفیان اور ابراہیم میں مراسم اور اتحاد ہیں۔

سفیان کی حسن تدبیر:..... سفیان نے ابراہیم کی اس مخلصہ سے گلو خلاصی کے لئے یہ تدبیر نکالی کہ گھر سے اٹھ کر سیدھا المنصور کے پاس چلا گیا عرض کیا میں ابھی ابراہیم کو لا کر حاضر خدمت کرتا ہوں بشرطیکہ آپ مجھے ایک پروانہ راہداری میرے اور میرے غلام کے مرحمت فرمادیں اور میرے ساتھ ایک لشکر بھی متعین فرمادیں، المنصور نے اس کے کہنے کے مطابق پروانہ راہداری لکھ کر دیا اور ایک چھوٹا سا لشکر بھی اس کے ہمراہ کر دیا، سفیان لشکر کے ساتھ اپنے مکان پر آیا اور لشکر کو دروازہ پر ٹھہرا کر اندر گیا اندر سے ابراہیم کو غلاموں کا لباس پہنا کر باہر نکالا اور اس کے ساتھ سوار ہو کر ایک مکان ڈھونڈتا ہوا بصرہ کی جانب روانہ ہو گیا بصرہ پہنچ کر اس نے یہ چال چلی کہ لشکریوں کو مختلف مکانات پر ایک ایک دو دو چار چار کر کے منتشر کرتا گیا جب تنہا رہ گیا تو ابراہیم کو اہواز کی طرف روانہ کر کے خود بھی روپوش ہو گیا، سفیان بن معاویہ گورنر بصرہ وک ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے لشکریوں کو

①..... عبد اللہ بن عطاء بن یعقوب کے نو بیٹوں کے نام یہ تھے: ابراہیم، اسحاق، ربیعہ، جعفر، عبد اللہ، عطاء، یعقوب، عثمان، عبد العزیز (تاریخ کامل ابن اثیر جلد پنجم مطبوعہ مصر صفحہ ۲۶۱)

جمع کر کے ان دونوں کی تلاش کرائی لیکن کامیاب نہ ہوا کیونکہ ابراہیم اس سے پہلے ابھوا پہنچ گیا تھا۔

محمد بن حصین اور ابراہیم:..... محمد بن حصین امیر ابھوا کے ابراہیم کی آنے کی خبر پر اس کی تلاش میں پر گیا بے چارہ ابراہیم حسن بن حبیب کے مکان میں مدتوں چھپا رہا ایک دن اتفاق سے راستے میں محمد بن حصین سے سامنا ہو گیا جس وقت کہ بیرون شہر سے حسن اور ابراہیم خجروں پر سوار چلے آ رہے تھے ابراہیم فوراً خچر سے اتر کر قضائے حاجت کے بہانہ سے ایک جھاڑی کی آڑ میں بیٹھ گیا، محمد نے حسن سے دریافت کیا اس وقت تم کہاں سے آ رہے ہو اور اس مقام پر کیوں ٹھہرے ہوئے ہو حسن نے جواب دیا میں ایک ضرورت سے فلاں جگہ گیا تھا وہاں سے واپس آ رہا ہوں میرا غلام قضائے حاجت کی غرض سے ابھی اتر کر گیا ہے اور میں اس کا انتظار کر رہا ہوں، محمد یہ سن کر چلا گیا اور ابراہیم و حسن بھی اپنی فردگاہ پر چلے آئے۔

ابراہیم بصرہ میں:..... اس کے بعد ابراہیم ۱۲۵ھ میں اپنے بھائی محمد کے ظہور کے بعد یحییٰ بن زیاد بن حیان نبطی کے بلانے پر دوبارہ بصرہ آیا، یحییٰ نے اس کو اپنے مکان میں جو محلہ بنی لیث میں واقع تھا ٹھہرایا اور لوگوں کو اس کے بھائی کی بیعت پر اکسانے لگا سب سے پہلے جنہوں نے اس کی بیعت کی وہ نمیلہ بن مرہ عیسیٰ ① عبداللہ بن سفیان، عبدالواحد بن زیاد، عمر بن سلمہ، یحییٰ اور ② عبداللہ بن یحییٰ بن حصین رقاشی تھے پھر ان لوگوں نے اس کی دعوت کو لوگوں میں پھیلا دیا ایک بڑی جماعت قضاۃ و اہل علم کی جمع ہو گئی رجسٹر مرتب ہوا تو تعداد چار ہزار تھی بصرہ کے ہر کوچہ و گلی میں ابراہیم کے کام کی شہرت ہو گئی اس کے بعد ان لوگوں نے مصلحتاً ابراہیم کو وسط شہر میں لا کر ابو مروان (مولیٰ بنو سلیم) کے مکان میں جو مقبرہ بن یشرک میں تھا ٹھہرایا تاکہ لوگوں کو آنے جانے اور ایک دوسرے سے ملنے جلنے میں آسانی ہو سکے۔

ابراہیم بن عبداللہ کا خروج:..... محمد المہدی نے طاہر ہونے کے بعد ابراہیم کو بھی ظاہر ہونے کا خط لکھا تھا ان دنوں المنصور کوفہ کے باہر ٹھہرا ہوا تھا اور اس نے چند سپہ سالاروں کو سفیان کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابراہیم کے ظہور کے وقت سفیان کی مدد کرنا، رمضان ۱۲۵ھ کی پہلی تاریخ کو ابراہیم بغاوت کے ارادے سے ظاہر ہو کر جامع مسجد میں آئے نماز صبح ادا کی پھر مسجد سے نکل کر دارالامارت میں داخل ہوئے اور سفیان کو ان سپہ سالاروں سمیت جن کو المنصور نے اس کمک پر بھیجا تھا قید کر دیا، جعفر اور محمد بن سلیمان بن علی یہ خبر پا کر چھ سو آدمیوں کے ساتھ دوڑ پڑے، ابراہیم نے ان کے مقابلہ پر ③ معین بن قاسم جدوری کو پچاس آدمیوں کے ساتھ مامور کیا اس نے ان دونوں کو باب زینب بنت سلیمان بن علی تک پسپا کر دیا انہی کی طرف زینی عباسی منسوب کئے جاتے ہیں۔

بصرہ و ابھوا پر قبضہ:..... جعفر اور محمد بن سلیمان بن علی کی شکست اور دارالامارت پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم نے امان کا اعلان کر دیا اور بیعت المال سے بیس لاکھ درہم برآمد کر کے پچاس پچاس اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد مغیرہ کو ایک سو پچاس آدمیوں کے ساتھ ابھوا کی جانب روانہ کیا، باوجودیکہ محمد بن حصین چار ہزار کی سپاہیوں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا تھا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا چنانچہ مغیرہ نے ابھوا پر قبضہ کر لیا اور عمر بن شداد کو فارس بھیجا اسمعیل و عبدالصمد بن علی (بن عبداللہ بن عباس) نے جو گوزر فارس تھے یہ سن کر دارالبحر میں قلعہ بندی کر لی ہے ادھر عمرو نے فارس اور اطراف فارس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑا دیا اور ہارون بن شمس عجلی کو سترہ ہزار فوج کے ساتھ واسط کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور المنصور کی جانب سے واسط میں ہارون بن حمید ایادی مقرر تھا فریقین میں لڑائی ہوئی تو میدان ہارون عجلی کے ہاتھ رہا، ہارون ایادی واسط چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ ہارون عجلی نے قبضہ کر لیا المنصور کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے عامر بن اسمعیل کو پانچ ہزار یا بروایت بعض بیس ہزار کی لشکر کے ساتھ ہارون عجلی کی جنگ پر مقرر کیا ایک مدت تک عامر اور ہارون کے درمیان لڑائی ہوتی رہی بالآخر دونوں نے المنصور و ابراہیم کی آخری جنگ کے انتظار میں لڑائی موقوف کر دی۔

کوفہ پر لشکر کشی:..... اس کے بعد ہی محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر ابراہیم کے پاس عید الفطر سے پہلے پہنچی چنانچہ اس نے لوگوں کے

① الکامل ابن اثیر میں اس کا نام عیسیٰ کے بجائے عیسیٰ تحریر ہے اور عیسیٰ عبد شمس سے نکلا ہے دیکھئے صفحہ ۵۸۵/۳ الکامل ابن اثیر۔

② الکامل ابن اثیر میں یحییٰ کے بجائے یحییٰ لکھا ہوا ہے (حوالہ بالا)۔

③ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۵۸۵/۳ پر جزری مذکور ہے۔

ساتھ عید ادا کی اور ان لوگوں کو اس حادثہ جانکاہ سے مطلع کیا اس کے بعد لشکریوں اور عوام الناس کو المنصور سے اور زیادہ نفرت ہو گئی اگلے دن ابراہیم نے اپنے لشکر کو مرتب کیا اور بصرہ میں نمیلہ ۱ اور اپنے بیٹے حسن کو اپنا نائب بنایا، اور روانگی اور فوج کشی کے بارے میں ارباب مشورہ سے اختلاف پیدا ہو گیا، بصریوں نے بصرہ میں ٹھہر کر اطراف و جوانب کے ممالک کی طرف لشکر بھیجنے اور وقت پڑنے پر ان کی مدد کرنے کی رائے دی مگر کوفیوں نے اس سے اختلاف کر کے کہا کہ اہل کوفہ آپ کے انتظار میں ہیں آپ کی صورت دیکھتے ہی ہر ایک اپنی جان آپ پر نثار کرنے کو تیار ہو جائے گا آپ ضرور کوفہ پر چڑھائی کیجئے چنانچہ ابراہیم نے اپنی رائے پر عمل کیا۔

المنصور نے یہ سن کر ایک خط عیسیٰ بن موسیٰ کو جلدی سے آنے کے لئے لکھا دوسرا مسلم بن قتیبہ کو مقام رے میں طلی کا تیسرا سالم کو ابراہیم کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور اس کی کمک پر متعدد سپہ سالاروں کو مامور کیا چوتھا خط المہدی کے نام تھا جس میں خزیمہ بن خازم کو اہواز کی طرف روانہ کرنے کا لکھا اسی دوران فارس مدائن واسط اور سواد کی بد عملی کی مسلسل خبریں پہنچیں اور ایک لاکھ فوج اس کے مقابلہ پر کوفہ میں ایک آواز کی منتظر ٹھہری ہوئی تھی، المنصور نے نہایت حزم و احتیاط سے ہر سمت کی حفاظت کے لئے فوجیں روانہ کیں اور فساد کے ہر دروازے کو انتہائی ہوشیاری سے بند کر دیا پچاس روز تک مصلیٰ پر بیٹھا رہا کسی وقت اس کا جبہ قمیص نہ اتارا گیا اور وہ میلا ہو گیا تھا جب کسی ضرورت سے باہر آتا تھا تو شاہی سیاہ کپڑے پہن لیتا تھا جس وقت اندر پہنچتا اتار دیتا تھا انہی دنوں مدینہ منورہ سے دو خواتین فاطمہ بنت محمد بن عیسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ اور امۃ الکرم بنت عبد اللہ (خالد بن اسید کی نسل سے) تحفہ بھیجی گئی تھیں مگر المنصور نے ان کے ساتھ خلوت نہیں کی اور یہ کہا کہ یہ ایام عورتوں کے ساتھ لہو و لعب کرنے کے نہیں ہے جب تک میں ابراہیم کا سراپے سامنے نہ دیکھ لوں یا ابراہیم کے سامنے میرا سر نہ دیکھا جائے۔

ابراہیم بن عبد اللہ کی جنگ..... جیسے ہی عیسیٰ بن موسیٰ دار الخلافہ میں حاضر ہوا اسے پندرہ ہزار فوج کے ساتھ ابراہیم سے جنگ کے لئے بھیج دیا اس کے مقدمہ الحیش پر حمید بن قحطبہ تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ تھا ابراہیم بصرہ سے ایک لاکھ فوج لے کر آیا ہوا تھا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے مقابلہ پر کوفہ سے سولہ فرسنگ کے فاصلے پر پڑاؤ کئے ہوئے تھا مسلم بن قتیبہ نے کہلویا کہ اپنے ارد گرد خندق کھود لو تا کہ مقابلہ کرنے میں سہولت ہو جائے ابراہیم نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اس معاملہ کو پیش کیا تو ان لوگوں نے جواب دیا ہم تو خندق نہیں کھودیں گے اللہ کے فضل سے ہم غالب ہیں اور ابو جعفر تو گویا ہمارے قبضہ میں ہے، مسلم کا قاصد یہ سن کر واپس آیا اگلے دن جنگ کے ارادے سے صف آرائی شروع ہوئی ساتھیوں میں سے کسی نے رائے دی کہ ایک ایک دستہ فوج لڑاؤ کہ ایک دستہ کے شکست کے بعد دوسرا دستہ تازہ دم کمک پہنچ جائے مگر ابراہیم نے اس کو ناپسند کیا اور اہل اسلام کی طرح صف بندی کر کے لڑنے کا حکم دیا باقی ساتھیوں نے اس رائے سے اتفاق کیا چنانچہ لڑائی تیزی کے ساتھ شروع ہو گئی حمید بن قحطبہ اپنے دستے کی فوج کے ساتھ بھاگ گیا عیسیٰ نے اللہ کی قسم دلا کر امیر لشکر کی اطاعت کرنے کو کہا حمید بولا کہ شکست میں امیر لشکر کی اطاعت نہیں کی جاتی غرض اکثر سپاہی بھاگ گئے اور عیسیٰ کے پاس ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی مگر یہ سب نہایت استقلال کے ساتھ مرنے پر تیار ہو کر لڑ رہے تھے۔

ابراہیم کا قتل..... اس دوران جعفر و محمد بن علی ایک لشکر لیکر ابراہیم کے لشکر کے پیچھے سے پہنچ گئے چنانچہ ابراہیم کے ساتھ اس اچانک حملہ سے گھبرا کر ان کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کی طرف متوجہ ہو گئے تو عیسیٰ کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا بھاگنے والے یہ رنگ دیکھ کر سب کے سب واپس آ گئے اور چاروں طرف سے لڑائی شروع ہو گئی درمیان میں ابراہیم کا لشکر وہ نہ تو آگے بڑھ سکتا تھا اور نہ چاروں طرف سے گھر جانے کی وجہ سے جی کھل کر مقابلہ کر سکتا تھا، مجبور ہو کر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑے ہوئے صرف چھ سو یا چار سو فوج باقی رہ گئی حمید مسلسل حملہ پر حملہ کر رہا تھا اتفاق سے ایک تیر ابراہیم کے گلے میں آ کر ترازو ہو گیا اسے ساتھیوں نے گھوڑے سے اتار لیا اور چاروں طرف سے حلقہ کر کے اپنے حریف کے حملوں کا جواب دینے لگے حمید نے اپنے دستے کی ساری فوج کو مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا ان لوگوں کا حملہ کرنا تھا کہ ابراہیم کے ساتھی بدحواس ہو کر منتشر ہو گئے حمید کے لشکریوں نے ابراہیم کا سرا تار کر عیسیٰ کے سامنے لا کر رکھ دیا عیسیٰ نے سجدہ شکر ادا کر کے المنصور کے پاس بھیج دیا۔ یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ الحرام ۱۲۵ھ کا ہے۔

۱..... بعض نسخوں میں غیلہ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

المنصور کا رد عمل..... جس وقت ابراہیم کا سر المنصور کے سامنے رکھا گیا تو وہ رو کر کہنے لگا واللہ میں اس معاملہ کو پسند نہیں کرتا تھا لیکن اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ ہم اور تم دونوں اس میں مبتلا ہو گئے، اس کے بعد المنصور نے دربار عام منعقد کیا جو شخص حاضر ہوتا تھا المنصور کو خوش کرنے کے خیال سے ابراہیم کی برائیاں کرتا تھا مگر جب جعفر بن حظلہ ہزانی دربار عام میں حاضر ہوا تو آداب شاہی کے مطابق سلام کر کے عرض کیا اللہ جل شانہ امیر المؤمنین کو ان کے چچا زاد بھائی کے بارے میں اجر عظیم عطا فرمائیں اور جو کچھ اس نے آپ کے حق میں افراط کی ہو اس سے درگزر کرے، المنصور کے چہرے پر یہ جملہ سنتے ہی مسرت کے آثار نمایاں ہو گئے چنانچہ اسے ابو خالد کی کنیت سے خطاب کیا اور اپنے پاس بٹھالیا

شہر بغداد کی تعمیر..... اچانک ہاشمیہ میں راوندیہ آئے دن یورش کیا کرتے تھے اور اہل کوفہ کو اس کی سکونت وہاں پر ناگوار تھی اور نیز خود المنصور کو ہر وقت اپنی جان کا خطرہ رہتا تھا اس لئے ان کے قرب و جوار سے متنفر ہو کر جس مقام پر آج بغداد آباد ہو گیا بطارقہ کو جو وہاں موجود تھے بلا کر ان جگہوں میں حرارت، برودت، بارش، کیچڑ اور خشکی کے حالات دریافت کئے اور ان سے مشورہ کیا، ان لوگوں نے جس مقام پر اب بغداد ہے اس طرف اشارہ کیا اور یہ فوائد ظاہر کئے کہ یہ ایک ایسا مقام ہے جہاں پر کشتیوں کے ذریعہ شام، رقبہ، مصر اور مغرب کے مختلف شہروں سے رسد آ سکتی ہے اور نیز چین، ہند، بصرہ، واسطہ، دیار بکر، روم اور موصل سے دجلہ کے راستے اور ارمینہ اور اس کے ملحقہات سے خشکی کے راستے وغیرہ بخوبی پہنچ سکتا ہے لہذا اس مقام پر قیام مناسب ہے جن کو سائے جسور ۱ اور قناطیر ۲ کے اور کسی ذریعہ سے عبور نہیں کر سکتے اور جب آپ ان کو منقطع کر دیں گے تو آپ کا دشمن بے قابو ہو جائے گا اور آپ بصرہ کوفہ اور واسطہ و موصل کے درمیان میں دریا و خشکی اور پہاڑ کے قریب مقیم رہیں گے، المنصور نے یہ اوصاف سن کر اس مقام پر اپنا دار السلطنت بنانے کا عزم مصمم کر لیا۔

بغداد کی بنیاد..... چنانچہ ۳۶۱ھ میں اس کا بنیادی پتھر رکھا اور شام، جبل، کوفہ، واسطہ اور بصرہ سے صنایع و معمار بلوائے اور جن لوگوں کو فضیلت کا، عدالت، عفت، امانت اور علوم ہندسہ سے واقفیت تھی ان کو بھی بلوایا، حجاج بن ارطاة اور امام ابو حنیفہ انہی لوگوں میں شامل تھے تعمیر شہر سے پہلے المنصور کے حکم سے شہر بغداد کے گرد کوٹلوں سے لائن کھینچی دروازے، فضلیں، طاقات اور صحنیں قائم کی گئی اور اس لائن پر بنیاد کھودنے کا حکم دیا چار کمانڈر چاروں طرف اس کی تعمیر پر مقرر کئے گئے۔

امام ابو حنیفہ سے ناروا سلوک..... امام ابو حنیفہ نے چونکہ عہدہ قضا و فصل خصوصیات کو اختیار کرنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے انکو اینٹیں اور چونا وغیرہ کے شمار و انتظام پر مامور کیا گیا کیونکہ المنصور نے قسم کھالی تھی کہ ضرور ان سے کوئی کام لے گا چنانچہ یہی کام لیا گیا۔

قصر ابیض کا قصہ..... المنصور نے محل کی بنیاد نیچے پچاس گز اور اوپر بیس گز رکھوائی اور بنیاد میں قصب و شب رکھوائے اور پہلی اینٹ اپنے ہاتھ سے رکھ کر کہا

بسم الله والحمد لله والارض لله يورثها من يشاء من عباده والعاقبة للمتقين ،

اس کے بعد معماروں سے مخاطب ہو کر کہا اینوا علی برکتہ اللہ، جس وقت دیواریں ایک قدم آدم پہنچیں، محمد المہدی کی ظہور کی خبر پہنچی چنانچہ تعمیر موقوف کر کے کوفہ آ گیا اور پھر محمد اور اس کے بھائی کی لرائی سے فارغ ہو کر دوبارہ بغداد آیا اور تعمیر کا کام شروع کیا خالد بن برمک سے مدائن اور ایوان کسری کو توڑ کر بغداد میں اس کے اسباب کو لانے کے متعلق مشورہ مانگا خالد بن برمک نے عرض کیا میرے نزدیک یہ کام غیر مناسب ہے کیونکہ یہ آثار اسلام اور فتوحات عرب کی نشانی ہے اور اس میں حضرت علی بن ابی طالب کا مصلی بھی ہے، المنصور نے اس پر محبت عجم کا الزام لگا کر قصر ابیض کو توڑ دینے کا حکم دیدیا چونکہ اس کو توڑ کر لانے میں نیا سامان لانے کی بنسبت زیادہ خرچ پڑ رہا ہے اس لئے اس کو توڑوانے اور اس کا اسباب لانے سے رک گیا خالد نے عرض کیا اب اس وقت قصر ابیض کے توڑنے کو موقوف کرنا خلافت مصلحت ہے کیونکہ عجمیوں کو یہ خیال پیدا ہو جائے گا کہ مسلمان کمزور ہیں کہ جس کو

۱..... جسور جمع حصر بالفتح والسر الذی یحصر علیہ یعنی پیل۔

۲..... جمع قنطرة وهو ما بین الماء لعلو رجو چیز پانی میں اترنے کی غرض سے بنائی جائے مثلاً پل باندھنا وغیرہ۔

عجمیوں نے بنایا تھا اس کو بھی نہ توڑ سکے۔

بغداد شہر کی ترتیب:..... مگر المنصور نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور اسے گرانا موقوف کر دیا مگر واسط، شام اور کوفہ ست دروازے اکھڑا کر بغداد لے آیا اور شہر کو گول آباد کیا درمیان میں شاہی محل بنوایا تاکہ ہر طرف سے لوگوں کا فاصلہ ایک معین حصے پر رہے، جامع مسجد قصر کی جانب بنوائی گئی اور شہر پناہ دو بنوائیں اندروالی باہر کی شہر پناہ سے بلند تھی مسجد کی سمت حجاج بن ارطاة نے درست کی تھی اینٹیں جن سے شہر پناہ بنایا گیا تھا ہر ایک وزن میں ایک سو سولہ رطل تھیں لمبائی چورائی ایک ایک گز کی تھی پہلے منشیوں اور سپہ سالاروں کے مکانات رحبہ سے جامع مسجد تک بنائے گئے تھے بازار شہر کے اندر تھا لیکن محل شاہی اور جامع مسجد کی تیاری کے بعد اس کو نکلا کر کرخ کی جانب کر دیا کیونکہ مسافر وقت بے وقت چلتے اور راتوں کو وہیں قیام کرتے تھے سڑکیں چالیس گز چوڑی رکھی گئی تھیں، شہر، بازار، مسجد، قصر خلافت، فصیلوں، خندقوں اور دروازوں کی تعمیر میں چار کروڑ آٹھ لاکھ تینتیس ہزار درہم خرچ ہوئے تھے معماروں کو ایک قیراط یومیہ اور مزدوروں کو دحبہ دیئے جاتے تھے تعمیر مکمل ہونے کے بعد سپ سالاروں سے حساب لیا گیا جو کچھ جس کے پاس باقی نکلا واپس لے لیا خالد بن اہلصہب کے پاس پندرہ درہم تحویل میں باقی رہے تھے اسے قید کر دیا جب اس نے ادا کر دیئے تو رہا کیا۔

المہدی کی ولی عہدی:..... ابوالعباس سفاح نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنا کر کوفہ کی ولایت پر مامور کیا تھا اس زمانہ سے عیسیٰ بن موسیٰ مسلسل کوفہ میں رہا جب المہدی بڑا ہوا تو المنصور کی یہ خواہش ہوئی کہ عیسیٰ کو ولی عہدی پر المہدی کو مقدم کر دے جب کہ دستور یہ تھا کہ تکریم کی وجہ سے عیسیٰ ہمیشہ المنصور کی دائیں جانب بیٹھا کرتا تھا اور المہدی بائیں جانب، ایک دن المنصور نے عیسیٰ سے المہدی کی ولی عہدی کے متعلق کچھ گفتگو کی تو عیسیٰ نے عرض کیا امیر المومنین! میری ولی عہدی کی بیعت سے بغاوت کس طرح ممکن ہے اس میں میری اور تمام مسلمانوں کی گردنیں پھنسی ہوئی ہیں میں اس بات کو منظور نہیں کروں گا چنانچہ المنصور کو عیسیٰ کا انکار ناگوار گذرا تو اسے نظروں سے گرا دیا پھر عیسیٰ سے پہلے المہدی کو دربار میں آنے کی اجازت دینے لگا جب یہ آ کر دائیں جانب بیٹھ جاتا تو اس کے چچا عیسیٰ بن علی اور عبدالصمد کو حاضری کی اجازت دی جاتی تھی اس کے بعد عیسیٰ بن موسیٰ حاضر ہوتا تھا اور المہدی کے پہلو میں بیٹھ جاتا تھا ایک مدت تک المنصور اس سے ناراض رہا بالآخر اس کو گورنری کے تیرہویں برس میں حکومت کوفہ سے معزول کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو مامور کر دیا اس وقت عیسیٰ کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور المنصور نے تدبیر کے ذریعے المہدی کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور عیسیٰ کو اس کے بعد یعنی اس کا ولی عہد مقرر کر دیا۔

المنصور کا خلاف شان کام:..... بیان کیا جاتا ہے کہ المنصور نے اس بارے میں گیارہ لاکھ درہم خرچ کئے تھے بازار یوں اور لشکریوں کو راستہ میں عیسیٰ کو تکالیف دینے پر مامور کیا تھا اور خالد بن برمک کو اپنے حامیوں کی ایک جماعت کے ساتھ اس بات کی گواہی دینے پر متعین کیا تھا کہ عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے دست کشی کر لی ہے ان سب واقعات کو میں نے ۱ اس وجہ سے ترک کر دیا ہے کہ یہ المنصور کی عدالت کی شایان شان نہ تھے اور اسی وجہ سے اس کی عدالت پر حرف آتا تھا ہو سکتا ہے کہ ان واقعات میں سے کچھ بھی صحیح نہ ہو۔

استادسیس کا خروج:..... ۱۵۰ھ میں ایک شخص مدعی نبوت (استادسیس) خراسان کی اطراف میں ظاہر ہوا تقریباً تین ہزار جنگ جو اہل ہرات، بادغیس اور سجستان وغیرہ کے اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس نے خراسان کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا، احشم ۲ (گورنر مردروز) نے یہ سن کر اپنا لشکر مرتب کیا اور استادسیس سے بھڑ گیا استادسیس نے اس کو شکست دیکر اس کے لشکر کے بڑے حصہ کو قتل کر دیا، اس کے بعد جو جو سپہ سالار اس کے مقابلہ پر آئے ان کو اس نے شکست دی، المنصور نے جن دنوں بہ رواق (راذان) میں خیمہ زن تھا خازم بن خزیمہ کو ولی عہد المہدی کے بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا المہدی نے خازم کو استادسیس سے جنگ کرنے بھیج دیا چنانچہ خازم نے تیس ہزار فوج کے ساتھ استادسیس پر حملہ کر دیا اس کے میمنہ پر ہشتم بن شعبہ بن ظہیر تھا، میسرہ پر نہار بن حصین سعدی اور مقدمہ پر بکا بن مسلم عقیلی، لشکر کا جھنڈا برقان کے ہاتھ میں تھا، خازم نے میدان کار

۱..... یہ علامہ ابن خلدون فرما رہے ہیں۔

۲..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۰۳ پر احشم لکھا ہوا ہے۔

زار میں پہنچ کر استاد سیس کو دھوکہ دینے کی غرض سے متعدد خندقیں اور مورچے قائم کئے اور ایک خندق کو دوسری خندق سے بذریعہ سرنگ ملا دیا اور ایک بہت بڑی خندق اپنے سارے لشکر کے لئے کھدوائی اور اس کے چار دروازے بنوائے ہر دروازہ پر منتخب ایک ہزار سپاہی تجربہ کار کمانڈروں کے ساتھ متعین کئے، استاد سیس کے ساتھی بھی تیار ہو کر مقابلہ پر آئے ان کے پاس پھاڑے، کدالیں اور ٹوکریاں بھی تھیں انہوں نے اس دروازے سے جنگ شروع کی جس طرف بکار بن مسلم تھا بکار اور اس کے ساتھی اس طرح بے جگری سے لڑے کہ استاد سیس کے ساتھیوں کے دانت کٹھے ہو گئے چنانچہ وہ اس طرف مڑ گئے جس دروازے پر خود خازم تھا پھر ان میں سے حریش نامی ایک شخص اہل بھتان کو اپنے ساتھ لئے ہوئے جنگ کے ارادے سے آگے بڑھا خازم نے حریش کو اپنی طرف آتے ہوئے دیکھ کر پشیم بن شعبہ کو بکار کی طرف سے نکل کر لشکر حریش پر پیچھے سے حملہ کرنے کا حکم دیا (یہ لوگ ابوعمون و عمر بن مسلم بن قتیبہ کے آنے کا انتظار کر رہے تھے) اور خود کازم سینہ سپر ہو کر حریش کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سختی سے میدان کارزار گرم کر دیا اس دوران حریش کے پیچھے سے پشیم کے لشکر کے جھنڈے ہوا میں اڑتے ہوئے دکھائی دیئے۔

سیس کی شکست اور گرفتاری:..... خازم کی لشکریوں نے جوش مسرت میں تکبیریں کہیں اور ایک نعرہ اللہ اکبر کہہ کر سب نے مجموعی قوت سے حملہ کر دیا، حریش مقابل کا لشکر جو نہی فرار کی ارادے سے پیچھے ہٹا پشیم کی دستے کی فوج نے تلوار اور نیزوں پر رکھ لیا، عرصہ تک قتل اور خون ریزی کا دور دورہ رہا ستر ہزار مارے گئے چودہ ہزار قید کر لئے گئے گنتی کے چند ساتھیوں کو لے کر استاد سیس بھاگ کر ایک پہاڑ میں چھپ گئے خازم نے فوراً اس پہاڑ کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابوعمون بھی پہنچ گیا اور اس کے فیصلہ ثالثی پر استاد سیس اپنے بیٹوں سمیت قید کر لیا گیا باقی رہا کر دیئے گئے، فتح کی خوشخبری کا خط المہدی کے پاس بھیجا گیا اور المہدی نے خدمت میں اپنی کامیابی کا حال لکھ کر بھیج دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ استاد سیس مامون کی ماں مراحل کا باپ تھا اور اس کا بیٹا غالب المامون کا ماموں جس نے فضیل بن سہل کو قتل کیا تھا۔

عبداللہ اشتر بن محمد المہدی:..... المنصور کے عہد خلافت میں سندھ کا گورنر عمر بن حفص بن عثمان بن قبیطہ بن ابی صفرہ ملقب بہ ہزار مر و تھا لہذا جس وقت محمد المہدی کا ظہور ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں تو محمد المہدی نے اپنے بیٹے عبداللہ اشتر کو دعوت دینے کی غرض سے بصرہ روانہ کیا عبداللہ اشتر نے بصرہ سے ایک تیز رفتار اونٹنی خریدی اور اس پر سوار ہو کر عمر بن حفص کی طرف روانہ ہو گیا کیونکہ عمر بن حفص میں شیعیت تھی چنانچہ عبداللہ اشتر نے دعوت کو عمر بن حفص نے قبول کر لیا اور اپنے پاس خفیہ طور پر ٹھہرا لیا اور اپنے کمانڈروں و امراء شہر کو بلا کر محمد المہدی کی خلافت کی دعوت دی چنانچہ ان سب نے منظور کر لیا اس کے بعد عمر بن حفص نے عباسیہ کا درباری لباس اور نشانات چاک کر کے خطبہ دینے کے لئے سفید کپڑے بنوائے اس دوران اچانک محمد المہدی کے مارے جانے کی خبر پہنچ گئی، عمر بن حفص عبداللہ اشتر کے پاس گیا اور تعزیت کی تو عبداللہ اشتر بولے کہ اللہ میرا محافظ ہو مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے، عمر بن حفص نے رائے دی کہ آپ سندھ کے فلاں بادشاہ کے ملک میں چلے جائیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا عزت کرتا ہے اور ایفاء عہد میں بہت مشہور ہے، عبداللہ اشتر اس بات پر راضی ہو گئے، عمر بن حفص نے خط و کتابت کر کے معاہدہ لکھانے کے بعد عبداللہ اشتر کو اس کے پاس بھیج دیا۔

ہشام بن عمرو گورنر سندھ:..... رفتہ رفتہ عبداللہ اشتر کے پاس چار سو زیدیہ جمع ہو گئے، المنصور کو اس کی خبر ملی تو سخت برہم ہوا اسی وقت عمر بن حفص کی معزولی کا فرمان روانہ کر دیا مگر یہ فکر دامن گیر رہی کہ سندھ کی گورنری کس کو دی جائے، ایک روز ہشام بن عمر تغلی المنصور کے ساتھ سوار جا رہا تھا چنانچہ المنصور کو محل شاہی تک پہنچا کر اپنے گھر واپس آ گیا تھوڑی دیر کے بعد المنصور کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت حاصل کر کے حاضر ہوا اور اپنی بہن کو زوجیت کے لئے پیش کیا، المنصور نے ربیع سے مخاطب ہو کر کہا اگر مجھے نکاح کی ضرورت ہوتی تو میں اس کی بہن کو منظور کر لیتا، پھر ہشام سے مخاطب ہو کر کہا اللہ تجھے جزائے خیر عطا فرمائیں میں تجھے سندھ کا گورنر مامور کرتا ہوں، ہشام بن عمر نے ادب سے سر نیچا کر لیا اور المنصور نے سند گورنری لکھ کر مرحمت فرمادی اور سامان سفر درست کر اکر روانہ کر دیا روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ بادشاہ سندھ سے عبداللہ اشتر کو مانگنا اگر بادشاہ سندھ عبداللہ اشتر کو تمہارے حوالہ کر دے تو ٹھیک ہے ورنہ جنگ کرنے میں تامل نہ کرنا چنانچہ ہشام بن عمر تغلی نے ایسا ہی کیا اور المنصور برابر اس کو اس

کام پر ابھارتا رہا۔

عبداللہ اشتر کا قتل:..... اس دوران سندھ کے اطراف میں بغاوت پھوٹ نکلی ہشام نے اپنے بھائی سفیح کو بغاوت فرو کرنے پر مامور کیا اتفاق سے سفیح کا گذر اس بادشاہ کے ملک کی طرف سے ہوا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا ایک دن عبداللہ اشتر دریائے مہران پر دس سواروں کے ساتھ سیر کرتا ہوا نظر آ گیا چنانچہ سفیح نے اس کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا تو لڑائی ہونے لگی بالآخر عبداللہ اشتر تمام ساتھیوں سمیت قتل کر دیئے گئے۔

ہشام بن عمر نے یہ واقعہ المنصور کے پاس لکھ کر بھیجا المنصور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس بادشاہ سے جنگ کرنے کا حکم دیا جہاں عبداللہ اشتر مقیم تھا چنانچہ ہشام نے اس بادشاہ کے خلاف فتح حاصل کر لی، اور اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اس کی عورتوں کو اس کے بیٹے عبداللہ کے ہمراہ المنصور کی خدمت میں بھیج دیا جس نے عبداللہ اشتر نے اپنے زمانہ قیام میں نکاح کر لیا تھا، المنصور نے ان لوگوں کو اس لڑکے کے ساتھ مدینہ منورہ روانہ کر دیا تاکہ انکے خاندان والوں کے حوالہ کر دیا جائے۔

حکومت سندھ پر ہشام بن عمر کی تقرری اور عمر بن حفص کی معزولی کے بعد افریقہ میں بلوہ ہو گیا المنصور نے اس کو فرو کرنے کے لئے عمر بن حفص کو افریقہ کی جانب روانہ کیا جیسا کہ آئندہ اس کے حالات میں لکھا جائے گا۔

لڑاؤ اور حکومت کرو:..... جس وقت المہدی خراسان سے واپس آیا اس کی خاندان والے شام، کوفہ اور بصرہ سے ملنے آئے المہدی نے ان لوگوں کو انعامات اور کپڑے دیئے المنصور نے بھی ایسا ہی کیا اس کے بعد سپاہیوں نے اس کے خلاف شورش کی قسم بن عباس بن عبداللہ بن عباس نے رائے دی کہ آپ ان لوگوں کو منتشر کر دیجئے یہی تدبیر ان کی پورش سے بچنے کے لئے کافی ہے۔

قسم بن عباس نے اپنے ایک غلام کو یہ ہدایت کی تھی کہ میں جس وقت دار الخلافہ میں داخل ہو جاؤں تو مجھ سے یہ سوال کرنا کہ بحق اللہ و رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و عباس و امیر المؤمنین ابوالحسنین۔ یہ بتلائیے کہ زیادہ معزز یمن والے ہیں یا قبیلہ مضر؟ قسم بن عباس نے جواب دیا مضر، اسی قبیلہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اسی میں کتاب اللہ نازل ہوئی ہے اسی میں پیٹ اللہ ہے اسی میں خلیفہ ہے، یمنیوں کو اسی سے غصہ آ گیا اس لئے کہ ان کی فضیلت کچھ بھی بیان نہیں کی گئی اس کے بعد یمنیوں میں سے کسی نے قسم بن عباس کے خچر کی لگام پکڑ کر روک دیا مضر نے منع کیا تو اس کا ہاتھ توڑ دیا جس نے قسم کے خچر کی لگام پکڑ لی تھی چنانچہ دونوں قبیلوں میں جنگ وجدال تک نوبت پہنچ گئی ربیعہ یمن کے اور خراسانیہ مصر کے ہمدرد اور مددگار بن گئے جس سے المنصور کے لشکر کے چار گروپ بن گئے۔

رصافہ کی تعمیر:..... قسم نے المنصور سے کہا تمہارا لشکر کئی گروپوں میں منقسم ہو گیا ہے اب ایک کو دوسروں سے لڑاتے رہو اور وہاں اپنے بیٹے المہدی کو لشکر کے ایک حصے کے ساتھ اس طرف ٹھہرا دو اور تم دوسری جانب رہو تاکہ وہ ایک دوسرے سے ڈرتے رہیں، المنصور نے اس رائے کو منظور کر لیا اور پھر صالح صاحب مصلیٰ کو المہدی کے لئے تعمیر رصافہ کا حکم دیا۔

معن بن زائدہ کا قتل:..... المنصور نے سجستان پر معن بن زائدہ کو مقرر کیا تھا معن نے سجستان پہنچ کر رتبیل سے وہ خراج مانگا جو رتبیل سالانہ دیا کرتا تھا رتبیل ۱ نے تھوڑا سا اسباب روانہ کیا اور قیمت زیادہ لکھ دی، معن کو اس سے برہمی پیدا ہوئی چنانچہ لشکر مرتب کر کے رنج کی طرف روانہ ہو گیا اس کے مقدمہ پر اس کا بھتیجا یزید بن مزید بن زائدہ تھا، معن نے رنج کو فتح کر کے وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیا اور لڑنے والوں کو قتل کر دیا پھر رتبیل خود زابلستان چلا گیا اور معن کامیابی کے بعد بست لوٹ آیا اور ایام سرما یہیں گزارے، خوارج کے ایک گروہ کو معن کی عادتوں سے ناراضگی پیدا ہو گئی چنانچہ وہ سب جمع ہو کر معن کے مکان میں گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

معن کے مارے جانے کے بعد سجستان میں یزید اس کا قائم مقام بنا اس نے معن کے قاتلوں کو چن چن کر قتل کر دیا تھوڑے دنوں بعد اہل شہر کو اس کی نرمی شاق گذرنے لگی کسی نے اس کی طرف سے المنصور کے پاس ایک خط لکھ کر بھیج دیا جس میں المہدی کے خطوط سے ناراضگی ٹپکتی تھی اور اس

۱..... فتوح البلدان میں ہے کہ یہ وہ خراج تھا جس پر رتبیل نے صلح کر لی تھی صفحہ ۴۹۴

کے معاملہ سے درگزر کرنے کی درخواست کی تھی۔

المنصور یہ خط دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا چنانچہ المہدی نے اس خط کو پڑھوایا اور اس جرم کی پاداش میں یزید کو معزول کر کے قید کر دیا اس کے بعد ایک شخص کی سفارش سے مدینہ السلام میں بلوایا چنانچہ یزید اس زمانہ سے مسلسل معتب زہا یہاں تک کہ یوسف برم کے پاس خراسان بھیج دیا گیا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

السفاح کے گورنر:..... سفاح نے اپنی خلافت کی بیعت کے وقت کوفہ پر اپنے چچا داؤد بن علی کو مامور کیا تھا اور حجابت پر عبداللہ بن بسام کو، محکمہ پولیس پر موسیٰ بن کعب کو اور دیون الخراج (محکمہ مال) پر خالد بن برمک کو مقرر کیا تھا اور اپنے دوسرے چچا عبداللہ کو مروان سے جنگ کرنے کو روانہ کیا تھا اس کے مقدمہ الحیش پر ابو یعون عبدالملک بن یزید بن قحطہ تھا اور یحییٰ بن جعفر بن تمام بن عباس کو مدائن کی جانب (اس کے مقدمہ پر احمد بن قحطہ تھا) اور ابو یقطان عثمان بن عروہ بن عمار بن یاسر کو ابواز کی طرف بسام بن ابراہیم کی کمک پر بھیجا تھا اور خراسان کا گورنر ابو مسلم کو بنایا تھا چنانچہ ابو مسلم نے اپنی طرف سے خراسان کا ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو حاکم بنایا اور عبداللہ (عم سفاح) نے جنگ مروان میں اپنے مقدمہ الحیش پر اپنے بھائی صالح کو ابو یعون بن یزید کے ساتھ مامور کیا جس وقت کامیابی کے ساتھ واپس آیا تو ابو یعون کو مصر میں چھوڑ دیا اور ولایت شام کو عبداللہ نے مستقل طور پر اپنے قبضہ میں لے لیا۔

۱۳۲ھ کی تقرریاں:..... ۱۳۲ھ میں سفاح نے اپنے بھائی ابو جعفر المنصور کو جزیرہ، آرمینہ اور آذربائیجان کا گورنر بنایا اور ابو جعفر نے اپنی جانب سے آرمینہ پر یزید بن اسد اور آذربائیجان پر محمد بن صول کو مقرر کیا اور خود جزیرہ میں قیام پذیر ہو گیا اس سے پہلے ابو مسلم نے ابوسلمہ خلال کے قتل کے بعد محمد بن اشعث کو فارس کی حکومت دیدی تھی اس کے بعد سفاح نے اپنے چچا عیسیٰ بن علی کو امیر فارس مقرر کر کے روانہ کیا محمد بن اشعث نے عیسیٰ کو فارس کی گورنری سے روکا اور اس سے حکومت نہ کرنے کی قسم لی تب سفاح نے اپنے چچا اسمعیل بن علی کو حکومت فارس پر مامور کیا اور کوفہ کی گورنری اپنے برادر زادہ موسیٰ کو، بصرہ کی حکومت سفیان بن معاویہ مہملی کو، سندھ کی منصور بن جمہور کو دی اور اپنے چچا داؤد بن علی کو کوفہ و سواد کوفہ سے تبدیل کر کے حجاز، یمن اور یمامہ کی گورنری عطا کی۔

۱۳۳ھ کی تقرریاں:..... پھر ۱۳۳ھ میں سفاح نے بصرہ، بلاد جلع، بحرین اور عمان پر اپنے چچا سلیمان کو مقرر کیا اسی سن میں داؤد بن علی کی وفات ہوئی تو یمن میں اس کی جگہ محمد بن یزید بن عبداللہ بن عبد الممدان کو مکہ و مدینہ، طائف اور یمامہ میں اپنے ماموں زیاد بن عبداللہ بن عبد الممدان حارثی کو (یہ محمد بن یزید کا چچا تھا) متعین کیا اور اسی سال محمد بن اشعث کو افریقہ کی جانب روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے اس کو فتح کر لیا تھا اور ۱۳۴ھ میں اپنے پولیس کے افسر علی موسیٰ بن کعب کو منصور بن جمہور سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا اور بجائے اس کے موسیٰ بن کعب کو سندھ کی گورنری دی گئی اور محکمہ پولیس کی افسری پر بجائے موسیٰ بن کعب کے مسیب بن زہیر کو مامور کیا تھا اور اسی سال میں محمد بن یزید گورنر یمن کے مرنے کے بعد علی بن ربیع بن عبید اللہ حارثی کو مقرر کیا گیا۔

المنصور کے گورنر:..... جس وقت المنصور ۱۳۶ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا اور عبداللہ بن علی نے بیعت توڑی اور ابو مسلم نے خراسان پر ابو داؤد خالد بن ابراہیم کو مامور کیا تھا ان دنوں مصر میں صالح بن علی، شام میں عبداللہ بن علی ۱ کوفہ میں عیسیٰ بن موسیٰ، بصرہ میں سلیمان بن علی، مدینہ منورہ میں زیاد بن عبید اللہ حارثی اور مکہ میں عباس بن عبداللہ گورنر تھے، پھر ۱۴۰ھ میں ابو داؤد خالد بن ابراہیم گورنر خراسان بن کر گیا تو اس کی جگہ عبد الجبار بن عبد الرحمن خراسان کا گورنر بنا اس نے اپنے گورنری کے ایک برس کے بعد بغاوت کر دی اس وقت المنصور نے اپنے بیٹے المہدی کو خراسان کی جانب روانہ کیا اس کے مقدمہ الحیش پر خازم بن خزیمہ تھا چنانچہ المہدی نے عبد الجبار پر فتح حاصل کی، اسی سال سلیمان عامل بصرہ نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ سفیان بن معاویہ کو مقرر کیا گیا اور ۱۴۱ھ میں موسیٰ بن کعب گورنر سندھ کا انتقال ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا عیینہ گورنر سندھ بنایا گیا، ۱۴۲ھ

۱..... اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ چھوٹی ہوئی ہے مابین خطوط ہلالین کا مضمون تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ مصر جلد پنجم صفحہ ۲۲۰ سے اخذ کیا گیا ہے۔

میں اس نے بغاوت کی تو المنصور نے عمر بن حفص بن ابی صفرہ کو سندھ کا گورنر بنادیا۔

اسی سال مصر کی گورنری حمید بن قحطبہ کو جزیرہ اور بلاد انطاکیہ کی اپنے بھائی عباس بن محمد کو اور اس سے پہلے جزیرہ اور بلاد انطاکیہ میں یزید بن اسید تھا اور اسی سن میں اپنے چچا اسمعیل کو حکومت موصل کو معزول کر کے اس کی جگہ مالک بن یثیم خزامی کو مقرر کیا، اور ۱۴۶ھ میں المنصور نے یثیم بن معاویہ کو موصل سے معزول کر دیا مکہ اور حنف میں سری بن عبد اللہ بن حرث بن عباس کو یمامہ پر اور حمید بن قحطبہ کو مصر سے معزول کر کے اس کی جگہ نوفل بن فرات کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو متعین کیا۔

مزید تقرریاں: مدینہ منورہ کا گورنر محمد بن خالد بن عبد اللہ قسری تھا ۱ لیکن ابن ابوالحسن (یعنی محمد) کے مقدمہ میں اس پر الزام لگا کر معزول کر دیا اور رباح بن عثمان مزنی کو گورنر بنادیا اور جب اس کو محمد المہدی کے ساتھیوں نے قتل کر دیا تو اس کی جگہ عبد اللہ بن ربیع حارثی کو مقرر کیا اور ۱۴۵ھ میں ابراہیم یعنی مہدی کے بھائی کے قتل کے بعد بصرہ کی حکومت سالم بن قتیبہ باہلی کو دی اور موصل کا گورنر بجائے مالک بن یثیم کے اپنے بیٹے جعفر کو مامور کیا اور اس کے ساتھ حرث بن عبد اللہ جیسے نامور سپہ سالار کو بھیجا پھر ۱۴۶ھ میں سالم بن قتیبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے محمد بن سلیمان کو حکومت مدینہ سری بن عبد اللہ کو حکومت مکہ معظمہ سے معزول کر کے اپنے چچا عبد الصمد کو متعین کیا۔

۱۴۷ھ کی تقرریاں: ۱۴۷ھ کا دور آیا تو المنصور نے عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہدی کی مخالفت کی وجہ سے المہدی حکومت کوفہ سے معزول کر کے کوفہ پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا اور محمد بن سلیمان کی جگہ کی بصرہ کی حکومت محمد بن السفاح کو دی مگر محمد بن السفاح حکومت بصرہ سے مستعفی ہو کر بغداد چلا گیا اور یہیں مر گیا اور بغداد روانگی کے وقت محمد نے عقبہ بن سالم کو بصرہ میں اپنا جانشین مقرر کیا تھا المنصور نے بعد میں اس کو بحال رکھا اور مدینہ منورہ پر جعفر بن سلیمان کو متعین کیا، ۱۴۸ھ میں کردوں کی بغاوت کی وجہ سے موصل کی حکومت پر خالد بن برمک کو روانہ کیا اور ۱۴۹ھ میں اپنے چچا عبد الصمد کو مکہ معظمہ کی حکومت سے معزول کر کے محمد بن ابراہیم کو مکہ کا گورنر بنایا، ۱۵۰ھ میں مدینہ منورہ سے جعفر بن سلیمان کو معزول کر کے حسن بن زید بن حسن کو حکومت دی۔

۱۵۱ھ کی تقرریاں: ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص کو سندھ کی گورنری سے تبدیل کر کے افریقہ کا گورنر بنادیا اور اس کی جگہ سندھ میں ہشام بن عمرو تغلبی کو مقرر کیا اس کے بعد یزید بن حاتم کو مصر سے اس کی ملک پر بھیجا اور مصر میں یزید کی جگہ محمد بن سعید کو مامور کیا، اسی سال معن بن زائدہ بختان مین مارا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تب اس کی جگہ یزید بن یزید (معن بن زائدہ کا بھتیجا) کام کرنے لگا المنصور نے اس کو فی الحال بحال رکھا لیکن کچھ عرصہ کے بعد معزول کر دیا۔

اسی سال عقبہ بن سالم امیر بصرہ نے اپنی جگہ نافع بن عقبہ کو مقرر کر کے بحرین پر فوج کشی کی اور سلیمان بن حکیم عدوی کو قتل کر ڈالا، المنصور نے بحرین کے قیدیوں کو رہا کر دینے کی وجہ سے عقبہ کو حکومت بصرہ سے معزول کر کے جابر بن مومہ کلابی کو مامور کیا پھر اس کو بھی معزول کر کے عبد الملک بن طیبان نہیری کو اور کچھ عرصہ کے بعد عبد الملک بن طیبان کو معزول کر کے یثیم بن معاویہ علی کو مقرر کیا، اسی سال مکہ و طائف کی گورنری پر محمد بن ابراہیم امام کو بھیجا گیا پھر اس کو معزول کر کے اس کی جگہ ابراہیم بن یحییٰ بن محمد (اس کے بھتیجے) کو حکومت مکہ و طائف پر اور حکومت موصل پر اسماعیل بن خالد بن عبد اللہ قسری کو روانہ کیا، اسید بن عبد اللہ امیر خراسان کے انتقال کے بعد حمید بن قحطبہ کو سندھ مارت دی گئی، ۱۵۳ھ میں عبید اللہ ابن بنت ابی لیلیٰ قاضی کوفہ کی وفات ہوئی اور شریک بن عبد اللہ نخعی عہدہ قضاء پر مامور کئے گئے، اسی سال یمن کا گورنر یزید بن منصور تھا۔

المنصور کی اپنے بھائی عباس سے ناراضگی: ۱۵۴ھ میں المنصور نے جزیرہ کی حکومت سے اپنے بھائی عباس بن محمد کو برطرف کر کے بہت بڑی رقم بطور تاوان وصول کیا اور اس کی جگہ موسیٰ بن کعب خعمی کو متعین کیا، اس کی معزولی کا سبب یزید بن اسید کی شکایت بیان کی جاتی ہے بہر کیف عباس بن محمد اس وقت سے مسلسل معتبور رہا یہاں تک کہ المنصور کو اس کے چچا اسمعیل سے بھی برہمی پیدا ہو گئی اس وقت اسمعیل کے بھائیوں

① محمد بن خالد اور رباح بن عثمان کی تقرری کا واقعہ ابن اثیر نے ۱۴۴ھ کے واقعات میں تحریر کیا ہے، غالباً علامہ کا یہی مقصود ہوگا (مترجم)

یعنی المنصور کے چچاؤں نے اسمعیل کے معاملہ میں سفارش کی تو عیسیٰ بن موسیٰ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! ان لوگوں نے تو اپنے بھائی کی سفارش کر دی اور وہ مقبول و منظور ہو گئی مگر آپ اپنے بھائی عباس سے اتنے زمانہ سے ناراض ہیں ان میں سے کسی نے بھی اس کے حق میں سفارش کا ایک کلمہ نہیں کہا، المنصور یہ سن کر راضی ہو گیا۔

۱۵۵ھ کی تقرری: ۱۵۵ھ میں المنصور نے محمد بن سلیمان کو حکومت کوفہ سے معزول کر کے عمر بن زہیرہ افسر اعلیٰ پولیس مسیب کا بھائی) کو مقرر کیا اس کی معزولی کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ المنصور نے عبدالکریم بن ابوالعوجاء کو (یہ معن بن زائدہ کا ماموں تھا) زندقہ بننے کی جرم میں قید کر دیا تھا اور یہ لکھ بھیجا تھا کہ دوسرا حکم آنے تک عبدالکریم کو قتل نہ کرنا اس کے بعد المنصور کا اقلناعی حکم صادر ہوا المنصور یہ سن کر غضب ناک ہو کر بولا مجھے یہ فکر پیدا ہو گئی ہے کہ میں محمد بن سلیمان کو بعوض اس کے قید کردوں اور اپنے چچا عیسیٰ کو طلب کر کے سخت ملامت کی اس وجہ سے کہ اسی مشورہ سے محمد بن سلیمان کو کوفہ کا گورنر بنایا گیا اسی سن میں حسن بن زید کو بھی حکومت مدینہ سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے چچا عبدالصمد بن علی کو مامور کیا

۱۵۸ھ تا ۱۵۶ھ کی تقرریاں: ۱۵۶ھ میں ابوزہرہ فارس اور بلاد جلع کی حکومت پر عمارہ بن حمزہ تھا، ۱۵۸ھ کا دور آیا تو المنصور نے بحرین کا گورنر سعید بن وح بصرہ کے افسر پولیس کو بنادیا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے تمیم کو بھیج دیا، اسی سال سوارین عبداللہ بن حسن بن حصین نمیری کو عہدہ قضاء پر مامور کیا اور محمد بن کاتب کو مصر کی گورنری سے اور ہشام بن عمر کو حکومت سندھ سے معزول کر کے مصر کا گورنری اپنے آزاد غلام مطر کو اور سندھ کا معبد بن خلیل کو بنایا، ۱۵۸ھ میں المنصور سے موسیٰ بن کعب کی کچھ شکایت کی گئی جسکی وجہ سے المنصور نے موسیٰ بن کعب کی معزولی کا حکم صادر فرمایا اور اپنے لڑکے المہدی کو یہ حکم دیا کہ تم موصل کے راستے رواقہ روانہ ہو جاؤ مگر یہ ظاہر کرو کہ تم بیت المقدس کی زیارت کے لئے جا رہے ہو اور موصل پہنچ کر معزولی کے حکم کا اعلان کر کے موسیٰ بن کعب کو گرفتار کر لو۔

خالد بن برمک پر جرمانہ: اسی سندھ میں المنصور نے خالد بن برمک کو تیس لاکھ درہم جرمانہ پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ادا کرنے کے لئے صرف تین دن کی مہلت دی تھی بصورت عدم ادائیگی یہ حکم دیا تھا کہ قتل کر دیا جائے گا چنانچہ خالد نے اپنے بیٹے یحییٰ کو عمارہ بن حمزہ، مبارک ترکی اور صالح صاحب المصلیٰ وغیرہ جیسے رؤساء کے پاس قرض لینے بھیجا، یحییٰ کہتا ہے کہ میں ان سب کے پاس گیا بعض نے تو خلیفہ کی ناراضگی کی وجہ سے حاضری ہی کی اجازت نہیں دی اور بعض نے انکار کر دیا مگر عمارہ بن حمزہ نے مجھے حاضری کی اجازت دی جس وقت میں اس کے پاس گیا تو اس وقت اس کا منہ ایک دیوار کی طرف تھا وہ میری طرف متوجہ تک نہ ہوا اور جب میں نے سلام کیا تو جواب بہت آہستہ آواز سے دیکر خالد کا حال معلوم کیا میں نے سارے حالات بتائے اور قرض مانگا عمارہ نے جواب دیا کہ جس قدر ممکن ہو گا تمہارے پاس بھیج دیا جائے گا، میں اس کے پاس سے واپس آ گیا اس کے بعد اس نے کچھ رقم بھیج دی غرض کہ میں نے دو دن میں ستائیس لاکھ درہم جمع کر لئے لیکن مزید تین لاکھ درہم مہیا کرنے سے میں معذور رہا۔

خالد بن برمک کی گورنری: اتفاق سے اسی دوران موصل و جزیرہ کی شورش کی خبریں دربار خلافت میں پہنچیں اور کردوں کی شرارتوں سے موصل اور جزیرہ میں بد نظمی پھیل گئی، موسیٰ بن کعب تو معتوب ہی تھا ایک دوسرے ہاکم عاقل اور منتظم کی ضرورت پڑ گئی چنانچہ مسیب بن زہیر نے عرض کیا خالد بن برمک موصل کی گورنری کے لئے نہایت موزوں ہے اس پر المنصور نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے ابھی تو ایک معاملہ میں اس کے ساتھ ہم نے یہ برتاؤ کیا ہے؟ مسیب بن زہیر نے عرض کیا میں اس کا ضامن ہوں آپ اسے موصل کی گورنر بنادیتے۔

اس کے دوسرے دن خالد کو دربار خلافت میں پیش کیا گیا اور سارے دربار ہم بھی داخل خزانہ کر دیا گیا بقیہ تین لاکھ معاف کر دیا گیا اور موصل کی گورنری خالد کو اور آذربائیجان کے لئے اس کے بیٹے یحییٰ کو مقرر کر دیا گیا، چنانچہ دونوں باپ بیٹے المہدی کے ساتھ روانہ ہو گئے، المہدی نے موصل پہنچ کر موسیٰ بن کعب کو معزول کر کے ان دونوں کی گورنری کا اعلان کر دیا، یحییٰ کہتا ہے کہ مجھے خالد نے ایک لاکھ درہم دے کر عمارہ کے پاس بھیجا جو عمارہ سے قرض لئے گئے عمارہ نے دیکھتے ہی کہا کیا میں تمہارے باپ کا خزانچی تھا؟ بھاگ جاؤ ورنہ میں تم کو نکلوا دوں گا، (یحییٰ درہم سمیت واپس آ گیا)۔

اس وقت سے خالد المنصور کی وفات تک موصل کا گورنر رہا۔

مسیب بن زہیر کی معزولی:..... اسی سال میں المنصور نے مسیب بن زہیر کو پولیس کی افسری سے معزول کر کے قید کر دیا اس جرم میں کہ مسیب نے ابان بن بشیر کا تب کو کوڑوں سے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا، یہ مسیب کے بھائی عمر بن زبیر کے ساتھ کوفہ میں تھا پھر فارس کی گورنری پر نصر بن حرب بن عبد اللہ کو، بغداد کی پولیس پر عمر بن عبد الرحمن یعنی عبد الجبار کے بھائی اور عہدہ قضاء پر عبد اللہ بن محمد صفوان کو مامور کیا کچھ عرصہ بعد المہدی نے مسیب کی سفارش کی تو المنصور نے اس کو اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔

بیرونی مہمات:..... ۱۳۰ھ سے باہمی فتنہ و فسادات کی وجہ سے صوائف کی روانگی التواء میں پڑ گئی تھی، ۱۳۳ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے ملطیہ اور اطراف ملطیہ پر چڑھائی کی اور قلعہ بلخ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا قلعہ والوں نے اہل ملطیہ سے امداد طلب کی اہل ملطیہ نے آٹھ سو سپاہیوں کو ان کی کمک پر بھیج دیا مقابلہ کی نوبت آئی تو رومیوں نے ان کو شکست دیکر ملطیہ کا محاصرہ کر لیا، جزیرہ میں ان دنوں شورش پھیلی ہوئی تھی اور اس کا گورنر موسیٰ بن کعب حران میں تھا اہل ملطیہ نے بیرونی امداد سے ناامید ہو کر شہر کو قسطنطینیہ کے حوالہ کر دیا اور خود جتنا سیلاب اٹھاس کے اٹھا کر بلاد جزیرہ چلے گئے، رومیوں نے ملطیہ کو ویران کر کے قالیقا پر حملہ کر دیا اور قالیقلا کو بھی فتح کر لیا، اسی سال ابوداؤد خالد بن ابراہیم کو بلاد اخیل کی طرف بھیجا گیا کسی نے روک ٹوک نہ کی چنانچہ وہ بلاد اخیل پر قبضہ کرتا چلا گیا اور جیش بن شبل بادشاہ اخیل نے بھاگ کر ایک قلعہ میں پناہ لے لی، ابوداؤد ایک مدت تک اس قلعہ کا محاصرہ کئے رہا بالآخر بادشاہ اخیل قلعہ سے نکل کر ملک فرغانہ کی جانب چلا گیا اور بلاد ترک میں داخل ہو کر چین میں جا کر دم لیا، اسی سال صالح بن علی بن فلسطین اور سعید بن عبد اللہ کو صائفہ کے ساتھ دروب کے جہاد پر بھیجا گیا اور ۱۳۵ھ میں عبد الرحمن بن حبیب گورنر افریقہ نے جزیرہ صقلیہ پر جہاد کیا اتنا زیادہ مال غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی ایسی کامیابی حاصل نہیں ہوئی تھی اس کے بعد حکمرانان افریقہ بربروں بغاوت و شورش فرو کرنے میں مصروف ہو گئے اس سے اہل جزیرہ صقلیہ کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے قلعہ، شہر پناہیں اور خندقیں تیار کر لیں اور کشتیوں کے بیڑے صقلیہ کے حفاظت پر مامور کر دیئے جو بسا اوقات مسلمان سودا گروں کو دریا سے گرفتار کر کے لے جاتے تھے پھر ۱۳۸ھ میں قسطنطین بادشاہ روم نے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کی اور ملطیہ پر بزور تیغ قبضہ کر کے اس کی شہر پناہ کو منہدم کر دیا مگر جنگ آوارن اہل ملطیہ کی خطائیں معاف کر دیں۔

اسی سال عباس بن محمد صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے نکلا عباس کے ساتھ اس کے دونوں چچا صالح و عیسیٰ بھی تھے عباس نے ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے چھین کر اس کے شہر اور فصیلوں کو دوبارہ بنوایا اور اہل ملطیہ کو پھر ملطیہ میں لا کر آباد کیا پھر حفاظت کی غرض سے ملطیہ میں چھاؤنی قائم کی عباس اس سے فارغ ہو کر ۱۳۹ھ میں شاہراہ عام سے دارالحرب میں داخل ہوا اور اکثر ممالک رومیہ کو تہ و بالا کر دیا۔ انہی دنوں جعفر بن حنظلہ مہرانی نے بھی براہ ملطیہ رومیوں پر جہاد کیا تھا، اسی ۱۳۹ھ میں المنصور اور بادشاہ روم کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جس کی رو سے المنصور نے قالیقلا کے قیدیوں کو فدیہ دے کر رہا کر لیا اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبد الوہاب بن ابراہیم صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا اس کے ہمراہ حسن بن قحطبہ بھی تھا قسطنطین بادشاہ روم ایک لاکھ کا لشکر لیکر مقابلہ پر آیا مقام جیحان پر پہنچا تو عسا کر اسلامیہ کی کثرت سے خائف ہو کر بغیر جنگ و قتال واپس چلا گیا اس کے بعد ۱۴۱ھ تک بنو حسن کے معاملات میں المنصور کی مصروفیت کی وجہ سے کوئی صائفہ جہاد کرنے نہیں نکلا، اسی سال ترک و خزر نے باب الابواب میں علم بغاوت بلند کیا اور وہ آرمینیہ تک مسلمانوں کو قتل و غارت کرتے ہوئے بڑھتے گئے اور آرمینیہ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کو قتل کر کے واپس چلے گئے۔

۱۴۲ھ کے جہاد:..... ۱۴۲ھ میں اشتر خان خوارزمی نے ترکوں کو جمع کر کے آرمینیہ پر چھاپہ مارا اور مسلمانوں اور ذمیوں کے ایک گروپ کو گرفتار کر لیا اور شہر میں جو کچھ پایا لوٹ لیا، آرمینیہ سے فارغ ہو کر تقلیس پہنچ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ان دنوں حسب بن عبد اللہ دو ہزار فوج کے ساتھ موصل میں رکا ہوا تھا کیونکہ خوارج جزیرہ میں مقیم تھے المنصور نے حرب کو جبرائیل بن یحییٰ کے ساتھ ترکوں کے مقابلہ کے بھیج دیا، آپس میں لڑائی ہوئی جبرائیل بن یحییٰ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی حرب بن عبد اللہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے ساتھ شہید ہو گیا، اسی سال مالک بن عبد اللہ حنعمی اہل فلسطین کو جمع کر کے صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے نکلا مالک بن عبد اللہ ملک الصوائف

کے مبارک لقب سے یاد کیا جاتا تھا، چنانچہ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جس کو مالک نے ورثہ میں بیٹھ کر تقسیم کیا۔

۱۲۹ھ تا ۱۵۶ھ: ۱۲۹ھ میں عباس بن محمد حسن بن قطبہ اور محمد بن اشعث صائفہ کے ہمراہ جہاد پر روانہ ہو گیا، ممالک روم میں داخل ہو کر نخل وغارت کرتا رہا واپسی کے وقت راستے میں ۱۵۶ھ میں محمد بن اشعث نے وفات پائی، ۱۵۴ھ میں زفر بن عاصم نے صائفہ کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا اس کے بعد ۱۵۵ھ میں بادشاہ روم نے مسلمانوں کے آئے دن کے جہاد سے تنگ آ کر صلح کی درخواست پیش کر دی اور جزیہ دینے کا وعدہ کر لیا، اسی سال یزید بن اسید نے بھی صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۱۵۶ھ میں معیوب بن یحییٰ صائفہ کے ساتھ جہاد کے غرض سے دارالحرب کی طرف بڑھا دشمنوں سے مدد بھیڑ ہوئی پھر فریقین خود بخود جنگ سے رک گئے۔

المنصور کی وصیت: ۱۵۸ھ میں جس وقت حج کرنے جا رہا تھا مقام بیرمیمون میں جب کہ چھ تاریخیں ذی الحجہ کی گزر چکی تھیں المنصور کی وفات ہو گئی اور رخصتی کے وقت وفات سے پہلے المہدی کو طلب کر کے اس نے یہ وصیت کی تھی:

عزیز من! میں نے کوئی ایسا کام باقی نہیں چھوڑا مگر یہ کہ میں نے اس میں تم سے پہلے نہ کی ہو اور میں تم کو چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں گو میرا گمان یہ ہے کہ میں ان میں سے تم ایک کی تعمیل نہیں کرو گے (المنصور کے پاس ایک صندوق تھا جس میں اس کے علوم کے رجسٹر رہا کرتے تھے یہ صندوق ہمیشہ مقفل رہا کرتا تھا سوائے المنصور کے کوئی شخص اس کو نہیں کھولتا تھا، اس صندوق کی طرف اشارہ کر کے کہا دیکھو اس صندوق کی مکمل حفاظت کرنا اس میں تمہارے آباء واجداد کے علوم ماکان و مایکون الی یوم القیامۃ ہیں اگر تم کو کسی بات کا خطرہ پیش آئے تو تم بڑے رجسٹر کو دیکھنا اگر اس میں تمہارا مقصود حاصل ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ دفتر ثانی کو دیکھنا اسی طرح ساتوں رجسٹروں تک دیکھتے جانا اگر ان میں بھی تم اپنا مقصود نہ پاؤ تو مجموعہ صغیر کو دیکھنا اس میں جو تم چاہو گے ضرور تمہیں مل جائے گا لیکن میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور دیکھو اس شہر کی پوری حفاظت کرنا خبردار کبھی اس کی تبدیل نہ کرنا میں نے اس میں اتنا مال جمع کر دیا ہے کہ اگر دس برس تک خراج کا ایک دانہ وصول نہ ہو تو بھی یہ لشکریوں کے روزینے، مصارف، خاندان والوں کے خرچ اور فوج کی روانگی کے لئے کافی ہوگا تم اس کی ہمیشہ نگرانی کرتے رہو کیونکہ جب خزانہ معمور ہوگا تو تم ہمیشہ دشمنوں پر غالب رہو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور میں تم کو اور تمہارے خاندان والوں کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، نیکی کرنا ہمیشہ ان کو ہر کام کارہنما بنانا اور لوگوں کے ساتھ نرمی و ملاطفت کرنا، اور ان کو بڑے بڑے عہدے دینا کیونکہ ان کی عزت تمہاری عزت ہے اور ان کی نمایاں کام تمہارے ہیں مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے اور میں تم کو اہل خراسان کے ساتھ بھی نیکی کرنے کی وصیت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ تمہاری قوت بازو ہیں اور تمہارے ایسے حامی ہیں جنہوں نے اپنی جان و مال کو تمہاری سلطنت قائم کرنے میں خرچ کر دیئے ہیں مجھے یقین ہے کہ تمہاری محبت ان کے دلوں سے کبھی نہیں نکلے گی، تم ان کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرنا ان کی لغزشوں کو درگزر کرنا جو ان سے نمایاں کام سرزد ہوں اس کا معقول صلہ دینا اور ان میں سے جو مر جائے اس کے اہل و عیال میں تم اس کی نیابت کرنا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم اس کی تعمیل نہیں کرو گے، اور خبردار! شہر کا شرقی حصہ ہر گز ہر گز نہ بنوانا کیونکہ تم اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکو گے مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار قبیلہ بنو سلیم کے کسی شخص سے مدد طلب نہ کرنا اور میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے اور خبردار عورتوں کو اپنے کاموں میں دخل انداز نہ ہونے دینا مگر میرا خیال یہ ہے کہ تم ایسا ہی کرو گے۔

کہا جاتا ہے کہ المنصور نے یہ بھی کہا تھا کہ میں ذی الحجہ میں پیدا ہوا ذی الحجہ ہی میں خلیفہ بنایا گیا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ میں اسی سال کے ذی الحجہ میں مر بھی جاؤں گا اور مجھ کو اسی خیال نے حج کرنے کی توفیق دی ہے میرے بعد اس معاملہ میں جس کا میں امور مسلمین کے متعلق تم سے وعدے لے رہا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا جس معاملہ میں تم کو حزن و کرب پیدا ہوگا اس کی آسانی کا اللہ تعالیٰ راستہ پیدا کر دے گا اور تم کو سلامتی اور نیک انجام اپنی عنایت سے عطا کریگا جس کو تم شمار نہیں کر سکو گے۔

اے میرے بیٹے! امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرنا اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہاری کاموں کی حفاظت کرے گا، خبردار خونریزی کے قریب نہ جانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گناہ عظیم ہے اور دنیا میں ہمیشہ کے لئے باعث ننگ و ناموس ہے اور حدود الہی کی پوری طور سے پابندی کر

ناس میں تمہاری جان و مال کی بہتری ہے اور ان میں افراط و تفریط نہ کرنا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی بات کو یہ جان جاتا کہ یہ اس کی دین کے لئے اصلح اور اس کی گناہوں سے روکنے کے لئے کافی ہے تو اپنی کتاب کریم میں اس کی بارے میں حکم دیدیتا، جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے عذاب الیم کی وعید کے علاوہ بہت براغصہ اس شخص پر کیا ہے اور اپنے کتاب کریم میں دگنے عذاب و عقاب کا حکم دیا ہے جو ملک میں فساد کی کوشش کرتا ہے ارشاد فرمایا ہے:

انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ ویسعون فی الارض فسادا..... الایة

جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اسے جنگ کرتے ہیں اور زمین پر فساد کی کوشش کرتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کر دیا جائے یا پھانسی چڑھا دیا جائے۔ (المائدہ ۳۳)

اے میرے بیٹے! بادشاہ اللہ تعالیٰ کی جبل امتین، عروۃ الوثقی، اور دین قدیم ہے لہذا اس کی حفاظت کرو اور اس کی مضبوطی کی کوشش کرو اور نقصان کو اس سے دور کرو، ملحدین پر حملہ کرو بدعتیوں کا استیصال کرو اور جو لوگ اس کی اطاعت سے نکل گئے ہیں ان سے لڑو اور اللہ تعالیٰ نے جس کا حکم اپنے محکم قرآن میں صادر فرمایا ہے اس سے آگے مت بڑھو اور انصاف کے ساتھ حکم کرو اور اس میں اعتدال سے بڑھو کیونکہ یہ فتنہ و فساد اور دشمنوں کا قلع و قمع کرنے والا ہے اور لوگوں کو وعظ و پند کرو، مال غنیمت لشکریوں کے لئے چھوڑ دو کیونکہ میں اتنا کچھ چھوڑ کر جا رہا ہوں کہ تم کو اس کی ضرورت نہیں رہی اور صلہ رحم و قرابت کا بہت لحاظ کرنا، خبردار ناراض کرنے والے امور کے قریب نہ جانا اور رعیت کا مال لینے سے محترز، سرحدوں اور اطراف کے علاقوں کی پوری نگہبانی کرنا راستوں میں امن قائم رکھنا عوام کو بلوہ و فساد سے روکنا نرمی سے ان سے پیش آنا جس سے ان کو ناگواری پیدا نہ ہو اس کو دفع کرتے رہنا مال و اسباب کو شمار کر کے خزانہ میں رکھنا، خبردار! آج کا کام کل پر مت چھوڑنا اس سے تمہارے کام میں خلل پڑ جائے گا اور بسا اوقات اکثر کام فوت بھی ہو جائیں گے، اور حوادث و مصائب کے آنے سے پہلے احکام صادر کرنا اور اس کے دور کر دینے کی جی توڑ کوشش کرنا، جو واقعہ دن کو ہونے والا ہے اس کو دور کرنے کے لئے رات ہی سے لوگوں کو موجود کر لینا اور جو رات کو ہونے والا ہو اس کے دور کرنے کے لئے دن ہی سے سامان تیار رکھنا، ہر کام خود کرنا، سستی اور کاہلی کو مزاج میں دخل نہ دینا، حسن ظنی اور بدظنی کے برتاؤ اپنے گورنروں اور سیکریٹری کے ساتھ کرنا، ہر وقت ہوشیار رہنا اور جو شخص تمہارے دروازے پر رہتا ہو اس کا پوچھتے رہنا اور لوگوں کی دربار پر حاضری کو آسان کرنا اور جو جھگڑا تمہارے سامنے پیش کیا جائے اس پر غور کرنا اور لوگوں پر ایسے شخص کو مقرر کرنا جو غافل اور بے خبر نہ ہو اور تم بھی غافل اور بے خبر نہ رہنا کیونکہ جب سے میں نے زینہ خلافت پر قدم رکھا ہے اس وقت سے میری آنکھیں نہیں جھپکیں مگر یہ کہ میرا دل بیدار تھا یہ میری وصیتیں ہیں اللہ تعالیٰ میرے بعد تمہارا محافظ ہو۔ ❶

وفات: یہ وصیت کرنے کے بعد المہدی کو رخصت کر دیا اور خود کوفہ کی طرف روانہ ہوا اور کوفہ میں پہنچ کر حج اور عمرہ کا احرام باندھا، قربانی کے جانوروں پر نشان بنا کر آگے روانہ کیا ان کاموں کو المنصور نے ذیقعدہ کے چند ایام گزر جانے کے پرانجام دیا تھا، کوفہ سے دو ایک منزل سفر کرنے کے بعد المنصور کو وہ درد لاحق ہوا جس سے اس کی وفات ہوئی پھر یہ درد رفتہ رفتہ بڑھ چکا نچہ وہ اپنے ہم نشین ربیع سے دوران علالت کہا کرتا تھا ❷ یا ربی الی الحرم انی ہارباً من ذنوبی، بیرمیمون پر پہنچا تو ۶ ذی الحجہ ۵۸ھ کی فجر کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک بقا ہو گیا ❸ وفات کے وقت سوائے اس کے خدام اور ربیع (اس کے آزاد کردہ غلام) کے اور کوئی موجود نہ تھا اس دن تو ان لوگوں نے اس واقعہ کو چھپایا اگلے دن صبح ہوتے ہی عیسیٰ بن علی،

❶ دیکھئے منصور کی وصیت، ابن اثیر ۳/۶۲۶

❷ المنصور نے بائیس برس خلافت کی، تریسٹھ برس کئی مہینے کی عمر پائی، ابراہیم بن یحییٰ بن علی نے نماز جنازہ پڑھائی، گندم گوں رنگ پتلے گال اور طویل القامت تھا اس کے بیٹے ابو جعفر المہدی، جعفر اکبر، (ان کی ماں ام موسیٰ اروی بنت منصور، بشیرہ ابن منصور حمیری تھی) صالح (ان کی ماں ام الولد رومیہ تھی) سلیمان، عیسیٰ، یعقوب (ان کی ماں فاطمہ بنت محمد طلحہ بن عبید اللہ کی اولاد سے تھیں) جعفر اصغر، قاسم، عبدالعزیز اور عباس تھے اور ایک لڑکی عالیہ تھی (معارف ابن قتیبہ مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۹)

❸ مروج الذهب ۳/۳۴۴ پر ہے کہ مکہ پہنچتے ہی معروف جگہ بستان بنی عامر میں اس کی وفات ہوئی، ایک قول یہ ہے کہ بطحاء میں بزمیمون کے پاس وفات ہوئی۔

عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد ولی عہد، اراکین دولت، روساء عالی نسب اور عوام الناس حسب مراتب دربار میں بلائے گئے، ربیع نے ان لوگوں سے المہدی کی خلافت کی بیعت لی اس کے بعد سرداران لشکر اور عوام نے بیعت کی، عباس بن محمد و محمد بن سلیمان مکہ معظمہ چلے گئے اور رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان لوگوں سے خلافت المہدی کی بیعت لی اور المنصور کو کفن پہنا کر اس کی قبر کے پاس لے گئے، عیسیٰ بن موسیٰ اور ایک روایت کے مطابق ابراہیم بن یحییٰ نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ ۱۰ معلقات میں دفن کر دیا، یہ حادثہ المنصور کی خلافت کے بائیسویں برس واقع ہوا۔

محمد بن عبد اللہ المہدی ۱۵۸ھ تا ۱۶۹ھ

تحت نشینی:..... علی بن محمد انوفلی نے اپنے والد سے روایت کی ہے (یہ شخص صرہ کار بنے والا اور ان دنوں المنصور کی خدمت میں اکثر حاضر ہوا کرتا تھا) کہ مکہ معظمہ سے المنصور کے انتقال کی صبح لشکر میں آیا تھا اس وقت موسیٰ بن المہدی شامیانہ کی چوبوں کے پاس کھڑا تھا اور دوسری جانب قاسم بن المنصور کھڑا تھا مجھ کو اس سے یقین ہو گیا کہ المنصور کی وفات ہو گئی ہے اس کے بعد حسن بن زید علوی اور بہت سے آدمی آگئے یہاں تک کہ شامیانہ میں جگہ باقی نہ رہی رونے کی آوازیں آنے لگی اس کے بعد ابو العنبر خادم قبا پھاڑے سر پر مٹی ڈالے و امیر المؤمنین و امیر المؤمنین کہتا ہوا نکلا، قاسم نے اپنے کپڑے پھاڑ دیئے۔

المنصور کی آخری وصیت:..... ربیع ہاتھ میں ایک کاغذ لئے ہوئے باہر آیا اور لوگوں کو مخاطب کر کے پڑھنے لگا اس میں لکھا ہوا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم من عبد اللہ المنصور امیر المؤمنین الی من خلف من بنی ہاشم و شیعته من اهل خراسان و عامۃ المسلمین ،

(ترجمہ) بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ کے بندے المنصور امیر المؤمنین کی طرف سے پسماندگان بنو ہاشم اور خراسان کے حامیوں عامۃ المسلمین کے لئے۔

اتنا پڑھنے کے بعد ربیع رو پڑا اور سامعین بھی رونے لگے پھر ربیع نے اپنے دل کو سنبھالا اور کہا رونا تو تمہارے آگے ہی اتر گیا ہے خاموش ہو جاؤ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، سامعین خاموش ہو گئے اور ربیع پڑھنے لگا، اما بعد!

فانسی کتبت کتابی هذا وانا حی فی یوم آخر یوم من ایام الدنیا واول یوم من ایام الاخرۃ اقرء علیکم والسلام ، واسئل اللہ ان لا یفتنکم بعدی ولا یلبسکم شیعا ولا یدیق بعضکم باس بعض (ترجمہ) اما بعد! میں نے یہ عہد نامہ تحریر کیا ہے اور میں زندہ ہوں دنیا کے دنوں میں سے آخری دن، اور آخرت کے دنوں میں سے پہلے دن، میرا تم کو سلام پہنچے، اور اللہ تعالیٰ سے یہ مانگتا ہوں کہ میرے بعد تم کو فتنہ میں نہ ڈالے اور نہ تم کو کوئی فرقوں میں تقسیم نہ کریں اور نہ تم سے بعض کو بعض کے خوف کا مزہ چکھائے۔

اس کے بعد ان لوگوں کو المہدی کے حق میں وصیت کی اور ایفاء عہد پر ان کو تیار کیا۔

المہدی کی بیعت:..... ربیع نے عہد نامہ پورا کر کے حسن بن زید کا ہاتھ پکڑ کر کہا اٹھو بیعت کرو، چنانچہ حسن بن زید نے اٹھ کر موسیٰ بن المہدی کے ہاتھ پر المہدی کی خلافت کی بیعت کی اس کے بعد حاضرین یکے بعد دیگرے بیعت کرتے گئے پھر بنو ہاشم کو بلایا گیا اس وقت المنصور اپنے کفن میں لپٹا ہوا تھا اور سر کھلا ہوا تھا چنانچہ اس کی لاش کو اٹھا کر مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر لائے اور دفن کر دیا۔

المہدی کا پہلا اقدام:..... عیسیٰ بن موسیٰ نے جس وقت لوگ المہدی کے خلافت کی بیعت کر رہے تھے بیعت کرنے سے انکار دیا، علی بن عیسیٰ بن ماہان بولا واللہ اگر تم بیعت نہیں کرو گے تو میں تمہاری گردن مار دوں گا، عیسیٰ بن موسیٰ نے مجبوراً بیعت کر لی، تکمیل بیعت کے بعد موسیٰ بن المہدی اور ربیع نے المنصور کی وفات کی خبر، بیعت کی خبر اور رسول اللہ کی چادر و عصا اور خاتم خلافت المہدی کی خدمت میں بھیجی اور مکہ معظمہ سے نکل کھڑے ہوئے، جب یہ خبر نصف ماہ ذی الحجہ کو المہدی کے پاس بغداد میں پہنچی تو اہل بغداد نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی، پہلا کام جو المہدی نے بیعت لینے کے بعد کیا کہ جتنے قیدی المنصور کے قید خانہ میں تھے سب کو رہا کر دیا مگر وہ قیدی رہا نہیں کئے گئے جو خونریز یا غاصب یا باغی تھے۔

حسن بن ابراہیم:..... رہائی پانے والے قیدیوں میں یعقوب بن داؤد بھی تھا جس کو حسن بن ابراہیم بن عبد اللہ بن حسن بن حسن کے ساتھ قید کیا گیا تھا حسن بن ابراہیم کو اس سے سوء ظنی پیدا ہوئی تو اپنے ایک معتمد دوست کے پاس ایک سرنگ قید خانہ تک کھودنے کا کہلوایا، اتفاق سے یعقوب بن داؤد کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ وہ یعقوب بن داؤد ابن علاشہ قاضی کے پاس گیا ابن علاشہ نے یعقوب بن داؤد ابو عبید اللہ وزیر کے پاس المہدی کی خدمت میں پیش کرنے بھیج دیا چنانچہ ابو عبید اللہ وزیر نے المہدی کی خدمت میں یعقوب کو پیش کر دیا جب تک قاضی اور وزیر بیٹھے رہے یعقوب نے کوئی بات نہیں کی جب یہ لوگ اٹھ کر چلے گئے تو حقیقت حال بتادی، المہدی نے حسن کو ایک قید خانہ سے دوسرے قید خانہ میں تبدیل کر دیا مگر پھر بھی حسن موقع پا کر بھاگ گیا المہدی نے ان کو بہت تلاش کرائی مگر کامیاب نہ ہو سکا چنانچہ یعقوب بن داؤد کو بلوا کر حسن کے بارے میں مشورہ کیا تو یعقوب نے عرض کیا آپ حسن کو امان عطا فرمائیے میں اس کو حاضر کر دوں گا، المہدی نے یہ درخواست منظور کر لی اور یعقوب نے حسن کو حاضر کر دیا اس کے بعد المہدی سے وقت بے وقت حسن کی حاضری کی اجازت لے لی چنانچہ اکثر اوقات حسن دربار خلافت میں حاضر ہو کر سرحدی امور، اسلامی فوج، قلعوں کی تعمیر، قیدیوں کی رہائی، زجر جرمانہ مجرمان اور مستحقین کو صدقات دینے کے بارے میں رائے دیتا تھا اس وجہ سے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا اعزاز بڑھ گیا اور ابو عبید اللہ وزیر کا رتبہ گھٹ گیا، المہدی نے ان خدمات کے صلے میں حسن کے نام ایک فرمان تحریر کیا اور اس کو دینی بھائی کے خطاب سے مخاطب کر کے ایک لاکھ درہم عطا کر دیئے۔

مقنع کا ظہور اور ہلاکت:..... یہ مقنع مروکار بننے والا اور حکیم^۱ اور ہاشمی کے نام سے معروف تھا تاسخ کا قائل تھا اور کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا اور اس کی صورت میں اس نے حلول کیا اس کے بعد حضرت نوح کی صورت میں اور اس کے بعد ابو مسلم پھر میں ہاشم میں، اور یہی مقنع ہے چنانچہ ۱۵۹ھ مقام خراسان میں ظاہر ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کر دیا اور ایک چہرہ سونے کا بنا کر اپنے منہ پر لگا لیا اسی وجہ سے مقنع کے نام سے یاد کیا گیا، یہ یحییٰ بن زید کے مارے جانے کا بھی منکر تھا اس کا گمان یہ تھا کہ یحییٰ بن زید مارے نہیں گئے بلکہ روپوش ہو گئے ہیں اور اپنا بدلہ لیں گے عوام الناس کا ایک بڑا گروہ اس کا متبع ہو گیا اور اس کے سجدہ کرنے لگا، مقنع نے رساتیق کش کے قلعہ بسیم اور سخرہ میں قیام کیا، اسی دوران بخارا اور صغد کے سفید پوشوں نے ظاہر ہو کر خلافت عباسیہ کے خلاف اس کا ساتھ دیا کافر لڑکوں نے بھی اس کی مدد کی اور مسلمانوں پر جس طرف وہ تھے اسی جانب سے حملہ کر دیا ابو النعمان، جنید اور لیث بن نصر بن سیار مقابلہ پر آ گئے، لیث کا بھائی محمد بن نصر اور اس کے بھائی تمیم کا لڑکا حسان اس واقعہ میں کام آ گیا المہدی نے ان کی کمک پر جبرائیل بن یحییٰ کو روانہ کر دیا اور صغد کے باغیوں سے جنگ کرنے پر جبرائیل کے بھائی یزید کو مقرر کیا چار مہینے تک بخارا کے بعض قلعوں پر لڑائی ہوتی رہی بالآخر عسا کر اسلامیہ نے اس قلعہ پر قبضہ کر لیا، سات سو آدمی مارے گئے باقی جو بچے وہ مقنع کی طرف بھاگ گئے اور جبرائیل نے ان کا تعاقب کیا۔

دوسری جنگ:..... اس کے بعد المہدی نے ابوعمون کو مقنع سے جنگ پر متعین کیا چونکہ اس نے جنگ مقنع میں کارہائے نمایاں نہ کئے اس وجہ سے عسا کر اسلامیہ اور سپہ سالاروں کے ایک گروپ کے ساتھ معاذ بن مسلم کو روانہ کیا گیا اور اس کے مقدمہ الحیش پر سعید حریشی تھا، عقبہ بن مسلم بھی یہ خبر پا کر زم سے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا مقام طواولیس میں معاذ سے ملا اور دونوں نے متحد ہو کر مقنع کا لشکر پہلے ہی حملہ میں بھاگ گیا سیکڑوں آدمی مار دیئے گئے باقی ماندہ جان بچا کر بھاگ گئے اور بسیم میں مقنع کے پاس جا کر دم لیا مقنع نے قلعہ بندی کر لی اور معاذ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا، جنگ کے

۱..... البدایہ والنہایہ ۱۴۵/۱ پر ہے کہ اس کا نام عطا تھا۔

دوران حریشی اور معاذ میں چل گئی حریشی نے المہدی کی خدمت میں معاذ کی شکایت لکھ بھیجی اور یہ بھی درخواست کی کہ اگر صرف مجھے منع کی جنگ پر آپ مامور کر دیں تو میں فوراً اس کا قلع قمع کر دوں گا المہدی نے اس کو منظور کر لیا۔

جھوٹا خدا جل مرا:..... چنانچہ سعید حریشی معاذ کے بغیر جنگ میں مصروف ہو گیا پھر بھی معاذ نے اپنے بیٹے کو اس کی مدد کے لئے بھیج دیا، عسا کر اسلامیہ حصار شکن آلات لیکر قلعہ کی طرف بڑھی چنانچہ موقع کے ماتھیوں نے گھبرا کر خفیہ طور سے امان طلب کر لی چنانچہ سعید حریشی نے امان دیدی، تیس ہزار آدمی قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آئے اور موقع کے پاس تقریباً دو ہزار جنگ جو باقی رہ گئے سعید حریشی نے حصار میں سختی شروع کر دی موقع نے اپنی ہلاکت کا یقین کر کے اپنے اہل اعیال کو جمع کیا بعض کہتے ہیں کہ زہر پلا دیا گیا اور ان لوگوں کے جل جانے کے بعد خود بھی آگ میں کود گیا، عسا کر اسلامیہ کامیابی کے ساتھ قلعہ میں داخل ہو گئیں، حریشی نے موقع کا سرتار کر المہدی کی خدمت میں بھیج دیا یہ سرحلب میں المہدی کے پاس ۱۶۳ھ میں پہنچا۔

المہدی کے گورنر:..... ۱۵۹ھ میں المہدی نے اپنے چچا اسمعیل کوفہ سے معزول کر کے اسحاق بن ۵ صباح کنڈی اشعثی کو مامور کیا اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ بن لقمان بن محمد بن خاٹب بن نجی کو اسماعیل کی معزولی کے بعد کوفہ کا گورنر بنایا گیا، اسی سال سعید بن وحج کو احداث بصرہ سے اور عبید اللہ بن حسن کو امامت سے معزول کر کے ان دونوں کے بجائے عبدالملک بن ایوب بن ظلیان نمیری کو متعین کیا، کچھ عرصہ کے بعد احداث کو عمارہ بن حمزہ کے حوالہ کر دیا اس نے اپنی طرف سے مسور بن عبید اللہ بابلی کو اس کا متولی بنادیا، اسی سال قسم بن عباس کو یمامہ کی حکومت سے، مطر (المنصور کے آزاد خادم) کو امارت مصر سے اور عبدالصمد بن علی کو مدینہ منورہ سے سبکدوش کر کے یمامہ پر فضل بن صالح کو، مصر پر ابو حمزہ محمد بن سلیمان کو اور مدینہ منورہ پر محمد بن عبداللہ الکثیر کو مقرر کیا پھر اس کو معزول کر کے عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن صفوان کو پھر اس کو بھی معزول کر کے زفر بن عاصم ہلالی کو مدینہ منورہ کا گورنر بنایا، اور معبد بن خلیل گورنر سندھ اور حمید بن قطبہ والی خراسان کے مرنے کے بعد ابو عبید اللہ وزیر کے اشارے پر سندھ کی حکومت روح بن حاتم کو دی اور خراسان کی ابو عون عبدالملک بن یزید کو دی۔

۱۶۰ھ کی تقرریاں:..... اس کے بعد ۱۶۰ھ میں ابو عون معتب ہو اور معزول کر دیا گیا اور اس کے بجائے معاذ بن مسلم کو خراسان پر حمزہ بن یحییٰ کو سجستان پر اور جبرائیل بن یحییٰ کو سمرقند پر مقرر کیا، جبرائیل نے اپنی گورنری کے زمانے میں سمرقند کی شہر پناہ اور قلعہ تعمیر کرایا، ان دنوں یمن کی گورنری پر رجاء بن روح فائز تھا اور کوفہ کے عہدہ قضاء پر شریک، خراج پر ثابت بن موسیٰ، فارس ابوزاد جلدہ پر عمارہ بن حمزہ اور عہدہ قضاء بصرہ پر عبید اللہ بن حسن تھا پھر اس کو عہدہ قضاء بصرہ سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان کو، سندھ پر بسطام بن عمرو کو اور یمامہ پر بشیر بن منذر کو متعین کیا۔

۱۶۱ھ کی تقرریاں:..... ۱۶۱ھ میں المہدی نے سندھ کا گورنر نصر بن محمد بن اشعث کو بنایا اور غافیہ قاضی کو ابن علاشہ کے ساتھ رصافہ میں عہدہ قضاء پر مامور کیا، فضل بن صالح کو حکومت جزیرہ سے معزول کر کے اس کے بجائے عبدالصمد بن علی کو جزیرہ پر، عیسیٰ بن لقمان کو مصر پر، یزید بن منصور کو سواد کوفہ پر، حسان شعری کو موصل پر اور بسطام بن عمر تغلی کو سندھ سے معزول کر کے آذربائیجان پر مقرر کر دیا اسی سال نصر بن مالک عارضہ فاج میں مبتلا ہو کر مر گیا پھر اس کی جگہ حمزہ بن مالک اسی کے پولیس افسر کو مقرر کر دیا، ابان بن صدقہ الرشید کے سیکریٹری کو الہادی کے پاس تبدیل کر دیا اور ہوروں کی اتالیقی ہریکی بن خالد بن برمک کو متعین کیا پھر اسی سال ضمہ محمد بن سلیمان کی حکومت بصرہ سے معزول کر کے سلیمان بن رجاء کو عطا کی، اسی سال سواد کوفہ پر یزید بن منصور اور احداث کوفہ پر اسحاق بن منصور مامور رہا۔

۱۶۲ھ کی تقرریاں:..... ۱۶۲ھ میں المہدی نے علی بن سلیمان کو حکومت یمن سے اور سلیمان بن رجاء کو امارت مصر سے سبکدوش کر کے عبد اللہ بن سلیمان کو یمن کا اور عیسیٰ بن لقمان کو مصر کا امیر مقرر کیا پھر اس کے چند ہی مہینے کے بعد انہیں معزول کر کے اپنے آزاد کردہ غلام واضح کو، پھر اس کو

①..... کاتب نے غلطی سے ثلاث و تسعین لکھا ہے جس کے معنی ۹۳ ہے لیکن یہ غلط ہے بجائے تین کے تسعین لکھ دیا ہے کافی تاریخ اکمل لابن اثیر الجزری المجلد السادس صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔ ②..... بعض نسخوں میں صفا لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

بھی معزول کر کے یحییٰ حریشی کو مامور کیا، طبرستان میں عمر بن علاء، سجستان میں تنیم بن سعید بن دلج اور جرجان میں مہلبیل بن صفوان تھا اور محکمہ نزول قائم کر کے عمر بن یزید اپنے آزاد کردہ غلام کے حوالہ کر دیا۔

الہادی کو ولی عہد بنانے کی کوششیں:..... ایک مدت تک بنو ہاشم کی ایک جماعت اور المہدی کے حامی عیسیٰ بن موسیٰ کو ولی عہد بنانے سے معزول کرنے اور موسیٰ الہادی بن المہدی کو ولی عہد کی بیعت کے متعلق غور و فکر کر رہے تھے رفتہ رفتہ المہدی کو اس کی اطلاع ملی تو وہ خوش ہو گیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کو اس کی رہائش رجبہ (مضافہ کوفہ) سے بلوایا مگر عیسیٰ نے آنے سے انکار کر دیا تب المہدی نے کوفہ کا گورنر روح بن حاتم کو مقرر کر دیا اور اس کو درپردہ عیسیٰ کو تکالیف دینے کی ہدایت کر دی مگر روح کو تکلیف دینے کا موقع نہیں ملا کیونکہ عیسیٰ سوائے جمعہ اور عید کے کبھی شہر میں نہیں آتا تھا، چنانچہ المہدی نے جھلا کر عیسیٰ کو ایک عتاب آمیز خط تحریر کیا مگر عیسیٰ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا پھر المہدی نے اپنے چچا عباس کو اپنے خط کے ساتھ عیسیٰ کے پاس روانہ کیا مگر عیسیٰ نے اس کی بھی تعمیل نہیں کی اس کے بعد المہدی نے اپنے گروپ کے دو سپہ سالاروں کو عیسیٰ کو حاضر کرنے پر متعین کیا چنانچہ عیسیٰ دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہو گیا اور المہدی کے لشکر میں (محمد بن سلیمان کے مکان پر) قیام کیا چند دنوں تک المہدی کے خدمت میں آتا جاتا رہا نہ تو کسی معاملہ میں گفتگو کرتا تھا اور نہ ہی کسی صلاح مشورہ میں شریک ہوتا تھا۔

ولی عہد عیسیٰ بن موسیٰ پر تشدد:..... ایک روز دار الخلافہ میں حاضر ہوا اس وقت المہدی کے گروپ کے رؤساء عیسیٰ کو ولی عہد سے ہٹانے پر متفق ہو گئے تھے چنانچہ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے، عیسیٰ نے دروازہ جو اس کے پشت پر تھا بند کر لیا مگر ان لوگوں نے اس کو توڑ ڈالا المہدی نے بظاہر اس سے ناراضگی ظاہر کی مگر وہ لوگ اپنے اس فعل سے باز نہ آئے یہاں تک کہ گھر والوں نے بھی اس بارے میں سختی کرنا شروع کر دی محمد بن سلیمان بہت زیادہ سختی کر رہا تھا عیسیٰ نے اس قسم کا عذر کیا جو اس سے ولی عہد کے وقت لی گئی تھی چنانچہ المہدی نے قضاۃ اور فقہاء کو مسئلہ کے حل کرنے کے لئے جمع کیا جن میں محمد بن علاء اور مسلم بن خالد زنجی بھی تھے ان لوگوں نے بیان کیا کہ عیسیٰ پر اس قسم کی پابندی نہیں ہے اور اس کا کفارہ دیکر ولی عہد سے علیحدگی اختیار کر سکتے ہیں۔

عیسیٰ کا استعفاء اور الہادی کی بیعت:..... چنانچہ المہدی نے اس کو ۱۰۰۰ دس ہزار درہم مرحمت کئے زاب اور کسکر میں جاگیریں دیں چنانچہ عیسیٰ نے خود اپنے آپ کو ولی عہد سے جدا کر دیا۔ جب کہ چار دن ماہ محرم ۱۶۰ھ کے باقی تھے معزول کر لیا اور المہدی کے لڑکے موسیٰ الہادی کی ولی عہد کی بیعت کر لی، اگلے دن المہدی نے دربار عام منعقد کیا شاہی خاندان اور رؤساء ملت جمع ہوئے اور المہدی نے ان لوگوں سے بیعت لی پھر جامع مسجد کی طرف آیا اور عیسیٰ بھی ان کے ہمراہ تھا خطبہ دیا اور لوگوں کو عیسیٰ کی معزولی اور الہادی کی ولی عہد کی بیعت سے آگاہ کیا اور بیعت کرنے کے لئے ان لوگوں کو بھی بلایا چنانچہ سب کے سب بیعت کرنے کے لئے بڑھے اور عیسیٰ نے ولی عہد سے الگ ہونے کی گواہی دی۔

باربد کی فتح:..... ۱۵۹ھ میں خلیفہ المہدی نے عبدالملک بن شہاب مسمعی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں رضا کار بھی تھے بلاد ہند کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ فارس سے کشتیوں پر سوار ہو کر گئے اور سرزمین میں پہنچ کر باربد نامی کانیزہ گاڑ دیا اہل باربد نے مقام بد میں جا کر پناہ لی مگر اسلامی فوج نے مقام بد میں آگ لگا دی بعض جل گئے باقی جو بچے وہ عسا کر اس کی خون آشام تلواروں کی نذر ہو گئے، مسلمانوں کی طرف سے تقریباً بیس آدمی شہید ہوئے پھر دریا کا جوش ختم ہونے کے انتظار میں چند دن تک ٹھہرے رہے اتفاق سے ایک بیماری وبائی (جو منہ میں ہوتی ہے) پیدا ہو گئی جس سے ایک ہزار آدمی مر گئے ان میں ابراہیم بن صبیح بھی شامل تھا، اس کے بعد کشتیوں پر سوار ہو کر فارس کی جانب روانہ ہوئے اور ساحل بحر احمر پر پہنچے رات کے وقت ہوا کا ایک ایسا طوفان آیا جس سے اکثر کشتیاں پانی کے تھیڑوں سے ٹوٹ گئیں اور ایک بری تعداد ڈوب کر مر گئی۔

المہدی کا حج:..... ۱۶۰ھ میں المہدی نے حج کی تیاری کی بغداد میں اپنے بیٹے الہادی اور اس کے ماموں یزید بن منصور کو اپنا نائب بنایا اور اپنے دوسرے بیٹے ہارون کو چند لوگوں کے ساتھ جو کہ خاندان خلافت سے تھا الہادی کی مصاحبت پر مقرر کیا اور خود وزیر یعقوب بن داؤد کے ساتھ مکہ

۱..... طبری ۳۳۳/۹ پر ہے کہ اس انعام کی شرط عیسیٰ نے رکھی تھی۔

معظمہ کی جانب روانہ ہو گیا مکہ میں پہنچ کر وزیر السلطنت یعقوب نے حسن بن ابراہیم کو پیش کیا جس کی امان یعقوب نے اس سے پہلے حاصل کر لی تھی، ان سے المہدی حسن اخلاق سے پیش آیا اور جاگیر عطا کی، خانہ کعبہ کا وہ غلاف جو ہشام بن عبد الملک نے اموی نے چڑھایا تھا اور وہ قیمتی نفیس دیبا کا تھا اتروا کر دوسرا عمدہ قیمتی غلاف چڑھایا، مصارف خیر میں ہزاروں روپے خرچ کئے، عراق سے تین ہزار درہم، مصر سے تین لاکھ دینار اور یمن سے ایک لاکھ دینار منگوا کر خرچ کئے، اس کے علاوہ ایک لاکھ پچاس ہزار غرباء میں کپڑے تقسیم کئے، مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیع کیا اور انصار کے پانچ سو خاندانوں کو عراق میں لا کر آباد کیا اور معقول تنخواہیں مقرر کیں، جاگیریں دیں اور اپنی حفاظت پر ان کو مامور کیا۔

مکہ میں تعمیرات: واپسی کے وقت مکہ کے راستہ میں مکانات تعمیر کرنے کا حکم دیا (یہ مکانات ان مکانات سے بڑے اور شان دار بنوائے گئے تھے جو المنصور نے قادیسیہ سے زبالہ تک بنوائے تھے) اور تمام جگہوں اور مکانوں میں حوض اور کنویں بنوائے میلوں کے لئے نشان نصب کر ائے ان تمام کاموں کا اہتمام یقطین بن موسیٰ کے سپرد کیا گیا تھا، مسجد بصرہ کی بھی توسیع اور منبروں کو منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر چھوٹا کرنے کا حکم صادر کیا اور ۱۶ھ میں حرمین شریفین کی توسیع کا حکم دیا اس کا اہتمام بھی یقطین بن موسیٰ ہی کے سپرد ہوا بہت سے مکانات کو مسمار کر کے حرم میں شامل کر دیا اور اس تعمیر کا کام المہدی کی وفات تک جاری تھا۔

وزیر ابو عبد اللہ: ابو عبد اللہ اشعری عہد حکومت المنصور میں المہدی سے ملا تھا، المہدی نے اس کی بے حد عزت کی تھی اور عہدہ وزارت سے اس کو سرفراز کر کے اپنے ساتھ خراسان لے گیا تھا اور چونکہ ابو عبد اللہ کے کاموں پر المہدی کو پورا پورا اعتماد ہو گیا تھا اس لئے لوگوں نے چغلی کرنا شروع کر دیا، ربیع وقتاً فوقتاً اس کا دوا کرتا جاتا اور اس کے خطوط کو المنصور کی خدمت میں پیش کر کے کلمہ خیر سے یاد کر لیا کرتا تھا اسی وجہ سے المنصور نے المہدی کے نام ایک فرمان اس مضمون کا لکھ کر بھیج دیا کہ ابو عبد اللہ کے متعلق کسی کے کہنے سننے پر کچھ خیال نہ کرنا چنانچہ جب المنصور نے وفات پائی اور ربیع المہدی کی بیعت خلافت کو بحسن و خوبی انجام دے کر بغداد آیا، المہدی اور اپنے گھر والوں کے آنے سے پہلے ابو عبد اللہ کے مکان پر ملنے گیا اس کا بیٹا فضل بن ربیع اس معاملہ پر ربیع کو ملامت کرنے لگا ربیع نے جواب دیا تم بچے ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے ہو وہ وزیر ہے اس کے ساتھ وہ برتاؤ نہیں کئے جائیں گے جو اس سے پہلے کئے جاتے تھے اور دیکھو خبردار جو برتاؤ ہم اس کے ساتھ کریں انہیں دخل در معقولات تم نہ کرنا اور نہ ہی اس کا کسی سے تذکرہ کرنا، مغرب کے وقت سے ابو عبد اللہ کی ڈیوڑھی پر ٹھہرا ہوا جب نماز عشاء پڑھ لی گئی تو حاضری کی اجازت ملی ابو عبد اللہ مسند بچھائے تکیہ لگائے بیٹھا رہا استقبال کرنا درکنار اٹھ کر بیٹھا بھی نہیں، ربیع نے المہدی کی بیعت کا تذکرہ کرنا شروع کیا تو ابو عبد اللہ نے روک کر کہا ہاں ہم کو تمہاری کارگزاریوں کی کیفیت معلوم ہوئی ہے چنانچہ ربیع دیر تک خاموش بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چلا آیا فضل بن ربیع کے اس فعل پر ملامت کر کے بولا آپ نے یہ کام غیر مناسب کیا ربیع نے جواب دیا نہیں، جو میں نے کہا وہی مناسب تھا واللہ باللہ میں اپنی عزت، آبرو اور مال سب کچھ اسے ذلیل کرنے میں ختم کر دوں گا۔

ابو عبد اللہ کے خلاف سازش: ربیع اس گفتگو کے بعد ابو عبد اللہ کے عیوب تلاش کرنے لگا لیکن اس وجہ سے کہ ابو عبد اللہ اپنے فرائض منصبی کے ادا کرنے اور مذہبی کاموں میں انتہائی احتیاط کرتا تھا اس لئے کہ ربیع کو کوئی موقع حرف گیری کا نہ ملا مجبور ہو کر اس کے بیٹے محمد کی برائیاں بیان کرنے لگا چنانچہ ایک دن المہدی سے موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ محمد بن عبد اللہ مرتد ہو گیا ہے اور امیر المؤمنین کے حرم سے تعرض کرتا ہے، المہدی کے دل میں جب اس تہمت والزام کا پورا پورا اثر ہو گیا تو ابو عبد اللہ کی عدم موجودگی میں محمد کو دربار خلافت میں پیش کر دیا اس کے بعد ابو عبد اللہ کو بلایا گیا المہدی نے محمد سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا کچھ پڑھو، محمد کچھ نہ پڑھ سکا تب المہدی نے ابو عبد اللہ سے کہا تم تو کہتے تھے کہ میرا بیٹا قرآن پڑھتا ہے، عرض کیا یہ دو برس سے مجھ سے علیحدہ ہے اسلئے شاید بھلا دیا ہو، المہدی نے حکم دیا کہ اس کو قتل کر دو ابو عبد اللہ تعمیل ارشاد کے لئے اٹھا مگر فرط محبت سے غش کھا کر گر پڑا چنانچہ المہدی کے حکم سے دوسرے شخص نے محمد کو قتل کر دیا اسی دن سے المہدی کو ابو عبد اللہ سے نفرت ہو گئی، روز بروز یہ نفرت بڑھتی چلی گئی جس کو ہم آئندہ بیان کریں گے، پھر دیوان انشاء سے اس کو معزول کر کے ربیع کو مقرر کر دیا اور وزیر یعقوب بن داؤد کی عزت المہدی کی نظروں میں بڑھتی گئی رفتہ رفتہ اس قدر تو قیر بڑھی کہ تمام زیر کنٹرول علاقوں میں اسی کے مقرر کئے ہوئے امین نظر آتے تھے، المہدی جو بھی حکم صادر کرتا تھا اس کا نفاذ اس کے دستخط

① یہ واقعات ۱۶ھ کے ہیں، تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ششم صفحہ ۲۳ مطبوعہ مصر۔

کے بغیر نہ ہوتا تھا اور وہ حکم وزیر یعقوب ہی کے امینوں کے ہاتھوں سے انجام پاتا تھا۔

اندلس میں دعوت عباسیہ کا ظہور و انقطاع:..... ۱۶۱ھ میں عبدالرحمن بن حبیب فہری نے افریقہ سے دعوت خلافت عباسیہ کے لئے اندلس کا رخ کیا چنانچہ ساحل مرسہ میں پہنچ کر سلیمان بن یقطن گورنر سرقسطہ کو المہدی کے دائرہ اطاعت میں داخل ہونے کا لکھا، سلیمان نے حکم ع۔ جواب جاہلاں باشد خموشی، کچھ جواب نہ دیا چنانچہ عبدالرحمن نے طیش میں آکر ان بربریوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے سرقسطہ پر چڑھائی کر دی چنانچہ مقابلہ ہوا اور عبدالرحمن شکست کھا کر تدمیر کی طرف لوٹ آیا اس دوران امیر عبدالرحمن حاکم اندلس بھی اپنا لشکر لیکر عبدالرحمن کے سر پر پہنچ گیا اور عبدالرحمن پر میدان فرار تنگ کرنے کی غرض سے کشتیوں میں آگ لگوادی عبدالرحمن گھبرا کر بلنسیہ کے پہاڑوں پر چڑھ گیا، عبدالرحمن حاکم اندلس نے اعلان کر دیا کہ جو عبدالرحمن کا سر لایگا اس کو ایک ہزار دینار انعام دیا جائے گا چنانچہ بربری کے کان تک یہ آواز پہنچ گئی اس نے غفلت کی حالت میں عبدالرحمن کا سر اتار کر عبدالرحمن حاکم اندلس کے سامنے پیش کر دیا اور ایک ہزار دینار لیکر چلتا بنا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے۔

اس واقعہ سے عبدالرحمن حاکم اندلس کو اشتعال پیدا ہوا اس نے لشکر مرتب کر کے اندلس کے شمالی علاقوں کی جانب سے شام پر چڑھائی کر دی اتفاق یہ پیش آیا کہ سلیمان بن یقطن اور حسین بن یحییٰ بن سعید بن سعد بن عثمان انصاری سرقسطہ میں باغی ہو گیا مجبوراً عبدالرحمن حاکم اندلس شام کی جنگ سے اعراض کر کے سرقسطہ کی طرف مڑ گیا اور ان کی سرکوبی و گوشمالی نے اسے اس ارادے سے روک لیا۔

بازنطینی جنگیں:..... ۱۶۳ھ میں المہدی نے جہاد روم کی ارادے سے فراہمی لشکر کی جانب توجہ کی اور بہت جلد خراسان اور اپنے تمام ممالک محروسہ سے لشکر جمع کر کے کوچ کر دیا روانگی سے ایک دن پہلے لشکر گاہ میں اپنے چچا عیسیٰ بن علی کا ماہ جمادی الاخر کے آخر میں انتقال ہو گیا مگر اس کے باوجود دوسرے دن بغداد میں اپنے بیٹے موسیٰ المہادی کو اپنا نائب بنا کر ہارون کو اپنے ساتھ لے کر بلاد روم کی جانب روانہ ہو گیا دوران سفر جزیرہ اور موصل سے ہو کر گذرا اور عبدالصمد بن علی کو معزول کر کے قید کر دیا اس کے بعد ۱۶۶ھ میں رہا کر دیا۔

جس وقت مسلمہ بن عبدالملک کے محل کے سامنے پہنچا عباس بن علی (المہدی کے چچا) نے وہ واقعہ یاد دلایا جو مسلمہ ① نے ان کے دادا محمد بن علی کے ساتھ کیا تھا المہدی نے یہ سنت ہی مسلمہ کے بیٹوں، غلاموں اور جملہ متعلقین کو طلب کر کے بیس ہزار دینار عطا کئے اور ان کے وظائف مقرر کر دیئے پھر فرات کو عبور کر کے ② حلب پہنچا اور اپنے بیٹے ہارون کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور جیچان تک احتراماً ہارون کے ساتھ آیا، ہارون کے ہمراہ اس مہم پر عیسیٰ بن موسیٰ، عبدالملک بن صالح، حسن بن قحطبہ، ربیع بن یونس اور یحییٰ بن خالد بن برمک بھی تھا مگر سرداری لشکر اور رسد و غلہ کا انتظام ہارون کے سپرد تھا وہ قلعہ سالوکا چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا اکتالیسویں دن امان کے ساتھ اس کو فتح کیا اس کے بعد اور قلعے فتح کئے اور نیک نامی کے ساتھ المہدی کی خدمت میں واپس آ گیا المہدی نے اس دوران اطراف حلب کے زنادقہ ③ پر بے حد سختی شروع کر دی تھی جن جن کو قتل کر رہا تھا ہارون کے واپسی کے بعد بغداد کو روانہ ہوا بیت المقدس کی زیارت کو گیا مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھی اور بخیریت تمام بغداد واپس آ گیا۔

ہارون کی ولی عہدی:..... خلیفہ مہدی نے ۱۶۶ھ میں اپنے بھائی ہادی کے بعد اپنے بیٹے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لی اور الرشید کا لقب دیا۔

وزیر یعقوب کا ابتدائی عروج:..... داؤد بن طہان شیعہ نسر بن سیار کا سیکریٹری تھا اور فرقہ زیدیہ کا پابند تھا ان دنوں یحییٰ بن زید نے خراسان میں بغاوت کی تھی ان دنوں میں بھی ابوداؤد اور نصر کے حالات سے یحییٰ بن زید کو مطلع کیا کرتا تھا چنانچہ جب ابو مسلم خراسانی نے یحییٰ کے خون

①..... ایک زمانہ میں محمد بن علی مسلمہ بن عبدالملک کی طرف سے ہو کر گذرا تھا مسلمہ نے دعوت کی تھی اور ایک ہزار دینار نذر کئے تھے۔

②..... اس مقام پر جگہ خالی ہے تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵ جلد ششم مطبوعہ مصر سے یہ نام لکھا گیا ہے۔

③..... زندیق زندہ کی عربی ہے جس کے معنی معتقد زند کے ہیں اور زند مجوسیوں کی مذہبی کتاب ہے جمع زندایق و زندایقہ، مشہور زندیق اس کو کہتے ہیں جو کفر کو چھپائے اور ایمان کو ظاہر کرے۔ کمافی اقرب الموارد۔

کا بدلہ لیا تو داؤد ابو مسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ابو مسلم نے اس کو امان دیدی مگر اس کا مال و اسباب جو اس نے نصر کے زمانہ گورنری میں حاصل کیا تھا واپس لیا، تھوڑے دنوں کے بعد داؤد مر گیا اس کے بیٹے ذی علم، بادب اور ہوشیار نکلے چونکہ ان کا باپ داؤد نصر کا سیکرٹری تھا اس لئے عباسیہ کے دربار میں ان کی کوئی عزت نہ ہوئی لہذا انہوں نے زید یہ ہونیک کی وجہ سے خاندان بنو فاطمہ سے میل جول پیدا کر لیا اور اسی بناء پر داؤد بھی ابراہیم بن عبد اللہ کی صحبت میں رہا رتا تھا اس کے بیٹوں نے اس کے مرنے کے بعد غلط رویہ اختیار کر لیا، ابراہیم کے مارے جانے کے بعد خلیفہ منصور نے ان لوگوں کو تلاش کرا کر حسن بن ابراہیم کے ساتھ علی کو بھی قید کر دیا پھر جب خلیفہ منصور مر گیا اور مہدی تخت خلافت پر بیٹھا تو اس نے اس کو بھی رہائی پانے والے قیدیوں کے ساتھ رہا کر دیا، رہائی پانے کے بعد یعقوب نے اپنے پر پرزے نکالے حسن بن ابراہیم کو بھاگنے کا اشارہ کیا پھر جب حسن بن ابراہیم بھاگ گئے تو مہدی سے کہہ سن کر امان حاصل کر کے حسن کو حاضر کر دیا، یہی بات یعقوب کی قدر افزائی کا سبب بنی اور خلیفہ مہدی کے نظروں میں اس کی قدر تو قیر بڑھ گئی اس کو وزارت کا معزز عہدہ مرحمت فرما دیا۔

یعقوب کا زوال:..... یعقوب نے مرتبہ وزارت پر پہنچتے ہی زید یہ کو تمام ممالک محروسہ کے معزز و ممتاز عہدوں پر مقرر کر دیا، چنانچہ مہدی کے آزاد کردہ غلاموں کو یہ معاملہ شاق گذرنا تو شکایتیں کرنے لگے اور خلیفہ مہدی ان کی شکایتوں کو اس انداز سے سنتا تھا کہ ان لوگوں کو پکا یقین ہو جاتا تھا کہ خلیفہ مہدی کے دل میں ہماری شکایتوں نے گھر کر لیا ہے رات کو آ کر اکثر کہا کرتے تھے کہ کل صبح یعقوب کو ضرور گرفتار کر لیا جائے گا مگر جب صبح ہوئی اور یعقوب دربار خلافت میں موجود ہوتا تو خلیفہ مہدی اس سے خندہ پیشانی سے پیش آتا اور ہنس ہنس کر باتیں کرتا اور یعقوب بھی اس کے دل بہلانے کے لئے عورتوں کا یا جن چیزوں کی طرف اس کی طبیعت راغب تھی انہی کا تذکرہ کیا کرتا تھا ایک روز رات کو دیر تک قصہ کہتا رہا آدمی رات کے بعد رخصت ہو کر اپنے گھوڑے کے پاس آیا اس وقت غلام سو گیا تھا چنانچہ سوار ہو کر اپنی چادر کا کنارہ اٹھانے لگا گھوڑا بدکا تو یعقوب زمین پر گر گیا جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی چوٹ آ جانے کے بعد حاضری دربار سے معذور ہو گیا اس سے دشمنوں کو موقع مل گیا رات دن شکایتیں کر کے خلیفہ کا مزاج برہم کر دیا یہاں تک کہ مہدی نے اس کو اور اس کے تمام عمال کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

یعقوب کے قید کے دو اسباب:..... یعقوب کو قید کرنے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک علوی کو قتل کرنے کے لئے یعقوب کے حوالہ کیا تھا مگر یعقوب نے رحم کھا کر اس کو رہا کر دیا چنانچہ کسی نے خلیفہ مہدی تک یہ خبر پہنچادی اور اس شخص کو بھی پیش کر دیا مہدی نے یعقوب کو بلا کر اس علوی کا حال دریافت کیا عرض کیا میں نے اس کو امیر المؤمنین کے حکم سے قتل کر دیا تھا، اس پر مہدی نے علوی کو پردے سے نکال کر یعقوب کے سامنے پیش کر دیا تو یعقوب نے شرما کر سر کو جھکا لیا چنانچہ خلیفہ مہدی نے اسے تہہ خانہ میں قید کر دیا پھر وہ ہادی کے زمانہ خلافت تک وہاں قید رہا، ہارون الرشید کے عہد حکومت میں قید خانہ سے نکالا گیا تو آنکھوں سے معذور ہو چکا تھا پھر اس نے اجازت حاصل کر کے مکہ معظمہ میں رہائش اختیار کر لی۔ اور بعض یہ کہتے ہیں کہ یعقوب کے روال کا بڑا سبب یہ بنا تھا کہ یعقوب مہدی کے مصاحبین کو نبیذ پینے سے منع کیا کرتا تھا بلکہ کبھی کبھی اس فعل پر انہیں جھڑک دیتا تھا اور مہدی سے اکثر کہا کرتا تھا کہ افسوس ہے کہ بیچ وقتہ نماز کے بعد جامع مسجد میں آپ کے پاس آپ کے مصاحبین بیٹھ کر نبیذ ۱ کا دور چلایا کرتے ہیں، واللہ ان حرکات کی بناء پر آپ نے مجھے اپنا وزیر نہیں بنایا ہے اور نہ ہی میں یہ سمجھ کر آپ کی مصاحبت اختیار کی ہے، خلیفہ مہدی کو یہ نصیحت ناگوار گذری چنانچہ موقع پا کر قید کر دیا۔

طبرستان کی بغاوت:..... ۱۶ھ میں دنداہر مزشر دین طبرستان کے حاکموں نے علم بغاوت بلند کر دیا تھا خلیفہ مہدی نے ان کی سرکوبی اور آتش بغاوت فرو کرنے کے لئے اپنے ولی عہد ہادی کو روانہ کیا ہادی کے لشکر کا جھنڈا محمد بن جمیل کے ہاتھ میں تھا، عہدہ نجات پر یضع (خلیفہ منصور کا آزاد غلام) فوج کے جانشین پر عیسیٰ بن ماہان اور محکمہ پیغام رسانی پر ابان بن صدقہ مامور تھا ابان بن صدقہ کی وفات کے بعد خلیفہ مہدی نے اس کی جگہ ابو خالد احوال کو مقرر کر دیا۔

۱..... نبیذ کھجور کی تازی ہے اسکو پرانے زمانہ میں شراب کی جگہ پیتے تھے۔

ہادی نے دربار خلافت سے رخصت ہو کر لشکر مرتب کیا اور پورے لشکر کا اپنی طرف سے یزید بن مزید کو امیر بنا کر آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ ہادی کے لشکر نے ان دونوں سرکشوں متکبروں کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ تنگ آمدہ دائرہ اطاعت میں آگئے، اسی بغاوت و بد نظمی کی وجہ سے خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حکومت صوبہ طبرستان سے معزول کر کے عمر بن علاء کو مامور کیا اپنے آزاد کردہ غلام فراشہ کو جرجان کا گورنر بنا دیا اس کے بعد ۱۶۸ھ میں یحییٰ حریشی کو چالیس ہزار جمعیت کے ساتھ طبرستان کی جانب روانہ کیا۔

خلیفہ مہدی کے عمال:..... خلیفہ مہدی نے ۱۶۳ھ میں اپنے بیٹے ہارون کو آذربائیجان، آرمینیا اور تمام بلاد مغرب کا حاکم مقرر کر کے اس کے محکمہ مال کا سیکریٹری ثابت بن موسیٰ کو اور محکمہ پیغام رسانی پر یحییٰ بن خالد برمک کو متعین کیا اور زفر بن عاصم کو حکومت جزیرہ سے، معاذ بن مسلم کو گورنری خراسان سے، یحییٰ حریشی کو امارت اصفہان سے، سعید بن ورج کو طبرستان سے اور مہملہ بن صفوان کو جرجان سے معزول کر کے جزیرہ کی حکومت عبداللہ بن صالح کو، خراسان کی مسیب بن زہیر ضعی کو، اصفہان کی حکم بن سعید کو، طبرستان کی عمر بن علاء کو اور جرجان کی ہشام بن سعید کو عنایت کر دی، ان دنوں حجاز اور یمامہ میں جعفر بن سلیمان کوفہ میں اسحاق بن صباح، بحرین، بصرہ، فارس اور اہواز میں محمد بن سلیمان گورنر تھے۔ ۱۶۴ھ میں اس کو معزول کر کے اس کی جگہ صالح بن داؤد کو متعین کیا اس سال سندھ کی حکومت پر نصر بن محمد بن اشعث مقرر تھا۔

۱۶۵ھ میں خلف بن عبداللہ کو مقام رے کی حکومت سے معزول کر کے عیسیٰ (جعفر کے آزاد غلام) کو مقرر کیا اور بصرہ کی حکومت روح بن حاتم کو، بحرین، عمان، اہواز، کرمان اور فارس کی امارت نعمان (خود خلیفہ مہدی کے آزاد کردہ غلام) کو دی، محمد بن فضل کو حکومت موصل سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ احمد بن اسمعیل کو مقرر کیا۔

۱۶۶ھ کے دور میں عبید اللہ بن حسن نمیری کو عہدہ قضاء بصرہ سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابن طلحہ بن عمران بن حصین کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا مگر اہل بصرہ نے اس سے ناراضگی ظاہر کی تب خلیفہ مہدی نے ابو یوسف کو مقرر کیا جبکہ وہ جرجان کو جا رہا تھا، اسی سنہ میں اہل خراسان نے مسیب بن زہیر سے بغاوت کی اس وجہ سے ابوالعباس فضل بن سلیمان طوسی کو مقرر کیا اور سجستان کو بھی اسی کے صوبہ میں شامل کر دیا چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے سجستان پر تمیم بن سعید بن ورج کو متعین کیا اور اسی سال میں خلیفہ مہدی نے مدینہ منورہ کی حکومت پر ابراہیم اپنے چچا زاد بھائی کو مقرر کیا اور منصور بن یزید کو حکومت یمن سے معزول کر کے عبداللہ بن سلیمان ربیع کو عنایت کی ان دنوں مصر کا گورنر ابراہیم بن صالح تھا۔

۱۶۷ھ میں عیسیٰ بن موسیٰ نے کوفہ میں وفات پائی اسی سال میں خلیفہ مہدی نے یحییٰ حریشی کو حلوان، طبرستان اور روبان سے معزول کر کے اس کی بجائے عمر بن علاء کو مقرر کیا اور جرجان کی حکومت اپنے غلام فراشہ کو مرحمت کی اور ابراہیم بن یحییٰ جو مدینہ منورہ کا عامل اور خلیفہ مہدی کا چچا زاد بھائی تھا حج کرنے گیا اور حج کے بعد انتقال کر گیا، خلیفہ مہدی نے بجائے اس کے اسحاق بن موسیٰ بن علی کو متعین کیا اس سال کے عمال اس تفصیل کے ساتھ تھے یمن پر سلیمان بن یزید حارثی، یمامہ پر عبداللہ بن مصعب زبیری، بصرہ پر محمد بن سلیمان، عہدہ قضاء پر عمر بن عثمان تمیمی، موصل پر احمد بن اسمعیل ہاشمی اور ایک روایت کے مطابق موسیٰ بن کعب۔

اسی سال عرب نے ادیہ بصرہ میں یمامہ اور بحرین کے درمیان فتنہ و فساد برپا کر دیا تھا جس کی وجہ سے راستہ بند ہو گیا تھا، اور محرمات شرعی کا لحاظ بھی باقی نہ رہا تھا اور لوگوں نے نماز پڑھنا بھی چھوڑ دیا تھا۔

بیرونی مہمات:..... ۱۵۹ھ میں خلیفہ مہدی نے اپنے چچا عباس کو صائفہ کے لشکر کا سردار مقرر کر کے جہاد کرنے روانہ کیا اس کے مقدمہ الحیش پر حسن و سیف تھارفتہ رفتہ اہرہ پہنچے اور اس کو انتہائی بہادری سے فتح کر کے صحیح و سالم واپس آگئے اس معرکہ میں ایک بھی مسلمان شہید نہیں ہوا، ۱۶۱ھ میں ثمانہ بن ولید امیر لشکر صائفہ نے وابق پر فوج کشی کی رومیوں نے میخائیل کی کمان میں اسی ہزار کے لشکر کے ساتھ مرعش پر دھاوا بول دیا اور بلاد مرعش میں پہنچ کر اکثر قتل کر ڈالا بعض کو قید کر لیا اور قلعہ مرعش پر پہنچ کر اس کا بھی محاصرہ کر لیا اور مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد قتل کر کے جرجان کی طرف واپس چلے آگئے مگر عیسیٰ بن علی نے قلعہ مرعش نہیں چھوڑا، خلیفہ مہدی کو رومیوں کی یہ پیش قدمی شاق گذری اس نے لشکر کی تیاری کا فوراً حکم صادر فرما دیا اور ۱۶۲ھ میں رومی لشکر نے حارث پر چڑھائی کر دی اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا، اسی سال حسن بن قطبہ نے لشکر صائفہ کی اسی ہزار کے لشکر

کے ساتھ بلاد روم پر جہاد کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا بہت دور تک چلا گیا مگر نہ تو کسی قلعہ کو فتح کیا اور نہ ہی رومیوں کی کسی لشکر سے نبرد آزما ہوا بہر کیف صحیح و سالم واپس آ گیا، اور یزید بن اسید سلمی نے فالقہ کی جانب جہاد کیا تھا تین قلعے انہوں نے فتح کئے تھے اور بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا تھا اس کے بعد خلیفہ مہدی نے بہ نفس نفیس ۱۶۳ھ میں جہاد کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا پھر ۱۶۴ھ میں عبدالکبیر بن عبدالرحمن بن زید بن خطاب نے حدود حارث سے جہاد کا علم بلند کیا میخائیل و طار و ارمنی بطریقوں نے نوے ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا عبدالکبیر مخالف فوج کی کثرت کی وجہ سے خائف ہو کر بغیر جنگ و قتال لوٹ آیا خلیفہ مہدی نے برہم ہو کر اس کے قتل کا ارادہ کیا مگر چند لوگوں کی سفارش سے قتل کرنے کے بجائے اسے قید کر دیا۔

ہارون بحیثیت کمانڈر:..... ۱۶۵ھ میں خلیفہ مہدی نے صائفہ کی سرداری پر اپنے بیٹے ہارون کو مقرر کر کے جہاد کرنے روانہ کیا اور اپنے معتمد خاص ربیع کو اس کے ہمراہ بھیج دیا ہارون نے بلاد روم میں پہنچ کر ایک قیامت برپا کر دی چنانچہ بطریق فقیط کا لشکر مقابلہ پر آیا اور لشکر اسلام سے یزید بن مزید نے نکل کر حملہ کیا بطریق کا لشکر شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا یزید کی ساتھی اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر دمشق ① پہنچ گئے مسلمانوں کا افسر میگزین ضرورت جنگ کے لحاظ سے دمشق ہی میں رہتا تھا اس نے ان کو دو لاکھ دینار اور بائیس ہزار درہم دیئے، ہارون الرشید اپنے لشکر کے ہمراہ جس کی تعداد تقریباً ایک لاکھ تھی فتح و غارت کرتا ہوا خلیج قسطنطنیہ تک پہنچ گیا ان دنوں قسطنطنیہ کے تحت سلطنت پر جزیہ دے کر تین سال کے لئے اس شرط پر صلح کر لی کہ قسطنطنیہ کے بازار میں مسلمانوں کو آمد و رفت اور خرید و فروخت سے روکا نہیں جائے گا، اسلامی فوج نے ان لڑائیوں میں صلح سے پہلے پانچ ہزار چھ سو آدمیوں کو گرفتار کیا تھا اور چون ہزار رومیوں کو معرکہ کارزار میں اور دو ہزار قیدیوں کو تہ تیغ کر دیا تھا، اس کے بعد رومیوں نے ۱۶۸ھ میں اس رشتہ صلح کو جب کہ مدت صلح پوری ہونے میں چار مہینے باقی رہ گئے تھے تو رڈالا علی بن سلیمان حاکم جزیہ و قنسرین نے یہ خبر پا کر یزید بن بدر بن بطل کو اسلامی فوج دیکر قسطنطنیہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ کامیابی کے ساتھ بہت سامان غنیمت لے کر واپس آیا۔

مہدی کی وفات:..... ۱۶۹ھ میں خلیفہ مہدی کو تجربہ کے بعد معلوم ہوا کہ امور سلطنت کے انصرام کے لئے ہادی کے بنسبت ہارون الرشید میں قابلیت زیادہ ہے یہ خیال پیدا ہوتے ہی اس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ موسیٰ الہادی کو ولی عہدی سے معزول کر کے ہارون کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے اور ہارون کے بعد ہادی تحت خلافت کا ملک سمجھا جائے، ان دنوں ہادی جرجان میں مقیم تھا چنانچہ مہدی نے ہادی کے پاس طلبی کا خط لکھا مگر ہادی نے خلاف توقع قاصد کو پٹوا کر نہایت ذلت سے اپنے دربار سے نکلوا دیا اور اپنے جگہ سے نہ ہلا، مجبور ہو کر خلیفہ مہدی ② نے خود جرجان کا رخ کیا مگر قدرت الہی سے ماسبداں پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا۔

موت کے اسباب میں اختلاف:..... اس کے موت کے اسباب میں علماء تاریخ کے اقوال مختلف ہیں بعض کہتے ہیں کہ اس کو کسی لونڈی نے زہر دے دیا تھا اس لئے وہ مر گیا، بعض کہتے ہیں کہ ایک لونڈی دوسری لونڈی کو امرود میں زہر دینا چاہتی تھی اتفاق سے وہ امرود دھوکہ سے خلیفہ مہدی کے سامنے رکھ دیا جسے خلیفہ مہدی نے کھالیا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی، اور بعض کہتے ہیں کہ ایک دن خلیفہ مہدی شکار کھیلنے گیا تھا اور ایک شکار کے پیچھے گھوڑا ڈال دیا شکار بھاگ کر ایک ویران گھر میں گھس گیا دروازے چھوٹے تھے لہذا انکر کھا کر گر پڑا اور اسی دن چوٹ کی وجہ سے مر گیا، اس کی موت محرم ۱۶۹ھ میں واقع ہوئی، ہارون الرشید نے نماز جنازہ پڑھائی، سابق معاہدہ کے بنا پر موسیٰ الہادی نے اپنے والد کی موت کی خبر سن کر جب کہ وہ جرجان میں ٹھہرا ہوا تھا اہل طبرستان سے جنگ کر رہا تھا اپنی خلافت کی بیعت لے لی۔

① یہ دمشق نہیں بلکہ دمشق ہے دیکھئے الکامل ابن اثیر (۳/۶۵۴)

② خلیفہ مہدی نے دس برس کئی مہینے خلافت کی اور تینتالیس برس کی عمر پائی، ۱۲ھ مقام ایدج میں پیدا ہوا تھا اس کے مان کا نام ام موسیٰ بنت منصور حمیر یہ تھا، نئی، بیچ صورت، رعایا کا خیر خواہ، عقائد کا درست اور زناوند کا جانی دشمن تھا اسی نے زنادقہ کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا تھا، سب سے پہلے اسی کی حکم سے زنادقہ و ملحدین کی رو میں کتابیں تصنیف کی گئیں تھیں، حدیث کی سماعت اس نے اپنے باپ اور مبارک بن فضالہ جیسے عالم بھر سے کی تھی اور اس سے یحییٰ بن حمزہ، جعفر بن سلیمان، ضعی، محمد بن عبداللہ رقاشی اور ابوسفیان سعید بن یحییٰ حمیری نے روایت کی ہے اس کی صحبت میں اکثر علماء و فضلاء رہا کرتے تھے، علم دوست نیک مزاج تھا، ملخصاً من الکامل لابن اثیر صفحہ ۳۳ المجلد السادس و تاریخ الخلفاء السیوطی صفحہ ۸۵ اور سائیک الذہب (صفحہ ۸۵)

ابو محمد موسیٰ الہادی کی خلافت ۱۶۹ھ تا ۱۷۱ھ

آغاز خلافت:..... خلیفہ مہدی کے انتقال کے بعد ہارون الرشید نے دل جوئی اور تالیف قلوب کے خیال سے لشکریوں کو دو دو سو درہم عطا کئے اور بغداد کی طرف واپسی کا اعلان کر دیا بغداد پہنچ کر ان لوگوں کو مہدی کی مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو وہ ربیع کی مکان پر حملہ کر دیا اور آگ لگا دی اس کے بعد روزینہ طلب کیا اور جیل توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا اس کے فوراً بعد ہارون الرشید بھی بغداد پہنچ گیا خیزران (مادر ہارون الرشید) نے ربیع اور یحییٰ بن خالد کو مشورہ کی غرض سے بلوایا، یحییٰ بن خالد تو ہادی کے خوف سے حاضر نہ ہوا البتہ ربیع خیزران کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی ہدایت کے مطابق لشکریوں کو سمجھایا بھجایا جس سے لشکریوں کا غوغا و شور اس کے کہنے سے ختم ہو گیا، جب خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو ایک عتاب آموز خط لکھ بھیجا چنانچہ ربیع نے خلیفہ ہادی کا عتاب آموز خط یحییٰ کو دکھا کر مشورہ کیا تو یحییٰ نے رائے دی کہ تم اپنے بیٹے فضل کو تحائف و ہدایا دے کر خلیفہ ہادی کے پاس بھیج دو تا کہ وہ معذرت کر کے آئے امید ہے کہ خلیفہ ہادی کے مزاج کی برہمی ختم ہو جائے چنانچہ ربیع نے ایسا ہی کیا اور خلیفہ ہادی اسے راضی بھی ہو گیا۔

ہادی کی بیعت:..... ہارون الرشید نے بغداد پہنچ کر اپنے بھائی ہادی کی خلافت کی بیعت لی اور ممالک اسلامیہ میں ایک گشتی فرمان ہادی کی خلافت اور مہدی کی موت کا روانہ کر دیا اور نصیر و صیف کو ان واقعات سے مطلع کرنے خلیفہ ہادی کے پاس جرجان بھیج دیا چنانچہ خلیفہ ہادی نے کوچ کا حکم دیدیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بیس دن میں بغداد پہنچا اور ربیع کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا لیکن ربیع اپنی وزارت کے تھوڑے ہی دنوں بعد مر گیا۔

زنداقہ سے محاذ آرائی:..... خلیفہ ہادی تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے والد کی طرح زنداقہ کے پیچھے ہاتھ جھاڑ کر پڑ گیا اور جس کو جہاں پایا قتل کر دیا ان میں سے علی بن یقظین اور یعقوب بن فضل ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کی اولاد سے تھا اس نے خلیفہ مہدی کے سامنے زنداقہ کا اقرار کیا تھا چونکہ خلیفہ مہدی نے ہاشموں کو قتل نہ کرنے کی قسم کھالی تھی اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اس کو قید کر دیا مگر ساتھ ہی اس کے اپنے بیٹے ہادی کو وصیت کر دی تھی کہ جب تم تخت خلافت پر بیٹھو تو اس کو قتل کر دینا، اسی طرح داؤد بن علی کی اولاد کے قتل کی بھی وصیت کی چنانچہ ہادی نے اس وصیت کے مطابق ان لوگوں کو قتل کر دیا۔

ہادی کے ابتدائی اعمال:..... خلیفہ ہادی کی تخت نشینی کے وقت عمال کی تفصیل یہ تھی مدینہ منورہ پر عمر بن عبدالعزیز بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، مکہ مکرمہ اور طائف پر عبد اللہ بن قثم، یمن پر ابراہیم بن مسلم بن قتیبہ، یمامہ و بحرین پر سوید قاند خراسانی، عمان پر حسن بن سلیم حواری، کوفہ پر موسیٰ بن عیسیٰ، بصرہ پر ابن سلیمان، جرجان پر حجاج (خلیفہ ہادی کا آزاد کردہ غلام) قوس پر زیاد بن حسان طبرستان و روبان پر صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی، موصل پر ہاشم بن سعید بن خالد مقرر تھے پھر اس کو خلیفہ ہادی نے اس کی کج خلقی کی وجہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبدالملک بن صالح بن علی ہاشمی کو مقرر کیا تھا۔

صائفہ کے ساتھ اس ۱۶۹ھ میں معیوب بن یحییٰ جہاد کرنے کو گیا تھا اور روم نے اپنے بطریق کے ساتھ حرث کے خلاف خروج کیا تھا چنانچہ حرث بنخوف روم قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور رومیوں نے اس پر قبضہ کر لیا تھا معیوب یہ خبر پا کر حد درجہ اہب سے بلاد روم میں داخل ہوا تھا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا تھا۔

حسین بن علی:..... حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن ثنی بن حسن بن علی بن ابی طالب کے صاحبزادے ہیں اسی ۱۶۹ھ میں ان کا ظہور ہوا، سب ظہور کا یہ تھا کہ خلیفہ ہادی نے مدینہ منورہ کی امارت پر جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں عمر بن عبدالعزیز کو مقرر کیا تھا ایک دن ابوالزفت حسن بن محمد بن عبد اللہ بن حسین، مسلم بن جندب ہذلی شاعر اور عمر بن سلام (مولیٰ آل عمر) ایک مقام پر بیٹھے ہوئے تھے اور نبیذ کا دور چل رہا تھا عمر بن عبدالعزیز نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور ان لوگوں کو پٹوا کر گلے میں رسی ڈال کر بازار مدینہ میں گھمایا چنانچہ حسین بن علی سے ضبط نہ ہو سکا تو عمر بن عبدالعزیز کے پاس

گئے اور سفارش کی اور یہ کہا کہ ان لوگوں پر نبیذ پینے کی وجہ سے حد جاری نہیں کرنا چاہیے کیونکہ علماء عراق نے اس کی اباحت کا فتویٰ دیدیا ہے تم نے کس مسئلہ کی رو سے ان پر حد جاری کی تھی؟ مگر عمر بن عبدالعزیز نے رہا کرنے کے بجائے قید کر دیا پھر دوبارہ حسین اپنے چچا یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کے ساتھ عمر بن عبدالعزیز کے پاس آئے اور دونوں صاحبوں نے حسن بن محمد کی ضمانت کر کے عمر بن عبدالعزیز کے پیچھے ظلم سے چھڑایا، غرض آل ابی طالب برابر ایک دوسرے کی ضمانت کرتے رہتے تھے اور گورنر مدینہ نگرانی کی غرض سے ان لوگوں کی روزانہ حاضری لیا کرتا تھا۔

حسین بن علی کا خروج:..... اتفاق سے حسن بن محمد کہیں چلے گئے دو دن تک حاضری کے وقت دکھائی نہ دیئے تو عمر بن عبدالعزیز نے ان کے ضامنوں حسین بن علی اور یحییٰ بن عبداللہ سے معلوم کیا اور باتوں باتوں میں سخت کلامی شروع کر دی یحییٰ نے قسم کھا کر کہا کہ آج ہی رات کو میں حسن بن محمد کو ضرور لا کر حاضر کر دوں گا، عمر بن عبدالعزیز یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ دونوں بزرگ اٹھ کر چلے آئے راستہ میں یحییٰ حسین سے کہنے لگے کہ آج اس کا دروازہ نیزہ اور تلوار سے کھٹکھٹانا چاہیے تاکہ یہ سمجھ جائے کہ حسن بن محمد آگیا ہے حسین نے جواب دیا ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے ہم لوگوں میں جو معاہدہ خروج بغاوت کے بارے میں ہوا ہے وہ ٹوٹ جائیگا مگر یحییٰ نے پچھ جوا ب نہ دیا اگرچہ آل ابی طالب نے زمانہ حج میں خروج کرنے کا آپس میں معاہدہ کیا تھا لیکن اس واقعہ سے یحییٰ نے کہہ سن کر ان لوگوں کو وقت مقررہ سے پہلے خروج کرنے پر تیار کر دیا چنانچہ اسی رات کو مسلح ہو کر نکل پڑے اور یحییٰ نے عمر بن عبدالعزیز کے مکان پر پہنچ کر دروازہ کے تلوار سے دو ٹکڑے کر دیئے اور تھوڑی ہی دیر میں مسجد میں عوام کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا نماز صبح کے بعد حسین کے ہاتھ پر اہل مدینہ کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل کرنے کی بیعت کرنے لگے، اس دوران خالد بن زید دی دوسو کے لشکر ساتھ لے کر گیا دوسری جانب سے عمر بن عبدالعزیز، وزیر بن اسحاق ازرق اور محمد بن واقد ایک بڑا لشکر لے کر آگیا اور لڑائی ہونے لگی اور حاضرین مسجد بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے لگے یحییٰ وادریس بن عبداللہ بن حسن نے مل کر خالد کو قتل کر دیا، خالد کے مارے جاتے ہی سب کے سب بھاگ گئے اور اہل مدینہ نے اپنے دروازوں کو بند کر لیا پھر ان لوگوں نے بیت المال کو توڑ کر تقریباً دس ہزار دینار اور بعض کہتے ہیں کہ ستر ہزار لوٹ لئے۔

مبارک ترکی سے لڑائی:..... اگلے دن صبح ہوتے ہی بنو عباس کا گروہ جمع ہو کر جنگ کرنے نکلا صبح سے ظہر تک انتہائی شدت سے جنگ ہوتی رہی فریقین کے ساتھی کثرت سے زخمی ہو گئے اور نماز ظہر کے بعد خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے اس کے بعد تیسرے دن مبارک ترکی غج کے ارادے سے پہنچا اور عسا کر عباسیہ کے ساتھ مل کر دوپہر تک آل ابی طالب سے لڑتا رہا اس کے بعد اگلے دن پر لڑائی ملتوی کر دی گئی حسین کے ساتھی مسجد میں چلے آئے اور عباسیوں کا لشکر اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا گیا، تھوڑی دیر کے بعد حسین پھر سوار ہو کر مبارک کے لشکر کی طرف گئے اور غفلت کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا مغرب کے وقت سے بڑے زور شور سے لڑائی شروع ہوئی مگر عباسیوں کا لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر منتشر ہو گیا۔

حسین بن علی کی مکہ آمد:..... بعض لوگوں کا بیان ہے کہ مبارک ترکی نے حسین سے ساز باز کر لی تھی اور یہ سمجھا دیا تھا کہ جس وقت ہمارا لشکر لڑائی سے واپس ہو کر کمر کھولے تو تم غفلت کی حالت میں حملہ کر دینا میں دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ جاؤں گا یہ سازش اس خیال سے کی گئی تھی کہ مبارک ترکی کو اہل بیت کی اذیت گوارا نہ تھی بہر کیف لشکر عباسیہ کی شکست کے بعد حسین نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اکیس دن تک مدینہ منورہ میں قیام کیا، ماہ ذی القعدہ کے آخر میں مدینہ سے روانہ ہو کر مکہ معظمہ پہنچا اور اعلان کر دیا کہ جو غلام ہمارے پاس آئیں گے ہم اس کو آزاد کر دیں گے یہ اعلان سنتے ہی غلاموں کا ایک گروپ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا اسی سال چند لوگ خاندان خلافت عباسیہ کے حج کرنے آئے تھے ان میں سلیمان بن منصور، محمد بن سلیمان بن علی، عباس بن محمد بن علی اور موسیٰ و اسمعیل بن عیسیٰ بن موسیٰ وغیرہ تھے۔

حسین کا قتل:..... چنانچہ جس وقت حسین کے واقعات کی خبر خلیفہ ہادی کے کان تک پہنچی تو محمد بن سلیمان کے نام ایک فرمان روانہ کر دیا اور امیر لشکر مقرر کر کے جنگ کرنے کا حکم دیدیا محمد بن سلیمان راستہ غیر محفوظ وغیرہ مامون ہونے کی وجہ سے آلات حرب اور فوج کی کافی تعداد اپنے ساتھ لے گیا تھا چنانچہ محمد بن سلیمان نے مقام ذی طویٰ میں سب کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور مکہ معظمہ میں پہنچ کر عمرہ ادا کیا جس کا انہوں نے احرام باندھا تھا مکہ معظمہ پہنچتے ہی خلافت عباسیہ کے حامی، خدام اور سپہ سالار بھی ان کے ساتھ آئے جو حج کرنے کے لئے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے یوم

الترو یہ کو صف آرائی کی نوبت آئی چنانچہ ایک خون ریز جنگ کے بعد حسین اپنے ساتھیوں سمیت بھاگ گیا اس کے بہت سے آدمی اس معرکہ میں کام آگئے، جنگ کے بعد محمد بن سلیمان اپنے لشکر کی فوج کے ہمراہ مکہ معظمہ کی جانب لوٹ گیا جب مقام ذی طوی میں پہنچے تو اچانک ایک خراسانی شخص حسین کا سر لئے ہوئے مبارک ہو مبارک ہو چلاتا ہوا پہنچا دیکھا گیا تو درحقیقت حسین کا ہی سر تھا اس کی پیشانی پر ایک بہت بڑا زخم تھا اور گدی پر ایک اور چوٹ تھی پھر جب مقتولین کے سر جمع کئے گئے تو تعداد میں تقریباً سو تھے انہیں سروں میں سلیمان یعنی مہدی بن عبد اللہ کے بھائی کا سر بھی تھا شکست یافتہ گروہ حجاج کے ساتھ مل گیا تھا جو ان کی جان بچنے کا قوی سبب بنا۔

حسن بن محمد کا قتل:..... فتح مند گروہ نے امان کا اعلان کر دیا، ابوالزفت حسن بن محمد بن عبد اللہ یہ سن کر محمد بن سلیمان اور عباس بن محمد کے پیچھے جان بچانے کے خیال سے آ کر کھڑا ہو گیا مگر موسیٰ بن عیسیٰ نے گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

محمد بن سلیمان کو اس بزدلانہ حرکت سے سخت نازاں ہو گئی اور جب خلیفہ ہادی کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تو وہ بھی ناراض ہوا اور غضب ناک ہو کر موسیٰ بن عیسیٰ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا، مبارک ترکی کا مال و اسباب بھی ضبط کر کے اسے جانوروں کی سائیکسی پر مقرر کر دیا چنانچہ مبارک ترکی اس وقت سے اسی حالت میں رہا یہاں تک کہ خلیفہ ہادی کی وفات ہو گئی، ان بھاگنے والوں میں ادریس بن عبد اللہ^۱ بن حسن بن حسن بن علی بھی بیچ گئے تھے جو توں سفر طے کر کے مصر پہنچے ان دنوں محکمہ ڈاک واضح مولیٰ صالح بن منصور کی سپردگی میں تھا اور یہ آل ابی طالب کے حامیوں میں سے تھا اس نے ادریس کو تیز رفتار گھوڑے میں سوار کر کر بلاد مغرب کی طرف روانہ کر دیا چنانچہ وہ رفتہ رفتہ شہر ولیدہ مضافات طنجہ میں پہنچ گئے اور بربریوں نے ان کی دعوت کو قبول کر لیا، چند دنوں کے بعد خلیفہ ہادی کو اس کی خبر ملی تو اس نے واضح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھا دیا۔ ادریس اور ادریس بن ادریس اور اس کی کچھلی نسلوں کی لڑائیاں جو اندلس میں خلفاء بنو امیہ سے ہوئی تھیں وہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

مہدی کا خواب:..... چونکہ خلیفہ مہدی اپنے آخری دور میں ہارون الرشید سے محبت زیادہ کرنے لگا تھا اس وجہ سے ہادی کے دل میں ہارون الرشید کی طرف سے عداوت سی پیدا ہو گئی تھی اور خلیفہ مہدی ہارون الرشید سے زیادہ محبت اس وجہ سے کرتا تھا کہ اس نے ایک رات یہ خوب دیکھا تھا کہ میں نے دو چھڑیاں اپنے دونوں بیٹوں (ہادی و ہارون) کو دیں، ہادی کی چھڑی اوپر کی جانب کچھ سرسبز ہوئی اور ہارون کی پوری چھڑی شاداب و تر و تازہ ہو گئی اس کی یہ تعبیر سمجھی گئی کہ ہادی کی مدت خلافت کم اور ہارون الرشید کی عمر کی خوبی کے ساتھ خوب طویل ہوگی۔

ہادی اور ہارون:..... ہادی نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی اپنے باپ کی وصیت کے خلاف ہارون الرشید کو محروم کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد مقرر کرنے کا فیصلہ کر لیا پھر اراکین سلطنت سے بھی یہ خیال ظاہر کر دیا چنانچہ یزید بن مزید، علی بن عیسیٰ اور عبد اللہ بن مالک اس معاملہ پر تیار ہو گئے اور اپنے گروپ کو یہ سمجھا دیا کہ جلسہ عام میں ہارون الرشید کی برائی بیان کر کے کہہ دینا کہ ہم لوگ اس کی ولی عہدی سے ناراض ہیں اور خلیفہ ہادی نے بھی اپنی فوج کو جنگی قاعدہ سے سلام کوئے منع کر دیا، یحییٰ بن خالد ہارون الرشید کا مدار المہام تھا، ہادی نے سارے الزامات اسی کے سر تھوپ دیئے اور اپنے دربار میں بلا کر خوب دھمکیاں دیں مگر یحییٰ بن خالد نے عرض کیا امیر المؤمنین! آپ ہی نے تو خلیفہ مہدی کے بعد ہارون الرشید کی مدار المہامی کی خدمت میرے سپرد کی ہے اگر یہ معاملہ آپ کی مرضی کے خلاف ہے تو یہ جاننا فوراً علیحدہ ہو جائے گا مگر ہارون الرشید پھر بالکل بے قابو ہو جائے گا۔

ولی عہد ہارون کو معزول کرنے کا مشورہ:..... ہادی کا غصہ اس کلام کے سنتے ہی ٹھنڈا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد ہارون کو ولی عہدی سے علیحدہ کرنے سے متعلق گفتگو کرنے لگا یحییٰ بن خالد نے عرض کیا امیر المؤمنین! اگر آپ اعیان سلطنت اور عوام الناس کو بد عہدی اور حلف شکنی پر مجبور کریں گے اور اپنے پدر بزرگوار کی وصیت پر قائم نہ رہیں گے تو جس کو آپ اپنے بعد تخت حکومت کا مالک مقرر کر کے جائیں گے اس پر بہت برا اثر پڑے گا اور ہزاروں ایسی پیچیدگیاں پیدا ہو جائیں گی کہ جن کا سلجھنا دشوار ہو جائے گا، اور اگر ہارون کے بعد جعفر کی ولی عہدی کی بیعت لی جائے گی تو یہ بہت زیادہ مناسب اور مصلحت وقت کے مطابق ہوگا، یحییٰ بن خالد کی یہ باتیں ہادی کے دل میں اتر گئیں چنانچہ وہ خاموش ہو گیا۔

① مروج الذهب صفحہ ۳۶۲ پر ہے کہ ادریس اپنے بھائی محمد بن عبد اللہ کے خروج کے بعد مغرب کی طرف بھاگ گئے تھے۔

یحییٰ اور ہادی کے مشورے:..... یحییٰ بن خالد رخصت ہو کر اپنے مکان پر آیا پھر ان لوگوں نے جو جعفر کی بیعت ولی عہدی کا بیڑہ اٹھ چکے تھے سرگوشیاں شروع کر دیں چنانچہ انہوں نے ہادی کے کان بھر دیئے کہ ہارون کو جعفر کی بیعت سے یحییٰ روک رہا ہے ورنہ ہارون کب کا جعفر کے ہاتھ پر بیعت کر لیتا، ہادی نے پیش میں آ کر یحییٰ کو جیل بھیج دیا، یحییٰ نے قید خانہ میں جانے کے بعد ایک عریضہ لکھا اور حاضری کی اجازت مانگی چنانچہ ہادی نے یحییٰ کو تنہائی میں بلایا، یحییٰ نے دس بستہ عرض کیا امیر المؤمنین! کیا آپ کو اس کا گمان ہے کہ لوگ آپ کے بیٹے جعفر کو خلافت سپرد کر دیں گے حالانکہ وہ نابالغ ہے اور صلوة و حج وغزوات میں اس کی امامت سے راضی ہو جائیں گے اور اگر خدا نخواستہ آپ کا سایہ عاطفت ہم پر نہ رہا اور جعفر تخت نشین ہو گیا تو آپ کا کیا خیال ہے کہ آپ کے خاندان والے چپ چاپ بیٹھیں گے اور جعفر کو حکومت و سلطنت کرنے دیں گے میرے نزدیک وہ لوگ فوراً جعفر کی مخالفت پر کمر بستہ ہو جائیں گے اور آپ کی پدر بزرگوار کی اولاد سے خلافت نکل جائے گی واللہ اگر خلیفہ مہدی ہارون کو ولی عہد نہیں بناتے تو معاملات سلطنت و سیاست اور ضرورت وقت کے لحاظ سے اس خطرہ سے بچنے کی خیال سے آپ خود ہارون کو مقرر فرماتے، مصلحت وقت یہی ہے کہ اپنے بھائی ہی کو ولی عہد بنائے رکھئے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب جعفر جوان ہو جائے گا تو میں ہارون کو اس پر تیار کر لوں گا کہ وہ خلافت سے دست بردار ہو کر جعفر کی بیعت قبول کر لے، ہادی نے یحییٰ کی ساری باتیں منظور کر لیں اور قید سے رہا کر دیا مگر وہ اراکین سلطنت جو جعفر کی بیعت کے موافق تھے الرشید کے خوف سے پھر ہادی کو جعفر کے ولی عہد بنانے کی رائے دینے لگے چنانچہ ہادی نے ہارون کو جعفر کی بیعت پر مجبور کرنا شروع کر دیا یحییٰ بن خالد نے رائے دی کہ آپ خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کر کے کسی طرف نکل جائیے اور جس طرح ممکن ہو ایام گزاری کر لیجئے، ہارون نے خلیفہ ہادی سے شکار کی اجازت حاصل کی اور قصر مقاتل کی طرف چلا گیا اور چالیس دن تک غائب رہا، ہادی کو ہارون کی یہ حرکت ناگوار گذری چنانچہ انہیں بلوایا ہارون نے بیماری کا بہانہ کر دیا تو تمام خدام و اراکین سلطنت جو ہادی کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے نکتہ چینیاں کرنے لگے۔

وفات:..... اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد ہادی بلاد موصل کی طرف چلا گیا اتفاق سے وہاں بیمار وہ گیا اور رفتہ رفتہ بیماری کی شدت بڑھتی گئی تو ممالک محروسہ کے گورنروں کو بلوایا اور جب ہادی کی صحت یابی سے ایک ناامیدی ہو گئی تو ان امراء اور اعیان دولت نے جنہوں نے جعفر کی ولی عہدی کی بیعت کی تھی یحییٰ بن خالد کو قتل کرنے کا عہد و پیمان کیا پھر یہ سوچ کر کہ شاید اچھا ہو جائے ہادی کے خوف سے رک گئے اس کے بعد میں خلیفہ ہادی کا انتقال ہو گیا۔ ❶

موت کے اسباب:..... بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ہادی نے بلاد موصل سے واپسی کے بعد وفات پائی تھی اور ❷ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہادی کو خیزران کے اشارہ سے ایک لونڈی نے ہادی کو سوتے میں مار ڈالا تھا اور اس کا سبب یہ تھا کہ ہادی کے شروع زمانہ خلافت سے خیزران سلطنت کے تمام معاملات کی نگرانی کرتی تھی اور وہی امراء دربار اور فوجی سرداروں کی درخواستوں کے مطابق احکام صادر کرتی تھی صبح و شام خیزران کے محل پر لوگوں کا مجمع رہا کرتا تھا امراء دولت اور فوجی سردار ہر وقت اس کے محل پر آ جایا کرتے تھے ایک دن کسی معاملہ میں خیزران نے ہادی سے کچھ کہا تو ہادی نے اس کا جواب اس کے مطابق نہیں دیا خیزران نے کہا میں نے عبد اللہ بن مالک سے اس کام کا ذمہ لیا ہے اس پر ہادی نے غضب ناک ہو کر عبد اللہ بن مالک کو سخت و ست کہا اور اس کام کو نہ کرنے کی قسم کھالی خیزران یہ سن کر جھلا کر اٹھ کھڑی ہوئی ہادی نے کہا آپ کا کام یہ ہے کہ آپ اپنے گھر میں بیٹھی رہیں واللہ اگر میں رسول اللہ صلی علیہ وسلم کی قرابت دار ہوں تو آج کے بعد جو میرا فوجی سردار اور عامل آپ کے دروازے پر آئے گا اس کی گردن اڑا دوں گا اور اس کا مال و اسباب ضبط کر لوں گا، افسوس کی بات یہ ہے کہ کمانڈر و اراکین دولت میرے ہوئے صبح و شام آپ کے پاس آیا کرتے ہیں کیا آپ کا اور کوئی

❶..... اس کے یوم وفات، مدت خلافت، اور عمر وغیرہ میں اختلاف ہے، تفصیل کے لئے طبری صفحہ ۳۸۱، مروج الذهب ۳/۳۹ اور العقد الفرید صفحہ ۱۱۶ ملاحظہ کریں۔

❷..... خیزران کی ہادی کے ساتھ اس قدر عداوت کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہادی نے ایک طبقہ پلاؤ خیزران کے پاس بھیجا، جس میں سے آدھا کھالیا تھا اور آدھے میں زہر ملا دیا تھا اور یہ کہلا کر بھیجا تھا کہ یہ پلاؤ بہت نفیس بنا ہوا ہے، مجھے زیادہ پسند آیا اس وجہ سے آپ کے لئے زیادہ بھیج رہا ہوں چونکہ خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے اس سے پہلے ہی سے خطرہ پیش آچکا تھا اس پلاؤ کو کتے کے آگے ڈال دیا اور جو نہی کتے نے کھایا مگر کیا اسی سفر سے خیزران کے دل میں ہادی کی طرف سے ایسی عداوت پیدا ہو گئی جس سے ہادی کی موت وقوع میں آئی، (تاریخ الخلفاء)۔

کا نہیں ہے جسمیں آپ مشغول ہوں آپ کا کام یہ ہے کہ گھر میں رہیے اور قرآن شریف کی تلاوت کیا کیجئے، خبردار خبردار، کسی مسلم یا ذمی کو اپنے مکان میں آنے کی اجازت نہ دیجئے گا، خیزران اپنے بیٹے کی یہ بے ادبانہ گفتگوں کر رہے تھے وہ غصہ میں لوٹ آئی، ہادی بھی محل سرا سے نکل کر دربار عام میں چلا گیا، امراء سلطنت اور افسران فوج سے پوچھا تم سے کون شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کی ماں مردوں سے باتیں کریں اور پھر وہی باتیں مردوں میں بیان کی جائیں اس طرح کہ فلاں شخص کی ماں نے یہ کام کیا ہے اور اس طرح کیا ہے، حاضرین نے عرض کیا ہم لوگ اس بات کو پسند نہیں کریں گے، فرمایا بڑے افسوس کی بات ہے کہ تم لوگ میری ماں کے پاس جاتے ہو اور اس سے ادھر ادھر کی باتیں کرتے ہو، اعیان سلطنت ہادی کا مطلب سمجھ کر خاموش ہو گئے اور خیزران کی مجلس میں آنا جانا بند کر دیا۔

ایک اور سبب:..... بعض یہ کہتے ہیں جب ہادی ہارون کو خلع ولی عہدی اور اپنے بیٹے جعفر کی بیعت پر مجبور کرنے لگا تو خیزران کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا، اتفاق سے اس زمانہ میں ہادی بیمار ہو گیا اور اس کی یہ بیماری زور پکڑتی گئی خیزران نے ایک لونڈی کو اشارہ کر دیا اور اس نے ہادی کو زبردستی دیا ۱ ہارون الرشید نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو دربار عام میں لا کر تخت خلافت پر بٹھا دیا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد کو بلا کر قلمدان وزارت سپرد کر دیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں ہادی کی موت اور ہارون کی خبر لکھ کر بھیجی، اور بعض کا بیان ہے کہ یحییٰ ہی ہارون الرشید کے پاس ہادی کی موت کی خبر لے کر آیا تھا تب ہارون اٹھ کر ہادی کے بالیں پر گیا تو اسے مردہ پایا تجھیز و تکفین کر کے نماز جنازہ پڑھائی اور انہیں دفن کر دیا اور تخت خلافت پر بیٹھے ہی قلمدان وزارت اور نیز خلافت کی انگوٹھی یحییٰ کے سپرد کر کے سیاہ سفید کرنے کا مکمل اختیار دے دیا۔

ہادی کا نام و نسب:..... (مترجم) خلیفہ ہادی ۲ کی کنیت ابو محمد تھی اور نام موسیٰ تھا خلیفہ المہدی بن المنصور عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس کا بیٹا تھا ام ولد بربر یہ خیزران نامی کے لطن سے مقام ۱۷۷ھ میں پیدا ہوا، بائیس برس کی عمر میں خلیفہ مہدی ۱۶۹ھ میں تخت خلافت پر بیٹھا ایک برس تین مہینے خلافت کر کے ۱۷۷ھ میں انتقال کر گیا بیس برس کی عمر پائی، یہ انتہائی آزاد مزاج، عشرت پسند، شرابی اور لہو و لعب میں زیادہ مصروف رہا کرتا تھا اس کے باوجود فصیح بلغ ادیب تھا اس کو موسیٰ اطلق کہا کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس کا اوپر کا لب چھوٹا تھا اور دانت بڑے بڑے تھے جس سے ہر وقت اور اکثر بات کرتے وقت منہ کھلا رہتا تھا خلیفہ مہدی نے ایک خادم کو متعین کر دیا تھا جو ہر وقت ہادی کو منہ بند کرنے کی ہدایت کرتا تھا جہاں ہادی کا منہ کھلا، خادم نے کہا یا موسیٰ اطبق، موسیٰ یہ سن کر منہ بند کر لیتا تھا رفتہ رفتہ موسیٰ ہادی اسی لقب سے مشہور ہو گیا، سب سے پہلے اسی کی ہمراہی میں سوارنگی تلوار لے کر چلے تھے اس کے زمانہ میں آلات حرب بہت زیادہ ہوئے۔

ہادی کے اشعار:..... کبھی کبھی شعر بھی نظم کر لیتا تھا چنانچہ ذیل کے اشعار جب کہ ہارون نے اس کے بیٹے جعفر کی بیعت سے انکار کیا تھا مشہور ہیں:

نصحت لہارون فرد نصیحتی ، وکل امرء لا یقبل النصح نادم ، وادعوللامر المولف بینا ، فیبعد عنہ
وہو فی ذاک ظالم ، ولولا انظار ی منہ بوما الی غد ، لمعاد الی ما قلنہ وھو راغم .

(ترجمہ) میں نے ہارون کو نصیحت کی مگر اس نے قبول نہ کیا اور جو نصیحت قبول نہیں کرتا وہ نادم ہوتا ہے، میں ایسی باتیں کہتا ہوں جو ارتباط کا سبب ہے اور وہ اس سے دور بھاگتا ہے اور اس بارے میں وہ ظالم ہے اگر مجھے امروز فردا کا انتظار ہوتا تو چارنا چار میری بات اس کو ماننا ہی پڑتی۔

ہادی کی انصاف پسندی:..... خلیفہ ہادی ۳ شراب نوشی اور لہو و لعب میں مصروف رہنے کے باوجود حق پسند بھی تھا، عبد اللہ بن مالک ایک نامور فوجی سردار تھا اہ روایت کرتا ہے کہ خلیفہ مہدی مجھے اکثر و بیشتر ہادی کے ہم نشینوں اور رفقاء کی گرفتاری اور قید کر لانے پر ہادی کو صحبت بد سے بچانے کی غرض سے متعین کیا کرتا تھا اور میں اس کی تعمیل انتہائی مستعدی سے کرتا تھا اور ہادی کی سفارش پر متوجہ نہ ہوتا تھا چنانچہ جب ہادی تخت خلافت پر بیٹھا تو مجھے اپنے قتل کا یقین ہو گیا ایک دن دوپہر کے وقت خلیفہ ہادی نے مجھے بلوایا تو میرے ہوش و حواس جاتے رہے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئی تن

۱..... اس کا یہ سبب بیان کیا گیا ہے کہ چونکہ ہادی نے جعفر کو ولی عہد بنانے کے خیال سے ہارون کے قتل کا حکم دیا تھا اس وجہ سے خیزران نے ہارون کی فرط محبت سے اپنی لونڈی کے ذریعے ہادی کو زبردستی دیا۔ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰)۔ ۲..... تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۹۰۔ ۳..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲۔

یہ تقدیر اپنے اہل واعیال سے رخصت ہو کر ہادی کے خدمت میں حاضر ہو گیا اس وقت خلیفہ ہادی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سامنے نطع (جس پر آدمی قتل کیا جاتا ہے) بچھا ہوا تھا اور ننگی تلوار رکھی ہوئی تھی، میں نے جھک کر سلام کیا ہادی نے جواب دیا لا سلم اللہ علیک، پھر تیوری چڑھا کر بولا کیوں عبد اللہ تجھے فلاں دن کا واقعہ یاد ہے جب کہ تو درانی اور فلاں فلاں میرے ہم نشینوں کی گرفتاری اور مار پیٹ کے لئے بھیجا گیا تھا اور میں نے سفارش کی تھی مگر تو نے کچھ بھی توجہ نہیں کی تھی، میں نے عرض کیا ہاں امیر المؤمنین مجھے یاد ہے مگر مجھے کچھ گزارش کی اجازت ہو تو عرض کروں، خلیفہ ہادی نے گزارش کرنے کی اجازت دیدی میں نے گزارش کی کہ میں امیر المؤمنین کو اللہ کا قسم دلا کر کہتا ہوں کہ اگر آپ مجھے اس عہدہ پر بحال رکھیں جس پر خلیفہ مہدی نے مجھے مقرر کیا تھا اور ویسا ہی حکم صادر فرمائیں جیسا کہ خلیفہ مہدی نے مجھے حکم دیا تھا اور اپنے کسی بیٹے کے پاس مجھے بھیجیں جو آپ کی رائے کی مخالفت کرتا ہو تو کیا میں آپ کی مخالفت اور اس بیٹے کی موافقت کروں گا، ہادی نے جواب دیا نہیں، میں نے عرض کیا پھر اب ایسا ہی میں آپ کا فرمانبردار ہوں جیسا کہ اس وقت آپ کے پدر بزرگوار کا تابعدار تھا، ہادی یہ سن کر ہنس پڑا قریب بلایا میں نے بڑھ کر دست بوسی کی دعائیں دینے لگا، اس کے بعد ہادی نے خلعت و انعام دے کر مجھے رخصت کر دیا۔ خلیفہ ہادی ۱۰ نے اپنے مرنے پر نو اولادیں چھوڑیں، سات لڑکے تھے جعفر (جس کو ولی عہد بنانا چاہتا تھا) عباس، عبد اللہ، اسحاق، اسمعیل، سلیمان، اور موسیٰ اور دو لڑکیاں ام عیسیٰ و ام عباس تھیں۔

ہارون رشید اور اس کا دور خلافت ۷۵۵ھ تا ۱۹۳ھ

خلافت کے بعد اقدامات:..... ہارون رشید نے خلیفہ ۵ بننے کے بعد انتظام اپنے ہاتھ میں لیتے ہی بعض گورنروں کے ہٹانے، اور ان

۱..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴۲

۲..... خلیفہ ہادی کے انتقال کے بعد خلفاء عباسیہ کا پانچواں تاجدار ربیع الاول ۷۵۵ھ کی سولہ تاریخ کو مقام عیسیٰ باز میں تخت نشین ہوا اس وقت عمر بائیس سال تھی، فضل بن یحییٰ برکی اس سے سات دن پہلے پیدا ہوا تھا فضل کی ماں ہارون نے اور اس کی ماں خیزراں نے فضل کو دودھ پلایا تھا، بیان کیا جاتا ہے کہ جس وقت ہادی کا انتقال ہوا تھا تو اس وقت یحییٰ بن خالد قید تھا اور خلیفہ ہادی اس کے قتل کی فکر میں تھا جیسے ہی ہادی کا انتقال ہوا ہرثمہ بن اعین نے رشید کے پاس پہنچ کر تخت نشینی کی خبر سنائی اور رشید نے تخت نشین ہوتے ہی یحییٰ بن خالد کو جیل سے نکلوا کر وزارت کے عہدے سے نوازا، بعض مورخین کا کہنا ہے کہ ہادی کی موت کی خبر یحییٰ بن خالد نے رشید تک پہنچائی تھی رشید اس وقت سورہا تھا یحییٰ نے جگا کر کہا اٹھئے امیر المؤمنین! رشید نے حسرت سے جواب دیا تم کب تک مجھے خلافت کی خوشخبری سنایا کرو گے دیکھو یہ مذاق اچھا نہیں ہے اگر ہادی کے کان تک یہ خبر پہنچ گئی تو میری حالت کیا ہوگی؟ یحییٰ نے عرض کیا موت نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا، لیجئے یہ خلافت کی آنکھوٹی حاضر ہے، ابھی یہ گفتگو ختم نہ ہونے پائی تھی کہ شاہی محل سے ایک بیٹا پیدا ہونے کی خبر آئی رشید نے اس کا نام عبد اللہ رکھا یہ وہی شخص ہے جو آئندہ مامون الرشید کے مبارک لقب سے پکارا گیا، یہ رات بھی عجیب رات تھی اسی شب میں ایک ہادی کا انتقال ہوا اور دوسرا خلیفہ ہارون تخت نشین ہوا اور تیسرا خلیفہ مامون الرشید پیدا ہوا، ابراہیم موصلی نے ہارون الرشید کی تخت نشینی کی خوشی میں یہ اشعار پڑھے:

☆ الم تر ان الشمس كانت مریضة فلما اتى هارون اشرق نورها

☆ تلبست الدنيا جمالا بملكه فهارون واليها ويحيى وزيرها

(ترجمہ) کیا تم نے دیکھا کہ سورج بیمار تھا، جب ہارون تخت نشین ہوا تو اس کی روشنی چمک اٹھی، دنیا نے اس کی بادشاہت سے خوبی کا لباس پہن لیا، کیونکہ ہارون اس کا بادشاہ ہے اور یحییٰ اس کا وزیر۔

اور ایک بدو ہارون کی تخت نشینی کے وقت آیا تھا لوگوں نے کہا، کیا لے آیا ہے، عرض کیا میں ایک پیغام لایا ہوں، بیان کرو تو اس نے کہا میں نے خواب میں دیکھا کہ کسی نے مجھ سے کہا کہ تم امیر المؤمنین کے پاس جاؤ اور یہ اشعار اس کے حضور پہنچاؤ:

☆ توارثت الخلافة من قريش تزف اليكما ابدا عروسا

☆ الی ہارون تہدی بعد موسیٰ تمیس و مالہا ان تمیسا

(ترجمہ) تو نے ورثہ میں خلافت پائی ہے، وہ ہمیشہ تم دونوں نے پاس دہن بن کر آئے گی، موسیٰ کے بعد ہارون کے پاس ناز کرتی ہوئی آئی ہے، اور ایسی حالت میں وہ کیوں ناز نہ کرے۔

کی جگہ بعض دوسرے گورنروں کو مقرر کے احکامات جاری کئے عمر بن عبدالعزیز عمری کو مدینہ منورہ کی گورنری سے ہٹا کر اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا، یزید بن حاتم گورنر افریقہ کا انتقال ہو جانے پر روح بن حاتم کو اور روح بن حاتم کی وفات کے بعد اس کے بیٹے فضل کو گورنر مقرر کیا پھر جب یہ فضل ہو گیا تو ہر ثمہ بن اعین کو مقرر کیا جیسا کہ آئندہ افریقہ کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

صوبہ عواصم کا قیام:..... اسی زمانے میں تمام سرحدی علاقوں کو جزیرہ اور قسریں سے الگ کر کے ایک الگ صوبہ بنایا اور اس کا نام عواصم رکھا۔ طرطوس کی تعمیر اور آباد کرنے کا حکم دیا۔ خلافت کے شروع ہی میں حج کرنے گیا حرمین شریفین میں انتہائی دریا دلی سے خیر و خیرات کیا۔ صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبداللہ الکافی جہاد کرنے گیا ہوا تھا ان دنوں مکہ اور طائف کی گورنری پر عبداللہ بن قشعم، کوفہ کی گورنری پر عیسیٰ بن موسیٰ، بحرین، بصرہ، یمامہ، عمان، اہواز اور فارس کی گورنری پر محمد بن سلیمان بن علی۔

خراسان کا گورنر:..... خراسان کی گورنری پر ابوالفضل بن سلیمان طوسی تھا پھر اس کو ہٹا کر جعفر بن محمد بن اشعث کو مقرر فرمایا جعفر نے خراسان پہنچ کے اپنے بیٹے عباس کو کابل کی طرف روانہ کیا چنانچہ عباس نے انتہائی بہادری سے کابل و ساہوار کو فتح کیا اور جو کچھ وہاں تھا اس کو لوٹ لیا اس کے بعد ہارون الرشید نے جعفر کو دربار خلافت میں طلب کر کے اور اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس کو گورنر مقرر کیا موصل کی گورنری عبدالملک بن صالح کے ہاتھ میں ہارون الرشید نے اس کو ہٹا کر اسحاق بن محمد بن فرخ کو مقرر کیا کچھ عرصے اور ابوحنیفہ حرب بن قیس کو بھیج کر اسحاق کو دار الخلافہ بغداد میں بلا بھیجا اور جب اسحاق دربار خلافت میں حاضر ہوا تو قتل کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ ۱ اور ارمینہ کی امارت سے یزید بن مزید بن زائدہ معن کے بھتیجے کو معزول کر کے عبداللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔

روح ہمدانی کی وفات:..... ۱۷۱ھ میں بنو تغلب کے صدقات وصول کرنے پر روح بن صالح ہمدانی مقرر کیا گیا تھا اتفاق سے بنو تغلب اور روح میں مخالفت پیدا ہو گئی روح نے ان کی سرکوبی کے خیال سے لشکر تیار کیا بنو تغلب کو اس کی خبر مل گئی رات کے وقت جمع ہو کر روح پر شب خون مارا اور اس کو اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت سمیت قتل کر دیا،

محمد بن سلیمان کی وفات:..... ۱۷۳ھ میں محمد بن سلیمان بصرہ کے گورنر نے وفات پائی چونکہ اس کا بھائی جعفر بن سلیمان ہارون الرشید سے اکثر اس کی شکایتیں کرتا تھا کہ اس نے مسلمانوں کے حقوق اور مال غنیمت پر قبضہ کر کے خوب مال بنایا ہے اور اپنے آپ کو خلافت اور حکومت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہارون الرشید کے دل میں اس کے کہنے سننے سے محمد بن سلیمان کی طرف سے غبار پیدا ہو گیا تھا۔ جو محمد بن سلیمان کی وفات کے بعد اس طرح نکلا کہ اس کا مال و اسباب، گھوڑے اور گھریلو سامان ضبط کر کے شاہی خزانہ میں جمع کر لیا۔ جس کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ساٹھ ہزار دینار تو نقد تھے محمد بن سلیمان کا علاوہ جعفر کے اور کوئی بھائی نہ تھا۔ جس نے محمد بن سلیمان کے مرنے پر وراثت کا دعویٰ کیا ہارون الرشید نے اس کے اقرار سے اس کو معقول کر دیا۔

سندھ و مکران کی گورنری:..... ۱۷۴ھ میں ہارون الرشید نے اسحاق بن سلیمان کو سندھ و مکران کی گورنری عطا کی اور یوسف بن امام ابو یوسف کو امام صاحب کی زندگی میں ہی عہدہ قضاء پر مقرر فرمایا۔

امین کی ولی عہدی:..... ۱۷۵ھ میں عیسیٰ بن جعفر بن المنصور (امین کے ماموں) اور فضل بن یحییٰ کی کوششوں سے ہارون الرشید نے اپنے بیٹے محمد بن زبیدہ کی ولی عہدی کی بیعت لی اس وقت اس کی عمر پانچ سال تھی۔ اسی سنہ میں ہارون الرشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی امارت سے ہٹا کر خالد غطریف بن عطاء کندی کو مقرر فرمایا تھا۔

۱..... اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

۲..... ہمارے پاس موجود نسخے میں ۱۷۳ھ کے بجائے فقط ۱۷۴ھ تحریر ہے (تاریخ ابن خلدون جلد ۳، صفحہ ۲۲۵)

یجی بن عبد اللہ کی بغاوت:..... ۵۷ھ میں عہدی کے بھائی یجی بن عبد اللہ بن حسن نے دیلم میں خلافت عباسیہ کے خلاف بغاوت کی تھوڑے ہی دنوں میں اس کا رعب و جلال بڑھ گیا ساتھیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی، چاروں طرف سے ٹڈی دل کے بادل کی طرح لوگ اٹھ اٹھ چلے آ رہے تھے۔ ہارون الرشید نے ان کا سامنا کرنے کے لئے فضل بن یجی کو پچاس ہزار فوج دے کر روانہ کیا۔ جرجان، طبرستان، اور رے وغیرہ کی گورنری بھی دی فضل نے بغداد سے نکل کے لشکر تیار کیا اور سامان و اسباب سفر اکٹھا کر کے کوچ کر دیا طالقان پہنچ کر یجی بن عبد اللہ کے نام ایک خط لکھا جس میں شاہی عتاب کی دھمکی دی تھی اور خلافت عباسیہ کے رعب و داب سے ڈرایا تھا ساتھ ہی اس کے صلح کر لینے پر انعام و جاگیر کی امید دلائی تھی۔ دیلم کے گورنر سے بھی اس بارے میں خط و کتابت کی تھی۔ اور صلح کی صورت میں دس لاکھ درہم دینے کا وعدہ کیا تھا۔

فضل اور یجی کی صلح:..... یجی کے دل پر اس خط کو پڑھنے سے ایسی بیبت چھا گئی کہ صلح منظور کر لی لکھ بھیجا کہ مجھے اس شرط پر صلح منظور ہے کہ ہارون الرشید اپنے قدم سے صلح نامہ لکھ دے اور اس پر فقہاء، قضاة، بنو ہاشم سردار اور ان کے مشائخ کے دستخط ہوں میں ان سے عبد الصمد کے دستخط بھی ہوں۔

ہارون صلح نامہ بقلم ہارون الرشید:..... فضل نے ان تمام واقعات سے ہارون الرشید کو مطلع کیا ہارون الرشید نے اس شرط کے مطابق صلح نامہ لکھ کے ہدایا اور تحائف کے ساتھ فضل کے پاس روانہ کیا چنانچہ یجی نے فضل کے ساتھ بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ ہارون الرشید نے نہایت تپاک سے ملاقات کی اور اپنے ہدایا و تحائف کا اس کو گرویدہ بنا لیا۔ اس واقعہ کے بعد سے فضل کا اعزاز ہارون الرشید کے دربار خلافت میں بڑھتا گیا بالآخر ہارون الرشید نے یجی برکی کو قید کر دیا اور پھر یہ قید سے مرنے کے بعد ہی نکلا۔ ❶

عمر بن مہران کی گورنری:..... موسیٰ بن عیسیٰ کو ہارون الرشید نے مصر کا گورنر مقرر کیا تھا چند دنوں بعد اس کے بارے میں دار الخلافہ میں یہ خبریں پہنچنے لگیں کہ یہ امیر المؤمنین کا دشمن اور خلافت سنیہ کے انقلاب کا خواہش مند ہے۔ ہارون الرشید نے غصہ ہو کر مصر کی گورنری کا انتظام جعفر بن یجی برکی کے سپرد کیا اور عمر بن مہران کو گورنری کی سند دینے کے لئے پیش کرنے کا حکم دیا

عمر بن مہران کا حلیہ اور تقرری:..... یہ شخص نہایت بد شکل، عجیب الخلقہ احوال (بھینکا) اور پست قامت تھا صورت و شکل نامناسب ہونے کے ساتھ ساتھ بہت ہی نیچے و کم حیثیت لباس پہنتا تھا اور غلام کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھاتا تھا۔ جب دربار عام میں یہ پیش کیا گیا اور مصر کی گورنری کی خوش خبری اسے سنائی گئی تو اس نے یہ شرط پیش کی کہ ممالک مصر کے انتظام کے بعد اختیار میں رہے گی دار الخلافہ سے اجازت حاصل کرنے کی مجھے ضرورت نہ ہو خلیفہ ہارون نے یہ شرط منظور کر لی اور عمر بن مہران رخصت ہو کر مصر روانہ ہو گیا۔

موسیٰ بن عیسیٰ اور عمر بن مہران:..... اتفاق سے جس وقت عمر مصر پہنچا تھا اس وقت موسیٰ بن عیسیٰ جلسہ عام میں بیٹھا ہوا تھا ضرورت مند لوگ اپنی اپنی درخواستیں پیش کر رہے تھے۔ جب سب لوگ ادھر ادھر ہو گئے اور اپنے ٹھکانوں کی طرف چلے گئے۔ تو عمر بن مہران نے پوچھا شاہی فرمان مان موسیٰ بن عیسیٰ کے سامنے رکھ دیا موسیٰ نے مکمل پڑھ کر جناب ابو حفص کب تشریف لائیں گے؟ (ابو حفص عمر بن مہران کی کنیت تھی) عمر بن مہران نے جواب دیا ”ابو حفص میں ہی ہوں“ موسیٰ نے عمر بن مہران کو سر سے پاؤں تک بغور دیکھ کر کہا ”لعن اللہ فرعون حیث قال ایس لی ملک مصر“ (اللہ کی فرعون پر لعنت ہو کبھی اسی ملک مصر کی بادشاہی پر خدا ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا ”کیا میں مصر کا مستقل مالک نہیں ہوں“) غرض موسیٰ گورنری کا چارج دے کر بغداد چلا گیا اور عمر بن مہران مصر کے انتظام میں مصروف ہو گیا۔

عمر بن مہران کی ذہانت:..... اس نے کاتب (سیکرٹری) کو حکم دیا کہ کسی کا تحفہ و نذر علاوہ نقد کے قبول نہ کیا جائے۔ لوگ ایک زمانہ سے

❶..... یجی کے حالات، گرفتاری، قتل وغیرہ کے بارے میں اختلاف ہے تفصیلات کے لئے دیکھئے (مروج الذهب جلد ۳ صفحہ ۴۱۹)، (ابن اثیر کی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۳) اور (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۰۸)

اس کے عادی ہو چکے تھے۔ کہ گورنر مصر کو ہدایا و تحائف دے کر خراج کو دبا لیا کرتے تھے۔ چنانچہ مصر والوں نے ہدایا و تحائف پیش کئے عمر بن مہران نے سب تحفوں پر ان کے پیش کرنے والوں کے نام لکھے اور بطور امانت خزانہ میں رکھوا دیئے۔

خراج کی وصولی: جب پہلی اور دوسری قسط عمر بن مہران نے انتہائی سختی و تشدد سے وصول کی تو تیسری قسط میں لوگوں نے شکایتیں کیں کہ ہم ہدایا و تحائف بھی دیتے ہیں اور پھر بھی ہم سے خراج سختی کے ساتھ وصول کیا جا رہا ہے۔ عمر بن مہران نے ان ہدایا و تحائف کو خزانہ سے نکلوا کر ان کے دینے والوں کے سامنے پیش کر کے پائی پائی کا حساب کر کے خراج وصول کر لیا اور تیسری ہی قسط میں مصر کا خراج پورا کر کے بغداد واپس آ گیا۔

دمشق کی بغاوت: اسی سنہ (یعنی ۶۷۱ھ) میں مضر یہ وکانیہ کے درمیان دمشق میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوا مضر یوں کا سردار ابوہیدام عامر بن عمارہ تھا جو خارجہ بن سنان بن ابی حارثہ مری کی اولاد سے تھا اصل فساد بنوقین ویمانیہ میں پیدا ہوا تھا اور وجہ یہ تھی کہ یمانیہ نے بنوقین کے ایک آدمی کو مار ڈالا تھا بنوقین اس کا معاوضہ کے لئے جمع ہوئے ان دنوں دمشق کا گورنر عبدالصمد بن علی تھا اس نے اس ہنگامہ کی خبر سن کر روساء و اراکین حکومت کو دونوں قبیلوں کو صلح کرنے کی غرض سے جمع کیا قیزیہ تو سمجھانے بھانے رک گئے اور یمانیہ نے حیلہ بہانے کر کے ٹال دیا مگر رات کے وقت غفلت کی حالت میں مضر یہ پر حملہ کر کے ان میں سے تین سو یا چھ سو کو کاٹ ڈالا بنوقین نے قبائل قضاعہ و سلیم سے مدد طلب کی ان لوگوں نے مدد نہ دی تب بنوقین قیس کے پاس آئے اپنی بیکسی کمزوری اور مجبوری کو ظاہر کر کے مدد کی درخواست کی

قیس کا یمانیہ پر حملہ: چنانچہ قیس نے یہ درخواست منظور کر لی اور ان کے ساتھ بلقاء کی طرف کوچ کر دیا اور موقع پا کر آٹھ سو یمانیہ کو مار ڈالا دونوں گروہوں میں جنگ کا بازار گرم ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی۔ دربار خلافت تک یہ خبریں پہنچیں تو خلیفہ نے انتظام صحیح رکھنے کے لئے عبدالصمد کو ہٹا کر ابراہیم بن صالح کو مقرر کیا دو سال تک فتنہ و فساد کی آگ جلتی رہی، دو سال کے بعد دونوں نے صلح کر لی۔ ابراہیم بن صالح کو بھی رات دن کے انتظام اور محنت سے فرصت نہ ملی دمشق پر اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا نائب مقرر کر کے بطور وفد (ڈیوٹیشن) دربار خلافت میں چلا آیا۔

قیس کی شکایات: چونکہ ابراہیم اور اسحاق کا میلان یمانیہ کی طرف تھا اس وجہ سے ابراہیم نے دربار خلافت میں پہنچ کر قیس کی طرح طرح کی شکایات بیان کیں۔ مگر کامیابی نہ ہوئی عبدالواحد بن بشر نے عذر و معذرت کر کے صلح صفائی کر لی، اسحاق نے دمشق میں پھر ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ قیس کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے پٹوایا اور تشہیر کرا کے قید کر دیا لوگ اس کی اس حرکت سے مشتعل ہو گئے ایک دن غسان نے قیس بن عیسیٰ کے بیٹے کو مار ڈالا اس کے بھائی نے حوران میں دوا قیل سے اس کی شکایت کی اور مدد مانگی

دوا قیل کا یمانیہ پر حملہ: چنانچہ دوا قیل نے یمانیہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے چند آدمیوں کو قتل کر دیا اس کے بعد یمانیہ نے کلیب بن عمر بن جنید بن عبدالرحمن کے مکان پر حملہ کر دیا کلیب تو بچ گیا مگر اس کا مہمان جو اس کے یہاں مقیم تھا مارا گیا اس مہمان کی ماں (سابہ) ابوہیدام کے پاس روتی پڑی گئی ابوہیدام نے کہا ”صبر کرو ہم اس معاملہ کو امیر کے سامنے پیش کریں گے“ اگر اس نے اس پر توجہ کی تو ٹھیک ورنہ امیر المؤمنین تو انصاف کریں گے اسحاق کو اس واقعہ کی خبر مل گئی۔ اس دوران ابوہیدام بھی دارالامارت میں حاضر ہوا حاضری کی اجازت چاہی۔

ابوہیدام اور اسحاق: اجازت نہیں دی گئی اس کے بعد کسی چور نے ایک یمانیہ کو مار ڈالا اور یمانیہ نے قبیلہ سلیم کے ایک شخص کو قتل کر دیا اور قبیلہ محارب کو جو ان کے ہمسایہ تھے لوٹ لیا محارب نے ابوہیدام سے اس کا شکوہ کیا تو ابوہیدام ان لوگوں کے ساتھ اسحاق کے پاس گیا۔ اسحاق نے اس کو دیکھ کر مقدمہ کی تحقیق کا وعدہ کر لیا اور خفیہ طور پر یمانیہ کو ابوہیدام پر حملہ کرنے کی ہدایت کر دی۔

ابوہیدام کے قتل کی کوشش: چنانچہ یمانیہ جمع ہو کر جابیہ کی طرف آئے ابوہیدام کو اس کی خبر گئی مسلح ہو کر میدان جنگ میں آ گیا اور انتہائی مردانگی سے ان کو شکست دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور جیل کا دروازہ کھول دیا یمانیہ نے یہ دیکھ کر قبیلہ کلیب سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے ان کی حالت پر ترس کھا کے مدد دی۔

ابو ہیدام کا دمشق پر قبضہ برقرار..... اور پھر مضر یہ نے ابو ہیدام کے ساتھ صف آرائی کی چنانچہ باب تو ماپردونوں میں معرکہ آرا ہوئی ابو ہیدام نے چار بار یمانیہ کو شکست دی اسحاق نے ابو ہیدام سے کہا کہ جنگ روک دو میں تمہارا فیصلہ کر دوں گا۔ ابو ہیدام نے جنگ بند کر دی اسحاق نے یمانیہ کو چپکے سے پیغام بھیجا کہ اس وقت جنگ اگرچہ بند ہو گئی ہے مگر جس وقت ابو ہیدام غافل ہو حملہ کر دینا۔

ابو ہیدام کے قتل کی پھر کوشش..... ابو ہیدام کے جاسوسوں نے یہ خبر ابو ہیدام تک پہنچادی تو آگ بگولا ہو گیا دوبارہ سوار ہو کر میدان جنگ کی طرف نکلا اور ان کو شکست دی پھر دوبارہ باب تو ما پران کو شکست دی اس کے بعد یمانیہ، اردن، خولان اور کلیب وغیرہ کو جمع کر کے دمشق کی طرف بڑھے ابو ہیدام نے جاسوسوں کو خبر لانے کے لئے مقرر کیا جاسوسوں نے خبر لانے میں دیر کر دی۔

ابو ہیدام پر پھر حملہ..... چنانچہ ابو ہیدام نے شہر جا کر کمر کھول دی اسحاق نے موقع پا کے ایک جاسوس کو ابو ہیدام کے بارے میں معلومات لانے کے لئے بھیجا اور جب اس کو ابو ہیدام کے بارے میں معلومات ملیں تو اس نے یمانیہ کو شہر کی دوسری طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا ابو ہیدام نے یہ خبر سن کر اپنے ساتھیوں کو یمانیہ پر پیچھے سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور خود سینہ سپر ہو کر سامنے سے حملہ کیا یمانیہ کو اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی۔

اسحاق کی پھر تیاری..... یکم صفر ۱۷۱ھ اسحاق نے قصر حجاج کے قریب اپنے لشکر کو جمع کر کے ترتیب دیا ابو ہیدام کے سپاہی جو دمشق کے ارد گرد قصبہ اور دیہاتوں کو لوٹنے گئے ہوئے تھے۔ یہ خبر سن کر واپس آ گئے چنانچہ اسحاق کے بعض فوجیوں سے مدد بھیڑ ہو گئی ابو ہیدام کے سپاہیوں نے ان کو شکست دے دی اور اکثر مکانات اور بعض دیہات کو جلا دیا۔

اہل دمشق کو ابو ہیدام کی امان..... دمشق کے آس پاس کے رہنے والوں نے ابو ہیدام سے امان کی درخواست کی ابو ہیدام نے امان دے دی جس سے فتنہ ختم ہو گیا اور لوگوں کو تسلی ہوئی ابو ہیدام نے اپنے سپاہیوں کو انتظام و حفاظت کی غرض سے دمشق کے ارد گرد پھیلا دیا تھوڑے سے آدمی اس کے پاس رہ گئے اسحاق نے موقع مناسب پا کر اپنے لشکر کا امیر عذافر سلسکی کو مقرر کر کے ابو ہیدام پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ اگرچہ ابو ہیدام کے دلیرانہ حملہ نے عذافر کو پسپا کر دیا مگر اسحاق کے فوجی تین دن تک مسلسل لڑتے رہے۔

ابو ہیدام سے اسحاق کی مدد بھیڑ..... چوتھے دن اسحاق بھی تیار ہو کے میدان جنگ میں آیا اس وقت اس کے لشکر کی تعداد بارہ ہزار تھی اس کے علاوہ یمانیہ بھی اس کے لشکر میں تھے ابو ہیدام نے شہر سے نکل کے باب جابیہ پر مقابلہ کیا اسحاق کی فوج اس معرکہ میں بھی شکست کھا گئی اور اپنا مورچہ چھوڑ کے پیچھے ہٹ گئی اس کے بعد حص کی فوج نے ابو ہیدام کے ایک گاؤں پر شب خون مارا ابو ہیدام نے اپنے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو اس کی روک تھام کے لئے روانہ کیا ان لوگوں نے حص کی فوج کو شکست دے کر ان کے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا اور یمانیہ کے اکثر محلوں اور دیہاتوں کو جو غوطہ میں تھے جلا کے خاک کر دیا۔

خلیفہ ہارون کا لشکر..... اس واقعہ کے بعد تقریباً ستر دن تک دونوں دشمن لڑائی سے رکے رہے یکم ربیع الاخر ۱۷۱ھ میں سندھ خلیفہ ہارون کی طرف سے لشکر لے کر دمشق کے قریب پہنچا یمانیہ نے اس کو ابو ہیدام کی طرف سے بہکا دیا ابو ہیدام نے پیغام بھیجا کہ میں امیر المؤمنین کا متبع ہوں میری یہ مجال نہیں ہے کہ امیر المؤمنین کے حکم سے سرتابی کروں۔

ابو ہیدام کے خلاف لشکر..... سندھ یہ سن کر دمشق میں داخل ہوا اور اسحاق دار حجاج میں جا پہنچا دوسرے دن سندھ نے اپنے ایک سپہ سالار کو تین ہزار سپاہیوں کے ساتھ ابو ہیدام کی طرف روانہ کیا ابو ہیدام نے ان کے مقابلہ پر ایک ہزار جوانوں کو میدان جنگ میں نکالا سپہ سالار ان ہزار جوانوں کی شکل و صورت دیکھ کر خوف سے کانپ اٹھا۔

ابو ہیدام سے صلح..... چنانچہ سندھ کے پاس واپس آ یارائے دی کہ یہ لوگ موت کو زندگی سے افضل سمجھتے ہیں جس طرح بھی ممکن ہو ان سے صلح کرنا مناسب ہے سندھ نے خط و کتابت کر کے ابو ہیدام سے صلح کر لی، صلح کے بعد ابو ہیدام نے حوران کی طرف کوچ کر دیا اور سندھ تین دن

تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔ چوتھے دن موسیٰ بن عیسیٰ دمشق کا گورنر بن کہ آیا اس نے لشکر کو ابو ہیدام کے گرفتار کرنے کے لئے مقرر کیا لشکر نے ابو ہیدام کے گھر کا محاصرہ کر لیا، ابو ہیدام اپنے لڑکے اور ایک غلام کے ساتھ مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ کے سپاہی بھاگ گئے۔

فتنہ کا خاتمہ:..... اس دوران ابو ہیدام کے سپاہی اس واقعہ سے خبردار ہو کر چاروں طرف سے دریا کی طرح اٹد آئے ابو ہیدام نے بصرہ کا رخ کیا موسیٰ نے اس کے تعاقب میں لشکر مقرر کیا ابو ہیدام ان کو پسپا کر کے بصرہ کی طرف چلا گیا (اور فتنہ دمشق کا خاتمہ ہو گیا) یہ واقعہ رمضان ۷۷۱ء کا ہے۔

فتنہ کا دوسرا سبب:..... بعض مؤرخوں نے اس فتنہ و فساد کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کے ایک گورنر نے سجستان میں ابو ہیدام کے بھائی کو مار ڈالا تھا اس نے وہاں تو کچھ نہ کہا لیکن شام آ کر بہت بڑا گروہ جمع کر لیا اور فساد پھیلانا شروع کر دیا، خلیفہ رشید نے اس کے بھائی کو اس کے گرفتار کرنے پر متعین کیا چنانچہ وہ ابو ہیدام کو حکمت عملی کے تحت گرفتار کر لایا خلیفہ رشید نے اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے جعفر بن یحییٰ کو شام کی طرف روانہ کیا تھا چنانچہ جعفر اپنے حسن انتظام سے اس فساد کو ختم کر کے نیک نامی کے ساتھ دار الخلافہ بغداد میں واپس آیا۔

موصل اور مصر کی بغاوت:..... ۷۷۱ء میں عطف بن سفیان ازدی نے خراسان اور موصل پر قبضہ کر لیا تھا ان دنوں موصل کا گورنر محمد بن عباس ہاشمی تھا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبدالملک بن صالح تھا بہر حال عطف نے تھوڑے ہی دنوں میں چار ہزار جنگ بڑوں کو جمع کر کے موصل کا خراج وصول کرنا شروع کر دیا اور گورنر موصل بے بس دیکھتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ ہارون موصل پہنچا اور اس نے موصل کے شہر پناہ کو گروا دیا عطف بھاگ کر آرمینیا سے رقبہ چلا گیا اور وہیں گھر بنا لیا۔

جوفیہ کی بغاوت:..... ۷۸۰ء میں جوفیہ نے (یہ قبیلہ قیس اور قضاعہ میں سے تھے) مصر کے گورنر اسحاق بن سلیمان سے بغاوت کی اور لڑنے کے لئے کھلے میدان میں آ گئے۔ خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو (یہ ان دنوں فلسطین میں تھا) مصر کی بغاوت ختم کرنے کے لئے مصر جانے کا حکم دیا۔ جوں ہی ہرثمہ نے مصر میں قدم رکھا جوفیہ کا دماغ درست ہو گیا بغاوت کی آگ ٹھنڈی ہو گئی خلیفہ ہارون نے انتظامات ٹھیک رکھنے کے لئے مصر کا گورنر ہرثمہ کو بنادیا پھر ایک ماہ بعد اس کو ہٹا کر عبدالملک بن صالح کو گورنر مقرر کر دیا۔

گورنروں کی تبدیلی و تقرری اور خوارج کی سرکشی:..... مہدی و ہادی کی خلافت میں خراسان کی گورنری پر ابو الفضل عباس بن سلیمان طوسی تھا خلیفہ ہارون نے اس کو ہٹا کر جعفر بن محمد بن اشعث خزاعی کو مقرر کیا اس نے خراسان پہنچ کر ۷۸۳ء میں اپنے بیٹے عباس کو ایک لشکر جرار کے ساتھ کابل کی طرف روانہ کیا اور خود طخارستان پر جہاد کرنے کے لئے حملہ کیا عباس نے کابل اور ساہوار کو فتح کر کے مرو کی طرف کوچ کیا اور جعفر طخارستان سے واپس (۳) رمضان ۷۸۳ء کو عراق پہنچا۔ اس بعد خلیفہ ہارون نے جعفر بن محمد کو ہٹا کر اس کے بیٹے عباس بن جعفر کو گورنری کا عہدہ عطا کیا پھر کچھ عرصے بعد اس کو ہٹا کر خالد غطریف بن عطاء کندی کو ۷۸۵ء میں خراسان، سجستان اور جرجان کی سند گورنری مرحمت کی۔

حصین خارجی کی بغاوت:..... خالد غطریف نے اپنی طرف سے داؤد بن یزید کو اپنا نائب بنایا۔ اور سجستان کا گورنر مقرر کیا اسی کی گورنری کے زمانے میں حصین خارجی نے (یہ قیس بن ثعلبہ کا آزاد غلام تھا) اہل اوق کی سازش سے علم بغاوت بلند کر دیا عثمان بن عمارہ گورنر سجستان نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا حصین نے اس کو شکست دے کر اس کے ایک بڑے گروپ کو قتل کر دیا۔ اور کامیابی کے جوش میں بادغیس، بوسج اور ہرات کی طرف کوچ کیا خالد غطریف نے بارہ ہزار فوجیوں کا لشکر حصین کی گرفتاری اور جنگ کرنے کے لئے مقرر کیا حصین نے چھ سو فوجیوں کے ساتھ مقابلہ کیا اور اس لشکر کو بھی زیر کر کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اس وقت سے حصین مسلسل خراسان کے آس پاس قتل و غارت کرتا رہا کسی معرکہ میں خراسان کے گورنر کو اس کے مقابلہ میں کامیابی نہیں ملی، ۷۸۷ء میں اس کی بہادرانہ اور باغیانہ زندگی کا خاتمہ کر دیا گیا۔

حمزہ خارجی کی بغاوت:..... ۸۰۰ء میں ماوراء النہر کے علاقوں میں جہاد کیا اور خلیفہ ہارون نے خراسان کی گورنری پر علی بن عیسیٰ بن ماہان کو مقرر کیا، بیس سال تک اس عہدے پر قائم رہا اسی کے زمانے میں حمزہ بن اترک خارجی نے بوسج پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کیا ان دنوں ہرات کا

گورنر عمرو بن یزید اذی تھا اس نے چھ ہزار سواروں کے ساتھ حمزہ سے جنگ کی حمزہ نے اس کو شکست دے کر اس کے ساتھیوں میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا، عمرو بن یزید اسی افراتفری میں دب کر مر گیا تب علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے حسنؑ کو دس ہزار فوجیوں کے ساتھ حمزہ کے ساتھ جنگ پر روانہ کیا مگر اس نے جنگ نہ کی علی بن عیسیٰ نے جھٹا کر اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ بن علی کو مقرر کیا اس کی اور حمزہ کی جنگ ہوئی چنانچہ حمزہ نے شکست دے دی علی بن عیسیٰ نے تازہ دم فوج دے کر اس کو پھر حمزہ کے ساتھ جنگ پر واپس بھیجا۔

حمزہ کی شکست:..... نیشاپور میں جنگ کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد حمزہ شکست کھا کر قہستان کی طرف بھاگا عیسیٰ کے لشکر نے تعاقب کیا حمزہ کے سپاہیوں میں سے ان چالیس آدمیوں کے علاوہ جو اس کے ساتھ قہستان بھاگ گئے تھے اور کوئی نہ بچ سکا۔

خوارج کا قتل عام:..... اس کے بعد عیسیٰ نے اوق، جوین اور ان قصبوں اور دیہات کی طرف اپنے لشکر کو روانہ کیا جو حمزہ کی امداد کر رہے تھے اور نہایت بے رحمی سے خوارج کے خون کی ندیاں بہا دیں تقریباً تیس ہزار خارجی اس قتل عام میں مارے گئے۔ جنگ کے بعد عیسیٰ مقام ”زرنج“ میں عبداللہ بن عباس نسفی کو اپنا نائب مقرر کر کے واپس آیا اور عبداللہ بن عباس نے خراج اور مال غنیمت جمع کرا کے زرنج سے کوچ کیا۔

حمزہ کا طریقہ کار:..... حمزہ کو اس کی اطلاع مل گئی اس لئے راستے میں غفلت کی حالت میں عبداللہ سے چھیڑ چھاڑ کی عبداللہ اور اس کے ساتھیوں نے نہایت استقلال اور مردانگی سے مقابلہ کیا بالآخر حمزہ شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کے اکثر سپاہی اس معرکہ میں مارے گئے اس واقعہ کے بعد حمزہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اگر گرد کے دیہاتوں و قصبوں پر ان کی لاعلمی میں شب خون مارتا اور وہاں کے رہنے والوں کو گرفتار کر لیتا تھا کسی خاص گاؤں میں نہیں ٹھہرتا تھا۔

خوارج کی قسمیں:..... اسی زمانہ میں علی بن عیسیٰ نے طاہر بن حسین کو بوشخ پر مقرر کیا تھا حمزہ نے یہ سن کر طاہر کی طرف رخ کیا اتفاق سے ایک چھوٹا سا گاؤں راستے میں مل گیا چنانچہ وہاں لوٹ مار کر کے وہاں کے باشندوں کو گرفتار کر لیا طاہر بھی یہ خبر سن کر ڈر کے مارے بھاگ گئے۔ یہ وہی خوارج تھے جو حکم (ثالث) مقرر کرنے کے خلاف تو تھے مگر لڑتے نہ تھے اور ”محکمہ“ خوارج کا وہ گروپ تھا جو وقتاً فوقتاً موقع پا کر جنگ پر تیار ہو جاتا تھا اور اس کا شعار ”لاحکم الا للہ“ تھا ان لوگوں نے حمزہ کو روزانہ خونریزی اور بغاوت سے باز آنے کو لکھا چنانچہ حمزہ نے وعدہ کر لیا لیکن اس کی فتنہ پسند طبیعت کو چین نہ آیا چند دنوں بعد وعدہ شکنی کر کے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور امن عامہ میں خلل پیدا کرنے لگا اسی وجہ سے اس سے اور علی کے ساتھیوں سے بہت سی جنگیں ہوئیں۔

مامون کی ولی عہدی:..... ۱۸۲ھ میں خلیفہ ہارون نے اپنے بیٹے عبداللہ کی ولی عہدی کی بیعت لی یہ امین کے بعد تخت خلافت کا وارث ہوا اور المامون کا مبارک لقب اختیار کیا اور خراسان اور اس کے قریبی صوبوں کی ہمدان تک کی سند گورنری اسے عطا کی اس کے بعد عیسیٰ بن علی یعنی خراسان کے گورنر کو بلا کر مامون الرشید کی جانب سے مقرر کر کے خراسان کی طرف واپس بھیج دیا۔

وہب بن عبداللہ نسائی کی بغاوت:..... اسی سنہ میں ابوخصیب وہب بن عبداللہ نسائی خراسان میں علم بغاوت بلند کر کے خراسان کے قریبی علاقوں میں لوٹ مار کرنے لگا مگر پھر شاہی شان شوکت سے خوف زدہ ہو کر امان کا طلب گار ہوا چنانچہ اسے دیدی گئی۔ اس واقعہ کے بعد ہی یہ خبر مشہور ہو گئی کہ بادعینیس میں حمزہ خارجی نے بغاوت پھیلا دی ہے اور قتل و غارت کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ چنانچہ عیسیٰ بن علی نے حمزہ پر حملہ کر دیا اور مقابلہ ہوا تو عیسیٰ نے حمزہ کے ساتھیوں میں سے دس ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا اور کامیابی کے جوش میں کابل و زابلستان تک بڑھتا چلا گیا

ابوخصیب کی وعدہ شکنی:..... ابوخصیب نے میدان خالی دیکھ کر عہد شکنی کر دی اور بلوایوں کا ایک بہت بڑا گروپ جمع کر کے ابورد،

① ابن اثیر کی تاریخ اکمل جلد ۴ صفحہ ۵۰ پر حسن کے بجائے حسین تحریر ہے۔

② ترجمہ: یعنی حکم تو اللہ ہی کا چلے گا۔

نساء، طوس اور نیشاپور پر قبضہ کر کے مرو پر حملے کا ارادہ کر لیا چونکہ ”اہل مرو“ اس کے فتنہ و شر سے لاعلم تھے اس لئے محاصرہ میں آ گئے مگر ان کی متفقہ کوشش سے ابوخصیب پسپا ہو کر سرخس کی طرف واپس چلا گیا۔

ابوخصیب کا قتل:..... ۸۶ھ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان ابوخصیب کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا مرو سے ایک لشکر جرار لے کر ابوخصیب پر حملہ کر دیا چنانچہ مقام ”نساء“ میں جنگ ہوئی جس میں ابوخصیب مارا گیا اور اس کے بیوی بچے قیدی بنائے گئے ابوخصیب کی زندگی کے خاتمے سے خراسان کی بغاوت کا خاتمہ ہو گیا اور بغاوت کی آگ جو ایک عرصے سے جل ہی تھی بجھ گئی۔

علی بن عیسیٰ کی شکایت ۸۹ھ میں خراسان کے سرداروں نے علی بن عیسیٰ کی بد اخلاقی بد سلوکی، ظلم اور سخت گیری سے تنگ آ کر دربار خلافت میں شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے ہم پر ظلم و ستم ڈھانے کے علاوہ خلافت و سلطنت کو بھی درہم و برہم کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے خلیفہ رشید نے یہ خبر سن کر ”رے“ پر حملے کا ارادہ کر لیا جیسے ہی خلیفہ ہارون کا لشکر ”رے“ پہنچا علی بن عیسیٰ ہدایا، تحائف اور قیمتی ساز و سامان لے کر حاضر ہوا خلیفہ اراکین حکومت اور شاہی خاندان کے سب ممبروں کے سامنے ندریں پیش کیں اس سے خلیفہ ہارون کے خیالات بدل گئے خوش ہو کر دوبارہ اسے خراسان کا گورنر بنادیا اور رے، طبرستان، دیناوند، قومن اور ہمدان کے صوبہ کو بھی اس کی حکومت میں شامل کر دیا۔

خاقان کی شکست:..... اس واقعہ سے پہلے ۸۸ھ میں علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی کو جنگ خاقان پر مقرر کیا تھا چنانچہ عیسیٰ بن علی خاقان کو شکست دے کر اس کے بھائی کو گرفتار کر لایا تھا۔

رافع بن لیث کی بغاوت:..... ۹۰ھ میں رافع بن لیث بن نصر بن سیار نے سمرقند میں بغاوت کی شاہی فوج سے ایک مدت دراز تک جنگیں ہوتی ہیں انہیں جنگوں میں اس کے بیٹے عیسیٰ نے وفات پائی تھی۔

علی بن عیسیٰ کی بد تمیزیاں:..... اس کے بعد خلیفہ ہارون نے علی بن عیسیٰ کو چند جوہات کی بناء پر (۹۱ھ میں) عہدے سے ہٹا دیا ان میں سے ایک یہ وجہ تھی کہ یہ لوگوں کو بیچ سمجھتا تھا اور سرداروں کی توہین کرتا تھا ایک روز حسین بن مصعب (یہ طاہر بن حسین کے والد تھے) علی بن عیسیٰ سے ملنے گئے تھے ان سے علی بن عیسیٰ انتہائی بد سلوکی سے پیش آیا سخت کلامی کی، اور فحش کلمات سے مخاطب کر کے قتل کر دینے کی دھمکی دی۔

علی بن عیسیٰ کی برطرفی:..... ایسا ہی واقعہ ہشام بن فرخسرو ۱۰ کے ساتھ بھی پیش آیا تھا ہشام نے اس واقعہ کے بعد فاج کا بہانہ کر کے علی کے خوف سے نشینی اختیار کر لی لوگوں نے گھر سے نکلنے پر اصرار کیا لیکن نہ نکلا یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو معزول کر دیا گیا باقی رہا حسین وہ پریشانی کی حالت میں دربار خلافت پہنچا شکایت کی امن کا طلب گار ہوں خلیفہ ہارون نے امن دی۔

علی بن عیسیٰ کو ہٹانے کی ایک وجہ یہ بھی تھی:..... جب اس کا بیٹا عیسیٰ ”جنگ رافع“ میں مارا گیا تو ایک لونڈی نے عیسیٰ کے کسی خادم سے باتوں باتوں میں یہ کہا کہ بلخ کے فلاں باغ میں تیس ہزار دینار عیسیٰ نے دفن کر دیے ہیں اس خادم نے اپنے ملنے والوں سے تذکرہ کیا رفتہ رفتہ عوام میں یہ راز پھیل گیا عوام یہ سن کے دوڑ پڑے باغ میں گھس کے لوٹ کر لے گئے۔

علی بن عیسیٰ کا جھوٹ:..... خلیفہ ہارون رشید کے کان تک دینا لوٹنے کی خبر پہنچی تو اس نے جھل کر علی بن عیسیٰ کو معزول کر دیا (کیونکہ علی بن عیسیٰ ہمیشہ خزانہ کی کمی کی شکایت کرتا تھا اور اس بات کا یقین دلاتا کہ اس نے رافع سے جنگ میں اپنی عورتوں کے زیورات فروخت کر کے فوج کشی کی تھی)

ہرثمہ گورنر خراسان:..... پھر ہرثمہ بن اعین کو طلب کر کے خراسان کا گورنر بنادیا۔ رجاہ خادم کو اس کے ساتھ روانہ کیا خلیفہ نے یہ فرمان اپنے قلم سے تحریر کیا تھا اور اس راز کو چھپانے کی سخت تاکید کی تھی اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ یہ طاہر کرنا کہ خلیفہ نے مجھے علی بن عیسیٰ کا مددگار و معاون مقرر

۱..... اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے یہ نام تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۸۱ سے لکھا گیا ہے۔

کر کے روانہ کیا ہے۔ ہرثمہ نے نیشاپور پہنچ کر انتظام شروع کر دیا اپنے ساتھیوں کو نیشاپور میں مقرر کر کے مرو پہنچا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری:..... جب علی بن عیسیٰ سے ملاقات ہوئی، چنانچہ اس کو اس کے بہوہ بچوں اور متعلقین کو گرفتار کر کے ان کا مال و اسباب ضبط کر لیا جس کی قیمت آٹھ لاکھ تھی جو بغیر کجاوے کے سوار کرا کے دار الخلافہ بغداد کی جانب روانہ کیا۔

رافع بن لیث کا محاصرہ:..... اس کے بعد ہرثمہ نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کیا اور رافع بن لیث کا سرقند میں محاصرہ کیا آخر کار طویل محاصرہ سے گھبرا کر رافع نے امن طلب کیا ہرثمہ نے امن دیدیا اور چند دن سرقند میں رکا رہا۔ مرو میں ہرثمہ کے آنے کا واقعہ ۱۹۳ھ کا ہے۔

امین اور مامون کی ولی عہدی کی تجدید:..... ۱۸۶ھ میں خلیفہ ہارون نے انبار سے حج کے ارادے سے مکہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا اس کے ساتھ اس کے تین بیٹے محمد امین، عبداللہ مامون، اور قاسم تھے۔ اس نے سب سے پہلے امین کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی اور اس کو عراق، شام اور عرب کی حکومت عطا کی تھی اس کے بعد مامون کو ولی عہد مقرر کیا اور اس کو خراسان اور ہمدان کے صوبوں پر انتہائی مشرق تک کے علاقے دئے تھے اور مامون کے بعد اپنے تیسرے بیٹے قاسم کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی۔ اور اس کو موتمن کا لقب دیا تھا مگر مامون الرشید کو اس بات کا اختیار دیا تھا کہ اگر موتمن نالائق ثابت ہو تو اسے معزول کر دے اور اگر لائق ثابت ہو تو اس کو جزیرہ، ثغور اور عوالم کی حکومت دے دی جائے۔

ہارون اور اہل حرین:..... مدینہ منورہ پہنچ کر اہل مدینہ کو انعامات دیئے اور مستحقین میں خیرات تقسیم کی جس کی تعداد ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار تھی اسی طرح مکہ معظمہ میں بھی بڑی سخاوت سے کام لیا۔

مامون اور امین سے معاہدے:..... فقہاء، قضاة اور سرداران لشکر کو بلوا کر دونوں شہزادوں کی طرف سے الگ الگ عہد نامے لکھوائے ایک امین کی طرف سے مامون کے ساتھ وفا کرنے کا۔ دوسرا مامون کی طرف سے تھا امین کے ساتھ وعدہ نبھانے کا۔ پھر ان دستاویزات کو گواہوں سے مکمل کرا کے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا پھر جب ۱۸۹ھ میں طبرستان گیا اور وہاں کچھ عرصہ قیام پذیر رہا تو لشکر کے سرداروں و اراکین حکومت کو جمع کر کے یہ کہا کہ یہاں پر جو کچھ میرے لشکر میں مال، خزانہ، آلات جنگ اور ساز و سامان ہے اس کا مالک مستقل صرف مامون ہے اور ان لوگوں سے مامون کی ولی عہدی کی تجدید بیعت کر کے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ اسی طرح بغداد میں شہر کے سرداروں لشکر کے سرداروں کو جمع کر کے امین کی ولی عہدی کی بیعت کی تجدید کی۔

برا مکہ کا عروج اور زوال:..... ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ خالد بن برمک شیعہ فرقہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا اور حکومت عباسیہ میں جو اعزاز اور رتبہ اس کے خاندان کو حاصل تھا وہ کسی اور اراکین کو نصیب نہ تھا بڑی بڑی ولایتوں اور صوبوں کے برا مکہ ہی مالک اور حکمران تھے۔ خلیفہ منصور نے موصل اور آذربائیجان کی گورنری پر خالد کو مقرر کیا تھا اور اس کے بیٹے یحییٰ کو آرمینیا کی حکومت عطا کی تھی خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کی تربیت اسی کے سپرد فرمائی تھی چنانچہ اس نے اس خدمت کو نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا اور خلیفہ ہادی سے جبکہ اس نے ہارون کو معزول کر کے اپنے بیٹے کو وہی عہد بنانے کا ارادہ کیا تھا اسی نے کھلم کھلا مخالفت کی تھی اسی بناء پر خلیفہ ہادی نے اس کو قید کر دیا تھا فلہذا جب ہارون خلیفہ بنا تو وزارت یحییٰ کے سپرد کر کے امور مملکت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دیدیا۔

برا مکہ کا تعارف:..... یحییٰ پہلے تو خیزراں (ہارون الرشید کی والدہ) کی رائے سے حکومت کے معاملات دیتا تھا لیکن جب یہ مر گئی تو اس کا قدم استقلال اور استحکام کے ساتھ سلطنت میں جم گیا اس کا بہت بڑا خاندان تھا حقیقی اور چچا زاد بھائی اور بھتیجے کثرت سے تھے اس کے بیٹے جعفر، فضل اور محمد حکومت کے معاملات میں اپنے باب کی طرح دخل انداز تھے خلیفہ سے قربت کا ان کو بہت بڑا حصہ حاصل تھا خلیفہ سے ان کو خاص تعلق تھا اور فضل تو خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی تھا فضل کی ماں نے ہارون کو اور ہارون کی ماں خیزراں نے فضل کو دودھ پلایا تھا اور چونکہ ہارون نے یحییٰ کی گود میں پرورش پائی تھی اسی وجہ سے ادب سے یحییٰ کو باپ کے خطاب سے مخاطب کیا کرتا تھا۔

جعفر اور فضل کی وزارت:..... (یچی کے بوڑھے ہو جانے پر) فضل اور جعفر کو عہدہ وزارت عطا کیا تھا اس سے پہلے جعفر کو مصر و خراسان کا گورنر بھی بنایا تھا اور جن دنوں مصریہ اور یمانیہ کے درمیان شام میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تھا اسی کو اس ہنگامہ کے ختم کرنے کے لئے منتخب کیا تھا چنانچہ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دی اور نیک نامی کے ساتھ واپس آیا تھا فضل کو بھی مصر و خراسان کی حکومت دی گئی تھی اور جب یچی بن عبداللہ علوی نے بسازش و یلم سر اٹھایا تھا تو فضل ہی کو خلیفہ ہارون نے یچی بن عبداللہ کی طرف روانہ کیا تھا اسی کی حکمت عملی اور سپاہی چالوں سے یچی بن عبداللہ نے خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ اور مامون کی ولی عہدی کے بعد جعفر بن یچی کو تربیت کی خدمت سپرد کی تھی ان تمام مہمات، انتظامات اور ملکی خدمات کو ان لوگوں نے نہایت حسن و خوبی سے انجام دیا۔ رعایا سے خلیفہ تک سب ان کے مداح تھے۔

براکہ کی طرف سے ناگواری:..... رفتہ رفتہ ان کا اقتدار اور جاہ و جلال حکومت و سلطنت میں اس حد تک بڑھ گیا کہ خلیفہ کا صرف نام ہی نام رہ گیا تھا حکومتی معاملات کے سیاہ و سفید کے یہی مالک تھے۔ سرداروں کو اس بات سے حسد پیدا ہو گیا چنانچہ موقع پا کر خلیفہ سے شکایتیں کرنے لگے آئے دن کی شکایات سے خلیفہ کے دل میں بھی برا مکہ کے خلاف اور جعفر کی طرف سے ایک ناگواری پیدا ہو گئی کیونکہ بہر حال وہ بھی انسان ہی تھا، چھوٹی چھوٹی غلطیوں اور کوتاہیوں کو ان آنکھوں سے دیکھنے لگا جس سے سنگین اور ناقابل معافی جرائم دیکھے جاتے تھے۔

خلیفہ کی ناراضگی کا سبب:..... کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کی ناراضگی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی تھا کہ خلیفہ نے یچی بن عبداللہ کو جب کہ فضل برکی اس کو یلم سے چالاکی سے لے آیا تھا جعفر برکی کے ہاں نظر بند کر دیا تھا اور اس نے اس کو خلیفہ کی اجازت کے بغیر ہی رہا کر دیا فضل بن ربیع نے خلیفہ کے کان تک یہ واقعہ پہنچا دیا۔ خلیفہ نے جعفر سے جواب طلب کیا جعفر نے اس خبر کی تصدیق کر دی خلیفہ کو جعفر کی اس خود سری اور ایسے باغی ملزم کے رہا کر دینے سے کشیدگی پیدا ہوئی اور وقتاً فوقتاً لوگوں کی شکایتوں سے یہ ناگواری بڑھتی گئی بالآخر صاف طور سے اپنی ناراضی کو ظاہر کرنے لگا اور بات بات پر اعتراض کرنے لگا۔

یچی سے ناگواری:..... ایک روز یچی بن خالد اپنی عادت کے مطابق خلیفہ کی خدمت میں بغیر اطلاع حاضر ہوا اتفاق سے اس وقت شاہی طبیب جبریل بن خثیشوع بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے اس سے مخاطب ہو کر کہا ”کیوں جبریل تمہارے گھر میں بھی لوگ یوں ہی بغیر اطلاع دیئے چلے آتے ہیں“ عرض کی ”یہ ناممکن ہے“ پھر یچی کی طرف متوجہ ہوا یچی نے جواب دیا ”امیر المؤمنین! یہ کوئی نئی بات نہیں ہے میں ہمیشہ بغیر اجازت حاضر ہوتا تھا اگر پہلے سے مجھے یہ معلوم ہوتا کہ میری بغیر اطلاع حاضری آپ کو ناگواری گزرتی ہے تو میں خود کو اسی طبقہ میں رکھتا“ خلیفہ نے شرم سے گردن جھکا کر کہا ”تم اپنے دل میں کچھ خیال نہ کرو میں نے یوں ہی ایک بات کہہ دی ہے۔“

ناگواری کے اثرات:..... ہمیشہ کا دستور تھا کہ جب یچی دربار خلافت میں آتا تو حاجب، دربان اور خدام تعظیم کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے مگر ناگواری کے بعد خلیفہ ہارون کے حکم سے مسرور (خادم) نے تعظیم کرنے سے منع کر دیا پناچہ جس وقت یچی دربار خلافت میں حاضری کی غرض سے آتا تو دربان منہ پھیر لیتے تھے ایک مدت اسی حالت میں گزر گئی۔

جعفر برکی کا قتل، برا مکہ کی تباہی:..... ۸۱۷ھ میں حج سے واپسی کے وقت خلیفہ ہارون نے انبار میں قیام کیا جعفر بھی ساتھ تھا ایک دن رات کے وقت خلیفہ ہارون نے مسرور (اپنے خادم خاص) کو کلا دوں کی ایک جماعت سمیت بلوا کر کے حکم دیا کہ تو اسی وقت جعفر کے خیمہ میں جا اور دروازے پر بلا کے اس کا سر اتار لا مسرور یہ سن کے کانپ اٹھا بار بار عرض کرتا رہا کہ آپ اس حکم کو غور کر کے صدر فرمائیے مگر خلیفہ ہارون نے ڈانٹ کر کہا ”نہیں! تجھے اس حکم کی تعمیل کرنا ہوگی“ چنانچہ مسرور سہم گیا پھر خلیفہ زمین پر چھری پٹک کر بولا جاسی وقت اس حکم کی تعمیل کرو نہ تیری خیر نہیں ہے“ مسرور یہ دیکھ کے کہ خلیفہ کا غصہ بڑھتا جا رہا ہے اس سے رخصت ہو کر جعفر کے خیمہ میں آیا اور جعفر کا سر اتار کر خلیفہ ہارون کے سامنے لا کر رکھ دیا خلیفہ نے اسی رات فضل برکی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور یچی کے مکانات، جاگیریں، خدام اور مال و اسباب کی ضبطی کا ایک گشتی فرمان تمام ملک میں بھیج دیا اور برا مکہ کے ہر چھوٹے بڑے کو جیل میں ڈال دیا۔

جعفر کا حشر:..... اگلے دن جعفر کی لاش بغداد روانہ کی اور یہ حکم دیا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے پل کے دونوں طرف آدھے آدھے لٹکا دیئے جائیں۔ اس شاہی غصے سے صرف محمد بن خالد برکی محفوظ رہا۔ خلیفہ ہارون کا یہ ایک احسان تھا کہ اس نے یحییٰ اور اس کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ پر کسی قسم کی سختی نہیں کی۔

عبدالملک کی گرفتاری:..... اس کے بعد عبدالملک بن صالح بن علی پر یہ الزام لگایا گیا کہ یہ برا مکہ کا خیر خواہ اور دوست ہے۔ خوبی قسمت سے یہ شکایت عبدالملک کے بیٹے عبدالرحمن نے کی تھی کہ اس کو بھی خلافت حاصل کرنے کا دعویٰ ہے خلیفہ نے اس کو فضل بن زبج کے پاس نظر بند کر دیا دوسرے دن دربار میں طلب کر کے ڈرا دھمکا کے حال دریافت کرنے لگا۔

عبدالملک کا انکار جرم:..... عبدالملک نے حلفاً اس جرم سے انکار کیا اور اپنی پہلائی خدمات کا اظہار کر کے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کی گواہی دینے کے لئے اس کا تب پیش کیا گیا۔ عبدالملک نے کہا ”یہ جھوٹا ہے“ پھر اس کا بیٹا عبدالرحمن بلایا گیا عبدالملک نے عرض کی اس کی گواہی بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ یہ مامور معذور ہے یا عاق فاجر ہے“ خلیفہ ہارون یہ کہتا ہوا دربار عام سے اٹھ کھڑا ہوا ”تو ان دو سے زیادہ اور عادل شاہد کہاں سے آسکتے ہیں خیر میں اس بارے میں غور کروں گا دیکھوں اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے کیونکہ وہی میرے اور تیرے درمیان میں فیصلہ کرے گا۔“

عبدالملک کا جواب:..... عبدالملک نے جواب دیا بہتر میں بھی اللہ تعالیٰ کے حکم ہونے اور امیر المؤمنین کے حاکم ہونے پر راضی ہوں کیونکہ مجھے پورا یقین ہے کہ امیر المؤمنین اپنی خواہش نفسانی کو اللہ کی رضا پر ترجیح نہ دیں گے،

دربار میں دوبارہ طلبی:..... پھر دوسرے دن خلیفہ ہارون نے اس کو دربار طلب کیا وہ جان کے ڈر سے کانپتا ڈرتا ہوا حاضر ہوا اور بے تعلقات، خدمات اور خیر و خواہیاں ظاہر کرنے لگا خلیفہ ہارون نے کہا ”واللہ اگر بنی ہاشم کو صفحہ ہستی پر باقی رکھنے کا مجھے خیال نہ ہوتا تو میں بے شک تجھے قتل کر ڈالتا“ یہ کہہ کر اسے جیل بھیج دیا۔

عبدالملک کی رہائی:..... اس کے بعد عبداللہ بن مالک (یہ محکمہ پولیس کا افسر اعلیٰ تھا) حاضر ہوا باتوں باتوں میں عبدالملک کا ذکر آ گیا عبداللہ بن مالک نے عرض کی ”امیر المؤمنین! سچ تو یہ ہے کہ عبدالملک آپ کا بڑا خیر خواہ اور جان نثار ہے میں آج تک اس میں کسی قسم کی برائی نہیں دیکھی“ خلیفہ ہارون نے فرمایا ”اگر تم کو اس کی حرکات و سکنات اور افعال سے مکمل اطمینان ہے تو میں اس کو رہا کر دیتا ہوں“ عرض کی ”چونکہ آپ نے اس کو قید کر دیا ہے لہذا اچانک رہائی نامناسب ہے مگر نرمی کیجئے“ خلیفہ ہارون نے ایسا ہی کیا اور وظیفہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ امین نے اس کا رہا کر دیا۔

یحییٰ سے ہارون کا شکوہ:..... اس واقعہ کے بعد خلیفہ ہارون نے برا مکہ قیدوں پر سختی شروع کر دی یحییٰ برکی کے پاس ملامت بھرا پیغام بھیجا ”تم نے مجھ سے عبدالملک کے باغیانہ خیالات چھپائے یہ تمہارے لئے مناسب نہ تھا“ یحییٰ نے یہ پیغام سن کر جواب دیا ”امیر المؤمنین! خود یہ خیال فرما سکتے ہیں کہ عبدالملک مجھ کو اپنے ایسے خفیہ راز کیوں بتلائے گا میں تو حکومت کے خیر خواہ میں سے تھا اور اگر مجھے یہ بات اشارۃً کنایہ کسی طرح بھی معلوم ہو جاتی تو میں اس کا آپ سے زیادہ دشمن بنتا نعوذ باللہ! آپ ایسے خیالات اپنے دماغ عالی سے دور کیجئے ہاں یہ ضرور تھا کہ میں مذہبی تقدس کی وجہ سے اس سے محبت رکھتا تھا اور میرا گمان تو یہ ہے کہ اس میں مذہبی تقدس سب عباسیوں سے بڑھ کر ہے“

یحییٰ کو بیٹے کے قتل کی دھمکی:..... پیامبر نے یہ خلیفہ ہارون تک پہنچایا خلیفہ نے پیامبر کو پھر اُلٹے پاؤں یحییٰ کے پاس بھیجا اور یہ دھمکی دی کہ اگر صحیح صحیح واقعہ بیان نہ کرو گے تو میں تمہارے بیٹے فضل کو قتل کر دوں گا۔ یحییٰ نے جواب دیا ”امیر المؤمنین کو اختیار ہے کیونکہ ہم لوگوں کی جانیں آپ کے قبضہ میں ہیں جو چاہیں کریں“ قاصد نے یہ سن کر فضل کا ہاتھ پکڑ لیا اور ساتھ لے گیا یحییٰ زار و قطار رونے لگا فضل اپنے بوڑھے اور مصیبت زدہ باپ سے رخصت ہو گیا یحییٰ نے رخصت کے وقت اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کی دعا دی۔ خلیفہ ہارون کے حکم کے مطابق قاصد نے فضل کو تین دن

تک دوسری جگہ قید رکھا جب ان دونوں آدمیوں سے اس کے بارے میں معلومات نہ ہوئی تو دوبارہ دونوں کو ایک ہی جگہ قید کر دیا۔

ابراہیم کانہیک کا جوش کا انتقام!..... ابراہیم بن عثمان بن نہیک جعفر برکی کے قتل کے بعد اکثر برا مکہ کا ذکر کر کے رویا کرتا تھا اور اس کی قوم بھی اس کے ساتھ روتی تھی ابراہیم کی روتے روتے یہ حالت ہو جاتی تھی کہ دیوانہ وار جعفر کا قصاص مانگنے لگتا تھا اور جب گنیزوں کے ساتھ مجلس عیش میں بنید پیئے بیٹھتا تھا تو تلوار ہاتھ میں لے کر کہتا تھا وا جعفر اہ واسید اہ واللہ لا تارن بک الا قتلن قاتلک (ہائے میرے سردار واللہ میں تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا اور تمہارے قاتل کو ضرور قتل کروں گا)۔

ابراہیم کا بیٹے کے ہاتھوں قتل!..... ابراہیم کا یہ جوش انتقام دیکھ کر اس کے بیٹے اور حفصہ کا کہ خلیفہ ہارون کو اطلاع کر دی خلیفہ ہارون نے ابراہیم کو بلوایا اور اس سے جعفر کے قتل پر افسوس و ندامت کا اظہار کرنے لگا ابراہیم نے رو کر جواب دیا ”واللہ امیر المؤمنین آپ نے بہت بڑی غلطی کی“ ہارون الرشید یہ سن کے جھلا گیا اور جھڑک کر بولا ”چل اٹھ یہاں سے“ ابراہیم جیسے ہی اٹھا اس کے بیٹے نے پیچھے سے تلوار کا ایک ہاتھ مارا جس کے صدمہ سے چند دن بعد مر گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم کے بیٹے نے ہارون کے حکم سے یہ کام کیا تھا۔

یچی برکی کی وفات!..... یچی برکی مسلسل کوفہ ہی کے جیل میں رہا یہاں تک کہ ۱۹۰ھ میں انتقال کر گیا اس کے بعد اس کے بیٹے فضل نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی۔ خاندان برا مکہ دنیا کے اچھے خاندانوں میں دے تھے اور ان کی حکومت بڑی حکومتوں میں سے تھی اور یہ لوگ حکومت اور ملت کے چہرہ کی زیبائش تھے۔

مترجم کی وضاحت!..... (مترجم) علامہ مؤرخ نے خاندان برا مکہ کے جتنے حالات تحریر فرمائے ہیں وہ نہایت سچے تھے ہوئے ہیں کسی مقام پر نقطہ تک رکھنے کی جگہ نہیں ہے مگر ہیں مختصر۔ لہذا میں ناظرین کی دلچسپی ہی کے لئے خاندان برا مکہ کے مشہور لوگوں کے حالات دوسری کتب تواریخ سے لکھنا چاہتا ہوں امید ہے کہ پڑھنے والے شوق و دلچسپی سے پڑھیں گے۔

خاندان برا مکہ کا پس منظر!..... خاندان برا مکہ میں سے سب سے پہلے جسے عہدہ وزارت عطا کیا گیا وہ خالد برکی تھا اس کے آباؤ اجداد نو بہار کے آتش کدہ کے نگران تھے جس کو فارس کے بادشاہ منوچہر نے ماہتاب کے نام سے بنوایا تھا۔ مشہور آتش کدوں میں چوتھا نمبر اسی کا تھا جب ۱۳ھ حضرت عثمان ذی النورینؓ کے عہد خلافت خراسان فتح ہوا اور اسلامی حکومت تمام اطراف میں پھیل گئی تو اس وقت یہ آتش کدہ بھی جو منوچہر کے زمانے سے آباد چلا آ رہا تھا ویران ہو گیا اور خاندان برا مکہ رنج و مصیبت کے گھیرے میں آ گیا۔

برا مکہ کا پہلا مسلمان بچہ!..... پھر ۸۶ھ ولید بن عبدالملک اموی کے دور میں قتیبہ بن مسلم حجاج کی طرف سے خراسان کا گورنر بن کر خراسان آیا اور ایک بہت بڑی فوج تیار کر کے مرو پر حملہ کر دیا اس جنگ میں جہاں اور مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا تھا وہاں لونڈیاں بھی گرفتار ہو کر آئی تھیں ان میں ایک عورت برمک کی تھی تقسیم غنیمت کو وقت یہ عورت عبداللہ بن مسلم (رقیبہ) کے حصہ میں آئی اتفاق سے یہ اس سے حاملہ ہو گئی چند دن بعد اہل مرو سے صلح ہوئی تو قتیبہ کے حکم سے لونڈیاں واپس ہوئیں مجبوراً عبداللہ نے اس برکی عورت کو بھی برمک کے پاس واپس کر دیا مگر یہ شرط قرار پائی کہ اگر بیٹا پیدا ہوا تو ہمارا ہے مدت حمل پوری ہونے کے بعد خالد پیدا ہوا اس کی تعلیم و تربیت کا زمانہ کیسا اور کہاں گذرا اس کے بارے میں کچھ کہنا نہیں چاہتے۔

خالد کا دور عروج!..... اس کا عروج ۱۳۲ھ سفاح کے دور سے شروع ہوتا ہے۔ ابوسلمہ ❶ فلاں وزیر آل محمد کے قتل کے بعد وزارت کا معزز عہدہ اسی کو عطا کیا گیا سفاح کے مرنے تک یہ وزیر رہا۔ المنصور ❷ جب خلیفہ بنا تو اس نے بھی اس کو وزیر ہی کے عہدے پر رکھا لیکن ایک سال اور ایک مہینہ کے بعد ابوایوب موریانی کی حکمت عملی سے خلیفہ منصور نے خالد کو کردوں کی بغاوت ختم کرنے کے لئے فارس بھیج دیا۔ خالد کے جانے کے

بعد ابوایوب موریانی وزارت کے عہدہ کا مالک بنا گیا۔ اگر یہ پھر خالد کو عہدہ وزارت نصیب نہیں ہوا لیکن بڑی بڑی ذمہ داریوں کے کام اس کے سپرد رہے۔ خالد خلیفہ مہدی کا ولی عہدی کے وقت میں استاد رہا۔ موصل کی حکومت اس کے سپرد کی گئی۔ مختصر یہ کہ جب تک زندہ رہا بڑے عہدوں سے سرفراز رہا آخر کار بقول ابن القادی ۱۶۳ھ میں وفات پائی اس کا ایک بیٹا یحییٰ تھا۔

یحییٰ برکی:..... یحییٰ برکی ہشام بن عبد الملک اموی کے زمانہ خلافت میں پیدا ہوا سن ولادت کا باوجود تلاش کے کچھ پتہ نہیں چلا اس کی تعلیم، تربیت اور بچپن کے حالات سے ہمیں بالکل واقفیت نہیں مگر ہم اتنا بتا سکتے ہیں کہ جب اس کی جوانی کا زمانہ آیا تو اس کا نامور باپ حکومت عباسیہ کے اراکین سلطنت میں سے شمار کیا جاتا تھا۔ خالد کی کارگزاریوں اور یحییٰ کی قابلیت کو دیکھتے ہوئے یحییٰ ① کو خلیفہ مہدی نے ہارون الرشید کا استاد مقرر کیا چنانچہ ہارون نے اسی کی آغوش تربیت اور نگرانی میں تعلیم حاصل کی اور جب ہارون کو خلیفہ مہدی نے حدود مغرب، آذربائیجان اور آرمینیا کا گورنر بنایا تو ان خاص خاص آدمیوں کے علاوہ جو ہارون کے ساتھ بھیجے گئے تھے ایک یحییٰ برکی بھی تھا۔ جس وقت خلیفہ ہادی نے ہارون کو خلافت و سلطنت سے محروم کرنے کا سوچا تھا اس وقت یحییٰ ہی نے اس کی رائے سے اختلاف کیا تھا جس کی پاداش میں اس کو قید کی سزا جھیلنا پڑی تھی ہادی کی وفات تک یہ جیل میں رہا۔ انہی خیر خواہیوں اور دل سوزیوں کے صلے میں ہارون نے خلیفہ بنتے ہی یحییٰ کو اور مملکت میں سیاہ و سفید کرنے کا اختیار دے دیا تھا۔ اس کی وزارت کے زمانے میں دربار خلافت اہل علم و اہل کمال سے بھر رہا تھا اس کے عہد میں علوم فنون کے ترجمہ کی ترقی ہوئی، یہ بہت بڑا فیاض، رحیم، کریم اور نرم دل تھا اس کی معلومات بہت وسیع تھیں شاعر بھی تھا اور علم نجوم میں اس کو ایک خاص مہارت تھی ابتدائی عمر کے مقابلے میں اس کی درمکانی عمر کا حصہ نہایت اچھا رہا مگر عمر آخر حصہ نہایت برے طریقے سے گزرا (۳) محرم ۱۹۰ھ کو فہ کی جیل میں وفات پائی۔

یحییٰ کی اولاد:..... اس کے آٹھ بیٹے فضل اور جعفر زیادہ مشہور ہیں اور انہیں کے اقتدار اور جاہ و جلال کے افسانے عہد خلافت ہارون الرشید میں مشہور ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ علاوہ ان آٹھ لڑکوں کے ایک لڑکا اور بھی تھا جس کا نام باوجود تحقیق اور تفتیش مجھے معلوم نہیں ہوا۔

فضل بن یحییٰ برکی:..... فضل برکی ② تیسویں (۳۰) ذی الحجہ ۱۶۷ھ میں پیدا ہوا اس کے ایک مہینہ بعد ہارون الرشید کی ولادت ہوئی یہ دونوں ایک دوسرے کے رضاعی بھائی تھے ہارون الرشید جیسے یحییٰ کو باپ کہا کرتا تھا ویسے ہی فضل اور جعفر کو بھائی کے خطاب سے یاد کرتا تھا مہدی نے ہارون کی تربیت یحییٰ کے سپرد کی تھی اور ③ ہارون نے جعفر اور فضل کی آغوش تربیت میں اپنے بیٹوں امین و مامون کو دیا تھا۔ ہارون الرشید کا پہلا وزیر یحییٰ برکی تھا لیکن بوڑھا ہو جانے پر ۱۶۷ھ میں وزارت کا عہدہ فضل کے سپرد کیا گیا مگر یحییٰ کا اقتدار بدستور قائم رہا اور پیچیدہ ملکی معاملات اسی کی رائے سے طے کئے جانے لگے تھے یحییٰ بن عبد اللہ علوی کی بغاوت کے زمانے میں اسی کو اس مہم پر روانہ کیا گیا تھا اور اس نے اس خدمت کے صلہ میں ہارون الرشید نے اسے صوبہ خراسان کی گورنر عطا کر دی تھی اور طبرستان، رے، نہاوند، ہمدان، جرجان، آذربائیجان اور آرمینیا کے علاقے اس کی گورنری میں شامل کر دیئے تھے، فضل کا دائرہ حکومت بہت بڑا تھا یہ بڑا جواد، کریم، فیاض اور علم و ہنر کا قدردان تھا۔ اس کی سخاوت اور فیاضی کے حالات لکھنے کے لئے ایک پورا رجز چاہئے اس کی داد و دہش نے ایک عالم کو اپنا گرویدہ بنا رکھا تھا۔ علوم و فنون کو ترقی دینے میں بھی اس کو بڑا حصہ ملا کاغذ ④ بنانے کا کارخانہ اسی نے شروع کیا۔ ۴۵ برس کی عمر میں جمعہ کے دن محرم ۱۹۳ھ کو رقبہ کی جیل میں انتقال کیا۔

جعفر بن یحییٰ برکی:..... جعفر برکی کا دوسرا نامور بیٹا تھا۔ اس کے اقتدار اور ملکی خدمات کے تذکرے روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔ خلیفہ ہارون کو اس سے دلی محبت تھی اسے ایک منٹ بھی اس کے بغیر چین نہیں آتا تھا۔ مصر اور خراسان کا گورنر رہا اور فضل کے بعد عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا نہایت عقیل، فہیم اور تجربہ کار تھا اس کی صلاحیت پر ہارون الرشید کو ناز تھا وزارت کا اقتدار اتنا زیادہ بڑھا ہوا تھا کہ ہارون الرشید برائے نام خلیفہ رہ گیا تھا حکم و احکام تمام ممالک محروسہ میں اسی کے جاری تھے جہاں دیکھئے اسی کی جاگیر تھی۔ دجلہ کے کنارہ عالیشان مکانات اسی کے نظر آتے تھے ہر وقت اس کے دروازے پر ضرورت مندوں کا میلہ سا لگا رہتا تھا۔ انہی وجوہات کی بناء پر یہ اور اس کا خاندان تباہ و برباد ہو گیا۔

① ابن خلکان جلد ۲ مطبوعہ مصر صفحہ ۳۲۲۔ ② ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۴۰۸۔ ③ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۴۰۹۔ ④ مقدمہ ابن خلدون فصل ۳۱ ضائعہ الوراقہ صفحہ ۳۵۰

جعفر کے قتل کا افسانہ:..... اس کے قتل کے افسانہ میں بڑی رنگ آمیزی کی گئی ہے۔ عجیب و غریب واقعہ ہونے کے لحاظ سے لوگ دلچسپی سے سنتے اور نقل کرتے ہیں۔ اس بے سرو پا افسانہ کے ذکر سے تاریخ کے دامن پر بدنماداغ لگ گیا ہے۔

اس غلط واقعہ کا اس ماخذ جس کی شہرت اردو زبان میں بھی ناولوں و رسائل کے ذریعے ہو گئی ہے تاریخ کبیر ابو جعفر جریر طبری ہے جس نے ۳۱۰ھ میں وفات پائی اس وقت سے آج تک مؤرخین مسلسل ایک دوسرے سے اس واقعے کو نقل کرتے چلے آئے ہیں عام طور پر اس واقعے کی تنقید و تحقیق کی طرف توجہ نہیں کی گئی۔ مگر علامہ طبری نے جن الفاظ سے اس واقعہ کی روایت کی ہے ان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس کو خود اس روایت پر وثوق نہ تھا اس کے الفاظ یہ ہیں۔

طبری کی روایت:.....

قد حدثني احمد بن زهير احسبه عن عمه زاهر بن احسبه عن عمه زاهر بن حرب ان سبها لك جعفر والبرامكة ان الرشيد كان لا يصير من جعفر وعن اخته عباسه بنت المهدي و كانا يحضرا مجلس الشراب فقال لجعفر ازوجكها ليحل لك النظر ولا يكون منه شيء مما يكون للرجل الى زوجته فزوجها منه على ذلك.

مجھ سے احمد بن زہیر نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے چچا زہر بن حرب سے یہ روایت کی ہے کہ جعفر اور برا مکہ کی ہلاکت کا سبب کا یہ ہے کہ ہارون رشید جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر ایک منٹ بھی نہیں رہ سکتا تھا اور یہ دونوں شراب نوشی کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے اس لئے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں عباسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کرنا چاہتا ہوں تاکہ تمہارا اس لئے اس کا دیکھنا مباح ہو جائے لیکن میاں بیوی کے تعلقات نہ قائم ہوں۔ چنانچہ اس شرط پر عباسیہ کا نکاح جعفر سے کر دیا۔ یہی الفاظ ہیں جن کی بناء پر بعض مؤرخین نے بڑی بڑی خیالی عمارتیں قائم کر لی ہیں۔

اس واقعہ کی اسنادی حیثیت:..... طبری سے جس نے اس واقعہ کی روایت کی ہے وہ احمد بن زہیر ہے اور احمد بن زہیر سے جس نے روایت کی ہے اس کا حال خود طبری کو معلوم نہیں ہوا اس کا یہ کہنا ”احسبه عن عمه زاهر بن حرب“ صاف بتلا رہا ہے کہ احمد بن زہیر کی روایت مؤرخانہ حیثیت سے نہیں ہے بلکہ عام روایت کی بناء پر ہے۔ قطع نظر اس سے اگر یہ بات تسلیم کر لی جائے کہ طبری کی روایت کا آخری راوی جس پر سلسلہ روایت ختم ہو جاتا ہے زاہر ہی ہے تو زاہر کا یہ حال ہے کہ اس کا کسی معاملہ یا مشورہ یا عباسیہ کے نکاح میں شریک ہونا یا جعفر کے مثل کے وقت موجود ہونا کسی تاریخ سے نہیں ثابت نہیں ہے خود طبری نے ان لوگوں کے نام لکھے ہیں جو اس معاملہ میں ہارون الرشید کے ہمراز اور شریک تھے۔

ایک اور دلیل:..... اور بفرض محال اگر طبری اس واقعے کو تسلیم کر لیتا تو آگے چل کر جعفر کے قتل کی اور وجوہات تحریر نہ کرتا اور اگر تحریر کرتا تو اس واقعہ کو ترجیح دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ تمام واقعات جو جعفر کے قتل کے محرک بنے تھے بلا ترجیح لکھ دیئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ واقعہ اس کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔

ایک اور دلیل:..... محمد یاب اقلیدی نے بھی اس واقعہ کو اعلام الناس صفحہ ۵۳ پر بروایت ابراہیم بن اسحاق نقل کیا ہے اور اصل راوی کا نام ابو ثور زہر بن صقلاب اور عباسیہ کے بجائے میمونہ کا نام لکھا ہے۔ یہیں تفاوت رہ از کجا است تا بہ کجا ❶

مہدی کی بیٹیاں:..... خلیفہ مہدی کی چار بیٹیاں بانوقہ، عباسیہ، عالیہ اور سلمہ تھیں علاوہ ان کے کوئی لڑکی میمونہ نام کی نہ تھی اور عباسیہ کا نکاح ہارون نے پہلے محمد بن سلیمان سے کیا تھا جب یہ مر گیا تو ابراہیم بن صالح بن علی سے اس کا نکاح کیا گیا (دیکھو کتاب المعارف لابی محمد عبد اللہ بن مسلم

❶..... ترجمہ: دیکھو تو انداز بد لئے سے بات کہاں سے کہاں جا پہنچتی ہے (شاء اللہ)

بن قتیبہ کا تب دینوری المتوفی ۲۸۶ھ (صفحہ ۱۳۰) علامہ ابن خلدون مؤلف کتاب ہذا نے جو اس واقعہ پر مقدمہ تاریخ میں تبصرہ کیا ہے وہ آپ زرت لکھنے کے قابل ہے مگر افسوس ہے لی ہم اس کو طوالت کے ڈر سے دھرنہ نہیں چاہتے۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیر جمع الیہا۔ ❶

ملکی فتوحات:..... ہارون الرشید جیسا کہ طبری وغیرہ نے روایت کی ہے ایک سال جہاد کرتا تھا اور دوسرے سال خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے جاتا تھا اور روزانہ سور کعتیں نفل نماز پڑھا کرتا اور ایک ہزار درہم خیرات کرتا تھا اور جب حج کرنے جاتا تو ایک سو فقہاء کو اپنی جیب خاص کے خرچے سے اپنے ساتھ لے جاتا تھا اور جس سال حج کرنے نہ جاتا تو تین سو آدمیوں کو اپنی طرف سے اور اپنے خرچ سے حج کے لئے روانہ کرتا تھا۔ ملکی انتظام اور سیاست میں خلیفہ منصور کے نقش قدم پر چلتا تھا مگر عنایات اور تحفے تحائف میں اس کا مخالف تھا۔ اس سے پہلے کوئی خلیفہ اس سے زیادہ سخی، جواد، اور بے دریغ مال دینے والا نہیں گذرا جہاد کا بے حد شائق تھا نامی گرامی سپہ سالاروں اور اپنے خاندان کے بڑے بڑے ممبروں کو جنگ پر بھیجا کرتا تھا۔

ہارون کا شوق جہاد:..... چنانچہ ۷۷۱ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ سلیمان بن عبد اللہ یکانی کو مقرر کیا تھا بعض مؤرخوں کا بیان ہے کہ ہارون بنفس نفیس خود اس مہم پر گیا تھا اور ۷۷۲ھ میں اسحاق بن سلیمان بن علی کو بھیجا گیا تھا چنانچہ روم میں اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا ہزاروں آدمی قیدی بنائے گئے۔ ۷۷۳ھ میں عبد الرحمن بن عبد الملک بن صالح صائفہ کی فوج کا سردار بنا کے جہاد پر روانہ کیا گیا اور بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ عبد الملک کو بھیجا گیا تھا لہذا اس نے رومیوں کو خوب شکست دی سردی کی شدت سے لشکر کے ہاتھ کٹ کر گر گئے۔

روم کا جہاد:..... اس کے بعد ۷۷۵ھ میں عبد الرزاق بن حمید ثعلبی اور ۷۷۸ھ میں زفر بن عاصم اور ۷۸۱ھ میں خود خلیفہ ہارون نے جہاد کے ارادے سے روم پر حملہ کیا قلعہ صفصاف کو لڑ کر فتح کیا۔ اسی سن میں عبد الملک بن صالح نے بھی جہاد کیا تھا اور کامیابی کے جوش میں انقرہ تک بڑھتا چلا گیا مٹمورہ کو اسی نے جنگ کر کے فتح کیا اسی سن میں مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے رہا کرایا۔

دولت عباسیہ کی پہلی صلح:..... یہ پہلی صلح تھی جو حکومت عباسیہ میں ہوئی۔ اس کام کا انتظام قاسم بن رشید کے سپرد کیا گیا تھا۔ لوگوں کو اس سے بہت زیادہ مسرت ہوئی مقام ”لامس“ میں فدیہ دے کر مسلمان قیدیوں کی رہائی کی مجلس منعقدہ کی گئی جو طراسوس سے بارہ فرسنگ کے فاصلہ پر تھا علماء ارکان سلطنت، سرحدی باشندے، اور ابو سلیمان کے ساتھ تین ہزار نظامی فوج اس میں شریک ہوئی طراسوس کا گورنر بھی اس موقع پر آ گیا تھا۔ رومی بھی مسلمان قیدیوں کو لے کر آئے تھے جن کی تعداد تین ہزار سات سو تھی قاسم بن رشید نے ان کے معاوضہ میں رومی قیدیوں کو رہا کرایا۔

اصحاب کہف کے شہر میں:..... پھر ۷۸۲ھ میں عبد الرحمن بن عبد الملک بن صالح صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا آہستہ آہستہ افسوس جو اصحاب کہف کا شہر تھا تک پہنچ گیا اسی زمانہ میں ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن ایون کے بعد اس کی ماں ربنی کو تخت حکومت پر جانشین بنادیا ہے اور اس کو عطشہ کا لقب دیا ہے اس خبر کو سن کر اسلامی لشکر نے روم پر حملہ کیا اور کامیابی کے ساتھ واپس آیا۔

خاقان کی بیٹی کا جھگڑا:..... ۷۸۳ھ میں خزر کے بادشاہ خاقان کی بیٹی فضل بن یحییٰ کی طرف روانہ کی گئی اتفاق سے مقام بروہ میں پہنچ کر مر گئی اس کے ساتھیوں نے واپس جا کر اس کے باپ کو یہ بتایا کہ اس کو دھوکے سے مار دیا گیا ہے۔ خاقان کو یہ سنتے ہی طیش آ گیا اور لشکر جمع کر کے اسلامی ملکوں پر حملے کے ارادہ سے باب الابواب سے خروج کیا ہزاروں مسلمانوں اور ذمیوں کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور ایسی زیادتیاں کیں کہ جو اس وقت تک کسی نے سنی بھی نہ تھیں، خلیفہ ہارون نے یہ مہم سر کرنے کی غرض سے یزید بن مزید کو صوبہ آرمینیا کا گورنر مقرر فرمایا اور آذربائیجان کی حکومت بھی اسی کے قبضے میں رہنے دی۔ اور خزیمہ بن خازم کوسینین میں اہل آرمینیا کی کمک کے لئے ٹھہرایا۔ بعض مؤرخوں نے خاقان کے خروج کی یہ وجہ بتائی ہے کہ سعید بن مسلم نے ہجیم سلمیٰ کو کسی وجہ سے قتل کر دیا تھا ہجیم کا بیٹا خزر کے پاس فریاد لے گیا خزر نے لشکر تیار کر کے سعید پر حملہ کر دیا اور آرمینیا میں قتل

❶ ترجمہ: جب کوئی تفصیلات دیکھنے کا خواہش مند ہو وہ مقدمہ ابن خلدون میں اس تبصرہ کا مطالعہ کر لے۔ (ثناء اللہ)

وغارت کرتے ہوئے گھس گیا۔ سعید بن مسلم یہ خبر سن کر بھاگ کھڑا ہوا اور خنز بھی قتل وغارت کر کے واپس چلے گئے۔

صائفہ پر حملہ:..... ۱۸۷ھ میں خلیفہ نے قاسم بن رشید کو عوام کا گورنر مقرر کر کے لشکر کا افسر بنا کر صائفہ جو روم کا شہر تھا پر جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اس نے قرہ پہنچ کر جنگ کی ابتداء کی اور اہل قرہ کو روزانہ جنگ و خونریزی سے تنگ کرنے لگا انہیں دنوں قاسم نے عباس بن جعفر بن اشعث کو قلعہ سنان کے محاصرہ کے لئے بھیج دیا رومی مقابلہ نہ کر سکے تین سو بیس مسلمان قیدی دے کر مسلمانوں سے صلح کر لی چنانچہ بعد صلح کے بعد شہزادہ قاسم اپنے لشکر کا ساتھ واپس آ گیا۔

ملکہ رینی اور نقفور:..... ان دنوں روم کی حکومت ملکہ رینی کے قبضے میں تھی رومیوں نے اس کو معزول کر کے نقفور (ٹیکفورس) کو تخت نشین کیا یہ رومیوں کے دیوان الخراج (دفتر تحصیل مالگذاری یا بورڈ آف رونیو) کا افسر تھا اس واقعہ کے پانچ مہینہ کے بعد ملکہ رینی مر گئی اور نقفور نے مقررہ خراج ادا کرنے سے انکار کر کے ارکان سلطنت کے صلح مشورے ہارون الرشید کو ایک خط ① لکھ بھیجا خلیفہ ہارون اس خط کو دیکھ کر آپے سے باہر ہو گیا لشکر تیار کر کے جہاد کے ارادے سے روم پر چڑھائی کر دی اور اس تیزی سے ہرقل کے (ہریکلی) پائے تخت رومیوں تک جا پہنچا کہ نقفور حیران رہ گیا کچھ نہ بن پڑا تو مجبور ہو کر معافی مانگی اور صلح کی درخواست کی۔

نقفور کی بد عہدی:..... مگر صلح کے بعد یہ سوچ کر پھر بد عہدی کر دی کہ شاید سردی کی شدت کی وجہ سے خلیفہ ہارون حملے کا ارادہ نہ کرے گا مگر اس کا یہ خیال غلط تھا خلیفہ ہارون یہ خبر سن کر کمر ہمت باندھ کے اٹھ کھڑا ہوا اور روم پہنچ کر تمام ملک میں اپنی فوج کو پھیلا دیا دیکھتے ہی دیکھتے روم کے بہت سے مشہور قلعے فتح کر کے واپس آیا۔ ۱۸۸ھ میں لشکر صائفہ کے سردار ابراہیم بن جبریل نے جدود صفصاف سے بلا روم پر حملہ کیا نقفور (گورنر روم) مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ کا مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تقریباً چالیس ہزار سپاہی مارے گئے۔ اسی سن میں شہزادہ قاسم بن رشید نے وابق میں رابطہ قائم کیا۔ ۱۸۹ھ میں خلیفہ ہارون نے ان دنوں جب وہ رے میں ہوا تھا شرو بن قارن، تداہر مز، جدمازیار اور دیلم کے گورنر مرزبان بن جستان کو امان عطا کی اور حسین خادم کے ذریعے امان نامہ لکھ کر طستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ مرزبان اور تداہر مز امان نامہ پاتے ہی دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ نے نہایت اعزاز و احترام سے انہیں اپنا مہمان بنایا انعامات و صلے عطا کئے تداہر مز اور مرزبان نے اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و اعتراف کر کے شروین کا خراج ادا کرنے کا ذمہ بھی لیا

سرزمین روم سے مسلمانوں کی رہائی:..... اسی سنہ میں مسلمانوں نے فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو رومیوں کی قید سے چھڑا لیا کوئی مسلمان قیدی سرزمین روم میں باقی نہ رہا۔ ۱۹۰ھ میں خلیفہ ہارون نے مامون کو رقبہ میں اپنا نائب بنایا اور سارا انتظام مملکت اس کے سپرد کر کے نقفور بادشاہ روم کی بد عہدی کی وجہ سے ایک لاکھ پینتیس ہزار انتظامی فوج کے علاوہ فوج مجاہدین اور رضا کاروں (والنیر) کے ساتھ روم پر حملہ کر دیا اس مرتبہ علاوہ ان لوگوں کے کہ جن کا نام رجسٹر میں درج نہ تھا اور کوئی ادارہ خلافت بغداد میں باقی نہیں رہا سب کے سب تیار ہو کر عساکر اسلامیہ کے ساتھ جہاد کرنے روانہ ہو گئے اور خلیفہ ہارون نے روانگی کے وقت اپنے ملک کے تمام شہروں میں ایک گشتی فرمان سرحدی علاقوں پر جہاد کرنے کا روانہ کر دیا اور خود ہر قلعہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا تیس (۳۰) دن کے محاصرہ کے بعد لڑ کر فتح کر لیا اہل قلعہ کو گرفتار کیا مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔

روم کے علاقوں پر قبضہ:..... اس کے بعد داؤد بن عیسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے دوسرے قلعوں کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا اللہ

① مضمون یہ تھا ”کہ پہلی ملکہ نے اپنی نادانی سے تمہیں رخ کا قائم مقام بنایا تھا اور خود کو پیادہ کا قائم مقام بنا رکھا تھا اس وجہ سے بہت سامال و اسباب اس نے تمہارے پاس روانہ کیا حالانکہ اس سے دو گنا تمہیں ملکہ کے پاس بھیجنا تھا اور یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت کی وجہ سے ہوا لہذا اس خط کو پڑھتے ہی جتنا خراج اب تک تم نے ملک روم سے وصول کیا ہے واپس کر دو اور اپنے آپ کو آنے والی مصیبت سے بچاؤ ورنہ بذریعہ تلوار فیصلہ کیا جائے گا۔“ اس خط کے پڑھتے ہی ہارون کا چہرہ غصہ سے تھما اٹھا اپنے قلم سے خط کی پشت پر یہ عبارت لکھ کر روانہ کر دیا من ہارون امیر المؤمنین الی نقفور کلب الروم قد قرأت کتابک یا ابن الکافرة والجواب ماتراہ دون ماسمع (ہارون الرشید امیر المؤمنین کی جانب سے نقفور رومی کے کی طرف، او کافر کے بچے جان لے کہ میں نے تیرا خط پڑھا) جلد ۶ صفحہ ۷۷

جل شانہ نے اس نامور سپہ سالار کے ہاتھ سے بہت سے قلعے فتح کروائے جس کو اس نے چاہلوٹ لیا ویران کر دیا انہیں دنوں شراحیل بن معن ابن زائدہ نے قلعہ صقلیہ (سسیلی) اور وسہ کو، یزید بن مخلد نے قلعہ صفصاف اور قونیہ کو فتح کر لیا اور عبداللہ بن مالک نے قلعہ ذی الکراع کا محاصرہ کر لیا۔

امیر البحر حمید:..... پھر حمید بن معیوب امیر البحر مقرر کیا گیا اس نے شام و مصر کے ساحلوں کی کشتیوں کو درست کر کے جزیرہ قبرس پر چڑھائی کر دی اہل قبرس کو شکست ہوئی حمید نے جزیرہ قبرس کو منہدم کر کے آگ لگا دی مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا اور قبرص کے رہنے والوں میں سے تقریباً سترہ ہزار آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور افقہ لے جا کر فروخت کر دیا قبرس کے اسقف نے دو ہزار دینار دے کر قید کی مصیبت سے اپنی جان بچائی۔

حلوانہ کا محاصرہ:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ ہارون نے ”حلوانہ“ کا محاصرہ کیا اور چند دنوں کے محاصرہ کے بعد عقبہ بن جعفر کو محاصرہ پر چھوڑ کے کوچ کر گیا نفقہ ہارون نے روازنہ جنگ سے تنگ آ کر خراج اور اپنا جزئیہ چار دینار، اپنے بیٹے اور بطریق کی طرف سے دو دودینار روانہ کئے اور یہ درخواست کی کہ ہر قلعہ کے قیدیوں سے فلاں عورت مجھے دے دی جائے کیونکہ یہ میرے بیٹے کی منگیتر ہے چنانچہ خلیفہ ہارون نے اس درخواست کے مطابق اس عورت کو روانہ کر دیا۔

قبرص کی بغاوت:..... اسی سنہ میں جزیرہ قبرص باغی ہو گیا جس کو معیوب بن یحییٰ نے لڑ کر اپنی مردانہ کوششوں سے فتح کیا اور وہاں کے سرکشوں اور متکبروں کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ جیسے ہی خلیفہ ہارون الرشید روم کے جہاد سے واپس آیا رومی بادشاہ نے عین زربہ اور کنینہ سوداء کو لوٹ لیا اور واپس چلا گیا مگر واپسی کے وقت اہل مصیصہ نے رومیوں سے سارا مال و اسباب چھین لیا۔

یزید بن مخلد کا روم پر حملہ:..... ۱۹۱ھ میں یزید بن مخلد ہیری نے دس ہزار فوجیوں کے ساتھ ملک روم پر حملہ کیا رومیوں نے ایک تنگ راستے میں ان لوگوں کو گھیر لیا یزید بن مخلد کو اس واقعہ میں شکست ہوئی طرسوس سے دو منزل کے فاصلے پر پچاس آدمیوں کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ اسی سن میں خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو گورنر بنانے سے پہلے خراسان صائفہ کی سرداری عطا فرمائی اور تیس ہزار خراسانی لشکر صائفہ کی فوج میں اضافہ کر کے روانگی کا حکم دیا اور روانگی کے بعد ہرثمہ خود بھی عساکر اسلامیہ کے ساتھ سرحدی علاقوں کی طرف کوچ کر گیا، ہارون نے سرحد حدث پر عبداللہ بن مالک کو اور مرعش پر سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مقرر فرمایا۔

رومیوں کا مرعش پر شب خون:..... اسی زمانہ میں رومیوں نے مرعش پر غفلت کی حالت میں شب خون مارا اور بہت سا مال و اسباب لوٹ کر واپس گئے لیکن اس کے باوجود سعید بن مسلم نے اپنی جگہ سے حرکت تک نہ کی۔ خلیفہ کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس کی طرف روانہ کیا اور خود حدث کا سرحد پر قیام کر کے اپنے سپہ سالاروں کو سرحدی علاقوں کے گرجے گرانے کے لئے بھیج دیا۔ ذمیوں نے وضع قطع اور لباس مسلمانوں سے علیحدہ کر لیا۔

طرطوس کی تعمیر:..... اسی سنہ میں ہرثمہ کو ”طرطوس“ کی تعمیر پر مقرر کیا گیا فرخ خلیفہ کا خادم اس تعمیر کا ناظم تھا طرطوس کی تعمیر میں دیر ہوتی نظر آئی تو خلیفہ کے حکم سے خراسان کی تین ہزار فوج اور مصیصہ و انطاکیہ کی ایک ایک ہزار فوج طرسوس میں تعمیر کی غرض سے بلالی گئی۔ چنانچہ ۱۹۲ھ میں طرسوس کی تعمیر مکمل ہوئی۔

فرقہ ”حزمیہ“ کی سرکوبی:..... اسی سنہ میں حزمیہ نے آذربائیجان کے آس پاس باغیانہ حرکت شروع کر دی جس کی سرکوبی کے لئے عبداللہ بن مالک دس ہزار کاشکر دے کر روانہ کیا گیا حزمیہ کا ایک بڑا گروہ قتل اور قید کر لیا گیا یہ لڑائی ”قرمانین“ نامی جگہ میں ہوئی تھی جنگ کے خاتمے کے بعد ان قیدیوں کو جو میدان جنگ میں گرفتار کر لئے گئے تھے بچ دیا گیا۔

ثابت بن مالک کی توری اور اقدامات:..... اسی سنہ میں سرحدی علاقوں پر ثابت بن مالک خراسانی کو مقرر کیا گیا۔ اسی کے ہاتھ سے مضمورہ فتح ہوا اسی سن میں اسی کے ذریعہ ”بردزن“ میں رومیوں اور مسلمانوں کی صلح ہوئی فریقین نے زرفدیہ دے کر اپنے اپنے قیدی رہا کر لئے۔ پھر

دوبارہ اسی سن میں رومیوں اور مسلمانوں نے معاوضہ دے کر اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑ لیا۔ اس صلح میں مسلمان قیدیوں کی تعداد دو ہزار پچاس ❶ تھی۔

ہارون کے گورنر:..... افریقہ کا گورنر جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں مزید بن حاتم تھا اس نے اے اھ میں اپنے بیٹے داؤد کو اپنا نائب بنایا پھر اس کی وفات ہو گئی خلیفہ ہارون نے اس کے مرنے پر روح بن حاتم (مزید کے بھائی) کو فلسطین سے بلوا کر افریقہ کا گورنر بنادیا اور ابو ہریرہ محمد بن فرخ کو جزیرہ سے معزول کر کے قتل کروادیا اور اس کی جگہ (ابو حنیفہ ❷ حرب بن قیس) کو مقرر کیا۔

موصل میں حکم بن سلیمان:..... ۷۶ھ میں موصل کی حکومت پر حکم بن سلیمان کو مقرر کیا اسی کے زمانہ گورنری میں فضل خارجی نے نصیبین کے پاس بغاوت کی تھی اور نصیبین کو لوٹ کر، داریا، اردن اور خلاط کا رخ کیا پھر اس ارادے کے ملتوی کر کے نصیبین کے ادارے سے موصل کی طرف آیا حکم کو یہ خبر ملی تو وہ اپنا لشکر لے کر گیا چنانچہ مقام زاب میں جنگ ہوئی پہلی لڑائی میں حکم کو شکست ہوئی لیکن حکم نے انتہائی جلدی سے دوبارہ اپنی قوت کو سنبھال کر فضل پر حملہ کر دیا پھر اسی معرکہ میں فضل اپنے ساتھی سمیت قتل ہو گیا۔

روح بن حاتم کی وفات:..... اسی سنہ میں روح بن حاتم نے افریقہ میں وفات پائی حبیب بن نصر مہلبی اس کا جانشین مقرر ہوا مگر پھر جب فضل بن روح نے دہلیز خلافت میں حاضر ہو کر افریقہ کی گورنری کی درخواست پیش کی تو خلیفہ ہارون نے حبیب کو معزول کر کے فضل کو افریقہ کا گورنر بنادیا۔

فضل بن روح اور ہرثمہ:..... محرم ۷۷ھ میں فضل افریقہ پہنچا۔ اس کے پہنچتے ہی افریقہ میں آتش بغاوت بھڑک اٹھی خراسانی لشکر اطاعت سے منحرف ہو گیا فضل نے ان کی رضا مندی کی بھرپور کوشش کی وہ راضی نہ ہوئے بلکہ روز بروز ان کا جوش بغاوت بڑھتا گیا، بلا آخر کار خلیفہ ہارون نے ہرثمہ بن اعین کو وہاں کا گورنر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ افریقہ روانہ کیا۔ چنانچہ اس کی عمدہ کارگزاریوں سے بغاوت ہو گئی۔ چونکہ ان دنوں افریقہ نفاق اور مخالفت کا مرکز بن گیا تھا ہرثمہ بن اعین نے کچھ دن بعد گورنری سے استعفاء دے دیا خلیفہ نے منظور کر لیا افریقہ جانے کے ڈھائی سال بعد عراق واپس آ گیا۔

فضل بن یحییٰ کی تقرری:..... اسی سنہ میں فضل بن یحییٰ کو اس کے بھائی جعفر بن یحییٰ کی جگہ مصر کا گورنر بنانے کے علاوہ رے اور سجستان کی حکومت بھی اسے دے دی گئی پھر تھوڑے دنوں کے بعد حکومت مصر سے معزول کر کے اسحاق بن سلیمان کو مقرر کیا۔ اس کی تقرری کے بعد ہی مصر میں جوقیہ نے علم بغاوت بلند کر دی (جوقیہ قیس اور قضاعہ کا ایک گروپ تھا) خلیفہ ہارون نے اسحاق کی کمک پر ہرثمہ بن اعین کو معرکہ گورنر بنا کر بھیجا جوقیہ نے ہرثمہ کے پہنچتے ہی اطاعت قبول کر لی لہذا آتش بغاوت ختم ہو گئی ایک مہینہ کے بعد ہرثمہ کو معزول کر کے عبدالملک بن صالح کو مقرر کیا۔

جعفر بن یحییٰ برمکی:..... اسی سنہ میں خلیفہ نے جعفر بن یحییٰ برمکی کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ شام کی بغاوت کچلنے کے لئے روانہ کیا جس میں بہت بڑا جنگی ساز و سامان اور نامی گرامی سپہ سالار اور مشہور مشہور جنگ آور تھے جعفر بن یحییٰ نے اپنی خداداد قابلیت سے اس فساد کو ختم کیا اس کی واپسی کے بعد خلیفہ ہارون نے اسے قدر افزائی کے لئے خراسان اور سجستان کا گورنر بنادیا۔

جعفر کے اقدامات:..... جعفر نے اپنی طرف سے عیسیٰ بن جعفر کو مقرر کیا اور خود مرلیس کے انتظام ملکی و مالی میں مصروف رہا اس دوران ہرثمہ بن اعین افریقہ سے واپس آ گیا جعفر نے اسے خلیفہ کے باڈی گارڈ کا انچارج بنادیا اس کے بعد فضل بن یحییٰ کو حکومت طبرستان اور ”ردیان“ سے معزول کر دیا گیا۔

❶ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن کا جلد ۳ صفحہ ۲۳۵ پر دو ہزار پچاس کے بجائے دو ہزار پانچ سو تحریر ہے۔

❷ اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے، یہ نام تاریخ کا جلد ۲ صفحہ ۲۶ سے لکھا گیا ہے۔

طبرستان اور رویان کے نئے گورنر:..... عبداللہ بن خازم طبرستان اور رویان کا، سعد بن مسلم جزیرہ کا اور یحییٰ بن سعد حریشی موصل کا گورنر مقرر کیا گیا اس نے اہل موصل کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور گزشتہ سالوں کا مالیانہ زبردستی وصول کرنے کی کوشش کی جس سے اکثر اہل موصل جلاوطنی اختیار کر کے نکل گئے خلیفہ ہارون نے اس کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن خالد کو موصل کا گورنر بنادیا۔

محمد بن مقاتل علی:..... پھر ۸۱۵ھ میں محمد بن مقاتل بن حکم علی کو (ہرثمہ کے مستعفی ہونے کے بعد) افریقہ کا گورنر مقرر کیا اس کا باپ مقاتل سپہ سالار ان شیعہ میں سے تھا اور یہ خود خلیفہ ہارون کا رضاعی بھائی اور ساتھ کا کھیلا ہوا تھا۔ اہل افریقہ نے ہرثمہ کے علیحدہ ہونے کے بعد پھر بغاوت کر دی چنانچہ سارے ملک میں بد نظمی پھیل گئی۔ ابراہیم بن اغلب اس دنوں زاب کا گورنر تھا۔ اور افریقہ کا لشکر اسی سے صلاح و مشورہ کرنے آتا تھا اور یہ درپردہ ان کی امداد کرتا تھا مگر پھر بھی محمد نے اپنی حکمت عملی سے لشکر افریقہ کو اپنا فرماں بردار بنالیا اور سارے افریقہ میں امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔

ابراہیم بن اغلب:..... لشکر افریقہ نے جو مجبوراً محمد کا فرماں بردار بن گیا تھا ابراہیم کو دربار خلافت میں افریقہ کا گورنر بننے کی درخواست پیش کرنے پر تیار کر لیا اس شرط پر کہ خراج مصر سے جو ایک لاکھ سالانہ افریقہ کی فوج کے مصارف کے لئے جایا کرتا ہے چار لاکھ سالانہ اس کے علاوہ خزانہ شاہی میں ہر سال داخل کرے گا۔ خلیفہ ہارون نے اپنے مشیروں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا تو ہرثمہ بن اعین نے رائے دی کہ ”ابراہیم بن اغلب کو افریقہ کا گورنر بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے“ چنانچہ سند گورنری محرم ۸۱۴ھ میں ابراہیم کے پاس بھیج دی۔ ابراہیم نے افریقہ پہنچ کر تمام امور کی نگرانی اپنے ذمہ لے لی اور بلوایوں اور باغیوں کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا جس سے شورش اور بغاوت ختم ہو گئی۔

عباسیہ نامی شہر:..... بلوہ فرو ہونے کے بعد قیروان کے قریب ایک شہر عباسیہ نامی آباد کیا اور اپنے اہل و عیال، معتمدین اور حشم و خدم کے ساتھ۔ عباسیہ میں سکونت اختیار کی اسی وقت سے ملک افریقہ میں اس کی حکومت اور سلطنت کی بنیاد پڑی جو آئندہ اس کی نسل میں باقی رہی جیسا کہ اس کے حالات میں بیان کیا جائے گا تا آنکہ اس پر عبیدی شیعہ خلفاء غالب آ گئے۔

یزید بن مزید:..... یزید بن مزید آذربائیجان کا گورنر تھا ۸۸۸ھ میں خلیفہ ہارون نے صوبہ آرمینیا کو بھی اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین کا گورنر بنادیا۔ ۸۸۴ھ میں یمن اور مکہ کی حکومت حماد بربری کو، سندھ کی داؤد بن یزید حاتم کو، جیل کی یحییٰ حرشی کو، اور طبرستان کی مہرویہ رازی کو عطا فرمائی۔

طبرستان کے گورنر کا قتل:..... ۸۸۵ھ میں اہل طبرستان نے یورش کر کے مہرویہ کو قتل کر دیا اس کے بعد اس کی جگہ عبداللہ بن سعید حرشی کو مقرر کیا۔ اسی سنہ ۸۸۵ھ میں یزید بن مزید شیبانی نے جو آذربائیجان و آرمینیا کا گورنر تھا مقام بردعہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا اسد بن یزید کو مقرر کیا گیا ۸۸۹ھ میں خلیفہ ہارون کو ”رے“ جانے کی ضرورت پیش آئی اسی زمانہ میں طبرستان، رے، دناوند، قومس اور ہمدان کی حکومت عبدالملک بن مالک کو عطا کی۔

۹۰ھ کے واقعات:..... ۹۰ھ میں موصل کی گورنر پر خالد بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔ ہرثمہ کی گورنر، سلیمان کی معزولی اور علی بن عیسیٰ کے ادبار کے واقعات جو ۹۱ھ میں گذرے تھے ان کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی سن میں حماد بربری نے ہیسیم یمانی کے خلاف فتح حاصل کی اور اسے خلیفہ ہارون کے پاس گرفتار کر کے لے آیا چنانچہ خلیفہ نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دیا۔ نیز اسی سن میں محمد بن فضل بن سلیمان کو موصل کا گورنر بنایا ان دنوں مکہ معظمہ پر فضل بن عباس (خلیفہ منصور و سفاح کا بھائی) حکومت کر رہا تھا۔

① اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

② یزید بن مزید شیبانی: ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۳۷ پر یزید بن مزید شیبانی کے بجائے یزید بن زائدہ الشیطانی تحریر ہے۔

رافع بن لیث اور یحییٰ بن لیث:..... رافع بن لیث بن نصر بن سیار ماوراء النہر کے لشکروں کے نامور سرداروں میں سے تھا، یحییٰ بن اشعث نے ایک نہایت حسین، خوبصورت، اور نازنین عورت سے نکاح کر لیا تھا جس کے پاس اکثر فرصت میں آیا جایا کرتا تھا اتفاق یہ کہ کسی وجہ سے اس عورت کو یحییٰ سے ناراضگی پیدا ہو گئی تو وہ علیحدگی کی فکر میں لگ گئی رافع نے موقع مناسب جان کر اسے یہ سکھا دیا کہ تم دو آدمیوں سے اپنے ارادہ اور کفر کی گواہی دلا دو تمہاری اس سے جان چھوٹ جائے گی اور اسلام قبول کر لینا میں تم سے شرعی طور پر عقد کر لوں گا اس عورت نے ایسا ہی کیا اور رافع سے اس نے عقد بھی کر لیا۔

رافع کی تذلیل:..... یحییٰ بن اشعث نے اس کی شکایت خلیفہ ہارون کے کان تک پہنچادی اور اس سے اصل واقعہ لفظ بہ لفظ عرض کر دیا خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کے نام اس مضمون کا فرمان بھیجا کہ رافع کی اس عورت سے علیحدگی کرا کے رافع پر حد شرعی جاری کرو اور سمرقند میں گدھے پر سوار کر کے گماؤ تا کہ دوسروں کو عبرت ہو۔

رافع کا جیل سے فرار:..... چنانچہ اس حکم کے مطابق رافع سے اس عورت سے علیحدہ کر کے قید کر دیا گیا مگر ایک دن موقع پا کر رافع جیل سے بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچ گیا علی بن عیسیٰ نے اس کو قتل کا ارادہ کیا مگر اپنے بیٹے عیسیٰ بن علی کی سفارش کی وجہ سے قتل نہ کیا اور سمرقند واپس جانے کی ہدایت کی۔

سمرقند پر قبضہ اور بغاوت:..... رافع نے سمرقند میں واپس جا کر یہ نیا گل کھلایا کہ حالت غفلت میں سمرقند کے گورنر کو جو علی بن عیسیٰ کی جانب سے مقرر تھا قتل کر کے سمرقند پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۱۹۰ھ کا ہے علی بن عیسیٰ نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے عیسیٰ کو رافع سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا رافع نے اس کو شکست دے کر اسی معرکہ میں اسے مار ڈالا علی بن عیسیٰ نے اس واقعہ سے پریشان ہو کر رافع سے جنگ کرنے کے لئے لشکر کی آراستگی اور سامان جنگ کی درستگی شروع کر دی اور اس خیال سے کہ کہیں رافع مرو پر قبضہ نہ کر لے بلخ سے مرو پہنچ گیا انہیں واقعات کے دوران سال پورا ہو گیا دوسرا سال شروع ہوا تو اس کے زوال کا زمانہ تھا چنانچہ اسے معزول کر دیا اور ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا گورنر بنادیا۔

رافع کا محاصرہ:..... رافع کے ساتھ نامی گرمی سپہ سالار بھی تھے مگر اس کی بد مزاجی سے اس سے علیحدہ ہو کر ہرثمہ کے پاس آ گئے۔ ان میں عجیف بن عنبنہ وغیرہ بھی تھے۔ ہرثمہ نے رافع بن لیث کا سمرقند میں محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے ایک مدت طویل عرصہ دراز تک محاصرہ کئے رہا اسی دوران طاہر بن حسین کو خراسان سے طلب کر لیا۔

خارجیوں کی موقع شناسی:..... اس کے آجانے کے بعد حمزہ خارجی نے اطراف خراسان کو شاہی لشکر سے خالی پا کر سر اٹھایا اور ہرات اور بختان کے نمک حرام عمال نے بھی بہت سامان اس کے پاس بھیج دیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی اس کے بعد ۱۹۲ھ میں عبدالرحمن نے حمزہ کے جنگ کرنے کیلئے نیشاپور کی طرف کوچ کیا تقریباً بیس ہزار فوج اس کے ہمراہ تھی۔ حمزہ بھی یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں حمزہ کو شکست فاش ہوئی اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے ہرات تک عبدالرحمن اس کا تعاقب کرتا چلا گیا حتیٰ کہ خلیفہ المامون نے فرمان بھیج کر تعاقب سے واپس بلوایا۔

ہرثمہ کی رافع کے خلاف کامیابی:..... ۱۹۳ھ میں ہرثمہ و رافع کی لڑائی ہوئی تھی جس میں فتح و کامیابی ہرثمہ کو حاصل ہوئی تھی اسی واقعہ میں ہرثمہ نے بشر رافع کے بھائی کو گرفتار کر کے خلیفہ ہارون کی خدمت میں بھیج دیا اور بخاری کو فتح کر لیا تھا۔ اس واقعہ سے پہلے خلیفہ ہارون صائفہ سے واپس آنے کے بعد طرسوس آباد کر کے رقعہ آ گیا تھا اور رقعہ سے رافع کی سرکوبی کے لئے خراسان کی جانب کر دیا تھا اور چونکہ رقعہ ہی سے بیماری شروع ہو گئی تھی اس لئے رقعہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر کے خزیمہ بن خازم کو قاسم کے پاس چھوڑ کر دار الخلافہ بغداد پہنچا۔

ہارون رشید کی خراسان روانگی:..... پھر بغداد سے سامان جنگ و سفر تیار کر کے اپنے بڑے بیٹے امین کو اپنا جانشین بنا کر شعبان ۱۹۲ھ میں خراسان کا رخ کیا۔ روانگی کے وقت مامون الرشید کو امین کے ساتھ بغداد میں رہنے کا حکم دیا فضل بن سہل نے مامون الرشید کو رائے دی کہ ”آپ

خلیفہ ہارون کیساتھ خراسان چلے جائے ایسا نہ ہو کہ امین کے ساتھ بغداد میں قیام کرنے سے کوئی خطرہ پیدا ہو جائے، مامون الرشید نے خلیفہ مامون (اپنے والد سے) عرض کیا تو خلیفہ ہارون نے مامون کی یہ درخواست منظور کر لی۔

ہارون کا مرض الموت: دار الخلافہ بغداد سے ہارون خراسان جانے کے ارادے سے روانہ ہو کہ ماہ صفر ۱۹۳ھ میں جرجان پہنچا چونکہ علالت کا سلسلہ طول کھینچ گیا تھا اس لئے قیام کر دیا اور اپنے بیٹے مامون الرشید کو نامی گرامی سپہ سالاروں کے ساتھ جس میں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، اسد بن خزیمہ، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، مہدی حریشی، اور نعیم بن خازم بھی شامل تھے مرو کی جانب روانہ کر دیا اور مامون کی روانگی کے بعد خود بھی موسیٰ کے پاس طرسوس چلا گیا۔

موت کی افواہ: دن بدن بیماری زور پکڑتی چلی گئی نقل و حرکت سے اتنا مجبور ہو گیا کہ لوگوں میں اس کی موت کا شور مچ گیا رفتہ رفتہ اس کے کان تک بھی یہ خبر پہنچی لوگوں کو دکھانے کی نیت سے سوار ہونے کا ارادہ کیا مگر کمزوری سے اٹھ نہ سکا اور بستر پر پڑا رہ گیا اس وقت جب کہ یہ طرسوس میں تھا بشیر بن لیث جس کو ہرثمہ نے قید کر کے روانہ کیا تھا پہنچ گیا اسے اپنے سامنے بلا کر کہا کہ ”واللہ اگر میری موت کے آنے میں اتنا بھی وقفہ ہوتا کہ میں اپنے لبوں کو حرکت دے سکوں تو میں یہی حکم دیتا کہ اس کو قتل کر دو“ بعد اس کے بعد ایک قصاب کو بلوا کر یہ حکم دیا کہ ”اس کا ایک ایک عضو کاٹ کر علیحدہ کر دو“ اتنا کہنے کے بعد بیہوش ہو گیا اور حاضرین اٹھ کر چلے گئے۔

زندگی میں قبر کی تیاری: جب اس کو اپنی زندگی سے ناامیدی ہوئی تو قبر تیار کرنے کا حکم دیا جس مکان ۱ میں مقیم تھا اس کے ایک گوشہ میں قبر کھودی گئی چند حفاظ قرآن نے قبر میں جا کے ختم قرآن کیا اور خود کنارہ قبر پر لیٹا ہوا دیکھتا رہا بار بار کہتا جاتا تھا۔

”و اسواتاہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم“

ہارون کی وفات: اس کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بیٹے صالح نے نماز جنازہ پڑھائی اس کی وفات کے وقت فضل بن ربیع، اسماعیل بن صبیح، مسرور، حسین اور رشید موجود تھے۔ تینیس برس یا کچھ اس سے زیادہ حکومت کی۔ بیت المال میں نوے کروڑ دینار چھوڑے۔ ۲

۱..... یہ حمید بن ابی غانم الطائی کا گھر تھا (البدلیہ والنہلیہ) (طبری)

۲..... ہارون کے خصائل: یہ خلیفہ جو ابھی آپ لوگوں سے رخصت ہو کر عالم جادوانی کی طرف چل دیا ہے بڑا اولوالعزم، علم و ہنر کا قدردان، صاحب فہم و فراست، عزم و ثبات، فیاضی و شجاعت میں ممتاز اور یکتا انسان تھا، خلفاء عباسیہ میں سب سے پہلے اسی نے علم و ہنر کی سرپرستی کا بیڑہ اٹھایا اس کی قدردانی ایسی شہرہ آفاق ہوئی کہ بڑے بڑے اہل کار چاروں طرف سے دربار خلافت میں کھینچے چلے آتے تھے خود بھی ذی علم تھا فقہ، حدیث، ادب و ایام عرب سے خوب ہی واقف تھا یحییٰ، فضل اور جعفر اس کے نامور وزیر تھے، جبریل اور یحییٰ شوع نامی گرامی عیسائی اطباء اس کے دربار کے طبیب تھے سواروں کے تنخواہ پچیس روپے، پیدل سپاہی کی دس روپے تھے سپہ سالاری کا کام جنگ کے وقت صوبہ کا گورنر، وزیر اعظم، قاضی القضاۃ اور خلیفہ کے بیٹے کر لیا کرتے تھے۔

اس کی وسعت سلطنت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے ممالک مقبوضہ کی سرحدیں ہندوستان سے لے کر بحر اوقیانوس تک تھیں سوائے اندلس عظمیٰ (اسپین) کے دوسری اسلامی دنیا اس کی مطیع تھی روم و یونان جس پر یورپ ناز کر سکتا تھا اس نامور خلیفہ کے خراج گزار تھے اس کے ملک کا سالانہ خراج سات ہزار پانچ سو قنطار تھا (ایک قنطار ۸۴۰۰ دینار کا اور ایک دینار پانچ روپے کا ہوتا ہے)

مذہبی عقائد اور خیالات کا پابند تھا، زندقہ الحاد سے سخت نفرت تھی بزرگان دین سے معتقدانہ ملتا تھا، فضیل بن عیاض کے مکان پر خود جاتا تھا علماء و فضلاء کی نصیحتوں کو گوش و ہوش سے سنتا تھا، شعر و شعراء سے دلی محبت رکھتا تھا اپنے مدائح کو زیادہ پسند کرتا تھا علی الخصوص خوش کلام شاعر کے کلام کو انتہائی رغبت اور شوق سے سنتا اور ان کو بڑے بڑے انعامات دیتا تھا مروان بن ابی حفصہ کو ایک قصیدہ پر جس کا ایک شعر یہ ہے: وسدت یھرون الثغور فاحکمت، بہ من امور المسمین المراز۔ پانچ ہزار دینار، ایک خلعت فاخرہ، دس رومی غلام، اور ایک خاصہ کا گھوڑا مرحمت کیا تھا۔

خلفاء عباسیہ میں سب کے سب پہلے اسی نے چوگان (پولو) کھیلا اور لٹکے ہوئے نشانے پر شرط باندھ کر تیر اندازی کی اور شطرنج کھیلی اور بے تکلفی کے مجلس میں نغمہ و سرود کو شوق و ذوق سے بیٹھ کے سنتا، گویوں کے مراتب اور وظیفے مقرر کئے، ابراہیم موصلی کو جو اپنے زمانے میں علم موسیقی کا استاد مانا جاتا تھا دس ہزار درہم ماہانہ دیتا تھا، رقیق القلب اتنا (باقی صفحہ آئندہ)

ابو عبد اللہ محمد امین بن ہارون الرشید ۱۹۳ھ تا ۱۹۸ھ

امین کی خلافت:..... خلیفہ ہارون الرشید کی وفات کے بعد اگلے دن صبح ہارون کے لشکر میں اڑن امین کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ مامون الرشید اس وقت ”مرو“ میں تھا حمویہ (جو کہ خلیفہ مہدی کا آزاد کردہ غلام تھا) افسر ڈاک نے اپنے نائب سلام ابن سلم کو جو بغداد میں تھا اس واقعہ کی اطلاع دی اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلافت کی مبارک باد دینے کی ہدایت کی سب سے پہلے جس شخص نے امین کو خلافت کی مبارک باد دی وہی تھا۔ ❶

صالح بن ہارون کی تعزیت:..... شہزادہ صالح بن ہارون الرشید نے بھی اپنے بھائی امین کی خدمت میں ایک خط ان کے والد ہارون الرشید کی وفات پر تعزیت اور اس کی خلافت کی مبارک بادی کا رجاء نامی خادم کے ذریعے روانہ کیا اور اس کے ساتھ ہی خلیفہ کی انگوٹھی عصا اور چادر بھی بھیج دی۔ رجاء کے پہنچنے کے بعد امین اپنے قصر سے جو خلد میں تھا نکل کر قصر خلافت میں آیا اور لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کی۔ خطبہ دیا اور حاضرین کو ہارون الرشید کی موت کی خبر سنا کر خود اپنی اور لوگوں سے تعزیت کی۔

خاندان اور سالاروں کی بیعت:..... اس کے بعد سارے خاندان خلافت نے بیعت کر لی سلیمان بن المنصور کو جو خلیفہ امین کے باپ اور والدہ کا چچا تھا سپہ سالاروں سے سندی کو عوام الناس سے بیعت لینے پر مقرر کیا گیا۔ بغداد کی نظامی فوج کو دو سال کا روزینہ عنایت کیا۔ اس کے بعد زبیدہ خاتون رقبہ سے بغداد آئیں خلیفہ امین اراکین سلطنت و امراء بغداد کے ساتھ انبار تک ان کا استقبال کرنے گیا زبیدہ کے ساتھ خزانہ شاہی بھی تھا۔

لشکر گاہ میں بیعت کا خط:..... ہارون کے انتقال سے پہلے جس وقت کہ اس کی بیماری بڑھ رہی تھی اس کی لشکر گاہ میں ایک خط بکر بن المعتمر کی معرفت امین نے اپنی بیعت لینے کے لئے روانہ کیا تھا دوسرا خط مامون اور موتمن کے نام بھی اسی مضمون کا بھیجا تھا اور تیسرا خط اپنے بھائی

❶..... مروج الذهب جلد ۳ صفحہ ۷۳ پر تحریر ہے کہ،، رجاء،، خادم تھا جو امین کا آزاد کردہ غلام تھا، صالح نے اسے امین کے پاس ہارون کی وفات کی اطلاع دینے کے لئے بھیجا تھا۔

(بقیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) زیادہ تھا کہ تھوڑی سی بات پر زرارہ روئے لگتا تھا محمد بن منصور بغدادی راوی ہے کہ جن دنوں خلیفہ ہارون نے ابوالعتاہیہ کو جیل کی سزا دی تھی ایک جاسوس کو اس کی روزانہ کی گفتگو اور کلام کی اطلاع دینے پر مقرر کیا تھا ایک روز ابوالعتاہیہ نے جیل کی دیوار پر جوش میں آ کر یہ دو شعر لکھ دیئے:

اما والله ان الظلم يوم ☆ وما زال المسى هو الظلوم
الى ديان يوم الدين نمضى ☆ وعند الله تجمع الخصوم

جاسوسوں نے خلیفہ کے کان تک ان شعروں کو پہنچا دیا ہارون سن کر رو پڑا جب کچھ سکون ہوا تو ابوالعتاہیہ و طلب کر کے رہا کر دیا اور انکو ایک ہزار دینار مرحمت کئے۔ سیاست ملکی اور معاملات سلطنت میں بیدار مغزی سے کام لیتا تھا بقائے سلطنت اور خلافت کی شان و شکوہ کا بے حد کوشاں تھا انہی وجوہات سے برآ مکہ کا قتل ہوا اور معاملہ کی نا فہمی سے لوگوں نے یہ الزام اس کے سر تھوپ دیا مگر عقل سلیم اور انصاف گزین تحقیق پسند طبیعت یہ بتلا رہی ہے کہ ہارون الرشید نے بعض ملکی مصلحتوں سے برآ مکہ کے خاندان کو تباہ کیا تھا نہ کہ جعفر و عباسیہ کے بے بنیاد نکاح کے باعث، جیسا کہ عام طور سے ناولوں اور روایت کش مؤرخوں کے ذریعے عوام میں مشہور ہو گیا ہے خلیفہ ہارون کا نکاح پہلے زبیدہ خاتون سے ہوا انہی کو ام جعفر بھی کہتے ہیں یہ جعفر بن المنصور کی بیٹی تھیں محمد امین انہی کے لطن سے پیدا ہوئے زبیدہ کے نکاح کے بعد لمتہ العزیز (ام ولد ہادی) سے عقد کیا ان کے لطن سے علی بن رشید تولد ہوئے، اس کے بعد ام محمد بنت صالح مسکین اور عباسیہ بنت سلیمان بن المنصور اور عزیزہ بنت خالد غطریف اور عثمانیہ بنت عبد اللہ بنت محمد بن عبد اللہ بن عمر بن عثمان بن عفان سے نکاح کیا، وفات کے وقت چار بیویاں زبیدہ، ام محمد، عباسیہ اور عثمانیہ زندہ تھیں، بارہ بیٹے تھے محمد امین زبیدہ کے لطن سے، عبد اللہ المامون مراجل نامی کنیر سے باقی قاسم المومنین، ابواسحاق محمد معتصم، صالح، ابوعیسیٰ محمد، ابویعقوب محمد، ابوالعباس محمد، ابوسلیمان محمد، ابوالغلی محمد، ابو محمد اور ابواحمد، امہات اولاد (کنیروں) سے پیدا ہوئے مگر ان میں سے چار امین، مامون، موتمن اور معتصم سب سے زیادہ مشہور ہیں، لڑکیاں چودہ تھیں سکینہ، ام حبیب، اردی، ام حسن، ام محمد، حمدونہ، فاطمہ، ام سلمہ، خدیجہ، ام قاسم، رملہ، ام جعفر، ام علی، عالیہ اور ریطہ تھیں اور یہ سب امہات اولاد کے لطن سے پیدا ہوئی تھیں۔ اس کے مرنے پر ملک میں ایک مصیبت سی پھیل گئی شعراء نے برسوں نوحہ خوانی کی فضیل بن عیاض فرماتے تھے مجھے ہارون کی موت سے زیادہ صدمہ کسی بات کا نہیں ہوا مجھے یہ تو گوارا تھا کہ اللہ تعالیٰ میری عمر کا حصہ ہارون کی عمر میں زیادہ کر دیتا۔

(میں نے یہ نوٹ کامل ابن اثیر تاریخ الخلفاء ابن خلکان اور المعارف سے انتخاب کر کے لکھا ہے) (مترجم)

صالح کو اس مضمون کا لکھا تھا کہ لشکر خراسان اور مال و اسباب سمیت فضل کے مشورہ و رائے کے ساتھ چلے آؤ ان خطوط کے علاوہ ایک خط علیحدہ سے فضل کے نام مال و اسباب اور خراسان شاہی کی حفاظت کے بارے میں لکھا تھا اور ہر محکمہ کے افسر کو اس کے عہدے پر بحال و قائم رکھا تھا مثلاً پولیس، باڈی گارڈ، اور حجابت وغیرہ۔

ہارون کو موت سے پہلے شک..... اتفاق سے اس کی اطلاع ہارون کو مل گئی تو امین نے بکر کو بلوایا اور اس سے آنے کے سبب دریافت کیا مگر بکر نے صاف جواب نہیں دیا ہارون کو شبہ پیدا ہو گیا تو اس نے پوچھا کہ اور کوئی خط لایا ہے؟ اس نے جواب دیا ”نہیں“ تو خلیفہ ہارون نے جھلا کر اسے کوڑے لگوا کر جیل میں ڈال دیا اس واقعے کے بعد ہی ہارون کا انتقال ہو گیا فضل بن ربيع نے بکر کو جیل سے نکلوایا بکر نے امین کے خطوط حوالہ کر دیئے۔

فضل کی بغداد روانگی..... اراکین سلطنت خطوط پڑھ کے امین سے مل جانے کے بارے میں مشورہ کرنے لگے فضل بن ربيع نے ان لوگوں سمیت جو اس وقت لشکر گاہ میں موجود تھے اس لئے کہ ان لوگوں کو خود اپنے وطن جانے کی تمنا تھی بغداد کی طرف کوچ کر دیا اس طرح اس نے اور تمام لشکریوں نے مامون کے عہد اور معاہدے کو پس پشت ڈال دیا۔

مامون کا رد عمل..... مامون الرشید کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے باپ کے سپہ سالاروں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شیبہ بن حمید بن قحطبہ اور علاء مولیٰ ہارون کو لشکر میں ساتھ تھے ایک مجلس میں جمع کیا۔ علاء اس کا حاجب (لارڈ چیملرین) عباس بن مسیب بن زہیر (افسر اعلیٰ پولیس) اور ایوب بن ابی سمیر کا تب اس کے (سکرٹری) تھے عبدالرحمن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین فضل بن سہل مخصوص و معزز معتمدین میں سے تھے۔

ساتھیوں کے مشورے..... حاضرین میں سے بعض کی یہ رائے تھی کہ فوراً تعاقب کر کے فضل بن ربيع کو اس کے ساتھیوں سمیت واپس لایا جائے لیکن فضل بن سہل نے اس رائے سے اختلاف کر کے مشورہ دیا کہ ”مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ کہیں وہ لوگ آپ کو دھوکھا نہ دیں میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ بذریعہ خط و کتابت ان لوگوں کو ایفاء عہد اور بیعت کی پابندی کا حکم دیجئے اور بدعہدی اور بیعت توڑنے کے برے انجام سے ڈرائیے۔“

مامون کے قاصد کی ناکام واپسی..... مامون الرشید نے اس رائے کے مطابق سہل بن صاعد اور نوفل (خادم) کے ذریعے ایک خط فضل بن ربيع وغیرہ کے پاس نیشاپور روانہ کیا فضل ربيع نے خط پڑھ کر کہا ”کیا میں ہی اکیلا اس لشکر میں ہوں“ عبدالرحمن نے اپنے پاؤں سے سہل کو دبا کر نیزہ مارنے کا ارادہ کیا پھر کچھ سوچ کر نیزہ کا پھل دکھا کر بولا ”اگر تیری جگہ تیرا آقا (مامون) ہوتا تو اس کے سینہ پر بھی یہی رکھ دیتا“ سہل حیرت زدہ ہو کر عبدالرحمن کا منہ تک رہا تھا اور عبدالرحمن مامون کو گالیاں دیتا جا رہا تھا۔ سہل اور نوفل بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر مامون کے پاس واپس آ گئے اور تمام واقعات سے اس کو مطلع کیا۔

فضل بن سہل کی مامون کو تسلی..... فضل بن سہل نے عرض کیا ”اللہ تعالیٰ کا فضل شامل حال ہے چونکہ آپ خراسان میں ہیں ان دشمنوں کی دشمنی سے آپ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی خراسان میں مقتنع نے بغاوت کی تھی اس کے بعد یوسف البر نے سر اٹھایا اس سے دولت عباسیہ کو بغداد میں ایک قسم کا تردد پیدا ہوا لیکن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے بہت جلد دور ہو گیا اور آپ نے تورافع بن لیث کی بغاوت کے زمانہ کے حالات ملاحظہ فرمائے ہی ہیں اور آج بفضلہ تعالیٰ آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کا طوق ان کی گردنوں میں ہے صبر و استقلال سے کام لیجئے میں آپ کی خلافت کا ذمہ دار ہوں“ مامون نے کہا ”انشاء اللہ تعالیٰ میں تمہارے کہنے پر عمل کروں گا اور اس کام کی ذمہ داری تمہارے حوالہ کرتا ہوں“

فضل کا مشورہ..... فضل بن سہل نے عرض کیا ”عبداللہ بن مالک اور دوسرے اراکین دولت بوجہ شہرت و قوت مجھ سے زیادہ آپ کے حق

میں مفید ہوگی اور ان میں سے جو آپ کے اس کام کو انجام دے میں اس کا خادم ہوں گا حتیٰ کہ زمام حکومت آپ کے قبضہ میں آجائے،^① مامون نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا فضل مامون سے رخصت ہو کر اراکین دولت سے جھڑک کر نکال دیا چنانچہ فضل مامون کے پاس واپس آیا اور اسے ان حالات سے آگاہ کیا۔

فضل کی ذمہ داری:..... مامون نے کہا ”بہتر یہ ہے کہ تم ہی اس کام کی ذمہ داری اپنے ہاتھ میں لے لو“ فضل نے عرض کیا ”موجودہ حالات میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ فقہاء اور علماء کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو راہ حق پر چلنے اور عمل کرنے کی ہدایت کریں احیاء سنت اور ظلم کی سرکوبی کی تعلیم دیں۔“^②

مامون کی کوششیں:..... مامون — اسی وقت فقہاء کو طلب کر کے وعظ و پند کی ہدایت کی اور لشکر کے کمانڈروں و اراکین سلطنت کی دل جوئی کرنے لگا تیسری سے کہتا تھا کہ ”مجھے تخت خلافت پر بیٹھنے تو دو میں تم کو موسیٰ بن کعب کی جگہ مقرر کر دوں گا، ربیع سے ابوداؤد اور خالد بن ابراہیم کا عہدہ دینے کا وعدہ کرتا تھا یمنی کو قحطہ و مالک بن یثیم کی جگہ مقرر کرنے کا اقرار کیا تھا یہ سب دولت عباسیہ کے نقباء تھے اور اہل خراسان کو خوش کرنے کے خیال سے چوتھائی خراج معاف کر دیا جس سے اہل خراسان کی باچھیں کھل گئیں۔ خوشی کے مارے کہتے پھرتے تھے ”کیوں نہ ہو وہ ہماری بہن کا بیٹا، اور ہمارے نبی کے چچا کا لڑکا ہے“ مامون نہایت توجہ اور بیدار مغزی سے ان ممالک کا جو اس کے قبضہ میں خراسان اور ”رے“ وغیرہ کے تھے انتظام کرنے لگا۔ پھر اپنے بڑے بھائی امین کے پاس تحائف روانہ کئے اور مؤدبانہ خط تحریر کیا۔

مؤمن کی معزولی:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ امین نے اپنی حکومت کے پہلے ہی دور میں اپنے بھائی قاسم المؤمن کو جزیرہ سے معزول کر دیا مگر قسریں اور عوام کی گورنری پر بدستور قائم رکھا اور جزیرہ میں اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا اس کے عہد خلافت کے شروع میں مکہ معظمہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد اور حمص کا گورنر اسحاق بن سلیمان تھا لیکن اہل حمص نے اس سے مخالفت اور بغاوت کی لہذا اسحاق حمص سے سلمیہ چلا آیا خلیفہ امین نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن سعید خریشی کو مقرر کیا لہذا اس نے حمص پہنچ کر باغیوں میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو جیل بھیج دیا اور حمص کے اطراف میں آگ لگا دی باغیوں نے مجبور ہو کر امان کی درخواست کی چنانچہ عبداللہ بن سعید نے امان دیدی مگر کچھ عرصہ کے بعد پھر باغی ہو گئے عبداللہ بن سعید نے پھر ان کے اکثر آدمیوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد خلیفہ امین نے ابراہیم بن عباس کو حمص کا گورنر بنا کر حمص روانہ کر دیا۔

ہرثمہ اور رافع:..... ۱۹۳ھ میں ہرثمہ بن اعین سمرقند میں طاقت کے زور سے داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں پر قیام بھی کیا اس کے ساتھ طاہر بھی حسین بھی تھا رافع بن لیث نے ترکوں کے پاس جا کر پناہ لی اور ترکوں کی پشت پناہی سے لشکر نیا کر کے دوبارہ ہرثمہ کے مقابلہ پر آیا ہرثمہ کی حکمت عملی سے ترکوں اور رافع میں چپقلش ہو گئی چنانچہ ترک رافع سے علیحدہ ہو کر واپس چلے گئے جس سے رافع کے کاموں میں کمزوری پیدا ہو گئی۔

رافع کی مامون سے صلح:..... اس دوران مامون کے حالات سے اس کو آگاہی ہوئی لہذا امان طلب کر کے دربار میں آیا مامون انتہائی احترام کے ساتھ پیش آیا اور ان کی بہت زیادہ عزت کی اس کے بعد ہرثمہ حاضر خدمت ہوا مامون نے اس کو اپنے باڈی گاڈ کا افسر بنا دیا مگر خلیفہ امین کو یہ سب کاروائیاں پسند نہ آئیں۔

نفقور کا قتل:..... اسی سنہ میں اپنی حکومت کے ساتویں سال نفقور (بادشاہ روم) جنگ برجان میں مارا گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا استبراق جانشین بنایا یہ بہت بڑا جری اور بہادر تھا مگر دو مہینہ حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کی بہن کا داماد میخائیل بن جرجیس تخت نشین ہوا اس کی حکومت کے دوسرے سال ۱۹۴ھ میں رومیوں نے بغاوت کر دی چنانچہ میخائیل دارالسلطنت چھوڑ کر بھاگ گیا اور رہبانیت اختیار کر لی، تب رومیوں نے میخائیل

① فضل بن سہل کی جو گفتگو تھی وہ مامون کے اپنے بھائی سے اختلاف اور ناراضگی کے ابھارنے کا سبب بنی تھی اور یہ سب بھوکا تھا کیونکہ اگلے گھڑ سوار دستے اسی فارسی عربی حکومت کو گرانے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

② اس جگہ جو عبارت ہے وہ اصل میں مختلف ہے اس لئے کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۹۷ پر صوفیوں کی نگرانی کرنے کا حکم دیتا بھی معلوم ہوتا ہے۔

کے بعد، ایون، سپہ سالار کو تخت نشین کر لیا۔

مامون کو معزول کرنے کا پروگرام..... جس وقت فضل بن ربیع مامون کی بیعت توڑ کر خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت اس کو برے انجام کے خطرات پیدا ہوئے برے انجام کے پیش نظر مامون سے اپنے سارے تعلقات قطع کر کے خلیفہ امین کو بہکانے لگا رفتہ رفتہ اس کو اس بات پر تیار کر لیا کہ مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کی بیعت لے لی جائے علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندھی وغیرہ اور ان کے علاوہ ان لوگوں نے جو مامون سے اپنی مخالفت کی وجہ سے ڈرتے تھے اس رائے سے موافقت کی مگر خزیمہ بن حازم اور اس کے بھائی عبداللہ نے اس کی مخالفت کی اور خلیفہ امین کو قسم دلا کر اس فعل سے باز رہنے اور لوگوں کو نقص عہد کرنے اور بیعت توڑ کر مصیبت میں ڈالنے سے منع کیا لیکن خلیفہ امین اس بات پر برابر اصرار کر رہا تھا۔

خطبہ میں امین کے بیٹے کا نام..... اس دوران یہ خبر ملی کہ مامون نے عباس بن عبداللہ بن مالک کو حکومت رے سے معزول کر دیا ہے اور ہرثمہ بن اعین کو باڈی گارڈ کا افسر مقرر کیا ہے رافع بن لیث نے اس کی درخواست کی تھی مامون نے اس کو امن دے دیا چنانچہ رافع بن لیث اس کے حامیوں میں داخل ہو گیا ہے لہذا خلیفہ امین نے بت سمجھے بوجھے اپنے گورنروں کے نام ایک گشتی فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ خطبوں میں مامون اور موتہن کے بعد میرے بیٹے موسیٰ کے لئے دعا کیجئے۔

مامون سے اعلان کروانے کی کوشش..... مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے امین کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور خط و کتابت بند کر دی اس کے بعد خلیفہ امین نے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن جعفر بن المنصور، صالح (گورنر موصل) اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو مامون کے پاس یہ پیغام دے کر روانہ کیا کہ میرے بیٹے موسیٰ بن امین کی ولی عہدی کو اپنی ولی عہدی سے پہلے کر دو اور مجمع عام میں اس کا اظہار کرو جس وقت یہ لوگ مامون کے پاس پہنچے مامون نے امراء خراسان کو جمع کر کے اس بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم لوگوں نے آپ کی بیعت اس شرط سے کی تھی کہ آپ خراسان سے باہر تشریف نہیں لے جائیں گے۔

مامون کا انکار..... مامون نے خلیفہ کے وفد کو بلوا کر اس درخواست کی منظوری سے انکار کر دیا جو وہ لے کر آئے تھے فضل بن سہل اس موقع پر ایک چال اور چل گیا کہ عباس بن موسیٰ کو جھانسدہ دیکر اپنا جاسوس و مخبر بنالیا جو وقتاً فوقتاً خلیفہ امین اور اس کی دربار کی کیفیت لکھتا رہتا تھا۔

محکمہ ڈاک اور دوسرے مطالبات نامنظور..... وفود کے واپسی کے بعد خلیفہ امین نے مامون سے خراسان کے بعض علاقوں کی درخواست کی اور یہ خواہش بھی ظاہر کی کہ خراسان میں اس کے بعض افسر اور اس کے محکمہ ڈاک کے قیام کی اجازت دی جائے مگر مامون نے ان میں سے ایک کو بھی منظور نہیں کیا بلکہ ساتھ ہی احتیاط کے طور پر اور سرحدی علاقوں پر اپنے با اعتماد اور خاص امیروں کو نگرانی و محافظت کے لئے متعین کر دیا تا کہ کوئی اجنبی شخص بغیر اجازت خراسان نہ آ سکے۔

مامون کے لئے خطرات..... اس احتیاط کے باوجود مخالفت کے انجام سے خائف تھا انہی دنوں خاقان (بادشاہ تبت) نے اپنے مقبوضہ ملک کے سرحدی علاقوں پر شخون مارنے کا ارادہ کیا تھا، حیفوہ باغی ہو گیا تھا اور ترک بادشاہوں نے خراج دینا بند کر دیا تھا، مامون کو اس سے زیادہ خطرہ پیدا ہو گیا۔

فضل بن سہل کا مشورہ..... فضل بن سہل نے مشورہ دیا کہ خود کو خطرات سے محفوظ رکھنے کے لئے خاقان و خیوفہ کو خود مختار حکمران بنادیتے اور کابل کے حکمران سے دوستانہ مراسم قائم کرنے کے خیال سے خراسان کے تحائف بھیجے باقی دوسرے ترک بادشاہوں کا خراج معاف کر دیتے اس انتظام کے بعد سوار اور پیدل فوج کا لشکر مرتب کر کے برسر مقابلہ آئیے اگر کامیابی حاصل ہو جائے تو نور علی نور، ورنہ خاقان کے پاس پناہ گزین ہو جائے گا۔

مامون کا خط بنام امین..... مامون نے اس رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر ایسا ہی کیا اور خلیفہ امین کو اس کی فرمانبرداری ظاہر کر کے

ایک نظر تحریر کیا، امیر المؤمنین! آپ کا فرمان عالیشان مجھے ملا میں آپ کا اس سرحد پر ایک ادنیٰ گورنر ہوں چونکہ مجھے خلیفہ ہارون نے اس سرحد پر قیام کرنے کی ہدایت کی تھی اور اسی کی حفاظت پر مقرر فرمایا تھا اور میرے یہاں قیام پذیر ہونے سے ہزاروں فائدے ہیں اس لئے میں حاضر نہیں ہو سکتا اس لئے میری اس غیر حاضری کو معاف فرمائیں میں آپ کا حاضر و غائب فرمانبردار ہوں۔

موسیٰ کی ولی عہدی کا اعلان:..... خلیفہ امین کے خیالات یہ خط پڑھنے سے تبدیل ہو گئے اور یہ بات اس کی ذہن نشین ہو گئی کہ مامون میری مخالفت نہیں کریگا چنانچہ اسی بناء پر ۱۹۵ھ کے شروع میں مامون کو ولی عہدی سے معزول کر کے اپنے بیٹے موسیٰ کی ولی عہدی کی بیعت لے لی اور اسے الناطق بالحق کا لقب عنایت کیا اسی تاریخ سے مامون اور مومن کے نام خطبہ سے نکال دیئے گئے اور منبروں پر ان کا ذکر متروک ہو گیا۔

موسیٰ کی تربیت:..... خلیفہ امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے کے بعد علی بن عیسیٰ کی تربیت میں دے دیا اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک اس کی پولیس کا، عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کے باڈی گارڈ کا اور علی بن صالح صاحب المصلیٰ کو اس کے دفتر انشا کا ذمہ دار بنایا۔

عہد نامہ کو چاک کرنا:..... اس کارروائی کے بعد خلیفہ نے اپنے دوسرے بیٹے عبد اللہ کو بھی موسیٰ کے بعد ولی عہد بنا دیا چنانچہ خطبوں میں پہلے خلیفہ امین کا نام لیا جاتا ہے اس کے بعد موسیٰ اور عبد اللہ کے لئے دعا کی جاتی ہے اور اس کو القائم بالحق کا لقب دیا گیا، خانہ کعبہ سے وہ عہد نامہ بھی طلب کر کے چاک کر دیا جو امین اور مامون کی ولی عہدی کا تھا اور جس کو خلیفہ ہارون نے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا تھا۔

مامون کے اقدامات:..... مامون کے جاسوسوں نے جو بغداد میں تھے ان تمام واقعات کی اطلاع دی اور مامون نے انتہائی توجہ کے ساتھ سن کر کہا کہ جن باتوں کی اطلاع مخبروں نے دی ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ یہی میری حق رسی کے لئے کافی ہوں گی، اس کے بعد انتظاماً فضل بن سہل کو لشکر رے کے پاس انعامات و وظائف اور رسد و غلہ تقسیم کرنے کے لئے روانہ کیا فضل بن سہل نے اپنی خوش انتظامی سے مستقل فوج کے علاوہ مقام رے کے آس پاس جتنے جنگ کے ماہر سپاہی تھے سب کو جمع کر لیا اس کے بعد طاہر بن حسین بن مصعب بن زریق بن اسعد خزاعی نے ابو العباس خزاعی کو امیر لشکر بنا کر مقام رے کے لشکر کی طرف بھیج دیا اور اس کے اسٹاف میں نامی گرامی سپہ سالاروں اور مددگار فوجوں کو بھیجا، ابو العباس نے مقام رے پہنچ کر لشکر کو از سر نو مرتب کر کے مسلحہ اور مراد مقرر اور منتعین کئے۔

امین کی فوجوں کی روانگی:..... خلیفہ امین نے بھی عصمتہ بن حماد بن سالم ① کو ایک ہزار پیدل سپاہیوں سمیت ہمدان کی طرف روانہ کیا ② اور یہ حکم دیا کہ تم ہمدان میں مقیم رہنا اور اپنے مقدمہ الجیش کو سادہ لباس میں بھیجنا۔

ابن مہان کی روانگی کی وجہ:..... کہا جاتا ہے کہ فضل بن ربیع کو فضل بن سہل کے جاسوس نے علی بن عیسیٰ بن مہان کی روانگی پر اس لئے تیار کیا تھا کہ اہل خراسان کو اس سے دلی نفرت تھی یہی وجہ تھی کہ اہل خراسان اس کے مقابلہ میں بے جگری سے لڑے تھے، بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اہل خراسان نے مکرو فریب سے علی بن عیسیٰ بن مہان کے پاس سے بہت سے خطوط اس مضمون کے بھیجے تھے کہ اگر آپ امیر لشکر بن کر آئیں گے تو ہم لوگ فوراً آپ کی اطاعت قبول کر لیں گے، خلیفہ امین نے اس بناء پر ابن مہان کو روانگی کا حکم دیا اور اسے جاگیر کے طور پر نہاوند، ہمدان، قحہ، اصفہان اور کل بلاد جبل کو حرباً و خراجاً مرحمت کئے خزانہ شاہی سے خاطر خواہ رقم لے جانے کا اختیار دیا سامان سفر و اسباب جنگ ضرورت سے بہت زیادہ دیا، پچاس ہزار سوار کا لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔

لشکر کی مدد کے خطوط:..... اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجل اور ہلال بن عبد اللہ حضرمی کے نام فرمان اس مضمون کا روانہ کیا کہ بوقت ضرورت ابن مہان کی مدد کرنا، علی بن عیسیٰ بن مہان خلیفہ امین سے رخصت ہو کر زبیدہ (امین کی والدہ) محل سر کے دروازہ پر رخصت ہونے کی

① تاریخ یعقوبی ج ۱۰، ۴۳۷ پر عصمتہ بن سالم کے بجائے عصمتہ بن ابی عصمتہ السبعی تحریر ہے۔

② یہ واقعہ ۱۹۵ھ کا ہے تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۵۳۔

اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔

مامون کے لئے چاندی کی ہتھکڑی:..... زبیدہ نے مامون کے معاملہ میں جیسا کہ وصیت کرنے کا حق تھا بے حد وصیت کی اور چاندی کی ہتھکڑی و بیڑی دیکر یہ سمجھایا کہ میں اس کو محبت اور شفقت میں اپنے بیٹے امین کے برابر سمجھتی ہوں اگر کچھ کم کامیابی حاصل ہو جائے تو نہایت ادب و امتیاز کے ساتھ اس کو قید کر کے لانا، خبردار مامون کے ساتھ کسی قسم کی بے ادبی نہ کرنا، غرض یہ کہ علی بن عیسیٰ بن مہبان بغداد سے شعبان میں روانہ ہوا خلیفہ امین اپنے سپہ سالاروں اور لشکر کے ساتھ رخصت کرنے چلا اس کے ساتھ جانے والوں کا بیان ہے کہ اس شان والا پر شکوہ اور بڑے ساز و سامان والا لشکر اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

طاہر کے لشکر کی اطلاع:..... سابلہ میں پہنچا تو مقام رے کے لوگوں نے اسے بتایا کہ طاہر مقام رے میں ٹھہرا ہوا لشکر کو منظم کر رہا ہے اور ہمہ تن جنگ کے لئے تیار ہے ابن مہبان نے دیلم اور طبرستان کے حاکموں کے پاس خطوط روانہ کئے مراسم اور اتحاد بڑھانے کے لئے انعامات اور جاگیریں دینے کا وعدہ کیا اور قیمتی قیمتی زیورات اور تحائف بھیجے کہ اس کے بدلہ میں کہ خراسان کی ناکہ بندی کر لیں چنانچہ ملوک دیلم اور طبرستان نے اسے منظور کر لیا، اس کے بعد ابن مہبان سابلہ سے روانہ ہو کر مقام رے کے پہلے صوبہ میں خیمہ زن ہوا۔

طاہر کے بارے میں غلط فہمی:..... اس کے مشیروں اور ساتھیوں نے جاسوس بھیجنے اور ہر اول دستے اور مورچے قائم کرنے کی رائے دی ابن مہبان نے کہا کہ طاہر جیسے شخص کے مقابلہ کے لئے اتنی تیاری کی ضرورت نہیں ہے وہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑے گا یا سواروں کی ٹاپوں کی آوازیں کر رہی بھاگ جائے گا، پہلی صورت میں اہالیان رے ہی اس کا قلع قمع کر دیں گے اور دوسری صورت میں کسی تیاری کی ضرورت نہیں ہے۔

ابن مہبان کے جنگ کے مشورے:..... رفتہ رفتہ جب ابن مہبان مقام رے سے دس فرسخ کے فاصلہ پر رہ گیا تو طاہر کے ساتھی ابن مہبان سے جنگ کرنے کے معاملہ میں غور و فکر کرنے لگے آخر کار اس پر متفق ہو گئے کہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا چاہیے مگر طاہر نے یہ رائے دی کہ مقام رے میں قلعہ بند ہو کر لڑنا خطرے سے خالی نہیں ہے ایسا نہ ہو کہ رے والے فریق مخالف سے مل جائیں اور ہم پر غفلت میں شب خون ماریں اس لئے بہتر یہ ہے کہ مقام رے سے باہر نکل کر جنگ کی جائے۔

باہر نکل کر لڑنے کا فیصلہ:..... حاضرین نے یہ رائے پسند کی اور اس کے مطابق مقام رے سے نکل کر پانچ فرسخ کے فاصلے پر صف آرائی کی لشکر کی تعداد چار ہزار سواروں سے بھی کم تھی احمد بن ہشام نے جو کہ لشکر خراسان کا افسر اعلیٰ تھا یہ رائے دی کہ لشکر گاہ میں امین کی معزولی اور مامون کی خلافت کا اعلان کر دینا چاہیے تاکہ علی بن عیسیٰ یہ ظاہر کرے کہ میں امین کا عامل ہوں اہل خراسان کو امین کی اطاعت کا دھوکہ نہ دینے پائے، چنانچہ طاہر نے ایسا ہی کیا۔

علی بن عیسیٰ کا غرور:..... علی بن عیسیٰ نے طاہر کے لشکر کی کمی کا احساس کر کے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا بہادرو! کیا دیکھ رہے ہو فوراً ان کو پکڑ لو یہ لوگ اتنے کم ہیں کہ ان پر تلواروں کا وار کرنا یا نوکدار نیزوں سے ان کے سینوں کو چھیدنا فضول ہے بہتر یہ ہے کہ ان کو چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لو یہ جملے سن کر سپاہیوں کے دل بڑھ گئے علی نے اپنے لشکر کو میمنہ و میسرہ سے مرتب کر کے دس جھنڈے بنائے اور ہر جھنڈے کے ساتھ ایک ایک ہزار فوج رکھی اور ہر جھنڈے کو دورے سے ایک تیر کے فاصلہ پر رکھا اور یہ حکم دیا کہ باری باری جنگ کریں۔

طاہر کی تیاری:..... طاہر نے بھی اپنی فوج کو چند ٹولیوں میں تقسیم کر کے جنگ کی ترغیب دی اور صبر و استقلال سے لڑنے کی ہدایت کی اتفاق سے صف آرائی کے وقت طاہر کے ساتھیوں میں سے ایک گروپ علی بن عیسیٰ کے پاس چلا گیا مگر علی بن عیسیٰ نے بعض لوگوں کو لگوائے اور بعضوں کی تشہیر کرائی چنانچہ علی بن عیسیٰ کے اس فعل کی وجہ سے طاہر کے باقی ساتھی اس سے مل جانے سے رک گئے اور جنگ میں جی توڑ کوشش کی۔

ہارون کی معاہدہ کی تشہیر:..... پھر احمد بن ہشام کے مشورے سے طاہر نے آغاز جنگ سے پہلے علی بن عیسیٰ کے لشکر میں اس سے اور بے

دلی پھیلا دی کہ عہد نامہ کو جس میں مامون کی بیعت کا تذکرہ تھا دونوں لشکروں کے درمیان نیزے پر لٹکا کر علی بن عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو مامون کے عہد و پیمان کو یاد دلایا اور بد عہدی کے انجام اور بیعت توڑنے سے ڈرایا۔

ابن ماہان اور طاہر کی جنگ:..... اس کے بعد لڑائی چھڑ گئی پہلے علی کے میمنہ نے میسرہ پر حملہ کیا جس سے طاہر کے میسرہ کو شکست ہو گئی پھر دوبارہ علی کا میسرہ طاہر کے میمنہ پر حملہ آور ہوا اور اس کو بھی اس نے مورچہ سے ہٹا دیا طاہر نے اپنے لشکر کی فوج اور ساتھیوں کو اپنی پر جوش تقریر سے ابھار کر علی کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا پہلے ہی حملہ میں علی کے قلب کو شکست ہو گئی طاہر کا میمنہ اور میسرہ اپنے ساتھیوں کو کامیاب دیکھ کر واپس آ گیا جس سے طاہر کے ساتھیوں کی قوت بڑھ گئی اور علی کے ساتھی شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور علی ان کو بلند آواز سے بلانے لگا۔

ابن عیسیٰ کا قتل اور شکست:..... اس دوران طاہر کے ساتھیوں میں سے کسی نے ایک تیرا سارا کہ علی کے گلے میں جا کر تر ازو ہو گیا علی نے زمین میں گر کر دم توڑ دیا اور اس شخص نے وہاں پہنچ کر اس کا سر اتار دیا اور اس کی لاش کو ایک لکڑی پر لٹکا کر طاہر کے پاس لے آیا پھر اس کے حکم سے ایک کنویں میں پھینک دیا، کامیابی کے بعد طاہر نے باری تعالیٰ کے شکرانے کے طور پر علی کے سارے غلاموں کو آزاد کر دیا اور اس کے ساتھیوں نے علی کے لشکر کا دوفرخ تک تعاقب کیا اور اس تعاقب میں بار بار لڑائی ہوئی اور ہر لڑائی میں طاہر کے ساتھی ان کو قتل اور قید کرتے رہے حتیٰ کہ فتح مند اور ناکام لشکر کے درمیان رات حائل ہو گئی جس سے فتح مند گروپ تعاقب سے رک گیا اور بھاگنے والے قتل اور قید ہونے سے بچ گئے۔

فتح کی خوشخبری:..... جنگ کے خاتمہ اور فتح کے بعد طاہر مقام رے واپس آیا اور فتح کی خوشخبری فضل بن سہل کے ذریعے مامون کی خدمت میں روانہ کر دی جس کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتابی الی امیر المؤمنین وراس علی بین یدی و خاتمہ فی اصبعی و جنبہ متصرفون تحت امری والسلام.

(ترجمہ) یہ خط امیر المؤمنین کے نام روانہ کر رہا ہوں اس حال میں کہ علی کا سر میرے سامنے ہے اور اس کی آنکھوں میں میری انگلی میں ہے اور اس کا لشکر میری ماتحتی میں ہے والسلام۔

مامون کو فتح کی اطلاع:..... تین دن کے عرصہ میں یہ خط ڈاک کے ذریعے سے خراسان پہنچا فضل بن سہل خط لیکر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو کامیابی کی خوشخبری سنائی اور ان کو مبارکباد دی اس کے بعد دوسرے اراکین دولت حاضر ہوئے اور شاہی سلام کیا اس کے دو دن کے بعد علی کا سر بھی آیا جسے پورے خراسان میں پھیرایا گیا۔

امین کو شکست کی اطلاع:..... امین کو بھی علی بن عیسیٰ کے مارے جانے اور لشکر کی شکست کا حال معلوم ہو گیا فضل بن ربیع نے مامون کے وکیل (نوفل خادم) کو طلب کر کے جو کچھ اس کے قبضہ میں مال و اسباب تھا ضبط کر لیا جس کی قیمت پانچ لاکھ تھی اور حلیفہ ہارون کی وصیت کے مطابق دیا گیا تھا اس کے بعد امین کو اپنے کئے پر پشمانی ہوئی سپاہیوں اور سپہ سالاروں نے اپنی اپنی تنخواہوں اور روزینہ کا شور و غل مچا دیا عبداللہ بن حاتم نے طاقت سے ان کو خاموش کرنے کا ارادہ کیا لیکن امین نے عبداللہ کو منع کر کے ان لوگوں کی تنخواہیں اور روزینے تقسیم کر دیئے۔

لشکر امین کی روانگی:..... علی بن عیسیٰ کے قتل کے بعد امین نے عبدالرحمن بن جبلة انباری کو بیس ہزار سواروں کا لشکر دے کر طاہر سے جنگ کرنے کے لئے ہمدان روانہ کیا اور ہمدان اور خراسان کے ان سب علاقوں کا، جنہیں وہ فتح کر لے، گورنر بنا دیا اس کے علاوہ مال و اسباب اور بہت سامان جنگ بھی دیا غرض ابن جبلة دار الخلافہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان پہنچا اور اس کی قلعہ بندی کر لی۔

طاہر کی آمد:..... طاہر یہ خبر سن کر اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر ہمدان پہنچ گیا ابن جبلة نے ہمدان سے نکل کر مقابلہ کیا مگر طاہر نے اس کو پہلے ہی حملہ میں شہر کی طرف پسپا کر دیا پھر دوبارہ عبدالرحمن بن جبلة اپنی فوج کو منظم کر کے میدان جنگ میں آیا پھر طاہر سے شکست کھا کر شہر کی طرف بھاگا طاہر نے

شہر ہمدان کا محاصرہ کر لیا اہل شہر کو محاصرہ کی طوالت سے ہر طرح کی تکلیفیں ہونے لگیں۔

عبدالرحمن کی شکست اور امان:..... عبدالرحمن نے اس خوف سے کہ کہیں اہل شہر طویل محاصرے کی وجہ سے باغی نہ ہو جائیں طاہر سے امان طلب کر کے ہمدان چھوڑ دیا طاہر نے اس واقعہ سے پہلے ہمدان کے محاصرہ کے وقت اس خطرہ کے پیش نظر کہ کہیں قزوین کا گورنر دوسری جانب سے حملہ نہ کر دیں ایک ہزار سواروں کو لے کر قزوین پر حملہ کر دیا قزوین کا گورنر اس خبر سے مطلع ہو کر بھاگ گیا تھا اور طاہر نے اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طاہر نے ہمدان اور جبل کے تمام علاقوں کو فتح کر لیا۔

عبدالرحمن کا دھوکہ اور قتل:..... ایک مدت تک عبدالرحمن بن جبلة بے خوف و خطر بہاں چاہتا آتا جاتا رہا طاہر کی امان دے دینے کی وجہ سے کوئی شخص مزاحمت نہیں کرتا تھا جب اسکو طاہر اور اس کی ساتھیوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا تو ایک دن اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے غفلت میں حملہ کر دیا طاہر کی فوج فوراً تیار ہو کر مقابلہ پر آگئی اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا فریقین بے جگری سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے آخر کار عبدالرحمن کے ساتھی میدان جنگ سے منہ موڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ عبدالرحمن مارا گیا اس کے ساتھی شکست کھا کر بھاگے اور حریشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کے پاس پہنچ گئے جس کو امین نے ایک عظیم لشکر کے سامنے عبدالرحمن کی کمک پر روانہ کیا تھا مگر طاہر کا خوف ان کے دلوں پر ایسا چھا گیا کہ کسی جنگ و جدال کے بغیر بغداد بھاگ گئے طاہر یکے بعد دیگرے شہروں اور قلعوں پر قبضہ کرتا ہوا حلوان پہنچا اور حلوان کے چاروں طرف خندق کھدوا کر مورچے قائم کر دیئے اور از سر نو اپنی فوج کو مرتب و جمع کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مامون کی بیعت:..... اس واقعہ کے بعد ہی مامون نے منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور امیر المؤمنین کے لقب سے مخاطب کئے جانے کا حکم صادر کیا اور فضل بن سہل کو تمام مشرقی علاقوں جبل ہمدان سے تبت تک طولا اور بحر فارس سے بحر دیم و جرجان تک عرضاً سیاہ و سفید کا مالک بنا دیا اور ایک نیزہ جس پر دو شاخیں تھیں فضل کے لئے ایک جھنڈا قائم کیا اور ذوالریاستین (یعنی صاحب سیف و قلم) کا مبارک لقب دیا جنگ کے جھنڈے کا ذمہ دار علی بن ہشام کو بنایا گیا اور نعیم بن خازم کے سپرد اس کا قلمدان کیا گیا اور اس کے بھائی حسن بن سہل کو دیوان الخراج کی افسری دے دی گئی۔ ❶

سفیانی کا ظہور:..... سفیانی کا نام علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ تھا نفیسہ بنت عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب اس کی والدہ تھیں ابو العمیطر اس کی کنیت تھی کیونکہ اس کا یہ خیال تھا کہ یہ کنیت حرزوں کی ہے لوگوں نے اس کو اسی لقب سے یاد کرنا شروع کر دیا یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ میں شیخین صفین (یعنی علی و معاویہ) کا بیٹا ہوں سرزمین شام میں یہی ایک شخص خاندان بنو امیہ کا باقی رہ گیا تھا ذی علم اور صاحب روایت تھا، ۱۹۵ھ کے آخر میں خلافت و سلطنت کا دعویٰ دار بن گیا خطاب بن وجہ العلس نے (بنو امیہ کا آزاد کردہ غلام) اور صیدا پر قابض تھا اس کی حمایت کر دی جس سے سفیانی کی قوت بڑھ گئی اور اس نے سلیمان بن منصور کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اس کے اکثر ساتھی قبیلہ قلب سے تعلق رکھتے تھے دمشق پر قبضہ کرنے کے بعد سفیانی نے محمد بن صالح بن بھیس کلابی کی طرف سے ایک خطر روانہ کیا جس میں اطاعت قبول کرنے کی صورت میں انعامات و صلے دینے کا وعدہ کیا اور مخالفت کی صورت میں قتل و غارت کی دھمکی دی تھی محمد بن صالح نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا چنانچہ سفیانی نے قیسہ پر حملہ کا ارادہ کیا تو قیسہ نے محمد بن صالح سے مدد طلب کر لی چنانچہ محمد بن صالح تین سو سواروں کے ساتھ آ پہنچا جس میں اکثر و بیشتر اس کے آزاد کردہ غلام اور رشتہ دار تھے سفیانی نے یزید بن ہشام کو بارہ ہزار سپاہیوں کے ساتھ اس کے مقابلے کے لئے روانہ کیا اور پھر دونوں فوجوں میں لڑائی ہوئی جس میں یزید کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اس کے تقریباً دو ہزار آدمی قتل ہو گئے اور تین ہزار گرفتار کر لئے گئے جن کو ابن بھیس نے سر اور ڈاڑھی منڈوا کر رہا کر دیا۔

سفیانی کو پھر شکست:..... اس کے بعد سفیانی نے ایک لشکر مرتب کر کے اپنے بیٹے قاسم کے ساتھ ابن بھیس کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا

❶..... یہاں سے لے کر صفحہ ۹۵ کی (اوپر سے نیچے) ساتویں سطر تک بیان کردہ تاریخ ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے۔

اس معرکہ میں بھی سفیانی کے سپاہیوں کو شکست ہو گئی دوران جنگ قاسم مارا گیا اور اس کا سر امین کی خدمت میں بھیج دیا گیا سفیانی کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے پھر لشکر تیار کر کے اپنے آزاد کردہ غلام معتمر کے ماتحت میدان جنگ میں بھیجا اس مرتبہ بھی سفیانی کے سپاہیوں کو شکست ہو گئی اور معتمر مارا گیا ان واقعات سے سفیانی کے کاموں میں کمزوری آ گئی۔

ابن بھیس کی وصیت:..... چنانچہ قیسیہ نے اس سے فائدہ اٹھانا چاہا اس کے بعد ابن بھیس بیمار ہو گیا اس نے رؤسا بنی نمیر کو جمع کر کے یہ وصیت کی کہ تم لوگ مسلمہ بن یعقوب بن علی بن محمد بن سعد بن مسلمہ بن عبد الملک کی خلافت کی بیعت کر لو اور اس طریقے سے سفیانی کے خلاف کامیابی حاصل کر لو کیونکہ اس ترکیب کے بغیر تم کامیاب نہ ہو سکو گے، بنو نمیر نے اس وصیت پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا اور ابن بھیس ان لوگوں سے رخصت ہو کر حوران چلا آیا اور بنو نمیر نے جمع ہو کر مسلمہ بن یعقوب کے ہاتھ بیعت کر لی۔

سفیانی کی گرفتاری:..... مسلمہ بن یعقوب بنو نمیر کی بیعت کرنے سے باغ باغ ہو گیا اپنے خاندان اور آزاد کردہ غلاموں کو جمع کر کے سفیانی کے مکان پر آیا اور اس کو رؤسا بنو امیہ سمیت قید کر لیا اور قیسیہ کو اپنے قریبی اور معتمد مشیروں میں داخل کر لیا۔

ابن بھیس کی واپسی:..... اسی دوران ابن بھیس صحت یاب ہو گیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے دمشق کا محاصرہ کر لیا قیسیہ نے محرم ۱۹۸ھ میں دمشق ابن بھیس کے حوالہ کر دیا مسلمہ اور سفیانی عورتوں کا لباس پہن کر مرہ کی جانب بھاگ گئے اسی وقت سے ابن بھیس نے دمشق کا کنٹرول سنبھال لیا تھا اس کے بعد عبد اللہ بن طاہر دمشق کی طرف آیا مصر گیا پھر مصر سے واپس آ کر دمشق آیا اور ابن بھیس کو اپنے ساتھ عراق لے گیا پھر ابن بھیس نے وہیں وفات پائی۔

ابن جبلة کے قتل کے بعد:..... عبد الرحمن بن جبلة کے قتل ہونے کی وجہ سے دار الخلافہ بغداد میں ایک تہلکہ مچ گیا فضل بن ربیع نے اسد بن یزید بن مزید کو بلا کر طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کی درخواست کی اسد حیرت زدہ ہو کر فضل بن ربیع کا منہ دیکھنے لگا فضل بن ربیع نے تسلی دی اس کی خدمات اور کارگزاریوں کا ذکر کر کے بہادری، مردانگی اور فرمانبرداری کی تعریف کی تو اسد نے کہا کہ مجھے جنگ یہ جانے سے کوئی عذر نہیں ہے میں تو آپ کا اور امیر المؤمنین کا فرمانبردار ہوں مگر لڑائی بغیر لشکر کے نہیں ہو سکتی اور لشکر بغیر سامان اور تنخواہوں کے نہیں لڑ سکتا آپ میرے لشکر کے لئے ایک سال کی تنخواہ عنایت فرمائیے ناتواں اور کمزوروں کو چھانٹ کر الگ کر دیجئے تو ابنا جنگ آزمودہ اور بہادر سپاہیوں کو میرے ساتھ بھیجئے خاص طور پر میرے ہمراہیوں میں سے ایک ہزار سپاہیوں کو مال و اسباب دے کر ان کی بیماری اور غربت کو دور کر دیجئے اور ہاں ایک شرط اور ہے وہ یہ ہے کہ جتنے شہر میں فتح کروں ان کا کوئی حساب کتاب مجھ سے طلب نہ کیجئے گا۔

اسد کی شرائط اور گرفتاری:..... فضل بن ربیع بولا تمہاری شرطیں احمقانہ ہیں میں امیر المؤمنین کی مرضی معلوم کئے بغیر ان کا جواب نہیں دے سکتا، فضل بن ربیع اتنا کہہ کر امین کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام حالات عرض کر دیئے تو امین نے تنگ آ کر اسد بن یزید کو جیل میں بھیج دیا، بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ اسد نے مامون کے دونوں بیٹوں کو جو بغداد میں اپنی ماں یعنی ہادی کی بیٹی کے پاس تھی بلوایا تھا کہ میں ان کو اپنے ساتھ خراسان لے جاؤں گا اور یہ بھی دھمکی دوں گا کہ اگر تم نے اطاعت کی تو ٹھیک، تمہارے بیٹے تمہیں مبارک، ورنہ میں ان کو قتل کر ڈالوں گا، امین نے غضبناک ہو کر قید کر دیا۔

امین کی فوجوں کی روانگی:..... عبد اللہ بن حمید بن قطبہ کو بلا کر طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اس نے بھی اسد کی طرح شرطیں پیش کیں تو احمد بن مزید کو بلا کر اسد کو جیل بھیجنے کی معذرت کی اور جنگ پر طاہر کو روانہ ہونے کا حکم دیا، چنانچہ فضل بن ربیع نے حکم کے مطابق بیس ہزار سواروں پر مشتمل فوج کے ساتھ احمد بن مزید کو روانہ کیا روانگی کے وقت احمد نے اسد کی سفارش کی تو اسے خلیفہ امین نے رہا کر دیا، احمد بن مزید کی دیکھا دیکھی عبد اللہ بن حمید بھی اجازت حاصل کر کے دوسری بیس ہزار فوج کے ساتھ احمد ہی کے ساتھ روانہ ہو گیا چلتے چلتے یہ دونوں حلوان پہنچے اور خانقین ۱ نامی جگہ پر پڑاؤ ڈالا۔

۱۔ یہ نام میں نے تاریخ کامل صفحہ ۱۰۳ جلد ششم سے لکھا ہے ابن خلدون میں جگہ خالی ہے (مترجم)۔

مامون کے لشکر کا سامنا..... طاہر بھی یہ خبر سن کر ان کے مقابلہ پر آ گیا اور جاسوسوں اور مخبروں کو احمد و عبداللہ کے لشکر میں پھیلا دیا ان لوگوں نے ان کے لشکر گاہ میں داخل ہو کر یہ خبر اڑانا شروع کر دی کہ خزانہ خالی ہو گیا ہے اور لشکر کی تنخواہیں دینا بند ہو گئیں اور لشکر پریشان پھر رہے ہیں جہاں کچھ ملتا ہے اس پر قبضہ کر لیتے ہیں، یہ خبر پھیلنے سے احمد اور عبداللہ کی لشکر گاہ میں ایک تشویش سی پھیل گئی کوئی اس خبر کی تصدیق کر رہا تھا اور کوئی مخالفت۔

بغیر جنگ واپسی..... غرض ہوتے ہوتے آپس میں بحث یہاں تک کہ وہ خود آپس میں الجھ گئے اور بغیر لڑے اور جنگ کئے بغداد کی طرف روانہ ہو گئے، طاہر آگے بڑھ کر حلوان جا پہنچا اس دوران ہر شہر ایک لشکر جرار کے ساتھ مامون کا فرمان لے کر آ گیا طاہر نے فرمان کو آنکھوں سے لگا کر بوسہ دیا اور اسکے مطابق اپنے تمام مفتوحہ شہر ہر شہر کے حوالہ کر کے ابھار کی طرف چلا گیا۔

عبدالملک بن صالح..... ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ ہارون نے عبدالملک بن صالح کو جیل بھیج دیا تھا چنانچہ یہ اس زمانہ سے جیل ہی میں تھا یہاں تک کہ خلیفہ ہارون کی وفات ہو گئی اور امین تخت خلافت پر رونق افروز ہوا امین نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی عبدالملک کو رہا کر دیا۔

عبدالملک گورنر شام و جزیرہ..... جس وقت طاہر کا معاملہ پیش آیا عبدالملک نے دربار میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ امیر المؤمنین اہل شام کو جنگ طاہر پر مقرر فرمائیے یہ لوگ اہل عراق سے زیادہ جرأت مند اور خلافت اسلامیہ کے دشمنوں کے لئے زہر قاتل ہیں اور میں ان کی فرمانبرداری کا ذمہ دار ہوں، امین نے اس وجہ سے عبدالملک کو شام و جزیرہ کا گورنر بنا دیا اور جنگ کے لئے بہت سامان و اسباب عنایت کر کے رخصت کر دیا، عبدالملک دربار خلافت سے روانہ ہو کر رقبہ پہنچا اور شام کے سرداروں سے خط و کتابت شروع کی، شام کے سردار یکے بعد دیگرے ایک ایک دو دو کر کے عبدالملک کے پاس آئے اور خوش دلی سے فوجی خدمت قبول کرتے گئے۔

لشکر تیار، عبدالملک بیمار..... چنانچہ عبدالملک نے بھی ان لوگوں کو انعامات، صلے اور خلعتیں دینا شروع کر دیں تھوڑے ہی دنوں میں شامیوں کا ایک بہت بڑا لشکر اس کے پاس جمع اور تیار ہو گیا ابھی اس کی روانگی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ عبدالملک بیمار ہو گیا اور ان کا مرض روز بروز بڑھتا گیا اسی دوران اس کے لشکر میں خراسانیوں اور اہل شام کے درمیان اس کی وجہ سے جھگڑا پیدا ہو گیا کہ واقعہ سلیمان بن ابی جعفر کے واقعہ میں شامیوں نے خراسانیوں کا ایک جانور پکڑ لیا تھا اتفاق سے وہی جانور ان شامیوں میں سے ایک شخص کے پاس نظر آ گیا خراسانیوں نے شامیوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی باتوں باتوں میں جنگ و جدال کی نوبت پہنچ گئی۔

عبدالملک کی وفات..... عبدالملک نے فریقین کو جنگ سے روکا مگر دونوں نہ رکے اور مسلسل لڑتے رہے کشتوں کے پستے لگ گئے بالآخر اہل حمص اور بنو کلب کے قبائل اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹ گئے جس سے اہل شکست ہو گئی اور حسین بن علی خراسانیوں کو لئے ہوئے ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عبدالملک بن صالح کا رقبہ میں ہی انتقال ہو گیا۔

بغداد میں امین کی شکست..... عبدالملک بن صالح کے مرنے کے بعد حسین بن علی نے لشکر میں بغداد کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دیا اور یوں وہ بغداد پہنچا وہاں پر بغداد کے امیر، سردار اور سپہ سالار ملنے آئے تقریباً آدھی رات کے بعد امین نے حسین بن علی کو طلب کیا حسین بن علی نے جانے سے انکار کر دیا صبح ہوتے ہی بغداد کے پل پر اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے آ پہنچا اور ان لوگوں کو سمجھا بجھا کر امین کے معزول کرنے اور نقص بیعت توڑنے پر تیار کر لیا اس کے بعد پل پار کرنے کا حکم دیا چنانچہ امین کے لشکر سے مڈ بھیڑ ہو گئی مگر پہلے ہی حملہ میں امین کی فوج شکست کھا گئی، یہ واقعہ پندرھویں رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

امین کی گرفتاری اور معزولی..... اس واقعہ کے دوسرے دن حسین بن علی نے مامون کی خلافت کی بیعت لی، عباس بن عیسیٰ بن موسیٰ نے قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور امین کو قصر خلد سے نکال کر قصر منصور میں لا کر قید کر دیا اس کے ساتھ اس کی ماں زبیدہ بھی تھی پھر اگلے دن صبح ہوتے ہی لوگوں

نے حسین بن علی سے اپنے اپنے وظیفے طلب کئے حسب خواہش وظائف نہ ملنے پر سرگوشیاں کرنے لگے اتنے میں محمد بن ابی خالد نے کھڑے ہو کر حسین بن علی کے حسب و نسب، سرداری اور امین کی معزولی پر اعتراض کیا تو اسد حرثی بولا اے سپاہیو! کیا دیکھتے ہو لوگ امین کو معزول کرنے گئے ہیں تم بھی ان کے روک تھام کے لئے چلو، اس بات کے سنتے ہی لوگوں کو اپنی حرکت پر پشیمانی ہوئی ایک زبان ہو کر بولے بے شک جو گروہ اپنے خلیفہ کو قتل کرتا ہے اس پر اللہ تعالیٰ اپنا غضب نازل فرماتا ہے اور ان پر قتل و خونریزی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

امین کی بحالی:..... چنانچہ سب کے سب یہ سنتے ہی بھراٹھے شور و غل مچاتے ہوئے حسین کی طرف چلے اہل ارباض بھی ان کے ساتھ مل گئے حسین بن علی سینہ سپر ہو کر ان کے مقابلہ پر آیا پھر ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا، اسد حرثی نے قصر منصور پہنچ کر امین کو قید و تنہائی کی مصیبت سے رہائی دلوائی اور دوبارہ تخت خلافت پر بٹھا دیا اور امین نے مسلح ہونے کا حکم دے دیا چنانچہ بلوائیوں کا مجمع تھوڑی ہی دیر میں منتشر ہو گیا پھر حسین کو زنجیروں سے باندھ کر دربار خلافت میں لایا گیا امین نے اسے سخت ملامت کی حسین نے اپنی بے اعتدالیوں کی معافی مانگی تو امین نے حسین کو رہا کر کے لشکر فراہم کرنے اور جنگ طاہر پر جانے کا حکم دے دیا۔

حسین کی عزت افزائی اور قتل:..... امین نے اس کو ایک قیمتی خلعت عطا کر کے دار الخلافہ کے علاوہ اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں کا گورنر مقرر کر کے انتہائی احترام سے رخصت کیا لوگ مبارک باد دیتے ہوئے پل تک آئے جب لوگوں کا مجمع کم ہو گیا تو حسین پل کو عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا امین نے حسین کے تعاقب میں سوار لشکر کو متعین کیا چنانچہ بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلے پر یہ لوگ حسین سے جا ملے ایک معمولی سی لڑائی ہوئی اور اس میں حسین مارا گیا ۱ اور اس کے سر کو کاٹ کر امین کے پاس لے آئے، اسی واقعہ کے بعد فضل بن ربیع اس طرح روپوش ہو گیا کہ اس کی اطلاع کسی کو کانوں کان نہ ہوئی۔

طاہر کی کارگزاریاں:..... جس وقت اہواز سے روانگی کے بارے میں مامون کا فرمان طاہر کے پاس پہنچا طاہر نے حسین بن عمر رستمی کو اہواز کی طرف روانہ کیا اور خود بھی اس کے بعد اہواز کی طرف کوچ کر گیا اسی دوران اس کے مخبروں نے آ کر یہ خبر دی کہ خلیفہ امین کی طرف سے محمد بن یزید بن حاتم ایک بڑا لشکر لے کر طاہر اور اس کے ساتھیوں کے غضب سے اہواز کو بچانے آرہا ہے، طاہر نے اپنے ساتھیوں میں سے محمد بن طلوت، محمد بن علاء اور عباس بن نجار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ رستمی کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم بھی دیا کہ نہایت تیزی سے سفر طے کر کے رستمی کے لشکر کے پاس پہنچ جاؤ اور پھر ان لوگوں کی حمایت اور امداد پر قریش بن شبل کو بھیجا اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے ان لوگوں کے قریب پہنچ گیا محمد بن یزید کا لشکر مکرم میں ٹھہرا ہوا تھا۔

طاہر سے امین کے لشکر کا ٹکراؤ:..... طاہر کے لشکر کے قریب آ جانے سے محمد بن یزید کے ساتھیوں نے رائے دی کہ کھلے میدان میں لڑنے سے زیادہ یہ مناسب ہے کہ اہواز واپس چلے اور وہیں سے قلعہ بندی کر کے جنگ کیجئے جب تک بصرہ سے آپ کی قوم (ازد) نہ آجائے۔ محمد بن یزید اس مشورہ کی مطابق اہواز کی طرف واپس آ گیا اور طاہر نے قریش بن شبل کو محمد بن یزید کے تعاقب میں روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ اہواز کی قلعہ بندی سے پہلے محمد بن یزید کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لو مگر قریش کو اس میں کامیابی نہ ہوئی محمد بن یزید قریش کے پہنچنے سے کئی دن پہلے اہواز پہنچ گیا اور جب قریش اہواز کے قریب پہنچا تو محمد بن یزید لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت سخت لڑائی ہوئی محمد بن یزید کے ساتھیوں کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے لیکن محمد اور اس کے جانثار غلاموں نے مرنے پر کمریں باندھ لیں اور بہادری کے مثالیں قائم کرتے ہوئے میدان جنگ میں تلواروں کے سایہ کے نیچے جاں بحق تسلیم کر دی۔

امین کے علاقوں پر قبضہ:..... جنگ کے بعد طاہر نے اہواز پر قبضہ کر کے یمامہ، بحرین اور عمان پر اپنی طرف سے گورنر مقرر کئے اور اس کے بعد واسط پر حملہ کا ارادہ کیا ان دنوں واسط میں سندی بن یحییٰ حریشی اور یثیم بن سعید (خرزیمہ بن خازم کا نائب) تھا یہ دونوں طاہر کی آمد کی خبر سن کر

۱..... یہ واقعہ پندرہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔ (تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۵)

بھاگ گئے طاہر نے واسط پر بھی جنگ وجدال کے بغیر قبضہ کر کے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو کوفہ کی طرف روانہ کیا کوفہ کا گورنر عباس بن ہادی تھا اس نے فوراً خلیفہ امین کی معزولی کا اعلان کر کے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور طاہر کے پاس ایک اطلاعی خط بھیج دیا، بصرہ کے گورنر منصور بن مہدی اور موصل کے گورنر مطلب بن عبد اللہ بن مالک نے بھی بصرہ اور موصل میں ایسا ہی کیا ۱۔ طاہر نے ان سب کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا، حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ کی جانب روانگی کا حکم دیا اور خود جریرا میں خیمہ زن ہو گیا۔

امین کے لشکر کی آمد اور پسپائی:..... ان واقعات کی خبریں خلیفہ امین کو پہنچیں اس نے اپنے نامور سپہ سالاروں محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد بربری کو قصر ابن ہبیرہ کی طرف روانہ کیا حارث اور داؤد خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آئے اور نہایت سختی سے لڑ کر محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کو بغداد کی طرف پسپا کر دیا، انہی دنوں خلیفہ امین نے فضل بن موسیٰ کو کوفہ بھیجا تھا طاہر نے یہ خبر سن کر محمد بن علاء کو ایک لشکر جرار کے ساتھ فضل کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا راستے میں محمد اور فضل سے ملاقات ہو گئی فضل بن موسیٰ نے یہ پیغام دیا کہ میں مامون کا مطیع بن کر آیا ہوں تم ناحق میرے مقابلہ پر لشکر لے کر آ گئے ہو مگر محمد اس چالاکی کو تارک گیا جس وقت فضل نے محمد کے لشکر پر شب خون مارا محمد نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا سخت لڑائی ہوئی بالآخر فضل اور اس کا لشکر بغداد کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

مدائن پر قبضہ:..... اس کے بعد طاہر نے مدائن کا رخ کیا ان دنوں مدائن کا گورنر برکی تھا اس نے مدائن کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر لیا تھا اس کے علاوہ دار الخلافہ بغداد سے مسلسل امدادی فوجیں اور رسد آرہی تھیں، طاہر نے مدائن کے مضافات میں پہنچ کر قریش بن شبل کو آگے بڑھنے کا حکم دیا جیسے ہی قریش حملہ کی زد میں آیا برکی نے حملہ کی تیاری کر دی لشکر کی صفیں درست کرنے میں مصروف ہو گیا مگر لشکر کا نظام درہم برہم ہوا جارہا تھا جب ایک صف کو درست کر کے دوسری صف کی طرف مصروف ہوتا تو پہلی منظم صف منتشر ہو جاتی تھی چنانچہ برکی نے گھبرا کر ساقہ کو راستہ دے دینے کا حکم دیا پھر کیا تھا لشکریوں نے بغداد کا راستہ پکڑا اور طاہر مدائن اور اس کے آس پاس قبضہ کر کے صرصر تک جا پہنچا اور وہیں ایک پل قائم کیا۔

اہل حجاز کی امین سے ناراضگی:..... جس وقت امین نے بیت اللہ شریف سے خلیفہ ہارون کا عہد نامہ منگوا کر پھاڑ ڈالا اور حجاز کے گورنر داؤد بن عیسیٰ کو امین کی یہ حرکتیں پسند نہ آئیں چنانچہ اس نے لوگوں کو جمع کر کے کہا کیا تم لوگوں کو یہ یاد نہیں ہے کہ خلیفہ ہارون نے اپنے شہزادوں کی ولی عہدی کی بیعت مسجد حرام میں لی تھی اور کیا تم لوگوں سے یہ اقرار نہیں لیا تھا کہ مظلوم کا ساتھ دینا ظالم سے لڑنا، دیکھو محمد امین نے ظلم و تعدی کا ہاتھ بڑھایا ہے اور دونوں بھائیوں (مامون و مومن) کو خلافت سے محروم کر کے اپنے ایک چھوٹے لڑکے کو جو دودھ پی رہا ہے اپنا ولی عہد بنایا ہے اور اس کی بیعت لی ہے اور خلیفہ ہارون کے لکھے ہوئے عہد نامہ کو خانہ کعبہ سے نکلوا کر پھاڑ کر ضائع کر دیا ہے میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ امین کی بیعت توڑنے اور مامون کی بیعت خلافت کرنے سے اللہ تعالیٰ تم سے ناراض نہ ہوگا بلکہ تم لوگوں سے راضی اور خوش ہوگا کیونکہ تم اس اقرار و عہد کو پورا کر رہے ہو جو اس سے پہلے خلیفہ ہارون کے ہاتھ پر کر چکے تھے۔

حجاز میں مامون کی بیعت:..... حاضرین نے خوش دلی سے داؤد بن عیسیٰ کی اس تقریر سے متاثر ہو کر مامون کی خلافت کی بیعت کر لی داؤد نے مکہ معظمہ کے ارد گرد کے علاقوں میں اس کا اعلان کر دیا اور خطبہ میں مامون کا نام پڑھا اور اپنے بیٹے سلیمان کو جو مدینہ منورہ کا گورنر تھا صورت حال لکھ بھیجا اس نے بھی ایسا ہی کیا، یہ واقعہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے۔

یمین میں مامون کی بیعت:..... اس واقعہ کے بعد داؤد نے مکہ سے بصرہ و فارس و کرمان کے راستے مرو کی طرف کوچ کیا اور مامون کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام واقعات عرض کئے مامون نے خوش ہو کر اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا اس کے علاوہ صوبہ عک کو بھی اس کے صوبوں سے ملحق کر دیا اور رخصتی کے وقت پانچ لاکھ درہم بطور انعام عطا فرمائے اور اپنے بھتیجے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ کو موسم حج کا امیر مقرر کر کے اس کے ساتھ روانہ کیا اور یزید بن جریر بن مزید بن خالد قسری کے زیر نگرانی ایک لشکر جرار یمین کی سند گورنری عنایت کر کے یمین کی طرف روانہ کیا، یہ لوگ طاہر

① یہ واقعہ پندرہ رجب ۱۹۶ھ کا ہے (تاریخ کامل جلد ششم صفحہ ۱۰۶) مطبوعہ مصر

کی طرف سے اس وقت ہو کر گزرے تھے جبکہ طاہر بغداد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا طاہر نے ان لوگوں کو کمال احترام و توقیر سے دعوت کی اس کے بعد یزید طاہر سے رخصت ہو کر یمن پہنچا اور اہل یمن کو جمع کر کے مامون کی بیعت اور امین کی معزولی کا خطبہ دیا حاضرین اور تمام اہل یمن نے مامون کی خلافت کی بیعت کر لی اور فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار کیا۔

ہرثمہ سے شکست:..... جب امین کو حسین بن علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر ملی اور اس نے اپنی آنکھوں سے طاہر کی فتوحات کا سیلاب بڑھتا ہوا دیکھ لیا تو اس وقت خواب غفلت سے بیدار ہو کر طاہر سے جنگ کرنے لئے کمر باندھ کے اٹھ کھڑا ہوا چنانچہ ماہ شعبان ۱۹۶ھ میں چار سو جھنڈے ۱۰ چند سپہ سالاروں کے لئے تیار کئے اور پھر ان کا علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر بنا کر ہرثمہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا اس لشکر نے نہروان کے قریب ماہ رمضان ۱۹۶ھ میں ہرثمہ سے جنگ کی مگر اتفاق ایسا پیش آیا کہ وہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا اور اس کا نامی گرامی سپہ سالار علی بن محمد گرفتار کر لیا گیا ہرثمہ نے اس کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود نہروان جا کر مقیم ہو گیا۔

امین کی جزوی کامیابی:..... ان دنوں طاہر نے صرصر میں مورچہ قائم کر رکھا تھا خلیفہ امین کی طرف سے پے درپے فوجیں آرہی تھیں اور طاہر ان کو شکست پر شکست دیتا جا رہا تھا خلیفہ امین نے حالات جنگ بگڑتے ہوئے دیکھ کر طاہر کے لشکریوں کو مال و اسباب دے کر اپنے ساتھ ملانا شروع کر دیا تقریباً پانچ ہزار فوج طاہر کی لشکرگاہ سے نکل کر امین کے پاس چلی گئی امین نے ان لوگوں کو مال و اسباب سے مالا مال کر دیا اس میں امین کو ایک قسم کی کامیابی ہوئی، تو سرداران لشکر کو بلانے لگا ہوتے ہوتے ان کا بھی بڑا گروہ امین سے جاملتا چنانچہ امین نے ان لوگوں کو بھی لیاقت و حیثیت کے مطابق انعامات دیئے اور اپنے جنگی سرداروں میں داخل کر کے ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ صرصر کی طرف روانہ کر دیا۔

طاہر سے امین کو شکست:..... طاہر نے بھی اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو علیحدہ علیحدہ فوج کے کاموں پر مقرر کر کے جنگ کی ترغیب دی اور کامیابی کی صورت میں انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر کے میدان جنگ میں آیا لڑائی ہوئی تمام دن لڑائی ہوئی رہی شام ہوتے ہوتے امین کے لشکر کو شکست ہوئی طاہر کی فوج نے امین کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا یہ شکست خوردہ فوج امین کے پاس پہنچ گئی۔

امین کے لشکر کی غداری:..... اس کے بعد امین نے ایک دوسرا لشکر تیار کر کے لشکریوں کو بہت سامان و اسباب دیا اس لشکر میں ہارے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص کو بھی شریک نہ کیا اور جنگ کے تجربہ کار سپہ سالاروں کو فوج کے الگ الگ دستوں کا افسر مقرر کر کے طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا طاہر نے اپنی حکمت عملیوں سے اس لشکر کو ملا لیا لشکر بجائے طاہر سے جنگ کرنے کے امین ہی کی طرف شور و غل مچاتے ہوئے حملہ آور ہوئے، امین نے اس نئی فوج کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا جو حال ہی میں بازار یوں اور پناہ گیروں سے تیار کی گئی تھی طاہر نے ان سے بھی سازش کر لی اور بہت سامان و اسباب دیکر ان میں سے چند آدمیوں کو بطور ضامن اپنے یہاں نظر بند کر لیا، اس کے بعد اپنے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں کے ساتھ صرصر سے کوچ کر کے باب انبار پہنچ گیا اور اپنی چالوں اور عالمانہ تدابیر سے امین کے لشکر سے ایک بڑے گروپ کو توڑ لیا عوام الناس میں ایک تہلکہ مچ گیا قیدی جیل کے دروازے توڑ کر نکل آئے بد معاشوں، بازار یوں اور اوباشوں نے لوٹ مار شروع کر دی اور غریبوں اور بیکسوں پر ٹوٹ پڑے۔

امین پر آگ کی برسات:..... چنانچہ زہیر بن مسیب ضحیٰ نے ایک طرف اپنا مورچہ قائم کیا خندقیں کھدوائیں اور منجنیقیں نصب کیں، ہرثمہ نے دوسری طرف بھی اہتمام و انتظام کیا عبید اللہ بن وضاح نے شامیہ میں اور طاہر نے باب انبار میں اپنا مورچہ قائم کر کے محاصرہ کر لیا جس سے امین کے پاؤں کے نیچے سے زمین نکل گئی باوجود وسیع ہونے کے اس پر اس کا محل تنگ ہو گیا رسد و غلہ کے بند ہو جانے سے مصیبت پر مصیبت طاری ہو گئی مجبوراً توشہ کانہ کے مال و اسباب اور محل سرا کے سامان سونے چاندی کے برتن فروخت کر کے لشکریوں کو دینے لگا اور اپنے سپاہیوں کو طاہر کے لشکر پر آگ برسانے اور روغن نفط پھینکنے کا حکم دیا جس سے ایک بڑا گروپ اس واقعہ میں کام آ گیا، سعید بن مالک بن قادم امن حاصل کر کے طاہر کے پاس چلا آیا طاہر نے اس کو بازاروں اور دریائے دجلہ کا گورنر مقرر کر کے ان مقامات اور سرحدوں میں خندقوں کے کھودنے اور مدموں کے باندھنے کا حکم دیا

۱..... اصل کتاب میں اس پر سادہ جگہ ہے میں نے تاریخ کامل ابن اثیر ۱۰۸ جلد ششم مطبوعہ مصر سے لکھا ہے (مترجم)

اور اس مہم کی انجام دہی کی غرض سے بہت سامان و اسباب دیا اور فوج کے ایک دستہ کو ساتھ روانہ کر دیا۔

بغداد کے گلی کوچوں میں جنگ:..... امین کی طرف سے قصر صالح اور قصر سلیمان بن منصور میں جو کہ دجلہ کے کنارے پر تھے چند سپہ سالار متعین تھے ان لوگوں نے اپنے محاصرہ کے دمدموں اور مورچوں کے توڑنے میں آتش بازی سے کام لیا اور منجیقوں سے بے حد سنگباری کی جس کا جواب ترکی بہ ترکی طاہر کا لشکر دے رہا تھا اس وجہ سے بغداد کا اکثر حصہ خراب ہو گیا مگر جس حصہ پر طاہر کا قبضہ ہو جاتا تھا حتی الامکان اس میں خندق کھود کر مورچہ قائم کر لیتا تھا اور جو شخص اس کام میں رکاوٹ پیدا کرتا تھا اس سے لڑتا تھا اس جنگ کے دوران خلیفہ امین نے ان رؤساء بنی ہاشم کے ان سرداروں اور لشکر کے ان سرداروں کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا جو کھلے میدان طاہر کے مقابلہ پر نہ آئے تھے اس سے بغداد کی ریزرو فوج میں اور بھی بے دلی پیدا ہو گئی اور میدان جنگ میں جو فوج لڑ رہی تھی وہ روزانہ جنگ کرنے سے تھک کر بیٹھ گئی سوائے بازار یوں اور رنگروٹوں کے اور کوئی تجربہ کار شخص میدان جنگ میں امین کی طرف سے لڑتا ہوا نظر نہیں آتا تھا اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں نے شہر کا میدان خالی دیکھ کر لوٹ مار شروع کر دی۔

امین کے لشکر کی ٹوٹ پھوٹ:..... ابھی جنگ کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا تھا کہ امین کے اس سپہ سالار نے جو قصر صالح کے مورچہ پر مقرر تھا طاہر کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کر دی طاہر نے اس کو امان دیدی چنانچہ اس نے جمادی الثانیہ ۱۹ھ میں قصر صالح کے مورچہ کو طاہر کے حوالہ کر دیا اس کے بعد محمد بن عیسیٰ (امین کے افسر اعلیٰ پولیس) نے بھی طاہر سے خط و کتابت کر کے امن حاصل کر لیا بازار یوں اور رضا کاروں نے جمع ہو کر قصر صالح میں طاہر سے دوبارہ مقابلہ کیا مگر اس جذباتی حرکت سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور ایک بڑا گروہ اس واقعہ میں مارا گیا طاہر نے قصر صالح پر قبضہ کرنے کے بعد امین کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت شروع کر دی اور بیعت کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا جو کہ ان لوگوں نے خوشی خوشی منظور کر لیا سب سے پہلے سارے بنو قحطبہ نے پھر یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی عباس طائی وغیرہ نے بیعت کر لی۔

جنگ کا بدلتا رخ:..... اس سے امین کے کاموں میں سخت اضطراب پیدا ہو گیا اور وہ گھبرا گیا جنگ کے سب کاموں کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور حسن ہرش کے حوالہ کر دیا ان لوگوں کے ساتھ غوغائیوں اور بازار یوں کا ایک جم غفیر تھا اور وہی معرکہ جنگ کے سیاہ و سفید کرنے کے مختار تھے بڑے بڑے لوگ بغداد شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے چاروں طرف ایک ہو کا عالم تھا، طاہر نے قصر صالح پر قابض ہو کر بغداد کے شہر پناہ توڑنے کا حکم دے دیا اور رسد کی آمد بند کر دی کشتیوں کو فرات کے راستے بغداد جانے سے روک دیا جس سے غلہ بے حد مہنگا ہو گیا لمبے زمانے کے حصار کی سختی، غلہ کی کمیابی اور اس پر روزانہ جنگ ایک قیامت خیز مصیبت تھی جس کا برداشت کرنا انسانی قوت سے باہر تھا مگر پھر بھی اہل بغداد نہایت استقلال سے لڑ رہے تھے عبداللہ بن وضاح کو اس نا تجربہ کار فوج نے شکست دیکر شامیہ پر قبضہ کر لیا ہرثمہ یہ خبر سن کر اس کی مدد کے لئے آیا اس نے بھی منہ کی کھائی شکست کھا کر بھاگا اور بعد میں گرفتار کر لیا گیا بمشکل اس کے ساتھیوں نے اپنی حکمت عملیوں سے رہا کرایا۔

طاہر کی پیش قدمی:..... طاہر نے حالت جنگ بدلتے دیکھ کر شامیہ میں ایک پل بند ہوا کر اسے عبور کیا اور انتہائی مردانگی سے امین کے لشکر میں پہنچ کر اس شدت سے حملہ کیا کہ امین کی لشکر کو شکست ہو گئی مجبوراً پیچھے ہٹا عبداللہ بن وضاح پھر اپنے مورچہ پر بدستور سابق قابض ہو گیا اور ایک بڑا گروپ اس معرکہ میں مارا گیا خلیفہ امین کے شاہی مکانات جو خیز رانیہ میں تھے جلادے گئے جس کی تیاری میں بیس لاکھ دراهم خرچ ہوئے تھے خلیفہ امین کو اپنے قتل کا یقین اور ناکامی کا پختہ یقین ہو گیا عبداللہ بن خازم بن خزیمہ امین کے خوف سے مدائن بھاگ گیا کیونکہ امین اس کی طرف سے شک میں مبتلا ہو گیا تھا اور اسکی ایذا رسانی پر بازار یوں اور کمینوں کو مقرر کر دیا تھا۔

امین کے لشکر کی دریا بروی:..... بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ طاہر نے اس سے خط و کتابت کی تھی اور سرکشی کی صورت میں مال و اسباب کے ضبط کر لینے کی دھمکی دی تھی اس وجہ سے اس نے خلیفہ امین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا، اس کے بعد ہرش نے اپنے ساتھیوں سمیت بغداد سے نکل کر جزیرہ عباس (مضافات بغداد) کی طرف کوچ کیا طاہر کے لشکر نے چھیڑ چھاڑ کی لڑائی ہوئی اور ایک بڑا گروپ دریا میں ڈوب کر مر گیا باقی ماندہ مارے گئے، ان واقعات سے خلیفہ امین کو سخت صدمہ ہوا تمام کاموں میں کمزوری آ گئی اس دوران مومن بن رشید اپنے بھائی مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور

اسے مامون نے جرجان کی گورنری پر بھیج دیا۔

طاہر کی کامیابی:..... طاہر نے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن موسیٰ بن ماہان کو کہہ سن کر امین کے معزول کرنے پر تیار کر لیا چنانچہ ان دونوں نے آخر ماہ محرم ۹۸ھ کو دجلہ کے پل کو عبور کیا اور امین کی معزولی کا اعلان کر دیا اور ہرثمہ کو جو ان کے مقابلہ پر تھا بلا بھیجا ہرثمہ نے لڑائی جھگڑے کے بغیر ہی مہدی کی لشکرگاہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اگلے دن طاہر شہر اور کرخ کی طرف بڑھا اہل شہر و کرخ نے مزاحمت کی، لڑائی ہوئی طاہر نے ان کو شکست دیکر قبضہ کر لیا اور امان کا اعلان کر دیا اور لشکریوں کو بازار کرخ اور قصر وضاح میں ٹھہرا کر مدینہ المنصور، قصر زبیدہ اور قصر خلد کے دروازہ پل سے باب بصرہ تک اور شرط صراۃ سے دجلہ کے اس کنارہ تک جہاں دجلہ میں یہ نہر گرتی تھی اپنے لشکر کو پھیلا دیا اور جگہ جگہ پر مخینقوں کو نصب کرا کر سنگباری کا حکم دے دیا۔

امین کو شام جانے کی رائے:..... خلیفہ امین اپنی ماں اور بیٹوں کے ساتھ شہر مدینہ المنصور میں پناہ گزین رہا اور نہایت استقلال و صبر سے حصار کی سختیوں کو برداشت کرنے لگا اس کے اراکین سلطنت میں سے صرف حاتم بن صقر اور حریشی اس کے ساتھ رہ گئے اور باقی تمام لشکر اور لونڈی غلام اس سے علیحدہ ہو گئے کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا محمد بن حاتم بن صقر اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی نے امین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اس گئی گذری حالت میں بھی اس وقت سات ہزار سوار امیر المؤمنین کے حکم کے منتظر ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم انہیں امراء، رؤساء اور اراکین دولت کے لڑکوں کو منتخب کر کے ان کا افسر مقرر کریں اور کسی دروازے سے خفیہ نکل کر جزیرہ اور شام کی طرف چلے جائیں اور ہر ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالیں عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے کوئی بات پیدا کر دے، خلیفہ امین نے اس رائے کو پسند کیا اور بغداد سے جزیرہ اور شام کی طرف چلے جانے کا پکا ارادہ کر لیا۔

طاہر کی حکمت عملی:..... مگر طاہر کو اس کی اطلاع مل گئی اس نے سلیمان بن منصور، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو خط لکھا اور دھمکی دی کہ اگر تم لوگ امین کو اس ارادے سے باز نہ رکھو گے تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا ان لوگوں نے خلیفہ امین کی خدمت میں حاضر ہو کر چالپوسی شروع کر دی اور یہ کہنے لگے کہ امیر المؤمنین کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ خود کو ابن اغلب اور ابن صقر کے حوالہ کر دیں یہ لوگ خائن اور غیر معتبر ہیں بہتر یہ ہوگا کہ آپ ہرثمہ بن اعین سے امن طلب کیجئے اور اس کے پاس چلے چلئے ابن صقر اس رائے سے مخالفت کر کے بولا اگر امیر المؤمنین امان ہی طلب فرما رہے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ طاہر سے امان طلب کیجائے اور پھر اس کے پاس پہنچ جائیے۔

ہرثمہ سے امین کی امان طلبی:..... مگر امین نے اس سے انکار کر دیا اور طاہر کے پاس جانے اور امان طلب کرنے کو بدشگونی تصور کر کے ہرثمہ کے پاس امان کا پیام بھیجا ہرثمہ نے اس درخواست کو منظور کر کے کہلوادیا کہ میں آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے لڑوں گا اور اگر وہ بھی امان کے طلب گار ہوں گے تو ان کو بھی امان دیدوں گا۔

طاہر اور ہرثمہ:..... طاہر کو اس کی اطلاع ہوئی اس کو ایہ امر شاق گذرا کہ فتیابی کا تاج ہرثمہ کے سر رکھا جائے اور خلیفہ امین امان حاصل کر کے ہرثمہ کے پاس آئے ہرثمہ نے طاہر کے ظاہری طور و طریقہ سے اس خیال کو تاڑ کر اپنے ساتھیوں کو خزیمہ بن خازم کے خیمہ میں جمع کر کے یہ رائے قائم کی کہ طاہر کے ساتھ موجودہ صورتحال میں شکر رنجی پیدا کرنا مناسب نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ طاہر سے اس معاملہ کی صفائی کر لی جائے چنانچہ ہرثمہ اپنے ساتھیوں اور سلیمان، سندی اور ابن نہیک وغیرہم کے ساتھ طاہر کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ طاہر کیا کہ خلیفہ امین خود علاوہ ہرثمہ کے اور کسی کے پاس نہ جائے گا، مگر ہاں خاتم خلافت، عصا، اور چادر جو درحقیقت شعار خلافت میں سے ہیں آپ کے حوالہ کر دیگا چنانچہ طاہر اس بات پر راضی ہو گیا۔

طاہر کی بے اعتمادی:..... مگر جوں ہی یہ لوگ طاہر سے رخصت ہوئے ہرثمہ پہنچا اور طاہر کے کان میں یہ پھونک دیا کہ یہ لوگ آپ کو دھوکہ دے گئے ہیں خلیفہ امین اپنے ساتھ خاتم خلافت، عصا اور چادر ہرثمہ کے پاس لے جائے گا، طاہر یہ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اسی وقت چند لوگوں کو امین کے محل سرا کے محاصرہ پر متعین کر دیا۔

امین اور ہرثمہ کی گفتگو:..... پچیسویں محرم ۹۸ھ کو ہرثمہ نے امین کے پاس پیغام بھیجا کہ آج رات اور صبر فرمائیے کیونکہ آج مجھے دریا کے کنارہ کچھ ایسی باتیں نظر آئی ہیں جن سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے امین نے جواب دیا میرے جتنے احباب اور حمایتی تھے وہ سب کے سب مجھ سے جدا ہو گئے میں اب یہاں ایک ساعت بھی قیام نہیں کر سکتا ایسا نہ ہو کہ طاہر کو بھی اس کی اطلاع ہو جائے اور وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالے۔

امین کے فرار کی کوشش:..... اس کے بعد امین نے اپنے دونوں بیٹوں کو گلے لگا کر پیار کیا اور ان دونوں سے رخصت ہو کر روتا ہوا دریا کے کنارے آیا، ہرثمہ کے حراقہ ۱ پر سوار ہو گیا ہرثمہ نے اس کے ہاتھ و پاؤں پر بو سے دیئے اور حراقہ کے کپتان کو یہ حکم دیا کہ جو شخص بھی مزاحمت کرے اس پر بلا جھجک آتش بازی کرنا۔

امین کی کشتی کا ڈوبنا:..... جوں ہی حراقہ آگے بڑھا طاہر کی جنگی کشتیوں کا بیڑہ سامنے آ گیا حراقہ کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی اور اتنی شدت سے تیر ماری کہ حراقہ کو بیکار کر دیا غوطہ زنوں نے حراقہ میں سوراخ کر دیا دیکھتے ہی دیکھتے حراقہ پانی سے لبریز ہو کر ڈوب گیا احمد بن سالم ناظم فوجداری کہتا ہے کہ حراقہ کے ڈوبنے پر امین، ہرثمہ اور میں دریا میں گر پڑے ملاح نے ہرثمہ کے بال پکڑ کر نکال لیا اور سطح آب پر گرتے ہی امین کے کپڑے پھٹ گئے اور میں تیر کر کنارہ پر پہنچ گیا تو لوگوں نے گرفتار کر لیا اور طاہر کے پاس لے گئے میرا حال دریافت کیا میں نے اپنا نام و نسب بتلایا پھر امین کا حال پوچھا میں نے جواب دیا کہ وہ گرتے ہی ڈوب گیا تھا۔

امین کی گرفتاری:..... اس کے بعد طاہر کے حکم سے مجھے ایک مکان میں قید کر دیا گیا قید ہی کی مصیبت، مجھ شامت زدہ کے لئے کم نہ تھی کہ اچانک یہ سننے میں آیا کہ طاہر نے میرے قتل کا حکم جاری کر دیا ہے یہ خبر سننے سے میرے ہوش و حواس جاتے رہے مجبوراً جو کچھ میرے قبضہ میں مال و اسباب تھا میں نے وہ دیکر اپنی جان بچائی مگر قید سے رہائی نہ ملی پھر کچھ رات گزری ہوگی کہ چند لوگوں نے یکا یک دروازہ کھولا اور امین کو اندر کر کے پھر دروازہ بند کر دیا اس وقت امین صرف ایک پاجامہ پہنے ہوئے تھا اس کے سر پر عمامہ اور شانوں پر ایک بوسیدہ کپڑا تھا میں ان اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر رونے لگا امین نے مجھے پہچان کر کہا تم مجھے اپنے گلے لگا لو میری طبیعت سخت متوحش ہو رہی ہے میں نے امین کو گلے سے لگا لیا اس وقت اس کی دل کی عجیب حرکت تھی معلوم ہوتا تھا کہ ڈر کے مارے سمٹا جا رہا ہے تھوڑی دیر بعد جب اس کے ذرا ہوش درست ہوئے تو مجھ سے مامون کا حال پوچھا میں نے عرض کیا وہ ابھی زندہ ہے امین نے کہا اللہ تعالیٰ اس کے وکیل سے سمجھے مجھ سے وہ کہتا تھا کہ مامون مر گیا ہے غالباً اس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ میں اس سے جنگ کرنے سے غافل ہو جاؤں گا میں نے کہا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ کے وزیروں سے سمجھے کیونکہ انہوں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے، امین نے سرد آہ بھر کر کہا کیوں بھائی کیا وہ لوگ وعدہ امان کو پورا نہیں کریں گے میں نے کہا ہاں حضور انشاء اللہ تعالیٰ۔

امین کا قتل:..... ابھی ہم لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ محمد بن حمید طاہری آپہنچا دور سے کھڑا ہوا دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ امین کو پہچان کر واپس چلا گیا اس کے بعد تقریباً آدھی رات کو عجمیوں کا ایک گروپ چمکتی ہوئی ننگی تلواریں لئے ہوئے آیا امین ان لوگوں کو دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹنے لگا ان میں ایک نے لپک کر امین کو پکڑ کر زمین پر گرادیا اور ذبح کر کے سراتار لیا اور اطہر کے سامنے لے جا کر رکھ دیا صبح ہوئی تو لااش کو بھی اٹھا کر لے گئے طاہر نے امین کا سر شارع عام پر آویزاں کر دیا جب اکثر آدمیوں نے دیکھ لیا تو اپنے چچا زاد بھائی محمد بن حسن بن مصعب کے ذریعے فتح کی خوشخبری کا خط مامون کی خدمت میں روانہ کیا اور اسی کے ساتھ امین کا سر، خلافت کی انگھوٹی، لالھی اور چادر بھی بھیج دی مامون نے یہ سب دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا۔

طاہر کی بغداد آمد:..... طاہر نے امین کے قتل ہونے کے بعد امان کا اعلان کر دیا اور جمعہ کے دن بغداد میں اپنی کامیابی کا جھنڈا لہراتا ہوا داخل ہوا جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کی مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور امین کی برائیاں بیان کیں، شاہی محل سراوں کے حفاظت کے لئے لوگوں کو مقرر کیا اور امین کی ماں زبیدہ، امین کے دونوں بیٹوں موسیٰ و عبد اللہ کو بالائی داب کے شہروں کی طرف شہر بدر کر دیا پھر چند دنوں کے بعد موسیٰ اور عبد اللہ کو مامون کے پاس بھیج دیا۔

۱..... حراقہ اس جنگی کشتی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے دشمنوں پر دریا میں آگ برسائی جاتی ہے اور اس میں آگ پھینکنے کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ (اقرب المصابیح صفحہ ۱۸۳ جلد اول)

وظیفہ نہ ملنے پر فوج کا بلوہ..... امین کے قتل ہو جانے کے بعد بغداد میں لشکر اور طاہر کی فوج کو اپنے کئے ہوئے ظلم پر شرمندگی ہوئی مگر اب اس ندامت سے کیا حاصل ہو سکتا تھا طاہر سے روزینہ طلب کیا وہاں کیا تھا لہذا بہانوں سے ٹال دیا اس کے بعد لشکر میں سرکشی ہونے لگی اور ہوتے ہوئے اشتعال اتنا بڑھا کہ امین کے قتل کے پانچویں دن لشکر نے بلوہ کر دیا طاہر اپنے سپہ سالاروں کے گروپ سمیت کے عفر قوبا بھاگ گیا اور وہاں سے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر تیار کر کے بغداد واپس آیا چنانچہ بلوائیوں نے معذرت کر لی اور بغاوت کا سارا الزام پولیس والوں اور بازاریوں کے سر لگا دیا طاہر نے ان کی خطائیں اس شرط پر کہ وہ دوبارہ پہلے کی طرح مطیع و فرمانبردار بن جائیں، معاف کر دیں اور چار مہینے کا روزینہ تقسیم کر دیا، سرداروں اور مشائخین بغداد نے اہل بغداد کی صفائی پیش کی، بے قصور ہونے کی قسمیں کھائیں تب طاہر کا غصہ ختم ہوا اور جنگ کا بازار ٹھنڈا ہو گیا مشرق سے مغرب تک تمام صوبوں اور ملکوں میں مامون کی حکومت کا دور دورہ ہو گیا۔

حسن ہرشی کی بغاوت..... اسی ۹۸ھ میں حسن ہرشی نے علم بغاوت بلند کیا بازاریوں کا ایک گروپ اس کے ساتھ مل گیا اور بہت سے دیہاتوں نے اس کا اتباع کیا حسن ہرشی یہ کہتا ہوا کہ لوگو! آل محمد کی اطاعت کرو اور ان ہی کی حمایت کرو، نیل کی طرف آیا اور رعایا سے زبردستی خراج وصول کیا اور جس نے ذرا سی بھی مخالفت کی اس کو لوٹ لیا۔

خلیفہ مامون نے بغداد فتح ہونے کے بعد فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو طاہر کے تمام فتح کئے ہوئے علاقوں جبل، فارس، ابواز، حجاز اور یمن کا گورنر مقرر کیا لہذا حسن نے ۹۹ھ میں اپنے ماتحت صوبوں میں پہنچ کر اپنی طرف سے اپنے گورنروں کو پھیلادیا اور طاہر کو جزیرہ، موصل، شام اور مغرب کا گورنر مقرر کر کے نصر بن شہب کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم دیا اور ہر شہ کو خراسان کی طرف روانہ کر دیا۔

نصر کی بغاوت..... نصر بن شہب، عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا شمالی حلب میں کیسوم نامی علاقے میں رہتا تھا ابتدا ہی سے امین کی طرف اس کا میلان تھا چنانچہ امین کے قتل ہونے کے بعد امین کی بیعت کو پورا کرنے کا اظہار کیا اور اپنے آس پاس کے شہروں پر قبضہ کر کے سمیساٹ پر بھی قابض ہو گیا تھوڑے ہی دنوں میں عرب دیہاتیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا اور سامان جنگ درست کر کے فرات کے جانب مشرقی عراق کی طرف سے عبور کر لیا اور حران پہنچ کر محاصرہ کر لیا اس دوران آل ابی طالب کے حمایتوں میں سے چند لوگوں نے نصر سے مل کر آل علی میں سے کسی ایک کی بیعت کرنے کی درخواست کی کیونکہ آئے دن بنو عباس اور ان کے وزراء طرح طرح کے ظلم و ستم کر رہے تھے مگر نصر نے جواب دیا میں سیاہ جھنڈے والوں کی اولاد کی بیعت نہیں کروں گا ورنہ وہ کہے گا کہ میری وجہ سے نصر کو یہ مقام حاصل ہوا ہے، حاضرین بولے اچھا بنو امیہ میں سے کسی کی بیعت کر لیجئے تو اس نے جواب دیا یہ لوگ پامال ہو گئے ہیں اور پامال گروہ ترقی نہیں کر سکتا اگر مجھے کوئی پامال شخص سلام بھی کرے تو مجھے یہ خطرہ ہوگا کہ اس کی پامالی سے مجھ کو کوئی نقصان نہ پہنچے، اصل یہ ہے کہ میرا میلان بنو عباس کی طرف ہے مگر ان کی میں اس وجہ سے مخالفت کرتا ہوں کہ ان لوگوں نے عجم کو عرب پر ترجیح دی ہے۔

طاہر کے والد کا انتقال..... اس کے بعد طاہر نے اس کے مقابلہ پر پہنچ کر رقبہ میں قیام کیا اور اس مضمون کا خط لکھ بھیجا کہ تم امیر المؤمنین کی اطاعت قبول کر لو اور باغیانہ خیال چھوڑ کر فرمانبردار ہو جاؤ اس نے کوئی جواب نہ دیا اس دوران طاہر کو اپنے والد حسین بن زریق بن مصعب کے خراسان میں انتقال کی خبر ملی اور یہ کہ خلیفہ مامون جنازہ پر آئے تھے اور فضل نے ان کو قبر پر اتارا تھا اس کے بعد ہی خلیفہ مامون کا تعزیت نامہ اس کو ملا۔

نزار اور یمامہ کی خانہ جنگی..... امین کے قتل کے بعد موصل میں یمامہ اور نزار کے درمیان لڑائی ہو گئی اس وجہ سے کہ علی بن حسن ہمدانی جو موصل پر قابض تھا اس نے نزاریہ پر ظلم و ستم شروع کر دیا تھا جب عثمان بن نعیم برجمی مصر پہنچا نزاریہ کے اعزاء و اقارب اور ان کے سرداروں سے اس واقعہ کو بیان کر کے غیرت دلائی اور نزاریہ کی حمایت پر ابھارا چنانچہ بیس ہزار آدمی مصر سے عثمان کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوئے علی بن حسن کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان لوگوں کو واپس چلے جانے کا کہا مگر عثمان نے کچھ نہ سنا مجبوراً علی بن حسن نے بھی چار ہزار فوج کو تیار کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار نزاریہ شکست کھا کے بھاگ گئے ہزار ہا آدمی مارے گئے اور علی اپنے دارالحکومت میں واپس آ گیا۔

حسن بن سہل کی گورنر:..... جب خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو تمام مفتوحہ علاقوں کا گورنر مقرر کر کے عراق روانہ کیا تو لوگوں نے آپس میں کہنا شروع کر دیا کہ فضل بن سہل نے خلیفہ مامون کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے مامون کوئی کام فضل کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا سارا خاندان خلافت، اراکین حکومت اور سپہ سالاروں کو اس نے دبا لیا ہے بنو ہاشم اور امراء شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اور حسن بن سہل کی شکایتیں کرنے لگے ہوتے ہوتے ایک فتنہ برپا ہو گیا۔

ابو السرایا:..... ابو السرایا سری بن منصور نے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ بنو شیبان اولاد ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود میں سے تھا بنو تمیم کے ایک شخص کو جزیرہ میں قتل کر دیا جزیرہ کے وزیر نے قصاص کی غرض سے ابو السرایا کی گرفتاری کا حکم دیا، ابو السرایا کو غلام ہو گیا فرات کو پار کر کے مشرقی کنارے پر چلا آیا اور ڈکیتیاں کرنے لگا، کچھ عرصہ بعد تیس سواروں کے ساتھ یزید بن مزید کے پاس آرمینہ چلا گیا یزید بن مزید نے اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری دی، چنانچہ یزید بن مزید کے ساتھ حریمہ سے جنگ کی اور ان میں سے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ان میں سے ابو شلاک (ان کا غلام) تھا اور جب یزید بن مزید مر گیا تو اس کے بیٹے اسد کے ساتھ رہنے لگا جب اسد کو آرمینہ کی حکومت سے معزول کر دیا گیا تو احمد بن مزید کے پاس چلا گیا۔

ابو السرایا کا ہرثمہ سے گٹھ جوڑ:..... اسی دوران امین اور مامون کے درمیان ان بن ہو گئی امین نے احمد بن مزید کو ہرثمہ کے ساتھ جنگ پر مقرر کیا اس وقت احمد بن مزید نے ابو السرایا کو اپنے لشکر کے ہر اول دستہ کا سردار مقرر کیا ہرثمہ نے اس سے ساز باز کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے ساز باز کر لی اور اس کے پاس چلا گیا بنو شیبان یہ خبر سن کر جزیرہ سے جوق در جوق آنے لگے چند دنوں میں دو ہزار شیبانی جمع ہو گئے اس نے ہرثمہ سے کہہ سن کر ان لوگوں کے بڑے بڑے وظائف اور روزیے مقرر کرائے۔

ہرثمہ سے علیحدگی:..... لہذا جب امین کو قتل کر دیا گیا تو ہرثمہ نے ان کے وظائف دینے سے انکار کر دیا ابو السرایا جل بھن کر خاک ہو گیا اور حج کی اجازت چاہی ہرثمہ نے اجازت دے دی اور ساتھ ہی اس کے بیس ہزار درہم سفر کا خرچ بھی عطا کیا ابو السرایا نے اس کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور جاتے وقت یہ ہدایت کر دی کہ تم لوگ ایک ایک دو دو کر کے میرے بعد ہی میرے پاس چلے آنا، لوگوں نے ایسا ہی کیا تقریباً دو سو آدمی جمع ہو گئے ابو السرایا نے ان لوگوں کو تیار کر کے عین التمر پر حملہ کر دیا اور اس کے عامل کو گرفتار کر کے عین التمر کو لوٹ لیا مال غنیمت جو کچھ ہاتھ آیا اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اس کے بعد اتفاقاً ایک دوسرے عامل سے ملاقات ہو گئی جو بہت سا مال و اسباب تین خچروں پر لاد کر لئے جا رہا تھا ابو السرایا نے اس کو بھی لوٹ کر تقسیم کر دیا۔

ہرثمہ کو شکست:..... اس عرصہ میں ہرثمہ کا لشکر آہنچا جس کو اس کی سرکوبی کے لئے مامور کیا تھا ابو السرایا اس لشکر کو شکست دیکر بیابان میں گھس گیا اس کے بعد اس کے بقیہ ساتھی بھی اس سے آملے جس سے اس کی تعداد بڑھ گئی تو وقو کا کی طرف قدم بڑھائے ابو فرغانہ نے سات سو سواروں پر مشتمل فوج کے ساتھ مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر محل میں جا چھپا ابو السرایا نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ امن حاصل کر کے دروازہ کھول دیا ابو السرایا نے ان کا مال و اسباب بھی لے کر انبار کی طرف روانہ ہوا انبار میں ابراہیم شروی (خلیفہ منصور کا آزاد کردہ غلام) مقرر تھا ابو السرایا نے اس کو بھی قتل کر کے انبار کو لوٹ لیا اور اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر کے چل کھڑا ہوا کچھ دور جا کر پھر انبار کی طرف واپس آیا اس کے بعد بقصد رقعہ کی طرف بڑھا طوق بن مالک تغلشی کی طرف سے ہو کر گذرا اور اس نے قیس کے خلاف اس کی مدد کی چار مہینے تک ٹھہرا ہار بیعہ کی حمایت نہ مہر سے قیس سے لڑتا رہا یہاں تک کہ قیس نے طوق کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن طباطبائی علوی:..... اس کے بعد ابو السرایا رقعہ کی طرف چلا گیا وہاں محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن ثنی بن حسین بن علی سے ملاقات ہو گئی اس کا باپ ابراہیم طباطبائی کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا ابو السرایا نے ابن طباطبائی کی بیعت کر لی ابن طباطبائی نے ابو السرایا کو دریا کے راستے کو فروانہ کہا اور خود مختار اختیار کیا چنانچہ ایک طے شدہ وقت پر ابو السرایا اور ابن طباطبائی کوفہ میں داخل ہوئے اور ابن طباطبائی نے اہل کوفہ

سے آل محمد کی حمایت کرنے کی بیعت لے لی اور ابوالسرایا نے قصر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کا رخ کیا اور اس کے مال و اسباب اور جو اہرات کو جو بے انتہا تھے لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الثانیہ ۱۹۹ھ کا ہے

شاہی فوج کو شکست:..... بعض مؤرخین کا یہ بیان ہے کہ ابوالسرایا ہرثمہ کے منتخب آدمیوں میں سے تھا مگر تنخواہ بند کر دینے سے ناراض ہو کر کوفہ چلا گیا، ابن طباطبہ کی بیعت کر لی اور جن کوفہ پر قابض ہو گیا تو ارد گرد کے رہنے والوں نے جوق در جوق حاضر ہو کر بیعت کی ان دنوں کوفہ کا گورنر حسن بن سہل کی جان سے سلیمان بن منصور تھا حسن بن سہل نے یہ خبر سن کر زہیر بن مسیب حلبی کو دس ہزار سواروں کے ساتھ کوفہ روانہ کیا ابن طباطبہ اور ابوالسرایا نے کوفہ سے نکل کر قریہ شاہی میں مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے لڑ کے زہیر کے لشکر کو پسپا کر دیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طباطبہ کی ناگہانی موت:..... اگلے دن صبح ابن طباطبہ مردہ پایا گیا ابوالسرایا نے اس کی جگہ ایک نو عمر علوی محمد بن جعفر بن محمد بن زید بن علی بن حسین کو برائے نام جانشین بنایا اور خود سب کاموں کا انصرام و انتظام کرنے لگا، جنگ ختم ہونے پر زہیر قصر ابن ہبیرہ میں واپس آیا اور وہیں ٹھہر گیا حسن بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد مروزی کو چار ہزار فوج کے ساتھ زہیر کی کمک کے لئے روانہ کیا ابوالسرایا نے اس کو بھی ۱۵ رجب ۱۹۹ھ میں شکست دے دی اور اس کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں مارے گئے اور جو باقی رہے وہ قید کر دیئے گئے۔

ابوالسرایا کے سکے:..... اس واقعہ کے بعد ابوالسرایا نے کوفہ میں اپنے نام کا سکہ بنوایا اور متعدد فنوجیں اور عمال بصرہ اور واسط کی طرف روانہ کیا بصرہ کا گورنر عباس بن محمد بن عیسیٰ بن محمد جعفری کو، مکہ کا حسین بن حسن بن علی بن زین العابدین معروف بہ افطس کو (انہیں کو موسم کا بھی امیر مقرر کیا گیا تھا) یمن کا ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو فارس کا اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو اور اہواز کا زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو گورنر بنایا چنانچہ عباس نے بصرہ پہنچ کر عباس بن محمد بن داؤد بن حسن شنی کو مدائن کی طرف نکال دیا ابوالسرایا کو یہ بھی حکم دیا کہ بغداد پر مشرق کی طرف سے حملہ کر دو چنانچہ عباس نے ایسا ہی کیا واسط میں حسن بن سہل کی طرف سے عبداللہ بن سعد حریشی تھا اس نے ابوالسرایا کے سپہ سالاروں کی آمد کے بارے میں سن کر واسط چھوڑ دیا حسن بن سہل نے اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ دیکھ کر ہرثمہ سے جنگ ابوالسرایا پر جانے کی درخواست کی۔

ابوالسرایا کا مدائن پر قبضہ:..... ہرثمہ حسن سے ناراض ہو کر خراسان چلا گیا تھا پھر بہت اصرار کے بعد واپس آیا اور ایک لشکر تیار کر کے ماہ شعبان میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا اسی زمانہ میں حسن نے مدائن اور واسط کی حفاظت کی غرض سے علی بن ابی سعید کو مدائن کی جانب روانہ کیا تھا اتفاق یہ کہ ابوالسرایا کو اس کی خبر مل گئی اس وقت یہ قصر ابن ہبیرہ میں تھا جھٹ پھٹ ایک لشکر تیار کر کے مدائن بھیج دیا جس نے ماہ رمضان المبارک میں مدائن پر قبضہ کر لیا اور خود قصر ابن ہبیرہ سے کوچ کر کے نہر صرصر پر آٹھرا۔

ابوالسرایا کا فرار:..... اتنے میں ہرثمہ بھی اپنا لشکر لئے ہوئے اس کے مقابلہ پر آ گیا اور علی بن ابی سعید نے شوال میں مدائن پہنچ کر ابوالسرایا کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا ابوالسرایا نے اس واقعہ کو سن کر نہر صرصر سے قصر ابن ہبیرہ کی طرف واپس آیا ہرثمہ نے اس کی روانگی کے بعد ہی کوچ کر دیا اور راستے میں ابوالسرایا کے ساتھیوں کا ایک گروہ مل گیا ہرثمہ نے ان کو گھیر کر مار ڈالا اس کے بعد نہایت تیزی سے ابوالسرایا کو جا گھیرا ہرثمہ اور ابوالسرایا کی بہت ساری لڑائیاں ہوئی ایک بڑا گروہ ابوالسرایا کے ساتھیوں کا قتل ہو گیا آخر کار جان بچا کر کوفہ کی طرف بھاگا طالین، بنو عباس اور ان کے حامیوں کے مکانات پر ٹوٹ پڑے اور جو کچھ پایا لوٹ لیا مکانات ویران اور مسمار کر کے ان لوگوں کو نکال دیا اور جو امانتیں ان کی اور لوگوں کے پاس تھیں ان کو زبردستی لے لیا۔

حسین افطس مکہ میں:..... مکہ کا گورنر داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی تھا جب اس کو حسین افطس کی آمد کی خبر معلوم ہوئی تو انہوں نے بنو عباس کو جمع کیا اتفاق سے ان دنوں مسرور الکبیر وہاں موجود تھا جو ایک سو سواروں کے ساتھ حج کرنے گیا تھا مسرور الکبیر نے جنگ کی تیاری شروع کر دی اور داؤد کو ان لوگوں سے جنگ کرنے کی ترغیب دی داؤد نے جواب دیا میں قتل اور خون ریزی کو حرم شریف میں پسند نہیں کرتا اگر وہ لوگ ایک راستہ سے مکہ میں داخل ہوں گے تو میں دوسرے راستہ سے نکل جاؤں گا، مسرور الکبیر یہ سن کر خاموش ہو گیا اور داؤد نے مکہ سے عراق کی طرف کوچ کر دیا اس کے

بعد ہی مسرور الکبیر بھی عراق کی طرف روانہ ہو گیا اس وقت حسین فطس اس ڈر سے کہ مکہ جانے سے لڑائی ہوگی مقام شرف میں پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا جب اس کو یہ خبر ملی کہ بنو عباس سے مکہ معظمہ خالی ہو گیا ہے تو دس آدمیوں کو ساتھ لے کر مکہ معظمہ میں داخل ہوا طواف کیا صفا و مروہ کی سعی کی عرفہ میں ایک رات قیام کیا یعنی جملہ مناسک حج ادا کئے، جب کہ ہرثمہ اطراف کوفہ میں ٹھہرا ہوا کوفہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اسی دوران منصور بن مہدی کو بلوایا اور کوفہ کے سرداروں سے خط و کتابت کی اور علی بن سعید مدائن سے واسطہ کی طرف آیا اور اس پر قبضہ کر کے بصرہ کا رخ کیا۔

ابو السرایا کا کوفہ سے انخلا:..... انہیں واقعات پر ۱۹۹ھ کا دور تمام ہو جاتا ہے اور ۲۰۰ھ کا سال شروع ہوتا ہے ہرثمہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ کوفہ کا حصار کئے ہوئے تھا حصار کی سختی جب بڑھتی ہوئی نظر آئی تو ابو السرایا آٹھ سو سواروں کے ساتھ محمد بن جعفر بن محمد سمیت کوفہ چھوڑ کر بھاگ نکلا، ہرثمہ نے ۱۵ محرم ۲۰۰ھ کو کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، غسان کو (جو خراسان کی فوج کا باڈی گاڈ کا افسر تھا) کوفہ کی امارت دیدی اور ایک دن قیام کر کے واپس چلا گیا۔

ابو السرایا کی گرفتاری:..... ابو السرایا نے کوفہ سے نکل کر قادیسیہ کا رخ کیا اور پھر قادیسیہ سے سوس کی طرف روانہ ہوا مقام خورستان میں ایک قافلہ مل گیا جو ابواز سے بہت سامان و اسباب لئے جا رہا تھا ابو السرایا نے اس کو لوٹ لیا اور اس کا مال و اسباب ساتھیوں میں تقسیم کر دیا ان دنوں حسن بن علی مامونی ابواز کا گورنر تھا یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی حسن بن علی نے ابو السرایا کو شکست دی ابو السرایا کے ساتھی متفرق و منتشر ہو کے بھاگے حسین بن علی، محمد اور اپنے غلام ابوالشوک کے ساتھ ابو السرایا کے ٹھکانہ مقام راس عین (مضافات جلولا) کی طرف آیا اور ان کو چاروں طرف سے گھیر لیا حمد کند گوش نے نہایت مردانگی کے ساتھ ابو السرایا وغیرہ کو گرفتار کر لیا اور زنجیروں سے باندھ کر حسن بن سہل کے پاس مقام نہروان حاضر کر دیا۔

ابو السرایا کا قتل:..... حسن بن سہل نے ابو السرایا کو قتل کر کے سر کاٹ کر محمد بن محمد کے ساتھ خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور پھر لاش کو بغداد کے پل پر لٹکا دیا اس کے بعد علی بن سعید بصرہ کی طرف روانہ ہوا اور اس کو زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کے قبضہ سے نکال لیا، اس کو زید النار کے نام سے بھی یاد کرتے تھے اس وجہ سے کہ اس نے عباسیوں اور حکومت عباسیہ کے حمایتوں کے مکانات بصرہ میں بڑی تعداد میں جلوہ دے تھے زید نے علی بن سعید سے امن کی درخواست کی علی بن سعید نے امن دی مگر ساتھ ہی آئندہ خطرے کے پیش نظر نظر بند کر لیا۔

ابراہیم قصائی:..... اس خداداد کامیابی کے بعد علی بن سعید نے مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور یمن کی طرف علویوں سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں مکہ معظمہ میں ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر تھا جب اس کو ابو السرایا کے قتل کئے جانے کی خبر ملی تو اس نے مکہ معظمہ پر کسی کو اپنی طرف سے مقرر کر کے یمن کی طرف کوچ کر دیا یمن کا گورنر اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ خلیفہ مامون کی جانب سے مقرر تھا اس پر ابراہیم کا ڈراتنا طاری ہوا کہ یمن چھوڑ کر مکہ کی طرف بھاگ نکلا پھر کیا تھا ابراہیم نے یمن پہنچ کر قبضہ کر لیا چونکہ اس نے یمن میں قتل و خونریزی حد سے زیادہ کی تھی اس وجہ سے یہ جزا (قصائی) کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

ابراہیم کا نمائندہ عقیلی:..... اس کے بعد ابراہیم جو ار نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو مکہ کی طرف لوگوں کو حج کرانے کی غرض سے روانہ کیا پھر اس عقیلی کے مکہ معظمہ پہنچنے سے پہلے ابوالحسن معتصم سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ جس میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن مہان بھی تھا پہنچ گیا تھا اور حمدویہ کو حسن بن سہل نے یمن کا گورنر بنا دیا تھا عقیلی نے یہ خیال کر کے کہ مجھ میں ان لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے بستان ابن عامر میں قیام کیا اتفاق سے ایک قافلہ مکہ معظمہ سے آرہا تھا اسی قافلہ میں خانہ کعبہ کا غلاف بھی تھا عقیلی نے قافلہ پر شب خون مار کر اہل قافلہ کے تمام مال و اسباب تجارت اور خانہ کعبہ کے غلاف کو لوٹ لیا اہل قافلہ پریشانی کے عالم میں انتہائی بے سروسامانی کے حالت میں مکہ معظمہ میں داخل ہوئے۔

عقیلی کی سرکوبی:..... چنانچہ معتصم نے جلودنی کو ایک سو منتخب آدمیوں کے ساتھ عقیلی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جلودنی راتوں رات عقیلی کی سر پر پہنچ گیا صبح ہوتے ہی نقارہ جنگ بجوایا لڑائی ہوئی عقیلی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے جتنا مال و اسباب

تجارت ان لوگوں نے قافلہ کا لوٹ لیا تھا سب کا سب اور نیز خانہ کعبہ کا غلاف مل گیا معتمد نے قیدیوں کو دس دس کوڑے لگوا کر رہا کر دیا اور حاجیوں کے ساتھ اطمینان کے ساتھ تمام مناسک حج ادا کئے۔

محمد بن جعفر اور مکہ کی حالت:..... محمد بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین جنہیں دیبلجہ کہا جاتا تھا عالم، زاہد اور نیک سیرت انسان تھے اپنے والد جعفر الصادق سے حدیث روایت کرتے تھے اور لوگ آپ سے علم دین سیکھنے آتے تھے لہذا جب حسین افسس نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں مکہ معظمہ پر قبضہ کر لیا اور خانہ کعبہ کا غلاف اتار کر دوسرا غلاف چڑھایا جس کو ابوالسرایا نے کوفہ سے روانہ کیا تھا اور بنو عباس کی امانتوں کے پیچھے پڑ گئے اور لوگوں کے مال و اسباب کو زبردستی چھیننے لگے تب اکثر اہل مکہ جان و مال کے خوف سے مکہ چھوڑ بھاگ گئے اور اس کے ساتھیوں نے حرم شریف کی جالیوں کو توڑ دیا اور خود افسس نے بھی کعبہ شریف کے ستونوں پر جتنا سونا چڑھا ہوا تھا اتار لیا اور جتنا نقد اور جس خانہ کعبہ کے خزانوں میں تھا نکال کر اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اس سے اہل مکہ کے دلوں پر بہت برا اثر پڑا۔

محمد بن جعفر کی بیعت:..... اسی دوران ابوالسرایا کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی اہل مکہ آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں اس وقت حسین بن افسس کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا، گھبرایا ہوا محمد بن جعفر الصادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یہ موقع مناسب ہے لوگوں کے دل آپ کی طرف مائل ہیں آئیے میں آپ کی بیعت کر لیتا ہوں کوئی شخص آپ کی مخالفت نہیں کرے گا، محمد بن جعفر الصادق نے اس کی درخواست منظور کرنے سے انکار کر دیا مگر یہ اور ان کا لڑکا علی برابر اسی بات پر اصرار کرتے رہے بالآخر محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں کے کہنے سننے میں آگئے طوعاً و کرہاً بیعت خلافت لینے پر تیار ہو گئے لوگوں نے ان کی خلافت کی بیعت کر لی اور انہیں امیر المؤمنین کے لقب سے پکارنے لگے۔

ان کے بیٹے کا ظلم اور بد معاشی:..... کچھ عرصے کے بعد آپ کے لڑکے علی اور ابن افسس نے ہاتھ پاؤں نکالے طرح طرح کی بد اعمالیاں کرنے لگے زنا، اغلام سر بازار عورتوں کو بے عزت کرنا شروع کر دیا، خوبصورت عورتوں کو اپنی عصمت کا بچا دھواں ہو گیا جہاں کوئی خوبصورت عورت یا لڑکا نظر آ جاتا تو یہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑتے اور اپنی خواہشات نفسانی پوری کرنے کے لئے زبردستی پکڑ کر لے جاتے تھے لوگوں نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر ایک جلسہ کیا اور محمد بن جعفر الصادق کو معزول کرنے، قاضی مکہ کے بیٹے ❶ کو واپس لینے پر متفق ہو گئے، قاضی مکہ کا بیٹا محمد بن جعفر الصادق کے بیٹے کے گھر میں مقید تھا لہذا جب اہل مکہ نے محمد بن جعفر الصادق کا مکان شور و غل مچاتے ہوئے جا کر گھیر لیا تو محمد بن جعفر الصادق ان لوگوں سے امن حاصل کر کے اپنے گھر گئے اور قاضی کے لڑکے کو اپنے بیٹے سے لے کر ان لوگوں کے حوالہ کر دیا۔

شاہی فوج کا مکہ پر قبضہ:..... اس واقعہ کے چند دنوں کے بعد اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ایک لشکر لئے ہوئے یمن سے آپہنچا طالبیوں نے جمع ہو کر مکہ معظمہ کے ارد گرد خندقیں کھود لیں اور آس پاس کے دیہاتیوں کو یکجا کر کے مقابلہ پر آگئے اسحاق نے بھی صف آرائی کی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر جنگ سے کنارہ کش ہو کر عراق کی طرف کوچ کر دیا راستے میں اس لشکر سے ملاقات ہو گئی جس کو ہرثمہ نے جلودی تھی اور رباء بن جمیل کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف روانہ کیا تھا (یہ حسین بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا) چنانچہ اسحاق ان لوگوں کے ساتھ پھر مکہ معظمہ واپس آ گیا چنانچہ طالبیوں نے بے جگری کے ساتھ مقابلہ کیا چونکہ عباسیوں کا ستارہ اقبال عروج پر تھا اس لئے طالبیوں کو شکست ہو گئی محمد بن جعفر الصادق نے امان کی درخواست پیش کی تو امان دیدی گئی اور عباسیوں نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

محمد بن جعفر کو دوبارہ شکست:..... اس کے بعد محمد بن جعفر الصادق مکہ معظمہ سے حنفہ کی طرف اور پھر حنفہ سے بلاد جہینہ کی طرف چلے گئے بلاد جہینہ پہنچ کر اطمینان کے ساتھ پھر لشکر تیار کرنے لگے رفتہ رفتہ جب خاطر خواہ لشکر جمع اور مرتب ہو گیا تو ہارون بن مسیب ولی مدینہ سے جنگ کرنے کے نکلے متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار محمد بن جعفر الصادق شکست فاش کھا کے واپس آئے، انہیں واقعات میں ایک آنکھ جاتی رہی ایک بڑا گروہ ان کے

❶ لڑکے کا نام اسحاق اور قاضی مکہ کا نام محمد تھا ایک نو عمر حسین لڑکا تھا ایک دن مکہ کے بازار میں جا رہا تھا اتفاق سے علی بن محمد بن جعفر الصادق کی نظر پڑ گئی دیکھتے ہی رال ٹپک پڑی جھٹ پھٹ اپنے دو چار ہم خیالوں کو بلا کر اسحاق کو پکڑ لیا اور اپنا منہ کالا کرنے اپنے مکان میں ہاتھ پیر باندھ کر اٹھا کر لے گیا۔ (نعوذ باللہ) تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۲۸

ساتھیوں کا مارا گیا۔

اپنی خلافت سے دستبرداری:..... اگلے سال موسم حج میں جلودی اور رجا بن جمیل سے امن حاصل کر کے مکہ معظمہ میں آئے اور لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا اور ان امور و افعال کی جو اس سے پہلے آپ سے سرزد ہوئے تھے معذرت کی، چونکہ مجھے یہ خبر ملی تھی کہ مامون کا انتقال ہو گیا ہے اور اس وقت تمام عالم میں فتنہ و فساد پھیلا ہوا تھا اس وجہ سے میں نے لوگوں سے بیعت لے لی تھی اور اس بیعت کا ایفاء کر رہا تھا اس کے بعد اب مجھے یہ خبر صحیح ملی ہے کہ مامون زندہ ہے لہذا میں اپنے آپ کو معزول کر کے تم لوگوں کو اپنی بیعت سے فارغ کرتا ہوں، اتنی معذرت کر کے منبر سے اترے اور حج کے بعد ۲۰ھ میں عراق چلے گئے حسن بن سہل نے انکو خلیفہ مامون کے پاس بھیج دیا۔

محمد بن جعفر الصادق، مامون کی خدمت میں:..... لہذا یہ اس زمانہ سے خلیفہ مامون کی خدمت میں رہے یہاں تک کہ خلیفہ مامون عراق روانہ ہوا تو انہوں نے راستے میں مقام جرجان پہنچ کر وفات پائی۔

ہرثمہ کی مامون کے پاس روانگی:..... جب ہرثمہ ابوالسرایا کی مہم سے فارغ ہو کر واپس آیا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں تھا اس سے ملے بغیر عتقربا کے راستے نہروان کی طرف خراسان کے ارادے سے روانہ ہوا راستے میں خلیفہ مامون کے فرامین ملے جن میں یہ مضمون تھا: کہ تم بجائے خراسان آنے کے شام اور حجاز کی طرف واپس چلے جاؤ مگر ہرثمہ نے خلیفہ مامون سے ملنے کے شوق میں اس پر کوئی توجہ نہ دی اور اس خیال سے کہ میرے آباؤ اجداد ہمیشہ حکومت عباسیہ کے حمایتی تھے اور میں بھی اب اور اس سے پہلے مسلسل حکومت کا حمایتی رہا ہوں، آگے بڑھتا رہا اور فضل بن سہل کے ان حالات سے خلیفہ کو مطلع کرنے کے لئے کہ وہ خلافت پناہی سے ملکی حالات چھپاتا ہے لوگوں کو ہر طرح سے مجبور اور ان پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتا ہے خراسان کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

فضل بن سہل کی چغلی:..... اتفاق یہ ہوا کہ ہرثمہ کے ان خیالات کی فضل بن سہل کو اطلاع ہوئی موقع پا کر خلیفہ مامون سے کہہ دیا کہ ابو السرایا کا فتنہ درحقیقت اسی کا اٹھایا ہوا تھا اور اسکی جسارت اور حکم عدولی کوئی انتہا نہ رہ گئی تھی، خلیفہ کی احکامات کی تعمیل اس نے بالکل نہیں کی جہاں پناہ نے تو شام اور حجاز کی طرف واپس جانے کا حکم صادر فرمایا تھا اور جب کہ ہرثمہ خراسان چلا آ رہا ہے اس معاملہ میں اگر چشم پوشی کی جائے گی تو اوروں کو حکم عدولی اور خلاف ورزی کی جرأت پیدا ہوگی۔

مامون کی ہرثمہ سے ناراضگی:..... خلیفہ مامون کے خیالات اس کی ان باتوں سے تبدیل ہو گئے اپنے غصہ کو ضبط کر کے ہرثمہ کے آنے کا انتظار کرنے لگا یہاں تک کہ ہرثمہ مرو پہنچ گیا اور اس خیال سے کہ خلیفہ مامون سے میرے آنے کی خبر نہ رہے گی نقارہ بجانے کا حکم دے دیا خلیفہ مامون کے کانوں تک طلبوں کی آواز پہنچی تو دریافت کیا کہ کون آ رہا ہے؟ گزارش کی گئی کہ ہرثمہ آ گیا ہے اور وہی گرج اور برس رہا ہے۔

ہرثمہ کا قتل:..... خلیفہ مامون نے اسی وقت ہرثمہ کو بلوا بھیجا اور معتز ضامنہ سوال کیا کہ تو نے ابوالسرایا کو مقرر کر کے کوفہ کے علویوں کو کیوں تباہ و برباد کیا اگر تیرے اندر بدینتی کا دخل نہ ہوتا تو ان لوگوں کو زندہ گرفتار کر سکتا تھا، ہرثمہ معذرت کرنے لگا خلیفہ مامون نے اس کی ایک نہ سنی اور پیٹ پر ایک لات رسید کی، ناک توڑ ڈالی اور آخر کار جیل بھیج دیا اس پر بھی صبر نہ آیا تو ایک شخص کو اس کے قتل کرنے پر مقرر کر دیا جس نے اسکو جیل کی تکلیف سے ہمیشہ کی نجات دیدی۔

اہل بغداد کی شورش:..... جب ہرثمہ کی موت کی خبر عراق میں مشہور ہوئی تو حسن بن سہل نے علی بن ہشام گورنر بغداد کو اپنی طرف سے لکھ بھیجا کہ لڑنے والی فوج کچھ بہانوں سے ٹالتے رہو حسن نے یہ حکم اس وجہ سے دیا تھا کہ انہوں نے ہرثمہ کی روانگی سے پہلے اس کو معزول کرنے اور اس کے عمال کو نکال دینے کا ارادہ کیا تھا چنانچہ اس کے مقرر کئے ہوئے گورنر کو بغداد سے نکال کر اسحاق بن ہادی خلیفہ مامون کے نائب کو اپنا امیر بنالیا تھا، حسن بن سہل ان کی ان زیادتیوں کو برداشت کرتا اور بہانوں بہانوں سے ٹالتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس نے اپنے عاملانہ تدابیر سے ان لوگوں میں

اختلاف ڈال دیا اور اسی کے اشارہ پر علی بن ہشام اور محمد بن ابی خالد ایک جانب سے اور زہیر بن مسیب دوسری طرف سے رات کے وقت بغداد میں گھس گئے، تین دن تک لڑنے والی فوج سے جنگ ہوتی رہی بالآخر وظائف اور روزینے دینے پر صلح ہو گئی۔

موسیٰ بن جعفر کا فرار:..... ابھی لشکریوں کے وظائف اور روزینے تقسیم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق ابوالسرایا کے بھائی کے ساتھ جس کو علی بن سعید نے بصرہ میں گرفتار کر کے نظر بند کر دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں قید خانہ سے بھاگ گیا اور انبار ۱ کے آس پاس خروج کر دیا اراکین حکومت عباسیہ نے زید بن موسیٰ کی گرفتاری کے لئے فوجیں متعین کر دیں جنہوں نے نہایت کم وقت میں اس کو گرفتار کر کے علی بن ہشام کے پاس لا کر حاضر کر دیا، اس واقعہ کے بعد ہرثمہ کے قتل کی خبر ملی۔

ابن ابی خالد کی مخالفت:..... چنانچہ محمد بن ابی خالد نے علی بن ہشام کی مخالفت کا اعلان کر دیا کیونکہ علی بن ہشام اکثر بلکہ ہمیشہ محمد بن ابی خالد کو حقارت کی نگاہوں سے دیکھا کرتا تھا اسی وجہ سے محمد بن ابی خالد اس سے بگڑ کر لڑا کا فوج سے جا ملا اور لڑائی شروع کر دی چنانچہ علی بن ہشام شکست کھا کر صصر کی طرف بھاگ گیا، بعض مورخین کا بیان ہے کہ علی بن ہشام نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ پر حد جاری کی تھی اس وجہ سے حربیہ کو اشتعال پیدا ہوا اور ان لوگوں نے جمع ہو کر اس کو نکال دیا۔

حسن بن سہل:..... اس واقعہ کی اطلاع حسن بن سہل کو مدائن میں ملی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو وہ شروع ۲۰۱ھ میں ۳ مدائن سے واسط کی جانب چلا آیا فضل بن ربیع جو خلیفہ امین کے زمانہ سے خلیفہ مامون کی مخالفت کی وجہ سے واسط میں چھپا ہوا تھا وہیں چھپا رہا اس دوران عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد رقبہ سے طاہر کے پاس آپہنچا اس نے اور اس کے باپ نے مشورہ کر کے حسن کے ساتھ جنگ کرنے کی ٹھانی اور لشکر تیار کر کے واسط کے ارادے سے نکل کھڑے ہوئے راستے میں حسن کے ساتھیوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اس کو نیچا دکھاتے گئے زہیر بن مسیب کو جو حسن کی طرف سے خونخو (سواد کے آس پاس) کا عامل تھا اور بغداد کے سپہ سالاروں سے خط و کتابت کیا کرتا تھا محمد بن ابی خالد نے جا کر گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ کے اپنے بیٹے جعفر کے پاس بغداد میں قید کر دیا اس کے بعد واسط کی طرف بڑھا اور اپنے لڑکے ہارون کو نیل کی طرف روانہ کیا حسن کا نائب یہ خبر سن کر کوفہ کی طرف بھاگ آیا اور کوفہ سے واسط چلا گیا، ہارون نے میدان خالی دیکھ کر نیل پر قبضہ کر کے اپنے باپ کی طرف واپس چلا گیا اور پھر محمد اور ہارون نے واسط کا ارادہ کر لیا۔

حسن کا واسط سے فرار:..... حسن بن سہل نے اس خبر سے مطلع ہو کر واسط سے کوچ کر دیا مگر فضل بن ربیع جو ایک زمانہ سے واسط میں چھپا ہوا تھا ٹھہرا ہوا تھا اور ہارون کے داخل ہونے کے بعد اس نے محمد سے امن کی درخواست کی تو محمد نے نہایت خوشی سے فضل کو امن دے کر بغداد کی طرف روانہ کر دیا اور خود باقی لشکر کو اپنے ساتھ لے کر حسن بن سہل کے تعاقب میں نکل کھڑا ہوا چنانچہ حسن کے لشکر اور سپہ سالاروں سے مدد بھیجی ہو گئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد محمد اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی چنانچہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔

زہیر اور محمد کی وفات:..... حسن نے ان کا تعاقب کیا اور محمد نے جرجرہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو عنایا کی طرف بھیج دیا چونکہ محمد ان لڑائیوں میں زخمی ہو گیا تھا بہتری کی صورت جب نظر نہ آئی تو ابوزنیل (محمد کا دوسرا لڑکا) محمد کو بغداد اٹھالایا بغداد پہنچ کر محمد نے دم توڑ دیا رات کے وقت خفیہ طور پر اس کے گھر میں دفن کر دیا گیا اسی رات ابوزنیل نے زہیر بن مسیب کو قتل کر ڈالا، خزیمہ بن خازم نے بغداد کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور عیسیٰ بن محمد کے پاس یہ حکم بھیج دیا کہ تم بجائے اپنے باپ کے جنگ حسن کے کمانڈر انچیف مقرر کئے گئے ہو۔

حسن کا نیل پر قبضہ:..... حسن بن سہل کو محمد کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی تو اس نے اپنے لشکر کو ہارون کی طرف نیل کی جانب بڑھنے کا حکم دیا

①..... یہ واقعہ ذی قعدہ ۲۰۰ھ کا ہے۔ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۱۳۰

②..... صفحہ ۶۱ پر موجود عنوان ”سفیان کا ظہور“ سے لے کر یہاں تک کی تاریخ ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن میں موجود نہیں ہے اور اس کی وضاحت صفحہ ۶۱ پر بھی کر دی گئی ہے۔ (ثنا اللہ محمود)

اس شہر سے نیل کی طرف پہنچ کر بارون کا مال و اسباب لوٹ لیا اور نیل پر قبضہ کر لیا بارون نیل سے رائے بھاگ آیا اس واقعہ کے بعد اہل بغداد نے ایک جلسہ کر کے منصور بن مہدی کو سریر خلافت پر بٹھانے کا ارادہ کیا مگر منصور بن مہدی نے انکار کر دیا تو ان لوگوں نے حسن بن سہل کے مخالف ہو کر اس کو خلیفہ مامون کا بغداد اور عراق میں نائب مقرر کیا۔

حسن کی چال:..... اور بعض مورخین یہ کہتے ہیں کہ اہل بغداد نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد سے حسن سے جنگ کرنے کی حامی بھری تو حسن یہ خیال کر کے کہ مجھ میں اہل بغداد کے مقابلے اور مخالفت کرنے کی طاقت نہیں ہے عیسیٰ بن محمد سے چالوسی کی باتیں کرنے لگا اور رشتہ داری و قرابت قائم کرنے کا وعدہ کیا اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار اور اس کو اس کے خاندان اور اہل بغداد کو امان دینے اور صوبوں کی گورنری پر متعین کرنے کا وعدہ بھی کیا عیسیٰ نے ادھر ان سب باتوں کو منظور کر کے خلیفہ مامون کا دستخطی فرمان طلب کیا اور ادھر اہل بغداد کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ نہ گھبرانا میں خراج کی کمی کی وجہ سے لڑ رہا ہوں تم لوگ کسی شخص کو بنو ہاشم میں سے اپنا سردار بنا لو، چنانچہ اہل بغداد نے منصور بن مہدی کو اپنا والی مقرر کر دیا۔

منصور کی شکست:..... اس کے بعد عیسیٰ نے اپنے لشکر کا جائزہ لیا تو تعداد میں ایک لاکھ پچیس ہزار نکلا، منصور بن مہدی نے غسان بن عباد بن ابی الفرج کو کوفہ کے ارد گرد کی طرف مقرر کیا اس نے حمید طوسی سے جو حسن بن سہل کی طرف سے کوفہ پر مقرر تھا لڑائی کی حمید نے اس کو شکست دیکر گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۰۱ھ کا ہے اور کامیابی کے بعد نیل میں پڑاؤ ڈالا منصور کو اس کی خبر ملی تو اس نے محمد بن یقظین کو ایک بڑی تعداد میں فوج کے ساتھ حمید کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا مقام کوئی میں حمید سے ٹک بھڑ ہو گئی حمید نے اس کو بھی زیر کر کے اس کے اکثر ساتھیوں کو قتل کر دیا اور آس پاس کے کوئی کو لوٹ کے نیل کی طرف آ گیا اور ابن یقظین نے نہر صرصر پر قیام کر دیا۔

بغداد میں ڈاکو راج:..... جس وقت بغداد میں ابواش مزاجوں کی کثرت ہو گئی چاروں طرف سے بد معاشوں نے ظلم و تعدی کے ہاتھ لوگوں پر بڑھانے شروع کر دیئے دن دھاڑے دوکانداروں اور مسافروں کو لوٹنے لگے علانیہ اور خفیہ وہ حرکتیں کرنے لگے جو اسلام میں منع ہیں اور جب کہ حکومت اندرونی جھگڑوں اور اعیان دولت کی کمزوری کی وجہ سے روکنے سے معذور ہو گئی ہے تو ابواش مزاجوں اور بد معاشوں نے آس پاس کے قصبات اور دیہات پر ہاتھ بڑھائے جو سامنے آیا مارڈالا اور جو پایا لوٹ لیا رعایا ان کے تعدی و ظلم سے پریشان ہو ہو کر حکام کے پاس آتی مگر یہ ان کی چارہ جوئی نہ کر سکتے تھے اس وقت مصلحین قوم و ملت اس کی مدافعت کے خیال سے ایک دوسرے سے ملنے لگے اور آپس میں ان منکرات کے قلع و قمع کرنے کی باتیں کرنے لگے۔

رضا کاروں کا قیام:..... پھر یہ خیال کر کے کہ ہر حلقہ اور محلہ میں بہ نسبت ابواشوں اور لفنگے مزاجوں کے نیکیوں کی تعداد زیادہ ہے اصلاح قوم و ملک اور منکرات شرعیہ کی روک تھام کرنے کا ارادہ کر لیا سب سے پہلے خالد دریوش^۱ نامی ایک شخص نے جو بغداد کے ممتاز باشندوں میں سے تھا اپنے ہمسایہ اور محلہ والوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ترغیب اس طرح دی کہ شاہی جہروت و سطوت سے کسی قسم کا ٹکراؤ نہ ہونے پائے اہل محلہ و جوار نے آمادگی ظاہر کر دی چنانچہ اس کے محلہ میں جتنے ابواش مزاج اور جرائم پیشہ لوگ تھے سب کو گرفتار کر کے قید کر کے حکام وقت کو مطلع کیا اس کے بعد دوسرے محلہ کی طرف توجہ کی۔

سہل بن سلامہ کی بیعت اور صلح:..... اس کی دیکھا دیکھی جند حریہ میں سے سہل^۲ بن سلامہ انصاری نے بھی جو اہل خراسان میں سے تھا اور اس کی کنیت ابو حاتم تھی لوگوں کو امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور کتاب و سنت پر عمل کی ترغیب دی اس کے علاوہ اپنے گلے میں قرآن کریم لٹکا کر خواص و عام اور اراکین حکومت سے ملا اور ان لوگوں کو اپنی بیعت کی دعوت دی سب نے خوش دلی سے اس کی اس بات پر اور اس بات پر کہ جو شخص اس کا مخالف ہوگا اس سے ہم لڑیں گے بیعت کر لی رفتہ رفتہ منصور بن مہدی اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد تک ان دونوں کی خبریں پہنچ گئیں منصور اور عیسیٰ کو اس

۱..... یہاں صحیح تلفظ الدریوش ہے (ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۲۴۲)

۲..... ۴ رمضان المبارک ۲۰۱ھ میں اس نے اپنے دعوؤں کا اظہار کیا تھا اور اس سے دو دن پہلے خالد دریوش نے لوگوں کو ترغیب دی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

خبر سے برہمی و ناراضی پیدا ہوئی اس وجہ سے کہ ان کے اکثر ساتھی انہیں جرائم پیشہ اور آبرو باختہ لوگوں سے ملے جلے رہتے تھے مگر چونکہ موقع مناسب نہ تھا اس لئے خاموش رہے جب کچھ عرصے بعد حسن بن سہل سے اپنے اور تمام اہل بغداد کے لئے امن حاصل کر کے صلح کر لی تب مکمل اطمینان سے بغداد میں داخل ہوئے اور خلیفہ کے فرمان عالیشان کا انتظار کرنے لگے، اہل بغداد کو اس صلح سے بہت مسرت ہوئی ان لوگوں کی رضامندی سے خالد مدیوش اور سہل کے کام میں بہت بڑی آسانی ہو گئی۔

علی رضا کی ولی عہدی اور ابراہیم بن مہدی کی بیعت:..... جس وقت اہل بغداد کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ ۱ مامون نے علی بن موسیٰ کاظم کی ولی عہدی کی بیعت کر لی ہے اور الرضا من آل محمد کا ان کو لقب عطا فرما کر لشکر کو کالی وردی پہننے کی ممانعت کر کے بری وردی پہنادی ہے اور تمام ممالک میں ایک گشتی فرمان روانہ کیا ہے اور حسن بن سہل نے بغداد سے واپس آ کر عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو رمضان ۲۰۱ھ میں اس بات کی اطلاع کرتے ہوئے تحریر کیا کہ تم اپنے تمام لشکر سے جو تمہارے پاس ہیں اور بنو ہاشم سے علی رضا کی ولی عہدی کی بیعت اور بجائے کالے کپڑے پہننے کے سبز کپڑے استعمال کرنے کی بیعت کی۔

علی رضا کی بیعت کی مخالفت:..... چنانچہ اس وقت بعض لوگوں نے تو اس حکم کی تعمیل کی اور بعض لوگوں نے صاف صاف انکار کر دیا کہ ہم ہرگز اس بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ بنو عباس سے حکومت و خلافت کا اقتدار نکل کر آل علی میں چلا جائے اس مخالفت و برہمی کے بانی مہانی منصور و ابراہیم تھے جو کہ مہدی کے بیٹے تھے اور جو کچھ ان دنوں میں خامی تھی اس کو مطلب بن عبد اللہ بن مالک، سندی، نصر و صیف اور صالح صاحب مصلیٰ نے پختہ کر دیا مگر مصلحتاً ۲ جمعہ کے دن خلیفہ مامون کی معزولی اور ابراہیم بن مہدی کی خلافت اور ابراہیم کے بعد اسحاق بن ہادی کے مالک تحت خلافت ہونے کے اعلان کرنے کو منع کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی کی بیعت:..... اس کے چند دن کے بعد محرم ۲۰۲ھ میں نامزد افراد اور سارے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت کر کے مبارک کے مبارک ۱ لقب سے موسوم کیا چنانچہ ابراہیم نے تخت خلافت پر قدم رکھتے ہی لشکر کو بطور انعام چھ چھ ماہ کی تنخواہ دینے کا وعدہ کیا اور نہایت اطمینان کے ساتھ کوفہ و سواد پر قبضہ کر کے آگے بڑھا دس پینچ کر لشکر کی تیاری میں مصروف ہو گیا بغداد کی مغربی طرف عباس بن موسیٰ ہادی کو اور جانب شرقی کی طرف اسحاق بن موسیٰ ہادی کو متعین کیا۔

قصر ابن ہبیرہ پر قبضہ:..... ان دنوں قصر ابن ہبیرہ میں حسن بن سہل کی طرف سے حمید بن عبد الحمید نامی ایک شخص رہتا تھا اس کے ساتھ سپہ سالاروں میں سے سعید بن ساجور، ابوالبط، غسان بن ابی الفرج اور محمد بن ابراہیم بن اغلب افریقی وغیرہ تھے اتفاق سے ان لوگوں کی حمید سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی ان لوگوں نے حمید کی دشمنی کے خیال سے ابراہیم بن مہدی سے ساز باز کر لی تھی اور ان سے یہ وعدہ کر لیا کہ ہم لوگ حمید کو قصر ابن ہبیرہ سے باہر قدم نہ رکھنے دیں گے تم آ کر کمپ میں قبضہ کر لو بلکہ اس کو بنظر احتیاط آئندہ مار ڈالیں گے، حسن بن سہل کو کسی ذریعے سے اس کی خبر مل گئی فوراً دربار خلافت میں حمید کو طلب کر لیا اور ان لوگوں کو قصر ابن ہبیرہ ہی میں رہنے دیا چنانچہ ابراہیم نے ان لوگوں کے لکھنے کے مطابق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو بھیج کر قصر ابن ابی ہبیرہ پر قبضہ کر لیا ۱ حمید کے لشکر گاہ میں جو کچھ پایا لوٹ لیا اور ابن حمید اپنے باپ کے خرموں کو لے کر اپنے باپ کے پاس چلا گیا۔

①..... خلیفہ مامون نے ۲۰۱ھ میں علی بن موسیٰ رضا بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو جلسہ عام میں اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ (تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۱۳۴۔)

②..... ۲۵ ذی الحجہ ۲۰۱ھ کو ان وجوہات سے جن کا ذکر مورخ علامہ ابن خلدون نے کیا ہے اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی اور ایک شخص کو یہ سکھلا رکھا کہ کل جمعہ کے دن مجمع عام میں کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ خلیفہ مامون کے لئے دعا کی جائے اور ان کے بعد ابراہیم کے حق میں جو خلیفہ مامون کے بعد وارث تحت خلافت ہوگا اور دوسرے شخص کو یہ سکھا کر دیا کہ تم یہ کہنا کہ ہم مامون کی خلافت سے راضی نہیں ہیں ہم اس کو معزول کر کے ابراہیم کی خلافت کی بیعت کرتے ہیں اور اس کے بعد اسحاق بن موسیٰ ہادی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۴۔)

③..... تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۳۵۰ پر مبارک کے بجائے مرضی تحریر ہے۔

④..... یہ واقعہ ۱۰ ربیع الثانی ۲۰۲ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۱۔)

عباس بن موسیٰ گورنر کوفہ:..... اس واقعہ کے بعد پھر حسن بن سہل نے کوفہ کی طرف توجہ کی عباس بن موسیٰ کاظم کو اس صوبہ کا گورنر بنایا اور یہ ہدایت کی کہ منبر پر کھڑے ہو کر کہہ دینا کہ خلیفہ مامون کے بعد میرا بھائی علی بن موسیٰ کاظم تخت خلافت کا وارث ہوگا تم لوگ علم بغاوت بلند نہ کرو مگر غالی شیعوں نے اس بات کو بھی منظور کر لیا اور یہ کہہ کر کہ مامون سے کوئی سروکار نہیں ہے ہم تو تمہارے بھائی علی بن موسیٰ کاظم کے ساتھی ہیں گھر بیٹھ گئے۔

ابراہیم کی عباس سے جنگ:..... ابراہیم بن مہدی نے عباس سے جنگ کرنے کے لئے اپنے سپہ سالاروں میں سے سعید اور ابوالبط کو مقرر کیا عباس نے اپنے چچا زاد بھائی علی بن محمد بن جعفر جو دیبلہ کو مقابلہ پر بھیجا لڑائی ہوئی اور علی بن محمد کو شکست ہوئی سعید اور ابوالبط نے آگے بڑھ کے حیرہ میں قیام کیا اس کے بعد اہل کوفہ پر حملہ کرنے نکلے اہل کوفہ اور حکومت عباسیہ حمایتی بھی مستعد ہو کر میدان جنگ میں آگئے چنانچہ بہت سی لڑائیاں ہوئیں آخر کار اہل کوفہ امن حاصل کر کے عباس کو مکان سے باہر لائے، لڑائی کا زور و شور ختم ہو گیا فتح مند گروپ کامیابی کے جوش میں خوش و خرم کوفہ میں داخل ہونے لگے عباس کے ساتھیوں میں سے چند لوگوں کو یہ بات ناگوار گذری پھر دوبارہ لڑ پڑے تلواریں نیاں سے نکل آئیں اور کشت و خون کا بازار گرم ہو گیا۔

عباس کی شکست:..... چنانچہ سعید کے ساتھیوں نے عباس کے ساتھیوں کو لڑ کر پسپا کر دیا اور عیسیٰ بن موسیٰ کے گھروں میں آگ لگا دی سب کچھ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا اس دوران سعید تک حیرہ میں یہ خبر پہنچ گئی کہ عباس نے وعدہ خلافت کی اور حاصل کئے ہوئے امان کی پرواہ نہ کی یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا جھٹ پھٹ سوار ہو کر کوفہ آیا اور جس جس کو پایا قتل کرنا شروع کر دیا کوفہ کے سرداروں کو گھیر کر سعید کے خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے معذرت کی اور قسمیں کھا کر یہ ظاہر کیا کہ یہ حرکت بازار یوں کی تھی عباس کا اس فتنہ و فساد سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ اپنے عہد و اقرار پر قائم ہے۔

فساد کے بعد امن کا اعلان:..... سعید نے یہ سن کر لشکر کو قتل و غارت سے روک دیا اگلے دن سعید و ابوالبط نے کوفہ کے بازار میں امان کا عام اعلان کر دیا کسی شخص سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور اپنی طرف سے فضل بن محمد بن صباح کندی کو گورنر مقرر کیا کچھ عرصہ کے بعد اس کو معزول کر کے غسان بن ابی الفرج کو سند گورنری دی پھر جب اس نے ابوالسرایا کے بھائی کو مار ڈالا تو اس کو معزول کر کے سعید کے بھتیجے ہول سپہ سالار کو متعین کیا اس کے بعد حمید بن عبد الحمید لشکر تیار کر کے ان لوگوں سے لڑنے کوفہ کی طرف آیا، ہول پر حمید کا ایسا خوف غالب ہوا کہ کوفہ چھوڑ کے بھاگ گیا اور ابراہیم بن مہدی کے حکم سے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد حسن کا محاصرہ کرنے کے لئے نیل کے راستے واسط کی طرف روانہ ہوا جس نے ان دنوں واسط شہر میں ٹھہر کر قلعہ بندی کر لی تھی مگر عیسیٰ کی آمد کا سن کر باہر نکل کر لڑنے پر تیار ہو گیا چنانچہ اپنے ساتھیوں میں سے چند تجربہ کار سپہ سالاروں کو عیسیٰ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جنہوں نے انتہائی مردانگی سے عیسیٰ کو شکست فاش دیکر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا عیسیٰ اپنا سامنہ لیکر بغداد واپس آ گیا۔

سہل بن سلامہ کو شکست:..... اس کے بعد شہر واسط کی نجالت دور کرنے کے خیال سے سہل بن سلامہ متطوع سے لڑ پڑا اور اس کے ساتھیوں سے سازش کر کے اس پر کامیابی حاصل کر لی اور سہل بن سلامہ اپنے گھر کے ایک کونے میں چھپ گیا چند راتوں کے بعد گرفتار کر کے اسحاق کے سامنے پیش کیا گیا آپس میں گفتگو ہونے لگی اسحاق نے کہا اچھا تم مجمع عام میں یہ کہہ دو کہ تم لوگوں کو باطل کی طرف بلارہا تھا میں تم کو رہا کروں گا، سہل بن سلامہ نے اس کا کوئی جواب نہ دیا اسحاق یہ سمجھ کر کہ سہل نے میری بات منظور کر لی ہے مجمع عام میں لایا سہل نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا بھائیو! میں تم کو کتاب اللہ و سنت پر عمل کرنے کی دعوت دیتا تھا اور اسی بات کی اب بھی ہدایت کرتا ہوں، اس فقرہ کی مکمل ہوتے ہی اسحاق کی ساتھی سہل بن سلامہ پر ٹوٹ پڑے خوب جی کھول کے مارا اور پھر قید کر دیا اور دو چار دن کے بعد زنجیروں سے باندھ کر ابراہیم کی خدمت میں روانہ کیا ابراہیم نے بھی اس کو پٹوا کر جیل بھیج دیا اور پھر اس خیال سے کہ کہیں لوگوں میں اشتعال نہ پیدا ہو یہ ظاہر کر دیا کہ سہل بن سلامہ جیل میں مر گیا ہے مگر درحقیقت اس کو رہا کر دیا اور وہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا تھا یہاں تک کہ ابراہیم کا دور دورہ ختم ہو گیا۔

ابراہیم کے مقابلہ کی تیاری:..... ۲۰۳ھ میں حمید بن عبد الحمید نے ابراہیم بن مہدی کے ساتھ جنگ کے ارادے سے بغداد کا رخ کیا عیسیٰ بن محمد بن ابی ابراہیم بن مہدی کی طرف سے سپہ سالار جنگ تھا حمید نے اس سے ساز باز کر لی انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کر لیا جس کی وجہ

سے عیسیٰ نے حمید کی مدافعت نہ کی اور مقابلہ میں پہلو تہی کرتا رہا، دوسری طرف ہارون بن محمد بن محمد نے (یہ عیسیٰ کا بھائی تھا) ابراہیم بن مہدی کو اسکی اطلاع کردی ابراہیم کو اس خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی ادھر عیسیٰ نے اپنی فوج میں یہ اعلان کرادیا کہ حمید کی ہم سے صلح ہوگئی ہے اس پر ابراہیم نے عیسیٰ کو طلب کر کے سخت و ست کلمات کہے، عیسیٰ نے اس سے انکار کیا اور معذرت کی ابراہیم نے اس کی ایک بھی نہ سنی بلکہ پٹوا کر اس کو اور اس کے چند سپہ سالاروں کو قید کر دیا مگر اس کا نائب عباس نامی اس مصیبت سے بچ کر بھاگ گیا۔

ابراہیم کی معزولی کا فیصلہ:..... اس واقعہ سے لوگوں کے خیالات تبدیل ہو گئے ایک دوسرے سے ملنے جلنے لگے اور عیسیٰ کی گرفتاری پر ناراضگی ظاہر کرنے لگے بالاخر سب نے عباس کے پاس جمع ہو کر ابراہیم بن مہدی کے معزول کرنے پر اتفاق کیا پھر کیا تھا ایک طوفان بدتمیزی اٹھ کھڑا ہوا ابراہیم کے گورنر جسر اور کرخ سے نکال دیئے گئے، اور عباس نے حمید کو لکھ بھیجا کہ تحریر دیکھتے ہی تم چلے آؤ میں بغداد تمہارے حوالہ کردوں گا۔

حمید کی بغداد آمد:..... حمید یہ خبر سن کر صرصر آ پہنچا عباس اور بغداد کے سپہ سالار ملنے آئے اور اس شرط پر ابراہیم کو معزول کرنے کا وعدہ کیا کہ ہر سپاہی کو پچاس درہم دیئے جائیں، ابراہیم کو اس کی خبر ملی تو اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو جیل سے نکلوا کر حمید سے جنگ کرنے کا حکم دیا مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا چنانچہ جمعہ کے دن حمید بغداد میں داخل ہوا نماز ادا کی خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس سے فارغ ہو کر وعدہ کے مطابق انعام دینے میں مصروف ہو گیا حمید کے ساتھیوں میں سے کوئی بولا کہ ان لوگوں کے انعام سے دس دس درہم کم کر دینے چاہئیں کیونکہ انہوں نے علی بن ہشام کے مقابلہ سے پہلو تہی کی تھی لشکریوں کو اس سے انتہائی ناگواری ہوئی حمید نے کہا تم لوگ نہ گھبراؤ تم کو دس دس اور زیادہ دوں گا۔

ابراہیم کی شکست:..... ابراہیم نے اس داد و دہش کو سن کر عیسیٰ اور اس کے بھائیوں سے جنگ حمید کی پھر درخواست کی اور منظور نہ کرنے کی صورت میں قتل کی دھمکی دی عیسیٰ اور اس کے بھائیوں نے جان کے خوف سے منظور قبول کر لیا فوجیں تیار کر کے میدان جنگ میں آئے تھوڑی دیر تک بے دلی سے لڑتے رہے اس کے بعد اپنے آپ کو حمید کے آدمیوں کے حوالہ کر دیا باقی لشکر شکست کھا کر ابراہیم کے پاس واپس آ گیا اور حمید نے جا کر شہر کے وسط میں اپنا خیمہ نصب کر دیا ابراہیم کے اکثر ساتھی بھاگ کر مدائن پہنچے اور لاش پر قابض ہو گئے اور باقی ساتھی حمید سے لڑتے رہے، فضل بن ربیع ابراہیم کے ساتھ تھا اس واقعہ کے بعد حمید سے آ ملا اور مطلب بن عبد اللہ بن مالک نے حمید کو لکھ بھیجا کہ اس جانب کو میرے حوالہ کر دو میں ابراہیم کو اس طرف سے نکلنے نہیں دوں گا، سعید بن ساجور اور ابوالبط وغیرہما لشکر کے سپہ سالاروں نے علی بن ہشام کو اسی مضمون کا خط تحریر کیا۔

ابراہیم کا فرار:..... جب ابراہیم کو ان لوگوں کی اس ساز باز کا حال معلوم ہوا تو ان کی حوصلہ افزائی کرنے لگا یہاں تک کہ رات ہو گئی، نصف ذی الحجہ ۲۰۳ھ کو اپنی تمناؤں کا خون کر کے روپوش ہو گیا اس واقعہ کے بعد چاروں طرف نا کہ بندی کر کے حمید و علی بن ہشام ابراہیم کے مکان پر آئے ایک ایک کو نہ دیکھ لیا مگر وہ کہیں نہ پایا، یہ واقعہ ابراہیم کے بیعت کے دو سال بعد کا ہے، علی بن ہشام نے بغداد کی مشرقی جانب اور حمید نے مغرب بغداد میں قیام کیا اور سہل بن سلامہ جیسا کہ اس سے پہلے لوگوں کو ترغیب دیتا تھا دینے لگا حمید نے اس کو اپنے تقرب کا اعزاز دیا اور جائزے اور انعامات عطا فرمائے۔

حسن بن سہل کا تجاوز:..... اگرچہ آئے دن عراق میں حسن بن سہل کی وجہ سے فتنہ و فساد برپا ہونے لگا تھا اور لوگوں کی نفرت دن بدن اور بڑھنے لگی کیونکہ یہ اور اس کا بھائی خلیفہ مامون کے مزاج میں بے حد خیل ہو گیا تھا جس کام کو یہ دونوں چاہتے بلا اجازت کر گزرتے تھے اور جس بات کو چھپانا چاہتے تھے خلیفہ کے کانوں تک اس کی آواز بھی نہیں پہنچتی تھے اور اراکین حکومت میں سے کسی کی یہ مجال نہ تھی کہ اشارۃً و کنایۃً اس کا تذکرہ ہونٹوں تک لاسکتا، مزید اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مامون نے علی رضا بن موسیٰ کاظم کو اپنا ولی عہد بنالیا اور اس طریقے سے اقتدار خلافت کو بنو عباس سے آل علی میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے عوام و خواص میں سخت ناراضگی اور الجھن پیدا ہو گئی اور فضل بن سہل ان واقعات کو خلیفہ مامون کے سامنے ظاہر نہ کرتا تھا اور اسکے چھپانے میں حد درجہ کی احتیاط کرتا تھا اس خیال سے کہ کہیں خلیفہ مامون کے خیالات میرے اور میرے بھائی کی طرف سے تبدیل نہ ہو جائیں اور جب ہر شے دربار خلافت میں حاضر ہونے اور ان واقعات کے عرض کرنے کے لئے آیا تو فضل بن سہل نے اس سے مطلع ہو کے اور اس بات کا یقین کر کے کہ خلیفہ مامون اس کے کہنے کو سچ سمجھ لے گا خلیفہ کے کان بھر دیئے اور ان کو اس درجہ مشتعل کر دیا کہ خلیفہ نے ہر شے کی ایک بھی بات

نہ سنی اور ان کو قتل کر کے ہی دم لیا

عوام کی حسن سے نفرت:..... ان وجوہات و اسباب سے حکومت کی حمایتوں اور اہل بغداد کی نفرت مزید بڑھ گئی آئے دن فتنہ و فساد برپا ہونے لگا لشکر کے سردار اور سپہ سالار اپنی اپنی فوجوں میں اس بارے میں سرگوشیاں کرنے لگے مگر پھر بھی فضل بن سہل کا وہ رعب و دبدبہ تھا کہ کسی کی مجال نہ تھی کہ ان واقعات کو خلیفہ مامون کے کانوں تک پہنچا سکتا چند لوگ اپنی جانوں پر کھیل کر علی رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ آپ ان واقعات کو خلیفہ کے گوش گزار کر دیجئے۔

حسن بن سہل کے پول کا کھلنا:..... آپ ان لوگوں کی کہنے کے مطابق دربار خلافت میں تشریف لے گئے اور ان فتنہ و فسادات سے جو آئے دن عراق میں ہو رہے تھے اور فضل بن سہل ان کو چھپا رہا تھا اور نیز اس سے کہ اہل بغداد نے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کر لی ہے خلیفہ مامون کو آگاہ کیا خلیفہ مامون بولا اس کی خلافت کی بیعت نہیں کی گئی بلکہ اہل بغداد نے اس کو اپنا امیر بنالیا ہے جو ان کے دینی اور دنیاوی کاموں کو انجام دیتا رہے گا آپ نے جواب دیا آپ سے جس نے یہ بیان کیا ہے غلط اور سراسر جھوٹ ہے اس وقت ابراہیم اور فضل بن سہل میں جنگ ہو رہی تھی اور خواص اور عوام آپ سے اس وجہ سے کشیدہ و متنفر ہو رہے ہیں کہ فضل اور حسن اور میں آپ کے ہر کام میں پیش پیش ہو رہے ہیں اور آپ نے میری ولی عہدی کی بیعت بھی لی ہے۔

علی رضا اور مامون:..... خلیفہ مامون نے کہا آپ کے علاوہ ان باتوں سے اور کوئی شخص بھی آگاہ ہیں؟ جواب دیا کہ یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور ان کے علاوہ لشکر، اور دوسرے سردار، خلیفہ مامون نے اس وقت ان لوگوں کو طلب کر کے ان واقعات کو دریافت کیا ان لوگوں نے فضل بن سہل کے ڈر سے ان واقعات سے لاعلمی ظاہر کی مگر جب خلیفہ مامون نے اصرار کے ساتھ دریافت کیا اور ان لوگوں کی جان و مال کی امان دی اور حفاظت کی ذمہ داری لی تب انہوں نے وہی واقعات اور حالات بیان کئے جیسا کہ علی رضا نے کہے تھے۔

مامون پر رافضی ہونے کا الزام:..... اور اسے یہ بھی بتایا کہ کہ اہل عراق آپ پر علی رضا کو ولی عہد بنانے کی وجہ سے رافضی ہونے کا الزام لگا رہے ہیں اور فضل بن سہل نے طاہر بن حسین جیسے کارگزار شخص کو جس کی جانثاری اور حمایت سے امیر المؤمنین بھی واقف ہیں رقبہ بھیج دیا جہاں پر اس کی حکمرانی کمزور اور ضعیف ہو گئے ہیں ممالک محروسہ میں چاروں طرف سے بغاوت و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی ہے اگر اس کا تدارک نہ کیا جائے گا تو تھوڑے ہی دنوں میں یہ مرض لا علاج ہو جائے گا اور آخر کار زمام خلافت ہاتھ سے نکل جائے گی۔

مامون کی بغداد روانگی:..... خلیفہ مامون کو ان اراکین سلطنت کے کہنے سے یقین ہو گیا فوراً خراسان پر غسان بن عباد ❶ کو (جو فضل بن سہل کا چچا زاد بھائی تھا) اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر دیا فضل بن سہل کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان اراکین سلطنت کو جنہوں نے یہ واقعات خلیفہ مامون کے گوش گزار کئے تھے ستانا شروع کیا مگر لا حاصل تھا۔

فضل بن سہل کا قتل:..... جوں ہی خلیفہ مامون مقام سرخس ❷ پہنچا چار آدمیوں نے حمام میں فضل بن سہل پر حملہ کر کے مار ڈالا اور بھاگ گئے خلیفہ مامون نے اعلان کر دیا کہ جو شخص قاتلین فضل بن سہل کو گرفتار کر کے لائیگا اس کو دس ہزار دینار انعام دیا جائے گا چنانچہ عباس بن یثیم دینوری نے قاتلین کو گرفتار کر کے حاضر کر دیا قاتلین نے بیان کیا کہ آپ ہی نے تو ہم کو اس کے قتل پر مقرر فرمایا تھا، بعض مورخین کہتے ہیں کہ ملزموں کے بیانات مختلف ہو گئے تھے بعضوں نے تو یہ بیان کیا کہ ہمیں فضل بن سہل کے بھتیجے نے اس کے قتل پر مقرر کیا تھا اور کسی نے کہا عبدالعزیز بن عمران سپہ سالار اور علی وموسیٰ وغیرہ نے، خلیفہ مامون نے ان لوگوں کو طلب کر کے دریافت کیا تو ان لوگوں نے لاعلمی کا اظہار کیا خلیفہ مامون نے ان کے انکار پر کو

❶..... تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۵۲ پر لکھا ہے کہ مامون نے پہلے رجاہ بن ابی الضحاک کو خراسان کا گورنر بنایا تھا لیکن رجاہ کو خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی، اور مامون کو پریشانی اٹھانی پڑی چنانچہ مامون نے رجاہ کو معزول کر کے غسان بن عباد کو گورنر مقرر کر دیا، اور غسان نے اپنے حسن انتظام سے خاطر خواہ کامیابی حاصل کی۔

❷..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۴۷ پر سرخس کے بجائے، شرجیل، تحریر ہے۔

نی توجہ نہ دی اور سب کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے سروں کو حسن بن سہل کے پاس بھیج کر عراق کی جانب روانہ ہو گیا۔

حسن بن سہل کا پاگل ہونا:..... اس کے بعد خلیفہ مامون کو یہ خبر ملی کہ حسن بن سہل کو پاگل پن کی بیماری (مالیخولیا) ہو گیا ہے اور اس کا دماغ بیکار ہو گیا ہے خلیفہ مامون نے اپنے خادم دینار کو حسن بن سہل کے پاس بھیجا اور سارے لشکر کا انتظام اس کے سپرد کر دیا اس وقت ابراہیم بن مہدی اور عیسیٰ مدائن میں تھے ابوالبط اور سعید نیل میں تھے اور لڑائی ان لوگوں کے درمیان برابر ہو رہی تھی اور مطلب بن عبد اللہ بن مالک بہانہ بنا کر کے مدائن سے بغداد واپس آیا اور درپردہ لوگوں کو سمجھا بھجار ہاتھ کہ تم لوگ مامون کی خلافت تسلیم کر لو اور ابراہیم بن مہدی کو معزول کر دو، خلیفہ مامون کے بعد تخت خلافت کا منصور بن مہدی وارث ہوگا۔

ابراہیم کے خلاف سازش:..... اس کہنے سننے سے خزیمہ بن خازم وغیرہ (سپہ سالاران لشکر) نے مطلب بن عبد اللہ سے ساز باز کر لی تو مطلب نے علی بن ہشام اور حمید کو بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا حمید نے آگے بڑھ کر نہر صرصر پر پڑاؤ ڈالا اور علی نے نہر وان پر، ابراہیم بن مہدی یہ خبر سن کر ۱۵ صفر ۲۰۲ھ میں مدائن سے بغداد کی طرف واپس آ گیا۔

مدائن پر شاہی فوج کا حملہ:..... زند و پنچ کر منصور، خزیمہ اور مطلب کو بلا بھیجا مگر ان لوگوں نے بہانہ کر کے ٹال دیا ابراہیم نے ان لوگوں کی گرفتاری پر عیسیٰ کو مقرر کیا منصور اور خزیمہ تو گرفتار کر لئے گئے اور مطلب کے خادموں نے مطلب کو گرفتار کرنے نہیں دیا ابراہیم نے جھلا کر مطلب کا گھر لوٹ لینے کا حکم دیا ❶ مگر پھر بھی مطلب ہاتھ نہیں آیا حمید اور علی بن ہشام مدائن کو اس کے مددگاروں سے خالی پا کے مدائن جا پہنچے اور اس پر قبضہ کر لیا اور وہیں قیام پذیر ہو گئے۔

علی رضا کا نکاح:..... اسی سنہ کے دور اور اسی سفر کے دوران اور راستے میں خلیفہ مامون نے اپنی بیٹی ❷ کا نکاح علی رضا سے کر دیا تھا اور آپ کے بھائی ابراہیم بن موسیٰ کاظم کو امیر الحجاج مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا تھا اور یمن کی سند گورنری عطا فرمائی تھی ان دنوں یمن کا گورنر حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ہان تھا۔

علی رضا کی ناگہانی موت:..... جس وقت خلیفہ طوس پہنچا خلافت کے ولی عہد علی رضا کا اخیر صفر ۲۰۳ھ میں انگور کے کھانے سے انتقال ❸ ہو گیا خلیفہ مامون نے حسن بن سہل کو اس قیامت خیز سانحہ سے مطلع کیا اور نیزاہل بغداد اور اپنے گروپ والوں سے علی رضا کی ولی عہدی کی معذرت کی اور یہ بھی تحریر کیا کہ آپ نے وفات پائی اب تم لوگ پہلے کی طرح ہمارے دائرہ اطاعت میں آ جاؤ۔

بغاوت کا خاتمہ:..... اس کے بعد خلیفہ مامون طوس سے روانہ ہو کر جرجان پہنچا تقریباً ایک ماہ مقیم رہا بازمانہ قیام میں رجاء بن ابی الضحاک کو جرجان اور ماوراء النہر کی سپہ سالاری عطا کی پھر ۲۰۴ھ میں معزول کر دیا اور غسان بن عباد کو فضل بن سہل کی رشتہ داری کی وجہ سے خراسان، جرجان، طبرستان، کرمان، رومان، اور دھاریر کی گورنری عطا فرمائی پھر کچھ عرصہ کے بعد معزول کر کے طاہر کو مقرر کیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے، مختصر یہ کہ جرجان سے روانہ ہو کر نہروان پہنچا اس کے اعزہ واقارب، حکومت کے حمایتی، لشکر کے سپہ سالار اور رؤساء و عمائدین ملنے آئے چونکہ طاہر کو اس سے نہروان میں ملنے کو لکھ بھیجا تھا لہذا وہ بھی رقبہ سے نہروان چلا آیا تھا آٹھ دن قیام کرنے کے بعد بغداد کی طرف کوچ کیا پندرہویں صفر ۲۰۴ھ میں بغداد پہنچ کر رصافہ میں قیام کیا پھر رصافہ سے نکل کر اپنے شاہی محل میں جو دجلہ کے کنارہ پر تھا پہنچا اور لشکر کے سپہ سالار لشکر گاہ میں ٹھہرے رہے فتنہ و فساد ختم ہو گیا بغاوت کی مشتعل آگ اسکے آتے ہی سرد ہو گئی۔

❶..... یہ واقعہ سترہویں صفر ۲۰۲ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

❷..... خلیفہ مامون نے اپنی ایک لڑکی ام حبیب کا نکاح علی رضا سے اور دوسری بیٹی ام الفضل کا محمد بن علی رضا سے کیا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

❸..... بعض کہتے ہیں کہ خلیفہ مامون نے علی رضا کو انگوروں میں زہر لاکے کھلا دیا تھا جس سے ان کی موت واقع ہوئی اور یہ روایت میرے نزدیک دور از عقل و خلاف قیاس ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۳)

کالے کپڑے پہننے کی اجازت:..... اس کے بعد بھی حکومت عباسیہ کے حمایتی سبز لباس کے پہننے کے بارے میں برابر معترض رہے یہاں تک کہ خلیفہ مامون نے ایک خاص موقع پر طاہر سے خوش ہو کر فرمایا طاہر تیری جو بھی تمنا ہو اس کو ضرور پورا کروں گا، طاہر نے عرض کیا دربار خلافت میں سیاہ کپڑوں کے پہن کر آنے کا حکم دیجئے، خلیفہ مامون نے یہ درخواست منظور کر لی اور ایک دربار عام میں اس کو اور تمام سپہ سالاران لشکر اور اعیان سلطنت کو سیاہ رنگ کی خلعتیں عطا فرمائیں ❶ اس سے اہل بغداد اور تمام اراکین حکومت کو بے حد مسرت ہوئی اور پہلے کی طرح سب نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کر لی۔

موصل کا فتنہ:..... ان واقعات سے پہلے ۲۰۰ھ میں بنو اسامہ اور بنو ثعلبہ کے درمیان مقام موصل میں جنگ ہوئی بنو ثعلبہ نے محمد بن حسن ہمدانی برادر علی بن حسن ہمدانی والی شہر کے پاس جا کر پناہ لی علی بن حسن ہمدانی نے اپنے بھائی کے پناہ دینے کے لحاظ سے بنو ثعلبہ کو شہر سے نکل کر لشکر کشی کا حکم دیا بنو اسامہ نے یہ خبر سن کر ایک ہزار فوج سے ثعلبہ کا تعاقب کیا اور مقام عوجاء ❷ میں پہنچ کر بنو ثعلبہ کا محاصرہ کر لیا، علی و محمد بن حسن ہمدانی کو یہ خبر ملی تو انہوں نے بنو ثعلبہ کی کمک پر ایک فوج بھیج دی چنانچہ لڑائی ہوئی ایک بڑی تعداد میں بنو اسامہ کے اور کچھ آدمی بنو ثعلبہ کے اس واقعہ میں کام آگئے اور بنو اسامہ کے کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے اس واقعہ کے بعد احمد بن عمر بن خطاب ثعلبی، علی بن حسن ہمدانی کے پاس گیا اور آئندہ جنگ نہ کرنے اور خونریزی نہ ہونے کی ذمہ داری لی اس پر علی نے شاہی فوج کو واپس بلا لیا چنانچہ فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔

ازدیوں پر ظلم:..... پھر ۲۰۲ھ میں علی بن حسن ہمدانی نے موصل میں موجود ازادیوں پر ظلم و ستم شروع کر دیا اسلئے کہ انہوں نے حسن بن علی کے اس راز کو افشا کر دیا تھا کہ اس نے اپنی قوم کو عمان پر قبضہ کر لینے کی ہدایت کی تھی، ازداہل کے ظلم و ستم سے پریشان ہو کر اپنے سردار سید بن انس کے پاس گئے اور اس کے ناقابل برداشت ظلم کی شکایت کی۔

ابن حسن کے خلاف بغاوت:..... سید بن انس نے ان کو تسلی و تشفی دے کر مسلح ہونے کا حکم دیا اور نہایت بہادری کے ساتھ علی بن حسن سے جا لڑا چنانچہ علی بن حسن نے شکست کھا کر مہدی بن علوان خارجی کے جا کر پناہ لی اور اس سے بیعت کر کے اس کو شہر میں لے آیا اس کے ساتھ نماز ادا کی پھر اس کی پشت پناہی و امداد کے ذریعے لڑنے نکلا قبیلہ ازادین سپر ہو کر مقابلہ پر آئے انتہائی شدت و تیزی سے لڑائی جاری رہی آخر کار ازادین نے علی بن حسن اور اس کے سارے ساتھیوں کو شہر سے نکال دیا اور ان کا تعاقب کرتے ہوئے شہر کے باہر گئے، اسی واقعہ میں علی، اس کا بھائی احمد اور ایک گروہ اس کے خاندان کا مارا گیا محمد بن حسن بھاگ کر بغداد پہنچا قبیلہ ازداہل سید بن انس نے موصل پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ مامون کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ازدیوں کی پیشی:..... پھر جب خلیفہ مامون بغداد آیا تو سید بن انس ایک وفد کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا محمد بن حسن بن صالح ہمدانی نے اس کی اور اس کی قوم ازادین کی شکایت کی اور اپنے بھائیوں اور اہل بیت کے مارے جانے کا مقدمہ پیش کیا، خلیفہ مامون نے جواب کی غرض سے سید بن انس کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا ہاں امیر المؤمنین میں نے اور میری قوم نے ایسا ہی کیا تھا کیونکہ ان لوگوں نے آپ کے مقبوضہ ملک میں خارجی کو بلا کر آپ کے منبر پر اس کو کھڑا کر دیا تھا اور آپ کی خلافت کی توہین کی تھی، خلیفہ مامون نے یہ سن کر ان کی خطائیں معاف کر دیں اور اس کو موصل کا گورنر بنادیا۔

مامون کا امین کی یاد میں رونا:..... خلیفہ مامون نے عراق پہنچنے کے بعد طاہر بن حسین کو جزیرہ، مشرقی اور مغربی بغداد اور سواد کی حکومت عطا کی کچھ دن کے بعد طاہر بن حسین خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ نے اسے بیٹھنے کی اجازت دی اور روپڑا طاہر نے دست بستہ گزارش کی اللہ تعالیٰ امیر المؤمنین کی آنکھیں ہمیشہ ٹھنڈی رکھے آپ کے رونے کا سبب مجھے معلوم نہیں، خلیفہ مامون نے جواب دیا میں ایک ایسی وجہ سے رورہا ہوں جس کا ذکر نازلت ہے چھپا نا رنج و تکلیف کا باعث ہے اور اصل تو یہ ہے کہ کوئی شخص رنج و تکلیف سے خالی نہیں ہے۔

❶..... یہ واقعہ ۲۰۳ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۴۷)

❷..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۴۸ پر عوجاء کے بجائے قوجاخر ہے۔

طاہر کا خوف:..... طاہر کو جو کچھ عرض و معروض کرنا تھا عرض و معروض کر کے واپس آ گیا اس وقت حسین بن خادم بھی حاضر تھا طاہر نے اپنے گھر پہنچ کر حسین کی سیکریٹری محمد بن ہارون کو بلایا اور اسے خلافت مآب کے یہاں جانے اور انکے رونے کا حال بتایا اور یہ کہا کہ اگر خلیفہ کے رونے کا سبب معلوم کر دو تو میں اس کے بدلے میں تمہیں ایک لاکھ دراہم اور اتنے ہی مزید حسین کو عطا کروں گا، اگلے دن خاص تنہائی میں حسین (خادم) دست بستہ کھڑے ہو کر عرض کیا۔

مامون کا اظہار غم:..... امیر المؤمنین آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کل طاہر کی موجودگی میں دشمنان خلافت کی آنکھیں کیوں پر غم ہو گئیں تھیں خلیفہ مامون نے کہا تجھے آج یہ خیال کس طرح پیدا ہو گیا؟ اس نے عرض کیا کہ رات بھر اسی فکر و اندیشہ سے مجھے نیند نہیں آئی، تو مامون نے کہا اس وقت میرے دل میں کچھ ایسے خیال آ گئے تھے جس سے میرے آنسو ٹپک پڑے دیکھ خبردار! اگر بھول سے بھی تیری زبان پر وہ آ گئے تو پھر تیری خیر نہیں، حسین (خادم) نے اس کا ہاتھ چوم کر عرض کیا کہ کیا میری مجال! بھلا میں نے کبھی آپ کے راز کو افشا کیا ہے؟ خلیفہ مامون نے کہا مجھے اس وقت اپنے بھائی محمد امین کا خیال آ گیا تھا کہ کل اس کی اسی طاہر نے کیا کیا تذلیل و تحقیر کی تھی اور یہی طاہر آج میرے سامنے کوئی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کرنا چاہتا جو شان خلافت کے خلاف ہو اس سے مجھے عبرت ہوئی اور میں رو پڑا۔

طاہر کی منصوبہ بندی:..... حسین نے طاہر سے یہ واقعہ بیان کر دیا طاہر نے احمد بن ابی خالد سے کہا کہ اب میری خیر نہیں ہے جتنی جلد ممکن ہو مجھے خلیفہ کی آنکھوں سے دور پھینک دو، احمد بن ابی خالد اسی وقت خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا خلیفہ مامون نے اسے گھبرایا ہوا دیکھ کر بے وقت حاضر ہونے کا سبب معلوم کیا تو اس نے کہا پوری رات میری اس تشویش میں گزر گئی کہ خراسان کا تختہ تباہ ہونا چاہتا ہے کیونکہ امیر المؤمنین نے غسان بن عباد کو گورنر مقرر کیا ہے اور وہ اس قابل نہیں ہے کہ ایسا نہ ہو کہ اتراک علم بغاوت پھر بلند کر دیں اور ولایت خراسان معرض زوال میں پڑ جائے خلیفہ مامون نے کہا تمہاری یہ تشویش بالکل بجا ہے، اچھا بتاؤ کہ خراسان کا گورنر بننے کی صلاحیت کس میں ہے؟ عرض کیا طاہر بن حسین میں، اس نے کہا کہ اس پر بھروسہ نہیں کر سکتا یہ جلد بغاوت پر تیار ہو جاتا ہے، احمد نے کہا کہ میں اس کا ضامن ہوں وہ ہر گز سرکشی نہیں کریگا۔

طاہر بحیثیت گورنر خراسان:..... خلیفہ مامون نے طاہر کو بلوا کر بغداد سے لے کر اقصائے ممالک مشرقیہ تک حلوان سے خراسان تک کی گورنری اسے دے دی طاہر اسی دن بغداد سے نکل کر ایک میدان میں لشکر اور سامان سفر دینے میں مصروف ہو گیا تقریباً ایک مہینے ٹھہرا رہا اور ذی قعدہ ۲۰۵ھ کے آخر میں بغداد سے خراسان کی طرف روانہ ہو گیا روانگی کے وقت خلیفہ مامون نے اسے دس لاکھ دراہم دیئے جو خراسان کے گورنر کی تنخواہ تھی اور اس کی جگہ جزیرہ میں اس کے بیٹے عبد اللہ کو متعین کر دیا جو اس وقت پولیس میں اپنے باپ کا نائب تھا مگر طاہر نے اپنے چچا زاد بھائی اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے پاس نصر بن شبت سے جنگ کرنے رقعہ بھیج دیا تھا بہر حال طاہر ذی قعدہ ۲۰۵ھ میں خراسان کی طرف چلا گیا۔

گورنر بننے کی دوسری وجہ:..... بعض مؤرخین نے طاہر کے گورنر خراسان بننے کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ عبد الرحمن المظوع نے نیشاپور میں ایک عظیم الشان فوج حروریوں سے جنگ کرنے کے لئے غسان بن عباد (گورنر خراسان) کی اجازت کے بغیر جمع کر لی تھی لیکن پھر اس خیال سے کہ یہ کام کہیں خلیفہ مامون کی مرضی کے خلاف نہ ہو کر گیا اور حسن بن سہل سے ان کو ایک خصوصیت سی پیدا ہو گئی خلیفہ مامون نے اہل خراسان کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر طاہر کو وہاں کا گورنر بنادیا چنانچہ طاہر خراسان چلا گیا اور ۲۰۵ھ تک وہیں رہا۔

طاہر کی وفات:..... اس کے بعد خلافت سینہ کی مخالفت کی ہو اس کی دماغ میں سما گئی چنانچہ خطبہ دینے کھڑا ہوا تو خلیفہ کے لئے دعا نہیں کی بلکہ صلاح امت کی دعا کر کے منبر سے اتر آیا، پرچہ نویس نے خلیفہ مامون کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا خلیفہ مامون نے احمد بن ابی خالد کو بلوا کر کہا چونکہ تم ہی اس کے ضامن بنے تھے اب جاؤ اور اس کو میرے پاس لے آؤ ابھی احمد بن ابی خالد کی روانگی کی نوبت ہی نہیں آئی تھی کہ اس کے اگلے دن ہی طاہر کی موت کی خبر آ گئی خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر کہا الحمد للہ الذی قدمہ و اخرنا ①۔

①..... اللہ کا شکر ہے کہ جس نے اسے مقدم کیا اور ہمیں موخر کر دیا (ثناء اللہ محمود)

طلحہ بن طاہر:..... پھر اس کی جگہ اس کے بیٹے طلحہ کو مقرر کر دیا اور احمد بن ابی خالد کو اس کے پاس اس کے کاموں کے انتظام و انصرام کی غرض سے روانہ کر دیا چنانچہ احمد بن ابی خالد نے ماوراء النہر کی جانب کوچ کیا اور اشروسنہ کو فتح کر کے کاؤس بن ابی خالد اور اس کے بیٹے فضل کو گرفتار کر لیا اور دونوں کو باندھ کر دربار خلافت میں بھیج دیا، طلحہ نے تیس لاکھ دراہم نقد اور تقریباً ایک لاکھ کا سامان احمد بن ابی خالد کی نذر کیا اور اس کے سیکریٹری کو پانچ لاکھ دراہم دیئے اس کے بعد حسین بن حسین بن مصعب نے کرمان میں علم بغاوت بلند کیا احمد بن ابی خالد اس کی سرکوبی کے لئے گیا اور اس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کی خدمت میں پیش کر دیا اور خلیفہ مامون نے اسے معاف کر دیا۔

عبداللہ بن طاہر کی گورنری اور جنگ نصر بن شہب:..... ۲۰۶ھ میں دار الخلافہ بغداد میں یہ خبر پہنچی کہ یحییٰ بن معاذ جزیرہ کے گورنر کی وفات ہو گئی ہے اور اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنادیا ہے خلیفہ مامون کو یہ تقرری پسند نہیں آئی لہذا جزیرہ کا گورنر عبداللہ بن طاہر کو بنادیا اور یہ کہ خلیفہ مامون نے عبداللہ بن طاہر کو ۲۰۵ھ میں مقرر کیا تھا بعض کے مطابق ۲۰۶ھ میں۔

طاہر کا بیٹے کے نام خط:..... بہر کیف جب طاہر کو یہ خبر ملی تو ایک خط اپنے بیٹے عبداللہ کے نام لکھا جس میں محاسن آداب، سیاست، مکارم اخلاق اور ملک چلانے کے اصول تحریر کئے تھے (جس کو ہم نے مقدمہ کتاب میں اصول کیا ہے) الغرض عبداللہ بن طاہر نے رقبہ اور مصر کے درمیان پہنچ کر نصر بن شہب کا محاصرہ کرنے کی غرض سے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا اور ۲۰۹ھ میں مقام کیسوم میں خود جا کر اس کو گھیر لیا۔

نصر کی شرائط صلح:..... خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے محمد بن جعفر عامری کو نصر بن شہب کے پاس اطاعت کی شرط پر امن دینے کا پیغام دے کر بھیجا نصر نے اس شرط پر منظور کر لیا کہ میں دربار میں حاضر نہیں ہوں گا خلیفہ مامون یہ شرط سن کر تھوڑی دیر تک خاموش رہا پھر بولا اللہ اکبر نصر کا یہی حق ہے کہ وہ میری صورت دیکھنے کا حقدار نہیں ہے، محمد بن جعفر نے ہاتھ چوم کر عرض کیا کہ وہ صرف اس وجہ سے حاضر نہیں ہونا چاہتا کہ اس نے بہت بڑی غلطی کی ہے۔

خلیفہ کا جواب:..... خلیفہ مامون نے جواب دیا کہ تو اس کی غلطی کو فضل بن ربیع کی خطاؤں سے زیادہ سمجھتا ہے؟ ارے اس نے تو میرے اس مال و اسباب اور آلات حرب کو ضبط کر لیا تھا جس کی خلیفہ رشید نے میرے حق میں وصیت کی تھی اور لشکر کے کمانڈروں کو بہکا کر میرے بھائی سے مل گیا تھا، مجھے اکیلا مرو میں دشمنوں کے حوالے چھوڑ کر بھاگ گیا تھا اور خوب فتنہ و فساد برپا کئے تھے تم نے بھی ان حالات اور واقعات کو دیکھا اور سنا ہے جو اس نے میرے ساتھ کئے ہیں اور کیا عیسیٰ بن ابی خالد سے اس کی لغزش بڑی ہوئی ہے اس ناحق شناس نے میرے ہی شہر میں بغاوت کی آگ بھڑکائی ہوئی تھی اور میرے دار الحکومت کو زیروز بروز بر کر دیا تھا مزید اس پر یہ ہوا کہ میری بیعت توڑ کر ابراہیم کی خلافت تسلیم کر لی تھی۔

نصر کی گرفتاری:..... محمد بن جعفر نے عرض کیا امیر المؤمنین دولت عالیہ پر ان لوگوں کے حقوق تھے جس کی وجہ سے ان لوگوں کی دلوں میں کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا اور نصر کا کوئی حق اس دولت عالیہ پر نہیں ہے کیونکہ وہ بنو امیہ کے لشکر کا آدمی ہے، خلیفہ مامون نے کہا کچھ بھی ہو میں نصر کی اس شرط کو منظور نہیں کروں گا نصر تک اس مباحثہ کی خبر پہنچی تو اس نے بھی اپنی پیش کردہ شرط پر اصرار کیا عبداللہ بن طاہر نے محاصرے میں سختی شروع کر دی مجبور ہو کر اس نے امن کی درخواست پیش کی عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا چنانچہ ۲۱۰ھ میں نصر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا عبداللہ بن طاہر نے اس کو دربار خلافت میں بھیج دیا اور قلعہ کیسوم میں قبضہ کر کے پانچ برس کے محاصرے اور جنگ کے بعد اس کو ویران و مسمار کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد عبداللہ بن طاہر رقبہ واپس آ گیا اور ۲۱۱ھ میں بغداد پہنچا عباس بن مامون، معتصم اور اراکین دولت سے ملاقات کی۔

ابن عائشہ:..... ابراہیم بن محمد بن عبد الوہاب بن امام ابراہیم معروف بہ ابن عائشہ ان لوگوں میں سے تھا جنہوں نے بڑی شد و مد سے ابراہیم بن مہدی کی بیعت کی تھی اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب اور مالک بن شاہین بھی تھا خلیفہ مامون کی آمد کے وقت لوگ اطراف بغداد میں روپوش ہو گئے تھے لہذا جس وقت نصر بن شہب بغداد کے قریب پہنچا جا سوسوں نے یہ خبر پہنچادی کہ ابن عائشہ وغیرہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ جس دن نصر بغداد میں داخل ہوگا بلوہ کرنے والے ہیں بغداد کی پولیس نے ان لوگوں کو صفر ۲۱۰ھ میں گرفتار کر لیا اور مار پیٹ کر کے ان لوگوں سے ان کے ساتھی کو معلوم کر لیا۔

ابن عائشہ کا قتل:..... مگر خلیفہ مامون نے دوسرے لوگوں سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی اور ان لوگوں کو جیل بھیج دیا جیل میں ان لوگوں سے نہایت سختی کا برتاؤ کیا گیا ان لوگوں نے جیل میں نقب لگا کر بھاگ جانے کا مشورہ کیا خلیفہ مامون تک یہ خبر پہنچ گئی چنانچہ وہ خود سوار ہو کر جیل میں گیا اور ان لوگوں کو قتل کر کے ابن عائشہ کو پھانسی دیدی اس کے بعد صلیب سے اترا کر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔

ابراہیم بن مہدی:..... اسی سنہ میں ابراہیم بن مہدی کو بھی گرفتار کیا گیا یہ عورتوں کا لباس پہنے ہوئے عورتوں کے ساتھ جا رہا تھا کہ کسی پولیس افسر کی نظر پڑ گئی چنانچہ چال ڈھال سے تار گیا پکڑ کر دریافت کیا گیا کہ ایسے وقت میں کہاں جا رہی ہو؟ ابراہیم یہ سن کر سہم گیا فوراً انگھوٹی یا قوت کی ہاتھ سے اتار کر پیش کر دی پولیس افسر کا اس سے شبہ قوی ہو گیا تو گرفتار کر کے کوتوال شہر کے پاس لے آیا کوتوال شہر نے زنجیر سے باندھ کر دربار خلافت میں بھیج دیا خلیفہ مامون نے بنی ہاشم اور اراکین سلطنت کو دکھانے کی غرض سے ابراہیم کو اسی صورت اور حالت میں دربار میں پیش کئے جانے کا حکم دیا اس کے بعد احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں قید کر دیا کچھ دن کے بعد جس وقت حسن بن سہل مصالحت کے لئے روانہ ہوا اس وقت خلیفہ مامون نے حسن کی سفارش سے اس کو بھی رہا کر دیا، بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اس کی بیٹی بوران کی رہائی کی سفارش سے اس کی رہائی کی تھی۔

معتصم اور ابراہیم کا سامنا:..... بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ ابراہیم کو جس وقت گرفتار کیا گیا تو ابواسحاق معتصم کے مکان پر لایا گیا اتفاق سے معتصم اس وقت دربار خلافت میں خلیفہ مامون کی خدمت میں تھا یہ خبر معلوم ہوئی تو اسے بلوا بھیجا اور جو جو غلطیاں اس سے سرزد ہوئیں تھیں ایک ایک اسکو یاد دلائیں، ابراہیم نے اپنے کلام منظوم اور نثری کلام سے معذرت کی بے حد فصیح و بلیغ تھا اور کتب توارخ میں مذکور ہے ہم اس کو قتل کر کے طول کلام ❶ نہیں کرنا چاہتے۔

عبداللہ بن سری اور اسکندریہ کی بغاوت:..... سری بن محمد بن حکم صوبہ مصر کا گورنر تھا ۲۰۵ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا بیٹا عبید اللہ اس کا جانشین بنا کچھ عرصہ بعد اس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور خلیفہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا انہی دنوں اندلس سے ایک گروپ اسکندریہ میں آ کر ٹھہرا جس کو خلیفہ حکم بن ہشام نے اطراف قرطبہ سے مشرقی ممالک کی جانب جلاوطن کر دیا تھا جب یہ گروپ اسکندریہ آیا تو اس نے اچانک غفلت میں اسکندریہ کے گورنر کو حملہ کر کے نکال دیا اور خود اسکندریہ پر قابض ہو گئے اور ابو حفص عمر بلوطی ❷ کو اپنا امیر بنالیا۔

عبداللہ بن طاہر کا حملہ:..... یہ وہ زمانہ تھا کہ عبداللہ بن طاہر نصر بن شہب سے جنگ میں مصروف تھا چنانچہ اس مہم سے فارغ ہو کر مصر کی طرف بڑھا اور مصر کے قریب پہنچ کر اپنے ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا عبداللہ بن سری نے مصر سے نکل کر مقابلہ کیا ابھی لڑائی کا آخری فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ عبداللہ بن طاہر نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے پہنچ گیا اور عبداللہ بن سری کے لشکر پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا چنانچہ عبداللہ بن سری کو شکست ہو گئی اور وہ مصر میں جا کر پناہ گزین ہو گیا عبداللہ بن طاہر نے اس کا محاصرہ کر لیا آخر کار عبداللہ بن سری نے طویل محاصرے اور اس کی شدت سے تنگ آ کر امان طلب ❸ کی اور فریقین میں صلح ہو گئی یہ واقعہ ۲۱۰ھ کا ہے۔

اہل اسکندریہ سے صلح:..... اس کے بعد عبداللہ بن طاہر نے اس گروہ کی سرکوبی کے لئے ان کا رخ کیا جنہوں نے اسکندریہ پر قبضہ کر لیا تھا ان لوگوں نے اس کی آمد کی خبر سن کر امان کی درخواست پیش کر دی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط پر منظور کیا کہ اسکندریہ چھوڑ کر بحر روم کے کسی جزیرہ میں جو اسکندریہ سے متصل ہو چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس شرط کے مطابق اسکندریہ خالی کر دیا اور جزیرہ اقریطش پر جا کر قبضہ کر لیا اور وہیں گھر بنا لئے اسی زمانہ سے یہ جزیرہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اسی گروہ کی نسلیں اس پر متصرف و قابض رہیں یہاں تک کہ فرانس نے اس کو ان کے قبضہ

❶ تفصیل کے لئے دیکھیں ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۰۴، والاغانی جلد ۱ صفحہ ۷۷، اور مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۳۵

❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۵۰ پر ابو حفص عمر بلوطی کے بجائے ابو حفص بلوی تحریر ہے۔

❸ تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۶۰ پر یہاں یہ اضافہ بھی ہے کہ عبید اللہ بن سری نے امان نامہ میں یہ شرط رکھی تھی کہ جو کچھ اس سے لیا گیا ہے اسے واپس دیا جائے اور دوسمینی کی فصل اس لئے چھوڑ دی جائے، یہ اس کی جان بخشی کے ساتھ منظور کر لیا گیا۔

سے نکال لیا۔

گورنروں کی تبدیلی: جس وقت ۲۰۴ھ میں خلیفہ مامون بغداد آیا اور فتنہ و بغاوت کی بھڑکتی آگ بجھ گئی اس وقت خلیفہ مامون نے انتظاماً گورنروں کا رد و بدل شروع کیا، کوفہ اپنے بھائی ابوعیسیٰ کو، بصرہ کا اپنے دوسرے بھائی صالح کو، حرین کا عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب کو، موصل کا سید بن انس از دی کو گورنر بنادیا اور بغداد کے سررشتہ پولیس کا طاہر بن حسین کو ذمہ دار بنایا اور یہ ان دنوں رقبہ میں تھا حسن بن سہل نے اس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا تھا مگر خلیفہ مامون نے اس کو رقبہ سے بلوا کر بغداد کے سررشتہ پولیس کی افسری دے دی چنانچہ طاہر بن حسین رقبہ میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا جانشین بنا کر بغداد چلا آیا پھر کچھ عرصے کے بعد خلیفہ مامون نے اس کو خراسان اور سارے مشرقی صوبوں کا گورنر بنادیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو بلوا کر اس کی جگہ بغداد کے سررشتہ پولیس پر متعین کیا اور یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کی حکومت دیدی عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینیا، آذربائیجان کا گورنر بنایا اور جنگ بابک کا انتظام بھی سپرد کر دیا اس دوران سری بن محمد بن حکم گورنر مصر کی وفات ہو گئی تو اسکی جگہ اس کے بیٹے عبداللہ کو مقرر کیا اور داؤد بن یزید گورنر سندھ کا بھی انتقال ہو گیا تو اس کی جگہ بشر بن داؤد کو مقرر کیا اس شرط پر کہ دس ہزار درہم سالانہ دار الخلافہ میں بھیجا کریگا اس کے بعد یحییٰ بن معاذ ۲۰۶ھ میں اپنے بیٹے احمد کو اپنا جانشین بنا کر مر گیا خلیفہ مامون نے اس کو معزول کر کے عبداللہ بن طاہر کو جزیرہ کا گورنر بنادیا اس کے ساتھ ہی مصر کو بھی اس کی گورنری سے ملحق کر کے نصر بن شبت سے جنگ پر جانے کا حکم دے دیا، عیسیٰ بن یزید جلودی کو ۲۰۷ھ میں مہم زد پر مقرر فرمایا اس کے بعد ۲۰۶ھ میں معزول کر کے داؤد بن منخور کو متعین کیا اور مضافات بصرہ، دجلہ، یمامہ اور بحرین کو بھی اسی گورنری میں شامل کر دیا۔

۲۰۷ھ میں محمد بن حفص کو طبرستان، رویان اور دنیاند کا گورنر بنایا گیا، اسی سنہ میں سید بن انس نے عرب کے ایک گروہ بنوشیبان نامی پر خلیفہ مامون کے حکم کے مطابق حملہ کیا اس لئے کہ بنوشیبان آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے رہتے تھے مقام دسکرہ میں بنوشیبان سے لڑائی ہوئی اور انہیں نہایت بے رحمی سے پامال کر دیا، ۲۰۹ھ میں علی بن صدقہ کو، جوزریق، سے مشہور تھا آرمینیا اور آذربائیجان کا گورنر بنادیا گیا اور جنگ بابک کا حکم دیا گیا اس نے اپنی طرف سے احمد بن جنید اسکانی کو مقرر کیا جس کو بابک نے قید کر لیا لہذا ابراہیم بن لیث بن فضل کو آذربائیجان کا گورنر بنادیا گیا ان دنوں جبال طبرستان میں شہر یار بن شروین تھا جس کا ۲۱۰ھ میں انتقال ہوا اور انکی جگہ اس کے بیٹے سابور کو مقرر کیا گیا مازیار بن قارن نے اس پر فوج کشی کی، لڑائی ہوئی تو سابور کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا اور طبرستان وغیرہ پر مازیار بن قارن کا قبضہ ہو گیا، ۲۱۱ھ میں زرریق نے سید بن انس موصل کے گورنر پر چڑھائی کر دی زرریق وہ شخص ہے جس نے جبال پر مابین موصل و آذربائیجان قبضہ کر لیا تھا اور جس کو خلیفہ مامون نے ۲۰۹ھ میں آرمینیا وغیرہ کی گورنری دی تھی چونکہ اس کی سید بن انس سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں اس لئے وہ موقعہ پا کر ایک بڑی فوج جمع کر کے جنگ کے ارادے سے سید بن انس پر موصل میں چڑھائی کر دی سید بن انس نے چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا نہایت شدت سے لڑائی شروع ہوئی، معرکہ کے دوران سید بن انس کام آ گیا، خلیفہ مامون کو اس وحشتناک خبر کو سننے سے سخت برہمی پیدا ہوئی۔

۲۱۲ھ کے شروع میں محمد بن حمید طوسی کو موصل کا گورنر بنا کر زرریق اور بابک خرمی کی جنگوں کا حکم دیا چنانچہ محمد بن حمید طوسی نے موصل پہنچ کر زرریق کو زیر کر لیا اور موصل پر انتہائی خوش اسلوبی سے قبضہ کر لیا ۱ انہیں ایام میں موسیٰ بن حفص (گورنر طبرستان) کی وفات ہوئی اس کے بیٹے کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا اور حاجب بن صالح کو سندھ کی حکومت عنایت کی، بشر بن داؤد سابق گورنر سندھ نے اس کو چارج دینے سے انکار کر دیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور آخر کار بشر بن داؤد شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگ گیا، ۲۱۲ھ کے دور میں محمد بن حمید طوسی بابک خرمی کی لڑائی میں مارا گیا۔

محمد کے قتل کا واقعہ یوں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے موصل کی مہم سے فارغ ہو کر بابک خرمی پر چڑھائی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس کو شکست دیتا ہوا اور مضافات مقبوضہ کا انتظام کرتا ہوا ایک پہاڑ کے دامن تک پہنچ گیا بابک خرمی دامن کوہ میں تھوڑی دیر تک لڑ کر پہاڑ پر چڑھ گیا محمد بن حمید نے کامیابی کے جوش میں تعاقب کیا جب تقریباً تین کوس تک چڑھ گیا تب بابک کے ساتھیوں نے کمین گاہ سے نکل کر محمد بن حمید پر اچانک حملہ کر دیا ان لوگوں کے حملہ کرتے ہی بابک بھی ٹوٹ پڑا محمد بن حمید کے ساتھی گھبرا کر بھاگ کھڑے ہوئے مگر محمد بن حمید کے قدم کو جنبش بھی نہ ہوئی اور

۱ یہ واقعات ۲۱۱ھ کے ہیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۶۶)

اس کے ساتھ صرف ایک ساتھی رہ گیا تھا وہ نہایت ثابت قدمی و استقلال سے لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا اتفاق سے بابک کے ساتھیوں کے ایک گروہ نے محمد بن حمید کو چاروں طرف سے گھیر لیا جو منہزم گروپ کے ایک جماعت کو خاک و خون میں ملا رہا تھا محمد بن حمید زخمی ہو کر گرا اور فوراً ہی دم توڑ دیا، خلیفہ مامون کو اس کے قتل سے سخت صدمہ ہوا۔

اسی سنہ میں عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر بنایا گیا اس کا بھائی طلحہ بن طاہر مر گیا تھا، علی بن طاہر اپنے بھائی کی طرف سے خراسان کی حکومت پر مقرر تھا عبداللہ بن طاہر مقام دینور میں جنگ بابک کے لئے لشکر کی درستگی و آراستگی میں مصروف تھا چنانچہ خوارج نے میدان خالی دیکھ کر مضافات نیشاپور کے گاؤں میں بلوہ کر دیا تھا خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر بنا کر فوراً روانہ ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ عبداللہ بن طاہر دینور سے روانہ ہو کر نیشاپور پہنچا اور اہل نیشاپور سے نیشاپور کے گورنر کے خصائل و عادات معلوم کئے کسی نے کچھ جواب نہ دیا چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے اس کو معزول کر دیا اور یوں بلوہ ختم ہو گیا۔

۲۱۲ھ میں احمد بن محمد عمری جو، احرار العین کے نام سے مشہور تھا، نے یمن میں خلافت سینہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا خلیفہ مامون نے انتظاماً محمد بن عبد الحمید ابوالرازی کو یمن پر مقرر کیا اور ۲۱۳ھ میں اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، ثغور اور عوالم کا اور اپنے بھائی اسحاق معتصم کو شام و مصر کا، عبداللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا اور ہر ایک کو پانچ پانچ لاکھ درہم بطور انعام مرحمت فرمائے، ابواسحاق معتصم نے اپنی جانب سے ابن عمیرہ بادغیسی کو مصر کا گورنر مقرر کیا، قیسہ اور یمانیہ کے ایک گروپ نے ہنگامہ کر کے ۲۱۴ھ میں ابن عمیرہ کو قتل کر دیا چنانچہ مجبوراً اسحاق معتصم خود مصر گیا اور طاقت کے ذریعے ان لوگوں کو زیر کر لیا اور وہیں قیام کر کے مصر کے علاقوں پر اپنے جانب سے عمال مقرر کئے تھوڑے ہی دنوں میں فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور امن و امان قائم ہو گیا۔

۲۱۳ھ میں چونکہ بشر بن داؤد نے دار الخلافہ میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اور اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا اسلئے خلیفہ نے غسان بن عباس کو سندھ کا گورنر بنادیا ۲۱۴ھ میں خلیفہ مامون نے ابودلف کو دربار خلافت میں بلوایا ابودلف خلیفہ محمد امین کے ساتھیوں میں سے تھا اور علی بن عیسیٰ بن ماہان کے ساتھ طاہر بن حسین سے جنگ لڑنے آیا تھا علی بن عیسیٰ کے قتل ہو جانے کے بعد ہمدان میں واپس آیا طاہر بن حسین نے اس سے خط و کتابت شروع کر دی اور خلیفہ مامون سے بیعت کرنے کو کہا ابودلف نے جواب دیا کہ میں اس وقت تو خلیفہ مامون سے بیعت نہیں کروں گا اور اس کے علاوہ فریقین میں سے کسی کا ساتھ بھی نہیں دوں گا، طاہر نے اس کو غنیمت جان کر منظور کر لیا اور ابودلف کرخ (مضافات ہمدان) میں پہنچ کر ٹھہر گیا، اس زمانہ سے یہ کرخ ہی میں رہتا رہا یہاں تک کہ خلیفہ مامون نے مقام رے کے ارادے سے کوچ کیا اور اس کو بلوایا چنانچہ ابودلف اپنے ساتھیوں اور رشتہ داروں کے منع کرنے کے باوجود شش و پنج کے ساتھ دربار خلافت روانہ ہو گیا خلیفہ مامون نے خلاف توقع اسکی عزت و افزائی کی اور انتہائی توقیر سے اپنا مہمان بنایا۔

اسی سنہ میں ابوالرازی (گورنر یمن) کا قتل ہو گیا اور خلیفہ مامون نے علی بن ہشام کو جیل قم، اصفہان اور آذربائیجان کا گورنر بنادیا اسی دوران اہل قم میں بغاوت پھوٹ نکلی اس لئے کہ اہل قم نے خراج میں ایک لاکھ درہم کم کرنے کی درخواست کی تھی اس امید پر کہ خلیفہ مامون نے عراق میں قیام کے وقت اہل عراق کا خراج کم کر دیا تھا مگر ان کی درخواست قبول نہ ہوئی تب ان لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا خلیفہ مامون نے ان کی سرکوبی کے لئے علی بن ہشام اور عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار ان لوگوں نے بلوایوں کو منتشر کر دیا اور یحییٰ بن عمر مارا گیا شہر پناہ کی فضیلیں گرا دی گئیں اور سات لاکھ تاوان قم والوں سے وصول کیا گیا۔

۲۱۶ھ میں عبدوس فہری نامی ایک شخص نے مصر میں سر اٹھایا اور معتصم کے بعض عمال کو قتل کر دیا خلیفہ مامون نے یہ خبر سن کر دمشق سے مصر آیا اس کے آتے ہی بلوہ ختم ہو گیا لوگوں نے عبدوس کو گرفتار کر کے خلیفہ مامون کے سامنے پیش کر دیا اور خلیفہ مامون نے قتل کا حکم صادر کر دیا، اسی سنہ میں خلیفہ مامون کو علی بن ہشام سے ناراضگی پیدا ہو گئی اور یہ ناراضگی اس حد تک بڑھ گئی کہ عجیف اور احمد بن ہشام کو اس کا مال و اسباب اور اسلحہ ضبط کر لینے کا حکم دے دیا علی بن ہشام نے یہ خبر سن کر عجیف کو قتل کر کے بابک کے پاس چلے جانے کا ارادہ کر لیا مگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا اور عجیف نے اس کو گرفتار

کر کے دربار خلافت میں پیش کر دیا خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم صادر کر دے دیا اور اس کے سر کو شام، عراق، خراسان اور مصر میں نیزہ پر رکھ کے گھمایا اور پھر دریا میں پھینک دیا، اسی سنہ میں غسان بن عباد سندھ سے بشر بن داؤد کے ساتھ بغداد آیا اور خلیفہ مامون نے عمران بن موسیٰ علی کو سندھ کا گورنر بنادیا اور جعفر بن داؤد قتی مصر کی جیل سے قم کی جانب بھاگ گیا اور قم پہنچ کر علم بغاوت بلند کر دیا مگر علی بن عیسیٰ قتی کی حسن تدبیر سے بہت جلد گرفتار کر کے دار الخلافہ بھیج دیا گیا خلیفہ مامون نے اس کے قتل کا حکم دے دیا، یہ اس زمانہ سے مصر کی جیل میں قید تھا جب سے کہ خلیفہ مامون نے اس کو حکومت قم سے معزول کیا تھا۔

صوائف: ۲۰۰ھ میں رومیوں نے اپنے بادشاہ الیون کو جب کہ وہ سات برس چھ مہینے حکومت کر چکا تھا قتل کر دیا اور میخائیل بن جرجیس نامی معزول بادشاہ کو دوبارہ تخت سلطنت پر بٹھا دیا چنانچہ نو برس تک اس نے ان پر حکومت کر کے ۲۱۵ھ میں انتقال کیا اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوفل تخت نشین ہوا، ۲۰۱ھ میں عبداللہ بن خرواذیہ گورنر طبرستان نے بلاد ذراور شیرز (دیلم کے علاقے) اور جبال طبرستان کو فتح کر لیا، شہر یار بن شروین کو جبال طبرستان سے باہر نکال دیا گیا، مازیار بن قارن دربار خلافت میں حاضری کے لئے بغداد روانہ ہوا اور ابولیل نے گورنر دیلم کو گرفتار کر لیا، اسی سنہ میں بابک خرمی جاویدانیہ میں نمودار ہوا یہ جاویدان بن سہل کے ساتھیوں میں سے تھا اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ جاویدان کی روح مجھ میں حلول کر گئی ہے۔ جاویدان کے معنی دائم و باقی کے ہیں اور خرم کے معنی شادمانی کے ہیں یہ فرقہ ۱ مجوسی عقائد کا حامل تھا ۲۱۲ھ میں ابوبلال صابی شاری نے خروج کیا، خلیفہ مامون نے اپنے بیٹے عباس کو ایک تجربہ کار کمانڈروں کے گروپ کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے متعین کیا چنانچہ لڑائیاں ہوئیں ابوبلال انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔

محرم ۲۱۵ھ میں خلیفہ مامون نے اسحاق بن ابراہیم بن مصعب (طاہر کے چچا زاد بھائی) کو اپنا قائم مقام بنا کر لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کے لئے بلاد روم میں داخل ہوا اس کے ساتھ ہی اس کو سواد، حلوان اور دجلہ کی گورنری بھی دی، جس وقت خلیفہ مامون مقام تکریت میں پہنچا محمد بن علی رضا ملنے آئے خلیفہ مامون نے خوشنودی مزاج کے لئے خلعت ہدیہ کی اور اپنی بیٹی ام الفضل سے (نکاح کے تیرہویں برس) خلوت صحیحہ کرا دی، اس کے بعد محمد بن علی رضا اپنے اہل خانہ سمیت مدینہ منورہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے، خلیفہ مامون موصل کے راستے بچ گیا اور بچ سے رابق پھر انطاکیہ اور اس کے بعد مصیصہ و طرسوس سے ہوتا ہوا بلاد روم میں داخل ہوا اور قلعہ قرہ کو طاقت سے فتح کر کے اس کی شہر پناہ کو گرا دیا۔

بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ یہ قلعہ صلح و امان کے ساتھ فتح کیا گیا بہر کیف اس سے پہلے اسی طرح قلعہ ماجد پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑایا انہی دنوں شناس کو قلعہ سندس کی جانب اور عجیف اور جعفر کوسنان کی طرف تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ روانہ کیا چنانچہ قلعہ سندس اور سنان کے حاکموں نے اطاعت قبول کر لی، اس کا بیٹا عباس شہر ملتبیہ میں جہاد کے لئے داخل ہوا، معتصم مصر سے لوٹ کر موصل پہنچنے سے پہلے خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوا، اس عین میں اس کا بیٹا عباس آلا خلیفہ مامون نے بلاد روم سے واپس ہو کر دمشق کی جانب کوچ کیا۔

پھر رومیوں نے خلیفہ مامون کے واپس جانے کے بعد اپنی قوت کو سنبھالا اور اطراف و جوانب سے فوجیں مرتب و مہیا کر کے طرسوس اور مصیصہ پر حملہ کر دیا اہل طرسوس و مصیصہ صلح کے خیال سے بے خبر بیٹھے ہوئے تھے کہ نہایت بے رحمی سے قتل کر دیئے گئے طرہ اس پر یہ ہوا کہ والی روم نے اس کامیابی کے جوش میں خلیفہ مامون کی خدمت میں جو خط لکھا اس کے سرنامہ پر اپنا نام لکھ دیا خلیفہ مامون اس خط کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا غصہ سے آنکھیں سرخ ہو گئیں پورا خط بھی نہیں پڑھا اور جواب لکھنے کے بجائے خود ہی لوٹ گیا اور روم میں اس کی واپسی سے ایک ہلچل سی مچ گئی مامون متعدد قلعہ جو نہایت مستحکم اور مضبوط بنے ہوئے تھے فتح کرتا ہوا ہر قلعہ پر پہنچا اور وہاں جنگ کا نیزہ گاڑ دیا اہل قلعہ نے مقابلہ کیا اور لڑائیاں ہوئیں لیکن آخر میں مجبور ہو کر امن کے خواستگار ہوئے اور صلح کے ساتھ قلعہ اس کے سپرد کر دیا، اسی زمانہ میں معتصم نے بھی بلاد روم میں دوسری جنگ کر رہا تھا تیس قلعے فتح کئے ان میں سے ایک مطمورہ بھی تھا، تیسری طرف یحییٰ بن اکثم جدال و قتال میں مصروف تھا اس نے بھی اس جہاد میں بہت نیک نامی اور کامیابی کا

① اس فرقہ کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ روح قالب غصری چھوڑنے کے بعد دوسرے قالب میں چلی جاتی ہے اور ماں، بہن اور بیٹی کے ساتھ نکاح درست ہے، اسی اعتبار سے اس مذہب کو دین فرج کے نام سے موسوم کرتے تھے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۳۴)

بڑا حصہ حاصل کیا روم کے بہت سے شہروں کو ویران اور ہزاروں گھروں کو بے چراغ کر کے سیکڑوں قیدی پکڑ کر لے آیا، روم کے گورنر نے تنگ آ کر اپنی گستاخی کی معافی مانگ لی چنانچہ خلیفہ مامون نے اپنی فوج کو واپسی کا حکم دے دیا واپس ہو کر کیسوم آیا وہاں دو دن قیام کر کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ (یہ واقعات ۲۱۶ھ کے ہیں)

اس کے بعد ۲۱۶ھ میں رومیوں کی بد عہدی اور متمرّدانہ حرکات سے خلیفہ مامون نے بلاد روم کی طرف جہاد کے ارادے سے قدم بڑھائے اور قلعہ لولہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا تین مہینے دس دن کے محاصرے کے بعد عجیف کو محاصرے پر چھوڑ کر واپس آ گیا نوافل گورنر روم نے یہ خبر سن کر عجیف کو گھیر لیا خلیفہ کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے ایک عظیم الشان لشکر عجیف کی کمک کے لئے روانہ کیا نوافل یہ سن کر بھاگ گیا اہل قلعہ لولہ نے امن کی اور نوافل نے صلح کی درخواست کی جو منظور نہیں کی گئی اور یہ سال انہیں لڑائیوں میں پورا ہو گیا اور خلیفہ مامون ان دنوں سلوین میں تھا۔ ۲۱۸ھ کے شرع میں پھر بلاد روم کی طرف جہاد کرتا ہوا واپس گیا اور اپنے بیٹے عباس کو تعمیر طوانہ پر مقرر کیا چنانچہ عباس نے طوانہ کو ایک میل مربع میں آباد کیا چار کوس کی شہر پناہ بنوائی چاروں جانب ایک ایک دروازہ رکھا اور تعمیر مکمل ہونے کے بعد لوگوں کو مختلف شہروں سے لا کر آباد کیا۔

محمد بن ہارون الرشید معتمد باللہ ۲۱۸ھ تا ۲۲۷ھ

مامون کی وفات:..... ۲۱۸ھ میں خلیفہ مامون ۱ نہر برون ۲ پر پہنچ کر بیمار ہوا۔ پھر دن بدن مرض بڑھتا گیا تو اسی حالت میں عراق چلا گیا اور مقام طرس پہنچ کر اس کا انتقال ہو گیا یہ واقعہ اس کے خلافت کے بیسویں برس ۳ کا ہے۔

معتمد کی خلافت:..... اس کا ولی عہد اس کا بھائی معتمد تھا کنیت اس کی ابو اسحاق تھی اور نام محمد خلیفہ مامون کے مرنے کے بعد معتمد کی خلافت کی بیعت کر لی گئی۔ یہ واقعہ پندرہویں رجب ۲۱۸ھ کا ہے۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ عباس بن مامون کو خلیفہ بنایا جائے چنانچہ معتمد نے عباس بن مامون کو دربار خلافت میں بلوایا تو عباس نے حاضر ہو کے خوشی کے ساتھ بیعت کر لی اس پر شور و غوغا ختم ہو گیا خلیفہ معتمد نے اسی وقت طوانہ مسمار ویران کرنے کا حکم دے دیا لہذا سامان و اسباب جتنا اٹھا کر لاس کے اٹھالائے باقی کو جلا دیا اور لوگ اپنے اپنے شہروں کو واپس آ گئے۔

۱..... خلیفہ مامون کی کنیت ابو العباس اور نام عبد اللہ تھا پندرہویں ربیع الثانی ۱۷۷ھ شب جمعہ کو جس رات خلیفہ ہادی کا انتقال ہوا اور اس کا باپ ہارون الرشید تخت نشین ہو ملین مراجل (ام ولد) سے پیدا ہوا، بچپن ہی میں تمام علوم کی تکمیل کر لی تھی اس نے یشم، عباد بن عوام، یوسف بن عطیہ، ابو معاویہ ضریر، اسمعیل بن علیہ، اور حجاج اعور سے حدیث کی سماعت کی اور اس سے قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم، جعفر بن ابی عثمان طیلسی اور امیر عبد اللہ بن طاہر نے روایت کی ہے، فقہ، علوم عربیہ اور ایام الناس کا بہت بڑا عالم تھا، جوان ہونے پر علوم فلسفہ کی جانب متوجہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں ان علوم میں بھی بہت بڑی دسترس حاصل کر لی آخر اس کج بحث فلسفہ کے بدولت قرآن کریم کے مخلوق ہونے کا قائل ہو گیا۔

۲۱۸ھ میں اسحاق بن ابراہیم کو بغداد میں قضاۃ، علماء اور محدثین کے امتحان پر مقرر کیا جو شخص قرآن کریم کے مخلوق ہونے سے انکار کرتا اس کو سزا دی جاتی، جیل کی مصیبتیں جھیلتا کوڑے لگتے اور شہر بدر کیا جاتا عرض اس کی بے عزتی اور بے توقیری کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا جاتا، امام احمد بن حنبل اسی کے عہد خلافت میں تھے انہوں نے بھی قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کیا خلیفہ معتمد نے اس قدر کوڑے لگوائے کہ ہوش و حواس ختم ہو گئے سارا بدن زخموں سے چور چور ہو گیا اس پر بھی تشفی نہ ہوئی تو جیل بھیج دیا، اس نے اڑتالیس برس کی عمر پائی بیس برس پانچ مہینے تینیس دن خلیفہ رہا، اس برس کے علاوہ جب مکہ معظمہ میں اس کی بیعت کی گئی تھی اس وقت اس کا بھائی خلیفہ امین بغداد میں محصور تھا۔

خلیفہ مامون اکثر کہا کرتا تھا کہ حضرت معاویہ، عمرو بن العاص کی وجہ سے، حجاج کی وجہ سے، اور میں خود اپنی وجہ سے مشہور ہوا ہوں، بیان کیا جاتا ہے کہ خلافت عباسیہ کا ایک خلیفہ فاتح اور ایک درمیانی اور ایک خلیفہ خاتم گذرا ہے فاتح تو سفاح خلیفہ اول کہلاتا ہے اور مامون درمیانی خلیفہ تھا اس کے زمانہ میں خلافت عباسیہ کا زمانہ شباب تھا اور خاتم خلافت، معتضد، تھا خلفاء عباسیہ میں یہ خلیفہ بہت بڑے جاہ و جلال کا تھا، بڑا جواد، کریم، عالم، علم دوست اور شجاع تھا، خاندان برآ مکہ کو اسی نے اپنے عہد خلافت میں ذلت و رسوائی سے نجات دی اور ان کی عزت افزائی کی مگر فضل اور جعفر کے نہ ہونے سے ناموری پیدا ہوئی (لخص از تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۷۹ و ۸۰ و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۸ و فوات الوفاات جلد اول صفحہ ۲۳۹)

۲..... برون: یہاں صحیح لفظ برون کے بجائے بزدون ہے، دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ (اکامل جلد ۴ صفحہ ۲۲۵)، یا قوت حموی نے معجم البلدان میں لکھا ہے کہ بلاد شمر کی طرف بزدون اور طرس کے درمیان ایک دن کا فاصلہ ہے۔

۳..... اس کی مدت خلافت کے بارے میں تفصیلات کے لئے دیکھیں (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۳) اور (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۱۹) اور (تاریخ ابن اثیر جلد صفحہ ۲۲۸)

محمد بن قاسم کا خروج:..... محمد بن قاسم بن علی بن علی بن زین العابدین بن حسین مدینہ منورہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے وہ عابد، زاہد اور نیک سیرت شخص تھے۔ خراسان کا ایک شیطان بصورت انسان ان کے پاس آکر پاس رہنے لگا اس نے ان کے دل میں یہ خیال پکا کر دیا کہ ”آپ مستحق امامت ہیں“ اور جو لوگ خراساں سے حج کرنے آتے وہ اس کی تحریک و ترغیب سے آپ کی بیعت کر لیتے تھے ایک مدت اسی حالت سے گزر گئی پھر جب خراسان میں ان کے معتقدین کی کثرت ہو گئی تو محمد بن قاسم اس خراسانی شیطان کے ساتھ جو رجاں چلے گئے جہاں مصلحتاً کچھ دن دنوں روپوش رہے مگر یہ شخص درپردہ لوگوں کو آپ کی بیعت کرنے کی ترغیب دیتا اور امیروں اور رسیوں کو آپ سے ملتا رہتا تھوڑے دنوں بعد اس خراسانی شیطان نے محمد بن قاسم کو بغاوت کرنے کی رائے دی اور لوگوں کو کھلم کھلا ”رضامن آل محمد“ کی شیعوں کی طرح دعوت دینے لگا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں خراسان کے نامور سپہ سالار عبداللہ بن طاہر نے یہ طوفان روکنے کی طرف توجہ کی چنانچہ اطراف طالقان میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہڑرائی میں محمد بن قاسم کو شکست ہی اٹھانا پڑی آخر کار تنہا میدان جنگ سے جان بچا کر بھاگ کر ”نسا“ پہنچے کسی نے نسا سے گورنر کو آپ کے آنے کی خبر پہنچا دی چنانچہ گورنر نے گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے پاس اور عبداللہ بن طاہر نے پندرہویں ربیع الاول ۲۱۹ھ میں دارالخلافہ بغداد خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیج دیا خلیفہ معتمد نے مسرور الکبیر خادم کی زیر نگرانی قید کر دیا مگر سال بھی پورا نہ ہونے پایا تھا کہ اسی سال کی شب عید الفطر میں جیل سے نکل کے بھاگ گئے اور کسی کو کانوں کا خبر نہ ہوئی۔

عوام الناس کا ایک گروپ جنہوں نے بصرہ کے راستے قبضہ کر لیا تھا اور دن دھاڑے مسافروں اور تاجروں کو لوٹ لیتے اور قرب و جوار کے قصبہات و دیہات ویران کر دیتے تھے محمد بن عثمان ان کا سردار اور اسحاق نامی ایک شخص ان کے کاموں کا منظم و منتظم تھا خلیفہ معتمد نے ۲۱۵ھ کے ماہ جمادی الآخر میں عجیف بن عنبہ ① کو اس ناہنجار گروپ کی سرکوبی پر مقرر فرمایا چنانچہ عجیف نے واسط سے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور ”زط“ کے مقابلہ پر پہنچا چنانچہ پہلے ہی معرکہ میں ان کے تین سو آدمیوں کو قتل اور پانچ سو کو گرفتار کر لیا اور مقتولوں کے سردار الخلافہ بغداد پہنچا دیئے اس کے بعد سات مہینے تک مسلسل زط کے ساتھ معرکہ آریوں میں مصروف رہا ”زط“ نے مجبور کر اسی سال مازنی جہ میں امن کی درخواست کی اور سب کے سب عورتوں اور بچوں سمیت جو تعداد میں سترہ ہزار تھے جن میں بارہ ہزار جنگ جو تھے حاضر ہو گئے عجیف ان سب کو اسی ہیئت و صورت سے جس طرح کہ وہ میدان جنگ میں آتے تھے کشتیوں پر سوار کرا کے یوم عاشور ۲۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا خلیفہ معتمد انہیں دیکھنے کے لئے ایک کشتی پر سوار ہو کر شامہ کی جانب آیا اور دیکھنے کے بعد انہیں عین زوبہ کی طرف جلاء وطن کر دیا و میوں نے موقع پا کر ان پر بخون مارا چنانچہ ایک بھی ان میں سے زندہ نہیں بچا۔

سامرا کی تعمیر:..... خلیفہ معتمد نے اپنے عہد خلافت میں مصر کے ایک گروہ کو جمع کر کے ”مطاربہ“ کے نام سے موسوم کیا تھا اور سمرقند، اشروسنہ اور فرغانہ سے ایک گروہ کو منتخب کر کے ”فراغنه“ کا لقب دیا تھا یہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر بازار اور عام گزرگاہوں میں انہیں دوڑاتے ہوئے نکلتے تھے اکثر بچے، بوڑھے اور عورتیں چوٹ کھا جاتے تھے بغداد کے عام باشندوں کو اس سے تکلیف ہونے لگی جس وقت ان میں سے کوئی تنہا کہیں مل جاتا تو اہل بغداد اس کی مرمت کر دیتے مگر اس پر بھی ان کی تشفی نہیں ہوتی تو ہائے مصیبت کا شور مچانے لگے وقت بے وقت معتمد کے کانوں تک یہ آواز پہنچنے لگی لہذا مفاد عامہ کے پیش نظر ”قاطون“ تعمیر کرنے اور ان لوگوں کو وہاں لے جا کر آباد کرنے کا ارادہ کر لیا یہ وہ شہر ہے جس کی خلیفہ ہارون رشید نے بنیاد ڈالی تھی اتفاق سے اس کی تعمیر تکمیل کو پہنچ سکی لہذا فصیلیس اور شہر پناہ کی دیواریں مسمار اور خراب ہو گئیں۔ چنانچہ خلیفہ معتمد اپنے بیٹے واثق کو بغداد میں اپنا جانشین بنا کر قاطون ② آیا اور دوبارہ تعمیر کی بنیاد ڈالی چنانچہ ۲۲۰ھ میں تعمیر مکمل کر کے سرمن راعی ③ کے نام سے موسوم کیا عوام الناس کثرت استعمال سے ”سامرا“ کہنے لگے اسی زمانہ سے سامرا ان لوگوں کا دارالحکومت قرار پایا گیا۔

① (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۴۷۲) پر لکھا ہے کہ معتمد نے ان کی سرکوبی کے لئے پہلے احمد بن سعید بن سلم بن قتیہ الباہلی کو بھیجا تھا لیکن انہوں نے اس کو شکست دے دی اس کے بعد معتمد نے عجیف بن عنبہ کو جمادی الاولیٰ میں مقرر کیا۔

② قاطون: صحیح لفظ قاطون نہیں بلکہ قاطول ہے دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۷۷)

③ لفظی ترجمہ: جس نے دیکھا خوش ہوا۔

فضل بن مروان کا زوال: یحییٰ جرمقانی خلیفہ ولی کی عہدی میں اس کا سیکرٹری تھا اس کے پاس ایک شخص فضل بن مروان بردانی رہتا تھا چونکہ اس کی تحریر صاف تھی یحییٰ جرمقانی اسی سے خطوط لکھایا کرتا اور پیشی کا کام لیتا تھا اتفاق سے یحییٰ جرمقانی مر گیا تو معتصم نے فضل بن مروان کو اس کی جگہ سے سکرٹری کا عہدہ عنایت کر دیا اور اپنے ساتھ شام اور مصر لے گیا اس سفر سے اس کی حالت درست ہو گئی بہت سامان اور امارت کا سامان جمع کر لیا کچھ عرصے بعد جب معتصم تخت نشین ہوا تو فضل بن مروان کے اختیارات بہت وسیع ہو گئے ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا وزارت کے قلمدان کا تو مالک تھا ہی محکمہ دیوان و خزانہ کا بھی افسر بن گیا شامت آئی تو اس خیال سے کہ خلیفہ معتصم کے حکم کی نافرمانی کرنے لگا وقت بے وقت جب بھی موقع مل جاتا فضل کے بارے میں دوچار کلمے برائی کے ضرور کہہ دیئے اور اس بات کو بھی نامناسب موقع پر ظاہر کر دینے لگا کہ فضل آپ کے حکم کی تعمیل نہیں کرتا معتصم کو اس سے ایک خاص خیال پیدا ہو گیا جس کے نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۲۹ھ میں حساب لینے کے بعد اس کو اس کے اہل و عیال سمیت حراست میں لے لیا اور اس کی جگہ محمد بن عبد الملک بن الزیات کو مقرر کر دیا پھر کچھ دنوں کے بعد فضل کو جیل سے نکلوا کر موصل کے کسی گاؤں کی جانب جلاء وطن کر دیا۔

بابک خرمی: بابک خرمی کے حالات ۱ اور ۲۰۲ھ میں اس کے خروج اور ظہور کے واقعات اور یہ کہ یہ جاویدان بن سہل کا پیروکار تھا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس شہر بزد کو اپنی پناہ گاہ بنا رکھا تھا خلیفہ مامون نے اپنے عہد خلافت میں جتنی فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں سب کو اس نے شکست دی اور بہت سے سپہ سالاروں کو قتل کر دیا اور بہت سے قلعے جو اردنیل و آذربائیجان کے درمیان تھے ویران و مسمار کر دیئے۔

بابک اور معتصم: جب خلیفہ معتصم تخت خلافت پر متمکن ہوا ابو سعید محمد بن یوسف کو اس مہم پر مامور کیا چنانچہ ابو سعید نے خلیفہ کے حکم پر ان قلعوں کو جن کو بابک خرمی سے ویران و مسمار کر دیا تھا از سر نو تعمیر کرایا فوج، آلات حرب اور غلہ کی کافی مقدار کے ذریعے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کر دیا اس دوران بابک خرمی کے کسی سر یہ نے ان علاقوں پر شخون مارا۔

بابک کی پہلی شکست: ابو سعید نے اس کا تعاقب کیا اور نہایت مستعدی سے جو کچھ وہ لوٹ کر لے گئے تھے ان سے چھین لیا اور بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا مقتولوں کے سر اور قیدیوں کو ایک پیغام کے ساتھ دربار خلافت میں خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا (یہ پہلی شکست تھی جو کہ بابک خرمی کے ساتھیوں کو نصیب ہوئی)۔

دوسری شکست: دوسری شکست محمد بن لیث کے ذریعہ ہوئی، یہ آذربائیجان کے ایک قلعہ میں جس کو اس نے ابن داؤد سے چھین لیا تھا رہتا تھا۔ اور بابک خرمی کا معین و مددگار تھا اور اس کے سر یا اور فوجوں کو رسد پہنچانے کا کام کرتے تھا اتفاق سے اس واقعہ کے بعد بابک خرمی کا ایک سپہ سالار عصمت نامی اس قلعہ کی طرف سے ہو کر گزر، اپنی عادت کے مطابق محمد بن لیث نے دعوت کی بڑی عزت و احترام سے ٹھہرایا مگر رات کے وقت حالت غفلت میں عصمت کو گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

بابک کے راز: خلیفہ معتصم نے عصمت سے بابک کے علاقوں اور قلعوں کے راز معلوم کئے عصمت نے رہائی کی امید میں بتا دیئے اس کے بعد خلیفہ معتصم نے عصمت کو قید کر دیا اور افسشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا گورنر بنا کر جنگ بابک پر روانہ کر دیا۔

افشین نے میدان کارزار میں پہنچ کر پہلے رسد رسانی کا انتظام کیا اور راستوں کو خطروں سے پاک و صاف کرنے کے لئے تھوڑی تھوڑی دور چوکیاں قائم کر دیں، تجربہ کار سپہ سالاروں کو گشتی دستوں پر متعین کیا جو دن رات اردنیل سے اس کی لشکر گاہ تک گشت کیا کرتے اور رسد غلہ اور تمام ضروری سامان کو پوری بحفاظت کے ساتھ لشکر گاہ تک پہنچایا کرتے اور جب بابک خرمی کا کوئی جاسوس مل جاتا تو افسشین اس سے بابک کے اخلاق، برتاؤ اور احسانات کے بارے میں پوچھتا اور اس سے دو گئے ان لوگوں کو عطا کر کے رہا کر دیتا۔

①..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۱۲ پر ۲۰۲ھ کے بجائے ۲۰۱ھ تحریر ہے۔

②..... ہمارے پاس موجود ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۵۵ پر آذربائیجان کے بجائے اردنجان تحریر ہے۔

بغا الکبیر کی روانگی:..... اس کے بعد خلیفہ معتمد نے بغا الکبیر کو کثیر التعداد فوج اور مال و اسباب کے ساتھ افشین کی کمک پر روانہ کیا با بک نے یہ سن کر بغا الکبیر پر شبخون مارنے پر تیار ہی کر لی جاسوسوں نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی چنانچہ افشین نے بغا الکبیر کو لکھ بھیجا کہ تم قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر تک آؤ اور قافلہ کے روانہ ہو جانے کے بعد اپنے ساتھیوں سمیت کے پھر اردنیل واپس چلے جانا بغا الکبیر نے ایسا ہی کیا با بک یہ خبر سن کر بغا الکبیر کا قافلہ قلعہ نہر کی طرف روانہ ہو گیا ہے شبخون مارنے کے ارادے سے اپنے منتخب ساتھی لے کر نکل کھڑا ہوا اور افشین چپکے سے جس دن بغا سے ملنے کا وعدہ تھا نکل کر اردنیل کی طرف چلا گیا اور عہدی حفاظت سے بغا کو مال و اسباب سمیت ابوسعید کے مورچہ میں لا کر ٹھہرا دیا۔

با بک کی جنگ:..... اس دوران با بک قافلہ تک پہنچ گیا قافلہ کے ساتھ قلعہ نہر کے گورنر بھی تھا۔ بغا الکبیر سے ٹوڈ بھیڑ نہ ہو سکی البتہ والی قلعہ نہر سامنے آ گیا چنانچہ لڑائی ہونے لگی با بک کے ساتھیوں نے ان لشکریوں کو جو قافلہ کے ساتھ تھے تہ تیغ کر کے جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا اتفاق یہ کہ راستے میں افشین کے سپہ سالاروں میں شیم نامی ایک سپہ سالار سے سامنا ہو گیا با بک نے اس کو بھی شکست دے دی شیم ایک قلعہ میں جا کر چھپ گیا تو با بک نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

افشین کا حملہ:..... اس عرصہ میں افشین اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا اور چنانچہ با بک کے لشکر پر حملہ کر دیا با بک کا لشکر اس ناگہانی حملہ سے گھبرا گیا انتہائی بے سرو سامانی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا لشکر کا زیادہ تر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا با بک گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر موقان پہنچا اور اپنے باقی لشکر کو موقان میں طلب کر لیا دو چار دن قیام کر کے موقان سے روانہ ہو کر مقام ہذا میں ٹھہر گیا افشین اس کامیابی کے بعد اپنی لشکر گاہ ”برزند“ میں آ گیا اور لشکریوں کو انعامات اور صلے عطا کئے اور با بک کو شکست دینے کی ترکیبیں سوچنے لگا۔

یہ ابھی اسی خیال میں تھا کہ با بک نے اپنی حکمت عملی سے افشین کے لشکر کا راستہ کاٹ دیا جس سے رسد و غلہ کا آنا بند ہو گیا افشین کا لشکر رسد نہ پہنچنے سے بھوکوں مرنے لگا افشین نے مراغہ کے گورنر سے رسد طلب کی لیکن بد قسمتی سے راستے میں با بک کے لشکریوں نے لوٹ لی بغا الکبیر یہ خبر سن کر اس سامان اور مال کیساتھ جو اس کے پاس تھا با بک کے ہاتھوں سے بچا کر افشین کی لشکر گاہ میں آیا اور لشکر گاہ میں تقسیم کر دیا۔

با بک سے شکست:..... اس کے بعد افشین نے اپنے سپہ سالاروں کو با بک کا محاصرہ کرنے کی غرض سے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ قلعہ ہذا سے چھ میل کے فاصلہ پر پہنچ کر مورچے قائم کر لئے اور بغا الکبیر نے ہذا کے گاؤں میں داخل ہو کر لڑائی چھیڑ دی ایک خونریزی جنگ کے بعد اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کو اس معرکہ کی نذر کر کے محمد بن حمید سپہ سالار کے مورچہ میں واپس آ گیا۔

بغا کے لئے کمک:..... افشین نے اس کے امداد طلب کرنے پر اپنے بھائی فضل اور احمد بن خلیل بن ہشام اور ابو جوشن اور جناح الاغور کو (یہ حسن بن سہل کے باڈی گارڈ کا افسر تھا) بغا کی کمک پر روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ فلاں دن فلاں وقت با بک کے لشکر پر تم لوگ حملہ کرنا میں اسی دن اور اسی وقت مقررہ پر اس سمت سے حملہ آور ہوں گا اتفاق یہ کہ بغا وغیرہ نے سردی کی شدت اور بارش کی وجہ سے حملہ نہیں کیا اور افشین نے تیاری کر کے حملہ کر دیا با بک کا لشکر جو اس کے مقابلہ پر تھا دفاع نہ کر سکا اور پیچھے ہٹ گیا افشین نے بڑھ کر اس کے مورچے پر قبضہ کر لیا۔

با بک کا شب خون:..... اگلے دن بغا وغیرہ سردی اور بارش کی شدت سے تنگ آ کر کسی راہبر کے رہبری کے ذریعہ سے ایک پہاڑی پر چڑھ گئے جو افشین کی لشکر گاہ کے قریب تھی یہاں پر بھی ان کو اسی سردی اور بارش سے سابقہ اس پر طرہ یہ ہوا کہ برف باری بھی ہو گئی چنانچہ ہاتھ پاؤں نے کام دینے سے جواب دے دیا دو دن تک اسی حالت میں مبتلا رہے ادھر با بک نے موقع پا کے افشین کے لشکر پر شب خون مارا اور لڑکر اسے پیچھے ہٹا دیا۔

بغا کی شامت:..... ادھر بغا کے لشکر کی فوج نے رسد و غلہ کے ختم ہونے کی وجہ سے شور و غوغا مچایا بغا نے مجبور ہو کر قلعہ جانے اور افشین کا حال معلوم کرنے کے لئے کوچ کر دیا کچھ دور نکل آنے کے بعد افشین کا حال معلوم ہوا چنانچہ با بک کے خوف سے پھر اسی پہاڑی کی جانب لوٹا اور راستے کی جنگی اور کثرت فوج کی وجہ سے دوسرا راستہ اختیار کیا با بک کے گشتی دستے نے تعاقب کیا مگر بغا کے ساتھیوں نے ان کی جانب مڑ کر بھی نہیں دیکھا اور نہایت تیزی سے اس تنگ و دشوار گزار راستہ کو طے کر گئے اس دوران رات آ گئی بغا نے مال و اسباب کی حفاظت کے خیال سے پہاڑی کے

دامن میں پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف لوگوں کو پہرے پر مقرر کر دیا مگر سب کے سب تھکے تو تھے ہی لہذا سو گئے بابک نے موقعہ پا کر چھاپہ مارا اور ان کے پاس جتنا مال و اسباب تھا سب لوٹ لیا چنانچہ بغا اپنے ساتھیوں سمیت پہلی خندق میں چلا آیا جو نشیبی کوہ میں تھی۔

بابک کے کمانڈر کا قتل:..... طرہ خان بابک خرمی کا ایک نامور سپہ سالار تھا وہ اجازت لے کر مراغہ کے ایک گاؤں میسرہ کے دن گزارنے چلا آیا تھا افشین نے اپنے سپہ سالار کو جو مراغہ میں تھا طرہ خان کی گرفتاری کا حکم دیا سپہ سالار مراغہ نے رات کے وقت طرہ خان کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور اسے قتل کر کے اسکا سر افشین کے پاس بھیج دیا۔

افشین کے لیے کمک:..... انہی واقعات پر ۲۲۱ھ رخصت ہو گیا اور ۲۲۲ھ شروع ہو گیا خلیفہ متعصم نے جعفر خیاط کو ایک عظیم الشان فوج دے کر افشین کی کمک کے لئے روانہ کیا اور ایتاخ کی کے ذریعے تیس لاکھ دراہم فوج کے خرچ کے لئے بھیجے اس مالی اور فوجی امداد سے افشین کی قوت اور بڑھ گئی اور فصل ربیع کے موسم کا شروع میں جنگ بابک کے لئے کوچ کیا ”رودکلاں“ پہنچ کر خندق کھودی اور مورچے قائم کر لئے۔

اذین سے افشین کی جنگ:..... اس دوران یہ خبر ملی کہ بابک کا ایک سپہ سالار جس کا نام ”اذین“ ہے اسی مورچے کے مقابلہ پر صف آرائی کر رہا ہے اور اس نے اپنے اہل و عیال کو کسی پہاڑی قلعہ بھیج دیا ہے چنانچہ افشین نے اپنے ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج دے کر اذین کے اہل و عیال کو گرفتار کر لانے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے اس حکم کی تعمیل کی اذین کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بھی ان کو روکنے کے لئے سوار ہو کر نکلا راستے میں ملاقات ہو گئی اور فریقین ایک دوسرے سے بھڑ گئے چنانچہ اذین نے کچھ عورتوں کو چھین لیا۔ افشین کے آدمیوں نے کالی جھنڈیوں کے ذریعہ اس واقعہ سے افشین کو آگاہ کر دیا جو پہلے ہی سے مختلف اور بلند مقامات پر کالی جھنڈیاں لے کر بیٹھے تھے اور ان کو ہدایت کر دی گئی کہ اگر کوئی حادثہ یا فریق مخالف کو حملہ آور دیکھ تو انہی جھنڈیوں کے ذریعے اطلاع دینا، افشین نے فوراً ایک گروپ کو انکی کمک پر روانہ کیا اس گروپ کے آنے سے اذین کے ہوش و حواس اڑ گئے۔ گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا اور افشین کے ساتھی اذین کی باقی عورتوں کو لے کر واپس آ گئے۔

قلعہ کی طرف پیش قدمی:..... اس واقعہ کے بعد افشین آہستہ آہستہ قلعہ بذ کی طرف بڑھنے لگا رات کے وقت لوگوں کو پہرے پر مقرر کرتا اور خود بھی رات کے وقت بابک کے خوف سے دستے کے ساتھ گشت کرنے نکلتا اگرچہ لشکری رات کی بیداری اور دن کے سفر سے تھک گئے مگر امیر لشکر کے حکم کی تعمیل نہایت خوش دلی سے کر رہے تھے رفتہ رفتہ قلعہ بذ کے سامنے ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں قدرتی طور پر تین پہاڑیاں ایک دوسرے سے متصل موجود تھیں اور ان تینوں پہاڑیوں کے درمیان ایک وسیع میدان تھا افشین نے اپنے لشکر کو اسی میدان میں غلہ اور دوسرے سامان کے ساتھ ٹھہرایا اور ایک کے علاوہ راستوں کو پتھروں سے چن دیا انہیں پہاڑیوں کے قریب بابک کا لشکر بھی موجود تھا۔

جنگ کا طریقہ کار:..... افشین روزانہ اول وقت میں نماز فجر ادا کر کے نقارہ بجواتا لشکری اس نقارے کی آواز سن کے تیار ہو جاتے افشین جب تک جنگ مصروف رہتا نقارہ بجتا رہتا اور جب جنگ روکنا مقصود ہوتا نقارہ کو بجانا بند کر دیتا غرض لشکری نقارہ کی آواز پر کام کرتے تھے اور جب اس کا ارادہ آگے بڑھنے کا ہوتا تو جس کو اس نے اپنی ضرورت کے لئے بنالیا تھا اور بابک یہ انتظام کرتا کہ جس وقت افشین حملہ کرتا تو چند آدمیوں کو اسی گھاٹی کے نیچے کمین گاہ میں بٹھا دیتا افشین نے اس کمین گاہ کو ڈھونڈنے کی بہت کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

فوجوں کی جنگیں:..... اکثر اوقات ابوسعید، جعفر خیاط اور احمد بن خلیل بن ہشام کو تین تین دستہ فوج کے ساتھ جنگ کرنے روانہ کرتا کہ یکے بعد دیگرے میدان جنگ میں آئیں جائیں اور خود ایک بلند مقام پر بیٹھا لڑائی کا منظر دیکھتا رہتا۔ اس مقام سے بابک کا قلعہ اور محل سرا بھی دکھائی دیتا تھا ہمیشہ بابک ان کے مقابلہ پر گنتی کے چند آدمیوں کو لے کر آتا اور باقی فوج کمین گاہ میں رہتی۔ ہر وقت اس کے لشکری شراب پیتے پتھرے اڑاتے گاتے اور بانسری بجاتے۔ ظہر تک افشین اس منظر کو دیکھتا رہتا ظہر کی نماز کے بعد اپنی خندق میں واپس آ جاتا اس کے واپس آتے ہی یکے بعد دیگرے اس کی فوجیں بھی میدان جنگ سے ترتیب وار واپس آ جاتی تھیں بابک کا لشکر اس طویل جنگ سے گھبرا گیا۔

..... ہمارے پاس موجود عربی نسخے میں اس سپہ سالار کا نام ادین تحریر ہے یعنی ”ذ“ کے بجائے ”د“ سے (جلد ۳ صفحہ ۲۵۶)

قلعے تک رسائی:..... ایک روز حسب دستور افشین کا لشکر واپس آنے لگا تو اتفاق سے جعفر پیچھے رہ گیا بابک کا لشکر میدان خالی سمجھ کر بذ سے نکل پڑا جعفر نے بڑھ کر حملہ کیا اور بلند آواز سے اپنے ساتھیوں کو پکارا افشین کا لشکر لوٹ پڑا اور لڑائی پھر دوبارہ چھڑ گئی جعفر کے ساتھیوں میں سے ابودلف کے ساتھ ایک گروپ رضا کاروں کا تھا ان لوگوں نے افشین کے حکم کے بغیر بابک پر اس زور شور سے حملہ کیا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے رہے تھے کہ یہ لوگ کمندیں ڈال کر قلعہ پر چڑھ جائیں گے جعفر نے میدان کا رزار سے افشین سے پانچ سو تیر اندازوں کی امداد طلب کی مگر افشین نے کہلویا کہ تم امدادی فوج کا انتظار مت کرو بلکہ جہاں تک ممکن ہو آہستہ آہستہ حکمت عملی سے واپس چلے آؤ جنگ کا عنوان خطرناک ہو رہا ہے۔ اس عرصہ میں رضا کار حملہ کرتے ہوئے بذ تک پہنچ گئے۔

قلعے کے راز کا انکشاف:..... فریقین کے شور و غل سے میدان جنگ گونج رہا تھا بابک کے وہ لشکری جو کمین گاہ میں تھے یہ سمجھ کر کہ قلعہ تک فریق مخالف پہنچ گیا کمین گاہ سے نکل آئے اس طرح افشین کو اس قلعہ کا راز اور کمین گاہ کا حال معلوم ہو گیا لڑائی طویل ہو گئی تھی اور فریقین لڑتے لڑتے تھک گئے تھے اور آفتاب بھی مغرب میں پہنچ گیا تھا جعفر لڑتے لڑتے آہستہ آہستہ اپنے مورچے کی طرف واپس آ گیا چنانچہ مغرب کے وقت تک لڑائی بالکل بند ہو گئی دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے اور کمریں کھولیں جعفر ہاتھ منہ دھو کر افشین کے پاس گیا تو افشین نے عدول حکمی اور خلاف مرضی جنگ کرنے سے ناراضگی ظاہر کی جعفر نے افشین کے امداد نہ بھیجنے پر اظہار ملال کیا غرض دونوں نے معقول وجوہات بنائیں تو صلح صفائی ہو گئی۔

رضا کاروں کی ناراضگی:..... اس کے بعد رضا کاروں نے خرچ و رسد کی کمی کی شکایت کی تو افشین نے جواب دیا جو شخص اس تنگی اور بھوک تکالیف پر صبر کر سکے وہ ہمارے ساتھ دشمنوں کے مقابلہ پر رہے ورنہ اپنا راستہ لے امیر المؤمنین کے لشکر میں بفضلہ تعالیٰ جنگ جوؤں کی کمی نہیں ہے رضا کار یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ ہم تو قلعہ بذ کو تھوڑی دیر میں ہی فتح کر لیتے مگر امیر لشکر ثواب جہاد سے محروم کر رہا ہے اب بھی اگر ہم کو حملہ کرنے کا حکم دے تو ہم اپنی قوت کا نظارہ دکھا دیں، افشین کے کان تک یہ باتیں پہنچ گئیں چنانچہ اس نے رضا کاروں کو بلوا کر تسلی دی اور جنگ کا حکم دیا، اور جس وقت ان لوگوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اسی وقت افشین نے خود بھی حملہ کرنے کا وعدہ و اقرار کر لیا اسباب، خوراک، پانی اور لڑائی کا سامان خاطر خواہ مقدار میں ان لوگوں کو دیازخیوں کو میدان جنگ سے اٹھا کر لانے کے لئے خجروں پر ٹھیلیں رکھوا دیں اور جعفر کو اسی مورچہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا جہاں تک وہ گذشتہ روز بڑھ گیا تھا۔

قلعے پر بھرپور حملہ:..... اگلے دن جعفر نے تیر اندازوں، نفاظوں اور نامی گرامی جنگ جوؤں کو منتخب کر کے ایک لشکر مرتب کیا اور رضا کاروں کو اپنے ہمراہ لے کر میدان جنگ میں پہنچا بابک کے لشکر نے قلعہ سے تیر باری شروع کر دی جعفر کے لشکر کی فوج خود کو بابک کے حملوں سے بچاتی ہوئی قلعہ بذ کی فصیلوں تک پہنچ گئی اور جعفر انتہائی مردانگی و استقلال سے قلعے کے دروازے پر پہنچ کر لڑنے لگا لڑتے لڑتے دو پہر ڈھل گئی افشین نے ضرورت کے مطابق ان لوگوں کے لئے کھانا اور پانی روانہ کیا اور قلعہ بذ کی فصیلوں کو توڑنے کی غرض سے مزدوروں کو پھاؤڑے اور کدالوں کے ساتھ جعفر کے پاس بھیج دیا۔

لشکروں کی ناامیدی:..... اس دوران بابک کا لشکر قلعہ کا دروازہ کھول کر نکل آیا اور رضا کاروں کو اپنے پرزور حملہ سے قلعہ بذ کی فصیل سے پیچھے ہٹا دیا عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا کبھی بابک کا لشکر رضا کاروں کو قلعہ کی فصیل سے پسپا کر دیتا تھا اور کبھی رضا کار بابک کے لشکر کو لڑ کر قلعہ کے اندر داخل کر دیتے غرض فریقین اسی حالت میں تھے کہ شام ہو گئی اور رات کی سپاہی پھیل گئی افشین نے لشکر کو میدان جنگ سے واپس کا حکم دیا دونوں حریف اپنی اپنی قیام گاہ میں آ گئے۔ لطیف یہ ہے کہ ہر فریق کو اس جنگ کے بعد اپنی کامیابی سے ناامیدی سی ہو گئی اکثر رضا کار اپنے شہروں کو لوٹ گئے۔

جنگ کی پھر تیاری:..... دو ہفتہ کے بعد افشین نے پھر جنگ کی تیاری کی لشکر کو چار حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو جس میں ایک ہزار تیر انداز تھے آدھی رات کے وقت اس پہاڑی کی جانب روانہ کیا جو قلعہ بذ کے قریب تھی اور جس کے دامن بابک کا نامی گرامی سپہ سالار آ زین صف آرائی کرتا تھا اور ان کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت جعفر کو بذ کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھوں تو تیر باری کرتے ہوئے بابک کے لشکر پر حملہ کر دینا دوسرے

حصہ کو اس ٹیلے کے نیچے کمین گاہ میں چھپا دیا جس کی چوٹی پر بابک کے آدمی کمین گاہ میں بیٹھتے تھے تیسرے حصہ کو حفاظت کی غرض سے لشکر گاہ میں چھوڑا اور چوتھے حصہ کو مسلح و مرتب کر کے صبح ہوتے ہی سوار ہو کر اس مورچہ کی طرف آیا جہاں پر گزشتہ لڑائیوں میں ٹھہرنا تھا۔

جنگ کا آغاز:..... جعفر خیاط چند نامی گرامی سپہ سالاروں کے ساتھ اس پہاڑی کی طرف بڑھا جس کے دامن میں اذین نے صف آرائی کی تھی اذین نے جعفر کو بڑھتے ہوئے دیکھ کر تیر باری شروع کر دی ادھر سے جعفر کے ساتھیوں نے بھی اس کا جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ ادھر سے ان تیر اندازوں نے تیروں کی بارش اذین پر برسانا شروع کر دیا جو آدھی رات سے اس پہاڑی کی چوٹی پر بیٹھے ہوئے تھے اذین کے ساتھ اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا گئے اور وادی کی طرف بڑھے تو ٹیلے کے نیچے سے دوسری کمین گاہ والوں نے تیروں سے ان کا استقبال کیا۔

قلعہ بذ کی فتح:..... بابک نے عنوان جنگ بگڑا ہوا دیکھ کر افشین سے درخواست کی کہ مجھے جنگ میں اتنی مہلت دے دو کہ میں اپنے اہل و عیال کو کسی دوسرے مقام پر منتقل کر دوں اس کے بعد قلعہ بذ کی کنجیاں میں آپ کے حوالہ کر دوں گا ابھی یہ مرحلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ کسی نے افشین تک یہ خبر پہنچا دی کہ عسا کر اسلامیہ نے قلعہ بذ پر قبضہ کر لیا ہے اور بفضلہ تعالیٰ اس کے بعد بلند میناروں پر امیر کی کامیابی کا جھنڈا لہرایا گیا ہے افشین سجدہ شکر ادا کر کے قلعہ میں بذ میں داخل ہوا اور بابک کی محل سراؤں میں آگ لگادی بابک کے جتنے لشکر اس کے سامنے آئے انہیں قتل کر دیا عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے مال و اسباب جو کچھ ملا اس پر قبضہ کر کے مغرب کے قریب اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔

بابک کا فرار:..... اس کی واپسی کے بعد بابک نے اپنے اہل و عیال کو دوسری جگہ منتقل کر دیا اور جتنا مال و اسباب اٹھا سکا اٹھا کر لے گئے اس کے دوسرے دن پھر افشین قلعہ بذ کے معائنہ کے لئے آیا پہلے روز جو کچھ جلنے سے بچ گئے تھے ان کو بھی جلوایا اور آرمینہ کے حاکم اور ان کے بطریقوں کو بابک کے بھاگنے کا حال تحریر کر کے اس کی گرفتاری کی سخت تاکید کر دی اس کے بعد کسی جاسوس نے یہ خبر دی کہ بابک اس وقت اس وادی میں ہے جس کا ایک کنارہ آذربائیجان سے ملحق ہے اور دوسرا کنارہ آرمینہ تک پھیلا ہوا ہے افشین نے اسی وقت چند آدمیوں کو اس کی گرفتاری پر متعین کیا مگر گنجان درختوں اور جھاڑیوں نے ان لوگوں کی نظروں سے بابک کو بچا لیا۔

بابک کے لئے امان:..... اس دوران خلیفہ معتمد نے بابک کو امان دینے کا حکم بھیج دیا افشین نے اس فرمان کو بابک کے ساتھیوں میں سے ایک شخص کو جو اس کے لئے امن لینا چاہتا تھا حوالہ کر کے بابک کے پاس بھیجا بابک نے اس امان کو منظور نہیں کیا بلکہ طیش میں آ کر ایک دو آدمیوں کو جو افشین کے لشکر کے تھے قتل کر دیا اور اس وادی سے اپنے بھائی عبداللہ و معاویہ اور اپنی والدہ کے ساتھ آرمینہ جانے کے ارادے سے چل پڑا اتفاق سے کسی کی نظر پڑ گئی جو اس کی گرفتاری پر متعین کئے گئے تھے اس نے اپنے سردار ابوالسفاح سے جا کے کہہ دیا ابوالسفاح نے تعاقب کا حکم دے دیا ایک چشمہ پر جا کر ان لوگوں نے گھیر لیا بابک سوار ہو کر بھاگ گیا مگر ماں اور اس کا بھائی معاویہ گرفتار ہو گئے چنانچہ انہیں افشین کے پاس بھیج دیا گیا۔

بابک کی روپوشی:..... اس واقعہ کے بعد بابک جبال آرمینہ میں جا کر روپوش ہو گیا جاسوس اس کے پیچھے پیچھے تھے اس کا زادراہ ختم ہو گیا تھا اس لئے اپنے ایک ساتھی کو کچھ روپیہ دے کر کھانا خریدنے بھیجا کسی پولیس افسر کی اس شخص پر نظر پڑ گئی تو وہ چال ڈھال سے تاڑ گیا اور سہل بن سباط کے پاس کہلوایا کہ ایک شخص اس شکل و صورت کا آیا ہے مجھے اس پر شبہ ہو رہا ہے کہ وہ بابک کے ساتھیوں میں سے ہے سہل بن سباط یہ سن کر دوڑ آیا اور اس شخص کے ساتھ ساتھ بابک کے پاس پہنچ گیا۔

بابک کی گرفتاری:..... بابک کا چہرہ اسکو دیکھتے ہی فق ہو گیا سہل بن سباط بابک کو پٹا کر جھانسنے دے کے اپنے قلعہ میں لے آیا اور چپکے سے افشین کو اس کی اطلاع کر دی افشین نے دو سپہ سالار بابک کو گرفتار کرنے پر مقرر کئے اور روانگی کے وقت یہ ہدایت کر دی کہ ابن سباط کی رائے پر عمل کرنا ذرہ بھر بھی اس کی مخالفت مت کرنا ابن سباط نے ان لوگوں کو قلعہ کے ایک جانب چھپا دیا اور بابک کو شکار کھیلنے کے بہانے میدان کی طرف لے گیا ان دونوں کمانڈروں نے موقع پا کر حالت غفلت میں بابک کو گرفتار کر لیا اور افشین کے پاس لے آئے ان لوگوں کے ساتھ معاویہ بن سہل بن سباط بھی تھا سہل کو ایک ہزار درہما و سہل کو ایک لاکھ درہم اور ایک پیٹی جواہر نگار کی عطا کی۔ اس کے بعد افشین کے مانگنے پر عیسیٰ بن یوسف بن

اسطقانوس (گورنر بلقان) نے عبداللہ (بابک کے بھائی) کو جو ایک مدت سے اس کے پاس پناہ گزین تھا افشین کے پاس بھیج دیا افشین نے بابک کے ساتھ اس کو بھی قید کر دیا اور ایک اس بات کی اطلاع خلیفہ معتمد کی خدمت میں روانہ کر دی خلیفہ معتمد نے افشین کو ان دونوں سمیت سامرہ میں طلب کر لیا یہ واقعہ ماہ شوال ۲۲۲ھ کا ہے۔

افشین کی عزت افزائی:..... برزند سے سامرہ تک ہر منزل پر خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق افشین کا انتہائی عزت و احترام سے استقبال کیا جاتا تھا اور ایک قاصد خاص خلعت فاخرہ اور ایک اس عربی گھوڑے کے ساتھ افشین سے ملتا تھا جس وقت وہ سامرہ کے قریب پہنچا تو خلیفہ معتمد کا بیٹا واثق سرداران و اراکین سلطنت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے باہر آیا اور انتہائی توقیر سے قصر مطیرہ میں ٹھہرایا افشین نے اسی قصر میں بابک کو بھی اپنی زیر حراست رکھا۔

افشین کی تاج پوشی:..... خلیفہ معتمد کے حکم سے افشین کے سر پر تاج رکھا گیا قیمتی خلعت پہنائی گئی بیس لاکھ دراہم بطور صلے کے مرحمت کئے گئے اور دس لاکھ دراہم اس کے لشکریوں میں تقسیم کئے گئے یہ واقعہ ۱۰ ماہ صفر ۲۲۳ھ کا ہے اسی زمانہ میں جب بابک قصر مطیرہ میں قید تھا احمد بن ابی داؤد بابک کو دیکھنے آیا تھوڑی دیر تک غور سے دیکھتا رہا اس کے بعد چند باتیں کر کے واپس چلا گیا اس کے بعد ایک دن خلیفہ معتمد خود بھی آیا اور سر سے پاؤں تک اسے دیکھ کر لوٹ گیا۔

بابک کا عبرتناک قتل:..... اگلے دن خلیفہ معتمد نے دربار عام منعقد کیا اور لوگوں کو حسب مراتب دربار عام سے قصر مطیرہ تک بٹھایا اور بابک کو ہاتھی پر سوار کرا کے دربار میں حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ جس وقت بابک دربار شاہی میں پہنچا خلیفہ معتمد نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو ذبح کر ڈالو اس حکم کی ان لوگوں نے تیزی کے ساتھ تعمیل کی جو اس کام پر پہلے سے مامور تھے اور سر کو خراسان بھیج دیا اور اس کی لاش کو سامرہ میں صلیب پر چڑھا دیا اور اس کے بھائی عبداللہ کو بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کے پاس روانہ کر دیا تا کہ اس کے ساتھ بھی اس قسم کا برتاؤ کیا جائے۔

بابک نے کتنے مسلمان قتل کئے؟..... افشین نے اس مہم میں بابک کے محاصرے کے زمانے میں غلہ اور مصارف سفر سے قیام کے علاوہ جس روز وہ میدان جنگ میں جاتا تھا دس ہزار خرچ کرتا بابک نے اس بیس برس کی مدت میں ایک لاکھ پچپن ہزار آدمیوں کو قتل کیا سپہ سالاروں میں سے یحییٰ بن معاذ، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، احمد بن جنید، زریق بن علی بن صدقہ، محمد بن حمید طوسی اور ابراہیم بن لیث کو شکست دی تین ہزار تین ہزار سو آدمی اس کے ساتھ قید کئے گئے اور سات ہزار چھ سو مسلمان عورتیں اور ان کے بچے اس کے پنجے غصب سے چھڑائے گئے چنانچہ ان آزاد کرائے گئے لوگوں کو ایک احاطے میں ٹھہرا دیا گیا پھر ان لوگوں میں سے کسی کا کوئی والی وارث آتا اس سے گواہی لی جاتی اور ثبوت ولایت وراثت کے بعد حوالہ کر دیا جاتا اسی معرکہ میں افشین نے بابک کے اہل و عیال میں سترہ مرد اور تیس عورتوں کو گرفتار کیا تھا۔

نوفل کے ناپاک قدم:..... ۲۲۳ھ میں نوفل ۲ بن میخائیل (گورنر روم) نے اسلامی علاقوں کی طرف قدم بڑھائے اور حالت غفلت میں اہل زبطہ پر پہنچ کر حملہ کر دیا اس کی اس جرات و جسارت کی وجہ یہ تھی کہ بابک خرمی جس وقت اپنی کامیابی سے ناامید ہو کر بد نصیبی اور بد بختی کے میدان میں چاروں طرف سے گھر گیا تو اس وقت اس نے اس خیال سے کہ خلیفہ معتمد کی جنگی قوت دوڑائیوں میں بٹ جائے اور عجب نہیں یہی ترکیب میرے بچ جانے کی چنانچہ نوفل بن میخائیل (گورنر روم) کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے میرے مقابلہ پر اپنا سارا لشکر بھیج دیا ہے اور امراء و افسران ہی نہیں بلکہ اپنے درزی جعفر بن دینار اور باورچی ایتاخ کو بھی میرے خلاف روانہ کر دیا ہے یہ موقع اچھا ہے تم اس کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دو اب کوئی شخص دار الخلافہ میں ایسا نہیں ہے جو تمہارے مقابلہ کا ارادہ بھی کر سکے۔

①..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۲ پر لکھا ہے کہ یہ واقعہ شب جمعہ (لیلۃ الخمیس) ۲۰ صفر ۲۲۳ھ کا ہے۔

②..... نوفل بن میخائیل صحیح نام نوفل کے بجائے توفیل بن میخائیل ہے، دیکھیں (الکامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۵۵) اور (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۵)۔

رومیوں کا حملہ:..... نوفل اس بات سے مطلع ہو کر جامہ سے باہر ہو گیا اور ایک لاکھ کا لشکر لے کر بلاد اسلامیہ پر حملہ کر دیا اس لشکر میں وہ لوگ بھی شامل تھے جن کو اسحاق بن ابراہیم بن مصعب نے اس سے پہلے شکست دی تھی اور وہ اپنی جان بچا کر روم چلے گئے تھے نوفل نے زبطہ پہنچ کر شیخون مارا اور مردوں میں سے جو مقابلہ پر آیا اس کو گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا اس کے بعد ملطیہ کی جانب گیا اور اہل ملطیہ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔

واعتصم ماہ کی پکار:..... آہستہ آہستہ خلیفہ معتصم تک یہ خبر پہنچی تو اسے بہت شاق گذرا حاضرین میں سے کسی نے زبطہ و ملطیہ کے واقعات بیان کرتے ہوئے یہ بیان کیا کہ ایک ہاشمہ عورت کو رومی پکڑ کر لے جا رہے تھے اور وہ وامتصم ماہ وامتصم ماہ کہتی جا رہی تھی خلیفہ معتصم اس درد بھرے قصے کو سن کر بے قرار ہو گیا لبیک لبیک کہہ کر تخت خلافت سے اٹھ کر کھڑا ہوا قصر خلافت میں کوچ کا اعلان کر دیا۔

معتصم کی روانگی:..... گھوڑے پر سوار ہو کر اور ۱۰ ساتھ ایک رسی لوہے کا سکھ اور ایک ٹوکری یا تھیلہ (جس میں اس کی چادر تھی رکھا) دارالعلوم کی جانب آیا امراء لشکر کو جمع کر کے قاضی بغداد عبد الرحمن بن اسحاق اور شعبہ بن سہل کو تین سو تیس معززین علماء و صلحاء کے ساتھ طلب کیا اپنے سارے مال و اسباب کی ایک فہرست مکمل تیار کی ایک تہائی اپنے بیٹوں کو اور ایک تہائی خادموں کو دیا اور ایک تہائی وقف کر دیا دستاویز تقسیم مکمل کرنے کے بعد ان لوگوں سے لکھوائی اور لشکر آستہ و مرتب کرنے کے لئے جمادی الاول ۲۲۳ھ کی دوسری تاریخ کو غربی دجلہ کی طرف کوچ کیا نہایت تھوڑی مدت میں مجاہدین اور شاہی لشکریوں کی ایک بڑی تعداد جمع ہو گئی عجیف بن عنبرہ اور عمر فرغانی کو ایک لشکر دے کر اپنی روانگی سے پہلے اہل زبطہ کی امداد کے لئے روانہ کر دیا۔

اسلامی لشکر کی آمد:..... اتفاق سے یہ لوگ زبطہ میں اس وقت داخل ہوئے جب کہ رومی اس کو ویران و غارت کر کے جا چکے تھے چارونا چار حکم ثانی کی آمد تک قیام کر دیا اہل زبطہ رومیوں کے طوفان بے امتیازی ختم ہونے اور عسا کر اسلامیہ کے آنے کے بعد دوبارہ رفتہ رفتہ زبطہ میں آباد ہونے لگے

”فتح عمودیہ“ کی تیاری:..... اس دوران عسا کر اسلامی کو بابک حاصل ہو گئی تو خلیفہ معتصم نے اپنے مصاحبین سے معلوم کیا کہ ”رومیوں کے نزدیک کونسا شہر عمدہ اور عظیم الشان ہے؟ عرض کیا“ خلیفہ معتصم نے یہ سنتے ہی تیاری کا حکم دے دیا اور انتہائی تیزی اور جلدی سے اتنا زیادہ ساز و سامان جنگ اور آلات حرب مہیا کئے کہ اس سے پہلے کسی جہاد میں مہیا نہیں کئے گئے تھے۔

عمودیہ روانگی:..... مقدمۃ الجیش کا شناس کو اور اس کے بعد محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مہم پر ایٹاخ کو میسرہ پر جعفر بن دینار خیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبرہ کو امیر مقرر کر کے کوچ کر دیا روم کے علاقوں میں داخل ہو کر مقام سلوقیہ میں پہنچ کر نہر بن ۹ پر ڈیرے ڈال دیئے یہ مقام طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع تھا۔ نہر بن پر پہنچنے کے دوسرے دن افشین کو حرث کی سرحد سے سروج کی طرف روانہ کیا اور شناس کو یہ ہدایت دے کر کہ صفصاف میں پہنچ کر لشکر ہمایوں کے آنے کا انتظار کرنا“ حدود طرسوس کی جانب بڑھنے کا حکم دیا شناس کی روانگی کے بعد وصیف کو روانہ کیا اور جبکہ چھ راتیں ماہ رجب ختم ہونے میں باقی رہ گئی تھیں خود بھی کوچ کر دیا اس دوران جاسوسوں کے ذریعہ سے یہ خبر پہنچی کہ روم کا بادشاہ اسلامی مقدمۃ الجیش پر شیخون مارنے والا ہے چنانچہ خلیفہ معتصم نے شناس کو لکھ بھیجا کہ ”تم کو جس جگہ میرا فرمان ملے اسی جگہ تین دن کیلئے قیام کر دینا۔“

رومیوں کی جاسوسی:..... اس دوران میں بھی آ جاؤں گا اس کے بعد ایک دوسرا فرمان اس مضمون کا آیا کہ تم اپنے لشکر کے سرداروں میں سے کسی ہوشیار سردار کو ایک دستے کے ساتھ گورنر روم اور رومی لشکر کے حالات معلوم کرنے پر مقرر کر دو“ شناس نے عمر فرغانی کو دوسو سواروں کے ساتھ اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا عمر فرغانی نے انقرہ پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو رومیوں کی تلاش میں پھیلا دیا تھوڑی دیر کے بعد ایک جماعت رومیوں کی عمر

①..... اس عبارت کا اضافہ ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۲ صفحہ ۲۵۶ سے کیا گیا ہے (ثناء اللہ محمود)

②..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۵۷ پر نہر بن کے بجائے نہر اللیس تحریر ہے۔

فرغانی کی خدمت میں حاضر کی گئی جن میں سے بعض لشکر روم کے ملازم تھے اور بعض انقرہ کے قرب وجوار کے رہنے والے تھے۔

نوفل کی خبر:..... ان لوگوں نے بیان کیا کہ ”والی روم ایک مہینہ سے بانتظار مقدمہ الحیش فوج اسلامی پڑاؤ کئے ہوئے تھا تیسرے دن کا ذکر ہے کہ رومی بادشاہ یہ خبر سن کر کہ افشین کا لشکر آرمینہ کی جانب سے روم کے مقبوضہ علاقوں میں داخل ہو گیا ہے“ عمر فرغانی ان لوگوں کو شناس کے پاس لے آیا اور شناس نے انہیں براہ راست خلیفہ معتمد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

خلیفہ معتمد کے احکامات:..... خلیفہ معتمد نے ایک خط افشین کے نام اس مضمون کا لکھا کہ ”تم دوسرا حکم آنے تک قیام کرو کیونکہ بادشاہ روم تم پر حملہ کرنے کی غرض سے تمہاری طرف بڑھ رہا ہے“ اور افشین تک یہ خط پہنچا دینے کا دس ہزار درہم انعام مقرر کیا اتفاق یہ کہ افشین تک یہ خط نہ پہنچ سکا اس لئے کہ روم کے دور افتادہ علاقوں میں افشین داخل ہو گیا تھا دوسرا فرمان خلیفہ معتمد نے شناس کے نام حملہ کرنے کا روانہ کیا شناس نے اس حکم کی فوراً تعمیل کی خلیفہ معتمد اپنا لشکر ظفر پیکر لے کر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

بوڑھے عیسائی کی راہنمائی:..... جس وقت انقرہ تین منزل دور رہ گیا شناس نے رومیوں کے کچھ لوگوں کو پکڑا اور انہیں قتل کرنے لگا تو ان میں سے ایک بوڑھے عیسائی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا ”تمہیں میرے قتل سے کیا فائدہ ہوگا اس وقت تم اور تمہارا لشکر رسد و غلہ نہ پہنچنے سے ایک مصیبت میں گرفتار ہے تم مجھے رہا کر دو تو میں تمہیں ایک سیسے گروپ کا پتہ بتا سکتا ہوں جو کہ انقرہ سے جنگ کے خوف سے بھاگ گیا ہے اور اس کے پاس غلہ کی کافی مقدار موجود ہے“ شناس نے مالک بن کرد ۱ کو پانچ سو سواروں کے ساتھ اس بوڑھے عیسائی کے ہمراہ بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب یہ بوڑھا عیسائی اہل انقرہ کا پتہ صحیح صحیح بتا دے تو اس کو رہا کر دینا بوڑھے عیسائی نے رہائی کی امید پر اہل انقرہ کے سر پر لے جا کر مالک بن کرد کو کھڑا کر دیا مالک بن کرد نے حملہ کر کے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور جتنا غلہ و اسباب ان کے پاس تھا اس پر قبضہ کر لیا ان لوگوں کے ساتھ وہ زخمی بھی تھے جو بادشاہ روم کے ساتھ جنگ افشین میں شریک تھے۔

نوفل کا حال:..... ان زخمیوں نے پوچھنے پر بتایا کہ ہم لوگ بادشاہ روم کے لشکر میں تھے جس وقت یہ خبر پہنچی کہ اسلامی لشکر اطراف آرمینہ سے روم میں داخل ہو گیا ہے تو بادشاہ روم نے اپنے رشتہ داروں میں سے ایک شخص کو اپنے لشکر میں بھیج دیا اتفاق سے ہم لوگوں نے مسلمانوں کو اس وقت جا کر گھیر لیا جب کہ وہ صبح کی نماز ادا کرنے میں مشغول تھے ہم لوگوں نے ان کو لڑ کر پسپا کر دیا، ان کے جنگ جوؤں کو قتل کر دیا اور باقیماندہ کے تعاقب میں ہماری فوج پھیل گئی دوپہر کے وقت وہ لوگ پھر واپس آئے لڑائی ہوئی تو وہ لوگ ہم پر غالب آ گئے اور ہمارے مورچہ کو ہمارے قبضہ سے نکال کر زخمیوں کو جلا دیا ہمارا بادشاہ ہم سے جدا ہو گیا ہم لوگ میدان جنگ دے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ٹھوکریں کھاتے ہوئے اس کمپ کی طرف آ گئے جس پر بادشاہ روم نے اپنے ایک عزیز کو مقرر کیا تھا۔

لشکر کی بغاوت:..... یہاں یہ گل کھلا ہوا تھا کہ سارا لشکر اپنے سردار سے بگڑ گیا تھا کمپ کی طرف ایک طوفان بدتمیزی برپا تھا گلے دن ہمارا بادشاہ بھی پہنچ گیا ہنگامہ ختم ہو گیا بادشاہ نے بغاوت کے الزام میں اپنے نائب کو سزائے موت دے دیں اور اپنے سارے زیر نظروں علاقوں میں ایک گشتی فرمان اس مضمون کا بھیج دیا کہ جس طرف شکست کھانے والے بائیں ان کو پیٹ کر فلاں مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جمع کروا کر انتظام محال طور پر اپنے ایک سردار کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے انقرہ بچانے پر مقرر کر دیا یہ سردار انقرہ میں اس وقت پہنچا جب کہ اہل انقرہ مسلمانوں کے خوف سے جلاء وطن ہو گئے تھے بادشاہ روم نے اس سردار کو عمودیہ کی طرف جانے کا حکم دیا“ مالک بن کرد یہ واقعات سن کر باغ باغ ہو گیا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر شناس کے پاس آیا چنانچہ شناس اس نے اس بوڑھے عیسائی کو رہا کر دیا اور خلیفہ معتمد کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر دی اس کے بعد افشین کی سلامتی و عافیت کا خط آیا۔

عمودیہ تک رسائی:..... یہ واقعات جب کا تذکرہ اوپر کیا گیا ماہ شعبان کی پچیسویں تاریخ کا ہے خط پہنچنے کے دوسرے دن افشین مقام انقرہ

۱..... صحیح نام مالک بن کرد کے بجائے مالک بن کیدر ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

میں خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہوا تیسرے دن خلیفہ معتمد نے جنگ کے ارادے سے کوچ کر دیا میمنہ پر افشین کو میسرہ پر شناس کو مقرر کیا اور خود بنفس نفیس قلب میں رہا ہر لشکر دوسرے لشکر سے دور کوس کے فاصلے پر رکھا گیا اور مختلف راستوں سے عمودیہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا گیا ساتھ ہی یہ ہدایت بھی کر دی گئی کہ انقرہ اور عمودیہ کے درمیان جتنے رقصبات و دیہات ملیں ان کو ویران اور مسمار کر دینا چنانچہ سب سے پہلے عمودیہ افشین پہنچا اس کے بعد خلیفہ معتمد اور اس کے بعد شناس پہنچا۔

مسلمانوں کی حکمت عملی:..... خلیفہ معتمد نے عمودیہ کو گہری نظروں سے دیکھ کر ہر سمت کو اپنے سپہ سالاروں پر تقسیم کر دیا ابھی لڑائی شروع نہیں ہوئی تھی کہ ایک شخص نے جس کو عیسائیوں نے عیسائی بنادیا تھا خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر ایک خفیہ راستہ کا پتہ بتا دیا جس پر پتھر کی دیوار بنی ہوئی تھی اور حقیقت میں وہ دیوار کھوکھلی تھی خلیفہ معتمد نے اسی سمت میں اپنا مورچہ قائم کیا اور منجنيقوں نصب کرائے اور دو چار ہی پتھر دیوار پر پڑے تھے کہ دیوار میں ایک بڑا شکاف پڑ گیا بطریق باطیس اور قلعہ عمودیہ سے گورنر نے ایک خط بادشاہ روم کی خدمت میں روانہ کیا اتفاق سے یہ خط مسلمانوں کے ہاتھ لگ گیا خط میں لکھا ہوا تھا کہ ”چونکہ شہر پناہ کی شمالی دیوار گر گئی ہے اسلامی فوجیں عنقریب عمودیہ میں داخل ہو جائیں گے اس لئے بطریق باطیس اور قلعہ کا گورنر آج رات کے وقت نکل کر مسلمانوں کے لشکر سے لڑتے بھڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے“

مسلم فوج کا حملہ:..... خلیفہ معتمد نے کمانڈروں کو اس سے مطلع کر کے نگرانی کی سخت تاکید کی اس کے بعد دونوں برجوں کی درمیانی دیوار پر اتنی سنگ باری کی گئی کہ دیوار ٹوٹ کر زمین پر گر گئی شہر پناہ کی دیوار کے دامن میں جو خندق تھی اس کو اسلامی فوج نے جانوروں کی کھالوں سے جن میں مٹی بھری ہوئی تھی پاٹ دیا اور بڑے بڑے متعدد چوکیاں تیار کر کے ہر چوکی میں دس دس آدمیوں کو مقرر کیا اہل عمودیہ نے ان چوکیوں پر آتشباری شروع کر دی اور اسلامی فوجیں بھی حملہ کرتی ہوئی قلعہ کی طرف بڑھیں چوکی والے بڑی جدوجہد سے خندق عبور کر کے دیوار تک پہنچ گئے دونوں حریف بے جگری سے لڑنے لگے ساری رات ایک دوسرے پر آگ اور پتھر برستے رہے اگلے دن اسلامی لشکر نے منجنيقوں کو آگ بڑھایا اور سیڑھیاں لے کر لڑتا ہوا قلعہ کی طرف بڑھا راستہ تنگ ہونے کے وجہ سے خونریز جنگ ہونے کے باوجود مسلمانوں کو کامیابی نہ ہوئی۔

دوسرے اور تیسرے دن کی لڑائی:..... دوسرے دن پھر شناس نے لڑائی شروع کی اور منجنيقوں سے سنگ باری ہونے لگی افشین اور خلیفہ معتمد نے بھی دوسری طرف سے حملہ کیا پورے دن بڑے زور و شور سے جنگ ہوئی نہ تو اہل قلعہ اسلامی فوج کو پیچھے ہٹاس کے اور نہ اسلامی فوج کا ہاتھ قلعہ تک پہنچ سکا تیسرے دن خلیفہ معتمد کی طرف سے لڑائی کا آغاز ہوا اور ایسا ہی دوسری جانب سے حملہ کیا اور افشین کی طرف بڑھا رومیوں نے قلعے کے دروازے بند کر لیے اور پھر فضیلوں اور برجوں سے پتھر اور تیر کا مینہ برسانے لگے مگر اسلامی لشکر انتہائی جوش و مردانگی سے بڑھتا جا رہا تھا لڑائی کا بار از گرم تھارات تک لڑائی اسی زور و شور سے جاری رہی جس طرح شروع ہوئی تھی اس معرکہ میں اہل عمودیہ زیادہ کام آئے زخمیوں کی تعداد و تندرستوں سے دو گنی ہو گئی۔

بطریق روم سے صلح:..... جو بطریق اس سمت کی حفاظت پر مامور تھا اس نے دوسرے بطریقوں اور سرداروں سے زخمیوں اور مقتولوں کی کثرت کی شکایت کی اور امداد مانگی مگر ان لوگوں نے انکار کر دیا تب اس نے خلیفہ معتمد سے امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ معتمد نے اسے امان دے دی اگلے دن صبح وہ دروازہ کھول کر خلیفہ معتمد کی خدمت میں چلا آیا اس بطریق کا نام ”وندوا“^① تھا۔

اس دوران کہ جب وندوا خلیفہ معتمد سے بیٹھا ہوا باتیں کر رہا تھا عبدالوہاب بن علی نے مسلمانوں کو اشارہ کر دیا تو سب کے سب اسی راستہ سے جو سنگباری کی وجہ سے دیوار میں بن گیا تھا شہر میں گھس گئے وندوا حیران ہو کر دیکھنے لگا خلیفہ معتمد نے تسلی دے کر کہا ”گھبراؤ نہیں تمہاری خواہش کے مطابق کام کیا جائے گا“ چنانچہ وندوا خاموش ہو گیا اور اسلامی فوجیں جوق در جوق شہر میں داخل ہو گئیں رومیوں نے کلیہ میں جا کر پناہ لی تو اسے مسلمانوں نے آگ لگا دی، باطیس بطریق قلعہ کے ایک برج میں چھپ گیا اور پھر خلیفہ معتمد کے ایمان دینے پر ہی برج سے نکلا جس طرف نظر جاتی تھی ایک ایک

①..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۶۱ پر بطریق کا نام وندوا کے بجائے ”بدوا“ تحریر ہے (ثناء اللہ محمود)

مسلمان سپاہی پانچ پانچ دس دس قیدیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے ہوئے لارہا تھا تھوڑی دیر میں ایک جم غفیر قیدیوں کا جمع ہو گیا خلیفہ معتمد نے شرفا اور رئیسوں کو علیحدہ کر کے باقی لوگوں کے قتل کا حکم صادر کر دیا اور مال غنیمت پانچ دن میں جتنا فروخت کر سکا فروخت کر دیا اور باقی ماندہ کو جلادیا۔

قلعہ کا انہدام:..... بچنے کے دوران ایک دن بعض لشکریوں نے مال غنیمت لوٹنا شروع کر دیا تو جب خلیفہ معتمد تک یہ خبر پہنچی تو وہ سوار ہو کر لشکریوں کی طرف آیا لشکر خلیفہ معتمد کی صورت دیکھتے ہی لوٹنے سے رک گیا اور اس کے حکم سے دیکھتے ہی دیکھتے عمودیہ کا مضبوط و مستحکم قلعہ گرا کر جلادیا گیا۔ اس خداداد کامیابی کے بعد خلیفہ معتمد نے قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر کے طرسوس کی جانب کوچ کیا۔

روم کا حکمران:..... خلیفہ معتمد نے اس قلعہ کا پچپن دن چھٹی رمضان سے آخر شوال تک محاصرہ کئے رکھا اس زمانہ سے نوفل رومی نے حکومت کرنے لگا حتیٰ کہ ۲۲۹ھ میں خلیفہ واثق کے دور میں انتقال کیا اس وقت رومیوں نے اس کی جگہ اس کے بیٹے میخائیل کو اس کی ماں ندورہ کی سرپرستی میں تخت نشین کیا ندورہ نے چھ برس حکومت کی اس کے بعد اس کے لڑکے میخائیل نے کسی درباری کے ساتھ مراسم کا الزام لگا کر اسے خانہ نشین کر دیا۔

عجیف بن عنبہ اور عباس بن مامون:..... چونکہ خلیفہ معتمد افشین کو عجیف بن عنبہ پر ہمیشہ ترجیح دیا کرتا تھا اس لئے جس وقت عجیف کو زبطہ کی طرف روانہ کیا تو خرچ کرنے کی آزادی نہ دی جیسا کہ افشین کو خود مختاری اور آزادی دی تھی اس کے علاوہ اکثر اوقات خلیفہ معتمد عجیف کی حرکات و سکنات اور افعال پر نکتہ چینی کیا کرتا تھا انہی وجوہات کی بناء پر عجیف کے خیالات میں تبدیلی آگئی اور بغاوت اور بدعہدی کی ہوا دماغ میں سمائی۔ اس نے عباس بن مامون سے ملاقات کی اور باتوں باتوں میں کہنے لگا ”آپ نے خلیفہ مامون کی وفات پر بڑی غلطی کی خواہ مخواہ خاموشی اختیار فرمائی آپ مستحق خلافت ہیں اگر آپ ذرا سا اشارہ کرتے تو لوگ آپ ہی کی بیعت کر لیتے“

عباس بن مامون کی بغاوت:..... عباس بن مامون نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آئندہ اس غلطی کو دور کرنے کا اقرار کیا اور عجیف کے اتفاق رائے سے اپنے رازداروں میں سے ایک شخص سمرقندی نامی کو جو عبد اللہ بن وصال کا رشتہ دار تھا اس کام پر مقرر کیا کہ امراء اور رؤساء لشکر کو درپردہ خلیفہ معتمد سے بدظن اور عباس بن مامون کی طرف مائل کیا کرے تھوڑے دنوں میں کمانڈروں اور دربار خلافت کے مقربین کا ایک گروپ عباس بن مامون کی جانب مائل ہو گیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور آپس میں یہ عہد و پیمان ہو گیا کہ ہر شخص اپنے ساتھی سپہ سالار کو چاہے وہ خلیفہ معتمد کے اسٹاف کا ہو یا افشین اور شناس کے ساتھیوں میں سے ہو قتل کر ڈالے عجیف نے روم کی دودو میں داخل ہوتے وقت عباس بن مامون سے کہا ”یہ موقع اچھا ہے آؤ ہم لوگ اپنے عہد اور اقرار کو پورا کر کے بغداد واپس جائیں“ مگر عباس بن مامون نے انکاری جواب دیا پھر جب عمودیہ فتح ہوا تو اس وقت عجیف نے لوگوں کو مال غنیمت لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت خلیفہ معتمد سوار ہو کر تمہاری طرف آئے اچانک اس پر حملہ کر دینا چنانچہ لوگوں نے عجیف کی پہلی رائے پر عمل کیا مگر اس رائے کی دوسری شق پر عمل کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

عمر فرغانی:..... فرغانی کا ایک نو عمر رشتہ دار خلیفہ معتمد کے خواص میں سے تھا اتفاق سے اسی شب کو یہ لڑکا فرغانی کے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھا ہوا گیس مار رہا تھا برسبیل تذکرہ لوگوں کے مال غنیمت لوٹنے اور خلیفہ معتمد کے سوار ہو کر آنے قصہ سنانے لگا تو فرغانی نے اسے روک کر کہا ”صاحبزادے! تم اکثر اپنے خیمہ میں رہا کرو اور امیر المؤمنین کی خدمت میں کم حاضر ہوا کرو اگر کسی وقت شور و غوغا سنو تو دیکھو گھبرا کے نکل مت آنا کیونکہ تم ابھی چھوٹے اور سادہ لوح ہو“

عمر فرغانی اور احمد کی گرفتاری:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے سرحدی علاقوں کی جانب کوچ کیا راستے میں شناس اور عمر فرغانی و احمد بن خلیل سے ان بن ہو گئی شناس نے ان دونوں کو سخت برا بھلا کہا اور دربار گاہ خلافت میں حاضر ہو کر ان دونوں کی شکایتیں جڑ دیں خلیفہ معتمد نے عمر فرغانی اور احمد بن خلیل کو طلب کر کے تنبیہ کے لئے شناس کے حوالہ کر دیا شناس نے ان دونوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس وقت خلیفہ معتمد صفصاف پہنچا تو اس لڑکے نے جو فرغانی کا عزیز تھا خلیفہ معتمد سے اس رات کا قصہ بیان کر دیا خلیفہ معتمد نے بغاوت شناس کے پاس بھیجا کہ فرغانی کو ایٹاخ کے اور احمد بن خلیل کو پھر شناس کے حوالہ کر دیا۔

بغاوت کا راز کھلنا:..... احمد بن خلیل ۱ نے شناس کو عباس بن مامون کے حالات اور سپہ سالاروں کی بیعت کرنے کا قصہ اور حرث ۲ سمرقند کے حالات بتائے شناس نے حرث کو گرفتار کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیج دیا (حرث اس وقت مقدمتہ الجیش میں تھا) حرث نے سارے واقعات شروع سے سنا آخر میں عرض کر دیئے خلیفہ معتمد نے خلعت و انعام دے کر رہا کر دیا مگر اس وقت لشکر کے کمانڈروں سے ان کی کثرت کے باعث متعرض نہ ہوا البتہ عباس بن مامون کو طلب کر کے اصل واقعہ پوچھا تو عباس بن مامون نے سارے حالات عرض کر دیئے خلیفہ معتمد نے اسے افشین کی زیر نگرانی قید کر دیا۔

عباس اور دیگر باغیوں کی موت:..... اس کے بعد بچے جھاڑ کر سپہ سالاروں کے پیچھے پڑ گیا کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا ان لوگوں میں سب سے پہلے مشاء ۳ بن سہیل کو سزائے موت دی۔ منج میں پہنچ کر عباس بن مامون کھانا طلب کیا کھانا دیا گیا مگر پانی نہیں دیا گیا اور کھانا کھانے کے بعد ایک بورے میں بند کر کے سی دیا چنانچہ دم گھٹ کر مر گیا نصیبین میں پہنچ کر خلیفہ معتمد نے ایک گڑھا کھدوا کر عمر فرغانی کو زندہ دفن کر دیا جب موصل پہنچا تو عجیب کو اسی طرح قتل کیا جس طرح عباس کی زندگی کا خاتمہ کیا غرض رفتہ رفتہ تمام سپہ سالاروں کو جنہوں نے عباس بن مامون کی بیعت کی تھی قتل کر دیا اور عباس بن مامون کو ”عباس لعین“ لقب سے یاد کر نیلگا۔ سامرہ میں داخل ہوتے ہی خلیفہ مامون کی باقی اولاد کو گرفتار کر کے ایک مکان میں قید کر دیا یہاں تک کہ وہ سب قید ہی میں مر گئے۔

مازیار بن قارن:..... مازیار بن قارن بن ونداہر مز (والی طبرستان) اور عبد اللہ بن طاہر کی آپس میں کسی معاملہ میں ان بن ہو گئی مازیار نے کہلا بھیجا کہ میں تم کو خراج ادا نہیں کروں گا تمہارے علاوہ دار الخلافہ سے جو کوئی آئے گا اس کو خراج دوں گا عبد اللہ بن طاہر نے خراج وصول کرنے میں سختی کی تو مازیار بگڑ گیا فریقین کی کدورتوں نے جنگ و جدال کی صورت اختیار کر لی عبد اللہ بن طاہر نے مازیار کی شکایات لکھ لکھ کے خلیفہ معتمد کا مزاج مازیار کی جانب سے برہم کر دیا۔

افشین اور مازیار:..... افشین کو جس وقت بابک کی مہم میں کامیابی ہوئی اور خلیفہ معتمد کے نظروں میں اس کی توقیر بڑھ گئی تو اس وقت گورنر ی کا لالچ دامگیر ہوا چنانچہ اس نے مازیار سے خط و کتابت شروع کر دی اور وقتاً فوقتاً بوجہ عداوت عبد اللہ بن طاہر سے بغاوت و سرکشی پر ابھارنے لگا اس کا فاسد گمان یہ تھا کہ عبد اللہ بن طاہر اس سے لڑنے کی جرات نہیں کر سکے گا لہذا خواہ مخواہ بارگاہ خلافت سے مجھے خراسان کی سند گورنری مرحمت ہوگی اور مجھے جنگ مازیار پر بھیجا جائے گا یہی ذریعہ خراسان پر میرے غالب اور متصرف ہونے کا ہوگا۔

مازیار کی بغاوت:..... مازیار اس جھانے میں آ کر باغی ہو گیا اور لوگوں سے زبردستی اپنی بیعت لے لی۔ خراج جو ایک سال میں وصول ہوتا تھا ایک مہینہ کے اندر وصول کر لیا آمل اور ساریہ کی شہر پناہ ہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو ایک پہاڑ کی طرف جلاوطن کر دیا جو ساریہ و آمل سے درمیان واقع اور ہرمز آباد کے نام سے موسوم تھا ان شہروں کی شہر پناہوں کو توڑنے کے بعد مازیار کے نامی گرامی سپہ سالار سرخستان نے طمیس ۴ سے دریاتک جو تین میل کے فاصلہ پر تھا اس شہر پناہ کو درست کر لیا جس کو شاہان فارس نے ترکوں کے حملوں سے طبرستان کو بچانے کے لئے بنوایا تھا اور اس شہر پناہ کے چاروں طرف گہری خندق کھدوائی۔ اہل جرجان اس تیاری کو دیکھ کر گھبرا گئے اور جان کے خوف سے اپنے اپنے مکانات چھوڑ کر نیشاپور چلے گئے۔

شاہی فوج کی آمد:..... عبد اللہ بن طاہر نے جرجان کی حفاظت کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ اپنے چچا حسن بن حسین کو روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ اسی خندق پر اپنا مورچہ قائم کرنا جس کو سرخستان نے کھدوایا ہے۔ دوسرا لشکر حیان بن حیلہ کی کان میں قومس کی جانب بھیجا

۱..... یہاں اس عبارت کا اضافہ ہے کہ، احمد بن خلیل نے شناس سے کہا کہ وہ شناس کو معتمد کے فائدے کی بات بتا سکتا ہے، (تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۲۶۳ سے نقل کیا گیا ہے۔

۲..... ہمارے پاس موجود (تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۶۲ پر حرث کے بجائے حارث تحریر ہے۔

۳..... صحیح نام شاہ بن سہیل ہے، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۷۶)

۴..... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ پر طمیس کے بجائے طمس یعنی بغیر یاء کے تحریر ہے۔

حیان بن حیلہ نے ہدایت کے مطابق حبال شروین پر صف آرائی کی جب دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ معتمد نے دار الخلافہ بغداد سے کچھ کمانڈروں کو اس شور انگیز طوفان کو ختم کرنے روانہ کیا محمد بن ابراہیم بن مصعب کو براہ راست سرعستان کی جانب بھیجا منصور بن حسن والی دناوند کو ’رے‘ کی طرف سے طبرستان میں داخل ہونے کا حکم دیا ابواساج کو دناوند کی حفاظت پر مقرر کیا۔

سرعستان کا گھیراؤ:..... غرض پر شاہی فوج نے چاروں طرف سے سرعستان کو گھیر لیا حسن بن حسین اور سرعستان کے لشکروں میں ایک خندق حد فاصل تھی اکثر اوقات ان کے لشکریوں میں ہنسی مذاق ہوتا رہتا حسن بن حسین کے لشکری ایک روز اپنے سرداروں سے چھپ کے سرعستان کے مورچہ میں گھس گئے۔ حسن بن حسین کو اطلاع ملی تو اس خوف سے کہ کہیں میرے لشکری کسی ناگہانی مصیبت میں مبتلا نہ ہو جائیں سوار ہو کر چلا تا ہوا دوڑا اس کے لشکریوں نے جب یہ دیکھا کہ حسن بن حسین غصہ میں بھرا ہوا دوڑا آ رہا ہے اپنا جھنڈا سرعستان کے مورچہ پر اڑا دیا۔

سرعستان کا فرار:..... سرعستان اس وقت حمام میں تھا یہ سن کر کہ حسن بن حسین کا لشکر خندق عبور کر کے لشکر گاہ میں گھس آیا ہے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن حسین کے سپاہیوں نے سرعستان کے لشکر گاہ پر اطمینان کے ساتھ قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی شہریار کو گرفتار کر کے حسن بن حسین کے سامنے پیش کر دیا حسن بن حسین نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کے بعد پانچ کوس کے فاصلہ پر سرعستان کو جا کے گرفتار کیا اور زنجیر سے باندھ کر حسن بن حسین کے پاس لائے حسن بن حسین نے اس کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔

قارن کا مازیار کو دھوکا:..... اس واقعہ کے بعد حیان بن حیلہ نے قارن بن شہریار کو جو مازیار کا بھتیجا تھا خط و کتابت کر کے ملا لیا اور اس سے یہ وعدہ کر لیا کہ تم بغیر جنگ اور خونریزی کے شہر ساریہ کو حدود جرجان تک ہمارے حوالہ کر دوں تو ہم تم کو اس کے معاوضہ میں وہ علاقے دیں گے جو تمہارے آباؤ اجداد کے ہیں قارن اس پر راضی ہو گیا حیان نے عبداللہ بن طاہر کو اس سے مطلع کیا عبداللہ بن طاہر نے منظور کر لیا حیان نے قارن کو اس منظوری کی اطلاع دی چونکہ قارن اکیلا یہ صلح اپنے سپہ سالاروں کی مرضی کے خلاف نہیں کر سکتا تھا چنانچہ دعوت کے بہانے ان سب کو اپنے خیمہ میں بلایا انہی لوگوں میں قارن کا چچا عبداللہ بن قارن بھی تھا جب ان سب نے مکمل اطمینان سے بے خوف و خطر اپنے اپنے ہتھیار کھول کر رکھ دیئے اور کھانے میں مشغول ہو گئے تو قارن نے ان سب کو گرفتار کر کے حیان کے پاس بھیج دیا حیان نے ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور سوار ہو کر حبال قارن میں گیا اور بغیر جنگ و جدال قبضہ کر لیا۔

مازیار کا جوش ختم:..... مازیار کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور اس کا جوش بغاوت ٹھنڈا ہو گیا اس کے تو ہاتھ کے طوطے اڑ گئے کچھ بن نہ پڑتا تھا اسے اس کے بھائی قویہار نے رائے دی کہ تم اپنے ساتھیوں کو رہا کر دو کہ وہ اپنے وطن واپس چلے جائیں لڑائی تو بگڑ ہی گئی ہے ایسا نہ ہو کہ ان کی جانب سے بھی کوئی حادثہ پیدا ہو جائے مازیار نے اس رائے کے مطابق ان سب کو اپنے وطن چلے جانے کا اختیار دے دیا چنانچہ پولیس کا افسر مال اور سیکرٹری مازیار کی لشکر گاہ سے اپنے اپنے شہر واپس آ گئے۔

اہل ساریہ کا مازیار پر حملہ:..... اہل ساریہ کو ان واقعات کی خبر ملی تو انہوں نے حاکم ساریہ ’مہرستان بن شہرین‘ پر جو مازیار کی طرف سے مقرر تھا حملہ کر دیا چنانچہ مہرستان شہر چھوڑ کر بھاگ گیا لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ ڈالے لہذا جتنے قیدی تھے بھاگ گئے اس دوران حیان شہر ساریہ پہنچ گیا قویہار نے جو کہ مازیار کا بھائی تھا یہ واقعہ سن کر محمد بن موسیٰ بن حفص (گورنر طبرستان) کی معرفت جو ایک زمانہ سے اس کے پاس قید تھا حیان کی خدمت میں یہ پیغام بھیجا کہ لو میں مازیار کو تمہارے حوالہ کر دوں گا حیان نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

قویہار کی حسن سے صلح:..... قویہار کے بعض ساتھیوں نے قویہار کو اس رائے پر کہ اس نے حسن کے بجائے حیان سے امان مانگی نصیحت و ملامت کی تو قویہار ان لوگوں کے کہنے سننے میں آ گیا پھر ان لوگوں نے حسن کو یہ پیغام دیا کہ خط دیکھتے ہی آپ چلے آئیے ہم قویہار کے بھائی مازیار کو آپ کے حوالہ کر دیں گے چنانچہ حسن اپنی لشکر گاہ ’طمیس‘ سے روانہ ہو کر تین دن کی مسافت طے کر کے ساریہ کے قریب پہنچ گیا۔

حیان کی وفات:..... حیان نے حسن کا ایک کوس آگے نکل کر استقبال کیا حسن نے حیان کو شروین کے پہاڑوں سے یہاں چلے آنے پر

ڈانٹا اور اسی وقت شروین کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا حیان شروین کی جانب روانہ ہونے کے لئے شہر ساریہ کی طرف واپس گیا مگر اتفاق وقت سے قضاء آگئی اور اس کے انتقال ہو گیا۔ عبداللہ بن طاہر نے اس کی جگہ محمد بن حسین بن مصعب کو مقرر کیا اور یہ ہدایت کردی کہ قارن کے کسی کام دخل مت دینا۔

معادہ حسن قوہیار:..... الغرض حیان کی واپسی کے بعد حسن خرماباد مازیار کے پہاڑوں کے وسط میں پہنچا تو حسب وعدہ قوہیار سے ملنے آیا دونوں نے ایک دوسرے سے انتہائی پختہ عہد و پیمان کیا اور مزید اطمینان کے لئے خلیفہ معصوم کے نامور سپہ سالاروں میں سے محمد بن ابراہیم بن معصوب نے ایک عہد نامہ طے شدہ شرائط کے مطابق کر قوہیار کے حوالہ کر دیا قوہیار واپس مازیار کے پاس آیا اور اس کو یہ اطمینان دلایا کہ میں نے انتہائی حزم و احتیاط سے آپ کے لئے امن حاصل کر لیا ہے۔

مازیار کی گرفتاری:..... اگلے دن حسن اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر قوہیار کی جانب روانہ ہوا اور محمد بن ابراہیم کو دوسرے راستے سے روانہ کیا حسن اتفاق سے محمد بن ابراہیم قوہیار کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گیا اس کے بعد قوہیار اپنے بھائی مازیار کے ساتھ آیا محمد بن ابراہیم نے مازیار کو گرفتار کر کے دو سپہ سالاروں کے ساتھ خرماباد سے شہر ساریہ کی جانب لے جانے کا حکم دیا پھر ان لوگوں کی روانگی کے بعد خود سوار ہوا۔

مازیار کی قید اور روانگی:..... اس دوران حسن بھی پہنچ گیا محمد بن ابراہیم نے اس سے پوچھا کہ ”کہاں کا ارادہ ہے؟ حسن نے جواب دیا کہ ”مازیار کا“ محمد بن ابراہیم نے کہا ”وہ تو ساریہ پہنچ چکا ہے“ حسن یہ سن کے ہنس پڑا دوسری جانب نظر اٹھی تو اسے مازیار کا بھائی دکھائی دیا تو اس نے حکم دیا کہ اس کو بھی گرفتار کر کے ساریہ لے چلو اور خود بھی اسی وقت شہر ساریہ کی جانب واپس لوٹ گیا۔ ساریہ پہنچ کر مازیار کو اسی طرح باندھ کر قید کیا جس طرح اس نے محمد بن محمد بن موسیٰ بن حفص کو قید کیا تھا انہی دنوں عبداللہ بن طاہر کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ مازیار کو اس کے بھائی اور اہل و عیال سمیت محمد بن ابراہیم کے ہمراہ بارگاہ خلافت میں روانہ کر دو حسن نے مازیار سے چلتے وقت اس کے مال و اسباب کا پتہ پوچھا تو مازیار نے ساریہ کے چند رئیسوں کے نام لے کر کہا کہ میرا مال و اسباب ان لوگوں کے پاس ہے۔

قوہیار کا قتل:..... حسن نے قوہیار کو مازیار کا مال و اسباب لانے کا حکم دیا جس وقت قوہیار مازیار کا مال و اسباب لانے کے لئے جہال کی طرف روانہ ہوا تو کچھ فاصلے کے بعد مازیار کے دیلمی خادموں نے یورش کر کے گھیر لیا اور اپنے آقا کے بدلے میں قوہیار کو قتل کر کے دیلم کی طرف بھاگ گئے یہ لوگ تعداد میں تقریباً بارہ سو تھے مگر راستے میں محمد بن ابراہیم کی فوج سے سامنا ہو گیا تو اس نے ان کو گرفتار کر کے شہر ساریہ بھیج دیا۔

بعض مؤرخین کی رائے:..... بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ جس شخص نے مازیار کے ساتھ بے وفائی کی اور اس کو گرفتار کر لیا وہ مازیار کا چچا زاد بھائی تھا جو جہال طبرستان کا مالک اور حکمران تھا اور مازیار کی طرف سے ان شہروں پر حکومت کر رہا تھا۔ جہال طبرستان تین تھے (۱) جبل ونداہر مز (۲) جبل ونداسنجان اور (۳) جبل شروین بن سربخاب ۱۔ جس وقت جہال طبرستان میں ایک عام بغاوت پھیل گئی اور مازیار کے چچا زاد بھائی کو انتظام و امن قائم کرنے کے غرض سے فوج کی ضرورت ہوئی اس وقت اس نے اپنے چچا زاد بھائی کو بلا دے طبرستان سے بلا کر اہم جگہوں کا والی بنایا کچھ عرصے کے بعد اسے یہ شک ہوا کہ اس کو ایک قسم کا استحکام ہو گیا ہے اس بناء پر اس نے حسن سے خط و کتابت شروع کر دی اور فشین اور مازیار کی خط و کتابت سے مطلع کر کے اس شرط پر سازش کر لی کہ مجھ کو میرے آباؤ اجداد کے مقبوضات پر حکمران بنادینا چنانچہ حسن نے عبداللہ بن طاہر کے توسط بارگاہ خلافت سے ان شرائط کی منظوری حاصل کر لی اور جس دن اور جس وقت کا وعدہ ہوا تھا اسی دن اور اسی وقت سوار ہو کر جہال طبرستان کی طرف گیا اور مازیار کے چچا زاد بھائی کی مدد اور سازش سے مازیار کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ مازیار نے حسن کے کہنے سے خود کو حسن کے لشکریوں کے حوالے کر دیا۔

ایک اور قول:..... بعض مؤرخ یوں بھی بیان کرتے ہیں کہ مازیار کو شکار کھیلتے ہوئے حسن نے گرفتار کیا اور اس کی گرفتاری کے بعد دوسرے

دن والی جبل سے لڑنے کو گیا اس کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی وہ مقابلہ پر آیا اور لڑائی ہونے لگی سامنے تو کشت و خون کا بازار گرم ہی ہو رہا تھا تیغ سے بھی اسلامی فوج نے پہنچ کر حملہ کر دیا گھبرا کہ بلا دہلیم کی جانب بھاگ کھڑا ہوا اسلامی فوج نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے قتل کر دیا اس کے بعد حسن نے مازیار سے افشین کے خطوط مانگے تو مازیار نے پیش کر دیئے عبداللہ بن طاہر نے اس کو معہ ان خطوط سمیت خلیفہ معتمد کے پاس بھیج دیا خلیفہ معتمد نے اسے اتنے کوڑے لگوائے کہ اس کی موت واقع ہو گئی پھر اسے بابک خرمی کے پہلو میں صلیب پر چڑھا دیا یہ واقعہ ۲۲۲ھ کا ہے۔

جعفر بن قہر کی بغاوت: ۲۲۲ھ میں کرد سرداروں میں سے ایک شخص جعفر بن قہر بن حسن نے اطراف موصل میں خلافت اسلامیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اکراہ کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع ہو گیا پھر کیا تھا جعفر نے لوٹ مار شروع کر دی خلیفہ معتمد نے اس کی تنبیہ اور ہوش میں لانے کے لئے عبداللہ بن سید بن انس کو متعین فرمایا اور موصل کا گورنر اسے بنا دیا چنانچہ عبداللہ بن اسید نے اطراف موصل کے قریب پہنچ کر جعفر سے صف آرائی کی اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ماتعین پر قبضہ کر لیا جعفر ماتعین سے نکل کر کوہ داسن کی چوٹی پر چلا گیا کوہ داسن کی دشوار گزار گھائیاں تھیں اس کی بلندی آسمان سے باتیں کر رہی تھی راستہ نہایت تنگ تھا مگر عبداللہ بن اسید نے تعاقب کیا اور بڑی مشکل اور نقصان کے ساتھ ان دشوار گزار گھاٹیوں کو عبور کر کے جعفر سے جا بھڑا (چنانچہ دونوں حریف بے جگری لڑنے لگے جعفر کے بہت سے ساتھی اس معرکہ میں کام آگئے لشکر اسلام کے سرداروں میں سے اسحاق بن انس (عبداللہ بن اسید کا چچا) شہید ہو گیا انہی واقعات پر ۲۲۲ھ کا خاتمہ ہو گیا مگر ہنگامہ کارزار بدستور گرم رہا ختم نہیں ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے خادم خاص ایتاخ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موصل کی جانب عبداللہ بن اسید کی کمک کے لئے روانہ فرمایا ایتاخ سیدھا جبل داسن پر چڑھ گیا اور پہلے ہی معرکہ میں جعفر کو زیر کر کے عین معرکہ قتل کر دیا جعفر کے ساتھی منتشر ہو کر تکریت کی جانب بھاگ گئے باقی جو سامنے آئے یا گرفتار کئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا۔

افشین کا زوال: ۲۲۲ھ میں پیدا ہوا اور بغداد میں خلیفہ معتمد کے زیر سایہ عاطفت نشوونما پائی خلیفہ معتمد کی نظروں میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی جن دنوں یہ بابک خرمی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا وہاں جو مال و اسباب ان معرکوں میں لشکر اسلام کے ہاتھ آتا وہ سب کا سب اشروسنہ بھیج دیا جاتا تھا عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی ایک خفیہ رپورٹ بھیج دی خلیفہ معتمد نے اس واقعہ کے تفتیش کے لئے جاسوسوں اور مخبروں کے مقرر کرنے کا حکم صادر کر دیا۔

افشین کی خیانت چاک: ۲۲۲ھ میں ایک مرتبہ افشین نے بہت سماں و اسباب میدان کارزار سے اشروسنہ روانہ کیا اس کی عبداللہ بن طاہر کو خبر مل گئی تو سب مال و اسباب چھین لیا چنانچہ مال و اسباب لانے والوں نے بیان کیا کہ یہ مال افشین کا ہے عبداللہ بن طاہر نے انجان بن کر ڈانٹ کر کہا ”اگر یہ مال ہمارے بھائی افشین کا ہوتا تو وہ مجھے ضرور اس سے مطلع کرتا یقیناً تم لوگ چور ہو“ وہ لوگ اس کو کچھ جواب نہ دے سکے اور عبداللہ بن طاہر نے ان لوگوں کو جیل بھیج دیا اور مال و اسباب لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا اور افشین کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ اتنا مال و اسباب فلاں فلاں اشخاص لائے تھے اور وہ ظاہر کرتے تھے کہ یہ مال و اسباب آپ کا ہے مجھے ان کے کہنے پر یقین نہیں آیا اس لئے میں نے وہ مال و اسباب ضبط کر کے لشکر اسلام میں تقسیم کر دیا کیونکہ میں اس کو ترکوں کے مقابلہ پر بھیجنے والا ہوں اور ان کو چور سمجھ کر میں جیل میں ڈال دیا ہے“ افشین نے رفع ندامت کے لئے تحریر کیا۔ ”بھائی جان! میرا مال اور امیر المؤمنین کا مال ایک ہی ہے وہ لوگ چور نہیں ہیں آپ ان کو رہا کر دیجئے۔ والسلام“ عبداللہ نے افشین کے لکھنے پر ان لوگوں کو رہا تو کر دیا مگر دونوں کے دلوں کی کدورتیں اور زیادہ مستحکم ہو گئیں۔

خیانت کی رپورٹ: ۲۲۲ھ میں اشروسنہ عبداللہ بن طاہر نے بارگاہ خلافت میں اس کی بھی رپورٹ بھیج دی ادھر افشین اس امید پر کہ گورنر خراسان کی مجھے مل جائے۔ مازیار کو آئے دن بغاوت و مخالفت پر ابھارتا رہتا تھا تا کہ خلیفہ معتمد مجھے وہاں کا گورنر بنادیں اور جنگ مازیار پر متعین کر دیں مگر افشین کی یہ رائے غلط نہی رہی تھی مازیار کی مخالفت و بغاوت کا جو کچھ نتیجہ نکلا اس کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اسے گرفتار کر کے بغداد بھیجا گیا اور ”جنگ بابک“ کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد نے افشین کو آذربائیجان کا گورنر مقرر کر دیا۔

افشین کا نائب منکجور:..... افشین نے اپنے اعزہ واقرب سے منکجور نامی ایک شخص کو آذربائیجان میں اپنا قائم مقام بنایا اتفاق سے آذربائیجان کے کسی قصبہ میں بابک کا بہت سا مال واسباب منکجور کے ہتھے چڑھ گیا جس کی نہ خلیفہ معتمد کو اطلاع تھی اور نہ افشین کو لیکن پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی خبر کر دی چنانچہ منکجور سے کیفیت طلب کی گئی منکجور نے اس واقعہ کی تکذیب کر دی اور پرچہ نویسوں کے افسر کے قتل کے درپے ہو گیا مگر اہل اردنیل نے منکجور کو اس ارادے سے روکا تو منکجور اہل اردنیل سے الجھ گیا رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر پہنچ گئی تو خلیفہ معتمد نے افشین کے پاس منکجور کے معزولی کا فرمان بھیج دیا اور ایک سپہ سالار کو منکجور کی جگہ روانہ کیا۔ ادھر منکجور اپنی معزولی کی خبر پا کے باغی ہو گیا اور اردنیل سے نکل کے صف آرائی کر لی۔

منکجور کی گرفتاری:..... چنانچہ دارو گیر اور قتل وغارت کا ہنگامہ برپا ہو گیا شام ہوتے ہوتے منکجور کو شکست ہو گئی اور بھاگ کر آذربائیجان کے ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا جس کو بابک نے ویران و خراب کر دیا تھا اور اس کو درست کر کے اطمینان سے رہنے لگا تقریباً ایک ماہ تک قلعہ بند رہا اس کے بعد اس کے ساتھیوں میں سے ایک شخص اس کو بحالت غفلت گرفتار کر کے اس سپہ سالار کے پاس پیش کر دیا جو اس کی جگہ بارگاہ خلافت سے مقرر ہو کر آیا اور وہ سپہ سالار اس کو لے کر سامرا پہنچا خلیفہ معتمد نے اس کو جیل میں ڈال دیا۔

افشین کا مشکوک ہونا:..... غرض ان معاملات سے خلیفہ معتمد کے نزدیک افشین مشتبہ اور مشکوک ہو گیا وہ عزت و توقیر جو اس سے پہلے اس کی نظروں میں تھی ختم ہو گئی یہ واقعات ۲۲۵ھ کے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جو سپہ سالار اس کی جگہ بھیجا گیا تھا وہ بغاوت کا کبیر تھا اور منکجور اس کے پاس امان حاصل کر کے حاضر ہو گیا تھا۔

افشین کی گرفتاری:..... جس وقت افشین کو خلیفہ معتمد کی سوء بد مزاجی کا احساس ہوا اس پر بدحواسی سی چھا گئی کچھ بن نہ پڑتا تھا کبھی یہ خیال کرتا کہ خلیفہ طور سے بھاگ کر آرمینیا چلا جاؤں اور آرمینیا سے بلاد خزر کی طرف نکل جاؤں اور وہاں سے اشر و سنہ آ جاؤں مگر پھر یہ سوچ کر کہ چونکہ خلیفہ معتمد خود بہ نفس نفیس اس معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے ہے اس ارادے میں مجھے کامیابی نہیں ہوگی رک جاتا تھا اور کبھی یہ ارادہ کرتا کہ ایک دن خلیفہ معتمد کی سارے سرداروں و اراکین سلطنت سمیت دعوت کر دوں تمام دن وہ لوگ کھانے پینے میں مشغول رہیں گے شام ہوتے ہی سب کے سب تھک کر سو جائیں گے اور میں موقع پا کر نکل جاؤں گا۔ افشین انہی خیالات میں ڈوبا ہوا تھا اور ابھی کوئی مہمان رائے مستقل قائم نہ کرنے پایا تھا کہ اس کو اپنے ایک خادم پر غصہ آ گیا جو اس کے ان مجنونانہ خیالات سے واقف تھا خادم یہ سمجھ کر کہ افشین اب چند دن کا مہمان ہے، ایتاخ کے پاس چلا گیا ایتاخ نے اس کو خلیفہ معتمد کی خدمت میں پیش کر دیا خادم نے افشین کے سارے حالات اور خیالات کا خاکہ بھیج دیا خلیفہ معتمد نے اسی وقت افشین کی حاضری کا حکم صادر کر دیا اور درباری لباس اتروا کر جو حق میں قید کر دیا۔

حسن بن افشین کی گرفتاری:..... حسن بن افشین ماوراء النہر کے بعض شہروں کا گورنر تھا خلیفہ معتمد نے عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا کہ اس کو گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دو چونکہ حسن بن افشین اکثر نوح بن اسد (گورنر بخارا) کی شکایت کیا کرتا تھا اس لئے عبداللہ بن طاہر نے حسن بن افشین کے پاس بخارا کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی اور درپردہ وہ لوح لکھ بھیجا کہ جب حسن بن افشین تمہارے پاس حکومت بخارا کی سند لے کر پہنچے تو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دینا چنانچہ نوح بن اسد نے ایسا ہی کیا اور پھر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو خلیفہ معتمد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

عدالتی کمیشن کا قیام:..... اس کے بعد خلیفہ معتمد نے افشین کے مقدمہ کی سماعت کے لئے ایک کمیشن مقرر کیا اور کمیشن کے سامنے افشین کے حاضر کئے جانے کا حکم صادر کیا اس کمیشن میں وزیر السلطنت محمد بن عبدالملک بن الزیات، قاضی احمد بن ابی داؤد، اسحاق بن ابراہیم اور اراکین دولت و سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت شریک تھی ان لوگوں کے علاوہ مازیار کو قید خانہ سے طلب کر لیا گیا۔ موبد و مرزبان بن برکش بادشاہ صغد اور صغدیوں کے وہ افراد اور جن کا یہ دعویٰ تھا کہ افشین نے ان کو مارا ہے اور یہ دونوں مسجد کے امام اور موزن تھے بلا لئے گئے اور وزیر السلطنت کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ مقدمہ کی سماعت وزیر السلطنت نے صغدیوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کہو تمہارا کیا دعویٰ ہے؟ دونوں صغدی کپڑے اتار کر اپنے زخم

دکھا کر کہنے لگے کہ ملاحظہ فرمائے افشین نے ہم لوگوں کو بغیر جرم بے گناہ اس قدر کوڑوں سے پٹوایا ہے کہ ہمارے بدن میں گوشت تک باقی نہیں رہا۔ محمد بن عبد الملک نے افشین سے کہا افشین تم ان کو پہنچانتے ہو؟ افشین نے کہا ہاں حضور میں ان کو جانتا ہوں اور پھر ایک کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ اشروسہ کا مؤذن ہے اور دوسرے کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ امام مسجد ہے محمد بن عبد الملک نے کہا تم نے ان لوگوں کو اس قدر کیوں پٹوایا؟ افشین نے کہا کہ اس وجہ سے کہ میرا اور بادشاہ صغد کا یہ معاہدہ تھا کہ کسی قوم کے مذہب سے تعرض نہ کیا جائے ہر شخص کو اس کے مذہب و ملت پر رہنے دیا جائے چونکہ ان دونوں نے اس معاہدہ کے خلاف اہل صغد کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور بت خانے کو مسجد بنا لیا تھا لہذا میں نے ان کو اس جرم کی سزا دی۔ محمد بن عبد الملک نے کہا کہ کیا تم اپنے اس بیان کی تائید میں کوئی شہادت پیش کر سکتے ہو؟ افشین نے اس کا جواب کچھ نہیں دیا اور ندامت سے سر نیچا کر لیا۔

غیر شرعی کتاب کا الزام:..... محمد بن عبد الملک نے کہا وہ کتاب کس مضمون پر ہے جو سونے کی جلد چڑھی ہوئی ہے اور اس کی جلد پر جو ہر بھی لگے ہوئے ہیں میں نے سنا ہے کہ اس میں کلمات کفریہ بھی موجود ہیں۔ افشین نے کہا کہ وہ ایک کتاب ❶ ہے جو میرے آباؤ اجداد سے مجھ تک وراثتاً پہنچی ہے اس میں عجم کے آداب لکھے ہوئے ہیں میرے بزرگ والد نے اس کے آداب سیکھنے کی مجھے وصیت فرمائی تھی میں اس کے آداب کو سیکھ لیتا ہوں اور کفریات کو چھوڑ دیتا ہوں۔ اس کے اس جواب پر محمد بن عبد الملک نے کہا کہ تم اس کتاب کی اتنی عزت کیوں کرتے ہو؟ افشین نے کہا کہ مجھے اس کتاب پر سے سونا، چاندی اور جواہرات اتار لینے کی ضرورت نہیں پڑی اور میں یہ سمجھتا تھا کہ ان باتوں میرے اسلام میں کوئی نقصان نہیں پیدا ہوگا، وزیر السلطنت افشین کے اس منطقی جواب کو سن کر اسے گہری نظر سے دیکھنے لگا اس کے چہرے سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے دل میں اس جواب کی کچھ وقعت پیدا نہیں ہوئی۔

غیر مذہب کھانے کا الزام:..... تھوڑی دیر کے سکوت کے بعد موبد ❷ کی طرف اشارہ کیا موبد نے دست بستہ کھڑے ہو کر افشین کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا ”یہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت کھاتا ہے اور مجھ کو بھی ایسا گوشت کھانے پر مجبور کرتا اور کہتا تھا کہ گردن مروڑے ہوئے جانوروں کا گوشت ذبح کئے ہوئے جانوروں کے گوشت سے زیادہ لذیذ اور مزہ دار ہوتا ہے چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ یہ اپنی مجلس میں بیٹھا ہوا کھلم کھلا کہہ رہا تھا کہ اس کمبخت قوم میں داخل ہو کر مجھے ہر مکر وہ اور نامطبوع چیز کا سامنا کرنا پڑا چنانچہ زیت میں نے کھایا، اونٹ ❸ خچر پر سوار ہوا مگر اس کے باوجود اس وقت تک میں نے نہ ختنہ کرایا ہے اور نہ ایک بال میں نے اپنے زیناف سے کاٹا کیا ہے؟

افشین کا جوابی الزام:..... افشین نے طیش میں آ کر کہا کیا یہ مجوسی آپ کے نزدیک ثقہ ہے؟ تو محمد بن عبد الملک نے جواب دیا کہ ”نہیں“ تو افشین نے کہا کہ پھر میرے مقابلہ میں اس کی گواہی کیوں قبول کی جا رہی ہے (موبد کی طرف مخاطب ہو کر بولا کہ) کیوں موبد تو نے یہ بیان کیا ہے نا؟ کہ میں تجھ سے اپنے راز بیان کیا کرتا تھا اور جب تو نے میرے راز کو افشاء کر دیا تو اب تو اپنے دین کے اعتبار سے ثقہ رہا اور نہ وعدہ اور اقرار کا سچا رہا پھر تیری گواہی میرے مقابلے میں کیوں قبول کی جائے گی؟ محمد بن عبد الملک نے کہا بس بس تمہارے بیان کی روانی بہت بڑھی ہوئی ہے خاموش ہو جاؤ گواہی پیش ہو لینے دو گواہی مکمل ہونے کے بعد بحث و مباحثہ کرنا۔ پھر مرزبان سے مخاطب ہو کر کہا کیوں مرزبان افشین کے معاملے میں تم کیا جانتے ہو؟

غیر شرعی مخاطب کا الزام:..... مرزبان بولا کیا تم کو وہ اپنی تحریروں میں ایسے القاب سے مخاطب نہیں کرتے جس کے معنی عربی میں الی الہ اللہ من عبده (خداؤں کے خدا کی خدمت میں فلاں بندے کی طرف سے) ہے افشین نے کہا ”ہاں اب خیال آیا غالباً وہ یہی لکھتے ہیں۔ یہ جواب سن

❶ تاریخ اسلام کا یہ دور ہے جہاں غیر عربی مسلمان قبائل نے خوب ترقی کی مثلاً اہل فارس اور ترک، اگرچہ یہ مسلمان قبائل تھے لیکن اپنی ثقافت کے پھیلائے میں کوئی دقیقہ کسر نہ چھوڑتے تھے۔

❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۲۶۶ پر موبد کے بجائے مؤید تحریر ہے۔

❸ یہ جملے اشارہ ہیں اس بات کی طرف کہ جو لوگ اونٹ وغیرہ پر سوار ہوتے ہیں وہ کم حیثیت کے ہوتے ہیں اور عرب اونٹ پر سوار ہوتے ہیں چنانچہ عرب بھی کم حیثیت قوم ہیں۔

کر محمد بن عبد الملک نے کہا، ”پھر تجھ میں اور فرعون میں کیا فرق ہوا؟ تو افشین نے جواب دیا کہ حضور! وہ لوگ ہمیشہ سے میرے آباؤ اجداد کو اور میرے اسلام لانے سے پہلے مجھ کو بھی اسی لقب سے اپنی تحریروں میں مخاطب کیا کرتے تھے اگر اسلام لانے کے بعد میں ان کو ایسے القاب لکھنے سے منع کرتا تو وہ لوگ میری اطاعت سے منحرف اور مجھ سے باغی اور سرکش ہو جاتے۔“

مازیار سے خط و کتابت کا الزام محمد بن عبد الملک نے مازیار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ کیا تم نے اس سے کبھی خط و کتابت کی ہے؟ افشین نے جواب دیا کہ میں نے اس سے کبھی کوئی خط و کتابت نہیں کی۔ اس پر محمد بن عبد الملک نے پوچھا۔ کیوں مازیار پھر افشین کی طرف اشارہ کر کے کہا اس نے تم کو خط لکھا تھا؟

مازیار کی گواہی مازیار نے کہا۔ ہاں حضور اس کے بھائی نے میرے بھائی قویار کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ مضمون یہ ہے ”اس دین کا کوئی ناصر و مددگار میرے یا تمہارے اور بابک کے سوا نہیں ہے مگر بد نصیب بابک نے اپنی حماقت کی وجہ سے خود کو ہلاکت میں ڈال دیا میں چاہتا تھا کہ وہ اس بلا میں مبتلا نہ ہو مگر اس نے اپنی حماقت سے میرے کہنے کا کچھ خیال نہ کیا اس حالت میں اگر تم علم مخالفت بلند کردو تمہارے مقابلہ پر یہ لوگ میرے سوا کسی دوسرے کو مقرر نہیں کریں گے اس وقت میرے لشکر میں تجربہ کار فوجیں اور سپہ سالار ہیں میں تم سے اتحاد کر لوں گا یہ جان لو کہ ہمارے مقابلہ پر سوائے عربی یا مغربی اور ترکی لشکروں کے اور کوئی بھی نہیں آئے گا عربوں کی یہ کیفیت ہے کہ وہ پیٹ کے بندے ہیں کتوں کی طرح ایک لقمہ دے دو اور اطمینان سے ان کے سروں کو پتھروں سے کچلو اور مغربی فوجیں ایک تو وہ خود کم تعداد میں ہیں جن کا شمار انگلیوں پر ہو سکتا ہے دوسرے ان کی گوشالی کے لئے ہماری فوج کا ایک دستہ بھی کافی ہے۔ رہ گئے ترکی تو ان کا جوش دودھ کے ابال کی طرح ہے اٹھا اور ختم ہو گیا تھوڑے سے استقلال میں ان کا قلع قمع ہو جائے گا اور دین و مذہب جیسا کہ ملوک عجم کے عہد و حکومت میں تھا ویسا ہی پھر ہو جائے گا دیکھو اس موقع کو غنیمت جانو اور ہاتھ سے جانے نہ دو۔“

افشین کا جواب افشین نے قطع کلام کر کے کہا ”مازیار کا تو یہ دعویٰ ہے کہ میرے بھائی نے اس کے بھائی کو اس مضمون کا خط لکھا تھا اس میں مجھ پر کیا الزام عائد ہوا بفرض تقدیر اگر میں اس قسم کے خط اس کو لکھتا تو ضرور اپنے کسی معتمد کے ذریعے اس کے پاس روانہ کرتا اور یہ بات امیر المؤمنین سے پوشیدہ نہ رہتی عبد اللہ بن طاہر تو خراسان میں موجود ہی تھا، قاضی احمد بن ابی داؤد نے اس پر افشین کو ایک ڈانٹ پکادی وہ وزیر السلطنت محمد بن عبد الملک نے غصہ کی تیز نگاہوں سے اسے دیکھ کر اشارے سے خاموشی کا حکم دیا مگر افشین سے خاموش نہ رہا گیا اور قاضی احمد بن ابی داؤد سے مخاطب ہو کے بولا ”کیوں حضرت جب آپ عباد قبا پہن کر گھر سے برآمد ہوتے ہیں تو ایک جماعت کو بغیر قتل کئے ہوئے گھر میں نہیں جاتے اور نہ عباد قبا اتارتے ہیں۔ آپ بھی عجیب چیز ہیں۔“

ختنہ نہ کرانے کا جرم محمد بن عبد الملک نے کہا بس بس بہت تیزی اچھی نہیں ہوتی نمک حرام، بد تمیز دائرہ تہذیب سے قدم باہر نہ رکھ بلکہ یہ بتا کہ تو مختون ہے یا نہیں؟ افشین نے انکار میں جواب دیا تو محمد بن عبد الملک نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا کہ ”کیوں بے دین! تجھ کو کس چیز نے ختنہ کرانے سے روکا یہ تو شعار اسلام میں سے ہے“ افشین نے دھیمی آواز سے کہا ”میں نے جان کے خوف سے ختنہ نہیں کرایا“ محمد بن عبد الملک نے کیا۔ کیا خوب، جواب بہت معقول ہے یہ قد و قامت اور یہ خوف؟ پھر (طنز سے کہا) کیوں افشین؟ لڑائیوں میں تو نیزہ بازی کرتا ہے، شمشیر بکف دشمنوں میں گھس جاتا ہے اس وقت تجھے اپنی جان کا خطرہ پیدا نہیں ہوتا؟ تعجب ہے کہ ایک انگل کھال کٹانے سے اتنا زیادہ ڈر گیا۔

افشین پر فرد جرم افشین نے کہا لڑائی میں ضرورت مجبور کرتی ہے اور میں مجبوری میں اس کو برداشت کرتا ہوں۔ ختنہ کو اس پر قیاس نہ کیجئے اپنے ہاتھوں سے کوئی بھی اپنے پاؤں پر کلہاڑی نہیں مارتا“ محمد بن عبد الملک نے قاضی احمد بن ابی داؤد کے حکم کے انتظار میں اس کی طرف دیکھا تو قاضی احمد بن ابی داؤد نے کہا اس پر جرم ثابت ہے۔ محمد بن عبد الملک نے بغا کبیر کو اشارہ کر دیا بغا کبیر افشین کو گردن سے پکڑ کر جیل لے گیا۔

مازیار کی موت اس کے بعد محمد بن عبد الملک نے مازیار کو چار سو کوڑے مارنے کا حکم دیا جس کے صدمہ سے مازیار مر گیا۔ کچھ عرصے بعد

افشین نے خلیفہ معتمد کی خدمت میں کہلوایا کہ میرے پاس آپ اپنے کسی معتمد خاص کو بھیج دیجئے میں کچھ گزارش کرنا چاہتا ہوں خلیفہ معتمد نے حمدون بن اسماعیل کو افشین کے پاس بھیجا افشین نے ان الزامات کی جو اس کے ذمہ عائد کئے گئے تھے معذرت کی اور معافی کی درخواست حمدون بن اسماعیل نے ابھی خلیفہ معتمد تک یہ پیغام نہیں پہنچایا تھا کہ افشین کو ایتاخ کے مکان پر لے جانے کا حکم صادر ہوا لہذا حکومت کے کارندے افشین کو ایتاخ کے مکان پر لے گئے اور خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق قتل کر کے باب عامہ پر سولی دے دی جب سارے لوگ اسے دیکھ چکے تو لاشہ کو صلیب سے اتار کر جلادیا گیا یہ واقعہ شعبان ۲۲۶ھ کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ قید میں افشین کا کھانا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا۔

مبرقع کی بغاوت:..... مبرقع جو کہ ابو حرب یمنی مشہور تھا اور فلسطین کا رہنے والا تھا اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں کسی سپاہی نے اس کے مکان میں اترنے کا ارادہ کیا جب عورتوں ۱ نے اسے روکا تو سپاہی نے ان کو مارا جب مبرقع آیا تو ان عورتوں نے اس سپاہی کی شکایت کی مبرقع کو سپاہی کے اس ناروا عمل سے اشتعال پیدا ہوا وہ سیدھا اس سپاہی کے پاس گیا اور اس کو قتل کر کے اردن کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گیا اس غرض سے کہ کوئی پہچان نہ سکے اپنے منہ پر برقع ڈال لیا جو کوئی اس سے ملنے آتا اس کو اوامر پر عمل کرنے اور نواہی سے بچنے کی ہدایت و تعلیم دیتا اور خلیفہ کے عیوب بیان کرتا۔ یہ اپنے اموی ہونے کا بھی مدعی تھا اردن کے اطراف و جوانب کے کاشتکاروں اور زمینداروں کا ایک گروپ اس کا تابع و مطیع بن گیا اور اس کو سفیانی کے لقب سے یاد کرنے لگا کچھ دنوں سے بعد مکانی سرداروں کی ایک جماعت بھی اس کے گروپ میں شامل ہو گئی ان میں ابن ہبیس بھی تھا جو اپنی قوم اور نیز دوسرے قبائل میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا اور خواص و عوام اس کی اطاعت کیا کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی جماعت کی تعداد ایک لاکھ ۳ تک بڑھ گئی۔

شاہی فوج اور مبرقع:..... چنانچہ خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک ہزار فوج کے ساتھ رجاہ بن ایوب کو متعین کیا مگر رجاہ بن ایوب نے مبرقع کی جماعت کی تعداد سے ڈر کر معرکہ آرائی نہ کی بلکہ مقابلہ پر پڑاؤ کئے پڑا رہا یہاں تک کہ کاشتکاری اور زراعت کا زمانہ آ گیا مبرقع کے ساتھی جو اکثر و بیشتر زراعت پیشہ تھے کاشتکاری کی غرض سے اپنے اپنے شہروں میں واپس آنے لگے اس دوران خلیفہ معتمد کی وفات ہو گئی اور خلیفہ واثق تحت خلافت پر بیٹھا۔

مبرقع کی گرفتاری:..... اتفاق یہ کہ انہی دنوں دمشق میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا تو خلیفہ واثق نے بلوایوں اور فتنہ انگیزوں کے قتل کا عام حکم دے دیا اور مبرقع سے معرکہ آرائی کا اعلان کر دیا چنانچہ رجاہ بن ایوب نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور مبرقع کو ابن ہبیس سمیت گرفتار کر کے سامرہ روانہ کر دیا اس مبرقع کے ساتھیوں سے تقریباً بیس ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ ۲۲۷ھ کا ہے۔

ہارون بن معتمد واثق باللہ ۲۲۷ھ تا ۲۳۲ھ

معتمد کی وفات اور واثق کی خلافت:..... خلیفہ معتمد ۳ ابو اسحاق محمد بن ہارون الرشید نے پندرہویں ۴ ربیع الاول ۲۲۷ھ کو آٹھ

①..... یہ اس کی بہن یا بیوی تھی، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۱۶)۔ ②..... دیکھیں تاریخ (نہط الشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ مصنف کرد علی)

③..... بروایت ذہبی خلیفہ معتمد ۱۸۰ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد مولدات کوفہ میں سے تھی اس کا نام ماروہ تھا، مورخ صولی کہتا ہے کہ یہ نامور خلیفہ ماہ شعبان ۸۷ھ میں پیدا ہوا اور علامہ ابوالحسن علی ابن اثیر، صاحب تاریخ کامل تحریر کرتا ہے کہ ۹۷ھ میں معتمد عالم وجود میں آیا، پہلی روایت کے مطابق سینتالیس برس کی عمر پائی دوسری روایت کے مطابق انچاس سال کی عمر پائی اور تیسری روایت کے اعتبار سے اڑتالیس سال کی عمر میں وفات ہوئی، خلدقار میں پیدا ہوا اور سامرہ میں مدفون ہوا اس کے بیٹے واثق باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی، رنگ سفید سرخی مائل، داڑھی گھنی، متوسط القامت تھا اس کی طبیعت میں شجاعت، ہمت، قوت، خلق حسن اور استقلال کا کادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا یہ خلفاء بنو عباس کا آٹھواں تاجدار اور عباس بن عبدالمطلب کے خاندان کا آٹھواں ممبر اور خلیفہ رشید کی اولاد کا آٹھواں شخص تھا آٹھ برس اور آٹھ مہینے حکومت کی، آٹھ لڑکیاں اور آٹھ لڑکے چھوڑ کر وفات پائی، آٹھ فتوحات حاصل کیں، آٹھ محل سرائیں بنوائیں، آٹھ دشمنوں با بک، باطش، مازیار، افشین، اعجیف، قارن، قائد رافضہ اور رئیس زنادقہ کو تیغ کیا، آٹھ لاکھ دینار سرخ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

برس اور آٹھ مہینے حکومت کر کے اس دار فانی سے انتقال کیا صبح ہوتے ہی اس کا بیٹا واثق باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اراکین دولت و سرداران لشکر نے بیعت کر لی اس کی کنیت ابو جعفر تھی۔

اہل دمشق کی بغاوت:..... خلیفہ واثق کے تخت نشین ہوتے ہی اہل دمشق باغی ہو گئے اور اپنے امیر کو چاروں طرف سے گھیر لیا اور مرج واسط میں مقابلہ کے لئے لشکر مرتب کر لیا رجاہ بن ایوب ان دنوں رملہ میں مبرقع سے معرکہ آرائی کر رہا تھا مگر خلیفہ واثق کے حکم سے اپنے لشکر کا کچھ حصہ مبرقع کے مقابلہ پر چھوڑ کر بغاوت فرد کرنے پہنچ گیا آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر رجاہ نے اہل دمشق کو شکست دے دی اور نہایت بے رحمی سے میدان جنگ میں پندرہ سو آدمیوں کو کاٹ ڈالا اس معرکہ میں اس کے ساتھیوں میں سے تین سو آدمی کام آئے۔ اس خونریز جنگ کے بعد اہل دمشق کے دماغ کی گرمی ٹھنڈی ہو گئی اور آتش بغاوت خاموش ہو گئی چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا اور رجاہ مبرقع سے نبرد آزما ہونے کے لئے رملہ کی جانب لوٹ آیا اور اس کو بھی شکست دے کر گرفتار کر لیا اور سامرا بھیج دیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اشناس ترکی:..... دمشق میں ہنگامہ فرو ہونے کے بعد خلیفہ واثق نے ”اشناس ترکی“ پر اپنی خاص عنایت مبذول کی اور اپنی سلطنت اور تمام زیر کنٹرول علاقوں کے سیاہ و سفید کا اختیار کامل دے دیارات کی وقت مصاحبین اور ہم نشین قصے اور خلفاء و وزراء گذشتہ کے واقعات بیان کیا کرتے تھے اتفاق سے ایک مرتبہ برا مکہ کا ذکر آ گیا دیر تک ان کی فیاضی، الوالعزمی اور دولت مند کی کا چرچا رہا خلیفہ رشید پر ان کے متولی ہو جانے اور کل امور سلطنت پر قابض و متصرف ہونے کے حالات بیان ہوتے رہے یہ واقعات سننے سے خلیفہ واثق کے کان کھڑے ہو گئے۔

واثق کا حصول عبرت:..... اگلے دن ہی ایک گشتی فرمان چاروں طرف روانہ کر دیا اور اشناس ترکی کے ماتحتوں کو گرفتار کر کے زبردستی مال و اسباب وصول کرنے لگا۔ احمد بن اسرائیل سے اسی ہزار دینار مار پیٹ کر کے وصول کئے سلیمان بن ذہب سے (یہ ایتاخ کا سیکرٹری تھا) چار لاکھ حسن بن وہب سے چودہ ہزار، ابراہیم بن رباح اور اس کے سیکرٹری سے ایک لاکھ اور ابوالوزر سے ایک لاکھ چالیس ہزار وصول کئے۔

تقرر ریاں اور تباد لے:..... ولایت یمن پر خلیفہ معتمد نے جعفر بن دینار کے بعد ایتاخ کو مقرر کیا تھا اور پھر اس کو معتب کر کے قید کر دیا مگر کچھ دن بعد خوش ہو کر رہا کر دیا جب خلیفہ واثق تخت خلافت پر متمکن ہوا تو اس نے اپنی جانب سے ایتاخ کو یمن کا گورنر بنادیا۔ باڈی گارڈ دستے پر خلیفہ معتمد کے عہد خلافت میں انشین کے بعد اسحاق بن یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا گیا خلیفہ واثق نے بھی اس کو بحال رکھا۔ ۲۳۱ھ میں محمد بن صالح بن عباس کو مدینہ منورہ پر متعین کیا گیا اور محمد بن داؤد مکہ معظمہ کی حکومت پر بدستور قائم رکھا گیا۔ ۲۳۰ھ میں عبد اللہ بن طاہر کے جو کہ صوبہ جات خراسان، کرمان، طبرستان اور رے کا گورنر تھا انتقال کر جانے کے بعد بارگاہ خلافت کے حکم کے مطابق اس کے بیٹے طاہر کو ان صوبوں کا گورنر بنادیا گیا۔

بغا کبیر کا فتوحات:..... بنو سلیم کا ایک بہت بڑا گروپ مدینہ منورہ کے قریب رہتا تھا خلافت اور عمال کی تبدیلی کی وجہ سے ان لوگوں کے دل بڑھ گئے اور جرات ہو گئی لہذا دن دھاڑے مسافروں اور نیز اہل شہر کو لوٹنے لگے ایک مرتبہ بنو کنانہ کے ایک شخص پر بحالت غفلت حملہ کیا اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا محمد بن صالح (گورنر مدینہ) نے ایک دستہ فوج جس میں قریش والنصار کے رضا کار (والنیر ز) بھی تھے بنو سلیم کا دماغ درست کرنے کے لئے روانہ کیا بنو سلیم نے ان کو بے ڈھب شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا مال و اسباب لوٹ لیا اور خیموں کو جلا دیا آلات حرب چھین لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جتنے قصبے اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا قافلوں کی آمد و رفت بند ہو گئی۔ خلیفہ واثق نے اس طوفان بدتمیزی کو فرو کرنے کے لئے بغا کبیر کو مقرر فرمایا۔ بغا کبیر ماہ شعبان ۲۳۰ھ میں مدینہ منورہ پہنچا اور بنو سلیم مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں آخر کار بغا کبیر نے ان کو شکست دے دی اور ان میں سے تقریباً پچاس باغیوں کو قتل کر دیا اور اتنے ہی افراد کو قید کر لیا پھر بنو سلیم نے امن کی درخواست کی تو خلیفہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) اور اتنے ہی دراہم سفید، آٹھ ہزار گھوڑے، آٹھ ہزار غلام، اور آٹھ ہزار لونڈیاں ترکہ میں چھوڑیں، علم معمولی تھا فتح عمودیہ میں تیس ہزار عیسائیوں کو قتل اور اتنے کو ہی گرفتار کیا خلق قرآن کا یہ بھی قاتل تھا اسی مسئلہ میں علماء کا اس نے امتحان لیا (مخلص از کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۱۵، فوات الوفيات جلد ۲ صفحہ ۲۷۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۲۸)

۴..... اس کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے، دیکھیں (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۵۴) اور (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۲۱)

واثق کے حکم کے مطابق انہیں امان دے دی گئی ہنگامہ ختم ہونے کے بعد ایک ہزار بلوائیوں اور فساد یوں کو بغاوت و فتنہ انگیزی کے جرم میں گرفتار کر کے مدینہ منورہ کی جیل میں قید کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۳ھ کا ہے۔

بنو ہلال کی سرکوبی:..... اس ہنگامہ و بغاوت کو فرو کر کے بغا کبیر نے فریضہ حج ادا کیا اور ذات عرق پہنچ کر بنو ہلال کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جیسا کہ بنو سلیم کے ساتھ پیش آیا تھا اور ان میں سے تین سو فساد یوں کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ کی جیل میں بھیج دیا اور فوج کو مرتب کر کے بنو مرہ کی جانب چلا گیا ان فساد یوں نے جیل میں نکتب لگائی اور محافلین کو قتل کر کے بھاگ گئے اہل مدینہ کو خبر ملی تو رات ہی کے وقت جمع ہو کر انہیں روکا تو قیدی ان سے بھڑ گئے چنانچہ صبح تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر اہل مدینہ غالب آ گئے اور قیدیوں کو زندگی کی قید سے بھی رہائی مل گئی۔ بغا کبیر کو اس کی خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ بنو مرہ کی طرف بغا کبیر کے جانیکی وجہ یہ تھی کہ فزارہ اور بنو مرہ نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کر لیا تھا بغا کبیر نے یہ خبر سن کر بنو مرہ پر حملہ کر دیا اور اپنے کمانڈروں میں سے ایک کمانڈر کو بنو مرہ کے پاس سمجھانے کے لئے روانہ کیا بنو مرہ اس کی سطوت اور رعب داب سے ڈر کر شام کی طرف بھاگ گئے بغا کبیر کے کمانڈر نے سرزمین شام تک بغا کبیر چالیس دن تک فدک میں ٹھہرا ہوا اس کے بعد بنو مرہ اور فزارہ کے گرفتار باغیوں کو لے کر مدینہ منورہ واپس آیا بطون، غفار، فزارہ، اشجع اور ثعلبہ کے رؤسا اور سرداروں نے حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

بنو کلاب کی سرکوبی:..... جب بغا کبیر کو ان لوگوں کی جانب سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو بنو کلاب کی طرف متوجہ ہوا تین ہزار افراد پیش کئے گئے چنانچہ ان میں سے ایک ہزار افراد کو فساد کے الزام میں مدینہ منورہ کی جیل میں ڈال دیا اور باقی لوگوں کو رہا کر دیا۔

بنو نمیر کی سرکوبی:..... پھر ۱۳۲ھ میں خلیفہ واثق کے حکم کے مطابق بنو نمیر کی سرکوبی کے لئے یمامہ گیا شرفاء بنو نمیر کے ایک گروپ سے مدد بھیڑ ہو گئی دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کر دیا گیا بغا کبیر نے ان میں سے پچاس افراد کو قتل کر دیا اور چالیس کو گرفتار کر لیا اس کے بعد اہل یمامہ کا رخ کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر معافی دینے کا وعدہ کیا مگر ان لوگوں نے یہ رعیت منظور نہیں کی اور سندھ کے پہاڑوں کی جانب روانہ ہو گئے۔

یمامہ میں کشت و خون:..... بغا کبیر نے یمامہ کا ایک چکر لگا کے اپنی فوج کو مختلف و متعدد حصوں پر تقسیم کیا اور حصہ لشکر کو بجائے خود ایک فوج مستقل قرار دے کے اطراف یمامہ میں پھیل جانے کا حکم دیا اس سے چاروں طرف قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے کشت خون اور مقتولوں کی لاشوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا ”اضاح“ کے قریب پھر اہل یمامہ کا بغا کبیر نے ایک ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا اتفاق سے اس معرکہ میں اس کے مقدمتہ انجیش اور میسرہ کو شکست ہو گئی اور قتل و غارت کا قباحت خیز ہنگامہ اس کی لشکر گاہ میں برپا ہو گیا شام تک اہل یمامہ غارتگری میں مصروف رہے رات ہوتے ہی کامیابی کے باوجود بھاگ کھڑے ہوئے بغا کبیر نے ان کا تعاقب کیا اور اطاعت قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کرتا رہا۔

شاہی دستے کی شکست:..... تھوڑی دور چل کے اپنے لشکر کو فوج سے ایک دستہ کو اہل یمامہ کے پاس سمجھائے بھیجا اہل یمامہ نے اس کی کم تعداد کا احساس کر کے صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا چنانچہ بغا کبیر شکست کھا کر اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا اس دوران بغا کبیر کے لشکر کا وہ دستہ اہل یمامہ پیچھے آ گیا جو یمامہ کے اطراف و جوانب پر شب خون مارنے گیا ہوا تھا اہل یمامہ فوج کے اس دستہ کو اپنی پشت کی طرف سے آئے ہوئے دیکھ کے گھبرا گئے قتل و خونریزی سے خود بخود رک گئے۔

اہل یمامہ کی کاٹ پیٹ:..... اس کے بعد اہل یمامہ کی سوار فوج اپنے پیادوں کی پلٹن بغا کبیر کی فوج کے رحم و کرم پر چھوڑ کر بھاگ گئی بغا کبیر کی فوج نے اہل یمامہ سے پیادوں کی پلٹن کو تھوڑی ہی دیر میں گاجرمولی کی طرح کاٹ کے رکھ دیا ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا مقتولوں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ ہزار تھی۔ جنگ کے خاتمے کے بعد بغا کبیر ایک دن تک میدان کارزار میں ٹھہرا ہوا گلے دن کامیاب و کامران یمامہ میں داخل ہوا یمامہ کے امراء نے امن کی درخواست کی مگر بغا کبیر نے ان لوگوں کو حکمت عملی سے قید کر کے بصرہ کی جیل میں ڈلوادیا اس کے بعد درجن اشروسی سات سو فوج لے کر بغا کبیر کی کمک کے لئے آیا بغا کبیر نے اس تازہ دم فوج کو اہل یمامہ کے سواروں کے تعاقب کے لئے بھیج دیا۔ اس نے تبادلہ

(مضافات یمن) تک ان کا تعاقب کیا۔

بغا کبیر کی بغداد واپسی:..... اس کے بعد بغا کبیر ان قیدیوں سمیت جو ان معرکوں میں گرفتار کئے گئے تھے جن کی تعداد بائیس سو تھی بغداد کی جانب واپس ہو گیا اور محمد بن صالح گورنر مدینہ کو ان لوگوں سمیت جو اس کی زیر حراست قید تھے بغداد میں آملنے کا لکھا چنانچہ محمد بن صالح اس کی ہدایت کے مطابق مدینہ کے قیدیوں سمیت بغداد آیا اور ان قیدیوں کو بغا کبیر کے حوالہ کر دیا۔

احمد بن نصر کی بغاوت:..... احمد بن نصر بن مالک بن یثیم خزاعی کا دادا مالک بن یثیم خزاعی خلافت عباسیہ کے نقباء میں سے تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں احمد بن نصر کا شمار محمد ثین میں ہوتا تھا اس کی نشست و برخاست اکثر اصحاب حدیث کی صحبت میں رہا کرتی تھی ان میں سے ایک گروپ نے جس میں ابن حصین^۱، ابن دورق اور ابو زہیر وغیرہ تھے احمد بن نصر کو بھڑہ دے دیا آدمی سادہ لوح تھا چنانچہ خلیفہ واثق پر خلق قرآن کے قائل ہونے کی وجہ سے طعن و تشنیع کرنے لگا رفتہ رفتہ طعن و تشنیع نے سب و شتم کی صورت اختیار کر لی اسے خنزیر و کافر کہنے لگا عوام الناس میں اس کی شہرت ہو گئی اور اس کے ساتھیوں میں سے ابو ہارون شداخ اور طالب نے لوگوں کو اس کی بیعت کرنے کی ترغیب دے دی۔

بغاوت کا بھانڈا پھوٹنا:..... چنانچہ بہت سے لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر اس کی بیعت کر لی ابو ہارون اور طالب نے ایک لشکر منظم کر کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور جمعرات کی شب ۳ شعبان ۲۳۱ھ کو دعوت کو ظہار کے لئے بغاوت کرنے کا آپس میں عہد و پیمان کر لیا احمد بن نصر کی بیعت کرنے والا بنوا شرس کا ایک شخص وقت سے پہلے پہنچ گیا چونکہ حالت نشہ میں تھا نقارہ بجادیا اس وقت اسحاق بن ابراہیم پولیس کا افسر موجود نہ تھا اس کا قائم مقام اور بھائی محمد بن ابراہیم نقارے کی آواز سن کر گھبرا گیا اور ایک آدمی کو معلومات کے لئے روانہ کیا مگر کوئی شخص نظر نہ آیا اتفاق سے ایک بھینگا شخص عیسیٰ حمام میں مل گیا اس نے بنوا شرس، احمد بن نصر، ابو ہارون اور طالب کا پتہ بتا دیا۔

باغیوں کی گرفتاری:..... اس کے بعد احمد بن نصر کے ایک خادم کو گرفتار کیا گیا اس نے عیسیٰ عور کے بیان کی تائید کی محمد بن ابراہیم نے اسی وقت ایک دستہ فوج کا احمد بن نصر وغیرہ کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا چنانچہ سب کے سب گرفتار ہو گئے محمد بن ابراہیم نے ان لوگوں کو سامرہ بھیج دیا چنانچہ خلیفہ واثق کے سامنے دربار عام میں پیش کیا گیا۔

خلق قرآن پر بحث:..... اس مجلس میں قاضی احمد بن ابی داؤد بھی موجود تھا خلیفہ واثق نے احمد بن نصر سے بغاوت اور خروج کی وجہ دریافت نہ کی بلکہ خلق قرآن کا مسئلہ چھیڑ دیا احمد بن نصر نے عرض کیا ”وہ کلام الہی^۲ ہے“ پھر خلیفہ واثق نے اللہ تعالیٰ کی رویت کا مسئلہ^۳ دریافت کیا احمد بن نصر نے کہا کہ ”اللہ تعالیٰ کی رویت صحیح روایات سے ثابت ہے اور میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ قرآن مجید اور حدیث شریف کی مخالفت مت کیجئے“

احمد بن نصر کا قتل:..... خلیفہ واثق نے علماء کی طرف دیکھ کر احمد بن نصر کے بارے میں دریافت کیا تو عبدالرحمن بن اسحاق قاضی مغربی بغداد نے کھڑے ہو کر عرض کیا ”امیر المؤمنین کے لئے اس شخص کا خون مباح ہے“ قاضی احمد بن ابی داؤد بولا ”یہ شخص کافر ہو گیا ہے اس کو توبہ کی ہدایت کی

①..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۳۵ پر یحییٰ بن معین کا تذکرہ بھی ہے، دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۹۷)

②..... واثق باللہ سے عقیدہ خلق قرآن سے رجوع بھی ثابت ہے، مہتمدی باللہ نے خود اپنے ایک مصاحب صالح ہاشمی سے جو واقعہ بیان کیا ہے انہیں احمد بن ابی داؤد اور ایک شامی بزرگ کے مناظرے کا احوال ذکر کیا ہے اس مناظرے میں احمد بن ابی داؤد کو شکست ہو گئی تھی اور شامی بزرگ کو انعامات سے نوازا گیا تھا، خلیفہ مہتمدی باللہ جو واثق باللہ کا بیٹا تھا اس نے خود بھی عقیدہ خلق قرآن سے رجوع کیا اور واثق سے کہا کہ واثق باللہ نے رجوع کر لیا ہوگا۔ دیکھئے الاعتصام شاطبی صفحہ ۳۲۲، بحوالہ مروج الذهب للمسعودی، اور کتاب التواہین، از علامہ ابن قدامہ، اس کا اردو ترجمہ، ”پچی توبہ کرنے والے“، جو کہ احقر نے کیا ہے (مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) (شاء اللہ محمود)

③..... یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا مسئلہ، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن انسانی آنکھ سے دیکھا جاسکتا ہے جیسا کہ امام نقل کرتے ہیں کہ اس سلسلے میں بہت سی احادیث اور آثار وارد ہوئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم قیامت کے دن اپنے رب کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چاند کو دیکھتے ہو جس کے دیکھنے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہوتا (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۳۸)

جائے ”خلیفہ واثق نے صمصامہ (یہ عمر بن معدی کرب زبیدی کی تلوار تھی) (۱) منگوائی اور نیام سے کھینچ کر احمد بن نصر کی طرف بڑھا احمد بن نصر نے گردن جھکادی خلیفہ واثق نے ایک تلوار کندھے پر ماری دوسری سر پر رسید کی پھر ان کے پیٹ کو اسی تلوار سے ناف سے لے کر سینہ تک چاک کر دیا اس کے بعد سیمالد مشقی کو بغداد کے دروازے پر صلیب پر چڑھا دیا۔

مختلف واقعات: ۲۳ھ کے اختتام پر خلیفہ واثق نے سعید بن مسلم بن قتیبہ کو ثغور اور عواصم کا گورنر بنایا اور یہ ہدایت کی کہ عیسائی قیدیوں کو مسلمان قیدیوں کے بدلے والی روم کو دے کر مصالحت کر لو مگر اس کے ساتھ ہی مسلمان قیدیوں سے قرآن کا قائل اور اللہ کی زیارت کا منکر ہو اس کا معاوضہ دے کر عیسائیوں کی قید سے چھڑالینا اور ایک دینار سفر خرچ کے علاوہ بطور انعام دے دینا اور جو شخص قرآن کا منکر اور رویت الہی کا قائل ہو نہ اس کے بدلے میں کسی عیسائی قیدی کو رہا کرنا اور نہ اس کی رہائی کی فکر کرنا چنانچہ رومی اور مسلمان اپنے اپنے قیدیوں کو لے کر نہر لاس پر آئے جو طرسوس سے ایک منزل کے فاصلے پر بھی مسلمانوں نے عیسائی قیدیوں کو رہا کر دیا اور عیسائیوں نے مسلمان قیدیوں کو مسلمان قیدی جن کو عیسائیوں کے پنجہ غضب سے نجات دلائی گئی تھی ان کی تعداد میں چار ہزار چونسٹھ مرد آٹھ سو بچے اور عورتیں ایک سو اہل ذمہ تھے۔

لشکر کی بربادی: احمد بن سعید بن مسلم نے اس سے فارغ ہو کر سردی کا موسم آتے ہی ایک لشکر منظم مرتب کر کے سرحدی علاقوں پر جہاد کر دیا راستے میں روم کے ایک بطریق سے ملاقات ہو گئی بطریق نے سردی کے موسم میں سفر و جہاد کرنے سے راستے کی مشکلات کی وجہ سے منع کیا مگر احمد بن سعید نے اس کے کہنے پر توجہ نہ کی نتیجہ یہ ہوا کہ برف اور بارش کی نذر ہو گئے، اتنے ہی کفار نے گرفتار کر لئے اور ایک بڑی تعداد نہر یدندون میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی مجبوراً بے نیل و مرام واپس آیا خلیفہ واثق نے احمد بن سعید کو اس ناعاقبت اندیشی پر نصیحت و نصیحت کی اور معزول کر کے اس کی جگہ نصر بن حمزہ خزاعی کو متعین کر دیا۔

واثق کی وفات: خلیفہ واثق باللہ (۲) ابو جعفر ہارون بن معتصم نے پانچ برس نو مہینے حکومت کر کے استسقاء کی بیماری میں مبتلا ہو کر جبکہ چھ راتیں ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کی باقی رہ گئی تھیں وفات پائی۔ علاج کی غرض سے موت سے ایک دن پہلے گرم تنور میں بیٹھایا گیا اس سے مرض میں کچھ افادہ محسوس ہوا دوسرے دن تنور زیادہ گرم کیا گیا اور گزشتہ دن کی بنسبت زیادہ دیر تک تنور میں بیٹھا رہا تو بخار آ گیا تنور سے نکال کے محفہ (۳) میں سوار کرایا کچھ دیر بعد اتارنے کی غرض سے پردہ اٹھایا تو مرچکا تھا بعضے کہتے ہیں کہ قاضی ابن داؤد نے وفات کے بعد خلیفہ واثق کے بدن کو چھو کر دیکھا تھا جس سے سب سے پہلے اس کو اس کی موت کا احساس ہوا۔

جعفر بن معتصم متوکل علی اللہ: خلیفہ واثق باللہ کی وفات کے بعد قاضی احمد بن ابی داؤد، ایتاخ و صیف، عمر بن فرج اور ابو الزیات وغیرہ قصر خلافت میں جمع ہوئے اور محمد بن واثق باللہ کو جو ایک نو عمر لڑکا تھا تخت پر بٹھانے کی غرض سے کالی زرہ پہنائی اتفاق سے بوجہ نو عمری وہ چھوٹا نکلا تو و صیف نے حاضرین کو مخاطب کر کے کہا ”کیا تم لوگ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہو جو ایسے کم عمر لڑکے کو تخت خلافت پر بٹھانا چاہتے ہو؟“ حاضرین یہ سن کے چو کئے ہو گئے اور مستحق خلافت کے بارے میں رائے قائم کرنے لگے آخر کار سب نے اتفاق رائے جعفر بن معتصم کو بلوایا پھر احمد بن ابی داؤد نے لباس فاخرہ پہنایا، عمامہ باندھا اور دست بوسی کر کے کہا ”السلام علیکم یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ اور المتوکل علی اللہ کا لقب دیا۔

متوکل کے اقدامات: خلیفہ متوکل نے بیعت کرنے کے بعد خلیفہ واثق کی نماز جنازہ پڑھائی اور فن کرنے کا حکم دیا اس کے بعد شاہی

① دیکھیں (تاریخ ابن اثیر الکامل جلد ۴ صفحہ ۲۹۸)

② خلیفہ واثق کی ماں کا نام قراطیس تھا ام ولد تھی مکہ کی راہ میں بیسویں شعبان ۱۹۶ھ کو پیدا ہوا چھتیس برس چار مہینے کی عمر پائی، احمد بن ابی داؤد اور بروایت بعض اس کے بھائی خلیفہ متوکل نے نماز جنازہ پڑھائی اور مکہ کی راہ مقام ہارونی میں فن کیا گیا، یہ اپنے آباء و اجداد کی طرح خلق قرآن کا قائل اور رویت باری تعالیٰ کا منکر تھا، مذہباً اعتزال کی جانب مائل تھا بلکہ معتزلہ تھا ۲۳۱ھ میں اس نے بھی اماموں اور مؤذنون سے مسئلہ خلق قرآن اور رویت باری تعالیٰ کا امتحان لیا جس نے خلق قرآن سے انکار اور روایت باری کا اقرار کیا اس کو سزا دی۔

③ مثل ہودج کے عورتوں کو سوار کرانے کی ایک سواری ہے زمانہ قدیم میں اس پر قبہ نہیں بنایا جاتا تھا جیسا کہ ہودج پر بنایا جاتا ہے (اقرب الموارد ۱۱۲/۲)

لشکر کو آٹھ مہینے کی تنخواہ عطا کی بلا د فارس پر ابراہیم بن محمد بن مصعب کو متعین کیا غانم بن محمد طوسی کو حکومت موصل پر بحال رکھا، ابن عباس محمد بن صول کو دیوان نفقات سے معزول کیا اور اپنے بیٹے منتصر کو حریمین، یمن اور طائف کی حکومت عنایت کی۔

ابن الزیات کا زوال:..... خلیفہ واثق نے اپنے دور خلافت میں محمد بن عبد الملک بن الزیات کو وزارت کا قلمدان سپرد کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا تھا اور محمد بن عبد الملک اپنی ذاتی قابلیت سے تمام اراکین حکومت پر حاوی ہو رہا تھا متوکل اور خاندان خلافت کے کسی ممبر کا بھی کچھ پاس و لحاظ نہ کرتا تھا، ایک مرتبہ خلیفہ واثق اپنے بھائی متوکل پر ناراض ہوا تو محمد بن عبد الملک بن الزیات نے تو خندہ پیشانی سے سلام کا جواب دیا، نہ خوش اخلاقی سے ملاقات کی اور نہ متوکل کی باتیں توجہ سے سنیں بلکہ نہایت رکھائی سے کہا کہ ”آپ تشریف لے جائیں اگر آپ کے حالات اور طور طریقے درست ہو جائیں گے تو امیر المؤمنین بغیر کسی سفارش کے آپ خوش ہو جائیں گے میری سفارش کی کوئی ضرورت نہیں ہے“ متوکل یہ سوکھا جواب پا کر مغموم ورنجیدہ حالت میں وہاں سے اٹھا اور قاضی احمد بن ابی داؤد کے پاس گیا۔

قاضی احمد کا سلوک:..... قاضی احمد بن ابی داؤد متوکل کی صورت دیکھتے ہی تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوا، نہایت اخلاق سے پیش آیا، عزت و احترام سے صدر مقام پر بٹھایا، اور آنے کا شکریہ ادا کیا متوکل نے کہا ”میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ بھائی جان مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں بہت اچھا ہوتا اگر آپ ان کو راضی کر دیتے“ قاضی احمد نے بڑی خوشی سے یہ کام انجام دینے کا وعدہ کر لیا اور اسی دن سے وقتاً فوقتاً خلیفہ واثق باللہ سے جب موقع مل جاتا تو متوکل کی سفارش کر دیتا یہاں تک کہ خلیفہ واثق باللہ کا دل متوکل کی طرف سے صاف ہو گیا۔

متوکل سے ابن الزیات کا سلوک:..... ابن الزیات نے ملاقات کے وقت متوکل سے جو بے توجہی اور بداخلاقی کا برتاؤ جو کیا سو کیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ واثق باللہ کی خدمت میں ایک رپورٹ اس مضمون کی بھیج دی کہ ”جعفر (یعنی متوکل) میرے پاس محبتوں کے لباس میں آیا تھا اور مجھ سے امیر المؤمنین کو راضی کرنے کی التجا کی تھی“ خلیفہ واثق یہ رپورٹ سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت ابن الزیات کے پاس حکم بھیجا کہ ”جعفر کو بال سے پکڑ کر گھسیٹے ہوئے میرے پاس حاضر کرو“ ابن الزیات نے اس حکم کی پوری تعمیل تو نہیں کی مگر متوکل کو بلوایا۔

متوکل پر واثق کا عتاب:..... متوکل اس خیال میں کہ امیر المؤمنین شاید مجھ سے راضی ہو گئے ہیں دل ہی دل میں خوش ہوتا ہوا دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ واثق نے ایک حجام کو اشارہ کیا حجام نے لپک کر متوکل کے بال پکڑ لئے اور چار جھٹکے دے دے کہ کاٹ ڈالے متوکل کو ابن الزیات کے اس فعل سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وقت کیا کر سکتا تھا خاموش رہا۔

ابن الزیات کی گرفتاری اور قتل:..... پھر جس وقت وہ خلیفہ بنا اس کے ایک مہینہ بعد ایسا ہی حکم دیا کہ ابن الزیات کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دو اور ایک گشتی فرمان تمام زیر کنٹرول علاقوں میں ابن الزیات کے مال و اسباب ضبط کر لینے کا بھیج دو یہ واقعہ ماہ صفر ۲۳۳ھ کا ہے۔ ایسا ہی اس فرمان کے مطابق جہاں جہاں ابن الزیات کا مال و اسباب تھا ضبط کر کے دار الخلافہ میں منگوا لیا اور خلیفہ متوکل کے اشارے سے ابن الزیات کو روز بروز طرح طرح کی تکالیف دینے لگا اور جب ان تکلیفوں اور مصائب سے بھی ابن الزیات کا کام تمام نہ ہوا تو ایک تنور میں جس میں چاروں طرف لوہے کی سلاخیں لگی ہوئی تھیں اور وہ اس قدر چھوٹا تھا کہ ایک آدمی بھی پورے طریقے سے بیٹھ نہیں سکتا تھا اور نہ آسانی سے اٹھ کر کھڑا ہو سکتا تھا بند کر دیا چنانچہ وہ چند دن زندہ رہا اور نصف ربیع الاول ۲۳۳ھ میں جان بحق تسلیم کر دی بیان کیا جاتا ہے کہ ابن الزیات کو گرفتاری کے بعد متوکل نے اس قدر پٹوایا تھا کہ وہ مر گیا اور ابن الزیات کی زبان سے اس وقت سوائے تشہد اور ذکر اللہ کے ایک بار بھی کلمہ اُف نہیں نکلا۔

عمر زحجی کی گرفتاری:..... عمر بن فرج زحجی نے بھی متوکل کے ساتھ خلیفہ واثق کی ناراضگی کے زمانے میں ابن الزیات کی طرح برتاؤ کیا تھا جس کی پاداش میں خلیفہ متوکل نے تخت نشینی کے بعد ماہ رمضان میں اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور مال و اسباب کو ضبط کر لیا مگر گیارہ لاکھ زجر مانہ وصول کر کے رہا کر دیا۔

ایتاخ کا زوال:..... ایتاخ سلام ابرص ۱ کا خادم اور اس کا باورچی تھا چونکہ اس کے قد و قامت بلند ہاتھ پاؤں سڈول ہے اور یہ بڑا بہادر تھا خلیفہ معتمد کے آنکھوں میں سما گیا ۹۹ھ میں خرید لیا۔ آدمی دانشمند، مزاج شناس تھا خلیفہ معتمد اور واثق کے عہد خلافت میں اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی چاروں طرف اسی کا دور دورہ ہو گیا بڑے بڑے صوبوں کا انتظام اسی کے سپرد ہوا سامرہ میں بلحاظ دولت اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کا بھی ہم پلہ تھا اراکین حکومت کی بربادی اور تباہی اسی کے ہاتھوں ہوا کرتی تھی اسی کے مکان میں اور اسی کی نگرانی میں وہ لوگ اولاد مامون ابن الزیات، صالح، عجیف، عمر بن فرج اور ابن جنید وغیرہ کی طرح قید کئے جاتے تھے۔ سفارت، حجاب اور محکمہ جنگ کا یہی مالک تھا ترکی، شامی اور خراسانی فوجیں اسی کے ماتحت تھیں غرض جتنے اہم اور ذمہ داری کے کام تھے وہ سب اسی کے سپرد تھے۔

ایتاخ کی بدبختی:..... ایک روز رات کے وقت خلیفہ متوکل کے ساتھ بیٹھا ہوا پی رہا تھا دونوں نشہ چور تھے لڑنے لگے خلیفہ متوکل نے کچھ سختی کی تو ایتاخ نے نیام سے تلوار کھینچ لی اتنے میں خواصوں نے دوڑ کر ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا صبح ہوتے ہی ایتاخ دربار خلافت میں حاضر ہو کر قدموں پر گر پڑا اور رات کی گستاخی کی معذرت کی بظاہر قصہ رفع دفع ہو گیا مگر خلیفہ متوکل کے دل میں جگہ پڑ گئی اور ایتاخ کو اس کا احساس بھی ہو گیا۔ اس دوران زمانہ حج آ گیا چنانچہ ایتاخ نے حج کی اجازت مانگی تو متوکل نے اجازت دے دی ساتھ ہی اس کے ایک خلعت فاخرہ عنایت کی اور فوج کا ایک دستہ ہمراہ کر دیا اور ان شہروں کی اس کو سہولت عطا کی جو سفر حجاز میں اس کے راستے میں آتے تھے۔ چنانچہ ایتاخ حج کے ارادے سے ماہ ذیقعدہ ۲۳۳ھ یا ۲۳۴ھ میں رخصت ہو کر روانہ ہو گیا

ایتاخ کی گرفتار:..... اس کی روانگی کے بعد خلیفہ متوکل نے درباری پر اپنے خادم وصیف کو مامور کیا اور جب ایتاخ سفر حج سے واپس ہوا تو خلیفہ متوکل نے ایتاخ کے پاس ہدایا اور تحائف روانہ کئے اور بغداد میں اسحاق بن ابراہیم کو حکم بھیجا کیا ایتاخ کو کسی ترکیب سے بغداد میں لے جا کر قید کر دو لہذا جیسے ہی ایتاخ بغداد کے قریب پہنچا اسحق بن ابراہیم نے ایتاخ کے پاس ایک خط روانہ کیا جس کا مضمون یہ تھا ”کہ امیر المؤمنین نے یہ حکم صادر فرمایا ہے کہ آپ پہلے بغداد میں تشریف لے آئیں اور سپہ دارن بنو ہاشم و اراکین سلطنت سے ملاقات کریں اور خزیمہ بن خازم کے مکان میں سب کو جمع کر کے انعامات اور صلے عطا کریں ایتاخ اس حکم کی تعمیل میں بغداد میں داخل ہوا اسحاق بن ابراہیم درپردہ استقبال کے لئے کھڑا تھا جس وقت ایتاخ مکان کے اندر چلا گیا اسحاق نے اس کے ساتھیوں کو اندر جانے سے روک دیا اور دروازے پر پہرہ بیٹھا دیا اس کے بعد اس کے دونوں بیٹوں منصور، مظفر اور دونوں سکیر ٹریوں سلمان بن وہب اور قدامہ بن زیاد کو بھی گرفتار کر لیا ایتاخ کو یہ خبر ملی تو اسحاق بن ابراہیم کو کہلوا یا کہ میرے دونوں بیٹوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے اگر خطا وار ہوں تو میں ہوں چنانچہ اسحاق نے ایتاخ کی یہ درخواست منظور کر لی۔

ایتاخ کی موت:..... پھر ایتاخ اس زمانہ سے برابر قید ہی میں رہا حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی بعضوں کا بیان ہے کہ ایتاخ کا پانی بند کر دیا گیا تھا اس وجہ سے مر گیا اور اس کے دونوں بیٹے جیل ہی میں رہے یہاں تک کہ متوکل کو بعد مستنصر تخت خلافت پر رونق افروز ہوا اور اس نے ان دونوں کو رہا کر دیا۔

ابن بعیث کا فتنہ:..... محمد بن بعیث بن جھلیس ۲ آذر بایجان کے مشہور و مضبوط ترین قلعہ مرند ۳ میں پناہ گزین تھا خلیفہ متوکل کے زمانے میں حکمت عملی سے قلعہ مرند سے نکال کر سامرا میں قید کیا گیا مگر کچھ عرصے بعد وہ جیل سے بھاگ گیا اور مرند میں جا کر اپنی جان بچائی بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن بعیث جیل میں قید نہیں تھا بلکہ اسحاق بن ابراہیم بن مصعب کے زیر نگرانی قید تھا اور بغاوت شربی کی سفارش سے محمد بن خالد بن یزید بن مزید شیبانی کی ضمانت پر رہا کیا گیا تھا مگر رہائی کے کچھ عرصے بعد تک سامرا میں ادھر ادھر پھر تاراج ہوا حتیٰ کہ خلیفہ متوکل بیمار ہوا اس وقت محمد بن بعیث بھاگ کر

①..... ابن اثیر کی تاریخ الکامل پر جلد ۴ صفحہ ۳۱۱ پر، الابریص، کے بجائے، الابریش، تحریر ہے۔

②..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۶۴ پر جلیس اور ابن اثیر کی الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۱۰ پر جلیس تحریر ہے۔

③..... آذر بایجان کے مشہور شہروں میں سے ہے، اس کے اور تبریز کے درمیان دو دن کا فاصلہ ہے (مجموع البلدان جلد ۴ صفحہ ۲۵۱)

مرد چلا گیا اور اس کو غلہ اور سامان جنگ سے خاطر خواہ مضبوط کر لیا اس دوران قبیلہ ربیعہ وغیرہ کے فتنہ پردازوں اور باغیوں کا ایک گروپ جو تعداد میں بائیس سو کے قریب تھا مرد میں جمع ہو گیا ان دنوں آذربائیجان کا گورنر محمد بن حاتم بن ہرثمہ تھا محمد بن بعیث کی جماعت سے ڈر کر خاموش رہا اور کسی قسم کا تعرض نہ کیا چنانچہ خلیفہ متوکل نے اس کو معزول کر کے حمدویہ بن علی بن فضل سعدی کو متعین کر دیا چنانچہ حمدویہ ایک مدت تک محمد بن بعیث کا مرد میں محاصرہ کئے رہا اور خلیفہ متوکل نے امدادی فوجیں بھیجیں مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی چنانچہ مجبور ہو کر بغاوت شرابی کو دو ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ شاہی فوج کی کمک پر مامور کیا بغاوت شرابی نے میدان جنگ میں پہنچا کر قلعہ مرد کے ارد گرد ایک چکر لگایا اور دل ہی میں یہ رائے قائم کی کہ حکمت عملی سے اور دھوکا دیئے بغیر یہ قلعہ بزور جنگ فتح نہیں ہو سکتا اس وقت شام ہو چکی تھی لہذا یہ اپنے مورچہ میں واپس آ گیا اور اگلے دن بغاوت شرابی نے جنگ چھڑنے سے پہلے عیسیٰ بن شیخ بن شلیل کو محمد بن بعیث کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ”میں تمہیں اور تمہارے تمام سرداروں کو امان دیتا ہوں تم لوگ خلیفہ متوکل کے حکم سے قلعہ کا دروازہ کھول دو“

محمد بن بعیث کی گرفتاری:..... محمد بن بعیث کچھ جواب نہ دینے پایا تھا کہ اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ قلعہ کا دروازہ کھول کر بغاوت شرابی کے پاس آ گیا چنانچہ محمد بن بعیث گھبرا کر بھاگ گیا اور شاہی لشکر نے قلعہ میں گھس کر محمد بن بعیث کے مکانات کو لوٹ لیا اور اس کی عورتیں اور لڑکیاں گرفتار کر لی گئیں اس کے بعد وہ خود بھی اپنے بھائیوں صقر و خالد اور بیٹوں حلیمس، صفر اور بعیث سمیت راستے سے گرفتار ہو گیا بغاوت شرابی ان قیدیوں کو لے کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اور بغداد کے قریب پہنچ کر لوگوں کے دکھانے کے غرض سے محمد بن بعیث کو اس کے ساتھیوں سمیت اونٹوں پر سوار کرایا پھر خلیفہ متوکل نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔ محمد بن بعیث بغداد پہنچ کر ایک مہینے کے بعد ۲۳۵ھ میں مر گیا خلیفہ متوکل نے اس کے بیٹوں کو عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے ساتھ شام کر یہاں بھرتی کر دیا۔

ولی عہدی کی بیعت:..... ۲۳۵ھ میں خلیفہ متوکل نے اپنے تینوں بیٹوں محمد، طلحہ، اور ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی مؤرخین نے طلحہ کے بجائے زبیر کا نام لکھا ہے۔ بیعت لینے کے وقت یہ حلف لیا کہ میرے بعد پہلے محمد تاج و تخت کا مالک ہوگا اور اس کو الامتصر ❶ کا لقب دے کر افریقہ، مغرب، قسطنطنیہ، جزیرہ، دیار مصر، دیار ربیعہ، ہیت، موصل، عانہ، خابور، کوردجلہ، سواد، بحرین، حضرموت، حرین، سند، مکران، قیدائیل، کوراہواز، بحر کوفہ، بحر بصرہ اور سامرا کے مستعلات کو جاگیر میں دے دیا اور الامتصر کے بعد اپنے دوسرے بیٹے طلحہ کو تخت خلافت کا وارث ٹھہرایا اور اس کی الامتصر کا لقب مرحمت فرما کر خراسان، طبرستان، رے، آرمینہ، آذربائیجان اور فارس کے صوبے عنایت کئے اور کچھ عرصے بعد ۲۴۰ھ میں اپنے زیر کنٹرول علاقوں کے خزانے اور دارالضرب کو اس کی جاگیر میں شامل کر دیا اور یہ حکم صادر کیا کہ الامتصر کا نام سکہ پر ڈھالا جائے۔ ان دونوں وارثان تاج و تخت کو بعد ابراہیم کی ولی عہدی کی بیعت لی اور اس کو حمص، دمشق، فلسطین اور شام کے صوبے عنایت کئے۔

دیگر اقدامات:..... اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے لشکریوں ❷ کو وضع و لباس کی تبدیلی کا حکم دیا چنانچہ لشکریوں نے کتلوں کے جیسے پہنے پٹی کے بجائے کمر کو ڈوریوں سے باندھا اور خدّام کے لباس میں جھالریں لگوائیں۔ پٹی باندھنے کی ممانعت کی اور ذمیوں کی عبادت گاہوں کو جو نئی تعمیر ہوئی تھیں منہدم کر دینے کا گشتی فرمان جاری کر دیا اور اس بات کی ممانعت کی کہ زیر کنٹرول ممالک میں کوئی شخص کسی حاکم کی دہائی نہ دے اور نہ ذمی اپنے جلسوں میں صلیب نکالیں اور ان کے دروازوں پر علامت کے لئے شیاطین کی صورتیں لکڑی کی بنادی جائیں۔

محمد بن ابراہیم کی موت:..... محمد بن ابراہیم بن حسن بن مصعب (طاہر کا بھتیجا) فارس کے علاقوں کا والی تھا اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم بغداد کا افسر پولیس مامون اعظم، معتصم، واثق اور متوکل کے ادوار میں تھا اور اس کا بھتیجا محمد بن اسحاق سامرہ میں دارالخلافہ کے دروازے پر اس کی نیابت کرتا تھا۔ ۲۳۵ھ میں اسحاق بن ابراہیم کی وفات کے بعد خلیفہ متوکل نے اس کو (یعنی محمد بن اسحاق کو) محکمہ پولیس پر متعین کیا اور وہ تمام

❶ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۷۲ پر امتصر کے بجائے ”مستصر“ تحریر ہے۔

❷ یہاں صحیح لفظ لشکریوں کے بجائے ”ذمیوں“ ہے یعنی یہ حکم ذمیوں کو دیا گیا تھا، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۷۳-۱۷۴)

صوبے جو اس کے باپ کے تھے عطا کئے اور معزز نے اپنی جانب سے یمامہ، بحرین، اور مکہ کی نیابت عطا کی محمد بن اسحاق نے وہ تمام قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات جو اس کے باپ کے تھے خلیفہ متوکل اور اس کی اولاد کی خدمت میں بھیج دیئے محمد بن ابراہیم تک یہ خبر پہنچی تو خلیفہ متوکل اور اپنے بھتیجے سے سخت ناراض ہوا محمد بن اسحاق نے خلیفہ متوکل سے جڑ دیا خلیفہ متوکل نے محمد بن اسحاق کو فارس کا گورنر بنا کر محمد بن ابراہیم کی جگہ فارس بھیج دیا محمد بن اسحاق نے فارس پہنچ کر اپنے چچا محمد بن ابراہیم کو معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن اسماعیل بن مصعب کو مامور کیا اور ساتھ ہی محمد بن ابراہیم کے قتل کا بھی اشارہ کر دیا حسین بن اسماعیل نے اس کے قتل کی یہ تدبیر نکالی کہ پانی بند کر دیا جس کی وجہ سے محمد بن ابراہیم کا انتقال ہو گیا۔

اہل آرمینہ کی بغاوت:..... صوبہ آرمینہ کا گورنر یوسف بن محمد تھا بطریق بقراط بن اسواط ❶ جو بطریقوں کا سردار تھا امن کی درخواست کر کے دارالامارت میں حاضر ہوا مگر ابو یوسف بن محمد نے اس کو اس کے بیٹے سمیت گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں بھیج دیا یوسف کی اس حرکت سے آرمینہ کے بطریقوں میں سخت اشتعال پیدا ہوا بقراط بن اسواط کے چچا زاد بھائی اور اس کے داماد موسیٰ بن زرارہ کے پاس جمع ہوئے اور اتفاق رائے سے سب نے یوسف بن محمد کو مار ڈالنے کی قسمیں کھائیں چنانچہ رمضان ۲۳۳ھ مقام طرون میں یوسف بن محمد کو چاروں طرف سے گھیر لیا گیا یوسف بن محمد یہ خبر پا کر اہل آرمینہ سے جنگ کرنے نکلا اہل آرمینہ نے پہلے ہی معرکہ میں یوسف بن محمد کو شکست دے کر اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر دیا۔

اہل آرمینہ کی سرکوبی:..... بازگاہ خلافت سے خلیفہ متوکل کے حکم پر بغا کبیر اس ہنگامہ کو ختم کرنے روانہ ہوا موصل اور جزیرہ سے ہوتا ہوا اردن جا پہنچا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے موسیٰ بن زرارہ اور اس کے بھائیوں کو قید کر کے خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کر دیا اس معرکہ میں موسیٰ بن زرارہ کے ساتھیوں میں سے تقریباً تیس ہزار آدمی مارے گئے اور ایک بڑی تعداد گرفتار کر لی گئی۔

تفلیس کا محاصرہ:..... اس کے بعد بغا کبیر نے شہر نیل میں جا کر پڑاؤ کیا اور ایک مہینہ تک ٹھہرا ہا پھر شہر نیل سے روانہ ہو کر تفلیس پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور زیرک ترکی ❷ کو ایک دستہ فوج کا ساتھ بطور مقدمہ لکچیش کے تفلیس پر حملہ کرنے کا حکم دیا اسحاق بن اسماعیل بن اسحاق نے (یہ بنو امیہ کا خادم تھا) تفلیس سے نکل کر زیرک کا مقابلہ کیا چنانچہ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا تفلیس کے مکانات اور ان کے علاوہ دارالامارت لکڑی سے بنے ہوئے تھے بغا کبیر کے حکم سے نفاطین نے شہر پر آگ برسانی شروع کر دی جس سے قصر امارت میں آگ لگ گئی اور وہ جل گیا اس کے علاوہ ہزار ہا مکانات جل کر خاک و سیاہ ہو گئے اور پچاس ہزار آدمی اس آتش زنی کی نذر ہو گئے جو باقی رہے وہ گرفتار کر لئے گئے ترکی اور مغربی دستوں نے اسحاق بن اسماعیل کو گھیر کر گرفتار کر لیا بغا کبیر نے اسی وقت اسحاق کو قتل کر ڈالا۔

صغد نیل کی بربادی:..... اسحاق کے اہل و عیال اپنے مال و اسباب سمیت شہر صغد نیل ❸ چلے گئے جو شہر تفلیس کے برابر نہرہ کرمن کی مشرقی جانب واقع تھا۔ جس کو نو شیرواں نے آباد کیا تھا اور اسحاق نے انہیں ضرورتوں کے پیش نظر پہلے ہی سے رسد اور غلہ سے اس کو مضبوط کر رکھا تھا مگر ان اجل رسیدوں کو یہ قلعہ بھی بغا کبیر کے پنجہ ظلم سے نہ بچا سکا اس کے بعد بغا کبیر نے ایک لشکر دوسرے قلعہ کی جانب بروعد اور تفلیس کے درمیان واقع تھا روانہ کیا اہل قلعہ نے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی بالآخر بغا کبیر کے سپاہیوں نے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کے بطریق کو گرفتار کر لیا۔

قلعہ کیس پر حملہ:..... اس مہم سے فارغ ہو کر قلعہ کیس پر حملہ کیا جو بلقان کی سرزمین پر تھا اور جس کا والی عیسیٰ بن یوسف تھا عیسیٰ بن یوسف نے بہت ہاتھ پاؤں مارے لیکن بغا کبیر کے لشکریوں سپاہیوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بغا کبیر نے اس کو بھی چند بطریقوں سمیت بغداد کی طرف روانہ کر دیا یہ واقعہ ۲۳۸ھ کا ہے۔

❶..... (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۱۸۷) پر اور اسی طرح کی (تاریخ الکامل جلد ۴ صفحہ ۳۲۵) پر بقراط بن اسواط کے بجائے بقراط بن اشوط تحریر ہے۔

❷..... ایک نسخے میں زیرک کے بجائے بزرک لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)۔

❸..... ایک نسخے میں صغد نیل کے بجائے صغد نیل تحریر ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۵)

قضاۃ کی معزولی اور تقرری:..... ۲۳ھ میں خلیفہ متوکل کو قاضی احمد بن ابی داؤد سے ناراضگی پیدا ہوئی اور یہ کشیدگی و ناراضگی اس درجہ بڑھ گئی کہ خلیفہ متوکل نے قاضی احمد کا سارا مال و اسباب اور جاگیریں ضبط کر کے اس کے بیٹوں کو قید کر دیا قاضی احمد کے بیٹوں میں سے ابوالولید نے ایک لاکھ بیس ہزار دینار اور بیس ہزار ۱ قیمت کے جواہرات پیش کئے اور جب اس پر بھی خلیفہ متوکل کا غیظ و غضب ٹھنڈا نہ ہوا تو ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم مزید پیش کئے امراء و رؤساء شہر نے گواہی دی کہ ابوالولید نے اپنا مال و اسباب فروخت کر کے یہ رقم مہیا کی ہے۔ قاضی احمد ان دنوں عارضہ فالج میں مبتلا تھا خلیفہ متوکل نے یحییٰ بن اکثم کو بلوا کر کے قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت کر دیا اور ابوالولید بن ابی داؤد کو صیغہ فوجداری کے ۲ اختیارات بھی قاضی القضاۃ یحییٰ بن اکثم کو دے دیئے پھر ۲۴ھ میں قاضی یحییٰ بن اکثم بھی خلیفہ کے عتاب کا شکار ہو کر معزول ہو گیا کچھتر ہزار دینار اور چار ہزار جریب ۳ زمین جو بصرہ میں قاضی یحییٰ بن اکثم کی ملکیت تھی ضبط کر لی گئی۔ اور اس کے جگہ جعفر بن عبدالواحد بن جعفر بن سلیمان بن علی کو مقرر کیا گیا، اسی سنہ میں قاضی احمد بن ابی داؤد نے اپنے بیٹے ابوالولید کے مرنے کے بیس دن بعد وفات پائی یہ مذہباً معتزلی تھا اس نے بشر مرسی سے اس مذہب کی تعلیم پائی تھی اور بشر مرسی نے جہم بن صفوان سے اور جہم بن صفوان نے جعد ۴ بن ادہم یعنی مروان کے معلم سے یہ خیالات اور عقائد حاصل کئے تھے۔

حمص کی بغاوت:..... چونکہ ابوالغیث موسیٰ بن ابراہیم رافعی والی حمص نے حمص کے بعض رینوں کو بغیر کسی جرم و خطا کے قتل کر دیا اس وجہ سے ۲۳ھ میں اہل حمص نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور اس کو دارالامارت سے نکال کر اس کے ساتھیوں میں سے چند آدمیوں کو قتل کر دیا۔

نیا گورنر اور فتح:..... چنانچہ خلیفہ متوکل نے اس کی جگہ محمد بن عبدویہ انباری کو متعین کیا اس نے بھی اہل حمص کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیا اور سختی سے پیش آیا اہل حمص اس سے بھی منحرف اور باغی ہو گئے دار الخلافت سے دمشق اور رملہ کی فوجیں اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے بھیجی گئیں چنانچہ اہل حمص پر ان کو فتیابی حاصل ہوئی اور بلوائیوں کا ایک بڑا گروہ اس معرکہ میں کام آ گیا، عیسائی شہر بدر کر دیئے گئے، کنائس (گرجے) گرا دیئے گئے اور ان میں سے جو جامع مسجد کے قریب یا ملے ہوئے تھے وہ جامع مسجد میں شامل کر لئے گئے۔

اہل بجات کی بد عہدی:..... جن دنوں اسلامی فتوحات کا سیلاب مصر کی دیواروں تک پہنچ گیا تھا اسی زمانہ سے اہل مصر اور بجات کے درمیان مصالحت ہو گئی تھی اسی معاہدے کے تحت بجات کے علاقے میں سونے کی جتنی کانیں تھیں وہ ان کا خمس والی مصر کو دیا کرتے تھے مگر متوکل کے خلافت میں خمس دینا بند کر دیا اور ان مسلمانوں کو جو کانوں میں کام کرتے تھے اپنی بے وقوفی اور بزدلی سے قتل کر دیا پرچہ نویسوں کے افسر نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع پہنچادی خلیفہ متوکل نے اراکین سلطنت سے بجات کے خوف جہاد کرنے کے بارے میں مشورہ کیا تو اراکین سلطنت نے عرض کیا کہ ”وہ اقوام بادیہ نشین ہیں اور ان کے پاس اونٹ اور بکریوں کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے ان کے علاقوں تک پہنچنا آسان نہیں ہے کیونکہ ان کا ملک بلاد اسلامیہ سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے اور راستہ نہایت دشوار گزار ہے ایسی حالت میں رسد اور غلے کا انتظام کافی ہونا چاہئے ورنہ اسلامی لشکر کا بلا جہدال و قتال خاتمہ ہو جائے گا“

اہل بجات کی سرکوبی:..... خلیفہ متوکل یہ سن کر ہمت ہار گیا اس سے بجات کا حوصلہ بڑھ گیا اور اہل صعیہ کو بجات کی شرارت اور آئے دن فساد سے خوف پیدا ہوا چنانچہ بارگاہ خلافت میں ایک درخواست بھیج دی خلیفہ متوکل نے محمد بن عبداللہ قتی کو اسوان، قفط، قصر، اسنا اور ارمنت کا گورنر بنا کر بنت سے جنگ کرنے کا حکم دیا اور عنبسہ بن اسحاق قصبی (گورنر) کے نام محمد بن عبداللہ قتی کی مالی اور فوجی مدد کرنے کا فرمان بھیج دیا۔

①..... مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۱۱۱ پر بیس ہزار کے بجائے چالیس ہزار تحریر ہے۔

②..... اس محکمہ کو دیوان مظالم کہا جاتا تھا جہاں مظلوموں کی فریادری کی جاتی تھی۔

③..... ایک نسخے میں جریب کے بجائے حر بوتحریر تھا جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

④..... اور جعد بن ادہم نے ابان بن سمعان سے اور ابان بن سمعان نے طالوت سے اور طالوت نے لبید بن اعصم یہودی سے جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا تھا، مذہب معتزلہ کی تعلیم پائی تھی لبید خلق توریت مقدس کا قائل تھا سب سے پہلے طالوت ہی نے اس مضمون پر کتاب تصنیف کی تھی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲۹)

شاہی فوج کی حکمت عملی:..... چنانچہ محمد بن عبداللہ قتی میں شاہی فوج اور رضا کار فوج بھی شامل تھی بجات کے علاقے کی طرف خشکی سے راستے روانہ ہوا اور قلمزم کے راستے بہت سی کشتیاں آٹا، ستو، کھجوریں اور روغن زیتون لوڈ کر کے بجات کی جانب روانہ کر دیں رفتہ رفتہ محمد بن عبداللہ قتی ان کے قلعوں تک پہنچ گیا۔

اہل بجات کی شکست:..... ان کا بادشاہ علی بابا تھا وہ محمد بن عبداللہ قتی سے دو گنا لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور نہایت دھیمی رفتار سے لڑائی شروع کر دی اس امید پر کہ تھوڑے دنوں میں ان کا رسد غلہ ختم ہو جائے اس وقت ہم ان کو بغیر جدال و قتال کر گرفتار کر لیں گے اس دوران وہ کشتیاں ساحل پر پہنچ گئیں جن کو اس نے اپنی روانگی کے وقت مصر سے قلمزم کے راستے روانہ کیا تھا محمد بن عبداللہ قتی نے اپنے پیادوں کو حسب ضرورت کھانے پینے کی اشیاء تقسیم کر دیں علی بابا اس انتظام اور دوراندیشی کو دیکھ کے دنگ رہ گیا اگلے دن خم ٹھونک کر میدان میں آیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی چونکہ اس کے انٹوں میں وحشت زیادہ تھی ہر چیز کو دیکھ کر بدک اٹھتے تھے اس سے کامیابی نہ ہوئی دوسرے دن محمد بن عبداللہ قتی نے گھوڑوں کی گردنوں میں گھنٹیاں بندھوا کے حملہ کرنے کا حکم دیا علی بابا کی فوج کے اونٹ گھنٹیوں کی آواز سن کر بدک کر بھاگنے لگے شتر سواروں نے بہت سنبھالا لیکن نہ سنبھلے مجبور ہو کر علی بابا بھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ محمد بن عبداللہ قتی نے تعاقب اور قتل و غارت کا حکم عام دے دیا ہزاروں آدمی مارے اور قید کر لئے گئے۔

اہل بجات کو امان و اعزاز:..... اس کے بعد علی بابا نے امن و مصالحت کی درخواست کی محمد بن عبداللہ قتی نے یہ شرط رکھی کہ تم بقایا اور مال خراج ادا کر دو ہم تم کو تمہارا ملک جو ہم فتح کر چکے ہیں واپس دے دیں گے علی بابا نے خوشی سے ان شرائط کو منظور کر کے دربار خلافت روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے (فییس) کو مقرر کر گیا خلیفہ متوکل نے علی بابا کو کمال احترام و عزت سے ٹھہرایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، اس کے اونٹوں پر دیبا اور قیمتی قیمتی کپڑوں کی جھولیں ڈالیں اور عزت افزائی کے لئے مصر سے مکہ تک کے راستے کی حکومت عنایت کی اور اس کے علاقے پر سعادت خان خادم کو اپنا نمائندہ مقرر فرمایا سعد بنے اپنی طرف سے محمد قتی واپس آئے اور بجات کے علاقوں میں چاروں طرف امن و قائم ہو گیا۔

رومیوں کی دہشت گردی:..... ۲۳۸ھ میں رومیوں کا ایک بیڑہ جس میں سو کشتیاں ۱ تھیں ساحل دمیاٹ پر پہنچا اتفاق یہ کہ اس وقت سرحدی فوج کو عبسہ بن اسحاق صنی والی مصر نے کسی ضرورت سے مصر طلب کر لیا تھا تھوڑی سی فوج ساحل دمیاٹ پر موجود تھی رومیوں نے موقع مناسب پا کر خاطر خواہ دمیاٹ کو لوٹا، جامع مسجد کو جلا دیا اور کشتیوں کو مال و اسباب اور قیدیوں سے پھر کر تینس کی طرف چلے گئے تینس میں بھی پہنچ کر رومیوں نے یہی برتاؤ کئے کسی کے کان پر جوں تک نہ رہی۔

ملکہ ندورہ مظالم:..... اسی سنہ میں علی بن یحییٰ ارمنی صوائف کے افسر نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور ۲۴۱ھ میں ملکہ روم ندورہ نے مسلمان قیدیوں کو زبردستی اور ظلم کر کے عیسائی بنالیا جس نے بھی کچھ بھی چون و چرا کی اس کو قتل کر دیا چنانچہ بڑی تعداد نے عیسائیت قبول کر لی مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کے خود ہی مفادات ۲ کی درخواست کر دی خلیفہ متوکل نے سیف خادم کو قاضی بغداد جعفر بن عبد الواحد کے ساتھ فدیے کی غرض سے روانہ کیا اور بغداد میں قاضی کے عہدے پر ابن ابی شوارب کو مقرر فرمایا چنانچہ نہر لاس پر رومیوں اور مسلمانوں نے اپنے اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر ایک دوسرے کی قید سے رہا کر لیا اس کے بعد پھر رومیوں نے بد عہدی کی اور عین زربہ پر شب خون مارا۔ وہاں جتنے زط تھے سب کو عورتوں اور بچوں سمیت گرفتار کر لیا۔ اور صائفہ سے علی بن یحییٰ ارمنی کی واپسی کے بعد سمیساط کی جانب قدم بڑھائے اور آمد تک قتل و غارت کرتے ہوئے چلے گئے سیکڑوں مسلمانوں کو شہید کر دیا ہزاروں مکانات لوٹ لیے سرحدی اور جزری علاقوں کو برباد کر دیا اور تقریباً دس ہزار مسلمان کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے قرشاس، عمر بن عبد الوہاب اور مجاہدین کے ایک گروپ نے تعاقب کیا۔ گرے نیل مرام واپس آئے۔

۱..... ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۲۶ پر سو کے بجائے تین سو کشتیاں تحریر ہے۔

۲..... ایک دوسرے کو فدیہ دے کر اپنے قیدیوں کو چھڑانا۔

روم اور صوائف کا جہاد:..... اس کے بعد اسی سنہ میں خلیفہ متوکل نے علی بن یحییٰ کو صائفہ کے ساتھ روم میں جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا اور ۲۳۴ھ میں بغداد جسے دمشق آگیا اس کے ساتھ تمام اراکین دولت بھی دمشق آ گئے، شاہی دفاتر اور تمام محکمہ جات جن کا خلیفہ سے تعلق تھا بغداد سے دمشق میں منتقل ہو گئے خلیفہ دو مہینے تک مقیم رہا اس کے بعد اتفاق سے دمشق میں وباء پھوٹ نکلی اس لئے واپس بغداد چلا گیا، روانگی سے پہلے بغا کبیر کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ بلاروم میں جہاد کرنے بھیجا لہذا اس نے بلاروم میں داخل ہو کر جنگ کا بازار گرم کر دیا جس میں روم کے بڑے بڑے گردن کش اور سورما پہلوان کام آ گئے سینکڑوں دیہات قصبات اور شہر ویران کر دیئے گئے جب ہر سمت سے الامان الامان کی پکار مچی تو بغا کبیر بلاد اسلامیہ کی طرف واپس لوٹ گیا۔

رومیوں کا سمیساٹ پر حملہ:..... پھر ۲۳۵ھ میں رومیوں نے سمیساٹ پر حملہ کیا جہاں اہل کرہ اپنے بطریق سے ناراض ہو گئے تو اسے گرفتار کر کے خلیفہ متوکل کے خادموں کے حوالے کر دیا چنانچہ بادشاہ روم نے ایک ہزار مسلمان قیدیوں کو رہا کر کے بطریق کو چھڑا لیا۔ ۲۳۶ھ میں عمر بن عبید اللہ قطع نے صائفہ کے ساتھ بلاروم پر چڑھائی کر دی چنانچہ چار ہزار مویشی ہاتھ آئے فرشاس پانچ ہزار اس پکڑ کر لے آیا۔

انطاکیہ اور بکا جور:..... فضل بن قارن نے ایک بیڑہ جہازوں کا لے کر جس میں بیس کشتیاں تھیں قلعة انطاکیہ پر چڑھائی کر دی اور اس کے تلوار کے زرو سے فتح کر کے ”بکا جور“ پہنچ گیا وہاں بھی بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں عیسائی گرفتار کر لئے اور علی بن یحییٰ نے پانچ ہزار عیسائی دس ہزار جانور پکڑ لئے اسی سن میں اسی کے ہاتھ عیسائی اور مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا فریقین نے اپنے اپنے تین ہزار قیدی رہا کرائے۔

متوکل کے عمال:..... ۲۳۲ھ میں خلیفہ متوکل نے بلاد فارس میں محمد بن ابراہیم بن مصعب کو مقرر کیا تھا ان دنوں موصل کی حکومت غانم بن حمید طوسی کے پاس تھی متوکل کے زمانہ خلافت کے شروع میں محمد بن عبد اللہ بن الزیات قلمدان وزارت کا مالک تھا اور دیوان الخراج (محکمہ مال یا بورڈ آف ریونیو) کا یحییٰ بن خاقان خراسانی (ازد کا غلام) افسر اعلیٰ تھا اسی زمانہ میں فضل بن مروان کو معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ دیوان نفقات پر ابراہیم بن محمد بن ختول کو مقرر کیا گیا۔ ۲۳۳ھ میں محمد بن عیسیٰ کو معزول کر کے حرین، یمن اور طائف کی گورنری اپنے بیٹے منتصر کو عنایت کی اور جب ایتاخ جج کے لئے چلا گیا تو حجابت پر وصیف خادم کو مقرر کیا۔

۲۳۵ھ تا ۲۳۸ھ:..... ۲۳۵ھ میں اپنے بیٹوں کی ولی عہدی کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور اسحاق بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو وفات کے بعد اس کے بیٹے ابراہیم کو بغداد کی پولیس کا انچارج بنایا اس کی (یعنی اسحاق بن ابراہیم کی) اور حسن بن سہل کی وفات ایک ہی سن میں واقع ہوئی ۲۳۶ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو سیکرٹری کا عہدہ اور اس کے بعد وزارت کا عہدہ دیا گیا اور صوبہ آرمینہ آذربائیجان کے امور حرب اور خراج کا یوسف بن ابی سعید محمد بن یوسف مروزی کو اس کے باپ کی وفات کے بعد ذمہ دار مقرر کیا چنانچہ اس نے آرمینہ و آذربائیجان نے بغاوت کر دی اور اس کو قتل کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں پھر ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے خلیفہ متوکل نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بغا کبیر کو وہاں بھیجا لہذا اس نے ان لوگوں سے یوسف کے خون کا بدلہ لیا اور سواد کی کانوں کا عبد اللہ بن اسحاق بن ابراہیم کو نگران مقرر کیا۔

۲۳۹ھ تا ۲۴۱ھ:..... ۲۳۹ھ میں تاضی احمد بن ابی داؤد کو قاضی کے عہدے سے معزول کیا گیا اور اس کی جگہ یحییٰ بن اٹم قاضی القضاة کے عہدہ جلیلہ پر مقرر ہوا۔ اسی سن میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر، خراسان سے دار الخلافہ بغداد آیا خلیفہ متوکل نے اسے پولیس کی افسری اور جزیرہ و اعمال سواد کی حکومت عنایت کی ان دنوں مکہ معظمہ کا گورنر علی بن عیسیٰ بن جعفر بن منصور تھا یہی امیر حجاج تھا اس نے لوگوں کے ساتھ اس سال حج ادا کیا اس کے بعد سال آئندہ کے لئے اس کی جگہ عبد اللہ بن محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو مقرر کیا گیا، اس زمانہ میں جعفر بن دینار مکہ معظمہ اور تمام بلاد حجاز کے راستوں کی سیکورٹی پر متعین ہوا۔ حمص میں ابو المغیث موسیٰ بن ابراہیم رافقی مقرر تھا اسی سنہ میں اہل حمص نے اس سے سرکشی کی تو اس کی جگہ محمد بن عبدویہ کو حمص کی سند گورنری عطا کی گئی اور اسی سن میں یحییٰ بن اٹم کو عہدہ قضاء سے معزول کر کے اس کی جگہ جعفر بن عبد الوحد بن جعفر بن سلیمان کو مقرر کیا گیا،

۲۲۲ھ تا ۲۲۳ھ..... ۲۲۳ھ میں مکہ معظمہ کا گورنر عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام کو بنیادیوان نفقات پر ابراہیم بن عباس کے بعد صولی حسن بن خالد بن جراح کو مقرر کیا گیا اس سے پہلے حسن اسی محکمہ میں ابراہیم کا نائب تھا۔

جعفریہ نامی شہر..... ۲۲۵ھ میں خلیفہ متوکل نے ایک نیا شہر ”جعفریہ“ تعمیر کرایا اور سپہ سالاران لشکر اور اراکین حکومت کو اس میں آباد کیا دولاکھ دینار اس کی تعمیر میں خرچ ہوئے شہر کے درمیان ایک بہت بڑا محل بنایا جسے ”نہادلولوہ“ کہتے تھے اس کی بلندی تمام شاہی محسروں سے زیادہ تھی۔ اس محل میں صاف و شفاف پانی کی ایک نہر بھی جاری کی گئی جو پہاڑ کو کاٹ کر لائی گئی اس شہر کے متعدد نام تھے کوئی متوکل یہ کہتا تھا کوئی جعفریہ اور ماخوڑہ کہتا۔

نجاح بن سلمہ..... اسی سنہ میں جعفر بن دینار کے مرنے پر مکہ معظمہ اور حجاز کے راستہ پر ابو الساج اور دیوان ضیاع و تویع پر نجاح بن سلمہ کو مقرر کیا گیا نجاح بن سلمہ بڑے رعب و داب والا شخص تھا اراکین سلطنت اور وزراء اس کا لحاظ کرتے تھے خلیفہ متوکل بھی اس کی بہت عزت کرتا تھا حسن بن خالد اس کے ساتھ دیوان ضیاع میں تھا اور موسیٰ بن عقبہ دیوان الخراج کا افسر تھا نجاح بن سلمہ نے ان دونوں کی خلیفہ متوکل سے چغلی کر دی اور یہ جڑ دیا کہ یہ ان دونوں نے چالیس ہزار کاغبن کیا ہے چنانچہ خلیفہ متوکل یہ سن کے آپ سے باہر ہو گیا نجاح کو حسن اور موسیٰ کو تعزیر لگانے پر متعین کیا تو جب حسن و موسیٰ کو اس کی خبر ملی تو وہ گھبرا گئے اور عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت کے خدمت میں گئے اور اسے ان حالات سے مطلع کیا وزیر السلطنت نے نجاح سے ان لوگوں کی سفارش کی اور جب وہ کچھ نقد و جنس لے کر درگزر کرنے پر آمادہ ہوا تو ان لوگوں سے معذرت کا خط لکھوا کر نجاح کے پاس بھیج دیا نجاح نے بے سوچے سمجھے خط کی پشت پر یہ لکھ کر یہ واپس کر دیا کہ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار اور مختلف قسم کا سامان آرائش اور دیگر اسباب حاضر کرو تو میں تمہاری تعزیر سے درگزر کروں گا، وزیر السلطنت نے یہ خط جس سے نجاح کی بددیانتی ثابت ہوتی تھی خلیفہ متوکل کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ متوکل نے اسی وقت نجاح کو بلوا کر اس قدر پٹوایا کہ مر گیا اور اس کے بیٹوں اور وکلاء سے جو مختلف علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے جرمانہ میں بے شمار مال وصول کر لیا۔

متوکل اور منتصر کی آپس میں ناراضگی..... اگرچہ خلیفہ متوکل نے اراکین سلطنت سے اپنے بیٹے منتصر کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی مگر منتصر کی طرف سے اس کے دماغ میں یہ خیالات قائم ہو گئے تھے کہ یہ جلد باز اور ناعاقبت اندیش ہے اس لئے اپنے کئے پر پشیمان اور نادم رہتا تھا خلیفہ متوکل اسی وجہ سے کہ منتصر میں عجلت کا مادہ زیادہ تھا منتصر کو مستعجل کے لقب سے اکثر یاد کرتا تھا اور منتصر کو متوکل سے اس لئے کشیدگی پیدا ہو رہی تھی کہ اس نے اپنے اسلاف کا مذہب (اعتزال اور تشیع) چھوڑ دیا تھا بسا اوقات مجلس میں اس کے مصاحبین علی ابن ابی طالب پر چوٹ کر دیتے تھے اور متوکل بیٹھا ہوتا چنانچہ منتصر کو یہ حرکات ناگوار گذرتی تھیں اس لئے مصاحبین کو موقع محل دیکھ کر دھمکی دے دیتا تھا اور کبھی کبھی جب ضبط نہ جاتا تو خلیفہ متوکل سے بھی کہہ دیتا کہ یہ بات اچھی نہیں ہے حضرت علی ہم لوگوں کے بزرگ، سردار اور بنو ہاشم کے شیخ تھے اگر آپ کے نزدیک وہ (عیاذ باللہ) بڑے تھے تو آپ جو چاہے کہہ لیجئے مگر ان کمینوں اور بیہودوں کو تو روک دیجئے

خلیفہ متوکل کے منتصر سے سلوک..... خلیفہ متوکل اس بات پر منتصر کی تحقیر و تذلیل کرتا، گالیاں دیتا، معزولی و قتل کی دھمکی دیتا اور اکثر وزیر السلطنت عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو حکم دے دیتا کہ اس کو گردن سے پکڑ کر نکال دو کبھی کبھی اپنے بیٹے معز کو نماز اور خطبہ کے لئے مقرر کرتا اور کبھی معزول کر دیتا۔ یہی وجوہات تھیں جن سے لوگوں کو اس سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی انہی دنوں متوکل نے بغا۔ وصیف کبیر صغیر، اور دواجن کو بھی اپنی تلون طبعی سے بد دل کر دیا اور ان لوگوں نے موالی (آزاد غلاموں کو) خلیفہ کی مخالفت پر ابھار دیا اسی زمانہ میں بغا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کے حکم سمیساٹ کی طرف صوائف کے انتظار میں کوچ کر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا موسیٰ جو خلیفہ متوکل کی خالہ کا لڑکا تھا محل سرائے شاہی کی حفاظت پر مقرر ہوا اور در پردہ خلافت پر بغا شرابی صغیر کو متعین لیا گیا۔

متوکل کے قتل کا مشورہ..... اس کے بعد خلیفہ متوکل نے وصیف سے ناراض ہو کر اس کا جو مال و اسباب اور جاگیر اصفہان اور جیل وغیرہ میں تھی ضبط کر کے فتح بن خاقان کو دے دی چنانچہ وصیف کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی اور وہ منتصر سے ملا تھوڑی دیر تک دونوں اپنے اپنے دل کا غبار

نکالتے رہے اور آخر کار یہ طے پا گیا کہ خلیفہ متوکل کی زندگی کا خاتمہ کر دینا چاہئے

قتل کی تیاری:..... چنانچہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے خدام کی ایک جماعت کو مقرر کیا اور اپنے بیٹے صالح اور احمد، عبداللہ اور نصر کو ان کے ہمراہ کر دیا جس رات کو یہ سب مجلس سرائے شاہی میں خفیہ طور سے داخل ہوئے حسب عادت منتصر بھی حاضر ہوا تھوڑی دیر بیٹھ کر پرانی عادت کے مطابق اپنے خادم زرافہ کو لے کر واپس چلا گیا منتصر کی واپسی کے بعد بغاشرابی نے اور مصاحبین اور حاضرین کو واپس جانے کا اشارہ کیا تو وہ ایک ایک دو دو کر کے رخصت ہو گئے اور خلیفہ متوکل اور فتح بن خاقان چار مخصوص مصاحبین سمیت باقی رہ گیا۔ سارے دروازے بند تھے صرف باب دجلہ کھلا ہوا تھا اسی راستہ سے وہ لوگ دبے پاؤں اس کمرہ میں آ گئے جس میں خلیفہ متوکل بیٹھا ہوا تھا خلیفہ متوکل اور اس مصاحبوں کو جو اس وقت موجود تھے ان لوگوں کے آنے کا احساس ہو گیا چنانچہ سر اٹھا کر دریافت کیا کہ بغاشرابی سے یہ کیا معاملہ ہے؟ عرض کیا ”عالم پناہ آج انہی لوگوں کے پہرہ کی باری ہے“ خلیفہ یہ سن کر خاموش ہو گیا تو ان لوگوں نے یہ خیال کر کے کہ خلیفہ متوکل ہمارے بے وقت آنے پر معترض ہوا ہے صبح ہوتے ہی ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا لہذا مارے اور مر جانے کی قسمیں کھالیں اور سب کے سب شمشیر بکف ہو کر خلیفہ متوکل پر ٹوٹ پڑے، فتح بن خاقان بچانے کے ارادے سے خلیفہ متوکل پر لیٹ گیا ان لوگوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔

منتصر کو اطلاع:..... پھر خون آلودہ تلواریں لے کر منتصر کے پاس آئے اس وقت منتصر زرافہ کے گھر میں سو رہا تھا ان لوگوں کے شور و غوغا سے جاگ کر باہر آ گیا پھر یہ لوگ آداب خلافت کے مطابق منتصر کو سلام کر کے زرافہ کی طرف قتل کے ارادے سے بڑھے مگر منتصر نے ان لوگوں کو روک دیا چنانچہ زرافہ کے ہاتھ بڑھا کر بیعت کر لی۔ اس کے بعد خلیفہ منتصر سوار ہو کر محل سرائے شاہی میں داخل ہوا اور حاضرین سے بیعت لی اور وصیف کو لکھ کہ میں نے فتح کو اس جرم میں کہ اس نے میرے باپ کو قتل کیا تھا قتل کر دیا ہے وصیف اس خبر کی اطلاع پا کر حاضر ہوا اور بیعت کر لی۔

منتصر کی بیعت:..... اسی وقت خلیفہ منتصر نے اپنے دونوں بھائیوں معتز اور مؤبد کو بھی طلب کر کے ان سے اپنی خلافت کی بیعت لے لی رفتہ رفتہ یہ خبر عبید اللہ بن یحییٰ تک پہنچی تو وہ رات ہی کو سوار ہو کر معتز کے مکان پر آیا مگر ملاقات نہ ہو سکی تھوڑی ہی دیر میں اس کے پاس دس ہزار آدمی جمع ہو گئے جس میں ازدی، ارمنی، اور عجمی بھی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر عرض کیا کہ ”آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم منتصر کا اس کے ساتھیوں سمیت خاتمہ کر دیں“ مگر عبید اللہ بن یحییٰ نے ان لوگوں کو اس فعل سے روکا اور خود بھی اپنے پریشان و منتشر خیالات کو جمع کر کے اپنے ارادے سے خواہ کچھ بھی تھا، باز رہا۔ صبح ہوئی تو خلیفہ منتصر نے خلیفہ متوکل ❶ اور فتح کو دفن کئے جانے کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ چوتھی شوال ۲۳۲ھ کا ہے۔

خلیفہ متوکل کے قتل کی خبر مشہور ہونے پر لشکر میں ایک شورش سی پیدا ہو گئی شاہ کریم جعفریہ اور ان کے علاوہ ❷ بازاری اور اوباش ان کے پیچھے ہو لئے اور شور و غوغا مچاتے ہوئے محل سرائے شاہی کے دروازہ پر پہنچے چنانچہ اراکین سلطنت میں سے ایک شخص باہر آیا اور ان لوگوں کی گفتگو سن کر واپس چلا گیا اس کے بعد خلیفہ منتصر بنفس نفیس محل سرائے شاہی سے برآمد ہوا اس کے آگے پیچھے جاں نثاروں کا ایک دستہ تھا اس نے ان لوگوں کو مارنا شروع کر دیا چنانچہ سب کے سب بھاگ کھڑے ہوئے اور ان میں سے چھ آدمی مارے گئے۔ اس عباسی خلفاء کے واقعات جنہوں نے منتصر کے عہد خلافت سے لے کر مستکفی کے زمانہ حکومت تک خلافت و حکمرانی کی جبکہ فتنہ کی آگ ہر طرف بھڑک رہی تھی اور اراکین سلطنت زیر کنٹرول علاقوں کو دبائے جاتے رہے تھے اور گورنروں کی خود ری و خود مختاری کی وجہ سے قوائے حکومت مضحل اور کمزور ہو رہے تھے۔

عبدالرحمن بن معاویہ:..... جس وقت بنو عباس تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے تمام ممالک اسلامیہ میں ان کا سکہ چل گیا جیسا کہ اس

❶..... خلیفہ متوکل علی اللہ جعفر ابوالفضل بن معتصم بن رشید کی ماں ام ولد (کنیز) تھی شجاع نام تھا، ۱۸۶ھ میں پیدا ہوا ماہ ذی الحجہ ۲۳۲ھ میں خلیفہ واثق باللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا تقریباً چالیس مرحلے عمر کے طے کئے، چودہ برس دس مہینے تین دن خلافت کی، اس کا میلان طبع اہل سنت و جماعت کی طرف تھا، ۲۳۴ھ میں اس نے تمام ملک محروسہ میں اعلان کر دیا، محدثین کو گراں نہا خلعتیں مرحمت فرمائیں اور احادیث صفات و روایت کی روایت کا عام حکم دیا چنانچہ ابوبکر بن ابی شیبہ نے جامع رصافہ میں اور ان کے بھائی عثمان نے جامع منصور میں بیٹھ کر حدیثوں کی روایت بیان کی جس کی سماعت تیس ہزار آدمیوں نے کی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۳۸، و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۳)

❷..... تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

سے پہلے بنو امیہ کی حکومت کا چراغ جل رہا تھا اسی زمانہ میں جبلی بنو امیہ کا بچہ بچہ اس جرم میں کہ وہ خاندان خلافت کا آئندہ ایک ممبر ہوگا قتل کیا جا رہا تھا کہ ہاشم بن عبد الملک کی اولاد میں سے عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام نامی ایک شخص اس عام خونریزی سے انتہائی بے کسی و بے سروسامانی میں اپنی جان بچا کر بھاگا اور دریابور کر کے اندلس پہنچا چونکہ حکمرانی کو بودماغ سے گئی تھی لہذا اندلس کو عبد الرحمن بن یوسف فہری کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا پھر ایک سال تک خلیفہ سفاح عباسی کے نام کا خطبہ اندلس کی مساجد میں پڑھا گیا۔

اندلس کی بنو عباس سے علیحدگی:..... اس کے بعد جب عبد الرحمن بن معاویہ کے خاندان والے مشرق سکے اندلس آگئے تو ان لوگوں نے سفاح کے نام کا خطبہ پڑھنے پر غیرت دلائی، اور نصیحت کی چونکہ عبد الرحمن بن معاویہ کے دل میں اپنی اور قومی تباہی کی چوٹ موجود تھی لہذا سفاح کی دعوت اور اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جس سے اندلس کی دولت اسلامیہ سے جس کے مالک بنو عباس بن گئے تھے علیحدگی ہو گئی پھر جب خلیفہ ہادی کے عہد خلافت ۱۹۲ھ میں علی بن حسن بن علی کو واقعہ پیش آیا اور ان کے سردار حسین بن علی بن حسن ثنی ایک گروہ سمیت جوان کے خاندان سے تھاقٹل کر دیئے گئے اور کچھ لوگ اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔

اور لیس بن عبد اللہ:..... ان میں سے اور لیس بن عبد اللہ بن حسن مغرب اقصیٰ کی جانب چلے گئے اور ”بربرپوں“ میں اسی زمانہ سے اپنی دعوت کی بنیاد ڈالی لہذا اس طرح سے مغرب بھی بنو عباس کے دائرہ حکومت سے باہر ہو گیا اور وہاں ان کی ایک حکومت مستقل طور پر قائم ہو گئی۔ پھر کچھ عرصے بعد جس وقت خلیفہ متوکل مارا گیا اس وقت سے خلافت عباسیہ اور کمزور ہو گئی اور چاروں طرف سے صوبوں کے گورنروں کی خود مختاری کی آوازیں آنے لگیں حکمرانی کی مشین کے پرزے ایک دوسرے سے الگ ہو کر بجائے خود ایک الگ مشین بن گئے۔

بغداد میں بغاوت:..... بغداد میں بغاوت پھوٹ نکلی علویہ نے بلاد اسلامیہ میں نکل کر اپنی دعوت کا نقارہ بجا دیا چنانچہ ابو عبد اللہ شیعہ نے ۲۸۶ھ میں افریقہ پہنچ کر طامہ میں عبید اللہ المہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر الصادق کی خلافت کی دعوت دی اور ان لوگوں سے عبید اللہ المہدی کی خلافت کی بیعت لے لی اور افریقہ کو بنع اغلب کے قبضہ سے نکال کر اس پر اور مغرب اقصیٰ، مصر اور شام پر بھی قابض ہو گئے لہذا ان تمام صوبوں نے خلفاء بنو عباسیہ کے قبضہ اقتدار سے نکل کر ایک نئی حکومت کی صورت اختیار کر لی جو دو سو ستر برس تک قائم رہی جیسا کہ ان کے حالات اور واقعات میں بیان کیا جائے گا۔

علویہ کی حکومت:..... پھر کچھ عرصے کے بعد ۲۵۵ھ متعین عہد خلافت میں علویہ میں سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن حسن سبط ”جوداعی“ مشہور تھانے طبرستان میں خروج کیا اور دایلم پہنچ گیا چنانچہ وہ لوگ ان کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے اور انھوں نے طبرستان اور اس کے آس پاس علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

بنو حسین اور بنو علی:..... اس کے بعد اسی جگہ ایک اور دولت و حکومت کی بنیاد پڑی تھی ۳۰۱ھ میں بنو حسین میں سے اطروش کے ہاتھ سے رکھا گیا پھر بنو علی میں سے عمر داعی طالقان کی حکومت مقتدر کے زمانے میں قائم ہوئی جیسا کہ آپ آئندہ اس کو پڑھیں گے اس اطروش کا نام حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر تھا پھر ان پر اہل دایلم غالب آگئے جس سے ایک دوسری حکومت کی بناء پڑی یمن میں رئیس یعنی ابن طباطبہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن ثنی کا ظہور ہوا انہوں نے دعوت زیدیہ کا آغاز کیا اور سعد، صنعاء اور بلاد یمن پر قابض ہو گئے اور یہاں پر ان کی ایک علیحدہ حکومت قائم ہو گئی جو اس وقت تک قائم ہے ①۔

یحییٰ بن حسین بن قاسم:..... سب سے پہلے ان میں سے جس کا ظہور ہوا وہ یحییٰ بن حسین بن قاسم تھے انھوں نے ۲۹۰ھ میں خروج کیا اس کے بعد زمانہ فتنہ میں دعاۃ علویہ سے صاحب زنج اس دعویٰ کے ساتھ کہ وہ احمد بن عیسیٰ بن زید شہید ہے ۲۵۵ھ میں مہندی کے عہد خلافت میں ظاہر ہوا۔ لوگوں نے اس کے نسب کے بارے میں طعن و جرح کی تو اس نے اپنے کو یحییٰ بن زید شہید جرجان کی طرف منسوب کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس

① یہاں مصنف کی مراد یہ ہے کہ یہ حکومت مصنف کتاب یعنی علامہ ابن خلدون کے دور تک قائم رہی، یہ بات یاد رہے کہ علامہ ابن خلدون نے ۸۰۸ھ میں وفات پائی۔

نے خود کو طاہر بن حسین بن علی کی جانب منسوب کیا تھا مگر محققین کے نزدیک اصل میں یہ علی بن عبد الرحیم بن عبد القیس ہے۔ چنانچہ اس کی اور اس کی اولاد کی ایک حکومت بصرہ اطراف میں زمانہ فتنہ سے قائم ہوئی جس کا خاتمہ خلیفہ معتضد کے ہاتھ سے ہوا پھر بحرین اور عمان کے اطراف میں قرظ کا ظہور ہوا یہ کوفہ سے ۲۷۹ھ میں عہد خلافت میں بحرین میں آئے اور خود کو اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف جھوٹے دعویٰ سے منسوب کر دیا حسن جمالی اور ”زکرونہ“ قاشانی اس کے ساتھیوں اور مشیروں میں تھے ان لوگوں نے اس کے بعد بھی اس دعوت کو قائم رکھا اور عبد اللہ مہدی کی خلافت و امارت کی دعوت دیتے رہے چنانچہ بصرہ اور کوفہ پر قابض ہو گئے اس کے بعد اس سے الگ ہو کر بحرین اور عمان کی طرف چلے گئے۔ اور وہاں پر ایک علیحدہ سلطنت قائم کر لی جس کا خاتمہ قبائل عرب سے بنو سلیم اور بنو عقیل کے ہاتھوں چوتھی صدی کے آخر میں ہوا۔ انہی واقعات کے دوران بنو سامان نے ماوراء النہر کے اطراف میں خود سری کا ۲۶۰ھ کے آخر میں اعلان کیا مگر دعوت خلافت کو بدستور قائم رکھا اس کے باوجود خلفاء کے احکام کی تعمیل نہیں کرتے تھے ان کی حکومت چوتھی صدی کے آخر تک قائم رہی۔

مختلف حکومتوں کا جائزہ:..... اس کے بعد ایک دوسری حکومت ان کے موالی (آزاد غلاموں) کی غزنہ میں فتنہ سے اغالب قیروان و افریقہ کی ایک دوسری سلطنت مصر و شام میں خود مختاری اور خود سری کی وجہ سے تیسری صدی ہجری کے آخر تک قائم رہی پھر ان کے بعد ہی ایک جداگانہ حکومت ان کے موالی بنو فح کی قائم ہوئی جس کا قیام ۳۶۰ھ تک رہا ان واقعات کے دوران دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی مضحل و کمزور ہوتے گئے اور ان کی حکومت کا دائرہ تنگ ہوتا گیا یہاں تک کہ ان کے قبضہ سے سواد و جزیرہ بھی نکل گیا صرف بغداد ان کے قبضہ و تصرف میں رہا۔

دیلیم اور سلجوقی حکومتیں:..... اس کے بعد ایک دوسری سلطنت دیلیم میں قائم ہوئی جس نے ممالک اسلامیہ تمام موصل پر قبضہ کر کے بغداد پر حملے کا ارادہ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گئے ۳۳۰ھ مستغنی کے دور حکومت سے خلیفہ برائے نام سریر خلافت پر متمکن رہا لیکن حکومت درحقیقت دوسروں کے قبضہ اقتدار میں رہی سلطنت دیلیم ان تمام سلطنتوں سے باعتبار اقتدار اور وسعت ملکی کے بڑی اور شاندار تھی، جو حکومت عباسیہ کی کمزوری کی وجہ سے وجود میں آئیں تھیں۔

پھر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو سلجوقیہ نے غز سے (جو ترک کی ایک شاخ ہے) لے لیا لہذا ۴۴۰ھ قائم کی خلافت کے زمانے آخری چھٹی صدی ہجری تک یہ حکومت قائم رہی ان کی حکومت و سلطنت بھی دنیا کی عظیم ترین سلطنتوں میں سے شمار کی جاتی ہے پھر اس سے چھوٹی چھوٹی سلطنتوں کی بنیاد پڑی جو اس وقت تک قائم ہیں جیسا کہ اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔

تاتاریوں کا ظہور:..... اس کمزوری کی حالت میں خلفاء بنی عباس نے دجلہ اور فرات کے درمیان سواد اور اس کے بعض صوبوں میں اپنا قدم استقلال کے ساتھ جمائے رکھا ہے یہاں تک کہ تاتاریوں نے چین کی جانب سے سر اٹھایا اور حکومت سلجوقیہ پر ٹوٹ پڑے اس وقت تک تاتاری مجوسی مذہب کے پابند تھے اس کے بعد بغداد پر حملہ آور ہوئے خلیفہ مستعصم کو قتل کر ڈالا اور خلافت اسلامیہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا یہ واقعہ ۵۵۶ھ کا ہے اس واقعہ کے بعد تاتاری دائرہ اسلام میں داخل ہوئے ان کی حکومت بہت بڑی تھی وہ بہت سی چھوٹی چھوٹی سلطنتیں اور حکومتیں اس سے نکلیں جو اس وقت تک اطراف و جوانب میں باقی ہیں جیسا کہ ہم ان کو ان کے موقع پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

معزز اور مؤید کی معزولی:..... خلیفہ منتصر نے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں بیعت خلافت لینے کے بعد دیوان مظالم پر ابو عمر اور احمد بن سعید کو دمشق پر عیسیٰ بن محمد نو مشزی کو مقرر فرمایا قلمدان وزارت احمد بن نصیب کے سپرد تھا مقبوضہ علاقوں میں کسی قسم کی بد نظمی نہیں واقع ہوئی چونکہ وصیف، بغا اور احمد بن نصیب کو متوکل کے فعل کی وجہ سے معزز اور مؤید کی سطوت سے آئندہ خطرے کا اندیشہ اس لئے تھا خلیفہ منتصر کی تخت نشینی کے چالیسویں دن ان دونوں کے معزول کرنے پر منتصر کو تیار کر لیا خلیفہ منتصر نے ان دونوں کے پاس معزولی کا پیغام بھیجا یا مؤید نے منظور کر لیا اور معزز نے انکار کر دیا اس طرح وصیف وغیرہ کی بن آئی اس پر طرح طرح کی سختی کرنے لگے اور قتل کی بھی دھمکی دی مؤید حال دیکھ کے معزز سے تنہائی میں ملازمتی اور ملاطفت سے اونچا اونچا سمجھایا یہاں تک کہ معزز بھی اس کی رائے سے متفق ہو گیا اور اپنے آپ کو معزول کر دیا۔

معزولی کا اقرار:..... اس کے بعد دونوں اپنے خاص قلم سے اپنی معزولی کا محضر لکھ کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ منتصر نے کمال احترام سے اپنے پاس بٹھالیا اور اطاعت شعاری کا نتیجہ دیکھ کر معذرت کرنے لگا کہ میں نے امراء حکومت کے کہنے سننے سے تم لوگوں کے معزول کرنے کا ارادہ اس وجہ سے کیا تھا کہ کہیں یہ لوگ تم کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچائیں اب چونکہ تم لوگوں نے اپنی معزولی اپنے خاص قلم سے لکھی ہے لہذا وہ اندیشہ جاتا رہا۔ ان دونوں نے دست بوسی کی شکر یہ ادا کیا قضاۃ، سرداران، ہواشم، سپہ سالاران لشکر اراکین حکومت اور روساء شہر نے اس کاروائی پر اپنی اپنی گواہی لکھی خلیفہ منتصر نے اس مضمون کا ایک گشتی فرمان اپنے تمام مقبوضہ علاقوں اور نیز بغداد میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا۔

احمد بن خصب کی چال:..... احمد بن خصب کو جب ان دونوں ولی عہدوں کی طرف سے اطمینان ہو گیا اور ان کی معزولی میں اس کو پوری کامیابی ہو گئی تو وصیف کے پیچھے پڑ گیا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ کی نظروں سے دور پھینک دینا چاہئے کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت سے ان بن ہو رہی تھی خلیفہ منتصر نے احمد بن خصب کے اشارہ سے وصیف کو بلوایا تھوڑی دیر کے بعد وصیف نے حاضر ہو کر خلیفہ کے ہاتھ چومے خلیفہ منتصر نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد کیا ”وصیف ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ رومی گمراہوں نے سرحدی علاقوں میں داخل ہو کر بد نظمی پھیلا دی ہے اس حالت میں ان کی سرکوبی کے لئے تمہیں یا ہمیں لشکر کے ساتھ ضرور جانا چاہئے وصیف نے عرض کیا ”خادم کے ہوتے ہوئے امیر المؤمنین کو تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“

وصیف کی محاذ جنگ روانگی:..... خلیفہ منتصر نے احمد بن خصب کو وصیف کی روانگی کا سامان تیار کرنے کا حکم دیا لشکر کو ضرورت کے مطابق آلات جنگ اور رسد و غلہ عطا کر کے روانہ کیا اور وصیف کو یہ ہدایت کی کہ لشکر اسلام سے حدود ملطیہ میں جا ملنا اس کے مقدمۃ الجیش پر مزاحم بن خاقان (فتح کا بھائی) اور سردر سانی لشکر اور مال غنیمت کے فراہم و تقسیم کرنے پر ابوالولید قیروانی کو تا حکم ثانی مقرر کیا گیا ہے۔

منتصر کی وفات اور مستعین کی خلافت:..... خلیفہ منتصر ۱ نے اپنی تخت نشینی کے چھ مہینے پانچ ۲ رجب الاول ۲۳۸ھ میں ذبحہ کے مرض میں وفات پائی بیان کیا جاتا ہے کہ کسی طبیب نے ۳ حجامہ زہر آلودہ لگا دیا تھا جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔

احمد بن معتمد مستعین باللہ ۲۳۸ھ تا ۲۵۱ھ

مستعین کی بیعت:..... خلیفہ منتصر کے مرنے کے بعد اراکین سلطنت اور خدام خلافت بشاہی محل میں جمع ہوئے جس میں بغا صغیر، بغا کبیر، اور اتامش وغیرہ بھی تھے اور خلیفہ بنانے کے بارے میں اپنی اپنی رائے کا اظہار کرنے لگے سپہ سالاروں مغزی سردارن مغاربہ اور اشروشیہ نے حلف اٹھا کر بیان کیا کہ جس کو بغا کبیر، بغا صغیر اور اتامش خلیفہ مقرر کریں گے اسی کو ہم لوگ بھی اپنا سردار اور امیر تسلیم کر لیں گے چنانچہ یہ لوگ مشورہ کی غرض سے ایک علیحدہ کمرے میں گئے اس کمیٹی میں احمد بن خصب وزیر السلطنت بھی تھا یہ لوگ باتفاق رائے اس خیال سے کہ کہیں آئندہ کسی قسم کا صدمہ نہ اٹھانا پڑے خلیفہ متوکل کی اولاد کے بجائے خلیفہ معتمد کی اولاد کی طرف نظر انتخاب سے دیکھنے لگے بالآخر احمد بن محمد بن معتمد کو طلب کر کے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی اور مستعین باللہ کا خطاب دیا احمد بن خصب کو بطور قائم مقامی عہدہ کتابت (یعنی سیکرٹری شپ) اور اتامش کو عارضی طور پر عہدہ وزارت دیا گیا (یہ واقعہ چھٹی ۴ رجب الثانی ۲۳۸ھ پیر کی رات کا ہے)

۱..... خلیفہ منتصر باللہ محمد بن متوکل بن معتمد بن رشید بن مہدی بن منصور کی ماں ام ولد رومیہ حبشیہ نامی تھی، ۲۳۳ھ مقام سامرہ میں پیدا ہوئے چھ مہینے خلافت کی اور سامرہ میں انتقال ہوا، احمد بن معتمد نے نماز جنازہ پڑھائی، بیخ صورت، گندم رنگ اور بارعب و داب تھا علویوں کے ساتھ خاص رعایتیں کرتا تھا (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۴، تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۴، فوات الوفيات جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

۲..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ پر ۵ رجب الاول کے بجائے ۲۵ یا ۲۴ رجب الاول ۲۳۸ھ تحریر ہے، جبکہ طبری میں لکھا ہے کہ ہفتہ کا دن تھا اور تاریخ ۵ رجب الثانی تھی۔ ۳..... جراحی کا آلہ، نشتر وغیرہ جو کچھ لگانے کا کام آتا تھا۔ ۴..... ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۴۴

بیعت کے دوران ہنگامہ..... اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مستعین خلافت کی شان سے دارالعلوم میں آیا ابراہیم بن اسحاق شمشیر برہنہ لئے ہوئے آگے آگے تھا لشکر اسلامیہ اور خدام حکومت دورویہ صف بستہ کھڑے ہوئے تھے عباسی سردار اور طالبیہ اپنے اپنے مرتبوں کے مطابق موجود تھے اچانک شور و غل کی آواز آنے لگی تھوڑی دیر کے بعد لشکریوں کی ایک جماعت نے دارالعلوم کے دروازہ پر پہنچ کر ایک ہنگامہ برپا کر دیا دریافت کیا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لوگ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے ساتھی ہیں اور معتز کو مسند خلافت پر بٹھانے کے خوشمندان ہیں ان لوگوں کے ساتھ بازار یوں اور تماشا یوں کا بھی ایک گروہ تھا۔ دواجن کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا معاملہ ہو گیا اسی دن سفید جھنڈے والے اور شا کر یہ بھی آ پہنچے دوسری جانب سے مغاریہ اور اشروشیہ نے حملہ کر دیا معرکہ کارزار گرم ہو گیا زہریں اور آلات جنگ خزان شاہی اور دارالعوام سے لوٹ لئے گئے بغا صغیر نے پہنچ کر ان غوغائیوں اور بلوائیوں کو ہٹایا اور ان میں سے چند لوگوں کو قتل کر ڈالا اسی ہنگامہ کے دوران قیدیوں نے جیل کا دروازہ توڑ ڈالا نکل آئے اس دوران ترکوں نے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی وسعت کرنے والوں کو انعامات اور جائزے ملنے لگے اس کے بعد محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بیعت کرنے کا پیغام بھیجا۔ اس نے اور سب نے جو بغداد میں تھے خلیفہ مستعین کی بیعت کر لی۔

عمال کی تقرری..... تکمیل بیعت کے بعد یہ خبر کہ طاہر بن عبد اللہ بن طاہر والی خراسان کا خراسان میں اور اس کے چچا حسین بن طاہر کا مرو میں انتقال ہو گیا ہے خلیفہ مستعین نے ۲۳۸ھ میں محمد بن طاہر کو طاہر بن عبد اللہ کا جگہ مرو کا اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اور اس کے ایک چچا طلحہ کو نیشاپور کی اس کے بیٹے منصور بن طلحہ کو مرو، سرخس، اور خوارزم کی، اور دوسرے چچا حسین بن عبد اللہ کو ہرات کے صوبوں کی۔ تیسرے چچا سلیمان بن عبد اللہ کو طبرستان کی اور چچا زاد بھائی عباس کو جرجان اور طالقان کی حکومت عنایت فرمائی۔ بغا کبیر ۱ کے مرنے پر اس کے بیٹے موسیٰ کو اس کے تمام صوبوں پر متعین کیا۔

دیگر اقدامات..... ترکی سپہ سالاروں میں اسے ابو جہر کو کمانڈر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ عمود ثعلبی کی جانب روانہ کیا لہذا اس نے اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی ۲۳۸ھ میں عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے ادائے حج کی اجازت چاہی خلیفہ مستعین نے اجازت دے دی مگر اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ایک شخص کو اپنے سرداروں میں سے عبد اللہ بن یحییٰ کو جلاء وطن کر دینے پر مقرر کیا چنانچہ اس نے اس کو حج سے روک کر رقبہ ۲ کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ مؤید اور معتز کے قتل کی کوشش..... انہیں دونوں ترکوں نے معتز اور مؤید کے قتل کا ارادہ کیا مگر احمد بن نصیب نے ان لوگوں کو اس سے منع کیا خلیفہ مستعین نے ان دونوں شہزادوں کو جو سق میں نظر بند کر دیا اس واقعہ کے بعد احمد بن نصیب عتاب کا نشانہ بنا خدام حکومت نے اس کا اور اس کے بیٹوں کا مال و اسباب ضبط کر کے قرطیش کی طرف جلاء وطن کر دیا اقامش کو عہدہ وزارت پر مستقل کر دیا مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی بغا شرابی کو حلوان، ماسندان اور مہر جانقذق، پر شاہک خادم شاہی محل جان شارفونج اور خاص خاص کاموں پر اور اشناس کو بقیہ اراکین سلطنت پر متعین فرمایا علی بن یحییٰ ارمنی کو ثغور شامہ سے آرمینہ کے صوبوں اور آذربائیجان کی گورنری پر تبدیل کر دیا۔

حمص میں تبدیلی..... صوبہ حمص پر کندر نامی ایک شخص تھا اہل حمص نے بلوہ کر کے اس کو نکال باہر کیا چنانچہ دربار خلافت سے فضل بن قارن مازیار کا بھائی مقرر ہوا اس نے اہل حمص کا خون مباح کر دیا اور ان کے سرداروں کو سامرہ میں گرفتار کر کے لئے آیا۔ وصیف کو جو ثغر شامی میں تھا صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم بھیجا گیا چنانچہ وصیف نے اس حکم کے مطابق روم میں داخل ہو کر قلعہ قروریہ کو فتح کر لیا۔ پھر ۲۳۹ھ میں جعفر بن دینار لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا اور مطاسیر کو فتح کر کے واپس آیا۔ عمر بن عبد اللہ قطع نے روم پر جہاد کرنے کی دربار خلافت سے اجازت حاصل کی مجاہدین اہل ملتہ کی ایک جماعت کے ساتھ روم پر حملہ کیا بادشاہ روم پچاس ہزار فوج سے مرجع اسقف میں مقابلہ پر آیا لشکر اسلامیہ کو ہر چہار طرف سے گھیر لیا عمر بن عبد اللہ دو ہزار مسلمانوں کے ساتھ شہید ہو گئے۔ اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے ثغور جزیرہ پر چڑھائی کر دی علی بن یحییٰ کو

①..... مسعودی (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۱۸۴) پر لکھتے ہیں کہ بغا کبیر نے اتنی جنگوں میں حصہ لیا کہ اتنا کسی اور نے نہ لیا ہوگا لیکن اس کے باوجود کبھی زخمی نہ ہوا، جمادی الثانیہ میں

وفات پائی۔ ②..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۱ پر رقبہ کے بجائے برقبہ تحریر ہے۔

جس وقت کہ وہ آرمینیہ سیمیا فارقین کی طرف جارہا تھا یہ خبر ملی قومی غیرت کے جوش میں دوبارہ حملہ آور ہوا ایک زبردست خونریزی کے بعد چار سو آدمیوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔

اہل بغداد اور سامرا کا جوش..... جس وقت ان دونوں نامی گرامی سپہ سالاروں کی شہادت کی خبر بغداد تک پہنچی اہل بغداد کی آنکھوں سے خون ٹپک پڑا اس لئے کہ یہ دونوں شہید جہاد کے سخت حریص، اسلام اور مسلمانوں کے دلی دوست تھے ملک اور قوم کو ان کی ذات سے بڑی تقویت حاصل تھی چنانچہ ترکوں پر غفلت اور لاپرواہی کا الزام لگادیا اور خلیفہ متوکل کے قتل اور امور سلطنت پر ترکوں کے متصرف و غالب ہو جانے کا تذکرہ کرتے ہی جوش انتقام سے بھراٹھے اور عوام الناس نے جمع ہو کر جہاد جہاد کو شور برپا کر دیا شاہ کریم کی فوج اس اعلان کونسن کے ان لوگوں کے ساتھ جا ملی اور دربار خلافت سے اپنی تنخواہیں مانگ لیں، جیل کیدروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا، بغداد کا پل توڑ ڈالا، محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے سکریٹری کے مکانات لوٹ لئے بغداد کے امیروں نے بہت سامال و اسباب مجاہدین کو دیا جبال، فارس اور اہواز سے مجاہدین کا گروپ بادل کی طرح اٹھ آیا اور وہ مرتب و مسلح ہو کر جہاد کی غرض سے نکل کھڑے ہوئے خلیفہ مستعین اور اراکین حکومت دم تک نہ مار سکے اس کے عوام الناس نے سامرہ میں فساد کی آگ روشن کر دی اور جیل کے دروازے توڑ کے قیدیوں کو نکال لیا۔ خدام حکومت کا ایک اجتماع اس طوفان کی روک تھام کے لیے متعین کیا تو عوام الناس ان پر ٹوٹ پڑے خدام حکومت کو شکست ہو گئی وصیف اور اتامش سوار ہو کر ترکوں کی فوج لے کر آہنچے عوام الناس کا بڑا گروپ مارا گیا اور ان کے مکانات لوٹ لئے گئے فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔

اتامش وغیرہ کا تجاوز..... خلیفہ مستعین نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد اتامش اور اس کی ماں اوشاہک خدام کو اتنی زیادہ آزادی دے دی تھی کہ یہ لوگ بغیر پوچھے بیت المال اور خزانہ شاہی سے جتنی رقم چاہتے لیتے جو چاہتے کر گزرتے جو ہدایا اور تحائف اطراف و جوانب سے آتے بے تکلف خرچ کر ڈالتے اور جو کچھ ان لوگوں کی دستبرد سے بچتا اس کو اتامش، عباس بن مستعین کے خرچ کے بہانہ سے لے لیتا کیونکہ یہ اس کی نگرانی میں پرورش پا رہا تھا اس سے بغا اور وصیف کو ناراضگی پیدا ہو گئی اتراک اور فراغنے کا حال پتلا ہو گیا بغا اور وصیف کو اس بات کا احساس ہو گیا تو انہوں نے ان لوگوں سے ساز باز کر کے ابھار دیا۔

اتامش کا قتل..... چنانچہ ان میں سے اہل شہر اور مجلسر اے شاہی کے محافظین اٹھ کھڑے ہوئے اور جو سبق کا رخ کر لیا جہاں پر اتامش خلیفہ مستعین نے پناہ نہ دی چنانچہ دونوں تک محاصرہ میں رہا تیسرے روز بلوایوں نے جو سبق کا دروازہ توڑ دیا اور ہلٹر مچا کر گھس گئے اس کو اور اس کے کاتب شجاع بن قاسم کو قتل کر کے مال و اسباب لوٹ لیا۔

بغا صغیر کا مزار..... خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ ابوصالح عبد اللہ بن محمد بن علی کو عہدہ وزارت عطا کیا وصیف کو اہواز کی اور بغا صغیر کو فلسطین کی حکومت عطا کی اور کچھ عرصہ بغا صغیر اور وزیر السلطنت ابوصالح سے ان بن ہو گئی چنانچہ ابوصالح بغا صغیر کے ڈر سے بغداد بھاگ گیا اس کے بعد خلیفہ مستعین نے قلمدان وزارت محمد بن فضل جرجانی^۱ کے حوالے کر دیا اور دیوان رسائل پر سعید بن حمید کو مقرر کر دیا۔

یحییٰ بن عمر..... یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید کوفہ میں رہتے تھے کنیت ابوالحسین^۲ تھی ان کی ماں عبد اللہ بن جعفر کی نسل سے تھیں یہ بنو طالب کے مشاہیر بزرگوں میں سے تھے غربت اور کسمپرسی کی وجہ سے افلاس اور تنگ دستی نے گھیر لیا تھا نان شبینہ کو محتاج ہو رہے تھے انہیں دنوں عمر بن فرج کوفہ میں متوکل کے عہد حکومت میں بنو طالب کو سردار مقرر ہو کر خراسان سے آیا ابوالحسین اس سے ملنے گئے اور اپنی مقروضی، افلاس،

۱..... ابن اثیر کی تاریخ الکامل جلد ۳۶۰ پر جرجانی کے بجائے الجرجانی تحریر ہے۔

۲..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۳ پر یہ نسب نامہ اس طرح تحریر ہے: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن زید الشہید، یعنی یحییٰ اور زید کے درمیان حسین نہیں ہے جیسا کہ مترجم نے لکھا ہے جبکہ مسعودی نے مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۱۶۹ پر یہ نسب نامہ اس طرح تحریر کیا ہے کہ: یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن الحسن بن عبد اللہ بن اسماعیل بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب۔

تہدستی، اور کثرت عیال کا حال بیان کر کے ہمدردی اور صلہ رحم کی درخواست کی مگر عمر بن فرج نے سخت و درشت الفاظ سے مخاطب کر کے قید کر دیا جب لوگوں نے ضمانت لی تو رہا کر دیا۔

یحییٰ بن عمر کی بغاوت:..... چنانچہ ابوالحسین قید سے رہا ہو کر بغداد پہنچے پھر بغداد سے سامرا آئے اور وصیف سے ملاقات کی اپنی بے کسی اور محتاجی کو بیان کر کے کچھ وظیفہ مقرر کئے جانے کے بارے میں عرض و معروض کیا مگر وصیف بھی بد مزاجی سے پیش آیا سخت و ناملائم الفاظ کہہ کر نکلوا دیا، لہذا مجبوراً پریشان کوفہ واپس آ گئے ان دنوں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کی جانب سے ایوب بن حسین بن معسی بن جعفر بن سلیمان بن علی کوفہ کا گورنر تھا۔ ابوالحسین نے کوفہ پہنچ کر عرب کے خانہ بدوشوں اور اہل کوفہ کو بغاوت کے لئے جمع کیا اور آل محمد کی حمایت اور ان سے راضی ہونے کی ترغیب دی ان سب نے خوشی کے ساتھ اس دعوت کو منظور و قبول کر لیا اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا شاہی عمال کو شہر سے نکال باہر کیا شاہی دفاتر کو جلا دیا بیت المال کے دروازے توڑ دیئے اور دو ہزار دینار سرخ اور ستر ہزار درہم لوٹ لئے۔

شاہی فوج کی آمد و شکست:..... پرچہ نویس نے محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو اس کی اطلاع دی تو محمد بن عبد اللہ نے محمود سرحسی (گورنر سواد) کو لکھ بھیجا کہ ایوب بن حسین کے ساتھ یحییٰ بن عمر کے خلاف جنگ چلے جاؤ چنانچہ عبد اللہ بن محمود اور ایوب نے ابوالحسین سے مقابلہ کیا مگر ابوالحسین نے پہلے ہی معرکہ میں ان کو شکست دے دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ کر سواد کوفہ کی جانب قدم بڑھائے جہاں زید یہ اور اطراف و جوانب کے رہنے والوں کا ایک گروپ ان کے ساتھ ہو گیا۔ سرزمین واسط پر پہنچے ایک عظیم الشان لشکر جمع ہو گیا۔ محمد بن عبد اللہ نے گھبرا کر حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسین بن مصعب کو اس بڑھتے ہوئے طوفان کی روک تھام پر مقرر کیا اس حکم کے مطابق حسین بن اسماعیل اپنا لشکر منظم کر کے ابوالحسین کی طرف روانہ ہوا اور ابوالحسین کوفہ کی طرف لوٹے عبدالرحمن بن خطاب ”جو کہ“ وجہ الفلّس ”مشہور تھا“ سے مدد بھیڑ ہو گئی ابوالحسین اس کو بھی شکست دے کر کوفہ چلا گیا اور عبدالرحمن بن خطاب نے میدان جنگ سے بھاگ کر شاہی ۱ میں دم لیا۔

یحییٰ بن عمر کا قافلہ:..... اہل بغداد اور کوفہ کے عوام و خواص نے زید یہ کی امداد کے لئے کمر باندھ لی اور ابوالحسین کے پاس جوق جوق آ کر جمع ہونے لگے اس دوران حسین بن اسماعیل کوفہ کے قریب پہنچ گیا اور عبدالرحمن بن خطاب بھی یہ خبر سن کر اس سے آ ملا چنانچہ ابوالحسین نے کوفہ سے نکل کر مقابلہ کیا ساری رات لشکر منظم کرنے میں مصروف رہا اور صبح ہوتے ہی حملہ کر دیا۔ حسین بن اسماعیل کے ساتھیوں نے شنجھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ ابوالحسین کے لشکر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی ہنگامہ دار و گیر قتل برپا ہو گیا سیکڑوں آدمی کام آ گئے اور ایک بڑا گروپ ابوالحسین کے متبعین کا گرفتار کر لیا گیا ان میں ہیسیم عجمی بھی تھا آخر کار یحییٰ بن عمر (یعنی ابوالحسین) کے مارے جانے پر لڑائی کا خاتمہ ہوا اور سراتار کر نامہ بشارت فتح کے ساتھ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا گیا اور محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے خلیفہ مستعین کی خدمت میں روانہ کر دیا جسے خلیفہ مستعین نے ایک صندوق میں بند کر کے سلاح خانہ میں رکھوا دیا۔ اور قیدیوں کو جیل میں ڈال دیا یہ واقعہ پندرھویں رجب ۲۵۰ھ کا ہے۔

اوسالوس طبرستان میں اشتعال:..... جس وقت محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو یحییٰ بن عمر کے خلاف فتیابی حاصل ہوئی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خلیفہ مستعین نے اس حسن خدمت کے صلہ میں طبرستان میں جاگیریں مرحمت فرمائیں از انجملہ ایک جاگیر حدود دیلم کے قریب اوسالوس ۲ نامی تھی اس جاگیر سے متعلق ایک قطعہ زمین تھا جس میں بکثرت سبزہ زار اور چراگاہیں تھیں جس سے قرب و جوار والے فائدہ اٹھاتے تھے ان دنوں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کی جانب سے اس کا چچا سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر (محمد بن عبد اللہ بن طاہر جاگیر دار کا بھائی) طبرستان کا گورنر تھا جو چاہتا تھا کہ گزرتا اور سلیمان دم تک نہ مارتا اس نے اپنی اولاد کو طبرستان کے شہروں میں مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا اور رعایا کو ان لوگوں کی بیچ عادت اور خراب خصائل سے شکایتیں پیدا ہو گئیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ محمد بن اوس دیلم میں داخل ہو کر ایک گروپ گرفتار کر لیا حالانکہ اہل دیلم اور طبرستان والوں

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۲۸۳ پر شاہی کے بجائے ساہی تحریر ہے یعنی شین کے بجائے سین کے ساتھ (شاء اللہ)

۲..... صحیح لفظ، کلا ر سالوس، ہے دیکھیں ابن اثیر کی اکامل جلد ۴ صفحہ ۳۶۲

سے صلح تھی اس سے ان لوگوں کو برہمی پیدا ہو گئی اور وہ منحرف ہو گئے۔

شاہی کارندوں سے مزاحمت:..... اس دوران محمد بن عبداللہ کانائب ان جاگیروں پر قبضہ کرنے طبرستان آیا اور اس قطعہ زمین پر قابض و متصرف ہونے کا ارادہ کیا جس سے وہاں کے رہنے والے مستفید ہوتے تھے محمد و جعفر رستم کے بیٹوں نے مزاحمت کی اور ان لوگوں کو لے اٹھ کھڑے ہوئے ان علاقوں میں ان کے مطیع و فرمانبردار تھے چنانچہ محمد بن عبداللہ کانائب ان لوگوں سے خوف زدہ ہو کر سلیمان گورنر طبرستان کے پاس آ گیا۔

علوی حکومت طبرستان میں:..... رستم نے اپنے دونوں بیٹوں کو دیلم کے پاس بھیجا کہ سلیمان گورنر طبرستان کے مقابلہ پر ہماری مدد کرو اس کے بعد طبرستان میں علویوں میں سے محمد بن ابراہیم کی خدمت میں کہلویا کہ آپ امارت کا دعویٰ کر دیجئے ہم آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے محمد بن ابراہیم نے اس سے خود تو انکار کر دیا مگر یہ ہدایت کر دی کہ تم ”رے“ جا کر حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید بن سبط کی خدمت میں یہ درخواست پیش کرو وہ ہم لوگوں کے سردار اور مقتدا ہیں۔ چنانچہ رستم نے اپنے ایک خاص آدمی کو محمد بن ابراہیم کے خط کے ساتھ حسن بن زید کی خدمت میں روانہ کیا حسن بن زید اس درخواست اور محمد بن ابراہیم کے خط کو دیکھ کر پھولے نہ سمائے اور ”رے“ سے طبرستان پہنچ گئے اس عرصہ میں اہل کلار، سالوس، ریان اور دیلم کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا پھر ان رستم ان کے سردار اور پیشوا تھے ان سب لوگوں نے اتفاق کے ساتھ حسن بن زید کی امارت کی بیعت کی اور سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کو طبرستان سے نکال دیا سلیمان و محمد بن اوس کے عمال کے نکال دینے کے بعد جبال طبرستان والے اس گروہ سے آ ملے اور ایک اچھا خاصہ لشکر مرتب ہو گیا۔

آمد اور ساریہ پر قبضہ:..... حسن نے میدان خالی دیکھ کے آمد پر چڑھائی کر دی محمد بن اوس ساریہ میں مسلمانوں نے پاس پہنچ گیا اور حسن نے آمد پر قبضہ کر کے ساریہ کا رخ کر لیا سلیمان نے بھی اپنا لشکر مرتب کر کے میدان کا راستہ لیا اس سے غلطی یہ ہو گئی کہ شہر کی حفاظت کا کوئی انتظام نہیں کیا اور اس کا احساس حسن بن زید کے سپہ سالاروں کو ہو گیا لہذا جس وقت شہر کے باہر ایک میدان میں صف آرائی ہوئی اور دونوں حریف باہم گتہ گئے تو حسن بن زید کے ایک دو سپہ سالار میدان جنگ کا راستہ کاٹ کر شہر میں گھس گئے سلیمان یہ خبر سن کر حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑا ہوا حسن بن زید نے کامیابی کے ساتھ ساریہ پر قبضہ کر لیا اور سلیمان کے اہل و عیال کو ایک کشتی پر سوار کرا کے سلیمان کے پاس جرجان بھیج دیا۔ بیان کیا گیا ہے کہ سلیمان نے جان بوجھ کر شکست کھائی تھی اس لئے کہ کل بنی طاہر کا میلان تشیع کی جانب تھا۔

”رے“ پر قبضہ:..... ساریہ پر قبضہ کرنے کے بعد حسن بن زید نے اپنے چچا زاد بھائی قاسم بن علی بن اسماعیل اور ایک قول کے مطابق محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی بن حسین بن علی بن زین العابدین کو ایک دستہ فوج دے کر ”رے“ کی جانب روانہ کیا چنانچہ انھوں نے ”رے“ پر بھی قبضہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ مستعین نے ایک لشکر ہمدان کی جانب حسن بن زید کے قبضہ و تصرف سے بچانے کے لئے روانہ کیا۔

”رے“ کی واپسی و بازیابی:..... محمد بن جعفر (حسن بن زید کا سپہ سالار) ”رے“ پر قابض ہونے کے بعد ”اہل رے“ سے بد سلوکی کرنے لگا چنانچہ اہل رے میں کشیدگی پیدا ہو گئی اس کے بعد محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اپنے ایک سپہ سالار محمد بن میکال شاہ بن میکال کے بھائی کو ایک دستہ فوج دے کر ”رے“ کی جانب روانہ کیا چنانچہ محمد بن میکال نے پہنچتے ہی ”رے“ پر قبضہ کر کے محمد بن جعفر کو گرفتار کر لیا حسن بن زید نے واجن نامی ایک سپہ سالار کو مقرر کر دیا تو ابن میکال پھر مقابلہ پر آیا مگر لڑائی میں ابن میکال کو ہزیمت ہو گئی اور دوران جنگ مارا گیا اور ”رے“ پر دوبارہ حسن بن زید کا قبضہ ہو گیا۔

طبرستان اور رے سے انخلاء:..... کچھ عرصہ کے سلیمان بن طاہر جرجان سے طبرستان کی طرف لوٹا اور اسے حسن بن زید کے قبضہ سے واپس چھین لیا۔ حسن بن زید طبرستان کو خیر آباد کہہ کے دیلم چلے گئے اور سلیمان نے ساریہ اور آمد کی طرف کوچ کر دیا اس کے ساتھ قارن بن شہر زاد کا بیٹا بھی تھا سلیمان نے ان کو معاف کر دیا اور اپنے ساتھیوں کو انہیں تکلیف دینے سے روک دیا۔ اس واقعہ کے بعد موسیٰ بن بغا کبیر ایک لشکر جرارے کر ”رے“ پہنچا ابو دلف کے قبضہ سے واپس لے لیا اس کے بعد ایک لشکر طبرستان کے صوبوں کی جانب روانہ کیا وہاں حسن بن زید سے لڑائی ہوئی اور

آخر کار حسن بن زید طبرستان سے بھاگ کر دیلم چلے گئے موسیٰ بن بغا کبیر نے طبرستان کے صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور حسن بن زید کے گھر اور فوجی کیمپ کو ویران کر کے ”رے“ واپس آ گیا۔

باغتر ترکی:..... باغتر ترکی ترکوں میں ایک نامور سپہ سالار اور بغا صغیر کا مصاحب تھا خلیفہ متوکل کے قتل ہو جانے کے بعد اس کا وظیفہ بڑھا دیا گیا اور کئی گاؤں سوا کو فہ میں بطور جاگیر عطا کر دیئے گئے ایک شخص نے ”امل باروسما“ سے ان دیہاتوں کو دو ہزار دینار پر ٹھیکہ لے لیا اتفاق سے ابن ماریہ^۱ نامی ایک شخص باغتر کے وکیل سے الجھ گیا اور اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا کچھ دن بعد باغتر کا وکیل رہا ہو کر سامرا پہنچا اور وکیل بن یعقوب نصرانی سے ملا جس کے قبضہ میں اندنوں زمام حکومت تھی اور یہ ابن ماریہ کا دوست تھا اس نے باغتر کے وکیل کی کوئی بات نہ سنی چنانچہ باغتر کا وکیل باغتر کے پاس گیا اور سارے واقعات بیان کر دیئے چنانچہ باغتر کو اس سے برہمی پیدا ہو گئی۔

بغا صغیر اور باغتر:..... اسی وقت وہ بغا صغیر کے پاس گیا اور وکیل نصرانی کی شکایت کی سخت دست الفاظ سے اس کو یاد کیا بغا صغیر نے تشفی و تسلی آمیز کلمات میں کہا ”تم گھبراؤ نہیں میں بہت جلد اس نصرانی سے بدلہ لوں گا چونکہ امور خلافت اس کے ہاتھ میں ہیں اس لئے جلد بازی اچھی نہیں میں ذرا اس کے کاموں کا انتظام کر لوں تو تم جو اس کے ساتھ چاہنا کرنا“ باغتر کا جوش اس کی فقرہ کی باتوں کو سننے سے کسی حد تک کم ہو گیا اور وہ واپس آ گیا بغا صغیر نے وکیل نصرانی کو ان سارے واقعات سے مطلع کر دیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ باغتر کے تیور اچھے نظر نہیں آتے ذرا ہوشیار رہنا، اور باغتر سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے وکیل کو معزول کر دیا ہے مگر پھر بھی باغتر کا غصہ کم نہ ہوا اور دربار خلافت کی آمد و رفت بند کر دی۔

مستعین اور باغتر:..... ایک روز بغا صغیر اپنی عادت کے مطابق اپنا منصبی فرض ادا کرنے خلیفہ مستعین کے خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ مستعین نے وصیف سے ایتاخ کے اعمال اور باغتر کی کیفیت معلوم کی تو وصیف نے عرض کیا کہ ”امیر المؤمنین اس معاملہ کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں لیکن میرے خیال میں باغتر اچھا آدمی نہیں ہے“ خلیفہ مستعین یہ سن کے بغا صغیر کی طرف رائے طلب کرنے کی غرض سے متوجہ ہوا مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔

باغتر کی گرفتاری:..... باغتر کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے اپنے ان ساتھیوں کو جمع کیا جنہوں نے خلیفہ متوکل کے قتل کا اس سے معاہدہ کیا تھا اور ان لوگوں سے دوبارہ خلیفہ مستعین اور وصیف کے قتل کرنے اور خلیفہ معتصم یا واثق کی اولاد کو تخت خلافت پر بٹھانے وعدہ لے لیا۔ اس شرط پر کہ زمام حکومت اس کا روائی کرنے کے بعد انہیں کے ہاتھ میں ہوگی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر خلیفہ مستعین کے کانوں تک بھی پہنچ گئی بغا صغیر اور وصیف کو بلوا لیا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد دونوں حاضر ہوئے خلیفہ مستعین نے ان سے یہ واقعات بیان کئے تو بغا اور وصیف نے قسم کھا کر اس بات سے لاعلمی ظاہر کی اس کے بعد خلیفہ مستعین نے بغا اور وصیف کی رائے سے باغتر کو ان دو ترکوں سمیت جو اس کے ہمراز تھے گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دیا جس کی تعمیل حکم کے صادر ہوتے ہی نہایت مستعدی سے کر دی گئی۔

باغتر کا قتل:..... ترکوں تک اس خبر کا پہنچنا تھا کہ آگ بگولہ ہو گئے مسلح ہو کر نکل کھڑے ہوئے شاہی کی طرف اصطبل کو لوٹ لیا اور خاصے گھوڑوں پر سوار ہو کے محسرائے شاہی کی طرف آئے اور اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ وصیف نے ترکوں کی یہ حالت دیکھ کر باغتر کے قتل پر ایک سرکار کو متعین کر دیا تھوڑی دیر بعد باغتر کا سر بغا اور وصیف کے سامنے آ گیا۔

خلیفہ اوارا کین کا سامرہ سے فرار:..... باغتر کے قتل ہونے پر جیسا کہ بغا اور وصیف کا خیال تھا ترکوں کا جوش فرو نہ ہوا بلکہ مضبوطی اور استقلال کے ساتھ ترقی کرتا رہا سامرا میں جس طرف نظر اٹھتی تھی بلوائیوں کا جھنڈا نظر آتا تھا ہر کوچہ اور بازار میں ترکوں نے طوفان بدتمیزی برپا کر رکھا تھا مجبوراً بغا و وصیف، شاہک خادم احمد بن صالح بن شیرزاد اور خلیفہ مستعین سامرا سے نکل کر بغداد چلے آئے اور محرم ۲۵۱ھ میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کے مکان پر مقیم ہوئے۔ ان لوگوں کے بغداد آ جانے کے بعد باقی سپہ سالار کتاب، عمال اور بنو ہاشم کہ آئے جعفر خیاط اور سلیمان بن یحییٰ بن معاذ سامرا سے بغداد میں آ گئے۔

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۸۵ پر ابن ماریہ کے بجائے ابن ماریہ تحریر ہے۔

مستعین کو سامرہ لانے میں ناکامی:..... سامرہ سے ان لوگوں کی روانگی بعد ترکوں کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی اور چھ سردار سوار ہو کر خلیفہ مستعین اور اس کے ساتھیوں کو واپس لانے کے لئے روانہ ہوئے مگر ان لوگوں نے ان کے عرض و معروض کرنے کا خیال نہیں کیا چنانچہ ناامید ہو کر واپس آئے اور معتزلہ کو خلیفہ بنانے کے بارے میں غور و فکر کرنے لگے۔

ابو عبد اللہ محمد بن متوکل معتز باللہ ۲۵۱ھ تا ۲۵۵ھ

جس وقت خلیفہ مستعین نے دار الخلافہ بغداد میں بظاہر مستقل سکونت اختیار کر لی تو ترکوں کو اس سے ایک گونہ تشویش پیدا ہو گئی تو چند سردار معذرت کے لئے بغداد میں خلیفہ مستعین کے پاس آئے اور اپنے کئے پر پشیمانی ظاہر کی اور واپس چلنے کے لئے منت و خوشامد کرنے لگے مگر خلیفہ مستعین اپنے احسانات اور ان کی بے وفائیوں اور بد عہدیوں کا اظہار کر کے بات بات پر جھڑکتا رہا بالآخر خلیفہ مستعین نے اپنی رضامندی ظاہر کر دی ترکوں میں سے کسی نے کہا ”اچھا اگر امیر المؤمنین ہم سے راضی ہو گئے ہیں تو بسم اللہ اٹھو اور ہمارے ساتھ سوار ہو کر، سامرا کا راستہ لو“۔

معتز کی بیعت:..... محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے اس بیباکانہ اور غیر مہذب گفتگو کرنے پر اعتراض کیا تو خلیفہ مستعین نے سن کر ارشاد کیا کہ ”یہ لوگ جاہل اور نجی ہیں ان کو آداب شاہی کی خبر نہیں ہے“ محمد بن عبد اللہ یہ سن کر خاموش ہو گیا چنانچہ خلیفہ مستعین نے ترکوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”فی الحال تم لوگ سامرا واپس جاؤ تمہارا وظیفہ بحال رہے گا اور عنقریب میں بھی آ جاؤں گا چنانچہ“ ترک واپس آ گئے مگر خلیفہ مستعین کے نہ آنے اور محمد بن عبد اللہ کے اعتراض کرنے پر کشیدہ خاطر ہو کر آئے نتیجہ یہ نکلا کہ معتز کو جیل سے باہر نکالا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ملازمین کو دو دو ماہ کی تنخواہیں تقسیم کر دیں۔

ابو احمد الرشید کا جواب:..... بیعت عامہ کے وقت ابو احمد الرشید کو بھی بلایا گیا تھا انہوں نے بیعت کرنے سے انکار کر کے معتز سے مخاطب ہو کر تعریضاً کہا ”تم نے تو اپنے آپ کو معزول کر دیا تھا؟“ معتز نے جواب دیا ”ہاں! مگر مجبواً اور زبردستی کی وجہ سے کیا تھا تو“ مجھے اس کی کیا خبر۔ میں تو اس کی (مستعین کی) بیعت کر چکا ہوں اب میں تمہاری جانب میں تمہارے ہاتھ پر کس طرح بیعت کروں“ معتز نے لا جواب ہو کر چھوڑ دیا۔

معتز کی بیعت کے بعد:..... بیعت مکمل ہونے کے بعد محکمہ پولیس پر ابراہیم دیرج ۱ کو مامور کیا گیا کتابت، فوج اور بیت المال (خزانہ) کا انتظام بھی اس کے سپرد کر دیا۔ سپہ سالاروں میں سے جنہوں نے معتز کی بیعت کی تھی عتاب بن عتاب بغداد بھاگ کر چلا گیا۔ جب محمد بن عبد اللہ کو معتز کی بیعت کی خبر ملی تو اس نے انتظاماً سلیمان بن عمران گورنر موصل کو لکھ بھیجا کہ اہل سامرا کا رسد و غلہ بند کر دو اس دوران مالک بن طوق معہ اپنے اہل و عیال اور لشکر سمیت پہنچ گیا اور حوہ بن قیس گورنر انبار کے نام لشکر فراہم کرنے کا فرمان روانہ کیا۔ بیرونی انتظام کرنے کے بعد بغداد کی قلعہ بندی شروع کر دی۔ شہر پناہ کو درست کرایا اور ہر دروازے پر تحقیقین نصب کر دیں تجربہ کار سپہ سالار مقرر کئے۔ فصیلوں پر گرامی قدر تیر اندازوں اور جنگ جوؤں کو مقرر کیا اور شہر کے دونوں جانب گہری خندقیں کھدوائیں۔ اس سارے انتظام میں تین لاکھ تیس ہزار دینار خرچ ہوئے۔ وظائف اور روزینے واقف کاروں کو سپرد کئے گئے کہ ضرورت کے وقت لوگوں کو یاد کریں۔

خلیفہ مستعین کے اقدامات:..... خلیفہ مستعین نے بھی زیر کنٹرول صوبوں کے گورنروں کے نام فرامین جاری کئے کہ خراج وغیرہ دوسرا حکم آنے تک سامرا کے بجائے بغداد روانہ کرو اور ترکوں کے سرداروں کو لکھا کہ اس وقت تک جو کچھ تم نے کیا ہم نے اس سے درگزر کیا اب بھی اپنے باغیانہ خیالات اور ناشائستہ افعال سے باز آؤ اور خلیفہ کی اطاعت قبول کر لو۔ معتز اور محمد بن عبد اللہ کے درمیان بھی خط و کتابت شروع ہو گئی معتز محمد سے اپنی بیعت کرنے کو کہتا تھا خلیفہ متوکل کی بیعت کی یاد دہانی کراتا تھا جو اس سے لی گئی تھی کہ بعد منتصر کے معتز کو سریر خلافت کا مالک سمجھنا۔ اور محمد معتز کو مستعین

۱..... بعض نسخوں میں ابراہیم البربرج ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۷۱)

کی اطاعت قبول کرنے اور باغیانہ خیالات سے باز آنے کی ترغیب دیتا تھا ایک مدت تک دونوں میں خط و کتابت جاری رہی کوئی نتیجہ پیدا نہ ہوا۔

موسیٰ بن بغا کبیر سے خط و کتابت:..... موسیٰ بن بغا کبیر ان دنوں بقصد جنگ اہل حمص شام گیا ہوا تھا خلیفہ مستعین اور معتز اس سے خط و کتابت کر رہے تھے اور ہر ایک اس کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتا تھا آخر کار موسیٰ بن بغا کبیر معتز کی جانب مائل ہو گیا خلیفہ مستعین کی بیعت خلافت توڑ کر معتز کے پاس چلا گیا عبداللہ بن بغا کبیر سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین کی دست بوسی کی اور یہ ظاہر کیا کہ میں آپ کے قدموں پر جان نثاری کے لئے آیا ہوں کچھ دن کے بعد جب موسیٰ بن بغا کبیر معتز کے پاس پہنچ گیا تو یہ بھی بغداد سے بھاگ کر سامرا پہنچ گیا اور معتز سے یہ بیان کیا کہ میں مستعین کے حالات معلوم کرنے بغداد گیا تھا معتز نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اس کے عہدہ پر اس کو بحال رکھا۔ اس کے بعد حسن بن افسین سامرا سے بغداد آیا خلیفہ مستعین نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر اشرافیہ کی سرداری عنایت کی۔

موفق کی جنگ پر روانگی:..... جس وقت امراء شہر دارا کین دولت کس کو جس طرف ملنا تھا مل گئے اور ایک سکون کا عالم جانہیں پر طاری ہو گیا تو اس وقت معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل جو کہ موفق کہلاتا تھا بغداد پر جنگ کرنے کا عنایت کیا اور ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے نامی گرامی سپہ سالار کلبا تلکین ترکی کو موفق کی ماتحتی میں دیا چنانچہ موفق پچاس ہزار کا لشکر دے کر جن میں اتراک، فراعنہ اور مغاربہ وغیرہ تھے بغداد کی جانب سیلاب کی طرح بڑھا۔ مابین عکبر اور بغداد کے جتنے قصبات اور دیہات تھے سب کو لوٹ لیا بغا صغیر کے ساتھیوں کی ایک جماعت موفق کے پاس آ گئی موفق کا لشکر بڑھتے بڑھتے باب شامیہ ۱ تک پہنچ گیا۔

مستعین کا لشکر:..... خلیفہ مستعین نے حسین بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن مصعب کو باب شامیہ پر مامور کیا اور چند نامی گرامی سپہ سالاروں کو اس کی ماتحتی میں کام کرنے کا حکم دیا۔ نویں صفر ۲۵۱ھ میں ترکوں کا گشتی دستہ آہستہ آہستہ باب شامیہ کے قریب پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے شاہن میکال اور بیداطبری کو حسین بن اسماعیل کی کمک پر روانہ کیا اور اگلے دن کہ ماہ صفر ۲۵۱ھ کی دسویں تاریخ تھی محمد بن عبداللہ بن طاہر بغا و صیف، فقہاء اور قاضیوں کو لے کر سوار ہو کر موفق کے لشکر کے قریب آئے اور یہ کہلوا یا کہ تم لوگ خلیفہ وقت سے بغاوت مت کرو جیسا کہ اس سے پہلے تم لوگ اس کی اطاعت میں تھے اسی طرح اب بھی دائر اطاعت میں آ جاؤ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ معتز کو خلیفہ مستعین کے بعد تخت خلافت کا مالک بنائیں گے، موفق کے لشکریوں نے منظور نہیں کیا تو واپس آ گئے۔

ترکوں کا ارادہ:..... دوسرے دن ان سپہ سالاروں کی جو باب شامیہ پر متعین تھے جنگ کا حکم دینے کے لئے یہ رپورٹ آئی کہ ترکوں کا ارادہ آج جنگ کرنے کا ہے باب شامیہ سے وہ لوگ بہت قریب آ گئے ہیں، محمد بن عبداللہ بن طاہر نے پشت پر رپورٹ لکھ بھیجا کہ فی الحال تم لوگ ان پر حملہ نہ کرو جہاں تک ممکن ہو جنگ کو آئندہ دنوں تک ٹال دو اور اگر وہ حملہ بھی کریں تو تم مدافعت کے علاوہ جنگ نہ کرو، اسی روز عبداللہ بن سلیمان بغا صغیر کے نائب مکہ معظمہ سے تین سو آدمیوں کے ساتھ آ پہنچا محمد بن عبداللہ بن طاہر نے انعام اور جائزے عطا فرمائے۔

جنگ شروع:..... اس کے بعد دوسرے ہی دن ترکوں نے باب شامیہ کی طرف پھر پیش قدمی کی حسین بن اسماعیل اپنے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور جنگ چھڑ گئی دونوں طرف کے بہت سے آدمی مارے گئے سیکڑوں زخمی ہوئے۔ بالآخر حسین بن اسماعیل کے لشکر کو شکست ہوئی ترکوں میں سے ایک گروپ نے نہروان کا رخ کیا۔ محمد بن عبداللہ بن طاہر نے اس سے مطلع ہو کر اپنے سپہ سالار کو تھوڑی سی فوج کے ساتھ ترکوں کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ ترکوں نے اس سپہ سالار کو شکست دے کر خراسان کے راستہ پر قبضہ کر لیا اور بغداد کو خراسان سے الگ کر دیا۔

معتز کی شکست:..... اس کے بعد معتز نے ایک دوسرا لشکر بغداد کی جانب روانہ کیا جس کی تعداد چار ہزار تھی اس لشکر نے بغداد کے مغربی جانب مورچہ قائم کیا ابن طاہر نے اس کے مقابلہ پر شاہ ابن میکال نے معتز کے لشکر کو شکست دے دی اور مظفر و منصور میدان جنگ سے واپس ہو کر بغداد آیا ابن طاہر نے اس کو اور ان سارے سپہ سالاروں کو جو اس معرکہ میں اس کے ساتھ تھے ہر ایک کو چار چار خلعتیں، سونے کے کنگن اور زنجیریں

۱..... موفق کا لشکر باب شامیہ پر ساتویں صفر ۲۵۱ھ میں پہنچا تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۵۵)

عطا کیں۔ جنگی ضرورتوں کے خیال اور میدان جنگ کے وسیع ہونے کے لحاظ سے باب شامیہ تک جتنے مکانات، باغات اور دوکانیں تھیں گرا دیں۔ اس دوران فارس اور اہواز کا خراج منگجو راشروسی کے ہمراہ پہنچ گیا تھا اس لئے ایک جماعت کو اس کی حفاظت پر مامور کر دیا ترکوں کی ایک بھی کوشش کامیاب نہ ہوئی اور منگجو فارس و اہواز کا خراج لے کر بغداد میں داخل ہو گیا۔ جب ترکوں کو اس غارتگری میں کامیابی نہ ہو سکی تو کھسپائے ہوئے نہروان کی طرف گئے اور پل کی کشتیوں کو جلا دیا۔

مستعین کے لشکر کی شکست:..... اس سے پہلے خلیفہ مستعین نے محمد بن خالد بن یزید بن مزید کو سرحد جزیریہ کا گورنر مقرر کیا تھا چنانچہ محمد بن خالد لشکر مال و اسباب کی فراہمی کے انتظار میں وہاں ٹھہرا ہوا تھا اتفاقاً ترکوں کی بغاوت اور خلیفہ مستعین کے محصور ہو جانے کی خبر مل گئی لہذا جھٹ پٹ کوچ کر دیا اور رقہ کے راستے بغداد آ پہنچ گیا ابن طاہر نے اس کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور ایک عظیم الشان لشکر کا افسر اعلیٰ بنا کر ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا ترکوں نے اس کو بھی شکست دے دی تو وہ بھاگ کر سواد چلا گیا اور وہیں پر مقیم رہا ابن طاہر کو اس واقعہ کی خبر ملی تو بیساختہ بول اٹھا:

”لایفلح احد من العرب الا ان یکون معہ نبی ینصرہ اللہ بہ“ ❶

ہلکا جور کی بیعت:..... ان واقعات سے ترکوں کی جرات بڑھ گئی لہذا انتہائی تیزی سے شہر کی طرف بڑھے اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی، لڑتے لڑتے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گئے اور گرد و نواح کے بازاروں کو لوٹ لیا روزانہ کی اس جنگ اور خونریزی سے اہل بغداد پر عرصہ جہان تو تنگ ہو ہی رہا تھا کہ اچانک سرحد سے یہ وحشت ناک خبر پہنچی کہ ہلکا جور لوگوں سے معتز کی خلافت کی بیعت لے رہا ہے، اراکین سلطنت یہ سن کر گھبرا گئے ابن طاہر نے کہا ”وہ ایسا نہیں ہے غالباً اس کو خلیفہ مستعین کے مرنے کا گمان پیدا ہو گیا ہے“ ابن طاہر کا یہ خیال درحقیقت نہایت صحیح تھا چنانچہ جس وقت ہلکا جور کو یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ مستعین صحیح سلامت تحت خلافت پر رونق افروز ہے اسی وقت معتز کی بیعت نسخ کر کے خلیفہ مستعین کی بیعت کی تجدید کر لی اور ایک اطلاعی خط جس میں اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کیا تھا دربار خلافت میں بھیج دیا۔

موسیٰ بن بغا:..... موسیٰ بن بغا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں ترکوں کے ساتھ تھا لیکن پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مستعین سے ملنے کا ارادہ کر لیا ساتھیوں نے اس کی اس رائے کی مخالفت کی اور آپس میں مباحثہ شروع ہو گیا اور پھر مباحثہ سے لڑائی کی نوبت آ گئی چند آدمی مارے گئے لہذا موسیٰ بن بغا مجبور ہو کر اپنے ارادے سے باز آ گیا۔ اس واقعہ کے بعد بصرہ سے دس کشتیاں آ گئیں ہر کشتی میں تقریباً پینتالیس، پینتالیس آدمی تھے جن میں اکثر نفاط ❷ تھے ان کو باب شامیہ کی جانب جاتے ہوئے دیکھ کر ترکوں نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا مگر ان لوگوں نے ترکوں پر رومن نفظ کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں چنانچہ ترکوں کو نقصان اٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔

انبار کے لئے جنگ:..... محمد بن عبد اللہ طاہر کو ترکوں کا جوش جنگ آئے دن ترقی پذیر دیکھ کر اور بلاد اسلامیہ کی حفاظت کا خاص انتظام کرنا پڑا اس نے اپنے ایک تجربہ کار سپہ سالار کو مدائن کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا اور تین ہزار سواروں کو اس کی کمک پر متعین کیا اور حوہ بن قیس کو انبار بھیجا۔ ڈیڑھ ہزار فوج اس کی امداد کے لئے روانہ کی گئی۔ حوہ نے انبار پہنچ کر فرات کو انبار کی خندق سے نہر کاٹ کر ملا دیا ساری خندق پانی سے بھر گئی۔ معتز کی طرف سے اسحاق انبار پر قبضہ کرنے آیا ہوا تھا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے ابن طاہر کی فوج پہنچ گئی تھی چنانچہ انبار کے باہر دونوں فوجیں لڑ گئیں اور ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ابن طاہر کی امدادی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اسحاق انبار کی جانب بڑھا حوہ یہ واقعات سن کر بغداد کی طرف لوٹ گیا۔

ترکوں کی شکست اور جیت:..... ابن طاہر نے حسین بن اسماعیل ❸ کو ترکوں کی دستبرد سے انبار کو بچانے پر مقرر کیا اور سپہ سالاروں کے

❶ (ترجمہ) کوئی عرب قوم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس کے ساتھ کوئی نبی نہ ہو جس کی برکت سے اللہ انہیں فتح عطا کرتا ہے۔

❷ الفاظ اس کو کہتے ہیں جو رومن لفظ پچکاری یا کسی اور ذریعے سے مکانات اور فوجی کمپ وغیرہ پر پھینکے، اس زمانہ میں اس کا بہت رواج تھا اولاً رومن لفظ پھینکتے تھے بعد اس کی آگ جس سے آگ لگ جاتی تھی۔

❸ حسین بن اسماعیل حسب حکم ابن طاہر بغداد سے تینویں جمادی الاول ۲۵۱ھ یوم پشنبہ کو انبار کی طرف روانہ ہوا، دس ہزار فوج اس کے رکاب میں تھی (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۵۹)

ایک گروپ کو ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کی ماتحتی میں بھیجا ترکوں کے گشتی دستے سے مقام دما پر مقابلہ ہو گیا حسین بن اسماعیل نے آگے بڑھ کر انبار کے قریب قیام کرنے کا ارادہ کیا اس دوران کہ اس کے لشکری سامان وغیرہ اتارنے اور رکھنے میں مشغول تھے کہ ترکوں کی فوج پہنچ گئی اور لڑائی ہونے لگی حسین کے ساتھیوں نے ترکوں کو ہزیمت شکست دے کر پیچھے ہٹا دیا اور کامیابی کے جوش میں بڑھتے چلے گئے ترکوں نے اس سے پہلے چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا چنانچہ حسین کی فوج اس کمین گاہ سے آگے نکلی ترکوں نے کمین گاہ سے نکل کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور آگے سے ترکوں نے سنبھل کر حملہ کیا، اس اچانک حملہ سے حسین کے ساتھیوں کے ہوش و حواس جاتے رہے اور وہ گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے ایک بڑا گروہ اس کے ساتھیوں کا فرات میں ڈوب گیا اور ایک گروپ کو ترکوں نے گرفتار کر لیا۔

شاہی فوج کی دوبارہ شکست:..... ان میں سے کچھ لوگ بھاگ کر ماہ جمادی الثانی کے آخر میں یاسریہ پہنچے مگر ابن طاہر نے ان لوگوں کو بغداد میں داخل ہونے سے روک کر انبار کی طرف واپس جانے کا حکم دیا اور ایک دوسری تازہ دم فوج ان کی کمک پر متعین کر دی، چنانچہ حسین نے دوبارہ اپنی فوج کو مرتب کر کے یاسریہ سے انبار کی جانب کوچ کیا۔ (آٹھویں ۱۰ رجب ۲۵۱ھ یوم شنبہ کو) ایک جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ ترکوں کا لشکر فرات کو چند مقامات سے عبور کر کے شہر پر حملہ کرنے والا ہے حسین نے اسی وقت حسین بن علی بن یحییٰ ارمنی کو دو سو تیر اندازوں کے ساتھ ان نایاب مقامات پر متعین کیا جہاں سے ترکوں کا لشکر دریا عبور کرنے والا تھا چنانچہ ترکوں کا لشکر دریا عبور کرنے آیا تو حسین بن علی نے مزاحمت شروع کی اور ایک دوسرے سے گتھ گتھ آ کر کار حسین کو شکست ہو گئی اور وہ ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگ کھڑا ہوا ترکوں نے اس کی لشکر گاہ اور سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا بھگوڑوں کا ایک گروپ اسی رات کو بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور سپہ سالاروں کا ایک گروپ اس کے لشکر سے الگ ہو کر معتر سے مل گیا جس میں علی و محمد خلیفہ واثق کے بیٹے بھی تھے یہ واقعہ اوائل رجب ۲۵۱ھ کا ہے۔

معتر اور مستعین کی گھمسان کی جنگیں:..... اس واقعہ کے بعد فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں دونوں طرف کے ہزاروں آدمی کام آئے انہی لڑائیوں کے دوران ایک مرتبہ ترکوں کا لشکر بغداد میں داخل ہو گیا اور پھر اہل بغداد نے ان کو مار کر وہاں سے نکال دیا اس کے بعد ترکوں نے مدائن کی طرف کوچ کر دیا اور پھر ابوالساج گورنر مدائن سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر آخر کار ابوالساج ترکوں سے مزاحمت نہ کر سکا اور ترکوں نے مدائن پر قبضہ کر لیا اس دوران وہ ترکی لشکر جو انبار میں تھا سواد بغداد میں مغربی جانب سے قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اور صرصر اور قصر ابن ہبیرہ تک لوٹتے ہوئے آگے بڑھا آیا ماہ ذیقعدہ ۲۵۱ھ تک محاصرہ قائم رہا۔ ماہ ذیقعدہ کی کسی تاریخ میں بہت بڑی خونریزی لڑائی ہوئی جس کی نظیر پیشتر کی لڑائیوں میں نظر نہیں آتی۔

لشکر معتر کی شکست پھر جیت:..... ایک روز ابن طاہر نے ماہ مذکور میں طویل محاصرے سے گھبرا کر اپنے نامی گرامی سپہ سالاروں اور سرداران لشکر کو جمع کیا اور دیر تک اپنی پرزور تقریر سے ان کو ابھارا پھر جب ان لوگوں کے چہرے سرخ ہو گئے اور سرخ سرخ آنکھوں سے جوش انتقام اور جنگ کا خون ٹپکنے لگا تو ابن طاہر نے نصر من اللہ وفتح قریب کہہ کر حملہ کا حکم دے دیا لشکری اس حکم کے صادر ہوتے ہی شیر غزراں کی طرح دھاڑتے ہوئے ترکوں کے لشکر پر جا پڑے چنانچہ ہنگامہ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا اس واقعہ میں ترکوں کو شکست ہوئی اور ایک بڑا حصہ ان کی فوج کا کام آ گیا۔ بغا اور وصیف کے لشکر میں جو ترکی دستہ تھا اپنی قوم کو تباہ ہوتے ہوئے دیکھ کر ترکوں سے جا ملا اس سے ترکوں کو ایک گونہ قوت حاصل ہو گئی حوصلہ پا کر پھر واپس آ گئے اور اہل بغداد شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

صلح کرانے کی ناکام کوشش:..... ماہ ذی الحجہ ۲۵۱ھ میں رشید بن کاؤس اور افشین فریقین میں صلح کرانے کے لئے ترکوں کے لشکر میں امن حاصل کر کے گئے لوگوں نے ابن طاہر پر خلیفہ مستعین کو معزول کرنے کی تہمت لگائی جب رشید ترکوں کے لشکر سے واپس آیا اور اہل بغداد کو معتر اور اس کے بھائی ابوالاحمد کا سلام پہنچایا اہل بغداد نے اس کو اور ابن طاہر کو گالیاں دیں اور سخت و ست کلمات سے مخاطب کیا اور رشید کے مکان کو گرانے کے لئے لپکے اتنے میں ابن طاہر خلیفہ مستعین سے اس ہنگامہ کو ٹھنڈا کرنے کی اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس کیا اور انہیں اس کام

سے روکا اور الزامات سے اپنی برات ظاہر کی چنانچہ اہل بغداد کے خیالات اس کے سمجھانے سے ٹھیک ہو گئے اور فتنہ فرو ہو گیا پھر لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس آ گئے۔

ابن طاہر کے خلاف ہنگامہ:..... پھر ابن طاہر اور ابوالاحمد میں خط و کتابت شروع ہوئی جس سے عوام الناس اور لشکریوں کو بدظنی کا موقع مل گیا خیالات فاسدہ جو اس کی طرف سے اس سے پہلے پیدا ہو گئے تھے پھر دوبارہ تازہ ہو گئے لشکریوں نے اپنی تنخواہیں اور روزینے مانگ لئے ابن طاہر نے ان لوگوں کو فتنہ فرو کرنے کا حکم دیا اور دو مہینے کی تنخواہ دینے کا وعدہ کر لیا لشکریوں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ ”ہم اس وقت تک اس فعل سے باز نہ آئیں گے جب تک ہم کو خلیفہ مستعین کی صحیح صحیح رائے معلوم نہ ہوگی کہ وہ کیا چاہتے ہیں ہم کو یہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے کہ کہیں ترکی کا لشکر بغداد پر قابض نہ ہو جائے اور ہمارے ساتھ بھی وہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل مدائن اور انبار کے ساتھ کر چکا ہے“ ابن طاہر نے سارے واقعات خلیفہ مستعین کے سامنے بیان کر دیئے چنانچہ خلیفہ مستعین دارالعلوم کی چھت پر آیا اس کے ایک ہاتھ میں خلافت کی چادر تھی اور دوسرے میں عصا تھا اس نے شرعی قسم کھا کر کہا ”تم لوگ کسی قسم کا اندیشہ مت کرو محمد بن عبد اللہ بن طاہر نے جو بیان کیا ہے وہ سب صحیح ہے اور درست ہے“ اہل بغداد کو خلیفہ مستعین کے قسم کھانے سے اعتبار ہو گیا اور خیالات فاسدہ دور ہو گئے چنانچہ سب کے سب واپس چلے گئے اور فتنہ و فساد کا ہنگامہ فرو ہو گیا۔

خلیفہ مستعین رصافہ میں:..... ابن طاہر نے اہل بغداد کا آئے دن یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر بغداد سے مدائن چلے جانے کا ارادہ کر لیا شہر کے رئیسوں نے حاضر ہو کر معذرت کی کہ یہ فعل بازار یوں کا ہے ہم لوگ اس سے بری ہیں اور اگر ہم ہی قصور وار سمجھے جارہے ہیں تو ہمیں معاف فرمائیے، ابن طاہر نے ان لوگوں کو انتہائی شائستگی سے نہایت معقول جواب دے کر واپس کر دیا، انہی دنوں خلیفہ مستعین مصلحتاً ابن طاہر کے مکان سے اٹھ کر رصافہ میں رزق خادم کے مکان پر چلا آیا مگر سپہ سالاروں اور بنی ہاشم کے سرداروں کو ابن طاہر کے ساتھ جنگ کرنے کی ہدایت اور تاکید کی۔

ابن طاہر کا لشکر سے خطاب:..... ایک دن ابن طاہر جنگ کے ارادے سے مسلح ہو کر گھر سے باہر آیا اور سوار ہو کر لشکر کے پاس گیا اور سرداران لشکر کو جمع کر کے کہنے لگا کہ واللہ میں خلیفہ مستعین کے علاوہ اور کسی کا خیر خواہ نہیں ہوں جب تک میرے دم میں دم ہے اس وقت تک خلیفہ کی بہتری اور بہبود کا خواہاں رہوں گا“ لوگوں کے دل اس فقرے کے سننے سے بھر آئے مرحبا مرحبا جزاک اللہ چلا اٹھے ابن طاہر ان لوگوں سے رخصت ہو کر خلیفہ مستعین کی طرف چلا۔

ابن طاہر کی مستعین سے بدگمانی:..... مگر راستے میں کسی فتنہ پرداز نے اسے بہکا دیا تم کس خیال میں ہو جس کی ہمدردی اور خیر خواہی کر رہے ہو اس نے تو بغا اور وصیف کو تمہارے قتل پر مقرر کیا تھا مگر ان لوگوں نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی“ یہ خبر سننے سے ابن طاہر کے چہرے کا رنگ اڑ گیا اور اسی تردد و انتشار کی حالت میں اپنے گھر واپس آ گیا پھر اس دوران احمد بن اسرائیل اور حسین بن ابی مہدٰ آ گئے ان دونوں نے بھی خلیفہ مستعین کی طرف سے اسی قسم کی بری خبر سنائی تب تو ابن طاہر کے دل میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے مگر انتہائی استقلال سے ان کو ضبط کیا اور کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیا تا آنکہ عید الاضحیٰ کے بعد ابن طاہر خلیفہ مستعین کی خدمت میں سلام کرنے حاضر ہوا اس وقت فقہاء اور قضاة اور اراکین دولت بھی موجود تھے، ابن طاہر نے عرض کی ”امیر المؤمنین کی اگر مرضی اور حکم ہو تو ابوالاحمد سے صلح کر لی جائے اور صلح نامہ بھی لکھ دیا جائے“ خلیفہ مستعین نے کہا ”بہتر ہے چنانچہ ابن طاہر رخصت ہر کر باب شامیہ کی جانب آیا اور تھوڑی دیر ٹھہر کر خلیفہ مستعین کی خدمت میں پھر واپس گیا اور یہ عرض کی کہ صلح نامہ ہر طرح سے مرتب ہو گیا ہے اور شرائط صلح یہ ہیں:

(۱)..... آپ اپنے کو خلافت سے معزول کر دیجئے۔

(۲)..... پچاس ہزار دینار نقد لشکریوں کو مرحمت کیجئے تیس ہزار کی جاگیر دیجئے۔

(۳)..... دار الخلافہ چھوڑ کر حجاز میں حرمین کے درمیان قیام فرمائیے۔

(۴)..... بغا کو حجاز اور وصیف کے ”جیل“ کا گورنر بنادیں۔

(۵)..... خراج کا تیسرا حصہ ابن طاہر اور لشکر بغداد کو دیا جائے اور باقی دو ٹلٹ موالی اور اتراک کو۔

صلح پر مستعین کی رضا مندی:..... اس فاسد خیال سے کہ وصیف اور بغامیرے حامی ہیں ان شرائط کو منظور نہیں کیا لیکن جب یہ راز کھل گیا کہ یہ دونوں بھی ابن طاہر کے ساتھ ہیں تو راضی ہو گیا اور اس کے علاوہ جن شرائط کو اس نے پسند کیا لکھا اور فقہاء وقضاة کو طلب کر کے اس بات کا ان کو گواہ بنایا کہ میں نے اپنے سارے کاموں کو ابن طاہر کے حوالے کر دیا ہے اس کے بعد سپہ سالاروں کو بلوایا جب وہ سب حاضر ہو گئے تو یہ بیان کیا کہ اس سے میرا یہ مقصود ہے کہ خونریزی نہ ہو تم لوگوں کی جانیں ناحق خطرے میں نہ پڑیں لہذا تم لوگ میری اس تحریر کے ساتھ ابن طاہر کے ساتھ معزز کے پاس جاؤ اور میرے اقرار کی گواہی دو چنانچہ یہ لوگ ابن طاہر کے ساتھ جبکہ محرم ۲۵۲ھ کی چھ راتیں گزر چکی تھیں معزز کے پاس آ گئے۔

مستعین کی معزولی اور معزز کی بیعت:..... جس وقت وہ صلح نامہ جس کو ابن طاہر نے مرتب کیا تھا معزز اور سپہ سالاروں کے دستخطوں سے مکمل ہو گیا تو اہل بغداد سے معزز کی خلافت کی بیعت لے لی گئی جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ گیا اور معزول خلیفہ مستعین نے بھی بیعت کی اور اپنی معزولی کا اعلان کیا خلیفہ معزز نے اس کو رصافہ سے قصر حسن بن سہل ۱ میں لا کر ٹھہرایا اس کے ساتھ کے اہل و عیال بھی تھے۔ چادر، عصا اور خلافت کی انگٹھی لے لی اور یہ کہ معظمہ جانے کی ممانعت کر دی چنانچہ مستعین بصرہ جانے کی درخواست پیش کی مگر یہ بھی نامنظور کر دی گئی مزید اس پر یہ ہوا کہ قصر حسن بن سہل سے کشتی پر سوار کرا کے واسطہ بھیج دیا۔

معزز کے اقدامات:..... ان واقعات کے بعد امور سلطنت میں بہت سی تبدیلیاں واقع ہوئیں خلیفہ معزز نے احمد بن ابی اسرائیل کو قلمدان وزارت حوالے کیا۔ ابواحمد (خلیفہ معزز کا بھائی) بغداد سے سامرا واپس آیا اور محرم ۲۵۲ھ کے آخر میں ابوالساج دیوداد ۲ بن یودست بغداد پہنچا ابن طاہر نے معاون سواد کا انتظام اس کے سپرد کیا چنانچہ اس نے اتراک اور مغاربہ کی مزاحمت کے لئے اپنے نائب کو مقرر کیا اور خود کوفہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معزز نے ابن طاہر کو حکم دیا کہ بغا، وصیف اور ان لوگوں کے نام جو ان کے ہم آہنگ ہیں دفتر شاہی سے نکال دیئے جائیں۔

بغا اور وصیف کی معافی:..... اس دوران محمد بن ابی عون نامی ایک شخص نے جو ابن طاہر کا سپہ سالار تھا ابواسحاق کی سازش سے بغا اور وصیف کے قتل کا بیڑہ اٹھالیا اور بارگاہ خلافت سے اس حسن خدمت کے صلے میں اس کو یمامہ، بحرین، اور بصرہ کا گورنر بنا دیا گیا۔ اتفاق سے یہ بغا اور وصیف تک یہ خبر پہنچ گئی تو وہ سوار ہو کر ابن طاہر کی خدمت میں آئے اور سارے حالات سے مطلع کیا اور لوگوں کی بد عہدی اور پیمان شکنی کی شکایت کی ابن طاہر نے ان کو تسلی دے کر واپس کر دیا اس کے بعد وصیف نے اپنی بہن سعاد کو مؤید کے پاس بھیجا (مؤید نے اس کی آغوش تربیت میں پرورش پائی تھی) مؤید خلیفہ معزز کی خدمت میں حاضر ہوا اور وصیف کی سفارش کر کے قصور معاف کرایا اور ایسے ہی ابواحمد بن متوکل نے بغا کے ساتھ ہمدردی کی خلیفہ معزز نے قصور معاف کر کے ایک فرمان خوشنودی کا ان دونوں کے نام بھیج دیا۔

بغا اور وصیف کی عزت افزائی:..... اس کے بعد پھر ترکوں نے ادھر خلیفہ معزز سے کہہ سن کر بغا اور وصیف کے نام سامرا میں حاضری کا فرمان بھجوایا اور ادھر ابن طاہر کو حکم بھیجا کہ بغا اور وصیف اگر سامرا آنے کا ارادہ کریں تو ہرگز آنے مت دینا چنانچہ بغا اور وصیف نے خلیفہ کا فرمان پاتے ہی سامرا کی تیاری شروع کر دی ابن طاہر نے روکنا چاہا لیکن وہ نہیں رکے اور بغداد سے روانہ ہو کر سامرا پہنچے خلیفہ معزز نے ان دونوں کو خلعت فاخرہ سے نوازا کر ان کو گورنر کے طور پر بحال رکھا اور مؤوی بن بغا کبیر کے پاس اس کے وکیل کو واپس کر دیا۔

ابن طاہر کے خلاف فتنہ:..... ماہ رمضان ۲۵۲ھ میں لشکر بغداد اور ابن طاہر کے درمیان ایک فتنہ برپا ہو گیا یہ لوگ اپنی تنخواہیں طلب کرنے ابن طاہر کے پاس آئے تھے ابن طاہر نے جواب دیا کہ ”میں نے بارگاہ خلافت میں تمہاری تنخواہوں کے بارے میں ایک درخواست بھیجی تھی جواب میں خلیفہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر تم نے لشکر بغداد کو اپنے لئے رکھا ہے تو اس کے مصارف تم برداشت کرو اور اگر ہمارے لئے رکھا ہے تو ہم کو اس

۱..... مسعودی کی مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۸۷ پر حسن بن سہل کے بجائے حسن بن وہب تحریر ہے۔

۲..... ایک نسخے میں، دیوداد بن یودست، کے بجائے، دیوداد بن درموسب، تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں ابن اثیر کی (اکامل جلد ۲ صفحہ ۳۸۸)

کی ضرورت نہیں ہے اسے موقوف کردو، بغداد کا لشکر یہ سن کر شور و غل مچانے لگا ابن طاہر نے مجبور ہو کر دو ہزار دینار دیئے جس کے بعد ہنگامہ ختم ہو گیا اور وہ اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا اس کے بعد پھر دوبارہ لشکر بغداد نے یورش کی اس مرتبہ ان کے ساتھ جھنڈے اور طبل بھی تھے سرداروں کے لئے باب شماسہ پر خیمے نصب کئے اور عام سپاہیوں کے لئے ”نے“ اور لکڑیوں کے مکانات بنائے۔

بلوہ اور فساد:..... محمد ابن ابراہیم نے بھی اپنے ساتھیوں کو جمع کیا اور اپنے گھر کو جنگ جوؤں سے بھر لیا ان بلوہائیوں کا یہ ارادہ تھا کہ جمعہ کے دن خطیب کو معزز کے حق میں دعا کرنے سے روک دیں خطیب یہ خبر سن کر گھر بیٹھ گیا اور اپنی طبیعت کی خرابی کا بہانہ کر دیا لشکر بغداد پل توڑنے کے لئے پل کی طرف بڑھا ابن طاہر کی فوج اپنے ارادے میں کامیاب ہو گئی اس کے بعد لشکر بغداد نے مشرقی جانب لشکر کی مدد سے ابن طاہر کی فوج کو شکست فاش دیا اور بلوہائیوں نے پولیس لوٹ لیا ابن طاہر نے اس ہنگامہ کو دیکھ کے ان دکانوں کے جلادینے کا حکم دیا کہ جو دروازہ پل پر واقع تھیں۔ ان دکانوں میں آگ کا لگنا تھا کہ لشکر بغداد کا آگے بڑھنا موقوف ہو گیا اور فریقین میں آگ حائل ہو گئی ابن طاہر کی فوج برباد ہونے سے بچ گئی اور فتح مند گروہ اپنے کیمپ میں واپس آ گیا۔

بلوہائیوں کی جھڑپیں:..... ابن طاہر نے پھر اسی وقت سے مزید لشکر کی فراہمی کی طرف توجہ کی اور اپنے نامی گرامی سپہ سالاروں اور جنگ جوؤں کو جمع کیا اور تجربہ کار سے ایک تازہ دم فوج مرتب کی اس دوران لشکر بغداد کے دو آدمی ابن طاہر کے پاس آئے اور لشکر بغداد کا ایک خفیہ راستہ بتا دیا ابن طاہر نے شاہ بن میکال کو چند سپہ سالاروں اور تھوڑی سی فوج کے ساتھ اس راستہ کی طرف سے حملہ کرنے کی عرض سے روانہ کیا۔ یہ معرکہ بہت خطرناک اور روح فرسا تھا لشکر بغداد کا نامی گرامی سپہ سالار ابن خلیل اس لڑائی میں مارا گیا اور اس کے دوسرے سردار ابوالقاسم عبدون بن فوق نے ابن طاہر پر حملہ کیا مگر کامیابی نہیں ہوئی پھر یہ بھی انہی لڑائیوں کے دوران مر گیا۔

مؤید کی معزولی:..... ماہ رجب ۲۵ھ میں خلیفہ معزز نے اپنے بھائی مؤید کو ولی عہدی سے معزول کر دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ علاء بن احمد آرمینہ کے گورنر نے مؤید کے پاس پانچ ہزار دینار کسی ضرورت کے لئے بھیجے اس کی عیسیٰ بن فرخان شاہ کو خبر مل گئی تو اس راستے سے لے لئے چنانچہ مؤید نے اتراک اور مغارہ کو عیسیٰ بن فرخان شاہ کی مخالفت پر ابھار دیا اس پر عیسیٰ نے بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر مؤید کی شکایت جڑدی چنانچہ معزز نے مؤید اور ابوالاحمد کی اسی وقت گرفتار کر کے قید کر دیا اسی زمانہ میں مؤید سے اس کی معزولی کا اقرار لکھوایا۔

مؤید کی پراسرار موت:..... اس کے بعد خلیفہ معزز تک کسی نے یہ خبر پہنچادی کہ اتراک مؤید کو جیل سے نکال کر لے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اس پر خلیفہ معزز نے موسیٰ بن بغا سے استفسار کیا مگر موسیٰ بن بغا نے لاعلمی ظاہر کی تو خلیفہ معزز نے اگلے دن مؤید کو جیل سے باہر نکالنے کا حکم دیا چنانچہ جب مؤید کو باہر نکالا گیا تو وہ مرچکا تھا اس کی ماں نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کی ناک اور منہ بند کر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے دم گھٹنے سے مر گیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ اسے برف میں بٹھا دیا گیا تھا اور ایک بہت بڑا ٹکڑا سر ① پر رکھ دیا تھا اس وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی، غرض مؤید کے مرجانے کے بعد اس کا بھائی ابوالاحمد پھر جیل میں بیڑیاں کھڑکھڑانے کے لئے بھیج دیا گیا۔

مستعین کا قتل:..... خلیفہ معزز نے مؤید کے قتل کے بعد معزول خلیفہ مستعین کے قتل کا ارادہ کیا چنانچہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر کو حکم بھیجا کہ ”بد نصیب معزول خلیفہ مستعین کو سیما خادم کے حوالہ کردو“ ابن طاہر نے سیما خادم کی معرفت ایک خط اسی مضمون کا ان دو آدمیوں کے نام لکھ بھیجا کہ جو مستعین کی نگرانی پر واسطہ میں مقرر تھے ایک قول یہ ہے کہ احمد بن طولون ② کی معرفت یہ خط روانہ کیا گیا تھا چنانچہ احمد بن طولون معزول خلیفہ کو واسطہ سے لے کر قاطول آیا اور سعید بن صالح کو حوالہ کر دیا سعید بن صالح نے اسے اتنا مارا کہ معزول خلیفہ مستعین ③ مر گیا بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ

①..... مؤید کے قتل کا قصہ دیکھیں (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۲۰۱) اور النجوم الزاہرۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۵)

②..... (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۱۸۷) اور طبری کی روایت یہ ہے کہ احمد بن طولون کو مصر کے گورنر بننے سے پہلے واسطہ میں مستعین کا ذمہ دار بنایا گیا تھا۔

③..... خلیفہ مستعین باللہ ابو العباس احمد بن معصم بن رشید برادر خلیفہ متوکل ۲۲۱ھ میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام مخارق تھا، طبع صورت، سفید رنگ تھا اور چہرہ پر چچک کے داغ تھے زبان میں لٹخ یعنی لکنت تھی حروف راء، لام، غین اور شین ادا نہیں کر سکتا تھا تقریباً اکیس برس کی عمر پائی، سب سے پہلے اس نے چھوٹی نوپیاں اور چوڑی آستینوں کا پہننا شروع کیا اس کی آستینیں تین بالشت چوڑی ہوتی تھیں۔ واللہ اعلم (تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۳۵)

مستعین کے پاؤں میں پتھر باندھ کر دجلہ میں ڈال دیا تھا۔

مستعین کا وفادار گھوڑا:..... بہر کیف مستعین کے مرجانے کے بعد اس کی سواری کا جانور بھی سر پٹک کر مر گیا پھر مستعین کا سراتار کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا گیا خلیفہ معتز نے حکم دیا کہ سر کو دفن کر دیا جائے اور اس حسن خدمت کے صلہ میں سعید بن صالح کو پچاس ہزار درہم اور بصرہ کا گورنر بنا دیا جائے۔

ترکوں اور مغاربہ کی چپقلش:..... ماہ رجب ۲۵۲ھ میں اتراک اور مغاربہ کے درمیان خوب اختلاف ہو گیا ترکوں نے مؤید کے اشارے سے ایک دن عیسیٰ بن فرخان شاہ کو گرفتار کر کے مارا اور گھوڑا چھین لیا مغاربہ کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا لہذا ایک ہو کر آپس میں مشورہ کیا اور موقع پا کر جوسق پر حملہ کر دیا لیکن ترکوں کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ مغلوب ہو گئے مغاربہ نے ان کے گھوڑے چھین لئے اور ان پر سوار ہو کر بیت المال کی طرف آئے اور اس پر قبضہ کر لیا ترکوں نے اس ہزیمت شکست کے بعد کرنے اور شاہی مکانات کو مقسمین کو اپنی جماعت میں ملا کر صف آرائی کی چنانچہ بازاری اور شاہی مغاربہ سے مل گئے اس وجہ سے ترکوں کی قوت گھٹ گئی اور وہ ہنگامہ کارزار گرم کرنے کی جرات نہ کر سکے نہ ہوئی جعفر بن عبد الواحد دونوں گروپوں میں مصالحت کی کوشش کرنے لگا فریقین آنے دن بہانے کرتے رہے اور اس کے بعد جس وقت مغاربہ متفرق و منتشر ہو گئے تو ترکوں نے پھر مجمع کر لیا۔ محمد بن ارشد اور نصر بن سعید یہ خبر سن کر محمد بن عون کے گھر پر چڑھ گئے اور ان دونوں کو گرفتار کر کے اسی مکان میں قتل کر دیا خلیفہ معتز نے یہ سن کر محمد بن عون کو اس جرم میں کہ اس نے ان دونوں کی جان بچانے میں غفلت کی قتل کرنے کا ارادہ کیا مگر لوگوں کی سعی اور سفارش سے قتل تو نہ کیا مگر جلاء وطن کر دیا۔

مساور خارجی کے بیٹے پر ظلم:..... موصل کا گورنر عقبہ بن محمد بن جعفر بن محمد بن اشعث بن ہانی خزاعی تھا اور موصل جدید ① کی پولیس حسین بن بکیر کی ماتحتی میں تھی مساور بن عبد اللہ بن مساور بجلی خارجی بوارح میں رہتا تھا ایک دن حسین بن بکیر پولیس کے افسر نے مساور کے حوثرہ نامی ② بیٹے کو موصل جدید میں گرفتار کر لیا حوثرہ ایک حسین نوعمر لڑکا تھا حوثرہ نے اپنے باپ مساور کو لکھ بھیجا کہ حسین بن بکیر پولیس کے افسر نے مجھے جبراً گرفتار کر لیا ہے دن کو تو میں قید و تنہائی کی مصیبت جھیلتا ہوں اور رات کے وقت وہ مجھ سے خلاف وضع فطرت ③ کے فعل کا ارتکاب کرتا ہے مساور اس کا خط دیکھنے کے بعد سخت مشتعل ہوا اور قرب وجوار کے لوگوں کو جمع کر کے موصل جدید کا رخ کیا حسین بن بکیر یہ خبر مل کر روپوش ہو گیا اور مساور نے اپنے بیٹے حوثرہ کو جیل سے نکال لیا۔

مساور خارجی کا خروج:..... رفتہ رفتہ اکرا اور اعراب کے کانوں تک یہ خبر پہنچ گئی تو ان میں بھی جوش پیدا ہو گیا مستعد اور تیار ہو کر مساور کے پاس آ گئے ان لوگوں کے آملنے سے مساور کی قوت بڑھ گئی چنانچہ اس نے فوج مرتب کر کے موصل کا رخ کیا اور مشرقی جانب پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چند دنوں تک عقبہ بن محمد (گورنر موصل) سے لڑتا رہا۔ پھر وہاں سے لوٹ کر خراسان کے راستہ پر آ کے رک گیا خراسان کے راستے کی حفاظت پر بندار اور مظفر بن مشبک مقرر تھے بندار یہ خبر سن کر تین سو کا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مساور کے ہمراہ سات سو خوارج تھے لڑائی ہوئی تو مساور نے بندار کے ساتھیوں کو شکست دے کر سب کو قتل کر دیا ان میں بندار بھی تھا صرف پچاس آدمی زندہ بچے اور مظفر بن مشبک بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور خوارج جلولاء کی جانب چلے گئے اہل جلولاء اور مساور سے بہت سی لڑائیاں ہوئیں جن میں فریقین کے سیکڑوں آدمی کام آ گئے اس کے بعد بارگاہ خلافت سے خطر مش کو مقرر کیا گیا اور ایک عظیم لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر مساور نے اس کو بھی شکست دے دی اور موصل کے اکثر حصوں پر قابض ہو گیا۔

حسن بن ایوب سے جنگ:..... پھر ۲۵۲ھ میں ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی کو موصل کی حکومت دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے

① یہ اس طرح کا لفظ ہے جیسے نیوہلی، نیوکراچی، نیو موصل۔ وغیرہ

② ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں، حوثرہ، کے بجائے، حوثرہ، تحریر ہے جبکہ الکامل ابن اثیر جلد ۴/۳۹۱ میں، حوثرہ، ہی ہے۔

③ اس کی عربی عبارت الکامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۳۹۱ پر اس طرح ہے کہ ”انا فی النہار محبوس وفی اللیل عروس“ مطلب وہی ہے کہ جو متن میں تحریر کیا گیا ہے۔

بیٹے حسن کو بطور نائب موصل پر متعین کیا اور اس نے ایک بڑا لشکر فراہم کیا جس میں حمدون بن حرث بن لقمان (امراء بنی حمدان کا دادا) اور محمد بن عبد اللہ بن سید بن انس بھی تھے۔ حسن نے لشکر مرتب کرنے کے بعد مساور سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا اور نہر زاب کو عبور کر کے مساور کے سر پر پہنچ گیا چنانچہ مساور اپنا کیمپ چھوڑ کر پیچھے ہٹ آیا حسن نے آگے بڑھ کر ادی ریات میں طبل جنگ بجوایا اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا جس میں لشکر موصل کو ہزیمت شکست ہوئی محمد بن سید از دی مارا گیا اور حسن بن ایوب مضافات اربل کی جانب بھاگ گیا۔

موصل پر قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد ۲۵۵ھ میں ایک خلیفہ (معتز) کی معزولی دوسرے خلیفہ (مہندی) کی مخالفت اور گورنر موصل کی تبدیلی سے خوارج نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی عبد اللہ بن سلیمان جیسے نا تجربہ کار شخص کو موصل کا گورنر مقرر کیا گیا تو مساور نے موقع پا کر موصل پر چڑھائی کر دی اور عبد اللہ بن سلیمان والی موصل خوف جنگ سے چھپ گیا مساور نے شہر میں پہنچ کر بغیر مزاحمت اور جنگ کے اس پر قبضہ کر لیا اور اربل موصل میں سے کسی کے کان جوں تک نہیں رہی اس دوران جمعہ کا دن آ گیا تو وہ جامع مسجد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز ادا کرنے گیا اور خطبہ دیا نماز پڑھی اور نماز جمعہ کے بعد موصل جدید ۱ کی طرف چلا گیا جو اس کا دارالہجرہ تھا۔

مساور کی مخالفت:..... ۲۵۶ھ میں خوارج میں سے ایک شخص عبیدہ بن زہیر عمری نے مساور کی مخالفت کا علم بانڈ کر عبیدہ اور مساور سے گناہگار کی توبہ کے مسئلے میں بہت بڑا مباحثہ ہوا عبیدہ کہتا تھا کہ گناہگار کی توبہ قبول ہی نہیں کی جائے گی۔ اور مساور اس کے خلاف کہتا تھا خوارج کا ایک گروپ عبیدہ کے ساتھ مل گیا مساور نے موصل جدید سے عبیدہ کی طرف جنگ کے ارادے خروج کیا بہت سخت لڑائی ہوئی جس میں عبیدہ مارا گیا اور اس کے ساتھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے تھوڑے دن کے بعد بنی زہیر میں سے ایک دوسرا شخص ”طوق“ مساور کی مخالفت پر اٹھا حسن بن ایوب بن احمدی عدوی نے اس کے خلاف ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا طوق نے ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ میں مساور سے صف آرائی کی لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا اور مساور نے عراق کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا اور خراج کا بھیجنے بند کر دیا۔

شاہی فوج کی آمد:..... موسیٰ بن بغا اور بابکیال نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مساور پر فوج کشی کی اور سن ۲۵۷ھ تک بڑھ آئے ابھی لڑائی چھڑنے نہ پائی تھی کہ یہ خبر پا کر کہ ترکوں نے خلیفہ مہندی کے خلاف علم بغاوت بلند کیا ہے۔ اور تخت خلافت سے اس کو اتارنے کی کوشش کر رہے ہیں سامرا واپس آ گئے۔ لہذا جس وقت خلیفہ معتمد خلیفہ بنا تو اس نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مفتح کو جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا مساور نے حدیثہ سے نکل کر ان دو پہاڑوں کا رخ کیا جو اس کے سامنے تھے مفتح نے یہ خبر سن کر مساور کے لشکر کے پچھلے حصہ پر حملہ کر دیا اور نہایت تیزی سے معرکہ کارزار گرم کر دیا مساور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور مفتح اس کا محاصرہ کئے ہوئے دامن کوہ میں ٹھہر گیا ایک مدت تک دونوں گروپوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں چونکہ مساور کے ساتھیوں میں جنگ عبیدہ کے زمانے سے اس لڑائی تک زخمیوں کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اس لئے موقع پا کر پہاڑ کی چوٹی سے اتر آیا صبح ہوئی تو میدان جنگ میں صرف مفتح کا لشکر نظر آیا مفتح نے اپنے حریف سے میدان کو خالی دیکھ کر موصل کا رخ کیا پھر موصل سے روانہ ہو کر دیار ربیعہ پہنچا اور دیار ربیعہ سے سنجاہ، نصیبین سے ہوتا ہوا خابور پہنچ گیا اور اس کا انتظام کر کے موصل واپس آیا اور ایک دو دن قیام کر کے حدیثہ کی طرف کوچ کر دیا۔

مساور کا دوبارہ قبضہ جیسے ہی مفتح نے موصل چھوڑا مساور واپس آ گیا اور اس کے لشکر کے پچھلے حصہ پر قتل و غارت سے ہاتھ صاف کرتا ہوا حدیثہ تک پہنچ گیا مفتح کے ساتھی روزانہ جنگ اور سفر سے تھک گئے تھے اس لئے لڑائی سے جان چرانے لگے مفتح نے چند دن حدیثہ میں قیام کر کے رمضان ۲۵۶ھ میں بغداد کی جانب واپسی کر دی اور مساور نے دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا ان واقعات سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا اس کے بعد ۲۵۸ھ میں مسروخی نے حدیثہ پر چڑھائی کی اور جلعان نامی ترک سپہ سالار کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حدیثہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ پھر ۲۶۱ھ خراسان کا حاکم یحییٰ بن جعفر مساور کی خونریز لڑائی کی نذر ہو گیا مسرور نے اس کا تعاقب کیا مفتح نے بھی اس تعاقب میں مسرور کا ساتھ دیا مگر وہ دونوں اس کو نہ پاسکے۔

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ پر لکھا ہے کہ مساور نماز جمعہ ادا کر کے حدیثہ کی طرف چلا گیا جو اس کا دارالہجرہ تھا۔

② یہ نام ہم نے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۰) سے تحریر کیا ہے اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

فوج کے ہاتھوں وصیف کا قتل:..... ۲۵۳ھ خلیفہ معتز کے دور میں اتراک، فراعنہ، اور اشروسیہ کی فوجیں جمع ہو کر چار چار مہینے کی تنخواہیں مانگنے لگیں اور شور و غوغا مچاتی ہوئی دربار خلافت تک پہنچ گئے بغاوت وصیف اور سیماطویل ان لوگوں کو سمجھانے کے لئے آئے چنانچہ وصیف نے آگے بڑھ کر کہا ”فی الحال خزانہ خالی ہے چار چار مہینے کی تنخواہیں کہاں سے ادا کریں؟“ لشکریوں نے جواب دیا ”ہم اس کے ذمہ دار نہیں ہیں جہاں سے چاہو لاؤ مگر ہمیں دو“ وصیف ایک مٹھی میں خاک اٹھا کر بولا ”لو یہ مٹی حاضر ہے تنخواہ کے عوض لے جاؤ“ لشکریوں کو اس جواب سے برہمی پیدا ہو گئی اس کے بعد بغا نے کہا ”ذرا صبر کرو میں امیر المؤمنین سے پوچھ کر آتا ہوں تم لوگ شناس کے مکان پر چلو وہیں یہ معاملہ طے کیا جائے“ لشکری اس کا جملہ پورا ہوتے ہی شناس کے مکان کی طرف دوڑ پڑے اور وہیں بحث و مباحثہ کرنے لگے۔ بغا اور سیماطویل معتز کے خدمت میں حاضر ہو کر لشکریوں کے معاملہ میں عرض و معروض کرنے لگے بد قسمتی سے وصیف انہی لشکریوں کے پاس موجود تھا لشکریوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور سراتار کرنیزہ پر نصب کر دیا۔

معتز کے حکم پر بغا کا قتل:..... وصیف کے قتل ہو جانے کے بعد ہی لشکریوں کا جوش خود بخود فرو ہو گیا اور ادھر خلیفہ معتز نے بغاشرابی کو ہی عہدہ عنایت کیا جو وصیف کا تھا تاج ۱ پہنایا اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا لیکن کچھ دن بعد اس خیال سے کہ بغاشرابی کو امور سلطنت میں مکمل دخل ہو گیا ہے کہیں کسی وقت وہ فتنہ و بغاوت کا بانی نہ بن جائے چنانچہ خفیہ طور پر با بکیال کی طرف مائل ہو گیا اور آہستہ آہستہ اس کے انتظامی امور میں دخل دیتا گیا آخر میں یہ بھی وعدہ کر لیا کہ بغاشرابی کے بعد میں تم کو اس کی جگہ پر مامور کر دوں گا چنانچہ ابھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ بغاشرابی نے اپنی بیٹی آمنہ کا عقد صالح بن وصیف سے کر دیا اور اس کی رخصتی کے معاملے میں مصروف ہو گیا اس دوران خلیفہ معتز حمدان بن اسرائیل کے ساتھ سوار ہو کر با بکیال کے پاس ”کوشک سامرا“ میں گیا چونکہ اس کی اور بغا کی دلی رنجش تھی یہ خبر پا کر پانچ سو آدمیوں کے لشکر کے ساتھ سوار ہوا جس میں اکثر اس کے خدام بڑے اور سپہ سالار تھے مگر ان ساتھیوں کا زیادہ حصہ اس سے منحرف و کشیدہ خاطر تھا۔ سن میں پہنچ کر قیام کر دیا خلیفہ معتز کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اور وہ جان کے خوف سے مسلح ہونے لگا بغا کے ساتھیوں نے سردی کی شدت کی شکایت کی اور بیماری کا بہانہ کیا بغا دریا کے راستے بغداد کی طرف واپس ہوا اور رات کے وقت پل پر پہنچا غرض یہ تھی کہ ملازموں کو عبور کرنے کی اطلاع نہ ہو اتفاق سے ملازموں کو اس کے آنے کی خبر ہو گئی اور انھوں نے خلیفہ معتز کو اطلاع کر دی خلیفہ معتز نے بغا کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ مازین نے سراتار کر دربار خلافت میں بھیج دیا جو کہ دروازہ سامرا پر نصب کر دیا گیا اور مغاربہ نے اس کی لاش کو جلا دیا۔ بغا کا اس پوشیدہ طور سے آنے کا یہ مقصود تھا کہ صالح بن وصیف کے مکان میں جا کے چھپ رہوں گا اور حالت غفلت میں خلیفہ معتز پر حملہ کر کے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دوں گا لیکن اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا پل کے ملازموں کے ہاتھ مارا گیا۔ ۲

یعقوب بن لیث اور اس کا بھائی عمرو بختان ۳ میں تانبے پیتل کی دوکان رکھے ہوئے تھے اسی زمانہ میں ایک شخص جو کہ اہل بیت کا حامی تھا اس کا نام صالح بن نصر کنعانی تھا اس کے اطراف میں ظاہر ہوا اور خوارج سے معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا چونکہ اس کے ساتھی مطوعہ کے نام سے مشہور ہوئے اس وجہ سے لوگ اس کو صالح مطوعی کہنے لگے امراء و رؤساء شہر اور عوام الناس کا ایک گروپ اس کے معتقدین میں شامل ہو گیا ان میں درہم بن حسن اور یہی یعقوب بن لیث بھی تھے۔ تھوڑے ہی دنوں میں صالح نے جنگ اور حکمت عملی سے بختان پر قبضہ کر کے طاہر بن عبداللہ (گورنر خراسان) کو نکال دیا اتفاق یہ کہ اس کے بعد ہی صالح کی پر حوصلہ زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔

درہم بن حسن اور یعقوب:..... پھر درہم بن حسن اس کی جگہ مطوعہ پر حکومت کرنے لگا اس کے زمانہ میں معتقدین کی بہت کثرت ہوئی مگر یہ خود حد درجہ کا بزدل اور سادہ لوح تھا گورنر خراسان نے بحیلہ و مکر اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اس کے بعد مطوعہ نے مجتمع ہو کر یعقوب بن لیث کو اپنا امیر بنالیا یعقوب بن لیث ایک بہادر اور باتدبیر شخص تھا اس نے شرارت سے جنگ چھیڑ دی اور انتہائی مردانگی سے لڑ کر ان کو زیر کر لیا ان کے

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ پر تاج و شامین کا پہنایا جانا مذکور ہے جبکہ النجوم الزاہرۃ جلد ۲ صفحہ ۳۳۸ پر تاج الملک کا پہنایا جانا ذکر ہے۔

۲..... بغا کے قتل کی مزید تفصیل کے لئے دیکھیں (مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۲۰۲) اور (تاریخ یعقوبی جلد ۲ صفحہ ۵۰۳)۔

۳..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں جلد ۳ صفحہ ۲۹۲ پر عمرو کے بجائے عمر تحریر ہے، مزید دیکھیں (ابن اثیر ۳۹۸)۔

قصبات اور گاؤں ویران کر دیئے آدمی ہوشیار اور چالاک تھا اس نے دربار خلافت میں ایک خط اس مضمون کا بھیجا کہ میں نے خلیفہ کے مخالفین (شرارت) لڑ کر زیر کر دیا ہے اور میں ہر طرح خلیفۃ المسلمین کا مطیع و فرمانبردار ہوں، اور آہستہ آہستہ حکمت عملی سے بھتان پر قبضہ کر کے اس کے راستوں کی حفاظت کا انتظام کر لیا لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وعظ و پند کرنے لگا اس سے اس کی ظاہری وجاہت میں ترقی ہوئی اور اراکین دولت بھی اس کی عزت کرنے لگے۔

یعقوب کا ہرات اور بونہ پر قبضہ:..... کچھ عرصے بعد یعقوب بن لیث نے بھتان سے اطراف خراسان کی جانب سے ہرات پر محمد بن اوس انباری مقرر تھا۔ محمد بن اوس، یعقوب کی آمد کی خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا چنانچہ یعقوب سے لڑائی ہوئی تو میدان جنگ یعقوب کے ہاتھ رہا اور محمد بن اوس بھاگ کھڑا ہوا یعقوب نے ہرات اور بونہ پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس واقعہ سے گورنر خراسان اور اطراف و جوانب کے امراء کے ہوش و حواس اڑ گئے اور ان کے دلوں پر اس کی ہیبت اور رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔

علی بن حسین:..... اسی زمانہ میں علی بن حسین بن شبل نامی ایک شخص فارس کا گورنر تھا باوجودیکہ اس نے خراج دربار خلافت میں ایک مدت سے نہیں بھیجا تھا لیکن بھتان پر یعقوب کے تصرف و قبضہ کو گوارا نہ کر کے اس نے کرمان کی گورنری کی درخواست خلیفہ معزز کی خدمت میں بھیج دی چونکہ خلیفہ معزز ان دونوں (علی بن حسین اور یعقوب بن لیث) کی حقیقت حال سے بخوبی واقف تھا اس لئے اس نے دونوں کے پاس کرمان کی سند گورنری بھیج دی تاکہ دونوں لڑ بھڑ کر ختم ہو جائیں اور کم از کم یہ ہے کہ ان دو میں سے ایک ضرور فنا ہو جائے۔

یعقوب کا کرمان پر قبضہ:..... ادھر علی بن حسین بھتان سے خلیفہ کا فرمان پاتے ہی یعقوب صفار بھی کرمان کی طرف روانہ ہو گیا مگر اس کے پہنچنے کے پہلے طوق نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا یعقوب نے کرمان کے قریب پہنچ کر قیام کر دیا اور دو مہینے تک طوق کے انتظار میں رکھا جب طوق نے کرمان سے قدم باہر نہ نکالا تو یعقوب نے بھتان کی طرف کوچ کر دیا طوق نے اس کی واپسی کے بعد بجائے جنگ کی تیاری کے لہو و لعب کی مجلس منعقد کر دی اس وقت تک یعقوب بھتان کے راستے میں ہی تھا چنانچہ جاسوسوں نے اس کو اطلاع کر دی تو وہ لوٹ گیا اور دو دن کی مسافت کو ایک دن میں طے کر کے طوق کر سر پر پہنچ گیا اور چاروں طرف سے گھیر کے قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا طوق اور اس کے مصاحبوں کا نشہ ہرن ہو گیا اور وہ حواس باختہ ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے اس طرح یعقوب نے کرمان پر قبضہ کر لیا اور طوق کو بیڑیاں پہنا کر جیل میں ڈال دیا۔

علی بن حسین سے جنگ:..... علی بن حسین کو جب اس کی خبر ملی تو وہ اس وقت شیراز میں تھا خبر سنتے ہی اس کے بدن میں آگ سی لگ گئی اور وہ یہ سمجھ کر کہ اب شیراز کی بھی خیر نہیں ہے یعقوب اس طرف ضرور آئے گا۔ فوراً ایک لشکر منظم کر کے شیراز کے باہر ایک ایسے مقام پر ٹھہر گیا جس کے ایک جانب تو سربہ فلک پہاڑوں کا سلسلہ تھا اور دوسری طرف نہر تھی راستہ ایسا تنگ تھا کہ دو آدمی بھی ایک ساتھ نہ چل سکتے تھے۔ یعقوب بھی کرمان کے انتظام سے فارغ ہو کر شیراز کی طرف بڑھا اور علی بن حسین کے مقابلہ میں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے آگے بڑھنے کی ہمت نہ پڑی۔

یعقوب کا شیراز پر قبضہ:..... دوسرے دن یعقوب نے اپنے لشکر کی سوافوج کو مرتب کر کے ایک پر جوش خطبہ دیا اور گھوڑے کو تیار کر کے نہر میں ڈال دیا اس کے پیچھے پیچھے سوافوج نے بھی نیزے آڑے کر کے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے باتیں کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر میں نہر عبور کر کے علی بن حسین سے جا بھڑے چنانچہ گھمسان لڑائی ہونے لگی بالآخر علی بن حسین کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور علی بن حسین کو گرفتار کر لیا گیا یعقوب نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر شہر کا رخ کیا اور شیراز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے بھتان واپس آ گیا یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

مقتولین کی تعداد:..... بیان کیا جاتا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد علی بن حسین اور یعقوب کی سخت لڑائی ہوئی جس کا آخری نتیجہ یہ نکلا کہ علی بن حسین شکست ہوئی اور اس کا لشکر تقریباً پندرہ ہزار تھا جس میں موالی (آزاد کردہ غلام) اور اکراد تھے۔ علی بن حسین کا لشکر شکست کھا کر غروب آفتاب کے وقت شیراز کی طرف لوٹا۔ شہر پناہ کے دروازہ پر بھگڑوں کا ایک جمگھٹا تھا ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ جس طرح ممکن ہو سب سے پہلے وہ شیراز میں داخل ہو جائے کچھ لوگ اطراف فارس میں منتشر و متفرق ہو کر اہواز تک پہنچ گئے۔ اس معرکہ میں علی بن حسین کے ساتھیوں میں سے پانچ ہزار آدمی کام آئے۔

شاہی گورنروں کی فارس آمد..... یعقوب نے شیراز پر قبضہ کرنے کے بعد علی بن حسین کو طرح طرح کی تکلیفیں دیں اور بحر و تعدی ایک ہزار حقے، جوہرات، گھوڑے، آلات حرب اور عمدہ عمدہ قیمتی قیمتی سامان جس کی کوئی انتہا نہ تھی وصول کئے اور دربار خلافت میں اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ایک چھٹی بھی بھیج دی اور اس کے ساتھ ہی نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا بھی بھیجے ان میں دس سفید باز، ایک باز ابلق چینی اور سو، نانے مشک، کے تھے تحائف اور چھٹی بھیجنے کے بعد یعقوب نے سجستان کی جانب کوچ کر دیا اس کے ساتھ علی بن حسین اور طوق بھی تھے خلیفہ معتر نے اس کے بعد ہی فارس کو اپنے زیر کنٹرول علاقوں میں شامل کرنے کی غرض سے اپنے گورنروں کو روانہ کر دیا۔

احمد بن طولون چونکہ با بکیال ان دربر آوردہ اراکین حکومت میں سے تھا جو بغا، وصیف اور سیماطویل کے ساتھ رہتے تھے جس وقت اندرونی فتنے برپا ہونے لگے اور صوبوں کے گورنروں کی سرتابی اور خود مختاری نے قوائے حکومت مضطرب ہونے لگے اس وقت اطراف و جوانب کے گورنروں نے ہاتھ لمبے کرنا شروع کر دیئے جو جہاں تھا اس کو اپنا موروثی ملک سمجھ کر دبا بیٹھا انہی دنوں خلیفہ معتر نے با بکیال کو ابن مدبر کی جگہ صوبہ مصر کا گورنر بنا دیا اس وقت با بکیال حیدہ میں مقیم تھا اس نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو بطور نائب مقرر کیا۔ طولون ترکی النسل تھا اس کا باپ فرغانہ کی لڑائی میں قید ہو کر آیا تھا اس نے خاندان خلافت میں پرورش پائی اس کے بیٹے احمد نے بھی وہی نشوونما پائی، ہوش سنبھالا اور حکمرانی اور انتظام کے طریقے سیکھے۔

ابن طولون مصر میں..... با بکیال کو حکومت مصر ملنے کے بعد ایک بڑی فکریہ دامنگیر ہوئی کہ کس کو نائب بنایا جائے نیابت دی جائے اور کسے حکومت مصر پر میری جانب سے بھیجا جائے مشیروں نے احمد بن طولون کی طرف اشارہ کیا چنانچہ با بکیال نے اس کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا چنانچہ اس نے مصر پر مضافات مصر اور اسکندریہ کے سوائے سارے مصر پر قبضہ کر لیا پھر جب خلیفہ مہندی نے با بکیال کو قتل کر کے یار کوج ترکی کو مصر گورنر بنایا تو یار کوج نے احمد بن طولون کو چونکہ اس سے پرانے مراسم تھے اس کے عہدے پر بحال رکھا بلکہ تمام مصری علاقوں کا اپنی جانب سے نائب مقرر کر دیا اس سے حکومت مصر پر اس کے قدم مضبوطی سے جم گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے وارثہ ملک مصر کے حکمراں بنے اور خوب زور و شور سے ان کی حکومت و دولت کا سکہ چلا۔

محمد بن عبد اللہ کی وفات کے بعد..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ بن طاہر بن حسین عراق و سواد کا گورنر تھا، اس کے اعزہ واقارب محکمہ پولیس وغیرہ کی افسری کر رہے تھے مگر یہ خود بذاتہ بغداد میں مقیم اور خلیفہ مستعین کے ساتھ سرفروشی کر رہا تھا بالآخر مستعین اور معتر کی مصالحت ہو گئی اور خلیفہ معتر نے مستقل طور سے زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لے لی تو ۲۵۳ھ میں خلیفہ معتر کے عہد میں محمد بن عبد اللہ بن طاہر کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت اس نے حکومت دولت اور مال غرض جو کچھ اس کے قبضہ میں تھا اپنے بھائی عبید اللہ کے سپرد کر دیا۔ محمد بن عبد اللہ کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے طاہر اور عبید اللہ میں نماز جنازہ پڑھانے کے بارے میں اختلاف ہوا عوام الناس کا میلان طاہر کی طرف تھا اور سپہ سالار وصیت کی وجہ سے عبید اللہ کا ساتھ دے رہے تھے۔

عبید اللہ ابن طاہر اور سلیمان..... دربار خلافت سے وصیت کی وجہ سے خلعت فاخرہ عبید اللہ کو عطا کی گئی اور خلعت کے ساتھ پچاس ہزار درہم بھی عنایت کئے گئے اس کے بعد خلیفہ معتر نے سلیمان بن عبد اللہ بن طاہر کو خراسان سے بلوا کر عراق اور سواد کی حکومت اس کے بھائی محمد بن عبد اللہ کی جگہ مرحمت کی اور عبید اللہ کو معزول کر دیا عبید اللہ نے یہ خبر سنی تو بیت المال میں جو کچھ تھا اس کو لے کر مغربی دجلہ کے راستے چل دیا۔

سلیمان کا بغداد میں ظلم..... سلیمان اپنے نامی گرامی سپہ سالار محمد بن اوس کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اس کے ساتھ خراسان کا ایک عظیم الشان لشکر بھی ان لوگوں نے اہل بغداد کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے اور بری طرح سے پیش آئے اہل بغداد کو اس سے ناراضگی اور بے دلی پیدا ہوئی۔ اور بغداد کے لشکر کو اس بات سے برہمی پیدا ہوئی کہ سلیمان بن طاہر نے بیت المال میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو لشکر بغداد اور شاہ کریم کی حق تلفی کر کے اپنے لشکریوں میں تقسیم کر دیا تھا لشکریوں نے متفق ہو کر بلوہ کر دیا جیل کے دروازے توڑ ڈالے محمد بن اوس دجلہ عبور کر کے جزیرہ کی طرف بھاگ گیا عوام الناس اور لشکریوں نے تعاقب کیا اور لڑائی ہوئی تو محمد بن اوس کو شکست فاش ہو گئی۔ لشکر بغداد نے باب شامیہ سے اس کو نکال دیا اور اس کے گھر سے دولاکھ درہم کا قیمتی سامان لوٹ کر لشکر گاہ کی جانب گئے اور اس کو بھی لوٹ لیا۔ سلیمان نے مجبور ہو کے بغاوت، ہنگامہ اور بلوہ فرو کرنے کی

غرض سے لشکر خراسان کو خراسان واپس بھیج دیا۔

بغداد میں ہنگامہ ۲۵۵ھ میں خلیفہ معز کی معزولی اور خلافت مہندی کے وقت ایک قیامت خیز ہنگامہ برپا ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ مہندی نے آخری ماہ رجب ۲۵۵ھ میں سلیمان بن عبد اللہ کے پاس بغداد میں اپنی خلافت کی بیعت لینے کا پیغام بھیجا اتفاق یہ کہ ان دنوں ابوالاحمد بن متوکل بھی بغداد میں موجود تھا جس کو خلیفہ معز نے اس شورا نگیز طوفان کی روک تھام کے لئے بغداد روانہ کیا تھا سلیمان نے حکمت عملی سے اس کو چھپا دیا لشکریوں اور عوام الناس نے اسی وجہ سے بلوہ کر دیا اور جمع ہو کر سلیمان کے مکان پر آئے سلیمان کے ساتھیوں نے مقابلہ کیا چنانچہ شام تک لڑائی ہوئی رہی پھر اگلے دن جامع مسجد میں خلیفہ معز کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس پر بلوہ فرو ہو گیا۔

مہندی کی بغداد میں بیعت پھر ان لوگوں نے جمع ہو کر ابوالاحمد کی بیعت کرنے کی عوام الناس کو ترغیب دی اور اس کو دیکھنے کی خواہش کی سلیمان نے ابوالاحمد کو باہر نکال کر ان لوگوں کو دکھلایا اور جس چیز کے وہ خواہاں تھے وہ اس کو دینے کا وعدہ کیا بلوائیوں کا مجمع منتشر ہو گیا سلیمان نے ابوالاحمد کی حفاظت پر چند لوگوں کو متعین کر دیا اور اس کے بعد اسی سن کے شعبان میں مہندی کی خلافت کی بیعت لے لی گئی۔

ابودلف اور اس کا بیٹا ہم اوپر ابودلف کے حالات خلیفہ مامون کے عہد میں بیان کر چکے ہیں اور یہ کہ ابودلف کرخ میں مقیم تھا اور خلیفہ مامون نے اس کی امداد کرنے پر خاموشی اختیار کر لی تھی معاف کر دیا تھا اور اس نے اس کی مرضی کے مطابق اس جگہ قیام کر لیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا عبدالعزیز اس کا جانشین بنا جن دنوں خلیفہ مستعین کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ مستعین نے وصیف کو جیل اور اصفہان کا گورنر بنا دیا تو وصیف نے عبدالعزیز کو ان علاقوں میں نائب بنایا خلعت نیابت روانہ کر دی اس کے بعد خلیفہ مستعین کی خلافت کا شیرازہ کہ درہم و برہم ہو گیا اور خلیفہ معز تخت خلافت پر رونق افروز ہو گیا۔

عبدالعزیز سے جنگ خلیفہ معز موسیٰ بن بغا کبیر کو ماہ رجب ۲۵۳ھ میں جیل اور اصفہان فتح کرنے کا جھنڈا مرحمت کیا اس کے مقدمہ الجیش پر ح تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ ہمدان کے باہر صف آرائی کی اور ایک نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد عبدالعزیز کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اس کے اکثر ساتھی اس معرکہ میں کام آگئے مقلح نے کامیابی کے جوش میں کرخ کا رخ کر لیا چنانچہ عبدالعزیز اپنی فوج کو از سر نو مرتب کر کے دوبارہ میدان ح میں آ گیا مگر شومی قسمت سے اس مرتبہ بھی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا مقلح نے اپنی کامیابی کا جھنڈا کرخ پر گاڑ دیا۔ بد نصیب عبدالعزیز بھاگ کر قلعہ نہاوند پہنچا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ ح نے اس کے اہل و عیال اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا۔

عبدالعزیز اور ح کی پھر جنگ ۱ پھر ۵۲ھ میں وصیف نے عبدالعزیز کو جبال کا گورنر بنایا اور پھر اس کے بعد موسیٰ بن بغا کو جبال کا گورنر بنایا، چنانچہ موسیٰ بن بغا اپنا لشکر لے کر نکلا اپنے لشکر کے مقدمہ الجیش پر ح کو مقرر کیا، عبدالعزیز اور ح کے درمیان زبردست جنگ ہوئی، عبدالعزیز کو شکست ہوئی، ح نے کرخ پر قبضہ کرنے کے ساتھ عبدالعزیز کے مال و اسباب اور اہل و عیال پر بھی قبضہ کر لیا۔

دلف بن عبدالعزیز اس واقعہ کے بعد عبدالعزیز کا انتقال ہو گیا دلف بن عبدالعزیز اس کا بیٹا جانشین ہوا قاسم بن مہابہ ۲ نامی ایک شخص نے اہالی اصفہانی سے دلف سے معرکہ آرائی کی جد میں دلف کو شکست ہوئی اور قاسم نے پکڑ دھکڑ میں دلف اور اس کے چند ساتھیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اس سے دلف کی فوج پر بہت بڑا اثر پڑا اور چند سپاہی قاسم پر اچانک ٹوٹ پڑے اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ قاسم کے مارے جانے سے فتح مند لشکر کا بھی حوصلہ پست ہو گیا شکست یافتہ گروہ کی طرح حسرت اور مایوسی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر واپس آ گئے۔

احمد بن عبدالعزیز دلف کے ساتھیوں نے متفق ہو کر اس کے بھائی احمد بن عبدالعزیز کو ۲۶۹ھ میں اپنا امیر بنالیا ۲۶۶ھ میں عمر صفار

① تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

② ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں قاسم بن مہابہ کے بجائے قاسم بن صہاہ تحریر ہے۔

نے جب کہ خلیفہ معتمد نے اس کے اصفہان کی حکومت عنایت کی اور اپنی طرف سے احمد کو اصفہان پر مقرر کیا، ۲۶۹ھ میں کعلیغ ترکی اس کے مقابلے پر آیا احمد نے اس کو شکست فاش دے کر صمیرہ کی جانب بھگا دیا۔ اس سے پہلے ۲۶۸ھ میں عمر صفار نے احمد کے پاس خراج کا تقاضا بھیجا تھا چنانچہ احمد نے روانہ کر دیا اس کے بعد ۲۶۷ھ میں خلیفہ موفق نے احمد کے پاس جانے کے ارادے سے اصفہان کی جانب کوچ کیا احمد خلیفہ موفق کے قیام کے لئے شہر اور اپنا بنا سنورا مکان چھوڑ کر چلا گیا ۲۸۰ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

عمر بن عبد العزیز:..... اس کے بعد عمرو بن عبد العزیز (اس کا بھائی) جانشین ہوا بکیر اپنے بھائی کے مشورے سے کام کرنے لگا خلیفہ معتمد کے حکم سے رافع بن لیث سے مقابلہ کیا اور رافع بن لیث نے ان کو شکست دے دی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ اس کے بعد ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتمد نے اصفہان نہاوند اور کرخ کی حکومت پر عمرو بن عبد العزیز کو مامور کیا اور عمرو بن عبد العزیز اطاعت کے اظہار کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوا۔

صالح بن وصیف کے کرشمے:..... صالح بن وصیف بن بغا خلیفہ معزز کی ناک کا بال بنا ہوا تھا جو چاہتا دعوے کے ساتھ کر گذرتا تھا مگر خلیفہ دم تک نہ مارتا۔ احمد بن اسرائیل اس کا کاتب (سیکرٹری) اور حسن بن مخلد عہدہ وزارت پر تھا۔ کتاب (سیکرٹریوں) میں ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا جو دوسرے سیکرٹریوں کو نصیب نہ تھا۔ ترکوں نے جمع ہو کر ایوان خلافت کو گھیر لیا اور اپنی تنخواہیں، روزینے اور وظائف طلب کرنے لگے صالح نے خلیفہ معزز سے عرض کیا کہ ”بیت المال میں اب ایک دانہ بھی باقی نہیں ہے جو کچھ تھانویوں اور سیکرٹریوں نے لے لیا“ احمد بن اسرائیل نے اس کی بات کی مخالفت کی مگر صالح نے اس کی تردید کی چنانچہ احمد بن اسرائیل نے سختی سے جواب دیا دونوں میں نوک جھوک ہونے لگی تو صالح بات کرتے کرتے طیش میں آ کر احمد بن اسرائیل پر گر پڑا اس کا گرناتھا کہ اس کے ساتھی جو قصر خلافت کے دروازہ پر تھے ننگی شمشیر لے کر اندر گھس آئے اور صالح نے حسن، احمد اور ابونوح کی طرف اشارہ کر کے حکم دیا ”ان تینوں مجنوں کو قید کرلو“ سرہنگوں میں سے دو تین آدمیوں نے بڑھ کر حسن، احمد ابونوح کو گرفتار کر لیا۔ خلیفہ معزز نے ان لوگوں کی سفارش کی مگر اس نے نہ سنی اور آخر کار بہت سامال لے کر ان لوگوں کو رہا کیا۔

فوج کا صالح سے نزاع:..... جب لشکریوں کو اس فعل فحیح کے ارتکاب سے کچھ فائدہ نہ ہوا اور مال جو معاوضہ میں ملا تھا صالح نے ہڑپ کر لیا نہ تو ان کو اس مال میں سے کچھ ملا اور نہ ان کی تنخواہیں ملیں طرہ اس پر یہ ہوا کہ لشکریوں پر تہمت لگائی جانے لگی کہ انہوں نے رشوت لی ہے اور سازش سے یہ حرکت کی ہے حالانکہ یہ بات ایسی تھی چنانچہ وہ صالح پر برہم ہو گئے اور جمع ہو کر اپنی تنخواہیں پھر مانگنے لگے اور خلیفہ معزز کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست پیش کی کہ کمبخت صالح نے ہم کو بہت بڑی زک دی ہے آپ ہم کو پچاس ہزار دینار مرحمت فرمائیے ہم اس کا کام تمام کر دیں گے تاکہ ہم کو اور نیز آپ کو آئندہ راحت ملے، بیچارے خلیفہ معزز کے پاس کیا تھا بیت المال کو امراء اور اراکین سلطنت نے پہلے ہی سے خالی کر رکھا تھا شطرنج کی طرح نام کا خلیفہ تھا چنانچہ اپنی ماں کی طرف دوڑا گیا اور سارے حالات عرض کئے اور پچاس ہزار کی درخواست کی مگر ماں نے بھی نہ دیئے۔

خلیفہ معزز کی عبرتناک معزولی:..... لشکری جاہل مزاج تو ہوتے ہی ہیں یہ خبر پا کر کہ امیر المؤمنین کے دربار سے درخواست نامنظور ہوئی ہے بگڑ گئے اور اس کی معزولی پر متفق ہو کر ہلٹر مچاتے ہوئے نکل کھڑے ہوئے صالح بن وصیف، محمد بن بغا عرف ابونصر، اور بابکیال مسلح قصر خلافت کے دروازے پر آئے اور خلیفہ معزز کو بلوایا خلیفہ معزز نے آنے سے معذرت کی اور ان میں سے بعض کو حاضری کی اجازت دے دی مگر سب کے سب گھس گئے اور خلیفہ معزز کا پاؤں پکڑ کے دروازے تک کھینچتے ہوئے لے آئے۔ مارا گالیاں دیں اور صحن میں ننگے سر دھوپ میں کھڑا کر دیا جو شخص گذرتا تھا وہ طمانچہ مارتا تھا۔ الغرض جب کوئی بے توقیری اور توہین کی کوئی اور صورت نہ پکی تو اسی وقت قاضی ابن ابی الشوارب کو اس مجلس میں بلوایا قاضی ابن ابی الشوارب چند اراکین دولت کے ساتھ آیا چنانچہ معزز کی معزولی کا محضر لکھا گیا قاضی ابن ابی الشوارب اور حاضرین مجلس نے گواہی لکھی صالح بن وصیف اس کی ماں، بہن بیٹوں اور خود اس کی ماں کو گواہ بنایا گیا مگر اس کی ماں قبیحہ ۱ بذریعہ سرنگ جو اس کے مکان میں تھی بھاگ

۱..... مترجم نے معزز کی ماں کا نام قبیحہ تحریر کیا ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں عبارت اس طرح ہے کہ، ”وكانت امه قبيحہ“ اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ اس کی ماں اچھی عورت نہ تھی اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کی ماں کا نام قبیحہ تھا، سیاق و سباق کو دیکھتے ہوئے دوسرے معنی زیادہ صحیح معلوم ہوتے ہیں، کیونکہ اس عبارت کے فوراً بعد ہی اس کے وزیر کا نام بتایا گیا ہے۔

گئی اور غریب معزز ① کو اس کے دشمنوں کے حوالہ کر گئی ان لوگوں نے اس کو ایک تہہ خانہ میں بے آب و دانہ بند کر دیا یوں سمجھئے کہ زندہ درگور کر دیا سرداران بنی ہاشم اور اراکین دولت نے اس کے مرجانے کی گواہی دے دی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کے آخر کا ہے۔

محمد بن واثق مہندی باللہ ۲۵۵ھ تا ۲۵۶ھ

مہندی باللہ کی خلافت جس وقت خلیفہ معزز نے ترکوں کے دباؤ سے اپنے آپ کو معزول کر دیا اور اس بات کا اقرار کر لیا کہ میں خلافت کرنے کی قابلیت نہیں رکھتا اور بخوشی و رغبت سارے امور خلافت کو مہندی کے سپرد کرتا ہوں اس وقت تمام اراکین دولت، امراء لشکر، رؤساء شہر اور عوام الناس نے خلیفہ معزز کے چچا زاد بھائی محمد بن واثق کو تخت خلافت پر بٹھادیا اور اس کے ہاتھ پر اطاعت و خلافت کی بیعت کر لی اور مہندی باللہ کا لقب دیا۔ ②

معزز کی ماں فتیجہ آپ اوپر ابھی پڑھ آئے کہ فتیجہ اپنے بیٹے خلیفہ معزز کو دشمنوں آگے حوالہ کر کے سرنگ کے ذریعے فرار ہو گئی بھاگ گئی اور خلیفہ معزز کے بعد لوگوں نے اس کو بہت ڈھونڈھا مگر وہ نہ ملی بھاگنے کا یہ سبب تھا کہ جس وقت صالح نے وزراء کے ساتھ بے عنوانی کی اور بے توقیری سے پیش آیا، ان کی ہتک عزت کی اور ان لوگوں سے بحیر و تعدی رقم وصول کر کے رہا گیا اس وقت فتیجہ کے کہنے پر انہیں وزراء میں سے ③ دو ایک شخص صالح سے بدلہ لینے پر تل گئے تھے اتفاق سے صالح کو اس کی اطلاع مل گئی تو صالح نے ترکوں کو جمع کر کے بغاوت پر ابھار دیا فتیجہ نے یہ سمجھ کر کہ اب میرا زفاش ہو جائے گا اور میں کسی طرح زندہ نہیں بچوں گا چپکے چپکے اپنی محل سرا سے ایک سرنگ کھدوائی اور خزانہ شاہی میں جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات تھے ان کو نکلوا کر بطور امانت کسی کے پاس رکھ دیا اور جب لوگوں خلیفہ معزز کو آ کر گھیر لیا تب فتیجہ بخوف جان براہ سرنگ بھاگ گئی۔

فتیجہ دولت کی پیجارن اب ظاہر ہونے کا واقعہ سنئے کہ ہنگامہ فرو ہونے کے بعد صالح کے پاس امن کا پیام بھیجا صالح نے ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں فتیجہ کو بلوایا فتیجہ نقاب ڈال کر حاضر ہوئی اور پانچ لاکھ دینار کی تھیلی پیش کی صالح نے جھانسنے اور دھمکی دے کر اس خزانہ کا پتہ معلوم کر لیا جو زمین کے نیچے تھا اور اس خزانہ میں ایک کروڑ تین لاکھ دینار ایک لاکھ ④ زبرجد ⑤، اور اتنے ہی بڑے موتی اور ایک کینچہ یا قوت سرخ تھا جس کی نظیر ملنا محال تھا صالح نے اس سارے مال و اسباب کو برآمد کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا لوگوں نے فتیجہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا کہ ”اس کمبخت نے پچاس ہزار دینار کے لئے اپنے بیٹے کو قتل کر دیا باوجودیکہ اس کے پاس اتنا زیادہ مال تھا“ فتیجہ دولت کا نقصان اور لوگوں کی گالیاں برداشت نہ کر سکی مکہ معظمہ چلی آئی پھر وہیں مقیم رہی۔

صالح بن وصیف کا ظلم اس کے بعد صالح نے احمد بن اسرائیل اور زید بن معزز کو گرفتار کر لیا اور تکلیفیں دینے لگا اور آخر کار ان کا مال و اسباب بھی ضبط کر لیا اور مارتے مارتے ان کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا بعد اس کے ابو نوح کو گرفتار کر لیا اور اس کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کیا پھر حسن بن مخلد کی گرفتاری کرائی یہی برتاؤ اس کے ساتھ بھی کیا گیا مگر حیات مستعار کا کچھ حصہ باقی تھا اس لئے وہ نہ مر سکا۔

① خلیفہ معزز باللہ محمد ابو عبد اللہ خلیفہ متوکل بن معتمد بن رشید کا بیٹا تھا، ۲۳۲ھ مقام سرمن رائے میں پیدا ہوا اس کی ماں ام ولد (کنیز) رومیہ فتیجہ نامی تھی چار برس چھ مہینے اور چند یوم خلافت کی، چوبیس برس کی عمر پائی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷، و تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۴۵) حاشیہ مترجم

② مہندی کی خلافت کی بیعت یوم چار شنبہ کو لی گئی جبکہ ماہ رجب ۲۵۵ھ کی ایک رات باقی رہ گئی تھی۔ (تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۷)

③ (الکامل لابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰)

④ مکوک ایک پیانہ ہے جس میں تین کیلچہ سماتے ہیں اور ایک کیلچہ ڈیڑھ من کا اور من دور طل کا اور ایک رطل بارہ اوقیہ کا اور بحساب مثقال نوے مثقال کا ہوتا ہے اور بحساب وزن راج الوقت ایک رطل ڈیڑھ پاؤ ۴۰ تولہ کے برابر ہوا۔ (مترجم)

⑤ (الکامل لابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۰) پر زبرجد کے بجائے زمر زجر ہے۔

خلیفہ مہندی کا رد عمل:..... خلیفہ مہندی تک ان واقعات کی خبر پہنچی ناراض ہوا اور ناک بھوں چڑھا کر بولا ”ان لوگوں کو سزا دینے کے لئے قید کی مصیبت کیا کم تھی ناحق قتل کئے گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔“

خلیفہ مہندی کے اقدامات:..... خلیفہ مہندی نے تخت پر متمکن ہوتے ہی لونڈیوں اور مغنیوں کو سامرا سے نکلوا دیا۔ محل سرائے شاہی میں جتنے درندے موجود تھے ان کو مار ڈالنے اور کتوں کو نکال دینے کا حکم صادر کیا اور عدل و انصاف کرنے کی غرض سے دربار عام کیا حالانکہ ان دنوں چاروں طرف فتنہ و فساد کا ہوش رہا طوفان اٹھ رہا تھا اور دولت عباسیہ اس کے انتظام اور فرو کرنے میں مضطرب تھی خلیفہ مہندی نے اصلاح و انتظام پر کمر ہمت باندھ لی۔ قلمدان وزارت سلیمان بن وہب کے حوالے کیا مگر صالح بن وصیف نے اپنی حکمت عملی یا خوش انتظامی سے اس کو بھی اپنے قبضہ میں کر لیا اور رعب و داب کے ساتھ حکومت و سلطنت کرنے لگا۔

فتیحہ کا موسیٰ کو خط:..... موسیٰ بن بغا خلیفہ معزز کے زمانے ۲۵۳ھ سے ”اطراف رے“ اور اصفہان میں روپوش تھا اس کے ساتھ صالح (ابو الساج کا غلام) بھی تھا جس وقت خلیفہ معزز کے قوائے حکمرانی کمزور ہوئے اس کے امور سلطنت میں اضطراب و اختلال واقع ہو رہا تھا فتیحہ معزز کی ماں نے موسیٰ بن بغا کو یہ حالات لکھ بھیجے فتیحہ کا یہ خط موسیٰ کے پاس اس وقت پہنچا جب کہ اس نے صالح کو حسن بن زید علوی کے مقابلہ پر بھیج دیا تھا چنانچہ صالح نے طبرستان میں حسن بن زید سے معرکہ آرائی کی لہذا حسن بن زید کو شکست ہوئی اور صالح نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر کے اس کے محلات کو جوج آمد میں تھے جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور اس کے تعاقب میں دیلم تک چلا گیا موسیٰ بن بغا صالح کی درخواست کے مطابق واپس لوٹنے کا حکم دیا۔

موسیٰ کو معزز کی اطلاع:..... اس دوران کہ موسیٰ بن بغا صالح کے آنے کا انتظار کر رہا تھا خلیفہ معزز کی معزولی و قتل اور مہندی کی بیعت و تخت نشینی کا واقعہ پیش آ گیا رفتہ رفتہ ان واقعات کی اور نیز اس بات کی بھی خبر پہنچ گئی کہ صالح نے نمک حرامی کر کے خلیفہ معزز کے مال و اسباب کو چھین لیا، اس کے وزراء اور امراء کی توہین کی اور امیر المؤمنین کی ماں فتیحہ کو مال و اسباب چھین کر اسے نکال دیا ہے۔

موسیٰ بن بغا کی سامرا آمد:..... موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا مجتمع ہو کے موسیٰ بن بغا کے پاس گئے کہہ سن کر سامرا اچلنے پر تیار کر لیا اتنے میں صالح بھی بلاد دیلم سے واپس آ گیا ان دنوں موسیٰ بن بغا رے میں تھا موسیٰ بن بغا نے سامرا کی طرف کوچ کیا اور خلیفہ مہندی نے موسیٰ بن بغا کی آمد کی خبر سن کر رے میں قیام کرنے کا فرمان بھیجا اور آئے دن علویوں کی بغاوت اور شورش سے ڈرایا مگر موسیٰ بن بغا نے اس کی نہ سنی اور اس کے ساتھی نامہ بروں کے ساتھ جو خلیفہ مہندی کا خط لائے تھے سختی سے پیش آئے چنانچہ موسیٰ نے دربار خلافت میں معذرت لکھ بھیجی نامہ بروں نے اس کی تصدیق کی کہ اگر موسیٰ بن بغا خلیفہ کے حکم کے مطابق رے کی طرف واپس جاتا تو اس کے ساتھی کو زندہ نہیں چھوڑتے ان لوگوں میں حد درجہ کا اشتعال پیدا ہو رہا ہے خلیفہ مہندی یہ سن کر خاموش ہو گیا اور صالح بن وصیف کو موسیٰ کی جانب سے خلیفہ مہندی کو برہم کرنے کا موقع مل گیا اور وقت بے وقت جب خلیفہ مہندی کا مزاج کچھ کسی اور کی طرف سے برہم دیکھتا تو موسیٰ کی شکایت کا دفتر کھول دیا اور بغاوت سرکشی کے الزامات اس کے سر تھوپتا تھا حتیٰ کہ ماہ محرم ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا اپنے ساتھیوں کے ساتھ سامرا پہنچ گیا۔

خلیفہ مہندی کی گرفتاری:..... صالح بن وصیف یہ سن کر چھپ گیا اور موسیٰ بن بغا سیدھا دربار خلافت گیا اور حاضری کی اجازت طلب کی اس وقت خلیفہ مہندی دربار خاص میں تخت خلافت پر بیٹھا ہوا لوگوں کی داد فریاد سن رہا تھا چند لمحہ تک سکوت کے عالم میں حاضری کی اجازت دینے کے مسئلہ پر غور کرتا رہا اس کے مصاحبین بھی سکتہ کے عالم میں سر نیچے کئے ہوئے بیٹھے تھے جس سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ صالح بن وصیف اور اس کے لشکر کے آنے کا انتظار کر رہے ہیں تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ مہندی مہر سکوت توڑ کر بولا ”اچھا موسیٰ بن بغا کو حاضری کی اجازت دی جائے“ اجازت کا ملنا تھا کہ موسیٰ اپنے سرداروں سمیت پہنچ گیا اور خلیفہ مہندی کو گرفتار کر کے بجورہ کے محل میں نظر بند کر دیا اور ایوان خلافت میں جو کچھ تھا لوٹ لیا، گرفتاری کے بعد مہندی نے موسیٰ بن بغا کو معذرت کا خط لکھا اور لطف و عنایت کی درخواست کی۔

موسیٰ کی مہندی سے بیعت:..... موسیٰ بن بغا نے خلیفہ مہندی سے پہلے اس بات کا عہد و پیمان لیا کہ آئندہ صالح کو کسی قسم کا اختیار امور

سلطنت میں نہ دیا جائے اور ظاہر و باطن میں مجھ سے دوستی ایک جیسی رکھی جائے اس کے بعد بیعت کی اور ہر کام میں یہی پیش پیش رہنے لگا۔

صالح سے جواب طلبی:..... اگلے دن صالح کو ایوان خلافت میں بلوایا اور وزراء کے قتل اور خلیفہ معتز کا مال و اسباب چھین لینے کا جواب طلب کیا صالح نے دوسرے دن کا وعدہ کر لیا جیسے ہی رات ہوئی اس کے سارے ساتھی ایک ایک دودھ کر کے الگ ہو کر منتشر ہو گئے اور گنتی کے چند لوگوں کے سوا کوئی باقی نہ رہا چارنا چار وہ جان کے خوف سے چھپ گیا اور موسیٰ بن بغا کے آدمی اس کو ڈھونڈنے لگے سیماشربی نے اس کی خدمت میں پیش کیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ ایک اجنبی عورت مجھے یہ خط دے کر غائب ہو گئی ہے۔

مفروض صالح کا خط:..... اراکین حکومت اور سپہ سالاروں کو جمع کیا گیا اور سلیمان بن وہب نے خط کھولا خط کی روشنائی سے یہ ثابت ہو گیا کہ یہ صالح بن صیف کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔ اس خط میں وزراء کے قتل کی وجوہات اور خلیفہ معتز اور اس کے مال و اسباب کے لینے کے واقعات تحریر کئے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ”میں جان کے خوف اور فتنہ و فساد کو فرو کرنے کے خیال سے سامرہ میں چھپا ہوا ہوں“ خط سن کر خلیفہ مہندی کا دل بھر آیا اراکین سلطنت سے مخاطب ہو کر بولا ”صالح سے اب تو صلح اور اتفاق کر لو وہ تمہارا سردار ہے اگر اس سے کسی قسم کی لغزش ہو گئی ہے تو اس سے درگزر کرو تمہارے ساتھ اس نے کبھی کسی قسم کی برائی نہیں کی“ سرداران ترک یہ کہہ کر ”خلیفہ کا میلان پھر صالح کی طرف ہو گیا ہے اور اس نے اس سے ساز باز کر لی ہے اور یہ اس کا پتہ جانتا ہے“ دربار سے اٹھ کر چلے گئے۔

ترکوں کا مشورہ:..... اس کے دوسرے دن ایوان شاہی کے اندر موسیٰ بن بغا کے گھر پر ترکوں نے جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ مہندی کو تخت خلافت سے اتار دو مگر با بکیال نے اس رائے کی مخالفت کی اور ان لوگوں کو اس کی دھمکی دی کہ اگر تم لوگ ایسے شنیع فعل کے مرتکب ہوئے تو یہ یاد رکھنا کہ میں تم لوگوں سے علیحدہ ہو کر خراسان چلا جاؤں گا۔

مہندی کی ان سے گفتگو:..... اتفاق یہ کہ خلیفہ مہندی کو اس کی خبر مل گئی اور اسی وقت مجلس کارنگ بدل دیا عمدہ نفیس کپڑے پہنے خوشبو لگائی تلوار لٹکا کر غصہ کی صورت بنا کر تخت خلافت پر بیٹھا اور با بکیال وغیرہ کو بلوایا تھوڑی دیر کے بعد با بکیال چند اراکین دولت سمیت حاضر ہوا خلیفہ مہندی نے غضب آلودہ نگاہوں سے دیکھ کر غصہ بھر آواز سے ڈانٹ کر کہا ”کیوں نا عاقبت اندیشو! تمہارا کل کیا مشورہ ہو رہا تھا مجھے تمہارا سارا حال معلوم ہو گیا ہے میں ان لوگوں کی طرح نہیں ہوں جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں میں مرنے اور مارنے کو کھیل سمجھتا ہوں ورنہ جب تک یہ تلوار میرے قبضہ میں ہے اس وقت تک تم میں سے کوئی شخص میرا بال بیکا نہیں کر سکتا واللہ مجھے صالح کا پتہ نہیں معلوم اور تم لوگ خلفاء اسلام کو قتل کر کے بے حد جری ہو گئے ہو، کیوں با بکیال اور محمد بن بغا! کیا تم دونوں صالح کے شریک حال نہ تھے جب اس نے معتز کی ماں کے اسباب اور مال کو ضبط کیا تھا کیا تم لوگوں نے اس میں شرکت نہیں کی اکیلا اسی کو ہڑپ کر جانے دیا؟ دیکھو یاد رکھو کہ مجھے ان سب واقعات کی اطلاع ہے، حاضرین نے اس تقریر کا کوئی جواب نہ دیا۔

عوام کا رد عمل:..... عوام میں یہ خبر مشہور ہوتے ہی ترکوں نے امیر المؤمنین کی معزولی پر اتفاق کر لیا تھا اور اس بات کے درپے تھے مگر ناکام رہے مساجد میں جمع ہو کر امیر المؤمنین کے حق میں دعا کرنے میں مصروف ہو گئے اراکین سلطنت کی فتنہ پردازی اور خلیفہ وقت سپہ سالاران لشکر کی بغاوت کرنے پر راستوں میں رقعے لکھ لکھ کر پھینکے اور ان کو علانیہ سخت و نامناسب خطاب سے یاد کرنے لگے۔

خدام کرخ کی حاضری:..... اس کے بعد بدھ کے دن چوتھی صفر ۲۵۶ھ کو ان خدام نے جو کرخ اور شاہی محلات میں تھے خلیفہ مہندی کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ درخواست کی کہ ”امیر المؤمنین اپنے بھائی ابوالقاسم عبداللہ کو ہم لوگوں کے پاس روانہ فرمائیں خلیفہ کے جان نثار کچھ عرض معروض کرنا چاہتے ہیں“ خلیفہ نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بھائی ابوالقاسم کو ان لوگوں کے پاس بھیج دیا ان لوگوں نے یک زبان ہو کر کہا ”ہم لوگوں پر موسیٰ با بکیال اور ان کے ساتھیوں کے حالات روز روشن کی طرح عیاں ہیں ہم لوگ خلیفہ کے جان نثاروں اور تابعداروں میں ہیں ادنیٰ اشارے پر ہم سر کٹانے اور کاٹنے کے لئے تیار ہیں ان کمبخت سپہ سالاروں اور نمک حرام اراکین دولت نے ہماری تنخواہیں بند کر دی ہیں روزینے دیر میں دیتے ہیں بڑی بڑی جاگیروں کے مالک ہیں ہماری بے کسی اور بچارگی سے غافل اور بے پرواہ ہیں جو خراج آتا ہے اس کو اپنے خرچ میں لاتے

ہیں تحائف اور ہدایا پر بھی ہاتھ مارتے ہیں، ابوالقاسم نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

خدام اور خلیفہ کی خط و کتابت:..... ان لوگوں نے اسی مضمون کا ایک خط لکھا اور ابوالقاسم کی معرفت خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا خلیفہ مہندی نے اس خط کو غور سے پڑھ کر قلم خاص سے تحریر کیا تو ”تمہارا خط ہم نے پڑھا اللہ تعالیٰ تم کو جزاء خیر اور خلیفہ وقت کی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے میں تمہاری اطاعت اور حمایت سے بہت خوش ہوا میں عنقریب تمہارے روزینے اور تنخواہوں کا معقول بندوبست کر دوں گا جاگیریں اور ممالک محروسہ کا بھی انتظام کرنے والا ہوں والسلام“ ابوالقاسم یہ فرمان لے کر شاہی محلات اور کرخ کے خدام کے پاس آیا وہ لوگ اس کو پڑھ کے خوش ہو گئے اور دعائیں دینے لگے۔

خدام کا فیصلہ:..... پھر متفق ہو کر فیصلہ کیا کہ ”آج سے کوئی کام بغیر حکم امیر المؤمنین کے نہ کیا جائے اور نہ کوئی خلیفہ کے کاموں میں دخل انداز ہونے پائے اور جیسا کہ خلیفہ مستعین کے عہد خلافت کا دستور تھا ویسا ہی پھر جاری ہو کہ ہر دس پر ایک عریف، ہر پچاس پر ایک خلیفہ اور ہر سو کا ایک افسر مقرر کیا جائے عورتوں کی جاگیریں فوراً ضبط کر لی جائیں۔ ہر دوسرے مہینے وظائف اور تنخواہیں تقسیم کی جائیں ہم لوگ اپنی حاجت روائی اور عرض و معروض کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے باب عالی پر حاضر ہوا کریں گے جو شخص ذرا بھی چون و چرا کرے فوراً اس کا سرتاڑ لیا جائے اور اگر امیر المؤمنین کا ایک بال بھی بیکا ہو تو اس کے عوض میں موسیٰ بن بغا بکمال اور ماجور کا کام فوراً تمام کر دیا جائے۔

خدام کا فیصلہ دربار میں:..... مجلس برخاست ہونے پر اسی مضمون کا خط ابوالقاسم کی معرفت دربار خلافت میں بھیج دیا گیا یہ خط خلیفہ مہندی کے پاس اس وقت پہنچا جبکہ وہ دربار عام میں فیصلوں، جھگڑوں کو نمٹانے کے لئے بیٹھا ہوا تھا فقہاء قاضی سپہ سالار اور اراکین دولت حسب مراتب کھڑے ہوئے تھے لفافہ کھولا گیا اور وہ خط ان لوگوں کے سامنے پڑھا گیا سب کے چہروں پر ہوائی سی اڑنے لگی کچھ بن نہ پڑا جن جن امور کو ان لوگوں نے پیش کیا تھا از اول تا آخر سب کی منظوری کا جواب لکھا ابوالقاسم نے سپہ سالاروں اور اراکین حکومت کو عذر و معذرت کرنے کے لئے چند سفیروں کو بھیجنے کی رائے دی چنانچہ سپہ سالاروں اور اراکین دولت نے اس رائے پر عملدرآمد کیا۔

خدام کے مطالبات:..... ابوالقاسم فرمان خلافت لے کے ان لوگوں کے سفیروں کے ساتھ کرخ اور شاہی محلات کے خدام کے پاس گیا انہوں نے ان کے عذرات کو بڑے غور سے سنا فرمان خلافت کو سر آنکھوں سے لگا کر پڑھا اور مندرجہ ذیل پانچ مطالبات کی منظوری کی درخواست کی۔

- (۱)..... زیادت کی ضبطی فرمائی جائے۔
- (۲)..... جاگیریں واپس کر دی جائیں۔
- (۳)..... بیرونی خدام خاصہ سے نکال دیئے جائیں۔
- (۴)..... طریقہ سیاست و ملک داری جیسا خلیفہ مستعین کے عہد خلافت میں تھا ویسا ہی اب اختیار کیا جائے۔
- (۵)..... موسیٰ بن بغا اور صالح بن وصیف سے حساب فہمی کیا جائے ہر دوسرے مہینے تنخواہ تقسیم ہو۔ عساکر اسلامی کی افسری پر امیر المؤمنین کا کوئی بھائی یا عزیز رشتہ دار مقرر فرمایا جائے آزاد شدہ غلاموں کے قبضہ سے یہ معزز عہدہ نکال لیا جائے۔

مطالبات کی منظوری:..... اسی مضمون کا ایک خط سپہ سالاران لشکر اور اراکین حکومت کے نام بھی لکھ کر روانہ کیا خلیفہ مہندی نے درخواست کو پڑھ کر مذکورہ بالا تحریر کردہ مضمون کی منظوری اور اس پر عمل درآمد کئے جانے کا حکم دیا اور سپہ سالاران لشکر و اراکین دولت نے بھی ان سب باتوں کو منظور کر لیا جس کے وہ طلب گار تھے اس کے علاوہ موسیٰ بن بغا نے ایک علیحدہ خط تحریر کیا جس میں صالح بن وصیف کے ظاہر ہونے اور اس سے حساب لینے کا لکھ بھیجا ان لوگوں نے ان خطوط کو پڑھ کر جواب بھیجنے کا وعدہ کر کے مجلس کو برخاست کیا۔

اختلاف اور صالح کو امان:..... اگلے دن ابوالقاسم سوار ہو کر ان لوگوں کی طرف جواب لینے کی غرض سے روانہ ہوا موسیٰ بن بغا بھی ڈیڑھ

ہزار آدمیوں کے ساتھ اس کے پیچھے پیچھے چلا راستے میں ایک مقام پر پہنچ کر جس طرف ان لوگوں کا راستہ تھا کھڑا ہو گیا ابوالقاسم بھی دوسری طرف سے آ گیا اس عرصہ میں جوق در جوق وہ لوگ بھی آ گئے ہر شخص اپنے فہم و ادراک کے مطابق اظہار رائے کرنے لگا شور و غل سے کان کے پردے پھٹنے لگے جب وہ لوگ کسی بات پر متفق نہ ہوئے تو ابوالقاسم ”ایوان خلافت“ کی طرف روانہ ہو گیا اور اپنے ساتھ موسیٰ بن بغا کو بھی واپس لایا تب خلیفہ مہندی نے محمد بن بغا کو ابوالقاسم کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور ایک فرمان لکھ کے ان کو عطا کیا جس میں نہایت تاکید سے صالح بن وصیف کو امان دی گئی تھی ان لوگوں نے یہ درخواست پیش کی کہ موسیٰ اپنے باپ کا قائم مقام بنایا جائے اور صالح کو اس کے باپ کو عہدہ عنایت ہو۔ اور لشکر بدستور اس کے قبضہ میں رہے اور امان دینے پر دربار خلافت میں حاضر ہو۔ اراکین حکومت نے اس کی بھی منظوری دے دی مگر پھر بھی وہ لوگ ہم آواز نہ ہوئے کرخ، سامرا اور شاہی محلات میں پھیل گئے۔

صالح کی برآمدگی کا مطالبہ:..... اس کے دوسرے دن بنو وصیف نے اپنے ساتھیوں کو جمع کیا آلات جنگ سے مسلح ہوئے اہل شہر کے جانوروں کو لوٹ لیا اور سامرا میں ان کو فوج کی طرح تیار کر کے ابوالقاسم کے مکان کو جا گھیرا اور چلانے لگے صالح کو لاؤ صالح کو لاؤ خلیفہ مہندی نے اپنی لاعلمی ظاہر کی اور یہ کہا کہ ”اگر ان کے پاس صالح ہو تو اس کو حاضر کر دیں اس شور شرابے سے کیا فائدہ؟“

بلوایوں کا فرار:..... موسیٰ بن بغا نے یہ حالت دیکھ کر سپہ سالاران لشکر کو تیاری کا حکم دیا چند لمحوں میں سپہ سالاران لشکر اپنے اپنے دستوں کے ساتھ تیار ہو گئے موسیٰ ان لوگوں کے ساتھ سوار ہو کر بلوایوں کی طرف روانہ ہوا اس وقت اس کے ہمراہ چار ہزار فوج بھی بلوایوں نے موسیٰ کو اس تیاری سے آتے ہوئے دیکھ کر دم نہ مارا بالکل خاموشی کے ساتھ نظر بچا بچا کہ چلتے پھرتے نظر آئے یہ دن بخیر و خوبی پورا ہو گیا نہ تو کرخیوں نے موسیٰ بن بغا کے خلاف کوئی حرکت کی اور نہ شاہی محلات اور سامرا والوں نے چون و چرا کی موسیٰ بن بغا نے صالح کی تلاش میں بے حد کوشش کی شہر میں چاروں طرف اعلان کرادیا۔

صالح کی گرفتاری اور قتل:..... غوغایوں میں سے کسی نے اس کو کسی طرح گرفتار کر لیا اور ایوان خلافت کی طرف لے چلا عوام الناس کا ایک جم غفیر پیچھے پیچھے تھا موسیٰ بن بغا کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کے صالح پر تلوار چلائی سیدھا ہاتھ مونڈھے سے اتر گیا بے ہوش ہو کر گرا دوسرے نے دوڑ کر سر اتار لیا اور تشہیر کی غرض سے نیزہ نصب کر کے شہر میں پھرایا۔ اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر موسیٰ بن بغا ”شرات“ سے جنگ کرنے ”سن“ کی طرف روانہ ہو گیا۔

عہد منتصر سے ایام مہندی تک کے صوائف:..... ۲۳۸ھ منتصر کی حکومت کے زمانے میں ایک شخص محمد بن عمر شاربلی ۱ نے موصل کے آس پاس حکومت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا دربار خلافت سے اسحاق بن ثابت فرغانی اس کی سرکوبی پر مقرر ہوا اس ۲ نے اس ۳ کو اس کے چند ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور صلیب پر چڑھا دیا۔ اسی ۲۳۸ھ میں وصیف لشکر صائفہ کے ساتھ بحیثیت افسر جہاد کرنے گیا خلیفہ منتصر نے حکم دیا کہ تا حکم ثانی چار سال تک ملطیہ میں قیام کرو اور موسم جہاد میں کفار کو آرام و چین سے نہ بیٹھنے دو۔ یہ ان دنوں شام کے سرحدی علاقوں میں مقیم تھا چنانچہ اس حکم کے مطابق وصیف نے روم پر فوج کشی کی اور قلعہ فروریہ ۴ کو کامیابی کے ساتھ فتح کر لیا۔

عمر بن عبداللہ کی شہادت:..... ۲۳۹ھ میں جعفر بن دینار نے لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کیا اور قلعہ مطامیر پر لڑ کر قبضہ کر لیا اس کے بعد عمر بن عبداللہ قطع نے روم پر فوج کشی کرنے کی جعفر سے اجازت طلب کی جعفر نے اہل ملطیہ کا ایک لشکر تیار کر کے بالا روم پر حملہ کرنے کی اجازت دی

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ پر شاربلی کے بجائے شرابی تحریر ہے۔

۲..... یعنی اسحاق بن ثابت فرغانی نے۔ (ثناء اللہ محمود)۔

۳..... یعنی محمد بن عمر شاربلی یا شرابی کو۔ (ثناء اللہ محمود)

۴..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ پر قلعہ فروریہ کے بجائے قلعہ قدوریہ تحریر ہے۔

بادشاہ روم سے مرج اسقف میں بڈ بھیڑ ہو گئی پچاس ہزار لشکر اس کے ساتھ تھا اس نے مسلمانوں کو جنگی تعداد دو ہزار تھی گھیر لیا عسا کر اسلامی لشکر نے محاصرہ توڑنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر کامیابی حاصل نہ ہوئی ایک بہت بڑی جنگ کے بعد عمر بن عبداللہ قطع اپنے ہمراہیوں سمیت شہید ہو گیا۔

علی بن یحییٰ ارمنی کی شہادت:..... اس واقعہ سے رومیوں کے حوصلے بڑھ گئے فتح مندی کے جوش میں حدود جزیرہ کی طرف بڑھے اور حالت غفلت میں پہنچ کر مسلمانوں کو خوب تباہ و برباد کیا علی بن یحییٰ ارمنی کو اس کی خبر ملی اس وقت یہ آرمینیا سے میا فارقین کی طرف جا رہا تھا۔ اس وحشت ناک خبر کو سن کے واپس لوٹا اور رومیوں سے دست بدست لڑے ہوئے چار سو مسلمانوں کے سمیت شہید ہو گیا (واقعہ ۲۹۲ھ کا ہے)

محمد بن معاذ:..... ۲۵۳ھ عہد خلافت معتز باللہ محمد بن معاذ نے ملطیہ کے ارد گرد سے جہاد شروع کیا لیکن اتفاق سے شکست کھا کے بھاگا گرفتار کر لیا گیا۔

گورنر:..... خلیفہ منصر نے مسند خلافت پر متمکن ہوتے ہی احمد بن خصب کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور ابو عمر احمد بن سعید (بنی ہاشم کے آزاد غلام) محکمہ فوجداری حکومت عنایت کی اس کے بعد (۲۴۸ھ میں) خلیفہ مستعین تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا اس اثناء میں طاہر بن عبداللہ والی خراسان کا انتقال ہو گیا دربار خلافت سے بجائے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو خراسان اور محمد بن عبداللہ کو عراق کا گورنر مقرر کیا حرمین، معاون سواد اور محکمہ پولیس کی افسری بھی اسی کو دی گئی اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی سلیمان بن عبداللہ کو بطور نائب طبرستان پر مقرر کیا، بغا کبیر کی وفات کے بعد اس کے بیٹا موسیٰ مقرر ہوا ساتھ ہی اس کے محکمہ خبر رسانی کی افسری بھی اس کو عنایت کی گئی۔

حمص کی تباہی:..... اہل حمص کی سرکشی اور عامل حمص سے بغاوت کرنے کی وجہ سے ان کی سرکوبی کے لئے فضل بن قارن (مازیار کا بھائی) متعین کیا گیا اس نے حمص پہنچ کر قتل عام کا حکم دے دیا ایک گروہ کثیر مارڈالا گیا اور سرداران حمص سے سو آدمی گرفتار کر کے سامرا بھیج دئے گئے۔

احمد بن خصب کی معزولی:..... بعد اس کے خلیفہ مستعین نے احمد بن خصب کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے عہدہ وزارت اتامش کے حوالے کیا مصر اور مغرب کی حکومت عنایت کی اور معزول وزیر احمد بن خصب کو بعد معزولی اور مال ضبطی جزیرہ اقریطش کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ انہیں دنوں بغا شرابی کو حلوان سا سبدان اور مہر جانفذق کی گورنری مرحمت ہوئی (یہ واقعات ۲۴۸ھ کے ہیں۔)

۲۴۹ھ کے واقعات:..... اس کے بعد اتامش کو لوگوں نے مارڈالا تب خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ ابوصالح عبداللہ بن محمد بن داؤد کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور فضل بن مروان کو دیوان الخراج (یعنی محکمہ مال) سے معزول کر کے عیسیٰ بن فرحان شاہ کو، وصیف کو ابواز پر بغا صغیر کو فلسطین پر گورنر مقرر کیا اس کے بعد بغا صغیر اور ابوصالح سے ان بن ہو گئی ابوصالح بغا صغیر کے ذریعے بغداد بھاگ گیا خلیفہ مستعین نے اس کی جگہ عہدہ وزارت پر محمد بن فضل جرجانی کو اور دیوان الرسائل پر سعید بن حمید کو متعین فرمایا۔ جعفر بن عبدالوحد کو عہدہ قضا سے معزول کر کے جعفر بن محمد بن عثمان برجمی کو مقرر کیا اور معزول قاضی کو بصرہ کی جانب جلاء وطن کر دیا (یہ واقعات ۲۴۹ھ کے ہیں)

۲۵۰ھ کے واقعات:..... ۲۵۰ھ میں دربار خلافت سے جعفر بن فضل بن عیسیٰ بن موسیٰ معروف بادشاہ کو مکہ کی حکومت دی گئی۔ اہل حمص میں بغاوت پھوٹ نکلی بلوہ کر کے اپنے گورنر فضل بن قارن کو مارڈالا خلیفہ مستعین نے ان کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے موسیٰ بن بغا کو مقرر فرمایا اہل حمص مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر اہل حمص کو شکست ہوئی اور موسیٰ بن بغا نے حمص کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی سن ۲۵۰ھ میں شا کر یہ اور لشکریوں نے فارس میں عبداللہ بن اسحاق بن ابراہیم والی فارس پر اچانک حملہ کر دیا۔ اور اس کے مکان کو تباہ و برباد کر کے محمد بن حسن بن قارن کو مارڈالا عبداللہ بن اسحاق کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گیا طبرستان کے ارد گرد علویہ کا ظہور بھی اسی سن (۲۵۰ھ) میں ہوا۔

۲۵۱ھ کے واقعات:..... ۲۵۱ھ میں خلیفہ معتز نے بغا اور وصیف کو ان کے عہدوں پر بحال کیا اور محکمہ خبر رسانی کی افسری پر موسیٰ بن بغا کبیر

کو واپس فرمایا۔ اسی سن (۲۵۱ھ) میں محمد بن طاہر نے ابوالساج کو کوفہ کی حکومت پر مقرر کیا، چنانچہ یہ عبدالرحمن کے پاس گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اور یہ ظاہر کیا کہ میں اعراب سے جنگ کرنے آیا ہوں۔

۲۵۲ھ کے واقعات:..... ابواحمد سے میل جول پیدا کر کے حکمت عملی سے قید کر کے بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ۲۵۲ھ کا ہے۔ اسی ۲۵۲ھ میں خلیفہ معتز نے حسین بن ابی الشوارب کو قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ عنایت فرمایا اور محمد بن عبداللہ بن طاہر نے ابوالساج کو مکہ کے راستے پر متعین کیا دربار خلافت سے عیسیٰ بن شیخ بن سلیل شیبانی (یہ حساس بن مرہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد میں سے تھا) رملہ کی گورنری پر بھیجا گیا اس نے فلسطین اور دمشق کو اس کے مضافات سمیت دے دیا۔

شام کا خراج جو ہمیشہ دارالخلافہ کو روانہ کیا جاتا تھا بند کر دیا۔ انہیں دنوں جب کہ ابراہیم بن مدبر مصر کا گورنر تھا اس نے سات لاکھ دینار مصر سے دارالخلافہ بغداد اور روانہ کئے اتفاق سے عیسیٰ کو خبر مل گئی راستے میں قافلہ کو روک کر لوٹ لیا دارالخلافہ سے جواب طلب کیا گیا تو اس نے یہ الزام لشکر کے سر تھوپ دیا خلیفہ معتمد نے اس کو انتظام مملکت کی خاطر ارمینہ کی گورنری پر تبدیل کر دیا اور باجور کو دمشق و شام کی حکومت عنایت فرمائی جس وقت باجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے باجور کو روکنے کی غرض سے روانہ کیا باجور منصور میں جنگ ہوئی منصور شکست کھا کر بھاگا اور مارا گیا اس واقعہ سے عیسیٰ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے مجبوراً یہ تعمیل فرمان خلافت پناہی براہ ساحل ارمینہ کی طرف روانہ ہو گیا، یہ واقعہ ۲۵۱ھ کا ہے اسی ۲۵۱ھ میں وصیف نے عبدالعزیز بن ابودلف عجمی کو صوبہ جات جبل پر اپنی طرف سے متعین کیا۔

۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغاجیل کی طرف روانہ ہوا اس کے مقدمۃ الجیش پر فتح مولیٰ ابوالساج تھا عبدالعزیز بن ابی دلف نے صف آرائی کی مگر شکست کھا کر اپنے قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا فتح نے کرخ پر قبضہ کر کے اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر لیا۔ اسی ۲۵۳ھ میں محمد بن عبداللہ مقرر ہوا اس کے بعد خلیفہ معتز نے اس کے دوسرے بھائی سلیمان کو طبرستان سے بلا کر اس کی جگہ متعین فرمایا ان دنوں سلیمان بن عمران از دی موصل کا گورنر تھا اس سے اور از دی سے اطراف موصل کے آس پاس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اسی ۲۵۳ھ میں مزاحم بن خاقان کا مصر میں انتقال ہو گیا۔ یعقوب صفار نے اسی ۲۵۳ھ میں بختان، فارس اور ہرات پر قبضہ کر کے اپنی دولت و حکومت کی بنیاد قائم کی۔ اور با بکیال نے اپنی طرف سے احمد بن طولون کو حکومت مصر پر متعین کیا اسی زمانہ میں بنو طولون کی حکومت کا بنیادی پتھر مصر میں رکھا گیا اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ۲۵۵ھ میں یار جوج کو مصر کا گورنر مقرر کیا اس سے اس کی حکومت کو ایک قسم کا استقلال اور مضبوطی ہو گئی۔

۲۵۵ھ کے واقعات:..... ۲۵۵ھ عہد خلافت مہندی میں مساور خارجی موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ اسی ۲۵۵ھ میں زنگیوں کے سردار کا ظہور و خروج ہوا اور یہی زمانہ اس کے فتنہ کے آغاز کا ہے۔

زنگیوں کے حالات:..... اکثر دعاۃ علویہ جنہوں نے معتصم دور حکومت یا اس کے بعد عراق میں خروج کیا تھا۔ زید یہ تھے۔ ان ہی کے آئمہ میں سے علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے جو بصرہ میں رہتے تھے لہذا جس وقت ان لوگوں نے خلفاء وقت سے جھگڑا شروع کیا اور خلفاء وقت نے ان کی کوشش کی جانب توجہ فرمائی اور ان کے چچا زاد علی بن محمد بن حسین کا مقام فدک میں کام تمام کیا گیا اسی زمانہ میں ایک شخص نے رے میں خروج کیا اور اس دعویٰ سے کہ میں علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ ہوں۔ یہ واقعہ عہد خلافت مہندی ۲۵۵ھ کا ہے۔ اور جب ابن علی نے بصرہ پر قبضہ کیا تو عمائدین اور مشہور خاندان والوں نے اس کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا اس وقت اس نے اپنے اس قول سے رجوع کر کے یحییٰ شہید جرجان براہ عیسیٰ مذکور کی طرف خود کو منسوب کر لیا۔

محققین کی آراء:..... مسعودی ۱ نے اس کو طاہر بن حسین کی طرف منسوب کیا ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ یہ حسین طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن علی کا بیٹا تھا لیکن ابن حزم نے حسین سبط کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ ان کا نسلی سلسلہ سوائے علی بن حسین کے

اور کسی سے نہیں چلا۔ طبری ۱ اور ابن حزم وغیرہما محققین کی یہ رائے ہے کہ یہ شخص عبدالقیس کے قبیلہ سے تھا اور اس کا نام علی بن عبدالرحیم ہے اور شہر رے کے کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔

فتنہ کی وجہ:..... زید یہ کے متواتر خروج کرنے سے اس کے دل میں خروج کرنے کا ولولہ اور جوش پیدا ہوا اور اسی وجہ سے اس نے خود کو اس خاندان سے منسوب کر دیا۔ اس دعویٰ کی اس بات سے پوری پوری تائید ہوتی ہے کہ یہ خوارج ازرقہ ۲ کے عقائد کا پابند تھا اور ان عقائد کا پابند تھا کہ جن عقائد سے اہل بیعت کو سوں دور ہیں۔ بہر کیف یہ خلیفہ منصر کے حاشیہ نشینوں کے ایک گروپ سے ملا اور ان کی تعریف اور محامد میں قصائد لکھے جس سے اس کی پہنچ ان لوگوں کی مجلسوں میں بڑھ گئی اس کے بعد ۲۴۹ھ میں سامرا سے بحرین چلا آیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں عبداللہ بن محمد بن فضل بن حسن بن عبید اللہ بن عباس بن علی بن ابوطالب کی نسل سے ہوں، لوگوں کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی دعوت دی اکثر اہل حجرہ ۳ وغیرہ نے اس کا اتباع کیا اور اسی کی وجہ سے بادشاہ وقت کے لشکر سے لڑے اور بہت بڑے فتنہ و فساد کے بانی قرار دیئے گئے کچھ عرصہ بعد علی ان لوگوں سے الگ ہو کر احتشاجلا آیا اور قبیلہ سعد بن تیمم میں بنی شامش کے ہاں ٹھہرا بحرین سے چند عمائدین بھی اس کے ساتھ آ گئے تھے ان میں سے یحییٰ بن محمد ازرق بنجرانی اور سلیمان بن جامع بھی تھا یہی دونوں اس کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔

علی کی جنگیں اور ساتھی:..... جب اس کی اہل بحرین سے لڑائی ہوئی تو میدان جنگ اہل بحرین کے ہاتھ رہا اور علی شکست کھا کر بھاگا۔ اس شکست سے عرب کا گروپ اس سے الگ ہو گیا مگر علی ابن ابان نے ساتھ نہیں چھوڑا چنانچہ بصرہ پہنچا اور بنی ضبیہ کے ہاں مقیم ہو گیا ان دنوں محمد بن رجاء بصرہ کا گورنر تھا، بلائیہ اور سعدیہ میں فتنہ کی آگ بھڑک رہی تھی اس نے فریقین میں سے ایک کو ملانے کی کوشش کی مگر راز کھل گیا محمد بن رجاء نے اس کی گرفتاری کے لئے چند سپاہیوں کو متعین کر دیا علی یہ خبر سن کر بھاگ گیا اس کے بیٹا اس کی بیوی اور اس کے ساتھیوں کا ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا علی بڑی مشکل سے بغداد پہنچا اور وہاں ایک برس تک مقیم رہا۔

نسبت اور ناموں کی تبدیلی:..... بغداد پہنچ کر اس نے خود کو محمد بن احمد بن عیسیٰ کی جانب منسوب کیا جیسا کہ ہم پہلے لکھ آ چکے ہیں۔ ایک گروپ اس کی جانب مائل ہو گیا ان میں سے جعفر بن محمد صوحانی (یہ یزید بن صوحانی کی اولاد سے تھا) مسروق اور رفیق تھا (یہ دونوں یحییٰ بن عبدالرحمن کے غلام تھے) علی کے ساتھیوں میں شامل ہونے کے بعد مسروق ۴ اور رفیق کے نام بدل دیئے گئے مسروق کو حمزہ کے نام سے موسوم کیا اور کنیت ابو احمد رکھی گئی اور رفیق کو جعفر کے نام سے نامزد کر کے کنیت ابی الفضل رکھی گئی اس کے بعد بلائیہ و سعدیہ کے سرداروں نے متفق ہو کر محمد بن رجاء گورنر بصرہ کو نکال دیا اور جیل کا دروازہ توڑ کر قیدیوں کو رہا کر دیا۔

زنگی غلاموں کی شمولیت:..... رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر بغداد میں علی تک پہنچی چنانچہ وہ ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں بصرہ کی طرف واپس آیا یحییٰ بن محمد، سلیمان بن جامع، مسروق اور رفیق اس کے ساتھ تھے بصرہ پہنچ کر قصر قرشی پہنچا اور زنگی غلاموں ۵ کو آزاد کرنے کے وعدہ پر بلایا دیکھتے ہی دیکھتے ایک جم غفیر جمع ہو گیا، ایک پر جوش تقریر کے بعد ملک اور مال دینے کا وعدہ کیا احسان اور حسن سلوک کی قسم کھائی اور ریشم کے ایک ٹکڑے پر ان اللہ اشتری من المؤمنین انفسهم و اموالهم بان لهم الجنة ۶ تا آخر آیت لکھ کر جھنڈا بنایا اور ایک بلند مقام پر لگا دیا زنگی غلاموں کے آقاؤں

۱..... دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۱۰)۔

۲..... یہ اس عقیدے کی بنیاد پر خارجی مذہب کا پابند تھا کہ خارجیوں کے درمیان برابری اور مساوات وہ طرہ امتیاز تھا جس کے بارے میں طبقہ دنیا کے چند ہی آدمی جان سکے۔

۳..... صحیح لفظ اہل حجر ہے حجر نہیں، دیکھیں (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱۱)۔

۴..... صحیح لفظ مسروق نہیں بلکہ مشرق ہے، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۱۲) اور (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۱۲)۔

۵..... لوگوں کا ایک گروپ جسے جنوبی عراق لایا گیا تاکہ بصرہ کے قریب موجود زمین کی اوپر والی تہہ کو کھریج کر یا اکھاڑ کر قابل کاشت بنایا جاسکے، جن لوگوں کی یہ زمین تھی وہ اس میں خوب محنت کرتے تاکہ زمین کے اوپر سے سیم و تھور کے اثرات ختم کر کے زمین کو قابل کاشت بنایا جاسکے اور یہ بہت مشکل کام تھا، زندگی گزارنا بہت مشکل تھی، یہ اس کام کا معاوضہ بھی نہ مانگا کرتے تھے بلکہ ان کی غذا تھوڑا آٹا، کھجور اور ستوتھو تھی، دیکھیں، دراسات فی العہود العباسیہ المتاخرہ (للدروی صفحہ ۷۶، ۷۷، ۷۸) (سورۃ توبہ آیت نمبر ۱۱۱)۔

کارنگ پیلا پڑ گیا ایک ایک دودو کر کے علی کے پاس آئے اور غلاموں کے بارے میں بات کرنے آئے تھے علی نے اشارہ کر دیا چنانچہ زنگی غلاموں نے اپنے آقاؤں کو مارنا اور قید کرنا شروع کر دیا۔ شرفاء بصرہ یہ حال دیکھ کر دم بخود وہ گئے اور علی نے ان لوگوں کو رہا کر دیا جن کو زنگی غلاموں نے قید کر دیا تھا۔ الغرض یہ جھنڈا کامیابی کی ہوا میں مسلسل یوں ہی لہرا رہا تھا اور چاروں طرف سے زنگی غلام جوق در جوق اس کے نیچے آ کر غلامی سے خود کو رہا کراتے جا رہے تھے اور علی ان لوگوں کو ہر وقت اپنی پر جوش تقریر سے ابھار رہا تھا اور ایک اور مال حاصل کرنے کی رغبت دلارہا تھا۔

مختلف فتوحات:..... جس وقت ان لوگوں کا ایک اچھا خاصہ گروپ جمع ہو گیا تو دجلہ کو نہر میموں کی طرف عبور کیا اور حمیری کو دجلہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ایلہ کی طرف بڑھا ان دنوں ایلہ میں ابن ابی عون گورنر تھا وہ چار ہزار فوج لے کر مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی جس میں ابن عون کو شکست ہوئی اور علی کے ساتھیوں نے بہت سامان و اسباب لوٹ لیا، پھر قدسیہ کا رخ کیا اس کے ساتھیوں نے اس کے اشارے سے قادسیہ کو بھی تخت و تاراج کر دیا۔ ان واقعات سے اس کی قوت بڑھ گئی اور آلات حرب کی بھی ضرورت باقی نہ رہی۔ اہل بصرہ کا ایک گروہ آئندہ خطرہ کے پیش نظر اس سے لڑنے آیا اس نے یحییٰ بن محمد کو پانچ سو افراد دے کر لشکر کے مقابلہ پر بھیجا یحییٰ نے پہلے ہی حملہ میں اہل بصرہ کو شکست دے کر ان کے سامان جنگ اور آلات حرب کو چھین لیا اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا گروپ اہل بصرہ کا آیا اور وہ بھی شکست کھا کر واپس گیا اس کے بعد بصرہ کے درنامی گرامی سپہ سالار خم ٹھونگ کر میدان جنگ میں آئے اور شومی قسمت سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے ان کے سیکڑوں آدمی مارے گئے۔ ہمارا ہر رسد و غلہ اور سامان جنگ کی کشتیاں تھیں جنہیں مخالف ہوانے کنارہ پر پہنچا دیا چنانچہ علی کے ساتھیوں نے جی کھول کر انہیں لوٹا اور جن لوگوں کو ان پر سوار دیکھا مار ڈالا ان واقعات سے زنگی غلاموں کی جرئت بڑھ گئی ذرا سی بات پر فتنہ و برپا کرنے لگے۔

شاہی فوج کو شکست:..... اس دوران ان کے شورا انگیز، طوفان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے دربار خلافت سے ابو ہلال ترکی چار ہزار کے لشکر کے ساتھ مقرر کیا گیا چنانچہ نہر ریان پر صف آرائی ہوئی زنگی غلاموں نے اس کے بھی شکست دے دی اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا سیکڑوں آدمی قتل ہو گئے۔ اس کے بعد ابو منصور (یہ بنی ہاشم کا آزاد کردہ غلام تھا) ایک عظیم الشان لشکر لے کر زنگیوں کی گوشمالی کے لئے چلا اس لشکر میں متطوعہ (والنیر) کی بہت بڑی جماعت تھی بلا ایلہ اور سعدیہ کی فوجیں بھی شریک تھیں علی نے اس کے مقابلہ پر علی ابن ابان کو متعین کیا چنانچہ ابو منصور کے ایک دستہ سے ٹکبھیز ہو گئی علی ابن ابان نے اس کو شکست فاش دی اور ایک گروپ کو گھاٹ پر بھیج دیا جہاں پر تقریباً ایک ہزار کشتیاں لنگر انداز تھیں کشتی والے زنگیوں کے آتے دیکھ کر بھاگ گئے زنگیوں نے بغیر بڑے بھڑے لوٹ لیا۔

ابو منصور کو شکست:..... اس واقعہ سے ابو منصور کو طیش آ گیا اور مسلح ہو کر خود میدان جنگ میں آیا زنگیوں نختان میں میدان لگایا ان کے لشکر کے دو ٹکڑے کئے گئے ایک علی بن ابان کی ماتحتی میں اور دوسرا محمد بن مسلم کی ماتحتی میں جنگ کرنے کے لئے بڑھا اتفاق سے ابو منصور کو شکست ہو گئی اور ایک بڑا گروہ معرکہ کارزار میں کام آ گیا زنگیوں نے ان کے مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا اور اطراف و جنوب کے دیہات اور قصبوں پر قصابات پر قتل و غارت کا ہاتھ بڑھایا جس سے زنگیوں کو بہت بڑا مالی فائدہ ہو گیا اور وہ مالا مال ہو گئے۔

بصری پر زنگیوں کے حملے:..... اس کے بعد علی نے بصرہ کا رخ کیا راستے میں لشکر بصری سے مقابلہ ہوا جو کہ زنگیوں سے شکست کھا کر بھاگ گیا اگلے دن بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا چنانچہ اہل بصرہ جمع ہو کر میدان جنگ میں آئے اور خشکی اور دریا کے راستے حملہ کیا زنگیوں نے اس معرکہ میں بھی ان کو شکست دی چنانچہ بہت بڑی ہزیمت تھی اس میں ہزاروں آدمی کام آ گئے اہل بصرہ نے ان واقعات سے خلیفہ کو مطلع کیا اور دربار خلافت کی طرف سے جعلان ترکی کو اہل بصری کی کمک پر بھیجا گیا اور ایلہ پر ابوالاخص یاہلی کو متعین کیا گیا اور ترکوں کا ایک عظیم الشان لشکر اس کے ساتھ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ زنگیوں کے سردار نے اپنے ساتھیوں کو دائیں بائیں قتل و غارت کے لئے پھیلا دیا تھا، جعلان نے بصری کے قریب پہنچ کر زنگیوں کے لشکر سے ایک کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور ارد گرد خندق کھدوائی چھ ماہ تک وہیں ٹھہرا رہا اور زبینی اور بنو ہاشم کو زنگیوں سے جنگ کرنے بھیجتا رہا ان ایسوں سے کوئی نتیجہ فریقین کے نفع و نقصان کا نہ نکل سکا۔

ایلیہ پر قبضہ:..... ایک دن زنگیوں نے جعلان کے لشکر پر شب خون مارا اور حالت غفلت میں پہنچ کر ایک بڑے گروپ کو کاٹ ڈالا مجبور ہو کر جعلان نے وہ مورچہ چھوڑ دیا اور جنگ سے ہاتھ کھینچ کر بصرہ واپس آ گیا زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ لشکر کو لوٹ کر کشتیوں کو تخت و تاراج کیا اور کشتی والوں کو قتل کر دیا بے حد مال و اسباب ان کے ہاتھ آیا اس کے قتل و غارت کرتے ہوئے ایلیہ کی طرف گئے اور رجب ۲۵۲ھ کے آخر میں بزور تیغ ایلیہ میں گھس کر اس کے گورنر ابوالاحوص عبید اللہ بن حمید کو ایک بڑے گروہ کے مار ساتھ قتل کر کے آگ لگا دی چنانچہ ایلیہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا۔

عیاذان اور اہواز پر قبضہ:..... اس واقعہ کی قیامت خیز خبر اہل عیاذان کو ملی تو ان لوگوں نے قتل و غارت کے خوف سے امن کی درخواست کی زنگیوں نے ان کے امن دے دیا اور جو کچھ وہاں مال و اسباب۔ آلات حرب اور لونڈی غلام وغیرہ تھے غرض سب پر اہواز تک قبضہ کر لیا ان دنوں اہواز میں دیوان الخراج (محکمہ مال) کا افسر اعلیٰ ابراہیم بن مدبر تھا اہل اہواز زنگیوں کے خوف سے بھاگ گئے زنگیوں نے اہواز میں گھس کر خاطر خواہ لوٹا۔ اور ابراہیم بن مدبر کو گرفتار کر لیا۔ اہل بصرہ زنگیوں کے خوف سے شہر چھوڑ کر آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے۔

زنگیوں کی شکست:..... اس کے بعد معتمد نے سعید بن صالح حاجب (لارڈ چیمبر لین) کو ۲۵۶ھ میں زنگیوں سے جنگ کرنے بھیجا لہذا اس نے سیاہ بخت زنگیوں کو شکست دے دی اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔ انہی سیاہ بختوں کے پختہ غضب میں ابراہیم بن مدبر گرفتار تھا یکجہاں بن محمد بحرانی کا مکان اس کے لئے جیل بنایا گیا تھا دو کالے دیو اس کی حفاظت نگرانی مقرر تھے ابن مدبر نے ان سے ساز باز کر کے ایک سرنگ کھدوائی اور اس کے راستے سے نکل کر اپنے اہل و عیال کے پاس پہنچ گیا۔

محمد بن بغا کا قتل:..... رجب ۲۵۶ھ کے شروع میں ان ترکوں نے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور جو کرخ اور شاہی مکانات کی حفاظت پر مقرر تھے تنخواہ اور روزینے کے مانگنے کا بہانہ کر کے پھر ایک ہنگامہ برپا کیا خلیفہ مہندی نے اپنے بھائی ابوالقاسم اور کیعلغ ترکی وغیرہ کو ترکوں کے پاس بھیجا چنانچہ ابوالقاسم اور کیعلغ ۱ کے سمجھنے سے شورش ختم ہو گئی اور اپنے اپنے مکانات اور ٹھکانوں پر واپس آ گئے کسی نے ابونصر محمد بن بغا تک یہ خبر پہنچادی کہ خلیفہ مہندی نے ترکوں سے یہ کہہ دیا ہے کہ سارا مال اور خزانہ محمد و موسیٰ بن بغا کے قبضہ میں ہے چنانچہ محمد بن بغا اپنے بھائی کے پاس سن ۲ بھاگ گیا اس کا بھائی سن میں مساور خارجی سے لڑ رہا تھا خلیفہ مہندی نے محمد بن بغا کو بلوانے کے لئے کئی خطوط لکھے اور امان دی محمد بن بغا اپنے بھائی مشون اور کیعلغ کے ساتھ واپس آ گیا خلیفہ مہندی نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پندرہ ہزار دینار اس کے وکیل سے وصول کر کے اس کو قتل کر ڈالا۔ ۳

مہندی کا موسیٰ کے قتل کا حکم:..... جن دنوں محمد بن بغا قید میں تھا انہی دنوں میں خلیفہ مہندی نے ایک فرمان موسیٰ بن بغا کے لئے با بکیال کی معرفت روانہ کیا اس میں لکھا تھا لشکر اسلام کا چارج با بکیال کو دے کے تم دار الخلافہ چلے آؤ اور روانگی کے وقت با بکیال کو یہ ہدایت کر دی کہ لشکر اسلام کا چارج لینے کے بعد مساور خارجی سے جنگ کرنے میں کوتاہی نہ کرنا اور موسیٰ بن بغا اور ح کو کسی حلیہ سے موقع پا کر مار ڈالنا۔ با بکیال نے موسیٰ کے پاس پہنچ کر خلیفہ مہندی کا فرمان پڑھا ابھی موسیٰ کوئی جواب نہ دینے پایا تھا کہ با بکیال نے اپنی روانگی اور محمد بن بغا کی گرفتاری، قید اور خلیفہ مہندی کی خفیہ ہدایت کا حال لفظ بلفظ کہہ دیا موسیٰ اور ح کے تو ہوش یہ سن کر اڑ گئے اور وہ آہستہ میں مشورہ کرنے لگے۔

مہندی کے خلاف ہنگامہ:..... آخر کار یہ طے پایا کہ با بکیال دار الخلافہ واپس جائے اور خلیفہ مہندی کو قتل کرنے کی صورتیں اور تدابیر پیدا کرے چنانچہ با بکیال یار جوج ۴، اساتلین اور سیماطویل کے ساتھ نصف رجب کو دار الخلافہ واپس آ گیا۔ خلیفہ مہندی نے با بکیال کو گرفتار

۱..... ایک نسخے میں کیعلغ کے بجائے کفقا تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)

۲..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن سن کے بجائے سندھ کا ذکر ہے حالانکہ دونوں الگ الگ مقامات ہیں، (جلد ۳ صفحہ ۳۰۲)، اس کے علاوہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن میں اسی جگہ مساور الشرائی تحریر ہے جبکہ ایک نسخے میں، موسیٰ الشرائی، تحریر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے، دیکھیں ابن اثیر کی تاریخ (اکامل جلد ۲ صفحہ ۴۲۵)۔ ۳..... یہ واقعہ ۳ رجب ۲۵۶ھ کا ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۳۹۰)

۴..... علامہ ابن اثیر کی تاریخ (اکامل جلد ۲ صفحہ ۴۲۵) پر یار جوج کے بجائے یار کوج تحریر ہے جبکہ (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۶۲) پر یار جوج کے بجائے یار جوج تحریر ہے۔

کرا کے قید کر دیا با بکیال کے ساتھیوں اور ترکوں نے جمع ہو کر اسی بناء پر ہنگامہ کر دیا خلیفہ مہندی نے صالح سے رائے مانگی تو صالح نے ترکوں کے قتل اور بربادی کرنے کی رائے دی خلیفہ مہندی جوش شجاعت میں آ کر اٹھ کھڑا ہو ترکوں، فراعنہ اور مغارہ فوجوں کو تیاری کا حکم دیا اور جنگ کے ارادے سے مسلح ہو کر نکلا میمنہ میں مسرور بلخی ❶ تھا، میسرہ میں یار جوج اور خود مہندی اساتکین اور دوسرے سپہ سالاروں کے ساتھ لشکر کے قلب میں تھا۔

مہندی کی شکست اور فرار:..... رعب و داب دکھانے کی غرض سے با بکیال کے قتل کا حکم صادر کیا عتاب بن عتاب نے اس کا سرتار کر ترکوں کے سامنے پھینک دیا۔ بجائے مرعوب ہونے کے ترکوں میں اس سے اور زیادہ اشتعال پیدا ہو گیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ جتنے ترکی فوجی اس کے میمنہ و میسرہ میں تھے وہ با بکیال کے قتل پر بگڑ کے بلوایوں سے جا ملے باقی لشکر مقابلہ کے دوران شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا تنہا خلیفہ مہندی کیا کرتا شمشیر بکف لڑتا ہوا بھاگا جا رہا تھا اور چیخ چیخ کر پکار رہا تھا ”یامعشر المسلمین انا امیر المؤمنین قاتلو اعن خلیفتکم“ (اے مسلمانان میں امیر المؤمنین ہوں کہاں بھاگے جا رہے ہو اپنے خلیفہ کے طرف سے لڑو، مگر کوئی جواب نہیں دے رہا تھا اس طرح وہ جیل پہنچ گیا میں اس خیال سے کہ شاید رہائی پانے کے بعد قیدی میری طرف سے لڑیں اس نے جیل کا دروازہ کھول دیا اور ان کی ہتکڑیاں اور بیڑیاں کاٹ دیں قیدیوں میں سے کسی نے اس کے خیال کی تائید نہیں کی اور رہائی پاتے ہی ہر ہو گئے مجبور ہو کر احمد بن جمیل ❷ نامی پولیس افسر کے مکان میں چھپ گیا۔

مہندی کا قتل:..... بلوایوں نے وہاں پہنچ کر دروازے توڑ کے اس کو نکالا اور ایک خچر پر سوار کرا کے جوسق میں لائے اور احمد بن خاقان کے پاس نظر بند کر دیا اس کے بعد بلوایوں نے خلیفہ مہندی کو معزول کرنے کا مشورہ کیا مگر خلیفہ مہندی نے اس سے انکار کیا بلکہ معزولی کے بجائے مرجانے پر آمادگی ظاہر کی بلوایوں نے اس کو ایک خط جو موسیٰ بن بغا، با بکیال اور دیگر سپہ سالاران لشکر کے نام تھا دکھایا یہ خط خاص اس کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اس کا مضمون یہ تھا ”کہ ان لوگوں کے ساتھ کبھی بد عہدی نہیں کی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کو دھوکا دیا جائے گا نہ ان لوگوں کے ساتھ کسی قسم کی چال چلی جائے گی اور نہ کبھی ان لوگوں کے قتل کا بہانہ ڈھونڈھا جائے گا اور جب کوئی فعل اس قسم کیا جائے تو یہ لوگ جس کو چاہیں خلیفہ بنائیں میری بیعت کی پابندی ان پر ضروری نہیں ہوگئی“ خلیفہ مہندی یہ خط دیکھ کے خاموش ہو گیا اور ان لوگوں نے خلیفہ مہندی کے قتل کو مباح تصور کر کے خلیفہ مہندی ❸ کا کام تمام کر دیا۔

معزولی ایک اور روایت:..... مذکورہ روایت کے علاوہ مؤرخین نے خلیفہ مہندی کے معزول ہونے کی یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ کرخ اور شاہی مکانات کے ترکوں نے خلیفہ مہندی نے حاضر ہو کر کچھ عرض کرنے کی اجازت مانگی خلیفہ مہندی نے حاضری کی اجازت دی محمد بن بغادر بار خلافت سے اٹھ کر محمدیہ کی طرف چلا گیا اور ترک چار ہزار کی تعداد میں دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ موجودہ سپہ سالاروں کو معزول کر دیا جائے اور ان کا احتساب کیا جائے اور بڑے عہدوں پر خاندان خلافت کے افراد کو مقرر کیا جائے، خلیفہ مہندی نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کر لیا تو وہ اپنے اپنے ٹھکانوں پر واپس آ گئے صبح ہوئی تو یہ لوگ وعدہ پورا کرنے کی درخواست کی تو خلیفہ مہندی نے معذرت کی کہ فی الحال چند وجوہ سے ان وعدوں کو پورا نہیں کیا جاسکتا ہاں آہستہ آہستہ تمہاری خواہش کے مطابق سارے کام انجام دے دیئے جائیں گے مگر ترکوں نے نہیں مانا۔

مہندی اور ترکوں کا اتفاق:..... چنانچہ خلیفہ مہندی نے کہا ”اچھا تم لوگ قسم کھا کرو وعدہ کرو کہ ہمیشہ تم اپنے اس قول پر قائم رہو گے اور جس شخص سے امیر المؤمنین لڑیں گے تم اس سے لڑو گے“ ترکوں نے قسمیں کھا کر اس بات کا عہد و پیمان کر لیا اس کے بعد اپنے اور خلیفہ مہندی کی جانب

❶ ایک نسخے میں مسرور بلخی کے بجائے، دمشقی و لکھی، تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲۵) اور (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۶۲)

❷ (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۵۸) پر تحریر ہے کہ مہندی نے مجبور ہو کر ابو صالح عبد اللہ بن محمد بن یزید او کے گھر پہنچا اور پناہ لی (یہ بات با بک کے واقعے کے بعد کی ہے) اور اس گھر میں احمد بن جمیل صاحب المنعونہ بھی رہتا تھا۔

❸ عباسی خلیفہ مہندی باللہ عباسی خلفاء میں نہایت دیندار، متقی، پرہیزگار اور انصاف پسند تھا، اس نے لہو و لعب، مناج رنگ، گانا بجانا اور شراب نوشی وغیرہ پر پابندی لگا دی تھی، حکومت کے اراکین کو بھی ظلم و ستم سے روکتا تھا گیارہ مہینے اور پندرہ راتیں حکومت کی، ۳۸ سال کی عمر میں قتل کیا گیا (تاریخ الکامل لابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۹۳، حاشیہ از مترجم)۔ خلیفہ مہندی باللہ کے قتل کی مزید تفصیلات کے لئے دیکھیں (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۲۶)، (العقد الفرید جلد ۵ صفحہ ۱۲۵)

سے محمد بن بغا کو خط لکھا جس میں اس کو دربار خلافت سے چلا جانے پر ملامت کی اور یہ بھی لکھا کہ ہم لوگ اپنا حال عرض کرنے آئے تھے مکان خالی پا کر قیام کر دیا۔ محمد بن بغا یہ خط دیکھ کر واپس آ گیا ان لوگوں نے محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور ح کو طلی کا خط لکھا اور یہ بھی تحریر کیا کہ لشکر اسلام فلاں شخص کو (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) چارج دے دو اور خفیہ طور پر چند لوگوں کو جب کہ وہ لوگ اس حکم کی تعمیل نہ کریں ان کو گرفتار کر لانے کی ہدایت کر دی جس وقت یہ خط موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کے سامنے پڑھا گیا تو سب نے اس کی تعمیل سے انکار کر کے بالاتفاق سامرا کی جانب کوچ کر دیا خلیفہ مہندی نے جنگ کے ارادے سے لشکر مرتب کیا فریقین میں کاغذی گھوڑے دوڑنے لگے موسیٰ کے ساتھی یہ چاہتے تھے کہ موسیٰ کو کسی صوبہ کا گورنر بنایا جائے تاکہ موسیٰ اس صوبہ کی طرف چلا جائے۔

با بکیال کا قتل:..... خلیفہ مہندی کے مصاحبوں کا یہ منشاء تھا کہ موسیٰ دربار خلافت میں حاضر ہو کر مال و خزانہ کا حساب سمجھائے لہذا دونوں فریق کسی بات پر متفق نہ ہو سکے یہاں تک کہ موسیٰ کے بہت ساتھی موسیٰ سے علیحدہ ہو گئے مجبوراً موسیٰ اور ح نے خراسان کا رخ کیا اور با بکیال چند سپہ سالاروں کے ساتھ خلیفہ مہندی سے آ ملا خلیفہ مہندی نے چونکہ پہلے یہ اس کے مخالف تھا قتل کر دیا ترکوں میں سے اس ایک خفیہ سی حرکت پیدا ہوئی مگر کسی نے کچھ چون و چرا نہ کی اس کے بعد ترکوں کو فراغ اور مغاربہ کا ہم پلہ سمجھا جانا گوار گذرا ان مکانات شاہی سے ان لوگوں کو نکال دینے کا ارادہ کر لیا خلیفہ مہندی نے منع کیا مگر ترکوں کو ایک اچھا بہانہ ہاتھ آ گیا لہذا وہ با بکیال کے خون کا بدلہ ارادہ کے نبھانے سے نکل کھڑے ہوئے۔ خلیفہ مہندی اس طوفان اور تمیزی کو فرو کرنے کے لئے سوار ہوا اس لشکر میں چھ ہزار فوج فراغ اور مغاربہ کی تھی اور تقریباً ایک ہزار ترک بھی تھے جو صالح بن وصیف کے ساتھیوں میں سے تھے یہ خبر سن کر ترکوں نے بھی مجمع کیا دس ہزار کا لشکر لے کر مقابلہ پر آئے چنانچہ خلیفہ مہندی کو شکست ہوئی اور وہی واقعات پیش آئے جن کو آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

احمد بن متوکل کی خلافت:..... اس واقعہ کے بعد ابوالعباس احمد بن متوکل جو کہ جوسق میں قید تھا کولایا گیا حاضرین نے اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ترکوں نے موسیٰ بن بغا کو یہ واقعات لکھ بھیجے یہ اس وقت خائفین میں تھا لہذا اس نے بھی حاضر ہو کر بیعت کر لی۔ الغرض تکمیل بیعت اور تخت نشینی کے بعد احمد بن متوکل کو معتمد علی اللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

مہندی کی پراسرار موت:..... خلیفہ معتمد کے تخت خلافت پر رونق افروز ہونے کے بعد عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کو عہدہ وزارت دیا گیا بیعت کے دوسرے دن پندرہ رجب ۲۵۶ھ کی صبح کو خلیفہ مہندی مردہ پایا گیا جب کہ اس کی خلافت کا پہلا سال پورا ہو رہا تھا ۲۶۳ھ میں عبید اللہ بن یحییٰ میدان میں گھوڑے سے گر کر مر گیا سر میں سخت چوٹ آئی سارا دماغ نٹھنوں کے ذریعے بہہ گیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے قلمدان وزارت محمد بن مخلد کے حوالے کر دیا کچھ دن بعد اس موسیٰ بن بغا سے ان بن ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کی ناراضگی کی وجہ سے اس کو معزول کر کے سلیمان بن وہب کو عہدہ وزارت عطا کر دیا پھر اس کو بھی معزول کر کے قید کر دیا پھر حسن بن مخلد کو وزارت دی گئی۔ موفق کو سلیمان بن وہب کو قید کر دینے سے ناراضگی پیدا ہوئی چنانچہ اس نے بغداد کی مغربی جانب صف آرائی کی اور فریقین میں خط و کتابت شروع ہوئی پھر آخر کار دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ابن وہب کو رہا کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۶۲ھ کا ہے۔

مصر و کوفہ میں علویہ کا ظہور:..... ۲۵۶ھ میں ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ تو ابن صوفی ۲ مشہور تھا مصر میں ظاہر ہوا آل محمد کی حمایت کی لوگوں کو دعوت دینے لگا بلا دصعید کے چند قبضوں پر قابض و متصرف ہو گیا احمد بن طولون نے ایک لشکر مصر سے روانہ کیا ابن صوفی نے اس کو شکست دے کر اس کے سپہ سالار کو قتل کر دیا دوسرا لشکر آیا تو مقام انجیم میں صف آرائی ہوئی مگر ابن صوفی کو اس معرکہ میں شکست ہو گئی اور وہ بھاگ کر الواحات پہنچ گیا اور لشکر کی فراہمی کی کوشش کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ایک لشکر تیار ہو گیا مرتب و مسلح ہو کر اشمونین کی جانب کوچ کیا ابو عبد الرحمن

①..... مروج الذهب میں مدت خلافت گیارہ مہینے تحریر ہے (جلد ۴ صفحہ ۲۰۷) جبکہ (ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۲۲۸) پر مہندی کی مدت خلافت کل گیارہ مہینے اور پندرہ دن تحریر ہے۔

②..... ایک نسخے میں صوفی کے بجائے صوفی تحریر ہے جو کہ غلط ہے (الکامل لابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۳۲)۔

عمری (یعنی عبد المجید بن عبد العزیز بن عبد اللہ بن عمر) سے مذبحیڑ ہو گئی۔

ابو عبد الرحمن عمری:..... چونکہ بجاۃ آئے دن بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کرتے تھے اور سرحدی مسلمانوں کو آرام سے نہیں رہنے دیتے تھے اس لئے ابو عبد الرحمن عمری نے خود کو جنگ بجاۃ اور ان کے ملک پر جہاد کرنے کے لئے وقف کر دیا تھا، اسی ہمدردی اور حمیت اسلامی کی وجہ سے اس کی شان و شوکت بڑھ گئی آس پاس میں اس کے متبعین بہت زیادہ تھے۔ احمد بن طولون نے یہ خبر سن کر ایک لشکر ابو عبد الرحمن کی طرف روانہ کیا ابو عبد الرحمن نے امیر لشکر سے معذرت کی کہ میں نے فتنہ و فساد برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا بلکہ مسلمانوں کی اذیت اور تکلیف دور کرنے کے ارادے سے کمر ہمت باندھی ہے ابن طولون میری حالت سے واقف نہیں ہے تم جا کر اس سے میری حالت بیان کرو اگر وہ تم کو واپس بلا لے تو ٹھیک ہے ورنہ تم لوگ معذور مجھے جاؤ گے امیر لشکر نے اس معذرت پر توجہ نہیں کی اور صف آرائی کر کے بھڑ گیا ابو عبد الرحمن نے اس کو شکست دے وہ بھاگ کر اسواں پہنچ گیا۔

ابن صوفی کی وفات:..... احمد بن طولون کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو امیر لشکر سے سخت ناراض ہوا اور ابو عبد الرحمن کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا چنانچہ ابو عبد الرحمن نے تلوار کے زور سے بجاۃ کو جزیہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا مقام اشمونین میں جہاں کہ آپ ابھی سیر کر رہے تھے علوی اور عمری سپہ سالاروں سے جنگ ہونے والی تھی ہر ایک اپنے اپنے لشکروں کو لے کر ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑا ہوا تھا دونوں حریف جنگ پر تلے ہوئے تھے مگر تم عمری کی سوانح سننے میں ایسے مصروف ہوئے کہ تم کو خبر تک نہ ہوئی عمری نے متعدد لڑائیوں کے بعد علوی بہادر (ابن صوفی) کو شکست دی جس سے لڑائی کا خاتمہ ہو گیا ابن صوفی بھاگ کے اسواں پہنچا اور آس پاس کے علاقوں پر قتل و غارت کا ہاتھ بڑھایا احمد بن طولون نے مصر سے ایک لشکر جرار روانہ کیا ابن صوفی اس سے مطلع ہو کر عبذاب کی جانب بھاگا اور دریاعبور کر کے مکہ معظمہ پہنچا اس کے ساتھی تتر بتر ہو گئے گورنر مکہ نے ابن صوفی کو گرفتار کر کے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا وہاں یہ ایک مدت تک جیل میں رہا اس کے بعد رہا کر دیا گیا تو مدینہ منورہ چلا آیا اور اسی سرزمین پاک میں اس کا انتقال ہو گیا۔

علی بن زید علوی:..... اسی ۲۵۶ھ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں دولت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور کوفہ پر قبضہ کر کے گورنر کوفہ کو نکال دیا خلیفہ معتمد نے شاہ بن میکال کو روانہ کیا علی بن زید نے پہلے ہی معرکہ میں شاہ بن میکال کو شکست دے کر اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار دیا تب خلیفہ معتمد نے کجورتر کی کو علی بن زید سے جنگ کے لئے متعین کیا علی بن زید یہ خبر پا کر کوفہ سے قادسیہ آ گیا کجور نے شوال ۲۵۶ھ میں کوفہ پر قبضہ کر لیا اور علی بن زید بلاد نبی اسد میں مقیم رہا اس کے بعد آ خرزی جہ سن مذکور میں کجورتر کی نے دوبارہ علی بن زید پر چڑھائی کر دی ہوئی تو علی بن زید کے بہت سے ساتھی مارے اور قید کر لئے گئے چنانچہ جنگ کے بعد کجور کوفہ واپس آ گیا پھر کوفہ سے خلیفہ کی اجازت کے بغیر سرزمین راسرم چلا گیا اور وہیں ٹھہرا باحتی کہ خلیفہ معتمد نے ۲۵۷ھ میں ایک لشکر چند سپہ سالاروں کے ساتھ روانہ کیا پھر مقام عکبر امین ان لوگوں نے اس کو قتل کر دیا جس سے اس کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہو گیا۔ بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ زنگیوں کے سردار کے پاس چلا گیا تھا اور اس نے اس کو ۲۶۰ھ میں قتل کر دیا اسی سن میں حسین بن زید طالبی نے رے پر قبضہ کر لیا تھا اور موسیٰ بن بغا اس سے جنگ کرنے روانہ کیا گیا تھا۔

زنگیوں کے بقیہ حالات:..... ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ خلیفہ معتمد نے سعید بن صالح حاجب کو زنگیوں کی گوشمالی پر مقرر کیا تھا چنانچہ سعید نے میدان جنگ پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملہ میں ان کو میدان جنگ سے بھگادیا پھر دوبارہ وہ اپنی حالت درست کر کے لڑنے آئے سعید کو اس معرکہ میں ناکامی ہوئی اور اس کے اکثر ساتھی کام آگئے لشکر گاہ جلادی گئی چنانچہ خائب و خاسر لوٹ کر سامرا آیا خلیفہ معتمد نے جعفر بن منصور خیاط کو مقرر کیا چنانچہ جعفر نے پہلے کشتیوں کی آمد و رفت بند کر دی جس سے زنگیوں کی رسد بند ہو گئی اس کے بعد دریا کے راستے زنگیوں سے جنگ کرنے روانہ ہوا مگر ان سے شکست کھا کر بحرین چلا آیا۔

ابراہیم بن سیماسے جنگ:..... زنگیوں کے سردار نے اپنے سپہ سالار علی بن ابان کو راک کا پل توڑنے روانہ کیا چنانچہ اس کا ابراہیم بن سیماسے جب کہ وہ فارس سے واپس آ رہا تھا سامنا ہو گیا چنانچہ ابراہیم نے علی بن ابان کے لشکر پر حملہ کر دیا جس میں علی بن ابان زخمی ہوا اور اس کے

بہت سے ساتھی مارے گئے جنگ کے خاتمے پر ابراہیم نہرجی کی طرف روانہ ہوا اور اپنے کاتب (سیکرٹری) شاہین بن بسطام کو علی بن ابان کے تعاقب کا حکم دیا گیا اور یہ ہدایت کردی کہ تھوڑی دور تعاقب کر کے دوسرے راستے راہ سے نہرجی پر آ کر علی بن ابان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ تیار ہو کر حالت غفلت میں عصر کے وقت شاہین کے لشکر پر حملہ کیا جس میں ایک بڑا گروہ کام آ گیا شاہین اور اس کا چچا زاد بھائی قتل ہو گئے پھر جیسے ہی علی بن ابان شاہین کی جنگ سے فارغ ہوا ایک منبر نے ابراہیم بن سہما کے قریب آ جانے کی خبر دی اسی وقت علی بن ابان نے اپنے ساتھیوں کو مرتب کر لیا عشاء کے وقت مڈبھیڑ ہو گئی ایک سخت اور بڑی خونریز جنگ کے بعد علی بن ابان نہرجی کی جانب واپس آ گیا۔

بصرہ پر زنگیوں کا حملہ:..... جس وقت منصور بن جعفر دریا میں زنگیوں سے شکست کھا کر واپس آیا تھا زنگیوں کے مقابلہ پر جانے سے جی چراتا تھا کشتیوں کی اصلاح، خندق کھودنے، اور مورچہ قائم کرنے پر اکتفا کر رہا تھا اسی دوران علی بن ابان نے اس کا محاصرہ کرنے کی غرض سے بصرہ پر چڑھائی کردی اور اہل شہر کو اپنی روانہ لڑائیوں اور چھیڑ چھاڑ سے تنگ کرنے لگا گردنواح کے خانہ بدوش عربوں کو سمجھا بھجا کر اپنا ہم خیال بنالیا ان کا ایک بڑا گروپ اس سے آ ملا اس نے ان لوگوں کو بصرہ کے چاروں طرف پھیلا دیا چنانچہ وہ دور دراز تک برابر لڑتا رہا بالآخر نصف شوال ۲۵ھ میں بصرہ کو طاقت سے فتح کر لیا اور نہایت بے رحمی سے اہل بصرہ کو قتل و غارت کر کے واپس آیا اس پر بھی اس کے بے رحم دل کو تسکین نہ ہوئی تو دوبارہ اور سہ بارہ قتل و غارت کرتا ہوا بصرہ چلا گیا جہاں تک کہ اہل بصرہ نے امان طلب کی اور علی بن ابان نے امان دے کر ان لوگوں کو دارالامارت کے ایک مکان میں جمع ہونے کا حکم دیا جب وہ جمع ہو گئے تو اس نے ان سب کو قتل کر دیا چار مع مسجد اور بصرہ کے محلات میں آگ لگادی۔ آتش زنی اتنی زیادہ بڑھی کہ بصرہ میں اس سرے سے اُس سرے تک آگ ہی تھی لوٹ مار کی کوئی حد نہ تھی اہل جہاں نظر آتے مار ڈالے جاتے تھے چند دنوں تک یہی حالت قائم رہی ❶ آخر کار الامان الامان کی منادی کرادی چونکہ اہل بصرہ اس سے پہلے ایک بار دھوکا کھا چکے تھے لہذا کوئی شخص باہر نہیں نکلا رفتہ رفتہ اس کی خبر خبیثت ❷ (زنگیوں کے سردار) کو ملی چنانچہ اس نے علی بن ابان کو معزول کر کے یحییٰ بن محمد بحرانی کو مامور کر دیا۔

مولد سے جنگ:..... جس وقت زنگیوں نے بصرہ میں داخل ہو کر شہر کو ویران و خراب کر دیا خلیفہ معتمد نے محمد، جو کہ مولد مشہور، تھا کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا چنانچہ مولد روانہ ہو کر ایلہ پہنچا اور پھر ایلہ سے کوچ کر کے بصرہ پہنچا اہل بصرہ اس کے پاس آ کے جمع ہوئے اور زنگیوں پر حملہ کر دیا زنگی بصرہ سے نکل کر نہر معقل کی طرف چلے آئے خبیثت (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالار یحییٰ بن محمد کو جنگ مولد پر روانہ کیا چنانچہ دس دن تک لڑائی ہوتی رہی اور کوئی نتیجہ نہیں نکلا تب خبیثت نے ابولیت صفہانی کو یحییٰ بن محمد کی کمک پر بھیجا اور حالت غفلت میں شب خون مارنے کی ہدایت کی چنانچہ ابولیت اور یحییٰ بن محمد نے مولد کے لشکر پر شبخون مارا ساری رات اور پھر صبح سے شام تک لڑائی ہوتی رہی مغرب کے وقت مولد کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی زنگیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا یحییٰ نے جامدہ تک منہزم گروہ کا تعاقب کیا اثناء تعاقب میں جس کو پایا گرفتار کر لیا جو کچھ ملا لوٹ لیا قرب وجوار کے قصبوں اور دیہاتوں کو تخت و تاراج کر دیا۔ غرض جہاں تک ان کی قوت تھی اس کو ان لوگوں نے قتل و خونریزی اور غارت میں خرچ کر دیا اور جنگ کے بعد نہر معقل کی جانب واپس آ گئے۔

منصور کی موت:..... جس وقت زنگیوں کو بصرہ کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی علی بن ابان نے نہرجی کا رخ کیا ابواہواز میں ان دنوں منصور بن جعفر خیاط گورنر تھا خلیفہ معتمد نے اس کو زنگیوں سے جنگ کے بعد جو بحرین میں ہوئی تھی ابواہواز کا گورنر بنایا چنانچہ منصور نے ابواہواز پہنچ کر نہرجی پر قیام کیا اس دوران زنگیوں کا نامی گرامی سپہ سالار علی بن ابان پہنچ گیا اس کے بعد ہی ابولیت صفہانی دریا کے راستے کی کمک پر آ گیا علی کے حکم اور اجازت کے بغیر منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اتفاق یہ کہ منصور کے لشکر کو کامیابی حاصل ہو گئی اور ابولیت کے ساتھیوں کا اکثر حصہ اس معرکہ میں کام آ گیا گنتی کے چند آدمی بھاگ کر خبیثت کے پاس پہنچ گئے اس کے بعد علی بن ابان اور منصور کی معرکہ آرائی ہوئی ظہر کے وقت سے مغرب تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر منصور کے لشکر کو شکست ہوئی زنگیوں نے تعاقب کیا منصور اس ڈر سے کہ کہیں میں گرفتار نہ ہو جاؤں نہر ❸ میں کود گیا مگر تیر نہ سکا لہذا ڈوب کر مر گیا۔

❶..... دیکھیں (مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۲۳۵)۔ ❷..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۵) پر زنگیوں نے سردار کا نام خبیثت کے بجائے خبیثت تحریر ہے۔ ❸..... تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۱ پر نہر کا نام، عمر بن مہران، تحریر ہے۔

ایک اور قول:..... بعض مؤرخین کا بیان ہے کہ ایک زنگی سیاہی نے منصور کے نہر میں کودنے کے بعد پانی میں کود کر منصور کا کام تمام کر دیا تھا اس کے مارے جانے کے بعد اس کے بھائی خلف بن جعفر بھی قتل ہو گیا یا رجوع نے ترکی سپہ سالار اصطمیخو کو منصور کی جگہ کر دیا۔

ابو احمد موفق:..... ابو احمد موفق (خلیفہ معتمد علی اللہ کا بھائی) مکہ معظمہ کا گورنر تھا جس وقت زنگیوں نے آتش فساد بھڑکائی تو خلیفہ معتمد نے اسے مکہ معظمہ سے بلوا کر کوفہ، حرین، کے راستے اور یمن کی حکومت عنایت کی اور کچھ عرصے بعد بغداد، سواد، واسط کوفہ، دجلہ بصرہ اور ابواز کا گورنر بھی بنادیا اور یہ ہدایت کی کہ اپنی جانب سے یار جوج کو بصرہ، کوردجلہ، یمامہ اور بحرین پر مقرر کر دو چنانچہ یار جوج نے اپنے تقرری کے بعد ان علاقوں کا سعید بن صالح کو اپنا نائب مقرر کیا جب صالح کوزنگیوں کے مقابلہ میں ہزیمت ہوئی تو یار جوج نے بصرہ کوردجلہ اور ابواز پر اس کی جگہ منصور کو متعین کیا اور جب منصور انہی لڑائیوں میں مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابو احمد موفق کو مصر، قنسرین اور عوام کی گورنری بھی عنایت کر دی اور مفلح کو خلعت فاخرہ دی گئی۔

یہ واقعہ ۲۵۸ھ کا ہے پھر ان دونوں کوزنگیوں کے مقابلہ پر جانے کا حکم دیا چنانچہ عظیم الشان لشکر کے ساتھ یہ دونوں سردار روانہ ہوئے اور خلیفہ معتمد اپنے بھائی کو ایک منزل تک چھوڑنے آیا۔

مفلح کی شہادت:..... اس وقت علی بن ابان نہریجی^۱ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا یحییٰ بن محمد بحرانی نہر عباس پر رکھا ہوا تھا اور خبیت (زنگیوں کا سردار) اپنے ساتھیوں اور گنتی کے چند سپاہیوں کے ساتھ لوٹ کال واسباب لانے کی غرض سے بصرہ تک آ جا رہا تھا لہذا جس وقت موفق نے نہر موصل پہنچ کر پڑاؤ کیا تو زنگیوں کا لشکر مرعوب ہو کر اپنے سردار کے پاس چلا گیا زنگیوں کے سردار نے علی بن ابان کو موفق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مگر مفلح سے ڈبھڑ ہو گئی جو موفق کے مقدمہ لچیش پر تھا گھمسان کی لڑائی ہونے لگی جنگ کے دوران مفلح کو ایک تیر لگا جس کے صدمہ سے وہ اسی وقت مشہور ہو گیا اس کا مارا جانا تھا کہ لشکر بھاگ نکلا اور بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔

موفق کی سرے سے تیاری:..... اس واقعہ سے موفق کو کمک اور ترتیب لشکر کی ضرورت محسوس ہوئی مفلح کے مارے جانے کی وجہ سے مجبوری میں میدان جنگ سے ایلہ کی جانب چلا گیا اور نہر اسد پر قیام کر کے فوج کی ٹریننگ میں مصروف ہو گیا اتفاق سے لشکر میں وباء پھوٹ نکلی اس کے اکثر ساتھی بیمار ہو گئے اور بعض مر بھی گئے چنانچہ نہر اسد سے کوچ کر کے بادرود چلا گیا اور آلات حرب سامان جنگ کی فراہمی درستی اور جہازوں کے بیڑے اور تربیت لشکر میں مشغول ہو گیا جب اس طرف سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو خبیت کے لشکر پر حملہ کر دیا یہ لڑائی نہر ابو نصیب پر ہوئی جنگ نہایت خطرناک اور خونریز تھی اس معرکہ میں زنگیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا بہت سی مسلمان عورتیں جن کو ان سیاہ بختوں نے گرفتار کر لیا تھا چھڑائی گئیں۔ جنگ کے خاتمہ پر ابو احمد اپنی لشکر گاہ ”بادرود“ واپس آ گیا بادرود میں آنے کے ساتھ ہی لشکر گاہ میں آگ لگ گئی اس نے فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا واسط پہنچ کر آرام کی غرض سے اس کے اکثر ساتھی اس سے جدا ہو گئے چنانچہ یہ بھی واسط میں محمد بن مولد کو اپنی جگہ چھوڑ کر سامرا کی طرف واپس لوٹ گیا۔

یحییٰ بن محمد زنگی:..... جس وقت اصطیخو^۲ منصور خیاط کے بعد گورنر ابواز بن کر آیا اور جس وقت موفق زنگیوں کی طرف جنگ کے ارادے سے جا رہا تھا یہ خبر ملی کہ یحییٰ بن محمد زنگیوں کا نامور سپہ سالار نہر عباس کی جانب روانہ ہوا ہے اسی وقت اصطیخو نے اپنی فوج کو راستہ کر کے کوچ کر دیا چنانچہ نہر عباس پر یحییٰ بن محمد سے ڈبھڑ ہو گئی یحییٰ نے اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ کو اصطیخو کے مقابلہ پر رکھا اور خود نے دوسرے

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶) پر اس واقعہ کا ماہ ربیع ۲۵۸ھ میں ہونا ذکر کیا گیا ہے ربیع الاول یا ربیع الثانی کی وضاحت نہیں کی گئی جبکہ (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۰) پر اس واقعہ کو بروز جمعرات اوائل ربیع الثانی ۲۵۸ھ میں ہونا ذکر کیا گیا ہے۔

② ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن (جلد ۳ صفحہ ۳۰۶) پر نہریجی کے بجائے نہر جی تحریر ہے۔

③ یہاں صحیح لفظ اصغون ہے، دیکھیں (تاریخ طبری جلد ۹ صفحہ ۴۹۵)

حصہ کے ساتھ نہر عبور کر کے ان کشتیوں پر حملہ کر دیا جو اصطیخو ر کے ساتھ رسد لے کر آئی تھیں اور ان کو لوٹ لیا شام کے وقت اپنے گشتی دستے کو دجلہ کی جانب روانہ کیا موفق کے لشکر سے جو نہر اسد کی طرف بڑھ رہا تھا ٹکراؤ ہو گیا اور دو دو ہاتھ لڑ کے بھاگ کھڑا ہوا، موفق کے مقدمۃ الجیش نے اس کا تعاقب کیا مگر بھاگنے والے گروہ نے پکڑ دھکڑ کی گھبراہٹ میں جس طرف یچی تھا وہاں سے عبور نہ کیا بلکہ دوسری جانب عبور کر لیا اور فتح مند گروپ جو اس کے تعاقب میں تھا یچی سے آ کر ٹکرا گیا۔

یچی کا عبرتناک قتل:..... اس وقت یچی کے ساتھ گنتی کے چند آدمی تھے وہ تھوڑی دیر لڑ کر شکست کھا کے بھاگے اور یچی زخمی ہو کر ایک کشتی میں چھپ گیا موفق کے مقدمۃ الجیش نے زنگیوں کے مال غنیمت اور کشتیوں کو لوٹ لیا اور بعض کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔ کشتی والوں نے شاہی سطوت سے ڈر کر یچی کو ایک گھاٹ پر لے جا کے اتار دیا گھاٹ کے قریب ایک چھوٹا سا گاؤں تھا یچی پریشان حال اس گاؤں میں پہنچا اس کے زخموں کی تکلیف حد سے بڑھ گئی تھی اس لئے علاج کے لئے ایک طبیب سے رجوع کیا۔ طبیب کو اس کے رنگ و ڈھنگ سے شبہ پیدا ہوا چنانچہ ابواحمد کے ساتھیوں کو جا کر اس کی اطلاع کر دی ابواحمد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا پہلے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے اس کے بعد قتل کر دیا گیا۔

اہواز پر قبضہ:..... زنگیوں کو اس قیامت خیز سانحے سے سخت صدمہ ہوا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں خبیت نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار علی ابن ابان اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی کو اہواز کی جانب روانہ کیا اور اس لشکر کو بھی ان کی فوج میں شامل کر دیا جو یچی بن محمد بحرانی کے لشکر میں تھا مقام و شتمیسان میں اصطیخو ر سے مقابلہ ہوا چنانچہ زنگیوں نے بے جگہوں سے حملہ کیا جس میں اصطیخو ر کو شکست ہوئی اس دوران اصطیخو ر مارا گیا اور ایک بڑا گروہ اس کے ساتھیوں کا اس واقعہ کی نذر ہو گیا حسن بن ہرثمہ، حسن بن جعفر وغیرہ گرفتار ہو گئے کامیاب گروپ کامیابی کے ساتھ اہواز میں داخل ہو گیا ایک مدت تک اہواز کے آس پاس لوٹ مار کرتا رہا اور دن دھاڑے جس کو پایا لوٹ لیا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغان کے مقابلہ پر آیا

ابن بغا بمقابلہ زنگیاں:..... زنگیوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز پر قبضہ کیا تو اس وقت خلیفہ معتمد نے ان سے جنگ کرنے موسیٰ بن بغا کو لواء جنگ عنایت فرما کر متعین کیا، موسیٰ بن بغا نے اہواز پر عبدالرحمن بن مفلح کو، بصرہ پر اسحاق بن کنداجیق کو اور بادرد پر ابراہیم بن سیمما کو مقرر کر کے چاروں طرف سے زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ سب سے پہلے عبدالرحمن بن مفلح نے میدان جنگ میں پہنچ کر علی بن ابان پر حملہ کیا علی بن ابان کا لشکر اتنی مستعدی سے مقابلہ پر آیا کہ عبدالرحمن بن مفلح کے لشکر کی فوج کے دانت کھٹے ہو گئے اور وہ بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑی ہوئی شام تک فتح مند گروپ اپنے بھگڑے فریق کو قتل و قید کرتا رہا اور جیسے ہی تاریک رات نے اپنے سیاہ دامن پھیلائے لڑائی خود بخود رک گئی۔

علی بن ابان کو ہزیمت:..... دوسرے دن عبدالرحمن بن مفلح نے پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور انتہائی مستعدی سے صبح ہوتے ہی زنگیوں پر حملہ کر دیا یہ حملہ اتنی شدت کا تھا کہ علی بن ابان کا لشکر بے قابو ہو کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا علی بن ابان نے اس کے روکنے کی بہت کوشش کی مگر کارگر نہ ہوئی زنگیوں کی ایک بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آ گئی اور بہت سے سیاہ بخت قید کر لئے گئے چنانچہ علی بن ابان خبیت کے پاس لوٹ آیا اور عبدالرحمن بن مفلح لشکر کی تیاری وغیرہ خیال سے قلعہ مہدی میں آ گیا۔

قلعہ مہدی پر حملہ:..... علی بن ابان نے خبیت (اپنے سردار) کے پاس پہنچ کر پھر اپنے لشکر کو مرتب و آراستہ کیا اور خبیت سے اجازت حاصل کر کے قلعہ مہدی پر جہاں کہ عبدالرحمن بن مفلح اپنی فوج کی درستی میں مصروف تھا حملہ کر دیا، چونکہ عبدالرحمن نے نہایت ہوشیاری سے قلعہ بندی کی تھی اس لئے علی بن ابان کو کسی قسم کی کامیابی نہ ہو سکی وہ بے نیل و مرام ابراہیم بن سیمما کی طرف پلٹ پڑا ابراہیم بن سیمما اس وقت بادرد میں تھا چنانچہ پہلے واقعہ میں تو ابراہیم کو شکست ہوئی مگر دوبارہ ابراہیم نے سنبھل کر اتنی سختی سے حملہ کیا کہ علی بن ابان کے لشکریوں پر عرصہ کارزنگ ہو گیا اور وہ میدان جنگ سے منہ موڑ کے بھاگ کھڑے ہوئے۔

علی بن ابان کا فرار:..... علی بن ابان نے عیاض کا راستہ اختیار کیا راستے میں ”نے“ اور ”بید“ کا جنگل تھا اس وجہ سے عیاض تک ابھی پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ ابراہیم کے ساتھیوں نے آگ لگا دی علی بن ابان اپنے ساتھیوں سمیت جنگل سے نکل کر بھاگا اور بڑی تعداد گرفتار ہو گئی۔ اس کے بعد

عبدالرحمن نے یہ خبر پا کر علی بن ابان پر حملہ کر دیا اس دوران خبیث کی طرف سے دریا کے راستے علی بن ابان کی کمک پہنچ گئی اور فریقین نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا علی بن ابان نے اپنی ایک حصہ فوج کو عبدالرحمن پر پیچھے سے حملہ کرنے بھیج دیا مگر عبدالرحمن کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ ایک حصہ فوج کو مقابلہ پر چھوڑ کے فوراً دوسرے حصہ کو لے کے واپس ہو گیا علی بن ابان کے ساتھیوں کے اور کچھ ہاتھ نہ لگا صرف دو چار چھوٹی کشتیاں ہاتھ آئیں۔

طاشتمر کی شکست:..... دوسرے دن عبدالرحمن نے علی بن ابان پر حملہ کیا اس کے مقدمۃ الحشیش پر طاشتمر ❶ تھا علی بن ابان نے انتہائی مردانگی سے مقابلہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں طاشتمر سے شکست کھا کے بھاگا اور خبیث (زنگیوں کے سردار) کے پاس دم لیا عبدالرحمن بن مقلد اور ابراہیم بن سیمانے دو مختلف راستوں سے خبیث پر چڑھائی کی مدتوں دونوں میں معرکہ آرائی ہوتی رہی۔ اسحاق بن کنداحیق گورنر بصرہ نے زنگیوں کی رسد بند کر دی جس وقت تک خبیث ابراہیم اور عبدالرحمن سے مصروف جنگ رہا اس وقت تک اس نے اسحاق سے کوئی تعرض نہ کیا لیکن جیسے ہی ان لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا اس نے اپنی ایک دستہ فوج کو بصرہ کی طرف روانہ کر دیا جو سترہ ماہ تک اہل بصرہ سے لڑتی رہی حتیٰ کہ موسیٰ بن بغازنگیوں کی لڑائی سے واپس آیا اس کی جگہ مسروزنجی کو اس مہم کی سرداری دی گئی۔

محمد بن واصل:..... اس سے پہلے معزز عہد خلافت یعقوب بن لیث صفاء کے فارس پر قابض و متصرف ہو جانے اور علی بن حسین کے قبضہ سے نکل جانے کی واقعات لکھے جا چکے ہیں کچھ عرصہ بعد پھر فارس پر خلفاء عباسیہ کی حکومت کے جھنڈے کامیابی کی ہوا میں لہرانے لگے حارث بن سیمان کو اس کا گورنر بنایا گیا۔ ان دنوں فارس میں ایک شخص عراق عرب کا رہنے والا محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی مقیم تھا اس نے احمد بن لیث سے راہ رسم پیدل کر کے ان کردوں سے میل جول پیدا کر لیا جو اس اطراف میں رہتے تھے اور موقع پا کر حارث بن سیمان پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا حارث بن سیمان اس واقعہ میں مارا گیا محمد بن واصل نے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا۔

طخارستان پر قبضہ:..... اس عرصہ میں خلیفہ یعقوب بن لیث نے یہ خبر پا کر ۲۵۷ھ میں فارس کا رخ کیا خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو سخت برہم ہوا موفق نے مصلحتاً فساد کو ختم کرنے کی غرض سے بلخ اور طخارستان کی سند گورنری لکھ کر یعقوب بن لیث کے پاس بھیج دی چنانچہ یعقوب بن لیث نے فارس کو چھوڑ کر بلخ و طخارستان پہنچ کر قبضہ کر لیا پھر بلخ سے روانہ ہو کر کابل پہنچا اور تنبیل کو گرفتار کر لیا اس کے بعد ایک قاصد خلیفہ معتمد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف دے کر روانہ کیا اور واپسی کے بعد بست میں آ کر مقیم ہوا اس کا بھتیجا کی جانب واپس آنے کا ارادہ تھا مگر بعض سپہ سالاروں کی جلدی سے بھلا کے ایک برس تک وہاں ٹھہرا ہا بعد ایک سال کے قیام کے بعد بھتیجا واپس آیا پھر بھتیجا سے ہرات چلا آیا اور شہر کروخ ❷ کا محاصرہ کر لیا۔

کروخ ہرات بادغیس پر قبضہ:..... ایک مدت محاصرہ کے بعد اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے یعقوب بن لیث نے اس پر قبضہ کر کے بوشیخ پر حملہ کر دیا اور حسین بن علی بن طاہر بن حسین کو گرفتار کر لیا محمد بن طاہر بن عبد اللہ نے سفارش کی مگر یعقوب بن لیث نے اس کو رہا نہ کیا اور اس کے بعد ہرات اور بادغیس پر بھی قبضہ کر کے بھتیجا کی جانب لوٹا ان دنوں بھتیجا کا گورنر عبد اللہ سنجر تھا ایک زمانہ دراز سے یعقوب بن لیث کی اس سے چپقلش تھی جس وقت یعقوب کی مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی اور اس نے عبد اللہ سنجر کی کو اپنی حکمت عملیوں سے ضعیف و کمزور کر دیا اس وقت عبد اللہ سنجر بھتیجا چھوڑ کے خراسان کی طرف چلا گیا اور محمد بن طاہر والی خراسان کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا، فقہاء محمد بن طاہر کے پاس آئے اور عبد اللہ سنجر اور محمد کے درمیان صلح کروائی، چنانچہ محمد بن طاہر نے عبد اللہ کو طیس اور بھتیجا کا گورنر بنا دیا۔ ❸

نیشاپور پر قبضہ:..... یعقوب نے محمد بن طاہر سے اپنے شکست خوردہ حریف (عبد اللہ سنجر) کو مانگا محمد بن طاہر نے عبد اللہ سنجر دینے سے انکار کیا اس بناء پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کر دی اور نیشاپور کو جا کے گھیر لیا محمد بن طاہر نے ملاقات کی خواہش کی یعقوب نے انکار

❶ طاشتمر ایک ترکی سپہ سالار تھا، عبدالرحمن نے اس کو علی بن ابان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا (مترجم)

❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ پر کروخ کے بجائے نیشاپور کے محاصرے کا ذکر ہے۔

❸ تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

کردیا تب محمد بن طاہر نے اپنے اعزہ اور خاندان کے معزز ممبروں کو یعقوب سے ملنے روانہ کیا چنانچہ یعقوب ان لوگوں سے بڑے احترام و عزت سے ملا مگر اس کے بعد ہی ماہ شوال ۲۵۹ھ میں زبردست نیشاپور میں گھس کر محمد بن طاہر کو اس خاندان والوں سمیت گرفتار کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو نیشاپور پر مقرر کر کے دربار خلافت میں ایک اطلاعی خط اس مضمون کی بھیجا کہ اہل خراسان نے اس وجہ سے کہ محمد بن طاہر نے اپنے فرائض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی اور پہلو تہی کرتا تھا اور طبرستان پر علویوں کے غائب و متصرف ہو جانے کا قوی اندیشہ تھا مجھے بلوالیا اس لئے میں نے نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور محمد بن طاہر کو معہ اس کے اہل و عیال کے گرفتار کر لیا ہے۔

خلیفہ معتمد کا یعقوب کو خط:..... خلیفہ معتمد نے یعقوب کی توقع کے خلاف تہدیداً لکھ بھیجا کہ بدولت و اقبال کو تمہارا یہ فعل سخت ناگوار گذرا ہے بہتر یہ ہے کہ جس قدر علاقے تمہارے قبضہ و تصرف میں ہیں انہی پر اکتفا کرو ورنہ تمہارے ساتھ مخالفانہ برتاؤ کیا جائے گا اور تم دولت عباسیہ کے مخالفین میں شمار کئے جاؤ گے یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

یعقوب کی چال بازی:..... بعضوں نے یعقوب کے نیشاپور پر قابض و متصرف ہونے کا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ محمد بن طاہر (گورنر خراسان) کے کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس کے بعض اعزہ اور اقارب نے یعقوب بن لیث صفا کو لکھ بھیجا کہ ”موقع مناسب ہے محمد بن طاہر کی قوت مدافعت بالکل سلب ہو گئی ہے نیشاپور پر قبضہ کر لو“ یعقوب نے پہلے اس بات کی تحقیقات کیں اور اس کے بعد محمد بن طاہر کو لکھ بھیجا ”چونکہ حسن بن زید علوی طبرستان کو روز بروز دبائے جا رہا ہے اس لئے مجھے دربار خلافت سے اس کی روک تھام کا حکم آیا ہے مجھے تم سے کسی قسم کا سروکار نہیں ہے میں خلیفہ کے حکم کی تعمیل کرنے موریا کے کنارے کنارے جانا چاہتا ہوں تم اپنے دل میں کسی طرح کا خطرہ نہ محسوس کرو“ اور مزید احتیاط کے خیال سے اپنے دو ایک سپہ سالاروں کو جاسوسی کے لئے نیشاپور بھیج دیا تاکہ جھانسنے دے کر محمد بن طاہر کے خیالات تبدیل کرتے رہیں اور مقابلہ و جنگ کا انتظام نہ کرنے دیں اس کے بعد خود بھی کوچ کر کے نیشاپور کے قریب پہنچ گیا، عمر بن لیث نیشاپور میں داخل ہو کر محمد بن طاہر کو یعقوب بن لیث کے پاس گرفتار کر لایا یعقوب نے اس کو فرائض منصبی کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے پر سخت و ست کلمات سے مخاطب کیا اور اس کے سارے خاندان کو جو تعداد میں ایک سو ساٹھ آدمی تھے گرفتار کر کے سجستان کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن طاہر کے گرفتار ہوتے ہی یعقوب بن لیث کے عمال خراسان کے تمام صوبوں میں پھیل گئے اور تھوڑے ہی عرصے میں محمد بن طاہر نے عمال کو نکال کر قبضہ کر لیا یہ واقعات محمد بن طاہر کی حکومت کے گیارہ برس دو ماہ بعد وقوع میں آئے۔

ساریہ اور آمل پر قبضہ:..... الغرض جب یعقوب نے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا اور خراسان کے تمام صوبوں کے عمال متعین و مقرر ہو گئے اس وقت اس کے حریف عبداللہ سنجرى ۱ نے حسن بن زید گورنر طبرستان کے پاس جا کر پناہ لی یعقوب نے حسن بن زید کے عبداللہ سنجرى کے پناہ گزین ہونے کے بارے میں خط و کتابت کی حسن بن زید نے لکھ بھیجا کہ ”میں نے اس کو پناہ دے دی ہے تم کو اگر مردانگی کا دعویٰ ہو تو تیار ہو جاؤ میں عنقریب تمہارے سر پر پہنچ رہا ہوں“ اس خط کے بعد ہی ۲۶۰ھ میں حسن بن زید علوی یعقوب کے سر پر پہنچ گیا چنانچہ یعقوب نے لشکر مرتب کر کے مقابلہ کیا اور مقام ساریہ میں صف آرائی کی نوبت آئی دونوں حریف بے جگری سے لڑنے لگے آخر کار حسن بن زید شکست کھا کہ دیلم کی جانب بھاگ گیا اور یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمل پر قبضہ کر لیا۔

یعقوب کی بربادی:..... جنگ کے خاتمے اور ساریہ و آمل پر قبضہ کرنے کے بعد یعقوب نے چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ حسن بن زید کا تعاقب کیا اتفاق سے طبرستان کے پہاڑوں میں جا پہنچا چالیس روز تک بارش ہوتی رہی چنانچہ مشکل اور دقت سے اپنی فوج کی ایک بڑی تعداد کو ضائع کر کے واپس آیا، اور ان واقعات کی ایک اطلاعی عرضداشت دربار خلافت میں بھیج دی۔

عبداللہ سنجرى کا قتل:..... عبداللہ سنجرى بعد حسن بن زید کی شکست رے کی جانب چلا گیا تھا یعقوب نے خبر سن کر حاکم رے کو اس مضمون

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۸ پر عبداللہ سنجرى کے بجائے عبداللہ سنجرى تحریر ہے۔

کا خط لکھ بھیجا ”بہتر یہ ہے کہ میرے حریف کو میرے حوالے کر دو ورنہ تمہارے سر پر پہنچ رہا ہوں لہذا لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ“ حاکم رے نے عبداللہ بن خنجر کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا یعقوب اس کے قتل کر کے جستان کی جانب واپس لوٹ گیا۔

حسن بن زید کا جرجان پر قبضہ:..... جس وقت حسن بن زید کو طبرستان میں عبدالرحمن بن مفلح کے مقابلے میں شکست ہوئی اور ابن مفلح نے میدان جنگ سے واپس کیا حسن بن زید نے اسی وقت جرجان پر قبضہ کر لینے کے ارادے سے جرجان کی جانب کوچ کر دیا، محمد بن طاہر والی خراسان نے یہ خبر سن کر ایک لشکر جرجان کی حفاظت کی غرض سے روانہ کیا مگر یہ لشکر جرجان کو حسن بن زید کے تصرف و غلبہ سے نہ بچا سکا، چنانچہ حسن بن زید نے جرجان پہنچ کر قبضہ کر ہی لیا اور یہ لشکر دور سے منہ تکتا رہ گیا اس واقعہ سے محمد بن طاہر کی حکومت میں اضطراب پیدا ہو گیا خراسان کے اکثر صوبوں میں بد امنی پھیل گئی اس پاس کے امراء اس کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے لگے جن لوگوں کو اس سے کچھ بھی ناراضگی تھی یا برائے نام پیدا ہو گئی تھی انھوں نے جس طرف سے موقع پایا بغاوت کر دی اور محمد ابن طاہر ان سے مزاحمت نہ کر سکا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ محمد بن طاہر کے قبضہ سے خراسان نکل گیا اور آل صفار کے جھنڈے کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگے جیسا کہ ابھی ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

اذکرتکین گورنر موصل:..... خلیفہ معتمد نے صوبہ موصل کا گورنر ترک سپہ سالار اساتکین ❶ کو مقرر فرمایا تھا اس نے اپنی جانب سے اپنے اذکرتکین کو ماہ جمادی الاول ۲۵۹ھ میں روانہ کیا اذکرتکین نے موصل پہنچ کر دھلا مچادی، فسق، فجور، شراب نوشی، زنا، ظلم اور سفاکی کا دروازہ کھول دیا ایک دن ایک سپاہی نے بد مستی کی حالت میں ایک عورت سے راستے میں دست درازی کی عورت چلائی تو ادریس حمیری نامی ایک نیک سیرت شخص نے پہنچ کر اس عورت کی عزت بچائی۔ سپاہی نے اذکرتکین سے ادریس کی شکایت کر دی، اذکرتکین نے ادریس کو گرفتار کر کے خوب پٹوایا چنانچہ اہل شہر کو اس سے اشتعال پیدا ہوا تو جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے رائے یہ طے پائی کہ خلیفہ معتمد کو اس کی اطلاع کرنی چاہیے اذکرتکین کو اس مشورے کی خبر مل گئی چنانچہ لشکر لے کر چڑھ آیا اور بغیر کچھ پوچھے لڑائی شروع کر دی چنانچہ اہل شہر بھی جمع ہو کر لڑنے لگے آخر کار اہل شہر نے اذکرتکین کو مار کر نکال دیا اور متفق ہو کر یحییٰ بن سلیمان کو حکومت موصل کی کرسی پر بٹھایا۔

یشتم کی موصل سے جنگ:..... اس دوران ۲۶۱ھ کا دور آ گیا اساتکین نے یشتم بن عبداللہ بن معمر ثعلبی عدوی کو صوبہ موصل کا نائب بنایا اور اہل موصل کی گوشمالی کی تاکید کی چنانچہ یشتم نے موصل پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی ایک مدت تک اہل موصل لڑتے رہے، طرفین کے ہزاروں آدمی کام آگئے چنانچہ یشتم مجبور ہو کر واپس آ گیا اساتکین نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب ثعلبی (بنو حمدان کے دادا) کو متعین کر دیا اور ایک مدت تک اسحاق بھی محاصرہ کئے رہا محاصرہ کے دوران یحییٰ بن سلیمان بیمار ہو گیا اسحاق نے اس کی بیماری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی اور محاصرے میں سختی اور مستعدی سے کام لینے لگا شہر پناہ کی بعض سمت کی دیواریں بھی گرا دیں اہل شہر نے یحییٰ بن سلیمان کو اسی حالت میں سے لا کر لشکر کے آگے ڈال دیا۔

یشتم کی شکست:..... اہل شہر کو اس سے بے حد جوش پیدا ہوا نہایت بہادری سے حملہ آور ہو گئے اسحاق کو مجبوراً پیچھے ہٹنا پڑا دوسرے دن پھر لڑائی شروع ہوئی اور اسی جوش سے شروع ہوئی اسحاق اہل شہر سے برابر خط و کتابت کر رہا تھا اور ان کو طرح طرح کی امیدیں دلاتا رہا تھا حتیٰ کہ اہل شہر نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ اسحاق شہر میں داخل ہو کر ربلض میں قیام کرے چنانچہ اسحاق ایک ہفتہ تک ربلض میں ٹھہرا ہا اس کے بعد کسی شہری اور اس کے لشکر کی باتوں باتوں میں لڑائی ہو گئی جس سے آتش جنگ پھر بھڑک اٹھی۔ اہل شہر نے جمع ہو کر اسحاق کو مار کر شہر سے نکال دیا اور یحییٰ بن سلیمان مستقل طور پر موصل میں حکومت کرنے لگا۔

ابن مفلح اور ابن واصل کی جنگ:..... اس سے پہلے ہم حارث بن سیماء (گورنر فارس) پر محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی کے حملہ کرنے اور ۲۵۶ھ میں فارس پر اس کے متصرف و قابض ہونے کے واقعات بیان کر چکے ہیں لہذا جس وقت خلیفہ معتمد کو اس کی خبر ملی تو فارس کی حکومت بھی

❶ ایک نسخے میں اساتکین کے بجائے اساتکین تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں ابن اثیر کی (الکامل جلد ۲ صفحہ ۴۵۱)

❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۰۹ پر صرف جمادی تحریر ہے اولیٰ یا ثانیہ کی وضاحت نہیں۔

عبدالرحمن بن مفلح کو عنایت کردی اور ابن واصل سے جنگ کے ارادے سے اہواز کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور طاشر کو امدادی فوج کا افسر مقرر کر کے ابن مفلح کی کمک پر مقرر کیا چنانچہ ۲۶۱ھ میں ابن مفلح اہواز کی جانب سے ابن واصل پر حملہ آور ہوا اس کے ساتھ ابو داؤد علوس بھی تھا مقام رام ہرمز میں صف آرائی کی نوبت آئی چنانچہ ابن واصل نے پہلے ہی حملہ میں ابن مفلح کو شکست دے کر گرفتار کر لیا طاشر میدان جنگ میں مارا گیا ہزاروں آدمی مارے اور قید کر لئے گئے ابن مفلح کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اس کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن واصل سے ابن مفلح کی رہائی کے بارے میں خط و کتابت شروع کی مگر ابن واصل نے ایک خط کا بھی جواب نہ دیا اور رہا کرنے کے بجائے ابن مفلح کو خفیہ طریقے سے مار کر یہ مشہور کر دیا کہ وہ اپنی موت سے مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفاء:..... اس واقعہ کے بعد ابن واصل نے موسیٰ بن بغا سے جنگ کے لئے واسط کارخ کیا اور آہستہ آہستہ اہواز تک پہنچا ان دنوں اہواز میں ابراہیم بن سیماء ایک بڑی فوج لئے ہوئے مقیم تھا، موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر اور نیز اس وجہ سے کہ فارس میں آئے دن فتنہ و فساد برپا ہو رہا ہے گھبرا کر گورنر شپ سے دربار خلافت میں استعفاء پیش کر دیا جس کو خلیفہ نے منظور کر لیا۔

اہواز پر زنگی قبضہ:..... جن دنوں ابن مفلح اہواز سے فارس کی طرف واپس آ رہا تھا اسی زمانہ میں اس کی جگہ ابو الساج کو مقرر کیا گیا تھا اور اس کو زنگیوں سے جنگ کرنے کی ہدایت کی گئی تھی چنانچہ اس نے اپنے داماد عبدالرحمن کو اس مہم پر روانہ کیا جس کی علی بن ابان سپہ سالار سے مدد بھیڑ ہوئی علی بن ابان نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا ابو الساج اس وحشت ناک خبر کو سن کر لشکر گاہ کرم کی جانب واپس آ گیا اور علی بن ابان نے اہواز پر قبضہ حاصل کر کے اہل اہواز کو جی کھول کے پامال کیا بازاروں میں آگ لگادی اور شاہی مکانات منہدم کرادیئے۔ اس جانگداز واقعہ کے بعد ابو الساج کو اہواز سے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سیماء کو مقرر کیا گیا اس زمانہ سے یہ اہواز ہی میں رہا حتیٰ کہ موسیٰ بن بغا گورنر شپ سے استعفاء دے کر واپس آ گیا۔

ابن واصل اور صفار:..... جس وقت عبدالرحمن بن مفلح ابن واصل کے مقابلے میں مارا گیا جس کو ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس واقعہ کی خبر یعقوب بن لیث صفار تک پہنچی تو اسے حکومت فارس کی لالچ لگ گئی فوراً لشکر مرتب کر کے سجستان سے کوچ کر دیا ابن واصل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ابراہیم بن سیماء سے لڑائی چھوڑ کر صفار کی جانب لوٹ گیا اور صفار کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر اپنے ماموں ابو بلال مرداس کو خط دے کر روانہ کیا صفار نے اس کے جواب میں اپنے قاصد کی معرفت خط بھیجا ابن واصل نے قاصد کو گرفتار کر کے اچانک حملہ کرنے کی تیاری کر لی اتفاق سے صفار کو اس کی اطلاع ہو گئی چنانچہ صفار نے ابو بلال سے مخاطب ہو کر کہا ”دیکھو تمہارے دوست نے ہمارے ساتھ عہدی کی اور ہمارے قاصد کو گرفتار کر کے حملہ کرنے کی تیاری کر لی ہے مگر ہم اس کی بالکل پرواہ نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمارا کفیل و حامی ہے“ ابو بلال یہ سن کر خاموش ہو گیا کوئی جواب نہ دے سکا صفار نے اسی وقت لشکر کو تیار کر کے ابن واصل کی طرف کوچ کر دیا۔

صفار کا خار پر قبضہ:..... ابن واصل کے ساتھی روزانہ سفر سے تھک گئے تھے اور بہت سے پیاس کی وجہ سے مر چکے تھے باقی ماندہ جو تھے وہ اس باختہ بے حس و حرکت پڑے تھے لڑائی اور مقابلہ کی طاقت ان میں نہیں تھی ابن واصل اپنے ہمراہیوں کو خالی دیکھ کر بھاگ گیا صفار نے اس کی لشکر گاہ میں گھس کر جو کچھ پایا اس مال و اسباب سمیت جو ابن مفلح کی شکست سے ابن واصل کے ہاتھ آیا تھا لوٹ لیا۔ اور اس نے فارس کے صوبوں پر اپنی طرف سے عمال مقرر کئے صفار نے اس مہم سے فارغ ہو کے اہل زم اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی حمایت کی تھی چڑھائی کردی اور کامیابی کے جوش میں اہواز پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہو گیا۔

بنو سامان کی حکومت:..... سامانیوں کا دادا اسد بن سامان خراسان کے مشہور خاندان کا ایک معزز ممبر تھا کبھی یہ خود کو اہل فارس کی طرف منسوب کرتے اور کبھی سامہ بن لوی بن غالب کی جانب اسد کے چار بیٹے تھے نوح، احمد یحییٰ اور الیاس جن دنوں مامون خراسان کا گورنر تھا انہی دنوں میں ان لوگوں نے مامون کی خدمت میں شرف حضوری حاصل کیا، مامون نے ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں سے سرفراز فرمایا لہذا جب مامون عراق کی جانب لوٹا اور خراسان میں اپنا نائب غسان بن عباد کو (یہ فضل بن سہل کا عزیز تھا) مقرر کیا تھا اس نے نوح کو سمرقند کی، احمد کو فرغانہ کی یحییٰ

کوشاں اور اشروسنہ کی اور الیاس کو ہرات کی حکومت عطا کر دی اور کچھ عرصے بعد غسان کی جگہ طاہر بن حسین کو خراسان کی حکومت عطا کی اس نے ان لوگوں کو ان کے عہدوں پر بحال رکھا۔ اس کے بعد نوح بن اسد کا انتقال ہو گیا طاہر بن حسین نے اس کے صوبہ کو اس کے دو بھائیوں یحییٰ اور احمد کے صوبوں سے ملحق کر دیا، احمد نہایت خوش خلق اور پسندیدہ خصائل سے متصف تھا۔ اس کے تھوڑے دنوں بعد الیاس کی ہرات میں وفات ہوئی چنانچہ عبداللہ بن طاہر نے اس کے بیٹے ابواسحاق محمد بن الیاس کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔

احمد بن اسد کی اولاد:..... احمد بن اسد کے سات بیٹے تھے (۱) نصر (۲) یعقوب (۳) یحییٰ (۴) اسماعیل (۵) اسحاق (۶) ابوالاشعث اسد (۷) اور ابو غانم حمید، احمد کے انتقال کے بعد صوبہ سمرقند میں اس کا بڑا بیٹا نصر اس کا قائم مقام مقرر ہوا چنانچہ اس وقت سے اور ان کے بعد بھی سمرقند کی حکومت اس کے قبضہ میں رہی سمرقند کی سند حکومت اس کو گورنر خراسان کی جانب سے ملتی رہی یہاں تک کہ بنی طاہر کی حکومت درہم و برہم ہو گئی اور دولت صفار کا جھنڈا خراسان میں کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا۔

نصر بحیثیت گورنر:..... خلیفہ معتمد نے اپنی جانب سے نصر کو اس صوبہ کا ۲۶۱ھ میں ۱ گورنر بنایا جب کہ یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو نصر نے اپنی فوجوں کو دریائے جیحون کی طرف صفار کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے اس لشکر کا سردار جنگ صفار کی نذر ہو گیا اور نصر کا لشکر بخارا لوٹ آیا (احمد بن عمر) گورنر بخارا جان کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا اہل بخارا نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امارت کی کرسی پر بٹھادیا پھر کچھ عرصے بعد اس کو معزول کر کے احمد بن محمد لیث کا امیر بنایا تھوڑے دن بعد اس کو بھی معزول کر کے حسن بن محمد کو شہر کی حکومت حوالے کی پھر جب اس کو بھی معزول کر دیا تو نصر نے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی زمام حکومت عنایت کی۔ اس دوران رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا داعی تھا) خراسان کا گورنر ہوا اور صفار اس ملک پر قابض ہوئے اس وقت اسماعیل گورنر بخارا نے اس سے خط و کتابت شروع کی اور آپس میں تعاون و اتحاد کا عہد و پیمان کر کے صوبہ خوارزم کی حکومت حاصل کر لی مگر لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور نصر کو لڑا دیا۔

نصر اور اسماعیل:..... چنانچہ نصر نے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی اسماعیل نے رافع بن ہرثمہ سے مدد طلب کی رافع بن ہرثمہ ایک بڑی فوج لے کر خود اس کی کمک کو بخارا پہنچا لڑائی کی نوبت آئی مگر دونوں بھائیوں میں مصالحت ہو گئی رافع خراسان کو واپس آ گیا اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ناراضگی پیدا ہو گئی جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی ۲۷۵ھ میں ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کو نصر کے خلاف فتح نصیب ہوئی جس وقت نصر، اسماعیل کے سامنے حاضر ہوا اسماعیل نے دوڑ کر دست بوسی کی اور بدستور کرسی سمرقند پر اس کو برقرار رکھا اور خود اس کی نیابت میں بخارا کا امیر رہا اسماعیل نہایت منکسر مزاج سخی اور اہل علم و دین کا قدر دان شخص تھا۔

جعفر بن معتمد ولی عہد:..... جس وقت موسیٰ بن بغا کورنری سے مستعفی ہوا خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی احمد موفق کو وہاں بھیجنے کا ارادہ کیا چنانچہ شوال ۲۶۱ھ میں دربار عام منعقد کیا ۱۱ امراء وزراء اور اراکین سلطنت حسب مراتب حاضر ہو گئے خلیفہ معتمد نے ایک مختصر تقریر کے بعد اپنے بیٹے جعفر کو اپنا ولی عہد بنایا اور مفوض الی اللہ کا مبارک لقب عطا کر کے موسیٰ بن بغا کو اس کا نائب بنایا اور افریقہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، آرمینہ، طریق، خراسان اور مہر جاناقدق کا گورنر بنادیا۔

موفق ولی عہد ثانی:..... اسی مجلس میں یہ بھی وعدہ کیا کہ میرا دوسرا ولی عہد میرا بھائی ابو احمد ہوگا اس کو ۱۱ الناصر الدین اللہ موفق کا لقب دے کر بلاد شرقیہ، بغداد، کوفہ، طریق مکہ، یمن، کسکر، کوردجلہ، ابواز، اصفہان، فارس، کرخ، دینور، رے، زنجان اور سندھ کی حکومت عنایت کی دونوں ولی

۱..... دیکھیں نرشی کی تاریخ بخارا صفحہ ۱۱۰

۲..... یہ موفق کی حکومت کی بارہویں سال کا واقعہ ہے (تاریخ طبری)

۳..... اللہ کے دین کا مددگار اور اللہ کی طرف سے توفیق دیا ہوا۔

عہدوں کے لئے دو جھنڈے سفید و سیاہ بنائے اور یہ شرط کی لگائی کہ اگر میں مرجاؤں اور اس وقت تک جعفر بالغ نہ ہو تو پہلے موفق تخت خلافت پر متمکن ہو اور اس کے بعد جعفر، اسی شرط کے ساتھ حاضرین سے بیعت لی گئی جعفر کی جانب سے مغربی صوبوں پر موسیٰ بن بغا کو مقرر کیا گیا قلمدان وزارت صاعد بن مخلد کے سپرد ہوا اس کے بعد ۲۷۷ھ میں اسکی بد اقبالی کی گھٹا اس کے سر پر چھا گئی اور وہ معافی کا خواستگار ہوا پھر اس کی جگہ اسماعیل بن بابل کو یہ معزز عہدہ عنایت ہوا۔

موفق بمقابلہ زنگیاں:..... ولی عہد کے تقرر بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا موفق نے اپنی جانب سے اہواز بصرہ اور کوردجلہ پر مسرور بلخی کو مقرر کر کے مقدمۃ الجیش کے طور پر آگے بڑھنے کی ہدایت کی اور اس کے بعد اپنی روانگی کا عزم کیا۔

خلیفہ صفار پر برہمی:..... جس وقت یعقوب صفار نے فارس کو ابن واصل سے اور خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے نکال کر اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا اور خود ۲۷۷ھ میں معتمد سے ملاقات کے ارادے سے اہواز چلا گیا اور اس تمام کاروائی کی خبر معتمد تک خراسان اور طبرستان کے حاجیوں کے توسط سے ملی تو ① خلیفہ معتمد نے سردر بار کہہ دیا ”حاشا وکلا میں نے یعقوب صفار کو فارس و خراسان پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ میں نے اس کو ان کو افعال کے کرنے کی ہدایت کی جن کا وہ مرتکب ہوا ہے مجھ کو اس کے فعل سے سخت ناراضی پیدا ہوئی ہے ”موفق نے گزارش کی ”امیر المؤمنین! کو ایسے خود سر شخص کی سرکوبی کرنا ضروری ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ پہلے اس سے جواب طلب کر لیا جائے“ خلیفہ معتمد نے اس رائے کو تحسین کی نگاہ سے دیکھ کر اسماعیل بن اسحاق اور فہواج ② نامی ایک نامور ترک سپہ سالار کو صفار کے پاس پیغام دے کر بھیجا کہ ”بابدولت و اقبال کو تمہاری یہ دست درازی ③ مطبوع خاطر اقدس نہیں ہوئی بہتر یہ ہے کہ انہی علاقوں کی حکومت پر اکتفا کرو جو تم کو دربار خلافت سے عطا ہوئے ہیں اور میں ان لوگوں کو جو تمہارے ساتھیوں میں سے ہیں اور جن کو میں نے محمد بن طاہر کی گرفتاری کے وقت گرفتار کر لیا تھا ہا کر کے تمہارے پاس بھیج رہا ہوں“

موفق کی صفار کے لئے مزید سلطنت:..... اسماعیل تھوڑے دنوں بعد صفار کے پاس سے واپس آیا اور یہ ظاہر کیا کہ صفار کا ارادہ موصل کے طرف بڑھنے کا ہے موفق ان واقعات سے مطلع ہو کر زنگیوں کے مہم پر جانے سے رک گیا۔ ہاں اسماعیل کے ساتھ صفار کا حاجب ذرہم بھی حکومت طبرستان، خراسان، جرجان، رے، فارس اور بغداد کی پولیس افسری حاصل کرنے دربار خلافت میں آیا تھا چنانچہ خلیفہ معتمد سجستان اور کریان کے علاوہ جو کہ پہلے سے اس کے قبضہ میں تھے ان صوبوں کی گورنری بھی عنایت کی جن کی حکومت کی صفار نے درخواست کی تھی۔

صفار کی دارالحکومت روانگی:..... صفار کے لئے ذرہم عمر بن سیما کے ساتھ صفار کے لئے سند گورنری لے کر اس کے پاس واپس آیا صفار نے یہ لکھا کہ ”میں شکریہ ادا کرنے کے لئے امیر المؤمنین کے باب عالی پر حاضر ہونا چاہتا ہوں“ اپنی لشکر گاہ مکرم سے کوچ کر دیا ابو الساج گورنر اہواز چونکہ صفار کا ماتحت تھا یہ خبر پا کر استقبال کے لئے شہر سے باہر آیا اور عزت و احترام سے صفار کو شہر میں لے گیا پھر بڑی دھوم سے دعوت کی صفار ایک دو دن قیام کر کے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا۔

صفا کی آمد کی خبر سے ہاپچل:..... یہ حالات تو صفار کے تھے اب دربار خلافت کا جال ملاحظہ کیجئے کہ جس وقت قاصدوں نے واپس آ کر صفار کی عرضی پیش کی تو اہل دربار کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگیں اور وہ سکتہ کے عالم میں ایک دوسرے کا منہ تگنے لگے کسی نے کہا کہ ”اس کی نیت اچھی نہیں ہے“ کوئی بولا ”وہ بڑا نمک حرام ہے“ غرض ہر شخص اپنی فہم کے مطابق رائے زنی کر رہا تھا۔

شاہی فوج کی لشکر آرائی:..... اتنے میں اپنے بھائی موفق کو بغاء سے جنگ کے لئے آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ نصف رجب ۲۷۷ھ میں صفار کی فوج سے مقابلہ ہوا موفق کے میمنہ میں موسیٰ بن بغا تھا ”میسرہ میں مسرور بلخی اور قلب لشکر میں خود موفق تھا۔

① تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

② یہاں صحیح لفظ بغراج ہے، دیکھیں (اکامل جلد ۲ صفحہ ۴۶۲) جبکہ ایک نسخے میں فہواج درج ہے۔

③ یعنی تمہارے یہ اقدامات ہماری طبیعت کو ناگوار لگے ہیں۔

صفار کی پسپائی:..... پہلے صفار کے میمنہ اور موفق کے میسرہ کی مڈ بھیڑ ہوئی موفق کا میسرہ پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑا ہوا ابراہیم بن سیماء وغیرہ نامی گرامی سپہ سالار اس معرکہ میں کام آ گئے۔ موفق نے ایک اونچی جگہ کھڑے ہو کر بھگوڑوں کو آواز دی اور ان کو حکمت عملی سے واپس بلا کر دوبارہ صفار کے لشکر پر حملہ کیا صفار کی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا جنگ اور خونریزی کی گرم بازاری ہو گئی کشتوں کے پشتے لگ گئے وقت عصر تک نہایت شدت سے لڑائی جاری رہی اس دوران خلیفہ معتمد کی جانب سے محمد بن اوس اور ویرانی ایک تازہ دم فوج لے کے موفق کی کمک پر پہنچے دونوں فوجیں مجموعی قوت سے صفار کے لشکر پر دو طرف سے حملہ آور ہوئیں صفار کی فوج اس ناقابل برداشت حملے سے گھبرا گئی اور اکثر سپاہی اس گھبراہٹ میں مارے گئے خلیفہ کی امدادی فوج دیکھ کر صفار کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ کھڑا ہوا صفار بھی مجبوراً اپنے مورچہ سے پیچھے ہٹ گیا موفق کی فوج نے اس کا تعاقب کیا اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا تقریباً دس ہزار گھوڑے، خچر اور چوپائے ہاتھ آئے مال و اسباب کی کوئی انتہا نہ تھی جس کی بار برداری کے لئے جانور نہیں مل رہے تھے۔

محمد بن طاہر کی رہائی:..... محمد بن طاہر گورنر خراسان بھی زنجیر سے بندھا اسی لشکر گاہ میں موجود تھا صفار کی شکست سے اس کی قسمت کھل گئی اور قید کی تکلیف سے رہائی مل گئی شکریہ ادا کرنے موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اس کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر محکمہ بغداد کی پولیس کا افسر بنادیا۔

صفار میدان جنگ سے شکست کھا کر خونریزان کی طرف روانہ ہوا اور جندسابوں پہنچ کر قیام کیا زنگیوں کے سردار نے خط و کتابت شروع کی اور دوبارہ جنگ کرنے پر ابھارنے لگا اور امداد و اعانت کا وعدہ کیا صفار نے جواب میں سورہ کافرون:

(یعنی قل یا ایہا الکافرون لا اعبد ماتعبدون تا آخر سورہ)

لکھ کر بھیج دی ان واقعات کے دوران ابن واصل نے صفار کو جنگوں میں مصروف دیکھ کر فارس پر قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اطلاعی خط روانہ کر دیا خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر فارس کا گورنر اسے بنا دیا صفار نے یہ خبر سن کر ایک لشکر عمر بن السری کے ماتحت فارس پر بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی ابن واصل کو فارس سے نکال کر قبضہ کر لیا انہی دنوں صفار نے محمد بن عبد اللہ بن ہزار مرد کردی کو اہواز کی حکومت پر مقرر کیا۔ صفار کی مہم کے خاتمہ پر خلیفہ معتمد سامرا کی طرف واپس لوٹا اور موفق واسط کی جانب لوٹ آیا صفار کا تعاقب کرنے کا پکارا ارادہ تھا لیکن ناموافق طبعیت کی وجہ سے بغداد واپس آیا اس کے ساتھ مسرور بلخی بھی تھا جیسے موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا تھا چونکہ ابوالساج نے صفار کی مہمان داری اور مدارات کی تھی اس وجہ سے اس کی جاگیر اور مال و اسباب ضبط کر کے مسرور بلخی کو دے دیئے گئے اور محمد بن طاہر محکمہ پولیس کی افسری کرنے لگا۔

زنگیوں کے مزید حالات:..... اوپر بیان کیا گیا ہے کہ مسرور بلخی کو موسیٰ بن بغا کے بعد زنگیوں سے جنگ کرنے روانہ کیا گیا اور اس کے بعد موفق روانہ ہونے والا تھا لیکن صفار کے واقعات پیش آ جانے کی وجہ سے روانہ نہ ہو سکا اور صفار کی معرکہ آرائی میں مصروف ہو گیا طرہ اس پر یہ ہوا کہ مسرور بھی خلیفہ معتمد کے حکم کے مطابق دربار خلافت واپس آ گیا۔

زنگیوں کی شکست:..... زنگیوں کے سردار نے سلطانی فوج سے میدان خالی دیکھ کر اپنی فوج کو چاروں طرف قتل و غارت کرنے پھیلا دیا چنانچہ سلیمان بن جامع کو چند دستہ فوج کے ساتھ بطیمہ کی جانب روانہ کیا اور سلیمان بن موسیٰ کو قادیسیہ کی طرف شب خون مارنے بھیجا اس دوران ابن ترکی (سپہ سالار) دریا کے ذریعے شاہی لشکر لے کر زنگیوں کی فوج سے جنگ کرنے پہنچ گیا چنانچہ سلیمان بن موسیٰ سے مقابلہ ہو گیا اور تقریباً ایک مہینہ تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر سلیمان بن موسیٰ میدان جنگ سے شکست کھا کر سلیمان بن جامع کی جانب چلا گیا، خیمت (زنگیوں کے سردار) نے اپنے سپہ سالاروں سلیمان بن موسیٰ اور سلیمان بن جامع کی کمک پر ایک تازہ دم فوج روانہ کی۔

شاہی لشکر کی پٹائی:..... مسرور بلخی نے واسط سے اپنی روانگی سے پہلے ایک لشکر دریا کے راستے زنگیوں کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا تھا جس سے سلیمان بن جامع دوچار ہوا ایک دن حالت غفلت میں شاہی لشکر پر حملہ کر دیا شاہی لشکر کو شکست ہو گئی لڑائی کے دوران دوچار

کشتیاں بھی گرفتار کر لیں اور جو سپاہی ہاتھ آیا اس کو قتل کر دیا پھر میدان جنگ سے شاہی فوج کے خوف سے روانہ ہو کر یعقوب کے قریب قصبہ مروان میں آ کر ”نے“ اور بید کے جنگل میں قلعہ نشین ہو گیا مگر اس کی اس چالاکی نے کام نہ دیا اور اس پر دربار خلافت کے دونامی گرامی سپہ سالار اغرتمش اور حشیش دریا اور خشکی کے راستے حملہ آور ہو گئے سلیمان نے یہ خبر پا کر اپنے ساتھیوں کی اکثر تعداد کو جنگل میں چھپا دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جب تک طلبوں کی آواز نہ سنو اس وقت تک حملہ آور نہ ہونا چنانچہ جیسے ہی اغرتمش مقابلہ پر آیا زنگیوں کے ایک چھوٹے سے لشکر نے لشکر گاہ سے نکل کر صف آرائی کی اور شاہی لشکر کو اپنے مقابلہ میں مصروف و مشغول کر لیا۔

شاہی لشکر کا بڑا نقصان:..... سلیمان نے اپنی فوج کی ایک دوسری ٹکڑی کو لے کر شاہی لشکر کے پیچھے سے حملہ کیا اور قریب پہنچ کر طبل بجوادینے نقاروں پر چوب کاڑنا تھا کہ جنگل سے غول بیابانی کا جھنڈ نکل پڑا اغرتمش کے لشکر کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبر کر بھاگ کھڑی ہوئی حشیش مارا گیا اور زنگی فوجیں لشکر گاہ تک تعاقب میں آ گئے بڑھ گئیں اور جو کچھ پایا لوٹ لیا دو چار کشتیاں پکڑ لیں لیکن اغرتمش نے اپنی شکست خوردہ فوج کو پھر جمع کر کے دوبارہ حملہ کیا، زنگی لٹیرے جو کچھ شاہی لشکر گاہ سے لوٹ کر لے گئے تھے اس کو واپس چھین لیا ادھر سلیمان کامیابی کے بعد حشیش کا سر لے کر خبیث (اپنے سردار) کے پاس واپس آیا خبیث نے حشیش کے سر کو علی بن ابان کے پاس اطراف ابواز بھیج دیا۔

احمد بن کیشوہ کی روانگی:..... زنگیوں کی دوسری جنگ احمد بن کیشوہ سے ہوئی اور اس میں ان کو بہت بری طرح شکست اٹھانا پڑی مسرور بنی نے ابواز کی جانب احمد بن کیشوہ کو روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے مقام سوس کے قریب پہنچ کر جند ساہور میں قیام کیا اور صفار کی طرف سے محمد بن عبداللہ بن ہزار مرد کردی ابواز کا گورنر تھا اس نے شاہی فوج کی طاقت سے ڈر کر خبیث سے خط و کتابت کی اور یہ طے پایا کہ علی بن ابان کو ابواز کا گورنر بنادیا جائے اور محمد کو اس کا نائب بنادیں اور مقابلہ کے وقت ایک دوسرے کا تعاون اور مدد کی جائے گی اس معاہدے کی توثیق کی غرض سے یہ دونوں تشر میں جمع ہوئے احمد نے ان کی سازش کی اطلاع پا کر جند ساہور سے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

اس عہد نامہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ ابواز کے منابر پر خبیث کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا لیکن جمعہ کے روز تشر ۱۰ میں محمد نے معتقد اور صفار کے نام کا خطبہ پڑھ دیا اور خبیث کا ذکر تک نہیں آیا چنانچہ علی بن ابان کو اس سے برہمی پیدا ہوئی اور وہ فوراً ابواز کی جانب روانہ ہو گیا احمد بن کیشوہ بھی یہ خبر سن کر تشر سے ابواز کی طرف روانہ ہوا قلعہ نشین ہو گیا علی بن ابان نے تعاقب کیا اور تشر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا دونوں حریف بے جگری سے خوب لڑے اور فریقین کے ہزاروں آدمی مارے گئے آخر کار علی کو شکست ہوئی اور ایک بڑی تعداد اس کے ساتھیوں کی اس معرکہ میں کام آ گئی اور وہ تنہا جان بچا کر بھاگا اور ابواز پہنچا اور ابواز میں اپنے لشکر پر ایک شخص کو اپنا نائب بنایا جو کہ زخموں سے چور چور تھا اور علاج کرانے خبیث کی لشکر گاہ میں چلا آیا۔

خبیث کے لشکر کی پھر شکست:..... پھر اپنے بھائی خلیل کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ احمد کی طرف روانہ کیا احمد ان دنوں مکرم کی لشکر گاہ میں تھا خلیل کی آمد کی خبر سن کر فوج کے دستے کمین گاہ میں بٹھادیئے اور خود پانچ سو سواروں کے ساتھ اس کے مقابلہ پر آیا اور آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے پیچھے ہٹا زنگی فوجیں جوش میں آ گئے بڑھتی گئیں حتیٰ کہ اس مقام سے گذر گئیں جہاں پر احمد کی فوج چھپی ہوئی تھی زنگیوں کا آگے بڑھنا تھا کہ احمد کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا اس سے زنگیوں کا لشکر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ایک بہت بڑی تعداد اس معرکہ میں کام آ گئی شکست خوردوں نے علی بن ابان کے پاس جا کر ہی دم لیا۔

شاہی فوج کا اہم نقصان:..... علی بن ابان نے اسی وقت اپنی فوج کے ایک حصے کو باقی فوج کو روکنے کے لئے سرقان کی جانب روانہ کیا احمد نے یہ سن کر اپنے لشکر کے چند تجربہ کار سواروں کو ان کے مقابلے کے لئے بھیج دیا جن کو زنگیوں نے پہلے ہی حملے میں پامال کر کے صفحہ دنیا سے نیست و نابود کر دیا۔

۱..... عربی نسخے میں تشر اور کہیں تشر ہے، اس اختلاف کی وجہ عربی اور عجمی تلفظ کا فرق ہے اس لئے تھوڑا بہت فرق ہو جاتا ہے۔

ابراہیم کا قتل: اس واقعہ ۱ کے بعد ہی صفار نے چند آدمیوں کو ابراہیم کے پیچھے سرخس کی جانب پہنچ کر ابراہیم کا کام تمام کر دیا ابراہیم کے مارے جانے کے بعد صفار ۲۶ھ میں سجستان کی جانب واپس لوٹا اور بوقت روانگی نیشاپور پر عزیز بن سری کو اور ہرات پر اپنے بھائی عمر بن لیث کو مقرر کیا اور عمر بن لیث نے ہرات میں اپنا نائب طاہر بن حفص بادغیسی کو بنادیا

صفار برادران میں پھوٹ: چونکہ خجستانی ۲ میں فتنہ و فساد کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھر ہوا تھا اس لئے ہر وقت اس کی رگوں میں شرارت اور بد معاشی کا خون دوڑتا رہتا تھا صفار سے تو کچھ نہ کہہ سکا اس لئے بڑے غور و فکر کے بعد ایک یہ حیلہ نکالا کہ اس کے بھائی علی بن لیث کے پاس جا کے ادھر ادھر کی باتیں کر کے کہنے لگا ”تم دیکھ رہے ہو تمہارے دونوں بھائیوں یعقوب صفار اور عمر بن لیث نے خراسان کو آپس میں تقسیم کر لیا اور تم کو ایک بالشت زمین بھی نہیں دی جس سے تم کو بھی کچھ دلچسپی ہوتی مزہ یہ کہ خراسان میں تمہارے قابو میں ایک شخص بھی نہیں جو تمہارے حقوق کی نگہداشت کرے اگر تم مناسب سمجھو تو مجھے خراسان بھیج دو میں تمہارے کاموں کو نہایت مستعدی سے انجام دوں گا اور تمہارے حقوق کی بخوبی نگہداشت کروں گا“ علی بن لیث اس کے جھانسنے میں آ گیا اپنے بھائی یعقوب صفار سے اس بات کی اجازت مانگی لہذا صفار نے اجازت دے دی۔

خجستان کا بسطام پر قبضہ: غرض اس معقول حیلہ سے صفار کے ساتھ نہر گیا جیسے ہی صفار نے اپنے بھائی اور ساتھیوں کے ساتھ کوچ کیا خجستانی آدمیوں کو جمع کرنے میں مصروف ہو گیا تھوڑے دنوں میں ایک گروپ جمع کر کے صوبہ نیشاپور کے ایک شہر پر چڑھائی کر دی اور حالت غفلت میں حملہ کر کے اس کے گورنر کو نکال دیا اور اس کے بعد قومس کی طرف بڑھا بسطام میں ایک سخت و خوریز جنگ کے بعد اس پر بھی قبضہ کر لیا یہ واقعات ۲۶ھ کے ہیں اس کے بعد اوائل ۲۶ھ میں لشکر مرتب کر کے نیشاپور پر حملہ کیا اور نیشاپور کی گورنری پر بھی بغیر جنگ و قتال اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اور بنو طاہر کی حکومت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔

رافع بن ہرثمہ اور خجستانی: تسلط و تصرف کے بعد رافع بن ہرثمہ کو بلوایا جب یہ آ گیا تو اس کو اپنے لشکر کی سپہ سالاری عنایت کی اور ابو حفص یعر کو جبکہ وہ بلخ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا یہ تحریک کی کہ آئیے ہم اور آپ متفق ہو کر اجنبی مخالفوں کو اس ملک سے نکال دیں۔ یعر نے اس کے قول و فعل پر اعتماد نہیں کیا اور بلخ کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچ کر ہرات کی طرف چلا گیا اور طاہر بن حفص (عمر بن لیث کے نائب) کے ہاتھ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا طاہر بن حفص انہی واقعات میں یعر کے ہاتھ سے مارا گیا۔

خجستانی بمقابلہ یعر: خجستانی کو اس کی خبر ملی تو تیار ہو کر فوراً یعر کے خلاف فوج کشی کر دی جس وقت مقابلہ پر پہنچا تو بجائے جنگ کے حکمت عملی سے کام لینے لگا یعر کے ایک سپہ سالار ۳ سے جو کہ ابو طلحہ منصور سے مانوس و مالوف تھا اس شرط پر ساز باز کر لی کہ تم یعر کو گرفتار کر کے میرے

① تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ احمد بن عبد اللہ خجستانی جبال ہرات، صوبہ بادغیس کا رہنے والا، اور محمد بن طاہر کے حامیوں سے تھا جس وقت صفار نے نیشاپور پر قبضہ کیا اس وقت احمد بن عبد اللہ خجستانی نے صفار کے دربار میں حاضر ہو کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا، ابراہیم کے دو بھائی اور تھے ابو حفص یعر، ابو طلحہ منصور، ان میں سے ابراہیم معمر کسن تھا چونکہ زمانہ جنگ میں حسن بن زید میں جرجان میں اسلئے یعقوب صفار کے ساتھ جانثاری کے ساتھ کار نمایاں کئے تھے اس وجہ سے جب نیشاپور میں صفار کی خدمت میں حاضر ہوا تو صفار نے اس کو کمال احترام سے ٹھہرایا خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، خجستانی کی حسد کی آگ اس سے بھڑک اٹھی سادہ لوح ابراہیم کو یہ جھانسنہ دیا کہ صفار تمہارے ساتھ دھوکہ کرنا چاہتا ہے قرینہ یہ ہے کہ اس نے تم کو خلعت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ جس کو وہ خلعت دیتا ہے اس کے ساتھ ضرور کچھ نہ کچھ بدسلوکی اور غدر کرتا ہے، ابراہیم نے گھبرا کر پوچھا کہ اچھا بتلائیے اس سے اب نجات کس طرح ملے، خجستانی نے جواب دیا بہتر یہ ہے کہ ہم اور تم تمہارے بھائی یعر کے پاس بھاگ چلیں مجھے خود بھی اس سے خطرہ پیدا ہو رہا ہے، یعر ان دنوں بلخ میں ابو داؤد نایجوزی کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابراہیم نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اسی رات کو وقت اور جگہ مقرر کر کے نکل کھڑا ہوا، طے شدہ جگہ پر ابراہیم پہلے پہنچا اور تھوڑی دیر تک انتظار کر کے سرخس کی جانب چل کھڑا ہوا، خجستانی ابراہیم کی روانگی کے بعد صفار کے پاس حاضر ہوا اور یہ فقرہ دیا کہ جس کو آپ نے خلعت سے سرفراز فرمایا تھا وہ تو جاسوس تھا اور آپ کے حالات دریافت کر کے سرخس چلا گیا ہے، صفار نے اسی وقت چند آدمیوں کو ابراہیم کے تعاقب پر روانہ کیا چنانچہ سرخس پہنچ کر ان لوگوں نے اس کو مار ڈالا۔ (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸، ۱۱۹)

② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۱۳ پر احمد بن عبد اللہ خجستانی کے بجائے زنگیوں کے سردار ضبیث کا نام تحریر ہے۔

③ اس سپہ سالار کا نام عبد اللہ بن بلال تھا (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۱۸)

حوالے کر دو میں ابو طلحہ کو تمہارے حوالے کر دوں گا چنانچہ اس نمک حرام سپہ سالار نے یحمر کو دعوت کے بہانے اپنے گھر بلایا جہاں خجستانی نے حملہ کر کے یحمر کو گرفتار کر لیا اور اسے باندھ کر نیشاپور میں اپنے نائب کے پاس بھیج دیا نائب نے یحمر کو قتل کر دیا۔

یحمر کے ساتھیوں کا انتقام:..... یحمر کے ساتھیوں نے جمع ہو کر ابو طلحہ کو امیر لشکر بنایا ابو طلحہ نے اس نمک حرام سپہ سالار کو جس نے اپنے آقائے نعمت کے ساتھ دغا بازی کی تھی قتل کر دیا اور سامان سفر درست کر کے نیشاپور کی جانب کوچ کر دیا نیشاپور پہنچ کر حسین بن طاہر سے ملاقات ہوئی یہ اصفہان سے اس امید پر آیا تھا کہ چونکہ خجستانی بنو طاہر کی حکومت چاہتا ہے اس لئے میرے نام کا خطبہ پڑھے گا لیکن خجستانی کے نائب نے حسین بن طاہر کا نام خطبہ میں نہ پڑھا اگلے جمعہ کو ابو طلحہ نے نماز پڑھائی اور اس نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا دونوں نے جمع ہو کر خجستانی کے عامل کو نیشاپور سے نکال کر قیام کر دیا خجستانی یہ خبر پا کر ہرات سے نیشاپور پر چڑھا آیا اس کے لشکر میں بارہ ہزار فوج تھی۔

خجستانی کا جنگ سے فرار:..... جب نیشاپور تین منزل دور تھا اپنے بھائی عباس کو حملے کے لئے بڑھنے کا حکم دیا ابو طلحہ نے نیشاپور سے نکل کر مقابلہ کیا تو عباس شکست کھا کر بھاگا۔ خجستانی شکست کی خبر سن کر ایسے اضطراب میں ہرات کی جانب واپس گیا کہ اس کے اپنے شکست خوردہ بھائی کی بھی خبر نہ رہی ہرات پہنچ کر ہوش و حواس درست ہوئے تو عباس کی فکر ہوئی تو اعلان کر دیا کہ جو شخص عباس کا پتہ لگا لے گا اس کو اتنا انعام دیا جائے گا کسی نے پتہ لگانے کا وعدہ نہ کیا مگر رافع بن ہرثمہ نے عباس کی سراغ رسانی کا بیڑہ اٹھالیا اور ابو طلحہ کی طرف کے پاس آ کر اس کی درخواست کی چنانچہ ابو طلحہ نے اسے دیار رافع نے ابو طلحہ کے پاس جا کر اپنا اعتبار ایسا بڑھایا کہ ابو طلحہ ہر کام میں اس سے مشورہ لینے لگا۔ کچھ عرصے بعد خفیہ طور پر عباس کے حالات خجستانی کو لکھ بھیجے۔

رافع کے دھوکے میں خارجی قتل:..... اس کے بعد ابو طلحہ نے رافع کو دو سپہ سالاروں کے ساتھ بہق کی جانب خراج وصول کرنے بھیجا رافع نے بہق پہنچ کر اطمینان سے سارا خراج وصول کیا اور دونوں سپہ سالاروں کو حالت غفلت میں گرفتار کر کے خجستانی کی جانب کوچ کر دیا پھر تھک کر ایک گاؤں کے باہر قیام پزیر ہو گیا اس گاؤں میں پہلے سے علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا ابن طاہر اور ابو طلحہ نے رافع کی بد عہدی سے مطلع ہو کر اسی وقت دھاوا کر دیارات کے وقت اس گاؤں میں پہنچے جہاں پر علی بن یحییٰ خارجی مقیم تھا ابو طلحہ نے یہ خیال کر کے کہ رافع نہیں ہے غلطی سے علی بن یحییٰ پر ہاتھ صاف کر دیا گیا ہے۔

ابن طاہر اور اسحاق کی جنگ:..... رجب ۲۶۳ھ میں ابن طاہر نے اسحاق شاری کو ایک عظیم الشان فوج دے کر جرجان کی جانب حسن بن زید اور دیلم سے جنگ کرنے روانہ کیا چنانچہ اسحاق نے دیلم کو سختی کے ساتھ پامال کیا مگر کچھ دن بعد فتح مندی کے غرور میں ابن طاہر سے باغی ہو گیا ابن طاہر اس واقعہ سے مطلع ہو کر اسحاق کی سرکوبی کے لئے گیا اور اسحاق کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے ابن طاہر پر موقع پا کر حملہ کر دیا ابن طاہر کے اکثر ساتھی مارے گئے مجبوراً ابن طاہر نے نیشاپور سے نکل کر ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قیام کیا اور لشکر فراہم کرنے اور ترتیب دینے میں مصروف ہو گیا جب ایک گروہ کثیر جمع ہو گیا تو اہل نیشاپور سے لڑائی چھیڑ دی۔

اسحاق کا قتل:..... جنگ کے دوران اہل نیشاپور کی جانب سے ایک خط اسحاق کے نام لکھ بھیجا اس مضمون کا کہ ”چونکہ ابن طاہر اور طلحہ نے آ کر ہم کو گھیر لیا ہے تم فوراً چلے آؤ تاکہ تم کو اپنے شہر پر قبضہ دے کر اور تمہارے ساتھ مل کر ان دونوں سے مقابلہ کریں“ دوسرا خط اسحاق کی طرف سے اہل نیشاپور کے نام اس مضمون کا تحریر کیا ”میرے پیارے حامیوں میں تمہارے لکھنے کے مطابق تمہاری امداد کرنے حاضر ہو رہا ہوں ذرا تم مستعدی سے کام لو اور حدود نیشاپور کی مکمل طریقے سے حفاظت کرو میں عنقریب تمہاری مدد کے لئے پہنچ رہا ہوں“ یہ خط روانہ کرنے کے بعد تھوڑے سے لشکر کے ساتھ خود بھی نیشاپور کے لئے روانہ ہو گیا چنانچہ وہ جیسے ہی نیشاپور کے قریب پہنچا ابو طلحہ سے مڈبھیر ہو گئی۔ اسحاق گنتی کے چند آدمیوں کے ساتھ تو آیا ہی تھا لہذا اپنے ساتھیوں سمیت مارا گیا۔

نیشاپور کا محاصرہ:..... ابو طلحہ نے اس کے بعد نہایت شدت سے نیشاپور کا محاصرہ کر لیا اہل نیشاپور نے مجبور ہو کر خجستانی سے خط و کتابت

شروع کردی اور اس کو اپنی حمایت کے لئے بلوالیا چنانچہ خجستانی ہرات سے مسلسل دودن اور رات کا سفر کر کے نیشاپور پہنچ گیا چونکہ رات کا وقت تھا اہل نیشاپور نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا خجستانی شہر میں داخل ہو کر لشکر کی فراہمی اور محاصرے کو توڑنے کا انتظام کرنے لگا ابوطلحہ نے یہ سن کر حسن بن زید سے امداد طلب کر لی حسن بن زید نے پوری مدد دی مگر کچھ کامیابی نہ ہو سکی۔ چنانچہ محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر بلخ کی جانب واپس آ گیا اور ابو داؤد ناجوزی پر محاصرہ ڈال دیا یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے

خجستانی اور حسن بن زید:..... نیشاپور سے حسن بن زید پر چڑھائی کردی اس لئے کہ اس نے اس کے مقابلہ میں ابوطلحہ کو مدد دی تھی چنانچہ اہل جرجان جمع ہو کر حسن بن زید کی کمک پر آ گئے لیکن خجستانی نے ان کو بھی زیر کر کے چالیس لاکھ دراہم تاوان جنگ وصول کئے (یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۹۵ھ کا ہے)

یعقوب صفار کی وفات:..... انہی دنوں میں یعقوب صفار کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ عمرو بن لیث حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور خجستانی جرجان سے نیشاپور کی جانب لوٹ گیا عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر ہرات سے حملہ کر دیا اور ایک نہایت سخت و خونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست اٹھا کر نقصان کے ساتھ ہرات واپس آ پڑا اور خجستانی نیشاپور میں ٹھہرا رہا۔

خجستانی کی شرارت:..... چونکہ عمرو بن لیث کو سلطان وقت کی طرف سے سرداری کی سند حاصل ہوئی تھی اس وجہ سے فقہاء اور امراء نیشاپور کا طبعی میلان اس کی جانب تھا خجستانی کی آنکھوں میں یہ میلان کا ثبوت کرکھٹکتا تھا موقع پا کر اپنے دلی اطمینان کی غرض سے ایک دوسرے سے لڑا دیا اس کے بعد ۲۶۱ھ میں ہرات پر فوج کشی کی اور عمرو بن لیث کا ایک مدت تک حصار کئے رہا مگر فتح یابی حاصل نہ ہوئی چنانچہ اپنے نائب کو نیشاپور میں چھوڑ کے جستان آ گیا۔

خجستانی کا نائب:..... خجستانی کے نائب نے نیشاپور میں خود مختاری حاصل ہوتے ہی ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور اہل شہر کے ساتھ ظلم و ستم کی سے پیش آنے لگا اوباش مزاحوں، آبرو باختہ اور مفسدہ پرداز لوگوں کو اس سے بہت بڑی مدد ملی دن دھاڑے لوگوں کو لوٹنے لگے چنانچہ امراء اور رؤساء نیشاپور نے جمع ہو کر خجستانی کے نائب پر حملہ کر دیا ساتھ ہی اس کے عمرو بن لیث سے امداد طلب کی چنانچہ عمرو بن لیث نے ایک لشکر اہل نیشاپور کی کمک پر بھیج دیا چنانچہ خجستانی کا نائب گرفتار کر لیا گیا عمرو بن لیث کی کامیابی کے جھنڈے کامیابی کی ہوا کے ساتھ شوخیاں کرنے لگے۔

خجستانی کا بدلہ:..... رفتہ رفتہ اس کی خبر خجستانی کو ملی تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور لشکر مرتب کر کے نیشاپور پہنچ گیا اور تلوار کے زور پر عمرو بن لیث کے لشکر کو نکال دوبارہ قبضہ کر کے اختتام ۲۶۱ھ تک ٹھہرا رہا۔ عمرو بن لیث نے خجستانی سے تنگ آ کر ابوطلحہ کو جس وقت بلخ کو محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی کمک پر بلوالیا۔

ابوطلحہ کی جنگ اور پسپائی:..... چنانچہ ابوطلحہ ایک عظیم الشان فوج لے کر آیا عمرو بن لیث نے بڑی خاطر و مدارات کی اور بہت سا مال نذر کیا اور خراسان میں اس کو چھوڑ کر جستان کی طرف کوچ کر دیا خجستانی نے بھی یہ سن کر سرخس کا رخ کیا کیونکہ اس وقت تک سرخس عمرو بن لیث کے قبضہ میں تھا اس کا ایک گورنر یہاں موجود تھا ابوطلحہ نے آگے بڑھ کے مزاحمت کی لڑائی ہوئی تو ابوطلحہ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور ظلم پہنچا خجستانی نے تعاقب کیا اور ظلم پہنچ کر دوبارہ شکست دی اس کے بعد ابوطلحہ جستان کی طرف بھاگا اور خجستانی نے طخارستان میں قیام کر دیا۔ اس کے بعد ابوطلحہ نے اپنی منتشر قوت کو پھر جمع کیا اور چاروں طرف سے لشکر منگوا کر نیشاپور پر چڑھ آیا اور خجستانی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی اسی وقت طخارستان سے نیشاپور کی جانب روانہ ہو گیا۔

جستان کے لئے نفرت:..... واقعات مندر کردہ بالا سے جب ابن طاہر اور اس کے حامیوں کے دلوں پر یہ بات جم گئی کہ خجستانی کی یہ ہماری کوششیں اپنے ذاتی نفع کے لئے ہیں اور اس پر دے میں کہ وہ ابن طاہر کی حکومت کا سنا۔ ناچاہتا ہے اپنی امارت حاصل کرنے کی فکر میں ہے لہذا اسی وقت سے خجستانی کی بیخ کنی کا خیال استحکام کے ساتھ دماغ میں جا گزین ہو گیا۔ اتفاق سے ان دنوں احمد بن طاہر صوبہ خوارزم کا گورنر تھا اس نے اپنے

ایک نامور سپہ سالار ابو العباس نوفلی کو پانچ ہزار جنگ آوروں کے لشکر کے ساتھ نجستانی کے استقبال کی غرض سے نیشاپور کی جانب روانہ کیا۔

نوفلی کا قتل:..... نجستانی یہ خبر سن کر شہر سے باہر آیا اور چند لوگوں کو بطور سفیر نوفلی کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا کہ ”قتل اور خونریزی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے بے وجہ تم مجھ سے جنگ نہ کرو“ نوفلی نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے پتوایا اہل نیشاپور کو اس سے اتنا زیادہ اشتعال پیدا ہوا کہ وہ سارے لوگ جمع ہو کر نجستانی کے پاس آئے جنگ کا مشورہ طے ہو گیا نوفلی نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر اپنے لشکر کو مرتب کیا لڑائی ہوئی اور آخر کار نجستانی نے نوفلی کو گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے بعد یہ خبر پائی کہ ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبد اللہ بن طاہر نے مرو میں وہاں کے رہنے والوں سے زبردستی دو سال کا خراج پیشگی وصول کر لیا ہے براہ امیر ایک دن رات میں طے مسافت کر کے مرو میں پہنچ کر ابراہیم بن محمد کو گرفتار کر لیا اور اس کی جگہ مرو کی حکومت پر موسیٰ بنی کو مقرر کیا اس کے بعد حسین بن طاہر مرو آیا اور اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا جس سے تھوڑے دنوں میں بیس ہزار درہم فراہم ہو گئے۔

نجستانی کا قتل:..... جس وقت نجستانی کے اہل و عیال اور والدہ نیشاپور میں گرفتار کر لئے گئے اور اس کو طخارستان میں اس کی خبر دی تو خبر سنتے ہی نیشاپور کی طرف روانہ ہو گیا راستے میں مقام ہرات میں ابو طلحہ کے ایک غلام نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی نجستانی نے امن دے دیا اور اپنی خدمت خاص میں رکھ لیا یہ بات نجستانی کے اس غلام (را مجور نامی) کو جو پہلے سے خدمت میں رہتا تھا اتنا زیادہ شاق گذرا کہ وہ نجستانی کے قتل کے پیچھے پڑ گیا اور موقع کا انتظار کرنے لگا اتفاق یہ کہ نجستانی کا ایک دوسرا غلام قتلغ نامی بھی اس سے دھوکا کر گیا وجہ یہ تھی کہ نجستانی نے ایک دن غصہ میں آ کر اس کی ایک آنکھ نکلوا لی تھی چنانچہ ان دونوں غلاموں نے متفق ہو کر ۲۶۸ھ میں نجستانی کے شیرازہ خیات کو درہم برہم کر دیا۔

قاتلوں کا فرار اور قتل:..... نجستانی کو قتل کر کے را مجور نے اس کی انٹی سکے انگوٹھی نکالی لی اور چند لوگوں کے ساتھ اصطبل کی طرف گیا اور داروغہ کو انگوٹھی دکھا کر گھوڑے تیار کرائے اور ان پر سوار ہو کر ابو طلحہ کو اس واقعہ سے مطلع کرنے کے لئے روانہ ہو گئے جب نجستانی حسب معمول دربار عام میں نہیں آیا اور ارکین دولت سپہ سالار وغیرہ اس کا انتظار کرتے کرتے اکتا گئے تو سب کے سب اکٹھے ہو کر حال پوچھنے نجستانی کے خیمہ میں گئے تو دیکھا کہ وہ مرا پڑا ہے یہ دیکھ کر سب کے ہوش و حواس اڑ گئے اور ایک دوسرے کا حیرت سے منہ تکنے لگے اصطبل کے داروغہ نے را مجور کے انگوٹھی رکھا کر گھوڑے تیار کر کے لے جانے اور ان پر سوار ہو کر چلے جانے کے بارے میں بتایا تو دیوانہ وار اس کو تلاش کرنے لگے لیکن اس وقت ڈھونڈ نہ سکے مگر کچھ دنوں کے بعد اتفاق سے ان کے ہاتھ لگ گیا چنانچہ اسے مار ڈالا پھر سب نے متفق ہو کر رافع بن ہرثمہ کے سر پر مارت کی ٹوپی رکھ دی اس کے حالات ہم آئندہ بیان کریں گے۔

شاہی فوج اہواز میں:..... ۲۶۳ھ میں صفار نے اہواز کا رخ کیا ان دنوں احمد بن کیتونہ گورنر اہواز جو مسرف بنی کا سپہ سالار تھا اور تشر میں مقیم تھا صفار کی آمد کی خبر سن کر تشر سے کوچ کر گیا صفار نے جند ساہور پہنچ کر پڑاؤ ڈال دیا سلطانی فوجیں جو اس کے قرب و جوار میں تھیں صفار کے خوف سے رگ گئیں صفار نے بغیر کسی مزاحمت کے جند ساہور اور اس کے مضافات پر قبضہ کر کے اپنے ساتھیوں میں سے خضر بن ۱۰ عنبر نامی ایک سپہ سالار کو اہواز کی جانب روانہ کر دیا جیسے ہی خضر اہواز کے قریب پہنچا علی بن ابان اپنے کالی پلٹنوں کے ساتھ اہواز چھوڑ کے نہر رسدرہ میں جا کر قیام پذیر ہو گیا اور خضر نے اطمینان سے اہواز میں داخل ہو کر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

صفار کا اہواز پر قبضہ:..... چند دنوں تک خضر کی علی بن ابان کے ساتھیوں سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی حتیٰ کہ علی بن ابان اپنی فوج کو مرتب کر کے اہواز پر چڑھ آیا خضر کے ساتھیوں کی ایک بڑی تعداد اس واقعہ میں کام آ گئی اور بہت سامان و اسباب لوٹ لیا گیا خضر پسپا ہو کر لشکر گاہ مکرم پہنچا علی بن ابان نے اہواز میں داخل ہو کر بتایا خضر کا مال و اسباب سب پر قبضہ کر لیا اور جس شخص پر خضر کی ہمدردی یا ہمراہی کا شبہ اہواز سے واپس آ کر نہر رسدرہ پر پڑاؤ ڈال دیا۔ اس دوران صفار نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مگر اس کے ساتھ ہی زنگیوں سے جنگ کرنے کی ممانعت اور اہواز میں محض قیام کرنے کی ہدایت بھی کر دی علی بن ابان نے اس شرط کو منظور نہیں کیا اور اہواز میں جتنا رسد و غلہ تھا سب اٹھالایا اس کے بعد فریقین میں

۱..... ایک نسخے میں ”میر“ ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۴۷۴)

منصاحت ہو گئی۔

تکین بخاری اور سلیمان:..... اغرمش اور سلیمان بن جامع کی جنگ اور سلیمان بن جامع کی کامیابی کے حالات آپ اوپر پڑھ آچے ہوں لہذا جب سلیمان بن جامع اپنا دلی مقصود حاصل کر چکا تو چند امور میں مشورہ کرنے کے لئے خبیث کی جانب کوچ کیا اتفاق سے تکین بخاری کے لشکر کے پاس سے گذرے تکین ان دنوں بیروزور میں مقیم تھا سلیمان جس وقت بیروزور کے قریب پہنچا تو جنائی ۱۰ نے رائے دی کہ چونکہ لشکر روزانہ جنگ سے پریشان اور تھک گیا ہے بہتر یہ ہے کہ تم اس جگہ سامنے والے ٹیلے کے پیچھے چھپ جاؤ میں تھوڑی سی فوج لے کر نہر کی طرف سے لشکر مخالف پر حملہ آور ہوتا ہوں اور لڑتا ہوا پیچھے ہٹوں گا تو جس وقت اس ٹیلے سے لشکر مخالف جوش فح مندی میں آگے بڑھے پشت سے تم حملہ کر کے اپنا دلی مقصود حاصل کر لینا سلیمان نے اس کی رائے کو استحسان کی نظر سے دیکھ کر اسی پر عملدرآمد کیا تکین کا لشکر شکست کھا کر اپنی لشکرگاہ میں چھپ گیا اور میدان جنگ سے سلیمان بھی اپنے ٹھکانے پر واپس آ گیا۔

سلیمان اور تکین کا لڑائیاں:..... رات کے وقت پھر لشکر مرتب کر کے تکین کے لشکر پر بخون مارا تکین کے تمام دن کے تھکے ہوئے سپاہی مقابلہ نہ کر سکے چنانچہ زنگیوں نے دل کھول کر تکین کی لشکرگاہ کو تحت وتاراج کرنا شروع کر دیا تکین اپنی لشکرگاہ چھوڑ کر دور جا کھڑا ہو گیا اور انتہائی اطمینان سے اپنے خاص خاص سپہ سالاروں اور خادموں کو جمع کر کے سلیمان پر حملہ کیا سلیمان کے ساتھی جو چند گھنٹہ پیشتر سے لوٹنے میں مصروف تھے خود کو سنبھال نہ سکے لہذا پسپا ہو گئے اور سلیمان کو ان کے ساتھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ اب اس وقت تکین کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا تھا، سلیمان ان کے ہمراہی لوٹے ہوئے مال و اسباب کو چھوڑ کے بھاگ گئے تھے جس کو تکین کے لشکر کی جمعی کے ساتھ فراہم کر رہے تھے اس دوران سلیمان نے اپنے لشکر کو پھر سے مرتب کیا اور مختلف و متعدد دو جہات سے دریا اور خشکی کے راستے حملہ آور ہوا تکین کے قدم اس حملہ میں ڈگمگائے اور شکست کھا کر ایسا بھاگا کہ پھر دوبارہ لوٹ کے حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی زنگیوں نے خاطر خواہ اس کی لشکرگاہ کو لوٹا ہزاروں کا مال و اسباب ہاتھ آیا سلیمان نے جنگ کے بعد اپنے لشکر کا چارج جنائی کو دیا اور خود اپنے سردار خبیث کے پاس روانہ ہو گیا یہ واقعات ۲۶۳ھ کے ہیں۔

سلیمان اور شاہی فوج:..... روانگی کے بعد سلیمان جنائی فراہمی رسد و غلہ کی جانب توجہ کی قرب و جور کے دیہات میں لشکر لے کر گیا اتفاق سے جعلان نامی ایک شاہی سپہ سالار اس طرف آیا ہوا تھا ان واقعات کی خبر پا کر جنائی سے بھڑ گیا جنائی جواب ترکی بہ ترکی دینے پر مستعد ہوا لڑائی ہوئی مگر جنائی کو نقصان اٹھا کر میدان جنگ سے واپس آنا پڑا جعلان نے اس ہنگامہ میں جنائی کی تلوار چھین لی۔ اس کے بعد شاہی لشکر کے نامور سپہ سالاروں منجور اور محمد بن علی بن حبیب نے زنگیوں پر حملہ کیا اور حجابیہ تک بڑھ گئے حجابیہ کے گورنر نے خبیث کو ان واقعات سے مطلع کیا خبیث نے سلیمان کو اس مہم پر روانہ کیا چنانچہ سلیمان نے جنگ جعلان کا اظہار مقام طہشا میں وارد ہوا جنائی نے حاضر ہو کر سارے حالات سے مطلع کیا سلیمان نے اسی وقت جنائی کو مقدمۃ الجیش پر متعین کر کے جعلان کے مقابلہ پر چھیڑ چھار کرتے رہنے کی ہدایت کی اور خود باقی فوج لے کر محمد بن علی پر حملہ آور ہوا اور ایک خونریز جنگ کے بعد محمد بن علی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اس کا بھائی اس معرکہ میں کام آ گیا سلیمان نے محمد بن علی کی لشکرگاہ کو لوٹ لیا سینکڑوں ہزاروں کا مال ہاتھ آیا (یہ واقعہ ماہ رجب ۲۶۴ھ کا ہے)۔

حسان اور رصافہ پر حملہ:..... اس کے بعد ماہ شعبان سن مذکورہ میں قصبہ حسان پر چڑھائی کر دی یہاں پر ایک سپہ سالار حسن بن شامز تکین رہتا تھا تھوڑی سی فوج بھی حفاظت کے خیال سے اس کے ساتھ رہتی تھی سلیمان نے اس کو بھی شکست دے کر حسان کو لوٹ لیا اور مکانات جلا کر خاک و سیاہ کر دیئے۔ اس واقعہ سے سلیمان کی ہمت بڑھ گئی قتل و غارت کی غرض سے اپنے لشکر کو چاروں طرف دریا اور خشکی میں پھیلا دیا بعض راستوں سے جعلان نے مزاحمت کی اور بزور تیغ ان کی کامیابی میں رکاوٹ بنا اس کے بعد سلیمان نے رصافہ کا رخ کیا اور رصافہ کے سپہ سالار پر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ رصافہ کا سپہ سالار اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ گیا سلمان اور اس کے ہمراہیوں نے رصافہ میں داخل ہو کر جس قدر اسباب و مال

۱..... ابن اثیر کی تاریخ (اکامل جلد ۴ صفحہ ۴۷۴) پر جنائی کے بجائے حیاتی تحریر ہے جبکہ طبری میں ہر جگہ جنائی تحریر ہے۔

لوٹ سکے لوٹ لیا باقی میں آگ لگادی قتل و خونریزی کو عام طور سے مباح کر دیا۔ جب اس کے اور اس کے لشکریوں کے ہاتھ قتل و غارت سے تھک گئے اس وقت شہر خبیث کی جانب واپس لوٹ گئے۔

رصاصہ کے سالار کا جوابی حملہ:..... سلیمان کی واپسی کے بعد مطر ۱ بن جامع نے زنگیوں سے میدان خالی دیکھ کر حجابیہ پر چڑھائی کر دی چونکہ حجابیہ میں اس وقت کوئی شخص ایسا نہ تھا جو مطر سے مزاحم ہوتا اس لئے مطر نے حجابیہ کو لوٹ کر اپنے جے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے ایک بڑے گروہ کو قید کر لیا ان میں قاضی سلیمان بھی تھا اس کو گرفتار کر کے واسطہ بھیج دیا اس کے بعد طہشا کی جانب بڑھا جنانی نے سلیمان بن جامع کو یہ حالت لکھ بھیجے چنانچہ ۲ ذی الحجہ ۲۶۳ھ کو سلیمان اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا۔

تکلیں اور سلیمان کی جھڑپ:..... اس دوران احمد بن کیتونہ بھی کوفہ اور حنبلا سے ہوتا ہوا یزید یہ پہنچ گیا جعلان نے نہایت تیزی اور عجلت سے اس صوبہ کی حفاظت کا انتظام کیا سرحد پر جگہ جگہ فوجیں متعین کر دیں تکلیں نے سلیمان کے لشکر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کے سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو شربت مرگ پلا کر روزانہ کی جنگ سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔

واسطہ پر سلیمان زنگی کا قبضہ:..... انہی دنوں موفق نے شہر واسطہ کا محمد بن مولد کو گورنر بنایا اور ایک عظیم الشان کثیر التعداد لشکر لے کر واسطہ آیا سلیمان بن جامع نے اپنے سردار خبیث سے امداد طلب کی خبیث نے خلیل بن ابان کو ڈیڑھ ہزار سواروں کا لشکر دے کر سلیمان کی کمک پر روانہ کیا سلیمان کے قوائے مضحل جن میں جنگ کرنے کی صلاحیت نہ تھی اس تازہ دم فوج کے آجانے سے مضبوط و توانا ہو گئے چنانچہ لشکر مرتب کر کے ابن مولد پر فوج کشی کر دی ابن مولد کو شکست ہو گئی سلیمان نے واسطہ میں گھس کر قتل عام کا دروازہ کھول دیا ہزاروں آدمی مارے گئے بازار لوٹ لئے گئے مکانات جلا دیئے گئے منکجور بخاری اس وقت واسطہ ہی میں تھا اس قتل و خونریزی کا خوفناک منظر اس سے دیکھنا نہ گیا اور وہ اہل واسطہ کو بچانے کے غرض سے صبح سے شام تک لڑتا رہا بالآخر مغرب کے وقت شہید ہو گیا پھر کیا تھا ہاسہا جو کچھ تھا وہ بھی فتح مند گروہ کی نذر ہو گیا۔ واسطہ کے ویران کرنے کے بعد ابراہیم اور اشناس کے خیال سے سلیمان صنبلاء کی جانب لوٹا اور نوے راتیں یہاں مقیم رہا۔

ابن طولون کا شام پر قبضہ:..... دمشق کی گورنری پر ترکی سپہ سالار ماجور معتقد کے عہد خلافت میں مقرر ہوا تھا ۲۶۴ھ کے دور میں اس نے وفات پائی تو اس کے بیٹے نے اپنے باپ کے بجائے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ احمد بن طولون نے یہ خبر پا کر مصر میں اپنے بیٹے عباس کو اپنا نائب بنایا اور دائرہ حکومت وسیع کرنے اور دمشق پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا دمشق کے قریب پہنچ کر ابن ماجور کو لکھا کہ ”مجھے بارگاہ خلافت سے شام کا صوبہ عنایت ہوا ہے تم کو کیا عذر ہے؟“ ابن ماجور نے بے عذری کے ساتھ اطاعت قبول کر لی اور رملہ میں آ کر ابن طولون سے ملاقات کی ابن طولون اس کو رملہ پر مقرر کر کے دمشق پہنچا اور اس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے دمشق کے سپہ سالاروں کو ان کے عہدوں پر بحال و قائم رکھا دو چار دن قیام کر کے حمص، حماة اور حلب کی طرف گیا اور ان پر بھی اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑ دیئے۔

انطاکیہ پر قبضہ:..... اس کے بعد انطاکیہ اور طرسوس کی لالچ لگ گئی ہوئی ان دنوں ان دنوں صوبوں پر سیماطویل نامی ایک ترکی سپہ سالار مقرر تھا ابن طولون نے اطاعت کی شرط پر بحال رکھنے کا پیغام بھیجا مگر سیماطویل نے انکار میں جواب دیا چنانچہ ابن طولون نے چڑھائی کر دی چونکہ اہل انطاکیہ کے ساتھ سیماطویل کے برتاؤ اچھے نہ تھے لہذا ان لوگوں میں سے کسی نے ابن طولون کو شہر پناہ کے خفیہ راستوں سے آگاہ کر دیا ابن طولون نے شہر کا محاصرہ کر کے چاروں طرف مخفیین نصب کر دیں سیماطویل بھی فوجیں آراستہ کر کے شہر پناہ کی فصیلوں سے جواب ترکی بہ ترکی دینے لگا بالآخر ابن طولون نے شہر پناہ کے ایک خفیہ راستہ سے شہر میں گھس کر قتل عام شروع کر دیا۔ سیماطویل اسی عام خونریزی میں مارا ۳ گیا پھر کیا تھا اہل

۱..... یہ وہی شخص ہے جو رصاصہ میں سپہ سالار تھا اور اسی پر سلیمان نے حملہ کیا تھا۔ (کامل ابن اثیر صفحہ ۱۲۵ جلد ۷)

۲..... علامہ کندی کی کتاب،، ولاۃ مصر،، (مصر کے گورنر) صفحہ ۲۶۶ پر تحریر ہے کہ ابن طولون ماجور سے نہیں بلکہ اس کے نائب محمد بن رافع سے ملا تھا۔

۳..... یہ واقعہ محرم ۲۶۵ھ کا ہے، مسعودی نے (مروج الذهب جلد ۲) پر ابن طولون کے انطاکیہ پر حملے کی تفصیل لکھی ہے، جو مطالعہ کرنا چاہیں وہیں ملاحظہ فرمائیں۔

شہر نے اطاعت قبول کر لی۔

طرطوس اور حران پر قبضہ:..... اس کے بعد ابن طولون نے طرطوس کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے جہاد کے ارادے سے قیام کر دیا۔ ابن طولون کے قیام کرنے کی وجہ سے مہنگائی شروع ہو گئی اہل شہر نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ”آپ کے لشکر کے قیام کرنے کی وجہ سے شہر میں ہر چیز مہنگی ہو گئی ہے ہم لوگوں کو اس سے بے حد تکلیف ہو رہی ہے بڑی عنایت ہوگی اگر آپ کا لشکر یہاں سے کوچ کر جائے اور اگر یہاں کی آب و ہوا آپ کو پسند ہے تھوڑے سے آدمیوں کو لشکر میں ساتھ رکھئے باقی کو رخصت فرما دیجئے“ ابن طولون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اگلے دن شام جانے کے ارادے سے کوچ کر دیا اور حران پہنچ گئے حران کی حکومت محمد بن اتامش کے قبضہ میں تھی محمد بن اتامش اس کے مقابلے پر آیا مگر ابن طولون نے اس کو بھی شکست دے کر حران پر قبضہ کر لیا۔

ابن طولون کے بیٹے کی بغاوت:..... اس دوران یہ خبر ملی کہ اس کے بیٹے عباس نے مصر میں اس کے خلاف آتش بغاوت بھڑکا دی ہے اور خزانے میں جو کچھ تھا لے کر رقبہ ۱ کی جانب روانہ ہو گیا ہے مگر ابن طولون کے کان پر اس خبر سے جون تک نہ رہی اور انتہائی اطمینان سے شاہی علاقوں کے انتظام کرتا رہا سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کیں حران میں ایک چھاؤنی قائم کی رقبہ کی حفاظت پر اپنے غلام لولو کو ایک لشکر کے ساتھ مامور کیا۔

موسیٰ بن اتامش کی آمد:..... آہستہ آہستہ محمد بن اتامش کی شکست کی خبر موسیٰ بن اتامش تک پہنچی تو بھائی کی ہمدردی کا خون جوش میں آ گیا فوراً ایک لشکر مرتب کر کے حران پر حملہ کر دیا ان دنوں حران میں ابن طولون کی طرف سے احمد بن جیفو نہ مقرر تھا موسیٰ کی خبر پا کر پریشان ہوا تو ابوالاعز نامی (یہ اعرابی تھا) ایک شخص نے گزارش کی (امیر کو موسیٰ کے آنے سے فضول پریشانی رہی ہے وہ ایک جلد باز شخص ہے ارشاد ہو تو میں اس کو زندہ گرفتار کر لاؤں مگر شرط یہ ہے کہ مجھے بیس آدمی چن کر دو امیر نے کہا میں تمہیں خوشی سے اجازت دیتا ہوں“

موسیٰ کی حیرت انگیز گرفتاری:..... ابوالاعز نے اسی وقت بیس آدمی لشکر سے منتخب کئے اور ان کو اپنے ساتھ لے کر موسیٰ کی لشکر گاہ کے قریب پہنچ کر انہی بیس آدمیوں میں سے چند آدمیوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود بقیہ آدمیوں کے ساتھ دیہاتیوں کے لباس میں موسیٰ کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا موسیٰ کے خیمے کے پاس چند گھوڑے بندھے ہوئے تھے پہنچتے ہی ان کو کھول دیا شور و غل مچا تو چاروں طرف سے سپاہی دوڑ پڑے موسیٰ بھی شور و غوغا سن کر نکل آیا اور سپاہیوں کے ساتھ ابوالاعز پر حملہ آور ہوا ابوالاعز اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے حملوں سے خود کو بچاتا ہوا بھاگا حتیٰ کہ اس جگہ سے گزرا جہاں اس کے ساتھی کمین گاہ میں بیٹھے تھے موسیٰ تعاقب کرنے والوں سے آگے آگے گھوڑا دوڑا رہا تھا جیسے ہی اس کا کمین گاہ پر سے گذر ہوا ابوالاعز کے ساتھی نکل پڑے اور ادھر موسیٰ کے ساتھی ان گنتی کے چند آدمیوں کے اچانک نکل آنے سے بھاگ گئے جو پہلے سے کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے ادھر ابوالاعز بھی اپنے ساتھیوں سمیت واپس مڑا اور موسیٰ کو گرفتار کر کے احمد بن جیفو نہ کے سامنے کر دیا احمد نے اس کو ابن طولون کے پاس بھیج دیا مگر ابن طولون نے اس کو رہا کر دیا اور اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ مصر لٹ گیا یہ واقعات ۲۶۶ھ کے ہیں۔

زنگیوں پر شبخون:..... ۲۶۵ھ میں سلیمان بن جامع نے ایک نہر سواد ۲ کو فہ تک کھدوائی تاکہ آسانی و سہولت کے ساتھ اس کے اطراف میں قتل و غارت سے اپنے مقاصد حاصل کر سکے احمد بن کیتونہ (موفق کا گورنر) حنبلاء ۳ میں رہتا تھا اس نے اس کی اطلاع پا کر ایک دن سلیمان کے لشکر پر شبخون مارا اور تقریباً چالیس سرداروں کو قتل کر دیا اور متعدد کشتیوں کو جلا دیا۔ عام سپاہی اکثر قتل یا گرفتار ہو گئے سلیمان شکست کھا کر طہشار پہنچا اور اپنی شکستہ حالی کو درست کر کے اس شبخون کا بدلہ لینے کے لئے نعمانیہ پر چڑھائی کردی اہل نعمانیہ کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ نہایت سادگی کے ساتھ

①..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۱۷ پر رقبہ کے بجائے ”برقہ“ تحریر ہے۔

②..... تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۳ پر نہر کا نام زہری تحریر ہے۔

③..... یہاں جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی جسے تاریخ ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۴۸۴ سے اخذ کر کے لکھا گیا ہے۔

قتل کر دیئے گئے باقیماندہ لوگ جان بچا کر جرجریا چلے گئے اہل سواد نے یہ سن کر عزت اور جان کے خوف سے بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔

زنگیوں کا حملہ پسپا:..... انہی دنوں علی بن ابان نے تشر پر فوج کشی کی اور اس کو گھیر لیا موفق نے اپنی جانب سے صوبہ اہواز پر مسرور بلخی کو حکومت عطا کی تھی اور اس نے اپنی طرف سے تلکین بخاری کو مقرر کیا تلکین نے یہ خبر پا کر تشر کو بچانے کے لئے فوجیں مرتب کیں اور ایسی حالت میں تشر پہنچا جب کہ اہل تشر نے علی بن ابان کے حملوں سے تنگ آ کر شہر ان کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا مگر تلکین کے آجانے سے ان کے دل مضبوط ہو گئے چنانچہ اور شہر کی فصیلوں سے ان لوگوں نے اور باہر سے تلکین کے لشکر نے زنگیوں کے لشکر پر حملہ کیا زنگیوں کا لشکر اس دو طرفہ حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا ایک بڑی تعداد ان کی اس معرکہ میں کام آ گئی۔

زنگیوں پر شب خون:..... تلکین نے جنگ کے بعد تشر میں قیام کیا اور علی بن ابان نے اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروپ کو پل پر پڑاؤ کرنے کا حکم دیا مخبروں نے تلکین تک یہ خبر پہنچادی چنانچہ تلکین نے ایک دستہ فوج مرتب کر کے اسی وقت حملہ کر دیا رات کا وقت تھا علی بن ابان کے سپہ سالاروں کی مجلس میں شراب کا دور چل رہا تھا خوبصورت خوبصورت لونڈیاں گاجاری تھیں عیش و عشرت کا رنگ جما ہوا تھا اس دوران تلکین نے پہنچ کر چھاپہ مارا اور سپہ سالاروں کا ایک گروپ مارا گیا باقیماندہ بھاگ علی بن ابان کے پاس پہنچ گئے تلکین نے تعاقب کیا مگر علی بن ابان یہ خبر سن کر بغیر جدال و قتال بھاگ گیا۔

اس واقعہ کے بعد علی بن ابان نے تلکین سے صالح کے بارے میں خط و کتابت شروع کی تلکین نے قتل و خونریزی کے خیال سے منظور کر لیا چنانچہ دونوں میں صلح ہو گئی۔ رفتہ رفتہ مسرور تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ طرح طرح کے خیالات تلکین کی جانب سے قائم ہونے لگے بالآخر صبر نہ ہو سکا ڈبل کوچ کرتا ہوا تلکین کے پاس پہنچ گیا اور اس کو اس الزام میں کہ اس نے زنگیوں سے ساز باز کر لی ہے گرفتار کر کے ابراہیم بن جعلان کی نگرانی میں قید کر دیا تلکین کے گرفتار ہوتے ہی تلکین کے ساتھی منتشر ہو گئے اور چند لوگ زنگیوں سے جا ملے ایک گروپ محمد بن عبداللہ کردی کے پاس چلا گیا مسرور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر امن کا اعلان کر دیا چنانچہ ان میں سے اکثر واپس آ گئے۔

یعقوب صفار کی وفات:..... نویں شوال ۲۵۶ھ کو حکومت صفاریہ کے بانی یعقوب صفار نے (مقام جند ساہور ۱) میں قونج کی بیماری میں وفات پائی اور وفات سے پہلے مقام رنج اور زابلستان (یعنی عرفہ) کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع تھا اس کے آخری زمانہ میں خلیفہ معتمد کا میلان اس کی جانب ہو گیا تھا اس نے اسے حکومت فارس دینے کا وعدہ کر لیا تھا مگر یہ فرمان اس وقت صفار کے پاس پہنچا جب کہ اپنے خالق اکبر سے لو لگائے ہوئے ملک الموت سے باتیں کر رہا تھا۔

صفار کا جانشین عمرو:..... صفار کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث اس کا جانشین بنا اور دربار خلافت میں اظہار اطاعت و فرمانبرداری کا خط روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے خوش ہو کر خراسان، اصفہان، سندھ، جستان، مرمن رائے کی گورنری اور پولیس بغداد کی افسری عنایت کر دی اور سند گورنری کے ساتھ خلعت فاخرہ بھی روانہ فرمائی۔

عبید اللہ بن عبداللہ بن طاہر نے عمرو بن لیث کو گورنر بنائے جانے پر کوئی اعتراض نہ کیا، پھر موفق نے عمرو بن لیث کو معزول کر کے اصفہان کا گورنر بنایا جہاں عمرو بن لیث سے پہلے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف محمد بن ابی الساج گورنر کے عہدہ پر فائز تھا۔ ۲

زنگیوں اور اغرتمش کی جنگ:..... سلیمان بن جامع اور اغرتمش کی لڑائیوں کے حالات اور اس کے بعد تلکین، جعلان، مطر بن جامع و احمد بن کیتونہ کے واقعات اور شہر واسط پر اس کے قابض ہو جانے کی کیفیت ہم اوپر لکھ آچکے ہیں تلکین بخاری کی گرفتاری کے بعد اغرتمش کو ۲۶۶ھ

۱..... کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۹، اور تاریخ ابولفد جلد ۲ صفحہ ۵۲ کے مطابق شوال کی ۱۹ تاریخ تھی جبکہ مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۲۲۹ کے مطابق شوال کا مہینہ ختم ہونے میں سات دن باقی تھے یعنی اگر مہینہ ۲۹ دن کا ہوا ہو تو ۲۲ شوال اور اگر مہینہ ۳۰ دن کا ہوا ہو تو ۲۳ شوال تاریخ بنتی ہے، جبکہ وفیات الاعیان جلد ۶ صفحہ ۴۲۰ کے مطابق ماہ شوال کی چودہ راتیں گزر چکی تھیں۔ ۲..... تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

میں ابواز کی حکومت عطا ہوئی۔ چنانچہ غرتمش ماہ رمضان المبارک ۲۶۱ھ میں تشر آ یا مطربن جامع بھی اس کے ساتھ تھا تشر پہنچ کر علی بن ابان کے ان سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو تشر میں قید تھے قید حیات سے آزاد قتل کر کے لشکر گاہ مکرم کی جانب کوچ کر دیا علی بن ابان بھی یہ خبر سن کر مکرم میں آ گیا اور دونوں حریف گتھ گئے صبح سے دوپہر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی دوپہر کے بعد غرتمش نے زنگیوں کی کثرت اور اپنی ناکامی کی مجسم صورت دیکھ کر لڑائی موقوف کر دی علی بن ابان ابواز کی جانب چلا گیا اور غرتمش خلیل بن ابان کے ارادے سے اربل کا پل عبور کرنے بڑھا۔

غرتمش کی دوسری جنگ:..... خلیل نے اپنے بھائی علی کو اس سے مطلع کیا علی نے اپنے ساتھیوں کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصے کو ابواز میں چھوڑا اور خود دوسرے حصہ کے ساتھ اربل کی نہر کی طرف بڑھا اس کے روانہ ہوتے ہی اس کے باقی ساتھی بھی غرتمش کے خوف سے ابواز چھوڑ کے نہر سدرہ چلے آئے علی اور غرتمش کی نہر اربل پر پورے دن لڑائی ہوتی رہی مگر ایسا کوئی نتیجہ نہ نکلا جس سے فریقین کے حوصلوں کا قطعی فیصلہ ہو جاتا۔

ابواز سے زنگیوں کا فرار:..... لڑائی ختم ہونے پر علی دوبارہ ابواز کی جانب لوٹ آیا مگر ابواز اس کے آنے سے پہلے اس کے ساتھیوں سے خالی ہو چکا تھا چنانچہ ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے چند آدمیوں کو روانہ کیا لیکن وہ لوگ واپس نہ آئے لہذا مجبوری میں خود بھی ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔

غرتمش کی تیسری جنگ:..... اس دوران ان واقعات سے مطلع ہو کر غرتمش پہنچ گیا لڑائی شروع ہو گئی مطربن جامع چند نامی گرامی سپہ سالاروں سمیت مارا گیا دوسرے دن پھر اسی زور و شور سے لڑائی شروع ہوئی اور شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اگلے دن اچانک ایک تازہ دم فوج علی بن ابان کی کمک آ گئی (اس فوج کو خبیت نے روانہ کیا تھا) غرتمش نے کثرت فوج سے خوف کھا کر اپنے حریف کے لئے میدان جنگ کو کچھ دن کے لئے خالی کر دیا۔

محمد بن عبید اللہ زنگی:..... چونکہ ایک عرصے سے محمد بن عبید اللہ (یہ رامہر مز کا گورنر تھا) اور علی بن ابان کی ان بن چلی آ رہی تھی اس لئے آئندہ خطرات کے پیش نظر محمد نے انکلائی بن خبیت سے درخواست کی کہ مجھے علی بن ابان کی ماتحتی سے نکال کر اپنے حمایتیوں کے زمرے میں داخل کر لیجئے مگر محمد کی یہ تدبیر الٹی پڑ گئی انکلائی کو اس بات سے برہمی پیدا ہوئی۔ اپنے باپ (خبیت) سے محمد کے احتساب اور خرن طلب کرنے کی اجازت حاصل کر کے علی بن ابان کو اس خدمت پر مقرر کر دیا محمد بن عبید اللہ نے بہانے کر کے ٹالنے کی کوشش کی مگر علی بن ابان زنگیوں کی فوج لے کر رامہر مز کے قریب پہنچ گیا محمد نے یہ خبر پا کر رامہر مز کو خالی کر دیا اور دوسرے دن پر جا کر پناہ گزین ہو گیا علی اور اس کے سپاہیوں نے رامہر مز میں داخل ہو کر اسے خوب لوٹا اور اس کے بعد محمد نے علی سے خط و کتابت کر کے دولاکھ درہم دینے پر صلح کر لی علی نے رامہر مز اس کے حوالے کر دیا۔

ابن ابان سے دھوکا:..... اس صلح کے چند دن بعد محمد نے علی سے کردوں کے مقابلے پر امداد طلب کی اس شرط پر کہ سارے مال غنیمت کا مالک علی ہوگا چنانچہ علی لالچ میں آ گیا محمد بن عبید اللہ سے چند آدمیوں کو بطور ضمانت مانگا محمد بن عبید اللہ نے اس کو بہانہ کر کے ٹال دیا اور صرف ایک تحریر کر کے بھیج دیا علی نے مجلہ نامی ایک شخص کو اس مہم کا سردار بن کر ایک بڑا لشکر اس کے ساتھی مرحد بن عبید اللہ کے پاس بھیج دیا محمد بن عبید اللہ نے اس لشکر کے ساتھ کردوں پر حملہ کیا جس وقت دونوں فریق میں گھمسان لڑائی ہونے لگی محمد کے ساتھیوں نے قصداً میدان خالی کر دیا کردوں نے سختی سے زنگیوں پر حملہ کیا ایک براگروہ زنگیوں کا کام آ گیا بے حد نقصان اٹھا کر واپس ہوئے۔

ابن عبید اللہ سے صفائی:..... محمد نے چند دستہ فوج کو بظاہر ان لوگوں کو روکنے پر مامور کیا مگر خفیہ طور پر یہ ہدایت کر دی کہ موقع ملے تو تم بھی ان کمبخت سیاہ بختوں (زنگیوں) پر اپنا ہاتھ صاف کر لینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کردوں کے لوٹنے سے جو کچھ باقی رہ گیا تھا اس کو محمد کے سپاہیوں نے لوٹ لیا علی کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو محمد کو ایک ڈانٹ بھرا خط لکھا محمد بن تملق نے چلا پوسی کے ساتھ معذرت کر لی ساتھ ہی ان کے بہت سے ہتھیار

اور جانور بھی واپس کر دیئے مگر اس کے باوجود محمد کے خائف خوفزدہ دل کو تسلی نہ ہوئی تو خبیث کے بعض مصاحبوں سے اس معاملہ میں بات چیت کی اور صلح کر دینے کے بدلے بہت سامان و دولت دینے کا وعدہ کیا ان لوگوں نے خبیث اور علی کو کہہ سن کے راضی کر لیا شرط یہ قرار پائی کہ محمد اپنے ممالک مقبوضہ میں خبیث کی حکومت و دولت قائم ہونے کی ترغیب دیتا رہے چنانچہ محمد نے خوشی سے اس شرط کو منظور کر لیا اور آپس میں صفائی اور مصالحت ہو گئی۔

موثر پرنا کام زنگی حملہ:..... اس کے بعد جب علی بن ابان کو محمد کی جانب سے اطمینان کی صورت پیدا ہو گئی تو موتہ پر چڑھائی کر دی اور بے شمار آلات حصار اپنے ساتھ لے گیا مسرور بنی ان دنوں صوبہ ابواز میں تھا یہ خبر پا کر موتہ کو بچانے کے لئے اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا چنانچہ علی اور مسرور کی لڑائی ٹھن گئی بالآخر علی شکست کھا کر جتنا مال و اسباب اپنے ساتھ لایا سب کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور ایک گروپ زنگیوں کا کام آ گیا ابھی اس شکست سے علی کی شکستگی اچھی طرح دور نہ ہوئی تھی کہ موفق کے آنے کی گرم خبر کانوں تک مسلسل پہنچنے لگی۔

موفق کا بیٹا ابوالعباس:..... آئے دن زنگیوں کی کامیابی واسطہ میں غلبہ اور قتل و غارت گری سے چوکنے ہو کر موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو زنگیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا (ابوالعباس وہ شخص ہے جو آئندہ خلیفہ معتمد کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور اسلامی دنیا المعتمد باللہ کے لقب سے مخاطب کیا گیا۔

ابوالعباس بمقابلہ زنگی لشکر:..... ماہ ربیع الثانی ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کے ساتھ زنگیوں کی طرف ابوالعباس نے رخ کیا اور دریا کے راستے بھی جنگ کشتیوں ”دیر عاقول“ پہنچا وہاں ابو حمزہ نصیر نے ابوالعباس کو اطلاع دی کہ زنگیوں کے مقدمہ الجیش پر جنانی کمانڈر ہے اس وقت وہ جزیرہ میں ”بروردیا“ کے قریب ٹھہرا ہوا ہے اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی ایک فوج لئے ہوئے ان کی کمک کے لئے معرaban میں موجود ہے ابوالعباس نے یہ خبر پا کر کوچ کر دیا زنگیوں نے اس مہم کے لئے بے حد فوجیں فراہم کی تھیں انہوں نے سن رکھا تھا کہ ابوالعباس ایک نو عمر جوان ہے جس کو معرکہ آرائی سے کوئی واقفیت نہیں ہے اس لئے یہ خیال قائم کر لیا تھا کہ اولاً اتنی بڑی فوج سے ڈر کر مقابلہ کے لئے ہی نہیں آئے گا اور آ بھی گیا تو پہلے ہی حملہ میں پہنچ کر اپنے جاسوسوں کو فریق مخالف کی خبر لانے پر مامور کیا تھوڑی دیر بعد جاسوسوں نے حاضر ہو کر بتایا زنگیوں کا لشکر بھی آ گیا اور لشکر کا پہلا حصہ صلح کے اس کنارے پر ہے اور آخری حصہ نشیبی واسطہ تک پھیلا ہوا ہے۔

ابوالعباس کی پہلی فتح:..... چنانچہ ابوالعباس عام راستہ چھوڑ کر معروف راستے سے نصر کی طرف روانہ ہوا راستے میں زنگیوں کے مقدمہ الجیش سے ٹکرائی ہوئی پہلے تو ابوالعباس نے اپنے پرزور حملے سے زنگیوں کو پیچھے ہٹا دیا مگر پھر مصلحتاً خود پیچھے ہٹ گیا چنانچہ زنگیوں کا دل اس سے بڑھا اور وہ بڑھ بڑھ کر حملے کرنے لگے ابوالعباس نے لگا کر کہا ”نصیر! کیا دیکھتا ہے ان کتوں سے نپٹ اب کہ آگے نہ بڑھنے پائیں“ نصیر اس آواز کو سن کر ایک دوسری جانب سے کہ جس کی طرف زنگیوں کا وہم و خیال بھی نہ گیا تھا ٹڈی دل لشکر لے کر نکل آیا جس سے زنگیوں کے ہوش و حواس گم ہو گئے کچھ بن نہ پڑا تو نہر کی طرف بھاگے ابوالعباس نے رومال کے اشارے سے جنگی کشتیوں کی فوج کو بھی حملہ کا حکم دے دیا چنانچہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی کیفیت بن گئی چاروں طرف کے حملہ سے گھبرا کر جس کا جس طرف منہ اٹھا بھاگ نکلا چھ کوس تک شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور جو کچھ ان کی لشکر گاہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا یہ پہلی فتح تھی جو شاہی لشکر کو زنگیوں کے مقابلہ میں نصیب ہوئی۔

ابوالعباس کی دوسری فتح:..... اس جنگ کے بعد سلیمان بن جامع نہر امین کی جانب اور سلیمان بن موسیٰ شعرانی بازار خمیس کی طرف بھاگ گیا اور ابوالعباس نے واسطہ سے ایک کوس ہٹ کر پڑاؤ ڈالا دونوں فریق اپنی فوج کی اصلاح اور سامان جنگ کی درستگی میں مصروف ہو گئے ایک ہفتہ کے بعد سلیمان اپنے لشکر کو تین حصوں پر منقسم کر کے تین طرف سے حملہ کرنے کی غرض سے ابوالعباس کی جانب بڑھا اور چند دستہ فوج کشتیوں پر سوار کرا کے دریا کے راستے حملہ کرنے کا حکم دیا نصیر اور ابوالعباس نے دریائی حملہ کی روک تھام کے لئے اپنی ہمت اور اس کے مقابلہ میں خشکی پر دست بدست لڑنے کا لشکریوں کو اشارہ کیا چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا اور دو پہر تک نہایت بے تربیتی سے جان کے خوف سے اس طرف اور کبھی اس طرف چھپنے لگی اور ابوالعباس کا لشکر جوش کے ساتھ انھیں قتل و قید کرنے لگا ظہر کے بعد زنگیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور جنگی کشتیاں گرفتار کر لی گئیں

ہزاروں زنگی موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے سلیمان اور جنانی بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر طہشا پہنچا اور ابوالعباس کامیابی کے ساتھ لشکرگاہ میں واپس آ گیا اور ان کشتیوں کی مرمت اور اصلاح کا حکم صادر کیا کہ حریف سے چھین لی گئی تھیں۔

زنگیوں کی شرارت:..... زنگیوں کو جس وقت شاہی فوج کے خلاف ناکامی ہوئی اور اپنی جان بچا کر بھاگے اس کے بعد بھی نقصان پہنچائے اور شیطنت سے باز نہ آئے۔ راستوں سے تو واقف تھے ہی لہذا آئندہ جس طرف سے شاہی لشکر کا گذر ہونے والا تھا اس راستہ میں بڑے بڑے کنوئیں اور گڑھے کھود کر گھاس پھوس اور مٹی سے پاٹ دیا غریب ابوالعباس اور نصیر کو اس کی خبر نہ ہو سکی لہذا جب راستہ سے ہو کر گذرے تو دو چار سوان گڑھوں اور کنوئیں میں گڑ پڑے لہذا شاہی لشکر نے اس راستہ کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا۔

شاہی فوج پر حملہ:..... اس کے بعد خبیث نے اپنے مصاحبوں اور ساتھیوں کو دریا کے راستے حالت غفلت میں شاہی فوج پر حملہ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ زنگیوں نے اسی پر عمل کیا اور ابوالعباس کی چند کشتیوں کو گرفتار کر لیا ابوالعباس نے یہ خبر پا کر ان کا تعاقب کیا اور بزور جنگ اپنی کشتیوں کو تو واپس لے ہی آیا ان کی کشتیوں میں سے بھی تقریباً تیس کشتیوں کو مال و اسباب سمیت گرفتار کر لیا ابوالعباس کو زنگیوں کی اس ناشائستہ حرکت پر سخت غصہ آیا چنانچہ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے کام لینے لگا۔

زنگیوں کا منصوبہ:..... سلیمان ابن جامع ان مسلسل شکستوں کے بعد طہشا میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا اس نے اپنے اس شہر کو منصورہ کے نام سے موسوم کیا تھا اور شعرانی بازار خیمس میں چھپ گیا۔ اس کے شہر کا نام مینعہ تھا سلیمان اور شعرانی نے منصورہ اور مینعہ میں پہنچ کر محاصرے کے خطرات کے خیال سے اطراف و جوانب سے رسد و غلہ کی فراہمی کی جانب توجہ کی اور ابوالعباس نے ان دونوں کی رسد اور غلہ چھین لینے پر مکرہمت باندھی چند دنوں تک اسی قسم کی چھیڑ چھاڑ چلتی رہی۔

ابوالعباس کی تیسری فتح:..... ایک دن ابوالعباس فوج کے افسران سے مشورہ کر کے خشکی کے راستے مینعہ کی طرف بڑھا اور نصیر کو دریا کے راستے سے روانہ کیا۔ ادھر اتفاق سے زنگیوں کے مقدمۃ الجیش سے ابوالعباس کا سامنا ہو گیا چنانچہ وہ ایک دوسرے سے گٹھ گٹھ گئے تقریباً پورے دن لڑائی ہوتی رہی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالعباس شہر مینعہ تک نہ پہنچ سکا ادھر نصیر نے مینعہ کے قریب پہنچ کر آتش بازی شروع کر دی اہل مینعہ گھبرا کر جیسے ہی باہر نکلے تیروں کی بارش برسنے لگی مجبور ہو کر پھر شہر کی طرف بھاگے چنانچہ نصیر نے ان میں سے ایک بڑی تعداد کو گرفتار کر لیا اور واپس آ گیا ابوالعباس کو اس سے بہت خوشی ہوئی اور مظفر و منصور اپنے لشکرگاہ میں آیا خبیث نے ان واقعات کی اطلاع پا کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو الگ الگ ہو کر لڑنے پر ملامت کی اور دونوں کو ابوالعباس سے جمع ہو کر مجموعی قوت سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

خلیفہ موفق کی آمد:..... اس وقت تک اکیلا ابوالعباس ہی زنگیوں کے مقابلہ پر لڑ رہا تھا اور بفضلہ تعالیٰ اپنے بہادورں سے باوجود نوعمری اور ناتجربہ کاری کے نمایاں کامیابی حاصل کرتا جا رہا تھا ابھی خلیفہ موفق لشکر کی درستی اور رسد وغیرہ کی فراہمی سے فارغ نہیں ہوا تھا اور سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کرنے اور قلعوں کی مرمت وغیرہ میں مشغول تھا اس دوران اس کو علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کے یکجا ہونے کی خبر ملی کہ یہ دونوں اب مجموعی قوت سے ابوالعباس سے مقابلہ کریں گے چنانچہ فوراً بقیہ امور کا انتظام کر کے ربیع الاول ۲۶ھ میں بغداد سے کوچ کر کے واسط پہنچ گیا۔

خلیفہ ابوالعباس سے ملاقات:..... خلیفہ اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس سے ملا ابوالعباس نے کل حالات از اول تا آخر عرض کر دیئے۔ موفق نے ابوالعباس کے کمانڈروں کو خلعتیں عطا فرمائیں لشکریوں کو انعامات دیئے اس کے بعد ابوالعباس اپنی لشکرگاہ میں واپس آ گیا اور دوسرے دن موفق نے نہر شداد پر جا کر قیام کیا اور اس کا بیٹا شرقی دجلہ میں بردود کے دہانے پر ٹھہر گیا دو دن تک دونوں ٹھہرے رہے تیسرے دن ابوالعباس نے مینعہ کے محاصرے کے لئے کوچ کیا اور موفق بھی دریا کے راستے مینعہ کی طرف بڑھا۔

مینعہ پر قبضہ:..... منگل کے دن آٹھویں ربیع الثانی ۲۶ھ کو دو طرف سے دونوں باپ بیٹے نے مینعہ پر حملہ کیا زنگیوں کو موفق کی اطلاع نہ تھی

لہذا دریا کی طرف سے بے خبر اور غافل ہو کر جھرمٹ باندھ کے ابو العباس کے مقابلہ پر آ گئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا اس دوران موفق نے پہنچ کر دریا کی طرف سے حملہ کر دیا زنگی فوجیں اس اچانک اور غیر متوقع حملہ سے گھبرا کر جیسے ہی شہر کی حفاظت کے لئے مڑے تو ابو العباس کے ساتھی بھی انہی کے ساتھ شہر میں گھس گئے اور ایک بڑا گروہ قتل اور قید کر لیا گیا۔ شعرانی باقی آدمیوں سمیت بھاگ کر جنگل میں چھپ گیا موفق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا تقریباً پندرہ سو مسلمان عورتیں زنگیوں کے پنجہ غضب سے رہا ہوئیں۔ اگلے دن پھر موفق سوار ہو کر مینعہ میں داخل ہوا اور لشکریوں کو اس کو لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا پھر شہر پناہ کو منہدم کرا کے خندقیں جو شہر پناہ کے ارد گرد تھیں ان کو پٹو دیا کشتیوں میں آگ لگوا دی وہاں بے انتہاء رسد و غلہ ہاتھ آیا کچھ فروخت کر دیا گیا اور باقی لشکر میں تقسیم کر دیا۔

ابن جامع کا فرار:..... خبیث کو اس روح فرسا واقعہ کی خبر ملی تو اس نے ابن جامع کو لکھ بھیجا کہ دیکھو خبر دار غفلت سے کام نہ لینا ورنہ تمہاری بھی وہی حالت ہوگی جو شعرانی کی ہوئی ہے خلیفہ کا لشکر طوفان بدتمیزی کی طرح بڑھ رہا ہے اس دوران جاسوسوں نے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر گوش گزار کیا کہ مسلمان ابن جامع اس وقت حوانیت میں مقیم ہے موفق یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور تیاری کا حکم دے دیا اپنے ہونہار بیٹے ابو العباس کے دریا کے راستے جنگی کشتیاں لے کر بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود خشکی کے راستے کوچ کر کے مینعہ پہنچا ابن جامع یہ خبر پا کر دو سو سالاروں کو ایک دستہ فوج کے ساتھ وہاں کی حفاظت پر مامور کر کے بھاگ گیا اور ابو العباس نے پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا چنانچہ شام تک ہنگامہ کارزار گرم رہا

ابن جامع کا سراغ:..... رات کے وقت انھیں دو سو سالاروں کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے ابو العباس کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی ابو العباس نے امن دے کر سلیمان بن جامع کا حال پوچھا تو اس شخص نے جواب دیا کہ ابن جامع اس وقت اپنے شہر منصورہ میں مقیم ہے ابو العباس یہ سن کر اپنے باپ موفق کی خدمت میں واپس آ گیا اور ان واقعات کی اطلاع دی موفق نے اسی وقت منصورہ کی طرف بڑھنے کا حکم صادر کیا اور خود بھی اس کے بعد ہی کوچ کر دیا طہشا (منصورہ) کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر مورچہ قائم کیا اگلے دن جنگ کا میدان اور شہر پناہ کی فصیلوں کو دیکھنے کے لئے روانہ ہوا تو زنگیوں کی فوج سے مقابلہ ہو گیا جو موفق کے آنے کی خبر پا کر کمین گاہ میں چھپی ہوئی تھی کچھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی۔ موفق کے غلاموں کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا۔

جنائی کا قتل:..... ابو العباس نے احمد بن مہدی جنائی کو ایک ایسا تیر مارا کہ جس سے وہ بچ نہ سکا اور گھوڑے سے گر کر فوراً مر گیا اس کے مرنے سے خبیث کو سخت صدمہ ہوا مگر وہ کیا کر سکتا تھا؟ مغرب کا وقت آ گیا تھا تاریکی چاروں طرف پھیلتی جا رہی تھی موفق اپنی لشکر گاہ کی جانب واپس آ گیا اور زنگیوں کا لشکر منصورہ واپس گیا دوسرے دن ہفتہ کا تھا اور ربیع الثانی ۲۶ھ کی ستائیسویں رات تھی موفق نے آخر شب میں اٹھ کر اپنے لشکر کو مرتب کیا اور جنگی کشتیوں کو دریا کے راستے منصورہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا اس دوران صبح نمودار ہو گئی چنانچہ نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کی اور دیر تک اللہ جل شانہ کے حضور دل سے دعا کرتا رہا جوں ہی افق پر سرخی نمایاں ہوئی حملہ کا حکم دے دیا۔

منصورہ پر حملہ اور قبضہ:..... عسا کر شاہی کا ایک شیر غراں کی طرح دھارتا ہوا شہر پناہ کے قریب پہنچ گیا ابو العباس اس دستہ کا سردار تھا زنگیوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا دو پہر تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی دو پہر کے بعد زنگی پسپا ہو کر اپنی خندقوں کی طرف لوٹے تو شاہی فوج نے تعاقب کیا ادھر خندق پر انتہائی تیزی سے لڑائی شروع ہو گئی ادھر جنگی کشتیاں دریا کے راستے شہر کے کنارے پہنچ گئیں شاہی فوج نے خشکی پر اتر کے شہر کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اس دوران ابو العباس کے رکاب کی فوج خندق پر لکڑی کا مختصر سا پل بنا کر عبور کر گئی فوجوں نے گھبرا کر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا مگر شہر میں داخل نہ ہو سکیں کیونکہ ان کا حریف اس سے چند ہی گھنٹہ پہلے شہر کے ایک حصے پر قابض ہو چکا تھا اور لحظہ بلحظہ باقی شہر پر قبضہ کرتا چلا آ رہا تھا دو طرف کے حملہ سے جیسا کہ نقصان ہونا تھا ہوا ہزاروں زنگی قتل یا قید کئے گئے ابن جامع گنتی کے چند ساتھیوں کے ساتھ بھاگ گیا فتح مند گروپ کے ایک دستہ فوج نے دجلہ تک تعاقب کیا مگر اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا اس معرکہ میں زنگیوں کی بڑی تعداد کام آ گئی باقی فوج کا اکثر حصہ گرفتار کر لیا گیا زندہ بچنے والوں کی تعداد نہایت قلیل تھی موفق نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

فتح منصورہ کے بعد:..... شہر کا رقبہ ایک مربع کوس کا تھا اہل کوفہ اور واسط کے دس ہزار عورتوں کو زنگیوں کی غلامی سے نجات حاصل ہوئی مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگا اس کی کوئی حد و انتہا نہ تھی سلیمان بن جامع کی عورتیں اور چند لڑکے بھی گرفتار ہو گئے چند سپہ سالاران زنگیوں کو گرفتار کر کے لانے پر مامور کئے گئے جو جان بچا کر پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپنے گئے تھے شہر پناہ کی فصیلیں منہدم کر دی گئیں خندقیں پاٹ دی گئیں اور پھر سترہ دن تک موفق اپنے ہونہار بیٹے کے ساتھ وہاں ٹھہر کر انتظام کرتا رہا اس کے بعد واسط کی جانب لوٹ آیا۔

مختارہ کے لئے روانگی:..... موفق نے واسط پہنچ کر اپنے لشکر کا جائزہ لیا ان کی تکالیف کو دور کیا اور ضرورتیں پوری کر کے لشکر کو دوبارہ مرتب کیا اور خبیث نے شہر کے ارادے سے جس کا نام اس نے مختارہ رکھا تھا کوچ کر دیا اس کے ساتھ اس کا بیٹا ابوالعباس بھی تھا مختارہ کے قریب پہنچ کر دو میل کے فاصلے پر قیام کیا رات کے وقت جنگ کا میدان اور فصیلوں کی حالت و کیفیت دیکھنے گیا شہر پناہ کی فصیلیں نہایت مستحکم و مضبوط تھیں، چوڑی چوڑی خندقیں چاروں طرف سے اس کو اپنی آغوش حفاظت میں لئے ہوئے تھیں راستہ نہایت دشوار گذار تھا فصیلوں پر جابجا حصار شکنی کے آلات اتنے زیادہ رکھے ہوئے تھے کہ دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو رہی تھیں اس کے علاوہ فوج کی تعداد بھی کچھ کم نہ تھی موفق شہر کی مضبوطی اور استحکام کو دیکھ کر امید و بیم کی حالت میں واپس آ گیا۔

مختارہ پر حملہ:..... صبح ہوتے ہی دریا کے راستے جنگی کشتیوں کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا اور خود فوج مرتب کر کے خشکی کے راستہ سے مختارہ پر حملہ آور ہوا ابوالعباس نے انتہائی تیزی سے کشتیوں کو شہر پناہ کی دیوار سے ملا دیا قریب تھا کہ خشکی پر اتر جاتا اتفاق سے زنگیوں نے دیکھ لیا چنانچہ شور و غل مچاتے ہوئے دور پڑے اور مخمخیتوں سے سنگباری شروع کر دی اوپر سے پتھروں کی بارش برسانے لگے ابوالعباس نہایت استقلال و تحمل سے ان سب مصائب کو برداشت کرتا ہوا خشکی پر اترنے کی کوشش کر رہا تھا مگر کسی طرح کامیاب نہ ہونے پایا موفق نے یہ رنگ دیکھ کر واپس آنے کا اشارہ کیا ابوالعباس کی کشتیوں کے ساتھ دو کشتیاں زنگیوں کی بھی آگئیں جس میں ملایح اور کچھ سپاہی تھے ان لوگوں نے موفق سے امن کی درخواست کی تو موفق نے ان لوگوں کو امن بھی دی خلعت بھی دی اور خاطر و مدارات سے بھی پیش آیا اس حسن سلوک سے امن چاہنے والوں کی آمد شروع ہو گئی۔

بہبود کو شکست:..... خبیث نے یہ حال دیکھ کر فوراً چند آدمیوں کو دریا کے دہانے پر مامور کر دیا تاکہ جنگی کشتیوں کے بیڑے تتر بتر نہ ہونے پائیں اور حریف مقابل کے سایہ عاطفت میں جا کر پناہ گزین نہ ہو سکیں اس کے بعد بہبود امیر البحر کو دریا کے راستے حملہ کی تیاری کا حکم دیا ابوالعباس مقابلہ پر آیا نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہبود کو شکست ہوئی ہزاروں زنگی اور غرق ہو گئے مجبور ہو کر بہبود کو واپس آنا پڑا اس لڑائی کے بعد زنگیوں کی بعض جنگی کشتیوں نے ابوالعباس سے امن کی درخواست کی اس کے علاوہ اکثر خشکی کی فوجیں بھی امن کی خواستگار ہوئیں جن کو ابوالعباس اور موفق نے شیر چشتی اور فیاضی کے ساتھ امن دے دیا اور پورے ایک ماہ بغیر جنگ و قتال وہاں مقیم رہا

مختارہ کا محاصرہ:..... پندرہویں شعبان کو موفق نے بقصد حملہ اپنی فوج کو پھر درنگی اور تیاری کا حکم دیا پچاس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ دریا اور خشکی کے راستے مختارہ کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا زنگیوں کی تعداد اس معرکہ میں تین لاکھ تھی مگر باوجود اس کثرت کے اس خوبی کے ساتھ محاصرہ کیا کہ حریف کے دانت کھٹے ہو گئے اس نے اعلان کر دیا کہ جس کو اپنی جان عزیز ہو وہ ہم سے امن مانگ لے اور جس کو اپنی جان پیاری نہ ہو اپنے مال و اسباب کو لاوارث اپنے بچوں کو یتیم کرنا چاہتا ہو وہ ہماری خارہ شگاف تلواروں اور نوکدار نیزوں کے مقابلہ پر آ جائے یہ رعایت خاص مختارہ کے تمام باشندوں اور لشکریوں کے لئے ہے خواہ وہ سردار ہوں یا سپاہی خبیث کو اس رعایت سے کوئی حصہ نہیں ملے گا، اسی مضامین کے رقعہ بھی لکھ لکھ کر تیروں کے ذریعہ شہر میں پھنکوائے۔

امان کا اعلان:..... اکثر باشندوں اور لشکریوں نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی جن کو موفق نے امان دینے کے ساتھ ہی خلعتیں اور انعامات بھی عطا کئے اس محاصرے میں لڑائی کی نوبت نہیں آئی بغیر جنگ و جدال خبیث کا لشکر ٹوٹ گیا اس کے اکثر ساتھی اس سے علیحدہ ہو کر موفق کے لشکر میں آ گئے اگلے دن مصلحتاً موفق اس مقام سے کوچ کر کے مختارہ کے قریب ایک مقام پر خمیہ زن ہو گیا۔

موفقہ شہر کی بنیاد:..... اس نے وہاں فوجی چھاؤنی اور جنگی کشتیاں بنانے کا حکم دیا شہر آباد کرنے کا بینادی پتھر اپنے ہاتھ سے رکھا اور اس مقام کو موفقہ کے نام سے موسوم کیا تھوڑے دنوں میں لشکریوں سرداروں تاجر پیشوں کے مکانات بن گئے اور جامع مسجد بھی تیار ہو گئی اور دارالامارت کی تعمیر بھی تکمیل کو پہنچ گئی تمام زیر کنٹرول ممالک میں تجارت کے نام گشتی فرمان بھیج دیئے تھوڑے عرصے میں ہر قسم کے سامان اور اسباب کی معتدد کالیں کھل گئیں کھانے پینے اور ہر ضرورت کی چیزیں بکثرت مہیا ہو گئیں ایک مہینہ تک اسی انتظام میں مصروف رہا۔

موفق کے اقدامات:..... جب اس طرف سے اطمینان ہو گیا تو اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو یہ حکم دیا کہ مختارہ کے باہر جتنی زنگی فوجیں پھیلی ہوئی ہیں ان پر حملہ کر دو اور اپنے پرزور حملوں سے ان کو ان کی سرکشی اور تہرہ کا مزہ چکھا دو کہ آئندہ مقابلہ پر نہ آئیں یا تنگ ہو کر امن مانگ لیں۔ اس چھیڑ چھاڑ سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان میں سے اکثر لوگ امن کی درخواست کر کے موفق کے لشکر میں آ گئے باقی جو رہے وہ قتل یا قید کر لئے گئے مختارہ والے بدستور محاصرہ میں رہے مگر موفق ان پر بھی اپنے حسن سلوک اور احسان کا جال پھیلا رہا تھا اس حکمت عملی سے بھی ہزاروں زنگی آئے دن گرویدہ ہو کر موفق کے لشکر میں چلے آ رہے تھے۔

زنگیوں کی شرارتیں:..... انہی دنوں اتفاق سے زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی گرفتار کر لی جو رسد و غلہ لے کر موفقہ آرہی تھی موفق کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اور جنگی کشتیوں کے بیڑے کی تیاری کا حکم دے دیا اور اپنے بیٹے ابوالعباس کو اس کی حفاظت پر مامور فرمایا اس واقعہ کے بعد ہی زنگیوں نے ایک اور یہ حرکت یہ کی کہ ان کے ایک گروپ نے رات کے وقت نکل کر نصیر کی فوج پر حملہ کا ارادہ کیا مگر جاسوسوں نے نصیر کو اس کی اطلاع کر دی نصیر نے ان کے حملہ کرنے سے پہلے ہی راستے میں جا کر ان کو گھیر لیا اور ایک دوپہ سالار گرفتار اور ایک دو قتل کر دیئے باقی سپاہیوں اور سپہ سالاروں نے بھاگ کر مختارہ میں دم لیا اس چھیڑ چھاڑ کے باوجود پناہ گزین اور امن کے خواستگاروں کی تعداد میں کمی نہ ہوئی اخیر ماہ رمضان المبارک کے آخر تک پچاس ہزار زنگیوں نے عباس علم کے نیچے آ کر اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور امن کی درخواست کی۔

خبیت کی خفیہ تیاری:..... ماہ شوال میں خبیت نے موفق کے بغیر کسی جنگ کے طویل قیام سے گھبرا کر پانچ ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ علی بن ابان کو موفق کے لشکر پر حملہ کرنے روانہ کیا اور ہدایت کر دی کہ رات کے وقت بغیر روشنی کے دریا عبور کرنا اور کمال انتہائی تیزی سے چار پانچ کوس کا چکر کاٹ کر صبح کی سفیدہ نمودار ہونے سے پہلے جس وقت موفق کے سپاہی ادائے نماز اور قضائے حاجت وغیرہ میں مصروف ہوں پیچھے سے لشکر پر حملہ کر دینا اور تم جس وقت حملہ کرو گے اسی وقت میں مقابلہ پر آ جاؤں گا مجھے یقین ہے کہ اس حملہ میں ہم کو کامیابی ہوگی، علی نے اس رائے کو استحسان کی نظروں سے دیکھ کر تیاری کر لی اور اسی رائے کے مطابق آدھی رات سے پہلے دریا عبور کر گیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی،

موفق کی تیاری اور کامیابی:..... چنانچہ موفق نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوالعباس کو علی بن ابان کے مقابلہ اور روک تھام کے لئے روانہ کیا ابوالعباس نے جنگی کشتیوں کے ایک بیڑے کو جس میں تقریباً بیس کشتیاں بڑی اور پندرہ چھوٹی تھیں دریا کی حفاظت پر مقرر کر دیا تا کہ علی بن ابان کے ساتھی شکست کی صورت میں دریا عبور نہ کر سکیں اور خود ایک ہزار سواروں کو لے کر اس راستہ پر جا کے چھپ گیا جس طرف سے علی بن ابان آنے والا تھا چنانچہ جیسے ہی علی بن ابان اس راستے سے گزرا ابوالعباس نے حملہ کر دیا زنگی اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر بھاگے ابوالعباس کے سواروں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں نیزہ بازی کے جوہر دکھانے لگے زنگی گھبرا کر دریا کی طرف بھاگے تو بحری فوج نے بھاگنے سے روکا چنانچہ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور فوج کا کچھ حصہ کام آ گیا کچھ دریا میں ڈوب کر مر گئے کچھ قید کر لئے گئے گنتی کے چند لوگ چھپ کر بچ گئے صبح ہوتے ہوتے ہی لڑائی کا خاتمہ ہو گیا تھا۔

زنگیوں کے سر:..... آفتاب کی سرخی آسمان پر نمایاں ہو رہی تھی طلوع آفتاب کے قریب ابوالعباس نے میدان جنگ ہی میں نماز ادا کی اس کے بعد قیدیوں اور مقتولوں کے سر لے کر اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو موفق نے فرط محبت سے گلے لگا لیا اور دعا میں دیں۔ لڑائی کے حالات معلوم کئے دوپہر کے قریب اس نے حکم دیا کہ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو کشتیوں میں لا کر خبیت کی محل سرا کے سامنے دکھانے کی غرض سے لے

جاؤ خبیث اور اس کے ساتھیوں کو اس واقعہ کی اطلاع نہ تھی تمسخر سے کہنے لگے کہ موفق نے یہ رنگ اچھا جمایا ہے ہم لوگوں کو دکھانے اور زنگی بہادورں کو ڈرانے کی غرض سے ان سیاہ بخت زنگیوں کو قیدی بنایا ہے جنہوں نے جو شامت اعمال سے اس سے جا کر امن مانگا ہے اور یہ سر مصنوعی ہیں انسان کے سر نہیں ہیں مگر بہت اچھے بنائے ہیں“ جاسوسوں نے خبیث کی اس گفتگو اور خیال کی موفق کو خبر کر دی چنانچہ موفق نے ان سروں کو منجیقوں میں رکھ کر محصوروں کے پاس پھنکوا دیا ایک ہنگامہ اور شور قیامت برپا ہو گیا جو دیکھتا تھا چلا کر رونے لگتا تھا خبیث بھی ان سروں کو دیکھنے آیا اس سے بھی صبر نہ ہو سکا اور گلا پھاڑ کر رونے لگا۔

زنگی سرداروں کی پناہ:..... اس واقعہ کے بعد ابوالعباس اور زنگیوں کے درمیان متعدد بحری جنگیں ہوئیں اور سب میں ابوالعباس فتح مند ہوتا رہا حتیٰ کہ زنگیوں کی رسد کی آمد بند ہو گئی غلہ جو شہر کے اندر موجود تھا وہ بھی اختتام کو پہنچ گیا مگر محاصرہ کرنے والے فریق کی سختی کی وہی کیفیت تھی بڑے بڑے سورما اور نامی آئے اور امن کی درخواست کی مثلاً محمد بن حرث قمی اور احمد بر بوعی وغیرہ محمد بن حرث بہت نامور سپہ سالار تھا شہر پناہ کی حفاظت اس کی سپرد تھی اور احمد بر بوعی زنگیوں کے نامور جنگ جڑوں میں سے تھا موفق نے ان دونوں کو امن دیا انعام دیئے صلے عطا کئے اور اپنے خاص مصاحبین کے زمرے میں داخل کر لیا۔

زنگی دریائی حملہ:..... خبیث نے دن بدن اپنے ساتھیوں کی ابتری کا احساس کر کے دو سپہ سالاروں (ایک کا نام شبلز ۱ دوسرے کا نام ابوالبذی تھا) کو دس ہزار فوج دے کر شہر کی مغربی جانب سے نکل کر تین طرف سے موفق کے لشکر پر حملہ اور رسد و غلہ کی آمد بند کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق کے کان تک یہ خبر پہنچا دی چنانچہ موفق نے ایک فوج اپنے ایک آزاد کردہ غلام کی ماتحتی (اس کا نام زیرک ۲) میں بھیج دی لہذا جس وقت زنگیوں نے دریا سے خشکی پر اترنے کا ارادہ بادشاہ لشکر نے حملہ کر دیا زنگیوں کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ ہزاروں قتل ہو گئے اور سینکڑوں دریائیں ڈوب کر مر گئے باقیماندہ گرفتار ہو گئے یا کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ گئے چار سو کشتیاں زنگیوں کی گرفتار کر لی گئیں۔

کھلی جنگ کی دعوت:..... زنگیوں کو اس معرکہ میں سخت نقصان اٹھانا پڑا اور رہی سہی قوت جاتی رہی طرہ اس پر یہ تھا کہ پناہ لینے والوں کی تعداد برابر بڑھتی جا رہی تھی جس سے محاصرین کی قوت ترقی پا رہی تھی اور محصورین کی تعداد گھٹنے کے ساتھ مجموعی قوت بھی انحطاط کی جانب رواں تھی خبیث نے دوبارہ ناکہ بندی کا انتظام کیا اور معتبر معتبر اور نامی گرامی سرداروں کو راستہ کی حفاظت پر مامور کیا اور دو سپہ سالاروں کو یہ حکم دیا کہ موفق کے لشکر میں امن حاصل کر کے جاؤ اور اس سے یہ کہہ دو کہ طویل حصار سے کوئی فائدہ نہ ہوگا آؤ کھلے میدان لڑ کر اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ کر لیں۔

ابوالعباس کی فتح:..... موفق نے اس پیغام پر اپنے بیٹے ابوالعباس کو نہر کی مغربی جانب حملہ کرنے روانہ کیا شہر کی یہ سمت علی بن ابان کے سپرد تھی کمال شدت سے ہنگامہ کارزار گرم شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے دو پہر ہوتے ہوتے ابوالعباس کی کامیابی اور علی بن ابان کی شکست کے آثار نمایاں ہو گئے ظہر کے قریب علی بن ابان اپنے مورچہ سے بے ترتیبی کے ساتھ پیچھے ہٹ گیا خبیث نے اس بات کا احساس ہوتے ہی سلیمان ابن جامع کو ایک تازہ دم فوج کے ساتھ علی بن ابان کی کمک پر روانہ کیا جس سے علی بن ابان کے قدم میدان جنگ میں پھر جم گئے اور شام تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی بالآخر ابوالعباس کو فتح نصیب ہوئی اور سیاہ بخت زنگی شہر کی جانب بھاگے۔

فصیل پر کامیابی:..... اس دوران گروپ ان زنگیوں کا آ گیا جنہوں نے امن حاصل کر لی تھی اور اپنی قوم کے مقابلہ میں جنگ کرنے کا وعدہ کیا تھا ابوالعباس اس کامیابی کے بعد واپس آ رہا تھا مگر ان لوگوں کی ترغیب سے نہر اتراک کی طرف بڑھا اس طرف محصور زنگیوں کی تعداد نہایت کم تھی چنانچہ ابوالعباس نے اس کمی سے فائدہ حاصل کرنے کے ارادے سے ان پر حملہ کر دیا اور چند لوگ کمندوں کے ذریعہ سے شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گئے اور محافظین کا کام تمام کر دیا خبیث نے یہ خبر پا کر اپنے سرداروں کو لاکار، زنگی فوجیں خبیث کی آولزن کر دوڑ پڑیں اور ابوالعباس فوج کی قلت کی وجہ پیچھے

① (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲)

② (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۴۲)

ہٹ آیا اتنے میں موفق کی جانب سے امدادی فوج پہنچ گئی جس سے شکست نے فوراً فتح کی صورت اختیار کر لی اور ابوالعباس کو پھر اپنے حریف کے مقابلہ میں فتح مندی حاصل ہو گئی۔

ابوالعباس کی پہلی شکست:..... مگر یہ کامیابی عارضی تھی تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکامی میں بدل گئی سلیمان ابن جامع نے ابوالعباس کی پہلی کامیابی احساس کر کے بڑی فوج لے کر نہر کے اوپر حصہ پر چلا گیا تھا اور ایک میل کا چکر کاٹ کر ابوالعباس کے لشکر پر پیچھے سے حملہ آور ہوا جب کہ وہ اپنے حریف مقابل سے مصروف جنگ تھا ابوالعباس کے لشکر کی فوج جیسے ہی سلیمان کے لشکر سے مدافعت کی جانب مائل ہوئی آگے سے زنگی فوجیں پلٹ پڑیں جو شکست اور ہزیمت کا ناپسندیدہ لباس پہنے ہوئے فرار ہو رہی تھیں اس سے ابوالعباس کو ایک دل شکن شکست اٹھانی پڑ گئی موفق کے آزاد کردہ غلاموں کا ایک گروپ مارا گیا اور چند نامی گرامی سورما بھی کام آگئے ابوالعباس ناکامی کے ساتھ اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا یہ واقعہ اتفاق سے ایسا واقعہ ہوا کہ جس سے زنگیوں کے شکستہ دل پھر مضبوط اور قوی ہو گئے اور ان کو ایک گونہ اپنی کامیابی کا یقین سا ہو گیا۔

موفق کی جنگ کے لئے روانگی:..... موفق کی یہ اتفاقی ناکامی بہت شاق گذری اس نے سرداران لشکر کو جمع کر کے کہا ”انشاء اللہ تعالیٰ اکل نہر اتراک کی جانب سے حملہ کیا جائے گا اور میں سامنے کے فوج پر جس طرح ممکن ہوگا قبضہ کر لوں گا نہر کے عبور کرنے کا پورا سامان رات ہی کے وقت سے مہیا رکھا جائے دوسرے جانب سے میرا ہونہار بیٹا ابوالعباس حملہ کریگا تم لوگ اس اتفاقی ناکامی سے بدل مت ہو اسلام کی عزت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے وہ ضرور ہم کو ہمارے ارادوں میں کامیاب کرے گا“ لشکر کے کمانڈر اس عام حکم کو سن کر اپنے اپنے خیموں میں گئے اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہو گئے صبح ہوتے ہی تیار ہو کر موفق کے خیمہ کے پاس آئے اور سلامی دی موفق نے لشکر کو مرتب کر کے نہی اتراک عبور کر نیکا حکم دیا اور خود بھی ”بسم اللہ مجر بہا و مر سھا“ پڑھتا ہوا لشکر کے ساتھ چل دیا یہ دن بدھ کا تھا اور ماہ ذی الحجہ ۲۶ھ کی چھبیسویں تاریخ تھی

مختارہ کی دفاعی لائن:..... شہر کا یہ حصہ جس طرف موفق کا لشکر سیلاب کی طرح بڑھا جا رہا ہے نہایت مضبوط و مستحکم تھا جا بجا موقع موقع پر مخنقیقین بھی نصب تھیں آلات قتال بھی کثرت سے موجود تھے انکلائی بن خبیت سلیمان ابن جامع اور علی بن ابان سمیت اس حصہ میں موجود تھا غرض بظاہر اس کے کامیابی دشوار معلوم ہو رہی تھی۔

خبیت نے موفق کے لشکر کو اس طرف بڑھتا ہوا دیکھ کر سنگ باری کا حکم دے دیا اور نہایت تیزی سے مخنقیقین چلنے لگیں دھڑا دھڑ پتھر پڑنے لگے تیر اندازوں نے جسم و جان کا فیصلہ کرنے کے لئے کمانیں اٹھالیں پھر ایسی حالت میں نہر کا عبور کرنا اور عبور کر کے بعد شہر پناہ کے دیواروں کے قریب جانا بڑا مشکل تھا نہر کے قریب پہونچ کے موفق کا لشکر اس خوفناک اور دل خراش منظر کو دیکھ کر آگے بڑھنے سے رک گیا۔

فصیل پر قبضہ:..... موفق نے لکار کر کہا ”میرے شیرو! کیا یہ مخنقیقین جن کو سپاہ بخت زنگی چلا رہے ہیں تمہاری مردانگی کی راہ میں رکاوٹ ہو گئی مجھے یقین ہے کہ تمہاری جواں مردی اور بہادری کے مقابلہ میں ان کی کچھ بھی حیثیت نہیں ہے“ یہ آواز نہیں تھی بلکہ ایک برقی قوت تھی جو چشم زدن میں لشکر کے اس سرے سے اس سرے تک پہنچ گئی خلافت کے جاں نثار بغیر سوچے سمجھے تھوڑی دیر میں نہر عبور کر گئے نہ تیروں کی بارش کی پروا اور نہ سنگباری کا ان کو کچھ خوف ہوا شہر پناہ کی دیوار کے نیچے پہنچ کر منہدم کرنے اور سیڑھیاں لگا کر اسپر چڑھنے کی کوشش کرنے لگے زنگیوں نے سنگباری کر کے ان کو روکنا چاہا مگر اس میں کامیاب نہ ہوئے مجاہدین سیڑھیاں لگا کر فصیل پر چڑھ گئے اور لڑ بھڑ کر اس پر قبضہ کر ہی لیا دولت عباسیہ کا جھنڈا نصیب کر دیا گیا مخنقیقین اور آلات حصار شکنی میں آگ لگا دی زنگیوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔

گھمسان کی جنگ:..... دوسری جانب ابوالعباس لڑ رہا تھا اس کے مقابلہ پر علی بن ابان گیا ہوا تھا ابوالعباس نے اس کو پہلے ہی حملہ میں ہزاروں زنگیوں کو تہ تیغ کر کے شکست فاش دے دی علی بن ابان نے بھاگ کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا ابوالعباس کا لشکر کامیابی کے جوش میں دیواروں تک پہنچ گیا اور اس میں ایک سوراخ کر کے طاقت کے زور سے گھس گیا سلیمان بن جامع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا شدت کے ساتھ دیر تک لڑائی ہوتی رہی حتیٰ کہ ابوالعباس کے لشکر کی فوج اپنے مورچہ میں واپس آ گئی مزدوروں نے فوراً اس شگاف کو بند کر دیا۔

دیر اشماعان پر قبضہ:..... دوسری طرف موفق کے لشکر کی فوج نے شہر پناہ کی دیوار میں بہت سے شگاف بنائے خندق پر ایک مختصر سا پل بنالیا جس سے بالکل آسانی سے پورا شاہی لشکر عبور کر گیا زنگیوں میں بھگدڑ مچ گئی شاہی لشکر ان کو قتل و گرفتار کرتا ہوا ایران بن شمعان تک چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے آگ لگا دی اس مقام پر زنگیوں سے بہت بڑی اور دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر وہ شکست کھا کر بھاگے اور میدان خبیث تک پہنچ گئے خبیث خود سوار ہو کر میدان کارزار میں آیا اور اپنے ساتھیوں کا لکار لکار کر لڑانے لگا مگر کسی کے قدم رکتے نہ تھے جو تھوہ بھاگنے ہی پر تیار تھا آخر کار خبیث کے خاص خاص ساتھ بھی بھاگ نکلے اتنے میں رات کی تاریکی نے فتنہ گروہ کو حملہ سے روک دیا چونکہ روشنی کا کوئی انتظام اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے موفق نے واپس کا حکم دے دیا تھا۔

ریحان مغزی کی صلح:..... ابوالعباس کو پناہ گزین زنگیوں کی روانگی کی وجہ سے واپسی میں تاخیر کرنی پڑی چلتے چلتے رات ہو گئی تو زنگیوں کو موقع مل گیا پورش کر کے سب سے پچھلی کشتی پر حملہ آور ہوئے اور اس سے کچھ حد تک کامیابی حاصل کر کے اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے بہبود (زنگیوں کا امیر البحر) مسرور بنی کے مقابلہ پر تھا واپسی کے وقت اس نے بھی مسرور کے ساتھیوں پر حملہ کیا جس سے مسرور کی فوج کی ایک جماعت کام آگئی اور ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا اس لڑائی کے خاتمہ پر زنگیوں کے بعض بھگدڑوں نے امن کی درخواست کی جس کو موفق نے خوشی سے منظور کر لیا ان میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار ریحان بن صالح مغربی تھا موفق نے امان دینے کے بعد اس کو ابوالعباس کے مصاحبین میں شامل کر دیا۔ (یہ واقعہ انتیسویں ماہ ذی الحجہ ۲۶۱ھ کا ہے)

جعفر بن ابراہیم زنگی:..... ماہ محرم ۲۶۸ھ میں زنگیوں کے ایک بہت بڑے با اعتماد اور نامور سپہ سالار جعفر بن ابراہیم جو سجان مشہور تھانے موفق کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور امن کا خواستگار ہوا موفق نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا انعام اور صلے مرحمت کئے اگلے دن خبیث کو دکھانے کی غرض سے ایک چھوٹی سی کشتی پر سوار کرا کے خبیث کی محل سرا کی طرف روانہ کیا خبیث کے کمانڈر کا ایک گروپ محسوس اسے اس افسوس ناک منظر کو دیکھ رہا تھا جس وقت سجان کی کشتی محل سرا کے قریب پہنچی سجان نے ایک دلچسپی اور پر مغز تقریر کی جس میں خبیث اور اس ساتھیوں کے عیوب اور موفق اور اس کے لشکریوں کے حسن اخلاق و عادات کو تفصیل سے بیان کیا اور واپس آ گیا اس سے زنگیوں میں سرگوشیاں ہونے لگیں چھپ چھپ کر بہت سے نامی گرامی رئیس اور سردار موفق کے پاس امن حاصل کر کے آ گئے۔

بعض کی تیاری:..... ماہ ربیع الثانی تک موفق لشکریوں کو آرام دینے کے خیال سے بغیر جنگ و قتال محاصرہ کے ہوئے پڑا رہا۔ پندرھویں ربیع الثانی حملے کے ارادے سے لشکر کو پھر مرتب کیا اور لشکر کے کمانڈروں کو شہر کی ایک ایک سمیت پر مامور کیا ہر ایک کے ساتھ سرنگ لگانے والے دیواروں میں شگاف بنانے والے اور سیڑھی لگا کر فصیل پر چڑھ جانے والے سپاہیوں کا ایک ایک گروپ متعین کیا اور ان کے پیچھے مخالف حملے سے بچانے کی غرض سے مشہور مشہور تیر اندازوں کی فوج کو رکھا کہ جو شخص اس گروپ سے مزاحمت کرے اس کو فوراً نشانہ بنالینا تمام سپہ سالاروں کو یہ ہدایت کر دی کہ زنگیوں کی شکست کے بعد میری اجازت کے بغیر ان کے تعاقب میں ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا اور نہ شگافوں کے راستے میرے حکم کے بغیر شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کرنا الغرض جب موفق نے حملہ کا پورا پورا انتظام کر لیا تو اس وقت سب کو حکم دے دیا۔

موفق کا سیلابی لشکر:..... یہ لشکر نہ تھا بلکہ ایک سیلاب تھا جس کے مقابلہ پر زنگیوں کی کاہ کے برابر بھی وقعت نہ تھی۔ زنگیوں نے روکنے کے ارادے سے تیر بازی شروع کی مگر شاہی تیر اندازوں نے ان کے حوصلے پست کر دیئے چاروں طرف سے تیروں کی بارش برسنے لگی زنگی گھبرا کر چھتوں سے اتر کر مکانوں میں چھپ گئے اور شاہی لشکر نے شہر پناہ کی دیوار میں بہت سے شگاف بنائے زنگیوں کی فوجیں جھرمٹ باندھ کر مقابلہ پر آئیں شاہی لشکر نے ان کو اپنے پر زور حملے سے پیچھے ہٹا دیا اور کامیابی کے جوش میں قتل و غارت کرتا ہوا اس مقام سے بھی آگے بڑھ گیا جہاں تک پہلی جنگ میں پہنچا تھا حریف مقابل نے جو شکست پر شکست کھاتا ہوا بھاگا جاتا رہا مگر حملہ کیا اور مختلف مقامات سے ان زنگیوں نے نکل کر حملہ کیا جو کمین گاہ میں چھپے ہوئے تھے شاہی لشکر نقصان اٹھا کر دجلہ کی جانب لوٹا زنگیوں کے ان لوگوں کو قتل اور قید کرنا شروع کر دیا اس طرح ہتھیاروں کا ایک بڑا ذخیرہ ہاتھ آ گیا۔ موفق اپنے شہر موفقیہ کی طرف واپس ہو گیا اور کمانڈورں کو بغیر اجازت آگے بڑھنے پر ملامت کی جو لوگ اس معرکہ میں کام آ گئے تھے ان کے

اہل و عیال کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور لشکر کی درستی و ترتیب کا حکم صادر فرمایا۔

بنو تمیم کی سرکوبی:..... اس کے بعد موفق تک یہ خبر پہنچی کہ بنو تمیم کے کچھ خانہ بدوش زنگیوں کو رسد و غلہ پہنچاتے ہیں تو وہ کہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اسی وقت ایک لشکر بنو تمیم کی سرکوبی کے لئے بھیج دیا جس نے پہنچنے کے ساتھ ہی قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ اکثر لوگ قتل کئے گئے اور جو قید ہو کر آئے ان کے قتل کا موفق نے حکم دے دیا حدود بصرہ تک رسد و غلہ کی آمد روک دی چنانچہ ادھر رسد کی آمد قطعاً موقوف ہو گئی ادھر موفق حصار میں سختی سے کام لینے لگا اس طرح پناہ گزینوں کی تعداد بڑھ گئی اور زنگیوں کی ایک جماعت بھوک و پیاس کی شدت سے تنگ آ کر کھانے پینے کی اشیاء کی تلاش میں دور دور علاقوں تک پھیل گئی موفق نے ان لوگوں کو سمجھانے اور بلانے پر آدمیوں کو متعین کر دیا اور یہ حکم دیا کہ جو شخص شلہی امن حاصل کرنے سے انکار کرے اس کو بے تامل مار ڈالنا اس حسن تدبیر سے بھی ہزاروں زنگی موفق کے سایہ امن میں آ گئے اور ہزاروں کا کام تمام کر دیا گیا۔

بہبود زنگی کا قتل:..... خبیث اور اس کے ساتھی جب اس بدلے حال تک پہنچ گئے تو موفق اور اس کے بیٹے نے پھر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا روزانہ جنگ اور خونریزی سے زنگیوں کے دماغ کی گرمی ختم کرنے لگے انہی معرکوں میں زنگیوں کا نامور سپہ سالار بہبود بن عبد الوحد مارا گیا جیسا بہبود کا مارا جانا موفق کی اعظم فتوحات کی کامیابی کی ابتداء تھی ویسا ہی زنگیوں کی تباہی کا یہ پیش خیمہ تھی اس کے مارے جانے سے عسا کر اسلامیہ کو بہت بڑی راحت نصیب ہوئی یہ کمبخت ایک جنگی کشتی پر تھوڑی سی فوج لے کر دریا میں گشت کرتا رہتا تھا کشتی پر عباسی جھنڈے کی طرح ایک جھنڈا نصب کیا ہوا تھا اسلامی جنگی کشتیوں کا بیڑہ اس کو یہ سمجھ کر کے کہ یہ بھی ایک اسلامی کشتی ہے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا اور یہ موقع پا کر ان پر اپنا ہاتھ صاف کر دیتا تھا ایک بار اتفاق سے ابوالعباس کے ہاتھ لگ گیا قریب تھا کہ اس کی مکار زندگی کا خاتمہ ہو جاتا مگر خوش قسمتی سے بچ گیا دوبارہ ایک اسلامی کشتی پر حملہ کیا کشتی والے لڑنے لگے جس وقت دونوں کشتیاں ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہوئیں موفق کے غلام نے لپک کر اس کے پیٹ پر ایسا نیزہ مارا کہ لگتے ہی جگر کے پار ہو گیا تڑپ کے دریا میں گرا ساتھیوں نے اٹھا کر کشتی میں رکھا اور فرار ہو گئے اور اس نے خبیث تک پہنچتے پہنچتے دم توڑ دیا موفق نے کشتی والوں اور نیز اس غلام کو انعامات دیئے اور قیمتی خلعتیں عنایت کیں۔

بہبود کے قتل کے بعد:..... بہبود کے مارے جانے کے بعد خبیث کو لالچ لگ گئی اس نے بہبود کے اعزہ و اقارب کو گرفتار کر کیمال و اسباب طلب کیا جب ان لوگوں نے دینے سے انکار کیا تو خبیث نے بعضوں کو ان میں پٹوایا اور بہبود کے بعض مکانات کو دفنانے کی امید پر کھدوایا اس سے خواص اور عوام میں برہمی پیدا ہو گئی اکثر بھاگ کر موفق کے پاس چلے گئے موفق نے بڑے بڑے عہدے اور انعامات عطا فرمائے اور بہبود کے باقی ساتھیوں کو امان دینے کی اعلان کر دیا۔

شہر کے ارد گرد صفائی:..... چونکہ اکثر اوقات مخالف ہوا کی وجہ سے دریا عبور کرنے میں دشواری پیش آتی تھیں اس وجہ سے بہ نظر آسانی مختارہ کی مغربی سمت کی صفائی کا حکم دیا اس سمت میں باغات اور جنگل کی کثرت تھی کام کرنے والوں اور محافظ فوج کی حفاظت کی غرض سے مورچہ قائم کئے اور ان کے ارد گرد گہری خندقیں کھدوائیں مگر راستے سے عدم واقفیت اور پہاڑی دروں کی وجہ سے بجائے کامیابی کے نقصان اٹھانا پڑا زنگیوں کو یہ راستے یاد تھے اس لئے وقت بے وقت دائیں بائیں آگے پیچھے سے اچانک حملہ کر دیتے اور ان سپاہیوں کو نقصان کے ساتھ پسپا ہونا پڑتا تھا ستم تو یہ تھا کہ زنگیوں کے خوف سے ان لوگوں تک امدادی فوج بھی نہیں پہنچ سکتی تھی موفق نے مجبور ہو کر اپنے اس ارادے سے رک کر پھر شہر پناہ کو گرانے کی طرف توجہ کی اور راستہ کو کشادہ کرنے میں جان توڑ کر کوشش کرنے لگا اکثر خود بھی مزدوروں کے ساتھ شہر پناہ کی دیوار مہندم کرنے میں شریک ہو جاتا تھا اور کبھی جوش میں آ کر شمشیر بکف میدان جنگ میں جا پہنچتا۔

فصیل مہندم گھمسان کی جنگ:..... آخر کئی روز کی لڑائی اور شبانہ روز جاناکا محنت کے بعد نہر علمی کی جانب سے شہر پناہ کا بہت بڑا حصہ مہندم ہو گیا زنگیوں نے حملہ کیا تو موفق بذات خود لڑنے لگا چنانچہ ہر سردار اور سپاہی جان فروشی کے لئے تیار ہو گیا۔ عنوان جنگ نہایت خطرناک تھا۔ دونوں طرف کے ہزاروں آدمی مارے گئے زخمیوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ چار روز تک برابر یہ لڑائی صبح سے شام تک بڑے زور و شور سے ہوتی رہی لیکن دونوں

سے ایک کی بھی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہو سکا اور نہ کسی نے ہمت باری۔ شہر کی شمالی جانب دوپل تھے جس پر اس وقت تک محاصرین کا قبضہ نہ ہوا تھا۔ محصورین جنگ کے وقت اکثر انہی پلوں کو عبور کر کے شاہی لشکر پر حملہ کر دیتے اور نقصان پہنچا کر واپس چلے جاتے تھے موفق نے ان پلوں کی حالت سے مطلع ہو کر جب کہ زنگیوں سے گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی ایک دستہ فوج مزدوروں کے ساتھ ان کو توڑنے بھیج دی۔ زنگیوں نے توڑنے میں مزاحمت کی مگر کامیابی نہ ہوئی لہذا شاہی فوج نے دوپہر تک انہیں توڑ ڈالا۔

شاہی فوج شہر میں:..... اس کے بعد موفق کے لشکر کی فوج ایک دوسری جانب سے شہر پناہ کی دیوار کو توڑ کر گھس گئی اور قتل و غارت کرتی ہوئی ابن سمعان کے مکان تک پہنچ گئی جہاں پر خبیث کے خزانے اور دفاتر تھے پھر یہاں سے آگے بڑھ کر جامع مسجد پہنچی اور اس کو ویران کر کے ایک بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد اس کا ممبر موفق کے پاس اٹھالائے زنگیوں نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر جانے پر تیار ہو گئے لیکن اس سے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچا کارزار تیزی اور سختی سے گرم ہو رہا تھا جیسا کہ تھوڑی دیر پہلے تھا۔

خليفة موفق تیر سے زخمی:..... اس دوران اتفاق سے جب کہ جمادی الاول ۲۶۹ھ کے پورا ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں موفق کے سینہ پر ایک تیر آ کر لگا اس نے اسی وقت لڑائی بند کر دی اور اپنے لشکر گاہ موفقیہ میں واپس آ کر زخم کے علاج میں مصروف ہو گیا اگلے دن لشکریوں کی تسلی کی خاطر پھر میدان جنگ کا راستہ لیا اور سارا دن اسی مستعدی سے لڑتا رہا جیسا کہ زخمی ہونے سے پہلے لڑتا تھا اس سے موفق کی تکلیف اور زخم کی شکایت بڑھ گئی لہذا بستر سے لگ گیا مصاحبین نے بغداد کی طرف واپسی کی رائے دی مگر موفق نے اس رائے کی مخالفت کی چند دن کے لئے جنگ موقوف کر کے لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا تین ماہ تک علاج کراتا رہا تا آنکہ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے زخم مندمل ہو گیا چنانچہ بڑے دھوم دھام سے غسل صحت کیا اس کے بعد عسا کر اسلامیہ میں پھر چہل پہل ہونے لگی اور لشکریوں کے دل خوش اور چہرے ہشاش بشاش ہو گئے۔

صحت یابی کے بعد:..... زنگیوں نے اس موقع غنیمت شمار کر کے شہر پناہ کی منہدم دیواروں کو پھر درست کر لیا اور حفاظت کے لئے جا بجا فوجیں متعین کر دیں موفق نے صحتیابی کے بعد ہی پھر حملہ کیا اور شہر پناہ کو توڑنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجیں سیلاب کی طرح شہر پناہ کی دیواروں سے نہر سلمیٰ کے قریب جا کر ٹکرائے لگیں اور جنگ کا بازار گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر اسلامی فوج سے مزاحمت پر کمر بستہ تھا اور اسلامی لشکر جان ہتھیلی پر رکھے کھیل رہا تھا۔

بحری حملہ اور فتح:..... ایک دن جب کہ اس سمت میں نمونہ قیامت جنگ برپا تھی، موفق نے جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیمی نہر ابن خصب کی جانب سے حملہ کرنے کا اشارہ کیا اسلامی امیر البحر نے یہ حکم پاتے ہی جنگی کشتیوں کے بیڑے کو نشیمی نہر ابن خصب کے کنارے پر اتنی تیزی سے پہنچا دیا کہ زنگیوں کو اس کی خبر تک نہ ہو سکی اور وہ پورے زور اور مجموعی قوت سے اس طرف نہر سلمیٰ کے قریب عسا کر اسلامیہ سے لڑتے رہے اور دوپہر تک بحری فوج نے زنگیوں کی ایک محسّر کو جلا دیا اور جو کچھ پایا اس پر قبضہ کر لیا رہنے والوں کو گرفتار اور قید کر لیا غروب آفتاب کے وقت اسلامی فوجیں مظفر و منصور میدان جنگ سے اپنے ٹھکانے پر آ گئیں۔

انکلائی کے محل پر حملہ:..... اگلے دن نماز فجر کے بعد پھر حملہ ہوا اسلامی مقدمۃ الجیش انکلائی بن خبیث کے محل تک قتل و غارت کرتا ہوا پہنچ گیا اس کا محل سرا کے چاروں طرف تھیں پانی جاری کرنے اور عسا کر اسلامیہ کے مقابل متعدد خندقیں کھودنے کا حکم دیا تا کہ اسلامی فوجیں انکلائی کے محل تک نہ پہنچنے پائیں زنگی فوج کا ایک حصہ اس کام میں مصروف ہو گیا اور دوسرا حصہ بدستور مصروف جنگ و قتال رہا موفق نے حریف کی ان حرکتوں سے مطلع ہو کر فوراً اپنے لشکر کی فوج کو چند ٹکڑیوں پر منقسم کر کے ایک کو خندق اور نہر کے پائے پر مقرر کیا دوسری ٹکڑی کو دجلہ کی جانب سے قصر خبیث پر حملے کا اشارہ کیا اور تیسری ٹکڑی اس کو لکار لکار کر لڑا رہا تھا چونکہ زنگیوں نے دجلہ کی جانب حفاظت کا پورا پورا انتظام کر رکھا تھا اس وجہ سے جنگی بیڑے کو کامیابی نہیں ہو رہی تھی پھر جیسے ہی جنگی کشتیاں شہر پناہ کے قریب پہنچیں اوپر سے سنگ باری اور آتشباری ہونے لگتی تھی مجبوراً پیچھے ہٹ آنا پڑتا تھا۔

بحری جنگ کی تیاری:..... ایک پورا دن اسی عنوان سے لڑائی ہوتی رہی موفق نے یہ رنگ دیکھ کر کشتیوں کی چھتوں کو لکڑی کے تختوں سے

پاٹنے اور ان کو فائر پر پروف کیمیکل سے رنگنے کا حکم دیا نفاطین^۱ اور نامی گرامی جنگ جوؤں کے ایک گروپ کو اس پر متعین کر دیا ساری رات جنگ کے اہتمام سے نہیں سویا کمانڈروں کو ہدایت لشکریوں کو ترغیب اور انعامات دینے کے وعدے کرتا رہا اسی رات عشاء کے وقت محمد بن سمعان (خبیت کے سیکریٹری) نے حاضر ہو کر امن کی درخواست کی موفق نے خلعت عنایت کی امن دیا اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

مختارہ میں آگ کا سمندر:..... اگلے دن صبح ہوتے ہی لڑائی چھڑ گئی اور موفق نے زنگیوں کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے ابو العباس کو زنگی سپہ سالاروں کے مکانات جلانے کا حکم دیا جو کہ قصر خبیت کے قریب اور متصل واقع تھے ادھر ان کشتیوں کا بیڑہ جن کی چھتیں ایسی داواؤں سے رنگی ہوئی تھیں جس پر آگ کا اثر نہ پہنچ سکتا تھا قصر خبیت کی جانب دجلہ کی طرف سے بڑھانگہیوں نے آتشباری شروع کی مگر بے سود تھا اسلامی کشتیوں کا بیڑہ نہایت تیزی سے آتشباری کرتا ہوا قصر خبیت کے نیچے پہنچ گیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں بھر بھر کر خالی کرنا شروع کر دیں قصر خبیت کی بیرونی عمارات جلا کر خاک و سیاہ کر دی گئی زنگیوں کا لشکر محسوس میں چھپ گیا عسا کر اسلامیہ نے دجلہ کے کنارے پر جتنے مکانات تھے سب میں آگ لگادی بڑے بڑے عالیشان مکانات جل رہے تھے کوئی بچانے والا نہ تھا قیمتی قیمتی اسباب اور سامان کو آگ نے کچھ ہی دیر میں نیست نابود کر دیا اور جو کچھ اس عام آتش زنی سے باقی رہ گیا اس پر عسا کر اسلامیہ نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اور عورتوں کے ایک گروپ کو ان کے پنجہ غضب سے چھڑا لیا زنگیوں کے نامی گرامی سرداروں کے مکانات اور انکلائے بن خبیت کا محل جل کر خاک ہو گیا اس دوران عشاء کا وقت آ گیا چنانچہ موفق نے عسا کر اسلامیہ کو واپسی کا حکم دے دیا۔

بڑا حملہ:..... اگلے دن صبح ہوتے ہی موفق نے نصیر امیر البحر کو اس پل پر قبضہ کرنے کا حکم دیا کہ جس کو خبیت نے نہر ابی نصیب پر حال ہی میں ان دو پلوں کے علاوہ تعمیر کرایا تھا جو مختارہ کے مشرقی جانب میں تھے اور اسلامی فوج کے کمانڈروں کو تھوڑی تھوڑی فوجوں کے ساتھ مختارہ کے چاروں طرف پھیلا دیا نصیر پہلے ہی حملہ میں اپنی جنگی کشتیوں کے ساتھ پل کے قریب پہنچ گیا اس کے بعد ہی چند اور اسلامی کشتیاں بلا اجازت نصیر کی کشتیوں کے قریب پہنچ گئیں زنگیوں نے پل سے تیرباری شروع کر دی نصیر نے اپنی کشتیوں کے پیچھے ہٹانے کا ارادہ کیا مگر اس پر قادر نہ ہو سکا کیونکہ کشتیوں کی کثرت نے نہر کا دہانہ بند کر رکھا تھا۔

امیر البحر کی شہادت:..... زنگیوں نے اس بات کا احساس کر کے اپنی کشتیوں کو بڑھایا چنانچہ اسلامی کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکرائیں متعدد کشتیاں ٹوٹ گئیں اور گرفتار ہو جانے کے ڈر سے ملاح دریائیں کو دھڑے نصیر بھی انہی ملاحوں کے ساتھ دریائیں کو دھڑا اور ڈوب گیا باقی کشتیاں صحیح سلامت واپس آ گئیں سارے دن بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی۔ سلیمان ابن جامع (زنگیوں کے نامور سپہ سالار) نے اس لڑائی میں انتہائی بہادری مردانگی سے کام لیا وہ جس طرف جاتا تھا صفوف کو الٹ پلٹ دیتا تھا مگر جنگ کے آخری وقت میں شکست کھا کر بھاگ گیا اور سوء اتفاق سے ان جگہوں سے ہو کر گذر جہاں پر آگ کے شعلے روغن نفط کی پچکاریوں کا کام دے رہے تھے بڑی مشکل سے اس نے نجات پائی لڑتے لڑتے شام ہو گئی تھی دونوں حریفوں نے اپنے اپنے لشکر کو واپسی کا حکم دیا موفق بھی صحیح سالم اپنی لشکر گاہ میں واپس آیا۔

خلیفہ کی بیماری اور صحت:..... اسی رات موفق ماہ شعبان ۲۶ھ تک بیماری کا سلسلہ قائم رہا مجبوری میں ہنگامہ کارزار بھی گرم نہ کیا گیا زنگیوں کو موقع مناسب مل گیا اس لئے پلوں کو درست کر لیا علی الخصوص اس پل کو از سر نو تعمیر کرایا جہاں پر نصیر امیر البحر ڈوب گیا تھا اس کے علاوہ پل کے آگے دونوں کناروں پر پتھروں کے بڑے بڑے بند باندھ دیئے تاکہ کشتیوں کی آمد و رفت نہ ہو سکے۔

پل اور بند توڑنے کا حکم:..... موفق نے صحت یابی کے بعد حملے کا حکم صادر فرمایا اور جنگی کشتیوں کے بیڑے کو دو حصوں پر منقسم کر کے ایک کو نہر ابی نصیب کی مشرقی جانب اور دوسرے کو مغربی جانب سے بڑھنے کا اشارہ کیا ان دونوں حصوں کے ساتھ مزدور بڑھنی اور نفاطوں کی ایک ایک جماعت تھی ایک کشتی پر گھاس پھوس اور غیر لاد کر روانہ کیا تھا غرض پل کو جلانے اور دھسوں بند توڑنے کا سامان کثرت سے فراہم کر کے دسویں

۱..... نفاطین: یہ وہ دستہ تھا جو روغن نفط، آگ لگانے کا کیمیکل پچکاریوں میں بھر کر پھینکتا تھا جس سے آگ لگ جاتی تھی۔

شوال ۲۶۹ھ کو عام حملہ کر دیا ہنگامہ کاراز گرم کرنے کے لئے چاروں طرف اپنی فوج کو پھیلا دیا انکلائے بن خبیت ابن ابان اور ابن جامع پل کو بچانے کے لئے بڑھے گمسان کی لڑائی ہونے لگی چنانچہ دونوں طرف کے سینکڑوں آدمی غرق اور ہزاروں قتل ہو گئے۔

شاہی فوج کی کامیابی:..... وقت عشاء تک بڑے زور شور سے لڑائی جاری رہی بالآخر عسا کر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی مزدوروں نے دھسوں کو توڑ کر نہر میں بہا دیا نفاطوں نے روغن نفط کی پچکاریاں خالی کرنی شروع کر دیں بڑھتی نے پہنچ کر پل کے پرزے پرزے کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا اور گھاس پھوس اور نے ڈال کر روغن نفط چھڑک کر آگ لگا دی نہر کا دہانہ صاف اور کشادہ کر دیا گیا۔ کشتیوں کی آمد و رفت سہولت اور آسانی سے ہونے لگی زنگیوں کا ایک بڑا گروپ اس معرکہ میں مارا گیا کچھ لوگوں نے امن کی درخواست کی تو موفق نے ان کو اپنے سایہ امن و عاطفت میں جگہ دے دی۔

زنگیوں کی بدترین حالت:..... خبیت اپنے اور اپنے ساتھیوں کے مکانات جل جانے کے بعد نہر ابی خبیب کی مشرقی جانب آ گیا تجارت پیشہ اور بازاری اس طرف اٹھ آئے ضعف اور مجبوری کے آثار پیدا ہو گئے رسد غلہ وغیرہ کی آمد بالکل بند ہو گئی شہر میں جو ذخیرہ غلہ وغیرہ تھا وہ بھی ختم ہو گیا مہنگائی اور بھوک کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ پہلے تو زنگیوں نے گھوڑوں اور گدھوں کو کھایا اس کے بعد جب یہ کافی نہ ہوئے تو انسانوں نے انسانوں کا کھانا شروع کر دیا مگر خبیت کا دم خم وہی رہا اور موفق مشرقی جانب کو منہدم کرنے میں اسی گرمی سے مصروف رہا جیسا کہ مغربی جانب کو توڑنے میں مشغول رہا تھا اس سمت میں ہمدانی کا مکان تھا یہ نہایت مضبوط و مستحکم بنا ہوا تھا بڑے بڑے دھس اور اونچی اونچی چوڑی دیواریں چاروں طرف حفاظت کی غرض سے بنی ہوئی تھیں جگہ جگہ تحقیقیں نصب تھیں آلات حصار شکنی بھی کثرت سے رکھے ہوئے تھے اسلامی فوجیں اس کے قریب پہنچ کر رک گئیں موفق نے انھیں لاکر انگریز بلندی کی وجہ سے چڑھ نہ سکیں اس کے بعد سیڑھیاں لگائیں پھر بھی کامیابی نہ ہوئی تب کمند ڈال کر خبیت کے جھنڈوں کو کھینچ کر گرا دیا گرنا تھا کہ زنگیوں کا لشکر بھاگ نکلا ان پر نفاطوں نے روغن نفط کی ہزاروں پچکاریاں خالی کر دیں پورا مکان ایک لمحہ میں جل کر خاک و سیاہ ہو گیا۔ اسلامی فوج نے داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور قرب و جوار کے مکانات میں آگ لگا دی۔

”بہار“ نامی بازار:..... خبیت کے خاص خاص مصاحبین امن کے خواستگار ہو گئے موفق نے نہایت خوشی سے ان کو امن دے دیا انعامات دیئے صلے دیئے ان لوگوں نے ایک بہت بڑے بازار کا پتہ بتا دیا جو پہلے پل کے قریب بہار کے نام سے آباد تھا اس بازار میں بڑے بڑے تاجر اور ساہوکار رہتے تھے زنگیوں کو اس سے بہت مدد ملتی۔ موفق نے اس پر حملہ کر دیا اور جلادینے کے ارادے سے نفاطوں کے لئے قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھا زنگیوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا اور موفق کے لشکریوں نے آگ لگا دی سارا دن جنگ اور آتش زنی کا بازار گرم رہا شام کو خبیت اپنی لشکر گاہ واپس آ گیا تجارت اور ساہوکار موقع پا کر بالائی شہر میں چلے گئے اس واقعہ کے بعد خبیت نے مختارہ کے جانب شرقی میں بھی خندقیں کھدوائیں اور دمدموں کا باندھنا شروع کر دیا جیسا کہ شہر مغربی جانب حفاظت کے خیال سے خندقیں کھدوائیں اور دمدمے بندھوائے تھے اس کے اہل و عیال مغربی جانب سے مشرقی جانب آ گئے باقی اور اس کے ساتھی نہر عربی ہی پر مقیم رہے موفق نے ان حالات سے مطلع ہو کر مغربی جانب حملہ کیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی ہوئی اور ہزاروں آدمی دونوں گروہوں کے مارے گئے بالآخر موفق نے مختارہ کی شہر پناہ کو شہر کے غربی حصے تک جلا کر خاک و سیاہ کر دیا۔

خطرناک قلعے کی فتح:..... اس سمت میں خبیت کے نامی گرامی جنگ آوروں کا جمگھٹا تھا جو ایک چھوٹے سے قلعہ میں حفاظت کا بندوبست کئے ہوئے پناہ گزین تھے موقع جنگ پر جس وقت موفق کا لشکر مصروف جنگ رہتا اس وقت یہ لوگ دائیں بائیں سے نکل کر حملہ آور ہوتے تھے اس سے موفق کو سخت نقصان اٹھانا پڑتا تھا موفق نے اس قلعہ کو سر کرنے کے ارادے سے سردار ان لشکر کو جمع کیا اور دریا و خشکی کے راستے ایک عام حملہ کا حکم دیا خبیت نے قلعہ کی حفاظت اور موفق کے حملہ سے بچانے کے لئے مہلبی اور ابن جامع کو مقرر کیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی ناکام ہو کر مجبوراً موفق کے سپاہیوں کے حوالہ کر کے بھاگ گئے اور زنگیوں کا ایک بڑا گروپ مارا گیا قلعہ کے فتح ہونے کے بعد عورتوں اور بچوں کے جم غفیر نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی اور موفق کامیابی کے ساتھ اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا۔

مغربی حصے پر قبضہ:..... جس وقت موفق نے خبیث کی مجلس راکی فسیلوں کو منہدم کرایا اس وقت جنگی ضرورت کے خیال سے راستوں کو وسیع کرنے کا حکم صادر فرمایا سب سے پہلے پل کو ”جونہر ابی نصیب“ پر تھا جلا دیا اس کی غرض یہ تھی کہ زنگی فوجیں ایک دوسرے کو مدد نہ پہنچا سکیں اس پل کو توڑ کر جلاتے وقت بہت بڑا معرکہ ہوا طرفین سے آتشباری ہوئی ہزاروں پچکاریاں روغن نطف کی خالی کی گئیں زنگیوں نے موفق کی ایک کشتی غرق کر دی جس پر پل جلانے کا سامان تھا موفق نے عنوان جنگ بدلتا ہوا دیکھ کر خود سوار ہو کے نہر ابی نصیب کے دہانے کی طرف حملہ کرتا ہوا بڑھا اور لشکریوں کو نہر مشرقی اور مغربی جانب سے حملہ کرنے کا حکم دیا حتیٰ کہ موفق کے لشکری پل تک مغربی جانب سے لڑتے بھڑتے پہنچ گئے یہ سمت انکلائی بن خبیث اور ابن جامع کی ماتحتی میں تھی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد موفق کے لشکریوں نے پل مغربی حصے میں آگ لگا دی اس دوران موفق کے لشکر کا دوسرا شرفی جانب سے پہنچ گیا اور اس نے بھی ہزاروں کا خون بہا کر پل کے اس جانب میں بھی آگ لگا دی زنگی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں وہ ساحل جہاں پر خبیث کی کشتیاں کھڑی ہوتی تھیں اور وہ مکان جہاں پر کشتیوں کی مرمت ہوتی تھی اور قید خانہ جلا دیا گیا تھا خبیث اپنے ساتھیوں سمیت اس سمت سے شہر کی مشرقی جانب چلا گیا اور موفق نے اپنی کامیابی کا جھنڈا مغربی جانب گاڑ دیا غرض خبیث کے اکثر سپہ سالاروں نے امان حاصل کر لی اور جو لوگ بھاگ سکے بھاگ گئے انہی بھگوڑوں میں خبیث کا قاضی بھی تھا۔

دوسرے پل کی خاکستری:..... پل جل جانے کے بعد ادھر موفق نے اس پل کو جلانے کے ارادے سے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو بڑھنے کا حکم دیا مشہور مشہور بہادوروں کی ایک فوج مرتب کی گئی بڑے بڑے سواروں کی خبر داری دی گئی پل توڑنے کے آلات روغن نطف کی پچکاریاں کاریگروں اور مزدوروں کی بہت بڑی جماعت اس فوج کے ساتھ تھی دونوں فوجیں آمنے سامنے آتے ہی بھڑ گئیں مغربی جانب میں ابوالعباس کے مقابلہ پر انکلائے اور ابن جامع تھے اور مشرقی جانب میں اسد (یہ موفق کا آزاد کردہ غلام تھا) کے مقابلہ پر خبیث اور مہلبی لڑ رہے تھے تین پہرے کامل لڑائی ہوتی وہی آخر کار انکلائے اور ابن جامع کو شکست ہو گئی فوج گروہ نے پل پر پہنچ کر آگ لگا دی بات کی بات میں آگ کے شعلے آسمان سے باتیں کرنے لگے جب زنگی دونوں طرف سے پھنس گئے تو مجبوراً انکلائے اور ابن جامع اپنے ساتھیوں سمیت نہر میں کود پڑا ایک گروپ ڈوب کر مر گیا مگر یہ دونوں بڑی مشکل سے بچ نکلے پل کے جلنے کے دوران جو شعلے آس پاس گر رہے تھے انہوں نے ان مکانات باغات اور بازاروں میں آگ لگا دی نہر کے کنارے پر تھے۔

انکلائے کو امان:..... اس کے بعد موفق کا لشکر دونوں جانب پھیل گیا اور خبیث کے اس گھر کو لوٹ لیا جس میں وہ مجلس را کے جلنے کے بعد رہا تھا عورتوں اور بچوں کو قید سے رہا کرایا اور زنگیوں کی ہر قسم کی کشتیوں کو جونہر ابی نصیب میں لنگر ڈالے تھیں دجلہ کی جانب نکالا چنانچہ وہ جیسے ہی نہر سے نکلیں اس نے اپنے لشکریوں کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا انکلائے بن خبیث نے بھی امان حاصل کر لی خبیث کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوا اس کے بعد سلیمان بن موسیٰ شعرانی (یہ زنگیوں کا بہت نامور سپہ سالار تھا) امن کا خواستگار ہوا تھوڑی دیر توقف کر کے اس کو بھی امان دے دی گئی۔

سلیمان اور شبل کو امان:..... سلیمان بن موسیٰ کے آنے کے وقت عجیب واقعہ پیش آیا زنگیوں کو اس کے نکلنے سے اشتعال پیدا ہوا اور وہ جمع ہو کر لڑنے لگے سلیمان کسی طرح سے ان سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی خدمت میں آ کر حاضر ہو گیا موفق نے نہایت احترام سے اس کو ٹھہرایا اور حسن سلوک سے پیش آیا اس کے بعد ہی شبل بن سالم (زنگیوں کا ایک دوسرا نامور کمانڈر) بھی امن حاصل کر کے موفق کے لشکر میں آ گیا خبیث اور اس کے اراکین حکومت کو ان لوگوں کے امن حاصل کرنے سے سخت صدمہ ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا شبل بن سالم کے وہاں آ جانے سے خبیث کو زیادہ نقصان اس لئے بھی ہوا کہ یہ اکثر موفق کے لشکر پر بخون مارتا تھا جس سے مہمانوں کو بے حد نقصان پہنچا کرتا تھا۔

مشرقی حصے پر قبضہ:..... انہی لڑائیوں کے دوران ایک دن موفق نے دربار عام لگایا کمانڈر، اراکین حکومت ارباب شوریٰ اور وہ نامی گرامی سپہ سالار بھی حسب مراتب حاضر ہوئے جو فریق مخالفت سے علیحدہ ہو کر موفق کے سایہ عاطفت میں آ کر پناہ گزین ہو گئے تھے موفق نے حمد و نعمت کے بعد پناہ گزین کمانڈروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میرے عزیز بہادروں تم لوگ جس مصیبت میں گرفتار تھے اس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو ہماری کوششوں کے ذریعہ سے نجات دی ہے اس کے شکریہ یہ ہے کہ مختارہ کی مغربی جانب پر قبضہ کرنے میں جان توڑ کوشش کرو تم لوگ اس کے راستوں اور ہر قسم کے

حالات سے بخوبی آگاہ ہو میں نے جو کچھ تمہارے ساتھ کیا وہ محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر کیا اب تم لوگ بھی اپنے محسن کے احسان کے بدلہ میں خالصتاً اللہ کے لئے اس مہم کو سر کرو میں تمہارا مرہون منت ہونے کے ساتھ تم لوگوں کی خاطر خواہ انعام دوں گا۔

زنگی پناہ گزینوں کی رائے:..... پناہ گزین زنگی کمانڈروں نے ایک زبان ہو کر عرض کیا عالم پناہ! ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے کے لئے تیار ہیں مگر گزارش یہ ہے کہ ہم لوگوں کو کسی ایک مخصوص سمت کی طرف متعین فرمایا جائے تاکہ ہماری جان نثاری اور دشمنان حکومت سے مقابلہ کرنے کی کیفیت آپ ملاحظہ فرمائیں بات معقول تھی اس لئے موفق نے منظور کر لی اسی وقت دجلہ کے سارے گھاٹوں پر کشتی فراہم کرنے کا کشتی فرمان بھیج دیا چنانچہ چاروں طرف سے کشتیوں کی آمد شروع ہو گئی ایک دو دن میں بے شمار کشتیاں ہر قسم کی پہنچ گئیں جن پر دس ہزار ملاح ملازم تھے۔ موفق نے اپنے ہونہار بیٹے ابوالعباس کو مختارہ کی مشرقی جانب سے دریا کے راستے حملہ کرنے کا اشارہ کیا اور یہ ہدایت کردی کہ اگر خبیث کی مجلسر اجلانے پر قادر نہ ہو سکو تو مہلبی کے مکان کے پاس جمع ہو جانا ابوالعباس کے ہمراہ ڈیڑھ سو جنگی کشتیوں کا بیڑہ تھا جو مشرقی جانب کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا ان کشتیوں پر ملاحوں اور مزدوروں کے علاوہ دس ہزار فوج بھی خشکی کے راستے سے دریا کے کنارے کنارے ایک فوج تیراندوزوں کی روانہ کی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ اگر سیاہ بخت زنگی شاہی بیڑے سے مزاحمت کریں تو ان کو بے تامل نشانہ بنالینا، چنانچہ یہ دونوں فوجیں شروع رات ہی میں روانہ کی گئیں صبح ہوتے ہی کہ ذیقعدہ ۲۶۹ھ کی آٹھویں تاریخ تھی خور بھی کو لے حملہ کے ارادے سے بڑھانگیوں نے تیر کامیہ نہ برسانا شروع کیا چنانچہ شاہی تیرانداز بھی جواب ترکی بہ ترکی دینے لگے دوسری طرف سے موفق نے حملہ کر دیا ابوالعباس نہایت تیزی سے بڑھ رہا تھا اور زنگی اس سے مزاحمت کی کوشش کر رہے تھے بالآخر زنگیوں کی شکست ہو گئی اور ایک بڑا گروہ مارا گیا اور کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جنکو جنگ کے بعد قتل کر دیا گیا۔

خبیث کے گھر پر حملہ:..... موفق نے خبیث کے مکان پر حملہ کیا تو خبیث نے اپنے ساتھیوں کو لاکار اور وہ چاروں طرف سے جھرمٹ باندھ کر ٹوٹ پڑے مگر فوراً منہ کی کھا کر بھاگ گئے جس کو فریق مخالف کے تصرف سے بچانے کے لئے آئے مجبوری میں اپنے اس حریف کے حوالہ کر گئے فتح مند گروپ نے فرش، اسباب، سامان آرائش غرض جو کچھ بھی پایا لوٹ لیا بیس عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے خبیث بھاگ کر مہلبی کے گھر میں چھپ گیا شاہی لشکر نے اس کا تعاقب کیا جب خبیث نے وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو نکل بھاگا اور مہلبی کا مکان بھی لوٹ لیا گیا اس دوران شام ہو گئی اور لشکری مال غنیمت فراہم کر کے کشتیوں پر لادنے میں مصروف ہو گئے زنگیوں کو لالچ آگئی تو جمع ہو کر پھر مقابلہ پر آ گئے اور شکست کھا کر واپس چلے گئے موفق اپنے لشکر سمیت کامیابی کے ساتھ موفقیہ واپس آ گیا۔

لولوۃ ابن طولون کی آمد:..... اس واقعہ کے بعد لولوۃ بن طولون کے غلام کا خط آیا جس میں حاضری کی اجازت طلب کی تھی موفق نے مصلحتاً لولوۃ کے آنے تک لڑائی بند کر دی۔ تین محرم ۵۷۰ھ کو لولوۃ ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ موفقیہ پہنچا موفق نے حسب مراتب اس کے لشکریوں کو انعامات اور صلے مرحمت فرمائے اور زنگیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔

لولوۃ کا زنگیوں پر حملہ:..... چونکہ خبیث نے نہر ابی نصیب پر قبضہ کے زمانے میں پلوں کو تڑوا کر ایک نیا بند دریا کے دہانے پر دونوں طرف سے ایسا بندھوایا تھا جس سے پانی کی روانی میں کمی آگئی تھی اور کشتیوں کی آمد و رفت بند ہو گئی تھی اور آگے اتفاق سے کوئی کشتی وہاں تک پہنچ بھی جاتی تو اس کی واپسی دشوار تھی موفق کی آئندہ کامیابی اس بند کو توڑنے پر موقوف تھی ایک مدت سے موفق اسکو توڑنے کی کوشش کر رہا تھا اور خبیث اس کے دفاع کے لئے سرگرم تھا لولوۃ کے آنے کے بعد موفق نے اس مہم پو لولوۃ کو متعین کر دیا چنانچہ لولوۃ نے نہایت بہادری سے حملہ کیا اور ایک ہفتہ تک روزانہ لڑائی ہوتی رہی اور سینکڑوں مکانات جو کنارے پر بنے ہوئے تھے جلا دیئے گئے ہزاروں آدمی خاک و خون میں ملا دیئے گئے۔

ابوالعباس کا حملہ:..... مغربی جانب میں تھوڑی سی زمین باقی رہ گئی تھی جس پر ابھی تک موفق کا قبضہ نہیں ہوا تھا وہاں چند مکانات اور باغ تھے جس کی حفاظت پر زنگیوں کا ایک گروپ مقرر تھا ابوالعباس نے اس سمت پر حملہ کر دیا مخالفین میں سے سوائے گنتی کے چند لوگوں کے کوئی زندہ نہ بچ سکا اس کے بعد لولوۃ نے اس بند پر بھی قبضہ کر لیا اور اس کو کھدوا دیا اس پر خبیث طیش میں آ کر خود مقابلہ کے لیے آیا اور ابوالعباس موقع پا کر مہلبی

کے مکان کی طرف بڑھا پناہ گزینوں کی فوج شبل بن سالم کے دستے میں تھی شبل بن سالم نے ان میں سے ایک ٹکڑے کو علیحدہ کر کے ایک گوشے میں چھپا کر یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم لوگ کرنا کی آواز سنو یا جب میں اپنے کالے جھنڈے کو جو کرمانی کے مکان پر لگا ہوا ہے ہلاؤں تو اس وقت تم بلا تامل حملہ کر دینا۔

شہر پر قبضہ..... زنگیوں کو اس کی بالکل خبر نہ تھی وہ ابو العباس کے مقابلہ پر بے جگری سے لڑ رہے تھے خشکی اور دریا میں ہنگامہ کارزار گرم تھا اچانک شبل بن سالم نے زنگیوں کے پیچھے پہنچ کر کالے جھنڈے کو حرکت دی یہ سارا دیکھتے ہی دیکھتے میدان جنگ پناہ گزینوں سے بھر گیا جنگ کا بازار پہلے سے زیادہ گرم ہو گیا زنگیوں کا لشکر بے قابو ہو کر بھاگ نکلا ہزاروں افراد مارے گئے اور بے شمار لوگ ڈوب کر مر گئے یہ واقعہ ستائیسویں محرم ۷۰۷ھ بروز پیر کا ہے چنانچہ موفق نے شہر پر قبضہ کر لیا اور قیدیوں کو رہائی نصیب ہوئی خلیل اور ابن ابان اپنے بچوں اور بھتیجیوں سمیت گرفتار کر لیا گیا خبیث اپنے بیٹے انکلائے، ابن جامع اور دیگر سپہ سالاروں سمیت نہر سفیانی کی طرف بھاگ گیا اس نے بوقت فرار کے اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا موفق نے دریا کے راستے تعاقب کیا اور لولوء نے خشکی کے راستے کیا نہر کے کنارے خبیث سے سامنا ہو گیا مگر خبیث نہایت تیزی سے نہر عبور کر گیا لولوء نے اپنے ساتھیوں کے دو چار گھوڑوں کو مار کر نہر کے دہانے میں ڈال دیا اور ان پر سے اپنے ہمراہیوں سمیت نہر عبور کر کے خبیث پر حملہ کیا خبیث دو چار ہاتھ لڑ کہ پھر بھاگا لولوء نے پھر تعاقب کیا خبیث انتہائی تیزی سے نہر سامان کو عبور کر کے ایک پہاڑی پر چڑھ گیا جو اس کے قریب تھی چونکہ شام کا وقت ہو گیا تھا اور راستہ معلوم نہ تھا اس لئے لولوء اپنے ساتھیوں سمیت واپس آ گیا موفق نے لولوء اور اس کے لشکریوں کو انعام اور صلے مرحمت کئے اور اپنے ساتھیوں کو لولوء کی امداد نہ کرنے پر نصیحت و ملامت کی ان لوگوں نے معذرت کی کہ ہم لولوء کی امداد میں اس خیال سے کوتاہی کی کہ وہ واپس آ رہا ہے۔ اس مرتبہ ہمارا قصور معاف کیا جائے آئندہ ایسی غلط فہمی نہ ہونے پائے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خبیث کے تعاقب کی تیاری..... اس واقعہ کے دوسرے دن موفق نے اپنے کمانڈروں کو جمع کر کے خبیث کے تعاقب کی ترغیب دی سب نے ایک زبان ہو کر عرض کیا ہم لوگ دولت عباسیہ کے لئے اپنا خون بہانے سے دریغ نہیں کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس حملہ میں ہم اس کو بغیر گرفتار کئے زندہ واپس نہیں آئیں گے مناسب یہ ہے کہ ہم لوگوں کے دریا عبور کر جانے کے بعد کشتیاں ہٹا دی جائیں تاکہ حریف مقابل کے مقابلہ سے جی چرا کر ہملوگ اس طرف آنے کا ارادہ نہ کریں موفق نے زنگیوں کا اس مستعدی اور آمادگی پر شکریہ ادا کیا چنانچہ مجلس برخاست ہو گئی کمانڈر اپنے اپنے خیموں میں واپس آ گئے اس کے بعد موفق فوج کی آراستگی اور حملہ کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔

تعاقب میں روانگی..... تیسری صفر ۷۰۷ھ کو دن جمعہ کا تھا حملہ کے ارادے سے لشکر کی روانگی کا حکم دے دیا اور عبور کرنے کے بعد کشتیوں کو ہٹا دیا اسلامی فوجیں نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے خبیث کے سر جا پہنچیں اور گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی خبیث کا میمنہ اسلامی فوج کے میسرہ سے شکست کھا کر بھاگا خبیث نے ان کو منہا لئے اور روکنے کے لئے چند دستہ فوج کو اپنے میسرہ سے روانہ کر دیا موفق نے اس بات کے احساس کر کے خبیث کے میسرہ پر یلغار کر دیا خبیث نے قلب لشکر کو اس کی کمک پر روانہ کیا مگر اس کمک کے پہنچنے سے پہلے ہی میسرہ میں بھگدڑ شروع ہو گئی تھی انہی کے ساتھ یہ امدادی فوج بھی بھاگ کھڑی ہوئی اور چاروں طرف سے قتل اور پکڑ دھکڑ کا ہنگامہ برپا ہو گیا۔

اہم زنگیوں کا فرار..... خبیث کے ساتھ گنتی کے چند آدمی میدان کارزار میں اڑے رہے ان میں صلبی بھی تھا خبیث کا بیٹا انکلائے اور ابن جامع جیسا نامور سپہ سالار میدان جنگ سے بھاگ نکلے عسا کر اسلامیہ کے ایک گروپ نے ابو العباس کے حکم سے ان کے تعاقب کیا اسی دوران ابراہیم بن جعفر ہمدانی کو (زنگیوں کے بہت بڑا نامور سپہ سالار) گرفتار کر لیا گیا ابو العباس نے اس کی مشکلیں کسوا کر ایک کشتی میں قید کر دیا۔

خبیث کا قتل..... اس کے بعد باقی زنگیوں نے جمع ہو کر خبیث کی ترغیب سے اسلامی فوج پر پھر حملہ کیا یہ حملہ نہایت پر جوش اور حد سے زیادہ خطرناک تھا عسا کر اسلامیہ کو اس حملے میں پیچھے ہٹنا پڑا لیکن پھر سنبھل کر ایسا پر زور حملہ کیا کہ زنگیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ ابتری کے ساتھ گرتے پڑتے بھاگ کھڑے ہوئے موفق نے خبیث کا تعاقب کیا اور نہر خبیث کے آخر تک بڑھتا چلا گیا واپسی کے وقت جب کہ خبیث کے ملنے سے ناامید

ہو کر آہستہ آہستہ چلا آ رہا تھا تو لولوء کے ساتھیوں میں سے کسی ایک کا غلام مل گیا جس کے ہاتھ میں خبیث کا سر تھا موفق نے اسی وقت سجدہ شکر ادا کیا اور کامیابی کے ساتھ اپنے ٹھکانے پر واپس آ گیا۔

انکلائے اور مہلہی گرفتار:..... انکلائے اور مہلہی دیناری کے طرف بھاگ گئے تھے موفق نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج کو ان دونوں سیاہ بختوں کی گرفتاری پر متعین کر دیا چنانچہ انکلائے اور مہلہی پانچ ہزار زنگیوں سمیت گرفتار ہو گئے مہلہی اور انکلائی کی مشکلیں باندھ دی گئیں درمونہ زنگی اس واقعہ سے پہلے خبیث کے اشارے پر دشوار گزار پہاڑیوں اور جنگل میں چلا گیا تھا چنانچہ دن دھاڑے لوٹ لینا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا تجارت پیشہ اور مسافروں کو اس سے سخت تکلیف ہوتی تھی لیکن اس کو جب خبیث کے مارے جانکی خبر ملی تو بدحواسی سی چھا گئی اور کچھ بن نہ پڑا اس لئے موفق کی خدمت میں امن کی درخواست کر دی موفق نے نہایت فراخ دلی سے امان دیدی۔ ورمونہ نے امن حاصل کر نیکی بعد چھینا ہوا مال و اسباب ان کے مالکوں کے پاس بھیج دیا اور نہایت نیک طینتی سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا۔

مہم کا خاتمہ:..... موفق نے اس مہم کو سر کر کے بلاد اسلامیہ میں زنگیوں کی واپسی اور امن دینے کا گشتی فرمان روانہ کیا اور چند دنوں تک امن و امان قائم کرنے اور انتظام کے خیال سے موفقہ میں مقیم رہا بصرہ، ایلہ اور کوردجلہ کی حکومت محمد بن حماد کو عنایت کی اور اپنے بیٹے ابو العباس کو بغداد کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ ابو العباس نصف جمادی الثانی ۲۵۵ھ کو بغداد میں داخل ہوا اہل بغداد نے بڑی خوشی منائی اور سارے شہر میں چراغاں کیا گیا۔ زنگیوں کے سردار نے رمضان ۲۵۵ھ میں بغاوت کی تھی اور اپنی حکومت کے چودہ برس چار مہینے بعد صفر ۲۵۷ھ کے اوائل میں مارا گیا۔

اسحاق بن کنداج:..... جس وقت احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کا گورنر بنایا گیا اور اسے اپنی طرف سے موسیٰ بن اتامش کو دیار ربیعہ پر متعین کیا اسحاق بن کنداج ۱ کو سخت برہمی پیدا ہوئی اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر ایک ایک الگ گروپ قائم کر لیا اور موقع پا کر اکراد یعقوبیہ پر حملہ کر دیا ان کے مال و اسباب لوٹ کر ابن مساور خارجی سے جا بھڑا اور اس کو تہ تیغ کر کے موصل کی جانب آ گیا اہل موصل نے خوف کھا کر کچھ نقد اور مال پر ملی کر لی ان دنوں موصل کی حکومت پر علی ابن داؤد تھا ابھی اس کی وصولی کی نوبت نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد کو اس کی خبر مل گئی اور وہ ابن کنداج سے مزاحمت پر تیار ہو گیا احمد بن حمدون تغلبی اور اسحاق بن عمر بن ابوب بن خطاب تغلبی عدوی بھی اس سے آ ملا پندرہ ہزار کا لشکر ہو گیا ابن کنداج تین ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو ابن کنداج نے جوڑ توڑ لگا کر علی بن داؤد کے ساتھیوں سے ساز باز کر لی جس سے ابن کنداج کامیاب ہو گیا حمدون اور علی بن داؤد نیشاپور کی جانب بھاگ گئے اسحاق بن عمر نے نصیبین میں جا کر دم لیا۔

اسحاق بن عمر:..... چونکہ ابن کنداج اس کے تعاقب میں تھا اس لئے نصیبین سے نکل کر آمد پھنچ گیا وہاں عیسیٰ ابن شیخ شیبانی (آمد کا گورنر) بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا عزت و احترام سے ٹھہرایا اور دو چار دن کے بعد جب اس کے ہوش و حواس درست ہوئے تو امداد کی درخواست کی چنانچہ آمد کے گورنر اور ابو العزیز موسیٰ بن زرارہ اردن کا گورنر اعانت پر آمادہ اور تیار ہو گیا اس دوران دربار خلافت سے اسحاق بن کنداج کے نام موصل کی سند گورنری پہنچ گئی ابن کنداج نے موصل کا رخ کیا تو عیسیٰ بن شیخ اور موسیٰ بن زرارہ نے ایک لاکھ دینار نذر کئے اور یہ درخواست کی کہ اسحاق بن عمر وغیرہ کو ان کی حکومتوں پر بحال رہنے دیجئے مگر ابن کنداج نے اس کو منظور نہ کیا تب یہ سب اس سے جنگ کرنے پر تل گئے ابن کنداج نے یہ خبر پا کر مصلحتاً اس درخواست کو منظور کر لیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی مگر یہ مصالحت عارضی تھی چنانچہ پھر ۲۵۷ھ میں ان لوگوں نے ابن کنداج سے جنگ لڑی اسحاق بن ابوب عیسیٰ بن شیخ اور ابو العزیز بن حمدان بن حمدون وغیرہ نے ربیعہ، تغلب، بکر اور یمنی قبائل کی بہت بڑی جماعت ملا کر بڑے زور و شور سے مقابلہ کیا مگر ابن کنداج نے ان کو دوبارہ شکست دے دی اور تعاقب کرتا ہوا نصیبین اور نصیبین سے آمد تک چلا گیا۔ آمد میں ابن شیخ اور ابن کنداج کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

موصل میں خوارج کی لڑائیاں:..... مساور خارجی ۲۶۳ھ مقام بوارج ۲ میں خلیفہ کی فوجوں سے جنگ کے دوران مر گیا تھا اس کے

①..... ابن اثیر کی تاریخ کامل جلد ۴ صفحہ ۵۳۸ پر کنداج کے بجائے کندجین تحریر ہے۔

②..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۲۸ پر، بوارج، کے بجائے، بوارج، تحریر ہے۔

ساتھیوں نے محمد بن خرزاد کو جو کہ ان دنوں شہر زور میں تھا مساور کی جگہ اپنا امیر بنانا چاہا مگر اس نے منظور نہ کیا تب ان لوگوں نے ایوب بن حیان جو ”غلام“ مشہور تھا کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس پر محمد بن خرزاد نے ان لوگوں کے پاس کہلویا کہ تم لوگوں نے جلد بازی کی ہے بہتر ہے کہ ایوب بن حیان کی بیعت توڑ کر اس سے منحرف ہو جاؤ کیونکہ مساور نے مجھ سے کچھ وعدے کر رکھے ہیں ان لوگوں نے جواب دیا کہ ”اب یہ ناممکن ہے ہم لوگوں نے جس کی بیعت کر لی ہے اسی کے ساتھ رہیں گے اس سے بد عہدی ہرگز نہیں کریں گے محمد بن خرزاد اس جواب کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ آیا مساور کے ساتھی بھی ایوب بن حیان کے ماتحت مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں آگئے لڑائی ہوئی تو جنگ کے دوران ایوب بن حیان مارا گیا تب ان لوگوں کے ہارون بن عبد اللہ بجلی کے ہاتھ پر بیعت کر لی لوگوں کا رجوع بہت زیادہ ہوا اور تھوڑے ہی دنوں میں اس کے متبعین کی تعداد بڑھ گئی محمد بن خرزاد اس وقت اس سے جنگ کرنا مناسب تصور کر کے شہر زور واپس آ گیا اور ہارون نے موصل کے علاقوں پر قبضہ کر لیا کچھ عرصے بعد محمد بن خرزاد نے پھر یلغار کی یہ شخص بہت بڑا عابد اور زاہد تھا زمین پر بیٹھتا تھا موٹے کپڑے اون کے پہنتا اور جنگ کے وقت گائے پر سوار ہوتا تاکہ بھاگنے کا وہم و خیال بھی پیدا نہ ہونے پائے۔ الغرض رفتہ رفتہ واسط پہنچا موصل کے امراء یہ خبر سن کر موصل سے باہر آ گئے محمد بن خرزاد بھی ان کی طرف بڑھا اور جب مقابلہ کی نوبت آئی تو ایک خونریز جنگ کے بعد ہارون شکست کھا کر بھاگا اس کے تقریباً دو سو ساتھی مارے گئے۔ ہارون نے بنو تغلب سے امداد مانگی تو بنو تغلب امداد پر آمادہ ہو گئے اس دوران حمدان بن حمدون بھی آ گیا ترتیب لشکر اور فراہمی اسلحہ کے خیال سے موصل کی جانب سب واپس ہو گئے محمد بن خرزاد فتیابی کی خوشیاں منانے لگا اور لشکر اور لشکریوں کے حال سے بے خبر ہو گیا ہارون نے موقع پر کر محمد بن خرزاد کے ساتھیوں کو اپنے ساتھ ملا لیا محمد بن خرزاد کے ساتھ اکراہ کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی ہارون نے لشکر مرتب کر کے حملہ کر دیا محمد بن خرزاد اس معرکہ میں مارا گیا۔ اس کے بعد ہارون نے اکراہ جلالیہ پر یلغار کر دی متبعین کی جماعت بہت بڑھ گئی اور پھر موصل کے قرب و جوار پر ہاتھ بڑھایا دجلہ پر مال کی آمدورفت پر چنگی مقرر کر دی زکوٰۃ اور صدقات وصول کرنے پر عمال مقرر کر دیئے۔

ہارون اور بنو شیبان:..... ان واقعات کے بعد ۲۷۱ھ میں ہارون سے بنو شیبان جنگ کرنے آئے ہارون نے حمدان بن حمدون سے مدد طلب کی چنانچہ حمدان بذات خود ہارون کی کمک پر آیا اور نہر خازن پر بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر ہارون کا گنتی کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اس کی شکست سے خود ہارون بھی شکست کھا کر بھاگ گیا اور حدیثہ میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کے ساتھ قیام کر دیا۔

رافع بن ہرثمہ کے حالات:..... جس وقت ۲۷۸ھ میں نجستانی مارا گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس وقت اس کے ساتھیوں نے جمع ہو کر رافع بن ہرثمہ کے ہاتھ بیعت کر لی جو کہ محمد بن طاہر کا ایک کمانڈر تھا اور پھر جب یعقوب سفار نے نیشاپور پر قبضہ کر کے بنو طاہر کو حکومت کی کرسی سے اتارا تو چونکہ رافع بن ہرثمہ ایک چلتا پرزہ تھا اس لئے یعقوب سفار سے مراسم پیدا کر کے اس کا مصاحب بن گیا کچھ عرصے بعد یعقوب بختان کی طرف لوٹا تو رافع بھی اس کے ساتھ بختان آ گیا مگر یہاں پہنچ کر اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر اپنی قیام گاہ تائین میں جو کہ باذغیس کے مضافات میں تھی قیام پذیر ہو گیا حتیٰ کہ نجستانی نے رافع کو بلوا کر اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا پھر جب نجستانی مارا گیا تو مقام ہرات میں لشکریوں نے متفق ہو کر اس کو اپنا امیر بنالیا رافع نے حکومت کی کرسی پر بیٹھتے ہی نیشاپور پر چڑھائی کر دی ابو طلحہ بن سرب ان دنوں جرجان سے نیشاپور آ گیا تھا چنانچہ رافع نے پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا رسد اور غلہ کی آمد قطعاً بند کر دی لہذا ابو طلحہ نے مجبور ہو کر نیشاپور کو چھوڑ کر مرو کا راستہ اختیار کیا اور رافع نے نیشاپور میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا (یہ واقعہ ۲۷۹ھ کا ہے)۔

مرو میں اتار چڑھاؤ:..... ابو طلحہ نے مرو میں پہنچ کر محمد بن مہندی کو ہرات کی حکومت پر متعین کیا چنانچہ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کا نام خطبہ میں پڑھایا گیا اس کے بعد عمرو بن لیث سفار نے یہ خبر سن کر فوج کشی کر دی اس معرکہ میں محمد بن مہندی کو شکست ہو گئی اور جتنے ممالک اس کے قبضہ میں تھے ان سب پر عمرو بن لیث کا قبضہ ہو گیا محمد بن سہل بن ہاشم کو اس کی طرف سے مرو کا گورنر مقرر کیا گیا ابو طلحہ اس خوف سے کہ یہ ساری بلا میرے سر نہ آ جائے مرو سے نکل کر بیکند چلا گیا اور اسماعیل ابن احمد سامانی سے مدد مانگی اسماعیل نے ایک لشکر جرار سے ابو طلحہ کی مدد کی چنانچہ ابو طلحہ نے مرو پہنچ کر محمد بن سہل (عمرو بن لیث کے عامل) کو نکال دیا اور دوبارہ محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھایا واقعہ ماہ شعبان ۲۷۹ھ کا ہے۔

رافع کی ہرات روانگی:..... اسی ۲۱ھ میں موفق نے خراسان کے صوبوں کا گورنر محمد بن طاہر کو بنا دیا یہ اس وقت بغداد ہی میں تھا سند گورنر ملنے کے بعد خراسان روانہ ہوا بلحاظ ضرورت خراسان میں اپنی طرف رافع بن ہرثمہ کو بطور نائب مقرر کیا اور ماوراء النہر کی حکومت پر نصر بن احمد کو بحال وقائم رکھا دربار خلافت سے اس انتظام پر ناراضگی اور عمرو بن لیث کی معزولی کا فرمان صادر ہو گیا چنانچہ رافع خراسان سے ہرات کی جانب روانہ ہو گیا ان دنوں ہرات میں محمد بن مہدی (ابوطحہ کا نائب) حکومت کر رہا تھا یوسف بن معبد نامی ایک شخص نے حملہ کر کے محمد بن مہدی کو مار ڈالا تھا اس وجہ سے ہرات میں ایک ہنگامہ برپا ہو رہا تھا۔ یوسف یہ خبر سن کر کہ رافع آ گیا ہے رافع کے پاس آ گیا اور امن کی درخواست کی رافع نے اس کو امن دے کر غلطی معاف کی اور اپنی جانب سے ہرات پر مہدی بن محسن کو مقرر کیا۔

ابوطحہ پر چڑھائی:..... اس کے بعد رافع کو ابوطحہ کی فکر دامنگیر ہوئی مگر فوج کی کمی کی وجہ سے ہاتھ پاؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا اسماعیل بن احمد کو لکھ بھیجا کہ ابوطحہ کے مقابلے کے لئے میری مدد کر چنانچہ اسماعیل نے چار ہزار سواروں کی کمک بھیجی اور خود بھی مسلح ہو کر اس مدادی فوج کے ساتھ آیا اس پر بھی فوج کافی مہیا نہ ہوئی تو علی بن حسین مروزی کو اس کے دستے کی فوج سمیت بلوایا اور ایک عظیم الشان لشکر تیار کر کے ۲۲ھ میں ابوطحہ پر حملہ کر دیا یہ ان دنوں مرو میں تھا ایک خونریز جنگ کے بعد ابوطحہ شکست کھا کر بھاگا ہرات پہنچا ہرات کا عامل مہدی بن محسن اپنے محسن رافع سے باغی ہو کر ابوطحہ سے مل گیا دونوں متفق ہو گئے لشکر فراہم کیا اور تیاری کے بعد رافع سے جنگ کرنے روانہ ہوئے مگر رافع کی تجربہ کاری اور مردانگی نے دونوں کو پھر نیچا دکھایا ابوطحہ تو عمرو بن لیث کے پاس بھاگ گیا مگر مہدی بن محسن ۲۲ھ میں گرفتار ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد رافع نے مہدی کو رہا کر دیا اور اسی سن میں ہرات سے خوارزم چلا آیا اور اہل خوارزم سے خراج وصول کر کے نیشاپور کی طرف چلا گیا۔

ابن طولون اور موفق:..... چونکہ چند وجوہات کی بناء پر موفق کو ابن طولون سے نفرت اور شکر ررنجی پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے موفق نے ابن طولون کی معزولی کے خیال و ارادے سے موسیٰ بن بغا کو ایک عظیم الشان لشکر کا کمانڈر بنا کر ۲۶۲ھ میں ابن طولون کی طرف روانہ کیا تھا دس مہینے تک یہ لشکر رقبہ میں ٹھہرا بالآخر لشکر کے آپس کے اختلافات و مخالفت کی وجہ سے موسیٰ بن بغا کا کام ہو کر واپس آ گیا۔

موفق اور معتمد:..... خلیفہ معتمد نام کا خلیفہ تھا گورنروں کا رد و بدل، ملک کا نظم و نسق، لشکر کے سرداروں کی تقرری اور تنزیلی حکومت و سلطنت کی باگ ڈور موفق (خلیفہ معتمد کے بھائی) کے قبضہ میں تھی وجہ یہ تھی کہ موفق میں کفایت شعاری، معاملہ فہمی دوراندیشی اور دانائی کا مادہ قدرت نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور خلیفہ معتمد کو موفق کا امور حکومت میں حد سے زیادہ حصہ لینا ناگوار گذرتا تھا خلیفہ طور پر احمد بن طراون کو اس کی شکایت لکھ بھیجی احمد بن طولون نے مشورہ دیا کہ آپ میرے پاس مصر چلے آئیے میں آپ کی اعانت اور مدد کروں گا خلیفہ معتمد اس بات پر تیار ہو گیا ابن طولون نے خلیفہ کے استقبال کے لئے ایک لشکر رقبہ بھیج دیا موفق ان دنوں زنگیوں سے جدال و قتال میں مصروف تھا خلیفہ معتمد دربار خلافت سے اس کی غیر حاضری کو غنیمت سمجھ کر شکار کے بہانہ سے اپنے چند سپہ سالاروں کے ساتھ ۲۶۹ھ میں دار الخلافہ سے مصر روانہ ہو گیا موصل کے قریب پہنچا۔ ان دنوں موصل اور جزیرہ کی حکومت پر اسحاق ابن کنداج تھا موفق کے وزیر صاعد بن مخلد نے موفق کی طرف سے خلیفہ کی روانگی کے وقت لکھ بھیجا تھا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو راستے سے ہی دار الخلافہ کی طرف واپس بھیج دو۔ اور اس کے ساتھی سرداروں کو گرفتار کر لو۔

ابن کنداج کی حاضری:..... لہذا جب خلیفہ معتمد نے سرزمین موصل میں قدم رکھا ابن کنداج نے حاضر ہو کر دست بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ چند منزل تک گیا یہاں تک کہ ابن طولون کی گورنری کی حدود تک پہنچ گئے ایک روز خلیفہ معتمد کی خدمت میں حاضر ہو کر سرداروں سے جو خلیفہ کے قافلے میں تھے مخاطب ہو کر کہنے لگا ”کیوں حضرت آپ کو ابن طولون کے پاس جاتے ہوئے شرم نہیں آتی اس کو کوئی فضیلت آپ پر نہیں ہے وہ آپ جیسا ایک شخص ہے کیا آپ اس کو پسند کریں گے کہ اس کے ماتحت ہو کر رہیں“ سرداروں نے کوئی جواب تو دیا مگر ابن کنداج نے اس کے رد کر یا چنانچہ بحث و مباحثہ ہونے لگا تو ابن کنداج بولا ”امیر المؤمنین کے سامنے ان لغویات پر بحث کرنا بے ادبی ہے آپ لوگ میرے خیمہ میں چلیں

①..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۴ صفحہ ۳۲۸ پر مہدی بن محسن کے بجائے مہدی بن محسن تحریر ہے۔

اور خوب جی کھول کر بحث کریں آگے مجھے آپ قائل کر دیں گے تو میں آپ کے ساتھ مل جاؤں گا سرداروں نے اس کو منظور کر لیا۔

معمتد کی زبردستی واپسی:..... چنانچہ معتمد کی خدمت سے اٹھ کر ابن کنداج کے خیمہ میں آگئے اور اندر آنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لئے گئے ابن کنداج ان لوگوں کی حفاظت کا انتظام کر کے خلیفہ معتمد کی خدمت میں آیا اور دار الخلافہ چھوڑ کر آئے ہونہار لائق بھائی (موفق) سے ناراض ہونے اور اس حال میں اس سے علیحدگی اختیار کرنے پر نصیحت کی جب کہ وہ خلافت و خاندان حکومت کے دشمنوں سے جنگ میں مصروف ہے خلیفہ معتمد نے اس کو کوئی جواب نہ دیا ابن کنداج نے اس کو مع ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے زبردستی امر کی طرف واپس بھیج دیا انہی وجوہات سے جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے ابن طولون نے موفق کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور خطوط کے عنوان سے بھی ہٹا دیا اس گستاخی کی خبر موفق کے کان تک پہنچی تو سخت برہم ہوا مگر اس وجہ سے کہ زنگیوں سے جنگ میں مصروف تھا ابن طولون کی اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہوا رفتہ رفتہ خلیفہ معتمد تک اس کی خبر پہنچی تو ابن طولون کو دربار خلافت میں بلا کر بے حد لعنت ملامت کی اور دکھاوے کے لئے معزولی کر کے اس کی جگہ اسحاق بن کنداج کو گورنر بنادیا غرض باب شامیہ سے افریقہ کے علاقے ابن کنداج کی گورنری میں داخل ہو گئے۔

لولوۃ موسیٰ ابن طولون:..... لولوۃ (ابن طولون کا آزاد کردہ غلام) حمص، حلب، قنسرین اور جزیرہ کے دیار مضر کا ابن طولون کی طرف سے گورنر تھا۔ رقبہ اس کا صدر مقام تھا اسی ۲۶۹ھ میں ابن طولون کی بد قسمت اور موفق سے اختلافات ہو جانے کا واقعہ سن کر ابن طولون سے باغی ہو گیا رقبہ سے نکل کر پالس پہنچا اور اسکو لوٹ لیا اور موفق سے خط و کتابت شروع کر کے حاضری کی اجازت طلب کی موفق نے اس کی خواہش کے مطابق جواب بھیجا چنانچہ لولوۃ پالس سے روانہ ہو کر قریسیا جا پہنچا ابن صفوان عقیلی اس شہر کا حاکم تھا اس نے رسد و غلہ دینے سے انکار کیا تو لولوۃ نے جنگ کے نقلاے بجوادیئے اور حملہ کر دیا ابن صفوان کو شکست ہوئی لولوۃ قریسیا پر قبضہ کر کے احمد بن مالک ابن طوق کے حوالے کر دیا اور خود ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا موفق کی خدمت میں جا پہنچا موفق اس وقت خبیث (زنگیوں کے سردار) سے لڑ رہا تھا بڑی عزت سے پیش آیا خلعت اور انعامات عطا فرمایا۔ اور زنگیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ لولوۃ ان لڑائیوں میں ناموری اور کامیابی کا بہت بڑا حصہ حاصل کیا۔

ابن طولون کی مکہ میں پٹائی:..... اس کے بعد ابن طولون نے اسی سن میں ایک لشکر مکہ معظمہ میں موسم حج کے انتظام کی غرض سے روانہ کیا حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ تھا ان دنوں ہارون بن محمد مکہ کا گورنر تھا ابن طولون کے لشکر کے خوف سے مکہ معظمہ چھوڑ کر بھاگ گیا موفق نے جعفر کو ایک لشکر جراردے کر مکہ معظمہ کی جانب روانہ کیا اس سے ہارون کے حوصلے بڑھ گئے چنانچہ بہادری کے ساتھ ابن طولون کے لشکر کے مقابلہ پر آیا اور سخت معرکہ ہوا ابن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی اس کے دو سو سپاہی مارے گئے سپہ سالاران لشکر کو ہزار ہزار دینار زر فدیہ لیکر رہا کیا گیا حرم شریف کی مسجد میں موفق کا فرمان پڑھا گیا جس میں ابن طولون پر لعنت کی گئی تھی اہل مصر صحیح سلامت اپنے شہر واپس آ گئے۔

لولوۃ کا زوال اسی وقت سے لولوۃ نہایت مستعدی اور جان نثاری سے موفق کی خدمت میں رہنے لگا یہاں تک کہ ۲۷۳ھ میں موفق نے کسی وجہ سے اس سے ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور چار لاکھ جرمانہ وصول کر کے رہا کیا اسی زمانہ سے اس کی بد نصیبی کی ابتدا ہوتی ہے تھوڑے ہی دنوں میں ایسا مفلوک اور نادار ہو گیا کہ ایک وقت کا کھانا بھی نہ ملتا تھا کچھ عرصے بعد ہارون بن خمارویہ کے آخری زمانہ میں تن تنہا پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے مصر واپس آ گیا۔

ابن طولون کی وفات:..... ۲۷۶ھ میں بازمان خادم نے طوسوس میں علم بغاوت بلند کر دیا اور ابن طولون کے نائب کو گرفتار کر لیا احمد بن طولون اس وحشت ناک خبر کو سن کر تاب نہ لاسکا چنانچہ لشکر جمع کر کے بازمان کی سرکوبی کے ارادے سے طوسوس پر حملہ آور ہوا اور محاصرہ کر لیا بازمان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر دیئے مجبور ہو کر ابن طولون انطاکیہ کی طرف واپس آ گیا انطاکیہ پہنچ کر بیمار ہو گیا اطباء نے بہت علاج کیا کچھ فائدہ نہ ہوا حکومت مصر کے چھبیسویں سال انتقال کر گیا۔

ابن طولون کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا خمارویہ اس کی جگہ مقرر کیا گیا ابن طولون کے نائب نے جو دمشق میں رہتا تھا خمارویہ سے مخالفت کی

خمارویہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر بھیج دیا دماغ کی گرمی ختم ہو گئی پہلے کی طرح فرمانبردار ہو گیا۔

ابن کنداج اور ابن ابی الساج:..... ان دونوں موصل اور جزیرہ کا گورنر اسحاق بن کنداج تھا انبار، رجبہ اور طریق فرات کی حکومت محمد ابن ابوالساج کے ہاتھ میں تھی ان دونوں (ابن کنداج اور ابوالساج) نے شام کی جانب قدم بڑھانے کی اجازت مانگی اور کمک کی درخواست کی چنانچہ موفق نے اجازت دے دی اور اعانت و امداد کا وعدہ کیا چنانچہ ابن کنداج اور ابوالساج نے لشکر تیار کر کے شام کی طرف کوچ کر دیا آس پاس کے جتنے علاقے تھے سب پر قبضہ کر لیا ابن کنداج نے انطاکیہ، حلب اور حمص کو دبا لیا نائب دمشق نے خمارویہ کو ان واقعات کی اطلاع دی تو خمارویہ نے متعدد فوجیں ملک شام کی حفاظت کے لئے روانہ کیں ابن کنداج نے موفق کی امداد کے خیال سے شیراز میں جا کر قیام کیا خمارویہ کے لشکر نے دمشق پہنچ کر ابن کنداج اور ابوالساج سے جنگ کرنے کے ارادے سے شیراز کا رخ کیا ابن کنداج نے ہلکی پھلکی شروع کر دی اور موفق کی امدادی فوج کے انتظار میں جنگ کو طول دیتا گیا یہاں تک موسم سرما آ گیا۔

ابوالعباس کی آمد:..... پھر سے ابوالعباس احمد بن موفق جو کہ متعدد باللہ کے لقب سے مشہور ہے بغداد سے ایک فوج لیکر پہنچ گیا شیراز کے محاصرین ایسے بے خبر تھے کہ ان کو اس کے آنے کی خبر تک نہ ہوئی اور اس نے غفلت حالت میں ان پر شیخون مارا خمارویہ کے لشکر کا اکثر حصہ کام آ گیا گنتی کے چند جو باقی رہے انہوں نے دمشق کا راستہ لیا، ابوالعباس نے ان لوگوں کو جلا وطن کر دیا اور کامیابی کے ساتھ ماہ شعبان ۴۷۲ھ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

رقہ پر کامیابی:..... اس واقعہ کے بعد خمارویہ نے اپنے بقیہ لشکر کے ساتھ رملہ میں مقام کیا، ابن کنداج کے حوصلے اس نمایاں کامیابی سے بہت بڑھے ہوئے تھے چنانچہ ابوالعباس سے اجازت حاصل کر کے رقبہ پر فوج کشی کر دی رقبہ، ثغور اور عوادم پر خمارویہ کی جانب سے ابن عباس تھا ابن عباس نے ابن کنداج کو کامیابی حاصل ہوئی۔

ابوالعباس معتضد نے دمشق کے انتظام سے فارغ ہو کر رملہ کا رخ کیا خمارویہ یہ خبر سن کر مصر سے رملہ کو بچانے پہنچ گیا دونوں لشکروں کا ایک چشمہ جس کا نام طواحين تھا مقابلہ ہو گیا۔

چونکہ ابوالعباس نے ابن کنداج اور ابن ابوالساج پر بزدلی کا الزام لگایا تھا کیونکہ انہوں نے امداد اور کمک کے انتظار میں خمارویہ سے جنگ کرنے میں گڑبڑ کی تھی اس لئے یہ دونوں اس معرکہ میں شریک نہیں ہوئے۔

خمارویہ کی چالاکی:..... اگرچہ خمارویہ کے دستے میں بہت زیادہ فوج تھی لیکن ابوالعباس نے نہایت ہوشیاری اور بہادری سے اپنے لشکر کو آراستہ کیا اور لڑائی شروع ہو گئی خمارویہ اس مصلحت سے کہ اس نے لڑائی چھیڑنے سے پہلے چند دستہ فوج کو ایک کونے میں چھپا رکھا تھا قصداً پسپا ہو گیا ابوالعباس جوش میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس نے خمارویہ کے خیمہ پر قبضہ کر لیا جس وقت اس کے ساتھی لوٹنے میں مصروف ہوئے خمارویہ کی فوج نے میدان جنگ کے اس گوشے سے نکل کر حملہ کر دیا، ابوالعباس اس اچانک حملے سے گھبرا گیا اور شکست کھا کر دمشق کی طرف بھاگ نکلا، مگر اہل دمشق نے دروازہ نہ کھولا لہذا مجبوری میں طوطوس کی طرف چل دیا۔

شام پر خمارویہ کا قبضہ:..... ادھر دونوں فوجیں بغیر امیر کے لڑنے لگیں، خمارویہ کے لشکر نے متفق ہو کر اس کے بھائی معبد کو اس کی جگہ امیر بنالیا، پھر لشکر قتل و غارت کرتا ہوا شام کی جانب بڑھا اور شام کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا کیونکہ مزاحمت کرنے والا کوئی نہ تھا، پھر موفق اور اس کے بیٹے کا نام خطبے سے نکال دیا گیا خمارویہ اس واضح کامیابی کی خبر سن کر بے انتہا خوش ہوا اور اس خوشی میں قیدیوں کو رہا کر دیا۔

اہل طرطوس کی بغاوت:..... چند دنوں کے بعد اہل طرطوس کے دماغ میں بھی بغاوت کی گرمی چڑھ گئی انہوں نے جمع ہو کر ابوالعباس کو نکال دیا، ابوالعباس پریشان حال بغداد کی جانب روانہ ہو گیا اس کے بعد اہل طرطوس نے مازیار کو تخت حکومت پر بٹھایا جب اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا تو اس نے خمارویہ سے خوب مال لے کر اس کا نام خطبہ میں شامل کر دیا اور اس کے حق میں دعا بھی کی، کہا جاتا ہے کہ خمارویہ نے مازیار کو تیس ہزار

دینار، قیمتی قیمتی کپڑوں کے پانچ سو تھان، پانچ سو گھوڑے اور بے شمار اسلحہ بھیجا تھا اس کے بعد جب مازیار نے خمارویہ کا نام خطبے میں پڑھا تو پچاس ہزار دینار مزید بھیج دیئے۔

گورنر طبرستان کی وفات:..... ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید علوی والی طبرستان کی وفات ہو گئی، بیس برس اس کی حکومت رہی اس کے بعد اس کا بھائی (محمد بن زید) طبرستان کا حکمران بنا۔

ان دنوں خلافت عباسیہ کا علم قزوین میں ازکولتین ۱ کے ہاتھ میں تھا چار ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ مقام رے پر چڑھائی کر دی ۲، محمد بن زید بھی یہ خبر سن کر دیلم اور خراسانیوں کی ایک بہت بڑی جماعت لے کر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائیاں ہوئی بالآخر محمد بن زید کو شکست ہو گئی اور اس نے بھاگ کر جرجان پہنچ کر دم لیا، اس کے لشکر کے چھ ہزار سپاہی مارے گئے اور دو ہزار گرفتار کر لئے گئے بیشمار مال و اسباب ہاتھ آیا، ازکولتین نے مقام رے میں داخل ہو کر خلافت عباسیہ کا جھنڈا گاڑ دیا، اہل رے سے ایک لاکھ دینار تاوان جنگ وصول کئے اور اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر کر دیا۔

عمرو بن لبیث کی معزولی:..... اس واقعہ کے بعد عمرو بن لیث کو دربار خلافت سے معزولی کا فرمان پہنچا اور حکومت خراسان محمد بن طاہر کے سپرد کر دی گئی اس نے اپنا نائب رافع بن ہرثمہ کو مقرر کیا۔

۲۷۰ھ میں رافع بن ہرثمہ نے جرجان پر فوج کشی کی محمد بن زید یہ اطلاع پا کر رات ہی کو استر آباد بھاگ گیا رافع نے استر آباد پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور دو برس تک محاصرہ کئے رہا، محمد بن زید طویل حصار سے تنگ ہو کر رات کے وقت لباس تبدیل کر کے ساریہ کی جانب چلا گیا، رافع نے اس کا تعاقب کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار محمد بن زید نے تنگ ہو کر ساریہ اور طبرستان کو چھوڑ دیا، یہ واقعہ ۲۷۰ھ کا ہے۔

محمد بن زید کے ساتھی:..... اسی زمانہ میں حمد بن زید کے ساتھی رستم بن قارن نے طبرستان میں رافع کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی چنانچہ امان دیدی گئی اس کے بعد محمد بن ہارون کو سالوس کی طرف اپنا نائب مقرر کر کے روانہ کیا علی بن کافی حاکم سالوس نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی محمد بن زید کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ایک لشکر مرتب کر کے سالوس پہنچا اور محمد اور علی کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف ناکہ بندی کر لی جس سے خبر رسائی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ایک مدت تک رافع کو ان دونوں کی کوئی خبر نہ ملی کچھ عرصہ کے بعد ایک جاسوس سے یہ معلوم ہوا کہ محمد اور علی مقام سالوس میں محصور ہیں اور محمد بن زید نے ان کا محاصرہ کیا ہوا ہے رافع نے اسی وقت روانگی کا حکم دیدیا محمد بن زید یہ سن کر کہ رافع آ رہا ہے سرزمین دیلم میں داخل ہو کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا اور حد و قزوین تک پہنچ گیا پھر وہاں سے مقام رے کی طرف لوٹا اور وہیں مقیم رہا حتیٰ کہ خلیفہ معتمد کی ۲۹۹ھ میں وفات ہو گئی۔

ابن کنداج و ابن ابی الساج کی مخالفت:..... (۲۷۳ھ میں) ابن ابی الساج قنسرین، فرات اور رجبہ کا گورنر تھا اس کی اسحاق بن کنداج سے جو جزیرہ کا حاکم تھا سوء مزاجی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ منازعت کی نوبت پہنچ گئی، ابن ابی الساج نے خمارویہ ابن طولون گورنر مصر سے خط و کتابت کر کے اطاعت قبول کر لی اور قنسرین میں اس کے نام کا خطبہ پڑھ دیا مزید اطمینان کے لئے اپنے بیٹے دیوداد کو بطور ضمانت خمارویہ کے پاس بھیج دیا خمارویہ نے اس کے صلہ میں بہت سامال و اسباب ابن ابی الساج کے لئے روانہ کیا اور شام کی جانب کوچ کر دیا ابن ابی الساج نے مقام بلس میں اس سے ملاقات کی اور صلاح مشورہ کر کے فرات کو رقبہ کی جانب سے عبور کیا چنانچہ اسحاق مقابلہ کے لئے آیا اور لڑائی شروع ہو گئی اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسحاق کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور ابن ابی الساج نے اس کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اس کے بعد خمارویہ فرات کو عبور کر کے رقبہ پہنچا اسحاق نے یہ سن کر قلعہ ماروین کو جا کر گھیر لیا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابن ابی الساج کو بعض قبائل عرب کو زیر کرنے کے لئے سنجار جانے کی ضرورت پیش آ گئی چاروں چار قلعہ ماروین سے محاصرہ اٹھالیا اس سے اسحاق کو موقع مل گیا اس نے مار دین سے نکل کر موصل کا راستہ لیا خوش قسمتی سے ابن ابی الساج کو

۱..... یہ نام ابن اثیر کی تاریخ کامل جلد ۳ صفحہ ۵۴۳ کے مطابق تحریر کیا گیا ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۱ پر انکو تئیں تحریر ہے۔

۲..... یہ واقعہ ۲۷۰ھ کا ہے، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۶۸) مطبوعہ مصر (مترجم)

خبر مل گئی چنانچہ اس نے مقام برقیعد میں چھیڑ چھاڑ کی اور ہلکی سی لڑائی ہوئی جس میں اسحاق شکست کھا کر بھرمار دین واپس آ گیا اور ابن ابی الساج نے جزیرہ اور موصل کے صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا پھر دونوں مقامات پر بھرماروہ اور اس کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔

فتح نامی غلام:..... ابن ابی الساج نے موصل پر متصرف و قابض ہونے کے بعد اپنے غلام فتح کو موصل کے مضافات میں خراج وصول کرنے بھیجا، مرج میں پہنچ کر فتح نے خراج وصول کرنا شروع کر دیا اسی کے قریب یعقوبیہ کی فوج ڈیرہ ڈالے ہوئی تھی اسے فتح نے کہلوایا کہ تم لوگ ناحق جمع ہو رہے ہو مجھے تم لوگوں سے کوئی سروکار نہیں ہے میں تو تھوڑے ہی دنوں کے لئے آیا ہوں دو چار دن قیام کر کے چلا جاؤں گا، یعقوبیہ یہ سن کر منتشر ہو گئے اس کے بعد فتح نے ایک دن حالت غفلت میں یعقوبیہ پر رات کے وقت حملہ کر دیا چنانچہ یعقوبیہ کو شکست ہو گئی شکست یافتہ گروہ نے بھاگ کر ان لوگوں کے پاس دم لیا جو اس پاس کے علاقوں میں منتشر ہو گئے تھے۔

پھر ان سب نے جمع ہو کر فتح کے لشکر پر اچانک حملہ کر دیا فتح کے ساتھیوں میں سے آٹھ سو آدمی مارے گئے اور ایک سو ادھار ادھر بھاگ گئے تقریباً سو آدمیوں سمیت فتح جان بچا کر بھاگ گیا۔

ابن ابی الساج اور بھرماروہ:..... ان واقعات کے بعد ابن ابی الساج بھرماروہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا بھرماروہ اس کی اطلاع پا کر مصر سے ایک عظیم الشان فوج لیکر شام پر چڑھ آیا ۱ ابن ابی الساج بھی اس کے مقابلہ پر تل گیا چنانچہ دونوں فریق گتے گئے پہلے تو بھرماروہ کے میمنہ کو شکست ہوئی مگر بھرماروہ نے سنبھل کر پھر ایسا حملہ کیا کہ ابن ابی الساج کے قدم میدان جنگ سے ڈمگ گئے پھر بھرماروہ نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر حمص کی جانب قدم بڑھایا حمص میں ابن ابی الساج بہت مال و اسباب اور سامان جنگ چھوڑ گیا تھا جس پر بھرماروہ کے لشکر نے قبضہ کر لیا اور جب ابن ابی الساج حمص کی قریب پہنچا تو بھرماروہ کے لشکر نے حمص میں داخل ہونے سے تعرض کیا چنانچہ مجبور ہو کر حلب کا رخ کر لیا جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ بھرماروہ اس کے پیچھے ہے تو حلب سے نکل کر رقبہ کا راستہ لیا اور دریائے فرات عبور کر کے موصل پہنچ گیا اس کے بعد ہی بھرماروہ بھی موصل کے قریب پہنچ گیا چنانچہ ابن ابی الساج نے موصل چھوڑ دیا اور حدیثہ چلا آیا۔

اسحاق، بھرماروہ کے ساتھ:..... اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد بھرماروہ سے ساز باز کر لی تھی اور ماروین سے نکل کر بھرماروہ کے لشکر میں آ گیا تھا بھرماروہ نے موصل پہنچ کر اسحاق کو ایک عظیم الشان لشکر دیکر ابن ابی الساج کے تعاقب میں روانہ کیا اور اس لشکر میں بڑے بڑے تجربہ کار اور جنگ آزمودہ سپہ سالار بھی اسحاق کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے تھے ابن ابی الساج کو جاسوسوں نے اطلاع کر دی چنانچہ حدیثہ سے نکل کر دجلہ عبور کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا اور اسحاق کنارہ دجلہ پہنچ کر عبور کرنے کی غرض سے کشتیوں کی فراہمی میں مصروف ہو گیا ابھی کشتیاں صحیح طریقے سے فراہم نہیں ہوئی تھیں کہ ابن ابی الساج نے رات کے وقت تکریت سے کوچ کر دیا اور پوری رات سفر کیا کرتا تھا اور دن کو کسی مقام پر چھپ جاتا تھا غرض اسی طرح سفر و قیام کرتا ہوا چوتھے دن موصل کے قریب پہنچ گیا اسحاق کو اس کی خبر مل گئی تو موصل کی جانب لوٹ پڑا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ:..... ابن ابی الساج کے قافلے میں دو ہزار فوج تھی اور اسحاق کے ساتھ بیس ہزار جنگجو تھے موصل کے باہر قصر حرب میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا باوجود اس سے کہ اسحاق کی فوج زیادہ تھی مگر پھر بھی ابن ابی الساج کے مقابلہ میں ٹھہر نہ سکی خود اسحاق بھی بدحواسی کے ساتھ بھاگ گیا، ابن ابی الساج نے رقبہ پہنچ کر موفق کی خدمت میں ایک خط بھیجا اور اس بات کی درخواست کی کہ حکم ہو تو فرات عبور کر کے بلاد شام میں بھرماروہ کی گوشمالی کے لئے فوجیں بھیج دو چنانچہ موفق نے اجازت دیدی اور امدادی فوج کے پہنچنے تک قیام کرنے کا حکم دیا۔

اسحاق سے دوسری جنگ:..... اسحاق نے ابن ابی الساج سے شکست کھانے کے بعد بھرماروہ کے پاس جا کر دم لیا اور اس سے ایک تازہ دم فوج لیکر ابن ابی الساج کی طرف بڑھا اور دریائے فرات پہنچ کر ٹھہر گیا ایک کنارہ پر ابن ابی الساج کی فوج پڑی ہوئی تھی اور اس کے سامنے دوسرے کنارے پر اسحاق نے پہنچ کر اپنا ڈیرہ جمایا، ایک مدت تک دونوں فوجیں کسی لڑائی کے بغیر مقابلہ پر پڑی رہیں ایک روز رات کے وقت اسحاق نے

۱..... یہ واقعہ ۲۷ھ کے آخر کا ہے اور لڑائی محرم ۵۷ھ میں دمشق کے قریب مقام، مثنیۃ العقاب، میں ہوئی۔ (کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۷۲)

اپنی فوج کے ایک حصے کو فرات عبور کر کے ابن ابی الساج کے لشکر پر شبخون مارنے کا حکم دیا ابن ابی الساج کے لشکر کو اس اچانک حملہ کی خبر نہ تھی اس لئے اس کو شکست اٹھانی پڑی اور وہ بھاگ کر ابن ابی الساج کے پاس رقبہ پہنچ گیا۔

ادھر اس واقعہ کے بعد ابن ابی الساج نے ربیع الاول ۲۷۱ھ میں رقبہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا وہاں موفق نے بڑی عزت و احترام سے ٹھہرایا خلعت دی صلے عنایت کئے اور ادھر اسحاق نے میدان خالی دیکھ کر ربیعہ اور مضر کے علاقوں بلکہ ساری سرزمین جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ابن ابی الساج گورنر آذربائیجان :..... کچھ عرصے بعد اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو عزت افزائی کے لئے آذربائیجان کا گورنر بنادیا چنانچہ ابن ابی الساج گورنر بننے کے بعد آذربائیجان روانہ ہوا جس وقت مراغہ کے قریب پہنچا عبداللہ بن حسین ہمدانی حاکم مراغہ نے اپنے صوبہ سے راستہ نہیں دیا بلکہ مزاحمت کی پہلے تو ابن ابی الساج نے اسے بہت سمجھایا مگر جب وہ نہ سمجھا تو اس پر حملہ کر دیا اور وہ پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر مراغہ میں چھپ گیا ابن ابی الساج نے مراغہ کا محاصرہ کر لیا، ایک بڑی جنگ اور طویل محاصرہ کے بعد ۲۷۸ھ میں مراغہ پر قابض ہو کر عبداللہ بن حسین کو قتل کر دیا اور اپنے صوبے آذربائیجان پر بے فکری اور بیدار مغزی سے حکومت کرنے لگا۔

عمرو بن لیث :..... موفق نے یعقوب بن لیث کے مرنے کے بعد عمرو بن لیث کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ اور کرمان کا گورنر اور پولیس بغداد کا افسر بنادیا تھا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں، عمرو بن لیث کی طرف سے فارس کا حاکم محمد بن لیث تھا اس نے ۲۶۸ھ میں اپنے امیر (عمرو بن لیث کی مخالفت پر کمر باندھی اور اس سے منحرف ہو گیا عمرو بن لیث نے یہ اطلاع پا کر محمد بن لیث پر اس کی سرکوبی کے لئے فوج کشی کی مقام اصطخر میں صف آرائی ہوئی اور نمک حرام حاکم کو شکست ہوئی اور وہ بڑی جدوجہد کے ساتھ جان بچا کر بھاگا عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصطخر کو بھی زیر و زبر کر دیا اور ایک دستہ فوج کو محمد کے تعاقب اور گرفتاری پر مامور کر دیا دو چار دن کے بعد گرفتار ہو گیا اور عمرو بن لیث نے اسے کرمان کی جیل میں قید کر دیا

خراج کی وصولی :..... اسی زمانہ جنگ میں عمرو بن لیث نے احمد بن الاصبغ کو احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف کے پاس اصفہان میں خراج وصول کرنے روانہ کیا احمد بن عبدالعزیز نے جو کچھ بیت المال میں تھا سب کا سب احمد بن ابی الاصبغ کی معرفت عمرو بن لیث کے پاس بھیج دیا عمرو بن لیث نے اس میں سے تین لاکھ دینار، پچاس من ۱۰ مشک، اتنی ہی عنبر، دوسو من عود تین سو تھان زربفت کے سونے کے برتن، نقرئی، گھوڑے اور خوبصورت خوبصورت غلام اور لونڈیاں جن کی قیمت اندازاً دو لاکھ دینار تھی دربار خلافت میں روانہ کر دیئے رام ہرمز کے حاکم محمد بن عبید کردی کے خلاف یلغار کرنے کی درخواست کی خلیفہ نے اجازت دیدی، عمرو بن لیث نے حکم پاتے ہی ایک کمانڈر کو ایک فوج جرار کے ساتھ رام ہرمز کی جانب روانہ کر دیا چنانچہ محمد بن عبید کردی گرفتار ہو کر عمرو بن لیث کے سامنے پیش ہو گیا اور عمرو بن لیث نے اسے قید کر دیا۔

عمرو بن لیث کی معزولی :..... اس واقعہ کے بعد ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو معزول کر دیا اور پھر زائر بن خراسان مکہ معظمہ کے سفر سے واپس آئے تو ان کو اس کی معزولی اور محمد بن طاہر کی تقرری سے آگاہ کر دیا گیا اور یہ حکم صادر فرمایا کہ منبروں پر عمرو بن لیث پر لعنت کیجائے اور صاعد بن مخلد کو فارس کی طرف عمرو کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا جائے، صاعد نے سامان سفر و جنگ درست کر کے فارس کی جانب کوچ کر دیا محمد بن طاہر نے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا۔

احمد بن عبدالعزیز کی عمرو سے جنگ :..... ابھی صاعد فارس تک پہنچنے بھی نہ پایا تھا کہ دربار خلافت سے ایک شاہی فرمان احمد بن عبدالعزیز بن ابی ولف حاکم اصفہان کے نام عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کا صادر ہو گیا احمد بن عبدالعزیز نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی چنانچہ صبح سے ظہر کے وقت تک بڑے زور و شور سے لڑائی ہوتی رہی، عمرو بن لیث کے ساتھ پندرہ ہزار فوج تھی اور شاہی لشکر کی تعداد بیس ہزار بیان کی

①..... من میں اختلاف ہے ہر زمانہ میں من کا وزن مختلف رہا ہے من طبی ۲۱ تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے، من عالمگیری چالیس سیر کا، من تبریزی دو سو تولہ کا جو بحساب وزن رائج الوقت تین سیر کے برابر ہوتا ہے، اور ایک من اور ہوتا ہے چالیس تولہ ۸ ماشہ کا ہوتا ہے، جس وقت من بلا قید عالمگیری یا تبریزی کے لکھا جائیگا تو اس سے اغلب یہی من مراد لیا جائیگا۔ (مترجم)

جاتی ہے عصر کے قریب عمرو بن لیث کو شکست ہو گئی درہمی (عمرو بن لیث کا سپہ سالار) زخمی ہو گیا سو بڑے سردار مارے گئے تین ہزار گرفتار کئے گئے باقی سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کی درخواست کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا اور بے شمار مال و اسباب ہاتھ آیا۔

موفق بمقابلہ عمرو:..... پھر ۲۷۷ھ میں موفق نے عمرو بن لیث کی گوشمالی اور سرکوبی کے لئے فارس پر فوج کشی کی عمرو بن لیث نے یہ سن کر اپنے بیٹے محمد کو ار جان کی جانب روانہ کیا اور اس کے مقدمہ لکچش پر ابو طلحہ بن شربک تھا اور عباس بن اسحاق کو سیراف کی طرف بڑھنے کا حکم دیا محمد اور عباس کے ساتھ بڑی بڑی فوجیں تھیں اور تجربہ کار سپہ سالاران کی ماتحتی میں تھے جس وقت ابو طلحہ موفق کے مقابلہ پر پہنچا تو کچھ ایسا مرعوب ہوا کہ موفق کے قدموں پر جا کر گر پڑا اور امن کی استدعا کر دی جو کہ فوراً منظور کر لی گئی اس سے عمرو بن لیث کا بازو ٹوٹ گیا چنانچہ وہ ہمت ہار کر کرمان کی جانب لوٹ آیا اس کے موافق کو ابو طلحہ کی طرف سے بدظنی پیدا ہو گئی تو اسے شیراز کی قریب پہنچ کر گرفتار کر لیا اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو دے دیا اور عمرو بن لیث کی تلاش میں کرمان کا ارداہ کیا عمرو بن لیث یہ اطلاع پا کر کرمان سے نکل کر بھستان چلا آیا اور راستے میں اس کا لڑکا محمد مر گیا، اتفاقات کچھ ایسے پیش آتے گئے کہ موفق بھی اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس آ گیا، اسی زمانہ میں رافع بن ہرثمہ نے خراسان کا رخ کیا اور محمد بن زید کو بھستان میں دبا لیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں، بھستان ہی میں علی بن لیث اپنے دونوں بیٹوں لیث اور معدل سمیت رافع کی خدمت میں حاضر ہوا اس کے بھائی عمرو بن لیث نے اس کو گرفتار کر کے قید کر دیا تھا۔

اتکوتکین اور موفق:..... ۲۷۶ھ میں اتکوتکین کے سیکرٹری (ماذرائی) نے موفق ۱ کی خدمت میں ایک خفیہ تحریر اس مضمون کی بھیجی کہ اتکوتکین کے پاس بہت سا مال و اسباب ہے آپ تشریف لائیں اور سب پر قبضہ کر لیجئے موفق نے یہ اطلاع پاتے ہی بلاذجل کا رخ کر لیا اور وہاں پہنچ کر شکست کا مطلع صاف نظر آیا چنانچہ مایوس ہو کر کرخ آیا اور کرخ سے اصفہان کی طرف احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے پاس جانے کے لئے روانہ ہوا احمد بن عبدالعزیز نے یہ سن کر اپنے مکان کو تمام اسباب و سامان سمیت موفق کے قیام کی خاطر چھوڑ دیا اور اہل و عیال اور لشکر کو دوسرے مقام پر روانہ کر دیا اس کے بعد موفق بغداد واپس آ گیا۔ ۲

معتضد کی گرفتاری:..... موفق نے اصفہان واپسی کے بعد واسط میں چند دن قیام کیا پھر واسط سے واپس بغداد آ گیا اور خلیفہ معتمد علی اللہ کو مدائن میں چھوڑتا آیا بغداد پہنچ کر اپنے بیٹے ابو العباس معتضد کو بعض علاقوں کی طرف جانے کا حکم دیا مگر معتضد نے انکار کر دیا اس پر موفق نے اسے قید کر دیا اور چند کمانڈروں کو اس کی نگرانی اور حفاظت پر مقرر کر دیا اس سے اہل بغداد کو اشتعال پیدا ہو گیا موفق کو اس کی خبر مل گئی تو سوار ہو کر میدان کی طرف آیا سپہ سالاران لشکر اور عوام الناس اس کی صورت دیکھ کر دم بخود رہ گئے موفق نے ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہا تم لوگوں کی کیا حالت ہے؟ کیا تم لوگ مجھ سے زیادہ میرے بیٹے پر مہربان ہو؟ میں نے مصلحتاً اپنے بیٹے کو اس کی آنکھیں کھولنے کے لئے قید کیا ہے تم لوگوں کا اس معاملہ میں دخل دینا فضول ہے، اہل بغداد یہ سن کر واپس آ گئے، یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے۔

موفق کی شدید علالت:..... جن دنوں موفق بلاذجل میں تھا انہی دنوں میں وجع نقرس کی بیماری ان کو لاحق ہو گئی تھی واپس آتے ہوئے ایسا ترقی پذیر ہو گیا تھا کہ گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا میانہ (پالکی) پر سوار ہوتا تھا ماہ صفر ۲۷۸ھ میں اپنی محل سرا میں پہنچا اور اپنے سیکریٹری ابو الوہاب قرابن بلبیل کو بلا کر حکم دیا کہ مدائن جا کر خلیفہ معتمد اور اس کی اولاد کو بلا لاؤ، ابو الصقر سید ہامدان چلا گیا اور خلیفہ معتمد کو اس کی اولاد سمیت موفق کی محل سرا میں بلا لایا لیکن معتضد کی مکان کی طرف جہاں وہ قید تھا نہ گیا اور نہ ہی اس کو موفق کی شدید بیماری کی اطلاع دی، معتضد کی حامیوں کو یہ ناگوار گزرا اور معتضد کے خادم شور و غل مچاتے ہوئے معتضد کے مکان پر پہنچے اور تالا توڑ کے معتضد کو نکال لائے اور اس کے باپ موفق کے سر ہانے بٹھا دیا موفق پر اس وقت غشی طاری تھی جب ذرا ہوش آیا اور آنکھیں کھولیں تو معتضد کو بلا کر پیار کیا اور اپنے قریب بٹھایا۔

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۳ پر موفق کے بجائے معتضد کو خط لکھا جانا مذکور ہے

۲..... تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

ابوالصقر کے خلاف ہنگامہ..... اراکین حکومت، سپہ سالار فوج اور شاہی لشکر کے کمانڈر یہ خیال کر کے کہ موفق کی وفات ہو گئی ہے ابو الصقر کے پاس جمع ہو گئے پھر یہ سن کر ماشاء اللہ موفق زندہ ہے سب سے پہلے ابن ابی الساج ابو الصقر کو چھوڑ کر موفق کو دیکھنے دوڑ پڑا اس کے بعد ابو الصقر ان لوگوں سے اپنا پیچھا چھڑا کر موفق کی محل سرا میں حاضر ہوا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا، اس دوران دشمنان ابو الصقر نے یہ خبر اڑادی کہ ابو الصقر نے موفق کے مال و اسباب کے ذریعے خلیفہ معتمد کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کی ہے اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ لشکریوں اور عوام الناس نے اس مکان کو لوٹ لیا اس کی عورتیں بغیر چادر اور پردے کے نکل پڑیں، مثل مشہور ہے کہ گہیوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے لہذا پڑوسیوں کے مکانات بھی لٹ گئے اور جیل کے دروازے توڑ کر قیدی رہا کر لئے گئے۔

موفق کی وفات:..... موفق کو پھر ہوش آیا تو اپنے بیٹے ابو العباس معتضد اور ابو الصقر کو خلعتیں عنایت کیں چنانچہ وہ رخصت ہو کر اپنے اپنے مکانات پر آ گئے معتضد نے حفاظت کے خیال سے اپنے غلام کو پولیس لین پر اور محمد بن غانم کو مشرقی جانب کی نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت ماہ صفر ۸۷۲ھ کے ختم ہونے کو آٹھ راتیں باقی رہ گئیں موفق نے پیام اجل پر لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کر لیا اور رصافہ میں مدفون ہوا۔

اس حادثہ جاں گداز کے بعد سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت نے جمع ہو کر موفق کے بیٹے ابو العباس معتضد باللہ کی بیعت اس شرط سے کی کہ مفوض بن خلیفہ معتمد علی اللہ کے بعد ابو العباس بن معتضد باللہ وارث سریر خلافت ہوگا۔

بیعت ولی عہد کے بعد معتضد نے ابو الصقر بن بلبل کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا مکانات اور سارے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور وزارت پر عبد اللہ بن سلیمان بن وہب کو مقرر کیا، محمد بن ابی الساج کو واسطی کی جانب بھیجا گیا تا کہ وصیف (معتضد کے خادم) کو بغداد میں واپس لے آئے مگر اس میں کامیابی نہ ہوئی وصیف نے واپسی سے انکار کر دیا اور سوس چلا گیا اور وہیں رہنے لگا۔

قرامطہ:..... قرامطہ کا ابتدائی زمانہ جیسا کہ مورخین نے روایت کیا ہے یہ ہے کہ کوفہ کے قریب ایک شخص زاهد و متورع ۸۷۲ھ میں ظاہر ہوا جس کو بیل میں سواری کرنے کی وجہ سے کرمیٹہ کہتے تھے جس کا معرب ۹ قرامطہ ہے، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا نام حمدان اور لقب قرامطہ تھا، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ محبت اہل بیت کا دعویٰ کرتا تھا اور ان میں سے کسی ایک آنے والے کا منتظر تھا بہت سے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی تھی، ہیسیم گورنر کوفہ نے اس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اتفاق سے یہ محافظین جیل کی:

يقول الفر ج بن عثمان من قرية نصرانه داعية المسيح وهو الكلمة وهو المهدي ، وهو احمد بن محمد بن حنفيه وهو جبرائيل وان المسيح تصور له في جسم انسان فقال له انك ، الداعية وانك الحجة وانك الناقة وانك الدابة وانك يحيى بن زكريا وانك روح القدس ، (۴)

قرامطہ کی نماز:..... اسی کتاب میں نماز کے بارے میں یہ لکھا ہوا ہے کہ صرف چار رکعتیں نماز پڑھنی چاہئیں دو رکعت طلوع آفتاب سے پہلے اور دو رکعت غروب آفتاب کے بعد، اور ہر نماز میں اذان تکبیر افتتاح کے ساتھ کہی جائے اور کلمات اذان یہ تھے:

اللہ اکبر تین بار، اشہد ان لا الہ الا اللہ دو بار، اشہد ان آدم رسول اللہ، اشہد ان نوحا رسول اللہ، اشہد ان ابراہیم رسول اللہ، اشہد ان موسیٰ رسول اللہ، اشہد ان عیسیٰ رسول اللہ، اشہد ان محمد

۱..... مسعودی کی تاریخ (مروج الذهب جلد ۲ صفحہ ۲۵۸) کے مطابق موفق کی وفات بروز جمعرات ہوئی جبکہ ماہ صفر ختم ہونے میں تین دن باقی تھے۔

۲..... قرامطہ غالی شیعوں کا ایک فرقہ جس کو سبعیہ بھی کہتے ہیں (اقراب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۹۱)

۳..... ”معرب“ کا مطلب کسی غیر عربی لفظ کو عربی تلفظ میں لانا۔

۴..... (ترجمہ) نصر نامی گاؤں کا فرج بن عثمان کہتا ہے کہ وہ مسیح کا داعی ہے وہی عیسیٰ ہے وہی کلمہ اور وہی مہدی ہے، اور وہ احمد بن محمد بن جبرائیل ہے وہی جبرائیل ہے اور بے شک تو حجت ہے بے شک تو ناقہ اور دابہ ہے اور بے شک تو ہی یحییٰ بن زکریا اور تو ہی روح القدس ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

رسول اللہ، اشہد ان احمد بن محمد بن حنفیہ رسول اللہ ایک ایک بار کہا جائے۔

اس کے بعد ہر رکعت میں استفتاح پڑھی جائے یہ استفتاح ان میں ہے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے اور بیت المقدس کو قبلہ بنایا جائے اور بجائے جمعہ کے پیر کو جمعہ تصور کیا جائے اس میں کوئی بھی دنیاوی کام نہ کیا جائے اور اس سورۃ کو ہر رکعت میں پڑھے:

الحمد لله بكلمة وتعالى باسمه المتخذ ❶ لا وليا لبائولياته قل ان الالهة موافيت للناس ، ظاهرها ليعلم عدد السنين والحساب والشهور والايام وباطنها اوليائي الذين عرفوا، عبادي سبيلي اتقوني يا اولي الباب وانا الذي لا اسال عما افعل وانا العليم الحكيم ، وانا الذي ابلو عبادي وامتنحن خلقي فمن صبر على بلاتني ومحنتي واختيارى القتيه ، وفي جنتي وفي نعمتي ❷ ومن زال عن امرى وكذب رسلى خلده ❸ مهانا فى عذابى واتممت اجلى واظهرت ، على السنه رسلى فانا الذى لم يعمل على جبارا الا وضعته واذلته فبئس الذى اصر ، على امره ودام على جهالته وقال لن نبرح عليه عاكفين وبه موقنين اولئك هم الكافرون ،

اور رکوع کرے اور رکوع میں دوبار سبحان ربی ورب العزۃ وتعالى ❹ عما یصف الظالمون پڑھے، اس کے بعد سجدہ کرے اور سجدہ میں اللہ اعلیٰ دوبار اور اللہ اعظم ایک بار کہے۔

دیگر مسائل قرامطہ:..... سال بھر میں دو دن روزہ رکھے ایک مہرجان میں دوسرا نیروز میں، بنیذ حرام ہے شراب حلال ہے، جنابت میں غسل کی ضرورت نہیں ہے صرف وضو کر لینا کافی ہے، دم دار اور چنگل والے جانوروں کا کھانا حرام ہے، اور جو شخص قرامطہ کا مخالف ہو اور مقابلہ پر آئے اس کا قتل کرنا واجب ہے اور جو شخص مخالف ہو مگر برسر مقابلہ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے، اسی قسم کے برے دعوے اور متعارض مسائل اس کتاب میں لکھے ہوئے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ مذہب نہایت لغو اور جھوٹا ہے۔

فرج بن یحییٰ:..... فرج بن یحییٰ جس کے بارے میں قرامطہ کی کتاب کے شروع میں یہ لکھا ہے کہ یہ قرامطہ کا داعی ہے قرامطہ اس کو ذکر یہ بن مہرو یہ کے لقب سے یاد کرتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا ظہور خبیث کے واقعہ قتل سے پہلے ہوا ہے اور اس نے اس سے امان طلب کی تھی اس کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ میرے ساتھ ایک سوتلواریں ہیں آؤ ہم اور تم مذہبی مناظرہ کر کے ایک مذہب اختیار کر لیں تاکہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کا معین و مددگار ہوں، خبیث نے اس رائے کو پسند کیا دونوں میں مناظرہ ہوا اتفاق یہ ہے کہ دونوں مختلف الرائے ہو گئے چنانچہ قرامطہ واپس آ گیا، قرامطہ خود کو القائم بالحق کے لقب سے ملقب کیا کرتا تھا، بعض مورخین کی رائے ہے کہ قرامطہ خوارج ازرقہ کے عقائد کا مقلد تھا۔ واللہ اعلم

بازمان بغاوت کے بعد:..... اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ بازمان نے طرسوس میں اپنے آقا احمد بن طولون سے سرکشی و بغاوت کی تھی اور احمد بن طولون نے اس کی آنکھیں کھولے اور ہوش میں لانے کے لئے بازمان کا محاصرہ کر لیا تھا اور بازمان نے قلعہ بندی کر لی تھی مگر کچھ عرصہ کے بعد اس نے احمد بن طولون کے بیٹے خمارویہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور بہت سامان و اسباب اور آلات جنگ نذر کئے تھے جس سے طرسوس میں بازمان کی حکومت بدستور قائم ہو گئی، ۸۷۱ء میں احمد جعفی کے ساتھ صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا تھا اسکندر یہ پر محاصرہ کیا ہوا تھا اتفاق سے ایک پتھر آگیا جس سے وہ زخمی ہو گیا واپسی کے وقت راستے میں وہ مر گیا اور طرسوس میں لا کر دفن کیا گیا۔

❶ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ پر، المتخذ کے بجائے، المنجد، تحریر ہے۔

❷ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ پر، نعمتی کے بجائے، نعیمی، تحریر ہے۔

❸ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۴ پر، خلده کے بجائے، اخلده، تحریر ہے۔

❹ تصحیح واستدراک ثناء اللہ محمود۔

ابن عجیف اور راغب:..... بازمان جس وقت لشکر صائفہ کے ساتھ جارہا تھا طرسوس میں ابن عجیف نامی ایک شخص کو بطور اپنا نائب مقرر کر گیا تھا چنانچہ اس کے انتقال کے بعد خمارویہ نے ابن عجیف کو بحال رکھا فوج، ہتھیار اور مال سے بھی اس کی امداد کی اور چند دنوں کے بعد معزول کر کے اپنے چچا زاد بھائی محمد بن موسیٰ بن طولون کو مقرر کر دیا جب موفق نے اس جہان فانی کو چھوڑا تو اس کا ایک خادم راغب الی الشک نامی جہاد کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا اور خلیفہ معتضد سے سرحدی علاقوں کی طرف جانے اور جہاد کرنے کی اجازت مانگی، اجازت ملنے کے بعد سامان جنگ و سفر درست کر کے طرسوس پہنچا اور اپنا سارا سامان طرسوس میں اپنے ساتھیوں کے حوالہ کر کے خمارویہ سے ملنے دمشق چلا گیا، خمارویہ نے بڑی عزت اور آؤ بھگت سے ملا، راغب کو بھی خمارویہ سے دل بستگی ہو گئی چنانچہ ایک مدت تک دمشق میں ٹھہرا رہا اس کے ساتھیوں کو جو طرسوس میں تھے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ خمارویہ نے شاید راغب کو قید کر لیا ہے اور آہستہ آہستہ یہ خیال اس قدر جم گیا کہ یقین کے درجہ تک پہنچ گیا راغب کے ساتھیوں نے اہل شہر سے اپنے اس غلط خیال کو ظاہر کیا تو اہل شہر کو سخت برہمی پیدا ہو گئی چنانچہ جمع ہو کر اچانک اس پر حملہ کر دیا اور محمد بن موسیٰ کو گرفتار کر لیا، ان واقعات کی اطلاع خمارویہ کو ملی تو اس نے اسی وقت راغب کو طرسوس کی جانب روانہ کیا چنانچہ راغب نے طرسوس پہنچ کر اہل طرسوس کو اس گری ہوئی حرکت پر خوب ڈانٹا اور محمد بن موسیٰ کو رہا کر دیا، محمد بن موسیٰ رہا ہو کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف حکومت طرسوس پر بحال ہو گیا۔

ہارون بن سلیمان بمقابلہ خوارج:..... یہ تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہارون بن سلیمان خارجی سرات میں تھا اور بنی شیبان اس سے آئے دن جنگ و قتال کیا کرتے تھے اور بلاد موصل کو قتل و غارت کر کے اکثر تہ و بالا کر دیتے تھے، ۲۷۹ھ میں اسی عادت کے مطابق بنی شیبان نے جمع ہو کر نینوی (مضافات موصل) پر حملہ کیا ہارون، حمدان بن حمدون تغلوسی^۱ اور موصل کے سردار بنی شیبان کے مقابلہ اور مدافعت کے لئے آئے بنی شیبان کے ساتھ ہارون بن سیمہ (احمد بن عیسیٰ بن شیخ شیبانی کا آزاد کردہ غلام) بھی تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداہق نے اپنے باپ اسحاق کی قفات کے زمانے میں موصل کے صوبوں اور دیار ربیعہ کا گورنر مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے ہارون بن سیمہ کی حکومت پسند نہ کی اور اسے اپنے شہر سے نکال دیا، ہارون بن سیمہ اس کی مدد کی غرض سے بنی شیبان کے پاس چلا گیا اور ان کے ساتھ مل کر خوارج پر حملہ آور ہوا جس وقت دونوں فریقوں نے جنگ شروع کر دی اور ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے تو بنی شیبان بھاگ گئے اور خوارج کا لشکر لوٹ مار میں مصروف ہو گیا چنانچہ بنی شیبان نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور کامیاب ہو گئے۔

ہارون بن سیمہ کو جن دنوں اہل موصل نے اپنے شہر کی حکومت پر بیٹھنے نہ دیا تھا تو اس نے محمد بن اسحاق بن کنداہق کو اہل موصل کی سرکشی کی کیفیت لکھ کر امداد طلب کی تھی چنانچہ محمد بن اسحاق خود ایک عظیم الشان لشکر لیکر موصل پہنچ گیا چنانچہ اہل موصل بے حد خوفزدہ ہوئے اور موصل کے بعض امراء بغداد چلے گئے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ دربار خلافت سے محمد بن اسحاق کو معزول کر کے ایک دوسرا گورنر مقرر کروالیں اتفاق سے یہ محمد بن یحییٰ مجروح کے پاس سے گزرے جس کو معتضد نے راستے کی حفاظت پر متعین کیا تھا اہل موصل اس سے ملے اور رابطہ و اتحاد پیدا کیا اسی دوران دربار خلافت سے بغیر کسی درخواست کے محمد بن یحییٰ کے نام گورنری موصل کا حکم آ گیا پھر کیا تھا اس نے موصل میں پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا پھر ابن کنداہق کی آگے بڑھنے کی ہمت نہ ہو سکی اس نے خمارویہ کی خدمت میں تحائف اور ہدایا بھیجے اور موصل کی امارت بحال رکھنے کی درخواست کی وہاں تو دربار خلافت سے نیا گورنر مقرر ہو کر آ گیا تھا اس لئے درخواست منظور نہ ہو سکی کچھ عرصہ کے بعد دربار خلافت سے مجروح کے نام معزولی کا حکم آیا اور علی بن داؤد کردی کو گورنر بنادیا گیا۔

چند واقعات:..... ۲۷۵ھ میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ میخائیل بن روفیل (شاہ قسطنطنیہ) کو اس کے ایک قریبی رشتہ دار مسک صقلی نے اس کی حکومت کے چودھویں برس حالت غفلت میں حملہ کر کے قتل کر دیا اور خود تخت حکومت پر قابض ہو گیا۔

۲۷۹ھ میں رومیوں نے اسلامی علاقوں پر فوج کشی کی پہلے سمیساٹ پر اور پھر ملیط پر حملہ کیا اہل ملیط نے مقابلہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد رومی لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا اور ان کا ایک بطریق اس معرکہ میں مارا گیا۔

رومیوں کا کرکرہ پر قبضہ:..... ۲۶۳ھ میں رومیوں نے قلعہ کرکرہ پر (جو کہ طرسوس کے قریب تھا) قبضہ کر لیا اور اس کا سبب یہ بنا کہ احمد بن

۱..... ایک نسخے میں تغلوسی کے بجائے تغلوسی تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں (تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۶۲)

طولون مصر کی حکومت سے پہلے طرسوس کی جانب سے کفار کے علاقوں پر اکثر جہاد کیا کرتا تھا حکومت مصر پر مقرر ہونے کے بعد طرسوس کو صوبہ مصر میں ملحق کر لینے کی درخواست کی مگر موفق نے نامنظور کر دی اور محمد بن ہارون تغلیسی کو طرسوس کا گورنر مقرر کر کے روانہ کر دیا، اتفاق سے جس وقت محمد بن ہارون دجلہ کے راستے طرسوس جا رہا تھا مساور خارجی کے ساتھیوں نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا تب اس کی جگہ دربار خلافت سے اماجور بن اولغ بن طرخان ترکی کو گورنر مقرر کیا گیا اور یہ بہت متکبر اور نہایت جاہل مزاج شخص تھا اہل طرسوس کے ساتھ کج ادائی اور ظلم کے برتاؤ کئے اور اہل کرکرہ کی رسد بند کر دی اہل کرکرہ نے اہل طرسوس کو رسد بند کر دینے کی شکایت لکھی اہل طرسوس نے پندرہ ہزار دینار کا چندہ کیا مگر اماجور نے اس کو بھی دبا لیا اور اہل قلعہ کرکرہ کو خشک جواب دے دیا، اہل کرکرہ نے مجبور ہو کر قلعہ چھوڑ دیا رومیوں نے جو ایک عرصہ سے اسی تاک میں تھے پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اہل طرسوس کو اس قلعہ کے نکل جانے سے نہایت افسوس ہوا اس لئے کہ یہ قلعہ ایسی جگہ پر واقع تھا کہ دشمن جہاں ذرا سی نقل و حرکت کرتے ہیں اہل قلعہ کو فوراً معلوم ہو جاتا تھا جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو خلیفہ معتمد نے احمد بن طولون کو طرسوس کا گورنر مقرر کر کے یہ حکم دیا کہ سرحد کی حفاظت پر جس کو مناسب و لائق سمجھو اسے مقرر کر دو تا کہ سلسلہ جہاد منقطع نہ ہو، اسی دوران اماجور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا اور احمد بن طولون نے سارے بلاد شامیہ پر قبضہ کر لیا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

عبداللہ بن رشید پر حملہ:..... ۲۶۴ھ میں عبداللہ بن رشید بن کاؤس نے چالیس ہزار سرحدی شامی فوج کے ساتھ روم کے علاقوں پر چڑھائی کی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا پھر وہ کامیاب ہو کر واپس آ رہا تھا مگر جیسے ہی بدبدون سے نکلا سلوقیہ، فرہ کوکب اور خرشنہ کے بطریقوں نے حالت غفلت میں اسلامی فوجوں پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے گھیر کر لڑائی شروع کر دی اسلامی فوج نے بھی بے جگری سے مقابلہ کیا مگر ان کی بد قسمتی نے ان کا فیصلہ اس سے پہلے ہی کر دیا تھا اکثر شہید ہو گئے اور باقیماندہ جان بچا کر سرحدی اسلامی علاقوں میں پہنچ گئے اور عبداللہ بن رشید کو گرفتار کر کے قسطنطنیہ بھیج دیا گیا۔

اہل اذنہ پر حملہ:..... ۲۶۵ھ میں روم کے پانچ بطریقوں نے اپنی اپنی فوجیں مرتب کر کے اذنہ پر حملہ کیا اہل اذنہ کو ان کی فوج کشی کی اطلاع نہ تھی لہذا بڑا نقصان اٹھا کر پسپا ہو گئے چار سو مسلمان شہید اور اتنے ہی گرفتار ہو گئے چنانچہ جو گورنر سرحد کو اس غفلت کے الزام میں معزول کر دیا گیا اور مرابطہ کو سند حکومت عطا کی گئی اسی سنہ میں شاہ روم نے عبداللہ بن رشید اور ان قیدیوں کو جو اس کے ساتھ چند قرآن کے نسخوں کے ساتھ احمد بن طولون کے پاس بطور ہدیہ کے روانہ کیا۔

اسلامی جنگی بیڑے کی شکست:..... ۲۶۶ھ میں اسلامی جنگی بیڑے کی رومیوں کی جنگی بیڑہ سے مقام صقلیہ میں لڑائی ہوئی اور خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار اسلامی بیڑے کو شکست ہو گئی رومیوں نے مسلمانوں کی بہت سی کشتیاں گرفتار کر لیں اور باقیماندہ نے صقلیہ میں جا کر دم لیا، اسی سنہ میں رومیوں نے دیار ربیعہ کی طرف خروج کیا مگر سردی کی تیزی نے رومیوں کے دماغ کی گرمی اور جوش جنگ کو ٹھنڈا کر دیا سرحد پر پہنچ کر آگے ایک قدم نہ بڑھا سکے۔

رومیوں کی شکست:..... احمد بن طولون کے نائب نے بھی اسی سنہ میں تین سو طرسوسی فوج کے ساتھ بلاد شامیہ کی طرف سے رومیوں کے ملک پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ چار ہزار رومی مقابلہ پر آئے اور باوجود اس کثرت کے شکست کھا کر بھاگ گئے اور بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔

۲۶۸ھ میں شاہ روم نے اسلامی علاقوں پر فوج کشی کی اور ملطیہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اہل مرغش یہ خبر پا کر اہل ملطیہ کی مدد کے لئے پہنچے شاہ روم اپنا سامنہ لے کر واپس گیا، اسی سال خلف فرغانی (ابن طولون کے گورنر) نے حدود شام کی طرف سے رومیوں کے علاقوں پر جہاد کیا جس میں دس ہزار رومی مارے گئے اور بی شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور چالیس چالیس دینار ایک ایک سپاہی کے حصہ میں آئے۔

۲۷۰ھ میں رومیوں سے جنگیں:..... ۲۷۰ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج مہیا و مرتب کر کے پیش قدمی کی قلمیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا

قلمیہ طرسوس چھ میل کے فاصلہ پر تھا بازار (والی طرسوس) نے حالت بغفلت میں رومیوں پر شیخون مارا چنانچہ ستر ہزار رومی مارے گئے اور ایک گروپ بطریقوں کا قید کر لیا گیا اور بطریق البطارقہ (بطریقوں کا سردار) بھی اس معرکہ میں کام آگیا، سات صلیبیں سونے طلائی و نقرئی چھین لیں، صلیب اعظم بھی مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی جو جو اہرات سے اٹی ہوئی تھی پندرہ ہزار گھوڑے، اتنے ہی زینیں، اور اتنی ہی تلواریں، چار کرسیاں طلائی، دو سو علم نقرئی بائیس علم دیبائی اور بے شمار چاندی کے ظروف ہاتھ آئے۔

۲۷۳ھ کی جگہیں:..... پھر ۲۷۳ھ میں بازار لشکر صائفہ کے ساتھ رومیوں پر جہاد کیا ہزاروں کو تہ تیغ کر کے سینکڑوں کو گرفتار اور بہت سامان غنیمت لے کر طرسوس واپس آیا، ۲۷۸ھ میں احمد جعفی طرسوس میں داخل ہوا اور بازار کے ہمراہ لشکر صائفہ کے ساتھ جہاد کرنے گیا شکند پہنچ کر عساکر اسلامیہ نے محاصرہ کر لیا حالت جنگ میں اتفاق سے منجیق کا ایک پتھر بازار کو آگیا جس سے وہ زخمی ہو گیا اور لڑائی موقوف کر دی محاصرہ اٹھا کر واپس آئے مگر راستے میں جان بحق تسلیم کر دی مسلمانوں نے اسے طرسوس میں لاکر دفن کر دیا۔

معمتد کے دور میں سرکشیاں:..... عباسی حکومت کے کمزور ہو جانے سے چاروں طرف فتنہ فساد کا بازار آئے دن گرم ہو رہا تھا امن وامان کے صرف نام ہی باقی تھے اور ان کا پتہ نہیں تھا اندرونی منافقت اور بیرونی فساد کی کوئی حد نہ تھی امراء سلطنت قریب اور دور جس ملک کو چاہتے دبا لیتے تھے چنانچہ بنو سامان نے ماوراء النہر کو، صفار نے سجستان، کرمان اور ملک فارس کو، خلیفہ وقت کے گورنروں کے ہاتھوں سے چھین لیا اور بجائے خود ایک حکومت قائم کر دی، خراسان کی حکومت بنی طاہر کے قبضہ سے نکل گئی اس کے باوجود یہ سب خلیفہ وقت کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجدوں میں پڑھا کرتے تھے۔

حسن بن زید نے طبرستان اور جرجان کو خلافت عباسیہ کے خلاف دبا لیا، دیلم میں ابن سامان و صفار کی اور اصفہان میں خلیفہ کی فوج سے معرکہ آرائی ہوئی، زنگیوں کا سردار (خبیت) بصرہ و ایلمہ پر واسطہ اور کورد جلد تک زبردستی قابض و متصرف ہو گیا جس سے دولت عباسیہ کو انتہائی سخت و قہر کا سامنا کرنا پڑا، فساد کی آگ چاروں طرف منتقل ہو گئی موفق نے اسی ہنگامہ کو فرو کرنے میں اپنی عمر پوری کر دی مگر اس فتنہ کا سلسلہ ختم نہ ہوسکا، بلاد موصل اور جزیرہ میں خوارج نے بغاوت کی آگ روشن کی اسی کے قریب بنی شیبان اور کردوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے، ابن طولون نے مصر و شام پر اور ابن اغلب نے افریقیہ پر قبضہ و تصرف حاصل تو کر لیا مگر علم خلافت کے مطیع اور اس کی خلافت کو تسلیم کرتا رہا البتہ مغرب اقصیٰ اور اندلس کا سلسلہ خلافت عباسیہ سے بالکل منقطع ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

خلیفہ معتمد اپنے زمانہ خلافت میں نام کا خلیفہ تھا یا شطرنج کا بادشاہ تھا نہ تو اس کے احکام کی تعمیل ہوتی تھی اور نہ اس کی ممانعت کرنے سے کوئی باز آتا تھا اراکین دولت اور اعیان سلطنت کا ٹھہ کی پٹلی کی طرح اس کے بھائی موفق کے ہاتھ میں تھے جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا جو چاہتا ان سے کرا لیتا، طرہ یہ تھا کہ ان دونوں بھائیوں کے بھی فرمان بردار گنتی کے چند امراء تھے کیونکہ جنھوں نے علم خلافت کے خلافت ممالک اسلامیہ کو دبا لیا تھا ان میں سے اکثر ایسے تھے جو موفق اور معتمد کے ماتحت نہ تھے ہاں بعض لوگ جو ابھی غاشیہ اطاعت اپنے دوش پر لئے ہوئے تھے اور ان کا جو کچھ حال ہمیں معلوم ہوا ہے اس کو ہم احاطہ تحریر میں لاتے ہیں۔

عیسیٰ بن شیخ کی سرکشی:..... خلیفہ معتمد کے زمانہ خلافت کے شروع میں قلمدان وزارت عبداللہ بن یحییٰ بن خاقان کے سپرد تھا، جعلان ترکی شاہی فوج کا امیر بنا کر زنگیوں سے جنگ کرنے بصرہ بھیجا گیا اس کا جو انجام کار زنگیوں سے ہوا اس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اس کے بعد بنی شیبان میں سے عیسیٰ بن شیخ کو دمشق کا گورنر بنایا گیا، دمشق پہنچتے ہی اس کی آنکھیں ایسی بلند ہوئیں کہ دربار خلافت میں خراج بھیجنا بند کر دیا حسین (خلیفہ کا خادم) خراج وصول کرنے بغداد سے دمشق آیا تو عیسیٰ بن شیخ نے یہ حیلہ کر دیا کہ میں نے فوج کی درستی اور لشکر کی فراہمی میں خرچ کر ڈالا ہے خلیفہ معتمد نے خلافت عباسیہ کی دعوت قائم کرنے کی غرض سے عیسیٰ کو آرمینیہ کی حکومت عطا کی اور اماجور کو صوبہ دمشق کا گورنر بنا دیا جس وقت اماجور دمشق کے قریب پہنچا عیسیٰ نے اپنے بیٹے منصور کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اماجور سے مزاحمت اور جنگ کرنے بھیجا اماجور اور منصور کی لڑائی ہوئی چنانچہ انجام یہ ہوا کہ منصور مارا گیا عیسیٰ نے یہ خبر پا کر ساحل کے راستے آرمینیہ کا رخ کیا اور اماجور نے مظفر و منصور دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا

۲۵۶ھ کے واقعات:..... ۲۵۶ھ میں موسیٰ بن بغا اور مساور خارجی کی مقام خاقین میں معرکہ آرائی ہوئی چونکہ مساور کے ساتھ بہت بڑی

فوج تھی اور موسیٰ بن بغا کے ہمراہ صرف دو سو سپاہی تھے اس لئے خوارج کو شاہی فوج کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی اسی سنہ میں اہل فارس میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تہمی نامی ایک شخص نے گورنر حرث بن سیماء کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور لڑائی کی نوبت آئی تو انجام یہ ہوا کہ حرث بن سیماء مارا گیا اور محمد بن واصل نے فارس نے قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، اسی سنہ میں حسن بن زید طالبی نے مقام رے کو دبا لیا موسیٰ بن بغا نے یہ خبر سن کر مقام رے پر چڑھائی کر دی اور حسن بن زید کی لشکر کو زیر کر لیا اسی سنہ میں علی بن زید علوی نے کوفہ میں علم مخالفت بلند کر کے خلافت عباسیہ کے گورنر کو نکال دیا اور دربار خلافت سے کچھ رتر کی مخالفت ختم کرنے اور علی بن زید کو زیر کرنے کو بھیجا گیا علی بن زید یہ سن کر لشکر مرتب کرنے کے غرض سے کوفہ چھوڑ کر قادیسیہ چلا گیا اور قادیسیہ سے خفان پھر خفان سے بلاد بنی اسد کا راستہ لیا کچھ دور سے کوفہ سے فوجیں بھیجیں اور آپس میں لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر کچھ رتر کی فوجیں کوفہ لوٹ آئیں اور اور علی بن زید سرمن ❶ رے پہنچ گیا۔

۲۵۷ھ کے واقعات:..... ۲۵۷ھ میں خلیفہ معتمد نے جس وقت زنگیوں کی سرکشی و بغاوت حد سے بڑھ گئی تو اپنے بھائی موفق کو کوفہ، حرین اور یمن کا گورنر بنادیا کچھ عرصہ کے بعد بغداد، سواد، مقام رے، بصرہ، ابواز اور فارس کی حکومت بھی مرحمت کر کے یہ حکم دیا کہ بصرہ، کورد جلع، یمامہ اور بحرین پر سعید بن صالح کی جگہ یار جوج کو متعین کیا جائے، چنانچہ یار جوج نے اپنی تقرری کے بعد منصور بن جعفر خیاط کو اپنی جانب سے ان علاقوں پر مقرر کیا اور خود ابواز میں جا کر مقیم ہو گیا، اسی سنہ ❷ میں دربار خلافت سے احمد بن مولد زنگیوں سے شکست کھا کر بطاح پہنچ گیا ان دنوں بطاح پر سعید بن احمد بابلی کا قبضہ تھا احمد بن مولد نے اس کو گرفتار کر کے سامرا بھیج دیا، اسی سنہ میں یعقوب صفار نے فارس اور خراسان کے بعض صوبوں پر قبضہ کر لیا اور قبضہ کر لینے کے بعد دربار خلافت سے اسے مقبوضہ علاقوں کی سند حکومت بھی مل گئی، اسی سنہ میں حسن بن زید علوی گورنر طبرستان نے خراسان پر قبضہ کر لیا محمد بن طاہر خراسان کا گورنر تھا یہ خبر پا کر مقام جرجان میں مقابلہ پر آیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہو گیا اس سے محمد بن طاہر کا رعب اتنا کم ہو گیا کہ اکثر شہر صوبہ خراسان کے اس کے قبضہ سے نکل گئے اور جو گنتی کے چند باقی رہ گئے تھے وہ بھی آئے دن بغاوت اور سرکشی پر تیار تھے، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے مصر اور مضافات مصر کی سند حکومت یار جوج کو عطا فرمائی، یار جوج نے اپنی جانب سے احمد بن طولون کو مقرر کیا اتفاق سے اس کے ایک سال بعد یار جوج کا انتقال ہو گیا اور محمد بن طولون نے مصر کو اس کے مضافات سمیت دبا لیا، اسی سنہ میں عبدالعزیز بن ابی دلف مقام رے کے گورنر نے حسن بن زید علوی گورنر طبرستان کے خوف سے مقام رے چھوڑ دیا، حسن بن زید نے اپنے رشتہ دار قاسم بن علی بن قاسم کو بھیج کر مقام رے پر بھی قبضہ کر لیا یہ نہایت کج خلق اور بد مزاج شخص تھا چنانچہ اہل رے کے ساتھ سخت کج ادائی کے برتاؤ کئے۔

۲۵۸ھ کے واقعات:..... ۲۵۸ھ میں منصور بن جعفر خیاط زنگیوں کی لڑائی میں مارا گیا یار جوج نے اس کی جگہ بصرہ وغیرہ کے صوبوں پر اصطیخو کو متعین کیا اور خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی موفق کو دیار مصر، قنسرین اور عواصم کی حکومت عنایت کر کے زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اس مہم میں موفق کے ساتھ مفلح بھی تھا چنانچہ مفلح انہیں لڑائیوں میں مارا گیا اور لڑائی ناتمام کی ناتمام رہ گئی، اسی سنہ میں دربار خلافت سے موصل اور جریزہ کی حکومت مسرور بلخی کو عنایت ہوئی اور اس کی مسا و شیبانی خارجی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر اکراد، یعقوبیہ سے مد بھیڑ ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں، اسی سنہ میں احمد بن واصل نے علم شاہی کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور فارس کو محمد بن حسن ❸ بن ابی فیاض کے حوالہ کر دیا۔

۲۵۹ھ کے واقعات:..... ۲۵۹ھ میں اصطیخو روالی بصرہ کی ابواز میں وفات ہو گئی خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو زنگیوں کے خلاف جنگ پر روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، اسی سنہ میں یعقوب صفار نے بقیہ بلاد خراسان پر بھی قبضہ کر کے محمد بن طاہر کو گرفتار کر لیا، اسی سنہ میں کچھ رتر کی ❹

❶..... یہاں فاضل مترجم نے یہ تحریر کیا ہے کہ کچھ رتر کی فوجیں کوفہ واپس آ گئیں اور علی بن زید سرمن رائے جا پہنچا، جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر جو عبارت تحریر ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ کچھ رتر کوفہ واپس آ گیا اور پھر سرمن رائے چلا گیا۔ قارئین فرق ملحوظ رکھیں (شاء اللہ محمود)

❷..... ذی قعدہ کا مہینہ تھا، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۹۸) (مترجم)۔ ❸..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر حسن بن ابی فیاض کے بجائے حسن بن فیاض تحریر ہے۔ ❹..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۳۸ پر کچھ رتر کے بجائے منکچور تحریر ہے۔

گورنر کوفہ نے بغیر اجازت سامرا کا ارادہ کیا مگر دربار خلافت سے واپسی کا حکم صادر ہوا جس کا کچور نے کچھ خیال نہیں کیا اس پر خلیفہ معتمد نے چند سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ اس باغی و سرکش کا سر اتار لاؤ مقام عکبر میں کچور سے سامنا ہوا ان سپہ سالاروں نے اس کو بھی قتل کر دیا اور سر اتار کے خلیفہ معتمد کے سامنے لا کر رکھ دیا، اسی سنہ میں حسن بن زید کا قوس پر بھی قبضہ ہو گیا اور محمد بن فضل بن نیشان اور دہشودان بن حسان دیلمی کی لڑائی ہوئی دہشودان شکست کھا کر بھاگا، اسی سنہ میں شرکب جمال نے مرو اور اسکے اطراف کو لوٹ لیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہو گیا۔

۲۶۰ھ کے واقعات:..... ۲۶۰ھ میں یعقوب بن صفار اور حسن بن زید علوی کی معرکہ آرائی کی نوبت آئی جس میں حسن بن زید کو شکست ہوئی، یعقوب بن صفار نے طبرستان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اسی سنہ میں اہل موصل نے اپنے گورنر اذکر تکین بن اساتکین کو نکال دیا اساتکین نے اہل موصل کی سرکوبی کے لئے اسحاق بن ایوب کو بیس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا اس مہم میں حمدان بن حمدون تغلشی بھی اسحاق کے ساتھ تھا اہل موصل نے اسحاق کو بھی شہر میں گھسنے نہیں دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گئے پھر یحییٰ بن سلیمان نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا مگر بالاخر اسحاق نے موصل پر قبضہ کر ہی لیا، اسی سنہ میں اعراب نے منجور والی حمص کو قتل کر ڈالا دربار خلافت سے یکمتر کو حکومت عطا ہوئی، اسی سنہ میں ابوالردینہ عمر بن علی کو آذربائیجان کا گورنر بنایا گیا اس لئے کہ یہ مشہور ہو گیا تھا کہ علاء بن احمد از دی والی آذربائیجان کا گورنر فاج میں مبتلا ہو گیا ہے مگر جس وقت ابوالردینہ آذربائیجان کے قریب پہنچا علاء نے چارچ دینے سے انکار کر دیا تو وہ اس سے الجھ پڑے آخری نتیجہ یہ نکلا کہ علاء کو شکست ہوئی پکڑ دھکڑ میں مارا گیا ابوالردینہ نے آذربائیجان اور اس پر جو علاء چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا جس کی تعداد دو کروڑ سات لاکھ درہم تھی، اسی سنہ میں علی بن زید سپہ سالار کوفہ خبیث زنگیوں کے سردار کے ہاتھ سے مارا گیا۔

۲۶۱ھ کے واقعات:..... ۲۶۱ھ میں خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کو ان صوبوں کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے اہواز، بصرہ، بحرین اور یمامہ کی حکومت بھی عنایت کر دی اور اس نے عبدالرحمن ابن مفلح کو ان صوبوں پر مامور کیا اور محمد بن واصل سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ عبدالرحمن بن مفلح نے فارس میں پہنچ کر محمد بن واصل سے لڑائی چھیڑ دی مگر محمد بن واصل سے شکست اٹھا کر بھاگا اور بعد میں قید ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، موسیٰ بن بغا نے اس صوبہ کی آئے دن کی بغاوت کی وجہ سے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب اس صوبہ کی حکومت ابوالساج کو عطا کی گئی اور زنگیوں نے اہواز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اسی وجہ سے ابوالساج کو معزول کیا گیا اور اس کی جگہ ابراہیم بن سیماکو ان صوبوں کا گورنر بنادیا اور محمد بن اوس بلخی کو خراسان کے راستے کی حفاظت سپرد کر دی گئی، یعقوب بن صفار نے حکومت کے رد و بدل سے فائدہ اٹھانے کی بھرپور کوشش کی اور سجستان سے فارس کی طرف قدم بڑھایا محمد بن واصل مزاحمت کی غرض سے آیا لیکن ناکام رہا یعقوب بن صفار نے فارس پر بھی قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

موفق کی ولی عہدی:..... ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کے بعد اپنے بھائی موفق کی ولی عہدی کی بیعت لی اور بصرہ کی جانب اس ہنگامہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں موفق نے پہلے اپنے بیٹے ابولعباس معتضد کو زنگیوں سے جنگ کے لئے روانہ کیا اس کے بعد خود بھی چڑھائی کر دی اور اسی سنہ میں محمد بن زید وید، یعقوب بن صفار سے علیحدہ ہو کر ابن ابی الساج کے پاس اہواز آ گیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ حسین بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر کو پھر خراسان کا گورنر بنادیا جائے، اور اسی سنہ میں نصر بن احمد بن سامان نے سمرقند اور ماوراء النہر کو دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی اسماعیل کو بخارا کی حکومت پر مامور کیا، اور اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے خضر بن احمد بن عمر بن الخطاب تغلشی کو موصل کا گورنر بنادیا، حسین بن زید طبرستان کی جانب واپس آیا اور یعقوب بن صفار کے ساتھیوں اور عمال کو نکال دیا، شالوس کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور اہل شالوس کی جاگیروں اور زمینوں کو ضبط کر کے ویلم کو دیدیا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے کسی مصلحت سے خراسان، رے، طبرستان اور جرجان کے حجاج کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں نے یعقوب بن صفار کو اور ابن طاہر کو نہ تو خراسان کا گورنر بنایا اور نہ ہی اس نے میری مرضی سے کوئی کام کیا ہے میں اسے اور اس کے تمام افعال سے بری ہوں، اسی سنہ میں مساور خارجی نے یحییٰ بن جعفر کو (جو کہ صوبہ خراسان کے ایک شہر کا والی تھا) قتل کر دیا مسرور بلخی یہ خبر پا کر مساور خارجی کے تعاقب میں بھاگا موفق نے بھی مساور سے بدلہ لینے کی کوشش کی مگر دونوں ناکام رہے۔

۲۶۲ھ کے واقعات:..... ۲۶۲ھ میں موفق اور صفار کی لڑائی ہوئی زنگیوں نے بطیمہ اور دشت نیشان پر قبضہ کر لیا اور اہواز پر اپنی جانب

سے ایک گورنر مقرر کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، مسرور بلخی (یہ خلیفہ معتمد کی جانب سے گورنر صوبہ ابواز تھا) نے احمد بن کیتونہ کو زنگیوں کے سر کو لانے کے لئے بھیجا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں، اور اسی سنہ میں احمد بن عبد اللہ نجستانی نے خراسان میں بنو طاہر کی حکومت کو ملیا میٹ کر دیا اور بالآخر صفار نے خراسان پر قبضہ کر کے نجستانی کا کام بھی تمام کر دیا جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا ہے، اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون (گورنر مصر) سے ان بن ہو گئی موفق نے موسیٰ بن بغا کو ابن طولون کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا تقریباً ایک سال تک رقبہ میں پڑا رہا، کمی سامان اور قلت مال کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکا اور عراق واپس آ گیا، اسی سنہ میں قطان والی موصل (مصلح کا ساتھی تھا) موصل سے دار الخلافہ آ رہا تھا راستے میں مقام رقبہ میں دیہاتیوں نے مار ڈالا۔

۲۶۳ھ کے واقعات: ۲۶۳ھ میں یعقوب بن صفار نے ابواز پر قبضہ کر لیا اور مساور خارجی کی بوازیخ میں وفات ہو گئی جس وقت کہ شاہی فوج کے ارادے سے اپنا لشکر مرتب کر کے بوازیخ سے روانہ ہو چکا تھا خوارج نے اس کی جگہ ہارون بن عبد اللہ بلخی کو امیر بنایا اس نے موصل اور اس کے مضافات کو علم خلافت کے قبضہ سے نکال لیا، اسی سنہ میں صفار کے لشکر کو ابن واصل کے خلاف کامیابی حاصل ہوئی اور اس نے اس کو گرفتار کر لیا، اور عبد اللہ بن یحییٰ بن خاقان وزیر السلطنت (گھوڑے سے گر کے) مر گیا بعد اس کے حسین بن مغلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا موسیٰ بن بغا ان دنوں جنگ عرب میں گیا ہوا تھا مگر جب واپس آیا تو حسین بن مغلہ اس کے خوف سے روپوش ہو گیا تب اس کی جگہ سلیمان بن وہب کو عہدہ وزارت دیا گیا، اسی سنہ میں شرکب کے بھائی جمال نے نیشاپور کو حسین بن طاہر کے قبضہ سے نکال لیا اور حسین بن طاہر نیشاپور سے مرو چلا آیا ان دنوں مرو میں خوارزم شاہ تھا جو حسین کے بھائی محمد بن طاہر کا حامی اور اس کا کارندہ تھا، اور اسی سنہ میں زنگیوں نے شہر واسطہ پر قبضہ کر لیا محمد بن مولد نے واسطہ کے باہر زنگیوں سے خوب مقابلہ کیا لیکن انجام یہ نکلا کہ محمد بن مولد کو ہزیمت و شکست ہو گئی اور زنگیوں نے کامیابی کے ساتھ واسطہ میں داخل ہو کر قتل و غارت کو مباح کر دیا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے اپنے وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے جیل میں ڈال دیا اور قلمدان وزارت حسین بن مغلہ کے سپرد کر دیا موفق یہ خبر سن کر سفارش کرنے بغداد سے سامرا آیا، عبد اللہ بن سلیمان بھی اس کے ہمراہ تھا مگر خلیفہ معتمد نے سفارش منظور نہ کی چنانچہ موفق کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی ناراض ہو کر مغربی جانب چلا گیا اور لشکر آرائی میں مصروف ہو گیا پھر دونوں بھائیوں میں خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہوا آخر کار خلیفہ معتمد نے سلیمان بن وہب کو رہا کر دیا موفق اور اس کے ساتھیوں مسرور، کیغلغ، اور احمد بن موسیٰ بن بغا کو خلعتیں عنایت کیں سلیمان بن وہب بدستور ایوان وزارت میں رونق افروز ہوا حسین بن مغلہ اور محمد بن صالح بن شیرزادہ ان اراکین سلطنت کے ساتھ جو سامرا میں معتمد کے حامی اور ساتھی تھے موفق کے خوف سے موصل کی طرف بھاگ گئے موفق نے ابن ابی الاصبغ کو ان بھگڑوں کے مال و اسباب ضبط کر لینے کا حکم دیا، اسی سنہ میں اما جور گورنر دمشق کا انتقال ہو گیا ابن طولون نے شام اور طرسوس کو بھی اپنے مقبوضات میں شامل کر لیا اور اس کے گورنر سیماطویل کو مار ڈالا۔

۲۶۵ھ کے واقعات: ۲۶۵ھ میں مسرور بلخی کو ابواز کی حکومت عطا ہوئی اور شاہی لشکر سے زنگیوں کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اسی سنہ میں یعقوب بن صفار کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بھائی عمرو مسند حکومت پر جانشین ہوا موفق نے بھی اس کے بھائی کے جگہ اس کو خراسان، اصفہان، سجستان، سندھ، کرمان اور پولیس بغداد کی حکومت عنایت کر دی، اسی سنہ میں قاسم بن مہان نے ولف بن عبد العزیز بن ابی ولف پر چانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کی پاداش میں ولف کے ساتھیوں کی ایک جماعت نے قاسم کا کام تمام کر دیا تب اصفہان پر احمد بن عبد العزیز (ولف کا بھائی) مامور ہوا، اسی سنہ میں محمد بن مولد یعقوب صفار کی خدمت میں (قبل از وفات) حاضر ہوا یعقوب نے عزت افزائی کی مگر بغداد میں اس کا اور اس کے بیٹے عبد اللہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نولاکھ دینار جرمانہ دے کر ان دونوں نے خود کو قید سے رہا کر لیا اور قلمدان وزارت موفق کے حکم سے ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کے سپرد کر دیا گیا، اسی سنہ میں موسیٰ بن اتامش، اسحاق بن کنداہق، اور فضل بن موسیٰ بن بغا نے سرکشی کی اور بغداد کا پل عبور کر گئے موفق نے ان کے بعد ہی صاعد بن مغلہ کو روانہ کیا چنانچہ صرصر سے ان سب کو واپس لایا گیا، اسی سنہ میں موفق نے ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو وزارت کے عہدے پر فائز کیا۔ ❶

۲۶۶ھ کے واقعات: ۲۶۶ھ میں زنگیوں نے رامہر مزر پر قبضہ کر لیا اور اساتکین نے مقام رے کے گورنر کو نکال کر مقام رے کو دبا لیا پھر قزوین کی طرف بڑھا قزوین میں کیغلغ کا بھائی امیر تھا اس نے اساتکین سے مصالحت کر لی اور اس کے قبضہ اور حکومت کو تسلیم کر لیا، اسی سنہ میں عمرو بن

لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی پولیس پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو، اصفہان پر احمد بن عبد العزیز بن ابی ولف کو، اور جرین و طریق مکہ پر محمد بن ابی الساج کو مقرر کیا اور موفق نے احمد بن موسیٰ بن بغا کو جزیرہ کی حکومت عنایت کی اور اس نے اپنی طرف سے دیار ربیعہ پر موسیٰ بن اتامش کو متعین کیا، اسحاق بن کنداہق کو اس سے ناراضی پیدا ہوئی احمد بن موسیٰ کے لشکر سے علیحدہ ہو کر شہر میں چلا آیا اور چند لوگوں کو فراہم کر کے اکرا دیقوبیہ ① پر حملہ کر دیا اور ان کو شکست دیکر ابن مساور خارجی پر حملہ کیا اور اس کو قتل کر کے موصل کی طرف کوچ کر دیا، موصل کے قریب پہنچ کر اہل موصل سے خراج طلب کیا ابھی دینے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ علی بن داؤد گورنر موصل کو اس کی خبر مل گئی یہ ان دنوں معلثا بامیں تھا لشکر مرتب کر کے اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کے ساتھ مزاحمت اور جنگ کے ارادے سے پہنچ گیا چنانچہ آپس میں متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بالاخر علی بن داؤد کو شکست ہوئی اور خلیفہ معتمد نے اسحاق بن کنداہق کو صوبہ موصل کی حکومت عنایت کر دی ان سب واقعات کو اس سے پہلے ہم لکھ چکے ہیں، اسی سنہ میں اہل حصن نے اپنے گورنر عیسیٰ کرنی کو قتل کر دیا اور لولوء (ابن طولون کے غلام) اور موسیٰ بن اتامش کے درمیان مقام راس عین میں لڑائی ہوئی جس میں لولوء نے موسیٰ بن اتامش کو گرفتار کر کے رقبہ بھیج دیا اس کے بعد احمد بن موسیٰ سے مدد بھیڑ ہو گئی جس میں پہلے تو لولوء کو شکست ہوئی اور احمد بن موسیٰ کی فوج نے لولوء کے کیمپ پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور جب کامیاب گروپ لوٹنے میں مصروف ہو گیا تو لولوء نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور احمد بن موسیٰ کی فوج بھاگنے پر مجبور ہو گئی اور قریب ہی میں جا کر دم لیا اور پھر قریب سے نکل کر بغداد اور سامرا کی جانب روانہ ہو گئی، اسی سنہ میں احمد بن عبد العزیز اور بکتر کی معرکہ آرائی ہوئی بکتر شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا، اسی سنہ میں نجستانی نے حسن بن زید پر جرجان میں حملہ کیا حسن بن زید شکست کھا کر آمد چلا گیا اور نجستانی نے کامیابی کے ساتھ جرجان اور اطراف طبرستان پر بھی قبضہ کر لیا، جس وقت حسن بن زید طبرستان سے جرجان جا رہا تھا اس وقت انتظاماً ساریہ پر حسن بن محمد بن جعفر بن عبد اللہ عقیقی بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مقرر کر گیا تھا اتفاق سے جب حسن بن زید کو شکست ہوئی تو حسن بن محمد گورنر ساریہ نے یہ ظاہر کر کے کہ حسن بن زید مارا گیا ہے اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لوگوں سے لینے کی کوشش کی چنانچہ ایک گروپ نے بیعت کر لی اس دوران حسن بن زید پہنچ گیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور آخر کار حسن بن زید نے اپنے باغی گورنر کو شکست دے کر مار ڈالا، اسی سنہ میں نجستانی نے نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کے گورنروں اور حامیوں کو نیشاپور سے جلا وطن کر دیا، اسی سنہ کے ماہ صفر میں خبیث (زنگیوں کے سردار) پر فوج کشی کی اور طویل عرصے تک محاصرہ کئے رہا حتیٰ کہ اس شہر کو تاخت و تاراج کر کے نصف ۲۷۰ھ میں اس کا بھی کام تمام کر دیا، اسی سنہ میں بنی حسن (علویہ) اور بنی جعفر (جعفریہ) کے درمیان مدینہ منورہ میں لڑائی ہوئی۔

۲۶۷ھ کے واقعات: ۲۶۷ھ میں خوارج میں نا اتفاقی پیدا ہو گئی اور آپس میں ہی مقام موصل میں ایک دوسرے سے لڑ پڑے، اسی سنہ میں سلطان بن محمد بن عبد اللہ بن طاہر مع اپنے خاندان کے ایک گروپ سمیت قید کر لیا گیا الزام یہ لگایا گیا اس نے نجستانی کے جنگ کے وقت عمرو بن لیث نجستانی اور حسین بن طاہر سے خفیہ راہ و رسم اور خط و کتابت کی، خلیفہ معتمد نے یہ سنتے ہی گرفتاری کا حکم دیدیا، اسی سنہ میں کیغلیغ ترکی اور احمد بن عبد العزیز بن ابی ولف کی لڑائی ہوئی احمد بن عبد العزیز نے شکست فاش کھائی اور کیغلیغ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد احمد بن عبد العزیز نے پھر لشکر مرتب کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی اس واقعہ میں کیغلیغ کو شکست ملی اور وہ بھاگ کر صیمرہ پہنچا اور احمد بن عبد العزیز بدستور سابق ہمدان پر قابض و متصرف ہو گیا، اسی سنہ میں نجستانی نے محمد بن طاہر کا نام خطبہ سے نکال دیا اور خلیفہ معتمد کے بعد اپنے نام کو داخل کیا اور اپنے ہی نام کا سکہ بھی چلایا اور عراق کے ارادے سے خراسان سے روانہ ہو کر مقام رے تک پہنچ گیا مگر اہل رے نے راستہ نہ دیا تو وہ واپس لوٹ گیا، اسی سنہ میں ابو الساج کے ساتھیوں نے ہشتم غلی گورنر کوفہ سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا، ابو العباس بن موفق نے اسی سنہ میں ان قبائل عرب بنو تمیم بادیہ نشین کی سرکوبی جو بوقت جنگ زنگیوں کو رسد پہنچاتے تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔

۲۶۸ھ کے واقعات: ۲۶۸ھ میں نجستانی کے زندگی کا خاتمہ ہو گیا اس ② کے سپاہی وارا کین حکومت رافع بن ہرثمہ (یہ بنو طاہر کا ایک نامور سپہ سالار تھا) کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے چنانچہ اس نے بلاد خراسان اور خوارزم پر قبضہ کر لیا اسی سنہ میں محمد بن لیث گورنر فارس نے اپنے

① ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۰ پر اکرا دیقوبیہ کے بجائے اتراک یعقوبیہ تحریر ہے

② یہاں اصل میں دانستہ یا نادانستہ طور پر جگہ خالی چھوڑ دی گئی تھی جسے تاریخ الکامل ابن اثیر سے پر کیا گیا۔

بھائی عمرو بن لیث کی مخالفت کی چنانچہ عمرو بن لیث نے فوج کشی کر دی اور محمد بن لیث کو شکست ہو گئی عمرو بن لیث نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ کر اصرار اور شیراز پر قبضہ کر لیا اور ایک دستہ فوج کو محمد بن لیث کے تعاقب میں روانہ کیا چنانچہ وہ گرفتار ہو گیا اور پھر وہ قید کر دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں اذکر تلکین کامیاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ قم پر قبضہ کر لیا، اسی سنہ میں عمرو بن لیث نے محمد بن عبید اللہ کردی کی گرفتاری پر ایک سپہ سالار کو مامور کیا لولہ نے اسی سنہ میں اپنے آقا احمد بن طولون کی مخالفت کی اور اس سے منحرف ہو کر موفق کے پاس چلا گیا اور موفق کے ساتھ مل کر زنگیوں سے معرکہ آرائی کی، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق سے ناراض ہو کر ابن طولون کے پاس مصر روانہ ہوا موفق نے اسحاق بن کنداجق گورنر موصل کو لکھ بھیجا کہ جس طرح ممکن ہو خلیفہ معتمد کو مصر جانے نہ دو اور دار الخلافہ کی طرف واپس کر دو، اسحاق اس حکم کی تعمیل کی غرض سے اپنے آخری حدود حکومت تک گیا اور حکمت عملی سے ان سپہ سالاروں کو جو خلیفہ کے ساتھ تھے گرفتار کر کے خلیفہ کو سامرا واپس لے آیا، اسی سنہ میں عوام الناس نے اپنے امیر ابراہیم خلیجی پر بغداد میں اس بہانے سے حملہ کر دیا کہ ابراہیم کے ایک غلام نے ایک عورت کو نشانہ تیرا جل بنادیا اہل بغداد نے ابراہیم خلیجی سے اس کی شکایت و فریاد کی مگر ابراہیم نے کچھ توجہ نہ کی اس پر عوام الناس کو اشتعال پیدا ہوا چنانچہ سب کے سب پہلے تو اس غلام پر ٹوٹ پڑے اور اس کو قتل کر کے آگے بڑھے اور ابراہیم کے مکان کو لوٹ لیا اس کے ساتھیوں اور مصاحبوں میں سے جو بھی سامنے آیا مار ڈالا گیا ابراہیم جان کے خوف سے موقع پا کر بھاگ گیا تب محمد بن عبید اللہ بن طاہر نائب بغداد سوار ہو کر عوام الناس کے مجمع کی طرف آیا یہ شخص ہر دل عزیز اور نہایت نیک تھا لوگوں کو سمجھا بھجا کر جو اسباب وغیرہ لوٹ لیا تھا اس کو واپس کر دیا اور یوں ہنگامہ ختم کر دیا، اسی سنہ میں خلف (ابن طولون کا ایک مصاحب) ثغور شامیہ پر حملہ آور ہوا اور طرسوس کو باز مار کے قبضہ سے نکال کر قید کر لیا، اہل طرسوس کو یہ بات ناگوار گذری لہذا جمع ہو کر خلف پر حملہ کر دیا اور باز مار گورنر طرسوس کو اس کی قید سے چھڑا لیا خلف بھاگ کر ابن طولون کے پاس پہنچا چنانچہ ابن طولون نے ان پر چڑھائی کر دی چونکہ اہل طرسوس نے ابن طولون کی یلغار پہنچنے سے پہلے ہی اپنے شہر کی پوری پوری حفاظت کر لی تھی لہذا وہ ناکامی کے ساتھ حمص واپس آ گیا پھر حمص سے دمشق آ گیا، اسی سنہ میں علویین اور جعفریین کے درمیان حجاز میں لڑائی ہوئی اور آٹھ آدمی جعفریوں کے مارے گئے گورنر مدینہ (فضل بن عباس عباسی) نے بیچ بچاؤ کرانے کی کوشش کی مگر دونوں گروپ اس پر ٹوٹ پڑے لہذا وہ بڑی مشکل سے اپنی جان بچا سکا،

اسی سنہ میں ہارون بن موفق نے اپنی طرف سے ابی الساج کو انباز رجبہ اور فرات کے راستے پر مقرر کیا محمد بن احمد کو کوفہ اور سواد کوفہ پر مقرر کیا گیا مگر محمد بن یثیم گورنر کوفہ نے چارج دینے سے انکار کر دیا چنانچہ دونوں میں جنگ ہو گئی جس میں ابن یثیم بھاگ گیا اور محمد بن احمد کامیابی کا جھنڈا لے کر کوفہ میں داخل ہو گیا، اسی سنہ میں عیسیٰ بن شیخ شیبانی گورنر آرمینہ و دیار بکر نے داعی اجل کو لبیک کہا اور جاں بحق تسلیم کر دی، اسی سنہ میں موفق اور ابن طولون کی ناچاقی حد سے زیادہ متجاوز ہو گئی خلیفہ معتمد نے دار العوام میں اور منبروں پر علانیہ ابن طولون پر لعنت کرنے کا حکم صادر کیا، اسحاق بن کنداجق کو ابن طولون کے صوبہ کی، حدود افریقیہ اور جاثارد سے کی حکومت عنایت کی، ابن طولون نے بھی موفق کا نام خطبہ اور سرنامہ سے نکال دیا، اسی سنہ میں ابن طولون نے ایک خونریز جنگ کے بعد رجبہ پر قبضہ کر لیا اور مالک بن طوق والی رجبہ شام کی طرف بھاگ گیا پھر شام سے ابن شامخ کے پاس مقام قر قیسیا چلا گیا۔

۲۷۰ھ کے واقعات: ۲۷۰ھ میں خبیت (زنگیوں کا سردار) مارا گیا اس کے مرنے سے اس کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، حسن بن زید علوی گورنر طبرستان نے بھی وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بھائی محمد جانشین بنا، احمد بن طولون گورنر مصر بھی راہی ملک عدم ہو گیا اور اس کے بیٹے خمارویہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی، اسحاق بن کنداجق (یہ خلیفہ کی طرف سے موصل کا گورنر تھا) نے ابن عباس عامل رقبہ، ثغور اور عواسم پر (جو ابن طولون کی جانب سے ان علاقوں کا گورنر تھا) فوج کشی کی اور دونوں میں بہت بڑی لڑائی ہوئی۔

۲۷۱ھ کے واقعات: ۲۷۱ھ میں مابین محمد علی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مقام مدینہ منورہ میں چل گئی دونوں نے آپس میں اپنے خاندان کے ایک گروپ کا کام تمام کر دیا اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹ لیا ایک مہینہ تک اس ہنگامہ کی بدولت مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمعہ نہ ہو سکا، اسی سنہ میں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث گورنر خراسان کو معزول کر دیا اور احمد بن عبد اللہ بن ابی ولف سے مقام اصفہان میں معرکہ آرائی ہوئی بالآخر عمرو بن لیث کو شکست کھانی پڑی، خمارویہ نے اسی سنہ میں شام کو ابوالعباس ابن موفق کے قبضہ سے دوبارہ واپس لے لیا ابن موفق بھاگ کر طرسوس پہنچا جیسا کہ ہم اس کو اوپر بالتفصیل بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں دربار خلافت سے احمد بن محمد طائی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظمہ کی حکومت عطا ہوئی، ان

دنوں مکہ معظمہ کا گورنر یوسف بن ابی الساج تھا طائی کی طرف سے بدر (طائی کا غلام) امیر حجاج بن کر مکہ معظمہ آیا یوسف نے مسجد حرام کے دروازے پر بدر سے لڑائی چھیڑ دی اور اس کو گرفتار کر لیا چنانچہ لشکریوں اور حجاج نے یوسف پر حملہ کر دیا اور بدر کو قید سے رہا کر کے یوسف کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔

۲۷۲ھ کے واقعات:..... ۲۷۲ھ کے نصف اول میں اذکر تلکین نے محمد بن زید علوی کے قبضہ سے مقام رے کو طاقت کے زور سے نکال لیا اذکر تلکین چار ہزار فوج کے ساتھ قزوین سے آیا تھا اور محمد بن زید علوی طبرستان سے ویلم کا ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا ہوا تھا دونوں میں بہت بڑا معرکہ ہوا محمد بن زید کے ساتھیوں میں سے چھ ہزار آدمی مارے گئے اور اذکر تلکین کو فتح نصیب ہوئی، اسی سنہ میں اہل طرسوس نے ابوالعباس بن موفق کو طرسوس سے بغداد کی جانب نکال دیا اور باز مار کو اپنا امیر بنالیا، سلیمان بن وہب وزیر السلطنت نے موفق کے قید میں وفات پائی حمدان بن حمدون اور ہارون شہر موصل میں داخل ہوئے وزیر صاعد بن مخلد فارس سے واسطہ واپس آیا اور موفق کے حکم سے سپہ سالاران لشکر اور اراکین حکومت نے اس کا استقبال کیا اور پیدل اس کے ساتھ ساتھ شہر میں آئے دست بوسی کی اور یہ تخت و تکر کے مارے کسی سے مخاطب نہیں ہو رہا تھا اور نہ کسی سے کچھ بولتا تھا اس کے بعد ہی موفق نے اس کو اس کے ساتھیوں اور اہل واعیال سمیت گرفتار کر لیا مکانات لٹوالے اور بغداد میں حکم بھیج دیا کہ اس کے بیٹے ابویسی اور صالح اور بھائی عبدون کو گرفتار کر لیا جائے، پھر اس کی جگہ عہدہ کتابت (سکریٹری شپ) ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو دے دی گئی اور صرف اسی کو ہی سکریٹری رکھا، بنو شیبان نے اسی سنہ میں موصل اور موصل کے آس پاس علاقوں پر حملہ کیا، ہارون خارجی نے بنو شیبان کا مقابلہ کرنے کے ارادے سے فوجیں فراہم کیں اپنے دوستوں اور ہمدردوں کو کمک بھیجنے کو لکھا چنانچہ احمد بن حمدون تغلبی ایک فوج کا دستہ لے کر پہنچ گیا اور یہ سب کے سب جمع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گئے اور دجلہ کو مشرقی جانب سے عبور کر کے نہر خاور کی طرف بڑھے دونوں فوجوں کا اسی نہر پر مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں ہارون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اہل نینوی جلا وطن ہو کر نکل گئے۔

۲۷۳ھ کے واقعات:..... ۲۷۳ھ میں اسحاق بن کنداہق اور محمد بن ابی الساج میں چپقلش ہو گئی محمد بن ابی الساج ابن طولون سے مل گیا اور رجزیرہ اور موصل پر قابض ہو کر ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھا اور شرارت سے پنچہ آزمائی کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اسی سنہ میں موفق نے لولوء (یہ ابن طولون کا غلام تھا اور موفق سے مل گیا تھا) کو گرفتار کر لیا چار لاکھ دینار جرمانہ وصول کئے اسی زمانہ سے لولوء کا زوال شروع ہوا حتیٰ کہ اپنے پرانے ولی نعمت ابن طولون کے بیٹے ہارون بن خمارویہ کے پاس پھر مصر واپس آ گیا۔ ۲۷۴ھ میں موفق نے فارس کا رخ کیا اور اس کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد عمرو کرمان و بختان کی طرف لوٹ آیا اور موفق بغداد کی جانب چلا گیا۔

۲۷۵ھ کے واقعات:..... ۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج خمارویہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا خمارویہ نے اس کی گوشمالی کی غرض سے فوج کشی کر دی چنانچہ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار ابن ابی الساج شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا اور خمارویہ نے شام پر قبضہ کر کے اس کا تعاقب کیا ابن ابی الساج نے حدیثہ پہنچ کر دم لیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ خمارویہ واپس ہو گیا، اسحاق بن کنداہق اس موقع کو مناسب تصور کر کے خمارویہ سے مل گیا خمارویہ نے ایک لشکر چند سپہ سالاروں کے ساتھ اسحاق کے ہمراہ اس کے تعاقب اور گرفتاری کے لئے روانہ کیا ابھی اسحاق عبور کر نے کی ارادے سے کشتیوں کو فراہم کر رہا تھا کہ ابن ابی الساج اس کی آنے کی اطلاع پا کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا اسحاق نے یہ خبر پا کر اس کا تعاقب کیا اور مقام قصر حرب میں دونوں کی جنگ ہو گئی اگرچہ اسحاق کے لشکر میں ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج تھی مگر پھر بھی اسے شکست ہوئی رقبہ تک ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق سے اسحاق کے تعاقب میں شام تک بڑھ جانے کی اجازت طلب کی اس دوران خمارویہ کی طرف سے ایک فوج اسحاق کی کمک پر آ گئی چنانچہ حدود شام میں دونوں میں معرکہ آرائی ہوئی جس میں ابن ابی الساج کو شکست ہوئی اور وہ بھاگ کر موفق کے پاس آ گیا اسحاق نے دیار ربیعہ اور دیار مضر پر قبضہ کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے، اسی سنہ میں احمد بن محمد طائی نے کوفہ سے فارس عبدی کے مقابلہ کے لئے فوج کشی کی طائی دربار خلافت کی طرف سے کوفہ سواد کوفہ، خراسان، سامرا، شرطہ بغداد، محکمہ مال بادر ویا اور قطر ل کا گورنر تھا چنانچہ فارس عبدی کے مقابلہ میں اس کو شکست ہوئی اسی ۱ شکست کے بعد موفق نے طائی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے سارے مال و اسباب کو ضبط کر لیا، اسی سنہ میں موفق

نے اپنے بیٹے ابوالعباس کے لئے سزائے قید تجویز کی، رافع بن ہرثمہ نے جرجان کو محمد بن زید کے قبضہ سے نکال لیا اور استرآباد کا دو برس تک محاصرہ کئے رہا محمد نے ۲۷۱ھ میں ساریہ اور طبرستان سے ایک فوج استرآباد کو بچانے کے لئے روانہ کی، رستم بن قارن امن حاصل کر کے طبرستان سے رافع کے پاس آ گیا اور علی بن لیث کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی اس کو اس کے دونوں بیٹوں معدل و لیث سمیت اس کے بھائی نے کرمان میں قید کر دیا تھا اسی زمانہ میں رافع نے محمد بن ہارون کو شالوس کی جانب روانہ کیا علی بن کافی امن حاصل کر کے محمد بن ہارون سے مل گیا محمد بن زید نے یہ خبر سن کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا رافع کو اس کی اطلاع ہوئی تو لشکر آراستہ کر کے فوراً کوچ کر دیا محمد بن زید یہ سن کر ملک و یلم بھاگ گیا اور قزوین تک رافع نے تعاقب کیا اور جب وہ ہاتھ نہ آیا تو قزوین کو تاخت و تاراج کر کے مقام رے واپس آ گیا۔

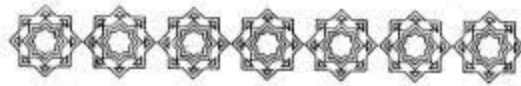
۲۷۱ھ کے واقعات: ۲۷۱ھ میں خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے خوش ہو گیا اور ان کو حکومت عنایت کی اور اس کے نام کو جھنڈوں اور ڈھالوں پر کندہ کرایا، عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے پولیس بغداد کا عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر کو افسر بنایا اور کچھ عرصہ کے بعد اس نے سرتابی کی تو عمرو بن لیث نے اسے معزول کر دیا، اسی سنہ میں موفق نے بقصد اتکوتکین کے پاس جانے اور احمد بن عبد العزیز بن ابی ولف جیل کا رخ کیا جیسا کہ ان واقعات کا اوپر ذکر ہو چکا ہے، اسی سنہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کی حکومت عطا کی مگر عبد اللہ بن حسین گورنر مرانہ نے راستہ نہیں دیا چنانچہ لڑائی ہوئی اور ابن ابی الساج نے پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دیدی اور باجود کامیابی کے عبد اللہ کو بدستور بحال رکھا، ہارون خارجی نے اسی سنہ میں حدیثہ سے موصل پر چڑھائی کی مگر اہل موصل نے معذرت کر لی اور گردن اطاعت جھکا دی چنانچہ ہارون کے دل میں رحم آ گیا اور جنگ موصل سے دست کش ہو گیا۔

۲۷۲ھ کے واقعات: ۲۷۲ھ میں چونکہ خمارویہ نے تیس ہزار دینار، پانچ سو خلعتیں، پانچ سو خز کی چادریں اور بیشمار اسلحہ گورنر طرسوس باز مار کے پاس بطور تحفہ بھیج دیئے تھے اس لئے باز مار نے خطبہ میں خمارویہ کے نام کو دعا کے ساتھ پڑھ دیا اس کے بعد جب خمارویہ کو معتبر ذرائع سے اس کی خبر ملی تو پچاس ہزار دینار اور بھیج دیئے۔

۲۷۸ھ تا ۲۷۹ھ کے واقعات: ۲۷۸ھ میں موفق کی وفات ہو گئی اور اسکی جگہ معتضد کی ولی عہدی کی بیعت لی گئی، قرامطہ کا ظہور بھی اسی سنہ میں ہوا جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو۔ ۲۷۹ھ میں خلیفہ معتمد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہدی سے معزول کر کے یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی خلافت کا وارث ہوگا اسی سنہ میں خوارج اور اہل موصل اور بنی شیبان کی لڑائی ہوئی بنی شیبان کا پیشوا ہارون بن سیمہ تھا اس کو محمد بن اسحاق بن کنداج نے امیر موصل مقرر کر کے روانہ کیا تھا مگر اہل موصل نے اس کو موصل نے امارت کی کرسی پر بیٹھنے نہیں دیا تب ہارون نے بنی شیبان سے راہ و رسم پیدا کی اور ان کے ساتھ مل کر موصل پر حملہ آور ہوا اہل موصل نے ہارون خارجی اور حمدان بن حمدون کی پشت پناہی سے مدافعت کی غرض سے لشکر آرائی کی اور ایک خونریز جنگ کے بعد بنی شیبان نے ان کو شکست دیدی، اس واقعہ سے اہل موصل کے دلوں پر ہارون بن سیمہ کے خوف کا سکہ بیٹھ گیا انہوں نے چند امراء کو بغداد کی جانب گورنر مقرر کرانے کے لئے روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتمد نے محمد بن یحییٰ مجروح کو جو راستے کی حفاظت پر مامور تھا حکومت موصل عنایت کی چنانچہ یہ ایک مدت تک موصل کا گورنر رہا اس کے بعد معزول کر کے علی بن داؤد کردی کو موصل کا گورنر بنا دیا گیا۔

معتمد کی وفات: خلیفہ معتمد علی اللہ ابوالعباس احمد بن متوکل نے اپنی خلافت کے تیسویں برس جبکہ ماہ رجب ۲۷۹ھ کے ختم ہونے میں دس راتیں ۱۰ باقی رہ گئیں تھیں وفات پائی اور سامرا میں مدفون ہوا۔

الحمد للہ حصہ اول کا ترجمہ مکمل ہوا



① (تاریخ طبری جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۱)، مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۲۵۸، (الجواہر الثمین جلد ۱۵ صفحہ ۱۵۷) اور (الجوامع الزاہرہ جلد ۱۰ صفحہ ۸۰) پر لکھا ہے کہ رجب کا مہینہ ختم ہونے میں ۱۱ راتیں باقی تھیں۔

تاریخ ابن خلدون

جلد چہارم

﴿ حصہ دوم ﴾

www.ahlehaq.org

احمد بن موفق معتضد باللہ ۲۷۹ھ تا ۲۸۹ھ

معتضد علی اللہ پہلا خلیفہ ہے جس نے دوبارہ بغداد کو ایسا دار الخلافہ بنایا اس نے پورا زمانہ خلافت نہایت مجبوری اور مغلوبیت کے ساتھ ختم کیا اس کا بھائی موفق اس پر حاوی تھا یہ کسی کام میں کچھ داخل نہیں ہو سکتا گورنروں کی تقرری و تنزلی اور سارے احکامات موفق کے جاری و ساری تھے معتضد صرف نام کا خلیفہ تھا اور درحقیقت موفق خلافت کر رہا تھا جس وقت ۲۷۸ھ میں موفق کا انتقال ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کرنا چکے ہیں اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالعباس احمد معتضد باللہ ولی عہد کی کرسی پر جانشین بنا اس نے بھی معتضد کے اثر حکومت کو وسیع نہ ہونے دیا اور اپنے باپ کی طرح ہر کام میں پیش پیش رہا پہلے تو خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد کی میں معتضد سے پہلے رکھا تھا مگر کچھ عرصے بعد جعفر کو معزول کر کے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں یہ اعلان کر دیا کہ میرے بعد معتضد ہی وارث خلافت ہوگا۔

معتضد کی خلافت:..... اس واقعہ کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہو گئی اور انتقال کے دوسرے دن امراء لشکر اور اراکین دولت نے معتضد نے تخت خلافت بیٹھنے کے بعد اپنے غلام بدر کو پولیس کی افسری دی، عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور محمد بن شاری بن ملک کو دستہ فوج جان نثاران پر مامور فرمایا۔ خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں عمرو بن لیث کا وفد (ڈیپوٹیشن) آیا اور عمرو بن لیث کی طرف سے ہدایا و تحائف پیش کئے اور حکومت خراسان کی درخواست کی، خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کے نام سند گورنری لکھ دی خلعت اور جھنڈا روانہ کیا معتضد کے زمانہ خلافت کے شروع میں نصر بن احمد سامانی کا انتقال ہوا اور اس کا بھائی اسماعیل ماوراء النہر پر حکمرانی کرنے لگا۔

رافع بن ہرثمہ:..... گورنر خراسان رافع بن ہرثمہ ۱ نے شاہی املاک پر جو رے میں تھیں قبضہ کر لیا تھا خلیفہ معتضد نے تخت خلافت پر بیٹھنے کے بعد رافع کو لکھ بھیجا کہ شاہی املاک سے ہاتھ کھینچ لو اور اپنا قبضہ ختم کر دو مگر رافع نے کچھ بھی خیال نہ کیا خلیفہ معتضد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام ایک فرمان رافع کو نکالنے کا روانہ کیا چنانچہ احمد بن عبدالعزیز نے رافع بن لیث سے لڑ کر ”رے“ سے نکال دیا۔

رافع شکست کے بعد:..... رافع بن ہرثمہ ۲ اس شکست کے بعد جرجان کی طرف چلا گیا ۲۸۳ھ میں نیشاپور پہنچا عمرو کی اس سے معتدلڑائیاں ہوئیں بالآخر رافع شکست کھا کر ایبورد کی جانب بھاگ گیا پکڑ دھکڑ کے دوران عمرو نے اپنے بھائی بیڑوں معدل اور لیث کو اس کے پنجہ ظلم سے چھڑا لیا ان دونوں کا تذکرہ اس پہلے اوپر ہو چکا ہے اس کے بعد رافع نے ہرات کی طرف کوچ کر دیا عمرو کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ سرخس پہنچ کر عمرو کے بعض سپہ سالاروں نے عمرو سے ساز بلند کر لی اور رافع سے علیحدہ ہو کر عمرو سے جا ملے اس سے رافع کو سخت نقصان اٹھانا پڑا اور وہ شکست کھا کر بھاگا چونکہ محمد بن زید نے کسی زمانہ میں رافع سے امداد کا وعدہ کیا تھا چنانچہ مایوسی اور پے در پے ناکامی و شکست کے بعد اسے محمد بن زید کا خیال آ گیا فوراً اپنے بھائی محمد بن ہرثمہ کو روانہ کیا مگر محمد بن زید نے وعدہ پورا نہ کیا۔

رافع کا قتل:..... اس دوران رافع کے مصاحبین، احباب اور غلاموں نے اسے چھوڑ دیا اور محمد بن ہارون بھی علیحدہ ہو کر احمد بن اسماعیل کے

① صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہی ہے وضاحت کی ضرورت اس لئے پیش آئی کیونکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے قدیم ترجمے میں بھی اس عنوان کے تحت کاتب سے ایک جگہ غلطی ہوئی ہے جبکہ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۵ پر کمپوزر نے غلطی سے رافع بن ہرثمہ کے بجائے رافع بن لیث تحریر کر دیا ہے یعنی قدیم مترجم نے صحیح لکھا ہے وہاں جدید ایڈیشن میں غلطی ہے اور جہاں جدید ایڈیشن میں صحیح ہے وہاں قدیم ترجمے میں غلطی ہے (شاء اللہ)

② یہاں صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہے رافع بن لیث نہیں ہے، یہی وہ جگہ ہے جہاں قدیم مترجم سے یا کاتب سے غلطی ہوئی تھی اور جدید عربی ایڈیشن میں اس جگہ صحیح نام رافع بن ہرثمہ ہی تحریر ہے، جدید ایڈیشن میں ہیڈنگ (عنوان) لکھنے میں غلطی ہوئی تھی غلطیوں سے پاک تو صرف اللہ کی ذات ہے۔

پاس بخارا چلا گیا رافع نے گنتی کے چند سپاہیوں اور مال و اسباب و آلات حرب سمیت خوارزم کا راستہ لیا خوارزم شاہ کو خبر لگ گئی (اپنے گورنر ابو سعید درعانی کو لکھ بھیجا کہ ”یہ موقع اچھا ہے جس طرح ممکن ہو جھانسنہ دے کر میرے پاس لے آؤ“ چنانچہ ابو سعید نے رافع کو نہایت عزت و احترام ① سے ٹھہرایا خلوص و محبت ظاہر کی اور حالت غفلت میں اس کا سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا یہ واقعہ شوال ۸۳ھ کا ہے۔

ابی جوزہ محمد بن عبادہ:..... خوارج موصل کے حالات ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ان لوگوں نے مساور کے بعد ہارون شاری کو اپنا امیر بنالیا تھا جیسا کہ ان خوارج کے حالات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے بعد ۲۸۰ھ میں بنی زہیر سے محمد ② بن عبادہ ابی جوزہ مشہور نے قبر اثار بقاء سے ہارون کی مخالفت پر کمر ہمت باندھی ابی جوزہ ایک غریب و مفلس شخص تھا نہایت عسرت و تنگی سے بسر اوقات کرتا تھا اس کے اور اس کے بیٹوں کی گذار اوقات اس پر منحصر تھی کہ جنگل سے لکڑیاں چن کر لاتے اور شہر میں ان کو فروخت کر کے اپنا پیٹ بھرتے تھے غرض اس کے وسائل معاش اسی قسم کے تھے مگر دینداری اور زہد خوب ظاہر کرتا تھا رفتہ رفتہ لوگوں کا میلان اس کی جانب ہو گیا اس نے لوگوں کو جمع کر کے ایک گروپ قائم کر لیا اور ان پر حکمرانی کرنے لگا تھوڑے دنوں بعد قرب و جوار کے دیہاتی بھی اس کے پاس آنے جانے لگے جس سے اس کی قوت بڑھ گئی پھر کیا تھا ہاتھ پاؤں نکالے اور صوبہ موصل کا زکوٰۃ و عشر وصول کر لیا مال و اسباب اور جن چیزوں سے مدد مل سکتی تھی ان کی حفاظت کی غرض سے سنجار کے قریب قلعہ بھی تعمیر کر لیا اور اس میں اپنے بیٹے ابو ہلال کو ڈیڑھ سو آدمیوں کے ساتھ ٹھہرایا۔

ہارون خارجی کا حملہ:..... ہارون شاری کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اپنے مصاحبوں اور مشیروں کو جمع کر کے مشورہ کیا اور ان کے اتفاق رائے سے قلعہ کو گھیر لیا ان دنوں ابو جوزہ قبر اثار میں تھا قلعہ کا محاصرہ نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے کیا گیا تھا چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی گئی آمد و رفت قطعاً مسدود کر دی گئی تھوڑے ہی دنوں میں قلعہ فتح ہونے کے آثار نمایاں ہو گئے قبیلہ بنو تغلب کے کچھ لوگ ہارون کے ساتھ تھے جب انھوں نے اس بات کا احساس کر لیا کہ قلعہ عنقریب فتح ہونے والا ہے تو قلعہ میں جتنے بنی زہیر تھے ان کو امن دے دی مگر امن دینے سے پہلے ابو ہلال کا چند آدمیوں سمیت کام تمام کر دیا گیا تھا ہارون نے کامیابی کے ساتھ قلعہ پر قبضہ کر کے ابو جوزہ کی طرف قدم بڑھائے دونوں نے مقام ”قبر اثار“ میں صف کرائی کہ پہلے حملہ میں تو ہارون کو شکست ہوئی مگر اس نے پھر پلٹ کر ایسا پروزہ حملہ کیا کہ ابو جوزہ کے قدم میدان جنگ سے ڈر کر ڈگمگائے اور وہ ہزیمت اٹھا کر انتہائی ابتری کے ساتھ بھاگا ایک ہزار چار سو آدمی مارے گئے ہارون نے اس کی لشکر گاہ پر پہنچ کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور اس کے مال و اسباب کو اپنے لشکریوں پر تقسیم کر دیا۔

ابو جوزہ کی موت:..... ابو جوزہ اس شکست فاش کے بعد آمد پہنچا احمد بن عیسیٰ بن شیخ گورنر آمد سے مقابلہ کیا اس کا انجام یہ ہوا کہ احمد نے ابو جوزہ کو گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا خلیفہ معتضد نے اس کی کھال کھنچوالی جس سے مر گیا۔

خلیفہ معتضد اور بنی شیبان:..... (ماہ صفر) ۲۸۰ھ میں خلیفہ معتضد نے دار الخلافہ بغداد سے بنی شیبان کے ارادے سے زمین جزیرہ کی جانب کوچ کیا بنی شیبان موکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کر مرعوب ہو کر روپوش ہو گئے خلیفہ معتضد نے ”بن“ ③ کے قریب عرب خانہ بدوش کے ایک گروپ پر جودن دھاڑے مسافروں کو لوٹ لیتے تھے حملہ کیا اور ان کو زیروز بر کر کے موصل واپس لوٹ گیا اس واقعہ سے بنی شیبان بے حد ڈر گئے اور اظہار اطاعت کی غرض سے نقد و جنس فراہم کر کے خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور معذرت کی اور بطور ضمانت چند لوگوں کو حوالہ کر دیا خلیفہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور لشکریوں کو دار الخلافہ کی جانب واپسی کا حکم دیا اور بغداد پہنچ کر احمد بن عیسیٰ بن شیخ کے نام فرمان روانہ کیا کہ آمد میں ابن کندیق کا جتنا مال و اسباب تمہارے ہاتھ آیا ہو بارگاہ خلافت میں بھیج دیا جائے چنانچہ احمد نے وہ سب مال و اسباب اور تحائف ④ و ہدایا کثیرہ روانہ کر دیا۔

①..... یہاں جگہ خالی تھی جسے تاریخ ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۶۸ سے پر کیا گیا۔ ②..... یہ بھی مذہب کے لحاظ سے خارجی تھا، دیکھیں (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۲) (مترجم)

③..... ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۲۶ پر سن کے بجائے سند تحریر ہے۔ ④..... دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۴ صفحہ ۵۷۰۔

ماردین پر قبضہ:..... چونکہ حمدان ۱ بن حمدون کے بارے میں یہ شک گذر رہا تھا کہ یہ، مارون شاری خارجی کی طرف مائل ہو گیا ہے اور اس کے حامیوں میں شامل ہو گیا ہے اس لئے ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے بغداد سے پھر کوچ کیا بنی تغلب کے خانہ بدوش جمع ہو کے مقابلہ پر آئے اور پہلے ہی معرکہ میں منہ کی کھا کر بھاگے ایک بڑا گروہ مارا گیا بہت سے زاب میں ڈوب کر مر گئے خلیفہ معتضد نے موصل کا رخ کیا اس عرصہ میں یہ خبر ملی کہ حمدان ماردین چھوڑ کر بھاگ گیا ہے اور اپنے بیٹے کو قلعہ میں ٹھہرا گیا ہے خلیفہ معتضد نے اسی وقت ماردین پر حملہ کر دیا چنانچہ تمام دن لڑائی ہوتی رہی اگلے دن خلیفہ معتضد سوار ہو کر قلعے کے دروازے پر گیا اور ابن حمدان کو آواز بلند سے پکار کر دروازہ کھولنے کو کہا اس سے ابن حمدان پر ایسا خوف غالب ہوا کہ اس سے کچھ بن نہ پڑا اور دروازہ کھول دیا خلیفہ معتضد نے لشکریوں کو حکم دیا کہ جو کچھ قلعہ میں ہو اس کو باہر نکال لو اور قلعہ کو منہدم کر دو۔ اور حمدان کی گرفتاری اور اس کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے ایک دستہ فوج مقرر کر کے بغداد کی جانب واپس چلا گیا۔

جبل و اصفہان کا گورنر:..... ۲۸۱ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی (ملکشی) کو رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کی حکومت پر مقرر فرمایا حسن بن علی نے جو کہ کورہ مشہور تھا اور رافع بن لیث کی طرف سے رے کا عامل تھا ملکشی کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کی درخواست کی ملکشی نے امن دے دیا اور اس کو اپنے باپ کے پاس دار الخلافہ بھیج دیا۔

حمدان کی گرفتاری:..... ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد کا موکب اجلال موصل کی طرف روانہ ہوا اسحاق بن ایوب اور حمدان بن حمدون کو طلبی کے احکام لکھے اسحاق نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کر لی مگر حمدان نے سرکشی کی اپنے مال و اسباب اور حرم کو ایک محفوظ مقام میں ٹھہرا کر قلعہ نشین ہو گیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار و صیف اور نصر قسوری کی ماتحتی میں سرکوبی کی غرض سے روانہ کیا سرزمین موصل میں مقام دیر زعفران کے پاس سے اس لشکر کا گذر ہوا اس وقت اس مقام کی حفاظت کے لئے حسن بن علی کورہ حسین بن حمدان کے ساتھ موجود تھا حسین بن حمدان نے مرعوب ہو کر و صیف سے امن کی درخواست کی و صیف نے امن دے کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا خلیفہ معتضد نے دیر زعفران منہدم کر دینے کا حکم صادر کر دیا اور حمدان کے تعاقب میں و صیف روانہ ہوا چنانچہ اس سے مقام باسورین میں مڈ بھیڑ ہو گئی جس میں حمدان کو شکست ہوئی اور وہ دجلہ جانب مغربی سے عبور کر کے دیار ربیعہ کی طرف بھاگا چنانچہ عسا کر شاہی نے بھی دجلہ عبور کیا کھڑا ہوا شاہی لشکر نے اس پر قبضہ کر کے پھر اس کا تعاقب کیا حمدان نے تنگ آ کر اسحاق بن ایوب کے خیمہ میں جا کر پناہ لے لی جو کہ خلیفہ معتضد کی لشکر گاہ میں نصب تھا اسحاق بن ایوب نے اس کو دربار خلافت میں پیش کر دیا چنانچہ خلیفہ نے حکم دیا کہ حمدان کو نظر بند کر دو اور چند سپاہی اس کی حفاظت و نگرانی پر مامور کر دو۔

ہارون خارجی کا اشتعال:..... خلیفہ معتضد اس مہم سے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے فارغ ہو کر خراج کے معلول اور عمال کے تقرر کی غرض سے نصر قسوری ۲ کو موصل میں ٹھہرا کر خود واپس ہو گیا چنانچہ ایک گورنر ۳ نصر کے حکم سے موصل کے اطراف میں گیا وہاں ہارون خارجی کے ساتھیوں میں سے ایک گروپ نے موقع پا کر رات کی وقت حالت غفلت میں حملہ کر دیا اتفاق سے ہارون کا ایک نامور ساتھی ۴ اس ہنگامہ میں مارا گیا ہارون کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا اس نے اچانک موصل کے آس پاس فتنہ و فساد برپا کر دیا نصر نے ہارون کو ڈانٹ بھرا ایک خط تحریر کیا ہارون نے اس سے زیادہ غلط جواب دیا اور خلیفہ معتضد کے تذکرے کی طرف توجہ نہ کی نصر نے اس خط کو اپنے خط کے ساتھ دربار خلافت میں بھیج دیا خلیفہ معتضد اسے دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا اور فوراً جنگ کی تیاری کا حکم صادر کر دیا موصل کی حکومت پر ان دنوں بکتم طاشمر تھا انتظاماً اس کو معزول اور قید کر کے حسن بن علی کورہ کو

۱..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۶ پر حمدان بن حمدون کے بجائے احمد بن حمدون تحریر ہے جبکہ صحیح حمدان بن حمدون ہی ہے کیونکہ اس کے بعد حمدان کی گرفتاری کے عنوان کے تحت جدید عربی ایڈیشن میں بھی حمدان بن حمدون ہی تحریر ہے۔

۲..... ایک نسخے میں قسوری تحریر ہے جو کہ غلط ہے، صحیح قسوری یا قشوری ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۵

۳..... یہ معلثا یا کامل تھا، خراج وصول کرنے کا معلثا یا جار ہا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۷ (مترجم)

۴..... اس شخص کا نام جعفر تھا، ہارون کے سربراہ آوردہ احباب سے تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد صفحہ ۱۸۷

حکومت کی ہدایت فرمائی چنانچہ حسن بن علی نے لشکر آرائی کی وہاں موصول کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کیا شہر اور کمپ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں غلہ وغیرہ کا ایک کافی ذخیرہ اکٹھا کر لیا اس دوران وہ وقت آ گیا کہ کاشتکاروں نے کھیت کھلیاں اٹھالیا۔ تب حسن نے بسم اللہ کر کے اپنے لشکر کے ساتھ زاب کو عبور کیا مغلہ کے قریب فریقین نے صف آرائی کی اور بہت بڑی لڑائی ہوئی تب ہزاروں کا کام تمام ہو گیا بالآخر ہارون کو شکست ہو گئی اکثر حصہ اس کے ساتھیوں کا مارا گیا اور بڑا حصہ آذر بایجان کی طرف بھاگ گیا ہارون جان کے خوف سے بیابان میں چھپ گیا اس کے نامی گرامی مصاحبین اور مشیروں نے امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ معتضد نے ان سب کی درخواستیں منظور کر لیں۔

ہارون کی گرفتاری:..... پھر ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون خارجی کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا اور تکریت پہونچا حسین بن حمدان کو تین سو سواروں کے ساتھ روانہ کیا اور اس کی درخواست پر یہ وعدہ کر لیا کہ اگر ہارون گرفتار کر لیا جائے گا تو اس کے باپ کو قید سے رہا کر دیا جائے گا حسین کے ساتھی اس مہم میں وصیف وغیرہ بھی شریک تھے رفتہ رفتہ دجلہ کے ایک نایاب مقام پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور وصیف سے مخاطب ہو کر بولا ”دیکھو یہ پاؤں تک پانی والا مقام ہے ظن غالب یہ ہے کہ ہارون اسی مقام سے دریا عبور کرے گا تم اس مقام سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں یا تم کو یہ خبر کسی معتبر ذریعہ سے نہ ملے کہ ہارون کا میں نے کام تمام کر دیا ہے“ وصیف چند آدمیوں کے ساتھ اس مقام پر ٹھہر گیا اور حسین باقی سواروں کو لے کر ہارون کی تلاش میں روانہ ہوا دو ایک منزل کے بعد ہارون سے ٹڈ بھڑ ہو گئی چنانچہ پہلے ہی حملہ میں ہارون شکست کھا کر بھاگا اس کے چند ساتھی اس معرکہ میں کام آ گئے وصیف کو اس وقت تک تین دن ہو گئے تھے ابھی کوئی خبر حسین اور ہارون کی سنی نہیں گئی تھی اور وہ انتظار کرتے کرتے اکتا گیا تھا لہذا حسین کی تلاشی میں کوچ کر دیا۔ اس کے روانہ ہونے کے بعد ہی ہارون شکست کھا کر پہنچ گیا اور اس پایاب مقام سے دریا عبور کر گیا اس دوران حسین بھی پہنچ گیا اور وصیف کو اس مقام پر نہ پا کر بہت گھبرایا لیکن پھر مطمئن ہو کر ہارون کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور قبائل عرب میں سے ایک قبیلہ کے پاس پہنچا جہاں پر کہ ہارون پناہ گزین تھا پوچھنے پر ان لوگوں نے حسین کو ہارون کا پتہ بتا دیا چنانچہ حسین نے پتھلکر ہارون کو گرفتار کر لیا اور پابز نجیر خلیفہ معتضد کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا۔

عمر تناک قتل:..... خلیفہ معتضد ماہ ربیع الاول سن مذکور کی آخری تاریخوں میں بغداد واپس گیا اور دار الخلافت پہنچ کر حسین اور اس کے بھائیوں کو خلعتیں عنایت کیں اور حسب وعدہ اس کے باپ حمدان کو رہا کر دیا اور انعام و صلے عطا کئے ہارون کے ساتھ یہ معاملہ کیا گیا کہ ہاتھی پر زبردستی سوار کر کے شہر میں گھمایا آگے آگے نقیب کہتے جاتے تھے ”لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون“ ① کے بعد صلیب دے دی یہ صفحہ دی تھا اس واقعہ پر اس کا باب ختم ہو گیا۔

ابودلف کا پوتا عمرو:..... اس واقعہ سے پہلے ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے موصل سے بلاد جیل کی جانب کوچ کیا اور کرخ پہنچا عمرو بن عبدالعزیز بن ابی دلف یہ خبر سن کر بھاگ گیا چنانچہ معتضد نے اس کا مال و اسباب ضبط کر لیا عمرو بن عبدالعزیز کے پاس ایک دانہ یا قوت کا تھا خلیفہ معتضد کی نیت اس پر لگی ہوئی تھی لکھ بھیجا کہ خط دیکھتے ہی وہ موتی فوراً بھیج دو چنانچہ عمرو بن عبدالعزیز نے بھیج دیا۔

عمرو کی صلح:..... اس کے بعد خلیفہ معتضد نے وزیر السلطنت عبید اللہ بن سلیمان کو اپنے بیٹے کے پاس ”رے“ روانہ کیا اور وہاں سے واپسی کے بعد عمرو بن عبدالعزیز کی طرف روانہ کر دیا عمرو بن عبدالعزیز نے امن کی درخواست کی اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی وزیر السلطنت نے عمرو بن عبدالعزیز اور اس کے سارے خاندان کو خلعتیں عنایت کیں۔ ادھر عمرو بن عبدالعزیز کے امن حاصل کرنے سے پہلے اس کا بھائی بکر بن عبدالعزیز وزیر السلطنت اور بدر ② سے امن حاصل کر چکا تھا اور انھوں نے اس کو عمرو بن عبدالعزیز کے صوبہ کی حکومت عمرو بن عبدالعزیز سے

① ہمارے پاس موجود عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۷ پر جو عبارت تحریر ہے اس کا ترجمہ اس طرح ہے کہ ہارون کو ہاتھی پر بٹھا کر شہر میں گھمایا گیا جبکہ ہارون بلند آواز سے کہہ رہا تھا ”لاحکم الا للہ ولو کرہ المشرکون“ یعنی حکم دینے کا حق صرف اللہ ہی کو ہے اگرچہ مشرکوں کو یہ بات بری لگے۔

② یہ خلیفہ معتضد کا ایک آزاد کردہ غلام تھا اس کی ناک کا بال بنا ہوا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۸۸ (مترجم)

جنگ کرنے کے لئے دی تھی جب عمرو بن عبدالعزیز نے حاضر ہو کر امن حاصل کر دیا تو وزیر السلطنت اور بدر نے بکر سے مخاطب ہو کر کہا ”ہم نے تم کو اس وقت حکومت دی تھی جب تمہارا بھائی سرکش اور باغی تھا اب چونکہ اس نے اطاعت قبول کر لی ہے اور ہم نے تم کو بھی سند حکومت دے دی ہے لہذا (عمرو کی طرف بھی اشارہ کر کے) تم دونوں دوسرا حکم لینے کے لئے دربار خلافت میں جا کر حاضری دو“ بکر تو یہ سن کر ہواز کی طرف بھاگ گیا اور عمرو بن عبدالعزیز کی جانب سے اصفہان پر عیسیٰ نوشری مامور ہوا وزیر السلطنت نے ایک اطلاعی خط اس واقعہ کا دربار خلافت میں روانہ کر دیا اور خلیفہ معتضد کے بیٹے سے ملنے کے لئے رے کا راستہ لیا۔

بکر بن عبدالعزیز بن ابی دلف:..... خلیفہ معتضد نے وصیف موشکیر کو بکر بن عبدالعزیز کی طرف اہواز روانہ کیا چنانچہ حدود فارس میں بکر سے سامنا ہوا بکر رات کے وقت چھپ کر اصفہان روانہ ہو گیا وصیف چھلا کر بغداد کی جانب واپس ہو گیا تب خلیفہ معتضد نے بدر کو بکر بن عبدالعزیز کی گرفتاری اور جنگ کا حکم دیا بدر اپنی طرف سے عیسیٰ نوشری کو اس حکم کی تعمیل پر متعین کیا اطراف اصفہان میں بکر اور عیسیٰ نوشری کی مڈ بھڑ ہو گئی بکر نے عیسیٰ کو شکست فاش دے دی پھر ۲۸۴ھ میں دوبارہ عیسیٰ نے بکر سے معرکہ آرائی کی اطراف اصفہان ہی میں فریقین کے درمیان بہت بڑی لڑائی ہوئی اس معرکہ میں عیسیٰ کو فتح نصیب ہوئی بکر کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور وہ بھاگ کر محمد بن زید علوی کے پاس طبرستان پہنچ گیا اور وہیں ۲۸۵ھ میں مر گیا۔

ابولیلی بن عبدالعزیز:..... عمرو بن عبدالعزیز نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنے بھائی حرث کو جس کی کنیت ابولیلی تھی گرفتار کر کے قلعہ زرد میں اپنے ایک خادم شفیع کی نگرانی کے قید کر دیا تھا لہذا جس وقت خلیفہ معتضد اس کے اطراف میں آیا اور عمرو نے امن حاصل کر لیا اور بکر بھاگ گیا قلعہ زرد جملہ مال و اسباب سمیت شفیع کے قبضہ میں رہ گیا اور ابولیلی نے شفیع سے اپنی رہائی کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا لیکن شفیع نے منظور نہ کیا چنانچہ ابولیلی خاموش ہو گیا شفیع روزانہ رات کو ابولیلی کے پاس عجیب و غریب داستانیں سننے آتا اور آدھی رات کے وقت واپس جاتا۔

ابولیلی کا فرار:..... ایک دن شفیع حسب دستور ابولیلی کے پاس بیٹھا ہوا قصہ سن رہا تھا اتفاق سے قضاء حاجت کی ضرورت پیش آ گئی اور اٹھ کر چلا گیا تو ابولیلی کو موقع مل گیا اس نے اپنی جگہ لکڑی کے ایک مجسم انسان کی تصویر اپنے بستر پر لٹا کر اسے چادر اوڑھادی اور لونڈی کو یہ لکڑی ہدایت کر کے کہ شفیع قضاء حاجت سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تو ابولیلی نے اپنے پاؤں کی اور ہاتھ کی زنجیریں کاٹ ڈالیں اور شفیع کے مکان کے قریب جا کر روپوش ہو گیا جب آدھی رات سے زیادہ گزر گئی اور چاروں طرف سنائے کا عالم ہو گیا تو اس وقت آہستہ آہستہ دربانوں سے آنکھیں بچا کر شفیع کی خواب گاہ میں پہنچ گیا اور اس کی تلوار سے جو سر ہانے رکھی تھی اس کا کام تمام کر دیا جب شور و غل مچا مکان کی ہر سمت سے خدام دوڑ پڑے مگر ابولیلی نے انہیں ڈانٹ کر کہا ”آنکھیں اونچی مت کرو میں نے شفیع کو قتل کیا ہے اب کسی کو اپنی جان عزیز نہ ہو تو میرے مقابلہ پر آ جائے تم لوگ سہولت و اطمینان سے رہو تو میں تم کو امن دینے کے لئے تیار ہوں ورنہ یہ تلوار ہے اور تمہاری گردنیں ہیں خدام یہ سن کر سہم گئے ابولیلی نے نشئی آمیز کلمات سے انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اس عرصہ میں اگر ادبھی آ کر جمع ہو گئے ابولیلی نے ان میں سے رفاقت کا عہد و پیمان لے لیا اور علم عباسیہ کی مخالفت پر کمر باندھ کر قلعہ سے عیسیٰ نوشری کی جانب خروج کر دیا عیسیٰ نے ان کا مقابلہ کیا اتفاق سے جنگ کے دوران ابولیلی کے گلے میں ایک تیر آ کر گھس گیا جس سے یہ تڑپ کر مر گیا اور اس کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے عیسیٰ نے اس کا سرا تار کر اصفہان بھیج دیا اور اسے اصفہان سے بغداد روانہ کر دیا گیا۔

ابن الشیخ کا واقعہ:..... ۲۸۵ھ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ کا جس نے آمد وغیرہ کو دبا لیا تھا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد جانشین ہوا خلیفہ معتضد نے ایک لشکر جرار مرتب ۱ کر کے چڑھائی کر دی اس مہم میں خلیفہ معتضد کا بیٹا ابو محمد علی مکلفی بھی شریک تھا موصل ہوتا ہوا آمد پہنچ گیا محاصرہ کر کے موقع موقع سے محققین نصب کر دیں اور سنگساری کا سلسلہ قائم ہو گیا ماہ ربیع الثانی ۲۸۶ھ تک آمد کا محاصرہ کئے رہا بالآخر محمد بن احمد نے طویل محاصرے سے تنگ آ کر اپنے لئے اور اہل آمد کے لئے امن کی درخواست کر دی اور عذر خواہی کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ معتضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور اس مہم کی یادگار قائم رکھنے کے لئے قلعہ کی فصیلوں اور شہر پناہ کو منہدم کر دیا اس کے بعد ہی یہ خبر ملی کہ محمد بن

۱..... ذی الحجہ ۲۸۵ھ میں خلیفہ معتضد نے حملہ کیا تھا، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۵ (مترجم)

احمد کی نیت بدل گئی ہے اور وہ بھاگنے کی فکر میں ہے اسے فوراً اس کے اہل و عیال سمیت گرفتار کر لیا۔

ابن ابی الساج کا حال:..... ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ محمد بن ابی الساج کو آذربائیجان کی گورنری مرحمت ہوئی تھی اور راستہ نہ دینے کی وجہ سے حسین کو مراغہ میں اس نے شکست فاش دے کر مراغہ کو فتح کر لیا تھا اور اس کے بعد آذربائیجان کے پورے صوبے پر قابض ہو گیا اور ۲۸۲ھ میں خلیفہ معتضد نے اس کے بھائی یوسف بن ابی الساج کو صیمرہ کی جانب فتح فلالتی (موفق کے غلام) کی کمک پر روانہ کیا تھا بجائے اس کے کہ یوسف فتح کی کچھ امداد کرتا اپنے ساتھیوں سمیت اپنے بھائی محمد بن ابی الساج کے پاس چلا گیا خلیفہ معتضد نے ناراضگی کا فرمان لکھا اس پر محمد نے بطور ضمانت اور آئندہ اطاعت و خیر خواہی کے لئے ثبوت کے لئے چند آدمیوں کی دربار خلافت میں روانہ کر دیا اور اس کے ہمراہ تحائف اور ہدایا بھی بھیجے۔

قرامطہ کا آغاز ۲۸۱ھ

بحرین و شام میں قرامطہ کا آغاز:..... ۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی قطیف (مضافات بحرین) میں آیا اور علی بن معلیٰ بن حمدان (یہ زیاد یوں کا آذر کردہ غلام) کے مکان میں مقیم ہوا اور یہ ظاہر کیا کہ مجھے مہدی امام زمان نے اپنا اپنی مقرر کر کے روانہ فرمایا ہے اور عنقریب وہ بھی خروج کرنا چاہتے ہیں علی مذہباً شیعہ تھا اس نے شیعان قطیف کو جمع کر کے مہدی کا خط جس کو یحییٰ نے پیش کیا پڑھ کر کے سنایا تا کہ مضافات بحرین میں یہ خبر مشہور ہو جائے شیعان قطیف نے نہایت خلوص و اطاعت شعاری سے اس کو سنا اور ظہور مہدی کے وقت خروج کا وعدہ کیا انھیں شیعان قطیف میں ابوسعید جنابی ① بھی تھا اہل قطیف میں سے یہ ایک بڑی حیثیت والا معزز شخص تھا۔

یحییٰ کا دعویٰ:..... اس واقعہ کے بعد یحییٰ تھوڑے دنوں کے لئے غائب ہو گیا کچھ دن واپس آیا تو ایک دوسرا خط مہدی کا پیش کیا جس میں اہل قطیف کی اطاعت و اقرار رفاقت کا شکریہ لکھا تھا اور یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ ہر شخص چھتیس، چھتیس دینار یحییٰ کی نذر کرے شیعان قطیف نے بطیب خاطر اس حکم کی بھی تعمیل کی اس کے بعد یحییٰ پھر غائب ہو گیا کچھ عرصے بعد پھر آیا اور ایک تیسرا خط پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ”تم لوگ اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زمان کے لئے یحییٰ کے حوالہ کرو“ شیعان قطیف نے اس کی انتہائی مستعدی سے تعمیل کی غرض یہ کہ یحییٰ آئے دن قبائل قیس میں آ جا رہا تھا اور ہر بار ایک خط یہ کہہ کر کہ یہ مہدی امام زمان کی جانب سے ہے پیش کرتا رہا اس کے بعد ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں قرامطہ کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرچہ پانچ دنوں میں جتنے قرامطہ تھے وہ سب آ کر جمع ہو گئے قرب و جوار کے قصبات اور دیہات کو تخت و تاراج کر کے بصرہ کے ارادے سے قطیف کی طرف روانہ ہوا۔ (احمد ② بن محمد بن یحییٰ واثقی گورنر بصرہ نے دربار خلافت میں اس کی اطلاع کر دی خلیفہ معتضد نے بصرہ کی حفاظت کے خیال سے شہر پناہ بنانے کا حکم دیا جس کی تعمیل میں چودہ ہزار دینار خرچ ہوئے) جس وقت ابوسعید بصرہ کے قریب پہنچا دارالخلافت سے بھی عباس بن عمر غنوی (جو فارس کا گورنر تھا اور جنگ قرامطہ کی ضرورت کے پیش نظر یمامہ و بحرین کا گورنر مقرر کیا گیا تھا) دو ہزار سواروں کو لے کر بصرہ کے بچانے آ گیا اس دو ہزار فوج کے علاوہ متطویہ (والنیر ز) اور غلاموں کا ایک جم غفیر بھی تھا بصرہ سے باہر ابوسعید سے مدد بھیڑ ہو گئی چنانچہ صبح سے شام تک بڑے زور شور سے لڑائی ہوتی رہی جب چاروں طرف رات کی تاریکی چھا گئی تو فریقین نے لڑائی موقوف کر دی اور ابوسعید بنی ضبہ اور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ کی جانب لوٹا اور عباس اپنی لشکر گاہ میں آیا دوسرے دن صبح ہوتے پھر جنگ چھڑ گئی اس جنگ میں ابوسعید کو فتح نصیب ہوئی اور عباس گرفتار ہو گیا بصرہ کو قرامطہ نے چاروں طرف سے گھیر کر لوٹ لیا اور اگلے دن قیدیوں کو آگ میں ڈال دیا چنانچہ سب کے سب جل گئے یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۸۶ھ کا ہے۔

① ابوسعید الحسن بن بہرام الجنابی، یہ فارس کے ایک جناب نامی گاؤں کی طرف نسبت ہے جہاں سے اسے جلاوطن کر دیا گیا تھا چنانچہ تاجر کی حیثیت سے بحرین آیا، پھر اپنے خاص عقائد کی دعوت دینے لگا، ہجر نامی جگہ پر حمام میں اس کے صقلی نامی خادم نے اسے ۳۰ھ میں قتل کر دیا تھا۔

② بریکٹ میں موجود عبارت ترجمہ کا ربط قائم رکھنے کے لئے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۹۷ سے لی گئی ہے (مترجم)

عباس کی رہائی:..... اس جنگ سے فارغ ہو کر ابوسعید نے ہجر کا رخ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اہل ہجر کو امان دے دی اس کے بعد پھر بصرہ کی جانب واپس چلا گیا اہل بصرہ نے شکست کھانے والوں کے لئے کچھ کھانا اور سواریاں روانہ کی تھیں مگر بنو اسد نے ان سواریوں کو ضبط کر لیا اور باقی لوگوں کا کام تمام کر دیا اس سے بصرہ میں بہت بڑی تشویش پھیل گئی اہل اور بصرہ جلاء وطن ہو جانے پر تیار ہو گئے لیکن واقفی (امیر بصرہ) نے روکا کچھ عرصے کے بعد ابوسعید نے عباس کو رہا کر دیا وہ سواریاں پہنچا اور وہاں سے بغداد آیا خلیفہ نے خلعت خوشنودی عنایت کی۔

شام میں قرامطی مذہب:..... ملک شام میں قرامطہ کا ظہور اس طرف ہوا کہ ان کا ایلچی ذکر ویہ بن مہرویہ جو اہل عراق کے پاس اس بات کے اظہار کے لئے گیا تھا کہ مہدی نے مجھے اپنا قاصد بنا کر بھیجا ہے اور ان کا خط بھی میں لایا ہوں پھر وہ اس بات کا احساس کر کے کہ قرامطہ کے نیست و نابود کر دینے کی غرض سے فوجیں مسلسل سواد میں آرہی ہیں بنی اسد و طے خانہ بدوش کے پاس چلا گیا اور اپنے مذہب کو پھیلانے کی کوشش کی مگر ان لوگوں نے قبول نہ کیا تب ذکر ویہ نے اپنے کو قبیلہ کلب بن وہرہ میں بھیجا مگر انھوں نے بھی اس کے مذہب کو قبول نہیں کیا مگر ان میں سے ایک گروپ قلیص ۱ بن مضمم بن عدی بن جناہ کا اس مذہب کی جانب میلان ہو گیا اور اس نے ذکر ویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ۲

ذکر ویہ کا دعویٰ:..... ذکر ویہ کا نام یحییٰ تھا اور ابوالقاسم کنیت تھی اس کے متبعین شیخ کے لقب سے اس کو یاد کیا کرتے اس کا دعویٰ تھا کہ میں اسماعیل امام بن جعفر صادق کی اولاد میں سے ہوں اور میں ہی یحییٰ بن عبداللہ بن یحییٰ ابن اسماعیل ہوں اس کا یہ دعویٰ بھی تھا کہ ایک لاکھ آدمی میرے تابع ہیں اور میری اونٹنی جس پر میں سوار ہوتا ہوں مامور ہے جو شخص اس کے ساتھ ہوگا وہ کامیاب ہوگا چنانچہ شبل (یہ خلیفہ معتضد کا غلام تھا) رصافہ کی جانب سے ذکر ویہ پر حملہ آور ہوا اتفاق وقت سے ذکر ویہ کچھ کامیابی ہو گئی اور شبل مارا گیا اس کے بعد شبل نامی ”احمد بن محمد طائی کے غلام“ نے فوج کشی کی اور اس معرکہ میں شبل کو فتح نصیب ہوئی اور قرامطہ کا ایک ۳ سردار گرفتار ہو گیا جیسے شبل نے دربار خلافت میں پیش کر دیا۔

خلیفہ اور قرامطی کی گفتگو:..... خلیفہ معتضد نے اس سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا ”کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے انبیاء کرام کی روئیں تمہارے جسموں میں حلول کر گئی ہیں جس کی وجہ سے تم لوگ لغزشوں اور گناہوں سے محفوظ رہتے ہو اور اعمال صالح کی تم میں توفیق پیدا ہوتی ہے“ اس نے جواب دیا ”اگر ہم میں اللہ کی روح نے حلول کیا ہے تو آپ کا کیا نقصان؟ اور اگر روح ابلیس حلول کر گئی ہے تو کیا فائدہ؟ ان لغو تذکروں کو نظر انداز کیجئے جو مفید بات ہو اس کا تذکرہ کیجئے“ خلیفہ معتضد نے ارشاد کیا ”ان باتوں کو چھیڑو جس سے فائدہ نفع کی امید ہو“ وہ بولا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دار فانی سے انتقال فرمایا اس وقت تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب بقید حیات تھے مگر حکومت و خلافت کے طالب نہ ہوئے اور نہ کسی نے ان کی بیعت کی اس کے بعد ابوبکر نے وفات پائی اور حضرت عمر کو اپنا جانشین بنا گئے اس وقت بھی عباس زندہ تھے اور عمر کے سامنے تھے مگر موت عمر نے نہ تو عباس کو اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب حل و عقد میں شامل کیا ارباب حل و عقد میں چھ آدمی تھے جن میں قریب اور بعید کے آدمی شریک تھے یہ بات بالا جماع و بالاتفاق ثابت ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ تمہارے مورث اعلیٰ اس کا مستحق نہ تھا یا کم از کم ابوبکر و عمر نے تمہارے مورث کو اس مہتمم بالشان کام کا مستحق تصور نہیں کیا پھر کس استحقاق سے تم لوگ خلافت کے دعویدار اور خلیفہ بنے ہو خلیفہ معتضد سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو جھلا اٹھا اور حکم دیا کہ ”اس کی کھال کھینچ کر جوڑ جوڑ علیحدہ کر دو“ خدام خلافت نے تعمیل شروع کر دی چنانچہ تھوڑی دیر میں مر گیا۔

قرامطہ کی شام میں شورش:..... جس وقت شبل نے سواد کو فہ میں قرامطہ پر حملہ کیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ اختتام جنگ کے بعد شام روانہ ہو گئے تھے پھر رفتہ رفتہ دمشق پہنچ گئے ان دنوں دمشق کا گورنر بنج (احمد طولون کا غلام) ہارون بن خمارویہ کی طرف سے مقرر تھا چنانچہ قرامطہ نے اطراف دمشق میں قتل و غارت اور عام خونریزی کا بازار گرم کر دیا بنج نے کئی بار قرامطہ سے جنگ کی اور کئی مرتبہ حملہ آور ہوا مگر قرامطہ نے ہر مرتبہ اسے شکست دی۔

۱..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۴۹ پر قلیص کے بجائے القلیطی تحریر ہے۔

۲..... بیعت سواد کے ارد گرد کے علاقوں میں ہوئی تھی اور یہ واقعہ ۲۸۹ھ کا ہے، دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۵۲ (مترجم)

۳..... اس سردار کو ابوالفوارس کہتے ہیں دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۲۰۳

یہ واقعات قرامطہ کے ابتدائی زمانہ کے ہیں اسوقت تو ہم قلم کو دوسری جانب موڑتے ہیں یہاں تک کہ ان حالات بیان کرنے کا وقت آجائے اس وقت ہم ان کے تذکرے کو جیسا کہ ہم نے اس کتاب میں التزام کیا ہے بسط و تحقیق سے احاطہ تحریر میں جس وقت عمرو بن لیث صفار نے خراسان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے رافع بن لیث امیر خراسان کو گرفتار کر کے قتل کیا اور سر اتار کر خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج کر یہ درخواست کی کہ خراسان کے علاوہ ماوراء النہر کی گورنری بھی مرحمت فرمائی جائے تو خلیفہ معتضد نے درخواست منظور کر لی اور سند گورنری بھیج دی چنانچہ عمرو بن لیث نے اسماعیل بن احمد گورنر ماوراء النہر سے جنگ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان لشکر مرتب کیا اور محمد بن بشیر کو (جو اس کے مخصوص مصاحبین سے تھا) اس لشکر کا امیر بنایا نامی گرامی اور تجربہ کار سپہ سالاروں کو ساتھ کر کے گورنر ماوراء النہر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ محمد دریائے جیحون عبور کر کے آمد پہنچ گیا اسماعیل کو اس کی خبر ملی تو وہ جنگ کے لئے پہنچ گیا اور ایک بہت بڑی لڑائی ہوئی جس میں محمد چھ ہزار فوج سمیت مارا گیا باقی سپاہیوں نے بھاگ کر عمرو کے پاس نیشاپور میں دم لیا۔

عمرو اور اسماعیل:..... عمرو نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے اسماعیل سے جنگ کے لئے بلخ کا راستہ لیا اسماعیل نے عمرو کے پاس ایک خطر روانہ کیا جس میں خلاصہ مضمون یہ تھا ”بھائی میں ایک کونے میں سرحدی مقام پر پڑا ہوا ہوں اور آپ ماشاء اللہ بہت بڑے وسیع ملک میں ہیں مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے اور ناحق خونریزی کا دروازہ نہ کھولئے“ مگر عمرو نے انکار میں جواب دیا چونکہ نہر بلخ اس زمانہ میں طغیانی پر تھی اور عمرو کے پاس عبور کرنے کے لئے کشتیاں کافی نہ تھیں لہذا سخت دقت و دشواری میں پڑ گیا۔

عمرو کی گرفتاری اور موت:..... اسماعیل نے اس بات کا احساس کر کے نہر بلخ کا راستہ روک دیا اور اسی جگہ اپنا کمپ قائم کیا کہ عمرو محصور ہو گیا پھر لڑائی چھڑ گئی جس میں عمرو کو شکست فاش ہوئی اور وہ اپنے ساتھیوں سے بچ کر ایک سمت میں چل پڑا اسماعیل کے ہمراہیوں میں سے کسی کی نظر پڑ گئی تو گرفتار کر لیا۔ اسماعیل نے سمرقند بھیج دیا اور سمرقند سے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کے پاس روانہ کیا چنانچہ خلیفہ معتضد نے سارے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ خلیفہ معتضد کی ۲۸۹ھ میں وفات ہوئی اور اس کے بیٹے ملکنی نے تخت خلافت پر بیٹھنے کے بعد عمرو بن لیث کو زندگی کی قید سے سبکدوش کر دیا اور اسماعیل کو خراسان کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ عمرو کو اس صوبہ کی مرحمت ہوئی تھی۔

عمرو بن لیث کی خصوصیت:..... عمرو بن لیث نہایت مدبر و منتظم شخص تھا بڑے بڑے صوبہ اس کے زیر کنٹرول تھے لشکریوں کی حد سے زیادہ خاطر داری کرتا سپہ سالاروں کی مکمل نگرانی کرتا تمام ممالک مقبوضہ اور لشکر میں اس کے جاسوس پھیلے ہوئے تھے کوئی حال اور واقعہ ایسا نہ ہوتا جس کی اطلاع اس کو نہ ملتی یہ بہت بڑے رعب و داب کا آدمی تھا کسی شخص کی یہ مجال نہ تھی کہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی پر ہاتھ اٹھانے کی جرات کرتا جوشکایت جس کو جس سے پیدا ہوتی اس کے حاجب سے شکایت کرتا اور حاجب اس کے سامنے اس مسئلے کو پیش کرتا۔

محمد بن زید کا خراسان پر حملہ:..... محمد بن زید علوی طبرستان و دیلم کے گورنر عمرو بن لیث کی لڑائی اور گرفتاری کی خبر ملی تو خراسان کی لالچ لگ گئی اور وہ یہ خیال کر کے کہ اسماعیل سامانی اپنی حدود حکومت سے قدم آگے نہ بڑھائے گا، جرجان کی جانب کوچ کر دیا اسماعیل نے اسے ممانعت کا خط لکھا مگر محمد نے کوئی خیال نہ کیا چنانچہ اسماعیل نے اس مہم کے لئے ایک لشکر مرتب کیا اور اس کی سرداری محمد بن ہارون کو عنایت کی۔ محمد بن ہارون رافع بن لیث کا سپہ سالار تھا مگر امن حاصل کر کے عمرو بن لیث کے پاس گیا تھا اور پھر جب اسماعیل کو عمرو بن لیث کا خلاف کامیابی ہوئی تو اسماعیل نے اسے اپنے سپہ سالاروں اور مصاحبوں میں شامل کر لیا اور محمد کے خلاف جنگ میں اپنے لشکر کا سردار بنا کر میدان کارزار میں روانہ کیا۔

محمد زید کی شکست:..... خراسان کے دروازے پر محمد بن ہارون اور محمد بن زید کا مقابلہ ہوا اور بہت بڑی خونریزی کے بعد محمد بن ہارون کو شروع میں شکست ہوئی اور محمد بن زید کے ساتھی لوٹے اور مال غنیمت حاصل کرنے میں مصروف ہو گئے تو محمد بن ہارون نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے محمد بن زید کی کامیابی شکست میں بدل گئی اور انتہائی ابتری سے سارا لشکر بھاگ نکلا اور خود بھی زخمی ہوا جس کے باعث بعد چند دنوں کے مر گیا۔ اس کا بیٹا زید اسد معرکہ میں گرفتار ہو گیا تھا جسے اسماعیل نے بخارا کی جیل میں بھیج دیا۔

بنو سامان کا طبرستان پر قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے خراسان کی جانب

لوٹا اسی زمانہ سے صوبہ خراسان اور طبرستان بنی سامان کے قبضہ میں آ گیا اور ان کی ایک ٹٹی حکومت کا سلسلہ قائم ہو گیا جس کو ہم اپنی کتاب کی شرط کے مطابق علیحدہ ذکر بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتفی کی گورنری:..... خلیفہ معتضد نے ابن الشیخ کے قبضہ سے آمد کو نکالنے کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں رقبہ کی جانب کوچ کیا اس سے پہلے ہارون بن خمارویہ کے اعمال کو یہ لکھا گیا تھا کہ شام و مصر میں تم کو جاگیریں اور حکومت دی جائے گی بشرطیکہ صوبہ قنسرین سے تم اپنا قبضہ ختم کر دو اور چار لاکھ پچاس ہزار دینار سالانہ بطور خراج ادا کرو چنانچہ ان لوگوں نے اس تحریر کے مطابق قنسرین اور عوام کو خلیفہ معتضد کے حوالہ کر دیا ۲۸۶ھ میں خلیفہ معتضد نے اپنے بیٹے علی کو جس کا آئندہ لقب مکتفی ہو گا جزیرہ اور عوام کا گورنر بنادیا اور حسن بن عمرو نصرانی کو رقبہ سے بلوا کر اپنا (سیکرٹری) بنالیا۔

راغب غلام:..... اسی سن میں خلیفہ معتضد نے راغب (موفق کے آزاد غلام) کو طرسوس سے بلوا کر قید کر دیا اور مانون غلام بھی اسی زمانہ میں قید کیا گیا اس کا مال و اسباب بھی ضبط ہو گیا کچھ عرصے بعد راغب حالت قید میں مر گیا راغب نے طرسوس میں اپنی حکومت کا سکہ بٹھا رکھا تھا ہارون بن خمارویہ کا نام خطبہ سے نکال دیا تھا بدر (خلیفہ معتضد کے آزاد کردہ غلام) کے نام کو خطبہ میں دعاء کے ساتھ یاد کرتا تھا احمد بن طولون کو یہ بات ناگوار گذری اور بحث و مباحثہ کی نوبت آئی چونکہ موقع نہ تھا اس لئے احمد خاموش ہو گیا ۲۸۳ھ میں واپسی کے وقت دمیانہ (یہ مازمار کا غلام تھا) کو طرسوس میں چھوڑتا آیا اور اس کے بعد آہستہ آہستہ مال و اسباب اور تجربہ کار آدمیوں سے ان کو مدد پہنچاتا رہا چنانچہ دمیانہ نے علانیہ مخالفت شروع کر دی اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا راغب کو اس میں کامیابی حاصل ہو گئی اور دمیانہ کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا اور جب تک خلیفہ معتضد نے اس کو طرسوس سے بلوالیا اور بد القالی اس کے سر پر سوار ہو گئی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

وصیف کی چال بازی:..... راغب کے بعد ابن الاشد کو طرسوس کی حکومت مرحمت ہوئی وہ ایک سال بعد ابوثابت کو اپنا جانشین مقرر کر کے مر گیا ۲۸۷ھ میں ابوثابت نے جہاد کے ارادے سے خروج کیا جنگ کے دوران کفار نے گرفتار کر لیا تب اہل طرسوس نے اس کی جگہ علی بن اعرابی کو مقرر کیا اسی سن میں وصفیف (محمد بن ابی الساج گورنر بردعہ کا خادم) بردعہ سے بھاگ کے ملطیہ پہنچ گیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ ”میں نے خلیفہ کا علم فرمانبرداری اپنے دوش پر لے لیا ہے اور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی ہے سرحد کی گورنری مجھے عطا کر دی جائے کہ بقیہ زندگی کو دعاء دولت اور عروج میں خرچ کروں“ خلیفہ معتضد نے قاصد سے علیحدگی کا سبب معلوم کیا تو معلوم ہوا کہ دونوں نے آپس میں سازش کر لی ہے بظاہر تو وصفیف علیحدہ ہو گیا ہے لیکن جب سرحد کی حکومت عطا ہو جائے گی تو یہ اور اس کا آقا محمد بن ابی الساج ابن طولون پر چڑھائی کر دیگا اور مصر کو اس کے قبضہ سے نکال لے گا۔

وصیف کی گرفتاری اور قتل:..... خلیفہ معتضد نے اس کے خط پر کوئی حکم صادر نہ فرمایا اور لشکر کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ مقام عین زربہ میں پہنچ کر شاہی لشکر نے وصفیف کو گرفتار کر لیا اور خلیفہ معتضد کے سامنے پیش کر دیا خلیفہ معتضد نے قید کا حکم دیا اور اس کے لشکریوں کو امن مرحمت فرما کر طرسوس کی جانب کوچ کر دیا مصیصہ میں پہنچ کر رؤسا طرسوس کو بلوایا جب وہ لوگ آ گئے تو اس الزام میں کہ وہ لوگ وصفیف سے خط و کتابت کیا کرتے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دمیانہ کی تحریک پر کشتیوں کو بھی جلادینے کا حکم دے دیا۔ اس سے فارغ ہو کر سرحد پر حسن بن علی کورہ کو متعین کیا اور انطاکیہ و حلب سے ہوتا ہوا بغداد پہنچ گیا اور وصفیف کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

مظفر بن حاج:..... خلیفہ معتضد کے انتقال کے بعد خلیفہ معتضد مکتفی نے حسن بن علی کورہ کو سرحد کی گورنری سے واپس بلا کر مظفر بن حاج کو مقرر کیا سرحد یوں کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوئی اور انھوں نے دربار خلافت میں شکایت کا خط لکھا اس پر گورنری پر مقرر کر دیا۔

بدوؤں کی زیادتی:..... ۲۸۶ھ میں قبیلہ طے نے خانہ بدوش کو جتنا ممکن ہوا جمع کر کے حجاج کے قافلہ پر مقام اجیر میں روک ٹوک کی اور جنگ کر کے سودا گروں کا مال و اسباب لوٹ لیا جس کی قیمت دس لاکھ روپیہ تھی اس کے بعد ۲۸۹ھ میں حجاج کے قافلہ سے مقام قرن میں دوبارہ معترض

ہوئے اس مرتبہ حجاج نے ان کو زیر کر لیا اور صحیح سلامت نکل گئے۔

ابن لیث اور بدر:..... ۲۸۸ھ میں طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ایک عظیم الشان لشکر تیار کر کے فارس کا رخ کیا اس وقت عیسیٰ نوثری یہاں کا گورنر تھا اس کو خلیفہ معتضد نے اصفہانی سے تبدیل کر کے فارس کا گورنر بنایا تھا طاہر نے فارس پہنچ کر عیسیٰ نوثری کو نکال دیا اور خود اس پر قابض ہو گیا اسی زمانہ میں اسماعیل سامانی گورنر ماوراء النہر نے طاہر کو لکھا کہ خلیفہ معتضد نے مجھے بھستان کی حکومت عطا فرمائی ہے میرا ارادہ بھستان جانے کا ہے آپ بھستان مت جائیں، طاہر اس خط کو دیکھ کر رک گیا اس دوران دربار خلافت سے بدر (خلیفہ معتضد کا غلام) گورنر فارس بن کر آیا اس کے آتے ہی طاہر کے سارے عمال بغیر کسی چھیڑ چھاڑ کے بھاگ گئے چنانچہ بدر نے فارس پر قبضہ کر لیا اور اپنے احکام و قوانین جاری و نافذ کر دیئے اور خراج و عثرو وصول کیا اس کے بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہو گئی اور مقام واسطہ میں بدر مارا گیا۔ اور طاہر نے حاج دینے کی شرط پر خلیفہ مکتفی سے حکومت فارس کی سن ۲۹۰ھ میں حاصل کر لی۔

معتضد کے گورنر:..... خلیفہ معتضد کے زمانہ خلافت میں اکثر صوبوں پر امراء لشکر قابض و متصرف ہو گئے تھے اور انہوں نے دربار خلافت سے اپنا تعلق توڑ لیا تھا چنانچہ خراسان و ماوراء النہر پر اسماعیل ابن احمد سامانی قابض تھا، بحرین قرامطہ کے قبضہ و تصرف میں تھا مصر میں ابن طولون کی حکومت کا طوطی بول رہا تھا ابن اغلب افریقہ کو دبائے ہوئے تھا موصل پر جس نے قبضہ کر لیا تھا اس کو ہم اس سے پہلے تحریر کر چکے ہیں ۲۸۵ھ خلیفہ معتضد نے اسپر اور جزیرہ سرحد شام پر اپنے آزاد غلام فاتک ۱ کو مامور کیا اس کے بعد آمد کو ابن الشیخ کے قبضہ سے نکال کر اپنے بیٹے مکتفی کو متعین کر دیا اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد شامی سرحد کی بھی حکومت عنایت کر دی پھر اس کے بعد حسن بن علی کورہ کو متعین کر دیا اور فارس کی حکومت اپنے آزاد کردہ غلام بدر کو دی اسی دوران اسحاق بن ایوب بن عمر بن خطاب تغلبی عدوی گورنر دیار ربیعہ کی وفات ہو گئی خلیفہ معتضد نے اسکی جگہ عبداللہ بن یثیم بن عبداللہ بن معمر کو مقرر کیا۔

علوی بغاوت:..... ۲۸۸ھ میں علویوں میں سے ایک شخص نے علم عباسیہ کے خلاف مقام یمن میں خروج کیا اور دیکھتے ہی دیکھتے صنعاء پر قابض ہو گیا بنی یعفر نے جمع ہو کر علم خلافت کی حمایت میں جنگ لڑی اور کامیاب ہو گئے باغی علوی کا بیٹا گرفتار کر لیا گیا اور علوی خود پچاس سواروں کے ساتھ بھاگ گیا بنی یعفر نے صنعاء پر قبضہ کر کے خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کیا اسی سن میں ابن ابی الساج کا انتقال ہوا اس کے ساتھیوں نے اس کے بیٹے دیو داد کو جانشین بنایا مگر یوسف بن ابی الساج نے اس جانشینی کی مخالفت کی ایک بڑا گروپ اس کے ساتھ ہی گیا چنانچہ دونوں میں لڑائی ہوئی نتیجہ یہ نکلا کہ دیو داد کو فوج کی کثرت کے باوجود شکست ہوئی موصل سے بھاگ کر بغداد پہنچ گیا اور یوسف بن ابی الساج مستقل طور پر آذربائیجان پر حکومت کرنے لگا یوسف نے شکست کے بعد داؤد کو اپنے پاس قیام پزیر رہنے کی اجازت دی تھی مگر دیو داد نے منظور نہ کیا۔

دیگر عہدے:..... خلافت معتضد کے زمانے میں مشرقی علاقوں کے دیوان کا انچارج احمد بن محمد بن فرات کی جگہ محمد بن داؤد بن جراح اور دیوان بلاد مغربیہ کا ناظم علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح تھا اور وزیر السلطنت عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالقاسم کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا۔

صوائف کی لڑائیاں:..... ۲۸۵ھ میں راغب (موفق کے آزاد غلام نے) کفار کے علاقوں پر طرسوس کی جانب سے دریا کے راستے سے حملہ کیا اور رومیوں کی بہت سی کشتیاں چھین لیں تقریباً تین ہزار رومی مارے گئے اور کئی کشتیاں جلادی گئیں ۲۸۶ھ میں رومیوں نے پیشقدمی کی اور طرسوس پر چڑھ آئے امیر طرسوس سے لڑائی ہوئی تو رومی لشکر شکست کھا کے بھاگ گیا امیر طرسوس جوش مردانگی میں گنتی کے چند سواروں کے ساتھ نہر ارجان تک تعاقب کرتا چلا گیا رومیوں نے اس سے فائدہ اٹھالیا اور موقع پا کر اسے گرفتار کر لیا۔ ۲۸۸ھ میں حسن بن علی کورہ گورنر سرحد نے (اپنے

۱..... یہاں اصل میں جگہ خالی تھی جسے تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۲ صفحہ ۵۸۸ سے پر کیا گیا۔

ایک سپہ سالار رزاء بن محمد نامی کو لشکر صائفہ کے ہمراہ جہاد کرنے روانہ کیا چنانچہ نزار نے متعدد قلعے فتح کئے اور مظفر و منصور قیدیوں کو لے کر واپس آیا رومیوں کو یہ بات شاق گزری تو انھوں نے دریا و خشکی کے راستے کیسوم کی جانب خروج کیا اور اطراف حلب سے تقریباً پندرہ ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس گئے۔

بدر اور وزیر کے اختلافات:..... خلیفہ معتضد کا غلام بدر جس کا تعارف ہو چکا ہے نہایت مدبر اور قابو یافتہ شخص تھا وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ کی یہ منشاء تھی کہ خلیفہ معتضد کے بیٹوں کو خلافت سے محروم کر کے خاندان خلافت میں سے اور کسی کو تخت خلافت کا وارث بنائے چنانچہ خلیفہ معتضد کے عہد خلافت میں وزیر السلطنت نے اس بات کی کوشش کی تو بدر اس کا مخالف ہو گیا اور ابو القاسم کی کچھ نہ چلی اس کی بعد خلیفہ معتضد کی وفات ہو گئی اس وقت بدر فارس میں تھا (خلیفہ معتضد نے اس کو طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کی سرکوبی اور اس کے قبضہ سے فارس کو نکالنے بھیجا تھا)

علی بن معتضد مکتفی باللہ ۲۸۹ھ تا ۲۹۵ھ

وزیر السلطنت ابو القاسم نے خلیفہ معتضد کی وفات پر اس کے بیٹے مکتفی کو تخت خلافت پر بٹھایا اور لوگوں سے مکتفی کی خلافت کی بیعت لی مگر یہ خوف غالب ہوا کہ کہیں خلیفہ معتضد کی زندگی میں کرنا چاہتا تھا اس لئے حکمت عملی سے بدر کو قتل کرنے کی فکر کی چونکہ خلیفہ مکتفی بھی معتضد کے عہد حکومت سے بدر کا مخالف تھا اس لئے وزیر السلطنت کو اچھا موقع مل گیا دو چار ادھر ادھر کی جڑ دی اور بے سرو پا الزامات بدر کے سر تھوپ دیئے اور در پردہ ان سپہ سالاروں کو بدر کا ساتھ چھوڑنے پر آمادہ کر دیا جو فارس میں اس کے ساتھ تھے چنانچہ عباس ابن عمر غنوی، محمد بن اسحاق بن کنداہق اور خاقان وغیرہ علیحدہ ہو گئے خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو انعامات دیئے اور صلے مرحمت فرمائے۔

بدر کی واسطہ روانگی:..... بدر ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد واسطہ چلا گیا خلیفہ مکتفی نے اس کے مکانات کو ضبط کر لیا اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور یہ حکم دیا کہ اس کا نام چھوڑ دوں اور ڈھالوں سے مٹا دیا جائے جب اس پر بھی صبر نہ آیا تو حسن بن علی کورہ کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ واسطہ کی طرف روانہ کیا حسن بن علی کورہ مقابلہ پر پہنچ کر بدر سے مخاطب ہو کے بولا کہ ”مجھے دار الخلافہ سے تمہیں زیر کرنے کا حکم آیا ہے لیکن میں پرانے مراسم کی وجہ سے اجازت دیتا ہوں کہ جس طرف چاہو چلے جاؤ“ بدر نے جواب دیا ”میں کبھی کسی بھی طرف نہیں جاؤں گا سیدھا سیدھا اپنے آقائے نامدار کی خدمت میں حاضر ہو کر بالمشافہ عرض و معروض کروں گا“ وزیر السلطنت تک بدر کے اس ارادے کی خبر پہنچی تو موقع مل گیا خلیفہ مکتفی سے جڑ دیا ”کہ بدر کا دار الخلافہ میں آنا قرین مصلحت نہیں ہے خلافت مآب اس کے مکر و فریب اور سازشوں سے بے فکر نہ ہو جائیں“ ادھر خلیفہ مکتفی وزیر السلطنت کے کان بھر دینے سے اور زیادہ بھڑک گیا ادھر کسی ذریعہ سے بدر کے کان تک وزیر السلطنت نے یہ خبر پہنچا دی کہ تمہارا مکان تمہارے رفقاء اور اہل و عیال حراست میں لے لئے گئے ہیں بدر کو اس خبر سے سخت تردد ہوا اور خفیہ طور پر اپنے بیٹے ہلال کو بلوایا مگر وزیر السلطنت نے یہ خبر پا کر ہلال کو بدر تک جانے نہ دیا۔

بدر کا قتل:..... وزیر السلطنت کو ان چالوں میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یہ چال اختیار کی کہ قاضی ابو عمرو مالکی کو امان نامہ دے کر بدر کے پاس روانہ کیا چنانچہ بدر اس امان نامہ کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور قاضی ابو عمرو کے ساتھ دار الخلافہ روانہ ہو گیا وزیر السلطنت نے یہ سن کر کہ ایسے چند لوگوں کو متعین کر دیا جنھوں نے راستے میں چھرمضان کو بدر کا سرتا لیا، بدر کے متعلقین اس کی نعش کو مکہ معظمہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق اسے دفن کر دیا قاضی ابو عمرو کو وزیر السلطنت کے اس فعل سے بے حد ملال ہوا مگر وہ کرہی کیا سکتا تھا۔

محمد بن ہارون کارنے پر قبضہ:..... ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کا سپہ سالار تھا اس کے بعد اسماعیل بن احمد

①..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ پر ابو عمرو کے بجائے ابو عمر تحریر ہے یعنی بغیر واؤ کے۔

سامانی گورنر ماوراء النہر نے اپنے امان دولت میں داخل کر لیا تھا پھر محمد بن زید علوی کو شکست ہوئی اور محمد بن ہارون نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اسماعیل سامانی نے اس کے صلے میں اسے اپنی جانب سے طبرستان کا گورنر بنادیا کچھ دن بعد محمد بن ہارون نے اسماعیل سامانی کی نافرمانی کی اور دولت علویہ کی دعوت دی ابن حسان دیلمی نے اس سے اتفاق کر لیا جب اسماعیل کو اس کی خبر ملی تو سنتے ہی ایک لشکر ابن حسان سے جنگ کرنے روانہ کر دیا چنانچہ ابن حسان مقابلہ پر آیا لیکن ہزیمت اٹھا کر بھاگ گیا۔ ان دنوں رے کی حکومت پر خلیفہ مکتفی کی جانب سے اغرتمش ترکی تھا اس نے اہل رے کے ساتھ بدسلوکی کی ظلم و سفاکی کے برتاؤ کئے تو اہل رے نے اس سے تنگ آ کر محمد بن ہارون کو لکھ بھیجا کہ اغرتمش کے ظلم و تعدی سے ہم لوگ تنگ آ گئے ہیں تم چند آدمیوں کے ساتھ آ جاؤ ہم تم کو رے کا قبضہ دے دیں گے محمد بن ہارون یہ خبر پا کر دوڑ پڑا اغرتمش نے بھی مقابلہ کیا تو اہل رے میدان جنگ میں اس کو تنہا چھوڑ کے بھاگ گئے محمد بن ہارون نے اس کو اس کے دونوں بیٹوں اور کیغلیغ کے بھائی سمیت جو نامی گرامی سپہ سالار تھا قتل کر ڈالا اور رے پر قابض ہو گیا۔ ❶

اسماعیل گورنر رے:..... خلیفہ مکتفی نے اپنے غلام خاقان مفلحی کو ”رے“ کی سند کا گورنر بنا کر ایک لشکر کے ساتھ رے کی جانب روانہ کیا مگر محمد بن ہارون کے خوف سے خاقان ”رے“ تک نہ پہنچ سکا تب دار الخلافت سے اسماعیل سامانی کے نام رے“ کی سند گورنری آئی اور ساتھ ہی محمد بن ہارون سے جنگ کرنے کا بھی حکم صادر ہو گیا اسماعیل سامانی نے لشکر آراستہ کر کے رے پر فوج کشی کر دی چنانچہ محمد بن ہارون غم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست فاش کھائی رے سے بھاگ کر قزوین پہنچ گیا جب قزوین میں بھی پناہ کی صورت نہ بنی تو زنجان چلا گیا اور جب زنجان میں بھی امن نہ ملا تو طبرستان پہنچ گیا اور دیلم میں پناہ گزین ہو گیا اسماعیل سامانی نے ”رے“ پر قبضہ کرنے کے بعد جرجان پر اپنے غلام فارس کبیر ❷ کو مقرر کیا اور یہ حکم دیا کہ جس طرح ممکن ہو محمد بن ہارون کو حاضر کرو چنانچہ فارس کبیر نے محمد بن ہارون سے خط و کتابت شروع کر دی اور آپس میں صلح کر دینے کی ذمہ داری لی تو محمد بن ہارون اس جھانے میں آ گیا دیلم سے بخارا کی طرف واپس آ گیا اسماعیل کو اس کی خبر گئی تو چند آدمیوں کو بھیجا جو اسے راستے سے گرفتار کر کے گئے چنانچہ اسماعیل نے جیل بھیج دیا جہاں وہ ایک مہینے بعد ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں مر گیا۔

قرامطہ کے خلاف کامیابی:..... محمد بن ہارون، بنی طولون کا ایک نامور سپہ سالار اور ان کی افواج کا بخشی تھا مگر چند وجوہات سے بنی طولون سے ناراض ہو کر خادمان خلافت میں آ کر داخل ہو گیا تھا اسی زمانہ میں قرامطہ بھی بلاد شام کو قتل و غارت سے زیور بر کر رہے تھے اور بنی طولون کے گورنر بن جف کا محاصرہ کر رکھا تھا خلیفہ مکتفی ❸ کو ان واقعات کی خبر ملی چنانچہ لشکر آراستہ و مرتب کر کے کوچ کر دیا۔ رقبہ میں پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ایک ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ جس میں بنی شیبان او حسن بن حمدان جیسے نامی گرامی سردار بھی تھے روانہ کیا چنانچہ مائے قریب مد بھیڑ ہو گئی جس میں قرامطہ کو شکست ہوئی اور عسا کر شاہی نے کوفہ تک ان کا تعاقب کیا لہذا راستے میں قرامطہ کا سردار صاحب الشامہ وہ ہاتھ آ گیا گرفتار کر کے دربار خلافت بھیج دیا محمد بن سلیمان نے اسمع کہ میں نہایت جانفشانی سے کام لیا اور علم عناسیہ کی خیر خواہی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیا قرامطہ کے اکثر سپاہیوں کو قتل اور باقیوں کو قید کر لیا

بنی طولون کی کمزوری:..... اس خداداد کامیابی کے بعد محمد بن سلیمان بغداد کی جانب واپسی آیا راستے میں بدرحمائی (ہارون بن خمارعیہ کا غلام تھا) اور محمد بن فائق کا خط دمشق سے آیا اس میں لکھا ہوا تھا کہ ”بنی طولون میں حکومت کا سورج لب بام آ گیا ہے“ ہارون بن خمارویہ کے قوائے حکمرانی مضطرب ہو گئے ہیں اور انتظامی قوت سلب ہو گئی ہے آپ تھوڑی سی فوج لے کر آئیے اور بے تکلف قبضہ کر لیجئے ہم بھی آپ کی مدد کریں گے

❶ یہ واقعہ جب ۲۸۶ھ کا ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۵ (مترجم)

❷ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۳ پر فارس کے بجائے نارس لکھا ہے۔

❸ خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ کے آخر میں رقبہ پہنچا اور اسی سال محمد بن سلیمان کو قرامطہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا، یہ جنگ ۶ محرم ۲۹۱ھ سے شروع ہوئی ۶ محرم پیر کے دن صاحب الشامہ کو باندھ کر رقبہ پہنچایا گیا، خلیفہ مکتفی اسے لے کر بغداد روانہ ہو گیا اور محمد بن سلیمان کے آنے کے بعد صاحب الشامہ کو اس کے ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ دیکھیں تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۲۰۸ تا ۲۱۰ (مترجم)

”محمد بن سلیمان نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر یہ واقعات عرض کئے خلیفہ نے اسی وقت فوجیں اور سامان سفر و جنگ دے کر روانگی کا اشارہ فرمایا اور دمیانہ (بازمار کا غلام) کو دریائے نیل کے راستے بیڑہ جنگی جہازوں کے ساتھ مصر کے محاصرہ کے لئے روانہ کیا ادھر دمیانہ دمیانہ کے راستے ادھر محمد بن سلیمان خشکی کے راستے مصر کے قریب پہنچ گیا۔

بنی طولون کا محاصرہ:..... دونوں نے آمدورفت کے سرے راستے بند کر دیئے خشکی اور دریا کی طرف سے محاصرہ کر لیا پھر محصور سپہ سالاروں کو ملانے کی غرض سے خط و کتابت شروع کی سب سے پہلے بدرجمی نے مصر سے نکل کے امن حاصل کیا اس کے بعد لوگوں کی آمد شروع ہو گئی ایک بڑی جماعت نے حاضر ہو کر علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہارون بن خمارویہ نے اس بات کا احساس کر کے مقابلہ کیلئے میدان جنگ کا راستہ لیا چنانچہ مدتوں لڑائی ہوتی رہی اور ابھی جنگ کا خاتمہ نہ ہوا تھا کہ ایک دن ہارون بن خمارویہ ہی کے لشکر میں ہنگامہ جنگ برپا ہو گیا اور تلواریں نیام سے نکل آئیں۔ ہارون بن خمارویہ شور و غل کی آواز سن کر باہر آیا اور سمجھانے بھانے لگا اتفاق سے ایک تیراس کے گلے میں آ کر تر ازو ہو گیا تڑپ کر زمین پر گر پڑا اور دم توڑ دیا۔ ❶

ہارون کے بعد شیبان:..... اس کے بعد ہمراہیوں اور لشکریوں نے جمع ہو کر اس کے چچا شیبان کو اپنا امیر بنایا شیبان نے مال سے نواز کر لشکریوں کو اپنا مطیع بنالیا اور فریق مخالف سے جنگ کی میدان پھر گرم ہو گیا دو ایک دن لڑائی کے بعد محمد بن سلیمان نے شیبان کے لشکریوں کے پاس امان دینے اور ان کی خطائیں معاف کرنے کا خط روانہ کیا اور لشکریوں نے اس کو منظور کر لیا شیبان سپاہیوں سے علیحدہ ہو کر روپوش ہو گیا جس وقت محمد بن سلیمان نے مصر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اس وقت شیبان نے خفیہ طور پر امن حاصل کیا اور محمد بن سلیمان کے پاس آ گیا۔

بنو طولون کی گرفتاری و خاتمہ:..... اس کے بعد محمد بن سلیمان نے کل بنی طولون کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور مال و اسباب ضبط کر لیا اور بشارت فتح دربار خلافت میں روانہ کر دی یہ واقعات ماہ صفر ۲۹۲ھ کے ہیں اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے حکم بھیجا کہ تمام بنی طولون کو ان کے حامیوں سمیت وہ جتنے بھی مصر و شام میں ہوں گرفتار کر کے بغداد بھیج دو محمد بن سلیمان نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل کی اور خود بھی بغداد روانہ ہو گیا۔ دربار خلافت سے عیسیٰ نوشری کو مصر کی حکومت دی گئی بنی طولون کا ایک سپہ سالار ابراہیم خلیجی جو کہ محمد بن سلیمان کا کسی زمانہ میں نائب تھا علم خلافت کی مخالفت پر کھڑا ہو گیا اور قرب و جوار کے دیہاتوں کو جمع کر کے ایک فوج بنالی عیسیٰ نوشری نے اس طوفان کی روک تھام کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا مجبوراً مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ اور ابراہیم خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر ایک لشکر فاطمہ (خلیفہ معتضد کے غلام کی ماتحتی میں مصر روانہ کیا اس مہم میں احمد بن کیغلیغ اور بدرجمی وغیرہ جیسے نامی گرامی سپہ سالار بنی طولون کے بھی بھیجے گئے تھے ۲۹۳ھ میں یہ لشکر مصر کے قریب پہنچ گیا احمد بن کیغلیغ ایک دستہ فوج اور چند تجربہ کار سپہ سالاروں کو لے کر بڑھ کر عریش کے قریب مقابلہ ہوا پہلے ہی حملہ میں شاہی لشکر کو شکست ہو گئی خلیجی کے حوصلے اس سے بڑھ گئے،

خلیجی باغی کو شکست:..... جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی خلیفہ مکتفی نے تیاری کا حکم دے دیا اور بغداد کے باہر ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مصر کی جانب کوچ کر دیا رفتہ رفتہ تکریت پہنچا یہاں پر فاطمہ کا خط ماہ شعبان میں پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا ”اس جان نثار غلام نے متواتر جنگوں کے بعد خلیجی باغی کو شکست فاش ہو گئی چنانچہ بڑی جدوجہد سے میں نے اس کا پتہ لگا کر گرفتار کر لیا ہے خلیفہ مکتفی نے سجدہ شکر ادا کیا اور حکم صادر فرمایا کہ خلیجی باغی کو اس کے ساتھیوں سمیت فوراً بغداد بھیج دو فاطمہ نے اس حکم کے مطابق خلیجی کو بغداد روانہ کر دیا جہاں انھیں جیل میں ڈال دیا گیا۔

❶..... النجوم الزاهرة جلد ۳ صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ ہارون بن خمارویہ نشے میں بری طرح غرق تھا کہ اس کو اس کے چچا شیبان نے چھری یا چاقو سے ذبح کر دیا تھا۔

حکومت بنی حمدان کا آغاز ۲۹۲ھ

۲۹۲ھ میں خلیفہ مکتفی نے صوبہ موصل کا گورنر ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان بن حمدون عدوی تغلمی کو بنایا چنانچہ پہلی محرم (۲۹۳ھ) میں وہ موصل پہنچا اور اگلے دن نینوی کی یہ خبر ملی کہ پیشوا محمد بن بلال ہے شہر پر شہنشاہ مارا ہے اور اس کو لوٹ لیا ہے چنانچہ ابوالہیجاء نے اسی وقت تیاری کا حکم دے دیا اور جھٹ پٹ ایک لشکر مرتب کر کے پل سے مشرقی ساحل کی طرف عبور کر لیا، مقام حار کردوں سے مدبھڑ ہوگی اتفاق سے ابوالہیجاء کے ساتھیوں میں سے سلیمان حمدانی نامی ایک سپہ سالار مارا گیا جس سے ابوالہیجاء کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اور وہ لڑائی موقوف کر کے موصل کی طرف لوٹ آیا۔ پھر دربار خلافت میں مدد کے لئے عرضی بھیجی۔ اور کمک کے انتظار میں ٹھہرا رہا تا آنکہ ۲۹۳ھ منقضي ہو گیا اور ماہ ربیع الاول ۲۹۴ھ میں دربار خلافت سے امدادی فوجیں پہنچ گئیں

ابوالہیجاء کا کردوں پر حملہ:..... اس وقت ابوالہیجاء نے دوبارہ اکراد ہذبانہ پر فوج کشی کی۔ اکراد ہذبانہ کی جمعیت پانچزار خاندان کی تھی مگر وہ ابوالہیجاء کی مستعدی سے ڈر کر کوہ سلق میں جا کر پناہ گزین ہو گئے۔ جوزاب کے سامنے واقع تھا چنانچہ ابوالہیجاء نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی محمد بن بلال ۱ نے چالاکی سے ابوالہیجاء سے خط و کتابت شروع کی اور اطاعت اور ضمانت دینے کی شرائط طے کرنے لگا ابھی کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ اپنے چند ساتھیوں کو آذربائیجان کی طرف بڑھنے کا چپکے سے اشارہ کر دیا مگر ابوالہیجاء کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوراً تعاقب کیا اگرچہ محمد کے ساتھی کوہ قندیل پر پہنچ کر پناہ گزین ہو گئے تھے مگر شاہی لشکر کی مستعدی نے انھیں چین سے رہنے نہ دیا ان کا ایک گروپ کام آ گیا باقی لوگوں نے کوہ قندیل کی چوٹی پر جا کر ہی دم لیا اور ابوالہیجاء نے واپسی کر دی اور کر دموقع پا کر آذربائیجان بھاگ گئے ابوالہیجاء نے ایک اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کر دیا اور لشکر کو موصل کی جانب لوٹنے کا حکم دیا۔

محمد بن بلال کی صلح:..... چند دنوں کے بعد دارالخلافت سے ایک تازہ دم فوج کی کمک پر پھر آگئی چنانچہ اس نے سامان جنگ درست کر کے کوہ سلق کا رخ کیا محمد بن بلال اس وقت تک یہیں ٹھہرا ہوا تھا اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا اس دوران سردی کا موسم آ گیا اور برف باری شروع ہو گئی اس سے رسد کے آنے کا راستہ تو بند ہی تھا غلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو گیا اور محمد بن بلال مجبور ہو کر اپنے اہل عیال کے ساتھ محاصروں سے نظریں بچا کر محاصرہ سے بھاگ گیا ابوالہیجاء نے اس کے مکانات، مال و اسباب و عران کی مقبوضہ زمینوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد محمد بن بلال نے امن کی درخواست کی جس کو ابوالہیجاء نے نہایت خندہ پیشانی سے منظور کر لیا چنانچہ محمد بن بلال شکریہ ادا کرنے اپنی اولاد کے ساتھ ابوالہیجاء کی خدمت میں حاضر ہوا ابوالہیجاء نے محمد بن بلال کے ساتھ موصل میں واپس آ کر قیام کیا جس سے فتنہ و فساد فرو ہو گیا اسی زمانہ میں اکراد حمید یہ نے بھی یکے بعد دیگرے حاضر ہو کر امن کی درخواست دی اور اطاعت قبول کی تھوڑے ہی دنوں میں ابوالہیجاء کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابوالہیجاء کی بغاوت کی کوشش:..... اس کے بعد ۳۰۱ھ میں ابوالہیجاء نے علم خلافت کی مخالفت پر آمادگی ظاہر کی تو خلیفہ مقتدر نے ایک لشکر مونس خادم کی ماتحتی میں ابوالہیجاء کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اتنی زیادہ فوج دیکھ کر ابوالہیجاء کا مزاج درست ہو گیا اور وہ خود مونس کے پاس حاضر ہوا اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی مونس نے ابوالہیجاء کے ساتھ بغداد کی جانب واپسی کی اور خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء کی معذرت قبول کر لی اور خلعت خوشنودی مرحمت کی اس وقت سے ابوالہیجاء بغداد ہی میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ دیار ربیعہ میں اس کا بھائی حسین بن حمدان ۳۰۳ھ میں باغی ہو گیا شاہی فوج اس کو ہوش میں لانے کے لئے روانہ کی گئی لہذا چند دنوں کے بعد گرفتار ہو کر دربار خلافت میں پیش کیا گیا خلیفہ مقتدر نے اس کو اس کے لڑکوں سمیت زبدان قہرمانہ کی نگرانی میں قید کر دیا ضرورت وقت اور مصلحت ملکی کے لحاظ سے ابوالہیجاء بھی اپنی اولاد اور بھائیوں کے ساتھ جیل بھیج دیا گیا اس کے بعد ۵۰۳ھ میں رہا ہوا۔

①..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں محمد بن بلال کے بجائے محمد بن سلال تحریر ہے۔

ابن لیث کے حالات:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو خلیفہ مکتفی نے ۲۹۰ھ میں ملک فارس کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور اس کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا تھا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد لہو و لعب اور سیر و شکار میں ایسا مصروف و منہمک ہو گیا کہ ایک گھڑی بھی امور سیاست اور انتظام ملک کی طرف توجہ نہیں کرنا تھا اسی دوران تفریح کے لئے بھستان چلا گیا لیث بن علی بن لیث اور سکری (عمرو بن لیث کا غلام تھا) نے موقع پا کر فارس پر قبضہ کر لینے کی کوشش کی ابوقابوس (یہ طاہر بن محمد کے ساتھیوں کا ایک سپہ سالار تھا) نے مخالفت کی چونکہ لیث اور سکری قابض ہو چکے تھے لہذا ابوقابوس کی کچھ نہ چلی تو مجبوراً بغداد کا راستہ لیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ مکتفی کی دست بوسی کی اور سارے حالات عرض کئے خلیفہ مکتفی نے انعام اور جائزے مرحمت فرمائے کچھ عرصے بعد طاہر نے ابوقابوس کی واپسی کی درخواست کی اور واپسی نہ ہونے کی صورت میں احتساب کی التجاء کی مگر خلیفہ نے کسی درخواست کو منظور نہیں کیا۔

صوائف:..... ۲۹۱ھ میں رومیوں نے ایک لاکھ فوج کے ساتھ سرحدی علاقوں کی جانب پیش قدمی کی ان میں سے ایک فوج نے حدیثہ ۱ کا رخ کیا اور حالت غفلت میں پہنچ کر شہر جلادیا، جو کچھ پایا لوٹ لیا جوان، بوڑھے اور بچوں کو گرفتار کر لیا گیا غلام زرافہ نامی ایک سپہ سالار نے رومیوں کی اس پیش قدمی کو روکنے کے لئے طرسوس سے انطاکیہ پر فوج کشی کر دی جن سے رومیوں کے چھکے چھوٹ گئے اسلامی سرحد کو تخت و تاراج کرنے سے دست کش ہو کر انطاکیہ بچانے دوڑ پڑے لیکن ناکام اسلامی فوج نے بزور عطاء انطاکیہ کو فتح کر لیا اور پانچ ہزار رومی مارے گئے اتنے ہی گرفتار ہو گئے اور اتنے ہی مسلمان قیدیوں کو جو انطاکیہ میں قید تھے رہائی ملی ساتھ کشتیاں مال و اسباب سمیت ہاتھ آئیں انطاکیہ جو مال غنیمت کے ساتھ تقسیم کی گئیں ہزار ہزار دینار ایک ایک کے حصہ میں آئے اسی سن میں ترکوں نے ایک بے شمار فوج کے ساتھ ماوراء النہر کی جانب خروج کیا اسماعیل بن احمد سامانی سے اس طوفان بدتمیزی کے روک تھام کے لئے ایک عظیم الشان لشکر جس میں مطوعہ (والیہرز) اور فوج نظام بھی تھی روانہ کیا، ترکوں کے تو چھکے چھوٹ گئے اور ایک بڑا گروپ مارا گیا باقی میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ قید کر لئے گئے پھر ۲۹۲ھ میں رومیوں نے مرعش اور اس کے اطراف پر چڑھائی کی اہل مصیصہ و طرسوس مقابلہ پر آئے جب لڑائی ہوئی تو مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی خلیفہ مکتفی نے ابوالعشار کو سرحدی حکومت سے معزول کر کے رستم بن برزو کو متعین کر دیا اسی کے عہد میں رومیوں اور مسلمانوں میں قیدیوں کا ایک دوسرے سے تبادلہ و معارضہ ہوا چنانچہ ایک ہزار مسلمان قیدی عیسائیوں کے پنجہ ظلم سے رہا کر لیئے گئے۔

قورس پر حملہ:..... پھر ۲۹۳ھ میں رومیوں نے قورس (صوبہ حلب) پر حالت غفلت میں شبخون مارا اہل قورس باوجود بے خبری کے مسلح و تیار ہو کر مقابلہ پر آ گئے لڑائی ہوئی لیکن مسلمانوں کو شکست ہو گئی اور ایک بڑا گروپ کام آ گیا رومیوں نے شہر میں داخل ہو کر جامع مسجد کو جلا دیا جو کچھ ملاوٹ لیا اسی سن میں اسماعیل بن سامان گورنر ماوراء النہر نے ترک اور دیلم کے بہت سے شہروں کو طاقت سے فتح کیا۔ اور ۲۹۴ھ میں ابن کیغلیغ نے طرسوس کی طرف سے اور علاقوں پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور چار ہزار رومیوں کو قید کر لیا رومیوں کے ایک بطریق نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا۔

ابن کیغلیغ کا حملہ:..... اس کے بعد اسی سن میں پھر ابن کیغلیغ نے جہاد کے ارادے سے کفار کی جانب خروج کیا فتح کرتا ہوا شکند ۲ تک پہنچ گیا اور اس کو بھی فتح کر لیا دو چار دن قیام کر کے لیس پر حملہ کر دیا، رومیوں نے دل کھول کر مقابلہ کیا چنانچہ بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار اسلامی فوج کو فتح نصیب ہوئی اور رومیوں کے ہزاروں آدمی مارے گئے اور تقریباً پچاس ہزار قید کر لئے گئے۔

اندر و تقس بطریق:..... اس واقعہ کے بعد بطریق ”اند و تقس“ نے جو رومیوں کی طرف سے سرحد کی حفاظت پر مامور تھا دربار خلافت میں امن کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ مکتفی نے فوراً مان نامہ لکھ دیا اور ان مسلمانوں کو لے کر جو اس کی قید میں تھے اسلامی لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا مگر والی روم کو

۱..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۶ پر حدیث کے بجائے حدیث تحریر ہے یہ ایک چھوٹا سا شہر تھا جو شام کے علاقوں میں سے تھا اس کے اور انطاکیہ کے درمیان ۷۸ میل کا فاصلہ تھا (معجم البلدان)

۲..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۵۶ پر شکند کے بجائے سکند تحریر ہے۔

اس کی خبر لگ گئی تو فوراً ایک دستہ اندر نقس کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا مسلمان قیدیوں نے فوج کے اس دستہ کو جو اندر نقس کی گرفتاری کے لئے آیا تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور جو کچھ مال و اسباب اور آلات حرب ملے جب کولوٹ لیا رومیوں کو اس سے سخت اشتعال پیدا ہوا ایک فوج تیار کر کے بطریق اندر نقس سے لڑنے آئے چنانچہ اسلامی فوج نے بھی بطریق اندر نقس اور مسلمان قیدیوں کو بچانے کے لئے رومیوں پر حملہ کر دیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچ گئے اور اس کے دیر میں تخت و تاراج کر ڈالا رومی یہ خبر پا کر خائب و خاسر واپس چلے گئے چنانچہ بطریق اندر نقس اہل و عیال سمیت قلعہ سے نکل آیا اور ان کے ساتھ دار الخلافہ بغداد روانہ ہو گیا۔

ملکشی کے گورنر:..... اس سے پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ پہلے خاقان ^{مفلحی} کو "رے" کی حکومت عطا ہوئی اس کے بعد اسماعیل بن احمد سامانی کو دی گئی اور عیسیٰ نوشہری کو مصر کا گورنر حکومت بنی طولون کے ختم ہونے کے بعد مقرر کیا گیا اور ابو العشار احمد بن نصر کو طرسوس کی حکومت عنایت ہوئی ۲۹۰ھ میں مظفر بن حاج کو معزول کیا گیا۔ اور ۲۹۱ھ میں وزیر السلطنت ابو القاسم بن عبید اللہ ^۱ کی وفات ہوئی تو قلمدان وزارت عباس بن عباس بن حسن کے سپرد ہوا اس کے بعد ۲۹۲ھ میں ابو العشار بھی برطرف ہو گیا اور اس کی جگہ رستم بن بزور مقرر کیا گیا ۲۹۳ھ میں لیث بن لیث نے بلاد فارس کو طاہر بن محمد کے قبضہ سے نکال لیا۔ خلیفہ ^{ملکشی} نے خوش ہو کر خلعت اور جھنڈا عنایت کیا اسی سن میں ابو الہیجا عبد اللہ بن حمدان کو موصل کا گورنر بنایا گیا اسی سن میں قرامطہ کا سفیر یمن و صنعاء پہنچا اور بوجہ طوائف الملوکی یمن کے، اکثر شہروں پر قبضہ حاصل کر لیا، اسی سن کے ماہ شوال میں خلیفہ ^{ملکشی} نے مظفر بن حاج کو حکومت یمن عنایت فرمائی چنانچہ مظفر نے یمن پہنچ کر قیام کیا۔

ملکشی باللہ کی وفات:..... خلیفہ ^{ملکشی} ابو محمد علی بن خلیفہ المنصور باللہ نے ماہ جمادی الاول ۲۹۵ھ میں ساڑھے چھ برس حکومت کر کے مقام بغداد میں سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن طاہر کے مکان میں مدفون ہوا وفات سے پہلے مرحوم خلیفہ نے اپنے بھائی جعفر کو اپنا ولی عہد بنالیا تھا۔

جعفر بن معتضد المقتدر باللہ ۲۹۵ھ تا ۳۳۰ھ

خلافت کے لئے مشورہ:..... وزیر السلطنت عباس بن حسن نے اپنے مصاحبوں سے مشورہ کیا کہ خاندان خلافت سے کون شخص تخت خلافت کا مستحق ہے محمد بن داؤد بن جراح نے عبد اللہ بن معتز کو منتخب کیا اور اس کی عقل و فراست کی بہت تعریف کی ابو الحسین بن محمد بن فرات بحث و مباحثہ اور تکرار کے بعد بولا "وزیر السلطنت! اللہ تعالیٰ سے ڈرے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بنائیے جن کے حالات سے آپ آگاہ نہ ہوں" اور نہ بخیل کو تخت خلافت پر متمکن کیجئے کہ لشکریوں کی تنخواہ ملنے میں وقت پیدا ہو اور نہ لالچی شخص کے ہاتھ پر بیعت خلافت کیجئے کہ لالچ میں آ کر حکومت کا شیرازہ درہم برہم کر دے امراء دولت اور اراکین سلطنت کے مال و اسباب کی تاک میں رہے، اور نہ ایسے شخص کو تاجدار بنائے جو دین اسلام کی اہانت کرتا ہو گناہوں سے بچتا نہ ہو ثواب کا طالب نہ ہو اور نہ ایسے شخص کو زمام حکومت سپرد کیجئے جو لوگوں کے حالات کو بگاڑ دے کہ لوگوں کو کھانا، پینا، عیش و آرام و دشوار ہو جائے میرے نزدیک خاندان خلافت میں جعفر بن معتضد سے زیادہ قابل کوئی شخص نہیں ہے یہ شخص ہر مارح سے خلافت پر متمکن ہونے کی قابلیت رکھتا ہے" وزیر السلطنت نے کہا "تمہیں انتخاب کرتے ہوئے شرم نہ آئی وہ تو ابھی لڑکا ہے" ابن فرات نے جواب دیا "ہاں یہ سچ ہے لیکن ایسے شخص کو خلیفہ بنانے کی ہم کو ضرورت نہیں ہے جو انتظام سلطنت میں ہمارا محتاج نہ ہو اور ہم پر وہ قابو یافتہ ہو" وزیر السلطنت نے علی بن عیسیٰ سے مشورہ کی غرض اس کی طرف سے رخ کیا علی بن قیس نے کسی کو نامزد نہ کیا صرف اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا کہ ایسے شخص کو خلیفہ بنائیے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور زمام خلافت سنبھالنے کی صلاحیت اور قابلیت رکھتا ہو۔

جعفر کو خلیفہ بنانے کا فیصلہ:..... چنانچہ وزیر السلطنت کا دل جعفر کو خلیفہ بنانے کی طرف مائل ہو گیا جیسا کہ ابن فرات نے رائے دی

① مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۳۱۶ کے مطابق عبید اللہ کی وفات بدھ کی رات ۱۱ رجب الثانی ۲۹۱ھ میں ہوئی۔

② مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۳۰۹ اور انجم الزاھر جلد ۳ جلد ۱۶۲ کے مطابق ملکشی کی وفات جمادی الاولیٰ کے بجائے ذی القعدہ میں ہوئی۔

اور اس کے بھائی خلیفہ ملٹھی نے وصیت کی تھی اور اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا غرض وزیر السلطنت نے صائف حرمی کو جعفر کے لانے کو روانہ کیا چنانچہ جعفر اپنے گھر سے دجلہ کے مغربی ساحل کی طرف دار الخلافت کے ارادے سے روانہ اور واپسی کے وقت وزیر السلطنت کے مکان کے قریب پہنچ کر صائف کے دل میں یہ خیال گذار کہ شاید وزیر السلطنت نے جعفر کو قید کرنے کے لئے طلب کیا ہے جیسے ہی یہ خطرہ پیدا ہوا جعفر کو حراقہ ۱ میں چھوڑ کر چپکے سے دار الخلافت چلا آیا اور حاضریں سے بیعت خلافت لے لی اس کے بعد جعفر کو حراقہ سے لا کر تخت پر بٹھا دیا اس دوران وزیر السلطنت اور دوسرے سردار آگئے ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

مقتدر باللہ کی خلافت:..... سریر خلافت پر متمکن ہونے کے بعد جعفر نے اپنے کو مقتدر باللہ کے لقب سے ملقب کیا اور وزیر السلطنت کو بیت المال میں تصرف کرنے کا اختیار دیا اس وقت بیت المال میں ڈیڑھ کروڑ دینار تھے چنانچہ وزیر السلطنت نے اس میں سے حق بیعت نکال لیا اور کاروبار سلطنت جس نظام سے چلتا تھا چلنے لگا۔

مقتدر کے خلاف حریفانہ کوششیں:..... کم عمری کی وجہ سے حقارت سے دیکھنے نشینی کے وقت تیرہ برس کی تھی اسے اراکین دولت منہ کی وجہ سے حقارت سے دیکھنے لگے اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے وزیر السلطنت کا دل بھی پھر گیا اور وہ خلیفہ مقتدر کی معزولی اور ابو عبد اللہ محمد بن معز کو خلافت دینے پر تیار ہو گیا چنانچہ خط و کتابت شروع کر دی ابو عبد اللہ نے منظور کر لیا مگر اسماعیل گورنر خراسان کے حاجب زارس کے آنے کے انتظار میں خلیفہ مقتدر کی معزولی اور نئے خلیفہ کی تقرری نہ ہو سکی اس واقعہ سے چند ہی دن پہلے نارس نے اپنے آقا نعمت سے مخالفت شروع کی تھی اور اس سے الگ ہو کر بغداد میں آنے کی اجازت مانگی تھی وزیر السلطنت نے حاضری کی اجازت دے کر اس کے ذریعہ خادمان خلیفہ معتضد کو ملانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اس معاملہ میں ان لوگوں کی مخالفت کا قوی اندیشہ تھا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ نارس کے آنے میں توقع سے زیادہ تاخیر ہو گئی۔

طالبان تخت قبر میں:..... اس دوران ابو عبد اللہ محمد بن معز تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بجائے داعی اجل کو لبیک کہہ کر قبر میں سو گیا وزیر السلطنت کی ساری امیدوں اور تمناؤں کا خاتمہ ہو گیا لیکن اس کے باوجود اس سے آرام سے نہ بیٹھا گیا تو اس ابو الحسین بن خلیفہ متوکل کو تخت خلافت پر متمکن کرنے کا عزم کر لیا اتفاق سے یہ بھی مر گیا ان واقعات سے بظاہر مقتدر کی حکومت کو ایک گونہ استقلال و استحکام حاصل ہو گیا اور وہ کاروبار سلطنت کو بیدار مغزی سے انجام دینے لگا۔

عبد اللہ بن معز کے لئے کوشش:..... کچھ عرصے کے بعد سپہ سالاروں، اعیان سلطنت، قاضیان و مفتیان شریعت اور سیکرٹریوں نے پھر سرگوشیاں شروع کر دیں اور خلیفہ مقتدر کی معزولی پر متفق الکلمہ ہو کر عبد اللہ بن معز سے سر تخت خلافت پر متمکن ہونے کی درخواست کی عبد اللہ بن معز نے یہ شرط لگائی کہ خونریزی اور قتل عام نہ ہو تو ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر جواب دیا، چونکہ ہم لوگ اس بات پر متفق ہو گئے ہیں کسی قسم کا نزاع نہ ہوگا اور جب نزاع کا وقوع نہ ہوگا تو لازمی نتیجہ یہ ہے کہ قتل و خونریزی نہ ہوگی، اس مشورے کے بانی مہانی عباس بن حسین وزیر السلطنت، محمد بن داؤد بن جراح سیکرٹری، ابو المثنیٰ احمد بن یعقوب قاضی، حسین بن حمدان وزیر جنگ، بدر عجمی اور وصیف بن صوار تلکین جیسے سپہ سالار تھے۔

وزیر کا قتل:..... ابھی اس مشورہ پر عملدرآمد نہ ہونے پایا تھا کہ وزیر السلطنت نے اس بات کو محسوس کر کے کہ خلیفہ مقتدر کے برتاؤ میرے ساتھ اچھے ہیں اور میرے اقتدار میں کسی قسم کا فرق بھی نہیں آیا ہے اس مشورے اور رائے سے علیحدہ و کنارہ کشی کر لی مگر محمد بن داؤد وغیرہ اسی رائے پر جمے رہے اور حسین بن حمدان کے اشارے پر بدر اور وصیف نے جس وقت کہ وزیر السلطنت اپنے باغ کو جارہا تھا اچانک حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ مئی ۲۹۶ھ کا ہے۔

①..... حراقہ ایک قسم کی کشتی ہوتی ہے جس میں دشمنوں پر آتش بازی کے مقامات بنے ہوتے ہیں۔ (اقراب الموارد جلد صفحہ ۱۸۳)

ابن معتر کی خلافت کا اعلان:..... اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ مقتدر کی معزولی کا اعلان کر کے عبداللہ بن معتر کی خلافت کی بیعت کر لی اس وقت خلیفہ مقتدر حلیہ میں چوگان کھیل رہا تھا وزیر السلطنت کے قتل ہونے اور عبداللہ بن معتر کے بیعت خلافت لینے کے حالات سن کر محل سرا میں چلا گیا اور دروازے بند کر دیے اس کے بعد ہی حسین بن حمد ابن خلیفہ مقتدر کو قتل کرنے کی غرض سے حلیہ میں آیا غائب و خاسر ہو کر واپس گیا دارالعلوم میں پہنچ کر عبداللہ بن معتر کو بلوایا سپہ سالاران لشکر، دولت اور اراکین سلطنت نے حاضر ہو کر بیعت کی مگر ابوحسن بن فرات اور خلیفہ مقتدر کے خاص خاص مصاحبین حاضر دربار نہ ہوئے۔ عبداللہ بن معتر نے بیعت خلافت لینے کے بعد الرضی باللہ کے لقب سے خود کو ملقب کیا محمد بن داؤد بن جراح کو عہدہ وزارت عنایت کیا اور علی بن موسیٰ کو محکمہ دیوان سپرد کیا اور خلیفہ مقتدر کو لکھ بھیجا کہ تمہاری خیریت اسی میں ہے کہ تم دار الخلافہ چھوڑ کر باہر آ جاؤ اور خلافت کی ہوس دل سے نکال دو، مقتدر نے جواب لکھا ”مجھے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل منظور ہے مگر شام تک کی مہلت عطا کی جائے۔“

خادموں کی مزاحمت:..... رات کے وقت مونس خادم، مونس خازن، غریب الخال اور تمام خدام حاشیہ نے متفق ہو کر رائے قائم کی کہ چونکہ ہم لوگ ایک عام مصیبت میں مبتلا ہو گئے ہیں اس سے خلائی اگر ہو سکتی ہے تو اس ذریعہ سے ہو سکتی ہے کہ ہم لوگ کوئی فتنہ برپا کر دیں۔ اس صبح کو حسین بن حمد ان دار الخلافہ کے دروازہ پر گیا تو اور خلیفہ مقتدر کے خدام اور غلاموں نے فسیلوں پر سے حسین بن حمد ان پر تیر کامیہ نہ برسانا شروع کر دیا اور ہنگامہ کا رزار گرم ہو گیا پورے دن بڑے زور و شور سے لڑائی رہی غروب آفتاب کے قریب حسین نے اپنے ساتھیوں کو واپسی کا حکم دے دیا اور جیسے ہی رات کی تاریکی بڑھی اپنے اہل و عیال سمیت موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن معتر پر حملے کی تیاری:..... خلیفہ مقتدر کے حامیوں نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر عبداللہ بن معتر پر حملہ کی تیاری کر لی اور کشتیوں پر سوار ہو کر عبداللہ بن معتر کے گھر کی طرف بڑھے جو درجہ کے کنارے پر تھا عبداللہ بن معتر کے ساتھی ان لوگوں کو دیکھ کر کچھ ایسے خوف زدہ اور مرعوب ہوئے کہ اس سے پہلے کہ وہ کشتیاں کنارہ پر آتے اور اترتے بغیر کسی جنگ کے بھاگ کھڑے ہوئے اور حسین بن حمد ان کے سر یہ الزام تھوپ دیا کہ اس نے خلیفہ مقتدر سے ساز باز کر لی ہے۔

ابن معتر کی ناکامی:..... عبداللہ بن معتر اور اس کا وزیر محمد بن داؤد بن جراح مکان سے نکلے اور اس خیال فاسد کی بناء پر کہ جن لشکریوں نے بیعت کر لی ہے وہ ضرور ساتھ دیں گے اور غالباً سامرا میں آئیں گے جس سے خلیفہ مقتدر سے ہم مزاحمت کر سکیں وہ سوار ہو کر صحرا کا راستہ لیا تھوڑی مسافت طے کر کے جب یہ دونوں میدان میں پہنچے تو تنہا تھے مجبوراً شہر میں واپس آ گئے اور لوگوں کے گھروں میں روپوش ہو گئے محمد بن داؤد وزیر تو اپنے ہی گھر میں چھپ گیا اور عبداللہ بن معتر نے اپنے خادم کے ساتھ ابو عبداللہ بن بھصاص کے مکان میں جا کے پناہ لی اس سے بد معاشوں، بازار یوں، اور آبرو باختہ لوگوں کی بن آئی۔ لوٹ اور قتل کا بازار گرم کر دیا۔

ابن عمرو یہ کافر:..... ابن عمرو یہ پولیس افسر نے بھی عبداللہ بن معتر کو باور کرایا کہ میں خلیفہ مقتدر کا بدلہ لینا چاہتا ہوں اور لوگوں کو جمع کر کے عوام الناس کی طرف جھکا عوام الناس یہ چال سمجھ گئے۔ تلواریں نیام سے کھینچ کر بھڑ گئے ابن عمرو یہ بھاگ کر ایک گھر میں چھپ گیا خلیفہ مقتدر نے اسی وقت مونس خازن کو پولیس کا افسر بنادیا اور اس طوفان بد تمیزی کو فرو کرنے کا حکم دیا پھر کیا تھا علم خلافت کے حامی شہر میں پھیل گئے اور باغیوں کی گرفتاری ہونے لگی۔

مخالفین کا قتل:..... چنانچہ صیف بن صوار تلکین گرفتار ہوا اور مار ڈالا گیا قاضی ابو عمرو علی بن عیسیٰ اور قاضی محمد بن خلف بھی گرفتار ہوئے مگر رہا کر دیئے گئے اب کے بعد قاضی ابوشنی احمد بن یعقوب کو باندھ کر لایا گیا حاضرین میں سے کسی نے خلیفہ مقتدر کی بیعت کرنے کو کہا تو اس نے جواب دیا ”وہ ابھی بچہ ہے میں اس کی بیعت نہیں کروں گا“ چنانچہ خلیفہ مقتدر نے خلعت خوشنودی عنایت کی اور قلمدان وزارت سپرد کر دیا ابن بھصاص کے خادم سوس نے صافی خرمی (یہ خلیفہ مقتدر کا غلام تھا) سے جا کر خبر کر دی کہ ابن معتر ایک گروپ سمیت میرے آقا کے مکان میں چھپا ہوا ہے۔

① تاریخ طبری کے مطابق الرضی کے بجائے اپنا لقب الرضی باللہ اختیار کیا تھا۔

ابن معتر کی گرفتاری اور قتل:..... صافی خرمی نے خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع کر دی خلیفہ مقتدر نے حکم دیا تو ابن حصاص کے مکان کا فوراً محاصرہ کر لیا گیا دروازے توڑ ڈالے گئے چنانچہ ابن معتر گرفتار ہو گیا پوری رات جیل میں رہا اور صبح کے وقت اس کے دونوں نھسے کاٹ ڈالے گئے ۱۔ جس سے وہ مر گیا پھر اس کی نعش اس کے اہل و عیال کو دے دی گئی اور ابن حصاص کو اس الزام میں گرفتار کر کے بڑی رقم لے کر رہا کر دیا گیا۔ اور دربار خلافت میں پہنچنے کے ساتھ قتل ہی کر دیا گیا علی بن عیسیٰ بن علی کو واسط کی جانب جلاء وطن کیا گیا مگر وہ وزیر السلطنت ابن فرات سے مکہ جانے کی اجازت طلب کر کے بصرہ کے راستے مکہ چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا قاضی ابو عمرو علی پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا گیا حسین بن حمدان کی گرفتاری کو پہلے ایک لشکر موصل کی طرف روانہ ہوا مگر وہ کامیاب نہ ہوا پھر وزیر السلطنت ابن فرات کی سفارش سے ابن عمرو یہ افسر پولیس اور ابراہیم بن کیغلیغ وغیرہ کی جان بچ گئی اور فتنہ و فساد فرو ہو گیا خدام دولت اور خلافت مقتدر کے حامی انعام اور صلے لینے کے لئے دربار خلافت میں حاضر ہو گئے وزیر السلطنت نے عباسیوں، طالبیوں، سپہ سالاروں اور امراء دولت کو مراتب کے اعتبار سے انعامات، جائزے اور صلے دے اور بیت المال میں جو کچھ تھا اس کا بڑا کثیر حصہ تقسیم کر دیا۔

حسین بن حمدان کا تعاقب:..... اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر خلیفہ مقتدر نے قاسم بن سیمہ کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ حسین بن حمدان کی گرفتاری و تعاقب پر متعین کیا قاسم بن سیمہ قیسیا اور حجبہ تک حسین کی تلاش میں بڑھتا چلا گیا مگر ناکام رہا تب خلیفہ مقتدر نے ابو الہیجا بن حمدان (یہ حسن بن حمدان کا بھائی اور خلیفہ مقتدر کی طرف سے امیر موصل تھا) کے نام حسین کی گرفتاری کا فرمان روانہ کیا چنانچہ ابو الہیجا قاسم بن سیمہ دوسرے سپہ سالاروں لشکر کے ساتھ حسین کی تلاشی میں روانہ ہوا چنانچہ تکریت کے قریب حسین سے سامنا ہو گیا لڑائی ہوئی اور حسین شکست کھا کر بھاگ گیا اپنے بھائی ابراہیم کے ذریعے دربار خلافت میں امن کی درخواست روانہ کی چنانچہ اسے امن دے دیا گیا حسین بن حمدان دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور خلیفہ نے خلعت مرحمت فرمائی اور عباس بن عمر غنوی کو معزول کر کے قلم اور قاشان کی حکومت دے دی چنانچہ حسین بن رخصت ہو کر قلم کا راستہ لیا اس دوران نارس (اسماعیل سامانی گورنر ماوراء النہر کا غلام) آ گیا خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ گورنر بنا دیا۔

شیعہ عبیدہ:..... عبیدہ میں نسب کے اعتبار سے اپنے پہلے خلیفہ عبید اللہ مہدی بن محمد حبیب بن جعفر مصدق ابن محمد مکتوم بن امام اسماعیل بن جعفر صادق کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں آپ کو اس نسب کے غلط ہونے کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کیونکہ خلیفہ معتضد کا خط جو اس نے ابن اغلب کو قیروان میں اور ابن مدرار کو سلجماسہ میں اس کی گرفتاری کے بارے تحریر کیا تھا جس وقت یہ بلاد مغرب کے علاقوں کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کے صحیح ہونے کی گواہی دیتا ہے اور شریف رضی کے یہ اشعار بھی اس کی تائید کرتے ہیں:

البس الذل فی بلاد الاعادی وبمصر الخلیفۃ العلوی من ابوہ ابی ومولاه مولای اذامنانی البعید القصی
لف عرقی بعرقہ سید الناس جمیعاً محمد وعلی .

(ترجمہ) مصر اور دیگر ممالک کے دشمنوں کو خلیفہ علوی نے ذلیل و خوار کر دیا۔ اس کا باپ اور میرا باپ اس کا مولیٰ۔ اور میرا مولیٰ ایک ہی ہے اگرچہ غیر خاندان والے مجھ کو ذلیل سمجھیں میرا سلسلہ نسب اور اس کا سلسلہ نسب سید الناس محمد ﷺ اور علی سے ملتا ہے

اور جو محضر بغداد قادران عبیدیوں کے نسبی اعتراضات کے بارے میں لکھا گیا تھا اور اس پر مشہور علماء ہی خلافت کے زمانے میں قدوری، صہیری، ابوالعباس ایوردی ابوحامد اسفرائی، ابوالفضل نسوی، ابو جعفر نسفی اور علویہ میں سے مرتضیٰ ابن بطحاوی، ابن ازرق اور معتضد علیہ شیعہ ابو عبد اللہ بن لقمان کے دستخط بطور گواہی کے ثبت کئے گئے تھے وہ شہادت سنی سنائی تھی دولت عباسیہ میں تقریباً دو سو برس سے سارے قریب و بعید کے علاقوں میں یہ خبر مشہور ہو رہی تھی اور سنی شہادت ایسے موقع میں کہ یہ شہادت نفی کی ہے قابل قبول ہے ایسی صورت میں اس محضر اور خلیفہ معتضد کے خط میں کوئی تضاد بھی نہیں پیدا ہوتا کیونکہ ان کی جانب طبعیت کا میلان اور ان کا اپنے دعوؤں میں سرسبز ہونا ان کے نسب کے صحیح ہونے پر روز روشن کی طرح دلالت کرتا ہے اور جن لوگوں نے ان کو نسباً یہودیت یا نصرانیت میں میمون قذاح وغیرہ کی طرف منسوب کیا ہے ان لوگوں کے لئے

۱..... تاریخ ابوالفداء جلد ۲ صفحہ ۶۲ کے مطابق دوراتیں قید کر کے گلازدا کر قتل کیا گیا۔

وہ گنہگار کافی ہے جو اس افترا پر درازی پر عائد ہوتا ہے باقی رہی ان کی دعوت کی کیفیت اس کو ہم مقدمہ کتاب میں ہدایت شیعہ کے تذکرے میں بیان کر چکے ہیں۔

شیعہ مسالک کی تفصیل: مذاہب شیعہ اس بات پر اتفاق کر لینے کے بعد کہ علی (ؑ) تمام صحابہ (ؓ) سے افضل ہیں زید یہ اور رافضیہ کی طرف منقسم ہو جاتے ہیں زید یہ، باوجود تفصیل علی (ؑ) کے شیخین (ابوبکر و عمرؓ) کی خلافت ہونے کے قائل ہیں ان کے نزدیک امامت مفضول ہونے کے باوجود افضل کی موجودگی میں جائز ہے یہ مذہب زید شہیدؑ اور ان کے تبعین کا ہے رافضی خود کو امامیہ کے لقب سے ملقب کرتے ہیں یہ شیخین سے تبراء (بیزاری یا علیحدگی) کرتے ہیں اس لئے کہ شیخین نے اس وصیت پر عمل نہیں کیا جو رسول اللہ ﷺ نے خلافت کے بارے میں علی (ؑ) کے حق میں کی تھی اس کے باوجود اس وصیت کی کسی طریقہ سے روایت نہیں کی گئی جس کے صحیح ہونے پر ذہن کو ذرا بھی متوجہ کیا جائے اور نہ کسی نے سلف میں سے اس پر اعتماد کیا ہے جو قابل اقتدار ہیں بے شک اور بلاشبہ یہ رافضی کی گڑھی اور بنائی ہوئی وصیت ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔

رافضی کی اقسام: رافضی کی دو قسمیں ہیں اثنا عشریہ اسماعلیہ، اثنا عشریہ خلافت و امامت کو علی بن ابی طالب حسن، حسین، علی زید العابدین محمد باقر اور جعفر صادق کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم اور ان بعد کی اولاد کی طرف ایک ہی سلسلہ سے بارہویں امام تک منتقل کرتے ہیں اور بارہویں امام ”مہدی“ ہیں جو ان کے زعم فاسد کے مطابق غار سرمن رائے میں روپوش ہیں اور یہ فرقہ اس وقت تک ان کے نکلنے کے انتظار میں ہے اسماعلیہ کرسی خلافت و امامت پر جعفر صادق کے بعد ان کے دوسرے بیٹے اسماعیل کو بٹھاتے ہیں اور اسماعیل کے بعد ان کے بعد والوں کی طرف سلسلہ خلافت و امامت کو منتقل کرتے ہیں کوئی ان میں سے عبید اللہ (یہی عبید اللہ مہدی جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) پہنچ کر رک جاتا ہے اور ان لوگوں کو عبیدین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اور بعض ان میں سے یحییٰ بن عبید اللہ بن محمد بن مکتوم تک سلسلہ خلافت و امامت کو پہنچا دیتا ہے اس گروہ کو قرامطہ کہتے ہیں مگر یہ جھوٹ و افترا ہے کیونکہ محمد بن مکتوم بن اسماعیل کا کوئی بیٹا عبید اللہ نام نہ تھا۔

عبید یہ کے علاقے: ان عبیدیوں کے حامی اور گروپ والے مشرق، یمن اور افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے سب کے پہلے دو شخص (ایک شخص معروف بہ حلوانی دوسرا شخص مشہور بہ سفیانی) افریقہ گئے ان دونوں کو انہی عبیدیوں کے حامیوں اور گروپ والوں نے بھیجا تھا اور یہ سمجھا دیا تھا کہ عرب کی سرزمین بنجر ہے تم لوگ افریقہ چلے جاؤ اور کاشتکاری کر کے اس سرزمین کو سرسبز اور پھل دار کر دو چنانچہ حلوانی اور سفیانی نے افریقہ میں پہنچ کر ایک نے سرزمین کتامہ شمر مرجہ میں قیام کیا اور دوسرا شہر سوق حمار میں مقیم ہوا۔

افریقہ میں عبیدی مذہب: انہی دونوں کے ذریعہ سے ان اطراف میں بالعموم اور کتامہ میں علی الخصوص اس مذہب کی اشاعت ہوئی ان لوگوں کا یہ گمان تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے واضح نصوص اور ارشادات میں خلافت و امامت کی حضرت علی (ؑ) کے حق وصیت کی تھی جس سے صحابہ (ؓ) (عیاذ باللہ) نے اعراض و عدول کر کے علی (ؑ) کے علاوہ دوسروں کو خلیفہ بنالیا اس وجہ سے ان صحابہ سے تبراء کرنا واجب ہے جنہوں نے اس وصیت سے عدول و انحراف کیا ہے اس کے بعد علی (ؑ) نے اپنے بیٹے حسن کو اور حسن نے اپنے بھائی حسین کو، حسین نے اپنے بیٹے علی زین العابدین کو، علی زین العابدین نے اپنے بیٹے محمد الباقر کو، محمد الباقر نے اپنے بیٹے جعفر الصادق کو، جعفر الصادق نے اپنے بیٹے اسماعیل کو، امام اسماعیل نے اپنے بیٹے محمد المکتومؑ کو، محمد المکتوم نے اپنے بیٹے جعفر المصدق کو، جعفر المصدق نے اپنے بیٹے محمد الحبيب کو، محمد الحبيب نے اپنے بیٹے عبید اللہ المہدی کو اپنا وصی اور تحت خلافت و امامت کا جانشین اور وارث بنایا تھا یہی عبید اللہ المہدی ہے جس کا ابو عبد اللہ شیعہؑ داعی تھا۔

① ان کا پورا نام اس طرح ہے زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم، (صاحب زیدی مذہب)

② محمد المکتوم کے لقب سے ملقب اس وجہ سے کرتے تھے کہ اسماعلیہ مخالفین کے خوف سے ان کے نام کو چھپاتے تھے۔ منہ رحمۃ اللہ علیہ

③ ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد زکریا شیعہ، صنعاء کا رہنے والا تھا ابن حوشب نجار کی صحبت میں رہا کرتا تھا جب حلوانی اور سفیانی کے مرنے کی خبر آئی تو ابن حوشب نے اس کو سر زمین مغرب کی طرف روانہ کر دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲

حامیوں کے علاقے:..... ان لوگوں کے حامی اور ہم خیال سرزمین عرب میں یمن سے حجاز اور بحرین تک اور تمام ملک خراسان اور کوفہ، بصرہ اور طالقان میں پھیلے ہوئے تھے محمد الحبيب سرزمین حمص کے مقام سلمیہ میں رہتا تھا ان لوگوں کی یہ عادت تھی کہ ہر سمت میں جہاں پہنچتے آل محمد کی حمایت اور ان کی محبت کی دعوت دیتے اور آہستہ آہستہ اپنے عقائد سکھاتے تھے۔

شیعوں کی آمد و رفت:..... ہر ملک کے شیعہ اکثر اوقات حضرات حسینؑ کی قبر کی زیارت کے لئے کر بلا آتے اور پھر کر بلا سے زیارت کے لئے ائمہ جو امام اسماعیل کی اولاد سے تھے سلمیہ جاتے یمن میں بھی ان لوگوں کے حامی اور ہم مذہب تھے محمد بن فضل نامی ایک شخص یمن کا رہنے والا جو اصل میں لشکری تھا ایک بار انہی دنوں میں امام محمد الحبيب کی زیارت کیلئے آیا ہوا تھا رستم بن حسین بن حوشب بن داؤد نجار نے (یہ کوئی الاصل تھا) اپنے ساتھیوں کو اس کے ساتھ کر دیا اور دولت عبیدہ قائم کرنے کی ہدایت کر دی ساتھ ہی اس کے یہ بھی سمجھا دیا کہ عنقریب مہدی موعود خروج کرنے والے ہیں لہذا جتنی ممکن ہو اپنی جماعت بڑھا لو۔

یمن پر قبضہ:..... چنانچہ محمد بن فضل نے رستم کے ساتھیوں سمیت یمن پہنچ کر قبیلہ بنی موسیٰ میں قیام لیا اور وعظ و پند سے ان لوگوں کے قلوب کو امام محمد الحبيب کی طرف مائل کرنے لگا بظاہر دعوت کا طریقہ نہایت سادہ اور سیدھا تھا آل محمد کی حمایت اور ان سے محبت کرنے پر بھلا کون مسلمان تیار نہ ہوتا لہذا تھوڑے ہی دنوں میں یمن کے اطراف و جوانب کے لوگ اس دعوت میں شریک اور اس کے تابع بن گئے اور اس نے رفتہ رفتہ صوبہ یمن کو دبا لیا۔ اور ان لوگوں کے دماغوں کو بھی اپنے زہر آلودہ خیالات سے بھر دیا۔

ابو عبد اللہ حسن:..... ابو عبد اللہ حسن بن احمد بن محمد بن زکریا معروف بہ محتسب (جس کا ابھی اوپر تعارف آپ حاصل کر چکے ہیں) یہ بصرہ میں محتسب کے عہدے پر فائز تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ محتسب اس کا بھائی ابو العباس المظلول تھا اور ابو عبد اللہ علم کے نام سے جانا پہنچا جاتا تھا کیونکہ اسی نے مذہب امامیہ باطنیہ ② کو پھیلا یا تھا) امام محمد الحبيب کی خدمت میں حاضر ہوا امام محمد الحبيب نے اس کو لائق اور اہلیت کا آدمی خیال کر کے ابو حوشب کے پاس بھیج دیا چنانچہ ابو عبد اللہ نے ابو حوشب کی صحبت میں ایک طویل مدت رہ کر علم و کمال حاصل کیا اس کے بعد ابو حوشب نے ابو عبد اللہ کو حجاج یمن کے ہمراہ مکہ معظمہ روانہ کیا اور عبد اللہ بن ابی ملاحف کو بھی اس کے ساتھ کر دیا۔

مکہ آمد:..... ابو عبد اللہ اور عبد اللہ نے موسم حج میں پہنچ کر کتامہ کے قافلہ مثلاً حریت جمیلی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی اور راہ و رسم پیدا کرنے کے لئے کتامہ کے قافلہ والے ابو عبد اللہ اور عبد اللہ کا زہد و ورع اور عبادت دیکھ کر کچھ ایسے گرویدہ ہو گئے ان کی خدمت کو سعادت دارین سمجھنے لگے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ میں ہی اس سعادت کو حاصل کر لوں۔

فج الحیار مقام کتامہ:..... مناسک حج کی ادائیگی کے بعد ان دونوں نے قافلہ کتامہ کے ساتھ کوچ کیا چنانچہ پندرہویں ربیع الاول ۲۸۸ھ ③ کتامہ پہنچے اہل کتامہ نے ان دونوں کے لئے ایک مکان کوہ انکجان پر جس کو بعد میں ان لوگوں نے فج الحیار ④ کے نام سے موسوم کیا بنوا دیا لوگوں کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور زہد و عبادت کی وجہ سے دن بدن عوام کا میلان اور گرویدگی بڑھتی چلی گئی اب ابو عبد اللہ اور عبد اللہ آہستہ آہستہ وقت بے وقت انھیں یہ سمجھانے لگے کہ مہدی موعود نے ہم کو اسی مقام پر قیام کرنے کی ہدایت و تلقین کی تھی اور وہ عنقریب خروج کرنا چاہتے ہیں ان کے مددگار اور انصار وہ لوگ ہوں گے جو اپنے زمانہ کے اچھے لوگ خیال ہوں گے ان کے انصار کا نام کتمان سے نکلا ہے اگرچہ صاف طور سے ظاہر

① تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود۔ ② امامیہ باطنیہ: اس مذہب کے ماننے والے انتہائی غالی شیعہ ہوتے تھے اور مسلمانوں کے راستے سے بالکل ہٹے ہوئے تھے ان کا مذہب تیسری صدی میں پھیلا، ان کا خاص طرہ امتیاز دین اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نفرت دل میں بٹھانا تھا، چنانچہ اس کام میں فلسفی، ملحد، مجوسی اور یہودی پیش پیش رہے تاکہ لوگوں کو اسلام سے دور کیا جاسکے یہ اپنے نمائندوں کو اس گندے مذہب کی دعوت و تبلیغ کے لئے دور دور بھیجتے تھے، ان کے مشہور داعیوں میں سے میمون بن دیصان القداح الثؤنی بھی تھے، مختصر یہ کہ ان کا مذہب بظاہر نفی و شیعیت تھا لیکن درحقیقت یہ لوگ کافر تھے۔ دیکھیں عقائد آل محمد صفحہ (۱۲۳) اور التبصیر صفحہ (۸۶)

③ یہاں ان کے کتامہ پہنچنے کا سن ۲۸۸ تحریر ہے جبکہ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر ۲۳۸ تحریر ہے، لیکن راجح یہ ہے کہ ۲۸۸ ہی کتامہ پہنچے۔ ④ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر فج الحیار کے بجائے فج الاحار، تحریر ہے۔

نہیں فرمایا ہے مگر قرینہ یہ کہتا ہے کہ غالباً یہی اہل کتامہ ہوں گے۔

کتامہ میں عروج:..... علماء کتامہ جمع ہو کر ابو عبد اللہ سے مناظرہ کرنے کو آئے ابو عبد اللہ نے مناظرہ سے انکار کیا مگر عوام الناس ان کی شعبہ بازیوں اور حیلوں میں آگئے اور بعد فتنہ و فساد کے بعد اس کی دعوت میں شریک اور اس کے مذہب میں شامل ہو گئے یہ لوگ اس کو ابو عبد اللہ مشرقی شیعہ ❶ کے نام سے یاد کرتے تھے کچھ عرصے بعد اہل کتامہ میں پھر ایک جوش پیدا ہوا اور اکثر لوگ ابو عبد اللہ کے قتل کے لیے جمع ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اس وقت حسن بن ہارون نامی ایک شخص نے ابو عبد اللہ کی حمایت پر کمر ہمت باندھ لی اور اس کے متبعین کو جمع کر کے مخالفین سے جنگ لڑی حتیٰ کہ ان سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں اور ابو عبد اللہ کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا۔

میلہ شہر پر قبضہ:..... ابراہیم بن احمد بن اغلب والی افریقہ کو قیروان میں اس کی خبر لگی میلہ ❷ کے گورنر سے کیفیت طلب کی میلہ کے گورنر نے رپورٹ دی کہ ابو عبد اللہ ایک تارک الدنیا شخص ہے چھوٹے موٹے کپڑے پہنتا ہے لوگوں کو صوم و صلاۃ کی ہدایت کرتا ہے ابراہیم بن احمد یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد ابو عبد اللہ نے آہستہ آہستہ اپنی تعداد بڑھالی اور قبائل کتامہ کو جمع کر کے شہر میلہ پر اچانک حملہ کر دیا چنانچہ دو چار دن کے محاصرے کے بعد امان کے ساتھ فتح کر لیا ابراہیم بن احمد نے یہ خبر سن کر اپنے بیٹے احوں کو ایک لشکر کے ساتھ جن کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تھی ابو عبد اللہ کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اس معرکہ میں اہل کتامہ کو شکست ہوئی ابو عبد اللہ نے بھاگ کر کوہ انجان میں دم لیا اور احوں نے شہر ناصروت اور میلہ میں آگ لگا دی اور کامیابی کے ساتھ واپس آ گیا۔

دارالہجرت نامی شہر:..... اس جنگ کے بعد ابو عبد اللہ نے کوہ انجان میں ایک شہر آباد کیا اور اس کو دارالہجرت کے نام سے موسوم کیا اس دوران ابراہیم بن احمد گورنر افریقہ کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو العباس افریقہ کا گورنر بنا مگر تھوڑے ہی دنوں بعد یہ بھی انتقال کر گیا پھر زیادة اللہ ❸ کو افریقہ کا گورنر بنایا گیا اس وقت احوں نے ایک کثیر التعداد لشکر جمع و مرتب کر کے ابو عبد اللہ کے قریب پڑا ہوا تھا زیادة اللہ نے بحیلہ و کمر اس کو بلا کر قتل کر ڈالا۔

حبیب کے بعد عبید اللہ:..... محمد الحبیب نے وفات کے وقت امارت و امامت کی وصیت اپنے بیٹے عبید اللہ کے حق میں کی اور یہ کہا ”میرے نور عین! تم ہی مہدی ہو میرے بعد تم ہجرت بعیدہ کرو گے طرح طرح کے مصائب اور آلام کا سامنا کرنا پڑے گا ذرا استقلال و صبر سے کام لینا“ غرض محمد الحبیب کے انتقال کر جانے کے بعد ابو عبید اللہ نے امامت اپنے ہاتھ میں لے لی اور ممالک قریبہ و بعیدہ میں اپنے مبلغوں کو بھیجا انہی دنوں ابو عبید اللہ شیعہ نے اہل کتامہ کا ایک وفد روانہ کیا اور اپنی فتوحات کی اطلاع دی اور یہ ظاہر کیا کہ ہم لوگ آپ کے قدم قدموں کے آنے کے انتظار میں ہیں جلد تشریف لائیے رفتہ رفتہ یہ خبریں خواص اور عوام میں مشہور ہو گئیں خلیفہ منکفی نے عبید اللہ کی گرفتاری کا حکم دے دیا عبید اللہ یہ خبر پا کر اپنے بیٹے نزار کے ساتھ بھاگ گیا جو اس کے بعد جانشین مسند امامت کا جانشین بنا اور القائم کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔

عبید اللہ کی مصر میں گرفتاری:..... عبید اللہ سرزمین حص سے نکل کر مغرب کی طرف چلا گیا اس کے ساتھ اس کے بیٹے کے علاوہ اس کے خاص ساتھی اور خدام کا ایک گروپ تھا منازل طے کرنے کے بعد مصر پہنچا ان دنوں مصر میں عیسیٰ نوشری حکومت کر رہا تھا عبید اللہ سودا گروں کا لباس پہنے ہوئے مصر میں داخل ہوا ادھر خلیفہ منکفی کا فرمان برائے گرفتاری بھی پہنچ گیا جس میں اس کا حلیہ وغیرہ لکھا ہوا تھا عیسیٰ نوشری نے جاسوسوں اور مخبروں کو عبید اللہ کی تلاش میں چاروں طرف پھیلا دیا نوشری کے کسی مصاحب نے عبید اللہ کو اس سے مطلع کر دیا عبید اللہ اپنے رفقاء اور خدام کے ساتھ نکل بھاگا

❶ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد صفحہ ۳۶۱ پر مشرقی کے بجائے مشرقی تحریر ہے۔

❷ میلہ: افریقہ کے انتہائی حصے میں ایک چھوٹا سا شہر ہے اس کے اور بجایہ کے درمیان تین دن کا فاصلہ ہے۔ (معجم البلدان)

❸ زیادة اللہ ابو العباس عبد اللہ بن ابراہیم بن احمد بن اغلب کا بیٹا تھا، عیاش مزاج کھلاڑی، امور سلطنت سے غافل اور ہوا پرست تھا اس نے احوں کو محض اس خیال سے کہ کہیں یہ میرے پیش و آرام میں خلل انداز نہ ہو قتل کیا تھا۔ تاریخ ابن کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۸۔

مگر اتفاق یہ کہ نوشری سے سامنا ہو گیا صورت، شکل اور رفقاء و گفتار سے نوشری تاڑ گیا کہ ہونہو یہی عبید اللہ ہے چنانچہ فوراً گرفتار کر لیا۔

عبید اللہ کی رہائی:..... اتنے میں دو پہر ہو گئی دسترخوان بچھا نوشری نے عبید اللہ کو کھانے کو کہا عبید اللہ نے روزہ کا عذر کر دیا اس کے بعد باتوں باتوں میں نوشری کو عبید اللہ نے ایسے جھانسنے دئے کہ نوشری کے دل میں اس کے بے حد جرم اور بے خطا ہونے کا یقین ہو گیا مگر ابھی نوشری نے عبید اللہ کو رہا نہ کیا تھا کہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اپنے شکاری کتے کو ڈھونڈھتا ہوا پہنچ گیا نوشری نے پوچھا کہ ”یہ کون ہے؟“ بتلا گیا کہ ”یہ عبید اللہ کا بیٹا ہے“ نوشری نے اس سے یہ خیال قائم کیا کہ اگر یہ شخص دعویٰ خلافت کا ہوتا تو اس کا بیٹا ایک شکاری کتے کی تلاش میں موت کے منہ میں نہ چلا آتا چنانچہ عبید اللہ کو رہا کر دیا عبید اللہ نے رہائی کے بعد ڈبل کوچ شروع کر دیا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا راستے میں مقام طاحونہ پر چوروں سے سابقہ پڑ گیا سارا مال و اسباب لے گئے ان میں چند کتابیں ملاحم کی تھیں جو اس کو باپ دادا سے وراثت میں ملی تھیں ان کتابوں کے ضائع ہونے سے عبید اللہ کو سخت صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ کے بیٹے ابوالقاسم نے جب مصر پر فوج کشی کی تو اسی مقام سے فوج کشی کی تھی۔

عبید اللہ کی منزلیں:..... عبید اللہ طاحونہ سے روانہ ہو کر اپنے رفقاء اور بیٹے کے ساتھ طرابلس پہنچا تجارت پیشہ ساتھی جو اسکے ہمراہ تھے وہ اس سے علیحدہ ہو گئے عبید اللہ نے اسی مقام سے ابوالعباس، ابو عبید اللہ شیعہ کے بھائی کو کتامہ کی طرف روانہ کیا وہ قیروان پہنچا تو زیادۃ اللہ کو ان واقعات کی خبر ابوالعباس کے پہنچنے سے پہلے مل چکی تھی سراغ رسانی کر کے ابوالعباس کو گرفتار کر لیا اور اس سے عبید اللہ کے حالات دریافت کئے ابوالعباس نے انکار کر دیا تو زیادۃ اللہ نے جھلا کر اسے جیل میں ڈال دیا اور گورنر طرابلس کو عبید اللہ کو گرفتار کر لینے کا حکم دیا کسی ذریعہ سے عبید اللہ تک یہ خبر پہنچ گئی لہذا طرابلس کو خیر آباد کہہ کر قسطلہ کا راستہ لیا اور پھر اس بات کے خوف سے کہ ابوالعباس ابو عبید اللہ شیعہ کے بھائی قیروان میں گرفتار کر لیا گیا ہے قسطلہ کے بجائے سلجماہ کا رخ کیا۔

عبید اللہ کی گرفتاری:..... سلجماہ میں ابن مدرار کے گروپ کے لوگ تھے ان لوگوں نے عبید اللہ کی بڑی آؤ بھگت کی اور عزت و توقیر سے ٹھہرایا اس دوران زیادۃ اللہ کا خط پہنچ گیا کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکشی کا فرمان تھا لکھا ہوا تھا کہ ”یہی شخص مہدی ہونے کا دعویٰ رہے اسی کو پکڑنے کے لئے خطوط کتامہ سے آرہے ہیں لہذا فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دو“ سلجماہ کے گورنر نے اس حکم کے مطابق عبید اللہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

ابو عبید اللہ شیعہ کے احوال:..... ابو عبید اللہ شیعہ کے حالات اور آئے دن بلاد فریقہ کو دبائے جانے کے واقعات سے تم کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے زیادۃ اللہ گورنر فریقہ نے پہلے تو کوئی توجہ نہیں کی لیکن ابو عبید اللہ کی جماعت بڑھتی ہوئی اور فریقہ کو اپنے قبضہ و تصرف سے نکلتے ہوئے دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہو گیا اور چاروں طرف سے لشکر حاصل کر کے اپنے ایک عزیز اور قریشی رشتہ دار ابراہیم بن حنیس ① کو امیر لشکر مقرر کر کے کتامہ کی طرف روانہ کر دیا اس لشکر کی تعداد چالیس ہزار تھی نامی گرامی جنگ جو اور سپہ سالار اس مہم میں بھیجے گئے تھے چنانچہ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ لشکر قسطلہ تک پہنچ کر ٹھہر گیا ابو عبید اللہ یہ خبر پا کر ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا اور اس کو اپنا ٹھکانہ بنا لیا پورے چھ مہینے اپنا لشکر لے کر ابو عبید اللہ کے اترنے کے انتظار میں دامن کوہ میں پڑا رہا مجبوراً ساتویں مہینہ شہر کرمہ میں ابو عبید اللہ کی تھوڑی سی فوج رہتی تھی جاسوسوں نے ابو عبید اللہ کو اس کی اطلاع کر دی ابو عبید اللہ نے اپنے ایک دستے کو ابراہیم کے لشکر پر شبخون مارنے بھیج دیا ابھی ابراہیم کرمہ تک نہ پہنچے پایا تھا کہ ابو عبید اللہ کے رسالہ نے پہنچ کر چھاپا مارا جس سے ابراہیم کے ہوش و حواس ختم ہو گئے اور انتہائی بے سرو سامانی سے شکست کھا کر قیروان کی طرف بھاگ گیا ابو عبید اللہ ② نے فتح کی خبر عبید اللہ کی خدمت میں روانہ کر دی اس وقت وہ سلجماہ کی جیل میں تھا۔

ابو عبید اللہ کی کامیابیاں:..... ابو عبید اللہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر شہر طبنہ پر چڑھائی کر دی اور ایک مدت کے محاصرے کے بعد امان کے

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸ پر حنیس کے بجائے حیش تحریر ہے جبکہ تاریخ ابن عذاری جلد ۱ صفحہ ۱۳ پر اس کا نام ابراہیم بن حبشی لکھی تحریر ہے۔

② اس خط کو ابو عبید اللہ نے ایک معتبر دوست کے ذریعے سلجماہ روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ جس طرح ممکن ہو عبید اللہ مہدی تک یہ خبر ضرور پہنچا دینا چنانچہ اس نے سلجماہ میں پہنچ کر بوچڑوں کا بھیس بدلا اور گوشت بیچنے کے بہانے سے جیل سلجماہ میں داخل ہو کے عبید اللہ کا خط دیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۶)

ساتھ اس کو فتح کر کے شہر بلزمہ کا رخ کیا اہل بلزمہ مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی اور بالآخر ابو عبد اللہ نے بزور تیغ اس کو بھی فتح کر لیا زیادۃ اللہ گورنر افریقہ نے ان واقعات کی اطلاع پا کر ایک لشکر ہارون طہنی کی ماتحتی میں روانہ کیا طہنی نے شروع میں شہر دارملوک پر فوج کشی کی اہل دارملوک نے ابو عبد اللہ شیعہ کی اطاعت قبول کر لی تھی اس کو اپنا امیر تسلیم کر لیا تھا طہنی نے دارملوک کی شہر پناہ کو منہدم کر کے بزور تیغ شہر پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد ابو عبد اللہ کی طرف بڑھا راستے میں ابو عبد اللہ کا گنتی دستہ وہ ملا طہنی کا لشکر دیکھ کر پریشان ہو گیا اور ابتری اور بے ترتیبی کے ساتھ دائیں بائیں چھپنے لگا جاسوسوں نے ابو عبد اللہ کو اس کی اطلاع کر دی ابو عبد اللہ پیام اجل کی طرح طہنی کے سر پر آ پڑا طہنی کا لشکر بغیر جنگ کئے بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی بھگدڑ میں طہنی بھی مارا گیا ابو عبد اللہ نے کامیابی کے ساتھ شہر عیسیٰ پر بھی قبضہ کر لیا۔

باغایہ اور مرجانہ پر قبضہ:..... اس واقعہ سے زیادۃ اللہ کا جوش انتقام اور زیادہ بڑھا ایک بہت بڑا لشکر مرتب کر کے ۲۹۵ھ میں ابو عبد اللہ پر حملہ کیا مقام اربس میں پہنچ کر بعض مصاحبوں نے یہ رائے دی کہ ”آپ بذات خود ابو عبد اللہ کے مقابلہ پر مت جائیں خدا نخواستہ اگر کوئی واقعہ پیش آ گیا تو ہم لوگوں کو کوئی ٹھکانہ نہیں رہے گا بہتر یہ ہے کہ آپ دارالحکومت واپس جائیں اور جس پر آپ کو اطمینان ہو اس کی ماتحتی میں لشکر روانہ فرمائیے“ زیادۃ اللہ نے اس رائے کو پسند کیا لشکر کو اپنے ایک عزیز و قریبی رشتہ دار ابراہیم بن اغلب کے ساتھ ابو عبد اللہ نے باغایہ میں داخل ہو کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اس کے بعد شہر مرجانہ کا رخ کیا مگر اہل مرجانہ نے قبضہ دینے سے انکار کر لیا تو لڑائی ہوئی آخر کار انہی لڑائیوں میں مرجانہ کا گورنر مارا گیا اور ابو عبد اللہ نے بزور تیغ قبضہ حاصل کر کے شہر نیقاش ① کی طرف قدم بڑھائے۔

مزید فتوحات:..... اہل نیقاش نے امان حاصل کر کے شہر حوالے کر دیا نیقاش کے فتح ہونے پر چاروں طرف سے امن کی درخواستیں آنے لگیں بہت سے قبیلوں نے حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی ابو عبد اللہ نے ان سب کو امن دے دی اور چند لوگوں کو ان علاقوں کی حفاظت اور انتظام پر چھوڑ کر خود ایک دستہ فوج کے ساتھ مسکیانہ ② کی طرف روانہ ہو پھر مسکیانہ سے ہنسہ اور مجانہ کی طرف کوچ کیا اس کے بعد قصرین (سرزمین کا قمودہ) کا رخ کیا پھر قصرین سے رقادہ کی طرف بڑھا۔ ان مقامات میں لڑائی نہیں ہوئی مگر امان کے ساتھ فتح ہوتے گئے ان واقعات کی اطلاع ابراہیم بن ابی اغلب تک بھی پہنچ گئی یہ اس وقت اربس میں تھا اور گورنر افریقہ ہے افریقہ کے لشکر کا افسر اعلیٰ تھا۔ یہ خیال کر کے کہ رقادہ میں زیادۃ اللہ گورنر افریقہ ہے اور اس کے پاس کوئی بڑا لشکر نہیں ہے اربس سے رقادہ کی جانب کوچ کر دیا۔ ابو عبد اللہ نے رقادہ سے اعراض کر کے قسطلیہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا چنانچہ قسطلیہ نے امان حاصل کر کے شہر حوالہ کر دیا ابو عبد اللہ نے قسطلیہ پر قبضہ کر کے باغایہ کی جانب واپسی کی اور لشکر کے بڑے حصہ کو باغایہ میں چھوڑ کر کوہ انگجان ③ کی جانب واپس لوٹ گیا ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر پہنچ کر ابو عبد اللہ کے لشکر کا محاصرہ کر لیا ابو عبد اللہ نے یہ خبر پا کر بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ باغایہ کی جانب کوچ کیا اور مقدمۃ الجیش کو یہ ہدایت کر دی کہ اگر ابراہیم نے باغایہ چھوڑ دیا ہو تو فوج عرار سے آگے مت بڑھنا ابھی یہ لشکر پہنچنے نہ پایا تھا کہ ابراہیم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر اربس کی طرف لوٹ گیا۔

ابراہیم پر حملہ:..... اس کے بعد ۲۹۶ھ میں ابو عبد اللہ نے ایک لاکھ کے لشکر کے ساتھ ابراہیم پر فوج کشی کی اور چند دستہ کو پیچھے سے ابراہیم کے لشکر پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اربس کے باہر ایک میدان میں لڑائی ہوئی اگرچہ ابراہیم نے نہایت بہادری سے کام لیا مگر ساتھیوں کی پست ہمتی اور بزدلی کی وجہ سے ہزیمت اٹھا کر بھاگ گیا اور ابو عبد اللہ نے انتہائی سختی اور بے رحمی سے ابراہیم کے لشکر کو تباہ کیا اور مال و اسباب جو کچھ پایا لوٹ لیا اور اربس میں گھس کر اہل اربس کے خون کو مباح کر دیا ایک پورے دن قتل عام کا بازار گرم رہا اس کے بعد قمودہ میں پہنچ کر قیام کیا ان واقعات کی اطلاع زیادۃ اللہ گورنر افریقہ کو ملی تو وہ حواس باختہ ہو کر مصر ④ بھاگ گیا۔ اہل شہر رقادہ اپنے حامی اور مددگاروں کو بھاگتے ہوئے دیکھ کر قیران اور سوسہ کی طرف

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں نیقاش کے بجائے تیقاش تحریر ہے (جلد ۲ صفحہ ۳۶۳)

② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں مسکیانہ کے بجائے مسلہا بہ تحریر ہے (جلد ۳ صفحہ ۳۶۳)

③ ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن میں انگجان کے بجائے ایکجا تحریر ہے (جلد ۳ صفحہ ۳۶۳)

④ دیکھیں، رسالۃ افتتاح الدعوة، مصنف قاضی نعمان بن محمد (صفحہ ۲۲۲-۲۳۱)

چلے گئے۔ عوام الناس نے بنی اغلب کی محل کو لوٹ لیا۔

ابراہیم کی مدد اپیل:..... ابراہیم ابن ابی اغلب نے قیروان میں جا کر دارالامارت میں قیام کیا، اور رؤساء شہر اور امراء مملکت کو جمع کر کے ابو عبد اللہ کی مخالفت پر ابھارنے کی کوشش کی مال و اسباب کی مدد مانگی اور بصورت اطاعت و امداد ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کیا ان لوگوں نے معذرت کر لی کہ ہملوگ تجارت پیشہ اور عام لوگ ہیں ہم لوگوں کے پاس اتنا مال و اسباب کہاں ہے کہ آپ کی حمایت کر سکیں اور نہ ہم لوگ جنگ و جدال سے واقف ہیں، ابراہیم یہ سن کر خاموش ہو گیا اور یہ لوگ دارالامارت سے اٹھ کر باہر آ گئے اور عوام کو اس گفتگو سے مطلع کر دیا۔ عوام الناس یہ سنتے ہی دارالامارت پر ٹوٹ پڑے اور ابراہیم کو فوراً وہاں سے نکال دیا۔

ابو عبد اللہ کا رقادہ پر قبضہ:..... ابو عبد اللہ شیعہ کو جس وقت وہ اسبیہ میں تھا زیادۃ اللہ کے بھاگ جانے کی خبر ملی تو اس نے اسی وقت رقادہ کی جانب کوچ کر دیا، راستے میں عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزیر نے حاضر ہو کر شرف ملاقات حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ ماہ ربیع ۹۶ھ میں رقادہ آئے اور امان کا اعلان کر دیا ابو عبد اللہ کی آمد کی خبر سن کر اہل قیروان ملنے آئے ابو عبد اللہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔ رقادہ کے محلات اور امراء حکومت کے مکانات کو اہل کتامہ میں تقسیم کر دیا فتنہ و فساد اور آتش جنگ فرو ہو جانے پر لوگ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے گئے ابو عبد اللہ نے انتظام کی غرض سے ضرورت کے مطابق شہر میں اپنے حکام مقرر کئے فتنہ پردازوں اور باغیوں کی گرفتاری کا حکم دیا اور زیادۃ اللہ کے مال و اسباب اور اسلحہ خانہ کی حفاظت پر لوگوں کو متعین کیا خطیبوں نے پوچھا کہ خطبوں میں کس کا نام پڑھا جائے گا مگر ابو عبد اللہ نے کسی کو نامزد نہ کیا البتہ نیا سکہ جاری کرایا ایک طرف ”بلغت حجتہ اللہ“ دوسری طرف ”تفرق اعداء اللہ“ لکھوایا۔ آلات حرب پر ”عدۃ سبیل اللہ“ کندہ کرایا اور گھوڑوں کے رانوں پر ”الملک للہ“ کندہ کر دیا۔ بہر حال عبد اللہ نے افریقہ پر کہیں بزور تیغ اور کہیں حکمت سے غلبہ حاصل کر لیا۔ اس کے بعد اس کا بھائی ابو العباس محمد اس سے ملنے کو آیا اس نے ابو العباس اور ابوزکی تمام بن معارک کو کتامہ کا سپہ سالار تھا۔

بلاد مغرب کی جانب پیش قدمی:..... اپنا بنا کر افریقہ پر متعین کیا اور خود ایک فوج لے کر اور بلاد مغرب کی جانب قدم بڑھایا۔ ابو عبد اللہ کے خروج کرتے ہی بلاد مغرب کے علاقوں میں ایک تہلکہ مچ گیا بڑے بڑے عظیم الشان قبائل دائیں بائیں ہٹ گئے اور ہذریعہ خط و کتابت اس کی اطاعت قبول کر لی۔ زناتہ کا دل بھی ابو عبد اللہ کی آمد کی خبر سن کر کانپ اٹھا لہذا مجبوراً اطاعت میں گردن جھکا دی۔ رفتہ رفتہ سہلجما سے کے قریب پہنچا۔ جہاں پر عبید اللہ قید کی مصیبت جھیل رہا تھا۔ السبع بن مدرار گورنر سہلجما سے کو ابو عبد اللہ کے قریب آنے کی خبر ملی تو جیل میں عبید اللہ سے اس کے حالات کو پوچھے مگر عبید اللہ نے اپنا حال صاف نہ بتایا پھر اس کے بیٹے ابو القاسم سے پوچھا مگر اس نے بھی اپنا حال چھپا لیا ساتھیوں سے انکشاف حال کی کوشش کی۔ مگر ان لوگوں نے بھی انکار ہی میں جواب دیا۔ چنانچہ گورنر سہلجما نے جھٹلا کر سب کو پٹو دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو عبد اللہ تک پہنچ گئی اسے نہایت شاق گزرا مگر چارہ کار ہی کیا تھا اس نے ایک دوستانہ انداز میں سہلجما سے کے گورنر کے پاس روانہ کی گورنر سہلجما سے تاڑ گیا کہ اس میں کوئی چال ضرور ہے لہذا خط کو چاک کر کے پھینک دیا اور قاصد کو قتل کر دیا۔

سہلجما سے پر قبضہ:..... اس سے ابو عبد اللہ کو اور زیادہ اشتعال پیدا ہوا چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے سہلجما سے پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا ایک پورے دن محاصرہ کے بعد ایک لڑائی لڑ کر ② سہلجما سے کا گورنر اپنے اہل و عیال اور بنی اعمام سمیت رات کے وقت بھاگ گیا صحیح کو اہل سہلجما سے نے ابو عبد اللہ کے پاس حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی ابو عبد اللہ ان کے ساتھ ساتھ اس مکان پر آیا جہاں عبید اللہ قید تھا۔ دروازہ کھولا اور عبید اللہ کو اس کے بیٹے ابو القاسم سمیت نکال کر گھوڑوں پر سوار کرایا آگے آگے عبید اللہ تھا اور اس کے پیچھے امراء اور قبائل سہلجما سے سردار تھے ابو عبد اللہ آواز بلند سے کہتا جاتا تھا ”ہذا مولکم ہذا مولکم“ اور خوشی کے مارے روتا ③ جارہا تھا یہاں تک کہ اپنی لشکر گاہ میں پہنچ گیا اور عبید اللہ کو

① (ترجمہ) اللہ کی دلیل پہنچ گئی۔ اللہ کے دشمن منتشر ہو گئے۔ اللہ کے راستے کی تیاری۔ حکومت صرف اللہ ہی کی ہے۔ (ثناء اللہ محمود)

② ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ پر والی سہلجما سے کا نام، السبع، تحریر ہے۔

③ دیکھیں، رسالۃ افتتاح الدعوة، مصنف قاضی نعمان بن محمد صفحہ ۲۴۵

خیمہ میں اتارا اور گورنر سلجماسہ کے تعاقب میں چند سواروں کو روانہ کر دیا اگلے دن گورنر سلجماسہ گرفتار ہو گیا تو ابو عبد اللہ نے اس پہلے کوڑوں سے پٹوایا اور اس کے بعد قتل کا حکم دے دیا۔

عبیدیوں کی حکومت کی بنیاد:..... اس کامیابی کے بعد چالیس دن تک ابو عبد اللہ اور عبید اللہ سلجماسہ میں خیمہ زن رہے اکتالیسویں دن افریقہ کی جانب لوٹ گیا عشرہ اخیرہ ماہ ربیع الثانی ۲۹۶ھ میں رقادہ پہنچا اور عبید اللہ کی خلافت کی بیعت کی تجدید کی اور ”المہدی امیر المؤمنین“ کے لقب سے ملقب کیا اسی تاریخ سے عبیدیوں کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی اور بنی اغلب کی حکومت افریقہ سے بنی مدرار کی حکومت سلجماسہ سے اور بنی رستم کی تاہرت سے ختم ہو گئی مہدی نے بیعت لینے کے بعد اپنے وعظوں اور مشنریوں کو تمام علاقوں اور افریقہ میں پھیلا دیا جو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگے جس کو کوفتی کے چند لوگوں نے قبول کیا اس کے بعد مہدی نے زبردستی کرنے کا حکم دیا مگر اس پر بھی جب اس کے مذہب کی اشاعت نہ ہوئی تو منکرین و مخالفین کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کے مال و اسباب اور عورتوں کو کتامہ والوں میں تقسیم کر دیا ان کو بڑی بڑی جاگیریں دیں اور مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ دیوان مرتب کرایا محکمہ مال و خراج قائم کیا اور انتظام کی غرض سے اپنے حکام کو افریقہ کے علاقوں کی طرف روانہ کیا چنانچہ جزیرہ صقلیہ پر حسن بن احمد بن ابی خنزیر مامور ہوا اور دسویں ذی الحجہ ۲۹۶ھ کو مازر پہنچا اپنے بھائی علی کو گورنر بنایا اور اسحاق بن منہال کو عہدہ قضا دیا تھوڑے دن قیام کر کے حسن نے ۲۸۹ھ میں دریا کو کنارہ قلوری کی جانب سے عبور کیا اور قتل و غارت کر کے بے شمار مال و اسباب لے کر واپس آیا ۲۹۹ھ میں اہل صقلیہ نے بغاوت کر دی اور حسن کو گرفتار کر کے قید کر دیا جس میں حسن کی بد چلنی اور کج خلقی کی شکایت اور اس سے سرکشی و بغاوت کی معذرت بھی مہدی نے اہل صقلیہ کی معذرت قبول کر لی اور علی بن عمر بلوی کو صقلیہ پر مامور کر دیا سن مذکور کے آخر میں صقلیہ آیا۔

ابن لیث کے حالات:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ لیث بن علی بن لیث اور سبکری (یہ عمر بن لیث کا غلام تھا) نے طاہر بن محمد کے قبضہ سے فارس کو نکال لیا تھا کچھ عرصے بعد سبکری نے لیث کو نکال کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا جب طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے آیا اور سبکری اور طاہر کی لڑائی چھڑ گئی اتفاق یہ کہ طاہر شکست کھا کر بھاگا مگر سبکری نے اس کو اس کے بھائی یعقوب سمیت گرفتار کر لیا اور عبد الرحمن بن جعفر شیرازی کی نگرانی میں دربار خلافت بھیج دیا چونکہ سبکری خلیفہ کی اجازت کے بغیر فارس پر قابض و متصرف ہوا تھا اس وجہ سے عبد الرحمن بن جعفر نے دریا میں حاضر ہو کر خراج کا وعدہ کر لیا یہ واقعہ ۲۹۶ھ کا ہے۔

لیث کی بد بختی و گرفتاری:..... اس کے بعد ۲۹۶ھ میں لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے سبکری پر فوج کشی کی اور کھلم میدان اس کو شکست دے کر فارس پر قبضہ کر لیا سبکری بھاگ کر ارجان پہنچ گیا رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سبکری کی کمک پر ارجان روانہ کیا اتفاق سے سبکری اور مونس خادم کے جمع ہونے کی خبر لیث تک پہنچ گئی اس کے بعد یہ خبر ملی کہ حسین بن ہمدان نے مونس کی کمک کی غرض سے بیضاء کی جانب کوچ کیا ہے فوراً اپنے لشکر کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو اپنے بھائی کے ساتھ شیرازی حفاظت کے لئے بھیج دیا اور خود دوسرے حصہ کے ساتھ حسین سے مزاحمت کرنے کے خیال سے آگے بڑھا راستہ غیر معمولی اور دشوار گزار تھا اس لئے بھول گیا بہر ارجان اور بڑی مشکل سے نقصان اٹھا کر مونس کے لشکر کے قریب پہنچا رات کا وقت تھا اس لئے یہ خیال کر کے یہ وہی لشکر ہے جو میں نے شیرازی حفاظت کے لئے اپنے بھائی کو ماتحتی میں روانہ کیا ہے فرط مسرت سے تکبیر کہہ کر اٹھا لشکریوں نے بھی تکبیر کی آواز سن کر نعرہ اللہ اکبر بلند کیا مونس اور سبکری کے کان میں یہ آواز پہنچی تو تاڑ گئے کہ یہ لشکر لیث کا ہے چنانچہ فوراً حملہ کر دیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد لیث کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور مونس نے لیث کو گرفتار کر لیا۔

سبکری کی بچت:..... مونس کے ساتھیوں نے رائے دی کہ آپ سبکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور خلیفہ مقتدر سے اس کی جگہ فارس کی گورنری کی درخواست کیجئے۔ مونس نے اس وقت بظاہر اس رائے سے اتفاق کر لیا مگر رات کے وقت سبکری کو کہلوا دیا کہ ”میرے ساتھیوں کی نیت اچھی نہیں ہے

① ایک نسخے میں سبکری کے بجائے سبکری ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۹

لہذا تدبیر یہ ہے کہ آپ اس وقت شیراز چلے جائیں، سبکی نے یہ سنتے ہی شیراز کا راستہ لیا صبح ہوئی تو سبکی سے میدان خالی تھا چنانچہ مونس کے ساتھی ہاتھ ملتے رہ گئے مونس نے لیث کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا اور حسین بن ہمدان اپنے صوبہ قم میں واپس آ گیا

عبدالرحمن کی سازش:..... اس واقعہ کے بعد عبدالرحمن بن جعفر کاتب نے سبکی کے مزاج میں بہت بڑا دخل پیدا کر لیا اور رفتہ رفتہ وہ تمام امور سیاست میں آگے آگے ہو گیا۔ دوسرے لوگوں کو یہ شاق گذرا اور آتش حسد بھڑک اٹھی ان سب نے عبدالرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، اس کی جگہ اسماعیل بن ابراہیم یمنی کو عہدہ کتابت عطا کر دیا اسماعیل نے ناعاقبت اندیشی سے سبکی کو دربار خلافت سے مخالفت اور بغاوت کرنے پر تیار کر لیا لہذا وہ سالانہ خراج جو ہمیشہ دارالخلافت جاتا تھا بند کر دیا گیا عبدالرحمن نے جیل سے ایک خفیہ خط وزیر السلطنت ابن فرات کے نام اڑا دیا کہ چونکہ میں نے سبکی کو بغاوت سے روکا تھا اور امیر المومنین سے سرکشی کرنے کی ممانعت کی تھی اس وجہ سے سبکی نے مجھے قید کر دیا ہے چنانچہ اس سال سالانہ خراج بھی دارالخلافت نہیں بھیجا۔

سبکی کے خلاف شاہی فوج:..... ابن فرات نے مونس کو جب کہ وہ واسط پہنچ چکا تھا سبکی کی سرکوبی اور گرفتار کر کے بھیجنے کی غرض سے فارس کی طرف واپس جانے کا حکم دے دیا لہذا مونس اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ لوٹ پڑا جب سبکی کو اس کی اطلاع ملی تو ہدایا تحائف بھیجے اور اس کے ذریعہ سے معاملہ کرانے کی کوشش کی مخبروں نے ابن فرات تک یہ خبر پہنچادی لہذا ابن فرات نے محمد بن جعفر کو چند سپہ سالاروں کے ساتھ سبکی کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا اور مونس کو لکھ بھیجا کہ تم لیث کے ساتھ بغداد واپس چلے آؤ چنانچہ شیراز کے باہر محمد بن جعفر اور سبکی کی جنگ ہو گئی اور پہلے ہی حملہ میں سبکی نے شکست کھا کر قم میں جا کر پناہ لی محمد بن جعفر نے قم پہنچ کر محاصرہ کر دیا سبکی نے قم سے نکل کر پھر مقابلہ کیا مگر محمد بن جعفر نے سبکی کو پھر شکست فاش دے دی اور سبکی بھاگ کر خراسان کے پہاڑوں میں چھپ گیا اسماعیل سامانی گورنر خراسان کو اس کی خبر لگ گئی ایک دستہ فوج بھیج کر گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر دربار خلافت بھیج دیا محمد بن جعفر نے سبکی کی شکست کے بعد ملک فارس پر قبضہ کر لیا اور اپنے جانب سے قبیح (افشین کا خادم تھا) کو مامور کیا کچھ عرصے بعد اسے معزول کر کے بدر بن عبداللہ حامی کو فارس کا گورنر بنا دیا گیا۔

وزیر کی تبدیلی:..... ۲۹۹ھ کے آخر میں خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابوالحسن ابن فرات کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا مال و اسباب اور اس کے متعلقین کے مکانات لٹوا لئے عورتوں اور بچوں کو بھی چن چن کر قید کر دیا تین دن تک بغداد میں وزیر السلطنت کو قید کر لینے سے فتنہ و فساد برپا رہا تین برس تین مہینے اور ابن فرات وزیر رہا پھر اس کے بعد قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن یحییٰ بن عبید اللہ بن یحییٰ کے سپرد کر دیا گیا لہذا اس نے امور سلطنت کی طرف مکمل توجہ کی دیوان مرتب کیا اور دفاتر بنائے۔

ابوعلی محمد ابوالحسین اور مقتدر:..... چونکہ ابوعلی محمد تنگدل غصہ ور، امور سیاست سے ناواقف، حاجتمندوں اور مستحقین کی حاجت روائی سے غافل، حکام اور گورنروں کے رد و بدل اور عزل و نصب کا عادی، لہو و لعب میں مصروف اور نہایت سست و کاہل تھا اس لئے خلیفہ مقتدر نے ابوالحسین بن ابی فضل کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے اور ابوعلی محمد کو معزول کرنے کا ارادہ کیا اور اسی مقصد کے لئے ابوالحسین کو اصفہان سے بلوایا مگر ابوعلی محمد نے کچھ ایسا کان میں پھونک دیا کہ اس کی معزولی اور ابوالحسین کی تقرری نہ ہو سکی طرہ اس پر یہ ہوا کہ اس کو بجائے وزارت کے جیل میں ہوا کھانے کو بھیج دیا اور خود لہو و لعب میں ایسا مصروف ہوا کہ نظام سلطنت سے غافل ہو گیا وزیروں کے بجائے عورتوں کے مشورے سے امور سلطنت انجام دینے لگا محل سرائے خلافت کے خدام ہر کام میں پیش پیش ہو گئے صوبہ جات کے گورنر نے یہ رنگ دیکھ کر لالچ کا دامن پھیلا دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات کو جیل سے نکلوا کر اپنی خاص محل سرا میں ٹھہرایا اور حسن سلوک سے پیش آیا انعام اور جائزے دیئے اکثر اوقات گورنروں کی روپوشی اس کے سامنے پیش کرتا اور اس سے رائے لیتا تھا ایک روز خوش ہو کر قلمدان وزارت سپرد کرنے کا ارادہ کیا مونس خادم نے اس کی مخالفت کی تب علی بن عیسیٰ کو مکہ معظمہ سے بلوا کر اوائل ۳۰۰ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اور ابوعلی محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا علی بن عیسیٰ نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کے بعد نظام سلطنت کی طرف توجہ کی اور ابوعلی محمد نے جو کچھ خرابیاں پیدا کر رکھی تھیں ان کی اصلاح کی۔

اہل صقلیہ کی اطاعت و انحراف:..... آپ اوپر پڑھ آچکے ہیں کہ ۲۹۹ھ میں عبید اللہ مہدی نے اپنی جانب سے علی بن عمر کو صقلیہ کا گورنر بنایا تھا چونکہ علی بن عمر میں تنگ مزاجی اور زرد رنجی کا مادہ زیادہ تھا اہل صقلیہ اس سے منحرف دباغی ہو گئے اور ایک جلسہ عام کر کے احمد بن موہب ① کو اپنے صوبہ کی گورنری پر مقرر کیا اور کچھ عرصے بعد اس سے بھی ناراض ہو کر علم بغاوت بلند کر دیا بلکہ اس کے قتل پر آمادہ و تیار ہو گئے احمد بن موہب ایک چلتا پرتہ تھا اس لئے یہ رنگ دیکھ کر ان لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی خلافت کی دعوت دے دی اہل صقلیہ نے گردن اطاعت جھکا دی احمد بن موہب نے مہدی کا خطبہ مقتدر کے نام سے خطبہ پڑھ دیا اس کے علاوہ ایک بیڑہ جنگی جہازوں کا ساحل افریقہ کی جانب روانہ کیا جس کی مہدی کے بیڑہ جنگی سے ٹکرا بھٹ کر گئی اس کا افسر حسن بن علی بن ابی خنزیر تھا چنانچہ اہل صقلیہ کا بیڑہ کامیاب ہوا اور مہدی کا بیڑہ جلا کر ڈبو دیا گیا اور حسن بن علی کو مار ڈالا۔ دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے احمد کو سیاہ خلعت اور جھنڈے بھیجے اس کے بعد مہدی نے ایک بہت بڑا بیڑہ جنگی جہازوں کا صقلیہ کی جانب روانہ کیا جس سے احمد کی قوت ٹوٹ گئی اور سارا انتظام درہم و برہم ہو گیا اہل صقلیہ نے ۳۰۰ھ میں پھر بغاوت کر دی اور احمد کو گرفتار کر کے اس کے ساتھیوں سمیت مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ ان سب کو ابن ابی خنزیر کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالو۔

ولی عہدی کی بیعت:..... ۳۰۱ھ میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا یہ وہی شخص ہے جو القاہرہ باللہ کے بعد تحت خلافت پر متمکن ہوا اور اپنے کو الراضی باللہ ② کے لقب سے ملقب کیا تھا جس وقت خلیفہ مقتدر نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لی تھی چار برس ③ کا بچہ تھا ولی عہدی کی بیعت لینے کے بعد مصر اور مغرب کا گورنر بنادیا، دوسرے بیٹے علی کورے، ونہاوند، قزوین، آذر بائیجان اور اہر کی حکومت عطا کی۔

اطروش کا ظہور:..... اطروش، عمر بن علی زین العبادین کی اولاد میں سے تھا اس کا نام حسن تھا علی بن حسین بن علی بن علی زین العبادین بن حسین بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا محمد بن زید کے قتل ہونے کے بعد دیلم چلا گیا اور انہی لوگوں میں تیرہ برس تک رہا اسلام کی دعوت اور تعلیم دیتا اور محض عشر لینے پر کفالت کرتا تھا اگرچہ اس کا بادشاہ ابن حسان اس کی مدافعت کرتا چلا جاتا رہا تھا مگر ایک بڑا گروپ اطروش کی ہدایت سے دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اطروش نے ان لوگوں کے لئے مسجدیں بنوائیں اور ان کو جمع و مرتب کر کے ان سرحدی اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہوا جو ان کی سرحد سے ملتے تھے مثلاً قزوین اور سالوس وغیرہ ان لوگوں نے اطروش کی ہدایت قبول کر لی اطروش نے سالوس کے شہر پناہ کو منہدم کر دیا اس کے بعد دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ اس وقت تک طبرستان احمد بن اسماعیل بن احمد بن سامان کا مطیع تھا اور احمد بن اسماعیل نے محمد بن ہارون کو سرکشی و بغاوت کی وجہ سے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو طبرستان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے عدل و احسان سے اپنا گرویدہ بنالیا اور ان علویوں کو جو طبرستان میں تھے اپنا ممنون احسان کر لیا تھا انہی وجوہات سے دیلم کو طبرستان پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو سکی اور اس نے اطروش سے صاف لفظوں میں انکار کر دیا۔

سلام اور ابن صعلوک:..... کچھ عرصے بعد احمد بن اسماعیل نے ابوالعباس کو معزول کر کے سلام نامی ایک شخص کو مقرر کیا یہ نہایت کج خلق اور ظالم تھا اس نے بیدار مغزی سے کام نہ لیا لہذا اہل دیلم نے جو طبرستان میں تھے بغاوت کر دی چنانچہ سلام اور اہل دیلم کی لڑائیاں ہوئیں اور فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا سلام نے مجبور ہو کر حکومت طبرستان پر مقرر کیا لہذا فتنہ و فساد فرو ہو گیا بد انتظامی دفع ہو گئی حتیٰ کہ چند دنوں کے بعد ابوالعباس مر گیا اور اس کی جگہ محمد بن ابراہیم بن صعلوک کو مقرر کیا گیا اس نے سلام کا طریقہ تو اختیار کیا اور اہل طبرستان و دیلم کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔

اطروش اور اہل دیلم:..... اس سے اطروش کو موقع مل گیا اس نے اہل دیلم کو غیرت دلائی اور طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اہل دیلم محمد کی کج خلقی سے تنگ آ کر تیار ہو گئے محمد نے یہ خبر سن کر لشکر مرتب کر کے سالوس سے ایک منزل کے فاصلے پر پہنچ کر دریا کے کنارے مورچہ قائم

① احمد بن موہب: ایک نسخے میں موہب کے بجائے وہب ہے جو صحیح نہیں ہے دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸، اور اسی طرح تاریخ ابن عذاری میں بھی ہے لیکن ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ پر احمد بن قرہب تحریر ہے۔

② ایک نسخے میں راضی کے بجائے رافضی تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۱

③ ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۶۵ کے مطابق راضی باللہ کی چار سال نہیں بلکہ دو سال تھی۔

کیا اطروش نے پہلے ہی حملہ میں اسے شکست دے دی اور اس کے ساتھیوں میں سے چار ہزار کو موت کے گھاٹ اتار دیا باقی سپاہیوں نے سالوس میں پناہ لی۔ اطروش نے بھی پہنچ کر محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ محصورین نے امن طلب کی اطروش ان لوگوں کو امن دے کر آمد کی طرف لوٹ آیا اس کے بعد حسن بن قاسم علوی (یہ اطروش کا داماد تھا) امن گزینوں کے پاس پہنچا اور اس بہانے سے کہ اس نے ان کی پناہ نہیں دی سب کو مار ڈالا۔ اس کامیابی کے بعد اطروش نے صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اور ابن صلحوک بھاگ کے رہے چلا گیا یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا مذہب:..... اطروش مذہب ازیدی شیعہ تھا اور جو لوگ اسفید روز ۱ سے آمد تک کے رہنے والے اس کے ہاتھ پر ایمان لائے وہ بھی اسی مذہب کے پابند تھے اطروش نے سالوس پر قبضہ کر کے آمد ۲ کی طرف کوچ کیا اور ابن صلحوک نے ابن سامان کی پشت پناہی سے ایک فوج اطروش سے مزاحمت کرنے کے لئے روانہ کی مگر اطروش اس کو شکست دے کر آمد کی طرف لوٹ گیا اس کے بعد ۳۰۴ھ میں سعید ۳ گورنر خراسان کے لشکر نے اطروش پر حملہ کیا اور اس کو مار ڈالا۔

اطروش کے مزید حالات:..... اطروش نہایت عادل، خلیق اور عقلمند شخص تھا اپنے زمانہ میں عدل، خلق اور حق پسندی میں بے نظیر تھا کسی لڑائی میں اس کے سر پر تلوار کا زخم آ گیا تھا جسکی وجہ سے اونچا سننے لگا تھا ابن مسکیہ نے کتاب تجارب الامم میں اس کو حسن بن علی الداعی تحریر کیا ہے حالانکہ یہ داعی نہ تھا بلکہ حسن بن قاسم اس کا داماد علویہ کا داعی تھا جس کے حالات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے اطروش کے تین بیٹے تھے حسن، قاسم، اور حسین اس کے سارے سپہ سالار لشکر و دیلم کے تھے ان میں ابن نعمان بھی تھا جرجان، استرآباد، معبر اور جو مالک ماکان ابن کافی کے تھے وہ سب اس کے زیر حکومت تھے اس بیٹے کے سپہ سالار بھی دیلم ہی کے تھے ان میں اسفار بن شیروہ (جو ماکان کافی کے مصاحبوں میں سے تھا) مردادج بن زیاد اور اسکری (یہ دونوں اسفار کے ساتھی تھے) اور بنو بویہ تھے جو مردادج کا مصاحب تھا) عنقریب ان کے سب حالات تحریر کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

مہدی کا اسکندریہ پر قبضہ:..... ۳۰۲ھ میں عبید اللہ المہدی نے ایک عظیم الشان لشکر اپنے سپہ سالار خفاشہ کنامی ۴ کے ساتھ افریقہ سے اسکندریہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ خفاشہ نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے مصر کی جانب قدم بڑھائے دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے مصر بچانے کے لیے مولس خادم کو ایک لشکر جرار روانہ کیا مال و اسباب اور اسلحہ خاطر خواہ اور ضرورت سے زیادہ مرحمت فرمائے مولس خادم نے ماہ جمادی الاول میں مصر کے قریب پہنچ کر خفاشہ سے لڑائی چھیڑ دی اور متعدد لڑائیوں اور سخت خونریزی کے بعد خفاشہ کو شکست فاش ہوئی چنانچہ باقی سپاہیوں کو لے کر مغرب کی طرف چلا گیا ان معرکوں میں فریقین کے ہزاروں نفوس مارے گئے صرف مغربیوں کے مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد سات ہزار بیان کی جاتی ہے۔

حسین بن حمدان کی سرکشی اور گرفتاری:..... حسین بن حمدان ربیعہ کے علاقوں کا گورنر تھا وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ نے پہلے تو بڑی رقم کا مطالبہ کیا وہ حسین نے اسے پہنچا دی اس کے بعد لکھا کہ ”دیار ربیعہ کو سرکاری گورنر کے حوالہ کر دو“ مگر حسین نے اس کی تعمیل نہ کی اور علم مخالفت بلند کر دیا ان دنوں مولس خادم مصر میں مہدی گورنر افریقہ کے لشکر سے جنگ میں مصروف تھا وزیر السلطنت نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ رائق کبیر کو حسین کی سرکوبی کے لئے ۳۰۳ھ میں روانہ کیا اور مولس خادم کو لکھا کہ ”جنگ مغارہ بعید یہ سے فارغ ہو کر فوراً دیار ربیعہ کی طرف کوچ کر دو حسین نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھ لی ہے“ پہلے رائق کبیر اور حسین کی مڈ بھڑ ہوئی اور حسین نے رائق کبیر کو شکست دے دی رائق بھاگ کر مولس خادم کے پاس پہنچا۔ مولس کے خادم نے موصل میں قیام کرنے کا اشارہ کیا اور مہم مغارہ سے فارغ ہو کر حسین کی طرف کوچ کر دیا احمد بن کیغلیغ بھی اسی مہم میں

①..... ایک نسخے میں اسفید روز کے بجائے اسعدولی تحریر ہے جو کہ غلط ہے، دیکھیں تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۵

②..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۵ پر اس جگہ آمد کے بجائے آمد تحریر ہے۔

③..... اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

④..... خفاشہ الکنتامی: یہاں صحیح نام حبارہ الکنتامی ہے، خفاشہ غلط ہے، دیکھیں تاریخ ابن عذاری جلد ۱ صفحہ ۱۷۲

شریک تھارفتہ رفتہ وہ جزیرہ ابن عمر تک پہنچ گیا حسین اس وقت ارمینہ میں تھا مونس کی آمد کی خبر سن کر حسین کے اکثر ساتھی چھپ چھپ کر مونس سے آملے حسین یہ رنگ دیکھ کر ارمینہ سے نکل گیا چنانچہ مونس نے ایک فوج کو تعاقب کے لئے روانہ کیا جس کا افسر بلیق تھا سیما جزری اور صفوانی اس کی ماتحتی میں ایک ایک دستہ فوج کے امیر تھے مقام تل خاقان پر حسین سے مقابلہ کی نوبت آئی اور ایک خونریز جنگ کے بعد حسین کو اس کے بیٹے عبدالوہاب سمیت گرفتار کر لیا مال و اسباب جتنا جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر لیا مونس کا میابی کے ساتھ موصل کے راستے بغداد کی جانب لوٹ گیا خلیفہ مقتدر نے حسین کو جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ابوالہیجا ابن حمدان اور اس کے اور ساتھیوں کی گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی پھر ۳۰۵ھ میں ابوالہیجا کو رہا کر دیا اور تقریباً ۳۰۶ھ میں حسین کے قتل کا حکم دیا جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

ابن فرات کی دوبارہ وزارت:..... آپ اوپر پڑھ آچکے ہیں کہ وزیر السلطنت ابوالحسن بن فرات عتاب کا شکار ہو کر جیل کی مصیبت جھیل رہا تھا مگر اس کے باوجود خلیفہ مقتدر اکثر اس سے امور سلطنت میں مشورہ کرتا اور اس کی رائے کے مطابق عمل درآمد کرتا تھا بعض اراکین دولت خلیفہ مقتدر سے دوبارہ ابن فرات کو وزیر مقرر کرنے کی سفارش کرتے تھے رفتہ رفتہ اس کی خبر وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ تک بھی پہنچ گئی دورانہیشی کے تحت اس نے وزارت سے مستعفی ہونے کا ارادہ کر لیا مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ کیا کچھ عرصے بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ خلیفہ کی کنیز خاص وزیر السلطنت کے پاس حرم کی کسی ضرورت سے آئی اتفاق سے اس وقت وزیر السلطنت سورا تھا لہذا کسی نے اس کو نہیں جگایا کنیز خاص واپس آئی اور خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ سے وزیر السلطنت کی شکایت جڑی چنانچہ خلیفہ نے اسی وقت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا (یہ واقعہ ماہ ذی القعدہ ۳۰۴ھ کا ہے) اور ابن فرات کو دوبارہ وزیر مقرر کر دیا اور یہ وعدہ لیا کہ ایک ہزار پانچ سو دینار روزانہ بیت المال میں داخل کیا جائے علی بن عیسیٰ کے ساتھ خاقانی اور ان دونوں کے مصاحبوں اور گورنروں کو بھی گرفتار کر لیا ابوالعلی بن مقلہ جو اس زمانہ سے روپوش تھا جب ابن فرات کو قید کیا گیا تھا وزیر بد لئے کے بعد ہی ظاہر ہو گیا ابن فرات نے اسے بلوا کر اپنے مصاحبین میں داخل کر لیا۔

ابن ابی الساج کے حالات:..... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ محمد بن ابی الساج یوسف بن ابی الساج ۲۸۸ھ میں ارمینہ اور آذربائیجان کا گورنر مقرر ہوا جنگی، امامت اور مال کے ٹکے اسی کے سپرد ہوئے چنانچہ مقرر خراج برابر ادا کرتا رہا جس وقت خاقانی اور علی بن عیسیٰ وزیر بنے تو یوسف نے خراج کے بھیجنے میں سستی شروع کر دی کسی سال کچھ روانہ کر دیتا اور کسی سال بالکل روانہ نہ کرتا اس سے رفتہ رفتہ یوسف کی قوت بڑھ گئی اور جس بات کو چاہتا تھا اس کو اس نے حاصل کر لیا اس دوران یہ خبر ملی کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ عتاب شاہی میں گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا ہے تو فوراً یہ ظاہر کر دیا کہ وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کی سفارش سے دربار خلافت سے مجھے رے کی حکومت عطا ہوئی ہے اندلوں رے کی حکومت حمید بن صعلوک کے قبضہ میں تھی حمید بن صعلوک امیر نصر بن احمد بن اسماعیل سامانی کا سپہ سالار تھا اور اسی کی طرف سے رے کی حکومت پر مامور تھا مگر علی بن عیسیٰ کے دور میں حمید نے رے کو دہالیا تھا اور براہ راست دریا خلافت سے خراج کی ادائیگی کی شرط پر حکومت حاصل کر لی تھی ۳۰۴ھ میں یوسف نے حمید پر فوج کشی کر دی حمید یہ خبر پا کر خراسان بھاگ گیا یوسف نے بغیر جنگ کئے رے، قزوین اور زنجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

یوسف کا جھوٹا دعویٰ:..... یوسف نے اس کامیابی کے بعد وزیر السلطنت ابن فرات کی خدمت میں فتح کی خوشی خبری روانہ کی جس میں یہ تحریر کیا کہ ”میں نے وزیر السلطنت علی بن عیسیٰ کے حکم پر دولت عباسیہ کے باغیوں اور قابضان صوبہ رے کو نکال دیا ہے اس مہم کے سر کرنے میں بے حد مال و خرچ ہوا ہے اور وزیر السلطنت نے اس صوبہ کی حکومت بھی مجھے عطا فرمائی خلیفہ اس مضمون کو سن کر حیران ہو گیا چنانچہ حکم دیا کہ معزول وزیر علی بن عیسیٰ سے یہ معاملہ دریافت کر لیا جائے معزول وزیر نے پوچھنے پر علمی ظاہر کی اور یوسف کی حکومت ”رے“ دینے سے انکار کر کے کہا کہ ”یوسف سے یہ پوچھا جائے کہ فرمان شاہی حکومت کی سن اور جھنڈا کون لے گیا تھا کیونکہ اس کو کوئی سپہ سالار حکومت کا کارندہ لے گیا ہوگا اس سے اس کے سچ جھوٹ کی قلعی کھل جائے گی۔“

یوسف کے جھوٹ کا انکشاف:..... وزیر السلطنت ابن فرات نے اس رائے کے مطابق یوسف کو تحریر کیا ”تم نے ان علاقوں سے ناجائز تعرض کیا ہے تم کو ان پر قبضہ کرنے کا کوئی اختیار نہ تھا تم نے معزول وزیر علی بن عیسیٰ پر جھوٹ اور افتراء باندھا ہے اس نے تم کو کوئی حکومت نہیں دی

”اور جواب کے انتظار کے بعد ایک لشکر خاقان مقلجی کی ماتحتی میں احمد بن مسرور بلخی، سیما جزری اور تحریر صغیر کے ساتھ روانہ کیا۔ ۳۰۵ھ میں یہ مہم قافلہ رے پہنچا چنانچہ یوسف مقابلہ پر آیا اور لڑائی ہوئی جس میں یوسف نے ان کو ہزیمت دے کر ایک بڑے گروپ کو گرفتار کر لیا پھر خلیفہ مقتدر نے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مولس خادم کو جنگ کے لئے روانہ کیا اور خاقان مقلجی کو جیل کے صوبوں سے معزول کر کے تحریر صغیر کو متعین کر دیا جس وقت مولس رے کے قریب پہنچا احمد بن علی نے (صلوک کا بھائی) حاضر ہو کر امن کی درخواست کی چنانچہ مولس نے امن دے کر عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

یوسف کی درخواست نامنظور: اور اس کے بعد یوسف کا یہ پیغام ملا ”مجھے صوبہ رے کی حکومت دربار خلافت سے عطا کر دی جائے تو فوج کے خراج کے علاوہ سات لاکھ دینار خراج ادا کرتا رہوں گا“ چنانچہ مولس نے اس درخواست کو دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا چند دنوں کے بعد جواب آیا ”چونکہ اس ناعاقبت اندیش باغی نے حد سے زیادہ سرکشی کی ہے لہذا یہ درخواست منظور نہیں کی جائے گی“ یوسف نے یہ جواب سن کر رے کو ویران اور خراب کر کے چھوڑ دیا۔ دربار خلافت سے وصیف بکتری کو اس صوبہ کی حکومت عطا ہوئی اس کے بعد یوسف نے یہ درخواست کی کہ قبل حکومت رے سے پہلے جو میرے قبضہ میں آذر بایجان اور آرمینہ کے صوبے تھے انہی کی حکومت دوبارہ عطا فرمائی جائے خلیفہ نے جواب پر تحریر فرمایا ”یہ درخواست اس وقت منظور کی جاسکتی ہے جبکہ یوسف خود مابدولت و اقبال کے دربار میں حاضر ہو“ یوسف نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر مولس پر حملہ کر دیا چنانچہ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار مولس شکست کھا کر زنجان کی طرف بھاگ گیا اور اس کے نامی گرامی سپہ سالار مارے گئے بدر و غیرہ گرفتار ہو گئے جن کو یوسف نے اردبیل کی جیل میں قید کر دیا۔

یوسف کی گرفتاری: مولس اس شکست کے بعد زنجان میں ٹھہرا ہوا لشکر حاصل کرتا رہا اور دربار خلافت سے بھی امداد کی درخواست کی اس زمانہ میں برابر یوسف صلح کی کرتا رہا مگر خلیفہ مقتدر سب کو نامنظور کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ ۳۰۶ھ کے شروع میں مولس نے ایک عظیم الشان لشکر حاصل کر کے یوسف پر حملہ کر دیا اور اردبیل میں لڑائی کی نوبت آئی پھر ایک خونریز جنگ کے بعد یوسف کو شکست ہو گئی جس میں یوسف گرفتار ہو گیا اس کے بعد مولس نے لشکر کو واپسی کا حکم دیے دیا تھوڑے دنوں کے بعد سفر کر کے بغداد پہنچا خلیفہ مقتدر نے یوسف کو قید کر دیا اور مولس کو اس حسن خدمت کے صلے میں رے، ونباند، قزوین، ابهر، زنجان، اصفہان، قم اور قاشان کی حکومت عطا کر دی مولس نے اپنی طرف سے رے ونباند، قزوین، ابهر اور زنجان کے صوبوں پر علی بن دھشودان^۱ کو متعین کیا اور یہاں کا مال و متاع اس کے سپاہیوں کو دے دیا اصفہان، قم اور قاشان کو احمد بن علی بن صعلوک کے سپرد کر دیا۔

آذر بایجان پر سبک کا قبضہ: جیسے ہی مولس آذر بایجان سے عراق کی جانب واپس لوٹا سبک (یہ یوسف بن ابی الساج کا غلام تھا) نے آذر بایجان پر اچانک حملہ کر کے قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تھوڑی سی مدت میں ایک فوج بھی تیار کر لی مولس نے یہ خبر پا کر محمد بن عبید اللہ فارقی کو اس کی سرکوبی پر مقرر کیا مگر سبک کو اس کی خبر ملی اور وہ لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اور پہلے ہی حملے میں محمد کو شکست دے دی محمد شکست کھا کے بغداد چلا گیا چنانچہ سبک نے پورے صوبہ آذر بایجان پر نہایت اطمینان و استقلال سے قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں اس مضمون کا خطر روانہ کیا کہ ”میں علم عباسیہ کا فرمانبردار اور خیر خواہ ہوں مجھے صوبہ آذر بایجان کی حکومت عطا کر دی جائے تو میں دو لاکھ بیس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا“ خلیفہ مقتدر نے یہ درخواست منظور فرمائی۔

احمد بن مسافر: اس واقعہ کے بعد احمد بن مسافر نے اپنے بھتیجے علی بن دھشودان کو جس وقت کہ وہ قزوین میں مقیم تھارات کے وقت حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور انتقام کے خوف سے بھاگ کر اپنے شہر چلا گیا چنانچہ اس کی جگہ دربار خلافت سے وصیف بکتری کو مقرر کیا گیا اور محکمہ مال کا انچارج فوج کا سپہ سالار محمد بن سلیمان ہوا احمد بن علی بن صعلوک گورنر اصفہان و قم نے اس تبدیلی سے مطلع ہو کر رے پر چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا خلیفہ مقتدر کو اس کی اطلاع ہوئی تو سخت برہم ہوا اور اسے حکم دیا کہ فوراً چھوڑ کر قم واپس چلے جاؤ چنانچہ احمد لے پاؤں واپس لوٹ گیا کچھ دن بعد لشکر تیار

۱..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۷ پر علی بن دھشودان تحریر ہے۔

کر کے پھر رے پر فوج کشی کر دی ادھر و صیفبکمتی بھی تیار ہو کر مقابلہ کے لئے روانہ ہوا ادھر دربار خلافت سے نحریر صغیر کو وصیف کی کمک کا حکم صادر ہوا مگر ان دونوں کے مقابلہ پر پہنچنے سے پہلے احمد نے رے پہنچ کر قبضہ کر لیا اور محمد بن سلیمان افسر اعلیٰ محکمہ مال کو مارڈالا نحریر اور وصیف اپنا سامان لے کر خاموش رہ گئے اس کے بعد احمد نے نصر حاجب سے خط و کتابت جس طرح بھی شروع کی کہ امیر المومنین سے میری صلح صفائی کر دیجئے اور رے کی حکومت جس طرح بھی ممکن ہو دلواد دیجئے میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرتا ہوں گا چنانچہ نصر نے کوشش کر کے احمد کو صوبہ رے کی حکومت دلوادی اور قم کی حکومت دوسرے شخص کو دے دی گئی۔

بجستان کے حالات: ۲۹۸ھ سے بجستان، ابن سامان کے قبضہ میں تھا اس کے بعد کثیر بن احمد بن صفہود ۱ نے ابن سامان سے بجستان چھین لیا خلیفہ مقتدر اور گورنر فارس بدر بن عبد اللہ حمای کو خط لکھا کہ ایک لشکر کثیر بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے بجستان روانہ کر دو اور وہاں کے محکمہ مال کے عہدے پر زید بن ابراہیم کو مقرر کر دو چنانچہ بدر نے اس حکم کے مطابق لشکر روانہ کر دیا ادھر اہل بجستان یہ خبر پا کر مقابلہ کے لئے آئے چنانچہ ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی لشکر کو شکست ہوئی اور زید بن ابراہیم گرفتار ہو گیا باقی سپاہی جان بچا کر بھاگ نکلے کثیر بن احمد بن صفہود نے دربار خلافت میں بھیجا اور معذرت کی کہ میں اس فعل سے بری ہوں یہ ساری شرارت شہر والوں کی ہے مگر خلیفہ نے اس پر کچھ کوئی توجہ نہ کی بلکہ بدر گورنر فارس کے باپ کو لکھ بھیجا کہ تم خود ایک فوج تیار کر کے کثیر کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو جاؤ کثیر یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا اور درخواست کی کہ پانچ لاکھ دینار سالانہ کی شرط پر مجھے بجستان کی حکومت عطا فرمائی جائے چنانچہ خلیفہ مقتدر نے اس درخواست کو منظور فرمایا یہ واقعہ ۳۰۲ھ کا ہے۔

ابوزید ماورانی کی بغاوت: اسی سن میں ابوزید خالد بن محمد ماورانی افسر محکمہ مال صوبہ کرمان نے دولت عباسیہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور فارس پر قبضہ کے لئے شیراز کی طرف بڑھا بدر حمای (گورنر فارس) یہ خبر سن کر ابوزید کو روکنے کے لئے روانہ ہوا چنانچہ فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی اور آخر میں ابوزید کو شکست ہو گئی ابوزید گرفتار ہو گیا جسے بدر نے قتل کر کے سر اتار لیا اور بشارت فتح خط کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

ابن فرات کی گرفتاری: ۳۰۶ھ میں فوج نے تنخواہ اور روزینے نہ ملنے کی وجہ سے شور و غل مچایا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر شکایت کی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت ابن فرات سے جواب طلب کر لیا اس نے معذرت کی اور کہا کہ چونکہ ابن ابی الساج کی لڑائی میں بہت زیادہ خرچ ہو گیا ہے اور صوبہ رے کے نکل جانے کی وجہ سے سالانہ خراج وصولی میں بھی کمی آ گئی ہے اس لئے فوج کی تنخواہ رکی ہوئی ہے سپاہی یہ سن کر چلا اٹھے کہ ”امیر المومنین! ہم یہ بہانے باز وزیر ہم کو دیجئے ہم اس سے وصول کر لیں گے“ ابن فرات نے یہ رنگ دیکھ کر خلیفہ مقتدر سے دو لاکھ دینار خرچ خاص سے لینے کی اجازت مانگی مگر خلیفہ مقتدر نے انکار کر دیا اس لئے کہ ابن فرات نے فوجی مصارف اور تمام دوسرے اخراجات کی ذمہ داری لے لی تھی اگرچہ ابن فرات نے صوبہ رے کے نکل جانے سے کمی محاصل اور ابن الساج جنگ کے اخراجات کا عذر کیا تھا خلیفہ نے قبول نہیں کیا اور گرفتار کر لیا بعض مورخین کا یہ بیان ہے کہ خلیفہ مقتدر سے لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ ابن فرات کا یہ ارادہ ہے کہ حسین بن حمدان کو جنگ ابن ابی الساج کے بہانے سے روانہ کر دے اور جب حسین ابن ابی الساج کے پاس پہنچ جائے تو دونوں متفق ہو کر دولت عباسیہ کی مخالفت اور آپ کی معزولی کی تحریک چلائیں اس دوران ابن فرات نے ابن ابی الساج کے خلاف حسین کو بھیجنے کی تجویز پیش کر دی۔ خلیفہ مقتدر کے کان تو پہلے ہی سے بھرے ہوئے تھے لہذا مزاج برہم ہو گیا اسی وقت حسین بن حمدان کو گرفتار کر کے قتل کا حکم دے دیا۔ اور ابن فرات ۲ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۲۰۶ھ کا ہے۔

حامد بن عباس کی وزارت: ان دنوں حامد بن عباس صوبہ واسط میں تھا لوگوں نے ابن فرات سے حامد کے بارے میں یہ چغلی کر دی کہ جتنا اس سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے اس سے کئی گناہ زیادہ اس کو وصول ہوتا ہے اس وجہ سے حامد اور ابن فرات کے درمیان نصرت اور ناصافی

① یہاں صحیح لفظ شہفور ہے صفہود نہیں، دیکھیں ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۵۷

② ابن فرات: اس مرتبہ یعنی دوبارہ ایک برس پانچ مہینے انیس دن وزیر ہا تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۱ مطبوعہ مصر (مترجم)

پیدا ہو گئی تھی حامد نے اس خوف سے کہ کہیں میرا احتساب ہو جائے اور اس مال کا مطالبہ نہ کر لیا جائے لہذا نصر حاجب (لارڈ چمبرلین) اور خلیفہ مقتدر کی والدہ سے خط و کتابت کر لی کہ ”موقع پا کر خلیفہ مقتدر سے میری وزارت کی سفارش کر دیں میرے متبعین کی کثرت خلیفہ کے سامنے ظاہر کر دیجئے اور یہ بات بھی عرض کر دیجئے گا کہ حامد مالدار اور پیسہ والا آدمی ہے میں آپ لوگوں کی مال و زر سے پوری پوری خدمت کروں گا“ اتفاق سے اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر کو وزیر السلطنت ابن فرات سے ناراضگی پیدا ہو گئی لہذا موقع مناسب مل گیا دونوں نے خلیفہ مقتدر کے سامنے حامد کی ہوشیاری اور مالدار کی کی بہت بڑی تعریف کی اس پر خلیفہ مقتدر نے حامد کو واسطہ سے بلوایا اور تھوڑے دنوں بعد حامد نے دربار خلافت کی اس کے بیٹے محسن اور متین سمیت گرفتار کر لیا اور حامد کو وزیر بنادیا

حامد کی نااہلی:..... مگر حامد نے وزارت کا حق ادا نہ کیا اور نہ اس شان و شوکت کو قائم رکھا جو وزراء کے لئے شایان شان تھی مختلف شکلوں کے ناظموں اور افسروں نے خود سری اور خود مختاری شروع کر دی۔ مجبوراً خلیفہ مقتدر نے علی بن عیسیٰ (معزول وزیر) کو قید سے رہا کر کے حامد کی طرف سے بطور نائب تمام محکموں کا نگران مقرر کیا حامد کی ناہمی اور عہدہ وزارت سے ناواقفی کا نتیجہ یہ نکلا کہ علی بن عیسیٰ تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مختار ہو گیا حامد کا نہ کوئی حکم دیا اور نہ کوئی احکام دیں نام کی وزارت حامد کی رہی اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزیر تھا۔

ابن فرات اور حامد:..... کچھ عرصے بعد حامد نے معزول وزیر ابن فرات کو جیل سے بلوایا اور الزامات کو ثابت کرنے کے لئے علی بن احمد ماورانی کو بحث کرنے کا حکم دیا ابن فرات ایک تجربہ کار اور ہوشیار شخص تھا اس لئے علی بن احمد کی ایک بھی نہ چلی چنانچہ حامد نے اسے چلا کر گالیاں دیں ابن فرات نے نہایت متانت سے افسوس کرتے ہوئے نصیحت آمیز الفاظ سے کہا ”آپ کے شایان شان یہ کلمات نہیں ہیں آپ عہدہ وزارت پر ہیں جیسا انداز آپ کا ہے وہ اس کے منافی ہے“ حامد یہ سن کر خاموش ہو گیا پھر ابن فرات نے شفیع لولوی سے مخاطب ہو کر کہا کہ ”میری جانب سے امیر المؤمنین سے عرض کر دینا کہ حامد سے میں نے دولاکھ دینار کا مطالبہ و مواخذہ کیا تھا اسنے یہ خیال کر کے کہ وزیر بن جانے پر مجھ سے مطالبہ و مواخذہ نہ کیا جائے گا وزارت کا عہدہ تو حاصل کر لیا مگر اس میں اس اہم عہدہ کی صلاحیت بالکل نہیں ہے“ حامد یہ سن کر اور زیادہ برہم ہو گیا اور اسے برا بھلا کہنے لگا خدام خلافت نے خلیفہ کے اشارے سے ابن فرات کو دوبارہ جیل پہنچا دیا اور بہت سا رمال جرمانہ کے طور پر وصول کیا اس کے بیٹے محسن اور اس کے ساتھیوں کو کوڑوں سے پٹوایا گیا اور ان پر بھی جرمانہ کیا گیا۔

حامد کی اچھا بننے کی کوشش:..... اس واقعہ کے بعد حامد کی آنکھیں کھل گئیں اور اس بات کا احساس ہوا کہ میں تو برائے نام وزیر ہوں سارے احکامات علی بن عیسیٰ کے جاری ہو رہے ہیں اگر تھوڑے دن اور یہی حال رہا تو عجب رہا کہ میں نام کا بھی وزیر نہ رہوں اس کو یہ خیال آنا تھا کہ خلیفہ مقتدر سے بغرض انتظام و سیاست واسطہ جانے کی اجازت مانگی تو خلیفہ مقتدر نے اجازت دے دی چنانچہ وہ دارالخلافت سے روانہ ہو کر واسطہ پہنچ کر گو بظاہر حامد مستعدی کا اظہار کرتا اور احکام بھی خود ہی صادر کرتا مگر درحقیقت انتظام و سیاست کی باگ ڈور علی بن عیسیٰ کے ہاتھ میں تھی لہذا تھوڑے ہی دنوں میں ملک کی آمدنی میں واضح اضافہ دکھایا خلیفہ مقتدر کو بے حد مسرت ہوئی اور اسے آزادی کے ساتھ کام کرنے کی اجازت دے دی یہاں تک کہ علی بن عیسیٰ کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔

اس دوران بغداد میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی عوام الناس نے دوکانداروں اور تاجروں کو دن دھاڑے لوٹ لیا سبب یہ تھا کہ حامد اور اس کے کارندے غلہ خرید خرید کر بھرتے چلے جاتے رہے تھے جس سے مہنگائی بڑھتی رہی تھی حامد کو اس بغاوت کی اطلاع ملی تو وہ روک تھام کرنے پہنچ گیا لہذا عوام الناس جمع ہو کر مقابلہ پر آ گئے لڑے اور جیل توڑ دی پولیس افسر کا گھر لوٹ لیا تب خلیفہ مقتدر نے غریب الحال کو ایک لشکر دیکر یہ ہنگامہ فرو کرنے پر متعین کیا شام ہوتے ہوتے فتنہ و فساد فرو ہو گیا اس کے بعد مفسدوں اور باغیوں کو سزائیں دی گئیں پھر خلیفہ مقتدر نے گہیوں، جو اور ہر قسم کے غلہ کے کھیتوں کو کھدوا کر فروخت کرنے کا حکم دے دیا اور حامد کو اس انتظام سے علیحدہ کر کے علی بن عیسیٰ کو مقرر کر دیا چنانچہ حامد کے کارندوں کو سواد کوفہ و بصرہ سے واپس بلا لیا گیا۔

مصر پر مہدی کی فوج کشی:..... ۳۰۶ھ میں مہدی گورنر افریقہ نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ مصر کی جانب روانہ کیا جو ماہ ۱ رجب الثانی ۳۰۶ھ میں اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر کے مصر کی طرف بڑھا اور حیرہ میں داخل ہو کر صعیقہ پر بھی قابض ہو گیا اور اہل مکہ کو دولت علویہ کی (اطاعت قبول کرنے کا حکم بھیجا مگر اہل مکہ نے منظور نہ کیا آہستہ آہستہ اس واقعہ کی اطلاع دربار خلافت تک بھی پہنچی خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو ابوالقاسم سے مزاحمت اور مقابلہ پر روانہ کیا فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جن میں دونوں طرف کے ہزار آدمی مارے گئے اور آخر کار مونس کو کامیابی ہوئی اسی جنگ کے بعد سے مونس کو مظفر کا لقب دے دیا گیا۔

افریقی بیڑے کی شکست:..... جنگ کے دوران افریقہ سے ایک جنگی بیڑہ جس میں اسی (۸۰) کشتیاں تھیں ابوالقاسم کی کمک کو پہنچ گیا اور اسکندریہ کے قریب لشکر انداز ہوا خلیفہ مقتدر نے طرسوس سے پچیس کشتیوں کا ایک بیڑہ ابوالسیمین کی ماتحتی میں روانہ کیا دونوں بیڑوں کی اسکندریہ کے قریب ٹکرائی ہوئی جسمیں شاہی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی افریقہ کے بیڑے کی اکثر کشتیاں جلادی گئیں سلیمان خادم اور یعقوب کتابی کو ایک گروپ سمیت گرفتار کر لیا گیا سلیمان کو تو مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا اور یعقوب کو باندھ کر بغداد بھیج دیا گیا مگر کچھ عرصے بعد حکمت عملی سے جیل سے نکل کر افریقہ بھاگ گیا۔ اس شکست سے مغاربہ کی ہمت ٹوٹ گئی اور امداد کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو لشکر یہاں موجود تھا اس میں وبا پھوٹ نکلی سینکڑوں آدمی اور گھوڑے مر گئے مجبوراً افریقہ کی جانب واپس چلا دیا لشکر شاہی نے اس کا تعاقب کیا یہاں تک کہ اپنی حدود سے نکال دیا۔

ابن ابی الساج کا بقیہ احوال:..... آپ اوپر پڑھ آئے ہو کہ مونس خادم نے یوسف بن ابی الساج سے جنگ لڑی تھی اور اس کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا چنانچہ اسے بغداد میں قید کر دیا گیا اس کے بعد یوسف ابن ابی الساج کے گرفتار ہو جانے کے بعد اس کے صوبوں کو سبک (یہ ابن ابی الساج کا غلام تھا) حکومت کرنے لگا کچھ عرصے بعد مونس نے یوسف بن ابی الساج کی خلیفہ مقتدر سے ۲۱۰ھ میں سفارش کی خلیفہ مقتدر نے اس کی سفارش سے یوسف کو قید سے رہا کر دیا، خلعت دی اور آذربائیجان، رے، قزوین، ابھر، اور زنجان کی حکومت عطا کر دی اور پانچ لاکھ دینار سالانہ خراج کے علاوہ فوج کے اخراجات دینے کا وعدہ لیا گیا چنانچہ یوسف حکومت ملنے کے بعد وصیف بکتری کے ساتھ آذربائیجان کی جانب روانہ ہوا اور موصل پہنچا جہاں صوبہ موصل اور دیار ربیعہ کی جانچ پڑتال کی اور اس کے بعد موصل سے کوچ کر کے آذربائیجان آ گیا اس وقت اس کا غلام سبک انتقال کر چکا تھا لہذا پہنچتے ہی وہاں آذربائیجان پر قابض ہو گیا ۳۱۱ھ میں آذربائیجان سے رے کا رخ کیا ان دنوں رے کی حکومت پر احمد بن علی صعلوک کے بھائی مقرر تھا احمد بن علی نے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آچکے ہیں دربار خلافت سے حکومت رے حاصل کی تھی مگر کچھ دن بعد علم خلافت کی مخالفت کی اور باغی ہو گیا اور ماکان بن کالی نامی سپہ سالار سے (جو اولاد اطروش کا طبرستان اور جرجان میں داعی تھا) راہ و مراسم پیدا کر لی لہذا جس وقت یوسف ”رے“ پہنچا تو احمد مقابلہ پر آیا چنانچہ یوسف نے اس کو شکست دے کر مار ڈالا اور سرتار کر بغداد بھیج دیا یہ واقعہ ماہ ذی حجہ ۳۱۱ھ کا ہے ایک مدت تک کامیابی کے بعد رے میں مقیم رہا اس کے بعد رے سے کوچ کر کے ۳۱۳ھ کے شروع میں ہمدان کی جانب روانہ ہوا اور روانگی کے وقت اپنے غلام سبک کو نکال دیا اور باغی ہو گئے جب یوسف تک یہ خبر پہنچی ماہ جمادی الثانیہ ۳۱۳ھ میں پھر رے واپس آیا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔

یوسف کی آمد:..... ان واقعات کے بعد ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف کو مشرقی علاقوں کی حکومت عطا کی اور یہ حکم دیا کہ واسط پہنچ کر مشرقی علاقوں کے خراج کو درستی فوج کی تربیت اور سامان جنگ کے حصوں میں خرچ کرو اور جلدی سے سامان جنگ درست کر کے ابواہر قمر مٹی سے جنگ کرنے ہجر کی طرف کوچ کرو چنانچہ یوسف اس حکم کے مطابق واسط پہنچ گیا اس وقت واسط میں مونس مظفر موجود تھا چنانچہ جیسے ہی یوسف واسط کے قریب پہنچا مونس مظفر واسط چھوڑ کر بغداد چلا گیا اور ہمدان سادہ قم، قاشان ماہ بصرہ، ماہ کوزہ اور سبدان کا خراج فوج کو اصلاح اور درستی جنگ قرامطہ کی تیاری کے لئے واسط میں یوسف کے لئے چھوڑ گیا۔

①..... علامہ کندلی کی ”ولایہ مصر“ صفحہ ۲۹۲ پر لکھا ہے کہ ابن صاحب افریقہ کے مقدمہ جمعہ کے دن ۹ صفر ۳۰۶ھ میں اسکندریہ پہنچا۔

②..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۷۱ میں ما کوز کے بجائے ماہ الکوفہ تحریر ہے۔

سعید کی کامیابیاں:..... جس وقت خلیفہ مقتدر نے یوسف کو رے سے واسطہ کی طرف ابوطاہر سے جنگ کے لئے روانہ ہونے کا لکھا تھا اسی زمانہ میں خلیفہ نے سعید نصر بن سامان کو رے کی حکومت دے دی تھی اور یہ حکم دیا تھا کہ فوراً رے پہنچ کر ”رے“ کو فاتک سے (یوسف کے غلام) چھین لو ۳۱۲ھ کے شروع میں سعید نصر ”رے“ روانہ ہوا اور جب کوہ قارن کے قریب پہنچا تو ابونصر طبری نے راستہ نہ دیا اور روک دیا سعید نصر نے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار پر معاملہ طے کر لیا ابونصر نے یہ رقم وصول کر کے راستہ دے دیا چنانچہ سعید نصر کوچ و قیام کرتا ہوا رے پہنچ گیا اور اس کو فاتک کے قبضہ سے نکال کر وہاں دو ماہ تک قیام پذیر رہا اس کے بعد سمجور دوانی کو مقرر کر کے بخارا کی جانب واپس آ گیا کچھ عرصے بعد سمجور کو معزول کر کے محمد بن ابی صعلوک کو مقرر کیا شعبان ۳۱۶ھ تک یہ رے میں حکومت کرتا رہا اس کے بعد بیمار ہو گیا اور حسن بن قاسم داعی اور ماکان بن کالی امیر دیلم کو رے پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا جب یہ دونوں ”رے“ آ گئے تو ”رے“ ان دونوں کے حوالے کر کے کوچ کر دیا اور راستے میں دامغان پہنچ کر مر گیا غرض حسن بن قاسم اور دیلم اس طرح رے پر قابض ہو گئے۔

مقتدر کے وزیر:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حامد بن عباس کو وزارت دے دی گئی تھی مگر اس کی نا سمجھی اور عہدہ وزارت کی اہم ذمہ داریوں سے ناواقفیت کی وجہ سے علی بن عیسیٰ آگے آگے رہا تھا حامد محض نام کا وزیر تھا اور درحقیقت علی بن عیسیٰ وزارت پر تھا بسا اوقات علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت حامد کے احکام کو بدل کر دیتا اور اس کے فرمان جو عمال اور گورنروں کے نام بھیجے جاتے تھے گھٹا بڑھا دیتا جب کوئی شکایت ہوتی تو یہ کہہ کر علیحدہ ہو جاتا کہ وزیر السلطنت اس کے ذمہ دار ہیں مگر اصل یہ ہے کہ ظالم کے ہاتھ کو رعایا پر ظلم کرنے سے روکنا چاہیے وزیر السلطنت حامد کو ان واقعات سے کچھ شک سا ہوا اور دربار خلافت سے اجازت حاصل کر کے جانچ پڑتال اور دیکھ بھال کی غرض سے واسطہ کی جانب روانہ ہو گیا۔

تنخواہوں میں کٹوتی:..... حامد کے چلے جانے کے بعد حکومت کے ملازمین خلیفہ کے عملے نے تنخواہیں اور وظائف، وقت مقررہ پر نہ دینے کی دربار خلافت میں شکایت پیش کی علی بن عیسیٰ اکثر ان لوگوں کی تنخواہیں اور وظائف وقت مقرر کے بعد دیا کرتا تھا اور کبھی کبھی ایسا بھی ہو جاتا تھا کہ جب کئی ماہ کی تنخواہیں چڑھ جاتی تھیں تو ایک دو مہینہ کی تنخواہ ضبط کر لیتا تھا شاہی ملازمین اور گورنر نے اس معاملہ میں بہت شور و غل مچایا اہل وظائف نے جمع ہو کر یہ شکایت کی کہ ہر سال دو ماہ کا وظیفہ ہمارا ہمیشہ ضبط ہو جایا کرتا ہے اس سے حامد کی شکایتوں کا ایک انبار لگ گیا۔

ابن فرات کی وزارت:..... اتفاق سے انہی دنوں وزیر السلطنت حامد اور مفلح اسود کے درمیان باتوں باتوں میں منہ ماری ہو گئی اگرچہ مفلح کا لاغلام تھا لیکن خلیفہ مقتدر کی ناک کا بال بنا ہوا تھا اور معزول وزیر السلطنت ابن فرات سے اس کو ایک خاص انس تھا حامد نے وزارت کے گھمنڈ میں مفلح اسود سے سخت کلامی کی جس سے مفلح کو سخت براہمی پیدا ہوئی اس کے دوران محسن ابن فرات نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں اپنے والد کی وزارت کی درخواست پیش کی اور ضمانت بھی لے لی تو خلیفہ مقتدر نے اس کے باپ ابن فرات کو قید سے رہائی دے کر تیسری بار عہدہ وزارت سے سرفراز کر دیا اور اس کی جگہ علی بن عیسیٰ کو قید کر دیا یہ واقعہ ۳۱۱ھ کا ہے۔

حامد کی شامت:..... اس واقعہ کے بعد حامد (وزیر السلطنت) واسطہ سے پہنچ گیا ابن فرات نے اس کی گرفتاری کے لئے چند لوگوں کو مقرر کر دیا ابھی وہ ایوان وزارت تک نہ پہنچے پایا تھا کہ حامد یہ خبر سن کر بغداد میں روپوش ہو گیا اس کی بعد چھپ کر رات کے وقت نصر حاجب کے پاس گیا اور اس کے ذریعہ خلیفہ مقتدر تک اپنی پریشانی کے پہنچانے کی التجاء کی اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھے سزائے قید دار الخلافہ میں دی جائے وزیر السلطنت ابن فرات کی نگرانی اور حراست میں نہ دیا جائے نصر نے مفلح کو بلا کر حامد کا قصور معاف کر دیا اور خلیفہ تک اس کا معاملہ پہنچانے کی سفارش کی اس خدمت کو انجام دینے کے بدلے میں کچھ مال دینے کا بھی وعدہ کیا مگر مفلح نے دربار خلافت میں پہنچ کر حامد کی درخواست کے برخلاف کیا،،،،، خلیفہ مقتدر نے حکم دیا کہ حامد کو قید کرنے کے لئے ابن فرات کے حوالہ کر دیا جائے۔

حامد کی قید اور وفات:..... ابن فرات نے اس حکم کے مطابق حامد کو ایک عرصے تک قید میں رکھا اور اس کے بعد اسے پیش کئے جانے کا اشارہ کیا فقہاء اور عمال کو اس کے احتساب کے لئے بلوایا گیا پھر جانچ پڑتال ہوتی رہی چنانچہ دس لاکھ دینار غبن کرنے کا حامد نے اقرار کر لیا محسن ابن

فرات نے پانچ لاکھ دینار پیش کر کے حامد کو لے لیا اور طرح طرح کی تکالیف دینے لگا۔ پھر کچھ عرصے بعد اس کی جاگیر اور مال و اسباب فروخت کرنے واسطہ روانہ کیا مگر راستے میں اسہال کے مرض سے اس کی وفات ہو گئی۔

علی بن عیسیٰ ابن حواری وغیرہ:..... اس کے بعد علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار کا مطالبہ کیا گیا چنانچہ محسن ابن فرات نے اس کو بھی خلیفہ سے لے لیا اور وصولی کی غرض سے طرح طرح کی ایذائیں دیں مگر کچھ برآمد نہ ہو سکا چونکہ علی بن عیسیٰ نے ابن فرات کی معزولی کے دوران ابن فرات کے ساتھ اچھا سلوک کیا تھا اس لئے ابن فرات نے کچھ عرصے علی بن عیسیٰ کو قید رکھ کر رہا کر دیا اس کے بعد ابن حواری کی گرفتاری کی باری آئی یہ بھی گرفتار ہو کر محسن ابن فرات کے حوالے کر دیا گیا محسن نے اس کو بھی ایذائیں دیں وصولی اور اس کا مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے ابواز کی جانب روانہ کیا محافظوں نے اس کو اس کو اتنا مارا کہ وہ مر گیا۔ ان دونوں حسین بن احمد مارورانی کے دوران کا زمانہ بھی آ گیا تھا چنانچہ ابن فرات کے اشارے سے گرفتار کر لئے گئے اور ہر ایک سے سات لاکھ دس ہزار کا مطالبہ کیا گیا۔ ان کے علاوہ ناظموں کے گروپ سے بھی مواخذہ کیا گیا اور ان سے بھی خوب مال بٹورنے کی فکر کی۔

مونس خادم اور ابن فرات:..... اس دوران مونس جہاد سے واپس آ گیا اسے ابن فرات کے ان افعال کی اطلاع ملی تو لوگوں کی ناحق ایذا رسانی اور ان سے زبردستی وصولی پر ناک بھوں چڑھائی چنانچہ ابن فرات کو اس کی خبر مل گئی اس نے حفظ ماقدم کے طور پر خلیفہ مقتدر سے یہ جڑ دیا کہ مونس کا دار الخلافت میں رہنا قرین مصلحت نہیں ہے لہذا حفاظت اور نگرانی کے لئے حدود شام پر بھیج دینا چاہئے۔ خلیفہ مقتدر نے اس کہنے مطابق بغیر سوچے سمجھے مونس کو حدود شام کی طرف روانہ ہو جانے کا حکم دے دیا۔ مونس کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر ابن فرات نے نصر حاجب پر نظر ڈالی تو آنکھوں میں کانٹا سا کھٹک گیا فوراً خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر دو چار الزامات نصر کے سر تھوپ دیئے اور اس کے ڈھیر سارے مال و اسباب کی لالچ دی لہذا ابھی کوئی حکم صادر نہ ہونے پایا تھا کہ نصر اس واقعہ کی اطلاع پا کر خلیفہ مقتدر کی والدہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا جس کے بعد ابن فرات کی ایک بھی نہ چل سکی۔

ابن فرات کا ظلم:..... ان مظالم اور بیجا تشدد کا آخری نتیجہ نکلا کہ ابن فرات سے لوگوں کے دل پھر گئے عوام الناس کا ایک گروپ مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا ابن فرات کو اس سے خطرہ پیدا ہوا کہیں دربار خلافت تک اس واقعہ کی اطلاع نہ پہنچ جائے کہ جس سے جان کے لالے پڑ جائیں فوراً خلیفہ کے کانوں تک یہ خبر اس طرح سے پہنچادی کہ عوام الناس کا ایک گروپ میرے پاس اپنے حقوق طلب کرنے آیا تھا اور ان کو مجھ سے کچھ بات چیت کرنی تھی خلیفہ مقتدر یہ سن کر خاموش ہو گیا ابن فرات اپنے بیٹے محسن کے ساتھ سوار ہو کر ایوان شاہی میں گیا خلیفہ مقتدر نے ان دونوں کے اپنے قریب بٹھایا اور ادھر ادھر کے حالات پوچھتا رہا جس سے ان دونوں کے دلوں کو یہ اطمینان ہو گیا کہ خلیفہ ہم لوگوں سے ناراض نہیں ہے لہذا رخصت ہو کر چلنے کا ارادہ کیا۔

ابن فرات کی گرفتاری:..... مگر نصر حاجب نے وہاں پہنچ کر انھیں حراست میں لے لیا اتنے میں مفلح آ گیا اور اس نے خلیفہ کے کان میں جھک کر عرض کی جی امیر المومنین اس وزیر کی معزولی میں عجلت سے کام نہ لیں ورنہ خطرہ کا اندیشہ ہے اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اسی وقت ان دونوں کو چھوڑ دینے کا حکم دیا چنانچہ محسن تو اسی دن رہا ہوتے ہی روپوش ہو گیا اور ابن فرات کو اگلے دن گرفتار کر لیا گیا نازوق اور بلیق ایک دستہ فوج لے کر ابن فرات کے مکان پر آئے اور ننگے سر اور ننگے پاؤں گھر سے نکال لائے اور اس کو ہلال بن بدر کے ساتھ مونس مظفر کے پاس لے گئے مونس نے شفیع لولوی کے حوالے کر دیا اور شفیع نے قید کر دیا اور ایک لاکھ دینار کا اس سے مطالبہ کیا یہ واقعہ ۳۱۲ھ کا ہے۔^①

ابوالقاسم کی وزارت:..... ابن فرات کی معزولی کے بعد ابوالقاسم بن علی بن محمد بن عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان نے وزارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور ابن فرات سے لاکھ دینار وصول کرنے کی ضمانت دی ہو رون بن غریب الحال اور نصر حاجب وغیرہ کی بھی سفارش کی خلیفہ مقتدر نے

①..... یہ واقعہ ۹ ربیع الاول ۳۱۲ھ کا ہے دیکھیں تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۵۶ (مترجم)

مجبوراً وزارت ابوالقاسم کو سپرد کردی اسی کے عہد وزارت میں اس کے والد علی کی وفات ہوئی اس کے بعد مونس خادم نے خلیفہ مقتدر سے علی بن عیسیٰ کو صنعاء سے بلا لینے کی سفارش کی چنانچہ خلیفہ نے واپسی کا فرمان بھیج دیا اور مصر و شام کی حکومت بھی عنایت فرمائی۔

محسن بن فرات کی گرفتاری:..... محسن ابن وزیر ابن فرات ایک مدت روپوش رہا ایک دن ایک عورت مجلس رائے خلافت میں حاضر ہوئی اور یہ ظاہر کیا کہ میں خلیفہ سے کچھ عرض کرنا چاہتی ہوں نصر حاجب نے خلیفہ مقتدر کے سامنے پیش کر دیا عورت نے سلام کرنے کے بعد محسن کا پتہ بتا دیا خلیفہ مقتدر نے اسی وقت نازوق پولیس کے اعلیٰ کو گرفتاری کا اشارہ کر دیا نازوق نے تھوڑی دیر کے بعد لا کر حاضر کر دیا اور خلیفہ مقتدر نے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا چنانچہ وزیر السلطنت نے طرح طرح کی ایذائیں دین اور تکلیف رسائی کا کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا مگر کچھ حاصل نہ ہو سکا تب خلیفہ مقتدر نے دار الخلافہ میں اس کے والد کے پاس بھیج دینے کا حکم دے دیا۔

محسن اور ابن فرات کا قتل:..... وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا تو فوراً مونس، ہارون، اور نصر کی پاس دوڑا اور اس واقعہ کو ظاہر کر کے ابن فرات کی چالوں سے ان لوگوں کو ڈرایا اور خلیفہ کی طرف سے بھی کسی حد تک ان کو بدظن کر دیا وہ لوگ اس کے جھانسنے میں آگئے لہذا سب کے سب جمع ہو کر دربار خلافت میں گئے اور ایک زبان ہو کر یہ درخواست کی کہ ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کا حکم صادر کیا جائے کیونکہ جب تک یہ دونوں زندہ رہیں گے ہم لوگوں کو خطرہ رہے گا خلیفہ مقتدر نے سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی طرف رائے دینے کا اشارہ کیا ان لوگوں نے بھی مونس وغیرہ کی رائے سے اتفاق کیا چنانچہ خلیفہ مقتدر نے نازوق کو اشارہ کر دیا اور نازوق نے اسی وقت ابن فرات اور محسن کا سر اتار لیا۔ ❶

ابن فرات کی باقی اولاد:..... ہارون نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر ابوالقاسم وزیر السلطنت کو ابن فرات اور اس کے بیٹے محسن کے قتل کی خوشخبری سنائی ابوالقاسم سنتے ہی بے ہوش ہو کے گر پڑا تھوڑی دیر کے بعد ہوش آیا تو ہارون نے اس حسن خدمت کے صلہ میں دو ہزار دینار ابوالقاسم سے وصول کر لئے ابن فرات کے دوسرے بیٹوں کو مونس نے عبداللہ اور ابونصر کی سفارش کی قید سے رہا کر دیا اور بیس ہزار دینار بطور انعام مرحمت کئے۔

ابوالقاسم کی معزولی:..... ان واقعات کے بعد ۳۱۳ھ میں ابوالقاسم کو طویل علالت کی وجہ سے معزول ❷ کر دیا گیا کیونکہ لشکریوں کو تنخواہیں اس کی بیماری کی وجہ سے رک گئیں تھیں اور وظیفہ داروں کو وظائف نہیں دئے گئے تھے لہذا لشکریوں نے جمع ہو کے شور و غل مچایا جب خلیفہ کو اطلاع ملی تو فوراً معزولی کا حکم دے دیا اور اس کی جگہ ابوالعباس خضیی ❸ کو وزیر بنا دیا۔

ابوالعباس وزیر:..... ابوالعباس خلیفہ مقتدر کی والدہ کا سیکرٹری تھا وزارت حاصل کرنے کے بعد ایوان وزارت میں گیا اور چارج لینے کے بعد علی بن عیسیٰ کو مصر و شام پر بدستور بحال رکھا چنانچہ علی بن عیسیٰ اکثر اوقات ابوالعباس سے ملنے آتا کچھ عرصے بعد ابوالعباس کے انتظام میں اضطراب پیدا ہو گیا اور آمدنی بھی کم ہو گئی دن رات شراب نوشی میں مشغول رہتا اور امور سلطنت کی طرف کسی وقت توجہ نہیں کرتا احکامات مانگنے کے لئے جو پوٹیں یادخواستیں آتی تھیں وہ مہنیوں پڑی رہتی ایک شخص کو اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کر رکھا تھا وہ جو چاہتا کر گذرتا تھا جس سے مصالح ملکی فوت اور انتظامی امور درہم و برہم ہو گئے۔

علی بن عیسیٰ کی وزارت:..... مونس نے انجام پر نظر کر کے خلیفہ مقتدر کو اسکی معزولی اور عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کی تقریری کی رائے دی چنانچہ خلیفہ مقتدر نے ابوالعباس کو اس کی وزارت کے ایک برس دو مہینے بعد معزول کر دیا اور علی بن عیسیٰ کو وزیر بنانے کی غرض سے دمشق سے بلوایا اور یہ حکم صادر کر دیا کہ جب تک علی بن عیسیٰ دار الخلافہ میں حاضر نہ ہو اس وقت تک ابوالقاسم عبداللہ بن محمد کلوازی ❹ وزارت کا کام انجام دیتا رہے

❶..... یہ واقعہ ۱۳ ربیع الثانی ۳۱۲ھ پیر کا ہے، ابن فرات کی عمر اس وقت ۷۱ سال تھی اور محسن کی ۳۳ سال۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸ (مترجم)۔

❷..... یہ واقعہ رمضان المبارک ۳۱۳ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۸ (مترجم)۔

❸..... ایک نسخے میں الخضیی کے بجائے الخضی تحریر ہے جو کہ صحیح نہیں ہے۔ دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۹۱ (مترجم)۔

❹..... یہاں صحیح لفظ، الکلوذانی ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۹۱۔

۳۱۰ھ کے شروع میں علی بن عیسیٰ دار الخلافت میں داخل ہوا اور مستقبل طور سے وزارت کا کام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔

علی بن عیسیٰ کی توجہ..... اس کے آنے سے انتظامی امور میں جو خلل واقع ہو گئے تھے رفتہ رفتہ سب درست ہو گئے عمال اور گورنروں کی رپوٹوں اور درخواستوں پر مناسب حکم صادر ہونے لگا سواد، اہواز، فارس۔ اور مغرب کے بقایا محصورات یکے بعد دیگرے وصول ہو کر خزانہ حکومت میں داخل ہونے لگے لشکریوں کی تنخواہیں اور وظیفہ داروں کے وظائف دیئے گئے گویوں، قصہ گویوں، درباری، مسخروں، اور خوشامد مصاحبوں کی موقوفی کا حکم دے دیا اور ان لوگوں کی تنخواہیں بند کر دیں فوج نظام سے بوڑھوں اور چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو جو اسلحہ نہیں اٹھا سکتے تھے نکال دیا بذات خود ہر کاغذ کو دیکھتا اور اس پر حکم مناسب صادر کرتا تھا کفایت شعاری اور ہوشیاری سے ہر کام پر نظر ڈالتا غرض یہ کہ تھوڑے ہی دنوں میں انتظامی امور ایسے درست ہو گئے کہ گویا ان میں اضطراب پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

ابوالقاسم کا احتساب..... اس کے بعد علی بن عیسیٰ نے ابوالعباس خسیبی کو خلیفہ کے حکم سے دربار خلافت میں بلوایا فقہاء قضاة، اراکین سلطنت اور کتاب جمع کئے گئے۔ مقدمہ پیش ہوا اور پوچھا گیا کہ ”زیر کنٹرول صوبوں اور ملکوں سے کتنا خراج وصول ہو کر خزانہ میں داخل ہوا؟ جرمانہ سے کتنا مال وصول کیا گیا؟ اور اب کتنا باقی ہے؟ ابوالعباس نے سر نیچا کر کے جواب دیا ”میں کچھ نہیں جانتا“ پھر سوال کیا گیا ”تم نے ابن ابی الساج کو بلا ضرورت اتنا زیادہ مال کیوں دیا اور کیا سمجھ کے تم نے اس کو شرقی صوبوں کی حکومت دی کیا تمہارا یہ گمان تھا کہ ابن ابی الساج اور اس کے ساتھی جو محض جنگلی اور غیر تربیت یافتہ ہیں ایسے صوبوں کا انتظام سنبھال لیں گے؟ اس نے جواب دیا ”ہاں میرا یہی گمان تھا“ پھر اتنا کہہ کر عرض کر کے خاموش ہو گیا ابن ابی الساج کو بلا ضرورت اتنا مال دینے پر بھی کوئی کچھ جواب نہ دیا۔ پھر اس پر یہ اعتراض کیا گیا کہ یہ کام کس طرح جائز ہوا کہ مسلمان کی عورتیں بلا اجازت شرع دوسرے کے قبضہ میں دے دی جائیں“ اس اعتراض کا بھی جواب کچھ بن نہ پڑا اور سکوت کے عالم میں کھڑا رہا پھر اس کی آمدن اور خرچ کا سوال کیا گیا تو اس کا بھی صاف صاف جواب نہ دے سکا تو اسے کہا گیا کہ ”تم نے امیر المومنین کو بھول بھلیوں میں پھنسا رکھا تھا اور آج یہ عذر کر رہے ہو کہ میں کچھ نہیں جانتا“ ابوالعباس نے اس کا بھی کوئی جواب نہ دیا لہذا خلیفہ مقتدر نے اسے جیل واپس بھیج دیا اور علی بن عیسیٰ اطمینان و استقلال کے ساتھ وزیر رہا۔

علی بن عیسیٰ کے انتظام میں خلل..... ایک مدت کے بعد علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت کے نظامی امور میں اضطراب و اختلال پیدا ہوا اور کچھ گورنروں نے اختلافات پیدا کئے کچھ خراج کے وصول ہونے میں کمی آئی کچھ اختلافات کی زیادتی ہوئی خلیفہ مقتدر نے خدام اور خلیفہ کی حرم سرا کا خرچ بے حد بڑھا دیا اس اثناء میں انبار سے لشکر آ گیا دولاکھ چالیس ہزار دینار کا خرچ یہ بڑھ گیا ان سب کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ نظامی امور میں اضطراب اور خلل پیدا ہو گیا۔

علی کا استعفاء دینے کی کوشش..... علی بن عیسیٰ نے اس بات کا احساس کر کے اور اس سے مایوس ہو کے کہ یہ اخراجات نہ تو کم ہوں گے اور نہ اس بوجھ کو خزانہ برداشت کر سکتا ہے اس کے علاوہ مجھ سے نصر حاجب کی مونس خادم سے تعلق کی وجہ سے ناصافی اور شکر رنجی ہے عہدہ وزارت سے استعفاء پیش کر دیا اور حد سے زیادہ اس کی منظوری کی کوشش کی مگر مونس خادم نے سمجھا بجھا کر علیحدہ نہ ہونے دیا اس پر وزیر السلطنت نے کہا ”بھائی تم تو رقبہ چلے جاؤ گے مجھے یہاں تمہارے بعد جان کے لالے پڑ جائیں گے“ چنانچہ ایسا ہی ہوا مونس کے چلے جانے کے بعد خلیفہ مقتدر نے نصر سے وزیر مقرر کرنے کے بارے میں رائے مانگی تو نصر نے ابوعلی بن مقلہ کی طرف اشارہ کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی گرفتاری..... خلیفہ مقتدر نے اس وقت ۳۱۶ھ میں علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو گرفتار کر کے ابوعلی کو وزیر بنا دیا چونکہ ابوعلی اور عبداللہ بریدی کے دوستانہ تعلقات تھے لہذا عبداللہ نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی۔

ابوعلی کی وزارت..... ابوعلی دو برس چار مہینے تک وزارت کرتا رہا اور کسی قسم کا خطرہ پیش نہ آیا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے جب کہ اسے

مونس خادم سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اس الزام میں کہ ابوعلی (وزیر السلطنت) کا مونس سے میل جول ہے معزول کر دیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے اتفاق سے مونس کسی ضرورت سے باہر چلا گیا خلیفہ مقتدر نے موقع پا کر ابوعلی کو گرفتار کر لیا جب مونس واپس آیا تو ابوعلی کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کی تحریک چلائی مگر خلیفہ مقتدر نے منظور نہ کیا بلکہ اس کے قتل پر تیار ہو گیا مگر پھر مونس کے منع کرنے سے باز رہا البتہ دولاکھ دینار کا ابوعلی سے مطالبہ کیا گیا۔

سلیمان بن حسن کی وزارت:..... بعد ابوعلی کے بعد سلیمان بن حسن کو وزیر بنایا گیا اور علی بن عیسیٰ کو حکم دیا گیا کہ اس کے ساتھ ساتھ انتظامی امور کو دیکھتا بھالتا رہے سلیمان ایک برس دو ماہ تک وزیر رہا اور علی بن عیسیٰ اس کے ساتھ ساتھ ہر کام کو دیکھتا اور رائے دیتا رہا اس کے بعد آمدنی کم اور مصارف زیادہ ہونے کی وجہ سے مطالبات کی کثرت ہو گئی ہر کام میں وقت ہونے لگی سلطانی وظائف بھی بند ہو گئے اور طرہ اس پر یہ ہوا کہ علی بن عیسیٰ نے سواد کے محکمہ مال کو تنہا اپنے قبضہ میں لے لیا جس سے وزیر السلطنت کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اس کی طرف سے ایسے ایسے آدمی محصولات کی وصولی پر مامور کئے جاتے تھے جن کو کر دیتے تھے عمال فقہاء اور حقداروں کے حقوق ادا کرنے اور ان کے وظائف دینے میں کوتاہی کرتے ان میں سے کسی ایک کو ^{مفلح} خادم سے دوستی ہو گئی تھی اس نے ^{مفلح} کے ذریعے خلیفہ کے کان تک ان واقعات کی خبر پہنچا دی ^{مفلح} نے اشارہ کر دیا کہ تم لوگ اپنے حقوق حاصل کرنے میں سختی سے کام لو خلیفہ کا یہ منشاء ہے کہ حق حقدار کو پہنچ جائے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو عوام الناس یہ سن کر بھراٹھے لہذا انتظامی امور میں سخت بد نظمی واقع ہو گئی اور چاروں طرف ایک ہنگامہ سایہ برپا ہو گیا کہ خواص اور عوام اپنے حقوق طلب کرنے لگے۔

ابوالقاسم کلوازی وزیر:..... اس دوران وزیر بننے کی خواہش میں بہت سے لوگ کوشش کرنے لگے کوئی تنخواہ اور تمام اخراجات پورے کرنے کی پیشکش کرتا اور کوئی درباریوں کو مال و دولت کے ذریعے اپنی وزارت کے لئے آمادہ کرتا درخواستوں کی بھرمار ہو گئی تھی چنانچہ امیدواران وزارت اس عہدہ جلیلہ کے حاصل کرنے میں اپنے دوانی کر نیلکے کوئی وظائف اور تنخواہ اور کل مصارف کی ذمہ داری کرتا ہے اور کوئی حاشیہ نشینان خلافت کو سنبھلی روپہلی صورتیں دکھلا کے وزارت حاصل کیا چاہتا ہے غرض امیدواران وزارت کی بھرمار تھی درخواست پر درخواست چلی آتی تھی مونس نے ابوالقاسم کلوازی کو وزیر مقرر کرنے کی رائے دی اور اسی رائے کے مطابق خلیفہ مقتدر نے ماہ رجب ۳۱۹ھ میں ابوالقاسم کو عہدہ وزارت عطا کر دیا مگر صرف دو مہینے تک اس کی وزارت رہی۔

دانیالی فراڈیا:..... دار الخلافہ بغداد میں ایک شخص دانیالی نام کا رہتا تھا بڑا چالاک، جعل ساز، اور جیلہ باز تھا کاغذ کو دواؤں کے ذریعے سے پرانا کر دیتا اور اس پر پرانی لکھائی سے کچھ اشارے اپنے ہاتھ سے تحریر کر دیتا جس میں ارباب حکومت اور اراکین سلطنت کے نام اشارہ و کنایہ میں لکھے ہوئے انہی خطوط و نقوش کے اشارے سے ان لوگوں کی حکومت، رتبہ اور تصرفات کا حال بتاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ یہ علم غیب کا ایک حصہ ہے، پرانے زمانے کی اختراعات میں سے ہے اور دانیال پیغمبر کے ماثورات میں سے ہے اور مجھ کو اپنے آباء و اجداد کے ذریعے ملاجم کے وسیلے سے وراثت میں ملا ہے۔

^{مفلح} خادم اور دانیالی:..... ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک کاغذ پر م م لکھ کر یہ حکم لگا کہ ایسا ایسا ہوگا اور اس کاغذ کو ^{مفلح} کے حوالہ کر دیا ^{مفلح} نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا اس سے تم سردار ہو کیونکہ تمہارا نام ^{مفلح} ہے اور خلیفہ مقتدر کے مولیٰ ہو، اتنا سمجھا کہ دوسری علامات جو اس کاغذ پر لکھی ہوئیں تھیں مناسبت کے ساتھ سمجھایا ^{مفلح} ان کو سن کر خوش اور اس کا معتقد ہو گیا۔

حسین بن قاسم اور دانیالی:..... حسین بن قاسم بن عبد اللہ بن وہب کی بھی آمد و رفت دانیالی کے پاس تھی اس کے نام کو بھی کنایہ ایک کاغذ پر تحریر کیا اور بعض اسی علامات کو جو اس کے حالات کے مطابق تھیں ذکر کر کے یہ حکم لگایا کہ خاندان عباسیہ کا اٹھارہواں تاجدار اس کو اپنا وزیر بنائے گا بد نظمیاں اس کے ذریعے سے دور ہوں گی اور انتظام مملکت انجام پذیر ہوگا دشمن خوار ذلیل ہوں گے اور دنیا آباد ہو گئی اس کے علاوہ اس کاغذ میں بعض ایسی باتیں تحریر کیں جو گذر چکی تھیں اور بعض ایسی باتیں لکھیں جو ابھی تک وقوع پذیر نہیں ہوئیں تھیں ایک دن دانیالی نے اس کو ^{مفلح} کے سامنے پڑھا تو

مفلح کو سخت تعجب ہوا اور اس ورق کو دانیالی سے لے لیا اور خلیفہ مقتدر کی خدمت میں حاضر ہو کر پیش کر دیا دیکھنے اور سننے والوں نے تعجب اور حیرت کی نگاہوں سے دیکھا خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا تم بتا سکتے ہو کہ اس معیار کا جو اس کاغذ میں مذکور ہے کون شخص ہے؟ اس نے عرض کیا کہ ”حسین بن قاسم کے سوا اور کوئی نظر نہیں آتا“ ارشاد ہوا ”سچ کہتے ہو۔ میرا میلان اسکی طرف ایک مدت سے تھا۔“

حسین کی وزارت میں رکاوٹ:..... خلیفہ مقتدر نے ابن مقلد اور کلوازی کی وزارت سے پہلے حسین کی تقرری کا ارادہ کیا تھا لیکن مونس نے مخالفت کی تھی جس سے حسین کو وزارت کا عہدہ ابھی تک نہیں دیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ مقتدر نے مفلح سے مخاطب ہو کر کہا کہ فرمایا ”دیکھو اگر تمہارے پاس کوئی تحریر حسین کی وزارت کے معاملہ میں آئے تو میرے سامنے پیش کرنا“ ان واقعات سے مفلح کا عقیدہ راسخ ہو گیا۔

حسین کی درخواست اور بجٹ:..... اس نے جواب دیا ”مجھے اپنے آباء و اجداد سے وارثت میں ملی ہیں اور یہ کتابیں دانیال پیغمبر کے ملاحم میں سے ہیں“ مفلح نے اس کی اطلاع خلیفہ مقتدر تک پہنچادی رفتہ رفتہ حسین کو بھی اس کی خبر مل گئی چنانچہ ایک مخط مفلح کے پاس اس کے عہدہ وزارت کی سفارش کا لکھا مفلح نے اسے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں پیش کر دیا خلیفہ مقتدر نے حکم دیا چونکہ مونس اس کی وزارت کا پہلے سے مخالف تھا لہذا پہلے اس کی اصلاح کرنی چاہیے حسن اتفاق سے انہی دنوں کلوازی وزیر السلطنت نے ایک بجٹ پیش کیا جس میں آمدنی سے خرچ زیادہ تھا جس کا میزان سات لاکھ تھا زیادہ دکھایا اہل نے اس کے خلاف میں پیش کر کے گزارش کی ”امیر المؤمنین اس کا انتظام کسی اور طریقے سے نہیں ہو سکتا۔ بجز سوائے یہ کہ خلیفہ محترم اپنے مصارف کو کم کریں“ خلیفہ مقتدر کو یہ بات ناگوار گزری لہذا ایک لاکھ صادر فرمایا کہ حسین بن قاسم کل مصارف کی ذمہ داری کو سنبھالے اور اس کے علاوہ ایک لاکھ دینار بیت المال میں بچت کے داخل کرتا رہے حسین نے اس کو منظور کر لیا خلیفہ مقتدر نے اسکی درخواست کو جس میں ان شرائط کو اس نے تسلیم کیا تھا کلوازی کو دکھا دیا کلوازی عطا کر دیا اس شرط کے ساتھ کہ صرف حسین بن قاسم عہدہ وزارت کے کام کو انجام دے اور علی بن عیسیٰ کو کسی طرح اپنے کاموں میں دخیل اور شریک نہ ہونے دے اور جہاں تک جلد ممکن ہو دار الخلافہ سے اس کو نکال کہ صافیہ کی جانب بھیج دے حسین نے عہدہ وزارت کے چارج لینے کے بعد بنو یزیدی اور بنو قریبہ کو اپنے اسٹاف میں داخل کر لیا کچھ عرصے بعد قلت آمدنی اور کثرت مصارف کا احساس ہوا تو ہر کام میں وقت اور تنگی ہونے لگی مجبوراً اخراج ایڈوانس وصول کر کے گذشتہ اور موجودہ سال کے مصارف میں خرچ کرنے لگا ہارون بن غریب الحال کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ ہارون نے خلیفہ مقتدر تک یہ خبر پہنچادی اس پر خلیفہ مقتدر نے نصیبی کو وزیر السلطنت کے خلاف رپورٹ دے دی۔

حسین کی معزولی و گرفتاری:..... خلیفہ مقتدر نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۰ھ میں جب کہ حسین کو سات مہینے گذر چکے تھے معزولی اور گرفتاری کا حکم دے دیا وزارت کا عہدہ ابوالفتح فضل بن جعفر کے سپرد کر دیا اور حسین کو بھی نئے وزیر السلطنت کے حوالہ کر دیا مگر نئے وزیر نے حسین کے ساتھ کسی قسم کا ظالمانہ برتاؤ نہ کیا اور اس زمانہ سے مسلسل یہی عہدہ وزارت پر موجود رہا۔

ابوطاہر قرامطی:..... قرامطہ کا ایک گروپ بحرین میں جا کر قیام پذیر ہو گیا تھا ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید جنانی ان کا سردار تھا ابوطاہر کو ان کی سرداری بذریعہ وراثت اس کے باپ سے ملی تھی اور اس صوبہ کو ان لوگوں نے حکومت عباسیہ سے بالکل جدا اور علیحدہ کر لیا تھا جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

بصرہ میں قتل عام:..... ابوطاہر نے ۳۱۱ھ میں بصرہ کا رخ کیا ان دنوں بصرہ میں سبک مفلح امارت کے عہدے پر تھا ابوطاہر نے ایک ہزار سات کے لشکر کے ساتھ رات کے وقت بصرہ پر حملہ کیا اور شہر پناہ کی دیواروں پر سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا اور محافظین کو تہہ و تیغ کر کے شہر میں گھس گیا۔ دروازے کھول دیئے چنانچہ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا سبک اس کی اطلاع پا کر مقابلہ پر آیا قرامطہ نے اس کو بھی قتل کر دیا اور عوام الناس پر ہاتھ صاف کرنے لگے شہر کے باشندے جان کے خوف سے بھاگے اور سینکڑوں پانی میں ڈوب کر مر گئے اور ہزاروں افراد قرامطہ کی تلواروں کی نذر ہو گئے سترہ دن تک ابوطاہر بصرہ میں مقیم رہا اٹھارہویں دن جتنا مال و اسباب، عورتیں اور بچے لے جاس کا لے کر ہجر کی جانب لوٹ گیا اسی زمانہ میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبداللہ فارقی کو بصرہ پر مقرر کیا چنانچہ محمد ابوطاہر واپسی کے بعد بصرہ میں داخل ہوا۔

حاجیوں پر ظلم و ستم..... ۳۱۲ھ میں ابوطاہر قرامطی نے حجاج کی واپسی کے وقت چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ ہیر کی جانب کوچ کیا ایک قافلہ سے جو سب سے آگے تھا سامنے آ گیا قافلہ والوں کو اس کی اطلاع نہ تھی لہذا حالت غفلت میں مسافت طے کر رہے تھے کہ اچانک ابوطاہر نے پہنچ کر حملہ کر دیا قافلے والے مقابلہ نہ کر سکے لہذا اس نے خوب لوٹا اس واقعہ کی باقی حاجیوں کو خبر ملی جس وقت کہ وہ قید نامی جگہ میں تھے لہذا انھوں نے غارت کے خوف سے قیام کر دیا جہاں تک کہ زاد سفر ختم ہو گیا ابوالہیجاء بن حمدان کوفہ کے راستے کا گورنر بھی اسی قافلہ میں تھا اس نے اہل کوفہ کو وادی القریٰ کی جانب لوٹ جانے کی رائے دی تھی مگر اہل قافلہ نے دور نکل آنے کی وجہ سے منظور نہ کیا بالآخر جب زاد سفر ختم ہو گیا تو کوجہ کے راستے روانہ ہوئے ابوطاہر نے یہ خبر سن کر اس جگہ پر بھی حملہ کر دیا اور ابوالہیجاء اور احمد بن بدر (خلیفہ مقتدر کا یہ ماموں تھا) کو گرفتار کر لیا سب سامان و اسباب لوٹ لیا عورتوں اور بچوں کو قید کر کے ہجر کی جانب لوٹ گیا اور حاجیوں کو اسی کھلے میدان میں چھوڑ دیا جن میں سے اکثر بھوک پیاس کی شدت اور سورج کی گرمی سے مر گئے اور باقی ماندہ اکثر لوگ بڑی مشکل سے بغداد پہنچے۔

عورتوں کا احتجاج..... ان لوگوں کی عورتیں جن کو قرامطہ نے گرفتار کر لیا تھا اور وہ عورتیں جن کے مردوں کو ابن فرات نے اپنے عہد وزارت میں قید کیا ہوا تھا جمع ہوئیں وادیا و مصیبتا کا شور مچایا یہ بھی ابن فرات کے زوال اور معزولی کا ایک سبب تھا۔

ابوطاہر کا دوبارہ حملہ..... کچھ دن بعد ابوطاہر نے ابوالہیجاء اور احمد کو ان قیدیوں سمیت جو ان کے پاس تھے رہا کر دیا اور خلیفہ مقتدر سے بصرہ اور اہواز کو مانگ لیا مگر خلیفہ نے منظور نہیں کیا اس بناء پر ابوطاہر نے ہجر سے پھر قافلہ حجاج پر ظلم کرنے کے لئے کوچ کیا ادھر جعفر بن ورقاء شیبانی گورنر کوفہ و طریق مکہ اس خطرہ پیش نظر ایک ہزار فوج کے ساتھ جو اسی کی قوم کے افراد سے مرتب اور تیار کی گئی تھی قافلہ حجاج سے پہلے روانہ ہو گیا تھا اور شمال گورنر بحر، جنا صفوانی اور طریف لشکری وغیرہ چھ ہزار کے لشکر کے ساتھ حجاج کی حفاظت کے لئے ان کے ساتھ تھے ابوطاہر اور جعفر کی ٹڈ بھیر ہو گئی اتفاق سے جعفر کو ہزیمت ہوئی جس کا اثر قافلہ حجاج پر پڑا۔ شاہی فوج بھی بھاگ گئی اور ابوطاہر کوفہ تک حجاج اور شاہی فوج کا تعاقب کرتا چلا گیا۔

کوفہ پر قبضہ..... باب کوفہ پر سخت خونریزی لڑائی ہوئی اور آخر کار حجاج مارے گئے شاہی لشکر کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ اکثر کام آگئے باقی سپاہی بھاگ کھڑے ہوئے اور صفوانی گرفتار ہو گیا پھر ابوطاہر نے کوفہ پر قبضہ کر لیا چھ دن تک کوفہ کے باہر پڑا رہا سارے دن مسجد میں رہتا اور رات کو اپنی لشکر گاہ میں آ کر قیام کرتا اس کے بعد خواہش کے مطابق مال و اسباب لے کر ہجر کی جانب لوٹ گیا۔

مولنس خادم کوفہ میں..... شکست یافتہ گروہ بغداد پہنچا تو خلیفہ مقتدر نے مولنس کو کوفہ کی جانب خروج کرنے کا حکم دیا چنانچہ قرامطہ کی واپسی کے بعد مولنس کوفہ پہنچا چونکہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر چلے گئے اس لئے کوفہ پر یاقوت کو مقرر کر کے واسطہ کو بچانے کے لئے روانہ کیا اس سال ابوطاہر کو خوف سے کسی شخص نے حج کا ارادہ نہیں کیا۔

یوسف کی قرامطہ سے جنگ..... ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان سے دار الخلافہ بلو کر مشرقی علاقوں کی حکومت عنایت کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے واسطہ کی جانب روانگی کا حکم دیا لہذا جس وقت یوسف واسطہ کے قریب پہنچا تو مولنس بغداد چلا گیا اس دوران ۳۱۵ھ کا دور آ گیا ابوطاہر نے اپنا لشکر مرتب کر کے کوفہ کی جانب خروج کیا یوسف کو اس کی اطلاع مل گئی رمضان کے آخر میں واسطہ سے کوفہ جانے کے لئے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ابوطاہر یوسف سے ایک روز پہلے کوفہ پہنچ گیا شاہی عمال جان کے خوف سے کوفہ چھوڑ کر بھاگ گئے ابوطاہر نے کوفہ اور تمام خزانوں اور اس رسد پر قبضہ کر لیا جو یوسف کے لئے پہلے سے فراہم کی گئی تھی اس کے بعد آٹھویں شوال کو ابوطاہر کے پہنچنے کے ایک دن بعد یوسف پہنچا چنانچہ خط و کتابت شروع ہو گئی یوسف نے ابوطاہر کو علم عباسیہ کی اطاعت کا پیغام دیا ابوطاہر نے جواب دیا "اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی اطاعت ہم پر فرض نہیں ہے" چنانچہ یوسف نے اعلان جنگ کر دیا اگلے دن صبح سے رات تک فریقین میں گھمسان لڑائی ہوئی رہی آخر کار یوسف کے رکاب کی فوج شکست کھا کر بھاگی اور یوسف اپنے چند ساتھیوں سمیت گرفتار ہو گیا وہ لڑتے لڑتے زخمی ہو گیا تھا اسے قرامطہ اپنے لشکر گاہ میں اٹھالائے ابوطاہر نے یوسف کا علاج کرنے پر ایک طبیب کو مامور کر دیا۔

مولس اور قرامطہ کی جنگ:..... شکست کھانے والوں بغداد میں پہنچ کر دم لیا مولس مظفر علم خلافت کو بچانے اور قرامطہ کی سرکوبی کی غرض سے کوفہ روانہ ہوا اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ کوفہ چھوڑ کر عین التمر کی جانب روانہ ہو گئے ہیں مولس نے اسی وقت بغداد سے پانچ سو کشتیاں روانہ کیں جس میں نامی گرامی اور تجربہ کار سپاہی تھے تاکہ قرامطہ کو دریائے فرات عبور کرنے سے روانہ ہو کر انبار کا رخ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کر پل توڑ دیا اور کشتیاں ہٹا دیں۔ ابوطاہر نے فرات کے مغربی ساحل پہنچ کر قیام کیا اور حدیث سے کشتیاں منگوائیں اور تین سو قرامطہ کو انہی کشتیوں کے ذریعہ خشکی پر اتار دیا شاہی لشکر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا قرامطہ نے انبار پر بھی قبضہ کر لیا۔

نصر حاجب اور قرامطہ کی جنگ:..... اس حسرت ناک واقعے کی بغداد میں خبر پہنچی تو نصر حاجب ایک عظیم الشان فوج لے کر قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور کوچ اور قیام کرتے ہوئے مولس مظفر تک پہنچ گیا دونوں نے چالیس ہزار فوج کے ساتھ قرامطہ کے خلاف یوسف کو چھیڑانے کے لئے حملہ کیا قرامطہ بھی ختم ٹھوٹک کہ میدان جنگ میں آ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر شاہی لشکر ہزیمت کھا کر بھاگ گیا یوسف اس کو غنیمت شمار کر کے محافظین سے نظریں بچا کر نکل بھاگنے کی چکر میں لگ گیا ساتھیوں نے بھی اشارہ کنایہ سے بھاگ جانے کے لئے کہا اتفاق سے ابوطاہر اس کو اسی وقت بھانپ گیا چنانچہ یوسف کو طلب کر کے قتل کر ڈالا اور اس کے علاوہ دوسرے جو قیدی تھے ان کو بھی قید حیات سے سبکدوش کر دیا چونکہ نازوک (افسر پولیس) دن رات گشت کر رہا تھا اس وجہ سے بغداد عوام الناس بازار یوں اور اوباش مزاجوں کی لوٹ مار سے محفوظ رہا پھر بھی اہل بغداد کشتیوں پر سوار ہو کر کوئی واسطہ اور کوئی حلوان چلا گیا۔

قرامطہ کا رجبہ پر قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد ۳۱۶ھ کے شروع میں قرامطہ انبار کو چھوڑ کر کوچ کر گئے اور مولس بھی بغداد کی جانب لوٹ گیا ابوطاہر نے رجبہ پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہل رجبہ کے خون کو قرامطہ کے لیے ایک دن رات کو مباح کر دیا اہل رجبہ قتل عام کا خوفناک منظر دیکھ کر ڈر گئے اور امن کیدر خواست کی جس کو ابوطاہر نے منظور کر لیا اس کے بعد ابوطاہر نے چند فوجیں عربوں پر بشخون مارنے کے لئے جزیرہ کی طرف روانہ کیں اہل جزیرہ جان کے طرف سے بھاگ گئے اور جو بھاگ نہ سکے وہ قرامطہ کی لوٹ مار کی نذر ہو گئے قتل و غارت ہو جانے کے بعد سالانہ خراج دینا منظور کر لیا جو ہر سال ہجر روانہ کیا جاتا تھا تھوڑے دنوں کے بعد پھر اہل رقبہ منحرف ہو گئے تو ابوطاہر نے یہ خبر سن کر فوج کشی کر دی تین دن مسلسل لڑائی ہوتی رہی جنگ کے دوران اس عین کفر توٹا اور سنجار پر بشخون مارنے کیلئے لشکر کو روانہ کیا ان علاقوں کے رہنے والوں نے خود میں مقابلہ کی قوت نہ پا کر امن کی درخواست کی جو ابوطاہر نے منظور کر لی۔

قرامطہ اور شاہی فوج:..... مولس کی ان واقعات کی اطلاع ملی تو لشکر مرتب کر کے بغداد سے قرامطہ کی سرکوبی کے لئے رقبہ کی جانب کوچ کیا ابوطاہر رقبہ چھوڑ کر رجبہ چلا آیا اور جب مولس رقبہ پہنچا تو قرامطہ رجبہ سے ہیت چلے آئے چونکہ اہل ہیت نے قلعہ بندی کر لی تھی اور اپنی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا تھا اس لیے قرامطہ کا قتل و غارت بھرا ہوا تھا اہل ہیت تک نہ پہنچا چنانچہ اپنا سامنہ لے کر کوفہ کی طرف لوٹ گئے رفتہ رفتہ ان واقعات کی دربار خلافت میں خبر پہنچ گئی نصر حاجب، ہارون بن غریب، اور ابن قیس لشکر آراستہ کر کے قرامطہ کی سرکوبی کو نکلے اتنے میں قرامطہ کا لشکر قصر ابن ہیرہ پہنچ گیا اور سپہ سالار لشکر نصر بیمار ہو گیا اس نے اپنے لشکر پر احمد بن کیغغ کو اپنا نائب مقرر کیا واپس چلا گیا اور راستے میں مر گیا تب اس کی جگہ اس کے لشکر کی افسری ہارون بن غریب کو دی گئی اور عہدہ حجابت پر اسکا بیٹا، احمد بن نصر مقرر ہوا اس کے بعد قرامطہ اپنے شہر واپس آ گئے اور ہارون بن غریب ماہ شوال ۳۱۶ھ میں بغداد کی جانب واپس لوٹ گیا۔

قرامطی اجتماع:..... پھر کچھ عرصے بعد اس مذہب کو ماننے والے واسطہ، عین التمر اور سواد میں جمع ہوئے اور ہر جماعت میں اپنے ایک شخص کو مقرر کیا واسطہ کی جماعت پر حریت بن مسعود مقرر کیا گیا اور عین التمر کے گروپ پر عیسیٰ بن موسیٰ، عیسیٰ نے کوفہ کی جانب کوچ کیا اور سواد میں پہنچ کر شاہی عمال کو نکال دیا اور خراج خود وصول کرنے لگا اور حریت موفق کے صوبوں کی طرف بڑھا اور اس پر قابض و متصرف ہو کر ایک مکان بنوایا جس کا نام دارالہجر رکھا آئے دن لوٹ و مار سے کام لیتے اور اسلامی علاقوں کو تہہ و بالا کرتے رہتے تھے واسطہ کی جن کی افسر اعلیٰ ابن قیس ۱ تھا وہ لشکر آراستہ

۱..... تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۹۷ کے مطابق اس افسر کا نام بنی نفیس تھا۔

کر کے قرامطہ سے مقابلہ کے لئے آیا مگر قرامطہ کی ترقی پذیر قوت سے مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب کو ایک لشکر جرار کے ساتھ ابن قیس کی کمک پر روانہ کیا اور ان قرامطہ کی سرکوبی کے لئے جنھوں نے کوفہ کی طرف رخ کیا تھا صافی بصری کو مقرر کیا۔

قرامطہ کی شکست..... چنانچہ ان سپہ سالاروں نے ہر طرف سے قرامطہ کو گھیر کر آتش جنگ بھڑکا دی قرامطہ گھبرا گئے کچھ بن نہ پڑا تو شکست کھا کر بھاگ گئے شاہی لشکر نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور ان کے جھنڈے چھین لئے یہ جھنڈے سفید رنگ کے تھے اور ان پر یہ آیت لکھی تھی۔

”نريد ان نمى على الذين استضعفوا فى الارض ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين“ ①

جس وقت بغداد میں یہ لشکر ظفر پیکر کامیابی کے ساتھ ان جھنڈوں کو سرنگوں لئے ہوئے داخل ہوا تو تعجب چہل پہل مچی ہوئی تھی خواص اور عوام جوش مسرت سے خوشی کے نعرے بلند کر رہے تھے اسی واقعہ کے بعد سے قرامطہ کا سواد سے عمل دخل اٹھ گیا اور ان کی ساری قوتیں سلب ہو گئیں۔

مکہ پر قرامطہ کا قبضہ..... ۳۱۹ھ میں ابوطاہر قمرطی نے مکہ معظمہ کی جانب کوچ کیا اس سال بغداد سے لوگوں کو حج کرانے کے لئے منصور دیلمی آیا ہوا تھا راستے میں تو کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا قرامطہ قافلہ، حجاج صحیح و سلامت مکہ معظمہ پہنچ گیا یوم الترویہ کو ابوطاہر مکہ معظمہ پہنچا اور پہنچتے ہی حجاج پر ہاتھ صاف کرنے لگا جس کا مال و اسباب پایا لوٹ لیا جس کو دیکھا قتل کر ڈالا یہاں تک کہ مسجد حرام اور خانہ کعبہ میں بھی قتل عام کرتا رہا حجر اسود ② کو اکھاڑ کر بھر بھیج دیا مگر امیر مصلح شرفاء مکہ کا ایک گروپ لے کر ابوطاہر سے حجاج اور اہل مکہ کے بارے میں کچھ کہنے اور سفارش کرنے گیا ابوطاہر نے بجائے سفارش قبول کرنے کے قرامطہ کو اشارہ کر دیا چنانچہ ایک گروپ ان پر ٹوٹ پڑا ابوطاہر نے مقابلہ کیا مگر گنتی کے چند نفوس سے کیا ہو سکتا تھا سب کے سب اسی جگہ پر شہید ہو گئے ابوطاہر نے خانہ کعبہ کا دروازہ توڑ ڈالا ایک شخص میزاب رحمت کو اکھاڑنے کے لئے خانہ کعبہ پر چڑھا لیکن گر کر مر گیا۔ مقتولین میں سے کچھ کو زمزم میں پھینک دیا اور باقی ماندگان کو مسجد حرام میں جہاں جو مارا گیا تھا اسی مقام پر بغیر غسل و نماز جنازہ کفن و دفن کر دیا غلاف کعبہ کو اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا اور اہل مکہ کے مکانات کو لوٹ لیا۔

عبید اللہ مہدی کی ناراضگی..... اس قیامت خیز واقعہ کی خبر عبید اللہ مہدی گورنر افریقہ تک پہنچی اور یہ لوگ اس کے متبع اور اس کے کام کا خطبہ پڑھتے تھے اس نے ان کو اہل مکہ اور حجاج کے ساتھ ظلم کرنے پر بے حد ملامت کی حجر اسود اکھاڑ کر لے جانے پر اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا چنانچہ ابوطاہر نے حجر اسود کو حجر سے واپس منگوایا اور جتنا ممکن ہو سکا اہل مکہ اور حجاج کا مال و اسباب واپس کر دیا اور جو مال تقسیم ہو جانے کی وجہ سے واپس نہ ہو سکا اس کے لئے معذرت کی۔

نازوک اور ماجوریہ..... خلیفہ مقتدر کی معزولی کا پہلا سبب یہ ہے کہ ماجوریہ ہارون بن غریب اور نازوک کے درمیان ایک بات پر جھگڑا ہو گیا لہذا نازوک نے ماجوریہ کو قید کر دیا۔ ماجوریہ کے ساتھیوں کو اس کی خبر ملی تو جمع ہو کر جیل کی جانب آئے اور نازوک کے نائب پر سب کے سب ٹوٹ پڑے اور اپنے دوستوں کو قید سے نکال لیا نازوک نے اس واقعہ کو خلیفہ مقتدر کے سامنے پیش کیا خلیفہ مقتدر نے اس وجہ سے کہ ماجوریہ اور نازوک اس کی ناک کے بال بنے ہوئے تھے اس معاملہ میں کچھ دخل نہ دیا نتیجہ اس کا یہ نکلا کہ ماجوریہ اور نازوک میں لڑائی ہو گئی فریقین کے کچھ آدمی زخمی ہوئے اور کچھ مارے گئے خلیفہ مقتدر نے دونوں کو اس فعل پر ملامت کی تو لڑائی تو موقوف ہو گئی مگر ماجوریہ کو اس سے سخت برہمی پیدا ہو گئی اور وہ اپنے احباب اور ساتھیوں سمیت بغداد سے بستان نحی چلا گیا خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کی ناراضگی دور کرنے کے خیال سے اپنے ایک مصاحب کو روانہ کیا اس سے یہ خبر مشہور ہو گئی کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو امیر الامراء بنایا ہے۔

مونس کی خلیفہ سے ناراضگی..... یہ بات مونس کے حامیوں کو ناگوار گذری مونس اس وقت رقبہ میں تھا ان لوگوں نے اس واقعہ کی خبر

①..... سورة القصص آیت نمبر ۵، ترجمہ: اور ہم چاہتے ہیں کہ کمزور لوگوں پر احسان کریں زمین میں اور انہیں اس کا وارث بنادیں۔ (شاء اللہ محمود)

②..... شفاء العزائم جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ پر لکھا ہے کہ حجر اسود کو جعفر بن فلاح البناء نے ابوطاہر کے حکم سے بروز پیر ۱۵ ذی الحجہ کو اکھاڑا اور حجر بھیج دیا، اور پھر ۳۹ شعبان یوم النحر یعنی ۱۰ ذی الحجہ بروز منگل دوبارہ اپنی جگہ پر نصب کر دیا گیا۔

مونس تک پہنچادی لہذا مونس نہایت تیزی سے راستہ طے کر کے بغداد پہنچا اور خلیفہ مقتدر سے ناراض ہونے کی وجہ سے شامیہ میں قیام کر دیا دربار خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کرنے بھی نہیں گیا تب خود خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس اور وزیر السلطنت ابن مقلہ کو مونس کے پاس بھیجا لیکن اس سے مونس کو خلیفہ مقتدر سے انس پیدا نہ ہوا بلکہ ناراضی اور نفرت اور زیادہ ہو گئی طرہ اس پر یہ ہوا کہ خلیفہ مقتدر نے ماجوریہ کو جو اس کے ماموں کا بیٹا تھا اپنے محل میں ٹھہرایا اس سے مونس کی نفرت اور بڑھی اس دوران ابوالہیجاء بن حمدان بلا دجیل سے ایک عظیم الشان لشکر لے کر آیا اور مونس کے پاس قیام پذیر ہوا امراء دولت اور اراکین سلطنت خلیفہ مقتدر اور مونس کا میل جول کرانے کے خیال سے کوشش کر رہے تھے اور دونوں طرف سے کاغذی گھوڑوں کی دوڑ ہو رہی تھی کہ ۳۱۶ھ کا سال ختم ہو گیا۔

خلیفہ اور مونس کے گروپ: ۳۱۶ھ کے شروع ہوتے ہی نازوک (افسر اعلیٰ پولیس) اور ابن قیس بھی مونس کے پاس آ گئے اس سے پہلے خلیفہ مقتدر نے ابن قیس سے دینور واپس لے لیا اور مونس نے تالیف قلب کی خاطر سے واپس کر دیا تھا اب خلیفہ مقتدر اور مونس کی نفرت حد سے تجاوز کر چکی تھی دونوں میں ایک قسم کا جوش انتقام پیدا ہو گیا تھا خلیفہ مقتدر نے حفظ ماتقدم کے طور پر اپنے خاص محل میں ماجوریہ ہارون بن غریب، احمد بن کیغلغ، خدام دولت اور جان نثار دستے کو جمع کر رکھا تھا مگر خوش قسمتی سے شام ہوتے ہوتے خلیفہ مقتدر کے اکثر ساتھی نظر بچا بچا کر مونس سے جا ملے یہ واقعہ اوائل محرم ۳۱۷ھ کا ہے۔

مونس کا خلیفہ کو خط: اس کے بعد مونس نے خلیفہ مقتدر کے پاس اس مضمون کی تحریر بھیجی کہ لشکریوں اور سپہ سالاران لشکر کو آپ کی فضول خرچی، حرم و خدام کی بڑی بڑی جاگیروں اور امور مملکت میں ان کے دخل و مشورہ دینے سے سخت برہمی پیدا ہو رہی ہے اور یہ سب کے سب اس بات کے حامی ہیں کہ آپ ان کو اور نیز ہارون بن غریب کو خلیفہ کے محل سے نکال دیں اور جو کچھ ان کے قبضہ میں ملک و مال اور جاگیریں ہیں اسب کو ضبط کر لیں، خلیفہ مقتدر نے ان سب باتوں کو منظور کر لیا اور نرمی و ملاطفت کے الفاظ لکھے بیعت خلافت کا تذکرہ کر کے بیعت توڑنے کے عواقب سے خوف دلایا ساتھ ہی اس کے ماجوریہ ہارون کو حکومت عنایت کر کے ثغور شامیہ اور جزیریہ کی جانب روانہ کر دیا اس سے مونس کا غصہ ختم ہوا اور شامیہ سے بغداد آ گیا اس کے ساتھ ابوالہیجاء اور نازوک بھی تھے عوام الناس میں یہ مشہور ہو گیا تھا کہ مونس نے خلیفہ مقتدر کو تخت خلافت سے اتار دیا۔

مقتدر کی معزولی: بارہویں محرم کو مونس سوار ہو کر اپنے لشکر کے ساتھ باب شامیہ کی طرف آیا اور اپنے ساتھیوں سے تھوڑی دیر تک مشورہ کر کے پھر خلیفہ کے محل کی جانب لوٹ گیا اس واقعہ سے خلیفہ مقتدر نے احمد بن نصر قسوری کو عہدہ حجابت سے علیحدہ کر کے ابن یاقوت کو مقرر کیا تھا یہ جنگ فارس کا امیر لشکر تھا اس کے جگہ اس کے بیٹے ابوالفتح مظفر کو مقرر فرمایا تھا جیسے ہی مونس خلیفہ کے محل کے قریب پہنچا ابن یاقوت، خدام، فرائش، وزیر السلطنت اور وہ سب لوگ جو اس وقت خلیفہ کے محل میں موجود تھے بھاگ گئے مونس نے گھس کر خلیفہ مقتدر اس کی والدہ، بیٹوں اور لونڈی غلاموں کو حراست میں لے لیا اور انتہائی احتیاط و نگرانی میں خلیفہ کے محل سے نکال کر اپنے مکان میں لے گیا اور نظر بند کر دیا۔

محمد بن معتضد کی خلافت: رفتہ رفتہ اس کی خبر ماجوریہ ہارون تک قطر بل میں پہنچی چنانچہ وہ لوٹ پڑا اور بغداد پہنچ گیا لیکن روپوش ہو گیا خلیفہ مقتدر گرفتاری کے بعد ابوالہیجاء ابن احمد ان ابن طاہر کے گھر گیا اور محمد بن معتضد کو بلوا کر اس کی خلافت کی بیعت کی اور ”القاهر باللہ“ کے لقب سے ملقب کیا۔

مقتدر کی دربار میں پیشی: بیعت سے فارغ ہو کر خلیفہ مقتدر کو دربار خلافت میں معزولی کی غرض سے پیش کیا قاضی ابوعمر مالکی کو گواہی کے لئے بلایا گیا ابوالہیجاء نے کھڑے ہو کر خلیفہ مقتدر کی حالت پر افسوس ظاہر کیا اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یہ کہتا جا رہا تھا ”میرے سردار! مجھے اسی۔۔۔ دن کا خطرہ تھا آپ نے میری نصیحت ہوش کے کانوں سے نہ سنی اور نہ میرے قول پر آپ نے عمل کیا لونڈی غلاموں اور عورتوں کے مشورے سے خلافت کے اہم امور کو انجام دیتے رہے آخر کار وہ بردان میں کا خطرہ پہلے سے میرے سامنے تھا سامنے آ ہی گیا مگر باوجود اس کے ہم لوگ آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں“ مونس بولا ”بس بس خاموش ہو جاؤ“ ابوالہیجاء سکوت کے عالم میں بیٹھ گیا۔

معزولی کے فرمان میں دستخط:..... منس نے خلیفہ مقتدر سے مخاطب ہو کر کہا ”کہ آپ خود کو معزول کیجئے اور محضر پر دستخط کیجئے“ خلیفہ مقتدر نے سر نیچا کر کے محضر پر اپنے دستخط کئے اور قاضی ابو عمر نے گواہی میں اپنا نام لکھا باتفاق رائے حاضرین یہ محضر قاضی ابو عمر کے پاس بطور امانت کے رکھا گیا کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہوئی تا آنکہ جب خلیفہ مقتدر دوبارہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو یہ محضر اس کو دے دیا گیا خلیفہ مقتدر نے اس خدمت کے صلہ میں قاضی القضاۃ کا عہدہ عنایت فرمایا

محل میں لوٹ مار:..... الغرض خلیفہ مقتدر کی معزولی کے بعد منس دار الخلافہ آیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا ابن قیس مقتدر کی والدہ کے قبرستان چلا گیا اور بعض قبروں سے چھ لاکھ دینار نکال کر نئے خلیفہ قاہر کے پاس لے آیا اس کے بعد منس نے علی بن عیسیٰ معزول وزیر کو جیل سے رہا کر دیا اور وزارت کے عہدہ ابوعلی بن مقلہ کے سپرد کیا نازوک کو پولیس کی افسری ساتھ عہدہ حجابت بھی دیا گیا اور ابن حمدان کو صوبہ خراسان کے علاوہ جو اس کے زیر حکومت علاقے تھے حلوان، دینور ہمدان کرمان، صیرہ، نہادند، شیراز اور ماسبدان کی حکومت بھی عطا ہوئی یہ واقعات نصف ماہ محرم ۳۳۵ھ کے ہیں۔

نئے احکامات:..... نازوک نے عہدہ حجابت کا چارج لینے کے بعد جاں نثار دستے کو حکم دیا کہ وہ ان خیموں کو جو مجلس رائے خلافت میں نصب ہیں چھوڑ کر نکل جائیں اور ان کے بجائے ان خیموں میں اپنے سپاہیوں کو ٹھہرنے کی اجازت دی اس سے جاں نثار دستے کو ملال پیدا ہوا مگر نازوک نے کوئی خیال نہ کیا طرہ اسپر یہ ہوا کہ اپنے سپاہیوں کو یہ حکم دیا کہ کسی شخص کو خلیفہ کے محل میں سوائے ان لوگوں کے جو اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں داخل نہ ہونے دو۔

نئے خلیفہ کا پہلا دن:..... اس دوران سترھویں تاریخ محرم آگئی یہ دن دوپیر کا تھا صبح ہوتے درباری دربار خلافت میں حاضر ہونے کے لئے خلیفہ کے محل کے دروازے پر آ کر جمع ہونے لگے، گلی کوچہ، سڑکیں اور دریائے دجلہ کے کنارے پر اس قدم ہجوم تھا کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی، جاں نثار دستہ مسلح ہو کے خلیفہ کے محل کے دروازے پر آیا تخت نشینی کا انعام اور ایک سال کی تنخواہ طلب کی چونکہ نازوک سے ان لوگوں کو کشیدگی پیدا ہو گئی تھی لہذا طلب و تقاضا میں سختی اور تشدد سے کام لیا منس اتفاق سے اس دن دربار خلافت میں نہیں آیا تھا جاں نثار دستے اور نازوک کے سپاہیوں میں بحث و تکرار ہونے لگی خلیفہ کا محل مسلح سپاہیوں سے بھر گیا۔

محل میں ہنگامہ:..... ان سپاہیوں کے ساتھ خلیفہ کے محل میں عوام الناس کا بھی گروپ گھس آیا جو شاہی جلوس دیکھنے کی غرض سے کنارہ دجلہ پر جمع ہو رہا تھا صحن میں نازوک کے سپاہیوں اور فوج کے جاں نثار دستے سے جھگڑا ہو رہا تھا شور و غل سے کان کے پردے پھٹے جا رہے تھے اور ایوان خلافت میں نیا خلیفہ قاہر رونق افروز تھا اور ابن مقلہ (وزیر السلطنت) اور نازوک بیٹھے ہوئے قاہر نے نازوک نے اپنی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ کیا ہنگامہ ہے؟ جاؤ اس شور و غل کو ختم کرو، چنانچہ نازوک اپنی جگہ سے اٹھا پوری رات شراب نوشی کی تھی خمار چڑھا ہوا تھا آنکھیں پڑھی ہوئی تھیں پاؤں رکھتا تھا کہیں، پڑتا کہیں، جاں نثار دستے سے بات چیت کرنے آگے بڑھتا تو نازوک ان کے ہاتھوں میں ننگی تلواریں دیکھ کر بھاگ گیا۔

سرغنوں کا قتل:..... جاں نثار دستے کی اس سے جرات بڑھ گئی چنانچہ اس نے تعاقب کیا اور اس کو اس کے خادم عجیف سمیت پھر جوش مسرت میں آ کر یا مقتدر یا منصور کا نعرہ لگانے لگے اس نعرے کا بلند ہونا تھا کہ خلیفہ کے محل میں جتنے آدمی جس جس طبقہ کے بھی تھے بھاگ گئے نازوک اور عجیف کی لاشوں کو دجلہ پر لے جا کر صلیب پر چڑھایا اور اس کے بعد منس کے مکان کی طرف معزول خلیفہ مقتدر کی تلاش میں روانہ ہوئے خادم نے فوراً دروازے بند کر لیے یہ سب خلیفہ مقتدر کے خادم خاص اور مملوک تھے ابو الہیجاء بن حمدان نے اٹھ کر بھاگنے کا ارادہ کیا مگر نئے خلیفہ قاہر نے دامن پکڑ لیا ابو الہیجاء نے کہا گھبرا ئے نہیں میرے ساتھ آئیے میں آپ کا حامی و مددگار ہوں، دونوں دروازے پر آئے، تو بند تھا ابو الہیجاء بولا اچھا آپ یہاں ٹھہریے میں ابھی واپس آتا ہوں، قاہر تو دروازے کے قریب ٹھہر گیا اور ابو الہیجاء واپس ایک کمرہ میں گیا اور سارے درباری کپڑے اتار کر خادموں کا لباس پہنا اور باب تو بی کی طرف آیا اس کو بھی بند پایا اور باہر آدمیوں کو جمع دیکھا تو لوٹ کر قاہر کے پاس آ گیا آنے جانے کے دوران خادم کی نظر

پڑ گئی شور و غل مچاتے ہوئے قتل کے اردے سے دوڑ پڑے ابوالہیجاء نے بھی تلوار نیام سے کھینچ لی لڑنے لگا حتیٰ کہ ان لوگوں کو پسپا کر دیا اور موقع پا کر باغ کے کونے میں چھپ گیا خلیفہ کے محل کے خادم اسے تلاش کرتے ہوئے پہنچ گئے ابوالہیجاء جوش مردانگی میں نکل آیا سب کے سب دفعۃً اس پر ٹوٹ پڑے مار ڈالا اور سرتار لیا۔

مقتدر باللہ کی واپسی:..... جاں نثار دستہ خلیفہ مقتدر کی تلاش میں مونس کے مکان کی جانب گیا تھا مونس نے ان لوگوں کو دیکھ کر خلیفہ مقتدر کو ان کے حوالہ کر دیا۔ ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو ہاتھوں ہاتھ خلیفہ کے محل تک پہنچایا جس وقت خلیفہ مقتدر صحن میں پہنچا تو مطمئن ہو گیا پھر دریافت کیا اور قاہرہ اور ابن حمدان کہاں ہیں؟ میں ان دونوں کو امان دیتا ہوں، حاضرین میں سے کسی نے گزارش کی ابن حمدان تو مارا گیا، خلیفہ مقتدر کو یہ خبر سننے سے صدمہ ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر کہنے لگا واللہ اگر آج ابن حمدان ہوتا تو اس سے زیادہ کوئی شخص خوش ہو کر میرے پاس نہ آتا، اس کے بعد قاہرہ کو اپنے نزدیک بلایا اور پیشانی پر بوسہ دے کر بولا واللہ تمہارا کوئی قصور نہیں ہے اگر تم کو مقہور کا لقب دیا جاتا تو قاہرہ کے لقب سے زیادہ موزوں ہوتا، قاہرہ شرم سے سر نیچا کئے ہوئے زار زار روتا جا رہا تھا سلیمان تک کہ خلیفہ مقتدر نے قسم کھا کر کہ امان دی اس وقت قاہرہ کے بے چین دل کو سکون آیا اور چہرہ پر بشارت ظاہر ہوئی۔

مخالفین کا انجام:..... جاں نثار دستے نے نازوک اور ابن حمدان کے سروں کو نیزہ پر رکھ کر پورے شہر میں تشہیر کی غرض سے پھر ایسا ابن قیس ابن واقعات سے ذکر کر رات کے وقت روپوشی کی جگہ سے چھپ کر موصل بھاگ گیا اور پھر موصل سے ارمینہ چلا گیا اور جب ارمینہ میں بھی اس کو اطمینان حاصل نہ ہوا تو قسطنطنیہ پہنچ گیا اور عیسائی بن گیا ابوالسرایا ابوالہیجاء کا بھائی موصل بھاگ گیا تو خلیفہ مقتدر نے ابوعلی بن مقلہ کو بلوا کر عہدہ وزارت عطا کیا اور لشکریوں کو تنخواہیں اور وظائف تقسیم کئے خزانہ شاہی کے قیمتی قیمتی اسباب اور جواہرات کی فروخت کا حکم دیا جو وظائف اور تنخواہوں کے دینے کی غرض سے نہایت سستے فروخت کئے گئے مونس کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال کر دیا گیا کہا جاتا ہے کہ مونس درپردہ خلیفہ مقتدر کا خیر خواہ تھا اسی نے جاں نثار دستے اور خلیفہ کے محل کے خدام کو جھانسنے دے دیا تھا اور اسی وجہ سے قاہرہ کی تخت نشینی کے دن دربار میں حاضر نہیں ہوا تھا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتدر نے اپنے بھائی قاہرہ کو اپنے والدہ کی نگرانی میں قید کر دیا اس نے قاہرہ کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا خدمت کے لئے لونڈیاں خرید کر دیں۔

دیلیم کے کمانڈر:..... دیلیم کے حالات ہم اس کتاب میں بہت سی جگہوں پر بیان کر آچکے ہیں طبرستان، جرجان، ساریہ، آمد، اور استرآباد کو فتح کرنے اور اطروش کے ہاتھ پر ان کے اسلام لانے کے واقعات سے بھی آپ کو واقفیت حاصل ہو چکی ہے اور یہ بھی آپ پڑھ آئے ہیں کہ اطروش نے ان سب کو جمع کر کے طبرستان پر ۳۰۹ھ میں قبضہ کر لیا تھا اطروش کے بعد اس کی اولاد اور حسن بن قاسم داعی اس کا داماد قابض ہوا دیلیم ہی کے سپہ سالار مفتوحہ و مقبوضہ علاقوں کی حدود پر متعین ہوئے ان میں لیلیٰ بن نعمان بھی تھا حسن بن قاسم داعی نے اس کو ۳۰۹ھ میں جرجان کی حکومت دی تھی بنی سامان اور بنی اطروش اور حسن بن قاسم داعی و سپہ سالار دیلیم کی متعدد لڑائیاں ہوئیں چنانچہ انہی لڑائیوں میں لیلیٰ بن نعمان ۳۰۹ھ میں ہلاک ہو گیا چونکہ علم عباسیہ کی حکومت خراسان سے ختم ہو گئی تھی اور بنی سامان اس کی طرف سے اس صوبہ کے گورنر تھے اسی وجہ سے بنی سامان اور بنی اطروش سے جو طبرستان پر قابض ہو رہے تھے لڑائیاں ہوئیں جن کا ہم اوپر ذکر کر آچکے ہیں۔

ماکان ابن کالی:..... لیلیٰ بن نعمان کے ہلاک ہونے کے بعد پھر بنی سامان اور بنی اطروش میں لڑائیاں شروع ہو گئیں بنی اطروش کی طرف سے شریاب بن بہبودان یعنی ماکان بن کالی کا بھی تاج سپہ سالار بنکر لڑنے آیا سیجو رامیر لشکر بنی سامان ان کے مقابلہ پر تھا اس نے ان کو شکست دے دی اس دوران شریاب بھی مر گیا بنی اطروش نے ماکان ابن کالی کو استرآباد پر مقرر کیا نہایت تھوڑی مدت میں دیلیم کا ایک گروپ ماکان کے پاس جمع ہو گیا اور اس نے ماکان کو اپنا سردار بنا کر جرجان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ان واقعات کو ہم دولت علویہ کے تذکرہ میں تحریر کریں گے۔

ابوالحسین بن کالی کا قتل:..... ماکان کے مصاحبوں سے اسفار بن شیریہ بھی تھا دیلیم کا ایک نامور سپہ سالار تھا مگر جب اسفار کو ماکان نے اپنے لشکر سے نکال دیا تو بکر بن محمد بن الصبیح کے پاس نیشاپور چلا گیا بکر نے اسفار کو ایک عظیم الشان اور کثیر التعداد فوج کے ساتھ جرجان فتح کرنے

کے لئے روانہ کیا ان دنوں جرجان میں ابن الحسین بن کالی اپنے بھائی ماکان کی جانب سے مقرر تھا اور ماکان طبرستان میں مقیم تھا (ایک دن ابوعلی بن ابوالحسن اطروش اور ابوالحسن امیر جرجان شب کو ایک ہی مکان میں سوئے تھے ابوالحسن یہ خیال کر کے کہ ابوعلی حالت نشہ یا خواب میں ہے قتل کرنے کے ارادے سے اٹھا مگر یہ خیال اس کا غلط تھا ابوعلی کو ابوالحسن کے ارادے کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے لپک کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور لڑ کر ابوالحسن کو اسی جگہ پر ڈھیر کر دیا اور محافظین کے خوف سے مکان سے نکل کر کسی محفوظ مقام پر روپوش ہو گیا صبح ہوتے ہی دیلم کے سپہ سالاروں کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

ابوعلی کی امارت:..... دیلم کے سپہ سالار ابوالحسن کے قتل سے بے حد خوش ہوئے اور اسی وقت ابوعلی کے پاس آئے اور امارت کی کرسی پر بیٹھا کر بیعت کر لی ابوعلی نے اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر علی بن خورشید کو مامور کیا (علی بن خورشید اسفار بن شیروہ کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے ماکان کے مقابلہ پر امداد و حمایت کی درخواست کی چنانچہ اسفار نے بکر سے اجازت حاصل کر کے طبرستان سے جرجان پر حملہ آور ہوا مگر علی بن خورشید اور اسفار نے اس کو شکست فاش دے کر طبرستان پر قبضہ کر لیا اس واقعہ کے چند دن بعد علی بن خورشید اور ابوعلی نے جان بحق تسلیم کی

ماکان کا طبرستان پر قبضہ:..... ماکان نے اس موقع کو غنیمت خیال کر کے اسفار پر فوج کشی کر دی چنانچہ اسفار کو س معرکہ میں شکست ہوئی اور وہ طبرستان چھوڑ کر ایک دن میں احمد بن الیسع کے پاس جرجان چلا گیا اور ماکان نے طبرستان میں اپنی کامیابی اور قبضے کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اس عرصہ میں ۳۱۵ھ کا حال آ گیا اور بکر بن محمد بن الیسع داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک عدم ہوا نصر بن احمد بن سامان نے اس کی جگہ اسفار بن شیروہ کو جرجان کی حکومت پر مقرر کیا اسفار نے مرداوتج زیار بلی کو امیر لشکر مقرر کر کے طبرستان کی طرف روانہ کیا چنانچہ ماکان لشکر آ راستہ کر کے مقابلہ پر آیا، لڑائیاں ہوئیں اور بلا آخر ماکان کو شکست ہوئی اور مرداوتج نے طبرستان پر قبضہ کر لیا انہی دنوں حسن بن قاسم داعی نے صوبہ رے کو نصر بن سامان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اس کا نامور سپہ سالار ماکان بھی اس ساتھ رے میں موجود تھا لہذا جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور حسن کو اس واقعہ کی خبر ملی تو آگ بگولہ ہو گیا چنانچہ اسی وقت لشکر مرتب کر کے اپنے نامور سپہ سالار ماکان کے ساتھ طبرستان پر چڑھ آیا لیکن شکست فاش کھا کر بھاگ گیا اس دوران حسن تو مارا گیا اور ماکان رے واپس آ گیا۔

اسفار کی فتوحات:..... اس کامیابی کے بعد اسفار نے پورے صوبہ طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا نصر بن احمد بن سامان گورنر خراسان کے نام کا خطبہ ان کی جامع مسجدوں میں پڑھے جانے کا حکم دیا خود ساریہ میں ٹھہر کر انتظام کرتا رہا اور آمد پر اپنی جانب سے ہارون بن بہرام کو مقرر کر دیا۔ نئے مفتوحہ علاقوں کے انتظام سے فارغ ہو کر رے کی جانب دریا کی طرح بڑھا اور تھوڑی دیر میں اس کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکال لیا ماکان بے سرو سامان ہو کر جبال طبرستان کی طرف چلا گیا اور اسفار نے انتہائی اطمینان سے پورے صوبہ رے، قزوین، زنجان، ابہر اقم، اور کرخ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

اسفار کی بغاوت:..... ان مسلسل فتوحات سے اسفار کی فوج کی عظمت اور جلال بڑھ گیا اس کے دماغ میں بھی خود مختاری اور بادشاہت کی ہوا ساگئی چنانچہ نصر بن احمد سامانی گورنر خراسان سے منحرف ہو گیا اس سے اور نیز خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے پر مستعدی کے ساتھ تیاری کی خلیفہ مقتدر نے یہ خبر سن کر ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ قزوین کی طرف اسفار سے جنگ کے لئے روانہ کیا اسفار نے ہارون کو شکست دے دی اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو مار ڈالا اس کے بعد نصر بن احمد بن سامان نے بخارا سے اسفار فوج کشی کی مگر اسفار نے صلح کے پیام بھیجے خراج دینے کا وعدہ کیا اور ضمانت دی تو نصر نے اسفار کی درخواست منظور کر لی اور اس کو صوبہ رے کی حکومت پر مقرر کر کے بخارا کی جانب واپس لوٹ گیا۔

اسفار کا قتل اور قتل:..... اس واقعہ سے اسفار کی سطوت، جبروت اور بڑھ گئی فوج کی کثرت جاہ و جلال کی ترقی نے دماغ میں کبر و نخوت کا مادہ بھر دیا اس کے سپہ سالاروں میں مرداوتج ایک نامور سپہ سالار تھا اسفار نے اس کو سلار گورنر یسر م و طرم کے پاس روانہ کیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی تربیت دی سلار اور مرداوتج نے متفق ہو کر اسفار کی مخالفت اور اس سے سرکشی کرنے کی رائے قائم کر لی اور در پردہ اس رائے و مشورے میں اسفار کے دوسرے سپہ سالار بھی شریک تھے ان میں سے ایک اسفار کا وزیر محمد بن مطرف جرجانی بھی تھا اسفار موقع پا کر بہیق بھاگ گیا اور مرداوتج

قزوین سے رے چلا آیا، ماکان بن کالی کو طبرستان سے مقابلہ کے مقابلے میں امداد و اعانت کے لئے بلایا چنانچہ ماکان نے اسفار کا رخ کیا اسفار بہیق سے رے کی جانب اپنے عیال کو مال و اسباب کو بچانے بھاگا اس کو اور اس کے اہل و عیال کو مال و اسباب کے ساتھ قلعہ موت میں ٹھہرایا گیا تھا۔ کسی نے مرادوتج ۱ کو اس کی خبر پہنچادی چھیڑ چھاڑ کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کر دیا اور اپنی روانگی سے پہلے ایک سپہ سالار کو آگے بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اسفار کو راستے میں گرفتار کر لیا اور زنجیر سے باندھ کر مرادوتج کے پاس لا کر حاضر کر دیا مرادوتج نے اس کو قتل کر ڈالا اور رے کی جانب واپس کر دیا اس کے بعد قزوین چلا آیا استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا اکثر علاقوں کو فتح کر لیا ہمدان، دینور، قم، کاشان ۲ اور اصفہان میں اپنی حکومت و سلطنت کا سکہ چلا دیا۔

مرادوتج:..... کچھ عرصے بعد دماغ بھی تکبر و نخوت کا خزانہ بن گیا ظلم اور کج خلقی کا خوگر ہو گیا اہل اصفہان کے ساتھ ظلم و تعدی کے برتاؤ شروع کر دیئے بیٹھنے کے لئے ایک سونے کا تخت تیار کر لیا طبرستان اور جرجان کی لالچ لگ گئی یہ دونوں علاقے ماکان کے قبضہ و تصرف میں تھے طبرستان کے بارے میں مرادوتج اور ماکان کی لڑائی ہوئی ماکان مقابلہ نہ کر سکا چنانچہ مرادوتج نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کا رخ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر کے کامیابی کے ساتھ اصفہان کی جانب لوٹ آیا اور ماکان دایلم چلا گیا ابوالفضل سے مدد کرنے کی درخواست کی جو ان دنوں دایلم کو اپنے قبضہ میں کئے ہوئے تھا ابوالفضل نے ماکان کی حمایت پر کمر باندھ لی اور اس کے ساتھ ساتھ طبرستان آ گیا طبرستان میں مرادوتج کی طرف سے بلقسم بن باجنین حکومت کر رہا تھا بلقسم نے مقابلہ کیا چنانچہ ابوالفضل اور ماکان کو شکست ہوئی اور ابوالفضل تو بھاگ کر دایلم اور ماکان نیشاپور چلا گیا پھر نیشاپور سے دماغان کی طرف روانہ ہوا بلقسم کو اس کی خبر مل گئی تو تعرض کیا لہذا ماکان مجبور ہو کر واپس چلا گیا۔

مرادوتج کی سلطنت:..... اس واقعہ سے مرادوتج کی حکومت و سلطنت ترقی پذیر ہو گئی رے اور جیل کے سارے علاقوں پر قابض و متصرف ہو گیا دایلم بھی آہستہ آہستہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے اس کی فوج کی تعداد بھی بڑھ گئی اخراجات زیادہ ہو گئے اور جتنے علاقے اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کے محصولات کے اخراجات کو پورا نہ کر سکے لہذا اس طرف ہاتھ پاؤں پھیلانے کی ضرورت پڑی چنانچہ ہمدان ان کی طرف ایک لشکر اپنے بھانجے کی ماتحتی میں روانہ کیا ہمدان میں شاہی فوج رہتی تھی جس کا سردار محمد بن خلف تھا چنانچہ فریقین میں گھمسان و لڑائی ہوئی جس میں دایلمی فوج کو شکست ہوئی اور مرادوتج کا بھانجہ مارا گیا۔ مرادوتج کو اس سخت اشتعال پیدا ہوا لہذا لشکر مرتب کر کے رے سے ہمدان پہنچ گیا باب اسد پر لڑائی ہوئی تو شاہی لشکر دو چار ہاتھ لڑ کر بھاگ کھڑا ہوا، مرادوتج نے ہمدان پر قبضہ کر کے قتل عام کا بازار گرم کر دیا ایک عام خونریزی کے بعد بقیہ لوگوں کو امن دے دیا ان واقعات کی خبر دربار خلافت تک پہنچی تو خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو ایک لشکر کے ساتھ اس بغاوت کو ختم کرنے روانہ کیا چنانچہ مرادوتج مقابلہ پر آیا۔ اطراف ہمدان میں صف آرائی کی نوبت آئی ایک خونریز جنگ کے بعد مرادوتج نے ہارون کو شکست فاش دے کر سارے بلاد جیل اور ماوراء ہمدان پر قبضہ کر لیا اور اپنے ایک سپہ سالار کو دینور کی جانب روانہ کیا لہذا اس نے بزور تیغ دینور کو بھی فتح کر لیا اور جوش میں اس کا لشکر قتل و غارت اور قید کرتا ہوا حلوان تک چلا گیا۔

ہارون کے کمانڈر کی بغاوت:..... ہارون شکست کھا کر قریسیا پہنچا اور وہیں قیام کر دیا دربار خلافت میں مدد اور کمک کے لئے خط لکھا یشکری نامی ایک سپہ سالار نے اسفار کے سپہ سالاروں میں سے بعد اسفار کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر لیا تھا اور ہارون کے ساتھ اس مہم پر آیا ہوا تھا قریسیا میں پہنچ کر ہارون نے یشکری کو جنگ کا مال و اسباب حاصل کرنے نہادند کی جانب روانہ کیا نہادند پہنچنے پر یشکری کی آنکھیں کھل گئیں اہل نہادند کی مالداروں اور اس کی سرسبزی و شادابی دیکھ کر منہ میں پانی بھر آیا لہذا تین لاکھ دینار ایک ہفتہ میں اہل نہادند سے وصول کر کے فوراً ایک لشکر مرتب کر لیا اور ہارون سے علیحدہ ہو کر اصفہان چلا گیا ان دنوں اصفہان میں احمد بن کیغلیغ تھا احمد نے یشکری کے مقابلہ پر صف آرائی کی بڑی گھمسان کی جنگ ہوئی اور آخر کار احمد شکست کھا کر اصفہان کے کسی دیہات کی طرف تیس سواروں کے ساتھ بھاگ گیا یشکری کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے

۱..... اس کا نام کہیں مرادوتج اور کہیں مرادوتج لکھا ہے اس لئے اس کا صحیح تلفظ نہیں ہو پا رہا، عربی ایڈیشن میں مرادوتج لکھا ہے۔

۲..... ہمارے پاس موجود تاریخ ابن خلدون کے جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۱ پر کاشان کے بجائے قاشان یعنی قاف سے تحریر ہے۔

اصفہان میں داخل ہو گیا اور سوار ہو کر شہر پناہ کے ارد گرد شہر کے مضافات دیکھنے کے لئے چکر لگانے لگا۔ اتفاق سے کہ احمد پر نظر پڑ گئی تو اپنے ہمراہیوں سمیت درڑ پڑا لہذا دونوں میں لڑائی ہونے لگی احمد نے لشکری پر تلوار چلائی تو خود پھاڑ کر دماغ میں اتر گئی وہ چکر کھا کر گرا اور تڑپ کر دم توڑ دیا چنانچہ احمد نے شہر اصفہان میں داخل ہو کے قبضہ کر لیا یہ واقعات اصفہان پر مرداوتح کے قبضہ کرنے سے پہلے کے ہیں۔

اصفہان اہواز خوزستان پر قبضہ..... اس کے بعد مرداوتح نے ایک دوسرا لشکر اصفہان کی طرف روانہ کیا پس اس لشکر نے اصفہان پر دوبارہ قبضہ کر کے احمد بن عبد العزیز ابی دلف عجمی کے مکانات اور باغات کو از سر نو درست کرایا اس کے بعد مرداوتح چالیس پچاس ہزار کے لشکر کے ساتھ اصفہان آیا ایک دستہ فوج کا اہواز پر اور خوزستان پر قبضہ کر لیا بہت مال اور خراج وصول کر کے مرداوتح کے پاس بھیجا مرداوتح نے اس کے بڑے حصے کو اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر کے باقی کو خزانہ میں شامل کر لیا۔

حکومت کی سند جاری:..... مرداوتح کو یہ فتوحات حاصل کرنے کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ بغاوت اور سرکشی کوئی اچھا فعل اور مستحسن نہیں ہے لہذا دربار خلافت سے ان کی حکومت حاصل کر لینی چاہئے تاکہ آئندہ خطرات کا اندیشہ نہ رہے لہذا اس نے ایک درخواست دربار خلافت میں روانہ کی اور درخواست کی کہ مجھے ان علاقوں کی اور ہمدان اور کوفہ کی حکومت بھی عطا فرمائی جائے دو لاکھ دینار سالانہ خراج ادا کیا کروں گا چنانچہ خلیفہ نے درخواست منظور فرمائی اور حکومت کے ساتھ جاگیر بھی عنایت کی یہ واقعہ ۳۱۹ھ کا ہے۔

مرداوتح کا بھائی اشمکیر:..... ۳۲۰ھ میں مرداوتح نے اپنے بھائی اشمکیر ❶ کو گیلان سے بلوایا چنانچہ وہ خانہ بدوشوں کی طرح ننگے سر اور پٹھے پرانے کپڑے پہنے ہوئے آیا چونکہ گیلان میں خانہ بدوشوں کے حالات اور طرز معاشرت کی کیفیت اپنے آنکھوں سے دیکھ کر آیا تھا اور خود بھی اس معاشرت کا پابند تھا اور مرداوتح کے پاس پہنچ کر عیش و عشرت اور امارت کو شروع میں مکروہ سمجھتا رہا مگر کچھ دن بعد امارت اور عیش و عشرت کی ہوا دماغ میں سا گئی لہذا طرز معاشرت بدل دی اور امراء اور بادشاہوں کی طرح اوقات گزارنے لگا لہذا تھوڑے ہی دنوں میں ایک باتدبیر و منتظم امیر بن گیا۔

ابو عبد اللہ بریدی کے حالات:..... ابو عبد اللہ بریدی کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ یہ پہلے اہواز کا گورنر تھا۔ امیر بن ماکولا ❷ نے بریدی کو بار موحده اور امراء مہملہ سے تحریر کیا ہے اور بریدی کی طرف اس کی نسبت کی ہے، اور ابن مسکویہ نے بریدی لکھا ہے اس صورت میں یہ یزید بن عبد اللہ بن منصور حمیری کی طرف منسوب ہوگا۔ جس وقت علی بن عیسیٰ کو عہدہ وزارت عطا کیا گیا اور اس نے انتظاماً اعمال کا رد و بدل، عزل و نصب شروع کیا اس وقت ابو عبد اللہ اہواز کے مقبوضہ علاقوں کا گورنر تھا اور اس کا بھائی ابو یوسف باز افاق پر مقرر تھا تھوڑے دنوں کے بعد جب وزارت کی تبدیلی ہوئی اور ابو علی بن مقلہ کو قلمدان وزارت سپرد ہوا تو ابو عبد اللہ نے بیس ہزار دینار نذر کئے پورے صوبہ اہواز کی گورنری کی درخواست کی چنانچہ دسویں اور جندیسابور کے پورے صوبہ اہواز کی حکومت اس کو اسفل پر مقرر ہوئے اس شرط سے کہ ابو یوسف صرف انتظامی امور کا مالک رہے گا اور مال کی ذمہ داری ابو ایوب سمسار کے متعلق ہوگئی اور حسین بن ماورانی کو ابو عبد اللہ کی نگرانی سپرد ہوئی۔ لیکن حسین نے ابو عبد اللہ کی طرف توجہ نہ کی۔ ❸

ابو عبد اللہ کی گرفتاری:..... اس کے بعد وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ نے بعض عمال کی گرفتاری اور ان سے جرمانہ وصول کرنے کا تحریر کیا لہذا ابو عبد اللہ نے عمال سے دس ہزار دینار وصول کئے اور دبا کر بیٹھ گیا کچھ عرصے بعد جب ابو علی بن مقلہ کے زوال کا زمانہ آیا تو خلیفہ مقتدر نے اپنے خاص قلم سے احمد بن نصر قسوری حاجب کو بریدی کی اولاد کو گرفتار کرنے کا حکم بھیجا اور یہ لکھا کہ جب تک میرا دستخطی فرمان تمہارے پاس نہ جائے ان کو رہانہ کرنا احمد نے اس حکم کے مطابق بریدی کی اولاد کو گرفتار کر لیا۔ ابو عبد اللہ کو اس کی خبر ملی خلیفہ مقتدر کی طرف سے ایک جعلی خط بنا کر احمد کے سامنے پیش کیا مگر احمد پر اس خط کی قلعی کھل گئی چنانچہ ان سب کو ابو عبد اللہ سمیت گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا خلیفہ مقتدر نے بریدی کی اولاد سے

❶..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۲ پر اشمکیر کے بجائے، اشمکیر تحریر ہے۔

❷..... ایک نسخے میں، ماکولا، کے بجائے، ماکرلان، تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۰۵۔

❸..... تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود۔

چار لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کئے۔

مقتدر کے دور کے صوائف: ۲۹۶ھ میں مونس مظفر ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بغداد سے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے روانہ ہوا چنانچہ ملطیہ کی جانب سے آدمی علاقوں پر حملہ کیا اس مہم میں ابوالاغر سلمی بھی مونس کے ساتھ تھا چنانچہ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا رومیوں کے ایک بڑے گروپ کو گرفتار کر لیا گیا ۲۹۷ھ اور ۲۹۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے لشکر صائفہ کے ساتھ ابوالقاسم بن سیماکو کفار کے خلاف جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا ۲۹۹ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ رستم سرحدی گورنر نے طرسوس کی جانب سے جہاد کیا میانہ بھی اس کے ساتھ تھا قلعہ یلیج ارمنی کا رستم نے محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ اس کو فتح کر کے جلادیا ۳۰۰ھ میں اسکندر روس بن لادن (بادشاہ روم) نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا قسطنطین تخت حکومت پر بیٹھا اس وقت اس کی عمر بارہ سال کی تھی ۳۰۲ھ کے شروع میں علی بن عیسیٰ وزیر السلطنت ایک ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بشر خادم گورنر طرسوس کی کمک کے لئے صائفہ کے جہاد میں شرکت کے لئے روانہ ہوا مگر اتفاقات کچھ ایسے پیش آئے کہ گرمی کا موسم گزر گیا اور جہاد کرنے کی نوبت نہ آئی آخر کار موسم سرما میں جس وقت کہ شدت کی سردی پڑ رہی تھی اور برف پڑ رہی تھی کفار کے علاقوں پر جہاد کیا اور بفضلہ تعالیٰ بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آئے ۳۰۴ھ کے آخر میں بشر خادم گورنر طرسوس نے رومی علاقوں پر جہاد کیا اور چند شہروں کو لڑ کر فتح کر لیا چنانچہ بہت سال غنیمت ہاتھ آیا اور ایک سو پچاس بطریق اور تقریباً دو ہزار عام عیسائیوں کو قید کر لیا۔

۳۰۳ھ کے واقعات: ۳۰۳ھ میں رومیوں نے جزیر کے علاقوں کی طرف پیش قدمی کی اور قلعہ منصورہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا چونکہ قلعہ منصورہ کا لشکر مونس کے ساتھ حسین بن ہمدان کے جنگ میں مصروف تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اس وجہ سے رومیوں نے قلعہ منصورہ کو بہت اچھی طرح برباد کیا اور جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جس کو وہاں دیکھا گرفتار کر لے گئے اسی سن میں رومیوں نے دوبارہ طرسوس اور فرات کی طرف سے اسلامی علاقوں پر حملہ کیا چھ سو طرسوسی مقابلہ پر آئے اور لڑائی ہوئی عیسائیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی چنانچہ سارے طرسوسی سوار جنگ میں کام آ گئے، ارمنی نے بھی اسی سن میں مرغش کی جانب قدم بڑھائے اور مرغش کے اطراف کو اچھی طرح برباد کیا اس سن میں مسلمانوں کا کوئی صائفہ جہاد کے لئے نہیں گیا۔

۳۰۴ھ کے صائفہ: ۳۰۴ھ میں مونس مظفر لشکر صائفہ کے ساتھ رومی علاقوں پر جہاد کرنے روانہ ہوا اور موصل سے ہو کر گزرا لہذا سبک مفلحی کو بازندی اور قروی کو فرات کے مضافات پر عثمان غازی کو شہر بلد اور سنجاہ پر، اور وصیف بکمتری کو باقی بلاد ربیعہ پر مقرر کر کے ملطیہ کی طرف سے جہاد کرتا ہوا داخل ہوا اور ابوالقاسم علی بن احمد بن بسطام کو طرسوس کی جانب سے جہاد کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ مونس نے بہت سے قلعے لڑ کر فتح کر لئے اور بہت سامال غنیمت اور قیدی لے کر دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا خلیفہ مقتدر نے بڑی عزت افزائی کی اور خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا۔

رومی سفیروں کی آمد: ۳۰۵ھ میں بادشاہ روم کے دو سفیر صلح اور آپس میں فدیہ دینے کی غرض سے دار الخلافہ آئے وزیر السلطنت نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی ایوان وزارت میں دونوں طرف مسلح فوج کھڑی ہوئی بھی ایوان شیشے دیگر آلات سے سجایا گیا تھا رومی سفیر نے ایوان وزارت میں حاضر ہو کر بادشاہ روم کا پیغام پہنچایا اگلے دن دربار خلافت میں خلیفہ کے سامنے پیش کئے گئے تو اس وقت دربار خلافت کا عجیب منظر تھا ہزاروں غلام زریں کمر صف بستہ قرینے سے کھڑے ہوئے تھے، اراکین دولت، امراء سلطنت اور فوج کے سردار اپنے اپنے مقام پر تھے فوج کا جان نثار دستہ مسلح دونوں طرف کھڑا تھا جس طرز اور انداز سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ان کے نزدیک جان لے لینا اور دے دینا بائیس ہاتھ کا کھیل ہے دار الخلافہ کے باہر محافظ فوج کا دستہ پہرہ دے رہا تھا خلیفہ نے گورنر روم کی درخواست منظور کر لی اور مونس کو صلح کرنے اور فدیہ دینے کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم صادر کیا جس شہر میں مونس داخل ہوا واپسی تک اس شہر کا گورنر مونس کو سمجھا جائے فوج کے لئے جو مونس کے قافلے میں بھی رسد اور غلے کا ذخیرہ کافی مقدار میں فراہم کیا گیا تھا بائیس لاکھ دینار مسلمان قیدیوں کو فدیہ دینے کیلئے مونس کے ساتھ بھیجا۔

۳۰۵ھ اور ۳۰۶ھ کی جنگیں: ۳۰۵ھ میں صفوانی نے بلاد کفار پر جہاد کیا اور بہت سامال غنیمت لے کر واپس آیا شمال خادم بھی اسی سن میں دریا کے راستے روم میں جہاد کرنے گیا اگلے سال پھر جنا صفوانی نے کفار کے علاقوں پر حملہ کیا بشر افشین نے بھی رومی علاقوں پر فوج کشی کی

اور بہت سے قلعے فتح کر کے بے حد اور بے شمار مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ ۳۰۸ھ میں شمالی خادم دریا کے راستے عبید اللہ مہدی گورنر افریقہ سے جنگ کرنے روانہ ہوا مہدی کے جنگی بیڑے سے مڈ بھڑ ہو گئی شمال نے اس کو شکست فاش دے کر ایک گروپ کو گرفتار کر لیا ان میں مہدی کا ایک خادم بھی تھا۔

۳۱۰ھ کی جنگیں: ۳۰۸ھ میں محمد بن نصر حاجب نے موصل سے جہاد کے لئے قالیقلا پر فوج کشی کی اور اہل طرسوس نے ملطیہ کی طرف سے قدم بڑھائے اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آئے ۳۱۱ھ میں مونس نے متعدد قلعے فتح کئے اور شمال ایک ہزار قیدی، آٹھ ہزار گھوڑے اور اونٹ ایک لاکھ بکریاں اور بے شمار سونا چاندی لے کر واپس آیا ۳۱۲ھ میں رومی بادشاہ کا سفیر تحائف اور ہدایا لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا ابو عمر بن عبد الباقی اس کے ساتھ اس نے صلح اور قیدیوں کی رہائی کی درخواست پیش کی جس کو خلیفہ مقتدر نے منظور کر لیا مگر صلح کے بعد ہی رومیوں نے لشکر صائفہ کے ساتھ بد عہدی کی چنانچہ اسلامی فوج نے رومی علاقوں میں داخل ہو کر انھیں خوب مزہ چکھایا اور کامیابی کے ساتھ واپس آ گئے۔

۳۱۲ھ اور ۳۱۵ھ کی جنگیں: ۳۱۲ھ میں رومیوں نے ملطیہ اور اس کے اطراف کی طرف خروج کیا رومیوں کے ساتھ اس معرکہ میں ملیح ارمنی بھی تھا ملطیہ پر پہنچ کر رومیوں نے محاصرہ کر لیا اہل ملطیہ شہر چھوڑ کر بغداد بھاگ آئے اور مدد نصرت کی درخواست کی سنی نہ گئی اسی سن میں اہل طرسوس نے لشکر صائفہ کے ساتھ رومی علاقوں پر جہاد کیا اور کامیابی کے ساتھ مال غنیمت لے کر واپس آیا ۳۱۵ھ میں مسلمانوں کا اچھوٹا سا لشکر طرسوس سے روم کے علاقوں میں داخل ہوا رومیوں کو خبر مل گئی لہذا موقع پا کر حملہ کر دیا چار سو مسلمان سپاہی کام آ گئے اس سن میں ستمی ایک عظیم الشان رومی لشکر کے ساتھ شہر دیمل پر حملہ آور ہو کر نصر اس کی اس شہر کا گورنر تھا کئی ہفتے محاصرہ کئے رہا اور دن رات منجیقوں سے جنگ باری ہوتی رہی یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار میں شکاف ہو گیا رومی لشکر یلغار کر کے گھس گیا مسلمانوں نے اجتماعی کوشش سے مزاحمت کی اور ان کے ایک گروپ کو قتل کر کے انھیں باہر نکال دیا پھر اسی سن کے ماہ ذی القعدہ میں رومی لشکر نے یورش کی مسلمانوں نے جمع ہو کر مقابلہ کیا رومیوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور مسلمانوں نے ان لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا تیس ہزار بکریاں غنیمت میں ہاتھ لگیں جن کو مسلمانوں نے ذبح کر کے کھالیا۔

مرتدوں کا قتل: قلعہ جعفری ۱ میں ایک کرد رئیس ضحاک رہتا تھا جو اسی سال مرتد ہو کر گورنر روم سے ملنے گیا گورنر روم عزت و احترام سے پیش آیا خلعت و انعام مرحمت کر کے اسے قلعہ جعفری کی طرف واپس بھیج دیا مسلمانوں کو اس کی خبر مل گئی جہاد سے واپسی کے بعد قلعہ جعفری پر حملہ کر دیا اور ضحاک کو ان لوگوں سمیت جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

۳۱۶ھ کی جنگیں: ۳۱۶ھ میں دمشق نے رومی لشکر کے ساتھ پھر اسلامی علاقوں کی طرف پیش قدمی کی اور خلاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا اہل خلاط نے قتل و غارت ہونے کے خوف سے مصالحت کر لی چنانچہ دمشق نے شہر خلاط میں داخل ہو کر صلیب کو جامع مسجد پر لگا دیا اور دو چار دن قیام کر کے ندیس کی طرف گیا اور اہل تدیس کے ساتھ بھی ایسی قسم کا برتاؤ کیا اہل اردن ان ہوش ربا واقعات سے مطلع ہو کر دار الخلافہ بغداد بھاگ گئے اور دربار خلافت میں استغاثہ پیش کیا مگر کچھ شنوائی نہ ہوئی، اسی سن میں سات سو رومی اور ارمنی عیسائی مزدوروں کے لباس میں ملطیہ میں داخل ہوئے ان لوگوں کو ملیح ارمنی نے روانہ کیا تھا اس غرض بہتھی کہ یہ لوگ کا محاصرہ کرنے کے وقت اندرون شہر سے اس کی مدد کریں گے اتفاق سے اہل ملطیہ کو اسکی خبر مل گئی چنانچہ چن چن کر قتل کر ڈالا۔ ۳۱۷ھ میں جزی سرحد علاقوں مثل ملطیہ، آمدک، اور اردن والوں نے دربار خلافت میں خطوط بھیجے اسلحہ، مال و زراور لشکر کے ذریعے مدد کی درخواست کی اور درخواست نامنظور ہونے کی صورت میں سرحدی علاقوں کو رومیوں کے حوالہ کر دینے کی اجازت طلب کی خلیفہ مقتدر نے کوئی توجہ نہ کی مجبور ہو کر ان لوگوں نے رومیوں سے صلح کر لی اور سرحدی علاقوں کو امن صلح کے ذریعے رومیوں کے حوالے کر دیا۔ اسی سن میں حجاجی جہاد کے لئے بلاد روم میں داخل ہوا چنانچہ دمشق مقابلہ پر آیا ایک خوریز جنگ کے بعد دمشق کو شکست ہو گئی۔

۳۲۰ھ کی جنگیں: ۳۲۰ھ میں شمال نے طرسوس سے رومی علاقوں پر چڑھائی کی رومی مقابلہ پر آئے اور گھسان کی لڑائی ہوئی بلا آخر رومی

شکست کھا کر بھاگ گئے تین سو رومی مارے گئے اور تین ہزار قید کر لئے گئے سونا چاندی، اور بہت سامان و اسباب لے کر ماہِ رجب میں طرسوس واپس آ گیا اور پھر لشکرِ صائفہ کے ساتھ روم کے علاقوں میں جہاد کے لئے داخل ہوا اور آہستہ آہستہ عموریہ پہنچا اہل عموریہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور لشکرِ اسلام نے شہر پر قبضہ کر کے مکانات جلا دیئے اور قتل و غارت کرتا ہوا انقرہ پہنچ گیا جس کو اب انکوریہ کہتے ہیں جہاں بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا اور اس کا میابی کے ساتھ سالم و غانم واپس آ گیا۔ اس جنگ میں ایک لاکھ چھتیس ہزار تک قیدیوں کی تعداد پہنچ گئی تھی اس سن میں ابنِ دیرانی وغیرہ آرمینوں نے جو اطرافِ آرمینیہ کے اطراف رہتے تھے بادشاہِ روم سے خط و کتابت کی اور متحدہ علاقوں پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی چنانچہ رومی اور ارمنی عیسائی متحدہ لشکر کے ساتھ اسلامی علاقوں کی طرف بڑھے اور اخلاط کے اطراف کو تخت و تاراج کر دیا جو مقابلہ پر آیا مارا گیا اور جس کو پایا گرفتار کر لیا (یوسف بن ابی الساج کا غلام) یہ خبر سن کر آذربائیجان سے ایک لشکر مرتب کر کے اس طوفانِ بدتمیزی کی روک تھام کے لئے دوڑ پڑا اس لشکر میں باقاعدہ فوج اور والٹیر بھی تھے اس سے کے دماغ کی گرمی ختم ہو گئی جتنا انھوں نے اسلامی علاقوں کو پامال کیا تھا اس سے زیادہ اس نے رومی علاقوں کو تاخت و تاراج کر دیا۔

سمیاط رومی محاصرہ:..... بیان کیا جاتا ہے کہ ان لڑائیوں میں مقتولوں کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی اس کے بعد رومی لشکر نے سمیاط پہنچ کر محاصرہ کر لیا سعید بن حمدان کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے اہل سمیاط کی کمک کے لئے پہنچ گیا خلیفہ مقتدر نے اس کو موصل اور دیارِ ربیعہ پر اس شرط سے مقرر کیا تھا کہ ملطیہ کو رومیوں کے قبضہ سے نکال لے لہذا جس وقت اہل سمیاط کا قاصد سعید کے پاس آیا اور اس نے لشکر مرتب کر کے سمیاط کی طرف کوچ کیا تو رومی لشکر یہ خبر سن کر ملطیہ چلا گیا ملطیہ میں بادشاہِ روم اور یحییٰ ارمنی رومی سرحدی علاقوں کے گورنر کی فوجیں اور ابنِ قیس رہتا تھا (یہ خلیفہ مقتدر کا مصاحب تھا مگر دار الخلافہ بغداد سے روم بھاگ گیا تھا اور عیسائی بن گیا تھا) مگر جب ان لوگوں کو سعید کی آمد کی اطلاع ملی اور اس بات کا ان کو احساس ہو گیا کہ سعید ملطیہ بھی آنے ہی والا ہے تو وہ ملطیہ چھوڑ کر بھاگ گئے سعید نے ملطیہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی طرف سے ایک امیر مقرر کر کے موصل واپس آ گیا۔

مقتدر کے عمال:..... شروع میں عبداللہ بن ابراہیم مسمعی اصفہان کا گورنر تھا مقتدر کے شروع زمانہ میں اس نے دس ہزار کردوں کو جمع کر کے علم بغاوت بلند کیا خلیفہ مقتدر نے بدرجمی گورنر اصفہان کو عبداللہ کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ پانچ ہزار فوج کے ساتھ بدرجمی نے عبداللہ پر چڑھائی کی اور حملہ کرنے سے پہلے یہ پیغام بھیجا کہ بغاوت کا انجام تمہارے حق میں نقصان دہ ہوگا بہتر یہ ہے کہ تم اب بھی امیر المؤمنین کی اطاعت قبول کر لو چنانچہ عبداللہ نے گردنِ اطاعت جھکا دی کئے گئے پریشیمان ہو کر معذرت کر لی، بدرجمی نے اس کو اپنے صوبہ پر مقرر کر کے بغداد چلا گیا صوبہ یمنی پر مظفر بن حاج مقرر تھا اس نے ۲۹۵ھ میں ان علاقوں کو جن پر حرثی خارجی نے یمن میں قبضہ کر لیا تھا بزور تیغ مفتوح کر لیا اور اس کے ساتھیوں میں حکیمی نامی ایک شخص گرفتار کر لیا۔

کردوں کے خلاف کاروائی:..... موصل کا گورنر ابوالہجاء بن حمدان تھا اس کے بھائی حسین بن حمدان نے ۲۹۴ھ میں خانہ بدوش عرب قبیلہ کلب اور طے پر فوج کشی کی اور ان کو راہِ راست پر لا کر ان کردوں پر ۲۹۵ھ میں حملہ کیا جو اطرافِ موصل پر قابض و متصرف ہو گئے تھے لہذا حسین بن حمدانی نے کردوں کی پھر ٹھیک ٹھاک گوشمالی دی کر د بھاگ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گئے ۲۹۴ھ میں حاجیوں کے قافلہ کے ساتھ وصیف بن سوار تلین مناسک حج ادا کرنے گیا قافلہ پر قبیلہ طے کے خانہ بدوشوں نے حملہ کیا مگر وصیف نے ان کو زیر کر کے اپنا راستہ لیا اس کے بعد تھوڑی مسافت طے کرنے کے بعد حسن بن موسیٰ نے قافلہ پر حملہ کیا قافلہ کو اس معرکہ میں سخت مصیبتیں جھیلی پڑیں اور بڑی مشکل سے باقی ماندہ لوگ مکہ معظمہ پہنچے۔

فارس پر سبکری کا قبضہ:..... صوبہ فارس کی حکومت پر ۲۹۶ھ میں سبکری (عمر بن لیث کا غلام) مقرر تھا اس نے خلیفہ کی اجازت کے بغیر صوبہ فارس پر قبضہ کر لیا تھا ۲۹۷ھ میں تغور شاسیہ کی حکومت احمد بن کیغلیغ کے ہاتھ میں تھی اسی سن میں لیث نے فارس کو سبکری کے قبضہ سے واپس لے لیا اس کے بعد مونس آیا اور اس نے لیث کو زیر کر کے قید کر لیا۔ سبکری بدستور اپنے صوبہ پر قابض و متصرف ہو گیا جیسا کہ اس کے واقعات ہم اوپر بیان کر آ چکے ہیں ۲۹۶ھ میں فارس یعنی موسیٰ بن سامان کا غلام دربار خلافت میں حاضر ہوا خلیفہ نے دیار سے ربیعہ کی حکومت عنایت فرمائی جیسا کہ اس کو ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اسی سن میں حسین بن حمدان نے دار الخلافہ میں حاضر ہو کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی اسے قم اور قاشان کی حکومت

مرحمت ہوئی رخصت ہو کر قم اور قاشان پہنچا تو عباس بن عمر غنوی اس کے پہنچتے ہی واپس آ گیا ۲۹۷ھ میں عیسیٰ۔۔۔ گورنر مصر نے وفات پائی خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ تکلیف خدام کو مقرر فرمایا۔

۳۹۸ھ ۲۹۹ھ کے واقعات:..... ۲۹۸ھ میں ۹۴ میں خدام افشین اور محمد بن جعفر فاریابی کا ایک ہی دن انتقال ہوا منیخ فارس کا گورنر تھا جہاں خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور فرمایا اور صوبہ کرمان کو اس کے صوبہ سے ملحق کر دیا اسی سن میں موسیٰ کی ماں ہاشمیہ خلیفہ کے محل کے اسٹاف کی انچارج مقرر ہوئی یہ خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ کے خطوط وزراء کے پاس اور وزراء کی درخواستیں اور رپوٹیں خلیفہ مقتدر اور اس کی والدہ کی خدمت میں لے جایا کرتی ۲۹۹ھ میں محمد بن اسحاق ابن کنداج بصرہ کا گورنر تھا اس نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور متعدد لڑائیاں لڑی بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی ۳۰۰ھ میں عبداللہ مسمعی کو حکومت فارس و کرمان سے معزول کر دیا گیا بدرجائی گورنر اصفہان کو اصفہان سے فارس و کرمان کی حکومت پر بھیجا گیا اور اصفہان میں بدر کے بجائے علی بن و ہشودان کو مقرر کیا گیا اسی سن میں بشر افشین کو طرسوس کی، ابوالعباس بن مقتدر کو مصر و مغرب کی اور معین طولونی کو موصل کی حکومت دی گئی چونکہ ابوالعباس اس وقت چار برس کا تھا اس لئے اس کی طرف سے مونس مظفر کو مصر و مغرب کا گورنر مقرر کیا گیا معین طولونی کو کچھ عرصے بعد معزول کیا گیا اور اس کی جگہ تحریر صغیر مقرر ہوا۔

ابوالہیجاء کی بغاوت:..... اسی سن میں ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا مونس مظفر کو اس کی سرکوبی کے لئے بھیجا گیا۔ ابوالہیجاء نے یہ خبر سن کر امن کی درخواست کی چنانچہ مونس نے امن دے دیا اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ابوالہیجاء کو موصل کی حکومت دی گئی اس وقت یہ بغداد میں تھا اس نے اپنی طرف سے موصل میں اپنے ایک نائب کو بھیج دیا ۳۰۳ھ میں پھر حسین بن حمدان نے علم بغاوت بلند کیا چنانچہ مونس مظفر اس بغاوت کے دور کرنے کو روانہ ہوا اس کو گرفتار کر کے بغداد لے آیا اور جیل میں ڈال دیا اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے قید کر دیا حسین بن محمد بن عینو نہ اپنے باپ کے انتقال کے بعد اسی سن میں محکمہ مال اور سرکاری املاک کا دیار ربیعہ میں نگران مقرر ہوا ۳۰۴ھ میں علی بن و ہشودان جو کہ اصفہان کا کمانڈر انچیف تھا اس کو اور احمد بن شاہ جو کہ افسر اعلیٰ محکمہ مال تھا کو معزول کر دیا گیا اور اسکی جگہ احمد بن مسرور بنی کو مقرر کیا گیا علی معزولی کے بعد اطراف جیل میں جا کر مقیم ہو گیا اس کی بعد یوسف بن ابی الساج نے اصفہان وغیرہ کو دہالیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ۳۰۵ھ میں مونس نے اصفہان کا رخ کیا جہاں یوسف اور مونس کی لڑائیاں ہوئیں آخر الامر مونس نے یوسف کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ رے، دہاند، قزوین، ابہر اور زنجان کی حکومت علی بن و ہشودان کو دی گئی علی بن و ہشودان کو جیل سے بلو کر ان صوبوں کی حکومت دی گئی تھی اس کے چچا زاد بھائی احمد بن مسافر جو گورنر کرخ تھا ایک دن موقع پا کے علی پر حملہ آور ہوا اور ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر دیا پھر دربار خلافت سے اس کی جگہ جنگ کے محکمہ پر وصیف بکتری اور کو محکمہ مال پر محمد بن سلیمان کو مقرر کیا گیا، احمد بن صعلوک یہ خبر سن کر رے کی طرف بڑھا چنانچہ محمد اور وصیف متحد ہو کر مقابلہ پر آ گئے محمد تو جنگ میں مارا گیا اور وصیف بھاگ نکلا۔ احمد نے دربار خلافت سے خط و کتابت کر کے ایک مقررہ خراج پر ان علاقوں کی حکومت حاصل کر لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا صوبہ سجستان کو سند حکومت کے بغیر کثیر بن احمد دبائے ہوئے تھا بدرجائی گورنر فارس سے اس پر فوج کشی کی کثیر نے ڈر کے مارے مصالحت کر لی اور علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی، بدر نے خوش ہو کر کثیر کو صوبہ سجستان کی حکومت دربار خلافت سے دلا دی صوبہ کرمان ۳۰۴ھ میں ابو زید خالد بن محمد مادرانی تھا مگر نامعلوم وجہ سے باغی ہو کر شیراز چلا گیا، بدرجائی اس کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی تو ابو زید مارا گیا۔

سبک مفلحی:..... اسی سن میں مونس مظفر جس وقت صائفہ کے ساتھ جہاد کو جا رہا تھا موصل پہنچتے ہی قتل کر دیا گیا اور اس کی جگہ سبک مفلحی کو باری اور قردی پر اور عثمان عنزی ② کو شہر بلد، سنجا اور باکری پر مقرر کیا اور عثمان کی جگہ جو ملک مصر کے محکمہ جنگ کا افسر اعلیٰ تھا وصیف بکتری کو متعین کر دیا مگر یہ اس اہم عہدہ کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا چنانچہ معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ جنا صفوانی کو یہ عہدہ دے دیا گیا اسی سن میں بصرہ کا گورنر حسن بن خلیل تھا دو برس سے اس عہدہ پر یہ مامور تھا اتفاق سے قبائل مضرو ربیعہ کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو گیا جو ایک مدت دراز تک قائم رہا جس سے

① تصحیح و استدراک ثناء اللہ محمود

② ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۸۷ پر، عنزی، کے بجائے عبودی تحریر ہے۔ (مترجم)

ایک بڑا گروپ اس کی نذر ہو گیا لہذا ہاشم بن محمد بن خزاعی کو مقرر کیا مگر ایک ہی سال بعد اس کو بھی معزول کر دیا اور اسکی جگہ سبک مقلحی کو شفیع مقتدری کی جانب سے بطور نائب مامور فرمایا۔

ابن قیس اور گورنر شہر زور..... ۳۰۶ھ میں نزار بغدادی پولیس سے معزول اور اس کی جگہ نجح طولونی کو مقرر کیا گیا۔ اسنے پولیس کی چوکیوں پر فقہاء کو مقرر کیا انہی کے فتاویٰ پولیس کے اہلکار اپنے فرائض منصبی انجام دینے لگے اس سے پولیس کا رعب و داب لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا اور نظام حکومت میں فرق آ گیا چوری، دغا بازی اور بد معاشی کی کثرت ہو گئی چنانچہ بازار یوں اور اوباشوں نے دن دھاڑے سودا گروں کے اسباب اور مسافروں سے کپڑے چھین لئے ۳۰۶ھ میں ابراہیم بن حمدان دیار ربیعہ پر اور ابن قیس شہر زور کے علاقوں پر مامور کیا گیا، شہر زور کے گورنر نے ابن قیس کو چارج دینے سے انکار کر دیا چنانچہ ابن قیس نے دربار خلافت میں اطلاعی رپورٹ بھیجی اور امداد کیدر خواست کی خلیفہ نے ایک تازہ دم فوج ابن قیس کی کمک کے لئے روانہ کی جو ایک مدت تک شہر زور کا محاصرہ کئے رہی جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھالیا گیا اور ابن قیس کو صوبہ موصل کے محکمہ جنگ کی افسری دی گئی۔

محمد بن اسحاق کی معزولی..... اس سے پہلے اس عہدے کا انچارج محمد بن اسحاق بن کنبداج تھا اس کے علاقوں کے انتظام اور اصلاح کی غرض سے اطراف موصل میں دورہ کرنے بھیجا گیا تھا اس کی غیر حاضری میں اہل موصل آپس میں لڑ گئے اور آتش فساد اٹھی محمد یہ خبر سن کر موصل واپس آیا مگر اہل موصل نے موصل میں داخل ہونے نہ دیا محمد نے جھلان کا محاصرہ کر لیا اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کو ۳۰۳ھ میں معزول کر کے عبداللہ بن محمد غسانی کو مقرر کر دیا ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو خراسان کے راستے اور دینور کا اور بدر شرابی کو دوقاء، عکرا اور طریق موصل کے راستے کا حاکم مقرر کیا ۳۰۹ھ میں موصل کی مہم اور اس کے انتظام پر محمد بن نصر حاجب کو مقرر کیا گیا چنانچہ دربار خلافت سے رخصت ہو کر موصل پہنچا اور علم خلافت کے بداندیشوں مادرانی کردوں سے جا بھڑا۔ اسی سن میں داؤد بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت دی گئی۔ ۳۱۰ھ میں یوسف بن ابی الساج کو ’رے‘، قزوین، ابھر، زنجان اور آذربائیجان کا گورنر بنایا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

موسیٰ کی ماں کی گرفتاری..... اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ام موسیٰ کو گرفتار کر لیا اس لئے کہ اس نے اپنی بھانجی سے۔۔۔ خلیفہ متوکل کے کسی بیٹے کا عقد کیا تھا جہیز اور رخصتی میں بے حد و بیشمار مال و اسباب اور جواہرات دیئے لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو یہ چغلی کر کے بہکا دیا کہ ام موسیٰ نے اپنی بہن کے داماد کو اتنا زیادہ مال وزر دیا ہے کہ وہ خلافت و حکومت کا دعویٰ کر سکتا بعض سپہ سالاروں اور بعض اراکین سلطنت نے بھی اس بیان کی تائید کر دی اس بناء پر خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری کا حکم صادر کر دیا اور گرفتاری کے بعد بہت سا مال و اسباب اور بیشمار جواہرات نفیسہ لے کر رہا کیا اسی سن میں محمد بن نصر حاجب کے نائب کو موصل کے عوام الناس نے بلوہ کر کے قتل کر دیا محمد بن نصر یہ خبر سن کر ایک لشکر مرتب کر کے بغداد سے موصل کی طرف روانہ ہوا۔ ۳۱۱ھ میں یوسف بن ابی الساج نے ’رے‘ کو احمد بن علی صعلوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس معرکہ میں احمد کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے ابن قیس کو اصفہان کی جنگ پر اور محمد بن بدر کو حکومت فارس پر اس کے باپ بدر کے انتقال کے بعد مامور فرمایا ۳۱۳ھ میں صوبہ اصفہان کا گورنر یحییٰ طولونی اور نہادند کی جنگ اور معدنیات کے محکمے پر سعید بن حمدان مامور ہوا

شفیع مقتدری..... اسی سن میں محمد بن نصر حاجب گورنر موصل اور شفیع لولوی (افسر اعلیٰ محکمہ ڈاک) نے وفات پائی اس کی جگہ شفیع مقتدری کو مقرر کیا گیا ۳۱۳ھ میں ابراہیم مسمعی گورنر فارس نے قبض کے اطراف (حدود کرمان) کو فتح کیا اور پانچ ہزار آدمی گرفتار کر کے لایا۔ اسی سن میں ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل کی حکومت عطا ہوئی اس کا بیٹا ناصر الدولہ اس کی طرف سے موصل میں کام کر رہا تھا کردوں اور عرب نے سرزمین موصل اور خراسان کے راستے میں بغاوت کی ناصر الدولہ نے اپنے والد ابوالہیجا عبداللہ کو اس سے مطلع کیا ابوالہیجا عبداللہ اس کے لکھنے کے مطابق ۳۱۳ھ میں ایک لشکر مرتب کر کے تکریت کی طرف آیا جہاں کردوں اور عربوں سے مدبھیڑ ہو گئی اور متعدد لڑائیوں کے بعد فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ باغیوں کی ٹھیک ٹھاک مرمت کی گئی اسی سن میں خلیفہ مقتدر نے یوسف بن ابی الساج کو آذربائیجان کے بجائے مشرق کے صوبوں کا گورنر مقرر فرمایا اور بغداد میں طلب فرما کر واسط کی جانب ابوطاہر قرامطی کے خلاف روانگی کا حکم صادر فرمایا اس کے ساتھ ہی ہمدان، سادہ، قم، قاشان، بصرہ، کوفہ اور ماسبدان کے خراج کو

اس مہم میں خرچ کر نیکی اجازت دی صوبہ ”رے“ پر جہاں یوسف بن ابی الساج گورنر تھا نصر بن سامان کو مامور کیا گیا جس کو کچھ عرصے بعد نصر نے اپنے قبضہ و تصرف میں کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

ابوالہیجاء کی تقرری:..... اسی سن میں جزیرہ اور موصل کی سرکاری املاک کا نگران ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان مقرر ہوا، بازندگی اور قروی کے علاقے مضافات سمیت صوبہ جزیرہ سے ملحق کر دیئے گئے اسی سن میں ابن ابی الساج مارا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھا آچکے ہیں ۳۱۸ھ میں ابراہیم مسعی کی مقام نو بند جان میں وفات ہوئی اور اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے نو بند جان پر یاقوت کو اور کرمان پر ابوطاہر محمد بن عبدالصمد کو مقرر فرمایا ۳۱۶ھ میں احمد بن نصر قسوی کو عہدہ حجابت سے معزول کر کے یاقوت کو مامور کیا گیا چونکہ یہ جنگ فارس میں مصروف تھا اس لئے اس کی جگہ عہدہ حجابت پر اس کا بیٹا ابوالفتح مظفر بطور اس کے نائب کے بھیجا گیا۔

ناصر الدولہ کی ناراضگی:..... اسی سن میں، موصل کی مہم پر ابن عبداللہ بن حمدان جو ناصر الدولہ کے لقب سے مشہور تھا مامور تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر موصل سے دار الخلافت بغداد چلا آیا اسی سن میں نازوک آپس کی لڑائیوں کی نذر ہو گیا صوبہ جات قرعی اور بازندگی نے صوبوں جہاں ابوالہیجاء مامور تھا اس کے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو اور صوبہ موصل پر نحریر صغیر کو متعین کیا گیا کچھ عرصے بعد اس صوبہ پر سعید اور نصر (حمدان کے بیٹے) (یہ دونوں ابوالہیجاء کے بھائی تھے) مقرر کئے گئے اور ناصر الدولہ حسن کو موصل سے دیار ربیعہ نصیبین، سنجار، خابور، راس، میافارقین مضافات دیار بکر، اور اردن وغیرہ کا گورنر بنا کر ایک مقدار مقررہ خراج ادا کرنے کی شرط پر بھیجا گیا ۳۰۸ھ میں خلیفہ مقتدر نے صوبہ فارس و کرمان کی حکومت یاقوت کے سپرد کی اور اس کے بیٹے مظفر کو اصفہان کا گورنر بنایا اور دوسرے بیٹے ابوبکر محمد کو بختان کا گورنر بنایا یاقوت اور اس کے بیٹے کی جگہ عہدہ حجابت اور کوتوالی پر ابراہیم و محمد یعنی دلق کے بیٹوں کو مقرر کر دیا چنانچہ ایک مدت دراز تک یاقوت شیراز میں مقیم رہا اسی زمانہ میں علی بن خلف بن طیان شیراز میں محکمہ مال اور املاک کا متولی تھا یاقوت اور علی نے آپس میں سازش کر کے دار الخلافت میں خراج کا بھیجنے بند کر دیا یہاں تک کہ علی بن بویہ نے فارس کے علاقوں پر ۳۲۳ھ میں قبضہ کیا اسی سن میں مردادح نے اصفہان، ہمدان، رے، اور حلوان پر قبضہ کر لیا تھا مقررہ خراج کی ادائیگی کی شرط پر ان علاقوں کی دربار خلافت سے سند حکومت بھی حاصل کر لی لہذا یہ اسی زمانہ سے ان صوبوں پر قابض و متصرف ہو گیا۔

مولنس اور خلیفہ مقتدر کے اختلافات:..... حسین بن قاسم بن عبداللہ بن وہب وزیر السلطنت اور مولنس کی آپس میں چپقلش چلی آرہی تھی چنانچہ بلیق نے حسین کو مولنس کے پاس لے کر صفائی کرادی چنانچہ مولنس کی سفارش سے حسین کو عہدہ وزارت عطا ہوا۔ اس نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کے بعد بنو بریدی اور ابن فرات کو اپنے اسٹاف میں شامل کر لیا اور کچھ عرصے بعد مولنس کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ وزیر السلطنت حسین نے چند سپہ سالاروں سے اس کے خلاف ساز باز کر لی ہے اس خبر کا پہنچنا تھا کہ مولنس کو سخت برہمی پیدا ہو گئی اسی دوران کسی نے وزیر السلطنت حسین تک یہ خبر پہنچادی کہ مولنس ایوان وزارت کو لوٹنے کی تدبیریں کر رہا ہے وزیر السلطنت جان کے خوف سے وزارت کو بچانے خلیفہ کے محل میں آ گیا اور ایک خط لکھ کر ہارون بن غریب الحال کو بلوایا یہ اس وقت مردادح سے شکست کھا کر دلیر قول میں مقیم تھا دوسرا خط محمد بن یاقوت کو بلانے کے لئے ابواوز روانہ کیا اس سے مولنس کی بدگمانی اور بڑھ گئی اس کے بعد وزیر السلطنت حسین نے پیدل فوج خلیفہ کے محل کے محافظوں کو جمع کر کے انعام اور جائزے دیئے مولنس کو اس کی خبر ملی تو سخت نفرت پیدا ہوئی اس دوران ہارون بھی بغداد پہنچ گیا مولنس خلیفہ مقتدر سے ناراض ہو کر موصل کی جانب روانہ ہو گیا وزیر السلطنت حسین نے ان سپہ سالاران کو جو مولنس کے ساتھ تھے واپس آنے کا حکم دیا چنانچہ ان میں سے چند سپہ سالار واپس آ گئے اور باقی مولنس کے ساتھ پیدل سپاہیوں سمیت جنگی تعداد آٹھ سو تھی موصل چلے گئے وزیر السلطنت حسین نے مولنس اور اس کے ہمراہیوں کے مکانات اور جاگیروں کی ضبطی شروع کر دی جس سے کافی مقدار میں مال جمع ہو گیا۔

عمید الدولہ حسین:..... خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر اسے عمید الدولہ کا خطاب عطا کیا اور اس کا نام کا سکہ ڈھلویا عمال کی تقرری اور بحالی کے مکمل اختیارات دے دیئے لہذا وزیر السلطنت حسین نے صوبہ بصرہ پر ابو یوسف یعقوب بن محمد بریدی کو خراج کی ادائیگی کی شرط پر مقرر کیا اور سعید داؤد جو کہ حمدان کے بیٹے تھے اور ان کے بھتیجے ناصر الدولہ حسین بن عبداللہ بن حمدان کو مولنس سے جنگ کرنے کا حکم دیا چنانچہ سعید اور ناصر الدولہ متحد ہو کر

مونس سے جنگ کرنے نکلے مگر داؤد نے اس مہم میں شرکت نہ کی اس لئے کہ مونس نے اس کے ساتھ بڑے بڑے احسانات کئے تھے اور اس کے باپ کے مرنے کے بعد اسی نے اس کی پرورش کی تھی مگر پھر اپنے بھائیوں کے کہنے سننے سے تیار و آمادہ ہو گیا مونس نے اس کی اطلاع پا کر یہ چالاکی کہ راستے میں جتنے عرب رئیس تھے ان کو یہ کہہ دیا کہ خلیفہ مقتدر نے مجھے موصل اور دیار بیعہ کی حکومت عنایت کر دی تم لوگ مسلح ہو کر میرے ساتھ چلو وہ لوگ آٹھ سو کا لشکر لے کر ساتھ مل گئے موصل کے قریب بنو حمدان نے تیس ہزار فوج کے ساتھ مونس پر حملہ کیا مونس نے پہلے ہی حملے میں ان کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ماہ صفر ۳۲۰ھ کا ہے بعد اس کے بغداد، شام، اور مصر کی فوجیں مونس کے پاس چلی آئیں کیونکہ اس کی داد و بیج اور احسانات ان کو اپنا گرویدہ بنالیا تھا ناصر الدولہ بن حمدان بھی اس سے مل گیا اور اس کے پاس موصل میں مقیم ہو گیا اور سعید بغداد چلا گیا۔

مونس بمقابلہ خلیفہ مقتدر..... مونس، موصل پر قبضہ کرنے کے بعد نوروز تک مقیم رہا اس دوران بہت سی فوجیں اس کے پاس آ کر جمع ہو گئیں اس وقت مونس نے موصل سے بغداد کی جانب خلیفہ مقتدر سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا خلیفہ مقتدر کو اس کی خبر ملی تو چند فوجیں ابو بکر محمد بن یاقوت اور سعید بن حمدان مونس کے مقابلہ پر روانہ کر دیں ابھی تک مقابلہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ لشکریوں نے یہ خبر پا کر سپہ سالار بھی بغداد لوٹ آئے اور مونس کوچ و قیام کرتا ہوا باب شامیہ پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور شاہی سپہ سالار اس کے سامنے مورچے قائم کئے ہوئے تھے خلیفہ مقتدر نے ہارون بن غریب الحال کو میدان جنگ میں جانے کا حکم دیا ہارون نے پہلے تو معذرت کی مگر خلیفہ کے اصرار کی وجہ سے تیار ہو گیا۔ اور جنگ کا خرچ طلب کیا خلیفہ مقتدر نے ناداری کا عذر کر کے بصرہ، اہواز، فارس، اور کرمان سے لشکر حاصل کرنے کے لئے واسط کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا،

خلیفہ مقتدر کا قتل..... ابن یاقوت نے خلیفہ مقتدر کو واسط جانے سے روک دیا اور سمجھا بھجا کہ میدان جنگ کی طرف لے آیا آگے آگے فقہاء اور قراء تھے جن کے باوجود قرآن مجید اور چادر تھی خلیفہ مقتدر ایک بلند ٹیلے پر پہنچ کر ٹھہر گیا اور سپہ سالار میدان جنگ چلے گئے اتفاق سے پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گئے خلیفہ مقتدر اور علی بن بلیق (مونس کا مصاحب تھا) کا سامنا ہو گیا علی بن بلیق نے اس کا ہاتھ چوما اور میدان جنگ سے چلے جانے کی رائے دی خلیفہ مقتدر لوٹ کر فرار ہوا اس دوران مغار بہ اور بربر کا ایک گروپ مل گیا ان لوگوں نے خلیفہ مقتدر کو قتل کر کے اس سرتار لیا اور نعش کو اسی میدان میں چھوڑ دیا جو اسی مقام پر دفن کر دی گئی۔

قتل کے بعد..... کہا جاتا ہے کہ علی بن بلیق نے مغار بہ اور بربر کو خلیفہ مقتدر کے قتل کا اشارہ کر دیا تھا مونس اس واقعہ کو دیکھ کر نادم ہو گیا اور اس پر حیرت سی چھا گئی۔ جوش میں آ کر بول اٹھا ”واللہ میں خلیفہ قاتلوں کو قتل کر ڈالوں گا“ تھوڑی دیر بعد جب ذرا حواس درست ہوئے تو شامیہ کی طرف بڑھا اور چند دستہ فوج خلیفہ کے محل کی حفاظت کے لئے روانہ کر دی۔ یہ واقعہ خلیفہ مقتدر کی خلافت کے پچیسویں برس ۱ وقوع پذیر ہوا اس واقعہ سے اراکین دولت کی جرأت بڑھ گئی اور نزدیک اور دور کے امراء کو لالچ لگ گئی خلیفہ مقتدر اپنے زمانہ خلافت میں عورتوں اور محل کے کاموں کے مشورے اور رائے کا پابند اور فضول خرچی کا بے حد عادی تھا۔

ابو منصور محمد القاہر باللہ ۳۲۰ھ تا ۳۲۲ھ

خلیفہ کی تلاش..... خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد ہارون، محمد بن یاقوت اور ابراہیم بن رائق کے ہمراہ مدائن چلا گیا مونس نے اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو تخت خلافت پر بٹھانے کا ارادہ کیا مگر وہ اس وقت نہایت کم سن تھا اس کے وزیر ابو یعقوب اسماعیل نو بختی نے ملامت کی کہ اسے کم سن کو تخت خلافت پر بیٹھانا خلاف مصلحت ہے جو ابھی آغوش مادر میں پرورش پا رہا ہے مناسب یہ ہے کہ اس کے بھائی ابو منصور محمد بن معتضد کو تخت خلافت پر بٹھا دو۔

قاہر باللہ کی تخت نشینی..... چنانچہ مونس نے مجبوراً منظور کر لیا اور دار الخلافت میں اس کو بلوا کر کے شوال ۳۲۰ھ کے آخر میں اسکی خلافت کی

۱..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۳۸ میں لکھا ہے کہ مقتدر کی خلافت چوبیس سال گیارہ مہینے اور سولہ دن رہی، مروج الذهب اور تاریخ ابوالفداء میں بھی یہی لکھا ہے۔ (مترجم)

بیعت کر لی اور القاہر باللہ“ کا لقب اسے دیا اس کے بعد مولس نے اپنی اور اس کے حاجب بلیق اور اس کے بیٹے علی کے لئے امان کا خلیفہ قاہر سے حلف لیا اور علی بن مقلہ کو فارس سے بلو کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور عہدہ حجابت پر علی بن بلیق کو مامور کیا۔

مقتدر کی والدہ پر تشدد..... تکمیل بیعت کے بعد مقتول خلیفہ مقتدر کی ماں کو گرفتار کیا گیا اور مال کے حصول کے لئے اس پر تشدد کیا گیا جب اس میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اس بات پر مجبور کیا گیا کہ فقہاء اور قضاۃ کے سامنے اپنے اسباب کی منسوخی کا اظہار دے مقتدر کی ماں نے انکار کر دیا مگر پھر مجبوری میں فقہاء و قضاۃ کے سامنے اپنے اسباب کی منسوخی کی گواہی دے دی چنانچہ اسی وقت ان کو نیچے پر ایک شخص کو مقرر کیا گیا جس کو لشکریوں نے اپنے روزینے اور تنخواہوں کے بدلے میں خرید لیا اس کے بعد خلیفہ مقتدر حاشیہ نشیوں سے بطور جرمانہ روپے وصول کئے گئے اور مقتدر کے بیٹوں کی تلاش میں سرگرمی اور مستعدی کا حکم دیا چند دنوں کے بعد ابو العباس راضی اپنے بھائیوں سمیت گرفتار ہو گیا اس سے رقم کا مطالبہ کیا گیا اور جب وصول نہ ہوئی تو علی بن بلیق نے اپنے کاتب (سکریٹری) حسین بن ہارون کے حوالہ کر دیا اس نے ان کو نہایت عزت و احترام اور آرام سے رکھا ان لوگوں کے گرفتار ہو جانے کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے بریدی اور اس کے بھائیوں اور مصاحبوں کو گرفتار کر کے بہت بڑی رقم وصول کر لی۔

مقتدر کے ساتھیوں کے حالات..... آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ خلیفہ مقتدر کے قتل کے بعد اس کا بیٹا عبدالواحد مدائن چلا گیا تھا اس کے ہمراہ ہارون بن غریب الحال مفلح، محمد بن یاقوت رائق چلے گئے تھے پھر کچھ عرصے بعد مدائن سے واسطہ چلے گئے تھوڑے دن وہاں قیام پذیر رہے اہل واسطہ نے ان لوگوں کو سمجھایا کہ یہ روپوشی کب تک تم لوگوں کی جان بچائے گئی آخر ایک نہ ایک دن راز فاش ہو جائے تو اس وقت تمہاری جان کے لالے پڑ جائیں گے بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خلیفہ قاہر سے امن حاصل کر کے روپوشی ختم کر دو۔

ہارون کی امان طلبی..... ان میں سے سب سے پہلے ہارون نے اس کی ابتدا کی ایک درخواست اس مضمون کی لکھ کر دار الخلافہ بغداد بھیجی “مجھے امن دیا جائے اور مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے مجھے واپس دے دیا جائے میں تین لاکھ دینار تاوان ادا کرنے کے لئے تیار ہوں“ خلیفہ قاہر اور مولس نے درخواست منظور کر لی اور امان نامہ لکھ دیا اور اس کے ساتھ ہی کوفہ، ماسبدان اور مہر جائقذق کی حکومت بھی عطا کر دی ہارون امان نامہ اور سند حکومت پانے کے بعد بغداد چلا گیا۔

عبدالواحد بن مقتدر..... پھر عبدالواحد بن مقتدر اپنے باقی ہمراہیوں سمیت واسطہ سے سوس اور بازار اہواز کی طرف آیا اور شاہی عمال کو وہاں سے نکال کر خراج خود وصول کر لیا اور اہواز میں قیام کر دیا جب دربار خلافت تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تو مولس نے ایک لشکر جرار کے ساتھ بلیق کو روانہ کیا اس لشکر کی روانگی کا مشورہ ابو عبد اللہ بریدی نے دیا تھا اور جو اس نے پچاس ہزار دینار اہواز گورنری حاصل کرنے کے لئے پیش کئے تھے وہی اس لشکر کے اخراجات میں کام آئے وہ خود بھی اس مہم میں بلیق کے ہمراہ تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر واسطہ پہنچا اور پھر واسطہ سے سوس کی جانب روانہ ہو گیا عبدالواحد اس نقل و حرکت سے مطلع ہو کر اپنے ساتھیوں سمیت اہواز سے تشر آ گیا تشر پہنچنے پر اسکے تمام سپہ سالاروں نے اس سے علیحدگی اختیار کر لی اور بلیق سے امن کی درخواست کر دی مگر ابن یاقوت، ح اور مسرور خادم نے عبدالواحد کا ساتھ نہ چھوڑا۔

عبدالواحد کو امن..... اس علیحدگی کا باعث محمد بن یاقوت تھا اس نے تنہا سارے مال پر قبضہ کر رکھا تھا کوئی شخص بغیر اجازت اس کے ایک دانہ لینے کا مختار نہ تھا اس وجہ سے دوسرے سپہ سالاروں کو الجھن پیدا ہوئی علیحدہ ہو کر اپنے اور عبدالواحد ابن مقتدر کے لئے امان حاصل کر لی اور بلیق کے پاس آ گئے اس کے بعد محمد بن یاقوت نے امان کی درخواست کر دی خلیفہ قاہر اور مولس کی ذمہ داری پر اس کو امان دے دی گئی چنانچہ سب کے سب بغداد چلے آئے خلیفہ قاہر عزت و احترام سے پیش آیا اور عبدالواحد کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا تھا اسے واپس کر دیا اور جو اس کی والدہ سے بطور جرمانہ وصول کیا تھا وہ بھی واپس کر دیا ان واقعات کے بعد ابو عبد اللہ بریدی صوبہ فارس پر قابض و متصرف ہو گیا اور اس کے اعزہ و اقارب پھر اس صوبہ پر حکومت کرنے لے گئے،

مولس کو دھڑکا..... جس وقت محمد بن یاقوت اہواز سے واپس آیا خلیفہ قاہر نے اس کو اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کر دیا چونکہ محمد اور وزیر

السلطنت علی بن مقلہ کے درمیان ناصافی تھی یہ بات اس کو ناگوار گزری لہذا مونس کو یہ جھانسنہ دیا کہ محمد بن یاقوت اور خلیفہ قاہرہ تمہادی مخالفت پر متحد ہو رہے ہیں اور عیسیٰ طبیب اس معاملہ کا راز دار ہے مونس نے علی بن بلیق کو حکم دیا کہ عیسیٰ طبیب کو بلا لاؤ عیسیٰ طبیب اس وقت خلیفہ قاہرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا علی بن بلیق نے عیسیٰ کو گرفتار کر کے مونس کے سامنے پیش کر دیا مونس نے عیسیٰ کو موصل بھیج دیا۔

مونس کے اقدامات:..... اس کے بعد علی بن بلیق نے خلیفہ قاہرہ کی نگرانی پر احمد بن زریک کو متعین کر دیا پھر خلیفہ کے محل میں آنے جانے والوں کی تلاشی لی جانے لگی یہاں تک کہ برقعہ پوش عورتیں قصر خلافت میں آمد و رفت رکھتی تھیں اس خیال سے کہ کوئی خطہ ورقہ قاہرہ تک نہ پہنچا دیں، ان کے چہروں اور سروں سے بھی چادریں اتار لی جاتیں برتن بھی کھول کر دیکھے جاتے تھے قیدیوں کو دار الخلافہ سے علی بن بلیق نے اپنے مکان میں منتقل کر لیا ان میں مقتدر کی ماں بھی تھی علی نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنی ماں کے پاس ٹھہرایا یہاں تک ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں اس کی وفات ہو گئی۔

خلیفہ قاہرہ کے اقدامات:..... تھوڑے دنوں بعد خلیفہ قاہرہ کو اس بات کا احساس ہو گیا کہ یہ ساری کاروائیاں مونس اور ابن مقلہ کی ہیں اس لئے خشونت اور تند مزاجی سے کوئی کام نہیں چلے گا بلکہ تدبیر اور حکمت عملی سے کام لینا چاہئے۔ طریف سبکری اور بشری مونس کے خادم تھے مگر اس لئے کہ اس نے بلیق اور اس کے بیٹے کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے مونس سے کشیدہ خاطر ہو چکے تھے، اسی زمانہ میں لشکر ساجیہ ۱ موصل سے آیا ہوا تھا مونس نے وعدہ کے مطابق آپ کو انعامات نہ دیئے جس سے ساجیہ کو بھی ناراضگی پیدا ہو گئی خلیفہ قاہرہ نے ان لوگوں کو اپنے ساتھ ملا لیا مونس اور بلیق کی طرف سے کہ خوب بھڑکا دیا اور ابن جعفر محمد بن قاسم بن عبد اللہ کو جو وزیر السلطنت ابن مقلہ کا مشیر خاص اور با اعتماد تھا یہ جھانسنہ دیا کہ میں تم کو عہدہ وزارت عطا کر دوں گا تم ابن مقلہ کے حالات اور خیالات سے مجھے مطلع کیا کرو۔

ابن مقلہ وغیرہ کی سازش:..... اتفاق یہ کہ ابن مقلہ کو ان باتوں کی اطلاع مل گئی اور مونس اور بلیق سے اس کا تذکرہ کر دیا چنانچہ ان سب جمع ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ قاہرہ کو تخت خلافت سے اتار دینا چاہئے۔ اس کے بعد بلیق اور اس کے بیٹے علی اور ابن مقلہ وزیر السلطنت اور حسن بن ہارون نے مشورہ کر کے ابواحمد بن ملکنی کی خلافت کی بیعت کرنے اور اسکی اطاعت و فرمانبرداری اور خلیفہ قاہرہ کی مخالفت کی قسمیں کھالیں، پھر اس مجلس سے اٹھ کے مونس کے پاس گئے اور اس کو ان واقعات کی اطلاع دی مونس نے کہا ”ذرا صبر کرو خلیفہ قاہرہ سے مخالفت فی الحال ظاہر نہ کرو۔ جب تک کہ یہ نہ معلوم کر لو کہ سپہ سالار اور فوج ساجیہ اور حجریہ ۲ میں سے کس کس نے خلیفہ قاہرہ سے ساز کی ہے مگر ان لوگوں نے اس رائے پر عمل نہ کیا اور خلیفہ قاہرہ کی معزولی میں جلد بازی کی لہذا مجبور ہو کر مونس نے اجازت دے دی اور یہ مشورہ دیا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ ابوطاہر قرامطی کوفہ میں آ گیا ہے علی بن بلیق اس کی روک تھام کے لئے کوفہ جانے والا ہے اس بہانے سے اجازت لینے اور رخصت ہونے کے لئے علی بن مقلہ قصر خلافت میں جائے اور خلیفہ قاہرہ کو گرفتار کر لے۔

ابن مقلہ کا حربہ کامیاب:..... ابن مقلہ نے مشورے کے مطابق اس مضمون کا ایک خط خلیفہ قاہرہ کی خدمت میں بھیجا اتفاق سے جب اس خط کا جواب دربار خلافت سے آیا اس وقت ابن مقلہ سو رہا تھا چنانچہ بیدار ہو کر دوسرا خط بھی اس مضمون کا روانہ کر دیا خلیفہ قاہرہ کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا اس دروان طریف سبکری (مونس کا غلام) عورتوں کے لباس میں حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد ابن مقلہ اور حسن بن ہارون وغیرہ کی سازش، احمد بن ملکنی کی بیعت خلافت اور ابن بلیق کا رخصتی کے بہانے حاضر ہو کر خلیفہ قاہرہ کو گرفتار کرنے کی سازش شروع سے آخر تک گوش گزار کر دی خلیفہ قاہرہ یہ واقعات سن کر متنبہ اور ہوشیار ہو گیا اسی وقت فوج ساجیہ کو بلا کر قصر خلافت کی دہلیز کونوں اور راستوں میں چھپا دیا۔

علی بن بلیق کا فرار:..... چنانچہ عصر کے بعد علی بن بلیق اپنے چند مصاحبین کو لے کر قصر خلافت کے دروازے پر حاضر ہوا اور حاضری کی

۱..... ساجیہ شاہی فوجوں میں سے ایک فوج کا نام تھا جیسا کہ الگ الگ بریگیڈ کو پہنچانے کے الگ الگ نام رکھ لیتے ہیں (شیخ عطار حاشیہ تاریخ ابن خلدون جلد ۳ صفحہ ۳۹۳) (مترجم)

۲..... حجریہ: یہ فوج حجر میں رہتی تھی خصوصاً بلاط ملکی میں، اور اس فوج کے جوان خلیفہ کے خاص ہاڈی گارڈ دستے میں بھی شامل ہوا کرتے تھے۔

اجازت طلب کی مگر خلیفہ قاہر نے اجازت نہ دی ابن بلیق شراب پیئے ہوئے تھا لہذا بگڑ گیا اور ٹیشن میں آ کر سخت برا بھلا کہنے لگا چنانچہ خلیفہ قاہر نے فوج ساجیہ کو اشارہ کر دیا شمشیر بکف نکل پڑی۔ اور گالیاں دیتی ہوئی آگے بڑھی، مصاحمین بہ رنگ دیکھ کر بھاگ گئے اور علی بن بلیق تنہا ایک چھوٹی کشتی میں بیٹھ کر درجلہ کو مغربی ساحل کو عبور کر گیا وزیر ابن مقلہ اور حسن بن ہارون بھی یہ خبر سن کر روپوش ہو گئے طریف سبکی سوار ہو کر قصر خلافت کی طرف آیا۔

بلیق کی گرفتاری:..... بلیق کو اس واقعہ کی خبر ملی تو علی بن بلیق کے قصر خلافت تک جانے اور ساجیہ کے گالیاں دینے سے مکر گیا اور یہ کہتا ہوا کہ اگر درحقیقت ساجیہ نے ایسی گستاخی کی ہے تو میں ان کو وہ سزا دوں گا جس کے وہ مستحق ہیں قصر خلافت کی جانب روانہ ہو گیا اس کے ساتھ مولس کے چند سپہ سالار بھی تھے خلیفہ قاہر کو بلیق کی حاضری کی اطلاع دی گئی مگر اس نے حاضری کی اجازت نہ دی بلکہ گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا چنانچہ احمد بن زریک (افسر پولیس کو) بھی اس کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا گیا لشکریوں کو یہ بات ناگوار گزری لہذا شور و غل مچاتے ہوئے قصر خلافت میں حاضر ہو گئے خلیفہ قاہر ان سب کو سمجھا بجھا کر اور یہ وعدہ کر کے کہ ان قیدیوں کا دماغ درست کرنے کے بعد میں رہا کر دوں گا راضی کر دیا چنانچہ لشکریوں کا جمع منتشر ہو گیا۔

مولس معزول طریف افسر:..... اس کے بعد خلیفہ قاہر نے مولس کو مشورہ کرنے کے لئے بلوایا مگر مولس نے حاضری سے انکار کر دیا چنانچہ اس کو معزول کر کے اس کی جگہ طریف سبکی کو مقرر کر دیا اور خاتم خلافت کی انگوٹھی دے کر ارشاد کیا ”میں نے اپنے بیٹے عبدالصمد کو وہ اختیارات مرحمت کئے جو خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے محمد کو دیئے تھے اور تم کو میں نے اس کا نائب بنایا اور شاہی فوج کی افسری اور امراء اراکین دولت کی سرداری دی اور خزانوں کی نگرانی بھی سپرد کی اور یہ اختیارات جس طرح مولس کو حاصل تھے وہی میں نے تم کو مرحمت کر دیئے ہیں اب تمہارا فرض یہ ہے کہ تم اس نمک حرام احسان فراموش مولس کو بلالاً ورنہ جب تک وہ اپنے مکان میں موجود رہے گا اس وقت تک فساد یوں اور بدطوروں کا جگھٹا رہے گا اور طرح طرح کے فسادات اٹھتے رہیں گے۔

مولس کی گرفتاری:..... چنانچہ طریف قصر خلافت سے نکل کر مولس کے گھر گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ قاہر نے تم کو اور تمہارے ساتھیوں کو امان دی ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ قصر خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کرو ورنہ اس خانہ نشینی اور مخالفت کا نتیجہ اچھا نہیں ہوگا کہیں خلیفہ قاہر کو کوئی برا خیال نہ پیدا ہو جائے میں ذمہ لیتا ہوں وہ فی الحال تم کو کسی قسم کا تکلیف نہیں پہنچائے گا چنانچہ مولس سوار ہو کر قصر خلافت میں داخل ہو گیا خلیفہ قاہر نے اس کے سامنے آنے سے پہلے ہی گرفتار کر کے قید کر دینے کا حکم دے دیا طریف کو اس ایک گونہ ندامت ہوئی۔

نیا وزیر ابو جعفر:..... مولس کی گرفتاری کے بعد خلیفہ قاہر نے وزارت کا عہدہ ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبید اللہ کو دیا اور مولس، بلیق، علی بن بلیق، ابن مقلہ وزیر السلطنت، ابن زریک اور ابن ہارون کے مکانات کی نگرانی کا حکم صادر کر دیا جتنا مال و اسباب سامان ان کے مکانوں میں تھا ضبط کر لیا گیا ابن مقلہ کا مکان جلا کر خاک و سیاہ کر دیا گیا، محمد بن یاقوت دربار خلافت میں حاضر ہو کر عہدہ حجابت کو انجام دینے لگا۔ اس سے طریف اور فوج ساجیہ کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ محمد بن یاقوت کو اس کی خبر مل گئی تو وہ روپوش ہو گیا اور موقع پا کر اپنے باپ کے پاس فارس چلا گیا خلیفہ قاہر نے اس کی اس حرکت پر محمد بن یاقوت کو عتاب آموز خط تحریر کیا اور صوبہ اہواز کی گورنری طریف کو عنایت کر دی۔

طریف اور مولس:..... طریف سبکی کا مولس اور بلیق سے منحرف اور ناراض ہونے کا یہ سبب تھا کہ مولس نے بلیق اور اس کے بیٹے علی کا رتبہ و منزلت طریف سبکی سے بڑھا دیا تھا حالانکہ یہ دونوں طریف کے خادم اور ماتحت تھے یہ دونوں مولس کی قدر افزائی پر ایسے اترائے کہ طریف کا ادب کرنا تک چھوڑ دیا اور نوبت اس حد تک پہنچ گئی کہ بلیق نے طریف کو اکثر صوبوں کی حکومت سے معزول کر دیا۔ لیکن پھر اس ندامت کو دور کرنے کے خیال سے بلیق نے وزیر السلطنت ابن مقلہ سے طریف کی سفارش کی کہ اس کو مصر کا گورنر مقرر کر دیئے چنانچہ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے سفارش منظور فرمائی۔ علی بن بلیق کو اس کی خبر مل گئی تو طریف کو گورنر بنا کر مصر بھیجنے سے روک کر اپنی درخواست پیش کر دی اور سند حکومت حاصل کر کے اپنے نائب

کو بھیج دیا طریف کو اس سے سخت رنجیدگی ہو گئی اسی دن سے موقع محل کا انتظار کرنے لگا۔

ساجیہ کی ناراضگی کی وجہ:..... فوج ساجیہ کی کشیدگی اور خلیفہ قاہرہ کی طرف مائل ہونے کی یہ وجہ تھی کہ یہ فوج مونس کے ساتھ موصل میں تھی خلیفہ مقتدر کے قتل ہونے کے وقت بھی اس کی معین و مددگار تھی مونس اس سے ہمیشہ ترقی و انعام کے وعدہ کرتا آ رہا تھا یہاں تک کہ خلیفہ قاہرہ تخت خلافت پر متمکن ہو گیا اور مونس کو امور سلطنت کے سفید و سیاہ کے اختیارات حاصل ہو گئے مگر اس فوج کے حقوق پر مونس کی نظر نہ پڑی۔

مومن خادم اور صندل:..... فوج ساجیہ کے کمانڈروں میں ایک کمانڈر صندل تھا اس کا ایک خادم مومن نامی تھا صندل نے ان کو فروخت کر دیا تھا وہ رفتہ رفتہ خلیفہ قاہرہ تک خلافت سے پہلے پہنچ گیا لہذا جس وقت خلیفہ قاہرہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تو مومن کو خلیفہ کے تمام خادموں کا انچارج بنا دیا کچھ دن بعد خلیفہ قاہرہ نمک حرام اراکین دولت یعنی مونس اور بلیق کی سازشوں میں گرفتار ہو گیا۔ ڈوبتے ہوئے کی طرح ہر چیز پر ہاتھ مار ہاتھ کہ شاید اسی کے ذریعہ سے نجات مل جائے، مگر کچھ بن نہ پڑتی تھی ایک روز مومن کو بلوا کر کہا ”کہ تم صندل کے پاس جاؤ جس نے تمہیں فروخت کیا تھا وہ فوج ساجیہ کا ایک کمانڈر ہے اور اس سے میری شکایت کرو اگر وہ میری شکایت کا جواب دے تو اسے بلیق اور علی بن بلیق کی سازشوں اور بد معاملگی اور میری مجبوری کا حال بیان کر دینا اور اگر اس کے خلاف دیکھا تو خاموش رہنا“ چنانچہ مومن رخصت ہو کر صندل کے پاس آیا اور جس طرح خلیفہ قاہرہ نے کہا گا اس پر عمل کیا۔ صندل نے جواب دیا ”امیر المومنین تو نام کے خلیفہ ہیں وہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کر سکتے ہیں اگر اللہ تعالیٰ ان کو ان سازشوں سے جو ان دنوں اراکین دولت کر رہے ہیں نجات مل جائے تو ہم تم اور ہر شخص اپنے حق کو پہنچ سکتا ہے“ مومن یہ سن کر خاموش ہو گیا اور لوٹ کر خلیفہ قاہرہ کی خدمت میں آ گیا۔

خلیفہ قاہرہ اور صندل:..... خلیفہ قاہرہ نے سارے حالات سن کر کچھ تحائف مومن کے ذریعے صندل کی بیوی کے پاس روانہ کئے اور یہ سمجھا دیا کہ تم اس کے سامنے میرے محاسن اخلاق اور سخاوت کو بیان کر کے یہ ظاہر کرنا آج خلیفہ نے اپنے خدام کو بہت سی چیزیں عطا کی ہیں ان میں سے یہ بھی ہیں ان کو میں اپنی طرف سے آپ کو بطور تحفہ دیتا ہوں اگر تم خلیفہ کی خدمت میں حضوری کا شرف حاصل کرو تو خلافت میں حاضر ہو گئی خلیفہ قاہرہ نے بالمشافہ اس سے جو کہنا تھا کہہ دیا اور اس کے ذریعہ صندل کی پاس اپنے قلم خاص سے ایک رقعہ لکھ کر روانہ کیا جس میں صندل اور اس کے ساتھیوں کو جاگیریں، انعامات اور صلے دینے کا وعدہ کیا تھا۔

صندل کی کاروائی:..... صندل نے وہ رقعہ دیکھ کر فوج ساجیہ کے کمانڈر سیما کو اپنا ہم راز بنالیا پھر دونوں نے باتفاق رائے طریف سبکری کو اس راز سے آگاہ کر دیا کیونکہ ان لوگوں کو یہ معلوم تھا کہ اس کو مونس سے ناراضگی ہے اور یہ موقع محل کا منتظر ہے، طریف نے اس شرط سے ان لوگوں کا ساتھ بنا منظور کیا کہ مونس بلیق اور ابن بلیق کو کوئی جانی صدمہ نہ پہنچنے پائے اور مونس کے مرتبہ اور منزلت میں کوئی فرق نہ پڑے ان سب نے قسمیں کھائیں۔ اس کے بعد طریف نے یہ استدعا کی کہ خلیفہ قاہرہ کا خط اس کے ہاتھ لکھا ہوا آئے گا تو میں بسر و چشم یہ مصیبت ٹالنے کے لئے موجود ہوں ان لوگوں نے خلیفہ قاہرہ کو پاس یہی پیغام بھیج دیا اس کے بعد طرف سے اتنا اور بڑھا دیا کہ میں ہمیشہ نماز پڑھایا کروں گا جمعہ اور جماعت میں حاضر ہوں گا حج اور جہاد کرنے کو جاؤں گا۔ داد خواہی کیلئے میں خود مجلس عدل میں بیٹھوں گا۔

طریف کے اقدامات:..... فوج ساجیہ کو ملا لینے کے بعد طریف نے خلیفہ کے محل کے محافظوں کو بھی اپنا ہم صغیر بنالیا ابن بلیق نے ان لوگوں کو قصر خلافت کے مکانات سے نکلوا کر اپنے خادموں کو ٹھہر دیا تھا اس لئے قصر خلافت کے محافظوں کو ابن بلیق سے کشیدگی پیدا ہو گئی تھی طریف نے انہیں بہلا پھسلا کر خلیفہ قاہرہ کا حامی بنا دیا اتفاق سے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس کی خبر پہنچ گئی تو انہوں نے فوج ساجیہ کے کمانڈروں اور محافظین قصر خلافت کو گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر فتنہ و فساد کے خوف سے اس فعل سے باز رہے، پھر یہ رائے قائم کی کہ کسی بہانے سے خلیفہ قاہرہ کے پاس پہنچ کر اسے گرفتار کر لینا چاہئے چونکہ خلیفہ قاہرہ نے اس خطرہ کو پہلے ہی پیش نظر رکھا تھا بیماری کے بہانے سے باہر نہیں آتا تھا اور نہ ہی کوئی شخص اس کی خدمت میں جاسکتا تھا اس لئے ابن مقلہ اور ابن بلیق کو اس ارادے میں بھی کامیابی حاصل نہ ہوئی لہذا اصلاح مشورہ کر کے قرامطہ کے آنے کی خبر اڑادی جیسا کہ ہم

اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابن مکتفی اور ابن بلیق کا قتل:..... الغرض منس کی گرفتاری کے بعد عہدہ حجابت پر سلامت طولونی کو مامور کیا گیا کو توالی پر احمد بن خاقان، عہدہ وزارت پر ابن مقلہ کے بجائے ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبید اللہ کو، اس نظم و نسق سے فارغ ہو کر خلیفہ قاہر نے تمام شہر میں اعلان کر دیا کہ جو لوگ روپوش ہیں حاضر ہو جائیں ان کو امن دیا جاتا ہے ان کا مال و اسباب جو ضبط کر لیا گیا ہے واپس دے دیا جائے گا اور جو شخص حاضر نہ ہوگا اس کا مکان گرا دیا جائے گا اور مال و اسباب ضبط کر لیا جائے گا اس کے بعد ابو احمد بن مکتفی کی تلاش شروع ہوئی بڑی کوشش اور تلاش کے بعد ہاتھ آیا خلیفہ قاہر نے اشارہ کر دیا تو اسے دیوار میں چن دیا گیا اور یوں وہ مر گیا پھر علی بن بلیق گرفتار ہو کر پیش کیا گیا اس کو بھی سزائے قتل دے دی گئی۔

بلیق اور منس کا قتل:..... شعبان ۳۲۱ھ میں لشکریوں میں پھر شورش پیدا ہو گئی منس کے ساتھی بھی اس فتنہ و فساد میں شریک تھے وہ شور و غوغا مچاتے ہوئے قصر خلافت کے قریب پہنچ گئے اور وزیر السلطنت ابو جعفر کے محل میں آگ لگا دی پھر منس کو رہا کر دیا، منس کو رہا کر دیا، چلاتے ہوئے قصر خلافت کی طرف بڑھے خلیفہ قاہر لشکریوں کا شور و غل سن کر اس مکان کی طرف گیا جہاں پر بلیق قید تھا اور خادموں کو اشارہ کر دیا چنانچہ بلیق کی گردن اتار لی گئی اس کا سر لے کر منس کے پاس آیا منس اسے دیکھ کر گھبرا گیا اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھ کر بلیق کے قاتل پر لعن کرنے لگا اتنے میں خلیفہ قاہر نے حکم دیدیا چنانچہ اس کا بھی سر اتار لیا گیا اس کے بعد دونوں سروں کو نیزوں پر رکھ کر تشہیر کرا کے خزانہ میں رکھ دیا لشکری اور منس کی ساتھی اس خوفناک منظر کو دیکھ کر تھرا گئے اور بغیر کسی تحریک کے سب کے سب منتشر ہو گئے۔

بعض مورخین کا بیان ہے کہ علی بن بلیق کو اس کے باپ بلیق اور منس کے بعد مارا گیا کیونکہ یہ روپوش تھا بلیق اور منس کے قتل کے بعد اس کی گرفتاری ہوئی تھی۔

ابو جعفر کی گرفتاری:..... ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نوختی بھی اس فتنہ و فساد میں مشتبہ ہو گیا تھا خلیفہ قاہر نے اس کو وزیر السلطنت ابو جعفر کے پاس سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اراکین سلطنت اور لشکر کے کمانڈروں کو خلیفہ قاہر کی اس تند مزاجی سے سخت اندیشہ پیدا ہو گیا ساجیہ اور قصر خلافت کے محافظین بھی اس معاملہ میں دخل در معقولات کرنے خائف اور نامدہ ہوئے ابو یعقوب کے بعد وزیر السلطنت ابو جعفر کی گرفتاری کی باری آئی اسے تین ماہ پندرہ یوم وزارت کرنے کے بعد گرفتار کیا گیا اس کی اولاد، اس کا بھائی عبید اللہ اور اس کے خدام کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا ابو جعفر قید ہونے کے اٹھارہویں دن مر گیا۔

پھر اس کی جگہ ابو العباس احمد بن عبید اللہ بن سلیمان خصیمی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا، وزیر السلطنت ابو جعفر کے قید ہونے کے بعد طریف ایک با اثر شخص باقی رہ گیا تھا جس کا اقتدار خلیفہ قاہر کی آنکھوں میں کانٹا سا کھٹکتا تھا فوج اور ملک کو اس کا پاس و لحاظ تھا ایک دن خلیفہ قاہر نے اس کو اپنے دربار خاص میں بلوایا جیسے ہی اس نے حاضر ہو کر دست بوسی کی، گرفتاری کا حکم دے دیا گیا چنانچہ خدام نے گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا یہاں تک کہ خلیفہ قاہر معزول کیا گیا۔

حکومت بنی بویہ کی ابتدا:..... بنی بویہ کا مورث اعلیٰ ابو شجاع بویہ نامی ایک دیلمی تھا اس کے تین لڑکے تھے عماد الدولہ ابو الحسن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن اور معز الدولہ ابو حسن احمد، ابن ماکولانے اس کا ساسانیہ میں بہرام گور بن یزدجرد کی طرف نسا منسوب کیا ہے ابن مسکویہ نے یزدجرد شہر یار کی طرف، مگر یہ نسب بے بنیاد ہے کیونکہ کسی قوم کی ریاست و سرداری ان کے شہر والوں کے علاوہ اور کسی کو حاصل نہیں ہوا کرتی جیسا کہ ہم مقدمہ الکتاب میں بیان کر چکے ہیں۔ ①

بہر کیف جس وقت دیلم نے اطروش کے ہاتھ اسلام قبول کیا اور اطروش ان کے زور بازو کی وجہ سے طبرستان اور جرجان وغیرہ پر قابض و متصرف ہوا تو اس کے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی، لیلیٰ بن نعمان، اسفار بن شیروہ اور مرداوتج بن وزیر تھے، یہ لوگ برے بڑے نواب اور حاکم تھے ان

لوگوں نے پہلے صوبہ طبرستان کو دیا اس کے بعد دولت عباسیہ کی تنزلی کے وقت ملک گیری کے خیال سے اسلامی علاقوں کے اطراف و جوانب میں پھیل گئے انہی خروج کرنے والوں کے ساتھ بنی بویہ بھی نکل پڑے۔

مرداوتح کے پاس:..... بنی بویہ ماکان بن کالی کی فوج کے سرداروں میں سے تھے پھر جب اسفار بن شروہ کے قتل کے بعد مرداوتح اور ماکان بن کالی کے درمیان اختلاف ہوا وہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور مرداوتح نے تنہا طبرستان و جرجان پر قبضہ کر لیا تو بنی بویہ ماکان سے یہ کہہ کر مرداوتح کے پاس آ گئے چونکہ ہم لوگوں کا خرچ زیادہ ہو گیا ہے ہمارے اہل و عیال بہت زیادہ ہیں اور آپ اس بھاری بوجھ کے تحمل نہیں ہو سکتے اس وجہ سے ہم لوگ مرداوتح کے پاس چلے جاتے ہیں جس وقت آپ کا انتظام درست اور کاروبار حکومت چست ہو جائے گا آپ کے پاس آجائیں گے چنانچہ مرداوتح نے بنی بویہ کو اعزاز و احترام سے ٹھہرایا اور خلعتیں دیں اس کے بعد ماکان کے سپہ سالاروں کے ایک گروپ نے مرداوتح سے امن کی درخواست کی جسے مرداوتح نے قبول کر لیا اور ہر ایک سپہ سالار کو اطراف جبل میں ایک ایک شہر کی حکومت عنایت کر دی چنانچہ عماد الدولہ کو کرخ^۱ کی حکومت سپرد کی یہ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔

عمید کے پاس:..... غرض سارے بنی بویہ مرداوتح سے رخصت ہو کر رے کی جانب روانہ ہو گئے ان دنوں رے کا حاکم پروشمگیر بن وزیر مرداوتح کا بھائی تھا اس کے ساتھ اس کا وزیر حسین بن محمد ملقب بہ عمید بھی تھا، عماد الدولہ نے رے میں پہنچ کر عمید سے ملاقات کی کچھ سامان اور ایک خچر بطور تحفہ پیش کیا مرداوتح کو اس کی خبر مل گئی وہ سمجھ گیا کہ ماکان کے سرداروں کو سرداری و حکومت دے کر میں نے غلطی کر دی، یہ لوگ چلتے ہیں پرزے ہیں جو کچھ نہ کچھ کر گزریں وہ کم ہے اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بھائی و شمگیر کو ان لوگوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا اس خط کے پہنچنے سے پہلے ہی عماد الدولہ کرخ کی طرف روانہ ہو چکا تھا لہذا اور لوگ تو گرفتار کر لئے گئے یہ باقی رہ گیا، وشمگیر نے اس کو واپس لانے کے لئے آدمیوں کو روانہ کرنے کا ارادہ کیا مگر فتنہ و فساد کے خوف سے خاموش ہو گیا۔

عماد الدولہ کرخ میں:..... عماد الدولہ نے کرک میں پہنچ کر حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا خرمیہ کے دو چار ٹکڑے بھی فتح کر لئے چنانچہ بڑا مال ہاتھ لگا مگر وہ سب کا سب لشکریوں کو دیدیا جس سے لشکریوں کو اس سے محبت ہو گئی اور عوام الناس کے قلوب عدل و انصاف اور داد و دہش کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال اور رعب و داب بھی بڑھ گیا اس زمانہ میں مرداوتح طبرستان میں مقیم تھا طبرستان سے رے واپس آ کر سپہ سالاروں کی اس جماعت کو جو رے میں نظر بند تھی رہا کر کے کرخ بھیج دیا، عماد الدولہ نے ان سپہ سالاروں کی بہت بری عزت کی اور اخلاق و محبت سے پیش آیا اور مال و اسباب سے مالا مال کیا اس طرح ان لوگوں کو عماد الدولہ کی جانب طبعی میلان ہو گیا، مرداوتح نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کو بلوایا مگر عماد الدولہ نے ان کو بھیجنے سے انکار کر دیا چنانچہ مرداوتح کو اپنے کئے پر سخت ندامت ہوئی اسی دوران شیرزاد نامی دیلمی سپہ سالار نے عماد الدولہ سے صلح کر لی۔

اصفہان پر چڑھائی:..... عماد الدولہ کی قوت اس کے مل جانے سے بڑھ گئی چنانچہ جنگ کی تیاری کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی ان دنوں اصفہان میں مظفر بن یاقوت حکومت کر رہا تھا، دس ہزار فوج اس کی قبضہ میں تھی اور محکمہ خراج کا انچارج ابوعلی بن رستم تھا، عماد الدولہ نے بڑی نرمی سے کہلوایا کہ تم لوگ دار الخلافہ بغداد جا کر معذرت کرو اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لو میں تمہارے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرنے کو تیار ہوں مگر مظفر اور ابوعلی نے اس بات کو منظور نہیں کیا اتفاق سے انہی دنوں میں ابوعلی مر گیا جو خلیفہ قاہر کی اطاعت کو نہایت ناپسند سمجھتا تھا مظفر نے اصفہان سے تین کوس باہر نکل کر مورچہ قائم کیا اس کے لشکر میں چھ سو دیلمی اور اہل جبل تھے ان لوگوں نے عماد الدولہ کے حالات اور کریمانہ عادات سن کر عماد الدولہ سے امن حاصل کر لیا اور اس کے بعد لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی عماد الدولہ کے لشکر میں صرف نو سو سوار تھے اور مظفر تقریباً دس ہزار فوج کے ساتھ میدان جنگ میں آیا تھا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا چنانچہ عماد الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرہ اڑا دیا۔

۱..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۳ پر کرخ کے بجائے کرخ تحریر ہے۔

مرداوتح کا حسد:..... اس واقعہ سے جتنی خلیفہ قاہرہ کو خوشی ہوئی اس سے کئی گنا زیادہ مرداوتح کو صدمہ پہنچا اور اسے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ کہیں ہمارے مقبوضات ہمارے ہاتھ سے نکل نہ جائیں لہذا چالوسی سے عماد الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تم میرے ہی بنائے ہوئے حاکم ہومیری اطاعت قبول کرلو میں تم کو فوج و لشکر سے مدد دوں گا، اور قاصد روانہ کرنے سے پہلے اپنے بھائی وشمگیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ عماد الدولہ پر حالت غفلت میں شبخون مارنے روانہ کر دیا جاسوسوں نے عماد الدولہ کو اس کی اطلاع کر دی چنانچہ اس نے اصفہان چھوڑ کر ارجان کا رخ کر لیا، ابوبکر بن یاقوت گورنر ارجان عماد الدولہ کی آمد سے مطلع ہو کر بغیر جنگ کے ارجان چھوڑ کر امہر مزبھاگ گیا، عماد الدولہ نے ارجان پر قبضہ کر لیا (یہ واقعہ ماہ ذی الحجہ ۳۲۱ھ کا ہے)۔

اس کے بعد ہی وشمگیر مرداوتح کا بھائی اصفہان پہنچا اور بغیر کسی مزاحمت کے اس پر قابض ہو گیا مگر خلیفہ قاہرہ کی تحریک و تحریر کی وجہ سے مرداوتح نے اصفہان کو محمد بن یاقوت کے حوالہ کر دیا۔

نوبند جان کا والی اور عماد:..... ارجان پر قبضہ کے بعد عماد الدولہ کے پاس ابوطالب زید بن علی نوبند جان کے حاکم کے خطوط آنے شروع ہوئے ہر خط میں یہی لکھتا تھا تم میرے پاس آ جاؤ ابن یاقوت سے غافل رہنا خلاف عقل ہے وہ تمہاری فکر میں ہے، عماد الدولہ نے یہ خیال کر کے کہ کہیں ابن یاقوت اور اس کے بیٹے کے محاصرہ میں نہ آ جائے ابوطالب کے مشورے پر عمل نہ کیا تب ابوطالب نے یہ سمجھنا شروع کیا کہ مرداوتح اور ابن یاقوت میں مصالحت کی گفتگو ہو رہی ہے چنانچہ اگر ان دونوں میں مصالحت ہو گئی تو تمہاری خیر نہیں ہے اور نہ تمہارے اندران دونوں کے مقابلہ کی طاقت ہے، عماد الدولہ بار بار اس بات کو لکھنے کی وجہ سے متاثر ہو گیا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۱ھ میں ارجان چھوڑ کر نوبند چلا گیا۔

ابن یاقوت سے مڈبھیڑ:..... راستے میں ابن یاقوت کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی جسے عماد الدولہ نے پہلے ہی حملہ میں شکست فاش دے دی ابن یاقوت نے باقی لشکر کو تیار اور مرتب کر کے چڑھائی کر دی عماد الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو کازرون وغیرہ (مضافات فارس) کی طرف خراج وصول کرنے روانہ کیا ابن یاقوت نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر ایک لشکر کازرون کی طرف بھیج دیا، رکن الدولہ نے اس کو شکست دیدی اور خراج وصول کر کے اپنے بھائی کے پاس آ گیا اس کے بعد عماد الدولہ اس خوف سے کہ مرداوتح اور ابن یاقوت کے درمیان موافقت نہ ہو جائے نوبند جان سے اصطخر کی طرف روانہ ہو گیا، چنانچہ ابن یاقوت نے تعاقب کیا اور کرمان کے راستے میں ایک پل پر سامنا ہو گیا اور فریقین میں لڑائی چھڑ گئی عماد الدولہ کے چند سپہ سالاروں نے ابن یاقوت سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر میں چلے گئے مگر ابن یاقوت نے ان سب کو قتل کر دیا اس سے عماد الدولہ کے سرداروں کے کان کھڑے ہو گئے بعد ازاں ان سب نے پوری قوت سے حملہ کیا ابن یاقوت کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی عماد الدولہ نے تعاقب کیا اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا (یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۳۲۲ھ کا ہے) اس معرکہ میں معز الدولہ نے بڑے کارنامے انجام دیے اور مردانگی اور جنگ لڑنے میں بہت نام کمایا۔

خرزانے کی دریافت:..... شکست کے بعد ابن یاقوت نے واسط میں جا کر دم لیا اور عماد الدولہ شیراز ❶ چلا گیا پھر شیراز اور پورے فارس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور امان کا اعلان کر دیا چاروں طرف امن و امان کا ڈنکا بج گیا لشکریوں نے تنخواہیں مانگیں مگر ادا نیگی کرنے سے مجبور ہو گیا اتفاق سے چند صندوقیں ہاتھ آ گئیں جس کو ابن یاقوت چھوڑ گیا تھا اور بنی صفار کے ذخائر بھی مل گئے جن میں پانچ لاکھ دینار سرخ موجود تھے پھر کیا تھا سارا خزانہ معمور ہو گیا اور پھر استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابن یاقوت سے صلح:..... ابن یاقوت مرداوتح کے قتل تک ابواز میں مقیم رہا اس کے ساتھ اس کا کاتب ابو عبد اللہ بریدی بھی تھا مرداوتح کے مارے جانے کے بعد ابن یاقوت نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا عماد الدولہ یہ خبر سن کر چڑھ دوڑا اور رفتہ رفتہ مقام عسکر مکرم میں پہنچا اطراف ارجان میں عماد الدولہ اور ابن یاقوت سے جنگ ہوئی اس معرکہ میں بھی ابن یاقوت کو شومئی قسمت سے شکست نصیب ہو گئی اس نے ابو عبد اللہ بریدی کو پیغام صلح دے کر عماد الدولہ کی خدمت میں بھیجا چنانچہ عماد الدولہ نے منظور کر لیا اور ابواز کی حکومت پر اس کو مقرر کر کے واپس آ گیا ابن بریدی بھی اس کے ساتھ تھا اس کے بعد ابواز میں ابن یاقوت اور فارس میں عماد الدولہ حکومت کرنے لگا۔

۱۔ (تجارب الامم، مصنف ابن مسکویہ جلد ۱ صفحہ ۲۹۷-۲۹۸)

ان واقعات کے بعد عماد الدولہ نے خلیفہ راضی کی خدمت میں سند حکومت حاصل کرنے کے لئے ایک درخواست روانہ کی (خلیفہ راضی خلیفہ قاہرہ کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے) اور ایک خط وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں بھیجا جس میں دس لاکھ درہم نذر کرنے کا وعدہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت ابوعلی نے منظور کر لیا اور سند حکومت خلعت اور جھنڈا روانہ کئے اس سے عماد الدولہ کی شان و شوکت اور بڑھ گئی، مرداوتح کو یہ خبر سننے سے طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے اس کا بھائی وشمگیر خلیفہ قاہرہ کی معزولی کے بعد اصفہان واپس آ گیا تھا اور محمد بن یاقوت کو اصفہان سے بغداد لوٹا دیا تھا اسی زمانہ میں مرداوتح بھی اصفہان پہنچ گیا اور عماد الدولہ کو زیر کرنے کی تدبیر میں مصروف ہو گیا اور اپنے بھائی وشمگیر کو صوبہ رے کی مقصد سے بھیج دیا۔

ابن مقلہ کی سازشیں:..... خلیفہ قاہرہ نے مولس اور اس کے ساتھیوں کے قتل کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ اور حسن بن ہارون کی تلاش اور گرفتاری کا حکم صادر کر دیا یہ دونوں روپوش تھے اور درپردہ فوج ساجیہ کے کمانڈروں اور قصر خلافت کے محافظوں سے خط و کتابت کر رہے تھے کبھی ان کو خلیفہ قاہرہ کی تلون مزاجی کی دھمکی دیتے تھے کہ ایک نہ ایک دن تمہارا انجام بھی وہی ہوگا جو ہمارا اور ہمارے ساتھیوں کا ہوا اور کبھی انعام و اکرام کی لالچ دلاتے اکثر اوقات رات کو ابن مقلہ ساجیہ کے سپہ سالاروں کے پاس بھیس بدل کر آتا اور ان پر ظاہر کرنا کہ سیما کو ایک نجومی نے بتایا ہے کہ خلیفہ قاہرہ کا زوال اس کے ہاتھوں ہوگا اور یہی اس کو قتل اور اس کی حکومت درہم برہم کرے گا، غرض ابن مقلہ نے انہی ذرائع سے ساجیہ کے سالاروں کے خیالات بدل دیئے۔

سیما کی نفرت:..... سیما ساجیہ کا افسر اعلیٰ تھا ابن مقلہ نے سیما کے معبر (خواب کے تعبیر کرنے والے) کو بہت سامال دے کر ملا لیا اور اس کے ذریعے سیما کو خلیفہ قاہرہ کی سطوت اور تلون مزاجی سے ڈرانا شروع کیا سنتے سنتے سیما کو خلیفہ قاہرہ سے نفرت اور رنجش پیدا ہو گئی اس دوران خلیفہ قاہرہ نے قصر خلافت میں چند گڑھے ① اور کنویں کھدوائے، لگانے بھانے والوں نے سیما اور ساجیہ کے سپہ سالاروں سے یہ جڑ دیا یہ گڑھے اور کنویں تمہیں ہلاک کرنے کے لئے کھدوائے گئے ہیں سیما اور ساجیہ کے سپہ سالاروں کو اس سے سخت تشویش پیدا ہو گئی اور کشیدگی اور نفرت حد سے بڑھ گئی سیما نے بہ خیال حفظ ما تقدم کے طور پر اپنے ماتحت سپہ سالاروں اور مشیروں کو جمع کر کے اسلحہ تقسیم کیا اور محافظین قصر خلافت کے سرداروں کو بلا کر خلیفہ قاہرہ کو معزول کرنے کا مشورہ دیا قسمیں کھائیں اور عہد و پیمان کیا۔

خلیفہ قاہرہ کی گرفتاری:..... اس کے بعد ان سب نے اچانک قصر خلافت پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لی، خلیفہ قاہرہ شور و غوغا سن کر بیدار ہو گیا اور بھاگنے کے ارادے سے دروازے کی طرف بڑھا خدام بولے فوج کی کثرت ہے اور راستہ نہیں ہے، مجبور ہو کر حمام کی چھت پر چڑھ گیا اتنے میں بلوائی گھس گئے اور خلیفہ قاہرہ کو ڈھونڈنے لگے کسی خادم نے بتادیا، سنتے ہی ایک گروپ حمام کی طرف دوڑ پڑا اور خلیفہ قاہرہ سے اتر آنے کو کہا مگر خلیفہ قاہرہ نے انکار کر دیا ان لوگوں نے تیر باری کی دھمکی دی چاروں اچار خلیفہ قاہرہ حمام کی چھت سے نیچے اتر آیا ان سب نے اسے گرفتار کر لیا اور بیڑیاں پہنا کر اس گھر میں لائے جہاں پر طریف سبکی قید تھا اس کو رہا کر کے اس کے بجائے خلیفہ قاہرہ کو قید کر دیا، یہ واقعہ اس کی خلافت کے ایک برس چھ مہینے بعد کا ہے، وزیر السلطنت حصیبی اور سلامت حاجب بھی اس وحشت ناک خبر کو سن کر بھاگ گئے۔ ②

بعض مورخین نے خلیفہ قاہرہ کی معزولی کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ تخت خلافت پر متمکن ہونے کے بعد خلیفہ قاہرہ فوج ساجیہ اور محافظین خلافت پر تشدد کرنے لگا تھا اس کے سرداروں اور سپہ سالاروں کی توہین کرتا، وظائف اور تنخواہ کے معاملہ میں لیت و لعل سے کام لیتا اس طرح ان لوگوں کو شکایتیں پیدا ہو گئیں اور ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگا اتفاق سے اس کے حاجب سلامت کو بھی اس سے خطرہ پیدا ہو گیا کیونکہ وہ اس سے اکثر مال و زر مانگا

① ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ پر یہاں گڑھوں اور کنویں کے لئے عربی میں مطامیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، جو جمع ہے مطمورۃ کی جس کے معنی ہیں زمین دوڑ گڑھا، اصل میں قاہرہ ایک تہہ خانہ بنوانا چاہتا تھا جس میں جیل اور نارچریل ہوتا، چنانچہ اسی کے لئے اس نے بنیادیں کھدوائیں تھیں جنہیں آج کل عربی میں عموماً، بززنہ، (واحد) یا، بززنات، (جمع) کہتے ہیں۔

② یہ واقعہ قاہرہ کی خلافت کے سال بھر بعد پیش آیا جیسا کہ، تاریخ بغداد، اور، الوانی بالوفیات، میں ہے۔

کرتا تھا وزیر اسطنت خصبی بھی اسی حال میں مبتلا تھا اس دوران خلیفہ قاہر نے اپنے محل میں چند گڑھے اور کنویں کھدوائے اس سے ان لوگوں کو شبہ پیدا ہو گیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں، اتنے میں قرامطہ کا ایک گروپ فارس سے گرفتار ہو کر بغداد آیا خلیفہ قاہر نے بظاہر ان لوگوں کو اس میں قید کر دیا مگر در پردہ ان لوگوں کو فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کے مقابلہ پر ابھارنے کی کوشش کی اور ان سے مدد کی درخواست کی، فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کو یہ ناگوار گزار وزیر اسطنت اور حاجب سے اس واقعہ کو ظاہر کیا خلیفہ قاہر نے ان لوگوں کو قصر خلافت سے نکال کر محمد بن یاقوت کو توال شہر کے سپرد کر دیا اور حسن سلوک کرنے کی ہدایت کر دی اس سے فوج ساجیہ اور محل کے محافظین کا شبہ اور قوی ہو گیا خلیفہ قاہر بھی علانیہ ان کی برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگا، رفتہ رفتہ فوج ساجیہ کی کشیدگی اس حد تک پہنچ گئی کہ اس کو معزول کرنے پر متفق ہو گئی جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

محمد بن مقتدر الراضی باللہ ۳۲۲ھ تا ۳۲۹ھ

الراضی باللہ کی خلافت:..... خلیفہ قاہر کی گرفتاری کے بعد ابو العباس بن مقتدر کو قید خانہ سے دربار عام میں لایا گیا (یہ اپنی ماں کے ساتھ جیل میں تھا) ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ بدھ کے دن کو اس کی خلافت کی بیعت کی گئی اور الراضی باللہ کا مبارک لقب دیا گیا۔

الراضی کے اقدامات:..... اس کے بعد خلیفہ راضی نے علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو امور سلطنت میں رائے لینے اور مشورہ کرنے کے لئے بلوایا تھوڑی دیر کے بعد یہ دونوں حاضر ہوئے تو عہدہ وزارت پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا علی بن عیسیٰ نے ضعیفی اور بڑھاپے کا عذر کر کے ابن مقلہ کو وزیر مقرر کرنے کی رائے ظاہر کی چنانچہ خلیفہ راضی نے ابن مقلہ کو امن دیکر قلمدان وزارت اس کے سپرد کر دیا اور قاضی القضاۃ کو حکم دیا کہ گرفتار خلیفہ قاہر کے پاس جا کر اسے ہدایت کرو کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر لے، قاضی القضاۃ چند عادل گواہوں کے ساتھ محبوس خلیفہ کے پاس گیا اور خود کو معزول کرنے کی ہدایت کی محبوس خلیفہ نے اس سے انکار کیا تو اس کی آنکھوں میں گرم سلایاں پھیر دی گئیں جس سے وہ اندھا ہو گیا۔

وزیر کے اقدامات:..... ابن مقلہ نے عہدہ وزارت حاصل کرنے کے بعد خصبی خلیفہ سابق کے وزیر کو امن دے کر چند صوبوں کا گورنر بنا دیا اور اس کی طرف سے بطور نائب کے فضل بن جعفر بن فرات کو موصل، قروی، باریدی، ماروین، دیار جزیرہ، دیار بکر، طریق فرات اور صغیر جزیرہ، شامیہ اور افواج شام و مصر کے صوبوں پر مامور کیا، خراج، ڈاک اور معاون افسروں کی معزولی اور تقرری کے اختیارات اسے دیئے، بدرجمائی کو محکمہ پولیس کی افسری دی گئی محمد بن رائق کو اہواز سے طلب کیا گیا اس نے صوبہ پر قبضہ کر کے ابن یاقوت کو سوس اور جندیسا پور کی طرف بھگا دیا یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن یاقوت کو اصفہان کی سند گورنری مل گئی تھی اور یہ اس طرف روانہ ہونے کے ارادے سے تھا اتنے میں خلیفہ قاہر کی خلافت کا خاتمہ ہو گیا اور خلیفہ راضی خلافت پر متمکن ہوا چنانچہ اسے حجابت کے عہدے پر مقرر کرنے کی غرض سے ابن رائق کو خلیفہ راضی نے بلوایا چنانچہ ابن رائق اہواز سے واسط کی طرف روانہ ہو گیا۔

ابن یاقوت بمقابلہ ابن رائق:..... ابن یاقوت نے یہ خبر سن کر دربار خلافت میں عہدہ حجابت کی ایک درخواست بھیج دی جو پہنچنے کے ساتھ ہی منظور کر لی گئی ابن یاقوت سامان سفر درست کر کے ابن رائق کے بعد ہی روانہ ہو گیا کسی نے ابن رائق کو اس کی اطلاع کر دی اس خیال سے کہ ابن یاقوت سے میں پہلے بغداد پہنچ جاؤں، واسط میں نہ ٹھہرا اور ڈبل کوچ کرتا ہوا بغداد کی طرف روانہ ہوا مگر مدائن میں خلیفہ راضی کا اس کو فرمان ملا کہ دربار خلافت سے تمہارے صوبہ بصرہ کے علاوہ صوبہ واسط کے محکمہ ہائے جنگ اور معاون کی تم کو حکومت عطا کی جاتی ہے لہذا بغداد آنے کے بجائے واسط چلے جاؤ چنانچہ مدائن سے دجلہ کے راستے واسط واپس آ گیا واپسی کے وقت راستے میں ابن یاقوت بغداد آتا ہوا ملا کچھ عرصہ کے بعد ابن یاقوت بغداد میں داخل ہوا تو خلیفہ نے اسے عہدہ حجابت عطا کر کے فوج کی سرداری اور دفاتر کی نگرانی بھی اس کے سپرد کر دی اور یہ حکم دیا کہ مختلف محکموں، مال، اور فوج کے افسران اس سے رابطہ کیا کریں گے، کوئی فرمان تقرری، معزولی، یاربائی یا قید کا بغیر اس کے دستخط کے جاری نہیں ہوگا درحقیقت وزیر تو یہی تھا اور وزیر اسطنت ابن مقلہ اس کی مجلس کا محض ایک ممتاز و معزز ممبر تھا۔

ہارون کی بغاوت:..... ہارون بن غریب الحال کو خلیفہ قاہر نے کوفہ، دینور اور ماسبدان کا گورنر بنایا تھا جس وقت خلیفہ قاہر کو معزول کیا گیا اور خلیفہ راضی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو ہارون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تو خلیفہ قاہر کے ماموں کا بیٹا ہوں لہذا میرے سوا اور کوئی شخص حکومت و سرکاری کام مستحق نہیں ہے، اراکین دولت اور سپہ سالاران لشکر کو انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اور دینور سے خاقین کی جانب بغداد کے ارادے سے کوچ کر دیا، وزیر السلطنت ابن مقلہ، ابن یاقوت، فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کو یہ ناگوار گزار لہذا دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ راضی سے ہارون کی شکایت کر دی۔

ہارون کو روکنے کی کوشش:..... خلیفہ راضی نے ان لوگوں کو ہارون سے مزاحمت کرنے کی اجازت دے دی ان لوگوں نے ہارون کو بذریعہ خط و کتابت بغداد آنے سے منع کیا اور ان صوبوں کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے دو ایک صوبے دینے کا وعدہ کیا مگر ہارون اس طرف ذرا بھی ملتفت نہ ہوا اور نہروان میں پہنچ کر کجبر و تعدی خراج وصول کرنے لگا جس سے اس کا رعب اور داب بڑھ گیا اراکین دولت نے یہ خبر سن کر محمد بن یاقوت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ ہارون کے طوفان بدتمیزی کے روک تھام کے لئے روانہ کیا جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں ابن یاقوت کے بعض ساتھی بھاگ کر ہارون کے پاس چلے گئے ابن یاقوت نے ہارون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور بغداد جانے سے روکا مگر ہارون نے منظور نہ کیا اور یہ کہلوایا کہ میں بغداد جانے کا ارادہ نہ سوچتا ہوں، ابن یاقوت اس صاف جواب کو سن کر خاموش ہو گیا۔

ہارون کا قتل:..... چوبیسویں جمادی الثانی ۳۲۲ھ بروز منگل دونوں فوجوں نے ہنگامہ کارزار گرم کیا پہلے ہی حملہ میں ابن یاقوت کو شکست ہو گئی اور اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور ابن یاقوت تبریز کے پل کی طرف بھاگا اور اس پر سے گزر گیا ہارون نے تنہا اس کا تعاقب کیا اور رفتہ رفتہ ایک جھیل تک پہنچ گیا اتفاق سے اس کا گھوڑا بدکا تو وہ زمین پر گر گیا فوراً ابن یاقوت کے ایک غلام نے سرتار لیا، ہارون کے ساتھی اس واقعہ کو دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے دو ایک سپہ سالار مارے گئے اور ایک دو گرفتار کر لئے گئے ابن یاقوت کامیابی کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

ابن یاقوت کا زوال:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ابن یاقوت کو تمام دفاتر کی نگرانی کا حکم دیا گیا تھا اور وزارت کے کام بھی درحقیقت یہی کر رہا تھا اور ابن مقلہ برائے نام وزیر تھا، ابن مقلہ وقت بے وقت موقع پا کر خلیفہ راضی سے اس کی شکایت کرنے لگا یہاں تک کہ خلیفہ کو اس کا مخا لف بنادیا اور ماہ جمادی الاول ۳۲۲ھ میں اس کی گرفتاری پر آمادہ کیا تھا

ابن یاقوت کی گرفتاری:..... اس ماہ کی پانچ تاریخ کو خلیفہ راضی دستور کے مطابق دربار میں رونق افروز ہوا اراکین سلطنت، امراء لشکر اور وزراء حسب مراتب موجود تھے مختلف صوبوں کے گورنر بھی ایک طرف کھڑے تھے امیدواران گورنری ملنے کا انتظار کر رہے تھے اس وقت خلیفہ راضی نے ارشاد فرمایا کہ گورنری کی تقرری اور تبدیلی کے لئے میں نے یہ دربار منعقد کیا ہے ابن یاقوت کو عہدہ حجابت کی خدمات انجام دینے کے لئے حاضر کرو، اس حکم کے صادر ہونے کی دیر تھی کہ ابن یاقوت کو حاضر کر دیا گیا خدام دولت اس کو لے کر دربار کے ایک کمرے کی طرف گئے اور وہیں قید کر دیا ① اس کے بعد وزیر السلطنت ابن مقلہ نے محمد بن یاقوت کے گھر کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین کر دیا اسی تاریخ سے ابن مقلہ کو عہدہ وزارت کے مکمل اختیارات مل گئے۔

رہائی کی ناکام کوشش:..... یاقوت ان دنوں واسط میں مقیم تھا اپنے بیٹے محمد کی گرفتاری کی خبر سن کر فارس کی طرف ابن بویہ سے جنگ کے لئے کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں خلیفہ کو خوش کرنے کی غرض سے خطر روانہ کر دیا جس میں یہ بھی درخواست کی تھی کہ میرے بیٹے کو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ ابن بویہ کی مہم میں میرا ہاتھ بٹائے، مگر وزیر السلطنت نے اس درخواست پر کچھ توجہ نہیں کی اور محمد بن یاقوت برابر جیل کی مصیبت جھلوتا رہا یہاں تک کہ بحالت قید ۳۲۴ھ ② میں مر گیا۔

①..... یہاں سے کچھ عبارت چھوٹی ہوئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ، پھر محمد بن یاقوت کے سیکرٹری قراہی کو بلایا گیا اور ایک کمرے میں بند کر دیا گیا، اس کے بعد یاقوت کے بیٹے مظفر کو اس کے گھر سے بلا کر قید کر دیا گیا، مظفر اس وقت نشے کی حالت میں تھا، یہ عبارت تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۴، اور تاریخ ابن خلدون عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۶-۳۹۷ سے نقل کی گئی ہے۔ ②..... ایک نسخے میں ۳۲۳ھ کے بجائے ۳۱۴ھ تحریر ہے جو کہ غلط ہے دیکھیں تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۴

بریدی کے حالات :..... ابو عبد اللہ بریدی ابن یاقوت کے زمانہ میں اہواز کا گورنر تھا جس وقت مرداوتح نے اہواز پر قبضہ کیا تھا اور ابن یاقوت شکست کھا کر بھاگ گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے تو بریدی اہواز سے بصرہ آ گیا اور نشیبی اہواز میں قابض ہو گیا اس کے ساتھ ہی یاقوت کے سیکریٹری کی ذمہ داری بھی انجام دے رہا تھا کچھ عرصہ کے بعد یاقوت کے پاس آ گیا اور اسکے پاس واسط میں ٹھہرا رہا لہذا جس وقت ابن یاقوت کو گرفتار کیا گیا وزیر ابن مقلہ نے بریدی اور یاقوت کے پاس خطوط روانہ کئے جس میں ابن یاقوت کو گرفتار کرنے کی معذرت تھی اور ان دونوں کو فارس کی مہم پر جانے کی تاکید کی تھی چنانچہ واسط سے یاقوت سوس کے راستے روانہ ہوا اور بریدی دریا کے راستے، چنانچہ کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اہواز پہنچے۔

بریدی کی کامیابیاں :..... اس وقت سوس اور چند سیاپور (مضافات اہواز) اس کے دونوں بھائیوں ابوالحسن اور ابویوسف کی نگرانی میں تھے اس سے پہلے ابوالحسن اور ابویوسف نے دربار خلافت میں یہ رپورٹ بھیجی تھی کہ اگر مرداوتح کی روک تھام نہیں کی گئی تو عنقریب ان علاقوں پر وہ قبضہ کر لے گا، وزیر السلطنت ابن مقلہ نے اس رپورٹ کی تصدیق کے لئے ایک نائب بھیجا تھا اس نائب نے تحقیقات کے بعد ابوالحسن اور ابویوسف کی رپورٹ کی تائید اور تصدیق کر دی اس دوران بریدی بھی پہنچ گیا تھا اور اس نے ان دونوں کے جمع کئے ہوئے مال پر جس کی تعداد چار لاکھ دینار ① سے زیادہ تھی قبضہ کر لیا اس سے بریدی کی قوت بڑھ گئی اور لشکر بھی مرتب کر لیا اس کے بعد یاقوت کو فتح فارس کے لئے ارجان کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا اور خود اہواز میں رکا ہوا خراج وصول کرتا رہا جس سے اتنا ہی مال اور حاصل ہو گیا۔

یاقوت اور ابن بویہ کا مقام ارجان پر مقابلہ ہوا چنانچہ یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرّم کی طرف بھاگ گیا اور ابن بویہ رامہر مزینک تعاقب کرتا گیا جب یاقوت ہاتھ آیا تو رامہر مزینک بھیجا گیا یہاں تک کہ دونوں میں صلح ہو گئی۔

ابو عبد اللہ اور یاقوت :..... ابھی آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ارجان میں عماد الدولہ ابن بویہ سے یاقوت شکست کھا کر عسکر مکرّم کی طرف بھاگ چکا تھا اور ابن بویہ نے فارس پر قبضہ کر لیا تھا ابو عبد اللہ بریدی اہواز میں ٹھہرا ہوا ہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا، یہ یاقوت کا سیکریٹری بھی تھا یاقوت کو اس پر بھرپور اعتماد تھا چونکہ انتظامی قوت یاقوت میں کم تھی اور دورانہ نشی کا مادہ بالکل بھی نہ تھا ابو عبد اللہ بریدی نے اپنے بھائی ابویوسف کے ذریعے یاقوت کے پاس کہلویا کہ آپ عسکر مکرّم میں رک جاؤ میں بہت جلد سامان جنگ اور مال حاصل کر کے اس لشکر سمیت جو بغداد سے آنے والا ہے آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا اس میں آپ کو مغز خراشی بھی نہیں کرنی پڑے گی اور لشکریوں کی شور و شغب سے آپ کو تکلیف بھی نہ ہوگی اس پیغام کے ساتھ اہواز کے خزانے سے پچاس ہزار دینار بھی خرچ کے لئے روانہ کر دیئے سادہ لوح یاقوت اس کے جھانسنے میں آ گیا اور بریدی اتنا مال روانہ کر کے خاموش ہو گیا۔

یاقوت کی شکست :..... تھوڑے دنوں میں یہ مال ختم ہو گیا تو یاقوت اور اس کے لشکریوں کا گذر مشکل سے ہونے لگا اس واقعہ سے پہلے یاقوت کے پاس ابن بویہ کے ایک ساتھی طاہر جبلی اور اس کا کاتب ابو جعفر سہیری ② ابن بویہ سے ناراض ہو کر آ گیا تھا جب یاقوت کے لشکر میں فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تو طاہر جبلی یاقوت سے رخصت ہو کر مغربی تشر کی جانب چلا گیا چنانچہ عماد الدولہ کو اسکی علیحدگی کی خبر مل گئی تو اس نے لشکر تیار کر کے یاقوت پر حملہ کر دیا چنانچہ یاقوت کو شکست ہو گئی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا گیا ابو جعفر قید ہو گیا مگر عماد الدولہ کے وزیر کی سفارش سے رہا کر دیا، رہائی پا کر کرمان پہنچا اور معز الدولہ بن بویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عہدہ کتابت حاصل کر لیا۔

بریدی کی یاقوت سے بے رحمی :..... طاہر نے علیحدگی کے بعد بریدی کو ایک خط یاقوت کی کمزوری اور ساتھیوں سے اختلاف کے بارے میں تحریر کیا بریدی نے یاقوت کے پاس کہلویا کہ آپ اپنے لشکریوں کو ان کے سرداروں کے ساتھ ایک ایک دستہ کر کے میرے پاس اہواز میں بھیج دیجئے میں ان کو سمجھا بھجا کر دوں گا تو آپس میں لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے سادہ لوح یاقوت نے نہایت سادگی سے اس رائے پر عمل کیا چنانچہ

①..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۷ پر چار لاکھ کے بجائے چالیس لاکھ تحریر ہے۔

②..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۷ پر برصمیری تحریر ہے۔

بریدی نے ان میں سے اچھے اچھے لوگوں کو منتخب کر کے اپنے لشکر میں رکھ لیا اور باقی کو واپس کر دیا اور جن لوگوں کو اپنے لشکر میں شامل کیا تھا ان کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کئے یا قوت نے بریدی کے پاس لشکر کی تنخواہ کے بارے میں خط لکھا، بریدی نے ذرا بھی توجہ نہ کی مجبوراً یا قوت بریدی کی طرف روانہ ہو گیا بریدی یہ خبر سن کر پیدل اس کے استقبال کے لئے آیا دست بوسی کی اور عزت و احترام سے خاص اپنے مکان میں لے جا کر ٹھہرایا اور بے عذری سے خدمت کرتا رہا، مگر یہ سب ظاہر داری تھی۔

بریدی کا یا قوت سے فراڈ:..... یا قوت نے شور و غوغا کی وجہ سے دریافت کی تو بریدی نے سر نیچا کر کے دست بستہ عرض کیا یہ لوگ ہم کو اور آپ کو قتل کرنے کے ارادے سے آئے ہیں ان کو ہمارا اور آپ کا ملنا ناگوار گذرا ہے، یا قوت یہ سن کر گھبرا گیا بریدی نے ایک کھڑکی سے نکل جانے کا اشارہ کر دیا یا قوت خوفزدہ ہو کر اس کھڑکی سے نکل کر عسکر مکرم کو واپس پہنچ گیا اس کے بعد بریدی نے یا قوت کو اپنے لشکریوں کے اس کا تعاقب کرنے سے ڈرایا اور اسے یہ لکھ بھیجا کہ چونکہ عسکر مکرم ہواز سے صرف آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے بہتر یہ ہے کہ آپ عسکر مکرم سے بھی کہیں دور تشریف آکر قلعہ نشین ہو جائیے اور گورنر تشریف کو لکھا کہ یا قوت کو پچاس ہزار دینار دے دیئے جائیں، یا قوت اس رائے کے مطابق عسکر مکرم سے تشریف جانے پر تیار ہو گیا۔

یا قوت کو نصیحت:..... اس کا ایک خادم منوس تھا وہ بریدی کی چالوں کو تاڑ گیا تھا اس نے اس کی چالاکیوں اور اس کے فریب و مکر کو یا قوت پر ثابت کر کے یہ رائے دی کہ آپ بغداد چلے جائیے محافظین قصر خلافت کے آپ سردار ہیں اور ان لوگوں نے آپ کو طبعی کا خط بھی لکھا تھا لہذا عباسیوں کو چھوڑیے اور بغداد میں جا کر آرام کے ساتھ سرداری کیجئے اور جہاں تک ممکن ہو بریدی کا قلع و قمع جلد کر دیجئے اور ہواز سے اس کو نکال دیجئے، یا قوت اس نصیحت کو سننے کے بجائے بہر ابن گیا اور بریدی کے معاملہ میں کسی کی کچھ نہ سنی۔

یا قوت کی تنہائی:..... نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے سارے ساتھی آہستہ آہستہ بریدی کے پاس چلے گئے اور یہ بریدی کا دم بھرتا رہا یہاں تک کہ اس کے پاس صرف آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے اس دوران اس کا بیٹا مظفر^۱ خلیفہ راضی کی قید سے ایک ہفتہ کے بعد رہائی پا کر اس کے پاس آ گیا اور بریدی کے سارے حالات سن کر بغداد جانے کی رائے دی اور یہ کہا کہ اگر بغداد میں آپ کا خاطر خواہ مقصود حاصل نہ ہو تو موصل اور دیار ربیعہ کی طرف چلے جانا اور اس پر قابض و متصرف ہو جانا مگر یا قوت نے اس سے انکار کر دیا لہذا مظفر بھی اس سے علیحدہ ہو کر بریدی کے پاس آ گیا بریدی نے اسکی بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا اور در پردہ اس کی نگرانی پر چند لوگوں کو متعین کر دیا۔

بریدی کو یا قوت کا خوف:..... باوجودیکہ بریدی کی فوجی اور مالی قوت آئے دن بڑھتی جا رہی تھی مگر پھر بھی بنظر انجام بنی یا قوت سے خوفزدہ تھا لہذا اسے کہلوایا کہ خلیفہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو یا تو بغداد روانہ کر دوں اور یا بلاد جبل کے کسی صوبہ پر مقرر کر کے بھیج دوں، یا قوت نے مہلت مانگی مگر بریدی نے مہلے دینے سے انکار کر کے ایک لشکر ہواز سے روانہ کر دیا چنانچہ یا قوت کو بریدی کی ان حرکات و افعال سے اس کے خبث باطنی اور بد نیتی کا احساس ہو گیا لہذا بریدی پر حملہ کرنے کے ارادے سے عسکر مکرم پہنچ گیا لیکن اس وقت بریدی کا کہیں پتہ و نشان بھی نہ تھا۔

یا قوت کا قتل:..... اس کے بعد بریدی کا لشکر ابو جمال^۲ کی ماتحتی میں پہنچ گیا اور وہ ایک حصہ کے ساتھ مقابلہ پر آیا اور دوسرے حصہ کو یا قوت کے لشکر کے پیچھے کمین گاہ میں چھپا دیا، ظہر کے بعد یا قوت کو شکست ہو گئی اور لشکر لے کر تتر بتر ہو گیا یا قوت نے ایک دیوار کے نیچے بیٹھ کر آستین سے اپنا منہ چھپا لیا بریدی کے چند سپاہی اس طرف سے ہو کر گذرے اور اجنبی سمجھ کر اس کا منہ کھولا تو معلوم ہوا کہ یہ تو یا قوت ہے چنانچہ سب کے سب اس پر ٹوٹ پڑے اور قتل کر ڈالا اور اس کا سر اتار کر لشکر میں لائے چنانچہ ابو جعفر نے نعرش کو اسی میدان میں دفن کر دیا اور سر کو اس مال و اسباب سمیت جو اس لڑائی میں یا قوت کے ٹھکانے سے ہاتھ آیا تھا بریدی کے پاس تشریف بھیج دیا بریدی نے یا قوت کے بیٹے مظفر کو بھی گرفتار کر کے بغداد روانہ کر دیا اور خود ان صوبوں پر قابض و متصرف ہو گیا یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

①..... خلیفہ راضی نے اس کو ماہ جمادی الاول ۳۲۴ھ میں قید کر دیا تھا ایک ہفتہ کے بعد رہا کر کے اس کے باپ کے پاس تشریف روانہ کر دیا۔

②..... تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۸۴ پر جمال کے بجائے جمال تحریر ہے۔

ابوالعلاء کا قتل:..... ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن ابوالہیجا عبد اللہ بن حمدان موصل کا گورنر تھا اس کے چچا ابوالعلاء سعید نے دربار خلافت سے موصل اور دیار ربیعہ کی حکومت حاصل کر کے خفیہ طور پر یہ اظہار کر کے کہ میں اپنے بھتیجے کے پاس روپیہ لینے جا رہا ہوں موصل کی طرف روانہ ہو گیا ناصر الدولہ اس کی اطلاع پا کر استقبال کی غرض سے موصل سے نکلا اور ابوالعلاء دوسرے راستے سے موصل میں داخل ہوا اور دارالامارات میں جا کر بیٹھ گیا ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے پہنچ کر ابوالعلاء کو گرفتار کر لیا اور دوسرے گروپ نے جا کر سراتار لیا۔

وزیر السلطنت کی آمد اور واپسی:..... خلیفہ راضی کو یہ خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا چنانچہ اس نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل جانے کا حکم دیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت ابن مقلہ لشکر تیار کر کے موصل کی جانب روانہ ہو گیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر موصل سے زوران آ گیا اور وزیر السلطنت کو تین ۱ تک تعاقب کرتا چلا گیا پھر وہاں سے واپس آ کر موصل میں قیام پذیر ہو گیا اور مال گذاری وصول کرنے لگا، ناصر الدولہ نے دس ہزار دینار وزیر السلطنت کے بیٹے کے پاس بغداد روانہ کئے اور کہلوا یا کہ یہ آپ کی نذر ہے ایسا کچھ کیجئے کہ جتنی جلد ممکن ہو آپ کے والد موصل سے بغداد چلے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت کے بیٹے نے اس پر عمل کر لیا، وزیر السلطنت نے گھبرا کر علی بن خلف بن طباب کو اور فوج ساجیہ میں سے ماکرد یلمی کو بطور اپنا نائب مقرر کیا اور مسافت طے کر کے پندرہویں شوال ۳۲۳ھ کو بغداد پہنچا۔

ناصر کا موصل پر قبضہ:..... وزیر السلطنت کے جانے کے بعد ناصر الدولہ نے فوجیں جمع کیں اور ماکرد یلمی سے مقام نصیبیں میں مقابلہ کیا ماکرد شکست کھا کر رقبہ کی جانب بھاگا اور پھر وہاں سے نکل کر بغداد آ گیا ماکرد کی شکست سے علی بن خلف بھی متاثر ہو کر بغداد آ گیا، ناصر الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور دربار خلافت میں معذرت کا خط لکھا چنانچہ خلیفہ نے عفو و تقصیر کر کے سند حکومت عطا کر دی۔

وزارت کی تبدیلی:..... چونکہ محمد رائق نے دار الخلافہ بغداد میں خراج بھیجنا بند کر دیا تھا اس وجہ سے ۳۲۳ھ میں وزیر السلطنت نے محمد کو واسط اور بصرہ کے چھوڑ دینے کا خط لکھ کر بھیجا تھا محمد بن رائق نے وزیر السلطنت کے خط کا مخالفانہ جواب تحریر کیا اور درپردہ خلیفہ راضی کی خدمت میں وزارت کی اس شرط پر درخواست کی کہ قصر خلافت کے خرچ کا سارا ابو جہ میرے سر اور لشکریوں کی تنخواہ بھی میرے ذمہ ہوگی۔

خط کا جواب آنے پر وزیر السلطنت نے یہ طے کیا کہ اپنے بیٹے کو یہ ظاہر کر کے کہ وہ اب ہوا ز جا رہا ہے ابن رائق کو گرفتار کرنے واسط روانہ کر دوں اور ایک قاصد بھی ابن رائق کے پاس اسی بات کے اظہار کے ساتھ بھیج دوں تاکہ اس کو کوئی خیال مخالفت کا نہ پیدا ہو، صبح کے وقت یہ معاملہ عرض کرنے قصر خلافت میں حاضر ہوا مگر مظفر بن یاقوت اور محافظین قصر خلافت نے گرفتار کر لیا۔ اس واقعہ سے پہلے مظفر بن یاقوت کو قید کی مصیبت سے رہائی مل چکی تھی اور حجابت کے کام کو انجام دے رہا تھا۔

نئے وزیر کی تقرری:..... خلیفہ راضی نے اس فعل پر مظفر اور محافظین کی تعریف کی اور انعامات دئے۔ ادھر ابو الحسین بن ابوعلی بن مقلہ اپنے خاندان سمیت روپوش ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ اور محافظین قصر خلافت کی درخواست پر علی بن عیسیٰ کو بلوا کہ قلمدان وزارت سپرد کرنے کا ارادہ کیا۔ علی بن عیسیٰ نے بوڑھا پے کا عذر کر کے اپنے بھائی عبدالرحمن کی طرف اشارہ کیا چنانچہ اسی وقت خلیفہ نے عبدالرحمن بن عیسیٰ کو بلوا کر قلمدان وزارت عنایت کر دیا۔ اور معزول وزیر ابن مقلہ کے معاملہ کو بھی اسی کے سپرد کر دیا، ابن مقلہ سے بھی (جیسا کہ اور سابق معزول وزراء سے جرمانہ وصول کیا گیا تھا) وصول کیا گیا۔

استعفاء اور نیا وزیر:..... کچھ عرصہ بعد عبدالرحمن سے وزارت کا کام چل نہ سکا۔ چنانچہ خراج وصول ہونے میں دقت ہوئی۔ انتظامات ملکی میں خلل پیدا ہونے لگا۔ لہذا اس نے مجبور ہو کر استعفاء دے دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کو اور اس کے بھائی کو وزارت کے تیسرے مہینے گرفتار کر لیا۔ اور ابو جعفر محمد بن قاسم کرنی کو وزارت کا عہدہ دے دیا۔ وزارت کی تبدیلی سے علی بن عیسیٰ پر بھی آفت آئی اور ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا گیا۔ ابو جعفر کی وزارت کے دوران خراج کی آمد بند ہو گئی اور گورنروں نے اپنے صوبوں کو دبا لیا ابن رائق نے واسط اور بصرہ کا خراج بند کر دیا۔ بریدی نے صوبہ ہوا ز کی

۱..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۳۹۸ پر تین کے بجائے سن تحریر ہے۔

آمدنی دہالی۔ اور فارس کا خراج ابن بویہ کے غلبہ و تصرف کی وجہ سے بند ہو گیا۔ چونکہ ان صوبوں کے علاوہ اور کوئی صوبہ دولت عباسیہ کے قبضہ میں نہ تھا اس لئے اس کی مالی حالت بے حد کمزور ہو گئی۔ اراکین سلطنت اور امراء دولت علم خلافت کو چاروں طرف سے اپنی خود غرضیوں کا نشانہ بنا رہے تھے۔ لشکریوں کی تنخواہیں کئی ماہ کی چڑھ گئیں تھیں۔ مطالبات کی کثرت تھی خرچ کی تنگی ہو رہی تھی اور ابو جعفر کا رعب عرب لوگوں کے دلوں سے اٹھ گیا تھا۔

نئے وزیر کا فرار:..... جب اس سے کچھ بن نہ پڑا تو اپنی وزارت کے ساڑھے تین ماہ کے بعد روپوش ہو گیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی جگہ ابو القاسم سلیمان بن حسن کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی حالت بھی وزراء سابق کی طرح تھی نہ اس کے پاس کچھ مال وزر تھا اور نہ اس کو ملک کی حالت سے کوئی آگاہی تھی۔ خزانہ خالی پڑا ہوا تھا اور یہ نام کی وزارت کر رہا تھا۔

ابن رائق کی وزارت اور عروج:..... جس وقت خلیفہ راضی کو وزراء کی نالائقی کا پتہ چل گیا تو ابو بکر محمد بن رائق کو واسطہ سے بلوایا اور یہ تحریر کیا کہ خلیفہ نے تمہاری درخواست وزارت کے لئے منظور فرمائی ہے مناسب یہ ہے کہ دربار خلافت میں حاضر ہو کر اپنے منصبی کام کو انجام دو۔ ابن رائق یہ فرمان دیکھ کر خوش ہو گیا اور روانگی کی تیاری کرنے لگا۔ اس دوران خلیفہ راضی نے فوج ساجیہ کو ابن رائق کے پاس بھیج دیا۔ اور اس کو اس کا امیر بنا کر امیر الامراء کا خطاب دیا۔ محکمہ مال دیوانی، حکام کی تبدیلی و تقرری، ممالک کا نظم و نسق، کتابت، حجابت، غرض یہ کہ تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کے اختیارات عطا کر دیئے منبروں پر خطبوں میں اپنے نام کے بعد اس کا نام پڑھے جانے کا حکم صادر کیا۔ ❶

ابن رائق کے اقدامات:..... ماہ ذی الحجہ ۳۲۲ھ میں فوج ساجیہ واسطہ پہنچی چنانچہ ابن رائق نے پہنچنے کے ساتھ ہی گرفتار کر لیا ان کی سواریاں اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔ ظاہر یہ کیا کہ محافظین سے قصر خلافت سے ان کی تنخواہ بڑھائی جائے گی۔ محافظین قصر خلافت یہ سن کر بھڑا گئے اور اپنے مکانات چھوڑ کر قصر خلافت میں آ کر خیمہ زن ہو گئے اس کے بعد ابن رائق واسطہ سے بغداد آ گیا۔ خلیفہ راضی نے اسے خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور زمام مملکت اس کے ہاتھ میں دے دی اس کے حکم سے محافظین قصر خلافت خیموں کو اکھاڑ کر اپنے گھروں میں جا کر مقیم ہو گئے۔

خلیفہ کے اختیارات کا حال:..... اسی وقت سے تمام دفاتر شاہی بند کر دیئے گئے۔ نام کی وزارت رہ گئی۔ کوئی اختیار اس کو نہ تھا۔ ابن رائق ❷ اور اس کا سیکرٹری جو چاہتا کر گذرتے۔ خزانے بند کے بند رہے خراج اس کے خزانے میں داخل ہوتا سیاہ و سفید کو چاہتا کرتا۔ خلیفہ بھی اب اسی کے دست نگر تھے۔ ایک دانہ بھی ان کے قبضہ میں نہ تھا۔ وہ اپنے مقصد اور خواہش کی مطابق خلیفہ سے کام لیتا۔ غرض یہ کھپتلی یا موم کی ناک تھے وہ جس طرف چاہتا پھر دیتا۔ زیر کنٹرول علاقوں کے حکام نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت بوجھ اپنے سر سے اتار کر رکھ دیا جتنا جس کے قبضہ میں تھا اس کو اس نے دبا لیا خلیفہ کے قبضہ میں اس وقت بغداد اور اس کے مضافات کے علاوہ اور کوئی ملک باقی نہ رہا تھا اس کے باوجود ابن رائق خلیفہ پر حاوی اور ہر کام میں پیش پیش ہو رہا تھا اور اس کا حکم جاری و ساری تھا۔

مملکت میں طوائف المملو کی:..... زیر کنٹرول ممالک کی یہ کیفیت تھی۔ صرہ ابن رائق کے قبضہ میں تھا خوزستان اور ابواز بریدی کے، فارس عماد الدولہ بن بویہ کے، کرمان ابوالی محمد بن الیاس کے، رے، اصفہان اور جیل رکن الدولہ ابن بویہ اور شمکیر کے (و شمکیر مرداویح کا بھائی تھا جو رکن الدولہ کا اس صوبہ میں مخالف اور مناصم بنا ہوا تھا) موصل، دیار بکر، دیار مضراور دیار ربیعہ، بنی حمدان کے، مصر و شام محمد بن طنج کے، مغرب اور افریقہ عبیدین کے، اندلس عبدالرحمن بن محمد ملقب بہ الناصر اموی کے، ماوراء النہر بنی سامان کے، طبرستان ویلم کے، بحرین اور یمامہ ابو طاہر ترمطی کے ہاتھ میں تھے ایسی حالت میں خلافت عباسیہ کے وہی حالات اور واقعات بیان کرنا باقی رہ گئے ہیں جو اس سے متعلق اور اس سے وابستہ تھے اور وہ فقط ابن رائق اور بریدی کے حالات ہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے گورنر جنہوں نے علم خلافت سے قطع تعلق کر لیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ان کے

❶..... یہ پہلا آدمی ہے جس کا نام خطبے میں خلیفہ کے نام کے ساتھ پڑھا گیا، دیکھیں،، ماثر الاناقہ، جلد ۱ صفحہ ۲۸۔

❷..... اس کو امیر الامراء بھی کہتے ہیں، اور امیر الامراء کا عہدہ سب سے پہلے خلیفہ راضی باللہ نے ایجاد کیا تھا، خلیفہ اپنے احباب کو اہم سرکاری اور اداری معاملات سونپ دیتا تھا جو امیر الامراء کے ماتحت ہوتے تھے اور خود ان معاملات سے الگ رہتا تھا۔

حالات واقعات ہم علیحدہ یکے بعد دیگرے بیان کریں گے۔ کما شرفناہ فی اول الکتاب بعد چندے ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابوالفضل بن جعفر بن فرات کو وزیر بنانے سے صوبہ مصر و شام کا خراج ہمارے قبضہ میں آجائے گا۔ ایک فرمان طلبی کا خلیفہ راضی کی جانب سے اس کے نام روانہ کر دیا۔ صوبہ مصر و شام کے محکمہ مال کا یہ افسر اعلیٰ تھا۔ جب یہ بغداد میں آگیا تو خلیفہ راضی اور ابن رائق کی وزارت مقرر کیا گیا۔

نجکم کا تعارف:..... پہلے نجکم، ماکان بن کالی کے سپہ سالاروں اور اس کے خادموں میں تھا اس کے وزیر ابوعلی فارض نے یہ اس کو دیا تھا جب ماکان کی حالت ابتر ہو گئی تو یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ جو لوگ ماکان سے علیحدگی اختیار کر کے مرداوتح کے پاس چلے گئے تھے مرداوتح کے پاس چلا آیا مرداوتح نے اس کو بلاد جبل میں دیلم کی سرداری دے دی۔

مرداوتح کے چونچلے:..... مرداوتح نے رے اصفہان اور اہواز پر قبضہ کے بعد اپنے خیالات وسیع کر لئے اور بادشاہت کی بواہر کے دماغ میں سما گئی اس لئے سونے کا تخت بنوایا۔ سپہ سالاروں اور سرداروں کے بیٹھنے کے لئے چاندی کی کرسیاں بنوائیں۔ کسریٰ کی طرح سر پر ہیروں کا تاج رکھا اور شاہنشاہ کا خطاب اپنایا۔ پھر عراق پر قبضہ کرنے اور مدائن میں کسرائے فارس کے محلات کو از سر نو بنوانے کا شوق لگ گیا اس کے پاس ترک سپہ سالاروں کا ایک گروپ تھا۔ ان میں نجکم بھی تھا چونکہ اس کا حکم چلانا اس کے ترک سپہ سالاروں اور نیز عام لشکریوں کو ناگوار گذر رہا تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے اس کو ۳۲۳ھ میں اصفہان کے باہر قتل کر ڈالا جیسا کہ انکے حالات میں ہم بیان کریں گے۔ مرداوتح کے مارے جانے کے بعد دیلم نے اس کے بھائی وشمگیر بن وزیر (پدر قابوس) کو اپنا سردار بنالیا۔

مرداوتح کے قتل کے بعد:..... مرداوتح کے قتل کے بعد ترکوں کے دو گروپ بن گئے۔ ایک گروپ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا۔ دوسرا جو پہلے گروپ سے تعداد میں زیادہ تھا نجکم کے پاس جبل کی جانب روانہ ہو گیا اور دینور وغیرہ کا خراج وصول کرنے لگا اس کے بعد اس نے نہروان کی طرف قدم بڑھائے خلیفہ راضی سے بغداد آنے کے بارے میں خط و کتابت کی۔ چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی محافظین قصر خلافت کو اس سے شبہ پیدا ہوا گیا۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو بلاد جبل کی طرف واپس جانے کا حکم دیا مگر ان لوگوں کو اس حکم سے ناراضی ہوئی لہذا تعمیل کرنے میں تاخیر کرنے لگے اس دوران ابن رائق یعنی واسطہ و بصرہ کے گورنر نے ان لوگوں کو بلوایا لہذا سب کے سب اس کے پاس چلے گئے۔ اس نے نجکم کو ان لوگوں کا سردار بنادیا اور ترکوں اور دیلم سے جو مرداوتح کے ساتھی تھے خط و کتابت کرنے کو کہا چنانچہ ایک گروپ نجکم کے کی خط و کتابت کی وجہ سے آ ملا۔ ابن رائق نے اس کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے انعامات اور صلے دیئے اس کے بعد نجکم کو رائق کی طرف منسوب کر کے رائق کے نام سے موسوم کیا اور یہ اجازت دے دی کہ اپنے مخاطبات میں خود کو اسی نام سے یاد کیا کرے۔

ساجیہ اور ابن رائق:..... ۳۲۵ھ میں ابن رائق نے خلیفہ راضی کو یہ مشورہ دیا کہ آپ بغداد سے واسطہ چلے جائیے اور ابن بریدی سے خراج طلب فرمائیے اگر بے چون و چرا پیش کردے تو ٹھیک ہے ورنہ فوج کشی میں جواز کے قریب ہونے سے آسانی ہوگی۔ چنانچہ خلیفہ راضی اس رائے کے مطابق اول محرم ۳۲۵ھ میں بغداد سے واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ محافظین قصر خلافت یہ خیال قائم کر کے کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی فوج ساجیہ کا جیسا برتاؤ نہ ہو لہذا خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر بیٹھے رہے اور پھر کچھ سوچ سمجھ کر پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے ابن رائق نے منع کیا مگر ان لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا۔ تب ابن رائق نے ان میں سے اکثر کے ناموں کو دفتر سے خارج کر دیا اس پر ان لوگوں نے یورش کر کے مقابلہ کیا ابن رائق نے بھی اپنے رکاب کی فوج کو اشارہ کر دیا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد یہ لوگ بھاگ گئے ایک بڑا گروپ کام آ گیا۔ باقی لوگوں نے بغداد میں جا کر دم لیا۔ لولؤ افسر پولیس کو اس کی خبر مل گئی تو اس نے ان لوگوں کے مکانات لٹوا لئے اور تنخواہیں بند کر دیں۔ اور مال و اسباب ضبط کر لیا۔

بریدی سے خراج کا مطالبہ:..... اس واقعہ کے بعد ابن رائق نے جو فوج ساجیہ کے اس کے پاس قیدار کان کو قتل کر کے خلیفہ راضی کے ساتھ اہواز کی جانب کوچ کر دیا۔ قریب پہنچ کر گزشتہ سالوں کا خراج ادا کرنے کا فرمان بھیجا اور بشرط ادا کے خراج بحال رکھنے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر ہواز کا ایک ہزار دینار ماہانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اور یہ بھی وعدہ کیا کہ اس کی قسط روزانہ روانہ کی جائے گی اور اس شرط کو بھی

منظور کر لیا کہ میں اس لشکر کو بھی خلیفہ کے حوالے کر دوں گا جو بغداد نہ جانے کی وجہ سے ابن بویہ سے جنگ پر جانا پسند کریگا۔ خلیفہ راضی کے سامنے ابن بریدی کے جوابات پیش کئے گئے تو حسین بن علی نوختی (یہ ابن رائق کا وزیر تھا) نے رائے دی کہ ابن بریدی کی کوئی بات منظور نہ کی جائے یہ سب ظاہر داری اور مکر و فریب پر مبنی ہیں۔ ایک وعدے کو بھی وہ پورا نہ کرے گا۔ ابوبکر بن مقاتل بولا ”مصلحت وقت یہی ہے کہ ابن بریدی سے عہد نامہ کی تجدید کرائی اور ابن رائق کے ساتھ کوچ کر دیا۔ صفر ۳۲۵ھ کے شروع میں دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا۔

ابن بریدی کی وعدہ خلافی:..... ابن بریدی نے ایک ہزار دینار ماہانہ خراج دینے کے بدلے ایک پیسہ بھی نہ دیا لشکر کا یہ حال ہوا کہ ابن رائق نے روانگی کے وقت جعفر بن ورقا کو ابن بریدی کے پاس لشکر لینے کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ ابن بریدی سے لشکر لے کر فارس پر فوج کشی کر دینا۔ ابن رائق کی واپسی کے بعد ابن بریدی نے لشکریوں کو ابھار دیا چنانچہ انھوں نے جعفر سے تنخواہ کا مطالبہ کر دیا۔ جعفر نے ناداری کی معذرت کی تو ان لوگوں نے گالیاں دینی شروع کر دیں اور قتل کی دھمکی دی۔ جعفر گھبرا کر ابن بریدی کے پاس دوڑ آیا۔ ابن بریدی نے اسے چھپ کر بھاگ جانے کی مشورہ دیا۔ چنانچہ جعفر رات کے وقت لباس تبدیل کر کے بغداد کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد ابوبکر نے ابن رائق سے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ کا وزیر حسین بن علی نوختی ناکارہ آدمی ہے اس کو معزول کر کے ابن بریدی کو مقرر کر دیجئے۔ تیس ہزار دینار نہ دیا جائے گا ابن رائق نے معذرت کی کہ اس کے حقوق مجھ پر بہت ہیں میں اس کے احسانات فراموش نہیں کر سکتا مگر ابوبکر وقت بے وقت جب موقع پاتا اس بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتا۔ اتفاق سے تھوڑے دنوں کے بعد حسین بیمار پڑ گیا۔ ابوبکر نے ابن رائق سے جا کر کہا کہ ”حسین کا خیال اب آپ چھوڑ دیں کیونکہ وہ اس بیماری سے زندہ نہ بچے گا عنقریب مر جائے گا“ ابن رائق نے جواب دیا ”یہ غلط ہے مجھ کو اس کے معالج طبیب نے بتایا ہے کہ صرف کمزوری باقی ہے“ ابوبکر بولا ”چونکہ آپ کو حسین سے دلی تعلق ہے اس وجہ سے معالج طبیب نے امید کے کلمات کہہ دیئے ہیں آپ اس کے بھتیجے علی بن حمدان سے دریافت فرمائیں“ حسین نے علی بن حمدان کو اپنی بیماری میں ابن رائق کی خدمت میں اپنی طرف سے اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔ ابوبکر نے اس کو یہ جھانسنہ دیا کہ تم کو اگر ابن رائق کی وزارت کی تمنا ہے تو جس وقت خلیفہ تم سے حسین کی بیماری کے بارے میں پوچھے کہہ دینا کہ وہ زندہ نہیں بچے گا۔ ایک دن ابن رائق نے علی سے حسین کی بیماری کا حال پوچھا تو علی نے وہی جواب دیا جو ابوبکر نے سکھا دیا تھا۔ ابن رائق کو اس کے کہنے سے حسین کے زندہ نہ بچنے کا یقین ہو گیا۔ لہذا ابوبکر کو طلب کر کے کہا ”ابن بریدی کو لکھ دو کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے ہمارے پاس بھیج دے“ چنانچہ ابن بریدی نے احمد بن علی کوئی کو ابن رائق کی خدمت میں بھیج دیا۔

کوئی اور ابوبکر کے مزے:..... کوئی کے آنے کے بعد ابوبکر کو موقع مل گیا دونوں نے رفتہ رفتہ ابن رائق سے کافی تعلق پیدا کر لیا۔ حسین تو بیمار ہی پڑا ہوا تھا۔ یہ دونوں جو چاہتے لکھ پڑھ کر ابن رائق سے دستخط کرا لیتے تھے۔ دائیں بائیں ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ ابن رائق کی طرف سے بصرہ کی حکومت پر محمد بن یزید نامی ایک شخص مقرر تھا جو کج خلقی اور ظلم کا خوگر تھا۔ کوئی اور ابوبکر نے متفق ہو کر ابن رائق سے اس کی شکایت کر دی اور ابو یوسف بن بریدی کو مقرر کئے جانے کی سفارش کی چنانچہ ابن رائق نے منظور کر لیا۔

ابن بریدی کا لشکر:..... ابن بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے غلام اقبال کو دو ہزار فوج کے ساتھ بصرہ کی طرف روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ دوسرا حکم آنے تک قلعہ مہدی میں قیام کرنا۔ اس سے محمد کے کان کھڑے ہو گئے سمجھ گیا کہ اب میری حکومت کی خیر نہیں ہے ابن بریدی بصرہ مجھ سے ضرور چھین لے گا ایک مدت تک اسی ادھیڑ پن میں پڑا رہا۔ بالآخر ابن بریدی نے لکھ بھیجا کہ بعض محصولات اور ٹیکس جو محمد نے جابرانہ طریقہ سے اہل بصرہ پر لگا رکھے ہیں معاف کر دیا جائے۔

ابن بریدی اور ابن رائق:..... ابن رائق کو اس واقعہ کی اور نیز اس امر کی خبر لگی کہ ابن بریدی کا لشکر قلعہ مہدی میں قیام پذیر ہے اور اس نے ان محافظین قصر خلافت کو اپنے یہاں فوج میں رکھ لیا ہے جن کو دار الخلافہ سے نکال دیا گیا تھا۔ ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکریوں نے خراج نہ بھیجنے پر اتفاق کر لیا ہے۔ ابن رائق نے ابن بریدی کو ان سب لوگوں کے نکال دینے کا حکم دیا مگر ابن بریدی نے اس پر توجہ نہ کی تب اس نے کوئی کو حکم دیا کہ تم اس بارے میں ابن بریدی کو لکھو اور یہ بھی تحریر کرو کہ وہ اپنے لشکر کو قلعہ مہدی سے واپس لے آئے۔ ابن بریدی نے اس کے جواب

میں تحریر کیا ”چونکہ قرامطہ بصرہ کے قریب آگئے ہیں اور محمد گورنر بصرہ میں ان کے مقابلے کی قوت نہیں ہے اس وجہ سے میرا لشکر اہل بصرہ کو بچانے کے لئے قلعہ مہدی میں پڑا ہوا ہے“

بصرہ پر قبضہ:..... اسی دوران قرامطہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۵ھ میں کوفہ کے قریب پہنچ گئے تھے ابن رائق ان کے مقابلہ پر اپنا لشکر لئے ہوئے قلعہ ابن ہبیرہ تک آگیا تھا مگر جنگ نہ ہوئی۔ قرامطہ اپنے شہر واپس چلے گئے اور ابن رائق واسط چلا گیا۔ ابن بریدی نے یہ خبر پا کر اپنے امیر لشکر کو لکھ بھیجا کہ بصرہ میں داخل ہو کر محمد گورنر بصرہ کو نکال دو اور قبضہ کر لو۔ اور اسی محافظین کی فوج کو اس نے اپنی فوج میں بھرتی کر لیا تھا ایک گروپ کو اس کی کمک پر بھیج دیا۔ ابن بریدی کی فوج دریا کی طرح بصرہ پر قبضہ کرنے پڑھی۔ محمد گورنر بصرہ مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر محمد کو شکست ہوئی۔ اقبال نے بصرہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ ابن رائق نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک خط عتاب آموز ابن بریدی کو تحریر کیا جس میں بصرہ چھوڑ دینے کی تاکید کی تھی اور خلاف ورزی کی صورت میں اپنے جاہ و جلال کی دھمکی دی۔ ابن بریدی نے اس خط کی بھی ذرہ برابر پرواہ نہ کی۔

نجکم کا اہواز پر قبضہ:..... جس وقت ابن بریدی نے ابن رائق کے حکم کے مطابق اپنے لشکر کو بصرہ سے نہیں ہٹایا اور اس کا خط جو سراسر مغالطہ تھا جو ابن رائق کے پاس پہنچا۔ ابن رائق نے ایک لشکر بدر حریشی ۱ اور نجکم کے ساتھ ابن بریدی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہلے حامدہ میں پہنچ کے قیام کرنا اس کے بعد لشکر تیار کر کے پوری قوت سے مقابلہ کرنا۔ اتفاق یہ کہ نجکم پہلے پہنچ گیا اور انتظار کئے بغیر بدر لشکر مرتب کر کے سون کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی کا بھی لشکر جس کی تعداد تین ہزار تھی اس کے غلام محمد بن جمال ۲ کی ماتحتی میں مقابلہ پر آگیا نجکم کے لشکر میں صرف دو ہونستہ ترک تھے چنانچہ سوس کے باہر جنگ کی نوبت آئی۔ نجکم نے باوجود جماعت کم ہونے سے پہلے ہی حملے میں محمد بن جمال کو شکست فاش دے دی۔ محمد بن جمال بھاگ کر ابن بریدی کے پاس پہنچ گیا۔ ابن بریدی نے اس کو شکست کھانے پر سخت ملامت کی اور چھ ہزار کا لشکر جمع کر کے دوبارہ روانہ کیا۔ نہر تشر پر نجکم سے مقابلہ ہوا۔ محمد بن جمال پر نجکم کا خوف ایسا غالب ہو گیا تھا کہ بغیر جنگ کئے بھاگ گیا۔ ابن بریدی یہ حال دیکھ کر تین لاکھ دینار لے کر کشتی پر سوار ہو گیا۔ اس کے ساتھی منتشر ہو گئے اور مال و اسباب ادھر ادھر ہو گیا۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر مقام ایلہ میں قیام پذیر ہو گیا اور اپنے غلام اقبال کو ایک دستہ فوج کے ساتھ آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ جیسے ہی اقبال آگے بڑھا ابن رائق کے لشکر سے مقابلہ ہو گیا۔ لڑائی ہوئی اور آخر کار اقبال کو فتح نصیب ہوئی۔

ابن بریدی کی معذرت:..... ابن رائق کے لشکر کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا مگر ابن بریدی نے ان کو رہا کر دیا اور ابن رائق کی خدمت میں ایک معذرت آمیز خط چند رؤساء بصرہ کے ذریعے روانہ کیا۔ مگر ابن رائق نے معذرت پر توجہ نہ کی رؤساء بصرہ سے ہمدردی کی درخواست کی چنانچہ ان لوگوں نے کچھ شرائط پیش کیں۔ ابن رائق نے جھل کر قسم کھالی کہ اگر بصرہ پر میرا قبضہ ہو جائے گا تو آگ لگا دوں گا۔ رؤساء بصرہ اپنی تمناؤں کا خون کر کے واپس آگئے اور اس کے مقابلہ پر جان توڑ کر لڑنے پر تیار و آمادہ ہو گئے اپنی واقعات کے بعد سے ابن بریدی نے بصرہ پر اور نجکم نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ابن رائق کی کامیابی:..... اس کے بعد ابن رائق نے ایک لشکر دریا کے راستے اور دوسرا خشکی کے راستے ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ خشکی کا لشکر تو شکست کھا کر بھاگ گیا اور وہ لشکر جو براہ دریا روانہ کیا گیا تھا اس نے کلاء پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی اپنے بھائی ابوالحسین کو لشکر کے ساتھ بصرہ میں چھوڑ کر کشتی پر سوار ہوا اور جزیرہ ”ادال“ چلا گیا اور ابوالحسین نے ابن رائق کے لشکر کو کلاء سے نکال دیا چنانچہ ابن رائق یہ خبر سن کر واسط سے بصرہ کی جانب روانہ ہوا اور بصرہ پہنچ کر لڑائی چھیڑ دی۔ اہل بصرہ بھی ابوالحسین ساتھ اس کے مقابلہ پر بے جگری نکلے پڑے۔ بہت عرصے تک لڑائی ہوئی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ مجبور ہو کر ابن رائق اپنی لشکر گاہ میں واپس آ گیا اور ابن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس چلا گیا اور اسے عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی۔ لہذا عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کے ساتھ اہواز کی جانب روانہ کیا ابن

①..... تاریخ اکمل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ کے مطابق قرامطہ کے کوفہ پہنچنے کی تاریخ ۲۳ ربیع الثانی تھی۔

②..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۱۹۲ پر بدر الحریشی کے بجائے بدر الحرشی تحریر ہے۔

③..... تاریخ تجارب الامم، جلد ۱ صفحہ ۱۹۲ پر لکھا ہے کہ اس کے مقابلہ میں ابو جعفر الجہال دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ آیا۔

رائق نے اس کی اطلاع پا کر بحکم کوروانگی کا حکم دیا۔ بحکم نے یہ شرط پیش کی کہ کامیابی کے بعد جنگ کے مال کے محکموں کا افسر مقرر کیا جائے۔ ابن رائق نے اسے منظور کر لیا۔ چنانچہ بحکم ایک لشکر کے ساتھ ابواز کی طرف روانہ کیا۔

ابن بریدی کا شب خون:..... ابن بریدی بصرہ میں مقیم تھا ایک دن اس کی فوج کے ایک دستہ نے رات کے وقت ابن رائق کے لشکر پر شبخون مارا ابن رائق کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا۔ ابن رائق نے یہ خیال کر کے کہ ابن بریدی کے ہاتھ نہ لگ جائیں خیموں میں آگ لگوا دی چنانچہ سب جل کر خاک و سیاہ ہو گئے۔ اور وہ جریدہ ابواز چلا گیا۔ تھوڑے دنوں بحکم کے پاس مقیم رہا۔ قیام کے دوران بعض ساتھیوں نے بحکم کو گرفتار کرنے کا مشورہ دیا مگر ابن رائق نے اس پر عمل نہ کیا۔ اس کے بعد ابواز سے روانہ ہو کر واسط پہنچا اور اس کے پہنچنے سے پہلے اس کا لشکر واسط میں داخل ہو گیا تھا۔

معز الدولہ کا مکرم پر قبضہ:..... عبداللہ بن بریدی جزیرہ اوال سے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس فارس گیا اور ابن رائق اور بحکم کی شکایت کر کے عراق پر قبضہ کرنے کی لالچ دی۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ احمد بن بویہ کو ایک لشکر کے ساتھ ابواز کی جانب روانہ کیا اور ابن بریدی نے اپنے دونوں بیٹوں ابوالحسین محمد اور ابو جعفر فیاض کو عماد الدولہ کے پاس بطور ضمانت رہنے دیا۔ بحکم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور مقام ارجان میں جنگ کی نوبت آئی۔ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی آخر کار شکست کھا کر ابواز آ گیا اور چند دستہ فوج کو کمپ مکرم میں معز الدولہ کے مقابلہ پر رہنے دیا۔ تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ بحکم کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ فراریوں نے تشر میں پہنچ کے دم لیا۔ اور معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ کمپ مکرم پر قبضہ کر لیا۔ اور ابن رائق واسط سے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ بحکم نے تشر میں پہنچ کر چند دن قیام کیا اور اس کے بعد کہ ابن رائق بغداد چلا گیا ہے تشر سے واسط میں آ کر ٹھہر گیا۔

ابن بریدی کا فرار:..... لشکر گاہ مکرم پر معز الدولہ اور ابن بریدی کے قبضہ کے بعد اہل ابواز مبارک باد دینے آئے اور ان کے پاس تقریباً ایک ماہ تک مقیم رہے۔ انہی دنوں رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) اور شمکیر کی اصفہان میں لڑائی ہو رہی تھی۔ معز الدولہ نے مہم مکرم سے فارغ ہو کر رکن الدولہ کی کمک کو ابن بریدی سے اس لشکر کو مانگا جو بصرہ میں مقیم تھا۔ چنانچہ اس میں سے چار ہزار فوج آ گئی اور اس کے بعد دریا کے راستے واسط جانے کے لئے اس لشکر کی طلبی پر زور دیا جو قلعہ مہدی میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابن بریدی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ موقع پا کر بصرہ بھاگ گیا اور اپنی اس فوج کو جو اصفہان جا رہی تھی اور فی الحال سوس میں مقیم تھی واپسی کا حکم بھیج دیا۔ اس حکم کا بھیجنا تھا کہ فوج نے بصرہ کے طرف کوچ کر دیا۔

ابن بریدی اور معز کا اختلاف:..... چونکہ ابن بریدی نے عماد الدولہ سے اٹھارہ لاکھ سالانہ پر ابواز اور بصرہ کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا اور جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں معز الدولہ خط پاتے ہی ابواز کو خیر باد کہہ کے کمپ مکرم چل دیا اور ابن بریدی نے اپنے ایک سردار کو ابواز بھیج دیا۔ اور پھر معز الدولہ کو مکرم بھی چھوڑ کر سوس چلے جانے کو لکھا مگر معز الدولہ نے انکار کر دیا رفتہ رفتہ تک ان واقعات کی خبر پہنچ گئی۔ چنانچہ وہ ایک لشکر مرتب کر کے سوس اور جند ساہور پر قبضہ کرنے کو بھیج دیا۔ ان مقامات کے نکل جانے سے ابواز تو ابن بریدی کے قبضہ میں رہ گیا اور صرف مکرم پر معز الدولہ قابض رہا ان کی آمدنی کم ہو گئی مگر مصارف کی وہی حالت رہی۔ تنگی اور عسرت سے گزر بسر ہونے لگی۔ اس دوران اس کے بھائی عماد الدولہ نے ایک تازہ دم فوج تمام سامان جنگ کے ساتھ اس کی کمک پر بھیج دی پھر کیا تھا گئی قوت لوٹ آئی اور اس نے ابواز پر حملہ کر دیا اور اس پر نہایت مستعدی اور تیزی سے قبضہ کر لیا۔

بحکم کی حکم عدولی:..... ابن بریدی بصرہ بھاگ گیا اور بحکم وسط میں ٹھہرا ہوا ابن رائق کے عہدے اور مرتبے کو حاصل کرنے کی کوشش اور تدبیر کر رہا تھا۔ ابھی تک کوئی صورت کامیابی کی نظر نہ آئی تھی کہ ابن رائق نے علی بن خلف بن طیب کو اس لشکر سمیت ابواز پر یلغار کر کے ابن بویہ کو وہاں سے نکال دو تم کو جنگ کی افسری اور محکمہ کال کی علی کو عطا کی جاتی ہے بحکم نے ابن رائق کے اس حکم کی تعمیل کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی بلکہ علی کو اپنی وزارت میں رکھ لیا اور واسط ہی میں ٹھہرا رہا۔

ابوالفتح کی شام روانگی:..... وزیر ابوالفتح نے دربار بغداد کا رنگ دیکھ کر ابن رائق کو بلایا اور مصر و شام کے خراج کی لالچ دلائی اور یہ وعدہ و اقرار کیا کہ ان دونوں ملکوں کا خراج براہ راست میں تمہارے پاس بھیجا کروں گا۔ مزید اطمینان کے لئے ابن رائق سے سسرالی رشتہ بھی قائم کر لیا چنانچہ ابن رائق نے ابوالفتح کی درخواست منظور کر لی۔ چنانچہ وہ ماہ ربیع الثانی ۳۲۹ ہجری میں ملک شام کو روانہ ہو گیا۔

بریدی کی شکست:..... چونکہ حکم نے ابن رائق کے حکم کی صریح تعمیل نہیں کی تھی اور اطمینان کے ساتھ واسطہ میں ٹھہرا رہا اس سے ابن رائق کو حکم کی طرف سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ اس نے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کر دی اور نجکم کے مقابلے کے لئے متحد الکلمہ ہو کر لڑنے کا پیغام بھیجا اس شرط سے اگر نجکم کو شکست ہوگی تو چھ لاکھ دینار سالانہ پر واسطہ تمہارے حوالہ کر دوں گا اتفاق سے کہ نجکم کو اس واقعہ کی خبر مل گئی تو وہ ابن رائق کے آنے سے پہلے ہی ابن بریدی پر حملہ کرنے کی غرض سے بصرہ کی طرف بڑھا۔ ابن بریدی نے ابو جعفر جمال کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ پر روانہ کیا چنانچہ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد نجکم نے ابو جعفر کو شکست دی۔ ابن بریدی اس واقعہ کو سن کر خوف سے کانپ اٹھا۔ اور طرح طرح کے خیالات دل میں پیدا ہونے لگے۔ مگر جب نجکم نے اس شکست کے بعد ابن بریدی کے لشکر کا تعاقب نہ کیا تو ابن بریدی کے قلب مضطرب کو اطمینان ہو گیا۔ ابن بریدی کے شکست کے دوسرے دن حکم نے ابن بریدی کے پاس صلح کا خط روانہ کیا اور وعدہ کیا کہ اگر دربار خلافت میں میرا سوخ ہو گیا تو واسطہ کی حکومت پر میں تم کو مقرر کروں گا۔ ابن بریدی نے اس کو غنیمت سے شمار کر کے صلح کر لی۔ اور نجکم پھر اپنے اسی خیال میں ڈوب گیا مع اپنی ساری توجہ و کوشش دربار خلافت میں ابن رائق کی اپنا روسوخ پیدا کرنے میں کرنے لگا۔

ابن مقلہ کی وزارت اور زوال:..... جس وقت وزیر ابوالفتح بن فرات شام روانہ ہو گیا تو خلیفہ راضی نے ابوعلی مقلہ کو جیسا کہ یہ پہلے بھی عہدہ وزارت پر تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا مگر یہ وزارت پر تھا خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا مگر یہ وزارت نام ہی کی تھی درحقیقت ابن رائق ہی سیاہ و سفید کا مختار تھا۔

ابن رائق سے دشمنی:..... اس سے پہلے ابن رائق نے ابن مقلہ کا مال و اسباب ضبط کر لیا تھا۔ لہذا عہدہ وزارت حاصل ہونے کے بعد ابن مقلہ نے اپنا مال و اسباب کی واپسی کی مگر ابن رائق نے اس پر کچھ توجہ نہ کی لہذا ابن مقلہ کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ ابن رائق کو زیر کرنے کی تدبیریں کرنے لگا۔ ادھر نجکم کو واسطہ میں اور شمکیر کورے میں خطوط روانہ کئے اور ان دونوں سے یہ وعدہ کیا کہ میں تم کو ابن رائق کی جگہ مقرر کرادوں گا۔ ادھر وقت بے وقت خلیفہ راضی کو ابن رائق اور اس کے ساتھیوں کی گرفتاری کا مشورہ دینے لگا۔ جب کسی حد تک خلیفہ راضی رضامند ہو گیا تو یہ لالچ دی کہ اگر خلیفہ نجکم کو ابن رائق کی جگہ مقرر فرمائیں گے تو وہ تیس لاکھ دینار ۱۰ ابن رائق اور اس کے ساتھیوں سے وصول کر کے خزانہ عامرہ میں جمع کر دے خلیفہ راضی نے مجبوراً اس بات کو منظور فرمایا۔

ابن مقلہ کی گرفتاری اور موت:..... وزیر السلطنت کا اشارہ پاتے ہی نجکم کے نام کا بھی فرمان روانہ کیا اور ابن رائق کے خوف سے خلیفہ سے اس وقت تک دار خلافت میں رہنے کی اجازت حاصل کر لی جب تک کے یہ کام پورا نہ ہو جائے۔ چنانچہ اجازت ملنے کے بعد ۲۶ رمضان ۳۲۶ھ کے آخر میں ایوان وزارت سے قصر خلافت میں آ گیا اور اگلے دن صبح ہوتے ہی خلیفہ راضی نے ابن رائق کو ان حالات کی اطلاع دے دی۔ ابن رائق نے پہلے تو خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد ۱۵ اشوال ۳۲۶ھ میں ابن مقلہ کا ہاتھ کٹوا دیا جو تھوڑے دنوں کے علاج سے اچھا ہو گیا اور پھر وہ عہدہ وزارت کی کوشش کرنے لگا اور ابن رائق کی زیادتیوں کی شکایت کرنے لگا۔ ابن رائق نے اس سے مطلع ہو کر اس کی زبان ۱۰ گدی سے نکلوالی اور ایک تنگ و تاریک گھر میں قید کر دیا۔ یہاں تک کے اس کا انتقال ہو گیا۔

نجکم بغداد میں:..... اس سے پہلے نجکم مسلسل اپنے آپ کو ابن رائق کی طرف منسوب کرتا اور اپنے پھر یوں اور ڈاھالوں پر نجکم رائق

①..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۰۴ پر تیس لاکھ کے بجائے تین ہزار دینار تحریر ہے، سیاق سابق کے لحاظ سے تیس لاکھ ہی صحیح معلوم ہوتا ہے۔

②..... یہ محاورہ کہا گیا ہے ورنہ تحت اللفظ یہی ہے کہ ابن رائق نے ابن مقلہ کی زبان کٹوا دی تھی۔

کندہ کراتا یہاں کے سلطنت ابن مقلہ کا فرمان بھی اس مضمون کا ملا خلافت مآب نے تم کو امیر الامراء کا خطاب عنایت فرمایا ہے لہذا لالچ میں آ گیا اور ابن رائق کا نام اپنے نشانوں سے مٹوا دیا اور سامان سفر درست کر کے ماہ ذی قعدہ ۳۲۶ھ میں واسط سے بغداد کی طرف کوچ کر دیا۔ خلیفہ راضی نے اس کی آمد کی اطلاع پا کر اسے واسط واپس جانے کا حکم تحریر کیا۔ نجکم نے کچھ خیال نہ کیا اور رفتہ رفتہ نہر دیالی^۱ کے مشرقی ساحل پر پہنچ گیا اور ابن رائق کا لشکر اس کے مغربی ساحل پر تھا۔ نجکم کی فوج نے ایک قابل عبور مقام سے نہر دیالی عبور کر کے ابن رائق کے لشکر پر حملہ کیا۔ اور نجکم ۵ ذی قعدہ کو کامیابی کا جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے کر بغداد میں داخل ہو گیا۔ اس کے بعد دوسرے دن دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی چنانچہ خلیفہ نے اس کو امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ اس کے بعد نجکم نے خلیفہ راضی کی جانب سے ان سپہ سالاروں کے نام واپس آنے کے احکام روانہ کئے جو ابن رائق کے ساتھ تھے۔ چنانچہ وہ سب واپس آ گئے۔ اور ابن رائق بھی خفیہ طریقے سے بغداد آ گیا اور ایک برس اگیارہ مہینے تک امارت کر کے زاویہ گمنامی میں گم ہو گیا۔ نجکم نے مولس کے گھر میں قیام کیا اور پھر بغداد میں اس کے قیام کیا اور پھر بغداد میں اس کے غلبہ و تصرف کا ذکر کانج گیا۔ خلیفہ کو بھی حکمت عملی سے اپنے قابو میں لے لیا۔

و شمکیر کا کمانڈر سبکری:..... وشمکیر کے عمال سے سبکری بن مروی نامی ایک گورنر جبل کے علاقوں پر مامور تھا۔ بلاد جبل، صوبہ آذربائیجان سے ملا ہوا تھا۔ ان دنوں اس صوبہ پر دیسم بن ابراہیم کردی (یہ ابن ابی الساج کا ایک سپہ سالار تھا) حکومت کر رہا تھا۔ سبکری کے دماغ میں آذربائیجان کی تسخیر کی ہوا سمائی تھی۔ لہذا لشکر مرتب کر کے فوج کشی کردی۔ دیسم یہ خبر سن کر کے مقابلے پر آیا اور مسلسل دوڑائیاں ہوئیں اور دونوں لڑائیوں میں کامیابی کا سہرہ سبکری کے سر رہا۔ چنانچہ دیسم شکست کھا کر بھاگ گیا اور سبکری نے تمام بلاد آذربائیجان پر سوائے اردنیل کے جو آذربائیجان کا دار الحکومت تھا قبضہ کر لیا اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔

اہل اردنیل کے ساتھ:..... اہل اردنیل نے دیسم کو یہ حالات لکھ کر بھیجے اور اس سے یہ درخواست کی۔ آپ اس پر جس وقت یہ لوگوں سے جنگ و جدال میں مصروف ہو پیچھے سے حملہ کر دیجئے۔ خدا کی ذات سے یقین کامل ہے کہ اس موذی غنیم کو شکست ہوگی۔ دیسم نے یہ درخواست منظور کر لی اور حملہ کرنے کی تاریخ مقرر کی گئی وقت اور دن بھی معین کر لیا گیا۔ سبکری اس خیال میں ڈوبا ہوا تھا کہ اردنیل کا کوئی والی وارث نہیں ہے اس لئے محاصرے میں سختی سے کام لے رہا تھا۔ اہل اردنیل نے تاریخ اور وقت مقررہ پر شہر سے نکل کے حملہ کیا۔ چنانچہ سبکری اپنی فوج کو آگے بڑھاتا گیا۔ یہاں تک کہ شہر پناہ کی دیوار کے قریب پہنچ گئی۔ اس وقت اہل اردنیل نے شہر پناہ کے دروازہ بند کر لئے۔ ادھر دیسم بے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ سبکری کی فوج اس اچانک حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑی ہوئی اور سبکری نے موقان میں جا کہ دم لیا۔ گورنر موقان اصہند ہا بن دولت نے ایک تازہ دم فوج کے ساتھ سبکری کی مدد کی اور اس کے ساتھ ساتھ دیسم سے لڑنے آیا۔ اس معرکہ میں دیسم کو شکست ہوئی۔ دیسم کو کچھ سمجھ یہ آیا تو وہ وشمکیر کے پاس رہنے چلا گیا اور اس سے یہ درخواست کی کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں سالانہ خراج ادا کرتا رہوں گا۔ آپ مجھے سبکری کے پنجے سے بچالئے چونکہ وشمکیر کو سبکری کی ان پے در پے کامیابیوں سے مخالفت کا خطرہ ہو چکا تھا اس لئے ایک لشکر اس کے ساتھ کر دیا۔

سبکری کا فرار اور قتل:..... اسی دوران سبکری کے لشکریوں نے بھی ایک درخواست اس کی اطاعت قبول کرنے کے لئے وشمکیر کی خدمت میں روانہ کر دی تھی کسی ذریعہ سے سبکری کو اس کی خبر مل گئی۔ اپنے چند مخصوص مصاحبوں کو لے کر آرمینیا چلا گیا اور اس کے اطراف و مضافات کو تخت و تاراج کر کے زوزن (متعلقہ بلاد ارمن) کی طرف قدم بڑھائے۔ آرمینیوں نے اس سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کو اس کے چند ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالا۔ باقیماندہ بے میدان کارزار سے واپس آ کر سان بن سبکری کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اور طرم ارمنی کے دار الحکومت پر اپنے سردار سبکری کا بدلہ لینے حملہ آور ہوئے۔ طرم یہ خبر سن کر مقابلہ پر آیا اور نہایت سفاکی اور بے رحمی سے ان کو پامال کر دیا۔ باقی سپاہیوں میں بعض تو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلے گئے اور بعض نے بغداد میں جا کر دم لیا۔

۱..... نہر دیالی: شمالی عراق میں دریائے دجلہ کی ایک شاخ (ذیلی نہر) ہے

و شمشیر کا آذربائیجان پر قبضہ:..... لوگوں نے ناصر الدولہ کو اپنے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین بن سعد بن حمدان کے پاس دیسم سے جنگ کرنے آذربائیجان بھیج دیا کیونکہ دیسم موصل پر قبضہ کرنے کی تیاری نہایت تیزی سے کر رہا تھا اور عبد اللہ حسین اپنے چچا زاد بھائی ناصر الدولہ کی طرف سے آذربائیجان کے معاون پر مامور تھا۔ دیسم نے یہ خبر سن کر ابو عبد اللہ حسین کا رخ کیا۔ مگر اس میں اس کے مقابلہ و شمشیر کی حمایت سے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔

بسایری کا ظلم و ستم:..... ابوالغنائم اور ابوسعید دونوں مجلبان کے بیٹے تھے اور قریش بن بدران کے ساتھیوں میں سے تھے چنانچہ قریش بن بدران نے بسایری کو اپنی انبار میں کی گئی حرکتوں کی اطلاع دیئے بغیر ان دونوں کو قائم کی طرف روانہ کر دیا بسایری کو اس کی اطلاع مل گئی چنانچہ حملہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ رئیس الرؤساء اور قائم کے ساتھ زیادتیاں شروع کر دیں ان کی اور ان کی احباب کی تنخواہیں روک لیں اور بنو مجلبان کے گھربار تباہ کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

ان دنوں ابوالقاسم بن مجلبان انبار میں تھا چنانچہ بسایری انبار کی طرف بڑھا، دبیس بن مزید بھی اس کی مدد کے لئے آپہنچا ان دونوں نے مل کر بسایری کا محاصرہ کر لیا اور زبردستی شہر کو فتح کر لیا اور خوب لوٹ مار کی پانچ سو افراد کو گرفتار کر لیا بنو خلفہ کے سوا افراد بھی گرفتار کر لئے گئے ابوالغنائم کو بھی گرفتار کر کے بغداد پہنچا دیا گیا اور ساتھ ہی دبیس بن مزید نے اس کے قتل کا مشورہ دیا، خلیفہ کے محل سے تاج کے پاس آیا زمین کو بوسہ دیا اور اپنے گھر چلا گیا۔ ❶

غزہ کے دسکرة اور بغداد کے مضافات میں پہنچنا:..... ۳۴۶ھ میں غزہ کی طرف مقرر حلوان کا گورنر ابراہیم بن اسحاق دسکرة پہنچا اور شہر کو فتح کر لیا اور خوب لوٹ مار کی، پھر اسغباد اور قلعہ بردان کی طرف بڑھا جہاں سعدی بن ابی الشوک کی حکومت تھی اور ان کے پاس مال و دولت بھی تھا، سعدی بن ابی الشوک نے غزہ کی مزاحمت کی چنانچہ غزہ نے قلعہ کے آس پاس کے گاؤں دیہاتوں میں لوٹ مار شروع کر دی جیسے جیسے غزہ کی کامیابیاں بڑھ رہی تھیں ویسے ہی اس کا دوسرے شہروں پر قبضہ کرنے کا لالچ بھی بڑھ رہا تھا جبکہ دیلمیوں اور ترکوں کی حکومتیں کمزور ہوتی جا رہی تھیں۔

ان دنوں بصرہ کا گورنر ابو علی بن کالیجار تھا، طغرل بیگ نے اسے غزہ کے ایک لشکر کے ساتھ خوزستان کی طرف بھیجا اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

ابن رائق کا ظہور:..... ۳۴۷ھ میں خلیفہ راضی اور نجکم نے موصل اور دیار ربیعہ کی جانب کوچ کیا اس کی وجہ یہ تھی ناصر الدولہ بن حمدان گورنر موصل نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا تھا چنانچہ تکریت پہنچ کر خلیفہ نے قیام کر دیا اور نجکم آگے بڑھتا گیا۔ جب موصل چھ کوس دور رہ گیا تو ناصر الدولہ مقابلہ پر آیا اور ایک بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر ناصر الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور نجکم نصیبین تک اور نصیبین سے آمد تک اس کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اور کامیابی کے بعد فتح کی خوشخبری خلیفہ کی خدمت میں روانہ کر دی۔ چنانچہ خلیفہ تکریت سے دریا کے راستے روانہ ہوا شاہی لشکر میں قرامطہ کا بھی ایک گروپ تھا جو نجکم کا خط آنے کے بعد علیحدہ ہو گیا تھا۔ ابن رائق اس گروپ سے درپردہ خط و کتابت رکھتا تھا۔ جب یہ خلیفہ سے علیحدہ ہو کر بغداد واپس آ گیا تو ابن رائق گوشہ گمنامی سے نکل کر اس گروپ کے پاس آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا۔

ابن رائق کی صلح اور شام روانگی:..... رفتہ رفتہ خلیفہ تک اس کی خبر پہنچی چنانچہ دریا کا راستہ چھوڑ کر خشکی کے راستے موصل کا رخ کیا اور نجکم کو یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ نجکم نے نصیبین پر قبضہ کرنے کے بعد نصیبین واپس کر دیا ناصر الدولہ یہ خبر سن کر آمد سے نصیبین آ گیا اور اس پر اور دیار ربیعہ پر قابض ہو گیا۔ اس دوران ابھی نجکم کے ساتھی بغداد کی تیاری کر رہے تھے۔ ناصر الدولہ کی واپسی اور نصیبین پر قبضہ کرنے کی خبر سننے میں آئی۔ نجکم کو سخت افسوس اور صدمہ ہوا۔ ابھی تک روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ ناصر الدولہ کا ایک خط صلح کرنے اور پانچ لاکھ دینار تاوان جنگ دینے کا آیا۔ نجکم نے بنظر مصلحت منظور کر لی اور صلح نامہ مرتب کیا گیا۔ جس پر فریقین کے وکلاء نے دستخط کئے۔ مصالحت کے بعد خلیفہ راضی اور نجکم بغداد کی جانب

❶..... بسایری کی وحشت اور ظلم و ستم کی واقعات کے لئے دیکھیں کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۷۷ اور غالباً یہ جملہ غلط جگہ لکھا گیا ہے۔

❷..... ایک نسخے میں غزہ کے بجائے غزالی تحریر ہے جو کہ غلط ہے۔ دیکھیں کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۱۷۷

لوٹے۔ راستہ میں ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیراز ملا اس کو ابن رائق نے صلح کا پیغام بھیجا تھا۔ حکم نے ابن رائق کی درخواست کے مطابق مرات کے راستے دیار مصر، حران، الرہاء، قنسرین اور سرحد کی حکومت اسے عنایت کر دی چنانچہ ابن رائق نے ماہ ربیع الثانی ۳۲۷ھ میں بغداد سے اور خلیفہ راضی بن حکم کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا۔

بالبان ترک..... بن حکم نے ترک سپہ سالار سے بالبان نامی ایک سپہ سالار کو اپنا نائب بنا کر ابناء پر مقرر کیا تھا۔ اس نے اسی زمانہ میں فرات کی گورنری کی درخواست دی۔ بن حکم نے منظور کر لی۔ بالبان نے حکومت حاصل کرنے کے بعد رجبہ کی جانت کوچ کیا اور وہ ابن رائق سے خط و کتابت کر کے علم خلافت اور بن حکم کا مخالف بن گیا۔ بن حکم اس واقعہ سے مطلع ہو کر بالبان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور پانچ دن میں مسامحہ سے کر کے رجبہ پہنچ گیا۔ غفلت میں بالبان پر حملہ کر دیا۔ بالبان کا لشکر اس غیر متوقع حملے سے گھبرا کر بھاگ گیا اور بالبان کو گرفتار کر لیا گیا۔ اور اونٹ پر سوار کر کے بغداد لایا گیا اور جیل میں ڈال دیا گیا۔ یہ اس کا آخری زمانہ تھا۔

ابن بریدی کی وزارت..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت ابو الفتح فضل بن جعفر بن فرات شام کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور روانگی کے وقت دربار خلافت میں عبداللہ بن علی بصری کو اپنا نائب مقرر کر گیا تھا۔ بن حکم نے اس وزیر خلف بن طیب کو گرفتار کر کے ابو جعفر محمد بن یحییٰ بن شیراز کو عہدہ وزارت پر مقرر کر دیا اس نے کہہ کر بن حکم اور ابن بریدی کی صلح کرادی۔ اس کے بعد ابن بریدی نے چھ لاکھ دینار سالانہ خراج پر صوبہ واسط کی حکومت حاصل کی۔ اس کے بعد وزیر السلطنت ابو الفتح کی مقام رملہ میں وفات ہو گئی اس وقت ابو جعفر نے بارگاہ خلافت میں ابو عبداللہ بن بریدی کی وزارت کی سفارش کی جسے خلیفہ راضی نے قبول کر لیا۔ ابو عبداللہ بن بریدی نے دربار خلافت میں عبداللہ بن بصری کو بطور نائب مقرر کر دیا جیسا کہ یہ اس سے پہلے وزیر السلطنت ابو الفتح کی طرف سے متعین تھا۔

سوس پر ابن بریدی کا حملہ..... جس وقت ابن بریدی کی حکومت کو واسط میں استقلال و استحکام ہو گیا اس وقت اس نے ایک لشکر سوس کی جانب روانہ کیا ان دنوں سوس میں ابو جعفر ظہیری معز الدولہ احمد بن بویہ کا عزیر حکومت کر رہا تھا اور خود معز الدولہ اہواز میں مقیم تھا چنانچہ ابو جعفر نے قلعہ بندی کر لی اور قلعہ کی فصیلوں سے ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا ابن بریدی کے لشکر کا مقابلہ کرنے لگا ابن بریدی کے لشکر نے سوس کے اطراف کے جانب کے علاقوں کو تخت و تاراج کر دیا چنانچہ معز الدولہ نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو یہ اس وقت اصفہان سے واپس آ کر اصطخر میں خیمہ زن تھا۔ اپنے بھائی کا خط دیکھ کے سوس کی طرف کوچ کر دیا۔

رکن الدولہ کا اصفہان پر قبضہ..... اتفاق یہ پیش آیا کہ اس کے پہنچنے سے پہلے ابن بریدی کا لشکر واپس جا چکا تھا مگر اس کے جوش انتقام نے اسے واسط کے قبضے پر مجبور کر دیا ایک دوروز سوس میں قیام کر کے واسط کی طرف چلا اور کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور شہر کی شرقی جانب میں خیمہ زن ہو گیا۔ ابن بریدی کا لشکر شہر کی مغربی جانب پڑا ہوا تھا۔ ابھی جنگ کی نوبت نہیں آئی تھی کہ رکن الدولہ کے لشکر میں تشویش سی پیدا ہو گئی اور ایک گروپ امن حاصل کر کے ابن بریدی کے پاس آ گیا۔ اس کے بعد خلیفہ راضی اور بن حکم نے بغداد سے واسط کی طرف ابن بریدی کی کمک کے لئے کوچ کیا۔ رکن الدولہ یہ سن کر اہواز کی جانب اور اہواز سے رامہر مزی کی طرف لوٹ گیا۔ رامہر مزی پہنچ کر یہ خبر ملی کہ دشمن کے لشکر نے اپنا لشکر ماکان بن کالی کی مدد کے لئے بھیج دیا ہے۔ اور اصفہان بچانے والوں سے خالی ہے۔ فوراً سامان جنگ درست کر کے رامہر مزی سے اصفہان پہنچ گیا اور اس پر قبضہ کر کے دشمن کے وہاں موجود ساتھیوں کو وہاں سے نکال دیا۔

بن حکم کا واسط پر قبضہ..... بن حکم اور ابن بریدی میں صلح ہونے کے بعد ابن بریدی نے اپنی بیٹی کا بن حکم سے نکاح کر دیا اور پھر دونوں نے متحد ہو کر یہ مشورہ کیا کہ بن حکم بلا جبل کو فتح کرنے کے لئے دشمن کے لشکر پر فوج کشی کی جائے اور ابو عبداللہ بن بریدی اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے معز الدولہ پر حملہ کرے۔ اس مشورے کے مطابق بن حکم حلوان چلا گیا اور ابن بریدی نے پانچ سو آدمیوں کو بن حکم کی کمک پر روانہ کیا۔ بن حکم نے بھی اپنے چند ساتھیوں کو ابن بریدی کے پاس سوس اور اہواز جانے کی کوشش کرنے بھیج دیا۔ ابن بریدی بہانوں سے انہیں مالتا جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ ان

لوگوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن بریدی نجکم کی مخالفت پر آمادہ ہے۔ ان لوگوں نے نجکم کو اس بات کی اطلاع کردی چنانچہ نجکم اپنا ارادہ ترک کر کے بغداد واپس آ گیا اور ابن بریدی کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابوالقاسم بن سلیمان بن حسین بن مخلد کو مقرر کیا اور ابو جعفر بن شیراز کو جس نے اس کی وزارت کی کوشش اور سفارش کی تھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد سامان سفر درست کر کے دریا کے راستے ذی الحجہ ۳۲۸ھ کے آخر میں واسط کی طرف کوچ کیا اور ایک لشکر خشکی کے راستے بھیج دیا۔ ابن بریدی یہ خبر سن کر واسط سے بصرہ بھاگ گیا اور نجکم نے واسط پہنچ کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ:..... اس سے پہلے ہم دیار مصر اور قسریں کی سرحد کی طرف ابن رائق کے روانہ ہونے کے حالات بیان کر چکے ہیں چنانچہ جس وقت اس نے ان علاقوں میں اپنی حکومت کا سکہ استقلال اور استحکام کے ساتھ چلتا ہوا دیکھ لیا تو اس وقت اس کے دماغ میں ملک شام کی ہوس سما گئی۔ فوراً لشکر مرتب کر کے حمص کی طرف کوچ کر دیا اور اس پر قبضہ کر کے دمشق کی جانب بڑھا۔ ان دنوں دمشق میں بدر بن عبد اللہ اشیدی ❶ جو کہ بدیر مشہور تھا حکمرانی کر رہا تھا۔ ابن رائق نے اس کو دمشق سے نکال کر قبضہ کر لیا اس کے بعد رملہ پر قبضہ کرتا ہوا دیار مصر یہ کے ارادے سے عریش کی جانب روانہ ہو گیا۔

اشید سے جنگ اور صلح:..... اشید محمد بن طغج مقابلے پر آیا اور پہلے ہی حملے میں اشید کو شکست ہو گئی۔ ابن رائق کے لشکریوں نے اس کی لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد اشید کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر ابن رائق کے لشکر پر حملہ کر دیا اس حملے میں ابن رائق شکست کھا کر دمشق کی جانب بھاگ گیا۔ اشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغج کو تعاقب پر روانہ کیا ابن رائق نے دمشق سے پلٹ کر حملہ کر دیا چنانچہ گھمسان لڑائی ہوئی اور بالآخر ابونصر بھاگ گیا اور اس دوران مارا گیا۔

جنگ کے خاتمے کے بعد ابن رائق نے ابونصر کی تجہیز و تکفین کرائی اور جنازے کو تعزیت نامے کے ساتھ اپنے بیٹے مزاحم کے ہمراہ اشید کے پاس مصر بھیج دیا۔ اشید نے مزاحم کو بڑی عزت و توقیر سے ٹھہرایا اور اس کے باپ ابن رائق سے اس طور پر مصالحت کر لی کہ مصر اور رملہ کو اپنے پاس رکھے۔ اور ان کے علاوہ شام کے تمام علاقوں پر ابن رائق کو قبضہ دے دیا اور رملہ کے بدلے میں ایک کروڑ چالیس ❷ لاکھ دینار سالانہ دینے کا وعدہ کیا۔

راضی کے دور کے صوائف:..... ۳۲۲ھ میں دمشق گورنر روم نے پچاس ہزار فوج سمیساط کی جانب قدم بڑھائے اور ملطیہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور ایک طویل مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ آخر کار امان کے ساتھ فتح کر لیا اکثر اہل ملطیہ ❸ اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کی محبت میں نصرانی بن گئے اور تھوڑی سی تعداد میں لوگوں کو بطریق کے ساتھ بلاد اسلامیہ بھیج دیا گیا اس کے بعد دمشق نے سمیساط کو فتح کیا اور اس کے مضافات کو تخت و تاراج کر کے اکثر ساحلی علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

۳۲۳ھ میں قائم علوی نے افریقہ سے ایک جنگی بیڑہ کفار کے علاقوں کی طرف روانہ کیا جو شہر جنوہ فتح کر کے سردانیہ کی جانب بڑھا اہل سردانیہ نے مقابلہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل سردانیہ کی اکثر کشتیوں کو جلا کر قرقیسیا (ساحل شام) چلا گیا۔ یہاں بھی یہی واقعہ پیش آیا لہذا صحیح سلامت واپس آ گیا۔ ذیقعدہ ۳۲۶ھ میں رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان مصالحت ہوئی۔ فریقین نے قیدیوں کا آپس میں تبادلہ کیا۔ چھ ہزار تین سو قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ ابن ورقاء شیبانی اس مہم کا انچارج تھا۔

❶..... علامہ کندی کی تاریخ، ولاۃ مصر، صفحہ ۳۰ میں بدر بن عبد اللہ اشیدی کے بجائے عبید اللہ بن طغج کا نام تحریر ہے۔

❷..... ہمارے پاس موجود جدید عربی ایڈیشن جلد ۳ صفحہ ۴۰ پر ایک کروڑ چالیس لاکھ کے بجائے چودہ لاکھ تحریر ہے اس کے علاوہ اس معاملہ کی تفصیل کے لئے دیکھیں، مصر الاسلامیہ، مصنف مصطفیٰ طہ بدر (جلد ۱ صفحہ ۱۱۹ اور اس کے بعد) اور تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱۴۸۔

❸..... دمشق نے فتحیابی کے بعد دو خیمے نسب کرائے تھے ایک خیمہ پر صلیبی جھنڈا لہرا رہا تھا اور دوسرا خیمہ اس کے کچھ فاصلے پر تھا صلیبی خیمہ کے دروازے پر لکھا ہوا تھا، جو شخص عیسائی مذہب قبول کرنا چاہے وہ اس خیمہ میں آجائے اس کو اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب دیدیا جائے گا، دوسرے خیمہ کے دروازے پر یہ کتبہ تھا، جو شخص اسلام کو دوست رکھتا ہو وہ اس خیمہ میں چلا جائے اس کو ذاتی امان دے دی جائیگی اور جہاں جانا چاہے پہنچا دیا جائے گا، اس حکمت عملی سے اکثر اہل ملطیہ عیسائی بن گئے۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۲)

راضی اور قاہر کے عمال:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علم خلافت کے قبضہ میں ابواز، بصرہ، واسط، اور جزیرہ کے علاوہ اور کوئی صوبہ باقی نہ رہا تھا۔ بنی بویہ فارس و اصفہان پر، وشمگیر بلاد جبل پر، ابن بریدی بصرہ پر، اور ابن رائق واسط پر قابض و متصرف ہو گئے تھے۔ آپ یہ بھی اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عماد الدولہ بن بویہ فارس میں حکمرانی کر رہا تھا اور رکن الدولہ (عماد الدولہ کا بھائی) اصفہان، ہمدان، قم، قاشان، کرخ، رے اور قزوین میں وشمگیر سے الجھا ہوا تھا اور معز الدولہ (عماد الدولہ اور رکن الدولہ کا بھائی) ابواز اور کرمان پر غالب و متصرف ہو گیا تھا۔ ابن بریدی نے واسط کو دبا لیا تھا۔ ابن رائق شام چلا گیا تھا اور اس نے اس پر قبضہ کر رکھا تھا۔

گورنر مصر کی مصروفیات:..... ۳۲۱ھ میں تکیں خاں گورنر مصر نے وفات پائی۔ چنانچہ خلیفہ قاہر نے اس کی جگہ اس کے بیٹے محمد کو مقرر کیا مگر لشکر نے بغاوت کر دی تو محمد نے بزور تیغ اُس کو زیر کر لیا۔ اسی سن میں بنی ثعلب اور بنی اسد میں جھگڑا شروع ہو گیا۔ بنی اسد کے ساتھ قبیلہ طے بھی تھا۔ ناصر الدولہ حسن بن عبد اللہ بن حمدان، ابوالاغر بن سعید بن حمدان کے ساتھ مصالحت کرانے گیا مگر باتوں باتوں میں ہلوچ گیا جس میں ابوالاغر کو ایک ثعلبی نے قتل کر دیا۔ چنانچہ ناصر الدولہ نے ان پر حملہ کر دیا اور حدیثہ تک ان کا تعاقب کرتا گیا حدیثہ میں موئس کا غلام یانس موصل کا گورنر مل گیا چنانچہ بنی ثعلب اور بنی اسد اس کے ساتھ مل گئے اور دیار ربیعہ کی طرف واپس آئے۔

۳۲۳ھ میں خلیفہ راضی نے اپنے دونوں بیٹوں ابو جعفر اور ابو الفضل کو بلاد مشرق اور مغرب کے علاقوں کی حکومت عنایت کی اور ۳۲۴ھ میں محمد بن طنج کو ملک شام کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھا صوبہ مصر کی بھی گورنری عطا کر دی۔ صوبہ مصر پر احمد بن کیفعلغ مامور تھا۔ اسی سن میں اسے معزول کیا گیا۔

راضی کی وفات و خلافت متقی:..... خلیفہ راضی ۱؎ باللہ ابوالعباس احمد بن مقتدر نے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں وفات پائی۔ یہ چند مہینے کم سات برس ۲؎ تک خلیفہ رہا۔ اس کے مرنے کے بعد نجکم نے اس کے مصاحبوں اور منشیوں کو جمع کیا لیکن نسلاً غیر عرب ہونے کی وجہ سے اس کا مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ یہ آخری خلیفہ تھا جس نے منبر پر اکثر خطبہ دیا اگرچہ اس کے بعد بعض خلفاء نے منبر پر خطبہ دیا ہے۔ لیکن وہ تعداد میں اتنے کم ہیں کہ ان کا کوئی لحاظ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ آخری خلیفہ ہے جس نے ”داستان وقصہ گو“ مقرر کئے اور ہمنشینوں و مصاحبوں کو امور سلطنت میں ذخیل بنایا اس کی دولت و حکومت آخری دولت و حکومت ہے جس کے ذاتی اخراجات، جائزے، انعامات، جاگیرات، باورچی خانہ، خدم و حشم اور حاجبین خلفاء متقدمین کی طرح تھے۔ ۳؎

ابراہیم بن مقتدر المتقی لله ۳۲۹ھ تا ۳۳۳ھ

خلیفہ کے لئے مشورہ:..... نجکم خلیفہ راضی کی وفات کے وقت واسط میں مقیم تھا اس زمانہ میں یہاں ٹھہرا ہوا تھا جب سے کہ اس نے ابن بریدی سے واسط چھین لیا تھا اور وفات خلیفہ راضی کے بعد اراکین دولت خلیفہ کے تقرر کے لئے نجکم کے خط کا انتظار کر رہے تھے۔ چنانچہ اسی دوران میں اس کا خط ابو عبد اللہ کوئی کی معرفت آ گیا اس میں لکھا تھا کہ وزراء، امراء، قضاة، علوئین، عباسین، اور رؤساء شہر، سب وزیر السلطنت ابوالقاسم سلیمان بن حسن کے پاس جمع ہو کر کوئی کے مشورے سے جس شخص کے طریقہ و مذہب کو خاندان خلافت میں سے پسند کریں اس کو خلیفہ بنالیں۔ اس

۱..... الوافی ما فیات جلد صفحہ ۲۹۹ اور نہایہ الارب جلد ۲۳ صفحہ ۱۵۲ کے مطابق راضی کی وفات ربیع الثانی میں ہوئی، جبکہ تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۲۴۲ کے مطابق راضی کی وفات ہفتہ کی رات ہوئی جبکہ ربیع الاول کی سولہ راتیں گزر چکی تھیں۔

۲..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۴ کے مطابق راضی کی خلافت چھ سال دس مہینے دس دن تک رہی جبکہ مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۳۶۴ کے مطابق راضی چھ سال گیارہ مہینے اور تین دن تک خلیفہ رہا۔

۳..... تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۱۴۳ میں یہ اضافہ ہے کہ راضی کے فضائل و مناقب بہت ہیں اس نے بعض کام ایسے بھی کئے ہیں جو اس کے بعد کسی نے نہیں کئے مثلاً یہ آخری خلیفہ تھا جس نے اشعار کا دیوان مدون کیا اور یہی آخری خلیفہ ہے جس نے خزانے اور لشکروں کا انتظام منفرد انداز میں کیا۔

تحریر کے مطابق اراکین حکومت، لشکر کے امراء، اور رؤساء شہر نے جمع ہو کر ابراہیم بن مقتدر کو منتخب کر لیا۔

المعتقی اللہ کی خلافت:..... اگلے دن کہ ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ کا آخری دن تھا ❶ مختتم الیہ کو مجلس عام میں طلب کر کے تخت خلافت پر جلوہ افروز کر دیا۔ نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد ”المعتقی اللہ“ کا مبارک لقب پسند فرمایا۔ ابوالقاسم سلیمان کو بدستور عہدہ وزارت پر جیسا کہ اس سے پہلے تھا۔ برائے نام قائم و بحال رکھا لیکن درحقیقت امور سیاست کی باگ ڈور و انتظام کوئی (نجکم کے سکریٹری) کے ہاتھ میں رہی اور سلامت طولونی کو عہدہ حجاب عطا کیا گیا۔

نجکم کا قتل:..... ابو عبد اللہ بریدی نے واسطہ سے بصرہ بھاگ آنے کے بعد ایک لشکر نذار کی جانب روانہ کیا۔ نجکم نے بھی اس کے مقابلے پر ”تورون“ ❷ کی ماتحتی میں فوج بھیجی چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ پہلے تو تورون شکست کھا گیا۔ پھر اس نے نجکم کو واسطہ سے اپنی کمک کے لئے بلوایا چنانچہ نجکم نے نصف رجب کو واسطہ سے نذار کی طرف کوچ کیا اس کے بعد تورون کو فتح نصیب ہو گئی۔ راستے میں تورون کی فتح کی خوشخبری کا خط ملا پڑھ کر خوش ہو گیا اور سیر و شکار کرتا ہوا نہر حور بک پر چلا گیا۔ کسی نے اسے اطلاع کی کہ یہاں پر کردوں کا ایک گروپ ہے جس کے پاس بے حد مال و اسباب ہے۔ نجکم نے اس کے باوجود کہ اس کے لشکر میں گنتی کے چند سوار تھے حملہ کر دیا اور کردوں کو شکست ہو گئی۔ نجکم نے تیروں کا مینہ برسانا شروع کر دیا۔ اتنے میں کردوں کے ایک نو عمر جوان نے پیچھے سے نجکم کو نیزہ مار دیا۔ وہ گھوڑے سے ٹپ کر گرا اور فوراً دم توڑ دیا (یہ ❸ واقعہ ماہ رجب کی چھبیسویں تاریخ کا ہے)

نجکم کے قتل کے بعد:..... نجکم کے مارے جانے کے بعد سارا لشکر تتر بتر ہو گیا۔ ویلمی فوج جس کی تعداد ڈیڑھ ہزار تھی ابن بریدی کے پاس چلی گئی۔ ابن بریدی نے بصرہ سے بھی بھاگ جانے کا پکا ارادہ کر لیا تھا لیکن اس فوج کے پہنچ جانے سے جان میں جان آ گئی۔ توانائی اور قوت کا خون تمام رگوں میں دوڑنے لگا۔ چنانچہ سب کی تنخواہیں دو گنی کر دیں اور انعامات دیئے۔ ترکوں کے لشکر نے بکینک کو جیل سے نکال کر اپنا سردار بنا لیا۔ بکینک نے ان لوگوں کے ساتھ خلیفہ معتقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور نجکم کے مکان کے مال و اسباب کی فہرست مرتب کر کے خلیفہ مآب کے سامنے پیش کر دی۔ چنانچہ خلیفہ نے ضبط کر کے خزانہ میں جمع کر لیا۔ اس مال کی قیمت گیارہ لاکھ دینار تھی۔ اس نے دو برس آٹھ ماہ امارت کی۔

بریدی کی بغداد روانگی:..... نجکم کے قتل کے بعد ویلمی فوج نے بکشار ❹ بن ملک بن مسافر کو اپنی سرداری دی۔ مسافر ابن سلار گورنر طرم وہ شخص ہے کہ جس کے بعد اس کے بیٹے آذربائیجان پر قابض ہوئے اور اتراک نے اس سے جنگ لڑی۔ جب جنگ کے دوران ترکوں کے ہاتھ سے مارا گیا تو ویلم نے اس کی جگہ کور تکین کو مقرر کیا اور ترکوں نے بکینک (یہ نجکم کا غلام تھا) کو اپنا امیر بنالیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ویلمی فوج ابو عبد اللہ بریدی کے پاس چلی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی۔ لہذا اسے تیار کر کے بصرہ سے واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ خلیفہ معتقی نے یہ خبر سن کر ڈیڑھ لاکھ دینار بھیج دیئے تاکہ ابن بریدی واپس چلا جائے۔

خلیفہ کی مزاحمت کی ناکام کوشش:..... اور اس کے بعد بریدی سے جنگ کرنے کے لئے نجکم کے مال میں سے چار لاکھ دینار مرحمت فرمائے۔ سلامت طولونی کو اس کا سردار مقرر کیا اور خود بنفس نفیس ان کے ہمراہ آخری ماہ شعبان ۳۲۹ھ میں بغداد سے نہر دبال کی جانب کوچ کیا۔ بریدی لشکر واسطہ سے بغداد روانہ ہوا۔ جوں ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں لیکن ترکوں پر ابن بریدی کا ایسا خوف غالب ہوا کہ ان میں سے کچھ

❶..... کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۶ کے مطابق اس کی بیعت ۲۰ ربیع الاول کے دن کی گئی۔

❷..... تورون: ابوالفداء نے اپنی کتاب مختصر تاریخ البشر جلد ۲ صفحہ ۹۰ پر ہے کہ تورون ترکی نام ہے جو الباطیہ کے نام سے نکلا ہے اور ترکی زبان میں الباطیہ کا نام تورون ہے۔

❸..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۴۳

❹..... تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۱۹ پر بکشار کے بجائے بلسواز تحریر ہے۔

تو امن حاصل کر کے ابن بریدی سے جا ملے اور باقی لوگ موصل چلے گئے ان میں توروں اور جج بھی تھے۔ سلامت طولونی اور ابو عبد اللہ طولونی روپوش ہو گئے اور مقابلہ پر ایک شخص بھی نہ رہا۔

بریدی کی وزارت :..... چنانچہ ابو عبد اللہ بریدی بغیر کسی مزاحمت و مخالفت کے ماہ رمضان المبارک کے شروع میں بغداد میں داخل ہو گیا اور شفعی کے مکان پر قیام کیا۔ وزیر السلطنت ابو الحسین بن میمون، قضاة، اراکین دولت اور رؤساء شہر و ملت ملنے آئے۔ خلیفہ نے مبارکباد کا خط لکھا، کھانا بھیجا اور وزیر کے لقب سے مخاطب کیا کچھ دن بعد ابن بریدی نے وزیر السلطنت ابو الحسین کو وزارت کے بعد گرفتار کر کے بصرہ کی جیل میں ڈال دیا اور خلیفہ متقی سے فوج کے اخراجات کے لئے پانچ لاکھ دینار طلب کئے اور کہلوا یا کہ اگر یہ رقم نہ ملی تو خلیفہ کا انجام بھی وہی ہوگا جو معتز، مستعین اور مہدی کا ہوا تھا۔ خلیفہ متقی نے چار ونا چار پانچ لاکھ دینار بھیج دیئے اور پھر جب تک ابن بریدی بغداد میں ٹھہرا ہا اس سے ملاقات نہ کی۔

ابن بریدی کا فرار :..... جس وقت ابن بریدی کے پاس یہ رقم پہنچی تو لشکریوں نے تنخواہ کا شور و غل مچا دیا۔ ویلی ہی فوج ہلڑ مچاتی ہوئی ابو الحسین (ابن بریدی کے بھائی) کے مکان پر پہنچ گئی۔ ترکوں کی فوج بھی اس ہنگامہ میں آ کر شریک ہو گئی۔ طوفان بدتمیزی کی طرح ابن بریدی کے مکان کی طرف بڑھی۔ ابن بریدی نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر پل کو توڑ دیا مگر عوام الناس اس کے مصاحبوں پر ٹوٹ پڑے چنانچہ یہ گھبرا کر اپنے بیٹے ابو القاسم اور چند ساتھیوں کے ساتھ واسطہ کی طرف بھاگ نکلا یہ واقعہ ماہ رمضان المبارک ۳۳۹ھ کے آخر کا ہے جبکہ بغداد میں اس کو آئے ہوئے چوبیس دن گزر چکے تھے۔

کورتکین امیر الامراء :..... ابن بریدی کے بھاگ جانے کے بعد کورتکین بغداد میں امور سیاست و انتظام پر قابض ہو گیا اور خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ نے اسے امیر الامراء کا خطاب عطا فرمایا۔ علی بن عیسیٰ اور اس کے بھائی عبدالرحمن کو بلوا کر نظم و نسق اور امور سلطنت کے اختیارات دیئے مگر وزارت کا لقب نہ دیا۔ پھر قلمدان وزارت ابو اسحاق محمد بن احمد الکافی قرار پٹی کے سپرد کر دیا۔ بدر خشنی کو عہدہ حجابت دیا اس کے بعد پانچویں شوال کو کورتکین نے بکتینک کے ایک ترکی سپہ سالار کو گرفتار کر کے دریائے دجلہ میں ڈبو دیا۔ چنانچہ ترکوں اور ویلمیوں میں جنگ چھڑ گئی۔ فریقین کے بے شمار لوگ کام آ گئے۔ کورتکین اکیلا سیاسی امور کی نگرانی کرنے لگا۔ وزارت کی تبدیلی کو ڈیڑھ ماہ گزر چکے تھے کہ نیا وزیر ابو اسحاق بھی کورتکین کے پنجہ غضب کا شکار ہو گیا پھر اس کی جگہ ابو جعفر محمد بن قاسم کرخی کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

ابن رائق کی بغداد روانگی :..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ بجکم کے اتراک میں سے ایک گروپ موصل چلا گیا اور پھر موصل سے ابن رائق کے پاس شام پہنچ گیا۔ ترک سپہ سالار توروں، جج، کورتکین اور صیغون اس گروپ میں موجود تھے۔ ان لوگوں نے ابن رائق کو عراق واپسی کی لالچ دلائی اس دوران خلیفہ متقی کے خطوط ابن رائق کی طلبی میں آ گئے۔ چنانچہ اس نے ماہ رمضان ۳۳۹ھ میں صوبہ شام میں ابو الحسن احمد بن علی بن مقاتل کو اپنا نائب بنا کر بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ موصل پہنچا۔ ناصر الدولہ بن حمدان نظریں بچا کر دائیں بائیں ہٹ گیا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر ایک لاکھ دینار بھیج کر ابن رائق سے مصالحت کر لی پھر ابن رائق بغداد چلا گیا۔ اتفاق سے ابو عبد اللہ بن بریدی کو اس کی خبر مل گئی اسی وقت اپنے بھائیوں کو واسطہ بھیج دیا ان لوگوں نے واسطہ سے ویلم کو نکال دیا اور ابن بریدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

کورتکین سے جنگ :..... جس وقت ابن رائق بغداد کے قریب پہنچا کورتکین لشکر تیار کر کے جنگ کے ارادے سے عکبر اتک آیا اس عرصے تک ابن رائق سے جنگ چھڑی رہی۔ آخر کار شب عرفہ میں ابن رائق نے اپنے لشکر کے ساتھ کوچ کیا اور صبح ہوتے ہوئے شہر کی مغربی جانب سے بغداد میں داخل ہو گیا اور بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی۔ خلیفہ ابن رائق کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر دریائے دجلہ کی سیر و تماشا کے لئے چلا گیا۔ دوسرے وقت مغرب کے وقت کورتکین بھی بغداد پہنچ گیا چنانچہ ابن رائق مسلح ہو کر لڑنے نکلا مگر کورتکین کے بغداد آ جانے سے کچھ ہمت سی ہار گیا اور شام کی طرف واپس جانے کا ارادہ کر لیا۔ پھر یہ خیال کر کے کہ بغیر جنگ کئے شام واپس جانا خلاف مصلحت ہے اپنے لشکر کے ایک حصے کو دجلہ عبور کر کے کورتکین کے لشکر کے پیچھے سے اس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے حصے کو اپنی کمان میں لے کر مقابلہ پر آیا۔ بازیوں اور عوام الناس

کا بھی ایک گروپ اس کے ساتھ تھا وہ بھی کبھی کبھی تیر کا مینہ کورتکین کے لشکر پر برسا دیتے تھے شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے جا رہے تھے۔

ابن رائق، فاتح اور امیر الامراء:..... اس دوران ابن رائق کے اس لشکر نے جو دجلہ عبور کر کے حملہ کی غرض سے روانہ کیا گیا تھا کورتکین کے لشکر پر پس پشت سے حملہ کیا۔ کورتکین کا لشکر اس غیر متوقع حملہ سے گھبرا کے بھاگ کھڑا ہوا۔ تقریباً چار سو آدمیوں نے امن کی درخواست کی ابن رائق نے ان سب کو ان کے سپہ سالار سمیت مار ڈالا۔ کورتکین جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ خلیفہ متقی نے ابن رائق کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرما کر ”امیر الامراء“ کا خطاب مرحمت کیا پھر وزیر ابو جعفر کرخی اپنی وزارت کے ایک مہینے بعد معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ احمد کوئی کو مقرر کیا گیا اس کے بعد ابن رائق کو کورتکین کا سراغ لگ گیا چنانچہ گرفتار کر کے دار الخلافہ میں قید کر دیا۔

وزارت ابن بریدی و فرار متقی بجانب موصل:..... ابن رائق امراء کی امارت کی وجہ سے بغداد میں مستقل طور پر رہنے لگا ادھر ابن بریدی نے واسطہ کا خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا چنانچہ ابن رائق نے لشکر مرتب کر کے دسویں محرم ۳۳۰ھ کو بغداد سے واسطہ کی جانب کوچ کیا۔ بنو بریدی یہ خبر سن کر بصرہ بھاگ گئے۔ ابو عبد اللہ کوئی نے درمیان میں پڑ کے مصالحت کرادی چنانچہ بنو بریدی واسطہ واپس آ گئے اور دو لاکھ دینار بقایا خراج کی ضمانت دی اور چھ لاکھ دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ مصالحت کے بعد ابن رائق بغداد کی جانب واپس لوٹ گیا۔ دوسری رجب الثانی کو لشکر نے بغاوت کر دی جس میں تو زون وغیرہ بھی شریک تھے اور اس سے علیحدہ ہو کر اسی ماہ کے آخر میں ابن بریدی کے پاس واسطہ چلا گیا۔ اس سے ابن بریدی کی قوت بڑھ گئی۔ ابن رائق نے دل جوڑنے کی نیت سے ابن بریدی سے خط و کتابت شروع کی اور خلعت وزارت بھیجی۔

اور اس کی طرف سے عہدہ وزارت پر ابو عبد اللہ شیراز کو اس کا نائب مقرر کیا، اس کے بعد یہ خبر مشہور ہو گئی کہ ابن بریدی اتراک اور دیلم کا ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پر چڑھا آ رہا ہے اسی بناء پر ابن رائق نے ابن بریدی کے نام وزارت سے خارج کر کے دار الخلافہ کی قلعہ بندی شروع کر دی جگہ جگہ سے مخینقیں نصب کرائیں اور فصیلوں پر حصار شکن آلات جمع کر دیئے لشکر کو حفاظت کی غرض سے چاروں طرف پھیلا دیا ادھر عوام الناس اور بازار یوں نے لوٹ مار شروع کر دی اس سے امن عامہ کو سخت نقصان پہنچا، پندرہویں جمادی الثانی کو خلیفہ متقی اور ابن رائق سوار ہو کر نہر دیالی کی طرف روانہ ہوئے تو ابو الحسین (ابن بریدی کے بھائی) سے دریا اور خشکی میں مڈ بھیڑ ہو گئی چنانچہ لڑائی ہوئی بالآخر ابو الحسین نے ان لوگوں کو شکست دیدی اور فتیابی کا جھنڈا لے کر دار الخلافہ میں داخل ہو گیا، خلیفہ متقی اپنے بیٹے ابو منصور اور ابن رائق کے ساتھ موصل کی طرف بھاگ گیا اس وقت اس کی امارت کو چھ ماہ ہو گئے تھے اور وزیر قریطی روپوش ہو گیا۔

ابو الحسین کے کامیاب ہونے کے بعد قصر خلافت لوٹ لیا گیا امن و امان کے صرف نام ہی باقی رہ گئے وہ خود غائب ہو گئے کورتکین کو قید سے نکال کے واسطہ بھیج دیا گیا اور بیچارے قاہر اللہ کو کسی نے نہ پوچھا، دار الخلافہ میں ابو الحسین نے قیام کر دیا چنانچہ تو زون کو شہر کی غربی جانب کا کوٹوال بنا یا اور ان سپہ سالاروں کی ضمانت میں جو تو زون کے ساتھ تھے ان کی عورتوں اور بچوں کو اپنے بھائی ابن بریدی کے پاس بھیج دیا اس کے ساتھیوں نے قبضہ کے بعد بھی لوٹ مار سے ہاتھ نہ اٹھایا اور دن دھاڑے دکانیں لوٹتے رہے رؤساء اور امراء شہر مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے بازاروں میں ٹیکس کی وہ زیادتی ہوئی کہ الامان الحفیظ، ایک کر^۱ گہیوں، جو اور ہر قسم کے اناج پر پانچ دینار محصول لگایا گیا اس سے مہنگائی اس حد تک پہنچ گئی کہ ایک کر گہیوں تین سودینار میں فروخت ہونے لگا انہی دنوں کوفہ سے غلہ آ گیا عامل بغداد نے اس کو چھپا لیا اور یہ ظاہر کیا ”عامل کوفہ نے میرے لئے بھیجا ہے“ اس رسد کے ساتھ قرامطہ کا ایک گروپ آیا تھا وہ ترکوں سے بھڑ گیا اور عوام الناس میں بھی جنگ چھڑ گئی خلق اللہ کا ایک گروپ کام آ گیا لشکریوں کے شور و شغب سے عمال تو روپوش ہو گئے اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا قتل و غارت کی گرم بازاری سے کھیتیاں برباد ہو گئیں، کھیتوں کو کاٹنے اور املش کرنے کی نوبت نہ آئی لوٹنے والے خوشوں سمیت لوٹ کر لے گئے غرض ابن بریدی کے لشکر کا آنا تھا کہ اہل بغداد پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آ گیا اور کوئی دقیقہ ظلم و ستم کا باقی نہ رہا جوان پر نہ کیا گیا ہو۔

① کر: ایک پیانے کا نام ہے جو عراقی پیانہ کہلاتا ہے، یہ سات قفیز کے برابر ہوتا ہے اور ایک قفیز آٹھ مکا کیک کا ہوتا ہے اور ایک مکوک ڈیڑھ صاع رائج وزن کے مطابق دو سیر کا ہوتا ہے اس حساب سے ایک کر ۳۶ من کا ہوا (مترجم)، تاریخ ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۲۵ پر گہیوں کے بجائے گندم کے بارے میں مذکورہ واقعات تحریر ہیں۔

ابن رائق موصل میں: جس وقت ابن بریدی کے لشکر نے بغداد کا رخ کیا تھا انہی دنوں خلیفہ متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد مانگی تھی چنانچہ اس نے ایک بڑا لشکر اپنے بھائی سیف الدولہ کے ہمراہ خلیفہ کی امداد کے لئے روانہ کر دیا اتفاق سے سیف الدولہ کا مقام تکریت میں خلیفہ سے اس وقت سامنا ہوا جبکہ موصوف بغداد سے ناکامی کے ساتھ آرہے تھے مجبوراً سیف الدولہ بھی خلیفہ کے ہمراہ موصل واپس آ گیا، ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر شہر چھوڑ دیا اور فریقین میں خط و کتابت ہونے لگی آخر کار ابن رائق نے تجدید عہد کی قسم کھائی اور مراسم اتحاد قائم رکھنے کا وعدہ کیا تب ناصر الدولہ واپس آیا اور دجلہ کی شرقی ساحل پر پہنچ کر پڑاؤ کر لیا، ابو منصور بن خلیفہ متقی اور ابن رائق دریائے دجلہ عبور کر کے اس سے ملنے گئے۔

ابن رائق کا قتل: ناصر الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی جس وقت ابو منصور سوار ہو کر واپس ہوا ناصر الدولہ نے ابن رائق سے مخاطب ہو کر کہا آج آپ یہیں قیام فرمائیں تاکہ آئندہ تدابیر کے لئے مشورہ کیا جائے مگر ابن رائق نے معذرت کی لیکن ناصر الدولہ اصرار کرنے لگا، ابن رائق کو اصرار سے بدظنی پیدا ہو گئی چنانچہ اس نے سوار ہونے کا راہہ کیا تو ناصر الدولہ نے لپک کر پکڑ لیا، ابن رائق ہاتھ چھوڑ کر جیسے ہی سوار ہونے لگا ناصر الدولہ نے پاؤں پکڑ کر گھسیٹ لیا، ابن رائق گر پڑا تو ناصر الدولہ نے اشارہ کر دیا فوراً ایک سپاہی نے لپک کر سرتار لیا اور نعش کو دجلہ میں پھینک دیا۔

ابن رائق کے قتل کے بعد ناصر الدولہ نے خلیفہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا اور اس کے بعد خود بھی سوار ہو کر بارگاہ خلافت میں دست بوسی کے لئے حاضر ہو گیا خلیفہ نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرما کر ناصر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۳۳۰ھ کا ہے اس کے بھائی ابو الحسین کو بھی خلعت فاخرہ سے سرفراز کر کے سیف الدولہ کا لقب عنایت کیا، اشید نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا ان دنوں دمشق میں ابن رائق کی طرف سے محمد بن یزید حکومت کر رہا تھا اس نے اشید کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی چنانچہ اشید نے امن دے کر دمشق پر قبضہ کر لیا اور پھر اپنی طرف سے اسے دمشق پر مقرر کر دیا کچھ عرصے کے بعد ولایت دمشق کی بجائے کوٹوالی مصر پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ کی بغداد واپسی: ابو الحسین بریدی نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد ظلم و جفا کاری کو اپنا وطیرہ بنا لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس سے اہل بغداد کو سخت نفرت پیدا ہو گئی اور اس سے انتقام لینے کے لئے موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگے اس دوران ابن رائق کے قتل کی خبر مشہور ہو گئی تو لشکر میں بھگدڑ مچ گئی جس کے جہاں سینک سہائے بھاگ نکلا، خلیفہ متقی کے پاس بھاگ گیا تو زون، انوش تلکین اور ترکوں نے ابو الحسین بریدی پر حملہ کرنے کا آپس میں عہد و پیمان کر لیا اسی دوران تو زون نے دیلم کو جمع کر کے حملہ کر دیا انوش تلکین نے معاہدہ کے خلاف ترکوں کو ایکجا کر کے تو زون کی مخالفت کی چنانچہ تو زون اس کی اطلاع پا کر موصل چلا گیا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی کو تو زون کے آجانے سے بہت بڑی تقویت ملی اور انہوں نے بغداد واپسی مراجعت کرنے کی تیاری کر دی اور ابو الحسن علی بن طیب کو دیار مضر یعنی الرہا اور حران کا انچارج مقرر کر کے موصل سے روانہ کیا ابو الحسین احمد بن علی بن مقاتل جو ابن رائق کی طرف سے ان علاقوں کا گورنر تھا وہ مقابلہ پر آیا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ابو الحسین احمد مارا گیا اور ابو الحسن علی نے کامیابی کے ساتھ دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ بغداد کے قریب پہنچا تو ابو الحسین ابن بریدی یہ خبر سن کر بغداد سے اپنے آنے کے تین مہینے بیس دن کے بعد واسط بھاگ گیا اور عوام الناس میں پھر بد امنی پھیل گئی لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا، خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ اپنے لشکر ظفر پیکر کے ساتھ ماہ شوال سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہو گئے، ابو اسحاق قراریطی عہدہ وزارت پر بدستور سابق بحال کیا گیا اور تو زون کو کوٹوالی مرحمت ہوئی۔

بریدی کی واپسی اور شکست: اس کے بعد ابو الحسین ابن بریدی نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بغداد کا رخ کیا بنی حمدان بھی مقابلہ کے لئے نکلے اور رفتہ رفتہ مدائن پہنچ گئے ناصر الدولہ نے مدائن میں قیام کر کے اپنے بھائی سیف الدولہ اور چچا زاد ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آگے بڑھایا، عرصہ تک سیف الدولہ اور ابو الحسین ابن بریدی کی لڑائیاں ہوتی رہیں یہاں تک کہ سیف الدولہ کو شکست ہو گئی اور ناصر الدولہ ترکی لشکر اور ان سپہ سالاروں کو لے کر مکہ پر پہنچ گیا جو اس کے ساتھ تھے، سیف الدولہ نے دوبارہ جنگ شروع کر دی اور ایک خونریز جنگ کے بعد ابو الحسین ابن بریدی شکست کھا کر واسط کی جانب بھاگ گیا۔

واسط پر سیف الدولہ کا قبضہ:..... چونکہ اس معرکہ میں سیف الدولہ کی فوج میں زخمیوں کی تعداد زیادہ ہو گئی تھی اسلئے تعاقب نہ کیا، کامیابی کے بعد ناصر الدولہ واپس آ گیا، پندرہ ذی الحجہ کو بغداد پہنچا اس کے بعد سیف الدولہ نے واسط پر فوج کشی کی، بریدی یہ خبر سن کر بصرہ بھاگ گیا سیف الدولہ نے قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔

دیسم بن ابراہیم کردی:..... آذر بایجان دیسم بن ابراہیم کردی کے قبضے میں تھا جو پہلے یوسف بن ابی الساج کا ساتھی تھا اور دیسم کا باپ ابراہیم ہارون شاری خارجی کا مصاحب تھا ہارون کے قتل کے بعد آذر بایجان چلا گیا اور کسی کرد رئیس کی لڑکی سے شادی کر لی جس کے لطن سے دیسم پیدا ہوا جب دیسم سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج کی خدمت میں رہنے لگا اس سے اس کی عزت و توقیر میں نمایاں ترقی ہوئی یہاں تک کہ یوسف کے بعد یہ آذر بایجان کا مستقل مالک بن گیا اس کے بعد سکری نے جو بلاد جبل میں وشمگیر کا نائب تھا ۳۲۶ھ میں وشمگیر کی اجازت کے بغیر آذر بایجان پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا دیسم نے وشمگیر کے پاس جا کر پناہ لی اور اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار و عہد کیا اور امداد کی درخواست کی وشمگیر نے دیلمی فوج سے اس کی مدد دی۔

دیسم کا آذر بایجان پر قبضہ:..... چنانچہ دیسم دیلمی فوج لے کر آذر بایجان آیا اور سکری کو زیر کر کے نکال دیا صوبہ آذر بایجان جیسا کہ اس سے پہلے اس کے قبضہ میں تھا پھر دوبارہ قبضہ میں آ گیا سکری کی فوج میں اکثر کرد تھے ان لوگوں نے سکری کے غلبے کے زمانہ میں آذر بایجان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا دیسم نے دیلم کے سرداروں کو ملا کر کردوں کو دوبارہ شروع کیا اور انہی کے زور بازو سے ان کی بڑھی ہوئی قوت کو نیست و نابود کر دیا ان میں صعلوک بن محمد بن مسافر علی بن فضل وغیرہ بھی تھے تھوڑے ہی دنوں میں صوبہ آذر بایجان میں کردوں کی حکومت کا نام و نشان تک نہ رہا ایک گروپ ان کے سرداروں کا گرفتار کر لیا گیا۔

محمد بن مسافر:..... ابوالقاسم علی بن جعفر، دیسم کا وزیر تھا اس کو اپنے آقا سے کچھ خطرہ پیدا ہوا تو طرم^۱ بھاگ گیا ان دنوں طرم میں محمد بن مسافر موجود تھا یہاں پر یہ ایک واقعہ غیر متوقعہ پیش آ گیا تھا کہ محمد بن مسافر کے دونوں بیٹے و ہشوان اور مرزبان باغی ہو گئے تھے اور دو چار قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا طرہ اس پر یہ ہو گیا تھا کہ و ہشوان اور مرزبان نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال و اسباب اور خزانہ لے لیا تھا اور اس کو تنہا ایک قلعہ میں چھوڑ دیا تھا علی بن جعفر نے یہ رنگ دیکھ کر مرزبان سے ملاقات کی اور اس کو آذر بایجان پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی مرزبان نے خوش ہو کر علی بن جعفر کو عہدہ وزارت سے سرفراز کر دیا۔

علی بن جعفر اور مرزبان ایک ہی مذہب کے مسافر اور بلحاظ عقائد مذہبی ایک ہی درخت کے شاخ تھے کیونکہ علی بن جعفر فرقہ باطنیہ سے تھا اور مرزبان دیلم سے، اور باطنیہ اور دیلم دونوں شیعہ ہیں۔

دیسم کا آرمینیہ فرار:..... علی بن جعفر نے آذر بایجان پر حملہ کرنے سے پہلے دیسم کے ساتھیوں اور مصاحبوں سے خط و کتابت شروع کر دی اور ان لوگوں کو بہت سارے پیسے دے کر یاد دینے کا وعدہ کر کے دیسم کی طرف بھڑکا کر اپنی جانب پھیر لیا علی الخصوص دیلم کو اپنا پورا پورا حامی بنا لیا گو اس وقت بظاہر دیسم سے ملے رہے جب یہ سازشیں پوری ہو چکیں تو علی بن جعفر نے مرزبان کو آذر بایجان پر حملہ کرنے کی رائے دی وہ فوجیں مرتب کر کے آذر بایجان کی جانب بڑھا اور جنگ کی نوبت آ گئی جیسے ہی دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں دیلم اقرار وعدہ کے مطابق بھاگ کر مرزبان کے پاس آ گئے اور امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں قیام پذیر ہو گئے ان لوگوں کے ہمراہ کردوں کا بھی ایک بڑا گروپ کثیر چلا آیا، دیسم نے گنتی کے چند مصاحبوں کے ساتھ آرمینیہ میں جا کر دم لیا، حایق بن دیرانی گورنر آرمینیہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا ان دنوں میں پرانے مراسم تھے۔ اس واقعہ سے دیسم کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا کردوں کی علیحدگی اور دوری پر سخت ندامت ہوئی حالانکہ یہ اس کے ہم مذہب یعنی خارجی تھے آہستہ آہستہ پھر ان کی تالیف قلب کرنے لگا۔

۱..... طرم : دیلمی علاقوں سے قزوین کی طرف ان پہاڑوں میں موجود ایک علاقہ جہاں سے قزوین کا نظارہ کیا جاسکتا ہے (معجم البلدان)

آذربائیجان دیلمی قبضہ کے بعد..... آذربائیجان پر مرزبان کے قابض ہونے کے تھوڑے ہی دنوں بعد علی بن جعفر (دیسم کے سابق وزیر) کو مرزبان سے کشیدگی پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ یہ کشیدگی اس حد تک بڑھ گئی کہ ادھر اس نے مرزبان کے ساتھیوں کو ملا کر درپردہ اپنا ہم آہنگ بنا لیا اور ادھر مرزبان کو جھانسنے دے کر ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا اسی دوران دیلم کو بھی اس نے ابھار دیا اور انہوں نے مرزبان کی فوج کے بڑے حصے کو جو اس کے پاس تھی قتل کر ڈالا اس سے مرزبان کے ساتھی مرزبان سے مخالفت و بغاوت اور دیسم کی اطاعت کرنے پر تل گئے جب یہ تدابیر پوری ہو گئیں تو دیسم کو یہ واقعات لکھ کر بھیجے چنانچہ دیسم نے تبریز پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔

دیلم کا تبریز پر قبضہ..... مرزبان کے ساتھیوں میں سے اکثر لوگ مقابلہ کے وقت دیسم کے پاس بھاگ کر آ گئے مگر پھر بھی مرزبان کی بہادری، مردانگی اور جنگ سے واقفیت سے دیسم کو زیر کر لیا میدان جنگ سے بھاگ کر تبریز میں آ گیا چنانچہ مرزبان نے اس کا محاصرہ کر لیا اور شدت کے ساتھ محاصرے کو جاری رکھا اور وزیر علی بن جعفر کی دل جوئی و اصلاح کی کوشش کرنے لگا بالاخر علی بن جعفر اور مرزبان کی صلح ہو گئی، دیسم تبریز چھوڑ کر اردنیل چلا گیا مرزبان نے تعاقب کیا اور اردنیل پہنچ کر اس کو اپنے محاصرے میں لے لیا یہاں تک کہ دیسم نے طویل محاصرے سے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی جسے مرزبان نے منظور کر کے صلح و امان اردنیل پر قبضہ کر لیا اور دیسم کو جو کچھ مال و زر دینے کا وعدہ کیا تھا اس کو پورا کیا بعد میں دیسم نے یہ التجا کی کہ مجھے میرے اہل و عیال سمیت قلعہ طرم میں بھیج دیجئے چنانچہ مرزبان نے اس درخواست کے مطابق دیسم کو اس کے اہل و عیال سمیت طرم روانہ کر دیا۔

سیف الدولہ کا حال..... جس وقت بنو بریدی واسط سے بصرہ کی جانب بھاگ گئے اور سیف الدولہ واسط میں خیمہ زن ہو گیا اسی وقت سے بصرہ پر اس کے دانت لگے ہوئے تھے اس کی یہ دلی تمنا تھی کہ جس طرح ممکن ہو بنو بریدی سے بصرہ چھین لینا چاہئے مگر فوج اور مال کی کمی کی وجہ سے ہمت نہ پڑتی تھی پھر اس نے کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مدد مانگ لی اس نے ابو عبد اللہ کو فی کی معرفت درستی فوج و سامان جنگ کے لئے پیسے روانہ کئے مگر توزون اور نجح اس رائے کے مخالف تھے سیف الدولہ کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ اس نے ناصر الدولہ کے بھیجے ہوئے پیسوں کو مصلحتاً کو فی کی معرفت اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اور توزون کو خراج وصول کرنے کے لئے جلدہ کی جانب روانہ کر دیا اور نجح کو مدار کی طرف۔

سیف الدولہ کا فرار..... اس واقعہ سے پہلے سیف الدولہ شام اور مصر پر حملہ کرنے کے بارے میں ترکوں سے خط و کتابت کرتا رہا تھا اور ہر طرح کی امیدیں دلاتا تھا مگر وہ اس بات پر تیار نہ ہوتے تھے کچھ دن کے بعد خلاف توقع ماہ شعبان ۳۳۱ھ میں خود سیف الدولہ ہی پر حملہ کر دیا لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ایک گروپ کو مار ڈالا بیچارہ سیف الدولہ اپنی جان بچا کر بغداد کی جانب بھاگ نکلا، ناصر الدولہ کے پاس جب ابو عبد اللہ کو فی واسط سے واپس ہو کر پہنچا اور اس کے بھائی کے حالات بتائے تو اس نے موصل جانے کی تیاری شروع کر دی، خلیفہ متقی سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور موصل کی جانب روانہ ہونے سے منع کر دیا اس کے ادب کی وجہ سے اس وقت تو اس نے منظور کر لیا مگر خلیفہ کے جانے کے بعد سامان سفر درست کر کے اپنی امارت کے تیرہویں مہینے موصل کی طرف کوچ کر دیا ادھر دیلم اور ترکوں نے اس مکان کو لوٹ لیا، ابو اسحاق قراریطی نے انتظام حکومت سنبھالا حالانکہ اس کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا تھا ابو العباس اصفہانی کو اس کی وزارت کے اکیاون دن کے بعد معزول کر دیا گیا۔

توزون اور نجح..... واسط سے سیف الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد توزون اور نجح کے درمیان امارت کے معاملہ میں اختلاف پیدا ہوا آخر کار یہ طے پایا کہ توزون کو امارت دے دی جائے اور نجح کو کمانڈر انچیف افواج مقرر کیا جائے اس کے بعد ابن بریدی پر واسط پر قبضہ کی لہج غالب ہوئی لشکر مرتب کر کے چڑھ آیا اور توزون سے خط و کتابت شروع کی توزون نے نہایت خوش اسلوبی سے جواب دیئے اس سے پہلے نجح، بریدی سے مقابلہ کے لئے روانہ ہو چکا تھا راستے میں ابن بریدی کے قاصد ملے جو توزون کے پاس اس کا خط لے کے گئے تھے دیر تک نجح ان سے باتیں کرتا رہا اس سے جاسوسوں نے توزون کے بارے میں یہ جڑ دیا کہ نجح تو ابن بریدی سے ملنا چاہتا ہے توزون یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا راتوں رات سفر کر کے نجح کے سر پر پہنچ گیا اور اس کو گرفتار کر لیا، یہ واقعہ پندرہویں رمضان ۳۳۱ھ کا ہے، پھر اسے بیڑیاں ڈال کر واسط لایا گیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھر وادیں۔

سیف الدولہ کی موصل روانگی:..... رفتہ رفتہ سیف الدولہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچ گئی یہ اس وقت اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس پہنچ چکا تھا چنانچہ فوراً بغداد چلا گیا، نصف رمضان کے بعد باب حرب پر پہنچ کر قیام کیا اور خلیفہ متقی سے تو زون سے مقابلہ کی غرض سے مالی مدد طلب کی خلیفہ نے چار لاکھ درہم مرحمت فرمائے سیف الدولہ نے وہ اپنے سپاہیوں کو تقسیم کر دیئے، سیف الدولہ کی آمد کی خبر سن کر وہ لوگ بھی ظاہر ہو گئے جو ایک مدت سے روپوش تھے اس دوران ان واقعات کی تو زون کو بھی خبر مل گئی چنانچہ واسطہ میں اپنی جگہ کی غلطی کو مقرر کر کے بغداد کا راستہ لیا، سیف الدولہ یہ خبر سن کر بغداد کے اس لشکر سمیت جو اس سے آ ملا تھا موصل کی جانب کوچ کر دیا ان میں حسن بن ہارون بھی تھا پھر اس کے بعد بنو حمدان کے قدم دوبارہ بغداد میں نہیں آئے۔

توزون کی امارت:..... بغداد سے سیف الدولہ کے چلے جانے کے بعد ماہ رمضان ۳۳۱ھ میں تو زون بغداد میں داخل ہوا خلیفہ متقی نے اس کو عزت و احترام سے امارت کی کرسی پر بٹھایا اور امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا اور ابو جعفر کرخی کو ناظر دیوان وزارت مقرر کیا اس سے پہلے یہ خدمت کو فی کے سپرد تھا، واسطہ سے تو زون کے چلے جانے کے بعد ہی ابن بریدی نے چڑھائی کر دی اور اس پر قبضہ کر لیا تو زون نے اس واقعہ کے اطلاع پا کر پہلی ذیقعدہ کو ابن بریدی سے جنگ کے لئے بغداد سے کوچ کیا، اس سے پہلے یوسف بن وجیہ گورنر عمان نے چند جنگی کشتیاں حاصل کر کے بصرہ پر فوج کشی کر دی تھی اور ابن بریدی سے لڑائی چھیڑ دی تھی، عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ ابن بریدی اور اس کا لشکر ہلاکت کے قریب پہنچ چکا تھا مگر کسی ملاح کی عملی کارروائی سے یوسف کی جنگی کشتیوں میں آگ لگ گئی چنانچہ محرم ۳۳۲ھ کو یوسف شکست کھا کر بھاگ گیا، ابن بریدی کے لشکر نے اس کا بہت سامال و اسباب لوٹ لیا، اسی واقعہ میں ابو جعفر بن شیرزاد بھاگ کر تو زون کے پاس آ گیا تو زون نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔

محمد بن ینال کی خلیفہ کو چغلی:..... محمد بن ینال ترجمان، تو زون کا نامی گرامی سپہ سالار تھا اور یہی بغداد میں تو زون کی عدم موجودگی میں اس کا قائم مقام تھا مگر چند دنوں کے بعد جبکہ ابو جعفر بن شیرزاد تو زون سے آ کر مل گیا اس وقت محمد اور وزیر السلطنت حسن بن مقلہ بھی تو زون سے مشکوک و مشتبہ ہو گئے چنانچہ دونوں صلاح مشورہ کر کے دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور خلیفہ کو یہ جھانسنہ دیا کہ ابن بریدی نے تو زون کو پانچ لاکھ دینار جو اس کو متروکہ تحکم سے ملا ہے دے کر ملا لیا ہے اور ابو جعفر بن شیرزاد تو زون کے پاس اس مقصد سے آیا ہوا ہے کہ معزول اور گرفتار کر کے ابن بریدی کے حوالہ کر دے خلیفہ متقی اس خبر کو سن کر حواس باختہ ہو گیا۔ اور اس نے ابن حمدان کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا۔ مگر دربار خلافت کے حاشیہ نشینوں نے ابن حمدان کو لکھا کہ تھوڑی سی فوج خلیفہ کی حفاظت کے لئے بھیج دو۔

خلیفہ کی موصل اور تکریت روانگی:..... جس وقت حسن ابن مقلہ وزیر السلطنت اور محمد بن ینال کو اپنی سازشوں اور خلیفہ متقی کو تو زون کی جانب سے بھڑکانے میں کامیابی ہو گئی۔ اتفاق سے انہی دنوں ابو جعفر ابن شیرزاد بھی پانچویں محرم ۳۳۲ھ کو تین سو سواروں کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اور خلیفہ کی اجازت کے بغیر احکام صادر کرنے لگا، خلیفہ متقی نے ابو جعفر بن شیرزاد کے آنے سے پہلے ناصر الدولہ بن حمدان سے موصل تک ساتھ آنے کے لئے لشکر منگوا لیا تھا۔ چنانچہ اس کے چچا ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان نے ایک مختصر سی فوج بھیج دی جس وقت یہ فوج بغداد کے قریب پہنچی تو ابو جعفر بن شیرزاد روپوش ہو گیا اور خلیفہ نے اپنے حرم اور بچوں سمیت تکریت کی جانب کوچ کر دیا۔ ان کے علاوہ وزراء، امراء اور اعیان حکومت سلامت طولونی، ابو زکریا یحییٰ بن سعید سوسی، ابو محمد ماروانی، ابو اسحاق قراری عیسیٰ، ابو عبد اللہ موسوی، ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ طبیب اور ابو نصر محمد بن ینال ترجمان وغیرہ بھی ہمرکاب تھے خلیفہ متقی کے روانہ ہوتے ہی ابو جعفر بن شیرزاد گوشہ اختفاء سے نکل آیا اور بغداد میں ظلم و سفاکی کا بازار گرم کر دیا لوگوں سے جرمانے اور تاوان وصول کرنے لگا اور واسطہ میں تو زون کو خلیفہ متقی کے چلے جانے کا حال لکھ کر بھیج دیا۔

توزون کا موصل پر قبضہ:..... تو زون نے واسطہ کی حکومت ابن بریدی کے سپرد کی اور اپنی لڑکی سے اس کا عقد کر کے بغداد چلا گیا اس وقت خلیفہ متقی تکریت میں داخل ہو گیا تھا اور سیف الدولہ نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کر لیا تھا ادھر خلیفہ نے ناصر الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کر دیا تھا چنانچہ اکیسویں ماہ ربیع الثانی ۳۳۲ھ کو ناصر الدولہ نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ خلیفہ نے تکریت سے موصل کی جانب کوچ کیا اور ناصر الدولہ تکریت میں قیام پذیر رہا تو زون کو اس کی خبر ملی تو لشکر تیار کر کے تکریت پر چڑھائی کر دی چنانچہ سیف الدولہ (ناصر الدولہ کا بھائی) مقابلہ پر

آبادتوں لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار میدان توزون کے ہاتھ رہا اور سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگ گیا۔ توزون نے اس کی اور اس کے بھائی کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے تعاقب کے لئے موصل کا رخ کیا۔ سیف الدولہ اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ موصل چھوڑ کر نصیبین کی طرف کوچ کر دیا توزون نے اس کی اطلاع پا کر موصل پر قبضہ کر لیا۔

توزون کی صلح:..... خلیفہ متقی اس روزانہ کی تگ و دو سے سہرا گیا تھا نصیبین میں آرام کی صورت نہ دیکھ کر رقبہ چلا گیا اور توزون کو خط لکھ بھیجا کہ تم سے میری ناراضگی اور نفرت کا یہ سبب ہے کہ ابن بریدی سے تم نے میل جول پیدا کر لیا تھا۔ خیراب رضا مندی اس میں ہے کہ بن حمدان سے صلح کر لو۔ توزون نے اس مشورے کے مطابق ناصر الدولہ سے جتنے علاقے اس کے قبضہ و تصرف میں تھے ان کے بارے میں تین برس کے لئے چھ لاکھ تین ہزار درہم سالانہ پر صلح کر لی اور صلح کے بعد توزون تو بغداد واپس آ گیا اور خلیفہ متقی اور بنی حمدان رقبہ میں قیام پذیر رہے۔

ابن بویہ کا واسطہ پر قبضہ:..... معز الدولہ بویہ ابواز میں حکومت کر رہا تھا مگر ابن بریدی آئے دن اس کو ملک عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلاتا تھا۔ ساتھ ہی اس کے جنگ کے وقت مدد دینے کا بھی وعدہ کرتا تھا۔ لہذا جس وقت توزون نے موصل کی جانب کوچ کیا تو معز الدولہ نے لشکر مرتب کر کے واسطہ کی جانب قدم بڑھائے۔ ابن بریدی نے وعدہ و اقرار کے باوجود وعدہ خلافی کی اس دوران توزون موصل سے بغداد چلا گیا اور بغداد سے معز الدولہ کی واسطہ کی طرف بڑھنے کی خبر سن کر نصف ذیقعدہ ۳۳۲ھ میں جنگ کے لئے واسطہ کی جانب روانہ ہو گیا سترہویں ذیقعدہ کو مقام ”قباہ حمید“ میں معز الدولہ اور توزون کے درمیان لڑائی شروع ہوئی اور تقریباً دس یوم تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ فریقین نہر دیالی عبور کرنے کی کوشش کر رہے تھے آخر کار توزون نہر دیالی کو عبور کر گیا اور نہر کے کنارے پر مورچہ قائم کر کے دیلمی فوج کو عبور کرنے سے روکنے لگا معز الدولہ بالائی نہر دیالی کی طرف نہر پر قبضے کے ارادے سے بڑھا مگر توزون کو اس بات کا احساس ہو گیا لہذا چند دستہ فوج کو ایک سپہ سالار کے ساتھ معز الدولہ کی روک تھام کرنے کو بھیج دیا۔ اس فوج نے نہر دیالی کو ایک قابل عبور مقام سے عبور کیا اور کمین گاہ میں چھپ گئی جس وقت معز الدولہ مقابلہ پر آیا اچانک حملہ کر دیا معز الدولہ اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا اور بے سروسامانی کے ساتھ اپنے وزیر صہیری کے ساتھ بھاگ گیا، اس کے چودہ افسر گرفتار کر لئے گئے اور دیلمی فوج کے بڑے حصے نے توزون سے امن حاصل کر لیا معز الدولہ اور صہیری نے سوس ۱ میں جا کر دم لیا۔ کچھ دن بعد پھر فوجیں مرتب کر کے دوبارہ واسطہ پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی کے حامی بصرہ چلے گئے۔

ابن بریدی اپنے بھائی کا قاتل:..... ابو عبد اللہ بن بریدی کا سارا مال و خزانہ انہی لڑائیوں میں جن کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خرچ ہو چکا تھا وہ اپنے بھائی ابو یوسف سے قرض لے کے کام چلاتا تھا۔ لشکریوں پر اس کا بہت برا اثر پڑا وہ ثروت و مال داری کی وجہ سے اس کے بھائی ابو یوسف کی طرف مائل ہو گئے۔ ابو یوسف اکثر اوقات مال و زردیتے وقت ابو عبد اللہ کو سخت و نامناسب الفاظ سے یاد کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ ابو عبد اللہ تک یہ خیر پہنچ گئی اور ادھر لگانے بھگانے والوں نے ابو یوسف سے یہ جڑ دیا کہ ابو عبد اللہ تمہاری گرفتاری کی فکر میں ہے چنانچہ ایک کو دوسرے سے نفرت ہو گئی دل ہی دل میں اس حد تک رنج و ملال بڑھ گیا کہ ابو عبد اللہ نے اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا جنہوں نے ایک دن راستے میں ابو یوسف پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔

جواہرات کا قصہ:..... اس کی فوج نے شور و غل مچایا تو نعلش دکھادی گئی چنانچہ خاموش ہو کر متفرق و منتشر ہو گئے اس کے بعد ابو عبد اللہ ابن بریدی اپنے بھائی ابو یوسف کے مکان میں داخل ہوا جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات ملے سب کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ یہ جواہرات خود ابن بریدی نے تگ و دو کے وقت پچاس لاکھ درہم پر ابو یوسف کے ہاتھ فروخت کئے تھے اور یہ جواہرات اصل میں حکم کے تھے اس نے اپنی بیٹی کو جبکہ ابن بریدی سے اس کا عقد کیا تھا جہیز میں دئے تھے اور حکم دار الخلافت کے توشہ خانہ سے ان کو اڑا لیا تھا۔ جس وقت یہ جواہرات ابو یوسف کے سامنے فروخت کے لئے پیش ہوئے تھے اس وقت اس نے ابو عبد اللہ بن بریدی کو بہت سخت و ست الفاظ سے یاد کیا تھا اور یہی بات دونوں بھائیوں میں عداوت و دشمنی کا باعث بنی۔

ابن بریدی کی موت:..... اس کے بعد ابو عبد اللہ بن بریدی بھی اپنے بھائی کے قتل کے آٹھ مہینے بعد مر گیا۔ پھر اس کی جگہ بصرہ میں ابوالحسن حکومت کی کرسی پر براجمان ہوا۔ مگر اس نے کج خلقی اور ظلم کا برتاؤ کیا تو لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے قتل کے لئے شور و غل مچاتے دوڑ پڑے مگر ابوالحسن بھاگ کر ہجر پہنچ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ لے لی ابن بریدی کے سپاہیوں نے ابوالقاسم یعنی ابو عبد اللہ بن بریدی کے بھتیجے کو اپنا امیر بنالیا۔ کچھ دن بعد ابوالحسن نے ابوطاہر قرامطی سے امداد کی درخواست کی ابوطاہر نے اپنے بھائیوں کو فوج دے کر ابوالحسن کے ہمراہ بصرہ کے محاصرے اور فتح کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ ابوالقاسم نے بصرہ کی حفاظت کا پورا پورا انتظام کر رکھا تھا اس لئے ابوالحسن اور قرامطہ کی کچھ نہ چلی وہ مدتوں محاصرہ کئے رہے آخر کار ابوالقاسم اور اس کے چچا ابوالحسن کی صلح ہو گئی۔ اور قرامطہ نے ہجر واپس چلے گئے اور ابوالحسن بصرہ میں داخل ہوا اور پھر توزون سے ملنے کے لئے بغداد چلا گیا۔

یانس، مولیٰ بریدی:..... ان واقعات کے بعد یانس (یہ ابو عبد اللہ بن بریدی کا غلام تھا) کو ریاست و حکومت کی لالچ لگ گئی چنانچہ اس نے ایک دیلمی سپہ سالار سے ابوالقاسم پر حملہ کرنے اور حکومت و ریاست پر کود حاصل کرنے کے بارے میں ساز باز کر لی چنانچہ ایک دن اسی غرض سے دیلمی فوج اپنے سپہ سالار کے پاس بھیجا۔ دیلمی سپہ سالار کے دماغ میں تنہا حکومت کرنے کی ہوس سما گئی مگر یانس اس کو تاڑ گیا۔ اور بڑی مشکل سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا۔ دیلمی فوج اس کے مضطربانہ بھاگنے سے منتشر و متفرق ہو گئی سپہ سالار بھی چھپ گیا چنانچہ ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی سپہ سالار کو گرفتار کر کے شہر بدر کر دیا اور کچھ دن بعد یانس کو بھی گرفتار کر کے اس سے ایک ایک لاکھ دینار جرمانہ وصول کیا اور مار ڈالا۔

ابوالحسن کا توزون کے ہاتھوں قتل:..... ابوالحسن بن بریدی نے بغداد پہنچ کر توزون سے امن حاصل کیا اور اپنے بھتیجے ابوالقاسم کے مقابلے میں امداد کی درخواست کی اس دوران بصرہ سے ابوالقاسم کا بھیجا ہوا مال و اسباب و خراج توزون کے پاس پہنچ گیا۔ توزون نے اسے اس کے صوبہ پر بحال رکھا چنانچہ ابوالحسن کو اس کی اطلاع مل گئی تو وہ بصرہ کا خیال چھوڑ کر ابن شیرزاد کی گرفتاری کے بارے میں توزون سے سرگوشی کرنے لگا اتفاق سے معاملہ برعکس ہو گیا توزون نے الٹا اسی کو گرفتار کر کے پٹوایا۔ ابو عبد اللہ بن ابو موسیٰ ہاشمی نے یہ سن کے ان فتاوٰی کو پیش کر دیا جو اس نے ناصر الدولہ کے زمانے میں ابوالحسن کے قتل کے جواز میں قضاۃ اور فقہاء سے لکھوائے تھے۔ چنانچہ توزون نے قصر خلافت میں فقہاء اور قضاۃ کو مجتمع کر کے ان فتوٰوں کی تصدیق کرائی اور تصدیق کے بعد ابوالحسن کو قتل کر کے اس کی نعش کو صلیب پر چڑھا دیا۔ اور اس کے بعد جلا کے راکھ کو دجلہ میں بہا دیا اور اس کا مکان لوٹ لینے کا حکم دیدیا۔ یہ واقعہ نصف ماہ ذوالحجہ ۳۳۳ھ کا ہے۔ یہ بریدیوں کا یہ آخری زمانہ تھا۔

متقی دور کے صوائف:..... ۳۳۰ھ میں رومی عیسائیوں نے اسلامی علاقوں کی طرف خروج کیا اور حلب تک بڑھ آئے اکثر شہروں کو لوٹ لیا اور پانچ ہزار مسلمان گرفتار کر لئے اسی سن میں شملی طرسوس کی جانب سے رومی علاقوں میں جہاد کی غرض سے داخل ہوا۔ چنانچہ اس کے لشکری مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے اور کئی بطریق گرفتار کر کے لایا۔

عیسائیوں کا مقدس عمامہ:..... ۳۳۱ھ میں بادشاہ روم نے خلیفہ متقی کے پاس وہ عمامہ لینے کے لئے اپنا قاصد بھیجا جس سے عیسائی خیال کے مطابق ”بیعت الہا“ کے وقت حضرت مسیح نے اپنا منہ پونچھا تھا اور اس میں ان کی صورت چھپ گئی تھی اور اس کے معاوضہ میں مسلمان قیدیوں کے ایک بڑے گروپ کو رہا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ فقہاء اور قضاۃ نے عمامہ دینے کے بارے اختلاف کیا بعضوں نے رائے دی کہ عمامہ دینے سے اسلام کی کمزوری ثابت ہوتی ہے بہتر یہ ہے کہ وہ عمامہ بدستور دار الخلافت میں رہے اور فی الحال مسلمانوں کو بھی عیسائیوں کے قید میں رہنے دیا جائے بعضوں نے اس رائے کی مخالفت کی ان میں علی بن عیسیٰ بھی تھا اس نے کیا کہ یہ عمامہ دیدینے میں کسی قسم کی توہین اسلام نہیں ہے بلکہ یہ عمامہ اپنے قبضہ میں رکھنے سے بہتر یہ ہے کہ عیسائیوں کے پنجہ غضب سے مسلمان رہا کر لئے جائیں۔ خلیفہ متقی نے اس رائے کے مطابق عمامہ بادشاہ روم کے قاصد کے حوالے کر دیا۔ اور مسلمان قیدیوں کو رہائی دلانے کے لئے اپنا قاصد بادشاہ روم کے پاس روانہ کر دیا۔

روسیوں کا حملہ:..... ۳۳۳ھ میں روسیوں کا ایک گروپ دریا کے راستے آذربائیجان کے اطراف میں آیا اور نہر کز کے راستے بروعد میں

داخل ہو گیا، چنانچہ مرزبان بن محمد بن مسافر کا نائب دیلمی فوج اور رضا کاروں کو تیار کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان لڑائی ہوئی۔ مگر روسیوں نے اسلامی فوج کو ہزیمت دے کر شہر پر قبضہ کر لیا۔ اس سے مسلمانوں میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا اور چاروں طرف سے اسلامی فوجیں مرتب اور تیار ہو کر پہنچ گئیں۔ روسیوں نے بھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور شہر کے عوام الناس بھی معرکہ کارزار گرم دیکھ کر تیر برس آنے لگے۔ روسیوں نے سب کو شہر چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دی اکثر نکل گئے جو باقی رہ گئے ان کو روسیوں نے قتل و غارت کر کے برباد کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔

روسیوں کی بزدلانہ دہشت گردی:..... روسیوں کی اس بزدلانہ حرکت سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آ گئی چنانچہ وہ قرب و جوار کے مسلمانوں کو جمع کر کے تیس ہزار کا لشکر لے کر حملہ آور ہو اور وہی مقابلہ پر آئے اور مدتوں لڑائی ہوتی رہی ایک دن مرزبان چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا کر روسیوں پر حملہ کیا اور آہستہ آہستہ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا آیا۔ روسی کامیابی کے جوش میں آگے بڑھتے گئے جس وقت کمین گاہ سے روسیوں نے قدم آگے بڑھائے مرزبان کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اس ناگہانی حملہ سے روسیس گھبرا گئے۔ چنانچہ ان کا سردار ایک بڑے گروپ سمیت مارا گیا باقی سپاہیوں نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ مرزبان نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ روسی نہایت استقلال سے محاصرے کی تکالیف برداشت کرنے لگے۔

محاصرے میں اور آفت:..... محاصرے کے دوران یہ خبر لگی کہ ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی ابو عبد اللہ حسین بن سعید بن حمدان کو آذربائیجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا ہے چنانچہ وہ سفر و قیام کرتے ہوئے سلماں پہنچ گیا ہے۔ مرزبان نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کر کے ایک حصہ کو بروہہ کے محاصرہ پر چھوڑا اور دوسرے حصے کو لے کر ابو عبد اللہ سے لڑنے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے یہ خبر سن کر ابو عبد اللہ کو واپس بلوایا چنانچہ ابو عبد اللہ بغداد لوٹ گیا۔

روسیوں کا فرار:..... مرزبان کی فوج جو روسیوں کا بروہہ میں محاصرہ کئے ہوئے تھی تو زون کی وفات کے بعد بھی محاصرہ ہی بالآخر روسی طویل محاصرے سے گھبرا کر رات کے وقت شہر چھوڑ کر بھاگ گئے اور جتنا مال و اسباب اٹھاس کے اٹھا کر لے گئے۔ اور اسی سن میں بادشاہ روم نے ”راس عین“ پر قبضہ کر لیا تین دن تک قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ قرب و جوار کے دیہاتی یہ خبر سن کر لڑنے آئے کچھ لڑائیاں ہوئیں اور پھر رومی لشکر شہر چھوڑ کر بھاگ گیا۔

خلیفہ متقی کے گورنر:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ خلیفہ کے دائرہ حکومت میں صوبہ اہواز، بصرہ، واسط، جزیرہ اور موصل کے کوئی اور صوبہ نہ تھا موصل پر بنی حمدان اور اہواز پر معز الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ اس نے کچھ دن بعد واسط کو بھی دبا لیا۔ اور بصرہ ابو عبد اللہ بن بریدی کے قبضہ میں باقی رہ گیا۔ پہلے بغداد پر خلیفہ متقی کی طرف سے حکم تھا اس کے بعد امین بریدی پھر کورتلین دیلمی، اس کے بعد دوبارہ ابن رائق، پھر دوبارہ ابن بریدی پھر حمدان پھر تو زون یکے بعد دیگرے قابض ہوتے چلے آئے۔ نظم و نسق۔ حل و عقد غرض کل زمام حکومت انہی کے قبضہ میں تھی۔ وزیر السلطنت نام کا وزیر تھا مگر درحقیقت انہی لوگوں کا ایک محرر یا ان کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھا جس طرف چاہتے پھیر دیتے۔ بلا اجازت ان لوگوں کے کوئی کام نہیں کر سکتا تھا۔ سارے احکام انہی لوگوں کے جاری و نافذ تھے سب سے آخر میں جس نے امور سلطنت کو سنبھالا وہ ابو عبد اللہ کوئی (توزون کا سیکریٹری) تھا اور اس سے پہلے وہ ابن رائق کا سیکریٹری تھا۔ بدر بن جری عہدہ حجابت کو انجام دے رہا تھا مگر ۳۳۰ھ میں معزول کر دیا۔ اور اس کی جگہ سلامتہ طولونی مقرر ہوا اور بدر کو فرات کا گورنر بنادیا۔ اشید سے اس نے جا کر شکایت کر دی اور پناہ گزیں ہونے کی درخواست بھی دی اس پر اشید نے اس کو دمشق کی حکومت عنایت کر دی۔ اطراف و جوانب کے قابضین و متصرفین سے یوسف بن وجیہ بھی تھا۔ اس زمانہ میں بغداد کو کو تو ال ابو العباس دیلمی تھا۔

متقی کی بے اعتنائیاں:..... خلیفہ متقی ماہ ربیع الآخر ۳۳۲ھ سے آکر سن مذکور تک مستقل طور پر بنی حمدان کے پاس رہا اس کے بعد طول قیام کی وجہ سے دلوں سے اخلاص ختم ہو گیا۔ حسن بن ہارون اور ابو عبد اللہ ابن ابو موسی ہاشمی نے توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا اور خلیفہ متقی نے اشید محمد بن طغج گورنر مصر کو طلبی کا خط تحریر کیا۔ تھوڑے دنوں بعد اشید پہنچ گیا جس وقت وہ حلب میں پہنچا ابو عبد اللہ بن سعید بن حمدان جو منجانب ناصر الدولہ (ابو عبد اللہ اور ناصر الدولہ دونوں چچا زاد بھائی تھے) حلب کا گورنر تھا۔ ابن مقاتل کو اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ چونکہ ناصر الدولہ نے اس سے پچاس

ہزار دینار جرمانہ وصول کیا تھا اس لئے اس نے حلب کو اشید کے حوالہ کر دیا اشید نے اس کو مصر کے محکمہ مال کی افسری دی اور دو ایک دن قیام کر کے حلب سے رقبہ کی جانب روانہ ہو گیا نصف محرم ۳۳۳ھ کو رقبہ میں داخل ہو کر خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل کیا۔ تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسن بن مقلہ اور سارے حاشیہ نشینوں کو بھی تحفے دئے اور اس کی کوشش کی کہ خلیفہ مصر چل کے قیام کرے اور اسی کو اپنا دار الخلافت بنائیں مگر خلیفہ متقی نے اس کو منظور نہ کیا ❶۔ تب اشید نے توزون کی بدعنوانیوں سے ڈرایا۔ لیکن خلیفہ متقی نے اس پر بھی کچھ توجہ نہ کی۔ وزیر السلطنت نے بھی اس رائے کی تائید کی۔ مصر جانے کے فائدے اور تمام اسلامی علاقوں پر حکومت کرنے کی لالچ دلائی۔ مگر اس نے پھر بھی کچھ نہ سنا۔ اس دوران توزون کے پاس سے وہ قاصد واپس آ گیا جو پیام صلح لے کر بغداد گیا ہوا تھا۔ توزون اور اس کے وزیر ابن شیرزاد نے خلیفہ متقی اور اس کے حامیوں کے لئے امان نامہ لکھ کر بھیجا تھا۔ جس پر فقہاء، قضاۃ، امراء شہر اور نامی گرامی عباسیوں اور علویوں کی گواہیاں تھیں۔ اس کے علاوہ ان لوگوں کے خطوط بھی علیحدہ علیحدہ موجود تھے۔ خلیفہ متقی اس کو دیکھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا اسی وقت اشید کو چھوڑ کر فرات کے راستے محرم ۳۳۳ھ کو بغداد کی طرف چل کھڑا ہوا۔ توزون نے مقام سندیا ❷ میں اس سے ملاقات کی اور زمین بوسی کر کے بولا ”الحمد للہ“ خلیفہ نے میرے قول و قرار کو سچا یقین کیا میں آپ کی خدمت گزاری کو اسی طرح حاضر ہوں جیسا کہ اس سے پہلے تھا“ خلیفہ متقی یہ سن کر خوش ہو گیا مگر توزون نے خفیہ طور پر خلیفہ متقی اس کے تمام ساتھیوں کو حراست میں لے لیا اور دکھاوے کے لئے خیمہ میں لے جا کر ٹھہرایا۔ لیکن اگلے ہی دن جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے تین برس گزر چکے تھے اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں جس سے وہ اندھا ہو گیا۔

مستکفی باللہ کی بیعت:..... اس کے بعد ابوالقاسم عبداللہ بن خلیفہ متقی باللہ دربار خلافت میں لایا گیا حسب مراتب ارکین دولت نے بیعت کی اور اسے ”مستکفی باللہ“ کا لقب دیا ❸ سب سے آخر میں معزول خلیفہ (متقی) دربار خلافت میں پیش ہوا۔ اس نے بھی خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی اور اس سے چادر اور عصائے خلافت لے کر خلیفہ مستکفی کے سپرد کر دی گئی۔

مستکفی کے اقدامات:..... خلیفہ مستکفی نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی وزارت تبدیل کر دی۔ قلمدان وزارت ابوالفرج محمد بن علی سامری کے سپرد کیا یہ بھی نام کی وزارت تھی۔ جیسا کہ سابق وزراء کا حال تم اوپر پڑھ آئے ہو درحقیقت تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار ابن شیرزاد (توزون کے سکریٹری) کو تھا بعد اس کے خلیفہ مستکفی نے توزون کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا اور معزول و مجبور خلیفہ متقی کو جیل میں ڈال دیا۔ ابوالقاسم فضل بن خلیفہ مقتدر باللہ (جو خلافت کا دعویدار تھا اور جس نے بعد میں المطیع کا لقب اختیار کیا) کی تلاش اور گرفتاری کا حکم صادر فرمایا۔ ابو القاسم یہ خبر سن کر روپوش ہو گیا۔ چنانچہ خلافت خلیفہ مستکفی کے آخر تک روپوش ہی رہا چنانچہ خلیفہ مستکفی جب اس کی تلاش میں کامیاب نہ ہوا تو اس کے مکان کو منہدم کر دیا۔

وفات توزون و امارات ابن شیرزاد:..... ماہ محرم ۳۳۴ھ مقام بغداد میں توزون نے اپنی امارت کے چھ برس پانچ مہینے بعد وفات پائی۔ اس کے مکمل زمانہ امارت میں ابن شیرزاد اس کا سکریٹری رہا۔ اس نے اپنی موت سے پہلے ابن شیرزاد کو مال حال کرنے کے لئے ہیت بھیج دیا تھا۔ جب اس کے مرنے کی خبر ابن شیرزاد کو ملی تو ابن شیرزاد نے ناصر الدولہ بن حمدان کو امارت کی کرسی پر بٹھانے کا ارادہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا اور بغاوت پر آمادہ ہو گئے اور زبردستی ابن شیرزاد کو اپنا امیر بنالیا چنانچہ ابن شیرزاد ہیت سے کوچ کر کے باب حرب پر پہنچا۔ دار الخلافت کی تمام فوجوں نے جمع ہو کر ابن شیرزاد کی امارت کی قسمیں کھائیں۔ ابن شیرزاد نے خلیفہ مستکفی کی خدمت میں حلف لینے کے لئے قاصد روانہ کیا خلیفہ نے خوشی سے فقہاء، قضاۃ اور ارکین دولت کے سامنے حلف لیا۔ تب ابن شیرزاد نے حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور خلیفہ نے اسے ”امیر الامراء“ کا خطاب

❶..... اشید کی درخواست کی نا منظوری کی وجہ شاید یہ تھی کہ متقی کا میلان صلح کی شرائط کی طرف تھا جن میں سے ایک یہ بھی تھی کہ توزون خلیفہ کی حمایت کریگا۔

❷..... بغداد اور انبار کے درمیان نہر عیسیٰ کے کنارے بغداد کا ایک گاؤں ہے۔

❸..... یہ دور ۳۳۳ھ سے ۳۳۶ھ تک رہا، اس دور میں آل بویہ خلافت عباسیہ پر قابض تھے، اس دور میں پانچ خلیفہ ہوئے جن کے نام یہ ہیں (۱) مستکفی (۲) مطیع (۳) طائع (۴) قادر (۵) قائم۔

مرحمت فرمایا۔ ابن شیرزاد کو اس خطاب کا ملنا تھا کہ ذاتی اور فوجی اخراجات اس قدر بڑھادے کہ تھوڑے ہی دنوں میں تنگدستی تک نوبت پہنچ گئی۔

حالات درست کرنے کی کوشش:..... ابو عبد اللہ بن ابوموسیٰ ہاشمی کو ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس روپیہ لینے موصل بھیجا اور ”امیر الامراء“ کا خطاب دلانے کا وعدہ کیا۔ ناصر الدولہ نے پانچ لاکھ درہم اور کثیر المقدار غلہ بھیج دیا ابن شیرزاد نے اس کو لشکریوں پر تقسیم کر دیا مگر کافی نہ ہو سکا۔ مجبور ہو کر ملازمین، رؤساء اور تجارت پیشہ ساتھیوں پر لشکریوں کی تنخواہ کا ٹیکس لگا دیا اس سے شیرازہ انتظام درہم و برہم ہو گیا۔ ظلم و جور کی گرم بازاری ہو گئی۔ اور دن دھاڑے چوریاں ہونے لگیں سوداگروں کی دوکانیں ڈاکوؤں نے لوٹ لیں۔ اور مجبوراً لوگوں نے بغداد سے جلا وطنی اختیار کر لی۔ ابن شیرزاد سے کچھ بن نہ پڑتا تھا اس نے ”ینال کوشہ“ کو واسطہ پر اور تکریت پر فتح سبکری ۱۰ کو مامور کیا۔ لہذا فتح سبکری بغداد سے روانہ ہو کر سیدہا ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور بغداد کے حالات بتائے ناصر الدولہ نے اسے اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر متعین کیا۔

حکمرانوں کی حالت:..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ متوکل کے عہد خلافت سے گورنروں نے زیر کنٹرول علاقوں کو دبا لیا اور دولت عباسیہ کے قوائے حکومت روز بروز بلکہ لمحہ بلمحہ مختل و کمزور ہوتے جا رہے تھے۔ اراکین دولت یکے بعد دیگرے اسلامی علاقوں پر قابض ہو کر اسے مختلف قوتوں میں تقسیم کر رہے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے دار الخلافہ بغداد پر بھی قبضہ کر رکھا تھا اور بنائے خود علیحدہ علیحدہ حکمران بن گئے تھے جو کہ ہر ایک الگ الگ اپنی حکومت کے آخر تک ذکر کئے جانے کا استحقاق رکھتا ہے۔

ان لوگوں میں سے جو خلافت سے زیادہ قریب تھا وہ بنو بویہ ہے جو اصفہان و فزازس پر قابض تھے اور معز الدولہ جو اسی خاندان کا ایک معزز ممبر تھا وہ اہواز کو دبائے ہوئے تھا اور واسطہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا مگر پھر اسے یہ صوبہ چھین لیا گیا۔ بنو حمدان موصل اور جزیرہ پر حکمرانی کر رہے تھے اور پھر ہیت کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں لے لیا تھا خلفاء عباسیہ کے قبضہ اقتدار میں صرف بغداد اور وہ علاقے جو دجلہ و فرات کے درمیان تھے باقی رہ گئے تھے۔ اس کے باوجود امراء دولت ان پر قابض ہوئے چلے جا رہے تھے اور جو شخص ان کی حکومت و سلطنت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لیتا تھا وہ ”امیر الامراء“ کے لقب سے موسوم کر دیا جاتا تھا۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ:..... جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا یہاں تک کہ خلیفہ مستنکفی کا دور آ گیا۔ اس دور کی حکومت کو سنبھالنے والا ابن شیرزاد ہے۔ اس نے ینال کوشہ واسطہ پر مامور کیا۔ جیسا کہ ابھی ہم بیان کر آئے ہیں مگر ینال ابن شیرزاد سے منحرف و باغی ہو کر معز الدولہ سے جا ملا اور اس کی ماتحتی میں واسطہ پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ دن بعد اس نے معز الدولہ سے بغداد پر قبضہ کر لینے کا مشورہ کیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے دیلمیوں کی ایک فوج مرتب کر کے بغداد پر حملہ کر دیا۔ ابن شیرزاد ترکوں کو مسلح اور مرتب کر کے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر ناصر الدولہ ابن حمدان کے پاس موصل بھاگ گیا اور خلیفہ مستنکفی روپوش ہو گیا۔ معز الدولہ کامیابی کا جھنڈا لے کر بغداد میں داخل ہو گیا اس کے بعد اس کا سرکریٹری ابو محمد حسن بن محمد مہلبی بھی پہنچ گیا اور خلیفہ مستنکفی کو ڈھونڈھ کر دار الخلافہ میں لے آیا معز الدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائیوں عماد الدولہ علی اور رکن الدولہ حسن کی جانب سے تجدید بیعت کی۔ خلیفہ مستنکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں پر مامور کر کے انہی القاب سے ملقب کیا اور انہی کے القاب کا سکہ بنوایا۔ اس کے بعد معز الدولہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی۔ خلیفہ نے بغداد کو بھی معز الدولہ کے حوالہ کر دیا۔ اسی تاریخ سے معز الدولہ کو ”سلطان“ کے لقب سے مخصوص کیا گیا اور اسی لقب سے پکارا گیا۔

مذکورہ حالات کے پیش نظر دولت عباسیہ کے وہ حالات جن کا ذکر کرنا ہم سمجھنا چاہتے اب باقی نہیں رہے اگرچہ مخصوص واقعات خلیفہ کی ذات سے بھی متعلق رہے ہیں مگر وہ نہایت قلیل اور نادر ہیں۔ لہذا اسی وجہ سے ان خلفاء کے حالات عہد خلافت مستنکفی سے زمانہ حکومت مقتنکی تک بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقیہ کے واقعات میں درج کئے جائیں گے کیونکہ یہ خلفاء تصرف و حکمرانی سے معطل و بیکار ہو گئے تھے سوائے گنتی کے چند خلفاء کے کہ جن کا ذکر ہم آئندہ کرنے والے ہیں اور ان کے باقی حالات کو ہم دیلم اور سلجوقیہ کے حالات کے ضمن میں جو دولت عباسیہ پر غالب اور قابض تھے بیان

کریں گے وہاں پر دیلم اور سلجوقیہ کی حکومت و دولت کو ہم الگ سے تحریر کریں گے کما شرتناہ۔ خلفاء عباسیہ کے زمان خلافت مستکفی سے عہد حکومت خلیفہ مستکفی تک واقعات جن پر بنی بویہ اور ان کے بعد سلجوقی حکمران قابض اور غالب رہے۔

سلطان معز الدولہ:..... معز الدولہ بغداد میں قدم رکھتے ہی خلیفہ مستکفی پر حاوی اور غالب ہو گیا اور خلیفہ مستکفی جو صرف نام کا خلیفہ تھا معز الدولہ کی کفالت میں اوقات گزارنے لگا۔ اس سے پہلے ۳۳۳ھ میں خلیفہ مستکفی نے اپنے سکریٹری ابو عبد اللہ بن ابوسلیمان اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا تھا اور ابو احمد فضل بن عبد الرحمن شیرازی کو عہدہ کتابت پر مامور فرمایا تھا۔ ابو احمد خلافت مستکفی سے پہلے ناصر الدولہ کا سکریٹری تھا جب خلیفہ مستکفی تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو احمدی خبر سن کر موصل سے بغداد آ گیا اور خلیفہ مستکفی نے اس کو اپنا سکریٹری بنالیا۔ اسی سن میں وزیر السلطنت ابوالفرج کو اس کی وزارت کے بیالیسویں دن گرفتار کر لیا گیا اس نے تین لاکھ دراهم جرمانہ ادا کر کے اپنی جان بچائی اسی سن میں معز الدولہ نے ابوالقاسم گورنر بصرہ کو صوبہ واسط کی حکومت عطا کی اور اپنی جانب سے متعین کر کے واسط روانہ کیا۔

مستکفی کی معزولی:..... معز الدولہ کے غلبہ کے بعد دار الخلافہ بغداد کا یہی رنگ ڈھنگ رہا۔ اور خلیفہ مستکفی چند ماہ اسی حالت سے بسر کرتا رہا اس کے بعد کسی نے معز الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی اور تمہاری جگہ کسی دوسرے کی تقرری کی فکر میں ہے۔ معز الدولہ کو اس خبر کے سننے سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اتفاق سے اسی دوران گورنر خراسان کا سفیر آ گیا۔ اس تقریب میں دربار عام منعقد کیا گیا۔ معز الدولہ بھی دربار میں حاضر تھا اس کے ساتھ اس کی قوم اور اس کے حامی بھی آئے ہوئے تھے۔ معز الدولہ نے دو دیلمی نقیبوں کو اشارہ کر دیا۔ بظاہر دست بوسی کو خلیفہ مستکفی کی طرف بڑھے خلیفہ مستکفی نے یہ خیال کر کے کہ یہ دونوں دست بوسی کرنا چاہتے ہیں۔ ہاتھ بڑھایا مگر دیلمیوں نے ہاتھ پکڑ کر تخت سریر خلافت سے کھینچ لیا اس کے بعد معز الدولہ سوار ہو کر اپنے گھر کی جانب روانہ ہوا۔ دونوں دیلمی بھی خلیفہ مستکفی کو پکڑ کر کھینچتے ہوئے معز الدولہ کے مکان پر لائے اور وہاں چھوڑ دیا۔ اس واقعہ سے شور و غل اور ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لوگوں کے حواس گم ہو گئے دار الخلافہ کو لوٹ لیا گیا۔ بازار میں لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ ابو احمد شیرازی (خلیفہ مستکفی کا سکریٹری) کو بھی گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الآخر ۳۳۴ھ کا ہے۔ جبکہ خلیفہ مستکفی کی خلافت کو ایک برس چار مہینے گزر چکے تھے۔ ❶

ابوالقاسم فضل بن مقتدر المصعب اللہ ۳۳۴ھ تا ۳۶۳ھ

المصعب باللہ کی خلافت:..... اس کے بعد ابوالقاسم فضل بن مقتدر کی خلافت کی بیعت کی گئی چونکہ خلافت مستکفی سے پہلے یہ بھی مستکفی کی طرح خلافت کا دعویٰ کرتا تھا اس وجہ سے تخت نشینی کے بعد خلیفہ مستکفی نے اس کو ڈھونڈھوایا۔ اس وقت یہ خوف جان سے روپوش ہو گیا تھا۔ لہذا جب معز الدولہ بغداد آیا تو یہ معز الدولہ کے مکان پر آ کے چھپ گیا یہاں تک خلیفہ مستکفی اس حالت کو پہنچا تب معز الدولہ نے اس کی خلافت کی بیعت کی اور اسے ”المصعب للہ“ کا لقب دیا اس کے بعد معزول خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں پیش کیا گیا اس نے اپنی معزولی کا اقرار کیا اور شاہی طریقہ سے خلیفہ مصعب کو سلام کیا۔

عباسیہ کا سیاہ دور:..... اگرچہ اس تاریخ سے پیشتر خلافت عباسیہ میں ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا تھا اور خلیفہ کے قبضہ اور اختیار میں کسی قسم کا اقتدار باقی نہیں رہا تھا مگر پھر بھی خلافت کی کچھ حرمت و توقیر باقی تھی جس کا پاس و لحاظ اراکین دولت برابر کرتے رہے تھے۔ معز الدولہ کی حکومت کا دور کیا آیا خلافت عباسیہ کے سر پر زوال کی گھٹا چھا گئی۔ رہی سہی حالت بھی ختم ہو گئی۔ وزیر السلطنت جو خلافت کا ایک بازو تھا اس کی بھی قوت ٹوٹ گئی۔ صرف جاگیروں اور حرم سرائے خلافت کا انتظام اس کے ہاتھ میں رہا۔ وزارت کا اہم رتبہ معز الدولہ کے قبضہ میں تھا وہ جس کو پسند کرتا تھا اس کو وزارت کا عہدہ عطا کرتا تھا۔

❶..... مسعودی کی مروج الذهب جلد ۴ صفحہ ۴۲۰ کے مطابق مستکفی کی مدت خلافت ایک سال چار مہینے سے کچھ دن کم ہے، علامہ ذہبی نے اپنی کتاب ”العبر“ جلد ۲ صفحہ ۲۳۵ میں مستکفی کی معزولی کی یہ وجہ لکھی ہے کہ خلیفہ نے ایک شیعہ کی اہانت اور تذلیل کی تھی اور وہ شخص معز الدولہ کا مفتی تھا لہذا معز الدولہ کو یہ بات بری لگی اور اس نے مذکورہ رد عمل کا اظہار کیا۔

عباسیوں کی مغلوبیت کی وجہ:..... اس غلبے اور تصرف کا بہت بڑا سبب یہ تھا کہ معز الدولہ دیلم کی قوم سے تھا جو اطروش کے ہاتھ پر اسلام لانے کے زمانے سے علویہ کے طرفدار اور مذہباً متشیع تھے۔ عباسیوں کی حمایت کا خیال ان کو بالکل نہ تھا۔ معتبر روایات سے بیان کیا جاتا ہے کہ معز الدولہ نے خاندان عباسیہ سے علویہ کی طرف منصب خلافت کو منتقل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا کسی مشیر نے رائے دی ”یہ بات خلاف مصلحت ہے اس لئے ایسے شخص کو خلیفہ نہ بناؤ کہ جس کے بارے میں تمہاری قوم کا یہ خیال ہو کہ یہ مستحق خلاف ہے ورنہ ایسا وقت بھی آجائے گا کہ وہ تمہارے خلاف تمہاری قوم سے کام لے گا اور تم کچھ بھی نہ کر سکو گے اور وہ تمہارے قبضہ سے امر و نہی کا اختیار بھی چھین لے گا بہتر یہ ہے کہ غیر مستحقین خلافت کو منصب خلافت پر بیٹھا رہنے دو اور سیاہ و سفید کرنے کے مختار تم رہو“ معز الدولہ نے اس رائے کے مطابق منصب خلافت کو خاندان عباسیہ ہی میں رہنے دیا مگر تمام اختیارات سلب کر لئے اور اپنی طرف سے عمال مقرر کئے چنانچہ دیلمیوں کا دور دورہ ہو گیا اور سارا عراق اسی کے قبضہ میں آ گیا خلیفہ کے قبضہ میں صرف اتنی زمین رہی جو معز الدولہ کی طرف سے بطور جاگیر ضرورت کے لئے ملی تھی۔ ہاں اتنا ضرور تھا کہ تخت، منبر، سکہ اور فرامین پر مہر لگانا۔ ڈیپوٹیشن کے آنے پر دربار عام منعقد کرنا اور خطابات عطا کرنا خلیفہ کی ذات خاص سے مخصوص تھا مگر یہ بھی اسی کے ذریعہ سے ہوتا جو دربار امور سلطنت اور خلیفہ پر حاوی اور غالب ہوگا۔

بنی بویہ اور سلجوقیہ کا ہر وہ شخص جو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار رکھتا تھا سلطان کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس لقب میں کوئی اور شخص خواہ کیسا ہی اختیار رکھتا شریک نہیں ہو سکتا تھا۔ قدرت، حکومت، جاہ و جلال اور عزت اسی کی سمجھی جاتی تھی خلیفہ کو کوئی جانتا پہچانتا تک نہ تھا۔ خلافت منسوب ❶ لفظ اور منسوب معنی خاندان عباسیہ میں تھی۔ واللہ المدبر للامور لا الہ ❷ غیرہ۔

ٹیکس کی بھرمار:..... معز الدولہ کے حاوی ہونے کے تھوڑے دنوں بعد لشکریوں نے حسب عادت تنخواہ اور روزینے مانگے علی الخصوص اس وجہ سے کہ معز الدولہ نے قابض ہوتے وقت بہت سی باتیں اپنی طرف سے ایجاد کی تھیں جس کی ضرورت بھی نہ تھی۔ خزانہ خالی تھا۔ خراج خرچ کے لئے کافی نہ ہوتا تھا مجبوراً نئے نئے ٹیکس لگانے اور لوگوں کا مال بلا وجہ ضبط کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالاروں اور ساتھیوں کو جو اس کے ہم نوا الہم پیالہ تھے بغیر استحقاق دیہات قصبوں میں جاگیریں دیں۔ شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا۔ منتظمین کی کچھ نہ چلتی تھی۔ دفاتر بیکار۔ شہر، دیہات اور قصبہات ویران ہو گئے سپہ سالاروں نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ جو گاؤں ویران ہو جاتا اس کو چھوڑ کر دوسرے آباد گاؤں پر قبضہ کر لیتے۔ جب یہ بھی پہلے گاؤں کی طرح ہو جاتا تو دوسرے گاؤں کی تلاش کرتے مہنگائی اور لوٹ مار کی کوئی انتہا نہ تھی۔ ظلم و جور کی حد ہو گئی تھی۔ رعایا پر ٹیکس کی وہ بھرمار تھی کہ تو بہ ہی بھلی پلوں پر ٹیکس، پانی کے چشموں پر ٹیکس، ہر قسم کی زمینوں پر ٹیکس، باغات پر ٹیکس، بازاروں پر ٹیکس، باوجود اس کے بات بات پر جرمانہ ہوتا۔ زبردستی دودو بار مالگذاری محصول وصول کیا جاتا۔

معز الدولہ کے اقدامات:..... غرض ایک مدت تک ملک اور انتظام ملک کی یہی حالت رہی کچھ عرصے بعد معز الدولہ کو ہوش آیا اور اس نے انتظام ملک کی طرف توجہ کی اپنے سپہ سالاروں اور اکابرین دولت کو ملک کی حفاظت اور انتظام پر علیحدہ علیحدہ مقرر کیا یہی لوگ وصول تحصیل کرتے۔ محصولات کی وصولی میں انہی کی رپورٹوں کے مطابق احکام صادر ہوتے۔ اس وجہ سے نہ تو معز الدولہ کے وزیر کو اور نہ کسی اور انتظامی افسر کو کسی بات کی تحقیق ہوتی۔ رفتہ رفتہ بنو بویہ کی مالی حالت کمزور ہو گئی۔ باوجود ٹیکس اور جرمانوں کی کثرت کے معز الدولہ پر مال کے حصول اور خزانے کو بھرا رکھنا مشکل ہو گیا جو بوقت ضرورت کام آ سکتا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ وقتاً فوقتاً معز الدولہ اپنے ترکی غلاموں کو بڑے بڑے انعامات دینے لگا۔ جاگیریں مرحمت کیں اور وظائف بڑھادیئے۔ اس سے اس کی قوم میں غیرت کا مادہ پیدا ہو گیا اور یہی بات منافرت اور کشیدگی کو بڑھانے لگی جیسا کہ طبیعت انسانی کا تقاضا ہے۔

❶ اس جملے کا مطلب یہ ہے لفظی طور پر تو خلافت عباسی خاندان کی تھی کہ کہا جائے کہ خلیفہ عباسی خاندان کا ہے اور منسوب معنی کا مطلب ہے حقیقت میں چھینی ہوئی یا بے اختیار تھی۔ (ثناء اللہ محمود)

❷ اللہ تعالیٰ ہے تمام امور کی تدبیر کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں (ثناء اللہ محمود)

ناصر الدولہ بغداد میں:..... خلافت کی تبدیلیوں اور معز الدولہ کے قبضے کی خبریں اڑتی اڑتی ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچیں اسے بے حد شاق گذرا چنانچہ لشکر تیار کر کے موصل سے بگدا کی جانب روانہ ہو گیا ماہ شعبان ۳۳۲ھ کو سامرا پہنچا معز الدولہ نے یہ خبر سن کر ایک عظیم لشکر ”ینال کوشتہ“ اور ایک ایک سپہ سالار کے ساتھ ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا مقام عکبر میں پہنچ کر دونوں سپہ سالاروں میں کچھ ان بن سی ہو گئی۔ اس سپہ سالار کو ینال نے قتل کر ڈالا اور ان لوگوں سمیت جو اس کے ہمراہ تھے ناصر الدولہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ ناصر الدولہ نے بغداد میں پہنچ کر قیام کر دیا اور معز الدولہ میدان خالی دیکھ کر تکریت کی جانب بڑھ گیا اور اس وجہ سے کہ تکریت ناصر الدولہ کے صوبوں میں سے تھا لوٹ لیا۔ پھر وہاں سے خلیفہ مطیع کے ہمراہ کوچ کر کے بغداد کی مغربی جانب پہنچا۔ ناصر الدولہ مشرقی جانب میں تھا چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔

معز الدولہ سے جنگ:..... ناصر الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصے کو دیہاتوں میں معز الدولہ کی رسک بند کرنے پھیلا دیا جس سے معز الدولہ کی لشکر گاہ میں گرانی ہو گئی سب کے سب بھوکوں مرنے لگے ساتھ ہی اس کے خلیفہ کا نام بھی خطبہ سے نکلوا دیا۔ لین دین میں اس کا سکہ کے لینے ممانعت کر دی خلیفہ متقی کے نام کو خطبہ میں داخل کیا اور اسی کے نام کا سکہ بھی بنوا لیا کئی بار معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر شہنشاہ مارا مگر کسی میں کامیابی نہ ہوئی۔ تنگ آ کر بغداد چھوڑ کے اہواز چلے جانے کا ارادہ کر لیا چلتے چلتے ایک چال چلی اور اس میں اس کو کامیابی بھی حاصل ہو گئی کہ ایک روز رات کوچ ظاہر کر کے اپنے وزیر ابو جعفر صہیری کو فوج کے بڑے حصے کے ساتھ دریا عبور کرنے کا حکم دیا۔ اور خود اس کی جگہ بقیہ لشکر کو لے کر ٹھہرا رہا۔ ینال کو شہ روک تھام کے لئے مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا اس شکست سے ناصر الدولہ کا لشکر گھبرا گیا۔

ناصر کی شکست:..... اس دوران معز الدولہ نے بھی حملہ کر دیا اور ناصر الدولہ کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ دیلمی فوج نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا چنانچہ پکڑ دھکڑ اور قتل و غارت کا بزار گرم ہو گیا۔ بغداد میں غارتگری شروع ہو گئی ہزاروں آدمی مارے گئے اس کے بعد معز الدولہ نے امن وامان کی منادی کرادی چنانچہ ماہ محرم ۳۳۵ھ کو خلیفہ مطیع قصر خلافت میں واپس آ گیا۔

ناصر اور معز کی صلح:..... اس واقعہ کے بعد ناصر الدولہ نے عکبر میں قیام کیا اور تورونی امراء کے مشورہ سے مشورہ کئے بغیر معز الدولہ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا۔ رفتہ رفتہ امراء تورونیہ کو اس کی خبر مل گئی تو بگڑ کر ناصر الدولہ کے قتل پر تل گئے۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر ابن شیرزاد کے ساتھ رات کے وقت دجلہ کے مغربی ساحل کی طرف بھاگ گیا اور قرامطہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا قرامطہ نے اس کو موصل روانہ کر دیا بعد اس کے اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت ہو گئی۔ جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی۔

ترکوں کے خلاف فتح:..... ترکوں نے ناصر الدولہ کے فرار ہونے کے بعد متفق ہو کر تلکین شیرازی کو اپنا امیر بنالیا اور ناصر الدولہ کے سکریٹری، مصاحبین اور امراء کو گرفتار کر کے نصیبین تک اس کے تعاقب میں آگے بڑھ گئے اور نصیبین سے سنجا، سنجا سے حدیشہ، حدیشہ سے سن تک آگئے۔ حدیشہ میں ناصر الدولہ سے ٹڈ بھیڑ ہو گئی اتفاق سے مقابلہ سے پہلے معز الدولہ کا لشکر اس کے وزیر ابو جعفر صہیری کے ساتھ ناصر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان جنگ ناصر الدولہ کے ہاتھ رہا ناصر الدولہ نے ابو جعفر صہیری کے ساتھ موصل میں آ کر قیام کر دیا۔ اور ابو جعفر صہیری نے ابن شیرزاد کو ناصر الدولہ سے لے کر معز الدولہ کے پاس بھیج دیا یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:..... اس سن میں ابو القاسم بن بریدی نے بصرہ میں معز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا معز الدولہ نے ایک عظیم لشکر جس میں اس کے نامی گرامی سردار تھے واسط کی جانب بھیجا۔ ابو القاسم نے یہ خبر سن کر بصرہ سے دریا کے راستے فوجیں روانہ کیں۔ دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ بصرہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور نامی گرامی افسر گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد ۳۳۶ھ میں خود معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ بصرہ کی جانب ابو القاسم کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا اور راستہ خشکی کا اختیار کیا تھا۔ قرامطہ معز الدولہ سے بغیر اجازت اس راستے سے گزرنے پر جواب طلب کیا۔ معز الدولہ نے تہدید بھرا جواب لکھا۔ جس وقت بصرہ کے قریب پہنچا۔ ابو القاسم کی فوج امن حاصل کر کے معز الدولہ سے آ کر مل گئی اور ابو القاسم بھاگ کر قرامطہ کے پاس چلا گیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ چند دن قیام کر کے خلیفہ مطیع اور ابو جعفر صہیری

کو بصرہ میں چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے اہواز روانہ ہوا۔ امام ارجان میں عماد الدولہ سے ملاقات کرے بغداد واپس لوٹ گیا اور خلیفہ بھی بغداد واپس آ گیا۔

ناصر سے صلح:..... بغداد پہنچ کر معز الدولہ نے موصل کا رخ کیا مگر ناصر الدولہ نے یہ خبر پا کر خراج بھیج دیا۔ لہذا معز الدولہ کا مزاج نرم پڑ گیا۔ اور موصل روانگی ملتوی کر دی پھر ۳۳۳ھ میں ناصر الدولہ نے بد عہدی کی چنانچہ معز الدولہ لشکر تیار کر کے موصل کی طرف بڑھا تو ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا اور معز الدولہ نے موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اہلیان موصل پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگا، اس دوران رکن الدولہ (یہ معز الدولہ کا بھائی ہے) نے یہ خبر بھیجی کہ لشکر خراسان، جرجان اور ”رے“ پر چڑھائی کے لئے آرہا ہے لہذا جتنی جلد ممکن ہو ان کو بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیجئے معز الدولہ نے مجبوراً ناصر الدولہ سے دوبارہ صلح کے لئے خط و کتابت شروع کی۔ آخر کار یہ طے پایا کہ موصل، جزیرہ اور دمشق و حلب جتنے شامی علاقوں پر سیف الدولہ نے قبضہ کر لیا ہے ان پر بطور خراج آٹھ لاکھ درہم سالانہ ادائیگی کی شرط پر ناصر الدولہ کا قبضہ رہے گا اور جامع مسجد کے منبروں پر عماد الدولہ رکن الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے چنانچہ صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین کے وکلاء نے دستخط کر کے اس کو مرتب کر کے صلح کا اعلان کر دیا اس کے بعد معز الدولہ بغداد اور ناصر الدولہ موصل واپس آ گئے۔

عمران بن شاہین:..... عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا ادھر ادھر کے محصولات جمع کر کے حکام کے خوف سے بطیجہ بھاگ گیا اور ایک جنگل میں جہاں متعدد چشمے تھے قیام پزیر ہو گیا۔ پچھلی اور پرندوں کے شکار پر گزارا اوقات کرتا۔ اور کچھ دن بعد رہزنی کرنے لگ گیا۔ تھوڑے دنوں کے بعد شکاریوں اور چوروں کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر جمع ہو گئی جس سے اس قوت بڑھ گئی۔ مگر شاہی سطوت سے خائف ہو کر ابو القاسم بن بریدی گورنر بصرہ سے امن کی درخواست کی۔ ابو القاسم نے اس کو امن دے کر جامدہ اور اطراف بطاح کا نگران و محافظ مقرر کر دیا۔ اسی وقت سے عمران نے آلات حرب اور فوج کی تیاری کی طرف زیادہ توجہ اور بطیجہ کی ایک اونچی پہاڑی پر چھوٹا سا قلعہ بنا لیا اور رفتہ رفتہ اس کے گرد و نواح پر قابض ہو گیا۔ معز الدولہ نے یہ خبر سن کر ۳۳۸ھ میں اپنے وزیر ابو جعفر کی ماتحتی میں ایک فوج روانہ کی چنانچہ عمران اور ابو جعفر میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر عمران کے اہل و عیال گرفتار ہو گئے اور عمران بھاگ گیا۔

عمران اور شاہی فوج:..... اتفاق سے اسی دوران عماد الدولہ کا فارس میں انتقال ہو گیا چنانچہ سارا انتظام درہم برہم ہو گیا اور لشکری تتر بتر ہو گئے۔ معز الدولہ نے اس کی اطلاع پا کر ابو جعفر کو لکھ بھیجا کہ امور کی اصلاح کے لئے تم فوراً شیراز چلے آؤ۔ ابو جعفر اس حکم کے مطابق بطیجہ کو اسی حالت میں چھوڑ کر شیراز کی طرف روانہ ہو گیا اور عمران میدان خالی دیکھ کر بطیجہ واپس آ گیا۔ پھر اس کے حامیوں اور دوستوں کا جھگڑا ہو گیا اور اس کی گئی ہوئی قوت لوٹ آئی۔ معز الدولہ کو اس کی خبر ملی تو اپنے نامی گرامی سپہ سالار روز بہان کو لڑاکا فوج کے ساتھ عمران کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مدتوں بطیجہ کی تنگ راہوں اور گھاٹیوں میں لڑائی ہوئی رہی۔ ایک دن عمران اور روز بہان کی کھلے میدان لڑائی ہوئی۔ عمران نے روز بہان کو اس معرکہ میں زیر کر لیا چنانچہ روز بہان اور اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عمران کے ساتھیوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ راستے میں اس نے شاہی لشکر کے جس شخص کو پایا گرفتار کر لیا۔

عمران کی ایک اور فتح:..... اس واقعے سے عمران کی جرأت بڑھ گئی اور وہ دن دھاڑے رہزنی کرنے لگا جس سے بصرہ کا راستہ بند ہو گیا۔ انہی لڑائیوں کے دوران ابو جعفر کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ مہلسی مقرر ہوا۔ معز الدولہ نے مہلسی کو جبکہ وہ بصرہ میں مقیم تھا عمران کی سرکوبی کا حکم دیا۔ آلات حرب، جنگی اسباب اور تجربہ کار فوج سے مدد دی اور لشکر کشی کی اخراجات میں مکمل اختیار دیا۔ چنانچہ مہلسی نے بطیجہ پر فوج کشی کی اور روزانہ حملے کر کے عمران کو تنگ کرنے لگا۔ یہاں تک کہ لڑتے لڑتے عمران ایک تنگ راستے کے قریب پہنچا۔ روز بہان نے اس خیال سے کہ مہلسی کے سرکامیابی کا سہرا نہ چڑھنے پائے یہ رائے دی کہ جتنی جلدی ممکن ہو ساری فوج کو یکجا کر کے اس تنگ راستے پر قبضہ کر لو۔ مگر مہلسی نے اس پر عمل نہ کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس معرکہ میں فریقین کی قسمت کا فیصلہ نامکمل رہا۔ روز بہان نے جھل کر معز الدولہ کو شکایت کر دی کہ یہ قصد لڑائی کو طول دے رہا ہے محض اس لیے کہ سارا روپیہ اپنی مرضی کے مطابق خرچ کر دے۔ معز الدولہ نے بھی بغیر سمجھے بوجھے مہلسی کے نام عتاب آموز خط لکھ دیا اور جنگ

میں جلدی کرنے کی تاکید کی۔ مہلسی نے اس حکم کے مطابق عمران پر پوری قوت سے حملہ کر دیا دائیں بائیں کا خیال کئے بغیر قتل و غارت کرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ادھر عمران کے لشکر کے ایک حصہ نے علیحدہ ہو کر ایک کوس کا چکر کاٹ کر مہلسی پر پیچھے سے حملہ کیا اور سامنے سے اس کی فوج نے رک کر یلغار کر دی جو کہ لڑتی ہوئی پیچھے ہٹ رہی تھی۔ مہلسی کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا گیا۔ اور بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھیوں کی بڑی تعداد گرفتار اور قتل کر دی گئی۔ نامی گرامی افسر قید ہو گئے مہلسی یہ رنگ دیکھ کر دریا میں کودا اور تیر کر نکل گیا۔

عمران کی گورنری:..... مجبور ہو کر معز الدولہ نے عمران کے اہل و عیال کو عمران کے پاس بھیج دیا اور بطاح کی سند حکومت دے کر صلح کر لی۔ عمران نے بھی معز الدولہ کے سپہ سالاروں کو رہا کر دیا اس سے عمران کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت دولت میں استحکام کی صورت پیدا ہو گئی۔

صہیری کا انتقال مہلسی کی وزارت:..... ابو جعفر محمد بن احمد صہیری، معز الدولہ کا وزیر عمران سے جنگ کرنے گیا ہوا تھا اس کی عدم موجودگی میں ابو محمد حسن بن محمد مہلسی اس کا نائب تھا۔ اس دوران ابو جعفر کی وفات ہو گئی چونکہ معز الدولہ کے سامنے مہلسی کی کفایت شعاری، دیانت داری، اور انتظام و سیاست روز روشن کی طرح ہویدا ہو گئی تھی اس وجہ سے معز الدولہ نے ابو جعفر کی وفات کے بعد اس کو عہدہ وزارت پر (۳۳۹ھ) میں مستقل کر دیا۔ اس کی وزارت خلق خدا کے حق میں رحمت الہی کا ایک کرشمہ تھی چنانچہ اس نے جو رستم کا استیصال کر دیا۔ علی الخصوص اہل بصرہ کے مظالم کو جس میں وہ بریدیوں کے زمانہ سے مبتلا تھے دور کر دیا۔ اہل علم و فضل کی قدر افزائی ہونے لگی اور دور دور سے مستحقین اپنے حقوق حاصل کرنے آنے لگے۔ کچھ عرصے بعد ۳۴۱ھ میں معز الدولہ نے کسی بات پر ناراض ہو کے اس کو اپنے گھر میں قید کر لیا۔ مگر عہدہ وزارت سے معز دول نہیں کیا۔

بصرہ کا محاصرہ:..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرامطہ کو معز الدولہ کا بصرہ کی طرف ان کے ملک سے ہو کر گذرنا گوارا تھا اور اس بارے میں جو کچھ ان دونوں کے درمیان معاملات پیش آئے تھے اس کو بھی ہم تحریر کر چکے ہیں۔ لہذا جس وقت یوسف بن وجیہہ کو یہ خبر ملی کہ قرامطہ، معز الدولہ کے مقابلے میں لشکر کی تیاری میں مصروف ہیں مالی اور فوجی مدد دینے کو لکھ بھیجا بلکہ محض تحریر پر اکتفا نہ کیا بلکہ ایک فوج بھی بھیج دی اور خود دریا کے راستے ۳۴۱ھ میں بصرہ پر یلغار کر دی۔ وزیر مہلسی اس وقت ابواز کی مہم سے فارغ ہو چکا تھا یہ خبر سن کر بصرہ بچانے کے لیے دوڑا اور یوسف کے پہنچنے سے پہلے بصرہ میں داخل ہو گیا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی اور جب یوسف کا لشکر بصرہ کے قریب پہنچا تو گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان مہلسی کے ہاتھ رہا یوسف شکست کھا کر بھاگ گیا اور مہلسی نے اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں۔

معز الدولہ کا موصل پر قبضہ:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بیس لاکھ درہم سالانہ پر صلح ہو گئی تھی لیکن جس وقت ۳۴۳ھ کا دور آیا ناصر الدولہ نے خراج بھیجنے میں دیر کر دی۔ چنانچہ معز الدولہ نے لشکر تیار کر کے ماہ جمادی الاولیٰ میں موصل پر قبضہ کر لیا اس مہم میں اس کے ساتھ اس کا وزیر مہلسی بھی تھا۔ ناصر الدولہ یہ خبر سن کر اپنے سکرٹری، اہل و عیال اور تمام اراکین دولت سمیت جن کو امور سیاست میں دخل تھا موصل سے نصیبین چلا گیا اور ان لوگوں کو قلعہ ”کواشی“ وغیرہ میں ٹھہرایا۔ دیہاتیوں کو رسد اور غلہ موصل پہنچانے سے روک دیا اس سے معز الدولہ کے لشکر کو سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبوراً معز الدولہ نے سبکتگین حاجب کبیر کو موصل میں اپنا نائب مقرر کر کے نصیبین کا رخ کیا۔

ناصر کی اولاد پر حملہ:..... راستے میں یہ خبر ملی کہ ناصر الدولہ کی اولاد ایک فوج کے ساتھ سنجاہ میں مقیم ہے اسی وقت ایک فوج سنجاہ کی طرف روانہ کر دی۔ ناصر الدولہ کی اولاد کو اس کی خبر نہ تھی کہ حالت غفلت میں معز الدولہ کی فوج نے شبخون مار دیا اور ناصر الدولہ کی فوج بے سرو سامانی کے ساتھ بھاگ گئی۔ معز الدولہ کی فوج اطمینان کے ساتھ لوٹنے اور مال و اسباب حاصل کرنے میں مصروف ہو گئی۔ ناصر الدولہ کی اولاد اس بات کا احساس کرنے کے اپنی فوج کے واپس آ گئی اور معز الدولہ کی فوج کی خوب مرمت کی۔ اکثر حصہ فوج کام آ گیا باقی سپاہی گرفتار کر لئے گئے۔

معز سے صلح کی درخواست:..... معز الدولہ جھلا کر نصیبین کی طرف بڑھا، مگر ناصر الدولہ نے نصیبین کو خیر باد کہہ کے میا فارقین پہنچ کیا۔ مگر اس کے اکثر ساتھیوں نے روزانہ کی بھاگ دوڑ سے گھبرا کر معز الدولہ کی خدمت میں امن کی درخواست پیش کر دی اور اجازت حاصل کر کے ناصر الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر معز الدولہ کے پاس چلے آئے ناصر الدولہ اپنے ساتھیوں کا یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب

چلا گیا۔ سیف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ حالات دریافت کئے اور معز الدولہ سے صلح کی خط و کتابت کرنے لگا۔ آخر کار اُن تیس ۲۹ لاکھ درہم اور اُن قیدیوں کی رہائی کی شرط پر جو سنجار میں قید تھے صلح ہو گئی۔ سیف الدولہ نے ضمانت دی اور صلح نامہ کی تکمیل کے بعد ماہ محرم ۳۳۸ھ میں معز الدولہ عراق کی جانب واپس چلا گیا۔

معز الدولہ کا گھر: ۳۳۵ھ میں معز الدولہ بیمار ہو گیا۔ بیماری اتنا طول پکڑ گئی کہ وصیت کردی مگر اس کے بعد ہی صحت ہو گئی اور آب و ہوا کے لئے ابواز کے ارادے سے کلواف چلا گیا۔ اس کے حامیوں اور احباب نے اس کے بغداد چھوڑنے پر افسوس ظاہر کیا اور بالائے بغداد میں سکونت کے لئے مکان بنوانے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ایک لاکھ دینار خرچ کر کے بالائے بغداد میں مکان بنوایا خرچ زیادہ ہونے کی وجہ سے لوگوں سے زبردستی روپیہ وصول کئے۔

جامع بغداد پر کتبہ عید غدیر اور تعز یہ داری:..... تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ولیم نے اطروش کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا اور اسی وجہ سے ان میں مذہب تشیع کا شیوع تھا اور جس بات نے بنی بویہ کو خاندان عباسیہ سے منصب خلافت منتقل کرنے سے روکا تھا اُس سے بھی آپ بخوبی واقف ہو چکے ہیں۔ ۳۵۱ھ کے دور میں جامع مسجد بغداد کے دروازے پر ایک روز صبح یہ عبارت لکھی ہوئی دکھائی دی:

لعن الله ① معاویہ ② بن سفیان و علی من غصب فاطمة فدا و من منع عن دفن الحسن عند ③ جدہ و من

نفی ④ ابا ذر و من اخرج العباس ⑤ عن الشوری

معز الدولہ کی طرف یہ عبارت لکھنے کی نسبت کی جاتی ہے۔ آئندہ رات میں اس عبارت کو کسی نے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا ارادہ کیا۔ وزیر مہلہی نے اس بات کی مخالفت کی اور یہ رائے دی کہ اس عبارت کے بجائے حضرت معاویہؓ اور آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ظلم کرنے والوں پر لعن کیا جائے۔

عید غدیر کی بنیاد:..... اسی سن کی اٹھارویں ذی الحجہ کو معز الدولہ نے عید غدیر ⑥ کی بنیاد ڈالی اور لوگوں کو اظہار زینت، شہر پر چراغاں کرنے اور خوشیاں منانے کا حکم دیا اور آئندہ سال یوم عاشورا (یعنی دسویں محرم) کو بغرض غم حسین کے اظہار کے لئے یہ حکم عام صادر کیا کہ ساری دکانیں بند کر دی جائیں اور کسی چیز کی خرید و فروخت نہ کی جائے شہر دیہات کے باشندے ماتمی لباس پہنیں کھلم کھلا نوحہ اور بین کریں عورتیں کھلے بالوں اور چہرے سیاہ کر کے نکلیں اس طرح کہ ماتم حسین میں کپڑوں کو پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے لال کر لیا ہو شیعوں نے اس حکم کی بڑی خوشی سے تعمیل کی اور اہل سنت دم نہ مار سکے کیونکہ حکومت کی باگ ڈور شیعہ کے قبضہ میں تھی اور خلیفہ ان کا محکوم تھا۔

پہلا شیعہ سنی ہنگامہ:..... ماہ محرم ۳۵۳ھ میں پھر اس رسم کا اعادہ کیا گیا۔ چنانچہ اہل سنت برداشت نہ کر سکے ان کے اور شیعہ کے درمیان فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور اہل سنت کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

عمان کی طرف پیش قدمی:..... ۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے بطاح میں عمران بن شاہین سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف کوچ کیا اور واسط پہنچ کر ابو الفضل عباس بن حسن کو امیر لشکر مقرر کر کے بطاح کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود واسط سے ایلہ روانہ ہو گیا ایلہ میں کچھ دن قیام کر کے

①..... معاویہ بن سفیان پر اللہ کی لعنت ہو اور اُس پر جس نے فاطمہ سے فدک کو چھین لیا ہے اور اُس پر جو جس نے حسن کو اُن کے نانا کے پاس دفن کرنے سے منع کیا ہو اور اُس پر جو جس نے ابوذر کو شہر بدر کیا ہو اور اُس پر جو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے خارج کیا ہو۔ (نعوذ باللہ)۔ ②..... غالی شیعوں اور اہل بغداد کی بنی بویہ کی حکومت سے پہلے بھی حضرت معاویہؓ پر لعن کرنے کی ناپاک عادت تھی۔ اہل سنت و الجماعت تمام صحابہؓ کا احترام کرتے ہیں اور حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کو فضیلت دیتے تھے کسی صحابی پر کسی قسم کا طعن نہیں کرتے۔ ③..... اس سے مراد مروان بن حکم ہے۔ ④..... اس سے مراد حضرت عثمانؓ ہیں، حالانکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ حضرت ابوذرؓ کا ربذہ میں رہائش اختیار کرنا خود اپنی مرضی سے تھا، البتہ ان کی رائے کی موافقت حضرت عثمانؓ نے فرمائی تھی، اور اُن کے آرام و راحت کے لئے سامان بھی مہیا فرمایا تھا۔ ⑤..... اس سے یہ لوگ حضرت عمرؓ کو مراد لیتے ہیں۔ ⑥..... اس عید کو عید خم غدیر بھی کہتے ہیں اہل شیعہ اس عید کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے افضل سمجھتے ہیں (تحفہ مطبوعہ شریعت بند صفحہ ۳۹۵)

ایک بڑا لشکر عمان کی جانب بھیجا۔ عمان پر قرامطہ نے قبضہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ گورنر عمان نافع بھاگ گیا تھا۔ نافع کے بھاگ جانے کے بعد قاضی عثمان اور اہل شہر نے متفق ہو کر ایک شخص کو جو انہی میں سے تھا منصب امارت پر مقرر کر دیا مگر کسی شخص نے اس کو مارڈالائے دوسرے شخص عبدالرحمن بن احمد بن مروان کو جو قاضی عثمان کا رشتہ دار تھا امارت کی کرسی پر بٹھایا۔ اس نے علی بن احمد کو جو اس سے پہلے قرامطہ کا کاتب تھا، عہدہ کتابت عطا کیا۔ ایک دن عبدالرحمن نے اپنے کاتب (علی) کو لشکریوں کے انعامات تقسیم کرنے کا حکم دیا۔ سودانی اور سفید جھنڈے والی فوجیں آپس میں تقسیم انعامات کے وقت برابری نہ ہونے پر جھگڑ پڑیں۔ سودانیوں نے سفید جھنڈے والی فوج کو دبا لیا۔ اور پھر عبدالرحمن امیر عثمان کو بھی نکال باہر کیا۔ علی بن احمد عہدہ کتابت سے ترقی کر کے امارت کی کرسی پر پہنچ گیا۔

عمان پر معز کا قبضہ:..... لہذا معز الدولہ اس سن میں واسطہ پہنچا تو نافع اسود سابق گورنر عمان نے حاضر ہو کر اپنی سرگذشت سنائی اور امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ معز الدولہ نافع کو اپنے ساتھ لے کر واسطہ سے ایلہ آیا۔ اور ایک سو جنگی کشتیاں حاصل کر کے ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس کی ماتحتی میں عمان پر دریا کے راستے فوج کشی کر دی۔ نویں ذی الحجہ ۳۵۵ھ کو اس فوج نے عمان پر قبضہ کر لیا۔ ہزاروں اہل عمان معرکہ کارزار میں کام آگئے۔ نو اسی کشتیاں اہل عمان کی جلا کر غرق کر دی گئیں۔ اس کامیابی کے بعد معز الدولہ واسطہ کی طرف لوٹ گیا اور اپنی فوج کے اُس حصہ سے جاملہ جس نے عمران کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس مقام پر پہنچ کر معز الدولہ بیمار ہو گیا اور اسی دوران عمران سے صلح بھی ہو گئی۔ لہذا بغداد واپس آ گیا۔

وزیر مہلہی کی وفات:..... ماہ جمادی الآخرہ ۳۵۲ھ میں وزیر مہلہی ایک بڑے لشکر کے ساتھ عمان کو سر کرنے روانہ ہوا۔ راستے میں علیل ہو گیا۔ مجبوری میں بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ مگر بغداد پہنچنے سے پہلے راستہ ہی میں پیام اجل آ گیا اس دنیا سے کوچ کر گیا۔ لغش کو تابوت میں رکھ کر بغداد لایا گیا۔ مہلہی نے تیرہ برس تین مہینے وزارت کی۔ معز الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور مکانات کو ضبط کر لیا۔ مصاحبین، خدام اور جس نے ایک دن بھی اس کی خدمت کی تھی غرض سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابوالفضل عباس بن حسین شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن فساغس، امور سیاست و سلطنت کے نگران اور ناظم مقرر ہوئے مگر ان میں سے کسی کو وزارت کا لقب نہیں دیا گیا۔

معز الدولہ کی وفات:..... جس وقت معز الدولہ عمران بن شاہین سے مصالحت کر کے بغداد واپس آیا بیمار تھا بغداد پہنچ کر بیماری بڑھ گئی حتیٰ کہ اٹھنے بیٹھنے سے مجبور ہو گیا۔ اراکین حکومت اور خواہاں ملت و سلطنت کے حامیوں کو جمع کر کے اپنے بیٹے عز الدولہ بختیار کو ولی عہد بنادیا۔ صدقہ و خیرات تقسیم کیا۔ غلام آزاد کئے اور ماہ ربیع الثانی ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ اس نے بائیس برس حکومت کی۔

عز الدولہ کی امارت:..... معز الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ معز الدولہ نے بوقت وفات عز الدولہ کو رکن الدولہ (یہ عز الدولہ کا چچا اور معز الدولہ کا بھائی تھا) اور عضد الدولہ (یہ رکن الدولہ کا بڑا بیٹا تھا) کی اطاعت اور انہی کے مشورہ سے تمام امور سلطنت انجام دینے کی وصیت کی تھی، سبکتگین حاجب اور دونوں کاتبوں ابوالفضل عباس اور ابوالفرج محمد کو ان کے عہدوں پر بحال رکھنے کی بھی وصیت کی تھی مگر عز الدولہ نے کرسی امارت پر بیٹھنے کے بعد ان وصیتوں کی پرواہ نہ کی اور لہو و لعب میں مصروف ہو گیا۔ گویوں، عورتوں اور مسخروں کی صحبت میں رہنے لگا اس لئے ان لوگوں کو عز الدولہ سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ عز الدولہ نے نامی گرامی سرداران و عہدہ داران کو بغداد سے نکال کر ان کی جاگیروں کی طرف بھیج دیا۔ اراکین دولت اور اکابرین ملت کے نکل جانے سے ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ انہوں نے متفق ہو کر عز الدولہ سے اپنے وظائف اور روزینے بڑھوائے۔ ترکوں نے بھی انہی لوگوں کی پیروی کی۔ اور کامیاب ہو گئے۔ اس دوران ابوالفرج محمد بن عباس بغداد آ گیا۔

ابوالفرج کا شکست:..... ابوالفرج معز الدولہ کی وفات کے وقت عمان میں تھا جس وقت عز الدولہ نے حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ابوالفرج نے اس خیال سے کہ ابوالفضل عباس عہدہ وزارت پر بیٹھ نہ جائے اور عز الدولہ مجھ کو عمان ہی میں قیام کا حکم نہ دے دے۔ عمان کو عضد الدولہ کے نواب کو جو اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے سپرد کر کے بغداد آ گیا۔ اتفاق سے ابوالفرج کا یہ خیال صحیح نکل گیا اور جس خطرہ کو اس نے

پیش نظر کیا تھا وہی پیش آ گیا۔

حبشی بن معز:..... اس کے بعد ۳۵۶ھ میں حبشی بن معز الدولہ نے اپنے بھائی عز الدولہ کے مقابلہ پر علم بغاوت بلند کیا عز الدولہ نے اپنے وزیر ابو الفضل عباس کو حبشی کی سرکوبی اور گرفتاری پر مقرر کر کے روانہ کر دیا۔ ابو العباس یہ ظاہر کر کے کہ اہواز جا رہا ہے واسط میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا اور حبشی کو یہ جھانسنہ دیا کہ میں یہاں اس مقصد سے آیا ہوں کہ تم کو مصالحت کے ساتھ بصرہ دیدیا جائے اور جیسا کہ تم اس پر حکمرانی کرتے ہو حکمراں رہو۔ مگر اس کام میں تمہاری مالی مدد کی ضرورت ہے۔ ادھر حبشی اس جھانسنے میں آ گیا اور دولاکھ درہم خزانہ سے نکال کر ابو الفضل کے پاس بھیج دئے اور یہ یقین کر کے غافل ہو کر بیٹھ گیا کہ اب بصرہ کی حکومت مستقل طور پر مجھے ملنے ہی والی ہے۔ ادھر ابو الفضل نے لشکر اہواز کو ایک وقت اور تاریخ مقررہ پر ایلہ کی طرف سے بصرہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب وہ مقررہ تاریخ آ گئی تو خود بھی واسط سے بصرہ پر حملہ کر دیا۔ حبشی سے کچھ بن نہ پڑا اور وہ دونوں فوجوں میں سے کسی کے حملہ کا جواب نہ دے سکا اور اس کا سارا لشکر برباد ہو گیا اور مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ اور قید کر کے رامہر من بھیج دیا گیا۔ اس مال و اسباب میں جو اس واقعہ میں اس کا لوٹ لیا گیا تھا۔ دس ہزار مجلد کتابیں تھیں اس واقعہ کے بعد رکن الدولہ نے اپنے بھتیجے حبشی کی رہائی کی سفارش کی اور کوشش کر کے رہائی دلا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عضد الدولہ نے اس کو گزراے کے لئے جاگیر دے دی یہاں تک کہ ۳۶۱ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابو الفضل کی معز ولی ابن بقیہ کی وزارت:..... ابو الفضل نے عز الدولہ کی وزارت حاصل کرنے کے بعد جو رستم کا دروازہ کھول دیا۔ محمد بن بقیہ ایک ادنیٰ درجہ کا آدمی تھا اور عز الدولہ کے باورچی خانہ کا انتظام اس کے سپرد تھا۔ جس وقت رعایا نے ابو الفضل کے ظلم و ستم پر واویلا مچانا شروع کیا عز الدولہ نے ۳۶۳ھ میں ابو الفضل کو معزول کر کے محمد بن بقیہ کو وزارت عطا کر دی جب تک اس کے پاس ابو الفضل اور اس کے مصاحبین کا مال و زر رہا اس وقت تک انتظام و سیاست میں کسی قسم کا فتور پیدا نہ ہوا مگر کچھ دن بعد جب یہ مال و زر ختم ہو گیا تو پھر رعایا پر ظلم و ستم ہونے لگا۔ گاؤں کے گاؤں اُجڑ گئے۔ قصبے اور شہر ویران ہو گئے۔ جرائم پیشہ لوگوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ ترکوں اور عز الدولہ میں بھی ٹھن گئی مگر ابن بقیہ نے سمجھا بجھا کر مصالحت کرادی۔ اس کے بعد سبکتگین سوار ہو کر عز الدولہ کے پاس گیا۔ ترکوں کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ باتوں باتوں میں ترکوں کی فوج پھر بگڑ گئی۔ سبکتگین اور اس کے ساتھیوں کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مگر عز الدولہ نے مال و زر دے کر ان کو راضی کر دیا۔ ❶

ناصر کی گرفتاری:..... ۳۵۶ھ میں ابوتغلب نے اپنے باپ ناصر الدولہ بن حمدان کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور پھر کسی ضرورت سے دار الخلافہ بغداد کا رخ کیا۔ اس دوران اس کے بھائی حمدان و ابراہیم عز الدولہ کے پاس پہنچ گئے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ چونکہ عز الدولہ عمان اور بطیمہ کی مہموں میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں مصروف تھا ان کی درخواست کی طرف متوجہ نہ ہوا یہاں تک کہ عز الدولہ نے اپنا خاطر خواہ مقصود حاصل کر لیا۔ اور ابراہیم و حمدان کی کمک کو لشکر تیار کر کے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور ماہ ربیع الثانی ۳۶۳ھ میں موصل پہنچا۔ ابوتغلب اپنے ساتھیوں اور کاتبوں سمیت، رجسٹروں کو لے کر سنجار چلا گیا اور سنجار سے بغداد کا رخ کیا۔ عز الدولہ نے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو اس کے تعاقب کا حکم دیا۔ وزیر ابن بقیہ نہایت تیزی سے منازل طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور اس کی حفاظت میں مصروف ہو گیا۔ اور سبکتگین نے بغداد کے باہر ابوتغلب سے لڑائی چھیڑ دی۔

شیعہ سنی جھگڑے کے بانی:..... اس اثناء میں مابین اہل سنت و شیعہ غریب بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ سبکتگین اور ابوتغلب نے متفق ہو کے یہ طے کیا کہ خلیفہ مطیع، وزیر السلطنت، اور عز الدولہ کے سارے ساتھیوں کو گرفتار کر لینا چاہیے یہی لوگ فساد کے بانی مبنی ہیں اور جب یہ کام ہو جائے تو سبکتگین کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے بغداد واپس جانا مناسب ہے اور ابوتغلب کو موصل۔ لیکن سبکتگین نے نہ جانے کیا سوچ سمجھ کر اس رائے پر عملدرآمد نہ کیا۔ اتنے میں وزیر ابن بقیہ آ گیا۔ دونوں نے مشورہ کر کے ابوتغلب کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ شرائط صلح طے ہونے لگیں۔

ابوتغلب سے صلح:..... آخر کار ان شرائط پر صلح ہوئی۔

(۱) ابوتغلب جیسا کہ وہ جو خراج سالانہ دیا کرتا تھا دیا کرے۔

(۲) اپنے بھائی حمدان کی جاگیر کو مار دین کے علاوہ تمام مال و اسباب واپس دے۔

صلح نامہ لکھے جانے کے بعد ابوتغلب موصل کی جانب لوٹ گیا اور عزالدولہ کو موصل سے بغداد کی طرف کوچ کرنے کو لکھا۔ سبکتگین بغداد واپس آ گیا۔ ابھی تک عزالدولہ موصل سے کوچ نہ کرنے پایا تھا کہ ابوتغلب پہنچ گیا۔ ایک دوسرے سے یغلگیر ہوئے گفتگو کے دوران ابوتغلب نے یہ درخواست پیش کی کہ خراج کا لفظ صلح نامہ سے نکال دیا جائے اور آئندہ سے مجھے کوئی سلطانی لقب مرحمت کیا جائے۔

عزالدولہ کی بغداد روانگی..... عزالدولہ نے ابوتغلب کے خوف سے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اپنی بیٹی زوجہ تغلب کو رخصت کرا کے بغداد کا راستہ لیا۔ اہل موصل کو عزالدولہ کے کوچ کر جانے سے بے حد خوشی ہوئی اس لئے عزالدولہ کے قیام کے دوران اہل موصل کو بہت تکالیف اٹھانی پڑی تھیں۔ ابھی وہ راستہ ہی میں تھا کہ یہ خبر ملی کہ ابوتغلب نے اپنے ساتھیوں کے ایک گروپ کو جنہوں نے عزالدولہ سے امن حاصل کیا تھا قتل کر ڈالا ہے ان کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہے۔ عزالدولہ کو یہ خبر سننے سے سخت صدمہ ہوا۔ وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین حاجب کو معہ لشکر کے بلا بھیجا۔ جب یہ دونوں آگئے تو موصل جانے کے اردے سے لوٹ گیا اور یہ ارادہ کر لیا کہ ابوتغلب جہاں ملے گرفتار کر لیا جائے۔ ابوتغلب نے اس سے مطلع ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ عزالدولہ کی طرف سے شریف ابوالاحمد موسوی و شریف رضی کا باپ تکمیل صلح کے لئے ابوتغلب کے پاس آیا۔ ابوتغلب نے قسم کھا کر بیان کیا کہ میرے علم اور واقفیت میں وہ لوگ جنہوں نے عزالدولہ سے امن حاصل کیا تھا قتل نہیں ہوئے۔ شریف ابوالاحمد نے اس بیان کو سچا یقین کر کے صلح کا پھر اعلان کر دیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی کو اس کے شوہر ابوتغلب کے پاس بھیج دیا اور بغداد واپس آ گیا۔

ترکوں کا ہنگامہ..... عزالدولہ کے پاس جہاں مال و زر کی کمی تھی وہاں فوجی اخراجات میں بیکار زیادتی بھی تھی۔ آئے دن تنخواہ اور وظائف ملنے پر شور و غل مچا رہتا ہے۔ اس وجہ سے عزالدولہ ہمیشہ فراہمی مال و زر کو حاصل کرنے میں مصروف رہتا تھا چنانچہ اسی مقصد سے موصل گیا۔ جب کچھ کام نہ ہوا تو اہواز کا رخ کیا۔ سبکتگین اور ترکی لشکر نے عزالدولہ کا ساتھ نہ دیا اہواز پہنچنے پر یہ گل کھلا کہ ترکوں اور ویلمیوں کے درمیان ان بن ہو گئی اور جنگ میں بڑی خونریزی ہوئی۔ ادھر ترکوں میں جوش انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور ادھر ویلم کے سرداروں نے ترک رؤساء اور سپہ سالاروں کو گرفتار کر لینے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ گورنر اہواز اور اس کا سرکریٹری بھی گرفتار کر لیا گیا۔ دارالامارت اور ترکوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ پورے شہر میں ان لوگوں کی خونریزی کا اعلان کر دیا۔

اہل سنت ترک کی کامیابی..... رفتہ رفتہ یہ خبر سبکتگین تک بھی پہنچ گئی یہ بغداد میں تھا چنانچہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور عزالدولہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ اور ترکوں کو مسلح کر کے عزالدولہ کے مکان کو جا کر گھیر لیا اور دو روز تک محاصرہ کئے رہا اور آگ لگادی پھر لوٹ لیا۔ اور اس کے بھائیوں اور والدہ کو گرفتار کر کے ماہ ذیقعدہ ۶۳ھ میں واسط روانہ کر دیا۔ خلیفہ مطیع نے ان لوگوں کا ساتھ دینے کا ارادہ کیا مگر ان لوگوں نے منظور نہ کیا اور اس قصر خلافت واپس بھیج دیا۔ ترکوں نے ویلم کے مکانات لوٹ لئے اور اس پر قابض ہو گئے۔ اہل بغداد بھی اس ہنگامہ میں سبکتگین کا ساتھ دے رہے تھے۔ کیونکہ ویلم شیعہ تھے اور یہ سب سنی، چنانچہ بہت بڑی خونریزی ہوئی پھر کرخ کو جلادیا گیا اور اہل سنت کا پھر سے دور دورہ ہو گیا۔

ابوالفضل عبدالکریم بن مطیع، الطالع لله ۶۳ھ تا ۶۸ھ

الطالع لله کی خلافت..... خلیفہ مطیع فاج کی بیماری میں ایک مدت سے مبتلا تھا نقل و حرکت سے معذور تھا مگر کسی پر اس بات کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ اتفاق سے اس واقعہ میں جس کو آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہو سبکتگین کو یہ حال معلوم ہو گیا سبکتگین نے خلیفہ مطیع کو اس بات پر مجبور کیا کہ آپ خود کو معزول کیجئے اور منصب خلافت اپنے بیٹے عبدالکریم کو مرحمت فرمادیجئے۔ چنانچہ اس تحریک کے مطابق ۶۳ھ میں جبکہ اس کی خلافت کو ساڑھے چھبیس سال گزر چکے تھے اس نے خود کو معزول کیا اور اپنے بیٹے ابوالفضل عبدالکریم کی خلافت کی بیعت کر لی اور اسے ”الطالع لله“ کا لقب دیا گیا۔

صوائف:..... جس زمانہ سے ناصر الدین بن حمدان نے صوبہ موصل کو دیا تھا اُسی وقت سے صوائف کا تعلق ناصر الدولہ سے ہو گیا تھا مگر جب ۳۳۳ھ میں اس کے بھائی سیف الدولہ نے شہر حلب و حمص پر قبضہ کیا تو صوائف کا انتظام اس کی طرف منتقل ہو گیا۔ لہذا صوائف کے حالات کو ہم دولت بنی حمدان کے تذکرے میں تحریر کریں گے۔ سیف الدولہ نے اس معاملہ میں نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا تھا۔ رومیوں نے اس کے عہد حکومت میں اسلامی علاقوں پر بہت زیادہ حملے کئے تھے جس کی مدافعت اس نے نہایت خوبصورتی اور ہوشیاری سے کی تھی، عمال کی مغزولی اور مقرری کی کیفیت یہ بنی کہ جس زمانہ سے معز الدولہ نے عراق پر قبضہ کیا تھا اس زمانہ سے عمال کی تقرری اور تبدیلی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تھا۔ حکومت اسلامیہ مختلف حکومتوں پر تقسیم ہو گئی تھی اس لحاظ سے ہر حکومت کے عمال کے حالات وہیں تحریر کریں گے جہاں پر کہ اس حکومت کے تذکرے کو ہم الگ سے لکھیں گے جیسا کہ ہم نے التزام کر رکھا ہے۔

عز الدولہ کی امداد طلبی:..... اس وقت اہواز میں عز الدولہ کے قیام کے دوران ترکوں اور ویلمیوں میں چپقلش پیدا ہو گئی، اور فریقین میں ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا تھا اور سبکتگین نے بغداد میں عز الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا۔ مجبوراً عز الدولہ نے جن ترکوں کو قید کر لیا تھا رہا کر دیا۔ آزاد رویہ کو جو اس سے پہلے گورنر اہواز تھا ان کی سرداری دی اور اپنی والدہ اور بھائیوں سے ملاقات کرنے کے لئے واسطہ کی جانب روانہ ہوا۔ پھر جس کو اپنا حامی سمجھا اُس سے سبکتگین کے مقابلے پر امداد کی درخواست کی چنانچہ اپنے چچا رکن الدولہ اور چچا زاد بھائی عضد الدولہ کو اس واقعہ کی اطلاع دے کر مدد کی درخواست کی۔ ابوتغلب بن حمدان سے بھی اعانت طلب کی اور یہ تحریر کیا کہ تم خود میری مدد کے لئے آؤ اس کے بدلے میں جو تم سے سالانہ خراج لیا جاتا ہے وہ معاف کر دوں گا۔ بطیحہ میں عمران بن شاہین کے پاس بھی اسی مضمون کا خط روانہ کیا۔

مدد کی آمد:..... رکن الدولہ نے اس درخواست کے مطابق ایک فوج اپنے وزیر ابوالفتح بن عمید کے ساتھ روانہ کی اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی ابوالفتح کے ساتھ عز الدولہ کی کمک پر جانے کا حکم دیا مگر اس نے اس امید پر کہ عز الدولہ کسی ناگہانی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو میں عراق پر قابض ہو جاؤں گا، بہانہ کر دیا۔ عمران بن شاہین نے یہ عذر کر کے ٹال دیا کہ چونکہ میرے لشکر کو ویلمیوں سے جنگ و جدال کا بہت سابقہ پڑ چکا ہے اس لئے وہ ویلمیوں کے ساتھ مل کر میدان جنگ میں جانا پسند نہیں کرے گا۔ ادھر ابوتغلب نے اپنے بھائی ابو عبد اللہ حسین کو ایک فوج کے ساتھ تکریت کی جانب روانہ کر دیا۔ لہذا جس وقت ترک بغداد سے عز الدولہ سے جنگ کرنے واسطہ آئے ابوتغلب بغداد چلا گیا۔ بغداد میں اس وقت عجیب بل چل چکی ہوئی تھی۔ دن دھاڑے بازار لٹ رہے تھے۔ خلق خدا ایک بلائے عظیم میں مبتلا تھی۔ ابوتغلب نے شہر کے انتظام کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لی اور چوروں، بد معاشوں اور غارتگروں کے پنجہ غضب سے اہل شہر کو بچایا۔

افکنین کی امارت:..... ترکوں نے جس وقت بغداد سے واسطہ کی جانب کوچ کیا تھا اپنے خلیفہ طائع اللہ اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لے لیا تھا۔ رفتہ رفتہ جب دیر عاقول میں پہنچے تو خلیفہ مطیع اور سبکتگین کا انتقال ہو گیا۔ ترکوں نے اپنے نامی گرامی سپہ سالار افکنین کو اپنا سردار بنا لیا جو معز الدولہ کا آزاد کردہ غلام تھا اس نے ترکوں کو منتشر ہونے سے محفوظ رکھ کر واسطہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور پچاس دن تک نہایت سختی سے محاصرہ کئے رہا عز الدولہ انتہائی استقلال سے حصار کی سختیاں جھیل رہا تھا اور عضد الدولہ کو بار بار اپنی کمک پر بلا رہا تھا۔

عز الدولہ کی بغداد آمد:..... عضد الدولہ نے عز الدولہ کے امداد طلبی کے متعدد خطوط آنے پر لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور سامان جنگ و سفر درست کر کے عز الدولہ کی مدد ظاہر کر کے فارس کی جانب کوچ کیا۔ مقام اہواز میں ابوالفتح ❶ بن عمید (عضد الدولہ کے باپ کا وزیر) لشکر رے کا ساتھ مل گیا۔ چنانچہ دونوں واسطہ کی جانب روانہ ہوئے۔ افکنین اس کی اطلاع پا کر واسطہ چھوڑ کر بغداد روانہ ہو گیا اور ابوتغلب بغداد سے موصل واپس آ گیا۔ عضد الدولہ نے واسطہ پہنچ کر ذرا دم لیا اور پھر سامان سفر اور جنگ درست کر کے مشرقی بغداد کی طرف کوچ کر دیا اور عز الدولہ نے مغربی بغداد کا راستہ لیا۔

❶..... اس کا پورا نام علی بن محمد بن حسین بن محمد العمید تھا اس کا والد ابوالفضل امیر رکن الدین کا وزیر تھا اس کے بعد یہ اس کے بیٹے مؤید الدولہ کا وزیر بنا۔ (دیکھئے نجم الادب، صفحہ ۱۹۲ جلد ۴)

بغداد کا محاصرہ:..... دونوں بھائیوں نے بغداد پہنچ کر چاروں طرف سے ترکوں کا محاصرہ کر لیا۔ اور محصورین کو تنگ اور پریشان کرنے کے لئے عزالدولہ نے صہ بن محمد اسدی (یہ عین النمر کا ایک رئیس تھا)، بنی شیبان اور ابوتغلب بن حمدان کو ان کی رسد اور غلہ روکنے کا حکم دیا اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ وقتاً فوقتاً اطراف و جوانب سے بغداد کو تخت و تاراج کرتے رہو۔ اس سے بغداد میں مہنگائی ہو گئی اور شہر میں غارتگری شروع ہو گئی، لوگ ایک دوسرے کو لوٹنے لگے۔ عوام الناس نے اقلین کا گھر لوٹ لیا اس سے اقلین گھبرا گیا اور محاصرہ توڑنے کے لئے لڑنے نکلا۔ چنانچہ عضدالدولہ نہایت مردانگی سے مقابلہ پر آیا اور لڑ کر اس کو شکست دے دی۔

ترکوں کو شکست:..... چنانچہ ترکوں کا ایک جم غفیر مارا گیا۔ جو لوگ زندہ گرفتار کر لئے گئے ان کا خون مباح کر دیا گیا۔ باقی لوگوں نے تکریت جا کر دم لیا اور خلیفہ طائع کو اپنے ساتھ لیتے گئے۔ ماہ جمادی الاول ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ بغداد میں داخل ہوا اور ترکوں سے خلیفہ طائع کو واپس بھیجنے کے لئے خط و کتابت کرنے لگا۔ چنانچہ آٹھویں رجب کو خلیفہ طائع دریا کے راستے بغداد واپس آ گیا۔ عضدالدولہ نے قصر خلافت میں خلیفہ کو ٹھہرایا اور ایک دن کشتی میں سوار ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کے لئے دار الخلافہ میں حاضر ہوا۔

عزالدولہ کی گرفتاری:..... اس کے بعد عضدالدولہ نے ادھر عزالدولہ کے لشکریوں کو اشارہ کر دیا تو وہ وظائف اور تنخواہ کی طلبی کا شور و غل مچانے لگے۔ ادھر عزالدولہ کو یہ سکھا دیا کہ تم ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرو۔ بے توجہی سے ان کی درخواستوں کو لو اور بلکہ یہ ظاہر کرو کہ مجھے امارت و حکومت کی خواہش نہیں ہے اور جب تم اس پر عمل کر لو گے تو میں درمیان میں پڑ کر تمہاری خواہش کے مطابق لشکریوں سے صلح کرادوں گا۔ عزالدولہ نے ایسا ہی کیا کاتبوں، حاجبوں اور کل اراکین دولت سے بات تک نہ کی بلکہ یوں ہی واپس کر دیا لشکریوں کے شور و غل کی طرف بالکل توجہ نہ کی تین دن تک یہی بحث و تکرار ہوتی رہی اور کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ چوتھے دن عضدالدولہ نے عزالدولہ اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے نظر بند کر دیا۔ لشکریوں کے سامنے اس کی لاچاری اور عاجزی ظاہر کر کے انعام اور صلے دینے کا وعدہ کیا اور اپنے فرائض منصبی کے پورا کرنے میں مصروف ہو گیا۔

مرزبان بن عزالدولہ کو ششیں:..... مرزبان بن عزالدولہ گورنر بصرہ تھا اس نے عضدالدولہ کی اطاعت قبول نہ کی۔ رکن الدولہ کو عضدالدولہ کی شکایت لکھ بھیجی اور جو زیادتیاں اس نے اور ابوالفتح وزیر نے عزالدولہ سے کی تھیں سب کا خاکہ کھینچ کر بھیج دیا رکن الدولہ یہ سنتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا اور اس کے صدمے سے ایسے مرض میں مبتلا ہو گیا کہ جس سے مرتے دم تک صحت یاب نہ ہو سکا۔ اس سے پہلے محمد بن بقیہ (عزالدولہ کا وزیر) عضدالدولہ کے پاس چلا گیا تھا اور اس کی طرف سے صوبہ واسط کی حکومت پر مامور تھا۔ اس واقعہ سے اس نے بھی عضدالدولہ کی اطاعت کا بوجھ اپنے سر سے اتار کے رکھ دیا اور عمران بن شاہین سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی۔ سہل بن بشر (وزیر اقلین) کو بھی اہواز میں یہ واقعات لکھ بھیجے۔ باوجودیکہ عضدالدولہ نے اس کو عزالدولہ کی قید سے رہائی دی تھی اور اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا مگر محمد بن بقیہ کی تحریک سے یہ بھی عضدالدولہ سے منحرف و سرکش ہو گیا۔

عضدالدولہ کی مشکلات:..... غرض عزالدولہ کا گرفتار کرنا عضدالدولہ کے حق میں زہر قاتل بن گیا چاروں طرف بغاوت اور مخالفت کی آگ بھڑک گئی۔ عضدالدولہ نے اس جوش کو فرو کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں مگر محمد بن بقیہ نے لڑکر ان کو پسپا کر دیا۔ اور اس کے باپ رکن الدولہ کو یہ حالات لکھ کر بھیجے۔ رکن الدولہ نے اس کو اور مرزبان گورنر بصرہ اور ان لوگوں کو جو عزالدولہ کے حامی تھے جواب لکھا کہ میں عنقریب عراق کی طرف روانہ ہو رہا ہوں تم لوگ صبر و استقلال کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ عضدالدولہ نے اس بات کا احساس کر کے کہ اب فارس سے امداد کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لینے کی وجہ سے ہر طرف سے مخالفت و بغاوت کی آگ بھڑک رہی ہے ابوالفتح بن عمید کو اپنے باپ کے پاس معذرت کرنے کے لئے روانہ کرنے کا ارادہ کیا مگر ابوالفتح کی ہمت نہ پڑی۔

عضدالدولہ کی معذرت:..... تب عضدالدولہ نے دوسرے شخص کو اپنے باپ کے پاس پیغام معذرت دے کر روانہ کیا۔ پیغام معذرت یہ

تھا ”عزالدولہ کے اندر سیاست اور ملک داری کی قدرت نہ تھی اگر میں دست اندازی نہ کرتا تو یقیناً حکومت و خلافت بنی بویہ کے قبضہ سے نکل جاتی۔ میں اب بھی صوبہ عراق کا خراج سالانہ تیس لاکھ درہم ادا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اور عزالدولہ کو اس کے بھائیوں سمیت آپ کی خدمت میں روانہ کر دوں گا۔ جس صوبہ پر مناسب سمجھیں اسے مقرر اور مامور فرما دیجئے اور اگر آپ بنفس نفیس امور سیاست کی نگرانی کرنا چاہتے ہیں تو میں اس پر بھی راضی ہوں۔ بسم اللہ آپ عراق تشریف لائیں۔ میں فارس واپس چلا جاؤں گا۔ غرض میں اپنے ہر کام کو آپ کے سپرد کرتا ہوں سفید سیاہ جو چاہے کیجئے اور اگر ان میں سے آپ کسی کو قبول نہیں فرمائیں گے تو میں آئندہ خطرے کے پیش نظر عزالدولہ کو اس کے بھائیوں اور ساتھیوں سمیت قتل کر ڈالوں گا۔“

رکن الدولہ کا رد عمل:..... رکن الدولہ اس پیغام کو پڑھ کر طیش میں آ کر آپ سے باہر ہو گیا اور اپنی قتل کرنے کے لئے اس کی طرف لپکا مگر اپنی بھاگ گیا۔ غصہ فرو ہونے کے بعد اپنی کو بلوایا اور ہر پیغام کا گالیوں کے۔ اتھ جواب دے کر عضد الدولہ کی طرف واپس کر دیا۔ اس کے بعد ہی ابوالفتح آپہنچا۔

رکن الدولہ نے ملاقات کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی حشمت و شوکت کی دھمکی بھی دی لیکن ابوالفتح برابر حاضری کی کوشش کرتا رہا یہاں تک کہ رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی۔ ابوالفتح نے حاضر ہو کر عضد الدولہ کی طرف سے عذر و معذرت کی اور اس کا وعدہ کیا کہ میں کہہ کے سن کر عضد الدولہ کو فارس واپس بھیج دوں گا اور عزالدولہ کو بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا۔ رکن الدولہ کا مزاج اس قول و قرار سے ذرا ٹھنڈا پڑ گیا اور ابوالفتح کو عضد الدولہ کے واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔

عزالدولہ دوبارہ حاکم:..... چنانچہ عضد الدولہ نے مصلحت کے پیش نظر ابوالفتح کی رائے کے مطابق فارس روانگی کا ارادہ کر لیا اور عزالدولہ کو جیل سے نکال کر پھر حکومت و سلطنت کی کرسی پر اس شرط پر جلوہ افروز کیا کہ یہ اس کی طرف سے عراق میں نائب کی حیثیت سے کام کرے گا، خطبہ اس کے نام کا پڑھا جائے اور اس کے بھائی اسحاق کو امیر الجیوش مقرر کیا جائے۔ جتنا مال و اسباب عزالدولہ کا ضبط کر لیا گیا تھا واپس کر دیا اور ابوالفتح کو یہ حکم دے کر کہ ”تین دن کے بعد میرے پاس آ جانا۔“ یہ کہہ کر فارس چلا گیا۔

عزالدولہ اور ابن بقیہ:..... ابوالفتح عضد الدولہ کے جانے کے بعد عزالدولہ کے ساتھ عیش و عشرت میں مصروف ہو گیا۔ عضد الدولہ نے جو حکم دیا تھا اس کی تعمیل کا خیال تک نہ رہا۔ عزالدولہ نے ابوالفتح کو یہ امید دلائی کہ رکن الدولہ کے بعد قلمدان وزارت تمہیں دیا جائے گا اور ابن بقیہ کو بلو کر کے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا، چنانچہ ابن بقیہ نے مال و زر سے اپنا خزانہ پُر کر لیا۔ جب کبھی عزالدولہ اس سے مال و زر کا مطالبہ کرتا تو وہ لشکریوں کو اشارہ کر دیتا۔ لہذا وہ تنخواہ اور وظائف کا مطالبہ کر کے شور و غل مچاتے۔ عزالدولہ کے لئے اس کا فرو کرنا دشوار ہو جاتا۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ عزالدولہ اور ابن بقیہ میں شکر رنجی پیدا ہو گئی۔

افٹکین کے حالات:..... جب افٹکین مدائن میں عضد الدولہ سے شکست کھا کر شام کی طرف بھاگا اور حمص کے قریب پہنچ کر قیام پذیر ہوا تو ظالم بن موبہوب عقیلی (جو معز لدین اللہ علوی کا ایک سپہ سالار تھا) افٹکین کی خبر سن کر گرفتار کرنے کے ارادے سے بڑھا لیکن اس ارادے میں ظالم کو کامیابی نہ ہو سکی لہذا واپس آ گیا اور افٹکین دمشق کی طرف چلا گیا۔ ان دنوں ابان نامی ایک شخص خلیفہ معز لدین اللہ علوی کا خادم دمشق کا حکمران تھا مگر عوام الناس نے اس کو دبا لیا تھا، رعب سلطنت و حکومت ان کے دلوں سے اٹھ گیا تھا چنانچہ رؤساء شہر افٹکین سے ملنے آئے اور یہ درخواست کی کہ آپ دمشق پر قبضہ کر لیجئے۔ عوام الناس اور بازاریوں کے شور و شر، ظلم و فساد سے نجات دلائیے اور نیزروافض کے اعتقادات سے ہماری گلو خلاصی کرائیے۔ افٹکین نے ان لوگوں سے قول و قرار لے کر ان کو قسمیں کھلائیں اور اپنا پورا پورا اطمینان کر کے دمشق میں داخل ہو گیا اور ابان کو نکال کر دارالامارت میں قیام کیا اور ماہ شعبان ۳۶۲ھ میں خلیفہ طائع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شہر اور اس کے مضافات کی اصلاح اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔ وہاں عربوں نے سواد دمشق پر قبضہ کر رکھا تھا لہذا ان کو بے دخل کر دیا۔ اس سے عربوں نے متحد ہو کر شور و شر کا سر اٹھایا لیکن افٹکین کی حسن تدبیر سے بہت جلد زیر ہو گیا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کے پاس مال و اسباب کافی مقدار میں جمع اور لشکر بھی درست اور تیار حالت میں آ گیا

خلیفہ معز لدین اللہ علوی اس کی ترقی کے بارے میں سن کر محبت بھرے اور دوستانہ خطوط لکھنے لگا۔ اقلکین نے شکریہ و سپاس کا جواب تحریر کیا لیکن پھر خلیفہ معز علوی نے اقلکین کو بلوایا اور یہ خواہش ظاہر کی کہ میں تم کو خلعت دے کر اپنی طرف سے امارت دمشق دینا چاہتا ہوں۔ اقلکین کو اس بات پر اعتماد نہ ہوا تب خلیفہ معز علوی نے اقلکین کے ارادے سے لشکر تیار کر کے دمشق کی جانب کوچ کیا مگر اتفاق سے معز علوی راستے ہی میں مر گیا۔ یہ واقعہ ۳۶۵ھ کا ہے جیسا کہ ہم اخبار دولت علویہ کے واقعات میں بیان کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

رکن الدولہ کے انتقال کے بعد:..... عضد الدولہ کے فارس آنے کے بعد اس کے باپ رکن الدولہ کا ۳۶۶ھ میں انتقال ہو گیا اور وفات سے پہلے یہ اپنے بیٹے عضد الدولہ سے راضی ہو گیا تھا اور اسے اپنا ولی عہد بھی بنالیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ کے بعد عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے اکثر سپہ سالاروں اور رکن الدولہ کے امراء مثلاً فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی سے ساز باز شروع کر دی۔ ابوتغلب بن حمدان اور عمران بن شاہین سے عضد الدولہ کے مقابلے میں امداد و اعانت کی درخواست بھی کی۔ ادھر عضد الدولہ کو ان واقعات کی خبر مل گئی چنانچہ لشکر مرتب کر کے عراق کے ارادے کوچ کر دیا۔

عز الدولہ کی شکست:..... ادھر عز الدولہ نے بھی حسنویہ و ابن حمدان کے زبانی وعدے کے بھروسے پر یلغار کا حکم دے دیا۔ مگر حسنویہ اور ابن حمدان نے وعدہ پورا نہ کیا اور عز الدولہ رفتہ رفتہ اہواز پہنچ گیا جہاں عضد الدولہ سے ٹکرائی ہوئی پھر ایک خونریز جنگ کے بعد عز الدولہ کو شکست ہو گئی۔ عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا عز الدولہ پریشانی کی حالت میں واسط چلا گیا۔ عمران بن شاہین نے یہ خبر سن کر کچھ اسلحہ اور بہت سامان و اسباب اور تحائف عز الدولہ کے پاس روانہ کئے عز الدولہ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کے پاس چلا گیا۔ چند دن قیام کرنے کے بعد واسط واپس آ گیا۔

بصرہ پر عضد الدولہ کا قبضہ:..... عضد الدولہ نے عز الدولہ کے خلاف کامیابی حاصل کرنے کے بعد ایک فوج بصرہ کی طرف بھیج دی جس نے اس پر بھی بآسانی قبضہ کر لیا۔ بصرہ میں ان دنوں دو بڑے گروپ تھے ایک مضر دوسرا بیعہ۔ مضر کا میلان عضد الدولہ کی جانب تھا اور یہ تعداد میں زیادہ بھی تھے عز الدولہ کی شکست سے بیعہ کی رہی سہی قوت بھی ختم ہو گئی۔ مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ پر لشکر بھیجنے کی ترغیب دی چنانچہ اس نے مضر کی ترغیب اور تحریر کے مطابق اپنی ایک فوج بھیج دی۔

عز الدولہ کی تیاری:..... عز الدولہ واسط میں قیام کے دوران مال و اسباب اور لشکر کی فراہمی کرتا رہا بغداد اور بصرہ میں جتنی اور جس پر اس کی دسترس تھی سب کو حاصل کر لیا اور وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عضد الدولہ سے صلح کی خط و کتابت شروع کی۔ نامہ بروں اور سفیروں کی آمد و رفت ہونے لگی۔ ابھی تک کوئی مسئلہ طے نہ ہونے پایا تھا کہ عبدالرزاق اور بدر حسنویہ کے بیٹے ایک ہزار سوار لے کر عز الدولہ کی کمک پر پہنچ گئے عز الدولہ نے صلح کا سلسلہ بند کر کے بغداد کا رخ کیا۔

عضد الدولہ واسط میں:..... اور عضد الدولہ نے واسط کا رخ کیا اور واسط میں چند دن قیام کر کے بصرہ آ گیا۔ بصرہ میں مضر اور بیعہ کے درمیان ایک سو بیس سال سے لڑائی کی بنیاد پڑی ہوئی تھی اور برابر جھگڑا چلا آ رہا تھا عضد الدولہ نے دونوں گروہوں میں مصالحت کرا دی۔ انہی واقعات پر ۳۶۶ھ پورا ہوا اور ۳۶۷ھ کا دور شروع ہو گیا۔

ابو الفتح کی گرفتاری:..... اس کے بعد عضد الدولہ نے اپنے باپ کے وزیر ابو الفتح بن عمید کو گرفتار کر کے اس کی ناک کٹوا کے آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں۔ اس الزام میں کہ اس نے عز الدولہ سے ساز باز کر لی تھی اور فرات کے کنارے عز الدولہ کے ساتھ عرصے تک قیام پذیر رہا تھا۔ جاسوسوں نے عضد الدولہ کو اس کی اطلاع کر دی۔ عضد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو رے میں اس کی گرفتاری کے لئے خط بھیجا معز الدولہ نے عضد الدولہ کی تحریر کے مطابق اس کو اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے مکان اور جو کچھ مکان میں تھا سب کچھ ضبط کر لیا۔ اسی عضد الدولہ نے بغداد کا قصد کیا اور عز الدولہ کے پاس یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تم کو اختیار دیتا ہوں کہ جس صوبہ کی طرف

چاہو چلے جاؤ میں تمہاری مدد کو تیار ہوں۔ عزالدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کر لیا۔

عضد الدولہ کا بغداد پر قبضہ:..... اس کے بعد عضد الدولہ نے ابن بقیہ کو مانگا چنانچہ عزالدولہ نے اس کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کے پاس بھیج دیا اور بغداد کو خیر آباد کہہ کر شام چلا گیا عضد الدولہ بغداد میں داخل ہو گیا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا دروازے پر تین بار نوبت بجائی گئی یہ ایک نئی رسم تھی جو بغداد میں ادا کی گئی ورنہ اس سے پہلے کوئی اس سے واقف بھی نہ تھا۔ ابن بقیہ کے بارے میں یہ حکم صادر کیا کہ ہاتھی کے آگے اسے باندھ کر ڈال دیا جائے چنانچہ ہاتھی کی ذرا سی حرکت سے اس کا سارا جسم پاش پاش ہو گیا۔

عزالدولہ کا قتل:..... عزالدولہ کے ساتھ شام روانگی کے وقت حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان (ابو تغلب بن حمدان اول کا بھائی) بھی تھا۔ عکبر ابیہج کر حمدان نے عزالدولہ کی بہت بڑی خاطر داری کی اور سمجھا بھجا کر موصل کی طرف لے گیا حالانکہ عضد الدولہ نے عزالدولہ سے ابو تغلب کے زیر کنٹرول ممالک کی طرف جانے کی قسم لے لی تھی جس وقت تکریت میں آیا ابو تغلب کا یہ پیغام کہ اگر تم حمدان کو گرفتار کر کے میرے حوالے کر دو تو میں خود تمہاری مدد کے لئے آؤں گا اور تمہارے ساتھ مل کر عضد الدولہ سے جنگ کروں گا اور پھر تم کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دوں گا۔ چنانچہ عزالدولہ کو حکومت کی لالچ لگ گئی اور وہ حمدان کو گرفتار کر کے اپنے ایک نائب کے ہمراہ ابو تغلب کے پاس بھیج دیا۔ ابو تغلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد ابو تغلب نے بیس ۲۰۰۰۰ ہزار کے لشکر کے ساتھ عزالدولہ کے ہمراہ بغداد کی جانب پیش قدمی کی۔ عضد الدولہ بہ اطلاع پا کر مقابلے پر آیا چنانچہ گھمسان کی لڑائی ہوئی اور میدان عضد الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابو تغلب اور عزالدولہ کو شکست ہو گئی اور اس دوران عزالدولہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ عضد الدولہ نے اس کے اور اس کے چند ساتھیوں کے قتل کا حکم دے دیا چنانچہ عزالدولہ گیارہ سال حکومت کر کے راہی ملک عدم ہو گیا۔

ابو تغلب اور عضد:..... ابو تغلب کی شکست اور عزالدولہ کے قتل کے بعد عضد الدولہ نے موصل کا رخ کیا اور پندرہویں ذیقعدہ ۳۶۷ھ کو موصل پر قبضہ کر لیا۔ چونکہ عضد الدولہ رسد اور غلے کا کافی ذخیرہ اپنے ساتھ لایا تھا لہذا مکمل اطمینان کے ساتھ موصل پر قیام پذیر ہو کر ابو تغلب کی سرکوبی اور گرفتاری کے لئے متعدد فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو تغلب نے گھبرا کر مصالحت کی درخواست کی اور خراج دینے کا وعدہ کیا مگر عضد الدولہ نے اس کی کچھ نہ سنی تب ابو تغلب مجبور ہو کر مرزبان بن عزالدولہ، ابواسحاق و طاہر برادران عزالدولہ اور ان کی ماں کے ساتھ نصیبین کی جانب روانہ ہو گیا۔ عضد الدولہ نے یہ اطلاع پا کر ایک فوج تو جزیرہ ابن عمر کی جانب طغان سے جنگ کرنے روانہ کی اس فوج کا سردار عضد الدولہ کا حاجب ابو عمر تھا۔ دوسری فوج ابو الوفاء طاہر بن محمد کی کمان میں ابو تغلب کے تعاقب پر نصیبین کی طرف بھیجی۔ ابو تغلب نے اس سے مطلع ہو کر نصیبین سے اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر میافارقین کا راستہ لیا مگر ابو الوفاء نے تعاقب جاری رکھا اور اہل میافارقین نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے چنانچہ ابو الوفاء میافارقین میں داخل نہ ہو سکا۔

ابو تغلب کا فرار:..... ابو تغلب موقع پا کر دوسرے دروازے سے اردن روم چلا گیا اور وہاں سے جزیرہ کے مضافات حسیہ میں آ گیا۔ حسیہ کے قریب ”قلعہ کواشی“ تھا ایک دن ابو تغلب نے اس پر حملہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اس میں موجود تھا سب لوٹ لیا۔ ابو الوفاء روزانہ سفر و کوچ سے اب تھک گیا تھا مجبوراً ابو تغلب کے تعاقب سے ہاتھ کھینچ کر میافارقین لوٹ آیا اور محاصرہ کر لیا۔ عضد الدولہ نے یہ خبر سن کر کہ ابو تغلب حسیہ میں موجود ہے بذات خود حملہ کر دیا مگر ابو تغلب تو ہاتھ نہ آیا لیکن اس کے اکثر ساتھیوں نے امن کی درخواست کی اور اس سے علیحدہ ہو گئے۔

عضد الدولہ اور ابو تغلب کی جنگ:..... عضد الدولہ پھر موصل واپس آ گیا اور ابو تغلب کے تعاقب پر ایک فوج کو مقرر کر کے روانہ کر دیا مگر ابو تغلب کو اس کی خبر مل گئی تو وہ ”ورد“ رومی کے پاس روم بھاگ گیا۔ چونکہ ورد رومی شاہی خاندان سلطنت کا کوئی ممبر نہ تھا بلکہ اس نے جبراً و قہراً سلطنت دہالی تھی اس لئے رومی اس سے بگڑے رہتے تھے اس نے اپنی بیٹی کا ابو تغلب سے نکاح کر دیا تاکہ یہ رومیوں کے مقابلہ میں ہاتھ بٹائے۔ اس دوران عضد الدولہ کا لشکر بھی پہنچ گیا مگر ورد رومی کی مصاہرت (رشتہ داری) کی وجہ سے ابو تغلب سے جنگ کر کے کچھ فائدہ نہ اٹھا سکا بلکہ شکست کھا کر واپس آ گیا۔

ابو تغلب کے علاقوں پر قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد رومیوں نے جمع ہو کر ورد کے مقابلہ میں علم مخالفت بلند کیا۔ فریقین میں لڑائی ٹھن گئی۔ اتفاق سے ورد کو شکست ہو گئی چنانچہ ابو تغلب اس کی مدد و اعانت سے مایوس ہو کر اسلامی ممالک کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہنچ کر دوبارہ ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عضد الدولہ نے اس کے تمام مقبوضہ شہروں کو فتح کر لیا جیسا کہ ہم اس کی حکومت و سلطنت کے حالات میں بیان کریں گے۔ کامیابی کے بعد عضد الدولہ نے ابو الوفاء کو موصل پر مامور کیا اور سامان سفر درست کر کے بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت موصل سے تھوڑی مدت کیلئے منقطع ہو گئی۔

صمصام الدولہ کا دور حکومت:..... ماہ شوال ۳۷۲ھ میں عضد الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچ برس چھ مہینے کے بعد وفات پائی۔ سپہ سالاروں اور امراء دولت نے جمع ہو کر اس کے بیٹے کا لیجار مرزبان کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور حکومت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے ”صمصام الدولہ“ کا لقب عطا کیا۔ خلیفہ طائع بھی حکومت و ریاست کی مبارکباد دینے اور رسم تعزیت کے ادا کرنے صمصام الدولہ کے پاس گیا۔

شرف الدولہ اور تاج الدولہ:..... صمصام الدولہ نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد اپنے دو بھائیوں ابو الحسین احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ کو حکومت عنایت کر کے فارس کی جانب روانہ کیا۔ شرف الدولہ (یہ انہی لوگوں کا بھائی تھا) کو یہ خبر مل گئی چنانچہ اس نے کرمان سے فارس تک آتش بغاوت بھڑکادی مگر اتفاق سے ابو الحسین اور ابو طاہر اس آتش بغاوت کے بھڑکنے سے پہلے ہی کرمان پہنچ گئے تھے اور اس پر قبضہ بھی کر چکے تھے۔ چند دن یہ دونوں ابواز میں قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کرا کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور ”تاج الدولہ“ کے لقب سے خود کو ملقب کیا۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت ناراضی پیدا ہوئی چنانچہ فوراً ایک لشکر علی بن دشق ❶ (یہ عضد الدولہ کا حاجب تھا) کی کمان میں تاج الدولہ کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ سے ساز باز کر لی۔ چنانچہ شرف الدولہ نے اس کی کمک پر ایک فوج بھیج دی جس کا سردار ابو الاغر فلیس بن عفیف اسدی تھا۔ قرقوب کے قریب دونوں فوجوں کا ماہ ربیع الثانی ۳۷۳ھ میں مقابلہ ہوا۔ شام ہوتے ہوتے ابن دشق شکست کھا کر بھاگ گیا اور گرفتار کر لیا گیا اور ابو الحسین نے ابواز اور رامہر مز پر بھی قبضہ کر لیا۔ پھر اسے حکومت و سلطنت کی لالچ لگ گئی۔

لشکر بغداد کی بغاوت:..... اس کے بعد اسفار بن کردویہ جو ویلم کا ایک نامور سردار تھا ۳۷۵ھ میں شرف الدولہ کی حکومت کی بغداد میں دعوت دینے لگا۔ لشکر بغداد کا بڑا حصہ اس طرف مائل ہو گیا اور سب نے متفق ہو کر یہ طے کیا کہ ابو نصر عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی جانب سے بطور نائب امارت کی کرسی پر بٹھادینا چاہئے۔ رفتہ رفتہ صمصام الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی۔ اس نے امراء و لشکر سے خط و کتابت شروع کی اور ان کے اس ارادے سے ان لوگوں کو پھیرنا چاہا مگر اس سے ان لوگوں کی سرکشی اور سرتابی مزید بڑھ گئی۔ فولاد بن ❷ مابد رار جو اسفار کا متبع تھا لڑائی کے لئے کھڑا ہو گیا۔ مجبوراً صمصام الدولہ نے بھی اپنے ساتھیوں کو جنگ کا حکم دیا چنانچہ فریقین کی لڑائی ہوئی اور میدان صمصام الدولہ کے ساتھیوں کے ہاتھ رہا اور ابو الفضل ❸ گرفتار ہو کر اپنے بھائی صمصام الدولہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ اس دوران اس کا وزیر ابن سعدان بھی آ گیا چنانچہ اسے اس جرم میں کہ یہ بھی اس کا شریک تھا مار ڈالا گیا اسفار نے ابو الحسین بن عضد الدولہ کے پاس جا کر دم لیا اور باقی ویلم شرف الدولہ کے پاس چلے گئے۔

بصرہ اور بغداد میں شرف الدولہ کا قبضہ:..... شرف الدولہ کی قوت و یمیوں کے مل جانے سے بڑھ گئی اس نے فوراً ابواز کا رخ کر لیا اور اس کو اپنے بھائی ابو الحسین کے قبضے سے نکال لیا۔ اس کے بعد بصرہ کو بھی اپنے دوسرے بھائی ابو طاہر کے ہاتھ سے چھین لیا۔ صمصام الدولہ نے صلح کی خط و کتابت شروع کی بالآخر اس بات پر مصالحت ہو گئی کہ عراق میں شرف الدولہ کا خطبہ پڑھا جائے اور خلیفہ طائع کی جانب سے رسم خلعت اور

❶..... ابن اثیر صفحہ ۴۵۳ جلد ۵ پر اس کا دشق کے بجائے دیش لکھا ہے۔

❷..... اصل نسخے میں مابد رار لکھا ہے مگر ابن اثیر میں درست نام زماندار ہے (صفحہ ۴۶۳ جلد ۵)

❸..... یہ ابو الفضل کے بجائے ابو نصر ہے دیکھئے ابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۴۶۳

القاب بھیج دیئے گئے۔

صمصام الدولہ کا زوال اور شرف الدولہ کا راج:..... شرف الدولہ نے اپنے بھائی ابوطاہر سے بصرہ چھین لینے کے بعد واسط کا رخ کیا اور اس پر بھی آسانی سے قابض و متصرف ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو جو اس کے پاس قید تھا رہا کر کے معذرت کی غرض سے شرف الدولہ کے پاس واسط روانہ کیا مگر شرف الدولہ نے اس کی کچھ نہ سنی۔ صمصام الدولہ کو اس سے سخت اضطراب اور پریشانی پیدا ہو گئی۔ مصاحبین سے شرف الدولہ کی اطاعت کے بارے میں مشورہ کیا ان لوگوں نے اسے برے انجام سے ڈرایا بلکہ بعضوں نے تو یہ رائے دی کہ آپ عکبر اچلے جائیے اور عکبر اسے موصل اور بلاد جیل میں جا کر قیام کیجئے یہاں تک کہ ترکوں اور ویلمیوں کے آپس میں فساد سے منجانب اللہ کوئی صورت پیدا ہو جائے یا کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جس سے آپ آسانی سے بغداد واپس آجائیں اور کسی نے یہ رائے دی کہ آپ اپنے چچا فخر الدولہ سے اس بارے میں خط و کتابت کر لیں بلکہ اصفہان کے راستے ان کے پاس چلے جائیے اس سے شرف الدولہ پر بہت بڑا اثر پڑے گا اور غالباً آپس میں مصالحت ہو جائے گی۔ صمصام الدولہ نے ان آراء میں سے کسی رائے کو بھی پسند نہ کیا اور کشتی پر سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نے عزت و احترام سے ملاقات کی مگر چند دن بعد (اس کی امارت کے چوتھے سال) اس کو گرفتار کر لیا اور ماہ رمضان ۷۶۱ھ میں بغداد کی جانب کوچ کر دیا اس کا بھائی صمصام الدولہ بھی اس کے ساتھ قیدی تھا۔ بغداد میں ترکوں اور ویلمیوں کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا چونکہ ویلمیوں کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی اور ترک صرف تین ہزار تھے اس وجہ سے ویلمیوں نے ترکوں کو دبا لیا تھا چنانچہ جیسے ہی شرف الدولہ بغداد میں داخل ہوا۔ ویلمیوں نے صمصام الدولہ کو حکومت و ریاست پر دوبارہ مقرر کرنے کی کوشش کی مگر دوسرا فریق مخالف ہو گیا اور دونوں میں جنگ چھڑ گئی۔ آخر کار ویلمیوں نے ترکوں کو مار بھگایا۔ اکثر و بیشتر مارے گئے۔ ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا باقی ماندہ ترک شرف الدولہ سے مل گئے۔ خلیفہ طائع ملنے آیا اور کامیابی پر مبارکباد دی اور اس کے بعد شرف الدولہ نے فریقین کے درمیان مصالحت کرادی۔ قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کے سپرد کیا گیا اور صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا۔ فارس پہنچ کر صمصام الدولہ کو رہا کر دیا گیا۔

،، باد،، بن مردان:..... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۷۶۱ھ میں عضد الدولہ نے بنی حمدان کے قبضہ سے موصل کو جو ان کا دار الحکومت تھا چھین لیا تھا اور اس کے بعد ۷۶۸ھ میں میا فارقین، آمد، دیار بکر و دیار مضر بھی قابض و متصرف ہو گیا تھا۔ ابوالوفاء نامی ایک شخص اس کی طرف سے ان علاقوں میں حکومت کر رہا تھا۔ اسی زمانہ سے بنی حمدان کی حکومت ان علاقوں سے ختم ہو گئی تھی۔ دیار بکر کے سرحدی مقامات میں حمیدی کردوں کا ایک گروہ رہتا تھا جس کا سردار ابو عبد اللہ حسین بن دوشنک جس کا لقب ”باد“ تھا۔ چونکہ ابو عبد اللہ ہمیشہ جہاد کرتا تھا اسی لئے ان اطراف میں غیر قوموں کے دلوں پر اس کی طاقت اور بہادری کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ مجھ سے بعض میرے دوستوں نے جو ”حمیدی کرد“ تھے بیان کیا ہے کہ اس کا نام باد اور کنیت ابوشجاع تھی، اور حسین اس کا بھائی تھا۔ اور ابتداً اس نے آرمینہ میں ارجیش پر حکمرانی کی رفتہ رفتہ اس کی قوت ترقی کر گئی۔ انتہی۔

باد کی حکومت کا آغاز:..... جس وقت عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کیا، باد اس کے پاس حاضر ہوا، عضد الدولہ نے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا مگر باد تاڑ گیا اور نظریں بچا کر بھاگ گیا۔ عضد الدولہ نے بہت تلاش کرایا مگر وہ ہاتھ نہ آیا لہذا خاموش ہو گیا یہاں تک کہ عضد الدولہ کی وفات ہو گئی۔ اس وقت باد نے استقلال کے ساتھ اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی اور میا فارقین اور دیار بکر کے اکثر علاقوں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ اس کے بعد نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابن اثیر کہتا ہے کہ ”آرمینہ سے دیار بکر پر آ کر قابض ہوا تھا۔ اس کے بعد میا فارقین پر قبضہ کیا“ صمصام الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے ابوسعید بہرام بن اردشیر کی کمان میں ایک فوج روانہ کی جس کو باد نے شکست دے کر ایک جماعت کو اس میں سے گرفتار کر لیا۔ پھر دوسری فوج ابوالقاسم بن حاجب کی کمان میں مقابلہ پر آئی اور سرزمین کواشی میں جنگ ہونا قرار پائی۔ اتفاق سے اس فوج کو بھی باد سے ہزیمت اٹھانی پڑی۔ اس کے بعض لوگ قتل اور بعض قید کر لئے گئے۔ کچھ دن بعد قیدیوں کو بھی قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

موصل پر قبضہ:..... سعید پریشان ہو کر موصل کی طرف بھاگ گیا۔ باد نے اس کا تعاقب کیا۔ ادھر اہل موصل میں ویلم کی بدکرداری کی وجہ

سے شورش اور بغاوت پھوٹ نکلی۔ سعید کو جان کے لالے پڑ گئے۔ مجبوراً موصل سے بھی بھاگ گیا۔ چنانچہ باد نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ بعد اس کے باد کے دماغ میں یہ ہواسمانی کہ صمصام الدولہ سے جنگ کرنے بغداد چلنا چاہیے اور لڑ بھڑ کر بغداد کو ویلم کے پنجہ غضب سے نکال لینا چاہیے چنانچہ اس آرزو کو حاصل کرنے کے لئے فوجیں مرتب کیں۔

ویلمیوں سے شکست:..... ماہ صفر ۷۳۷ھ میں ویلمیوں سے مقابلہ ہوا مگر ویلمیوں نے اسے شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا۔ باد موصل کو خیر باد کہہ کر دیار بکر آ گیا اور لشکر کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ اس وقت حلب میں بنو سیف الدولہ بن حمدان کا طوطی بول رہا تھا اور اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا سعد الدولہ حکمرانی کی کرسی پر بیٹھا تھا۔ صمصام الدولہ نے یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم بادی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کر دو تو میں تم کو دیار بکر عطا کر دوں گا۔ سعد الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور ایک فوج مرتب اور تیار کر کے بھیج دی لیکن وہ باد سے مقابلہ نہ کر سکی، اس سے یاد کے خوشے بڑھ گئے۔ اور اس نے حلب پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا تو حکمت عملی اور حیلہ و کمر ڈھونڈنے لگا چنانچہ ایک شخص کو بادی خواب گاہ میں بھیج دیا جس نے کوئی ایسی دوا سنگھادی جس سے باد بیمار ہو گیا اور مرتے مرتے بچا۔

باد کی صلح:..... مجبوراً باد نے سعد و یار موصل کے امراء کو مصالحت کا پیغام دیا۔ بالآخر ان دونوں نے مصالحت کی نظر سے اس پر مصالحت کر لی کہ دیار بکر اور نصف ”طور عیدین“ باد کو دے دیا جائے۔ چنانچہ مصالحت کے بعد زیاد بغداد واپس آ گیا۔ یہ وہی شخص ہے جو بعد میں ویلمی فوجیں لے کر باد کے مقابلے پر آیا تھا اور اس کو شکست دی تھی۔ ان واقعات کے بعد ۷۳۷ھ میں سعد حاجب کا موصل میں انتقال ہو گیا۔ چنانچہ باد کو اس پر قبضہ کر لینے کی لالچ لگ گئی۔

ابونصر خواشا ذہ:..... اس دوران شرف الدولہ نے موصل پر ابونصر خواشا ذہ کو متعین کیا۔ ابونصر نے موصل پہنچ کر لشکر کی تیاری اور خزانہ کو بھرنے کی کوشش کی۔ چونکہ نو وارد شخص تھا اس لئے دیر ہو گئی تب اس نے عرب بہادروں کو بنیعقل اور بنی نمیر سے بلوا کر جاگیریں دیں اور باد سے لڑنے پر ان کو مقرر کیا۔ باد نے طور عیدین کے باقی حصہ پر قبضہ کر کے جبل طور میں قیام کیا اور اپنے بھائی کو فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے بھیجا مگر یہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور قتل ہو گیا۔ ابونصر مزید فوجیں بھیجنے کا تہیہ کر ہی رہا تھا کہ شرف الدولہ کی موت خبر آ گئی۔

موصل کے حکمران:..... اس کے بعد ابوالبرہیم اور ابو عبد اللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدان بہاء الدولہ کی طرف سے امیر موصل بن کر آئے ۷۳۸ھ تک یہی دونوں موصل پر حکمرانی کرتے رہے۔ کچھ دن بعد بہاء الدولہ کو ان سے کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ ایک فوج ابو جعفر حجاج بن ہرمز کی کمان میں موصل بھیج دی ادھر ابوالرداد محمد بن مسبب (بنیعقل کا سردار) مقابلہ پر آیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ فریقین بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابو جعفر نے اس مہم کے سر کرنے کے لئے بہاء الدولہ سے مزید فوج کی درخواست کی چنانچہ بہاء الدولہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد کو ۷۳۸ھ کے شروع میں ابو جعفر کی کمک کے لئے روانہ کیا مگر پھر ابن معلم کے لگانے بجھانے سے ابو جعفر کو وزیر کو گرفتار کر لینے کا حکم بھیجا مگر کسی ذریعہ سے وزیر کو معلوم ہو گیا اس نے فوراً ابوالرداد سے مصالحت کر لی اور واپس ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ نے ابن معلم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا تھا۔

شرف الدولہ کی موت:..... ۷۳۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شہزیک ❶ بن عضد الدولہ اپنی امارت کے دو برس آٹھ مہینے بعد استسقاء کی طویل بیماری کے بعد مر گیا۔ بیماری کے دوران میں اس نے اپنے بھائی صمصام الدولہ کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھروانے کا حکم فارس روانہ کیا اور اس کے بعد اپنے بیٹے ابوعلی کو فارس کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ خزانے، فوجیں اور ترکوں کا ایک جم غفیر بھی تھا۔ بیماری میں اس سے اراکین دولت نے پوچھا کہ ”آپ کے بعد امارت و ریاست کا کون مالک ہوگا اور آپ نے کس کو اپنا ولی عہد بنایا ہے؟“ جواب دیا ”جو لائق ہوگا وہی میرے بعد امارت و ریاست کا مالک بن جائے گا میں کسی کو اپنا ولی عہد نہیں بناؤں گا۔“

بہاء الدولہ کی حکومت:..... مگر اپنی زندگی ہی میں امور سیاست و امارت کی نگرانی پر اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا لہذا جب

شرف الدولہ مرگیا تو بہاء الدولہ نے حکومت کی بھاگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی خلیفہ طائع نے تعزیت کے لئے اور امارت پر متمکن ہونے کی وجہ سے اسے خلعت سے سرفراز فرمایا۔ بہاء الدولہ نے ابو منصور بن صالحان کو عہدہ وزارت پر بحال قائم رکھا۔ ابوطاہر ابراہیم اور ابو عبد اللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدان کو موصل کی امارت پر روانہ کیا۔ یہ دونوں بھائی شرف الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے۔ شرف الدولہ کے انتقال کے بعد ان لوگوں نے بہاء الدولہ سے موصل کی امارت کی درخواست کی چنانچہ بہاء الدولہ نے سند حکومت و امارت عطا کر کے موصل جانے کی اجازت دے دی مگر بعد میں اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہوا اور ابو نصر کو ان دونوں کا مقابلہ کرنے کا حکم بھیجا چنانچہ ابوطاہر اور ابو عبد اللہ موصل میں داخل نہ ہو سکے اور باہر پڑے رہے۔ اہل موصل کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ وہ ویلم اور ترکوں پر ٹوٹ پڑے اور لڑتے بھڑتے ابوطاہر اور ابو عبد اللہ کے پاس آ گئے اور پھر ان کے ساتھ مل کر دوبارہ ویلم پر حملہ آور ہوئے ان میں سے ایک بڑی تعداد کو مار دیا باقی لوگوں نے دارالامارت میں جا کر پناہ لی۔ مگر اہل موصل نے ان کو دارالامارت سے بھی امان دے کر نکال دیا چنانچہ یہ تو بغداد چلے گئے اور ابوطاہر و ابو عبد اللہ (منجمدان) نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور صمصام کی جنگ:..... ابوعلی بن شرف الدولہ کو فارس واپسی کے وقت بصرہ میں اپنے باپ کے مرنے کی خبر ملی تو اس نے مال و اسباب اور اپنے اہل و عیال کو دریا کے راستے ارجان روانہ کر دیا اور بذات خود فارس چلا گیا۔ فارس سے شیراز آ گیا۔ اسی مقام پر صمصام الدولہ اور اس کے بھائی ابوطاہر سے ٹکرائے ہوئی جس کو جیل کے محافظوں نے رہا کر دیا تھا۔ ان دونوں کے ہمراہ فولاد بھی تھا۔ تھوڑے دنوں میں ان کے پاس ویلمیوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا اور ابوعلی یہ خبر پا کر ترکوں کے پاس چلا گیا چنانچہ ان لوگوں کا بھی ایک جتھا اکٹھا ہو گیا۔ چنانچہ وہ صمصام الدولہ اور ویلم سے مدتوں جنگ کرتا رہا اس کے بعد فساد ۱ چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے ویلمیوں کو قتل کر ڈالا پھر فساد سے ارجان چلا گیا۔ ترکوں کو صمصام الدولہ سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔

ابوعلی کا قتل:..... اسی دوران بہاء الدولہ نے اپنے بھائی کو بلوایا اور درپردہ ترکوں کی فوج اس کی طرف مائل ہو گئی۔ انہوں نے ابوعلی کو کوشش کر کے بہاء الدولہ کے پاس جانے پر راضی کر لیا۔ چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۳۸۰ھ میں ابوعلی نے سامان سفر درست کر کے بہاء الدولہ کی طرف کوچ کر دیا۔ بہاء الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا لیکن کچھ دن بعد گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس وجہ سے ترکوں اور ویلم میں لڑائی ہو گئی۔ پانچ روز تک خونریزی کا بازار گرم رہا۔ بہاء الدولہ نے آپس میں مصالحت کر لینے کا پیغام بھیجا مگر فریقین نے منظور نہ کیا بلکہ اپنی کچی کھال کو قتل کر ڈالا۔ انجام کار ترکوں کو ویلم کے خلاف کامیابی ہوئی۔ اس کامیابی سے ترکوں کی شان و شوکت اور رعب و داب بڑھ گیا۔ ویلم میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ بعض ویلمی سردار گرفتار ہو گئے اور باقیماندہ بھاگ گئے۔

قادر بطیحہ میں:..... اسحاق بن مقتدر وفات کے وقت ایک بیٹا ابوالعباس احمد (جو آئندہ ”القادر باللہ“ کے لقب سے یاد کیا جائے گا) چھوڑ گیا تھا اس کی اور اس کی بہن کی ایک معاملہ مالی میں ان بن ہو گئی۔ اتفاق سے انہی دنوں خلیفہ طائع سخت خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ چنانچہ شفا یابی کے بعد قادر کی بہن نے خلیفہ سے اپنے بھائی کی شکایت جھڑپی کہ آپ کی بیماری کے زمانہ میں یہ خلافت کا امیدوار تھا۔ خلیفہ طائع نے ابوالحسین بن حاجب کو چند سپاہیوں کے ساتھ قادر کو گرفتار کرنے بھیجا قادر اس وقت حریم ظاہری میں تھا۔ چنانچہ ابوالحسین کے پہنچنے پر عورتوں نے شور و غل مچانا شروع کر دیا اس سے قادر کو موقع مل گیا اور وہ ایک کھڑکی سے نکل کر بطیحہ بھاگ گیا اور مہذب الدولہ کے پاس پہنچا۔ مہذب الدولہ نے عزت و اکرام سے ٹھہرایا اور نیاز مندانہ خدمت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ قادر کو تخت خلافت پر متمکن ہونے کی خوشخبری ملی۔

بہاء الدولہ اور ارجان:..... جس وقت صمصام الدولہ نے فارس کے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا ابوعلی بن شرف الدولہ، بہاء الدولہ کے پاس آ گیا تھا اور بہاء الدولہ نے ابوعلی کو قتل کر ڈالا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو بہاء الدولہ نے ۳۸۰ھ میں فارس کے ارادے ابوبصر کو اپنا نائب مقرر کر کے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا اس کے بھائی ابوطاہر کے مرنے کی خبر ملی چنانچہ عزاداری کے لئے بیٹھا اور اس کے بعد ارجان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر کے جو کچھ مال و اسباب اور جواہرات ملے ضبط کر لئے۔ ان کے علاوہ دس لاکھ آٹھ ہزار درہم نقد ہاتھ لگے۔ بہاء الدولہ

۱..... ”فساد“ فارس میں ایک شہر ہے۔ شیراز اور اس کے درمیان چار مراحل کا فاصلہ ہے۔ (منجم البلدان)

کے اس فعل پر لشکر ارجان نے بہت شور و غل مچایا اور بغاوت کرنے پر تیار ہو گیا۔ مجبوراً بہاء الدولہ نے یہ سارا نقد و جنس ان لوگوں کے حوالے کر دیا۔
صمصام الدولہ سے جنگ اور صلح:..... دو ایک روز آرام کر کے اپنے مقدمۃ الجیش کو نو بند جان کی طرف بڑھایا۔ ابوالعلاء بن فضل اس مقدمہ کا سردار تھا اور نو بند جان میں صمصام الدولہ کا لشکر پڑا ہوا تھا جس کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی اس کے بعد ابوالعلاء اطراف فارس میں مستقل طور پر ٹھہر گیا۔ صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر ابوالعلاء کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جس کی کمان فولاد بن مابدان کے پاس تھی۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دے دی۔ چنانچہ ابوالعلاء ارجان بھاگ گیا اور صمصام الدولہ فتح کی خبر سن کر شیراز سے فولاد کے پاس آ گیا۔ فریقین میں صلح کی بات چیت ہونے لگی۔ بالآخر یہ طے پایا کہ:

(۱)..... بلاد فارس و ارجان صمصام الدولہ کے قبضہ میں رہیں گے۔

(۲)..... خوزستان اور اس کے علاوہ ملک عراق پر بہاء الدولہ قابض ہوگا۔

اور ہر ایک کی جاگیریں دوسرے کے زیر کنٹرول ممالک میں رہیں۔ صلح نامہ لکھا گیا اور فریقین کے وکلاء نے مرتب کر کے ایک ایک نقل بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کے حوالہ کر دی۔

بہاء الدولہ بغداد میں:..... صلح ہونے کے بعد بہاء الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ اس وقت بغداد میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان جھگڑا ہو رہا تھا ❶ لوٹ مار اور قتل و غارت کی گرم بازاری تھی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے دونوں میں صلح کرادی البتہ خوزستان جانے سے پہلے وزارت بھی تبدیل ہو چکی تھی۔ بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا اور ابو نصر ساہور بن اردشیر کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا تھا لیکن حکومت و انتظام ابوالحسین ابن معلّم کے ہاتھ میں تھا۔

خلیفہ طائع کی معزولی:..... تھوڑے دنوں میں بہاء الدولہ کا خزانہ خالی ہو گیا۔ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے پر شور و غل مچایا۔ بہاء الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا تو اپنے وزیر ابو نصر کو گرفتار کر لیا۔ اس پر بھی لشکریوں کی شورش کم نہ ہوئی۔ تب خلیفہ طائع کے مال و زر پر دانت لگائے اور اسے گرفتار یا معزول کرنے کی فکر میں لگ گیا۔ ابوالحسین بن معلّم نے جو اس کی خواہشات اور جذبات نفسانی پر حکومت کر رہا تھا اس رائے کی تائید کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ لشکر تیار کر کے قصر خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ نے دربار عام منعقد کیا۔ بہاء الدولہ تخت خلافت کے قریب ایک کرسی پر بیٹھا تھا سپہ سالار اور امراء دولت جوق در جوق آ رہے تھے اور خلیفہ کی دست بوسی کرتے جا رہے تھے اس دوران ایک ویلی سردار حاضر ہو کر دست بوسی کے لئے بڑھا جیسے ہی خلیفہ طائع نے ہاتھ بڑھایا ویلی سردار نے پکڑ کر کھینچ لیا، پھر کیا تھا قصر خلافت کٹنے لگا۔ عوام الناس نے بھی یہ خبر پا کر لوٹ مار شروع کر دی۔ خلیفہ طائع کو گرفتار کر کے بہاء الدولہ کے مکان پر پہنچا دیا گیا اور زبردستی ۳۸۱ھ میں خلیفہ طائع نے جبکہ اس کی خلافت کے سات ❷ برس آٹھ مہینے گزر چکے تھے اپنی معزولی کا اعلان کر دیا۔

ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر۔ قادر باللہ ۳۸۱ھ تا ۴۲۲ھ

قادر باللہ کی خلافت:..... بہاء الدولہ نے اپنے ایک مصاحب خاص کے ذریعہ قادر باللہ ابوالعباس احمد بن اسحاق بن مقتدر کو بلوایا۔ مہذب الدولہ گورنر بطیمہ نے یہ اطلاع پا کر بطیمہ ہی میں اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور جب یہ دار الخلافہ بغداد کے قریب پہنچا تو بہاء الدولہ اراکین دولت اور رؤساء شہر کے ساتھ استقبال کے لئے گیا۔ ایک منزل کے فاصلے پر ملاقات کی۔ اور عزت و احترام سے بارہویں تاریخ ماہ رمضان

❶..... ان جھگڑوں کی وجہ دونوں طرف کے عمالی لوگ بنتے تھے۔ نہ وہ ان کی کوئی بات برداشت کرتے نہ ہی دوسرے۔

❷..... البدایہ والنہایہ میں ”سترہ سال چھ ماہ اور پانچ دن“ لکھی ہے۔

❸..... خوزستان جنوب مشرقی عراق میں واقع ہے یہ ”اہواز“ ہی ہے

۳۸۱ھ کو قصر خلافت میں لا کر ٹھہرایا۔ اگلی صبح کو جامع مسجد بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مگر اہل خراسان نے اس کے نام کا خطبہ نہ پڑھا بدستور خلیفہ طائع کی بیعت پر قائم رہے چند ماہ کم تین برس بطیحہ میں اس کا قیام رہا۔

طائع کی وفات:..... معزولی کے بعد خلیفہ طائع کو قصر خلافت کے ایک کمرے میں قید کر دیا گیا چند لوگ اس کی خدمت اور نگہبانی پر مامور تھے اور جیسا کہ یہ اپنے زمانہ خلافت میں رہتا تھا اس صورت سے اس کے سارے کاموں کو جاری رکھا یہاں تک کہ ۳۹۳ھ میں انتقال کر گیا۔ چنانچہ نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا گیا۔

ابوالعلاء کی مصمصام سے شکست:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مصمصام الدولہ اور بہاء الدولہ کے درمیان اس بات پر مصالحت ہو گئی تھی کہ فارس پر مصمصام الدولہ قابض رہے خوزستان ۲ اور اس کے علاوہ ممالک عراق بہاء الدولہ کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں۔ یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ نے مکاری سے ابوالعلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ میں آہستہ آہستہ تمہارے پاس فوجیں بھیجتا جاؤں گا۔ جب ٹھیک ٹھاک تعداد جمع ہو جائے تو بحالت غفلت اچانک فارس پر حملہ کر دینا۔ اتفاق سے بہاء الدولہ کی فوجوں کے جمع ہونے کے پہلے ہی کسی ذریعہ سے مصمصام الدولہ کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ ایک لشکر مرتب کر کے خوزستان کی جانب روانہ کر دیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ کی فوج آئی اور ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد ابوالعلاء کو شکست ہو گئی چنانچہ اسے گرفتار کر کے مصمصام الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا مگر مصمصام الدولہ نے اپنی بے نظیر فیاضی سے رہا کر دیا۔

بہاء الدولہ کی ایک اور کوشش:..... بہاء الدولہ کو اس پر بھی صبر نہ آیا اور اپنے وزیر ابو نصر بن سابور کو مال کے حصول کے لئے واسطہ روانہ کیا چنانچہ ابو نصر کو موقع مل گیا اور مہذب الدولہ گورنر بطیحہ کے پاس بھاگ گیا اس پر ویلم نے شور و غل مچایا اور بات بات پر مخالفت کرنے لگے۔ دارالوزارت کو لوٹ لیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے گھبرا کر قلمدان وزارت ابو القاسم بن احمد کے سپرد کر دیا۔ ابو القاسم عہدہ وزارت کی ذمہ داریوں کا متحمل نہ ہو سکا اور کام چھوڑ کر بھاگ گیا۔

ابو نصر کی دوبارہ وزارت:..... تب بہاء الدولہ نے ابو نصر کو بلا کر دوبارہ عہدہ وزارت پر مامور کیا۔ اس نے اپنی حکمت عملی اور حسن تدبیر سے ویلم کے جوش کو فرو کر دیا اور آپس میں مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ۳۸۴ھ میں بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر طغان ترکی کی کمان میں اہواز کی جانب روانہ کیا۔ جو رفتہ رفتہ سوس پہنچ گیا۔ مصمصام الدولہ کے عمال یہ اطلاع پا کر سوس چھوڑ کر بھاگ گئے چنانچہ طغان نے پہنچ کر قبضہ کر لیا اس کے ساتھی اکثر ترک تھے اور مصمصام الدولہ کے ساتھی زیادہ تر ویلم تھے اور کچھ تمیم اور اسد کے قبیلہ کے بھی تھے۔ مصمصام الدولہ کو اس شکست سے بے حد ندامت ہوئی چنانچہ اس نے لشکر مرتب کر کے طغان پر حملہ کرنے کی غرض سے اہواز کی جانب قدم برہائے اور ترکوں پر جو طغان کے ہمراہ تھے۔ شب خون مارنے کے لئے رات ہی میں تشر سے کوچ کر دیا ان سے راستے میں ٹڈ بھڑ ہو گئی چنانچہ فریقین بے جگری سے لڑے اور پوری رات قتل و خونریزی ہوتی رہی۔ جس میں ویلم کی فوج کا بڑا حصہ کام آ گیا۔ جب بہاء الدولہ کو اس کی خبر ملی تو واسطہ سے اہواز آ گیا اور طغان کو مالی و فوجی مدد دے کر پھر واپس چلا گیا۔ اور مصمصام الدولہ فارس پہنچ گیا چنانچہ جتنے ترک ہاتھ آئے سب کو قتل کر ڈالا۔ اور باقی چھپ چھپا کر کرمان پہنچے اور بادشاہ سندھ کی خدمت میں آباد ہونے کی درخواست دی۔ بادشاہ سندھ نے پہلے تو اجازت دے دی لیکن بعد میں سوار ہو کر ترکوں سے مل گیا اور چن چن کر سب کو قتل کر دیا۔

اہواز پر بہاء کا قبضہ:..... ان واقعات کے بعد مصمصام الدولہ نے پھر لشکر مرتب کر کے علاء بن حسین کی کمان میں اہواز پر یلغار کر دی۔ اقلیدین رامبر مز میں ابو کا لیجار مرزبان بن صفہیعون کی جگہ حکومت کر رہا تھا۔ بہاء الدولہ نے یہ خبر سن کر مصمصام الدولہ کا لشکر اہواز پر آ رہا ہے روک تھام کے لئے خوزستان کی جانب بڑھا۔ اقلیدین اور ابن مکرّم کو ان کی فوجوں سمیت اپنی کمک پر بلوا لیا۔ جب یہ دونوں بہاء الدولہ سے آ ملے تو بہاء الدولہ نے حملہ کر کے اہواز کو مصمصام الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور جتنے ساتھی اس کے ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے بصرہ کا رخ

کیا اور ابن مکرّم کمپ مکرّم کی جانب واپس چلا گیا۔ علاء اور ویلم اس کے تعاقب میں تھے یہاں تک کہ ابن مکرّم تشر سے آگے نکل آیا۔ لیکن علاء اور ویلم نے قریب ترین راستے سے مسافت طے کر کے ابن مکرّم کو آگے بڑھنے سے روکا چنانچہ دیر تک لڑائی ہوتی رہی اور بالآخر بہاء الدولہ کا لشکر رامہر مز چلا گیا۔ اور مصمام الدولہ کی فوج تشر سے ارجان چلی گئی۔ چھ ماہ تک دونوں لشکر لڑتے رہے مگر آخری فیصلہ کن جنگ نہ ہو سکی۔ آخر تھک کر ویلم اہواز کی جانب لوٹ گئے اور ترکوں نے واسط کی طرف۔ تھوڑی دور تک علاء نے تعاقب کر کے مراجعت کر دی۔ اور ابن مکرّم نے کمپ مکرّم میں جانے کے قیام کیا۔

مصمام الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:..... بصرہ کی جانب بہاء الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد اکثر ویلم جو اس کے ہمراہ تھے امن حاصل کر کے علاء کے پاس چلے گئے جو تعداد میں تقریباً چار سو تھے۔ علاء نے ان لوگوں کو اپنے ایک سپہ سالار شکرستان کے ساتھ بصرہ کی جانب روانہ کیا۔ بہاء الدولہ کی فوج سے اس کا مقابلہ ہوا۔ اہل شہر نے شکرستان سے ساز باز کر لی (ان لوگوں کا پیشوا ابوالحسن بن ابی جعفر علوی تھا جس کی وجہ سے شکرستان کو غیر متوقع کامیابی حاصل ہو گئی) اہل شہر کشتیوں پر سوار ہو کر آئے اور اس کو کشتی پر سوار کر کے اپنے ہمراہ شہر میں لے گئے۔ بہاء الدولہ اپنے لشکر کی فوج کے ساتھ بصرہ کو خیر آباد کہہ کر نکل آیا۔ مہذب الدولہ گورنر بطیمہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے کی لالچ دلائی چنانچہ مہذب الدولہ نے ایک لشکر اپنے سپہ سالار عبداللہ بن مرزوق کی کمان میں بصرہ کی طرف روانہ کر دیا مگر شکرستان کو اس معرکے میں شکست ہوئی اور مہذب الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ہو گیا اس کے بعد شکرستان نے دوبارہ لشکر مرتب کر کے بصرہ پر فوج کشی کی اور متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی اور یہ طے پایا کہ شکرستان ہمیشہ مہذب الدولہ کا فرمانبردار رہے گا اور بصرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے گا اور مزید اطمینان کیلئے اپنے بیٹے کو ضمانت کے طور پر مہذب الدولہ کے پاس بھیج دے گا۔ فریقین نے ان شرائط کے مطابق صلح کر لی اور شکرستان بصرہ پر قابض ہو کر مصمام الدولہ، بہاء الدولہ اور مہذب الدولہ کی اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔

ابوعلی، بہاء الدولہ کا وزیر:..... ان واقعات کے بعد علاء بن حسین (مصمام الدولہ کا گورنر خوزستان) مقام کمپ مکرّم میں مر گیا پھر اس کی جگہ ابوعلی اسماعیل بن استاذ ہر مز کو مامور کیا گیا چنانچہ وہ رخصت ہو کر چند سیابور پہنچا ادھر بہاء الدولہ کے ساتھیوں نے ابوعلی کو چند سیابور میں داخل نہ ہونے دیا۔ ادھر ترکوں نے حدود خراسان میں بغاوت کر دی۔ مجبوراً ابوعلی واسط واپس آ گیا اس کے بعد ابو محمد مکرّم اور ترکوں میں لڑائی چھڑ گئی اور متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اسی دوران ابوعلی نے مصمام الدولہ سے منحرف ہو کر بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعہ ۳۸۸ھ کا ہے۔ بہاء الدولہ نے ابوعلی کی بہت ہی عزت افزائی کی۔ قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔ ابوعلی بھی جان و دل سے تدبیر مملکت اور انتظام ریاست میں مصروف ہو گیا۔

ابوعلی کی بغاوت:..... پھر کچھ عرصے بعد بہاء الدولہ نے ابوعلی کو ابن مکرّم سے مقابلہ کرنے کی کمپ مکرّم پر روانہ کیا۔ مگر ابوعلی نے کمپ مکرّم پہنچ کر بہاء الدولہ کی نافرمانی کی اور ایک بہانہ بنا کر باغی ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے بدر بن حسنو یہ سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ بدر نے امداد دی پھر بھی بہاء الدولہ کو اپنی کامیابی کی توقع نہ تھی قریب تھا کہ انہی لڑائیوں کی تکلیفوں سے اس کی روح تحلیل ہو جاتی اس دوران مصمام الدولہ کی موت کی خبر آ گئی اس سے بہاء الدولہ کے مردہ جسم میں جان پڑ گئی۔

ابونصر وغیرہ کی پیش قدمی:..... مصمام الدولہ بن عضد الدولہ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں فارس پر قابض تھا اور ابوالقاسم اور ابونصر عز الدولہ کے بیٹے فارس کے کسی قلعہ میں قید تھے جن کو جیل کے محافظین نے رہا کر دیا رفتہ رفتہ کردوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو گئی۔ انہی دنوں ویلم کا ایک گروپ مصمام الدولہ سے اس بات پر کہ اس نے ان کا نام دیوان سے خارج کر دیا ہے ناراض ہو کر ان لوگوں سے آ ملا۔ ان دونوں بھائیوں نے اپنے سارے ساتھیوں کو مرتب اور مسلح کر کے ارجان کا رخ کیا۔ مصمام الدولہ نے بھی تیاری کر کے ان دونوں بھائیوں کی سرکوبی کے لئے کوچ کر دیا۔ اس وقت ابوعلی فناء میں مقیم تھا لشکریوں نے اس کی مخالفت کی ابوالقاسم اور ابونصر موقع مل گیا ابوعلی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد اسے رہائی مل گئی۔ مصمام الدولہ نے فوج کی کمی کی وجہ سے شیراز کے ایک قلعہ میں امداد کے انتظار میں پناہ گزیں ہونے کا ارادہ کر لیا مگر اس پر قادر نہ ہو سکا کیونکہ ابوالقاسم اور ابونصر کی فوجوں نے ناکہ بندی کر لی تھی۔ اس کے بعض مصاحبوں نے ابوعلی یا کردوں کے پاس

چلے جانے کی رائے دی۔

صمصام کا قتل:..... اس دوران کردوں کا ایک گروپ آگیا مع اپنے مال و اسباب کے ان کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ایک سنسان میدان میں پہنچ کر کردوں نے صمصام الدولہ کو لوٹ لیا۔ بیچارہ صمصام الدولہ پریشان ہو کر رودمان کی طرف روانہ ہو گیا جو شیراز سے دو منزل کے فاصلے پر تھا ابونصر یہ خبر سن کر شیراز کی جانب آیا۔ اور گورنر رودمان نے اس کے اشارہ سے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا اور ابونصر نے صمصام الدولہ کو اس سے لے کر ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں جبکہ فارس میں اس کی حکومت کو نو برس گزر چکے تھے مار ڈالا۔

ویلم اور بہاء الدولہ:..... صمصام الدولہ کے قتل ہونے کے بعد ابوالقاسم اور ابونصر (عز الدولہ کے بیٹوں) نے فارس پر آسانی سے قبضہ کر لیا۔ ابوعلی کو اہواز میں ویلم سے اطاعت کی بیعت لینے اور بہاء الدولہ سے جنگ کرنے کا حکم بھیجا۔ چونکہ اس سے پہلے ابوعلی نے ابوالقاسم اور ابونصر کے دو بھائیوں کو قتل کر دیا تھا اس لئے ابوعلی کو ابوالقاسم اور ابونصر سے خوف پیدا ہو گیا۔ لہذا ویلم کو ان کی اطاعت کی ترغیب دینے کے بجائے بہاء الدولہ کی طرف مائل کر دیا اور بہاء الدولہ سے خط و کتابت کر کے اقرار نامہ اور حلف نامہ لکھنے کی درخواست کی اور ان ترکوں کے (جو اس کے ساتھ تھے) آئندہ فسادات سے بچنے کے بارے میں ضمانت مانگی اور نیز بہاء الدولہ کو عز الدولہ کے بیٹوں سے صمصام الدولہ کے خون کا بدلہ لینے پر ابھار دیا۔ ویلم نے بہاء الدولہ کی اطاعت کر لی پھر ان کے سرداروں کا ایک گروپ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) بہاء الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ ایک دوسرے کو تبادلہ خیالات اور طمانیت حاصل کرنے کا موقع مل گیا۔ ویلم نے ان لوگوں کو جو ان کی قوم کے سوس میں تھے اس واقعہ کی اطلاع دی۔

سوس اور شیراز پر قبضہ:..... چنانچہ ان لوگوں نے سوس پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوایا چنانچہ بہاء الدولہ نے لشکر مرتب کر کے سوس کی جانب کوچ کر دیا پہلے تو اہل سوس مقابلے پر آئے لیکن ویلمیوں کے کہنے سننے سے جو وہاں مقیم تھے بہاء الدولہ سے معافی مانگ کر اس سے آ ملے اور اس کے ساتھ اہواز گئے پھر اہواز سے رامہرمز اور ارجان کی جانب بڑھے۔ رفتہ رفتہ پورے خوزستان پر قبضہ کر لیا۔ ان معرکوں کے دوران ابوعلی شیراز گیا ہوا تھا اور اہل شیراز سے جنگ میں مصروف تھا تا آنکہ ابوالقاسم و ابونصر کے ساتھیوں نے اس سے ساز باز کر لی۔ اور حالت غفلت میں سرنگ کے راستے شیراز میں گھس گیا پھر کیا تھا ابوالقاسم و ابونصر کا لشکر منتشر و بے ترتیب ہو گیا اور ابوعلی نے کامیابی کے ساتھ شیراز پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔ ابونصر بلا دو ویلم بھاگ گیا اور ابوالقاسم نے بدر بن حسنو یہ کے پاس جا کر پناہ لی۔ اور کچھ دن بعد بطیحہ چلا گیا۔

کرمان پر قبضہ:..... ابوعلی نے فتح کی خوشخبری بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کی۔ بہاء الدولہ یہ خوشخبری سن کر پھولے نہ سما یا اور اسی وقت روانہ ہو کر ابوعلی کے پاس آ گیا۔ شیراز سے کچھ تعرض نہ کیا البتہ قریہ رودمان کو جہاں کہ اس کا بھائی صمصام الدولہ مارا گیا تھا جلا کر خاک و سیاہ کر دیا اور اہل رودمان کو ایسا برباد کیا کہ ان کا نام و نشان تک باقی نہ رہا۔ اس کے بعد ایک لشکر ابوالفتح جعفر بن استاد ہرمز کی کمان میں کرمان روانہ کیا جس نے پہنچتے ہی کرمان پر تلوار کے ذریعے قبضہ کر لیا۔

ابونصر کی فتوحات اور قتل:..... ابونصر نے بلا دو ویلم میں پہنچ کر ان ویلمیوں سے فارس حوالہ کر دینے کے بارے میں خط و کتابت شروع کر دی جو فارس اور کرمان میں مقیم تھے اور جب وہ اس بات پر راضی ہو گئے تو ابونصر نے بلا دو فارس کی جانب کوچ کر دیا۔ زط، ویلم اور ترکوں کا ایک گروپ ابونصر کے پاس آ کے جمع ہو گیا۔ اس نے کرمان کا رخ کیا۔ اس وقت کرمان میں ابوالفتح حکمرانی کر رہا تھا۔ چنانچہ ابونصر شکست کھا کر سر جان بھاگ گیا۔ اس کے بعد ابونصر نے جیرفت کی طرف قدم بڑھائے اور اس پر اور نیز کرمان کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے موفق بن علی بن اسماعیل کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ جیرفت روانہ کیا۔ موفق کے پہنچتے ہی ابونصر کے تمام ساتھیوں نے امن حاصل کر کے بغیر جنگ کئے جیرفت کو موفق کے حوالہ کر دیا۔ موفق نے جیرفت پر قبضہ کرنے کے بعد چند نامی گرامی دلاوروں کو لے کر ابونصر کے تعاقب میں کوچ کر دیا چنانچہ مقام دارین میں مڈ بھیڑ ہوئی۔ ابونصر نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا جنگ کے دوران اس کے کسی ساتھی نے موقع پا کر اس کو قتل کر دیا اور سرتار کر موفق کے پاس لے گیا۔

موفق کی فتوحات اور قتل:..... موفق ابونصر کے قتل کے بعد پورے کرمان پر قبضہ کر کے بہاء الدولہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے نہایت عزت و احترام سے اس سے ملاقات کی۔ موفق نے آئندہ خدمات کی بجا آوری سے استعفاء دے دیا۔ جسے بہاء الدولہ نے منظور نہ کیا لیکن موفق اس پر اصرار کرنے لگا۔ لہذا بہاء الدولہ نے جھلّا کر اس کو گرفتار کر لیا اور ایک فرمان موفق کے گھر والوں کی گرفتاری کا اپنے وزیر ساہور کے نام بھیج دیا اور ۳۹۴ھ میں اس کو قتل کر ڈالا۔ اسی زمانہ میں بہاء الدولہ نے ابو محمد مکرم کو عمان کی حکومت عنایت کی۔

بہاء الدولہ کے وزراء:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ بہاء الدولہ نے خوزستان جانے سے پہلے اپنے وزیر ابو منصور بن صالحان کو گرفتار کر کے ابونصر بن ساہور بن اردشیر کو وزیر بنایا تھا اور ۳۸۰ھ سے ابوالحسن بن معلّم اس کی حکومت و دولت کا انتظام سنبھال رہا تھا رفتہ رفتہ ابوالحسن تمام امور سیاست پر متصرف اور قابض ہو گیا۔ رؤسائے شہر اور امرائے مملکت بھی اس کی جانب مائل ہو گئے پھر کیا تھا نظریں اونچی ہو گئیں اور ظلم و ستم کی بنیاد ڈال دی۔ طرح طرح کے ظلم کرنے لگا۔ ابونصر خواشادہ اور ابو عبد اللہ بن طاہر کی شکایت کردی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خوزستان سے واپسی کے بعد ان دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے جواب میں فوج نے بغاوت کردی اور اس سے ابوالحسن کو طلب کر لیا۔ بہاء الدولہ نے بہت سمجھایا لیکن وہ اپنے ارادے سے نہ پھرے تب بہاء الدولہ نے ابوالحسن کو گرفتار کر کے فوج کے حوالے کر دیا فوج نے اس کو قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۸۲ھ کا ہے اس سے پہلے بہاء الدولہ نے ۳۸۱ھ میں اپنے وزیر ابونصر کو ہواز میں گرفتار کر کے ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو وزیر بنادیا تھا پھر ۳۸۲ھ میں اس الزام میں کہ اس نے ابوالحسن کے معاملہ میں فوج سے ساز باز کر لی تھی گرفتار کر لیا اور ابوالقاسم علی بن احمد کو عہدہ وزارت عطا کر دیا مگر چند دن بعد اسے بھی گرفتار کر لیا گیا اور ابونصر بن ساہور اور ابو منصور بن صالحان دونوں پھر سے وزیر بن گئے۔ ۳۸۳ھ میں فوج نے ابونصر سے اختلاف کیا اور اس کا گھر بار لوٹ لیا۔ اس کے ساتھی ابو منصور نے گھبرا کر استعفاء دے دیا تب دوبارہ ابوالقاسم علی بن احمد کو وزیر بنایا گیا مگر وہ عہدہ وزارت کے اہم فرائض انجام نہ دے سکا اور وزارت چھوڑ کر بھاگ گیا پھر اس کی جگہ ابونصر دوبارہ وزیر بنا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ولیم کی شورش کم ہو گئی تھی، تھوڑے ہی دنوں بعد پھر اسے گرفتار کر لیا گیا اور بجائے اس کی جگہ فاضل کو وزیر بنایا گیا۔ ۳۸۶ھ میں اس کو بھی جیل کی سیر کرنا پڑی پھر ابونصر بن ساہور بن اردشیر تیسری بار وزیر بنا۔ دو ماہ تک اس عہدہ پر رہا اس دوران بہاء الدولہ کے خزانے کو سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اسی بناء پر بہاء الدولہ نے اس کو معزول کر کے عیسیٰ ابن سرخس کو مقرر کیا۔

عراق کے گورنر:..... جب بہاء الدولہ نے فارس پر قبضہ کیا تھا تب سے وہیں پر مقیم رہا۔ خوزستان اور عراق پر ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو مقرر کیا اور ابو جعفر بغداد میں آ کر مقیم ہو گیا۔ خلیفہ نے اسے عمید الدولہ کا لقب دیا اس نے بڑی بداخلاقی کی۔ ہر کسی سے ظلم سے پیش آنے لگا۔ اہل کرخ و اہل سنت و الجماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ ابواشوں اور جزائرم پیشہ کی گرم بازاری ہو گئی، تب بہاء الدولہ نے اس کو ۳۹۰ھ میں معزول کر دیا۔ پھر اس کی جگہ ابو علی حسن بن استاد ہرمز کو مامور کیا اور اسے عمید الجیوش کا لقب دیا۔ اس نے خوش انتظامی سے کام لیا۔ ہر شخص سے نیکو اخلاق پیش آنے لگا۔ انچہ فتنہ فساد فرو ہو گیا۔ بہت سامال و اسباب حاصل کر کے بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس کے بعد اس کی جگہ ۳۹۱ھ میں ابونصر بن ساہور مامور ہوا۔ ترکوں نے اس کے خلاف شورش و بغاوت کی۔ ابونصر بھاگ گیا۔ ادھر اہل سنت و الجماعت اور اہل کرخ اور ترکوں میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ اہل سنت و الجماعت ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے۔ جھگڑا ایک حد تک پہنچ کر رک گیا۔ صلح کے پیغام آنے جانے لگے۔ بالآخر فریقین میں صلح ہو گئی۔

مختلف حکومتوں کے آغاز اور خاتمے:..... ۳۸۰ھ میں دولت بن مروان کی ان کے ماموں باد کے بعد دیار بکر میں بنیاد پڑی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ۳۸۲ھ میں دولت بنی حمدان کی حکومت کا موصل میں خاتمہ ہوا اور اس کے بعد ہی حکومت بنی مسیب کی ابتداء ہوئی جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

۳۸۴ھ میں دولت بنی سامان کا خراسان سے نام و نشان ختم ہو گیا اور دولت بنی سبکتگین کا وہیں آغاز ہوا۔ ۳۸۸ھ میں دولت حسنویہ اکراد کی خراسان میں بنیاد پڑی۔ ۳۸۹ھ میں ماوراء النہر سے بنی سامان کی حکومت ختم ہو گئی اور بنو سبکتگین اور بادشاہ قان نے ممالک ترک کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ۳۹۹ھ میں بنی کلاب کی شاخ بنی صالح بن مرداس کی حکومت کا حلب میں سکہ چلا۔ جیسا کہ ان دولتوں اور حکومتوں کے حالات کو ہم الگ الگ بیان کریں گے جیسا کہ اس کتاب میں ہم نے التزام کیا ہے۔

بنی مزید کا ظہور: ۳۸۷ھ میں ابوالحسن علی بن مزید نے اپنی قوم بنو اسد کو مرتب کر کے بہاء الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ ابوالحسن شکست اٹھا کر بھاگ گیا اور اتنا دور چلا گیا کہ بہاء الدولہ کی فوجیں اس کا تعاقب نہ کر سکیں کچھ عرصہ بعد مصالحت کا پیغام بھیجا اور اطاعت قبول کر لی مگر ۳۹۲ھ میں پھر باغی ہو گیا۔ قرواش بن مقلد گورنر موصل اور اس کی قوم نے بنی عقب کے ساتھ مل کر مدائن پر حملہ کر دیا ابو جعفر حجاج بغداد کے سپہ سالار نے ان کے مقابلے پر فوجیں مقرر کیں۔ چنانچہ قرواش ساتھیوں سمیت بھاگ گیا۔ ابو جعفر حجاج نے خفاجہ ① کو اپنی کمک پر شام سے بلوایا اور جب یہ آگئے تو بنی عقب اور بنی اسد سے جنگ کرنے نکلا اور ان کو مار بھگایا۔ پھر دوبارہ اطراف کوفہ میں ان کے خلاف حملہ کیا اور ایک سخت خونریزی کے بعد ان کو شکست دے دی اور ان کے زیر کنٹرول علاقوں پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی اور ابو جعفر کی لڑائی: ابو جعفر کی غیر موجودگی میں بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک اٹھی قتل و غارت کا ایسا بازار گرم ہوا کہ جس کی کوئی حد نہ تھی اسی وجہ سے بہاء الدولہ نے ابوعلی بن جعفر استاد ہر مز کو بغداد روانہ کیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ”عمید الجیوش“ کا لقب دیا چنانچہ اس سے فساد ختم ہو گیا۔ امن اور امان کا پھر دور آ گیا اور جب ابو جعفر معزول ہو کر اطراف کوفہ میں رہنے لگا تو ابوعلی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا۔ ویلم، ترک اور خفاجہ کو جمع کر کے ابو جعفر پر حملہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ مقام نعمانیہ میں دونوں نے جنگ لڑی۔ اس معرکہ میں ابو جعفر کو شکست ہوئی اور ابوعلی کامیاب ہو کر خوزستان کی طرف بڑھا اور پھر خوزستان سے سوس آیا۔ ابو جعفر میدان خالی دیکھ کر کوفہ کی جانب لوٹ گیا۔ ابوعلی یہ اطلاع پا کر تعاقب کے لئے پھر لوٹ پڑا۔ اسی زمانہ سے ان دونوں میں فتنہ و فساد کی بنیاد پڑ گئی۔ فریقین میں سے ہر ایک نے بنی عقب، بنی اسد اور خفاجہ سے امداد و کمک کی درخواست کی یہاں تک کہ بہاء الدولہ نے ابوعلی کو بلوا کر بنیو اصل کا فتنہ و فساد فرو کرنے بطیحہ بھیج دیا جیسا کہ ان واقعات کو ان کی دولت و حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

بغداد کا محاصرہ: ۳۹۷ھ میں ابو جعفر ایک بڑا لشکر تیار کر کے بغداد کے محاصرے کے لئے بڑھا۔ بدر بن حسنو یہ (یہ کردوں کا امیر تھا) نے بھی اس مہم میں شرکت کی۔ محاصرے کا سبب یہ تھا کہ عمید الجیوش نے خراسان کے راستے پر ابو الفضل بن عنان کو مقرر کیا تھا اور یہ بدر بن حسنو کا جانی دشمن تھا۔ اس کو خطرہ یہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ابو الفضل کوئی فتنہ نہ اٹھا دے، یہ خیال آنا تھا کہ ابو جعفر کو بغداد کے محاصرہ پر ابھار دیا اور کردوں کے امراء کے جم غفیر کو اس کی کمک پر مامور کر دیا ان میں ہندی بن سعد، ابو عیسیٰ شاذی بن محمد اور رزام بن سعد بھی تھے۔ ابوالحسن علی بن مزید اسدی بھی بہاء الدولہ سے ناراض ہو کر انہی لوگوں سے آ ملا تھا۔ ان لوگوں کی تعداد دس ہزار تھی بغداد پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں بغداد میں ابوالفتح بن عنان حکومت کر رہا تھا۔ پورے ایک مہینے محاصرہ کئے رہا اس دوران عمید الجیوش سے ابن واصل کے بطیحہ میں شکست کھانے کی خبر مشہور ہو گئی چنانچہ محاصرین کا گروپ منتشر ہو گیا۔ ابن مزید اپنے شہر کی طرف لوٹ آیا اور ابو جعفر حلوان کی جانب چلا گیا مگر چند دن بعد بہاء الدولہ کی ترغیب کے مطابق ابو جعفر نے تشر میں حاضر ہو کر اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کی وجہ سے کچھ نہ کہا۔

بنی مزید اور بنی دبیس کی جنگ: ابوالغنائم محمد بن مزید اپنے سسرال بنی دبیس مقام جزیرہ (خوزستان) میں مقیم تھا۔ اتفاق سے ابوالغنائم نے بنی دبیس کے ایک شخص کو قتل کر دیا۔ اس پر بنی دبیس بگڑ گئے اور ابوالغنائم اپنے بھائی ابوالحسن علی بن مزید کے پاس بھاگ گیا۔ ابوالحسن نے دو ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ چڑھائی کر دی۔ عمید الجیوش نے اس کی کمک پر ویلمی فوج بھیج دی۔ بنی دبیس بھی مرتب مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے۔ لڑائی ہوئی۔ آخر میں نتیجہ یہ نکلا کہ ابوالحسن کو شکست ہوئی اور ابوالغنائم مارا گیا۔

کوفہ و موصل میں دعوت علویہ: پانچویں صدی کے شروع میں قرواش بن مقلد سردار بنی عقیل نے اپنے تمام صوبوں موصل، انبار، مدائن اور کوفہ میں ”حاکم باللہ“ علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ خلیفہ قادر نے بہاء الدولہ کو قاضی ابوبکر باقلانی کی زبانی اس واقعہ کی اطلاع دی۔ بہاء الدولہ نے قاضی ابوبکر کو عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ عمید الجیوش کو قرواش کی گوشمالی کا حکم دیا اور اس مہم میں خرچ کرنے کے لئے دس ہزار دینار

① شام اور عراق کا مشہور قبیلہ ہے، اس کے آج کل ٹھکانے مشرقی حلب اور ”رقہ“ میں فرات کے اطراف میں ہیں ان کے قریب دوسرے مشہور قبائل ”الولدہ“ اور ان کے شیخ اس دور میں ”جمیل عیسیٰ“ اور اس کی اولاد ہیں۔

بھیج دیئے۔ عمید الجیوش لشکر تیار کر کے موصل چلا گیا۔ قرقاش نے یہ خبر سن کر اطاعت قبول کر لی اور اپنے قصور کا اعتراف کیا، معافی مانگی اور علویوں کا خطبہ بند کر دیا۔ یہی بات علویہ مصر کے نسب کے بارے میں محضر لکھے جانے اور ان پر طعن کرنے کا سبب بنی جس پر امراء دولت میں سے رضی، مرضی، ابن بطحوی، ابن ازرق، زکی، ابوالعلی، عمر بن محمد اور علماء وقضاۃ میں سے ابن اکفانی، ابن جزری، ابوالعباس، ابی داؤد، ابو حامد اسفراینی، کستلی، قدوری، صہیری، ابو عبد اللہ بیضاوی، ابوالفضل بقوی اور ابو عبد اللہ نعمان (فقہاء شیعہ) کی گواہیاں ثبت تھیں۔ اس کے بعد دوسرا محضر ۵۴۲ھ مقام بغداد میں تحریر کیا گیا۔ اس میں اتنا اور اضافہ کر دیا گیا کہ یہ لوگ (علویہ مصر) نسباً مجوسی ہیں۔ عمائدین علویہ، عباسیہ فقہاء اور قضاۃ نے اپنی اپنی گواہیاں لکھیں اور اس محضر کی ایک ایک نقل تمام اسلامی علاقوں اور شہروں میں بھیج دی گئی۔

فخر الملک کی وزارت:..... عمید الجیوش بوعلی، ابو جعفر استاد ہر مز کا بیٹا تھا اور ابو جعفر عضد الدولہ کا حاجب تھا اس نے اپنے بیٹے ابوعلی کو مصماص الدولہ کی خدمت میں دے دیا تھا اور وہ مصماص الدولہ کے قتل کے بعد بہاء الدولہ کے پاس آ گیا جس وقت بغداد میں اوباشوں، جرائم پیشہ اور بدمعاشوں کی گرم بازاری ہوئی اُس وقت بہاء الدولہ نے ابوعلی کو فتنہ و فساد کی آگ فرو کرنے کے لئے بغداد بھیج دیا لہذا اس نے فساد یوں کا قلع قمع کر دیا اور اپنی حکومت کے آٹھ برس چھ ماہ بعد پانچویں صدی کے شروع میں مر گیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ عراق میں فخر الملک ابو غالب کو مقرر کر دیا۔ چنانچہ اس نے بغداد پہنچ کر نہایت خوبصورتی سے ملک کا انتظام سنبھالا اور بد نظمیاں دور کر دیں۔

ابوالشوک کی بغاوت:..... اتفاق سے اس کے آتے ہی ابوالفتح محمد بن عنان طریق خراسان کے گورنر کی اس کی حکومت کے بیسویں سال مقام حلوان میں وفات ہو گئی۔ یہ دولت و حکومت کا ایک خیر خواہ شخص تھا۔ بکثرت مال و زر بغداد بھیجا کرتا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابوالشوک حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور بیٹھتے ہی دولت و حکومت سے باغی ہو گیا۔ فخر الملک نے اس سے جنگ کرنے کے لئے ایک فوج بھیج دی۔ چنانچہ ابوالشوک شکست کھا کر حلوان کی طرف بھاگ گیا۔ فوج نے تعاقب کیا تو ابوالشوک نے مجبوراً صلح کا پیغام دے دیا اور اطاعت قبول کر لی۔

ابن سہلان کی وزارت:..... فخر الملک ابو غالب بنی بویہ کا نامور اور خاص وزیر تھا۔ پانچ برس چار ماہ تک سلطان الدولہ کا بغداد میں نائب رہا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ماہ ربیع الثانی ۶۰۶ھ میں گرفتار ہوا اور قتل کر ڈالا گیا۔ پھر اس کی جگہ ابو محمد حسن بن سہلان مقرر ہوا اور اسے ”عمید الجیوش“ کا لقب ملا۔ ۶۰۹ھ میں اس نے بغداد کا رخ کیا اور تنہا تراوین اور شیر اسدی کے ساتھ مہارش و مضر (دشیر کے بیٹوں) کی تلاش میں روانہ ہوا۔ مہارش و مضر فخر الملک کے دور سے جزیرہ بنی اسد پر حکومت کر رہے تھے۔ ابن سہلان کا یہ ارادہ بنا کہ جزیرہ بنی اسدان سے چھین کر طراد کو دے دیا جائے اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مدار کے راستے روانہ ہوا۔ حسن بن دبیس بھی یہ خبر سن کر ابن سہلان کے لشکر میں آ کر شامل ہو گیا۔ مہارش و مضر کو اس کی اطلاع نہ تھی۔ حالت غفلت میں ان پر حملہ کیا گیا چنانچہ بہت زیادہ خونریزی ہوئی بالآخر مہارش و مضر نے امن کی درخواست کر دی اور انہیں امن دے دیا گیا۔ مگر حکومت و ریاست میں طراد کو ان کا شریک بنایا گیا۔ اس کے بعد ابن سہلان بغداد واپس آ گیا۔

واسط اور بغداد میں صلح کا عمل:..... سلطان الدولہ کو ابن سہلان کا یہ فعل ناگوار گزر لہذا ناراضی اور تہدید کا خط لکھا۔ اس دوران ابن سہلان واسط پہنچ گیا۔ اس وقت اہل واسط کا آپس میں نزاع ہو رہا تھا۔ ابن سہلان نے اپنی حکمت عملی سے ان کی صلح کرادی پھر یہ خبر ملی کہ بغداد میں فتنہ و فساد کی آگ بھڑک رہی ہے لہذا فوراً کوچ کر دیا اور بغداد پہنچا اور وہاں بھی مصالحت کرادی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ویلم کے قوائے حکمرانی مضطرب ہو چکے تھے اور کمزوری پیدا ہو گئی تھی لہذا مجبوراً بغداد سے نکل کر واسط آ گئے۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارس:..... سلطان الدولہ اپنے باپ بہاء الدولہ کے بعد حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اور اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کا گورنر بنا دیا۔ جس وقت ابوالفوارس کرمان پہنچا۔ ویلم نے جمع ہو کر ابوالفوارس کو یہ مشورہ دیا کہ آپ حکومت و ریاست اپنے بھائی

①..... یہ مشہور متکلم محمد بن طیب ہے۔ یہ ابوالحسن اشعری کے مذہب پر عامل تھا۔ اس کی مشہور تصانیف ہیں جن میں ”اعجاز القرآن“ اور ”اسرار باطنیہ“ وغیرہ ہیں ۶۰۳ھ میں انتقال ہوا۔ (وفیات الاعیان صفحہ ۶۰۹ جلد ۱)

کے قبضہ سے نکال لیجئے ہم آپ کا ساتھ دیں گے۔ ابوالفوارس نے ان کی پشت پناہی سے ۴۰۸ھ میں شیراز کی طرف کوچ کیا اور شیراز سے سلطان الدولہ سے جنگ کے لئے لشکر تیار کر کے میدان جنگ میں آیا سلطان الدولہ نے بھی تیار اور مسلح ہو کر مقابلہ کیا۔ جنگ ہوئی تو میدان سلطان الدولہ کے ہاتھ رہا اور ابوالفوارس شکست کھا کر کرمان کی جانب واپس چلا گیا۔ سلطان الدولہ نے اس کا تعاقب کیا تو ابوالفوارس کرمان کو بھی خیر آباد کہہ کر بھاگ گیا اور فریادی صورت بنا کر مکہ و امداد کے لئے محمود بن سبکتگین کے پاس پہنچ گیا۔

محمود غزنوی اور ابوالفوارس:..... محمود نے اس کی بے حد خاطر و مدارت کی اور ایک لشکر کو اس کی کمک پر متعین کر دیا جس کا سردار ابوسعید طائی تھا چنانچہ ابوالفوارس نے کرمان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شیراز کی طرف بڑھا اور بغیر جنگ کئے اس پر بھی قابض ہو گیا سلطان الدولہ ان واقعات کی اطلاع پا کر ابوالفوارس سے جنگ کے لئے لوٹ پڑا۔ دونوں بھائی لڑ پڑے اور آخر کار ابوالفوارس کو شکست ہو گئی اور وہ فارس سے بھاگ کر کرمان پہنچ گیا۔ سلطان الدولہ کے لشکر نے جو ابوالفوارس کے تعاقب میں تھا کرمان کو بھی ابوالفوارس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ابوالفوارس بے سروسامانی کے ساتھ شمس الدولہ بن معز الدولہ بن بویہ گورنر ہمدان کے پاس بھاگ گیا۔ اس مرتبہ محمود سبکتگین کے پاس اس لئے نہیں گیا کہ اس نے اس کے سپہ سالار ابوسعید طائی کے ساتھ معاملہ اور برتاؤ اچھا نہیں کیا تھا چند دن بعد شمس الدولہ سے الگ ہو کر مہذب الدولہ (گورنر بطیمہ) کے پاس پہنچ گیا چنانچہ مہذب الدولہ اس سے خاطر و مدارت سے پیش آیا اور اس کے بعد اس کے بھائی جلال الدولہ نے اس کے پاس بصرہ سے مال و زر اور قیمتی قیمتی کپڑے بھیجے اور بصرہ واپس آنے کی درخواست کی مگر ابوالفوارس نے منظور نہ کیا اور سلطان الدولہ سے دوبارہ صلح کی خط و کتابت شروع ہو گئی۔ بالآخر سلطان الدولہ نے ابوالفوارس کی خطا معاف کر دی اور یہ کرمان کا گورنر بن کر واپس آ گیا۔ اس کے بعد ۴۰۹ھ میں سلطان الدولہ نے وزیر بن فاجس اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کر کے اس کی جگہ ابو غالب حسین بن منصور کو مامور کر دیا۔

ترکوں کا خروج:..... ۴۰۸ھ میں ترکوں نے اس درہ کوہ سے جو چین اور ماوراء النہر کے درمیان ہے خروج کیا جن کے ہمراہ تین سو سے زائد خیمے تھے یہ خیمے جانوروں کے کھالوں سے بنائے گئے تھے۔ زیادہ تر ان میں خطا کے رہنے والے تھے۔ ان کے خروج کی وجہ یہ بنی کہ طغان خان ترکستان کا گورنر ایک سخت بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا۔ ترکوں نے اس کی بیماری سے فائدہ اٹھانا چاہا لہذا تیار ہو کر ترکستان پر قبضہ کی نیت سے نکل پڑے۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانہ میں طغان خان تندرست ہو گیا اور اطراف و جوانب کے اسلامی علاقوں سے فوجیں اور رضا کار جمع کر کے ایک لاکھ بیس ہزار کا لشکر لے کر ترکوں کے طوفان بدتمیزی کو روکنے کے لئے نکل پڑا۔ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی لہذا بھاگ گئے طغان خان تین ماہ کی مسافت تک ان کا تعاقب کرتا گیا اب ترکوں کو مسافت دور ہونے کی وجہ سے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تھا مگر طغان خاں نے ترکوں کے قریب پہنچ کر حالت غفلت میں حملہ کر دیا۔ چنانچہ دولاکھ ترک مارے گئے اور ایک لاکھ قیدی ہوئے۔ مویشی، بار برداری کے جانور، گھوڑے اور چینی ساخت کے سونے اور چاندی کے برتن جن کی مثال نہیں دی جاسکتی، ہاتھ لگے۔

سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت:..... ۴۱۱ھ تک عراق میں سلطان الدولہ کی حکومت کا سکہ چلتا رہا اس کے بعد لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس کے بھائی مشرف الدولہ کو اس کی جگہ مقرر کرنے کا ارادہ کیا۔ مشیروں نے سلطان الدولہ کو مشرف الدولہ کی گرفتاری کا مشورہ دیا مگر سلطان الدولہ اس مشورے پر عمل نہ کر سکا اور واسطہ چلے جانے کا ارادہ کیا۔ لشکریوں نے شور و غل مچایا کہ کسی شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے جائیے لہذا سلطان الدولہ نے مشرف الدولہ کو عراق میں اپنا نائب مقرر کیا اور ابواز چلا گیا، تشریف پہنچ کر ابن سہلان کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا حالانکہ مشرف الدولہ سے یہ وعدہ کر چکا تھا کہ ابن سہلان کو وزیر نہیں بناؤں گا۔ اس سے مشرف الدولہ کو کشیدگی پیدا ہو گئی۔ مزید براں سلطان الدولہ نے ابن سہلان ہی کو عراق سے مشرف الدولہ کو نکالنے پر مقرر کیا۔

مشرف الدولہ کا واسطہ پر قبضہ:..... مشرف الدولہ نے یہ اطلاع پا کر ایک بڑا لشکر تیار کر لیا جس میں اکثر و بیشتر واسطہ کے ترک تھے اور ابوالاغردیس بن علی بن مزید بھی اس مہم میں مشرف الدولہ کے ساتھ تھا مقام واسطہ میں ابن سہلان سے مقابلہ ہوا چنانچہ ابن سہلان شکست کھا کر واسطہ میں چھپ گیا اور قلعہ بندی کر لی۔ مشرف الدولہ نے محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ ابن سہلان نے محاصرے کی شدت سے تنگ آ کر صلح کا پیغام دے دیا

اور واسط کو اس کے حوالے کر کے نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ مشرف الدولہ نے ماہ ذی الحجہ ۴۱۱ھ میں واسط پر قبضہ کر لیا واسط میں جتنے ویلم تھے انہوں نے بھی حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ ابوطاہر جلال الدولہ (مشرف الدولہ کا بھائی) بصرہ کا گورنر یہ خبر پا کر مشرف الدولہ سے ملنے آیا۔ دونوں بھائی صلاح و شوریٰ کر کے اس پر متفق الرائے ہو گئے کہ عراق اور بغداد سے سلطان الدولہ کا خطبہ موقوف کر کے مشرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ اس کے بعد ہی ابن سہلان کو گرفتار کر لیا گیا اور آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادی گئیں۔ اس کے بعد سلطان الدولہ گھبرا کر ارجان چلا گیا۔ پھر ارجان سے ابواز کی طرف واپس آیا ترکوں نے جو اس وقت وہاں پر تھے اس کی مخالفت کی اور مشرف الدولہ کی خوشنودی کے خیال سے سلطان الدولہ کے مقابلے پر آ گئے سلطان الدولہ نے لڑائی سے اعراض برتا مگر ترکوں کو کہاں صبر آتا ہے۔ لہذا ادھر ادھر پھیل گئے اور رہنری کرنے لگے۔

ویلم کی سلطان الدولہ کی حمایت: ۴۱۲ھ میں مشرف الدولہ بغداد کی جانب لوٹ گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا ویلمیوں نے اپنے شہر خوزستان میں جا کر آباد ہونے کی درخواست کی۔ لہذا مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور مکمل حفاظت سے خوزستان پہنچا دینے کے لئے اپنے وزیر ابو غالب کو ان کے ساتھ روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ ویلم ابواز پہنچے تو سلطان الدولہ کی محبت نے جوش مارا لہذا مشرف الدولہ سے باغی و منحرف ہو گئے اور ابو غالب کو اس کی وزارت کے ایک برس چھ مہینے پر گرفتار کر کے قتل کر دیا۔ ابو غالب کے ساتھ ترکوں کا جو گروہ تھا وہ ویلم سے مقابلہ نہ کر سکا اور طراد بن دبیس کے پاس دبیس چلا گیا۔

سلطان اور مشرف میں صلح:..... سلطان الدولہ کو یہ خبر سننے سے بے حد خوشی ہوئی۔ اس نے اسی وقت اپنے بیٹے ابوکالیجار کو ابواز کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابوکالیجار نے پہنچتے ہی ابواز پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ابو محمد بن ابی مکرّم و مؤید الملک رنجی کے ذریعے مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ میں اس طرح صلح ہوئی کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا گیا اور کرمان و فارس سلطان الدولہ کے حوالہ کر دیا گیا۔

ابو القاسم حسین بن علی:..... مشرف الدولہ نے ابو غالب کے قتل کے بعد صلح ہونے سے پہلے ابو الحسین بن حسن رنجی کو عہدہ وزارت مرحمت کر کے مؤید الملک کا خطاب دیا تھا اور ابو غالب کے بیٹے ابو العباس سے تین ہزار دینار بطور جرمانہ وصول کئے تھے اس کے بعد ۴۱۴ھ میں جب کہ مؤید الملک کی وزارت کو دو سال گزر چکے تھے۔ اشیر خادم کی چغلی کی وجہ سے اسے گرفتار کر لیا گیا اور اس کی جگہ مشرف الدولہ کا قلمدان وزارت ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کے حوالہ ہوا۔ اس کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کا مصاحب تھا۔ اور کسی وجہ سے بصرہ بھاگ گیا ”حاکم باللہ“ گورنر مصر کی ملازمت کر لی مگر چند دن بعد ”حاکم باللہ“ نے اسے قتل کر دیا اس کا بیٹا ابو القاسم شام آ گیا۔ حسان بن مفرج بن جراح طائی نے ”حاکم باللہ“ کی اطاعت سے اس کو منحرف کر دیا اور ابو الفتوح حسن بن جعفر علوی امیر مکہ کی بیعت کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ابو الفتوح کو مکہ معظمہ سے رملہ میں بلا لیا اور اس کی خلافت کی بیعت کر لی اور ”امیر المؤمنین“ کا لقب عطا کیا۔ ابو الفتوح مکہ لوٹ گیا اور ابو القاسم عراق چلا گیا۔ عراق پہنچ کر وزیر فخر الملک سے ملا اور اس کے پاس ٹھہرا۔ خلیفہ قادر کو اس سے کچھ شبہ پیدا ہو گیا لہذا وزیر فخر الملک کو حکم دیا کہ ابو القاسم کو نکال دو چنانچہ ابو القاسم نے قرواش امیر موصل کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور دربار خلافت سے خط و کتابت ہوئی مجبوراً موصل سے پھر عراق واپس آ گیا۔ طرح طرح کے حوادث پیش آئے بالآخر مؤید الملک رنجی کے بعد قلمدان وزارت کا مالک بنا۔ انتہائی خبیث مزاج، حیلہ ساز، اور حد درجہ کا حاسد شخص تھا۔ اس کے بعد مشرف الدولہ اسی ۴۱۴ھ میں بغداد آیا اور خلیفہ قادر کے دربار خلافت میں حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی۔ اس سے پہلے بنی بویہ میں سے کسی کو یہ شرف نہیں حاصل ہوا تھا۔

وزیر کا فرار اور فتنہ کوفہ:..... اشیر عنبر خادم اور ابو القاسم مغربی، مشرف الدولہ کے عہد میں جو چاہتے تھے کر گزرتے تھے اور مشرف الدولہ دم تک نہ مارتا تھا۔ ترکوں کو یہ ناگوار گزرا چنانچہ اشیر عنبر اور وزیر ابو القاسم کو ترکوں کی ناراضگی کا احساس ہو گیا مشرف الدولہ سے ترکوں کی شکایت کر دی اور بغداد چھوڑ کر چلے جانے کی اجازت مانگی مشرف الدولہ نے اجازت دے دی اور خود بھی ترکوں سے ناراض ہو کر اشیر عنبر اور ابو القاسم کے ساتھ بغداد سے نکل گیا۔ مقام سند بہ میں پہنچ کر قرواش کے پاس قیام کیا۔ ترکوں کو اس سے بے حد رنج ہوا اور معذرت کا پیغام بھیجا اور واپس آنے کی درخواست کی۔ وزیر ابو القاسم نے کہلا بھیجا کہ بغداد کی آمدنی چار لاکھ ہے اور اخراجات چھ لاکھ ہیں۔ اگر تم لوگ ایک لاکھ چھوڑ دو تو خیر میں بھی ایک لاکھ تاوان برداشت کر لوں گا اور مشرف الدولہ کو بغداد واپس لے آؤں گا۔ ترکوں نے اس پیغام کو دغا دینے کے لئے منظور کر لیا چنانچہ وزیر ابو القاسم

تاڑ گیا کہ اس میں کچھ نہ کچھ ہے چنانچہ یہ اپنی وزارت کے دسویں مہینے میں بھاگ گیا۔

علوی اور عباسی فساد:..... اس کے بعد کوفہ میں علویوں اور عباسیوں میں جھگڑا ہو گیا اس کا سبب یہ بنا کہ وزیر ابوالقاسم اور کوفہ علویوں سے مراسم اتحاد تھے اور سسرالی رشتہ داری بھی تھی۔ اتفاق یہ کہ علویوں نے عباسیوں کو کسی امر میں دبایا تو عباسیوں نے دار الخلافہ میں اس کی شکایت پیش کی خلیفہ قادر نے وزیر السلطنت کے خیال سے شکایت پر کوئی توجہ نہ کی بلکہ عباسیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر صلح کر لینے کا حکم دیا چنانچہ عباسی کوفہ واپس آ گئے پھر فریقین نے خفاجہ سے امداد طلب کی خفاجہ میں دو گروپ ہو گئے اور دونوں علیحدہ علیحدہ ہو کر ہر ایک فریق کی مدد کے لئے آئے اور آپس میں قتل و قتل شروع ہو گیا۔ بالآخر علویوں نے عباسیوں کو زیر کر لیا۔ عباسیہ بغداد بھاگ آئے ایک ہنگامہ برپا ہو گیا اور جمعہ کے دن خطبہ نہ پڑھنے دیا اور ابن ابی عباس علوی کو اس الزام میں مار ڈالا کہ اس کا بھائی فساد کوفہ میں شریک تھا اس کے بعد خلیفہ قادر نے مرضی کے پاس حکم بھیجا کہا ابو الحسین علی ابن ابی طالب ابن عمر کو کوفہ کی نقابت سے معزول کر کے مختار (سردار عباسیہ) کو مامور کرو اور عباسیوں کو سمجھا بچھا کر کوفہ لے آؤ۔ وزیر ابوالقاسم کو یہ خبر ملی تو یہ اس وقت قرواش کے پاس ”سرمین رائے“ میں مقیم تھا خلیفہ قادر کی طرف سے لوگوں کو منحرف کرنے لگا خلیفہ قادر نے اس کی اطلاع پا کر قرواش کے نام وزیر ابوالقاسم کو نکال دینے کا حکم بھیج دیا۔ قرواش نے اس کے حکم کی تعمیل میں وزیر ابوالقاسم کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا اور وزیر ابوالقاسم ابن مروان کے پاس دیا، بکر چلا گیا۔

جلال الدولہ:..... ماہ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں مشرف الدولہ بن ابوعلی بن بہاء الدولہ نے اپنی حکومت کے پانچویں برس وفات پائی پھر اس کی جگہ اس کا بھائی ابوطاہر جلال الدولہ گورنر بصرہ متمکن ہوا اور بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اہل بغداد نے اسے بلوایا۔ جلال الدولہ بغداد آنے کے بجائے واسط چلا گیا اور چند دن قیام کر کے پھر بصرہ کی جانب واپس چلا گیا اس بناء پر اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا اور ماہ شوال میں اس کے بھتیجے ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ اس وقت خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس گورنر کرمان سے جنگ و قتال میں مصروف تھا۔ جلال الدولہ نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر بغداد کی طرف کوچ کر دیا اس کے ساتھ اس کا وزیر ابوسعید بن ماکولا بھی تھا۔ بغداد کی فوج نے بغداد سے نکل کر جلال الدولہ کو روکا مگر جلال الدولہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا چنانچہ لڑائی ہوئی تو جلال الدولہ کی قوم کو شکست ہوئی بغداد نے اس کے خزانے کو لوٹ لیا مجبوراً بصرہ کی جانب لوٹ گیا۔ اہل بغداد نے ابو کالیجار کو بغداد پر قبضہ کر لینے کے لئے بلوایا۔ چونکہ ابو کالیجار اپنے چچا ابوالفوارس کی مہم میں مصروف تھا اس لئے بغداد نہ آ سکا۔

کرمان کا فیصلہ:..... کرمان میں ابو کالیجار نے اپنے چچا ابوالفوارس کو شکست دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا اور ابوالفوارس نے پہاڑ کی بلند چوٹی پر جا کر پناہ لے لی۔ صلح کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ دونوں نے اس بات پر مصالحت کر لی کہ کرمان میں ابوالفوارس حکمرانی کرے گا اور فارس پر ابو کالیجار کا قبضہ رہے گا۔

بغداد میں پریشانی:..... جس وقت ترکوں کو اس بات کا احساس ہوا کہ زیر کنٹرول علاقے ویران اور خراب ہو رہے ہیں اور عوام الناس آئے دن فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں اور عرب اور کرد بھی دار الخلافہ بغداد کو چاروں طرف سے دبائے چلے جا رہے ہیں اور ہر شخص کے ہدایت بغداد میں لگے ہوئے ہیں اس وقت ان کو اپنے کئے پر پشیمانی اور جلال الدولہ کو واپس کر دینے پر ندامت ہوئی۔ چنانچہ مجمع ہو کر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ درخواست کی کہ جلال الدولہ کو بصرہ سے طلب فرما کر زمام انتظام اس کے ہاتھ میں دے دیجئے ورنہ حکومت و ریاست کا خاتمہ ہو جائے گا۔

جلال الدولہ کی بغداد آمد:..... چنانچہ خلیفہ نے قاضی ابو جعفر سمنانی کو اقرار نامہ اور حلف نامہ دے کر جلال الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ چنانچہ جلال الدولہ ماہ جمادی الاول ۴۱۸ھ میں بغداد پہنچا۔ خلیفہ سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے گئے۔ جلال الدولہ نے آداب شاہی کے مطابق زمین بوسی کی اور دار الحکومت میں قیام کیا اور اوقات صلوٰۃ خمسہ نماز پنجگانہ میں نوبت بجانے کا حکم دیا۔ مگر خلیفہ نے اس کی ممانعت کی۔ جلال الدولہ نے نوبت کا بجانا بند کر دیا مگر رنج اور کشیدگی کے ساتھ، چند دن بعد خلیفہ نے بھی نوبت بجانے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ جلال الدولہ اوقات نماز پنجگانہ میں نوبت بجانے لگا اور مؤید الملک ابوعلی رنجی کو شیر عہد خادم کے پاس ترکوں کی طرف سے معذرت کرنے اور واپس لانے کے لئے روانہ کیا۔ یہ ان

دنوں قرواش کے یہاں مقیم تھا۔

ان واقعات کے بعد ۴۱۹ھ میں ترکوں نے بغاوت کر دی اور جلال الدولہ کے مکان کا محاصرہ کر لیا وزیر ابوعلی بن ماکولا سے تنخواہیں اور وظائف طلب کئے۔ جب وزیر ابوعلی ادا نہ کر سکا تو اس کے گھر اور تمام عُمّال منشیوں اور حاشیہ نشینوں کے بھی گھر لوٹ لئے۔ خلیفہ نے خط و کتابت کر کے ترکوں اور جلال الدولہ کی صلح کرادی اور ہنگامہ ختم ہو گیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ..... ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کو یہ خبر ملی کہ جلال الدولہ بصرہ سے بغداد چلا گیا ہے فوراً لشکر تیار کر کے بصرہ کا رخ کیا اور اس پر کامیابی سے قبضہ کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ کرمان پر بھی اس کے گورنر کی وفات کے بعد قوام الدولہ بن ابوالفوارس قابض ہو گیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کو آئندہ جہاں پر اس کا تذکرہ الگ سے لکھیں گے۔ لہذا اسی مقام پر ان کی اور تمام بنی بویہ، بنی شکمیر اور بنیمر زبان وغیرہ ویلمیوں کی حکومت و دولت کے تفصیلی حالات احاطہ تحریر میں لائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جلال الدولہ کی اہواز روانگی..... نور الدولہ دبیس بن علی بن مزید گورنر حلہ (حلہ کی اس وقت تک بنیاد نہیں پڑی تھی) وکیل نے اپنے تمام صوبوں میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ وجہ یہ تھی کہ ابو حسان مقلد بن ابوالاغر حسن بن مزید نے امراء بنیخفاجہ (نور الدولہ) کی دشمنی کی وجہ سے بغداد کی فوج کو نور الدولہ سے جنگ کرنے پر ابھار دیا تھا۔ نور الدولہ سے جب کچھ بن نہ پڑا تو ابو کالیجار کا نام خطبہ میں شامل کر کے واسطہ پر چڑھائی کر دی اور ابو کالیجار کو بھی واسطہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلوایا۔ ان دنوں واسطہ میں ملک العزیز بن جلال الدولہ حکومت کر رہا تھا۔ ملک العزیز نے یہ خبر سن کر واسطہ چھوڑ دیا اور نعمانیہ کی طرف کوچ کر دیا نور الدولہ ہر طرف سے اس کو گھیر کر تنگ کرنے لگا۔ جس سے ملک العزیز کے اکثر ساتھی اس سے الگ ہو گئے اور فوج کا بڑا حصہ روزانہ کے کوچ و قیام کی تکالیف سے ہلاک ہو گیا۔

ابو کالیجار کا واسطہ پر قبضہ..... اس دوران ابو کالیجار نے واسطہ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بطیحہ میں بھی ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ قرواش گورنر موصل اور اثیر عنر خادم کو بغداد پر قبضہ کرنے کے لئے طلبی کا خط لکھا۔ اثیر نے سامان سفر درست کر کے کھیل کی طرف کوچ کر دیا اور اس مقام پر پہنچ کر مر گیا۔ اس کے مرنے سے قرواش کی ہمت ٹوٹ گئی۔ وہ چپ چپ بیٹھ گیا۔ جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو عساکر بغداد کو جمع اور مرتب کر لیا۔ ابوالشوک وغیرہ سے امداد اور کمک کی درخواست کی اور سامان سفر درست و تیار کر کے واسطہ کے ارادے سے کوچ کر دیا۔ واسطہ پہنچ کر ایک مدت تک بغیر جنگ کئے شہر کے باہر پڑاؤ کئے رہا۔ بارش کا موسم تھا سخت تکلیف اٹھانی پڑی۔ سینکڑوں آدمی مر گئے۔ رسد و غلہ کی کمی کی وجہ سے جلال الدولہ کا حال پتلا ہو گیا۔ ادھر ابو کالیجار نے اس بات کی اطلاع پا کر بغداد جانے کا ارادہ کیا۔ اس دوران ابوالشوک کا خط آ گیا لکھا ہوا تھا ”چونکہ محمود بن سبکتگین عراق کے ارادے سے آ رہا ہے۔ لہذا تم دونوں آپس میں مصالحت کر کے اس کے مقابلے پر متحد ہو جاؤ۔“

جلال الدولہ کا اہواز پر حملہ..... ابو کالیجار نے اس خط کو جلال الدولہ کے پاس بھیج دیا اور اس امید پر کہ جلال الدولہ اس خط کو دیکھ کر واپس چلا جائے گا، غافل ہو گیا مگر اس کے کان پر جوں تک نہ رہی اور اہواز میں داخل ہو کر قتل و غارت کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ دولاکھ دینار دارالامارت سے لوٹے عربوں اور کردوں نے سارے شہر کو تہہ و بالا کر دیا۔ ابو کالیجار کے اہل و عیال کو قید کر کے بغداد روانہ کر دیا گیا راستے میں ابو کالیجار کی ماں مر گئی۔ ابو کالیجار یہ اطلاع پا کر جلال الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے بڑھا، نور الدولہ نے اس خیال سے کہ کہیں خفاجہ میرے ساتھیوں پر حملہ آور نہ ہو جائیں ابو کالیجار کا ساتھ نہ دیا اور علیحدہ ہو گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ابو کالیجار اور جلال الدولہ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی تین دن تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا چوتھے دن ابو کالیجار کو شکست ہو گئی اور اس کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی مارے گئے۔

نور الدولہ کے خلاف ہنگامہ..... نور الدولہ، ابو کالیجار سے علیحدہ ہو کر اپنے شہر چلا گیا اس کی عدم موجودگی میں اسی کے قوم کے چند سربراہ و درہ افراد نے جمع ہو کر اس کے مخالف ایک گروپ قائم کر لیا تھا۔ نور الدولہ نے پہنچتے ہی ان پر حملہ کر دیا بعض کو ان میں سے گرفتار کر لیا اور بعض کو جوق بھیج دیا۔ اس کے بعد مقلد بن ابوالاغر اور جلال الدولہ کے لشکر کی جنگ ہوئی اس واقعہ میں نور الدولہ کو شکست ہوئی۔ ایک گروپ اس کے

ساتھیوں کا گرفتار کر لیا گیا یہ خود بھاگ کر ابوسنان غریب بن بکین کے پاس پہنچ گیا۔ ابوسنان نے خط و کتابت کر کے جلال الدولہ سے مصالحت کرادی اور دس ہزار دینار سالانہ ادائیگی کی شرط پر نور الدولہ کو پھر حکومت کی کرسی پر فائز کرادیا۔ مقلد کو اس کی اطلاع ملی تو فوراً خفاجہ کو جمع کر کے نور الدولہ پر فوج کشی کردی۔ مطیر آباد، نیل اور سور کو تخت و تاراج کیا اور اکثر حصہ میں آگ لگادی۔ چنانچہ وہ خاک و سیاہ ہو گیا اس کے بعد دجلہ عبور کر کے ابوالشوک کے پاس چلا گیا اور وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ جلال الدولہ سے صلح صفائی ہوگئی۔

مدار پر قبضہ کی جنگ:..... ان واقعات کے ختم ہونے پر ۴۲۱ھ میں جلال الدولہ نے ایک فوج مدار پر قبضہ کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ مدار ابو الکایجار کے قبضہ سے لے لیا گیا۔ اس کے بعد ابو الکایجار نے جلال الدولہ کی فوج سے مقابلے کے لئے اپنے نامی گرامی جنگ آوروں کو متعین کیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ جس میں اہل شہر نے ابو الکایجار کا ساتھ دیا۔ بیرون شہر ابو الکایجار کا لشکر حملہ کر رہا تھا اور اندرون شہر سے اہل شہر جلال الدولہ کی فوج پر حملے کرتے تھے۔ جلال الدولہ کی فوج دونوں طرف کے حملوں کا جواب نہ دے سکی اور میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ بڑا حصہ کام میں آ گیا۔ باقی ماندہ نے واسط پہنچ کر جان بچائی اور مدار پر ابو الکایجار کا پھر سے قبضہ ہو گیا۔

ابوعلی کی جنگ اور قتل:..... جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے بیٹے کو واسط میں ٹھہرایا اور اپنے وزیر ابوعلی بن ماکولا کو بطاح پر قبضہ کے لئے روانہ کیا اور بطاح کے سر ہونے کے بعد بصرہ کی روانگی کا حکم دیا۔ ان دنوں بصرہ میں ابو منصور بن بختیار بن علی ابو الکایجار کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ ابو منصور نے ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر جنگی کشتیوں کا بیڑہ تیار کر کے اس کے مقابلہ پر روانہ کیا جس کا سردار ابو عبد اللہ شربی گورنر بطیجہ تھا۔ ابوعلی اور ابو منصور کی ٹڈ بھیل ہوئی اس دوران ابو منصور شکست کھا کر بھاگ گیا۔ ابوعلی نے تعاقب کیا اور اس دوران ابوعلی کی کشتیاں ابو منصور کے قریب پہنچ گئیں مگر ابو منصور نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے ابوعلی کو فاش شکست کھانی پڑی۔ پکڑ دھکڑ میں ابوعلی گرفتار ہو گیا چنانچہ ابو منصور نے عزت و احترام سے ابو الکایجار کے پاس بھیج دیا۔ لہذا ابوعلی، ابو الکایجار کے پاس ٹھہرا رہا۔ تھوڑے دن کے بعد ابوعلی ہی کے غلاموں نے ابوعلی کا کام تمام کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوعلی کو ان نمک حرام غلاموں کی ایک مذموم حرکت کی اطلاع ہو گئی تھی۔ ابوعلی نے اپنے عہد حکومت میں بہت سی ظالمانہ رسوم کی بنیاد ڈالی تھی اور کئی ٹیکس قائم کئے تھے۔

جلال الدولہ کا بصرہ پر قبضہ:..... وزیر ابوعلی کی گرفتاری و شکست کے بعد جلال الدولہ نے بصرہ کی فوج کو جو اس کے پاس تھی بصرہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ ابو الکایجار کے لشکر سے لڑائی ہوئی اور میدان جلال الدولہ کی فوج کے ہاتھ رہا۔ شکست خوردہ لشکر نے ابو منصور کے پاس ایلہ میں پہنچ کر دم لیا اور محمد گروپ نے کامیابی کے ساتھ بصرہ پر قبضہ کر لیا۔ ابو منصور نے جنگی کشتیاں حاصل کر کے دوسرا لشکر بصرہ کی جانب روانہ کر دیا۔ جلال الدولہ کی فوج نے اس کو بھی زیر کر لیا تب ابو منصور خود لشکر تیار کر کے مقابلے پر آیا۔ مگر اتفاق سے اس کو بھی شکست ہوئی۔ بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے گئے اور یہ خود بھی قتل ہو گیا۔

بصرہ پر ابو الفتح کا قبضہ:..... اس خداداد کامیابی سے جلال الدولہ کی فوج کے حوصلے بڑھ گئے۔ اس نے گورنر بصرہ کو ایلہ پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی۔ مال و اسباب اور رسد و غلہ مانگا۔ گورنر بصرہ نے اس رائے سے اختلاف کیا تو آپس میں جھگڑا ہوا۔ جس سے سارا لشکر تتر بتر ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ گورنر بطیجہ اپنی فوج کے ساتھ اپنے شہر لوٹ گیا۔ باقیماندہ ترکوں نے ”ابوالفرج ذی السعادات“ (ابو الکایجار کے وزیر) کے پاس جا کر امن حاصل کر لیا۔ ابوالفرج نے ان ترکوں کے مل جانے کے بعد بصرہ کی طرف کوچ کر دیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد عز الدولہ گورنر بصرہ کی وفات ہو گئی اور اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم ابو الکایجار کی حمایت سے حکومت کی کرسی پر بیٹھا مگر تھوڑے ہی دنوں کے بعد ابوالقاسم اور ابو الکایجار میں نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔

جلال کا پھر بصرہ پر قبضہ:..... ابوالقاسم ابو الکایجار کی اطاعت سے منحرف ہو گیا اور جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی۔ پھر اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھا اور اس کے بیٹے ملک العزیز کو واسط سے بصرہ قبضہ کرنے بلوایا۔ چنانچہ ملک العزیز اپنی فوج لے کر بصرہ پر آیا اور ابو الکایجار کے

لشکر کو بصرہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ۴۲۵ھ تک ابوالقاسم کے ساتھ بصرہ میں ہی مقیم رہا لیکن انتظام و سیاست میں اس کا کوئی دخل نہ تھا۔ وہاں ابوالقاسم ہی حکومت کر رہا تھا۔ اس کے بعد ویلم نے ملک العزیز سے ابوالقاسم کی شکایت کر دی اور اس کے خلاف ملک العزیز کو ابھار دیا۔ ملک العزیز نے طیش میں آ کر ابوالقاسم کو دوبارہ بصرہ سے نکال دیا۔

بصرہ پر ابو کا لیجار کا جھنڈا:..... ابوالقاسم نے ایلہ میں جا کر اپنے ساتھیوں اور حامیوں کو جمع کر کے ہنگامہ کارزا گرم کر دیا۔ مدتوں لڑائی ہوتی رہی۔ بالآخر ملک العزیز کو حدود بصرہ سے نکلنا پڑا اور مجبوراً پھر واسط کا راستہ لیا اور ابوالقاسم نے دوبارہ ابو کا لیجار کی اطاعت قبول کر لی۔

ابو جعفر عبداللہ، القائم بامر اللہ ۴۲۲ھ

قائم بامر اللہ کی خلافت:..... خلیفہ قادر باللہ کا اس کی خلافت کے اکیس برس چار ماہ کے بعد ۴۲۲ھ میں انتقال ہو گیا۔ اگرچہ قادر باللہ کے پہلے سے خلافت کا وقار و یلمیوں اور ترکوں کے غلبہ و تصرف سے ختم ہو گیا تھا اور محض نام کی خلافت باقی رہ گئی تھی لیکن اس مرحوم خلیفہ نے گلزار خلافت کی تازگی اور شادابی کو اپنی حسن تدبیر کی آبپاشی سے لوٹ لیا تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کا رعب، اس کی محبت کا سکہ بیٹھ گیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابو جعفر عبداللہ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو گیا۔ گذشتہ سال مرحوم خلیفہ نے اس کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی۔ لہذا جب ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر کا انتقال ہو گیا تو اراکین دولت و امراء مملکت نے ابو جعفر عبداللہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ ابو جعفر نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر ”القائم بامر اللہ“ کا لقب اختیار کیا۔ سب سے پہلے جس نے بیعت کی وہ شریف ابوالقاسم مرتضیٰ تھا۔

خلیفہ قائم نے تکمیل بیعت کے بعد قاضی ابوالحسن ماوردی کو بیعت لینے اور خطبوں میں نئے خلیفہ کا نام شامل کرنے کی غرض سے ابو کا لیجار کے پاس روانہ کیا۔ ابو کا لیجار نے علم خلافت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

خلیفہ قائم کا خلافت کی بیعت کا لینا تھا کہ اہل سنت اور شیعہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ لوٹ مار، قتل اور آتش زنی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل سنت کے بازار اور محلے لوٹ لئے گئے۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ افراد کی بن آئی۔ چوروں نے چوری شروع کر دی۔ ٹیکس اور محصول وصول کرنے والے قتل کر دئے گئے۔ اس سے لشکریوں کو جلال الدولہ سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ اور اس کے نام کو خطبہ سے نکال دیا اور اس بات کی خلیفہ سے اجازت طلب کی مگر خلیفہ نے اجازت نہ دی۔ جلال الدولہ نے لشکریوں کو کچھ دے دلا کر راضی کر لیا۔ جب ان کی شورش ختم ہو گئی تو خاموشی کے ساتھ خانہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے اپنے گھوڑوں کو بغیر سائیس کے چھوڑ دیا۔ وجہ یہ تھی کہ چارہ کی کمی تھی اور ترکوں نے سواری طلب کی تھی۔ ان گھوڑوں کو تعداد پندرہ داس بیان کی جاتی ہے۔ جلال الدولہ کے خانہ نشین ہو جانے سے امن و امان کا دروازہ بند ہو گیا۔ خلیفہ کے درباری اور اراکین مملکت بھی نظریں بچا بچا کر ادھر ادھر چھپ گئے۔ وقتاً فوقتاً فتنہ و فساد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ یہ سال پورا ہو گیا۔

لشکریوں کی بغاوت:..... ۴۲۶ھ میں ترکوں نے جلال الدولہ سے منحرف ہو کر بغاوت کر دی اور جمع ہو کر جلال الدولہ اور اس کے اراکین دولت کے مکانوں پر حملہ کر کے انہیں لوٹ لیا۔ اور پھر وزیر ابواسحاق سہیلی کو ڈھونڈنے لگے۔ وزیر ابواسحاق یہ خبر سن کر غریب بن تکین کے پاس بھاگ گیا۔ اور جلال الدولہ بغداد سے نکل کر عکبر اچلا گیا۔ ترکوں نے جامع بغداد میں ابو کا لیجار کا خطبہ پڑھا (یہ اس وقت ابواز میں تھا) اور اسے طلبی کا خط روانہ کیا۔ ابو کا لیجار نے اپنے مصاحبوں کے مشورے سے بغداد آنے سے معذرت کر لی تب ترکوں نے جلال الدولہ کے پاس جا کر عذر خواہی کی۔ تینتالیس دن کے بعد اس کو بغداد میں لا کر دوبارہ امارت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ جلال الدولہ نے بغداد پہنچ کر ابوالقاسم بن ۳ ماکولا کو وزیر بنایا مگر چند دن بعد اس کو معزول کر کے عمید الملک ابوسعید عبدالرحیم کو متعین کر دیا۔ چند دنوں تک اس نے وزارت کی اس کے بعد اس نے جلال الدولہ کے

①..... یہ مشہور متکلم محمد بن طیب ہے۔ یہ ابوالحسن اشعری کے مذہب پر عامل تھا اس کی مشہور تصانیف ہیں جن میں ”اعجاز القرآن“ اور ”اسرار باطنیہ“ وغیرہ ہیں ۴۰۳ھ میں انتقال ہوا۔ (وفیات الاعیان صفحہ ۶۰۹ جلد ۱) ②..... یہ علی بن ہبۃ اللہ ہے جو ابن ماکولا مشہور ہوا۔ اس کا انتقال ۴۸۵ھ میں ہوا۔ یہ بڑا نجومی اور شاعر شخص تھا (معجم المؤلفین)

اشارے سے ابو عمر بن حسین بسامی کو گرفتار کر لیا اور اپنے گھر میں لا کر چھوڑ دیا اس پر ترکوں کو اشتعال پیدا ہوا انہوں نے روک ٹوک کی مگر عمید الملک متوجہ نہ ہوا۔ ترکوں نے یورش کر کے عمید الملک کو گرفتار کر لیا، اس کی خوب مرمت کی، کپڑے پھاڑ ڈالے، ننگے پیر گھر سے نکال دیا۔ جلال الدولہ اس واقعے سے مطلع ہو کر عمید الملک کے گھر پر آیا۔ چنانچہ فتنہ فساد ختم ہو گیا۔ جلال الدولہ نے عمید الملک سے ایک ہزار دینار لے کر رہا کر دیا۔ اس سے عمید الملک کی جان بچی چنانچہ کسی کو نے میں جا کر چھپ گیا۔

ترکوں کی پھر سرکشی:..... اس واقعے کے بعد ماہ رمضان میں ترکوں نے دوبارہ شور و غل مچایا اور علم بغاوت بلند کر دیا۔ وجہ یہ تھی کہ جلال الدولہ نے ترکوں کے علم میں لائے بغیر ابوالقاسم کو دوبارہ عہدہ وزارت پر مقرر کر دیا تھا اس کی ترکوں سے کشیدگی تھی۔ یہ ان کے مال و اسباب پر دانت لگائے ہوئے تھا۔ ترکوں کو جب اس کی وزارت کی خبر ملی تو جلال الدولہ کے گھر کو جا کر گھیر لیا۔ جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ اس کو مکان کے قریب ایک مسجد میں جو اسی مقام پر تھی قید کر دیا۔ عوام الناس کا ایک گروپ اس کے بعض سپہ سالاروں کے ساتھ مسجد آیا اور اس کو رہا کر کے اس کے مکان پر لے جا کر ٹھہرایا۔ رات کے وقت بیچارہ جلال الدولہ اپنے اہل و عیال اور وزیر ابوالقاسم سمیت کرخ چلا گیا۔

جلال الدولہ کی واپسی:..... جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد لشکریوں میں دوبارہ امارت اختلاف ہو گیا۔ بحث و تکرار کے بعد جلال الدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ آپ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو امارت کے لئے منتخب کیجئے اور آپ واسطہ چلے جائیے۔ ابھی تک نامہ و پیام ہو ہی رہا تھا کہ جلال الدولہ نے آہستہ آہستہ ترکوں کے بڑے حصے کو ساتھ ملا لیا اور جماعت منتشر ہو گئی۔ سرداران لشکر نے حاضر ہو کر معذرت کی اور اس کو بغداد لے جا کر پھر امارت کی کرسی پر بٹھا دیا چونکہ آئے دن لشکریوں کی بغاوت کی وجہ سے بغداد میں اوباشوں اور بد معاشوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ دن دھاڑے مکانات اور دکانیں لوٹ لی جاتی تھیں اس وجہ سے جلال الدولہ نے ۴۲۵ھ میں بسامی کو ایک جماعت کے ساتھ بغداد کی مغربی جانب پر مامور کیا۔

بغداد میں بد امنی:..... ان واقعات کے بعد خلافت و سلطنت کے قوائے حکمرانی اس حد تک مضحل اور کمزور ہو گئے کہ لشکریوں نے علم بغاوت بلند کر کے قریہ یحییٰ کی طرف خروج کر دیا۔ کردوں سے مدد بھیڑ ہو گئی۔ کردوں نے ان لشکریوں کو زیر کر کے ان کے گھوڑوں اور بار برداری کے جانوروں کو چھین لیا۔ باغی فوج، خلیفہ قائم کے باغ میں لوٹ آئی اور یہ الزام لگا کر کہ عمال خلافت نے کردوں سے مقابلہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے ہم کو ان کے حالات سے مطلع کیا تھا۔ پھل پھول جو کچھ بھی پایا لوٹ کر لے گئے۔ جلال الدولہ سے کچھ بن نہ پڑا۔ نہ تو وہ کردوں کو روک سکا اور نہ باغی فوج کی بغاوت دور کر سکا۔ خلیفہ قائم کو اس سے ناراضگی اور سخت برہمی پیدا ہو گئی ادھر اس نے قاضیوں، گواہوں اور فقہاء کو مراتب دینیہ اور فرائض مذہبی کے چھوڑ دینے کا اشارہ کر دیا۔ ادھر جلال الدولہ نے باغی فوج سے مل کر بظاہر خود کو گرفتار کر لیا اور دیوان خلافت میں پہنچ کر رہا ہو گیا، اوباشوں، بد معاشوں اور چوروں کی بن آئی، اطراف و جوانب کے علاقوں میں عرب ہی عرب دکھائی دینے لگے۔ لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی۔ رہزنی کا کوئی وقت مقرر نہ تھا۔ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس قدر کثرت ہو گئی کہ دن کو بھی راستہ چلنا دشوار تھا۔ جامع منصور تک انہی لوگوں کا عمل دخل تھا۔ عورتوں کے سروں سے چادریں تک اتار لی جاتی تھیں۔ وزیر ابوسعید (جلال الدولہ کا وزیر) عہدہ وزارت چھوڑ کر ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابوالقاسم کو وزیر بنایا، یہ بغاوت کا زمانہ تھا آمدنی تھی نہیں اور مزید یہ کہ خرچ کی بھر مار تھی۔ لہذا گھبرا کر بھاگ گیا۔ لشکریوں نے پیچھا کیا اور گرفتار کر کے ایوان وزارت میں ننگے سر اور پھٹی قمیض پہنے ہوئے لائے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت کے دوسرے مہینے کا ہے چنانچہ جلال الدولہ نے اس کو معزول کر کے ابوسعید بن عبد الرحیم کو وزیر بنا دیا۔

بغاوت اور جلال کا فرار:..... ۴۲۷ھ میں فوج نے پھر بغاوت کر دی۔ جلال الدولہ نے ان کی درخواست کے مطابق احکام صادر کرنے کے لئے تین دن کی مہلت مانگی مگر باغی فوج نے مہلت نہ دی۔ پھر اور اینٹ سے خبر لینے لگے۔ دو ایک پتھر جلال الدولہ کو بھی آگے۔ وہ گھبرا کر مرتضیٰ کے گھر کرخ چلا گیا۔ اور جب وہاں بھی اس کے بے چین دل کو سکون نہ ہوا تو رافع بن حسین کے پاس تکریت جا کر دم لیا۔ باغی فوج نے اس کا گھر لوٹ لیا اور دروازے توڑ ڈالے۔ خلیفہ قائم نے پیغام بھیج کر باغی فوج کے جوش کو ٹھنڈا کیا اور درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ سے صلح کرادی۔

جلال الدولہ تکریت سے بغداد واپس آیا اور اپنے وزیر ابو سعید بن عبد الرحیم کو گرفتار کر لیا۔ اسی میں خلیفہ قائم نے معز بن دینار کے رواج کی ممانعت کر دی۔ شہود اور صرافوں کو معاملات بیع و شراء میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے سے منع کر دیا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت:..... ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے بھتیجے ابو کالیجار میں صلح کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ چنانچہ قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابو عبد اللہ مردوسی کے ذریعہ سے چچا اور بھتیجے میں صلح ہو گئی۔ ہر ایک نے دوسرے کے ساتھ صلح اور مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔

۴۲۹ھ میں جلال الدولہ نے دربار خلافت میں ”ملک الملوک“ کے خطاب کی درخواست کی۔ چنانچہ خلیفہ نے جواز خطاب کا فتویٰ مانگا۔ قاضی ابوطیب طبری، قاضی ابو عبد اللہ صہیری، قاضی ابن بیضاوی اور ابوالقاسم کرنی نے جواز کا فتویٰ دے دیا اور قاضی ابوالحسن ماوردی نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ فریقین میں بحث و مباحثہ ہوتا رہا۔ بالآخر خلیفہ قائم نے قاضی ابوطیب وغیرہ کے فتویٰ کے مطابق جلال الدولہ کو ”ملک الملوک“ کا خطاب دیا۔

قاضی ابوالحسن ماوردی:..... قاضی ابوالحسن ماوردی کو جلال الدولہ کے ساتھ خاص تعلق تھا دارالامارت میں روزانہ آتا جاتا تھا لیکن ”ملک الملوک“ کے عدم جواز کے فتویٰ دینے کے بعد خانہ نشین ہو گیا۔ ماہ رمضان سے عید یوم النحر (عید الاضحیہ) تک گھر سے نہ نکلا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے اسے بلوایا۔ قاضی ابوالحسن خوفزدہ ہو کر حاضر ہوا۔ جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن کی حق گوئی اور دینی معاملات میں دوستی اور محبت کا پاس نہ کرنے کی بے حد تعریف کی اور یہ حکم دیا کہ آئندہ سے آپ بغیر اجازت لئے ہر وقت میرے پاس تشریف لا سکتے ہیں۔ قاضی ابوالحسن نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد جلال الدولہ نے قاضی ابوالحسن اور حاضرین مجلس کو واپس جانے کا اشارہ کیا۔ حاضرین مجلس کو محض خاص ابوالحسن کی وجہ سے بلایا گیا تھا۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ:..... ۴۳۱ھ میں ابو کالیجار نے اپنی فوجیں عادل ابو منصور بن مافتہ کی کمان میں بصرہ بھیجیں۔ اس وقت بصرہ ظہیر ابوالقاسم کے قبضہ میں تھا۔ جو عز الدولہ کے بعد گورنر بصرہ بنا تھا۔ ایک مرتبہ ظہیر ابوالقاسم نے ابو کالیجار سے بغاوت کی تھی اور اس کے بعد پھر اطاعت قبول کر لی تھی۔ ستر ہزار دینار سالانہ خراج بھیجتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کو استحکام ہو گیا اور مال و دولت کی کثرت ہو گئی اور ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم گورنر عمان کی املاک کو غصباً ہالیا۔ ابوالحسن نے ابو کالیجار سے خط و کتابت کر کے تیس ہزار دینار سالانہ خراج اضافہ کر کے بصرہ کی حکومت کی درخواست کی۔ اس بناء پر ابو کالیجار نے اپنی فوجیں عادل ۱ ابو منصور کی کمان میں بصرہ کی جانب روانہ کیں۔ چنانچہ جس وقت ابو کالیجار کی فوجیں سرزمین بصرہ پر اتریں۔ گورنر عمان کا لشکر ان کی کمک پر آ گیا۔ تھوڑی ہی دیر میں بصرہ پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ ظہیر ابوالقاسم کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کا مال و اسباب لٹ گیا۔ دولاکھ دینار تاوان جنگ یا بطور جرمانہ اس سے وصول کئے گئے۔ اور کامیابی کے بعد ابو کالیجار بصرہ میں آ گیا، چند دن قیام پذیر رہا۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے عز الملوک کو حکومت عنایت کر کے ظہیر ابوالقاسم سمیت اہواز کی جانب لوٹ گیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر ابو الفرج بن فسا جس بھی تھا۔

ترکوں کی شورش:..... ۴۳۲ھ میں ۲ ترکوں نے پھر سر اٹھایا۔ جلال الدولہ کے مخالفت پر کمر بستہ ہو کر شہر سے نکل آئے اور شہر سے باہر خیمہ زن ہو گئے اور پھر چند مقامات کو لوٹ لیا۔ جلال الدولہ اس وقت بغداد کی مغربی جانب تھا۔ اس واقعہ کو سن کر بغداد سے کوچ کر جانے کا ارادہ کیا مگر مشیعوں اور مصاحبوں نے روکا تب جلال الدولہ نے دبیس بن مزید اور قرواش گورنر موصل سے ترکوں کو زیر کرنے کے لئے امدادی فوجیں طلب کیں۔ چنانچہ دبیس اور قرواش نے جلال الدولہ کی کمک پر فوجیں بھیجیں۔ اسی دوران مصالحت کی خط و کتابت شروع ہو گئی۔ لہذا لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اور مصالحت ہو گئی۔ اور جلال الدولہ اپنے دارالامارت میں واپس آ گیا۔ زمانہ مخالفت میں ترکوں نے خوب دست درازیاں کی تھیں۔ اتنی زیادہ غارت گری اور لوٹ مار ہوئی تھی کہ جس کی کوئی حد نہیں ہو سکتی۔ سارے انتظامات درہم برہم ہو گئے تھے۔

①..... یہ ابو منصور بن مافتہ ہے، بعض نسخوں میں ابن مسافہ لکھا ہے جو غلط ہے۔ تصحیح ابن اثیر سے کی گئی ہے۔ (صفحہ ۹۲ جلد ۲)

②..... ابن اثیر صفحہ ۹۵ جلد ۲ میں ۴۳۱ھ لکھا ہے۔

دولت سلجوقیہ کی ابتداء:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ معمورہ عالم کے ربع شرقی شمالی میں ترکوں کی قوم چین و ترکستان کے درمیان خوارزم تک اور شاش، فرغانہ، ماوراء النہر، بخارا، سمرقند اور ترمذ میں آباد تھی۔ مسلمانوں نے اپنی عالمگیر فتوحات کے زمانہ میں ترکوں کو ماوراء النہر وغیرہ کے علاقوں سے نکال کر قبضہ کر لیا تھا۔ صرف ترکستان، کاشغر، شاش اور فرغانہ ان کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ جس کا خراج سالانہ ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد ترکوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اس بناء پر ترکستان میں ان کی حکومت و دولت کی بنیاد پڑی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

ترکوں کی ایک پہاڑی قوم:..... ترکستان اور بلاد چین کے درمیان درہ کوہ میں ترکوں کا ایک گروہ رہتا تھا جس کی تعداد اس وجہ سے کہ وہ بہت بڑا درہ آبادی سے کافی فاصلہ پر واقع تھا سوائے خالق اکبر کے کوئی نہیں جان سکتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس درہ کی مسافت ہر طرف سے ایک مہینہ کی تھی۔ ترکوں کا یہ گروہ اسی درہ میں رہتا تھا۔ اتفاق سے ان کی ضروریات زندگی بھی وہیں مہیا تھیں۔ جانوروں کا گوشت، پرندے، دودھ وغیرہ ان کی عام غذا تھی اور جب کبھی غلہ مل جاتا تھا تو اس سے بھی ذائقہ منہ کا بدل لیتے تھے۔ سواریوں کے لئے گھوڑے تھے جن کے لئے قدرتی طور پر اس درہ میں چراگاہ بھی تھی۔ بھیڑ اور بکریوں کے اون سے ستر پوشی کے لئے کپڑے بھی بنا لیتے تھے۔ اتفاق سے اگر کسی قافلہ کا اس طرف سے گزر ہو جاتا تو اس کو لوٹ لینے میں ان کو دریغ بھی نہ ہوتا تھا غرض یہ کہ چاروں طرف سے اس درہ پر قابض اور اس کے محافظ تھے اور گذار اوقات کی ان کی یہی صورت تھی۔ اسی گروہ میں سے غز، خطا اور تتر (تاتار) بھی ہیں۔ ان سب کا تذکرہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

لہذا جب ملوک ترکستان و کاشغر کے دولت و حکومت عروج پر پہنچ کر زوال کی جانب مائل ہوئی جیسا کہ ہر حکومت کے بادشاہوں و سلطنت کے لئے یہ حکم طبعاً لازم ہے تو ان خانہ بدوش ترکوں نے درہ کوہ سے نکل کر بلاد ترکستان پر قبضہ کر لیا اس سے ان کی قوت بڑھ گئی۔ فوائد کے حصول کے بے شمار مواقع ہاتھ آئے۔ اس لئے کہ لوٹ مار اور ہزنی ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ نوک دار نیزوں اور چمکتی ہوئی تلواروں کے ذریعہ سے خانہ بدوشوں کی طرح کسب معاش اور رزق کرنے لگے اور بخارا کے قریب بیس فرسخ کے فاصلے پر ایک عام گزرگاہ پر آ کر قیام پذیر ہو گئے۔ اس دوران بنیسا مان اور اہل ترکستان کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ بنیسا مان کا سپہ سالار محمود بن سبکتگین اس دولت و حکومت پر حاوی اور قابض ہو گیا تھا۔

محمود کا ترکوں پر حملہ:..... ایک دن محمود کا بخارا سے اس طرف گزر ہوا۔ ارسلان بن سلجوق نے حاضر ہو کر دست بوسی کی۔ محمود نے اس کو قید کر کے بلاد ہند کے کسی قلعہ میں بھیج دیا اور خود سوار ہو کر اپنی فوج کے ساتھ اس کے گروہ کی طرف گیا اور ان کو پانچ سال کرنا شروع کر دیا چنانچہ وہ منتشر ہو کر اطراف خراسان میں پھیل گئے۔ محمود کے لشکریوں نے ان کا تعاقب کیا تو وہ گھبرا کر اصفہان پہنچ گئے۔ علاء الدولہ بن کاکو یہ گورنر اصفہان نے ان لوگوں کے ساتھ دھوکے کا ارادہ کیا۔ مگر ان لوگوں کو کسی ذریعہ سے اس کا علم ہو گیا۔ لہذا اس سے لڑ پڑے۔ مگر ان شامت زدہ ترکوں کو کامیابی نہ ہو سکی بلکہ ہزیمت اٹھا کر آذربائیجان چلے گئے اور گورنر آذربائیجان و ہشودان (یہ بنی مرزبان میں سے تھا) سے بھی لڑ پڑے۔

ترکوں کی رہزنی:..... جس وقت ان ترکوں نے اصفہان سے آذربائیجان کی جانب روانگی کا ارادہ کیا تھا ان کے کچھ لوگ خوارزم میں باقی رہ گئے تھے۔ ان لوگوں نے گرد و نواح کے قصبات، دیہات اور چھوٹے چھوٹے شہروں پر ہاتھ ڈالنا شروع کر دیا اور آئے دن قافلوں کو لوٹنے لگے۔ گورنر طوس کو اس کی خبر ملی تو فوجیں مرتب کر کے ان کی گوشمالی کیلئے آ گیا اس دوران محمود بن سبکتگین بھی پہنچ گیا۔ رستاق سے جرجان تک ان لوگوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ واپسی میں ترکوں کے اس گروہ نے امن کی درخواست کی محمود بن سبکتگین نے امن دے کر اپنی فوج میں رکھ لیا اور پھر ایک شخص کو اس گروہ کا سپہ سالار بنادیا اور اس کے بیٹے کو ”رے“ میں ٹھہرایا۔

ترکوں کی ابن سبکتگین سے بغاوت:..... ان واقعات کے بعد محمود کی وفات ہو گئی۔ مسعود ابن محمود تخت پر بیٹھا۔ ہند کی لڑائیوں میں مصروف ہونے کی وجہ سے ترکوں نے بغاوت کردی۔ مسعود نے ایک فوج ان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی، ترکوں کے اس باغی گروہ کو عراقیہ کے نام سے یاد کیا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں ان کے امراء کیکاؤس، مرکا کول، یغمر اور یاصعلکی تھے۔ تخت و تاراج کرتے ہوئے دامغان پہنچے اور اس کو اچھی طرح پامال کر کے سجستان کی طرف بڑھے۔ اس کے بعد مضافات رے کو غارت کیا۔ گورنر طبرستان اور رے متحد ہو کر مسعود کے سپہ سالار کی کمک پر آ گئے اور اس کے ساتھ مل کر باغیوں سے لڑے۔ مگر باغی ترکوں نے ان کو شکست دے کر ”رے“ کا رخ کر لیا اور کامیابی کے ساتھ اس پر قبضہ کر لیا۔

گورنر ”رے“ بھاگ کر کسی قلعہ میں چھپ گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۶ھ کا ہے۔ اس کے بعد علاء الدین بن کاکیہ گورنر اصفہان نے ان ترکوں کی جنہوں نے ”رے“ پر قبضہ کر لیا تھا دل جوئی کر کے ابن سبکتگین کا مقابلہ کرنا چاہا۔ شروع میں ان ترکوں نے علاء الدولہ کی اس درخواست کو منظور کر لیا لیکن بعد میں بدعہدی کردی۔

مراغہ پر ترکوں کی یلغار:..... ترکوں کا وہ گروہ جو آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ اس کا سردار بوقا، کوکباش، منصور اور دانا تھے وہشودان گورنر آذربائیجان نے مغلوب کرنے کی غرض سے ان پر حملہ کیا۔ لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہو سکا۔ ترکوں کا یہ گروہ لڑتا بھڑتا مراغہ چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ اہل مراغہ کو ان کی آمد کی کچھ خبر نہ تھی۔ چنانچہ وہ بہت بری طرح سے پامال ہوئے۔ ہربانی کردوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ اس کامیابی کے بعد ترکوں کی آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی اور وہ دو گروہوں پر منقسم ہو گئے۔ ایک گروہ بوقا کے ساتھ ان ترکوں کے پاس آ گیا جو رے میں مقیم تھے اور دوسرا گروہ منصور اور کوکباش کے ساتھ ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دنوں ہمدان میں ابوکالیجار بن علاء الدولہ بن کاکیہ حکمرانی کر رہا تھا۔ بوقا نے ہمدان پہنچ کر ابوکالیجار کا محاصرہ کر لیا۔ کافی عرصے تک لڑائی ہوتی رہی۔ اس محاصرہ اور جنگ میں متی خسرو بن مجد الدولہ بھی بوقا کا ہاتھ بٹا رہا تھا۔ بالآخر محاصرے کی شدت اور طویل جنگ سے گھبرا کر ابوکالیجار نے شہر چھوڑ دیا۔ چنانچہ بوقا نے شہر میں داخل ہو کر اسے تخت و تاراج کر دیا۔

عراقیہ کی مزید فتوحات:..... اس کے بعد کرخ کی جانب بڑھا اور اہل کرخ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا۔ پھر قزوین کو جا کر گھیر لیا مگر اہل قزوین نے اطاعت قبول کر لی۔ سات ہزار دینار نذر کئے۔ فتح قزوین کے بعد انہی ترکوں میں سے ایک گروپ بلاد ارمن چلا گیا۔ عام خونریزی اور غارتگری کرتا ہوا آرمینیا کی جانب گیا۔ پھر آرمینیا سے ”رے“ کی طرف مڑا اور ”رے“ سے قلعہ ہمدان کی طرف رخ کیا چونکہ ابوکالیجار ان کا لوہامان چکا تھا اور بغیر جنگ کئے قلعہ چھوڑ گیا تھا۔ ترکوں (عراقیہ) نے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ ان سب واقعات میں متی خسرو ان کے ساتھ تھا۔

ابوالفتح کی عراقیہ پر فتح:..... قلعہ ہمدان کے فتح ہونے پر اطراف و جوانب کے امراء دم بخود رہ گئے۔ کسی کے کان پر جوں تک نہ رہتی تھی۔ ان غارتگر ترکوں نے استر آباد تک جی کھول کر بربادی پھیلانی۔ ابوالفتح بن ابی الشوک گورنر دینور کو ان کی ظالمانہ حرکات پسند نہ آئیں۔ لہذا لشکر تیار کر کے مقابلہ پر آ گیا اور ان کو فاش ہزیمت دے کر ان کا ایک گروپ گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے صلح کا پیغام دیا۔ ابوالفتح نے ان کی درخواست پر ترکی قیدیوں کو رہا کر دیا اور آپس میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد ترکوں نے ابوکالیجار سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کو یہ جھانسہ دیا کہ ہم تمہارا ساتھ دیں گے اور تمہارے ملک کا انتظام کریں گے۔ ابوکالیجار اس جھانسے میں آ گیا۔ مگر چند دن بعد ترکوں نے موقع پا کر بدعہدی کردی اور اس کو لوٹ لیا۔

علاء الدولہ کی عراقیہ پر فتح:..... اس دوران علاء الدولہ نے اصفہان سے فوجیں تیار کر کے ترکوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے خروج کیا چنانچہ ترکوں کے ایک گروہ سے مدد بھیڑ ہوئی۔ ترکوں نے بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن علاء الدولہ کی شمشیر آبدار نے ان کی گرمی کو فوراً ہی ٹھنڈا کر دیا۔ وہشودان گورنر آذربائیجان نے بھی اس واقعہ کو سن کر ان ترکوں پر حملہ کر دیا جو آذربائیجان میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ چنانچہ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور بالآخر کردوں (یعنی وہشودان کے ساتھیوں) نے ترکوں کو دبا لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ جس سے ترکوں کی ساری جماعت تتر بتر ہو گئی۔ اس کے بعد کول یعنی ان ترکوں کا سردار مر گیا جو ”رے“ میں مقیم تھے۔

طغرل بیگ:..... جس وقت ترکوں کا ٹڈی دل گروہ ماوراء النہر سے خراسان کی طرف نکل پڑا تھا۔ ان میں سے چند لوگ اپنے پرانے علاقے میں باقی رہ گئے تھے۔ طغرل بیگ بن میکائیل ابن سلجوق ان کا امیر تھا۔ داؤد، بیغو، نیال اور جعفری ”طغرلبک“ کے بھائی تھے اور اس کے ساتھ یہیں رہے۔ ان واقعات کے بعد جن کا تذکرہ ابھی اوپر ہو چکا ہے۔ ان لوگوں نے خراسان کی جانب خروج کیا۔ یہ لوگ ترکوں سے پہلے جرگہ

①..... طغرلبک کا صحیح تلفظ طغرل بیگ پڑھا جائے گا۔ اس کو عربی تلفظ میں طغرلبک کہیں گے۔ (شاء اللہ محمود)

سے باعتبار قوت، بہ لحاظ شوکت و جلال اور مردانگی و حکومت کے اعتبار سے بہت بڑھے چڑھے ہوئے تھے۔ نیال ایک مختصر سی فوج لے کر ”رے“ کی طرف بڑھا۔ اہل ”رے“ نے مقابلہ کیا۔ چنانچہ ترکوں کو شکست ہو گئی۔ بھاگ کر آذربایجان سے جزیرہ ابن عمر چلے گئے۔ سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان گورنر جزیرہ نے ان میں سے منصور بن عزعلی کو بحیلہ و مکر گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جس سے اس کے ساتھی منتشر اور بے جان ہو گئے۔

ترکوں کی دیار بکر آمد:..... اس کے علاوہ قرواش گورنر موصل نے بھی اپنی فوجیں ان کی سرکوبی کے لئے بھیج دیں۔ پھر کیا تھا ان ترکوں پر باوجود وسعت کے زمین تنگ ہو گئی۔ سرگرداں و پریشان بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ گئے اور جیسے تیسے گرتے پڑتے دیار بکر پہنچے۔ اہل دیار بکر ان کی آمد سے بے خبر تھے۔ لہذا خوب جی کھول کر ان کو تخت و تاراج کیا۔ نصیر الدولہ نے ان کے امیر منصور کو اپنے بیٹے سلیمان کے قبضہ سے رہا کر دیا۔ مگر اس نے اس کو کوئی فائدہ نہ پہنچا۔ امیر منصور کے رہا ہوتے ہی ترکوں نے سامان جنگ درست کر کے موصل پر چڑھائی کر دی۔ گورنر موصل نے بھی فوجیں تیار کر کے مقابلہ کیا۔ ان کی متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار شدت جنگ سے ترے آ کر کشتی پر سوار ہو کر سندھ چلا گیا۔ ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر لوٹا۔ گورنر موصل نے سندھ پہنچ کر جلال الدولہ، دبیس بن مزید اور امراء عرب سے ترکوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔

ترکوں کے خلاف بغاوت:..... ادھر ترکوں نے اہل موصل پر بیس ہزار دینار خراج قائم کر دیا۔ اس سے ایک عام ناراضگی پیدا ہو گئی۔ ان سب نے متحد ہو کر بغاوت کر دی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ کوکباش (ترکوں کا سردار) موصل سے آ گیا تھا۔ بغاوت اور شورش کی خبر سن کر رجب ۴۳۵ھ میں موصل کی جانب لوٹ گیا اور بزور تیغ داخل ہو کر قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ یہ لوگ خطبوں میں پہلے خلیفہ وقت کو دعاء سے یاد کرتے تھے اس کے بعد طغرل بیگ کا نام لیتے تھے۔

جلال الدولہ اور طغرل بیگ:..... جلال الدولہ نے طغرل بیگ کو ان واقعات سے مطلع کر کے ترکوں کی زیادتی اور ظلم و ستم کی شکایت لکھی۔ طغرل بیگ نے جواباً تحریر کیا کہ ”بیشک یہ لوگ ہماری خدمت میں تھے۔ ہمارے علم حکومت و سرداری کے آگے گردن اطاعت جھکائے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے اور محمود سبکتگین کے درمیان مناقشہ پیدا ہو گیا جیسا کہ آپ پر واضح ہے۔ چنانچہ ہم نے محمود کے مقابلہ کی تیاری کی۔ یہ لوگ بھی ہمارے ساتھ اطراف خراسان میں گئے۔ مگر خراسان پہنچ کر یہ لوگ ہماری اطاعت اور قبضہ اقتدار حکومت سے باہر ہو گئے۔ اب یہ میرے اختیار سے باہر ہیں ان کی سرکوبی اور گوشمالی ایک ضروری کام ہے۔“ جواب روانہ کرنے کے بعد ترکوں کو نصیر الدولہ سے چھیڑ چھاڑ کرنے کی تاکید کے ساتھ ممانعت کر دی۔ جلال الدولہ نے تو اس خط کو دیکھ کر گورنر موصل کی امداد و اعانت سے ہاتھ کھینچ لیا۔ دبیس بن مزید اور امراء عرب میں سے بنو عقیل امداد و کمک کے لئے قرواش گورنر موصل کے پاس آئے۔ ترکوں کو اس کی خبر مل گئی تو انہوں نے ان ترکوں کو جو دیار بکر میں تھے بلو الیا اور جمع ہو کر مقابلہ پر آئے چنانچہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوپہر نہ ہونے پائی تھی کہ عربوں کو شکست ہو گئی مگر یہ شکست چند ہی گھنٹے میں کامیابی میں بدل گئی۔ عرب نے پلٹ کر پھر حملہ کیا اور حملہ ایسا سخت اور طاقتور تھا کہ ترکوں کے پاؤں میدان جنگ سے ڈگمگائے اور شکست کھا کر بھاگ گئے۔ عرب نے شمشیر آبدار نیام سے کھینچ لی اور نہایت سختی سے قتل اور قید کرنا شروع کر دیا۔ قرواش گورنر موصل شکست کھانے والے گروپ کے تعاقب میں نصیبین تک جا کر واپس آ گیا۔ اور شکست یافتہ گروپ دیار بکر اور دیار بکر سے ”بلاد ارمن“ اور روم چلا گیا اور انہی مقامات پر ان لوگوں نے جلے ہوئے دل کے آبلے پھوڑے۔

طغرل بیگ اور ابن سبکتگین:..... طغرل بیگ اور اس کے بھائیوں نے خوزستان پہنچ کر لڑائی کا بازار گرم کر دیا اور بنی سبکتگین کی فوج سے مدتوں لڑتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان پر غلبہ اور کامیابی عنایت فرمائی۔ شہاشی حاجب (سلطان مسعود بن محمود سبکتگین کے سالار) کو شکست ہو گئی اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر ہرات پہنچ گیا اور جب طغرل بیگ نے ہرات کا رخ کیا تو شہاشی غزنی بھاگ گیا۔ سلطان مسعود کو اس سے بے حد اشتعال پیدا ہو گیا۔ چنانچہ فوجیں تیار کر کے طغرل بیگ پر حملہ کر دیا۔ طغرل بیگ کو اس جنگ میں زیر ہونا پڑا اور وہ میدان جنگ سے بھاگ کر بیابان میں گھس گیا۔ سلطان مسعود تین برس تک اس کی تلاش اور تعاقب میں لگا رہا۔ ایک روز طغرل بیگ موقع پا کر سلطان مسعود پر حملہ آور ہوا جس وقت کہ اس کا لشکر بوقت عبور دریا اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ چنانچہ سلطان مسعود کو شکست اٹھانی پڑی۔ طغرل بیگ کی فوج نے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان مسعود کچھ نہ کر سکا۔

نیشاپور پر قبضہ:..... طغرل بیگ اس اتفاقی کامیابی پر شاداں و فرحان نیشاپور کی جانب روانہ ہو گیا اور ۴۳۱ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ اب اس وقت آتش جنگ جو ایک مدت سے شعلہ زن تھی خاموش ہو گئی۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری بھی ٹھنڈی ہو گئی۔ اطراف و جوانب کے عمال نے سلطان اعظم کے لقب سے طغرل بیگ کو مخاطب کیا اور خطبوں میں بھی اسی لقب سے اس کا نام شامل کر لیا گیا۔ نیشاپور کے انتظامات میں جو خلل واقع ہو گیا تھا اس نے اس کو دور کیا۔ اوباشوں اور جرائم پیشہ کو قراقرام و قراغی سزادی۔ اسی زمانہ سے اکثر علاقوں پر سلجوقیہ کا قبضہ و تصرف شروع ہو گیا۔ پیغونے ہرات کو دبا لیا۔ داؤد نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ بلخ میں قوتیاق (سلطان مسعود کا حاجب) حکومت کر رہا تھا۔ سلطان مسعود کسی وجہ سے اس کی مدد نہ کر سکا تو اس نے شہر کو داؤد کے حوالہ کر دیا۔ لہذا سلجوقیہ کی حکومت کو تمام علاقوں میں ایک گونہ استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

طغرل بیگ کو استحکام:..... اس کے بعد طغرل بیگ نے طبرستان اور جرجان کو انوشیروان بن منوشہر بن قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔ انوشیروان نے تیس ہزار دینار سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ طغرل بیگ نے اپنی طرف سے اس کو طبرستان کی حکومت عنایت کی اور مراد توح کو جو اس کا ساتھی تھا پچاس ہزار دینار سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر جرجان پر مقرر کیا۔ خلیفہ قائم نے فتنہ و فساد اور آئے دن کی لڑائی ختم کرنے کی غرض سے قاضی ابوالحسن ماوردی کو طغرل بیگ کے پاس روانہ کیا اور صلح کی گفتگو شروع ہوئی۔ آخر کار اس کی جلال الدولہ سے صلح ہو گئی۔ جس کے قبضہ میں خلافت عباسیہ کی باگ ڈور تھی اور اس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔

قرواش اور جلال الدولہ:..... قرواش گورنر موصل نے ۴۳۱ھ میں اپنا لشکر خمیس بن ثعلب (گورنر تکریت) کے محاصرے کے لئے روانہ کیا تھا۔ خمیس نے جلال الدولہ کو قرواش کی شکایت بھیجی۔ جلال الدولہ کو قرواش کو اس حرکت پر ملامت کی اور خمیس سے مزاحمت کرنے سے روکا۔ قرواش نے اس کی تعمیل نہ کی بلکہ بذات خود تکریت کے محاصرے پر گیا اور ترکوں کو جو بغداد میں تھے جلال الدولہ کی مخالفت کرنے پر ابھارنے کی کوشش کی۔ جلال الدولہ کو اس کی خبر ملی تو بے حد برہم ہوا۔ چنانچہ اسی وقت ابوالحرث ارسلان بسامیری کو لکھا کہ تم قرواش کے نائب کو جو سند یہ میں مقیم ہے گرفتار کرنے روانہ ہو جاؤ۔ چنانچہ ماہ صفر ۴۳۲ھ میں ابوالحرث سند یہ کی طرف روانہ ہوا۔ راستے میں عربوں سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی جس کی وجہ سے ابوالحرث بے نیل مرام واپس آیا۔ اور ان کوگوں نے صرصر اور بغداد کے درمیان قیام کر کے رہنمی شروع کر دی۔ اس واقعہ سے جلال الدولہ کو بہت صدمہ ہوا لہذا لشکر تیار کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں قرواش یہیں مقیم تھا مگر قرواش کو اس کی اطلاع نہ تھی چنانچہ محاصرہ میں آ گیا۔ اس کے بعد بنو عقیل نے درمیان میں پڑ کر جلال الدولہ اور قرواش کی صلح کرادی۔

جلال الدولہ کی وفات:..... آمدنی کی کمی اور خراج وصول نہ ہونے کی وجہ سے جلال الدولہ نے مقام جوالی پر ہاتھ بڑھانے شروع کئے اور حکمت عملی سے اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کی آمدنی خلیفہ کے جیب خرچ کے لئے مخصوص تھی۔ اس کے بعد ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں اپنی حکومت کے سترہویں ۱ برس وہ مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کے اراکین دولت کو ترکوں اور عوام الناس سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ وزیر کمال الملک بن عبدالرحیم اور اراکین دولت حرم سرائے خلافت میں آئے اور شاہی سپہ سالاروں نے جمع ہو کر ترکوں اور عوام الناس سے مقابلہ کیا۔ اور اس کے بڑے بیٹے ملک العزیز ابو منصور بن جلال الدولہ سے واسطہ میں اطاعت کے لئے خط و کتابت شروع کر دی۔ اور اس کو بلوایا۔ پرانے دستور کے مطابق حق البیعت مانگا۔ مقدار کے تعین یا دولت نہ ہونے کی وجہ سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ اتنے میں ابوکالیجار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی چنانچہ کمانڈروں اور شاہی فوج کے پاس حق البیعت کا بہت سا مال بھیج دیا اور اپنی حکومت و سرداری کی ترغیب دی، لہذا کمانڈر اور فوج ملک العزیز کو چھوڑ کر ابوکالیجار کی طرف مائل ہو گئے اس دوران ملک العزیز بھی واسطہ سے آ گیا جس وقت نعمانیہ پہنچا۔ لشکر بغداد نے بغاوت کر دی۔ چارونا چار پھر واسطہ کی جانب لوٹ گیا اور بغاوت فرو ہو گئی۔ پھر جامع مسجد بغداد میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک العزیز کے احوال:..... ملک العزیز نے نعمانیہ سے واسطہ جاتے ہوئے دبیس بن مزید سے ملاقات کی جب کچھ کام نکلنے کی صورت

نہ آئی تو قرواش بن مقلد (گورنر موصل) کے پاس گیا اور جب اس سے بھی مقصد حاصل ہوتا نظر نہ آیا تو ابوالشوک کے یہاں پہنچ گیا۔ ابوالشوک نے بھی خرے دکھائے اور دغا بازی کا ارادہ کر لیا چنانچہ ملک العزیز کو اس کا احساس ہو گیا چنانچہ وہ پریشان ہو کر طغرل بیگ کے بھائی نیال کے پاس چلا گیا اور عرصے تک اس کے پاس مقیم رہا۔ کچھ عرصے بعد چند لوگوں کے ساتھ چھپ کر بغداد آیا مگر ابوکالیجار کے ہمراہیوں کو اس کے آنے کی اطلاع مل گئی چنانچہ ان پر ٹوٹ پڑے۔ لڑائی میں ملک العزیز کے کچھ ساتھی مارے گئے مگر ملک العزیز کسی طرح اپنی جان بچا کر نصیر الدولہ بن مروان کے پاس میافارقین بھاگ گیا اور وہیں ماہ صفر ۴۳۱ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔

ابوکالیجار کی بغداد آمد:..... ابوکالیجار کے نام کا خطبہ ماہ صفر ۴۳۶ھ میں جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا۔ ابوکالیجار نے دس ہزار دینار اور بہت سامان اور قیمتی قیمتی اسباب خلیفہ کی خدمت میں بطور نذر پیش کئے۔ سپاہیوں اور کمانڈروں کو بے حد انعامات اور صلے دیئے۔ اور خلیفہ نے ”محی الدین“ کا لقب عنایت کیا۔ ابوالشوک، دبیس اور نصیر الدولہ بن مروان نے بھی اپنے اپنے صوبوں کی جامع مسجدوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جب اس کو اپنی امارت و ریاست کا مکمل یقین ہو گیا تو ایک جلوس تیار کر کے بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس کا وزیر ابوالفرج محمد بن جعفر بن محمد بن فسانجس بھی اس کے ساتھ تھا۔ خلیفہ قائم نے استقبال کا ارادہ کیا لیکن ابوکالیجار نے معذرت کر لی اور استقبال سے روک دیا۔ خلیفہ نے اس کے کمانڈروں بسا سیری، نسوری ① اور ہمام ابوالمقاء کو خلعتیں مرحمت کیں۔

ابوکالیجار اور طغرل بیگ کی صلح:..... ابوکالیجار نے بغداد میں داخل ہو کر انتظاماً عمید الدولہ ابوسعید کو بغداد سے نکال دیا۔ چنانچہ عمید الدولہ تکریت روانہ ہو گیا۔ ابومنصور ② بن علاء الدولہ بن کانویہ (گورنر اصفہان) نے پھر اطاعت قبول کر لی اور طغرل بیگ سے منحرف ہو کر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابومنصور اور ابوکالیجار کے درمیان جنگ اور محاصرے کے بعد مصالحت کا پروگرام بن گیا تھا۔ اور ابومنصور نے آئندہ کے خوف سے خراج دینا منظور کر لیا تھا اور یہی بات باعث مصالحت بنی۔ اس کے بعد ابوکالیجار نے سلطان طغرل بیگ سے صلح کی درخواست کی اور اپنی بیٹی کا اس سے نکاح کر کے صلح کر لی۔ یہ واقعہ ۴۳۹ھ کا ہے۔

ابوکالیجار کی وفات:..... چونکہ بہرام بن لشکرستان (ویلمی سردار) یعنی کرمان کے گورنر نے خراج بھیجنا بند کر دیا اور آئے دن ایک نہ ایک بہانہ کرتا رہتا تھا۔ اس لئے ۴۴۰ھ میں ابوکالیجار مرزبان بن سلطان الدولہ بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ نے کرمان پر فوج کشی کر دی اور بذات خود اس مہم کو سر کرنے روانہ ہوا۔ کرمان کا گورنر قلعہ بروشیر میں تھا۔ ابوکالیجار نے حکمت عملی سے بروشیر پر قبضہ کر لیا۔ اس دوران کسی فوجی افسر نے کسی کشیدگی کی وجہ سے بہرام کا کام تمام کر دیا۔ اور اہل کرمان ابوکالیجار کی طرف مائل ہوتے نظر آئے۔ اس بناء پر ابوکالیجار نے نہایت تیزی سے کرمان کا سفر کیا۔ مگر راستے میں بیمار ہو گیا۔ شہر جناب (بلاد کرمان میں) پہنچ کے ۴۴۰ھ میں جب کہ اس کی حکومت کو چار سال تین ماہ گزر چکے تھے مر گیا۔ جیسے ہی اس کی آنکھیں بند ہوئیں ترکوں نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کا بیٹا ابومنصور وزیر فلاستوں کے خیمہ میں بھاگ کر آیا۔ ترکوں نے اس پر بھی ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا مگر ویلمی فوج نے سینہ سپر ہو کر روکا۔ اس کے ابومنصور شیراز کی جانب لوٹ گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ وزیر کو کسی خاص وجہ کے باعث ابومنصور سے سوء مزاجی پیدا ہو گئی۔ لہذا علیحدہ ہو کر قلعہ خرما میں چلا گیا اور وہیں قلعہ بندی کر کے مقیم ہو گیا۔

ملک الرحیم کی حکومت:..... چند دنوں بعد بغداد میں ابوکالیجار کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی۔ ان دنوں بغداد میں اس کا دوسرا لڑکا ملک الرحیم ابونصر خرہ فیروز موجود تھا۔ کمانڈروں اور اراکین دولت نے اس کی امارت و ریاست کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اس نے خلیفہ سے اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت مانگی اور ”ملک الرحیم“ کا خطاب کئے جانے کی درخواست دی خلیفہ نے شرعی ممانعت کی وجہ سے ”ملک الرحیم“ کا خطاب منظور نہیں کیا اور باقی درخواستیں قبول کر لیں غرض عراق، خوزستان اور بصرہ میں ملک الرحیم کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بصرہ میں اس کا بھائی ابوعلی حکومت

①..... ابن اثیر میں نشا وری لکھا ہے۔ (صفحہ ۱۲۰ جلد ۵)۔ ②..... بات یہ تھی کہ ابومنصور نے کسی امید پر طغرل بیگ کی اطاعت قبول کی تھی اور ابوکالیجار سے عہد توڑ دیا تھا لیکن جب طغرل بیگ سے اس کی امید پوری نہ ہوئی اور طغرل بیگ خراسان کی جانب لوٹ گیا تو ابومنصور کو ابوکالیجار سے خوف پیدا ہو گیا چنانچہ اس سے اپنی تقصیرات کی معافی مانگی اور اطاعت قبول کرنے کا پیغام دیا ابوکالیجار نے اس کی یہ درخواست قبول کر لی اور سالانہ خراج دینے پر مصالحت ہو گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۳۰ جلد ۹)۔

کر رہا تھا اس کے دوسرے بھائی ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر رکھا تھا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ ملک الرحیم نے ایک لشکر اپنے تیسرے بھائی ابو سعید خسرو شاہ کے ساتھ شیراز کی طرف روانہ کیا۔ جس نے شیراز پر قبضہ کر کے ابو منصور کو گرفتار کر لیا۔

ملک العزیز کی جنگ:..... اسی سنہ میں ابو کالیجار کی وفات کے بعد ملک العزیز بن جلال الدولہ کے دماغ میں بھی حکومت کی ہوا سمائی اور ایک مختصر سی فوج تیار کر کے قراوش سے الگ جدا ہو کر بصرہ کا رخ کر لیا۔ ابو علی بن کالیجار نے نہایت خوبی سے اس کا مقابلہ کیا لہذا وہ خائب و خاسر ہو کر واپس چلا گیا اور اسی سنہ میں ”ملک الرحیم“ نے بغداد سے خوزستان کی جانب کوچ کیا۔ لشکر خوزستان نے جوش اور خوشی سے استقبال کیا۔ مطیع تو پہلے ہی سے تھے اس کی حکومت کے علم کے آگے بھی گردن اطاعت جھکا دی۔ اسی زمانہ میں اہل سنت و جماعت اور شیعہ کے درمیان بغداد میں جھگڑا ہوا اور مدتوں فتنہ و فساد ہوتا رہا۔

فارس کی طرف ملک الرحیم کی روانگی:..... ۴۴۰ھ میں ملک الرحیم نے اہواز سے فارس کی جانب کوچ کیا اور شیراز کے باہر پڑاؤ ڈالا۔ ترکان شیراز اور بغداد کی کسی بات میں لڑائی ہوئی تو فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ترکان بغداد ناراض ہو کر عراق چلے گئے۔

چونکہ ملک الرحیم کو ترکان شیراز پر پورا بھروسہ نہیں تھا اور دیکھ اس کے بھائی ابو منصور کی طرف مائل تھے جو اصطغر میں مقیم تھا اس وجہ سے یہ بھی ان کے ساتھ ساتھ عراق کی طرف چلا اور اہواز میں قیام کر دیا، چنانچہ ارجان میں ابو سعد اور ابو طالب (اپنے دونوں بھائیوں) کو مامور کیا، ابو منصور فوجیں مرتب کر کے ان پر حملہ آور ہو گیا، ملک الرحیم یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے اہواز سے رامہر مزی کی طرف بڑھا، چنانچہ دونوں بھائیوں کی مدد بھیڑ ہو گئی، اتفاق یہ کہ ملک الرحیم شکست کھا کہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور پھر بصرہ سے واسط چلا گیا۔ ابو منصور کی فوج نے اہواز میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا پھریرا اڑا دیا اور اہواز کے باہر ایک میدان میں پڑاؤ ڈال دیا، اتنے میں ۴۴۱ھ پورا ہو گیا۔

لشکر فارس کی بغاوت:..... ۴۴۲ھ کے شروع ہی میں لشکر فارس میں بغاوت پھوٹ نکلی لشکر کا ایک حصہ منصور کی اجازت کے بغیر فارس چلا گیا اور کچھ لوگ اس کے ساتھ وہیں مقیم رہے اور ایک حصہ ملک الرحیم سے مل گیا، ملک الرحیم لشکر فارس کی بغاوت کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ ادھر لشکر بغداد کو طلبی کا خطر روانہ کیا ادھر اپنے لشکر کی فوج کو تیار کر کے اہواز کی جانب کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی اہواز پر قبضہ کر لیا اور لشکر بغداد کے انتظار میں اہواز میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ لشکر بغداد بھی آ گیا۔

ملک الرحیم کا رامہر مزی پر قبضہ:..... اس کے بعد ملک الرحیم نے کمپ مکرم کا رخ کیا اور ۴۴۲ھ پورا ہونے تک اس پر بھی قابض و متصرف ہو گیا اس کے بعد ۴۴۳ھ میں کمپ مکرم سے قطرہ اربق کی طرف بڑھا اس کے ساتھ دبیس بن مزید اور بسا سیری وغیرہ بھی تھے اور امیر ابو منصور، ہزار شب بن تکیر ۱ اور منصور بن حسین اسدی نے دیل اور اکراد سمیت ارجان سے تشر کا رخ کیا مگر اور پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم تشر پہنچ گیا تھا، لہذا ابو منصور وغیرہ کو شکست اٹھا کر واپس آنا پڑا۔ اس کے بعد ملک الرحیم نے ایک فوج رامہر مزی کی طرف روانہ کی۔ اس وقت تک رامہر مزی میں امیر ابو منصور کا قبضہ تھا اسی کا لشکر اور اسی کے سردار رہتے تھے محاصرے اور ہلکی جنگ کے بعد ماہ ربیع الثانی ۴۴۳ھ میں فتح ہو گیا۔

ابو سعد کا اصطخر پر قبضہ:..... اس خداداد کامیابی کے بعد ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد کو ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ فارس کی طرف روانہ کیا اس وجہ سے کہ ابو نصر خسرو نے جو اصطخر میں مقیم تھا اور ملک الرحیم کا بھائی تھا ہزار شب (یہ امیر ابو منصور کا مشیر اور سپہ سالار تھا) کے غلبہ سے بیزار ہو کر ملک الرحیم (یعنی اپنے بھائی) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اطاعت کے اظہار کی غرض سے ایک خط بھی بھیج دیا تھا اس بناء پر ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعد و بلاد فارس کی جانب روانگی کا حکم دے دیا، چنانچہ ابو نصر نے ابو سعد کو اصطخر میں داخل کر کے قبضہ دلادیا۔

ابو منصور کی تیاری:..... امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا اور پھر ہزار شب اور منصور بن حسین اسدی کو جمع کر کے ملک الرحیم کے مقابلے کے لئے اہواز کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بیگ سے بھی اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کے لئے امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان

طغرل بیگ نے ایک فوج اس کی کمک پر بھیج دی، یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان طغرل بیگ نے اصفہان وغیرہ پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کی حکومت و دولت کی ہر طرف دھوم مچی ہوئی تھی۔ طرہ اس پر یہ ہوا تھا کہ ملک الرحیم کے ساتھی بھی منتشر ہو گئے تھے بسا سیری اور دبیس بن مزید نے بھی علیحدگی اختیار کر لی تھی عرب اور کردوں کی فوجیں تتر بتر ہو گئی تھیں۔ بس تھوڑی سی فوج اہوازی دہل اور بغداد کی باقی رہ گئی تھی لہذا مجبوراً مصلحت وقت کی خاطر یہ طے کیا کہ کیمپ مکرم سے اہواز میں داخل ہو کر قلعہ نشین ہو جانا چاہئے اور لشکر بغداد کے انتظار میں وہیں ٹھہرنا مناسب ہے۔

ملک الرحیم کی شکست:..... اس کے بعد اپنے بھائی ابوسعہد کو فارس کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ ہم ابھی تحریر کر چکے ہیں، اس سے یہ غرض تھی کہ امیر منصور اور ہزارشب وغیرہ کی توجہ ابوسعہد کے حملے کی وجہ سے فارس کی جانب ہو جائے گی لیکن ملک الرحیم کا یہ خیال غلط نکلا۔ ان لوگوں نے ابوسعہد کی طرف بالکل توجہ نہیں کی بلکہ سیدھے اہواز چلے گئے اور ملک الرحیم سے لڑائی چھیڑ دی۔ ملک الرحیم شکست کھا کر واسط بھاگ گیا۔ امیر ابو منصور کے سپاہیوں نے اہواز کو لوٹ لیا، اس واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی عبد الرحیم کا وزیر گم ہو گیا جس کا بعد میں بھی کوئی پتہ نہیں چلا۔

اہواز میں ملک الرحیم کا خطبہ:..... امیر منصور اس خداداد کامیابی کے بعد ابوسعہد کی روک تھام کے لئے شیراز کی جانب روانہ ہوا چنانچہ شیراز کے قریب فریقین نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ہر مقابلہ میں ابوسعہد نے ابو منصور کو شکست دی۔ اس سے ابو منصور کے ساتھی ہمت ہار گئے اکثر نے امن کی درخواست کر دی چنانچہ ابو منصور مجبور ہو کر فارس کے کسی قلعہ میں چھپ گیا اور اہواز میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا۔ لشکریوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے اور ملک الرحیم کو اہواز بلوالیا۔

بغداد میں شیعہ سنی فساد:..... ملک الرحیم کی عدم موجودگی میں بغداد کے شیعہ و اہل سنت و جماعت جھگڑ پڑے۔^۱ فریقین کی سینکڑوں جانبیں تلف ہو گئیں۔ خلیفہ قائم نے علویوں اور عباسیوں کے نقیبوں کو تحقیق حال اور تفتیش کے لئے مامور کیا مگر اس واقعہ کی اصلیت کا انکشاف نہ ہو سکا اور فتنہ و فساد بڑھتا ہی گیا۔ اہل بیت کے عظیم مشاہیر جلادئے گئے۔ دبیس بن مزید کو ان واقعات کی خبر ملی تو خلیفہ قائم کو افسوسناک مدہنت آمیز خط تحریر کیا اور اسی وجہ سے اپنے صوبہ میں خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ بند کر دیا۔ مگر پھر خلیفہ قائم کے خط و کتابت کرنے سے بدستور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

طغرل بیگ کا اصفہان پر قبضہ:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۴۳۲ھ میں ترکوں نے خراسان کو بنی سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے ۴۳۲ھ میں اصفہان کو بھی ابن کالویہ سے چھین لیا اور اپنے بھائی ارسلان بن داؤد کو فارس کے علاقوں کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ ارسلان نے فارس پر ۴۳۲ھ میں قبضہ کر لیا اور جتنے دہل وہاں تھے ان کو پامال اور زیروز بر کر کے شہر ”فساد“ میں مقیم ہو گیا۔

طغرل بیگ کو خلعت و خطاب:..... خلیفہ قائم بامر اللہ نے طغرل بیگ کے پاس خلعت اور خطاب روانہ کیا۔ اور ان علاقوں کی حکومت عطا کر دی جس پر اس نے غلبہ و تصرف حاصل کر لیا تھا۔ سلطان طغرل بیگ کے حضور تحفہ روانہ کئے۔ اس کے علاوہ اراکین حکومت کو پانچ ہزار دینار اور وزیر کو دو ہزار دینار بھیجے۔ اس دوران ۴۳۳ھ کا دور آ گیا۔ عید کی تقریب میں سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں ہاضر ہو کر خلیفہ قائم کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلیفہ نے دربار عام کیا اور جلوس کے ساتھ سواری نکلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد ۴۳۴ھ میں ترکوں نے شیراز پر چڑھائی کر دی۔ ان دنوں شیراز میں امیر ابوسعہد ملک الرحیم کا بھائی حکومت کر رہا تھا وہ ترکوں سے مقابلہ پر آیا اسے ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ:..... ۴۳۴ھ میں ملک الرحیم نے اپنی فوجیں بسا سیری کی کمان میں بصرہ روانہ کیں۔ چنانچہ بسا سیری نے بصرہ پہنچ کر اس کے بھائی ابوعلی کا محاصرہ کر لیا چنانچہ بری اور بحری لڑائیاں ہوئی۔ بالآخر ابوعلی کو شکست ہو گئی اور ملک الرحیم کی فوج نے دجلہ اراکین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ملک الرحیم بھی خشکی کے راستے اپنا لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا۔ قبائل ربیعہ اور مضر نے ہاضر ہو کر امن کی درخواست دی، ملک الرحیم نے ان کو امن دے دیا اور بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بصرہ پر قبضہ کے بعد دہل کے سفیر خوزستان سے آئے اور انھوں نے ان کی

۱..... اس جھگڑے کی بنیاد ماہ صفر ۴۳۳ھ میں پڑی تھی ابتداً اس کی یوں ہوئی تھی کہ شیعان کرخ نے چند بلند برج بنائے تھے اور اس پر سنہرے حرفوں سے محمد علی خیر البشر تحریر کیا تھا اہل سنت و الجماعت اس پر جھگڑ پڑے۔ تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴ جلد ۹

اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

ابوعلی اور طغرل بیگ:..... ابوعلی شکست کھا کر شط عمان چلا گیا اور ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہو کر قلعہ بندی کر لی ملک الرحیم نے اس کا تعاقب کیا مگر ابوعلی یہ خبر سن کر عیادان بھاگ گیا ملک الرحیم نے عیادان کا رخ کیا اور ابوعلی عیادان سے نکل کر ارجان کی طرف روانہ ہو گیا اور ارجان سے سلطان طغرل بیگ کے پاس اصفہان چلا گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اس کی بڑی عزت کی۔ اپنی قوم کی ایک شریف زادی سے اس کا نکاح کر دیا۔ جاگیریں بھی دیں اور قیام کرنے کے لئے صوبہ جرباذقان کا ایک قلعہ دے دیا۔

تشر پر قبضہ:..... ملک الرحیم نے بصرہ پر قبضہ کر کے اپنے وزیر بسا سیری کو بصرہ کی حکومت عطا کی اور اہواز چلا گیا منصور بن حسین اور ہزار شب کے پاس ارجان و تشر حوالے کر دینے کا پیغام بھیجا، ان دونوں نے صلح کے ساتھ تشر کو ملک الرحیم کے حوالے کر دیا۔ ارجان کی عنان حکومت فولاد بن خسر دیلمی کے قبضہ میں تھی اس نے پہلے تو سرتابی کی مگر ۴۴۵ھ میں ملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی۔

ابن ابی الشوک کی سرکشی و اطاعت:..... سعدی بن ابی الشوک نے ”رے“ کے اطراف میں سلطان طغرل بیگ کی اطاعت قبول کر لی تھی اور پھر اس کی شرف حضوری حاصل کرنے حاضر دربار بھی ہوا تھا، سلطان طغرل بیگ نے ۴۴۴ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ عراق روانہ کیا جو لوٹ مار کرتا ہوا نعمانیہ پہنچا چنانچہ بنی عقیل نے سعدی سے خط و کتابت شروع کی اور قریش بن بدران اور مہلہل (ابن الشوک کے بھائی) کی ظالمانہ حرکات کی شکایت کر کے مدد کی درخواست کی۔ سعدی نے مدد کا وعدہ کیا چنانچہ مہلہل کو یہ خبر مل گئی۔ طیش میں آ کر بنی عقیل پر مقام عکبر میں حملہ کر دیا۔ بنی عقیل واویلا و امصیبتاہ کا شور مچاتے ہوئے سعدی کے پاس پہنچ گئے یہ اس وقت سامرا میں تھا اور مہلہل کے جو رستم کا شکوہ کیا۔ سعدی کی رگ حمیت جوش میں آ گئی لہذا وہ ہمت باندھ کے مہلہل کی طرف روانہ ہو گیا دونوں چچا بھتیجوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مہلہل کو شکست ہوئی اور اسی دوران اس کو گرفتار کر لیا گیا سعدی نے کامیابی کے بعد حلوان کی جانب کوچ کر دیا۔

شیعہ سنی فساد ۴۴۴ھ:..... سعدی کی اس کامیابی سے ملک الرحیم کے کان کھڑے ہو گئے چنانچہ وہ حلوان کی جانب لشکر کی روانگی کی تیاری کرنے لگا اور دبیس بن مزید کو اس مہم کے لئے بلوایا۔ اس عرصہ میں ۴۴۴ھ کا دور آ گیا۔ بغداد میں شیعہ و اہل سنت و جماعت میں پھر جھگڑا شروع ہو گیا۔ اطراف و جوانب کے ترک یورش کر کے بغداد گھس گئے اور لوٹ مار کی گرم بازاری ہو گئی، غارتگری، رہزنی اور چوری کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فوجی کمانڈروں نے آتش فساد فرو کرنے کی کوشش کی۔ اتفاق سے اہل کرخ کا ایک علوی نژاد آدمی مارڈالا گیا، عورتوں نے بہت شور و غل مچایا جس سے عوام الناس میں ایک جوش پیدا ہو گیا، اور لڑائی شروع ہو گئی۔ کسی ترک نے کرخ میں آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک و سیاہ ہو گیا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے خط و کتابت کر کے اس ہنگامہ کو فرو کیا۔

طغرل بیگ سے سعدی کی بغاوت:..... مہلہل کے گرفتار ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا بدر سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا گیا۔ سلطان طغرل بیگ کے پاس سعدی کا بیٹا بطور ضمانت تھا سلطان طغرل بیگ نے بدر کے ساتھ سعدی کے بیٹے کو روانہ کر دیا اور یہ کہلوایا کہ مہلہل کو رہا کر دو اور اگر تم اس کا فدیہ لینا چاہو تو تمہارا لڑکا موجود ہے میں نے اس کو رہا کر کے تمہارے پاس واپس کر دیا ہے۔

سعدی نے اس حکم کی تعمیل سے انکار کر دیا اور اسی بناء پر سلطان طغرل بیگ سے باغی ہو گیا اور علوان سے ہمدان کی جانب بڑھا، اہل ہمدان سینہ سپر ہو کر مقابلہ آئے اور اس کو ہمدان پر قبضہ کرنے سے روکا۔ ملک الرحیم کو موقع مل گیا چنانچہ اس نے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ترغیب دی اس دوران سلطان طغرل بیگ کا لشکر سعدی کی سرکوبی کیلئے پہنچ گیا سعدی نے نہایت مستعدی اور مردانگی و بہادری سے مقابلہ کیا مگر سلطان کے لشکر نے اس کو شکست دیدی چنانچہ بھاگ کر ایک قلعہ میں چھپ گیا۔ بدر بن مہلہل اس کے تعاقب میں شہر زور تک چلا گیا۔

ترک، کرد، لوٹ مار:..... ترکوں اور کردوں کو اس باہمی نزاع سے لوٹ مار کا موقع مل گیا چند لوگوں نے متحد ہو کر رہزنی شروع کر دی اور طرح طرح کے ظلم کرنے لگے۔ بسا سیری نے ان کی روک تھام کی غرض سے خروج کیا اور بواز تج تک ان کا پیچھا کرتا چلا گیا وہاں ایک گروپ سے

مذہبی ہو گئی۔ بسا سیری نے اس کی ٹھیک ٹھاک گوشمالی کی اور ان کے قتل عام کا حکم دیدیا۔ ان کا اکثر حصہ زاب کو تیر کر نکل گیا۔ بسا سیری کے ساتھیوں نے بھی عبور کا ارادہ کیا۔ پانی زیادہ ہونے کی وجہ سے عبور نہ کر سکے چنانچہ ترکوں اور کردوں کی جان بچ گئی۔

ترکوں کی بغاوت:..... ۴۴۶ھ میں ترکوں نے ملک الرحیم کے وزیر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا سبب یہ تھا کہ ایک مدت سے ان کی تنخواہ نہ ملنے کی شکایت کی مگر کچھ نہ سنی گئی چنانچہ وہ تلملاتے ہوئے واپس ہوئے، اگلے دن صبح ہوتے ہی دار الخلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ کو ان واقعات کی کوئی اطلاع نہ تھی وہ پریشان تھا کہ ترکوں نے قصر خلافت کا کیوں محاصرہ کر رکھا ہے؟ اتنے میں بسا سیری نے شرف حضوری حاصل کی اور سارے واقعات عرض کئے ترکوں نے وزیر کو بہت تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا۔ بالآخر شبہ میں لوگوں کے گھروں کی تلاشی لینے لگے اور یہ ایک عمدہ بہانہ ان کو لوگوں کے مکانات کے لوٹنے کا ہاتھ آ گیا۔ بعض محلات کے بڑے بڑے لوگوں نے متحد ہو کر اس طوفان بدتمیزی کو روکنے کی کوشش کی خلیفہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس نے ترکوں کو غارتگری سے باز رہنے کا حکم دیا مگر ترکوں کے کان پر جوں تک نہ رہی۔ ناچار بغداد سے چلے جانے کا ارادہ کر لیا۔ اس پر بھی ترکوں نے لوٹ مار سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا۔ اس کے بعد وزیر نے ظاہر ہو کر ان کی تنخواہیں اور روزینے دیئے گئے مگر وہ لوگ اپنی بغاوت اور سرکشی سے باز نہ آئے بدستور ہنگامہ کرتے رہے۔ کردوں اور عربوں کی بھی بن آئی۔ انھوں نے بھی اطراف و جوانب میں لوٹ مار شروع کر دی۔ چنانچہ شہر، قصبہ، گاؤں اور محلے ویران ہو گئے۔ اور وہاں کے باشندے مکانات خالی چھوڑ کر بھاگ گئے اسی طوفان بدتمیزی میں قریش بن بدران کے ساتھیوں نے بردان پر حملہ کر کے کامل بن محمد بن مسیب کا گھر بار لوٹ لیا۔ اسی عام لوٹ مار میں بسا سیری کی اونٹنیاں اور گھوڑے بھی لوٹ لئے گئے حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے ختم ہو گیا اور سیاست کا شیرازہ بکھر گیا۔

طغرل بیگ کا ملاز کرد پر حملہ:..... ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بیگ نے صوبہ آذربائیجان کا رخ کیا۔ تبریز کے گورنر ابو منصور و ہشودان ۱ بن محمد ردادی نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت اس کی خدمت میں پیش کر دیا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے حیرہ کے گورنر امیر ابوالاسوار کی جانب قدم بڑھائے اس نے بھی حاضر ہو کر اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کر لیا۔ ان دونوں امیروں کی دیکھا دیکھی ان اطراف کے تمام گورنروں نے طغرل بیگ کے دربار میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ نے ان کے ضامنوں کو ساتھ لے کر آرمینیا کی طرف کوچ کیا اور ملاز کرد کا محاصرہ کر لیا۔ اہل ملاز کرد نے اطاعت قبول نہ کی بلکہ برابر لڑتے رہے جس کی وجہ سے طغرل بیگ نے جھلا کر اس کے قریب جوار کے تمام شہروں کو تاخت و تاراج کر ڈالا۔

روم پر چڑھائی:..... انہی واقعات کے دوران نصیر الدولہ بن مروان نے جو پہلے سے اس کے دائرہ اطاعت میں داخل ہو گیا تھا۔ بہت سے تحائف بھیجے، سلطان طغرل بیگ نے ان کو منظور و قبول کر لیا اور لشکر تیار کر کے بادروم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کر دی، اور تخت و تاراج کرتا ہوا اردن روم تک چلا گیا، جہاں بہت سامان غنیمت ہاتھ آیا، اتنے میں موسم سرما آ گیا مصلحتاً لڑائی بند کر کے آذربائیجان کی طرف لوٹ گیا۔ چند دن آذربائیجان میں قیام کر کے ”رے“ چلا گیا۔ قریش بن بدران گورنر موصل نے اپنے تمام صوبوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ انہی واقعات پر ۴۴۶ھ ختم ہو گیا اور ۴۴۷ھ کا دور شروع ہو گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے انبار پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اس کو فتح کر لیا۔ بسا سیری کا مال و اسباب بھی اس ہنگامہ میں لٹ گیا۔ لوگوں کو اس سے اشتعال پیدا ہو گیا اور بسا سیری یہ خبر سن کر لشکر تیار کر کے انبار پر چڑھ آیا اور سلطان طغرل بیگ کے قبضہ سے اس کو چھین لیا۔

بسا سیری کی کشیدگی:..... ابوالغنائم و ابوسعید مہلبان کے بیٹے قریش بن بدران کے مصاحب تھے۔ قریش نے ان کو بسا سیری سے چھپا کر ان واقعات کی اطلاع کرنے جو بسا سیری کے ساتھ انبار میں پیش آئے تھے خلیفہ قائم کے پاس روانہ کیا تھا۔ اتفاق یہ کہ بسا سیری کو اس کی خبر مل گئی تو وہ خلیفہ اور رئیس الرؤساء سے بگڑ گیا۔ ان کی اور ان کے درباریوں کی تنخواہیں بند کر دیں۔ اس کے علاوہ بنی مہلبان کے مکانات کو سمار کرنے کی کوشش کی مگر کسی وجہ سے رک گیا اور سامان سفر درست کر کے انبار کی جانب کوچ کر دیا۔ ان دنوں انبار میں ابوالقاسم بن مہلبان تھا۔ دبیس بن مزید یہ خبر سن کر اس

کی کمک کے لئے آگیا۔ بسا سیری کی قوت دبیس کے آجانے سے بڑھ گئی اور اس نے انبار کو فتح کر کے لوٹ لیا اور پانچ سو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے علاوہ ایک سو بنی تغلبہ بھی قید کئے۔ ابوالغنائم بھی قید ہو گیا تھا۔ اسے باندھ کر ایک ونٹ پر سوار کر کے بغداد واپس آگیا۔ دبیس نے ابوالغنائم کو قتل نہ کرنے کی سفارش کی جس سے اس کی جان بچ گئی مگر دوسرے قیدی قتل کر دیئے گئے، بسا سیری نے دار الخلافہ میں تاج کے سامنے زمین بوسی کی اور اپنے مکان کی جانب لوٹ آیا۔

دسکریہ وغیرہ میں ترک..... ماہ شوال ۴۳۶ھ میں ابراہیم بن اسحاق والی حلوان جو غزنیہ سلجوقیہ امراء میں سے تھا دسکریہ کی جانب آیا اور اس کو فتح کر کے لوٹ لیا۔ عورتوں اور بچوں تک سے جرمانے اور تاوان وصول کئے دسکریہ کی لوٹ مار سے فارغ ہو کر روضہ شہداء اور قلعہ بردان کی طرف بڑھا، دونوں مقامات سعدی بن ابی الشوک کے قبضہ میں تھے اور یہاں پر اس کے مال و اسباب کا کافی ذخیرہ رہتا تھا۔ قلعہ کے والی نے قلعہ بندی کر لی اور مسلسل مقابلہ کرتا رہا۔ ابراہیم اور تو کچھ کرنے سکا اس کے قرب و جوار میں جس قدر گاؤں تھے ان کو لوٹ لیا۔ ان واقعات سے ترکوں کی آنکھوں پر لالچ کے پردے پڑ گئے اور غاتگری کو اپنا شیوہ بنالیا۔ دیلمیوں کے قویٰ مضحمل ہو گئے۔ اور ان کی کمرہمت ٹوٹ گئی۔ اسی دوران سلطان طغرل بیگ نے ابوعلی بن ابی کالجار امیر بصرہ کو ترکی فوج کے ساتھ خوزستان پر قبضہ کرنے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوعلی سب سے پہلے اہواز پر قابض ہوا۔ ترکوں نے جو اس کے ساتھ تھے لوگوں کے مال و اسباب جی کھول کر لوٹے۔ اس سے اہلیان اہواز کو سخت مصیبت اور تباہی کا سامنا کرنا پڑا۔

ملک الرحیم کا شیراز پر قبضہ..... ۴۳۷ھ میں دیلم کا نامی گرامی سپہ سالار فولاد کا گورنر نے شیراز پر فوج کشی کی اور امیر ابو منصور فولادستوں بن ابوکالجار کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بیگ کا خطبہ بند کر کے ملک الرحیم اور اس کے بھائی ابوسععد کے نام کا خطبہ پڑھا فولاد کی خوش قسمتی سے ملک الرحیم اور ابوسععد نے اس کو کچھ وقعت کی نظر سے نہ دیکھا۔ بلکہ ابوسععد نے ایک لشکر مجتمع و مرتب کر کے اپنے بھائی ابو منصور کے ساتھ شیراز پر چڑھائی کر دی۔ اور شیراز کا محاصرہ کر لیا۔ طویل جنگ اور شدت حصار سے تنگ آ کر فولاد قلعہ اصطخر بھاگ گیا ابوسععد اور ابو منصور نے شیراز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی ملک الرحیم کے نام کا خطبہ پڑھا۔

ترک اور بسا سیری:..... تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ بسا سیری اور رئیس الرؤساء میں منافرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی تھی ۴۳۷ھ کے دور کا شروع ہونا تھا کہ یہ شکر رنجی فتنہ و فساد کی حد تک پہنچ گئی۔ مشرقی بغداد میں عوام الناس نے ہلڑ مچا دیا۔ اہل سنت و جماعت نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے لئے دیوان کو جا کر گھیر لیا۔ یہاں تک کہ ان کو اس بات کی اجازت دے دی گئی۔ اتفاق سے اہل سنت و جماعت نے چند کشتیاں پکڑ لیں جو بسا سیری کے پاس واسطہ جارہی تھی۔ تلاشی کے وقت شراب کے ڈبے برآمد ہوئے۔ اہل سنت و جماعت ان کو لے کر دیوان والوں کے پاس آئے جو بسا سیری کی حمایت پر ان کو مجبور کر رہے تھے اور ان سے ان ڈبوں کو توڑنے کی اجازت مانگی اور اجازت ملنے کے بعد توڑ ڈالا بسا سیری کو اس کی اطلاع ملی تو اسے سخت صدمہ پہنچا۔ فوراً یہ خیال پیدا ہوا کہ ہونہ ہو یہ فعل رئیس الرؤساء کا ہے۔ پھر فقہائے حنفیہ سے یہ فتویٰ پوچھا کہ کشتی کی تلاشی لینا جائز تھی یا نہیں؟ فقہاء حنفیہ سے بعض نے جواز اور بعض نے عدم جواز کا فتویٰ دیا۔ رئیس الرؤساء نے بھی ان واقعات کی اطلاع پا کر ترکان بغداد کو ابھار دیا۔ چنانچہ وہ بسا سیری کی کھلم کھلا برائیاں اور مذمت بیان کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ اعتدال سے ہٹ گئے اور اتنے میں ماہ رمضان آگیا۔ بارگاہ خلافت سے اجازت حاصل کر کے انھوں نے بسا سیری کے مکان پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا اور جلادیا، اس کے اہل و عیال اور مصاحبوں کو گرفتار کر لیا۔ اب رئیس الرؤساء بھی علی الاعلان بسا سیری کی مذمت اور برائیاں کرنے لگا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستنصر گورنر مصر نے اس کی تحریک کی ہے۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بسا سیری کو اپنے پاس سے نکال دو۔ چنانچہ ملک الرحیم نے اس تحریر کے مطابق بسا سیری کو نکال دیا۔ ❶

طغرل بیگ کا اظہار اطاعت:..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان طغرل بیگ جہاد روم سے واپسی پر ”رے“ کی طرف مڑ گیا تھا ”رے“ سے ہمدان کی جانب لوٹا اور ہمدان سے حج کرنے اور ملک شام کو خلفاء علویہ کے قبضہ سے نکالنے کے لئے حلوان روانہ ہوا۔ اسی زمانہ

میں بغداد اور اطراف بغداد میں اوباشوں اور بازاریوں کی کثرت ہو گئی تھی، شرفاء و رؤساء شہر، مغربی بغداد بھاگ گئے تھے۔ ترکوں نے شہر چھوڑ کر شہر کے باہر اپنے خیمے نصب کر لئے تھے اور ملک الرحیم واسط سے بسا سیری کو علیحدہ کر کے جیسا کہ خلیفہ قائم نے حکم دیا تھا بغداد روانہ ہوا مگر واسط سے نکل کر دبیس بن مزید سے رشتہ دامادی کی وجہ سے ملنے گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ایک خط اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کا خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا اور ایک خط ترکوں کے نام بھیجا جس میں خلیفہ کی اطاعت اور اس کے پاس حاضر ہونے کی ہدایت کی تھی، مگر ترکوں نے اس خط پر توجہ نہ دی بلکہ اس کے برعکس خلیفہ قائم سے بسا سیری کو واپس بلانے کی درخواست کی کیونکہ یہ ان کا نامی گرامی سردار تھا۔

طغرل بیگ بغداد میں:..... اس دوران ملک الرحیم بغداد پہنچ گیا۔ اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کو سلطان طغرل بیگ سے مراسم قائم رکھنے کا مشورہ دیا۔ خلیفہ قائم نے اس مشورے سے اتفاق کیا اور یہ حکم دیا کہ ساری فوجیں برون بغداد سے آ کر حرم سرائے خلافت میں قیام کریں اور سلطان طغرل بیگ کے پاس اطاعت اور فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے پیغام بھیجیں ساری فوج نے خلیفہ کے اس حکم کو بسر و چشم تسلیم کر لیا اور سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں اس کے اظہار کے لئے اپنے سرداروں کو بھیجا، ادھر سلطان طغرل بیگ نے یہ پیغام سن کر مسرت ظاہر کی انعام اور جائزے دینے کا وعدہ کیا ادھر خلیفہ قائم نے خطیبوں کو جامع مسجد بغداد میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر کر دیا چنانچہ خطیبوں نے ماہ رمضان ۴۴ھ میں اس کے نام کا خطبہ بغداد کی ساری مسجدوں میں پڑھا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت مانگی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دیدی۔ رؤساء، امراء، اراکین دولت، فقہاء، قضاة اور دیلمی سردار جلوس کے ساتھ بغداد سے استقبال کے لئے نکلے۔ سلطان طغرل بیگ نے بھی یہ سن کر اپنے امراء اور وزراء کو ان لوگوں کے خیر مقدم کے لئے روانہ کیا رئیس الرؤساء نے سلطان طغرل بیگ سے مل کر خلیفہ کا پیغام زبانی ادا کیا اور پھر اپنی، ملک الرحیم اور لشکریوں کے طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی۔ سلطان طغرل بیگ نے بغداد میں داخل ہو کر باب شامیہ میں قیام کیا اس وقت ماہ رمضان المبارک ۴۴ھ پورا ہونے میں پانچ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔ قریش بن بدران گورنر موصل بھی انہی دنوں سلطان طغرل بیگ سے ملنے بغداد آیا ہوا تھا۔ یہ پہلے ہی سے سلطان طغرل بیگ کا مطیع اور فرمانبردار بن گیا تھا۔

طغرل کی سپاہ پر بغداد میں حملہ:..... جس وقت سلطان طغرل بیگ بغداد میں پہنچا اس کے سپاہی پورے شہر میں اپنی ضروریات کے حصول کے لئے پھیل گئے۔ اتفاقاً ترکوں اور ایک بازاری شخص کا جھگڑا ہو گیا۔ بازاریوں نے جمع ہو کر ان لوگوں کو مارا اور ان پر پتھر برسائے شور و غل کی آواز بڑھی اور تمام شہریوں کے کانوں تک پہنچی۔ شبہ یہ پیدا ہوا کہ ملک الرحیم اور سلطان طغرل بیگ کی لڑائی چھڑ گئی ہے چنانچہ چاروں طرف سے سارے اہل بغداد ترکوں پر ٹوٹ پڑے۔ صرف اہل کرخ اس میں شریک نہیں ہوئے۔ ان لوگوں نے ترکوں کو اہل بغداد کے حملوں سے بچایا۔ اور ان کی حمایت کی۔ سلطان طغرل بیگ کے وزیر عمید الملک نے اہل کرخ کا سلطان طغرل بیگ کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ دیلمی سردار اور ملک الرحیم کے تمام مصاحب اس طوفان بدتمیزی کی تہمت سے بچنے کے خیال سے قصر خلافت میں چلے گئے اور سلطان طغرل بیگ کے سپہ سالار عوام الناس کی بغاوت فرو کرنے نکل کھڑے ہوئے۔ بغدادیوں کا ایک بڑا گروہ مارا گیا۔ ہزاروں زخمی ہوئے۔ رئیس الرؤساء اور اس کے مصاحبوں کے مکانات، رصافہ، خلفاء کے مقابر اور بغداد اکثر شہریوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ خوف، مصیبت اور بلاؤں کی کوئی حد نہ تھی۔ ہو کا عالم سارے شہر پر طاری تھا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری اور بنو بویہ کا خاتمہ:..... ہنگامہ کے اگلے دن سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ قائم کے پاس ایک خط روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ یہ ساری حرکتیں دیلم اور ملک الرحیم کی ہیں اگر یہ لوگ فوراً حاضر ہو گئے تو اس جرم سے بری سمجھے جائیں گے۔ ورنہ ان کی سازش اور ان کے ارتکاب جرم کا مکمل یقین ہو جائے گا چنانچہ سب سے پہلے سلطان طغرل بیگ کے قاصد کے ہمراہ خلیفہ قائم آیا۔ جس وقت خیمہ کے قریب پہنچا ترکوں نے اسے لوٹ لیا اور جوں ہی ملک الرحیم کی صورت دکھائی دی فوراً اس کو اس کے ساتھیوں سمیت گرفتار کر لیا اور مکمل حفاظت کے ساتھ قلعہ شیروان میں قید کر دیا۔ یہ واقعہ اس کی حکومت کے چھٹے سال کا ہے۔

ملک الرحیم اور بعض ساکھی رہا:..... عام بلوے میں ترکوں نے قریش بن بدران (گورنر موصل) اور اس کے عرب ساتھی عرب کو بھی لوٹ لیا تھا وہ پریشان صرف تن کے کپڑے لئے ہوئے بدر بن مہملہل کے خیمہ میں جا کر پناہ گزین ہو گئے، سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع

ہو کر قریش کو بلا یا خلعت دی اور پھر ان کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا۔ اس کے بعد خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے اپنی ذمہ داری پر ملک الرجم کو تمہارے یہاں حاضر کیا تھا تم نے میری ذمہ داری کا لحاظ نہ کیا اور اس کو اس کے ساتھیوں سمیت قید کر لیا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ تم اس کو رہا کر دو ورنہ میں بغداد چھوڑ کر کسی طرف نکل جاؤں گا مجھے تمہاری ذات سے یہ توقع نہ تھی، سلطان طغرل بیگ نے ملک الرجم کے بعض ساتھیوں کو رہا کر دیا مگر ان سب کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ اس وجہ سے ملک الرجم کے اکثر ساتھی بسا سیر کے پاس چلے گئے جس سے اس کی تعداد اور بڑھ گئی۔ سلطان طغرل بیگ نے دبیس بن مزید کے پاس اپنی اطاعت قبول کرنے اور بسا سیری کو نکال دینے کا پیغام بھیجا۔ دبیس نے اس پیغام کے مطابق اپنے صوبہ میں سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور بسا سیری کو نکال دیا۔ بسا سیری پریشان ہو کر رجبہ چلا گیا اور مستنصر علوی گورنر مصر سے خط و کتابت شروع کی۔

بغداد میں طغرل کی لوٹ مار:..... چونکہ ترکان بغداد نے سلطان طغرل بیگ کی مخالفت کی تھی اس وجہ سے سلطان طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے لشکریوں کو انھیں لوٹ لینے کا اشارہ کر دیا چنانچہ ترکان سلجوقیہ سواد بغداد میں چاروں طرف پھیل گئے جانب مغرب میں تکریت سے نیل تک اور جانب مشرقی میں نہر دانات تک برباد کر ڈالا۔ دیہات، قصبات، اور شہر کے شہرا جڑ گئے۔ رعایا اور شہر کے باشندے پریشان و تباہ ہو کر ادھر ادھر جلا وطن ہو گئے۔

ہزار شب کی گورنری:..... اس عام غارتگری سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی "ہزار شب" بن تنکیر بن عیاض کو تین لاکھ ساٹھ ہزار دینار خراج کی ادائیگی کی شرط پر اہواز اور بصرہ کی حکومت عطا کی۔ ارجان جاگیر میں دیا اور یہ اجازت دی کہ صرف اہواز میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے ابوعلی بن ابوکالیجار کو قمر میسین^۱ اور اس کے صوبہ کو جاگیر کے طور پر مرحمت فرمایا۔ اہل کرخ کو اذان صبح میں "الصلوة خیر من النوم" کہنے کا حکم دیا اور دار المملکت کی بنیاد ڈالی اور تیاری کے بعد ماہ شوال میں وہیں جا کر قیام پذیر ہو گیا۔

طغرل اور قائم کی رشتہ داری:..... اسی ۴۲۷ھ میں ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن خلیفہ قائم بامر اللہ نے وفات پائی، اس کے بعد آئندہ سال سلطان طغرل بیگ نے اپنی بیٹی ارسلان خاتون خدیجہ بنت داؤد کا نکاح خلیفہ قائم سے کر کے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا مجلس عقد میں عمید الملک وزیر سلطان طغرل بیگ، ابوعلی بن ابوکالیجار، ہزار شب بن تنکیر بن عیاض کردی، اور ابن ابی الشوک وغیرہ ترکوں اور سلطان طغرل بیگ کی فوج کے سردار موجود اور شریک تھے۔ رئیس الرؤساء نے یہ منگنی کی تھی اور وہی اس عقد میں ارسلان خاتون کا ولی بنا تھا۔ خلیفہ قائم نے خود قبول کیا تھا نقیب النقباء ابوعلی بن ابی تمام، نقیب علی بن عدنان بن رضی اور قاضی ابوالحسن ماوردی وغیرہ بھی شریک مجلس تھے۔

ابوالغنائم کی بغاوت:..... رئیس الرؤساء ابوالغنائم کو تگ و دو کے بغیر حکومت واسط مل گئی تھی۔ ابوالغنائم نے واسط پہنچ کے واسط کے رؤساء و امراء سے میل جول پیدا کر کے اپنی قوت بڑھائی ایک لشکر بھی تیار کر لیا پھر اہل بطیمہ سے بھی ساز باز کر لی جب ہر طرح سے خود کو اپنی مضبوط کر لیا تو واسط کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں شہر پناہ بنوائی اور مستنصر علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ طرہ اس پر یہ ہوا کہ ان کشتیوں کو پکڑ لیا جو خلیفہ قائم کے لئے مال و اسباب لے جا رہی تھیں جب دار الخلافت میں اس کی خبر ملی تو عمید العراق ابوالنصر اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا چنانچہ واسط کے باہر ایک میدان میں جنگ ہوئی اور میدان ابونصر کے ہاتھ رہا ابوالغنائم بھاگ گیا اور اس کے اکثر ساتھی گرفتار کر لئے گئے۔ پھر ابونصر خندق عبور کر کے شہر پناہ تک پہنچ گیا عوام الناس تھوڑی دیر تک شہر پناہ کی فصیلوں سے لڑتے رہے بالآخر یہ بھی بھاگ گیا اور شہر کو ابونصر کے حوالہ کر دیا ابوالغنائم اپنے وزیر ابن فسا نخس کے ساتھ واسط کو خیر آباد کہہ کر چل دیا مگر جیسے ہی ابونصر واسط میں منصور بن حسین کو مقرر کر کے بغداد گیا ابن فسا نخس (واسط کا وزیر) لوٹ آیا اور جتنے ترک ہاتھ لگے سب کو تہ تیغ کر دیا اور دوبارہ مستنصر علوی گورنر مصر کا خطبہ جامع مسجد واسط میں پڑھا منصور بن حسین جان بچانے کے لئے مدار بھاگ گیا۔ اور دار الخلافت میں ان واقعات کی رپورٹ بھیجی۔ امداد طلب کی چنانچہ ابونصر اور رئیس الرؤساء نے واسط کے محاصرہ کا حکم دے دیا منصور

۱..... بعض نسخوں میں "وہ سین" لکھا ہے، ابن اثیر سے تصحیح کی گئی ہے (صفحہ ۱۸۲ جلد ۶)

نے اس حکم کے مطابق واسط کا محاصرہ کر لیا ۱، ادھر ابن فسانخس وزیر مقابلہ پر آیا اور گھمسان لڑائی ہوتی رہی آخر کار شدت حصار اور طویل جنگ سے تنگ آ کر ابن فسانخس گھبرا گیا اور اکثر اہل واسط نے منصور سے امن کی درخواست کر دی ابن فسانخس عنوان جنگ کا رنگ بدلا ہوا دیکھ کر بھاگ گیا مگر کے سپاہیوں نے تعاقب کیا اور گرفتار کر لائے ماہ صفر ۴۲۹ھ میں بیڑیاں ڈال کر بغداد لائے اور تشہیر کرا کے قتل کر دیا۔

جنگ بسا سیری و قطلمش:..... شوال ۴۲۸ھ کے آخر میں و قطلمش (یہ سلطان طغرل بیگ کے چچا کا بیٹا اور بنی قلیج ارسلان ملود روم کا دادا ہے) قریش بن بدران گورنر موصل کے ساتھ بسا سیر اور دبیس بن مزید سے لڑنے روانہ ہوا۔ سجاد کے قریب جنگ کی نوبت آئی اتفاق یہ کہ قطلمش اور قریش کو شکست ہو گئی۔ ایک بڑا گروہ ان کے ساتھیوں کا مارا گیا قریش بن بدران زخمی ہو کر گرفتار ہو گیا اور دبیس بن مزید کے سامنے پیش کیا گیا۔ دبیس نے اس سے عزت سے ہاتھ ملایا اور ان سب کو موصل لے گیا۔ خلیفہ مستنصر علوی گورنر مصر کے نام کا خطبہ پڑھا۔ مستنصر علوی نے ان کو اور جابر بن ماشب، ابوالحسن بن عبدالرحیم، ابوالفتح بن ورام ۲، نصر بن عمر اور محمد بن حماد کو خلعت اور خوشنودی مزاج کا فرمان بھیجا۔

طغرل بیگ کو زیارت رسول ﷺ:..... بغداد میں سلطان طغرل بیگ کا قیام طویل ہونے سے رعایا کو تکلیفیں اور ایذا میں پہنچنے لگیں لشکر کی کثرت بھی لہذا ہر چیز مہنگی ہو گئی اس کے علاوہ فوجی سپاہی بھی جابجا دست درازی بھی کرنے لگے تھی خلیفہ قائم نے نصیحت بھرا خط تحریر کیا اور بغداد کے شہریوں کی وہ حالت لکھی جس میں وہ گرفتار تھے سلطان طغرل بیگ نے معذرت کی کہ فوج کی کثرت کی وجہ معذور ہوں اس کے بعد اسی رات کو سلطان طغرل بیگ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ اس کو عذر گناہ بدتر از گناہ اور ظالمانہ حرکات پر جھڑک رہے ہیں صبح ہوتے ہی اپنے وزیر عمید الملک کی زبانی خلیفہ کی خدمت میں کہلوایا کہ جیسا کہ خلیفہ نے ارشاد فرمایا۔ ہے بسر و چشم میں اس کی تعمیل کروں گا۔ چنانچہ اسی دن لشکریوں کو رعایا کے گھروں سے نکال کر بغداد کے باہر خیموں میں ٹھہرا دیا اور لوگوں کے مطالبات ادا کرنے کا حکم دیا۔

موصل روانگی:..... اسی دوران قطلمش اور بسا سیری کی لڑائی اور قریش گورنر کے علویوں کی طرف مائل ہو جائے کی خبر ملی لہذا فوراً تیاری کا حکم دیدیا۔ تیرہ مہینے بعد بغداد سے موصل کے لئے کوچ کیا اوانا اور عکبر اکوخت و تاراج کرتا ہوا تکریت پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ والی تکریت نصر بن عیسیٰ نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ سلطان طغرل بیگ اس سے کچھ مال اسباب بطور تاوان جنگ وصول کر کے بواز تج کی طرف لشکر کے حصول کی غرض سے روانہ ہوا۔ اتفاق سے اس کی روانگی کے بعد نصر گورنر تکریت کا انتقال ہو گیا۔ اس کی ماں غریبہ بن غریب بن مقن اس خوف سے کہ کہیں اس کا بھائی ابوالعثام تکریت پر قبضہ نہ کر لے تکریت کو ابوالغنائم کے حوالہ کر کے موصل چلی گئی اور دبیس بن مزید کے یہاں مقیم ہوئی ابوالغنائم نے رئیس الرؤساء سے خط و کتابت کر کے صلح کر لی اور تکریت کو سلطان طغرل بیگ کے سپرد کر کے بغداد چلا گیا۔

عرب لٹیروں کا صفایا:..... سلطان طغرل بیگ ۹۴۲ھ تک بواز تج میں خیمہ زن رہا۔ جب اس کا بھائی یا قوتی لشکر لے کر آ گیا تو اس نے موصل کی طرف کوچ کیا روانگی کے وقت ہزار شب بن تنگیر کردی کو شہر بلد جاگیر کے طور پر دے دیا۔ لشکریوں نے بلد کو لوٹنے کا ارادہ کیا مگر سلطان طغرل بیگ نے انہیں روک دیا اس کے بعد اہل بلد کو موصل چلے جانے کی اجازت دیدی اور خود نصیبین کی طرف رخ کر لیا۔ ہزار شب کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ عرب لٹیروں سے مقابلہ پر مامور کیا۔ ہزار شب نے عرب کی جائے قیام کے قریب پہنچ کر اپنی فوج کے ایک حصے کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ اور دوسرے حصے کو ساتھ ان پر حملہ آور ہوا تھوڑی دیر لڑ کے پیچھے ہٹا اور عرب آگے بڑھے۔ ہزار شب لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا گیا۔ اور عرب دلیری کے ساتھ جوش کامیابی میں آگے بڑھے چلے گئے تھے۔ چنانچہ وہ جیسے کمین گاہ سے آگے نکلے ہزار شب کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ عرب کے حواس ختم ہو گئے اور وہ شکست کھا کر بھاگے۔ ترکان سلجوقیہ نے قتل اور قید کا ہنگامہ گرم کر دیا۔ جس سے ایک بڑا گروہ گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں بنی نمیر اصحاب حران ورقہ بھی تھے۔ ہزار شب نے ان سب قیدیوں کو سلطان طغرل بیگ کے سامنے پیش کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

①..... یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے، (ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۶۱)

②..... بعض نسخوں میں ورام کے بجائے، ورائر، لکھا ہے صحیح ابن ورام ہے (ابن اثیر صفحہ ۱۹۰ جلد ۶)

دبیس وقریش اور بسا سیری:..... اس واقعہ سے دبیس اور قریش کی گرمی دماغ سے بھاگ گئی انھوں نے ہزار شب کے پاس سلطان طغرل بیگ کو راضی کرنے کا پیغام بھیجا، ہزار شب کے کہنے سننے سے سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کو معاف کر دیا اور بسا سیری کے بارے میں یہ کہا کہ چونکہ اس کی خطا کا تعلق خلیفہ سے ہے اس لئے ہم نہیں معاف کر سکتے۔ البتہ خلیفہ جو چاہیں کریں ہم ان کے حکم کے تابع و فرمانبردار ہیں۔ اسی بناء پر بسا سیری نے رجبہ کی جانب کوچ کر دیا۔ بغدادی ترکوں، عقیل بن مقلدار بنی عقیل سے ایک گروپ نے اس کی اتباع کی۔ تب سلطان طغرل بیگ نے ابوالفتح بن درام کو بسا سیری کے پاس اس کے خیالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ابوالفتح نے واپس آ کر بیان کیا کہ بسا سیری آپ کے علم حکومت کے آگے سر تسلیم خم کرنے کو تیار ہے مگر شرط یہ ہے کہ ہزار شب کو امان نامہ دے کر اس کے پاس روانہ کیجئے۔ چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے ہزار شب کو امان نامہ دے کر بسا سیری اور فضل کے پاس روانہ کیا۔ ہزار شب نے ان دونوں کو سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں حاضر ہونے کی بہت ترغیب دی اور جان و مال کی امان دینے کی قسم کھائی مگر ان دونوں پر خوف کچھ ایسا غالب ہو گیا تھا انھوں نے ہزار شب کی ایک بھی نہ سنی۔

اس کے بعد قریش نے ابوالسرادہ بنہ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے منصور کو سلطان طغرل بیگ کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں سے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ان دونوں کو ان کے صوبوں کی سند حکومت تحریر کر کے عنایت کر دی قریش کے زیر حکومت نہر الملک، بادرویا، انبار، ہیبت، جبل نہر، بصر، عکبر، اڈانا، تکریت، موصل اور نصیبین تھے۔

جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ:..... عرب کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے دیار بکر کا رخ کیا جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا۔ گورنر جزیرہ نے عفو تقصیر کی درخواست کی اور تحائف اور ہدایا پیش کئے۔ محاصرہ کے دوران ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) ملنے آیا۔ امراء و رؤساء شہر نے بھی حاضر ہو کر نذریں پیش کیں۔ ابراہیم کے آنے پر سلطان طغرل بیگ نے ہزار شب کو دبیس اور قریش کے پاس روانہ کیا (ان دونوں نے سلطان کی واپسی کے بعد پھر ہاتھ پاؤں نکال لئے تھے) اور وکشی و بغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ دبیس تو اپنے صوبہ عراق چلا گیا۔ اور قریش بسا سیری کے پاس رجبہ میں ٹھہرا رہا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا مسلم بن قریش بھی تھا۔

سنجاری کی فتح:..... اسی دوران قطلمش نے جو کہ سلطان طغرل بیگ کا چچا زاد بھائی تھا۔ اہل سنجاہ لکھنؤ سالہ بی بے عنوانیوں کی شکایت کی کہ ان لوگوں نے جس وقت قریش اور دبیس سے شکست کھا کر واپس آ رہا تھا مجھے سکت تکلیف پہنچائی تھی اور میرے آدمیوں کو قتل کر دیا تھا چنانچہ طغرل بیگ نے ایک لشکر سنجاہ بھیج دیا۔ جس نے طویل محاصرہ کے بعد سنجاہ کو فتح کر لیا۔ کئی روز تک قتل و خونریزی کا بازار گرم رہا اور علی بن وصی امیر سنجاہ بھی مر گیا۔ باقی ماندگاں کے بارے میں ابراہیم سفارش کی تو سلطان طغرل بیگ نیان لوگوں کی عفو تقصیر کر دی سنجاہ اور اس کے ساتھ ہی موصل اور اس کے مضافات کی حکومت بھی ابراہیم کو دیدی۔

بغداد میں طغرل کا استقبال:..... اس عرصہ میں ۹۴۴ھ کا دور آ گیا۔ سلطان طغرل بیگ بغداد کی جانب لوٹ گیا۔ رئیس الرؤساء خلیفہ کی جانب سے استقبال کے لئے آیا اور خلیفہ کا سلام پہنچایا، جواہرات سے مزین سونے کا پیالہ پیش کیا اور خلعت دی۔ سلطان طغرل بیگ نے شکر گزاری کے ساتھ خلعت کو زیب تن کیا اور خوش خوش بغداد میں داخل ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے حاضری کی اجازت دے دی۔ اور اسی غرض سے دربار عام کیا سلطان طغرل بیگ اپنے سرداروں اور مصاحبوں کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر آیا۔ جوں ہی خشکی پر قدم رکھا خلیفہ کی خاص سواری کا گھوڑا پیش کیا گیا۔ چنانچہ وہ سوار ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہو گیا اس وقت خلیفہ قائم ایک تخت پر جوزمین سے تقریباً دس گز بلند تھا رونق افروز تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر اوڑھے ہوئے تھا ہاتھ میں ایک چھتری تھی سامنے کرسیاں پڑی ہوئی تھیں، سلطان طغرل بیگ نے حاضر ہو کر دستور کے مطابق زمین بوسی کی اور خلیفہ کے اشارے پر ایک کرسی پر ادب کے ساتھ بیٹھ گیا۔

پوری مملکت اسلامیہ کی حکومت کا انعام:..... رئیس الرؤساء نے خلیفہ کی طرف سے کھڑے ہو کر کہنا شروع کیا ”امیر المؤمنین خلیفہ المسلمین تمہاری کوششوں کے بیحد شکر گزار ہیں اور تمہاری جاں نثاری اور خدمت گزاری کے حد سے زیادہ مداح ہیں۔ امیر المؤمنین کو تمہاری حاضری سے بہت بڑی مسرت ہوئی۔ امیر المؤمنین تم کو ان تمام علاقوں کی حکومت عطا فرماتے ہیں جس کا حکمران اللہ جل شانہ نے ان کو بنایا ہے اور خلق اللہ

کے معاملات و فریادری تمھارے سپرد کرتے ہیں۔ آپ پر لازم ہے کہ اس حکومت کے حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ سے ظاہر و باطن میں ڈرتے رہو۔ امیر المؤمنین کے احسانات و انعامات کو فراموش نہ کرو۔ عدل و انصاف کو پھیلانے، ظلم و جور کے روکنے، اور رعیت کی اصلاح میں دل و جان سے کوشش کرتے رہو۔ سلطان طغرل بیگ نے زمین بوسی کی۔ خلیفہ قائم نے اشارہ کیا تو خلعت فاخرہ عطا کی گئی اور ”ملک المشرق والمغرب“ کا خطاب عنایت ہوا۔ سلطان طغرل بیگ نے آگے بڑھ کر خلیفہ کے ہاتھ بوسہ دیا ۱۔ اور خلعت کو اٹھا کر آنکھ سے لگایا اور فخر کے لئے سر پر منہ رکھ لیا۔ رئیس الروساء نے سند حکومت لکھ کر سلطان طغرل بیگ کے حوالے کر دی اور دربار برخواست کیا۔ سلطان طغرل بیگ اپنے ٹھکانے پر واپس آیا اور پچاس ہزار دینار اور پچاس ترکی غلام گھوڑے اور سائبوں کے ساتھ اور عمدہ عمدہ کپڑے بطور نذر خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

ابراہیم اور طغرل بیگ:..... ابراہیم نے جبل اور ہمدان کے علاقوں پر قبضہ کر رکھا تھا اور آہستہ آہستہ اطراف بلاد جبل و ہمدان سے لے کر حلوان تک ۴۳ھ میں قابض ہو گیا تھا اس کے بعد ابراہیم اور سلطان طغرل بیگ کی ان بن ہو گئی اس بناء پر کہ سلطان طغرل بیگ نے اس سے شہر ہمدان اور بلاد جبل کے ان قلعوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے واپس مانگ لیا تھا اور ابراہیم نے جوش میں آ کے انکار کر دیا تھا طرہ اس پر یہ ہوا کہ ایک لشکر تیار کر کے سلطانی فوج سے جا بھڑا مگر پہلے ہی حملہ میں منہ کی کھائی اور شکست کھا کر بھاگ گیا اور قلعہ سرماج میں جا کے پناہ گزین ہو گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مجبوراً ابراہیم نے معافی کی درخواست کی اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ سلطان طغرل بیگ نے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴ھ کا ہے۔

سلطان طغرل بیگ قلعہ سرماج پر قبضہ کرنے کے بعد ابراہیم کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا اور اس کو یہ حکم دیا کہ تمھارا دل چاہے تو میرے ساتھ یہیں قیام پذیر رہو یا جس صوبہ کو پسند کرو وہاں کی حکومت تم کو دے دیجائے گی تم وہاں چلے جاؤ، ابراہیم نے پہلی صورت اختیار کر لی۔ ان واقعات کے بعد ۴۴ھ میں سلطان طغرل بیگ کا دار الخلافہ بغداد پر پورے علاقے پر قبضہ ہو گیا۔ اور اس کے نام کا جامع مسجد بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔

بسا سیری وغیرہ کی بغاوت:..... اس کے بعد بسا سیری نے قریش بن بدران گورنر موصل اور دبیس بن مزید صاحب حلب کی پست پناہی سے بغاوت کر دی سلطان طغرل بیگ نے ان کی سرکوبی کے لئے بغداد سے خروج کیا۔ ابراہیم نیال (سلطان کا بھائی) بھی اپنی فوج لے کر ان سے مل گیا، چنانچہ سلطان طغرل بیگ نے موصل کو قریش کے قبضہ سے چھین کر ابراہیم کے حوالے کر دیا۔ اس کے علاوہ سنجار، رجبہ اور کل صوبہ جات کو جو قریش کے زیر حکومت تھے ان کی سند حکومت بھی ابراہیم کو عطا کر دی اور ۴۴۹ھ میں واپس بغداد آ گیا۔ بعد ازاں ۴۵۰ھ میں یہ خبر سنی گئی کہ ابراہیم نے موصل سے بلاد جبل کی طرف کوچ کیا ہے اس سے سلطان طغرل بیگ کو خطرہ پیدا ہو گیا، چنانچہ واپسی کا خط لکھ بھیجا۔ خلیفہ قائم نے بھی اسی مضمون کا فرمان کندی کے ذریعے روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم کندی کے ساتھ بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ بسا سیری اور قریش بن بدران نے یہ خبر سن کر موصل پر چڑھائی کر دی اور وہاں پہنچتے ہی ایک دن میں اس پر قبضہ کر لیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل پر فوج کشی کر دی۔ بسا سیری اور قریش موصل چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سلطان طغرل بیگ ان دونوں کا نصیبین تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

طغرل کے بھائی کی علیحدگی:..... اسی جگہ سے اس کا بھائی ابراہیم اس سے علیحدہ ہو کر ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ علوی و حاکم مصر اور بسا سیری نے خط و کتابت کر کے اسے اپنی طرف مائل کر لیا تھا اور حکومت و سلطنت کی لالچ دلائی تھی۔ سلطان طغرل بیگ کو اس خطرے کا خیال پیدا ہو گیا اور نصیبین سے ابراہیم کے تعاقب میں کوچ کر دیا اپنی بیوی خاتون کو اپنے وزیر عمید الملک کندی کے ہمراہ بغداد واپس بھیج دیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا ہمدان پہنچا۔ اس عرصہ میں بغداد کی فوج بھی آگئی اور قلعہ ہمدان کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے بھائی ابراہیم کے پاس بھی ترکوں کا ایک بڑا گروپ جمع ہو گیا۔ ابراہیم نے ان کے اطمینان کے لئے طغرل بیگ سے مصالحت نہ کرنے اور ان کو عراق نہ لیجانے کی قسم کھائی۔ اتفاق سے انہی دنوں محمد و احمد بن ارتاش (یہ ابراہیم کا بھائی تھا) بھی غزل کی ایک تازہ دم فوج لے کر ابراہیم کی کمک پر آ گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ چونکہ سلطان طغرل بیگ کے ہمراہ مختصر فوج بھی محاصرہ سے دست کش ہو کر رہے چلا آیا اور اپنے بھتیجے ارسلان بن داؤد کو یہ واقعات لکھ

بھیجے اور امداد طلب کی (ارسلان نے اپنے باپ داؤد کے بعد ۴۵ھ میں خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا) لہذا ارسلان نے ایک بڑا لشکر تیار کر کے ہمدان پر چڑھائی کر دی۔ یاقوت اور دقاروت بک (یہ دونوں اس کے بھائی تھے) بھی اس مہم میں اس کے ساتھ تھے۔ ابراہیم نے اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے مقابلہ کیا۔ مگر شومی قسمت سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اسی دوران اپنے بھتیجوں محمد ۱۰ احمد کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ جنگ کے بعد سلطان طغرل بیگ کے سامنے پیش کیا گیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اور خلیفہ قائم کے فرمان کے مطابق بغداد کی جانب لوٹ گیا۔

بسایری اور قریش بغداد میں:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی سے لڑنے کے لئے ہمدان چلا گیا تھا اور اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کی خدمت میں بغداد روانہ کر دیا تھا اور بسایری و قریش بن بدران یہ خبر سن کر کہ سلطان طغرل بیگ آ رہا ہے موصل چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ جیسے ہی سلطان طغرل بیگ نے ہمدان کا رخ کیا بسایری و قریش موقع پا کر بغداد چلے گئے۔ اس وجہ سے عوام الناس اور بازاریوں کی گرم بازاری ہو گئی۔ خلیفہ قائم نے دبیس بن مزید کو عہدہ حجابت دینے کے لئے بغداد بلوایا چنانچہ دبیس ایک سواروں کے ساتھ بغداد آ گیا اور مشرقی بغداد میں قیام پذیر ہو گیا خلیفہ قائم سے یہ کہلوا یا کہ آپ ہمارے ساتھ بغداد سے نکل چلے۔ اور ہزار شب کو جو اس وقت واسط میں تھا۔ دشمنان خلافت سے مقابلے کے لئے طلب کیا۔ ہزار شب نے آنے میں تاخیر کر دی اتنے میں بسایری آٹھویں ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو چار سو جنگ جو غلاموں کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا۔ ابوالحسین بن عبدالرحیم وزیر بھی اس کے ساتھ تھا۔ حسین بن بدران ایک سواروں کے ساتھ آیا ہوا تھا۔ یہ لوگ شہر کے باہر متفرق طور پر خیمہ زن تھے۔ لشکر بغداد اور شہر کے باشندے عمید العراق کے پاس جمع ہوئے اور مسلح ہو کر بسایری کے مقابلہ پر آ گئے۔ مگر بغیر جنگ کئے واپس چلے گئے۔

بغداد میں مستنصر علوی کا خطبہ:..... بسایری نے بغداد میں داخل ہو کر پہلے جامع مسجد منصور میں اور اس کے بعد جامع مسجد صافہ میں مستنصر علوی حاکم مصر کے نام کا خطبہ پڑھا اور آذان میں ”حی علی خیر العمل“ کہنے کا حکم دیا۔ اور مقام زاہر میں اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیا۔ چونکہ بسایری مذہب شیعہ رکھتا تھا۔ اس وجہ سے شیعہ اس کا دم بھر رہے تھے۔ اور اہل سنت و جماعت ترکوں کی مخالفت اور بدسلوکی کی وجہ سے اس کے ہم آہنگ تھے۔ کندی سلطان طغرل بیگ کے انتظار میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اور رئیس الرؤساء ہر لحظہ جنگ پر تیار تھا۔ حالانکہ معرکہ آرائی میں اس کو کچھ شدید نہ تھی،

خلیفہ کے لشکر کی شکست:..... ایک دن اتفاق سے کندی کو اطلاع کئے بغیر رئیس الرؤساء مسلح ہو کر نکل پڑا۔ فنون جنگ سے واقفیت تو تھی ہی نہیں لہذا شکست کھائی ایک بڑا گروہ ساتھیوں کا کام آ گیا۔ باب الازج جو قصر خلافت کا دروازہ تھا لوٹ لیا گیا۔ اہل حریم قصر خلافت کے کونوں میں چھپ گئے خلیفہ قائم نے کندی کو دشمنان خلافت سے مقابلے کا حکم دیا اور خود بھی جنگی لباس پہن کر لڑنے نکلا۔ اس وقت تھمذ گروپ لوٹ مار کرتا ہوا باب الفردوس تک پہنچ گیا تھا۔ اور کندی نے قریش سے امن سے حاصل کر لیا تھا۔

خلیفہ کو امان:..... مجبوراً خلیفہ قائم خلافت میں واپس آ گیا۔ پھر قصر خلافت کی تفصیل سے قریش کو پکارا اور رئیس الرؤساء کے ذریعے امن کی درخواست کی۔ رئیس الرؤساء نے بھی امن مانگا چنانچہ قریش نے دونوں کو امان دے دی رئیس الرؤساء اور خلیفہ قائم نے خلافت سے نکلے اور قریش کے ساتھ ہو لئے بسایری کو قریش کی یہ بد عہدی ناگوار گذری تو بول اٹھا ”اے قریش تو نے ہمارے ساتھ بد عہدی کی ہے“ قریش نے جواب دیا ”یہ بد عہدی نہیں ہے ہمارا تم سے یہی عہد ہوا تھا۔ کہ جس پر ہم لوگ قابض ہوں گے اشتراک سے قابض ہوں گے۔ یہ رئیس الرؤساء تمہارا ہے اور خلیفہ میرا ہے“ لہذا جس وقت رئیس الرؤساء بسایری کے سامنے پیش ہوا بسایری انتہائی تند خوئی سے پیش آیا۔ رئیس الرؤساء نے معافی کی درخواست کی۔ تو بسایری نے انکار کر دیا۔

خلیفہ سے قریش کا حسن سلوک:..... اور خلیفہ قائم کو قریش اسی طرح سے جیسا کہ وہ تھا اپنی لشکر گاہ میں لایا۔ اپنے خاص خیمہ میں اتارا اور

اس کی بیوی ارسلان خاتون بنت برادر سلطان طغرل بیگ کو اپنے ایک معتمد خاص کے سپرد کیا اور اس کی خدمت گزاری کا حکم دیا۔ دار الخلافت اور قصر خلافت کئی دن تک لٹتا رہا اس کے بعد قریش نے خلیفہ کو اپنے چچا زاد بھائی مہارش بن مجلی کی حفاظت میں دیا۔ مہارش نے اس کو بغداد سے حدیبہ خان میں لا کر ٹھہرایا اور بسا سیری بغداد ہی میں مقیم رہا اور اس نے مصری امراء کے ساتھ نماز عید الاضحیہ پڑھی رؤساء شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ فقہاء اور قضاة کے وظائف اور تنخوائیں دیں مذہبی تعصب کو دخل نہیں دیا۔ خلیفہ قائم کی ماں کو بدستور اسی کے مکان میں رہنے دیا۔ لونڈیاں خدمت کرنے کے لئے دیں۔ روزمرہ کے اخراجات کے لئے تنخواہ مقرر کر دی۔

ہنگامہ فرو ہونے پر قریش نے محمود بن حام کو کوجہ اور فرات کا گورنر بنایا اور بسا سیری نے رئیس الرؤساء کو آخر ذی الحجہ ۴۵۰ھ میں جیل سے نکال کر حدنجی کے قریب اس کی وزارت کے پانچویں سال صلیب پر چڑھا دیا۔ ابن ماکولا کہتا ہے کہ رئیس الرؤساء کی شہادت ۴۱۴ھ میں ہوئی تھی۔

مستنصر علوی کو خوشخبری فتح..... دار الخلافت بغداد کی غارتگری سے فارغ ہو کر بسا سیری نے مستنصر علوی حاکم مصر کی خدمت میں فتح کی خوشخبری بھیج دی عراق میں دولت علویہ کے قائم مقام کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اطلاع دی اتفاق سے ان دنوں ابوالفرج کا ابوالقاسم بھتیجا مغربی مصر میں وزیر تھا۔ اس نے بسا سیری کے اس فعل کی بے حد مذمت کی اور حاکم مصر کو اس کے انجام سے ڈرایا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایک مدت تک بسا سیری کے خط کا جواب نہ دیا گیا اور پھر جواب بھی دیا گیا تو بسا سیری کی امید کے خلاف جواب ملا۔

اھواز واسط اور بصرہ پر قبضہ..... اس کے بعد بسا سیری نے بغداد سے واسط و بصرہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے اھواز کی طرف بڑھا۔ ہزار شب بن تنکیر گورنر اھواز نے مصالحت کا پیغام بھیجا چنانچہ ایک مقدار مقرر خرانج سالانہ بھیجنے پر صلح ہو گئی۔ مصالحت کے بعد بسا سیری نے ماہ شعبان ۴۵۱ھ میں واسط کا رخ کیا۔ صدقہ بن منصور بن حسین اسدی اس سے علیحدہ ہو کر ہزار شب کے پاس چلا گیا۔ اس کو اس کے باپ کے بعد سند حکومت عطا ہوئی تھی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

طغرل بیگ کی آمد بسا سیری فرار..... ان واقعات کے بعد بسا سیری کو یہ خبر ملی کہ سلطان طغرل بیگ کو بمقابلہ ابراہیم (برادر سلطان مذکور) کامیابی حاصل ہو گئی ابھی تک اس نے اپنے بارے میں کوئی رائے قائم نہیں کی تھی کہ سلطان طغرل بیگ نے قریش اور بسا سیری کے پاس یہ پیغام بھیجا ”تم لوگ فوراً خلیفہ کو دار الخلافت میں واپس بھیج دو اور خطبہ و سکے اس کے نام کا بدستور جاری رکھو میں فقط اتنی بات پر قناعت کر لوں گا ورنہ مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا تصور کر لو“ مگر بسا سیری نے انکار میں جواب دیا اس بناء پر سلطان طغرل بیگ نے لشکر کر کے عراق کی جانب کوچ کر دیا جس وقت سلطانی مقدمہ الجیش قصر شیریں میں پہنچا اور بغداد میں یہ خبر مشہور ہوئی تو لوگوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ اہل کرخ اپنے اہل و عیال سمیت خشکی و دریا کے راستے بھاگ گئے بنو شیبان کی بن آئی لہذا غارتگری شروع کر دی۔ بسا سیری بھی اپنے اہل و عیال سمیت چھٹی ذیقعدہ ۴۵۱ھ کو بغداد میں داخل ہونے کے پورے ایک سال بعد بغداد سے کوچ کر گیا۔ بد نظمی، غارتگری، اور آتش زنی کی گرم بازاری ہو گئی، اس دوران سلطان طغرل بیگ بغداد پہنچ گیا۔ راستے سے امام ابو بکر احمد بن محمد بن ایوب معروف بہ ابن فورک کو قریش بن بدران کے پاس اس کے اس سلوک کا شکریہ ادا کرنے کو بھیج دیا جو اس نے خلیفہ قائم اور اس کی بیوی ارسلان خاتون (سلطان طغرل بیگ کی بیٹی) کے ساتھ کیا تھا اور ان دونوں کو واپس لانے پر بھی اس کو مامور کیا۔

خلیفہ قائم اور مہارش..... لیکن امام ابو بکر کے پہنچنے سے پہلے ہی قریش نے خلیفہ قائم کو اس کی بیوی کے ساتھ مہارش کے پاس بھیج دیا تھا اور یہ ہدایت کر دی تھی کہ خلیفہ کو لے کر تم کسی جنگل میں چلے جاؤ، تاکہ سلطان طغرل بیگ یہ خبر سن کر عراق کے ارادے سے باز رہے اور اس ذریعے سے ہم جو چاہیں گے سلطان سے زبردستی کرا لیں گے۔ مگر مہارش نے اس کی تعمیل سے انکار کر دیا اس لئے کہ بسا سیری نے بد عہدی کی تھی اور یہ معذرت کی کہ میں نے خلیفہ سے کچھ ایسا قول و اقرار کیا ہے کہ جس کو توڑنا میرے بس سے باہر ہے، یہ پیغام بھیجنے کے بعد مہارش خلیفہ کے ساتھ عراق کی جانب روانہ ہو گیا اور بدر بن مہملہل کے شہر کا راستہ اختیار کیا ابن فورک کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بدر کے پاس پہنچ گیا اور خلیفہ سے ملاقات کی۔ بدر نے سلطان طغرل بیگ کی طرف سے ہدایا اور تحائف پیش کئے اتنے میں سلطان طغرل بیگ تک بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ فوراً اپنے وزیر کنذری کو امراء دولت، اراکین سلطنت، حجاب، خیمے، پردے اور گھوڑوں کے ساتھ خلیفہ قائم کو لانے روانہ کیا۔ بدر کے شہر میں ان لوگوں کو خلیفہ کی

مصاحبت کا شرف حاصل ہوا۔ خلیفہ کو ان کے ملنے سے بیحد مسرت ہوئی۔

خلیفہ کی بغداد روانگی:..... چوبیسویں ذیقعدہ ۴۵۰ھ کو ان لوگوں سمیت بغداد کی جانب کوچ کر دیا سلطان طغرل بیگ روانگی سے مطلع ہو کر استقبال کے لئے آیا۔ اور نہروان میں ملاقات ہوئی دست بوسی کی، سلامتی کی مبارکباد دی۔ اور اتنے دنوں خلیفہ کی خبر گیری میں تاخیر کرنے کی معذرت کی کہ ”میرا بھائی داؤد خراسان میں انتقال کر گیا تھا، ابراہیم (گورنر ہمدان) نے علم عباسیہ کے مقابلہ میں بغاوت کر دی تھی میں اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی طرف متوجہ تھا چنانچہ خلیفہ کے اقبال اور اللہ ذی الجلال والا کرام کے فضل سے ابراہیم باغی و سرکش کے خلاف اس خادم کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اور اس کو میں نے بغاوت کے جرم میں مار ڈالا اور داؤد کے بیٹوں کو داؤد کی جگہ پر مقرر کر دیا۔ اب میرا ارادہ بسا سیری کے تعاقب میں شام جانے کا ہے اور اگر خلیفہ اجازت دیں تو حاکم مصر سے بھی دو چار ہونے کا ارادہ ہے“ خلیفہ قائم نے خوش ہو کر اپنے ہاتھ سے سلطان طغرل بیگ کے گلے میں تلوار جمائل کی اور ارشاد فرمایا ”اس کے علاوہ امیر المؤمنین کے قبضہ میں اس وقت اور کچھ نہیں ہے“ اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خیمہ کا پردہ اٹھا دیا۔ امراء دولت نے دوڑ کر قدم بوسی کی اور واپس آ گئے۔

خلیفہ کا استقبال اور بحالی خلافت:..... اس کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ سمیت بغداد کی جانب کوچ کر دیا بغداد میں امراء دولت اور رؤساء شہر میں سے کوئی باقی نہ تھا جو خلیفہ کے استقبال کے لئے نہ آیا ہو۔ سلطان طغرل بیگ نے آگے بڑھ کر باب نوبی پر قیام کیا یہاں خلیفہ کا حاحب رہتا تھا اور جب خلیفہ قائم کا اس مقام سے گزر ہوا تو سلطان طغرل بیگ نے اٹھ کر خلیفہ قائم کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور ساتھ ساتھ قصر خلافت کے دروازے تک آیا۔ خلیفہ قائم قصر خلافت میں چلا گیا اور سلطان طغرل بیگ اپنی لشکر گاہ میں واپس چلا گیا اور امور سلطنت کو سنوارنے میں مصروف ہو گیا۔ یہ واقعہ پچیسویں ذیقعدہ ۴۵۱ھ کا ہے۔

بسا سیری کا قتل:..... خلیفہ کی بغداد واپسی کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خمار تکین کو دو ہزار سواروں کے ساتھ کوفہ روانہ کیا۔ سرایا بن منیع کو بنی خفاجہ کے ساتھ ان کی کمک کا حکم دیا اور ان کے پیچھے پیچھے خود بھی لشکر تیار کر کے روانہ ہو گیا۔ دبیس، قریش اور بسا سیری کو اس کی اطلاع نہ ہو سکی، وہ بے فکری کے ساتھ غارتگری میں مصروف تھے۔ کوفہ کو لوٹ چکے تھے کہ سلطانی لشکر کوفہ کے راستے سے نمودار ہوا۔ ان کو مقابلہ کی طاقت نہیں تھی لہذا بطیمہ کی جانب بھاگے۔ دبیس نے عرب کو واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لہذا خود ان کے ساتھ ہو گیا مگر بسا سیری اور قریش، سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں آ گئے، ایک بڑا گروپ ان دونوں کے ساتھیوں کا مارا گیا۔ ابوالفتح بن ورام، منصور بن بدران، حماد بن دبیس قید کر لئے گئے۔ بسا سیری کو ایک تیر آ لگا۔ چنانچہ زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا کشمکشیں نامی ایک سوار نے پہنچ کر سر کاٹ لیا اور وزیر کنذری کے سامنے پیش کر دیا کنذری نے سلطان طغرل بیگ کے پاس روانہ کر دیا سلطانی لشکر نے باغیوں کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور جسے پایا گرفتار کر لیا سلطان طغرل بیگ نے بشارت فتح کے ساتھ بسا سیری کا سر بھی بغداد بھیج دیا۔ جسے خلیفہ کے حکم سے پندرہویں ذی الحجہ ۴۵۱ھ کو قصر خلافت کے دروازے پر باب نوبی کے سامنے لٹکا دیا گیا۔ دبیس بھاگ کر بطیمہ پہنچ گیا اس کے ساتھ زعیم الملک ابوالحسن عبدالرحیم تھا۔

بسا سیری کا نام:..... بسا سیری ① ترکی النسل، بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کا خادم تھا اس کا نام ارسلان اور کنیت الحرث تھی۔ بسا سیری ② کے حرف اول کا تلفظ فاء اور باء کے درمیان میں ہے۔ فساء شہر کی طرف جب کوئی منسوب کیا جاتا ہے تو فسوی کہلاتا ہے ابوعلی فارسی صاحب ایضاح اسی شہر کا رہنے والا تھا چونکہ بسا سیری کا پہلا آقا بسار کا رہنے والا تھا اس مناسبت سے اس کو ”بسا سیری“ کہنے لگے۔

①..... حاشیہ تاریخ ابن خلدون پر بحوالہ ابوالفداء لکھا ہوا ہے، بسا کو عربی زبان میں فسا کہتے ہیں یہ ایک شہر ہے مضافات دارا بجد سے آبادی میں شیراز کا مقابل تھا اہل عرب اس کی طرف جب منسوب کرتے تھے تو فسوی کہتے تھے مگر اہل فارس خلاف قیاس بسا سیری بولتے ہیں، عرب بھی بہ تقلید اہل فارس بسا سیری کہنے لگا، یہ وہی شخص ہے جس نے خلفاء مصر کا بغداد میں خطبہ پڑھا اور خلیفہ قائم کو بغداد سے نکال دیا تھا۔

②..... اس کا تلفظ اگر باء اور فاء کے درمیان ہے تو اردو میں ”پھ“ کے ساتھ بولا جانا چاہئے جیسے پھسا سیری، کیونکہ فاء اور باء کے درمیان یہی تلفظ ہے، اگر کوئی اہل علم بھی رائے دے سکیں تو کرم بالائے کرم ہوگا (شاء اللہ محمود)

سلطان طغرل بیگ واسط میں:..... دار الخلافت بغداد کے انتظام سے فارغ ہو کر سلطان طغرل بیگ نے اوائل ۴۵۲ھ میں واسط کی طرف کوچ کیا۔ ہزار شب بن تنکیر والی اہواز یہ خبر سن کر سلطان طغرل بیگ سے ملنے کے لئے واسط میں حاضر ہوا بات چیت کر کے دبیس بن مزید اور صدقہ بن منصور بن حسین کی غلطی معاف کرائی اور معذرت کے لئے دربار سلطانی میں حاضر کیا۔ سلطان طغرل بیگ نے ان دونوں کی عفو و تقصیر کر دی اس کے بعد ابوعلی بن فضلان کو واسط پر خراج کی دولاکھ سالانہ ادائیگی اور ابوسعید ساہور بن مظفر کو بصرہ پر مامور کیا۔ اور بغداد کی جانب لوٹ گیا پھر دربار خلافت میں حاضر ہوا اور خلیفہ کی حضوری شرف حاصل کیا۔

کچھ دن بعد ماہ ربیع الاول ۴۵۲ھ میں بلاد جبل کی طرف روانہ ہوا۔ اور روانگی کے وقت امیر برسق ۱ کو بغداد کا شہنہ مقرر کیا۔ ابوالفتح مظفر بن حسین کو بغداد کا چار لاکھ دینار پر تین برس کا ٹھیکہ دیا۔ محمود احرم کو بنی خفاجہ کی امارت اور کوفہ و فرات کی حکومت پر واپس بھیجا۔ اسی سال دربار خلافت سے سلطان طغرل بیگ کے مصاحبوں کو چار ہزار دینار سالانہ کی جاگیریں مرحمت ہوئیں۔

وزارت کی تبدیلی:..... خلیفہ قائم نے بغداد واپس آنے کے بعد ابوتراب اثیری کو امیر البحر مقرر کر دیا کشتیوں کے حصول کی خدمت سپرد کی اور ”حاجب الحجاب“ کا لقب مرحمت فرمایا۔ یہ اس خدمت کا صلہ تھا جو اس نے خلیفہ کی حدیث میں خدمت کی تھی۔ تھوڑے دنوں بعد شیخ ابو منصور یوسف نے ابوالفتح بن حمد بن دارست کی وزارت کی سفارش کی اور یہ گزارش کی کہ تنخواہ یا جاگیر لینا تو درکنار ابوالفتح بطور نذرانہ کے ایک ٹھیک ٹھاک رقم سالانہ پیش کیا کرے گا خلیفہ کے شیخ ابو منصور کی سفارش منظور کر لی چنانچہ وہ پندرہویں ربیع الثانی ۴۵۳ھ کو ابوالفتح اہواز سے بغداد میں داخل ہوا خلیفہ نے خلعت دی اور قلمدان وزارت عطا فرمایا ابوالفتح اس سے پہلے ابوکالیجار کی طرف سے تجارت کرتا تھا بہر کیف سال پورا ہو گیا مگر وہ مقررہ رقم ادا نہ کر سکا۔ چنانچہ خلیفہ قائم نے اس کو معزول کر دیا اور وہ اہواز لوٹ آیا اس کے بعد ہی ابونصر بن جہیر وزیر نصیر الدولہ بن مروان وزارت کی امید سے بغداد آیا اور عہدہ وزارت کی درخواست دی اور خلیفہ سے لڑ جھگڑ کر عہدہ وزارت حاصل کر لیا خلیفہ نے عہدہ وزارت عطا کرنے کے بعد فخر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔

خلیفہ کے بیٹی کے لئے پیغام نکاح:..... ۴۵۳ھ میں سلطان طغرل بیگ نے بذریعہ ابوسعید قاضی ”رے“ خلیفہ قائم کی لڑکی سے نکاح کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد ابو محمد تمیمی کی زبانی یہ کہلوا یا کہ سلطان طغرل بیگ، امیر المومنین کو اس رشتہ سے معارر کھیں ورنہ تین لاکھ دینار سالانہ اور صوبہ واسط سے اس کے مضافات سمیت دست کش ہونا پڑیگا جس وقت تمیمی نے وزیر عمید الملک سے خلیفہ کا یہ پیغام بیان کیا عمید الملک نے ہنس کر جواب دیا کہ۔ ”الحمد للہ خلیفہ نے سلطان کی درخواست منظور فرمائی۔ سلطان کو چاہئے کہ ان شرائط کو منظور کر لیں اور خلیفہ کے لئے مناسب یہ ہے کہ رشتہ داری کے عوض مال و زر طلب نہ فرمائیں۔“ اس کا جواب کچھ نہ دے سکا، لہذا خاموش ہو گیا۔ عمید الملک نے اس سے سلطان طغرل بیگ کو مطلع کیا اور لوگوں میں اس خبر کو مشہور کر دیا۔

خلیفہ کا انکار:..... اس کے سلطان طغرل بیگ نے وزیر الملک کو ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کے ساتھ امراء رے کے ساتھ جس میں فرامر زبن کا کو یہ بھی تھا دس لاکھ دینار، بیشمار جواہرات اور لونڈیاں دے کر خلیفہ کی خدمت میں روانہ کئے، عمید الملک نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ کی دست بوسی کی اور مال و اسباب جو کچھ اپنے ہمراہ لایا تھا پیش کر دیا۔ خلیفہ قائم نے سلطان طغرل بیگ کا پیام سنتے ہی ارشاد کیا ”اگر سلطان طغرل بیگ اپنے اس خیال خام سے باز نہیں آئے گا تو میں بغداد چھوڑ کر نکل جاؤں گا۔“ عمید الملک نے عرض کی ”جناب خلیفہ نے پہلے ہی سے انکار کیوں نہ فرمایا۔ اور جب منظوری کو مشروط کسی شرط سے کر دیا تو اب انکار کے کوئی معنی نہیں ہو سکتے“ خلیفہ قائم نے اس وقت کچھ جواب نہ دیا اور اگلے ہی دن عمید الملک اور اس کے ساتھیوں کو نہروان کی طرف نکلوا دیا۔

رشتہ کے لئے بھرپور کوششیں:..... قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کو خبر ملی تھی۔ گرتے پڑتے عمید الملک کے پاس پہنچے اور خوشامد و منت کر کے روکا اس کے بعد خلیفہ کی خدمت میں آئے اور اسے اونچا نیچا سمجھایا بالآخر باتفاق رائے حاضرین دربار دیوان سے ایک خط بنام

خمارتکین (یہ سلطان طغرل بیگ کا مصاحب تھا) عمید الملک کی شکایت کا روانہ کیا گیا۔ تھوڑے دنوں بعد سلطان طغرل بیگ کی طرف سے مدارات اور نرمی سے جواب آیا۔ مگر عمید الملک خلیفہ کو زبردستی اس رشتہ پر برابر تیار کرتا رہا مگر خلیفہ قائم پٹھے پر ہاتھ تک نہیں رکھنے دینا تھا۔

خمارتکین کی چغلی اور قتل:..... انجام کار عمید الملک ناامید ہو کر ماہ جمادی الآخر ۴۵۴ھ میں بغداد سے سلطان طغرل بیگ کے پاس چلا گیا اور اسے سارے واقعات شروع سے آخر تک عرض کئے اور یہ جڑ دیا کہ خمارتکین اگر دخل در معقولات نہ کرتا تو سلطان کا مقصود کب کا حاصل ہو گیا ہوتا۔ سلطان طغرل بیگ اس سے ناراضی پیدا ہوئی۔ خمارتکین جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ نیال کے بیٹوں نے سلطان کی اجازت سے تعاقب کیا۔ اور اپنے باپ کے بدلہ میں اس کو مار ڈالا۔ تب اس کی جگہ سارتکین مقرر ہوا۔

طغرل بیگ کا نکاح:..... عمید الملک کی واپسی کے بعد سلطان طغرل بیگ نے قاضی القضاۃ اور شیخ ابو منصور بن یوسف کے نام عتاب بھرا خط لکھا اور اپنی بیٹی ارسلان خاتون زوجہ خلیفہ قائم کو مانگ لیا خلیفہ نے یہ خیال کر کے کہ معاملہ اب طول کھینچ رہا ہے سلطان طغرل بیگ کی منگنی اپنی شاہزادی سے منظور کر لی اور وزیر عمید الملک کو سلطان طغرل بیگ کے ساتھ شاہزادی کے نکاح کا وکیل مقرر کر دیا اور ابو الغنائم بن مہلبان کے ذریعے بلاد اسلامیہ میں خطوط روانہ کئے، چنانچہ ماہ شعبان ۴۵۴ھ میں بیرون تبریز کے باہر خلیفہ کی بیٹی سے سلطان طغرل بیگ کا نکاح کر دیا گیا۔

نکاح کے بعد رخصتی:..... نکاح ہونے کے بعد سلطان طغرل بیگ نے خلیفہ، ولیعہد اور خلیفہ کی اس بیٹی کے لئے جس سے عقد ہوا تھا مال و اسباب اور جواہرات روانہ کئے اور عراق میں اس کی متوفیہ بیوی کی جتنی جاگیریں تھیں وہ سب کی سب خلیفہ کی بیٹی کو دے دیں۔

ماہ محرم ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بیگ ارمینہ سے بغداد لوٹ آیا دولت سلجوقیہ کے امراء ابو علی بن ابوکالیجار، سرخاب بن بدر، ہزارشب اور ابو منصور بن فرامرزن کا کو یہ وغیرہ اس کے ساتھ قافلے میں تھے۔ وزیر ابن جہیر خلیفہ کی طرف سے استقبال کے لئے آیا۔ سلطان طغرل بیگ نے اسے عزت و احترام سے ملاقات کی اور مغربی بغداد میں اپنے لشکر کے ساتھ قیام کیا۔ کثرت لشکر کی وجہ سے رعایا وادیاں مچانے لگی۔ وزیر عمید الملک قصر خلافت میں سلطان کی بیوی (خلیفہ قائم کی لڑکی) کو رخصت کرانے گیا۔ خلیفہ نے اپنی شاہزادی اور سلطان کے اراکین دولت اور مصاحبوں کے رہنے کے لئے ایک محل علیحدہ کر دیا اور شاہزادی کو اس میں بھیج دیا۔ چنانچہ شاہزادی ایسے تخت پر جو سونے سے منڈھا ہوا تھا جلوہ افروز ہوئی۔ سلطان طغرل بیگ نے حاضر ہو کے زمین بوسی کی بہت سامال اور بیشمار جواہرات پیش کئے۔ چند دن تک اسی دستور سے سلطان طغرل بیگ آتا جاتا رہا دولت عباسیہ کے امراء اور خلیفہ کے مصاحبوں کو انعامات دئے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ڈیڑھ لاکھ سالانہ پر ابو سعد فارسی کو بغداد کا ٹھیکہ دیا۔ جتنا ٹیکس اور محصول رئیس العراقین نے معاف کر دیا تھا پھر جاری کر دیا۔ اعرابی بصرہ کا ٹھیکہ دار گرفتار کر لیا گیا۔ اور واسط کا ٹھیکہ دولا کھ سالانہ پر ابو جعفر بن فضلان کو دیا گیا۔

سلطان طغرل بیگ کی وفات:..... سلطان طغرل بیگ نے چند دن بغداد میں قیام کر کے ماہ ربیع الآخر ۴۵۵ھ میں بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور جس وقت ”رے“ میں داخل ہوا مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ آٹھویں رمضان جمعہ کے دن وفات پائی۔ رفتہ رفتہ بغداد میں یہ خبر پہنچی تو ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خلیفہ قائم کے طلب کرنے پر مسلم بن قریش موصل، دبیس بن مزید، ہزارشب گورنر ہواز، بنی درام اور بدر بن مہلبان وغیرہ بغداد میدان آگئے۔ ابو سعد فارسی ٹھیکہ دار بغداد نے قصر عیسیٰ پر شہر پناہ بنا کر غلہ وغیرہ کا کافی ذخیرہ جمع کر لیا۔ مسلم بن قریش موقع پر کر بغداد سے خروج کر کے بغداد کے اطراف و جوانب کو تخت و تاراج کرنے لگا۔ دبیس بن مزید، بنو خفاجہ، بنو ورام، اور کرد اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھے چنانچہ مسلم بن قریش کی گرمی دماغ سے فرو ہو گئی۔ اس نے بغاوت سے توبہ کی اور بدستور علم عباسیہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ اس دوران جادانی کرد سردار ابو الفتح بن ورام کا انتقال ہو گیا۔ اور عربوں نے تخت و تاراج کرنا شروع کر دیا اور لڑنے پر پھرتل گئے۔ بازار یوں اور اوباشوں کو دست درازی کا موقع مل گیا۔ یہی وجہ تھی کہ بغداد میں بدمعاشوں اور مفسدوں کی کثرت ہو گئی، جس سے نظام حکومت مدتوں درہم برہم رہا۔

سلطان الپ ارسلان:..... سلطان طغرل بیگ کے انتقال کے بعد اراکین دولت علی الخصوص عمید الملک کندی نے سلیمان بن داؤد جعفری بک کو تخت حکومت پر جلوہ افروز کیا۔ داؤد جعفری بیگ، سلطان طغرل بیگ کا بھائی تھا۔ اس کے انتقال کے بعد سلطان طغرل بیگ نے اس کی

بیوی (یعنی مادر سلیمان سے) عقد کر لیا تھا اس اعتبار سے سلیمان سلطان طغرل بیگ کا ربیب ❶ بھی تھا اور بھتیجا بھی۔ سلطان طغرل بیگ نے اس کو اپنا ولی عہد بھی بنالیا تھا۔ جس وقت سلیمان کا نام خطبوں میں داخل کیا گیا۔ امراء دولت نے مخالفت شروع کر دی تو وہ باغیسان اور اروم بغداد سے قزوین چلا گیا۔ اور عضد الدولہ الپ ارسلان محمد بن داؤد جعفری بیگ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ یہ ان دنوں خراسان میں حکومت کر رہا تھا اس کے پاس اس کا وزیر نظام الملک بھی تھا۔ تھوڑے عرصہ میں لوگوں کا رجحان اس کی جانب ہو گیا۔

عمید الملک کندری کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ اس خیال سے کہ کہیں کسی قسم کا اختلال میری حکومت میں پیدا نہ ہو جائے مقام ”رے“ میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ اور اس کے بعد سلیمان کے نام کا خطبہ پڑھوایا سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر ملی تو لشکر مرتب کر کے خراسان سے مقام ”رے“ پر چڑھائی کر دی اہل رے سلطان الپ ارسلان کی آمد کی خبر سن کر ملنے آئے اس کی اطاعت قبول کر لی عمید الملک کندری نے بھی سلطان الپ ارسلان کی شرف حضوری حاصل کی اور اس کے وزیر نظام الملک سے ملا تحائف اور ہدایا پیش کی لیکن اس سے کچھ کام نکل نہ سکا اور نہ اس کی طرف سے سلطان الپ ارسلان کی سوء ظنی کم ہوئی، چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے فتنہ و فساد کے خوف سے اس کو ۴۵۶ھ میں گرفتار کر کے مرو و زکی جیل میں ڈال دیا اور ایک سال کے بعد ماہ ذی الحجہ ۴۵۷ھ میں قتل کر ڈالا۔

مقتول عمید الملک:..... عمید الملک نیشاپور کا رہنے والا فصیح، و بلیغ، اعلیٰ درجہ کا منشی تھا جس وقت سلطان طغرل بیگ نیشاپور میں وارد ہوا۔ ایک کاتب کی ضرورت محسوس ہوئی موفق یعنی ابوہل کے باپ نے عمید الملک کو پیش کر دیا۔ چونکہ اس میں خداداد قابلیت موجود تھی سلطان طغرل بیگ نے اس کو اپنا سیکرٹری بنالیا۔ یہ پیدائشی مخنث تھا بعضوں کا بیان ہے کہ چونکہ اس نے سلطان طغرل بیگ کی منگیتر سے عقد کر لیا تھا اور سلطان سے باغی ہو گیا تھا۔ سلطان نے اس پر چڑھائی کی۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا اور کامیابی و فتحیابی کے بعد اس کو مخنث بنا کر بدستور عہدہ کتابت مامور کر دیا تھا۔

بعض مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ اس کے دشمنوں نے دشمنی کی وجہ سے یہ خبر اڑادی تھی کہ اس نے سلطان طغرل بیگ کی منگیتر سے عقد کر لیا ہے، اس لئے اس نے اپنے آپ کو خصی کر ڈالا۔ تاکہ دشمنوں کی عداوت سے بے خوف ہو جائے۔ شافعیہ، اشعریہ ❷ اور رافضیوں سے بے حد تعصب رکھتا تھا۔ سلطان سے خراسان کے منبروں پر رافضیوں پر لعن طعن کی اجازت حاصل کر لی تھی۔ چند دن بعد اشعریہ کو بھی شریک لعنت کر لیا اس سے ائمہ اہل سنت و جماعت کو بے حد صدمہ و ملال ہوا۔

امام الحرمین کا ترک خراسان:..... چنانچہ ابوالقاسم قشیری اور امام المعالی خراسان چھوڑ کر مکہ معظمہ چلے گئے اور چار برس تک حجاز میں مقیم رہے اور حرمین میں درس و تدریس اور افتاء میں مصروف رہے اسی مناسبت سے یہ امام الحرمین کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ لہذا جس وقت سلطان الپ ارسلان کا دور حکومت آیا اور قلمدان وزارت کا مالک نظام الملک طوسی بنا تو اس نے امام الحرمین کے ساتھ اچھے برتاؤ کے اور حسن سلوک سے پیش آیا اور سلطان الپ ارسلان نے سیدہ بن خلیفہ قائم کو جس کے ساتھ سلطان طغرل بیگ نے عقد کیا تھا۔ بغداد واپس کر دیا اور خدمت گزاری کے لئے امیر اتپکین سلمیانی کو ہمراہ کر دیا۔ تاکہ شاہزادی صاحبہ کو سفر میں کسی قسم کی تکلیف نہ ہونے پائے۔

بغداد میں خطبہ کے لئے قاصدین:..... بغداد پہنچنے پر سلطان الپ ارسلان نے امیر اتپکین کو بغداد کا کوتوال بنایا۔ اس سفر میں شاہزادی سیدہ کے ہمراہ ابوہل محمد بن ہبۃ اللہ (ابن موفق) بھی تھا۔ دار الکلافت بغداد میں سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے خلیفہ کی خدمت میں جا رہا تھا کہ راستے میں انتقال کر گیا۔ یہ نیشاپور کے مشہور علماء شافعیہ سے تھا۔ سلطان الپ ارسلان نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی جگہ عمید ابوالفتح مظفر بن حسین کو روانہ کر دیا اتفاق سے یہ بھی بغداد نہ پہنچنے پایا اور راستہ ہی میں مر گیا۔ تب سلطان الپ ارسلان نے اپنے وزیر السلطنت نظام الملک کو روانگی کا حکم دیا۔

❶ ربیب: اس بچے کو کہتے ہیں جس کی ماں سے بعد پیدا ہونے کے نکاح کیا جائے (مترجم)

❷ اشعریہ: یہ ابوالحسن علی بن اسماعیل اشعری کی جو کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی اولاد میں سے ہیں، مذہب اشاعرہ کی بانی ہیں، عقائد کے امام ہیں اور ائمہ مجتہدین میں سے ہیں ان کی مشہور تالیف، مقالات الاسلامیین و اختلاف المصلیین ہے اشاعرہ ان ہی کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں (طبقات الشافعیہ صفحہ ۲۴۵ جلد ۲)

”الولد المؤید“ کا خطاب و خلعت:..... عمید الملک ابن وزیر فخر الدولہ بن جہیر وغیرہ استقبال کے لئے آئے۔ خلیفہ قائم نے نظام الملک سے ملنے کے لئے ساتویں جمادی الاولیٰ ۴۵۶ھ کو دربار عام منعقد کیا اور سلطان الپ ارسلان کے نائب کے طور پر نظام الملک سے ہاتھ ملایا اعزاز کے ساتھ کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ فرمایا۔ رؤساء شہر اور اراکین دولت کے سامنے خلعتیں عطا کیں، ضیاء الدولہ کا لقب دیا۔ اور منبروں پر بغداد پر سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر فرمایا۔ اور نیز یہ حکم دیا کہ سلطان کی درخواست کے مطابق ”الولد المؤید“ کے خطاب سے مخاطب کئے جانے کا حکم دیا۔ گشتی فرامین تمام ممالک اسلامیہ میں روانہ کئے گئے۔ اس سے بیعت خلافت لینے کے لئے نقیب ”طراز نبی“ سلطان الپ ارسلان کے پاس روانہ ہوا۔ مقام قنوجو ان مضافات آذربائیجان میں سلطان الپ ارسلان سے ملاقات ہوئی سلطان الپ ارسلان نے خلعت کو آنکھوں سے لگا کر زیب تن کیا۔ اور اس کے بعد بیعت خلافت کی۔ اس کے بعد ہی امراء سلجوقیہ میں والی ہرات اور صغانیان نے سلطان الپ ارسلان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا چنانچہ سلطان الپ ارسلان نے ایک عظیم لشکر تیار کر کے ہرات پر حملہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے فتح بھی نصیب ہوئی۔ جیسا کہ آئندہ اس کی دولت و حکومت کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

قطلمش کی بغاوت:..... قطلمش سلاطین سلجوقیہ کے خاندان کا ایک نامور ممبر تھا سلطان طغرل بیگ سے نسبتاً بہت قریب بلکہ اسی کے خاندان سے تھا قونیہ، قیسریہ، اقصر اور ملطیہ پر اس نے قبضہ کر رکھا تھا۔ اس کو سلطان طغرل بیگ نے ابتداءً جبکہ بغداد پر ۴۴۹ھ میں بغداد پر قبضہ کیا تھا۔ بسا سیری اور قریش بن بدران والی موصل سے جنگ کرنے بھیجا تھا۔ سلطان طغرل بیگ کے انتقال کے بعد اس نے لشکر مرتب کر کے رے کا رخ کیا۔ سلطان الپ ارسلان کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ فوج کو تیاری کا حکم دیا اور تیاری کے بعد ماہ محرم ۴۵۶ھ میں نیشاپور سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ مگر سلطانی افواج کے پہنچنے سے پہلے ہی قطلمش ”رے“ پہنچ گیا تھا۔ لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ سلطان الپ ارسلان نے دامغان میں پہنچ کر ایک خط قطلمش کے پاس قتل و غارت سے رکنے کا روانہ کیا مگر قطلمش نے کچھ توجہ نہ کی۔ سلطان نے ”رے“ کے قریب پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ قطلمش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی۔ سلطان نے اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔ ہزاروں لوگ قتل اور قید کئے گئے۔ اسی دوران قطلمش بھی مارا گیا۔ قطلمش کے مارے جانے سے لڑائی ختم ہو گئی۔ سلطان کو اس کے مارے جانے سے سخت صدمہ و ملال ہوا۔ اسے نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دیا۔

کرخ وغیرہ کی فتح:..... اس واقعہ کے بعد سلطان نے جہاد کے ارادے سے بلاد روم کا رخ کیا اور آذربائیجان سے ہو کر گذرا امیر طغر تکین اپنے اعزہ اور اقارب سمیت ملنے آیا۔ امیر طغر تکین کو بلاد رومیہ سے واقفیت اور جہاد میں بہت بڑا دخل تھا۔ سلطان نے اس کو جہاد پر ابھارا اور رہبری کی غرض سے اپنے ہمراہ لے لیا۔ رفتہ رفتہ نجران پہنچ گئے اور نہر اس کو عبور کرنے کے لئے کشتیاں تیار کرائیں۔ خوئی اور سلماں نامی قلعوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے الغرض کامیابی حاصل کرنے کے بعد مژدہ فتح بغداد روانہ کیا۔ اور بادشاہ کرخ نے جزیہ دے کر صلح کر لی سلطان الپ ارسلان اصفہان کی جانب لوٹ گیا۔ اصفہان میں چند دن قیام کر کے کرمان کا رخ کیا وہاں قاوت بن داؤد جعفری بک (یہ سلطان کا بھائی تھا) نے حاضر ہو کر شرف حضوری حاصل کی اس کے بعد سلطان مرو کی طرف روانہ ہوا۔ اسی دوران سلطان کے بیٹے ملک شاہ نے بادشاہ ماوراء النہر کی بیٹی سے نکاح کر لیا اور دوسرے بیٹے کا غزنہ کے گورنر کی لڑکی سے نکاح ہوا۔

ملک شاہ کی ولی عہدی:..... ۴۵۸ھ میں سلطان الپ ارسلان نے اپنے بیٹے ملک شاہ کو اپنا ولی عہد بنایا امراء مملکت اور اراکین دولت سے ملک شاہ کی ولی عہدی کی بیعت لی حسب مدارج سب کو خلعتیں دیں اور اپنے سارے ممالک محروسہ میں ولی عہد کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم صادر کر دیا اس کے بعد علاقوں میں متعدد لوگوں کو جاگیریں دیں چنانچہ ”بلخ“ اپنے بھائی سلیمان بن داؤد کو، خوارزم ارسلان ارغو (۱) کو، مرو اپنے دوسرے بیٹے ارسلان شاہ کو، صغانیان و طغارستان اپنے ایک اور بھائی الیاس کو، مازندران امیر اینانج بیغو کو اور بغشور (۲) اس کے مضافات سمیت مسعود بن ارتاش (۳) کو عنایت کیا۔

مدرسہ نظامیہ:..... وزیر السلطنت نظام الملک نے ۴۵۵ھ میں مدرسہ نظامیہ بغداد کی بنیاد ڈالی تھی جس کی عالیشان عمارت ماہ ذیقعدہ

۴۵۹ھ میں بن کرتیار ہوئی شیخ ❶ ابواسحاق شیرازی درس کے لئے منتخب کئے گئے۔ ایک جم غفیر طلباء کا درس لینے حاضر ہوا۔ چونکہ شیخ موصوف نے کسی سے یہ سن لیا تھا کہ مدرسہ نظامیہ زمین مغصوبہ ❷ پر بنایا گیا ہے اس لئے مدرسہ نظامیہ میں درس دینے نہ آئے دوپہر تک حاضرین انتظار کرتے رہے دوپہر کے بعد شیخ ابو منصور نے فرمایا ”شائقین اور طلباء علوم بغیر سبق پڑھے ہوئے نہیں جائیں گے اور ایسے عظیم الشان مدرسہ کے لئے ایک قابل پروفیسر کا ہونا ضروری ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ ابونصر ❸ بن صباغ جو اس وقت حاضر مجلس ہیں درس دیں“ حاضرین مجلس کے اتفاق رائے سے ابونصر پروفیسری کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے اور بیس دن تک پڑھاتے رہے یہاں تک شیخ ابواسحاق کا شک دور ہو گیا۔ اور پڑھانے کے لئے نظامیہ میں تشریف لے آئے۔

خلیفہ کے وزراء..... فخر الدولہ بن جہیر، خلیفہ قائم کا وزیر اعظم تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں چند دن بعد ۴۶۰ھ میں خلیفہ نے اس کو معزول کر دیا۔ چنانچہ فخر الدولہ بغداد سے نکل کر نور الدولہ دبیس بن مزید کے پاس قلعہ ❹ چلا گیا۔ خلیفہ نے اس کی جگہ ابویعلیٰ والدوزیر ابوشجاع کو عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کے لئے طلبی کا فرمان تحریر کیا۔ ابویعلیٰ ان دنوں ہزارشب بن تنگیر گورنر ہواز کے ہاں عہدہ کتابت پر تھا۔ ابویعلیٰ خلیفہ کا فرمان پا کر ہواز سے بغداد روانہ ہوا اتفاق یہ کہ راستے میں مر گیا۔ اس کے بعد نور الدولہ نے معز الدولہ کی دربار خلافت میں سفارش کی تو خلیفہ نے سفارش منظور فرمائی اور معز الدولہ کو بلوا کر ماہ صفر ۴۶۱ھ ❺ میں دوبارہ قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

مکہ میں خطبہ..... ۴۶۲ھ میں محمد بن ابی ہاشم گورنر مکہ نے خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ حرم شریف میں پڑھا۔ خلیفہ علوی گورنر مصر کا خطبہ موقوف کر دیا۔ جملہ ”حی علی خیر العمل“ کو اذان سے نکال دیا۔ اور اپنے بیٹے کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں روانہ کیا۔ سلطان اس خوشی کی خبر کو سن کر بے حد خوش ہوا۔ چنانچہ تیس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت مرحمت کی اور دس ہزار دینار سالانہ بطور تنخواہ کے مقرر فرمائے۔

ابن قریش دبیس کی اطاعت..... اسی سن میں مسلم بن قریش اور دبیس بن مزید نے سلطان الپ ارسلان کی اطاعت قبول کر لی یہ دونوں ان دنوں سلطان سے باغی ہو کر علم حکومت کے مخالف ہو گئے تھے۔ بات یہ تھی کہ ہزارشب بن تنگیر بن عیاض نے سلطان کو جھانسدے کر ان دنوں کے زیر کنٹرول ممالک چھین لینے پر ابھار دیا تھا۔ جب ان دنوں کو اس واقعہ کی خبر ملی تو سلطان سے منحرف ہو گئے۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں سلطان کی خدمت ہزارشب وفد لے کر خراسان گیا ہوا تھا۔ واپسی کے وقت انتقال کر گیا۔ دبیس اس واقعہ سے مطلع ہو کر مشرف الدولہ بن قریش گورنر موصل کے ساتھ سلطان کی خدمت میں وفد لے کر حاضر ہوا۔ نظام الملک نے ان دنوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ سلطان بھی بڑی عرت و احترام سے پیش آیا۔ ان دنوں نے بھی علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔

حلب پر سلطان کا قبضہ..... محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب پر قابض ہو گیا تھا۔ اس سے پہلے خلیفہ علوی حاکم مصر کا تصرف و اثر اس شہر

❶..... شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین ۳۹۳ھ مقام فیروز آباد میں پیدا ہوئے، اتوار کی رات اکیسویں جمادی الآخر ۴۷۶ھ کو مقام بغداد میں وفات پائی، باب ابر میں مدفون ہوئے، علم، زہد اور ورع و تقویٰ میں اپنے معاصرین سے بہت آگے تھے، اس وقت کے اکثر علماء امصار و دیار انہیں کے شاگرد تھے، محبت الدین بن نجار نے تاریخ بغداد میں ان کو امام اصحاب شافعی تحریر کیا ہے صاحب تصانیف کثیرہ تھے من جملہ مہذب فی المذہب، تنبیہ فقہ میں، لمع اور اس کی شرح اصول فقہ میں، تبصرہ، معونہ، اور تلخیص جدل میں ہے (ابن خلکان جلد ۴ صفحہ ۴)۔ ❷..... مغصوبہ زمین: جوزین کسی دوسرے سے ناحق چھین کر قبضہ کر لی گئی ہو (ثناء اللہ محمود)

❸..... ابونصر عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر معروف بہ ابن صبل فقیہ شافعی ۴۰۰ھ مقام بغداد میں پیدا ہوئے، آخر عمر میں بصارت جاتی رہی تھی ماہ جمادی الاولیٰ ۴۷۷ھ مقام بغداد میں وفات پائی، فقہ میں کتاب الشامل انہیں کی تصنیفات سے ہے جو ایک اعلیٰ پایہ کی کتاب شمار کی جاتی ہے وافتتاح مدرسہ نظامیہ کے وقت یہی تدریس پر مامور ہوئے تھے شیخ ابواسحاق کے بعد بھی یہی منتخب کئے گئے تھے، تذکرۃ العالم، الطریق السالم اور العہدہ فی اصول فقہ بھی انہی کے مصنفات سے ہیں (ابن خلکان صفحہ ۳۰۳ جلد ۱)

(۱) بعض عربی نسخوں میں، ازعرا، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ (۲) بیع عربی نسخوں میں، نقشوان، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔ (۳) بعض نسخوں میں، ازناش، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

❹..... کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴۰ جلد ۶ پر، فلوچہ، تحریر ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ فلوچہ سواد بغداد کا ایک بڑا قصبہ ہے۔ ❺..... دیکھئے البدایہ والنہایہ صفحہ ۹۷ جلد ۱۲

میں جاری و ساری تھا۔ محمود ایک چلتا پرزہ تھا سلطان الپ ارسلان کی سطوت اور جبروت سے متاثر ہو کر ایک روز اہل شہر کو جمع کیا اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں کو خلافت بغداد اور سلطان الپ ارسلان کی اطاعت پر مائل کر لیا۔ چنانچہ ۴۶۳ھ میں حلب کے منبروں خلیفہ قائم اور سلطان الپ ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اور اطلاعی خط دربار خلافت میں روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلیفہ نے نقیب النقباء طراد بن محمد زینبی کی معرفت خلعت بھیج دی اور اس کے بعد سلطان الپ ارسلان نے حلب کا رخ کیا۔ شاہی لشکر کا دیار بکر سے گزر رہا تھا۔ نصر بن مروان گورنر دیار بکر نے حاضر ہو کر اظہار اطاعت کی غرض سے ایک لاکھ دینا پیش کئے۔ سلطان دیار بکر سے روانہ ہو کر آمد پہنچ کیا مگر اہل آمد نے سرکشی کی۔ الہاوائے بھی انہی کے نقش قدم پر چلے لیکن سلطان نے کوئی توجہ نہ کی سیدھا حلب پہنچ گیا محمود گورنر حلب نے نقیب النقباء طراد کو سلطان کی خدمت میں بھیجا اور حاضر نہ ہونے کی معافی چاہی مگر سلطان نے حاضری پر اصرار کیا چنانچہ بات بڑھ گئی اور محاصرہ اور لڑائی کی نوبت آئی بالآخر شدت حصار اور طویل جنگ سے گھبرا کر گورنر حلب اپنی ماں منیعہ بنت رباب نمیری کے ساتھ دربار سلطانی میں رات کے وقت حاضر ہو گیا سلطان نے عزت افزائی کے لئے خلعت مرحمت فرمائی۔ اور بدستور حکومت حلب پر اس کو قائم رکھا۔ لہذا یہ اس وقت سے سلطان ہی کا مطیع رہا۔

بادشاہ روم کی پیشقدمی:..... ارمانوس بادشاہ روم، گورنر قسطنطنیہ نے ۴۶۲ھ میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ شامی بلاد اسلامیہ پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ پنج پر پہنچ کر اسے لوٹ لیا۔ اور اہل بنج کو انتہائی بے رحمی سے تہ تیغ کیا۔ محمود بن صالح بن مرداس اور حسان طائی قبائل عرب بنی کلاب اور طے وغیرہ کو مجتمع کر کے بنج کو چھڑانے آئے لیکن ارمانوس سے شکست کھا گئے اور مانوس بنج پر قابض رہا۔ چند دنوں کے بعد رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی تو مجبوراً اپنے علاقوں کی جانب لوٹ گیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر دو لاکھ فوج سے جس میں فرنج، رومی، روسی اور کرخ تھے صوبہ خلاط پر حملہ کر دیا۔ رفتہ رفتہ ملاز کرد کا بھی محاصرہ کر لیا۔

الپ ارسلان کی تیاری:..... اس وقت سلطان الپ ارسلان شہر خوی مضافات آذربائیجان میں حلب سے واپس آ کر مقیم تھا۔ اس خبر کو سن کر غصہ سے تھرا گیا۔ مگر فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے فوجیں فراہم نہ کر سکا۔ لہذا موجودہ لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور بنظر دور بنی اہل و عیال اور مال و اسباب کو وزیر السلطنت نظام الملک کے ساتھ ہمدان بھیج دیا اور بنفس نفیس پندرہ ہزار کے لشکر ساتھ ارمانوس کے طوفان بدتمیزی کی روک تھام کے لئے بسم اللہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

روسی فوج سے جنگ:..... خلاط کے قریب سلطانی مقدمۃ الجیش سے روسی لشکر کا مقابلہ ہوا جس کی تعداد دس ہزار تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر روسی فوج شکست کھا کے بھاگ گئی۔ اور بادشاہ گرفتار ہو کر سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ سلطان نے اس کے کان ناک کٹوا کر نظام الملک کے پاس بغداد بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد رومی فوج سے مقابلہ طے پا گیا۔ سلطان الپ ارسلان نے صلح کا پیغام بھیجا۔ مگر ارمانوس نے انکار میں جواب دیا۔ سلطان کو اس سے سخت تردد ہوا۔ لیکن پھر اپنے بے چین دل کو مجتمع کر کے بارگاہ عز و جل میں عجز و انکساری سے مسلمانوں کی کامیابی کی دعا کرنے لگا۔ پوری رات گریہ و زاری اور دعا میں گزاری۔

ارمانوس رومی بادشاہ کی گرفتاری:..... صبح ہوتے ہی لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا۔ ادھر فوج جنگ کی تیاری میں مصروف ہوئی۔ ادھر سلطان سجدے میں کامیابی کی دعا کر رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد سپہ سالار نے فوج کے مرتب ہو جانے کی اطلاع کی چنانچہ سلطان نے سجدے سے سر اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر لو لگائے میدان جنگ چلا گیا اس وقت عسا کر اسلامیہ کا عجیب پر ہیبت نظر تھا ان سب کے دلوں میں جوش اور جوش کے ساتھ امید و بیم کی ایک خاص کیفیت تھی۔ آنکھیں نیچی کئے ہوئے شمشیر بکف اللہ اکبر کہہ کر اپنے حریف پر حملہ آور ہوئے یہ حملہ نہ تھا بلکہ رنج و مصیبت کا ایک بہت بڑا پہاڑ تھا جو عیسائی فوجوں پر ٹوٹ پڑا تھا۔ تھوڑی دیر میں کشتوں کے پستے لگ گئے جس طرف نظر اٹھتی تھی عیسائی فوجیوں کی لاشیں نظر آتی تھیں ارمانوس گرفتار ہو گیا ❶۔

ارمانوس سے شرائط و صلح:..... اس کو کسی غلام نے گرفتار کیا تھا چنانچہ جس وقت سلطان کے سامنے پیش ہوا سلطان نے تین دھولیں اس کے سر پر رسید کیں اور ارشاد فرمایا۔ ”کیوں ارمانوس تیرے دماغ کی گرمی ختم ہوئی؟ میں نے تجھے صلح کا پیام دیا تھا تو نے انکار کر دیا۔ آخر اس کا نتیجہ کیا نکلا؟“ ارمانوس نے شرم سے سر نیچا کر لیا سلطان نے ایک کروڑ پانچ لاکھ دینار زر فدیہ لے کر ارمانوس کو اس شرط پر رہا کیا کہ جتنے اس کے پاس مسلمان قیدی ہیں ان کو رہا کر دے اور آئندہ سے رومی لشکر کو سلطان کی ریزرو فوج تصور کیا جائے جس وقت سلطان کسی مہم کے لئے بلا لے فوراً بے تامل حاضر ہو جائے۔ شرائط و صلح طے ہو جانے کے بعد پچاس سال کے لئے یہ صلح نامہ لکھا گیا۔ سلطان نے دس ہزار دینار نقد اور ایک خلعت مرحمت فرما کے ارمانوس کو رخصت کیا۔

روم میں بغاوت:..... میوں کو جس وقت ارمانوس کی شکست اور گرفتاری کی خبر ملی تو وہ پریشان ہو گئے۔ میخیل کو موقع مل گیا۔ چنانچہ مملکت رومیہ پر ارمانوس کے بجائے خود قابض و متصرف ہو گیا۔ ارمانوس کو رہائی کے بعد اس کی خبر ملی چنانچہ جو کچھ اس کے پاس مال و اسباب تھا سب کو جمع کر کے سلطان کے پاس بھیج دیا۔ اس مال و اسباب کی تعداد دو لاکھ دینار تھی۔ علاوہ اس کے علاوہ ایک طبق جو اہرات سے بھرا ہوا بھیجا تھا جس کی قیمت نوے ہزار تھی۔ چند دن بعد ارمانوس نے صوبہ ارمن اور اس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔

بغداد کی کوتوالی:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان الپ ارسلان نے اپنے زمانہ حکومت کے شروع میں ایتلین سلطانی کو ۴۵۶ھ میں بغداد کا کوتوال بنایا تھا۔ چنانچہ ایتلین ایک مدت تک اس عہدہ پر رہا اس کے بعد ایتلین اپنے بیٹے کو اپنی جگہ مقرر کر کے کسی ضرورت سے سلطان کی خدمت میں گیا۔ ادھر ایتلین کے بیٹے نے ظلم و سفاکی کی بنیاد ڈال دی۔ قصر خلافت کے ایک خادم کو مار ڈالا۔ مقتول کا خون آلودہ قمیص اہل دیوان نے سلطان کے پاس بھیجا اور معزولی کی تحریک کی۔ چونکہ نظام الملک کو ایتلین کی رعایت منظور تھی اس لئے سفارشی خط لکھ کر ۴۶۲ھ میں ایتلین کو بغداد روانہ کر دیا۔ ایتلین، بغداد پہنچ کر دربار خلافت میں حاضر ہوا اور معافی کی درخواست کی، مگر خلیفہ نے کچھ نہ سنی نظام الملک نے ایتلین کو تکریت کی طرف روانہ کر دیا اور وہیں اس کو جاگیر بھی عنایت کی لیکن دیوان خلافت سے والی تکریت کو یہ لکھا گیا کہ ایتلین تکریت میں داخل نہ ہونے پائے۔ اس خبر سے سلطان اور نظام الملک کی آنکھیں کھل گئیں۔ اہل بغداد نے نہایت جوش اور مسرت سے سعد الدولہ کا استقبال کیا۔ خلیفہ قائم نے اس خوشی میں دربار عام منعقد فرمایا اور تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔

الپ ارسلان کا قتل:..... ۴۶۵ھ میں سلطان الپ ارسلان محمد نے ماوراء النہر کا رخ کیا۔ ان دنوں ماوراء النہر کا گورنر شمس الملک تکلین تھا۔ دریائے جیحون پر سے عبور کرنے کے لئے پل باندھا گیا۔ بیس دن میں پل تیار ہوا اس کے بعد سلطان نے اس سے عبور کیا۔ اس وقت اس کا لشکر دو لاکھ سے زیادہ تھا۔ محافظ قلعہ یوسف خوارزمی کو پیش کیا گیا۔ کسی بات پر سلطان نے ناراض ہو کر سزا دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ یوسف نے سخت کلامی کی تو سلطان نے ارشاد فرمایا ”چھوڑ دو میں خود اس کو قتل کروں گا“ چنانچہ سلطان کے خادموں نے چھوڑ دیا۔ سلطان نے تیر مارا مگر نشانہ خطا کر گیا، اتنے یوسف تخت سلطنت کی طرف لپکا تو سلطان طیش میں آ کر کھڑا ہو گیا، یوسف نے تخت کے پاس پہنچ کر سلطان کو ایک چھری ماردی اس کے بعد سعد الدولہ نے لپک کر یوسف کو گرفتار کر لیا ورتروں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ سلطان کو زخمی ہونے کے بعد شاہی خرگاہ میں اٹھا کر لایا گیا۔ اور اسی زخم کے صدمہ سے دسویں ربیع الاول ۴۶۵ کو ساڑھے نو برس حکومت کرنے کے بعد انتقال کر گیا۔ مرو میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا۔

ملک شاہ کی جانشینی:..... سلطان الپ ارسلان ایک سخی، عادل، اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا بڑا شکر گزار، رقیق القلب اور بے حد صدقات کا دینے والا شخص تھا۔ اس کا دائرہ حکومت اتنا زیادہ وسیع ہو گیا تھا کہ اس کو لوگ سلطان العالم کہنے لگے تھے اس نے وفات کے وقت حکومت و سلطنت کی وصیت اپنے بیٹے ملک شاہ کے حق میں کی۔ چنانچہ اس کے مرنے پر ملک شاہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ وزیر السلطنت نظام الملک نے اراکین دولت و امراء حکومت سے ملک شاہ کی بادشاہی کی بیعت لی اور دار الخلافہ بغداد میں اطلاعی خط بھیج دیا اور خطبوں میں سلطان الپ ارسلان کے بجائے ملک

①..... کتاب، اخبار دولۃ السلجوقیہ صفحہ ۵۳، پر لکھا ہے شمس الملک طمع عاج کا دالی تھا۔ ②..... یہ دن، کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۲ جلد ۶، سے لے کر لکھا گیا ہے۔

شاہ کا نام داخل کرنے کی درخواست کی۔ خلیفہ نے اس درخواست کے مطابق خطبوں میں ملک شاہ کا نام داخل کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

الپ ارسلان کی وصیت:..... سلطان الپ ارسلان نے وفات کے وقت ملک شاہ کو وصیت کی۔ قاروت بیگ بن داؤد بیگ کو صوبہ فارس اور کرمان کی حکومت پر مامور کرنے اور اس کے علاوہ کچھ نقد بھی دینے کی وصیت کی۔ یہ ان دنوں کرمان ہی میں تھا، ایاز بن الپ ارسلان کے حق میں یہ وصیت کی کہ اس کو پانچ لاکھ دینار جو اس کے دادا داؤد کا متروکہ ہے دیدینا۔ یہ وصیتیں تو ملک شاہ کو کی تھیں، اراکین سلطنت اور امراء دولت سے یہ وعدہ لیا کہ جو شخص ان وصایا کو نافذ کرنے میں رکاوٹ ہو اس سے بے تامل لڑ جانا۔

ملک شاہ کی واپسی و اقدامات:..... ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر ماوراء النہر کے علاقوں سے واپسی کر دی اور مرحوم سلطان الپ ارسلان کے تعمیر کردہ پل کو تین دن عبور کیا لشکریوں کی تنخواہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا نیشاپور اور مرو پہنچا اور وہیں قیام کر دیا۔ اطراف و جوانب کے حکمرانوں کو اپنی اطاعت اور خطبہ کے بارے میں تحریریں بھیجیں۔ ان لوگوں نے بخوشی و رضامندی منظور و قبول کیا۔ ایاز بن الپ ارسلان تو بلخ میں قیام پذیر ہو گیا اور ملک شاہ ”رے“ کی جانب روانہ ہوا۔

ان واقعات کے بعد ملک شاہ نے نظام الملک کو امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دیدیا، شہر طوس کو جو اس کے جائے پیدائش تھی جاگیر میں دے دیا اور متعدد خطابات دیئے ان میں سے ایک ”اتا بک“ تھا اس کے معنی ہیں ”الامیر الوالد“ ① لہذا نظام الملک، امور سلطنت نہایت ہوشیاری اور کفایت شعاری سے انجام دینے لگا اور عدل و انصاف سے ممالک محروسہ کو معمور کر دیا۔ بعد اس کے ۴۶۶ھ میں گوہر عہدہ آئین کو توالی پر فائز ہو کر دار الخلافہ بغداد میں عہد سلطنت لینے کے لئے ملک شاہ وارد ہوا۔ خلیفہ قائم نے دربار عام منعقد کیا، تخت خلافت پر خلیفہ رونق افروز تھا پیچھے ولیعہد خلافت ”المقتدی بامر اللہ“ کھڑا تھا اس وقت خلیفہ سعد الدولہ گوہر آئین کو سلطان ملک شاہ کی سلطنت کا عہد نامہ، لواء حکومت عطا کیا۔

ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد المقتدی بامر اللہ ۴۶۷ھ تا

قائم باللہ کی وفات مقتدی کی تقرری:..... پندرہویں شعبان ۴۶۷ھ کو خلیفہ قائم نے فصد کرائی اور سو گیا اتفاق سے نثرزدہ رگ سے پھر خون جاری ہو گیا پھر خون بند نہ ہو سکا زیادہ خون بہہ جانے سے وفات ہو گئی جس وقت اس کو اپنی موت کا مکمل یقین ہو گیا اس نے اپنے پوتے ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرۃ الدین محمد کو طلب کر لیا۔ وزیر السلطنت ابن جہیر، نقیب النقباء اور قضاۃ کو بھی بلایا گیا علاوہ ان کے علاوہ دوسرے اراکین دولت بھی موجود تھے دستور کے مطابق ابوالقاسم عبداللہ کی ولیعہدی کی بیعت لی گئی اور جلسہ برخاست ہو گیا اس کے دوسرے دن خلیفہ قائم نے وفات پائی اس نے پینتالیس برس خلافت کی، خلیفہ مقتدی نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے دادا کی ولی عہدی کے ذریعہ سے اپنی خلافت کی بیعت لی۔ بیعت خلافت کے وقت مؤید الملک بن نظام الملک، وزیر فخر الدولہ بن جہیر، عمید الدولہ، ابواسحاق شیرازی، ابونصر صباغ، نقیب النقباء طراد، نقیب الطاہر معمر بن محمد اور قاضی القضاۃ ابو عبداللہ امغانی وغیرہ، علماء و اراکین دولت شریک اور موجود تھے بیعت سے فارغ ہو کر سب نے نماز عصر ادا کی۔

نئے خلیفہ کا تعارت:..... خلیفہ قائم کی نسل میں زینہ اولاد میں سوائے خلیفہ مقتدی اور کوئی شخص نہ تھا۔ خلیفہ مقتدی کا باپ ذخیرۃ الدین محمد، خلیفہ قائم کی زندگی میں ہی انتقال کر چکا تھا، اور اس کے سوا خلیفہ قائم کا اور کوئی بیٹا نہ تھا۔ لہذا ذخیرۃ الدین کے انتقال سے خلیفہ قائم کو سخت صدمہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے بہت جلد اس رنج و صدمہ کو مسرت و خوشی سے اس طرح تبدیل فرمایا کہ ذخیرۃ الدین کی ارغوان نامی کنیز سے اس حادثہ کے بعد چھٹے مہینہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ خلیفہ قائم کو اس سے بے حد مسرت ہوئی، اس کا محمد نام رکھا جس وقت، بسا سیری کا منحوس دور شروع ہوا محمد، ابوالغنائم بن مجلبان کے ساتھ حراں چلا گیا۔ اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی اور جب خلیفہ قائم دار الخلافہ بغداد میں واپس آیا تو محمد بھی حراں سے آ گیا پھر جب خلیفہ قائم کو اپنی موت کا یقین ہوا تو محمد کو اپنا ولیعہد مقرر کر کے تکمیل بیعت کے بعد ”المقتدی بامر اللہ“ کا لقب دیا۔

①..... الامیر الوالد: امیر باپ یا باپ جو کہ امیر، یعنی یہ وہ امیر ہے جو کہ رعایا کے باپ کے مرتبے میں ہے۔

تقرری کے بعد..... خلیفہ مقتدی نے تخت خلافت پر جلوہ افروز ہو کر حسب وصیت اپنے دادا خلیفہ قائم، فخر الدولہ بن جبیر کو عہدہ وزارت پر قائم رکھا اور ابن عمید الدولہ کو ماہ رمضان ۴۶۸ھ میں سلطان ملک شاہ کے پاس بیعت خلافت لینے کے لئے روانہ کیا۔ تحائف اور ہدایا بڑی تعداد میں بھیجے۔ ۴۶۸ھ میں سعد الدولہ گوہر آئین سلطان ملک شاہ کی طرف سے نمائندہ بن کر دار الخلافہ میں داخل ہوا اس کے ہمراہ عمید ابونصر مضافات بغداد کی نگرانی کے لئے آیا۔ ۴۷۰ھ میں مؤید الملک بن نظام الملک قیام کے لئے بغداد آیا۔ اور مدرسہ نظامیہ کے قریب ایک مکان میں قیام کیا۔

مدرسہ نظامیہ میں افسوسناک واقعہ:..... ۴۶۹ھ میں ابونصر بن استاد ابوالقاسم قشیری حج کرنے گیا تھا واپسی کے بعد دار الخلافہ بغداد رکا۔ مدرسہ نظامیہ اور شیخ الشیوخ کے رباط میں ایک وعظ کیا چونکہ ابونصر مذہب اشعری کا پابند تھا لہذا حنا بلہ ① نے رد و قدح شروع کی چنانچہ جانبین سے اعتراضات کی بھرمار ہوگی۔ رفتہ رفتہ بحث و مباحثہ نے تکرار اور لڑائی کی صورت اختیار کر لی پھر کیا تھا فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا، مدرسہ نظامیہ کے قریب غارتگری شروع ہو گئی مؤید الملک نے عمید اور شحنة بغداد کو بلوایا وہ فوراً لشکر لے کر حاضر ہوئے، فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی۔ نظام الملک کے حامیوں نے اس فتنہ و فساد کو وزیر فخر الدولہ بن جبیر کے سر تھوپ دیا۔

وزیر فخر الدولہ کی معزولی:..... نظام الملک کو یہ واقعہ سننے سے بید ملال ہوا۔ گوہر آئین کو کو توالی بغداد سے معزول کر کے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں خط دے کر روانہ کیا۔ جس میں فخر الدولہ کی شکایت لکھی تھی، اور معزولی کی درخواست کی تھی اور گوہر آئین کو یہ ہدایت کردی تھی کہ موقع پا کر فخر الدولہ کو اس کے مشیروں اور ہوا خواہوں سمیت گرفتار کر لینا، اتفاق سے فخر الدولہ کے گھروالوں کو اس کی خبر لگ گئی اسی وقت عمید الدولہ بن وزیر فخر الدولہ عذر خواہی کی غرض سے نظام الملک کی طرف روانہ ہو گیا۔ اس دوران گوہر آئین سلطان ملک شاہ کا نامہ پیام لئے ہوئے دربار خلافت میں پہنچا۔ خلیفہ نے سلطان ملک شاہ کی درخواست کی مطابق فخر الدولہ کو معزول کر کے ابوشجاع کو قلمدان وزارت مرحمت کر دیا۔ چند دن بعد عمید الدولہ سلطان ملک شاہ کو راضی کر کے سفارشی خط لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ چنانچہ خلیفہ نے ابوشجاع کو معزول کر کے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت عنایت کیا اور اس کے نائب فخر الدولہ کو دربار میں حاضری کی اجازت دے دی یہ واقعہ ماہ صفر ۴۷۲ھ کا ہے۔

تنش کا دمشق پر قبضہ:..... اتسز ② (بہمزہ، سین اور ز) ابن آبق خوارزمی سلطان ملک شاہ کے امراء میں سے تھا اس نے ۴۶۳ھ میں فلسطین (ملک شام) پر چڑھائی کی تھی چنانچہ شہر رملہ کو فتح کر کے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا۔ اور انتہائی بہادری سے اس کو بزور تیغ دولت علویہ کے قبضہ سے چھین لیا بیت المقدس کے علاوہ اور شہروں پر بھی جواں کے قرب و جوار میں تھے قابض ہو گیا صرف عسقلان اس کی دستبرد سے محفوظ رہا اس کے بعد دمشق کا محاصرہ کیا، مدتوں محاصرہ کئے رہا بالآخر محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر واپس آ گیا مگر ہر سال دمشق پر فوج کشی کرتا رہا۔ ۴۶۶ھ میں بہت بڑی تیاری سے دمشق پر پھر فوج کشی کی، ان دنوں معلیٰ بن حمد رہ خلیفہ منتصری علوی عبیدی حاکم کی جانب سے حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک پورا مہینہ حصار و جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ ادھر جنگ کے دوران اہل دمشق، معلیٰ سے اس کی کج خلقی کی وجہ سے باغی ہو گئے چنانچہ معلیٰ، دمشق کو خیر آباد کہہ کر بانیاس اور بانیاس سے صور بھاگ گیا۔ چند دن بعد صور سے مصر چلا گیا جہاں حاکم مصر نے گرفتار کر کے اسے جیل میں ڈال دیا۔

اتسز کا دمشق پر قبضہ:..... معلیٰ کے بھاگ جانے کے بعد اہل دمشق نے متحد ہو کر انتصار بن یحییٰ مصمودی کو اپنا امیر بنالیا اور ”زین الدولہ“ کا لقب دیا۔ چونکہ اتسز طویل جنگ، اور رسد و غلہ کی کمی سے گھبرا گیا تھا۔ محاصرہ اٹھا کر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد اہل دمشق کی آپس میں مخالفت پیدا ہو گئی اور فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ اتسز کو اس کی خبر ملی تو لوٹ آیا اور دمشق کا پھر محاصرہ کر لیا۔ انتصار نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ اتسز نے انتصار کو دمشق کے بجائے قلعہ بانیاس اور شہر یافا کی حکومت عنایت کی پھر اتسز نے دمشق میں داخل ہو کر خلیفہ مقتدی عباسی کے نام کا خطبہ ماہ ذیقعد ۴۶۸ھ میں پڑھا۔ اور رفتہ رفتہ شام کے اکثر علاقوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور اذان میں ”حی علی خیر العمل“ کہنے کی ممانعت کر دی۔

بیت المقدس پر قبضہ:..... فتح دمشق کے بعد ۴۶۹ھ میں مصر کی طرف قدم بڑھائے اور انتہائی مردانگی و ہوشیاری سے مصر پہنچ کر محاصرہ

①..... حنا بلہ: امام احمد بن حنبل کے تابعین کو کہتے ہیں۔ ②..... کامل ابن اثیر میں اس کا نام آقسیس لکھا ہے (صفحہ ۲۷۷ جلد ۶)

کر لیا۔ ابتداء عنوان جنگ کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ اتسز کو اپنی کامیابی کا اور مصریوں کو اپنی شکست کا یقین کامل ہو گیا۔ مگر اس کے بعد ہی کیا جائے کیا اتفاق پیش آیا کہ وہ جنگ کے بغیر محاصرہ اٹھا کر دمشق واپس چلا گیا۔

اتسز کی غیر حاضری میں شامی علاقوں کے باشندے باغی و سرکش ہو گئے تھے وہ اس کا مال و اسباب لوٹنا چاہتے تھے۔ لیکن اہل دمشق کی مخالفت کی وجہ سے باز رہے۔ اتسز نے دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلہ میں ایک برس کا خراج معاف کر دیا۔ اسی دوران یہ خبر ملی کہ اہل قدس نے بغاوت کر دی ہے اور اتسز کے عمال اور ملازموں پر اچانک ٹوٹ پڑے ہیں اور وہ لوگ جان کے خوف سے محراب داؤد میں جا کر روپوش ہو گئے ہیں اور اہل قدس نے محراب داؤد کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اتسز یہ خبر سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ اور فوجیں مرتب کر کے قدس کا راستہ لیا۔ اہل قدس مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار اتسز نے بزور تیغ اس کو فتح کیا اور چن چن کر جس کو جہاں پایا قتل کر دیا سوائے ان لوگوں کے جو صخرہ میں چھپ گئے تھے کوئی شخص زندہ نہ بچا اور نہ کسی کو کسی جگہ نے پناہ دی۔

تتش کی دمشق آمد اور اتسز کا قتل..... ۴۷۰ھ میں ملک شاہ نے بھائی تاج الدولہ تتش کو شامی علاقوں پر حملہ کرے کی اجازت دی شرط یہ طے پائی کہ جن شہروں کو تم فتح کر لو وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ متصور ہوں گے۔ چنانچہ تتش ۴۷۱ھ میں دربار شاہی سے رخصت ہو کر حلب کی طرف روانہ ہوا۔ اور حلب پہنچ کر نہایت سختی سے محاصرہ کر لیا۔ تتش کے ساتھ ترکمانوں کا ایک بڑا گروہ تھا۔ اسی زمانہ میں حاکم مصر نے ایک فوج اپنے سالار نصیر الدولہ کی نمان میں دمشق کے محاصرے کے لئے روانہ کیا تھا، اس فوج نے دمشق کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا، اتسز نے تتش سے امداد کی درخواست کی (تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا) تتش نے اپنی فوج کے ایک حصے کو حلب کے محاصرے پر چھوڑ کر دمشق کا رخ کر لیا، مصری لشکر نے یہ خبر پا کر دمشق کا محاصرہ چھوڑ کر کوچ کر دیا، اس دوران تتش بھی پہنچ گیا اور اتسز ملنے کے لئے شہر کے باہر آیا تتش نے اتسز کو غفلت اور بے پروائی پر ملامت کی تو اتسز عذر کرنے لگا مگر تتش کو غصہ آ گیا اور اسے گرفتار کر کے قتل کر دیا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ مگر اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا، یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے جیسا کہ ہمدانی نے روایت کی ہے، اور حافظ ابو القاسم بن عسا کر نے روایت کی ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے ابن اثیر اور شامیوں کا یہ بیان ہے کہ اتسز کا نام فلسس^۱ تھا لیکن صحیح یہ ہے کہ اتسز تھا اور یہ ترکی نام ہے۔

شیخ ابواسحاق کی سفارت..... خلیفہ کی طبیعت کی کمزوری کی وجہ سے عمید العراق ابو الفتح بن ابی الیث نے طرح طرح کے ظلم شروع کر دیئے تھے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کر رہا تھا، خلیفہ کے حاشیہ نشینوں کے حقوق پامال کرنے کا کیا ذکر ہے، اس نے تو خلیفہ کا پاس و لحاظ بھی ترک کر دیا تھا چنانچہ خلیفہ نے ۴۷۵ھ میں شیخ ابواسحاق شیرازی کو سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے پاس عمید العراق کی شکایت کرنے کے لئے روانہ کیا، شیخ ابواسحاق کے ساتھ علماء شافعیہ کا ایک گروپ بھی تھا ان میں ابو بکر شاشی بھی تھا، جن جن شہروں سے شیخ کا گذر ہوتا اہل شہر تبرکاً شیخ کی دست بوسی کرتے، رکاب پکڑے ہوئے میلوں چلتے جاتے، تعریف و توصیف میں قصائد پڑھتے اور جو کچھ حسب حال ہوتا اس کی مطابق بات چیت کرتے، رفتہ رفتہ شیخ سفر طے کر کے سلطان اور وزیر السلطنت کی خدمت میں پہنچ گئے، سلطان اور وزیر السلطنت نے بڑی آؤ بھگت کی، امام الحرمین اور شیخ کا وزیر کے سامنے مناظرہ بھی ہوا جس کو مورخین نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، شیخ کی واپسی کے بعد لوگوں نے عمید العراق کی تحقیر شروع کر دی جس کی وجہ سے اس نے ظلم و ستم کچھ کم کر دیا۔

عمید الدولہ کی معزولی..... ماہ صفر ۴۷۶ھ میں خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جہیر کو عہدہ وزارت سے معزول کر دیا اتفاق سے جس دن عمید الدولہ کو معزول کیا گیا اسی دن سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک کے خطوط آئے جن میں بنی جہیر کو بلایا گیا تھا، خلیفہ نے عمید الدولہ وغیرہ بنی جہیر کو جانے کی اجازت دی چنانچہ عمید الدولہ اپنے اہل اعیال کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی طرف روانہ ہو گیا جہاں سلطان نے عزت و احترام کے ساتھ ملاقات کی اور ان کے ساتھ خاطر مدارات کے ساتھ پیش آیا، فخر الدولہ کو ابن مروان کے بدلے دیار بکر کی حکومت عنایت کی علم اور طبل بھی دیا، باقاعدہ فوج کو اس کے ساتھ روانہ کیا اور خطبہ میں اس کا نام شامل کیا گیا اور اس کے نام کا سکہ بنوانے کی اجازت دی۔

۱..... فلسس، کاتب کی غلطی ہے یہاں ابن خلدون میں آقیس لکھا ہے (ثناء اللہ محمود)

فخر الدولہ دیار بکر میں:..... غرض ۴۷۶ھ میں فخر الدولہ نے اس اعزازات کے ساتھ دیار بکر کی جانب کوچ کیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ۴۷۷ھ میں ایک دوسری فوج کو امیر ارتق ۱ بن اکسب جو مار دین کا بڑا سپہ سالار تھا کی کمان میں فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا، ابن مروان نے فخر الدولہ کے پہنچنے پر اپنے گرد نواح کے امراء سے ساز باز کر لی، فخر الدولہ اور امیر ارتق کے لشکروں میں ترکمانوں کا گروپ تھا، شرف الدولہ، ابن مروان کے حامیوں اور مددگاروں میں سے تھا چنانچہ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور شرف الدولہ شکست کھا کر بھاگ گیا اور ترکمانوں نے قبائل عرب کو جو اس کے ہمراہ تھے لوٹ لیا اور قتل و غارت کرتے ہوئے آمد کی طرف بڑھے مگر شرف الدولہ ان ترکمانوں کے پہنچنے سے پہلے آمد میں داخل ہو چکا تھا اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی تھی، فخر الدولہ اور امیر ارتق نے آمد کے قریب پہنچ کر آمد کا محاصرہ کر لیا۔

واپسی کا سلسلہ:..... شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس ایک معتد بہ رقم بھیج کر یہ پیغام بھیجا کہ آپ مجھے آمد سے نکل جانے کی اجازت دیدتے، امیر ارتق نے اس رقم کو اپنے قبضہ میں کر کے شرف الدولہ کی درخواست منظور کر لی چنانچہ شرف الدولہ گیارہویں ربیع الاول ۴۷۷ھ کو آمد سے نکل کر رقبہ روانہ ہو گیا، فخر الدولہ بھی میافارقین کی جانب لوٹ گیا، بہاء الدولہ منصور بن مزید حلہ اور نیل کا حاکم اور اس کا بیٹا سیف الدولہ اس کے ہمراہ تھے ابھی تک میافارقین پہنچنے نہ پائے تھے کہ فخر الدولہ اور بہاء الدولہ میں علیحدگی ہو گئی بہاء الدولہ سیف الدولہ کے ساتھ عراق کی طرف لوٹ گیا اور فخر الدولہ خلاط چلا گیا۔

موصل پر عمید الدولہ کا قبضہ:..... سلطان ملک شاہ نے شرف الدولہ کی شکست اور آمد میں محصور ہونے کی خبر سن کر عمید الدولہ بن فخر الدولہ بن جبیر کو خلعت عنایت فرما کر ایک لشکر جرار کے ساتھ موصل کی جانب روانہ کیا، ترکمانی امراء کو اس کی اطاعت اور ضرورت کے وقت امداد فراہم کرنے کے فرامین بھیجے، تقسیم الدولہ آقسقر (الملک العادل نور الدین محمود زنگی کا دادا) اس مہم میں عمید الدولہ کے ساتھ تھا، تھوڑے دنوں بعد یہ مہم موصل کی قریب پہنچ گئی، عمید الدولہ نے اہل موصل کو سلطان ملک شاہ کی اطاعت کی ترغیب دی اور بغاوت اور سرکشی کے انجام سے ڈرایا چنانچہ اہل موصل نے شاہی علم کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے، عمید الدولہ نے موصل میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، سلطان ملک شاہ نے یہ خوشخبری سن کر بنفس نفیس چند سواروں کے ساتھ موصل کی جانب کوچ کیا اور اس کا لشکر ظفر پیکر شرف الدولہ کے مقبوضہ علاقوں کو سر کرنے میں مصروف و مشغول رہا۔

شرف الدولہ کی اطاعت:..... یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ آمد کے محاصرے سے نکل آیا تھا، سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر پا کر موید الدولہ بن نظام الملک سے خط و کتابت شروع کی (یہ ان دنوں رجبہ میں مقیم تھا) اور تحائف اور ہدایا بھیجے سلطان ملک کشاہ سے سفارش کرنے کی درخواست کی، موید الدولہ کو شرف الدولہ کے بیمار حال پر رحم آ گیا چنانچہ اسے دربار سلطانی میں لا کر حاضر کر دیا اور سفارش کی ادھر شرف الدولہ نے بھی شرمساری سے گردن جھکا لی اور اپنی جسارت کی معافی چاہی، تحائف اور ہدایا پیش کئے چنانچہ سلطان ملک شاہ نے اس کی تقصیر معاف فرما کے اس کے مقبوضات کی اپنی طرف سے سند حکومت دیدی اور خراسان کی جانب واپس لوٹ گیا۔

ابن مروان کے خلاف فتح:..... اسی زمانہ سے فخر الدولہ بن جبیر دیار بکر پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا تھا یہاں تک کہ ۴۷۸ھ میں زعمیم الروساء ابو القاسم کو دیار بکر کی طرف روانہ کیا زعمیم الروساء نے دیار بکر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور مدتوں حصار کئے رہا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی اسی طرح اہل شہر بھوکوں مرنے لگے اتفاق سے دیار بکر کے کسی فوجی سپاہی نے زعمیم الروساء سے ساز باز کر کے دروازہ شہر پناہ کا کھول دیا پھر کیا تھا زعمیم الروساء نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا، اہل شہر نے عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے کیونکہ ان عیسائیوں نے ابن مروان کے دور میں اہل شہر پر بے حد و بے انتہا ظلم و ستم کیا تھا اور یہی اعلیٰ عہدوں پر فائز و براجمان تھے، انہی دنوں فخر الدولہ میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا، سعد الدولہ گوہر آئین ایک عظیم الشان لشکر سلطان ملک شاہ کی طرف سے لے کر فخر الدولہ کی کمک پر آ گیا تھا اس سے محصورین کے ہوش و حواس اڑ گئے مزید اس پر یہ ہوا کہ شہر پناہ کی دیوار ایک طرف سے ٹوٹ گئی تھی اہل شہر نے فخر الدولہ کی سطوت سے خائف ہو کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی شعار کی آواز لگادی آواز کا بلند ہونا تھا

کہ فخر الدولہ کا لشکر جھرمٹ باندھ کر شہر میں گھس گیا اور ابن مروان کی تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا مال و اسباب جو کچھ ہاتھ آیا زعمیم الروساء نے اپنے بیٹے کے ساتھ سلطان کی خدمت میں روانہ کر دیا، ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچ کر سلطان ملک شاہ کے پاس ٹھہر گیا۔

جزیرہ ابن عمر پر فخر الدولہ کا قبضہ:..... مہم میا فارقین سے فارغ ہو کے فخر الدولہ نے ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کے لئے روانہ کی، جزیرہ بھی ابن مروان کے مقبوضات میں سے تھا، فوج نے پہنچتے ہی اس کا محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی اور جنگ کی چھیڑ چھاڑ شروع ہو گئی، جنگ کے دوران ایک گروپ اہل شہر کا حاکم جزیرہ سے باغی ہو گیا، حاکم جزیرہ اس ہنگامہ کو ختم نہ کر سکا ان لوگوں نے لڑ بھڑ کر شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا، فخر الدولہ کی فوج کا سپہ سالار کامیابی کا جھنڈا لے کر شہر میں گھس گیا اور شہر پر قبضہ کر لیا، انہی واقعات پر ۴۷۸ھ کا خاتمہ ہو گیا، بنی مروان کی حکومت دیار بکر سے ختم ہو گئی، فخر الدولہ بن جہیر کی حکمرانی کا سکہ چلنے لگا، چند دن کے بعد سلطان ملک شاہ جزیرہ کو فخر الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور فخر الدولہ موصل چلا گیا اور وہیں ۴۸۳ھ میں سفر آخرت اختیار کر لیا۔

فخر الدولہ کا تعارف:..... فخر الدولہ موصل ہی کا رہنے والا تھا ۳۹۸ھ میں پیدا ہوا تھا، بن شعور کو پہنچنے کے بعد برکت بن مقلد کی خدمت میں رہا، تحائف و ہدایا لے کر بادشاہ روم کے پاس گیا پھر وہاں سے واپس آ کر حلب آیا، معز الدولہ ابی شمال بن صالح کے دربار میں قلمدان وزارت کا مالک بنا، چند دنوں کے بعد ملطیہ چلا گیا پھر ملطیہ سے ابن مروان کے پاس دیار بکر آ گیا اس کے اور اس کے باپ کے ہاں بھی عہدہ وزارت پر سے فائز رہا، تھوڑے دن وزارت پر رہ کر بغداد کا سفر کیا، خلیفہ نے بھی قلمدان وزارت کا اس کو مالک بنا دیا جیسا کہ آپ ابھی اس کے آخری زمانہ تک کے حالات کو اوپر پڑھ چکے ہیں۔

وزارہ کی تبدیلی:..... خلیفہ مقتدی نے عمید الدولہ کو ۴۷۶ھ میں وزارت سے معزول کر دیا اس کے بعد ابوالفتح مظفر بن رئیس الروساء کو اس عہدہ پر مقرر کر دیا پھر اس کو بھی معزول کر کے ابوشجاع محمد بن حسین کو وزیر بنایا پھر اس وقت سے یہی ۴۸۴ھ تک عہدہ وزارت پر فائز رہا اس کے عہدہ واقعہ پیش آیا کہ ابوسعید بن سحاء یہودی (جو سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کا وکیل تھا اور بغداد میں رہتا تھا) گوہر آئین شحہ بغداد کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی حضوری کا شرف حاصل کرنے اصفہان چلا گیا، خلیفہ مقتدی نے اس کی اطلاع پا کر ایک گشتی فرمان ذمیوں کو مجبور کرنے کے بارے میں جاری کر دیا چنانچہ بعضوں نے اسلام قبول کر لیا اور بعض بھاگ گئے، ان لوگوں میں سے جو اسلام لائے تھے ان میں ابوسعید علاء بن حسن بن وہب بن موصلایا کا تب اور اس کے رشتہ دار بھی تھے۔

ابوشجاع کی معزولی:..... جس وقت ابوسعید اور گوہر آئین سلطانی دربار میں حاضر ہوئے، وزیر ابوشجاع کی شکایت اور چغلی کی، سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ کی خدمت میں ایک خط وزیر ابوشجاع کی معزولی کا روانہ کیا چنانچہ خلیفہ نے وزیر ابوشجاع کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دے دیا اور اس کی بجائے ابوسعید علاء بن حسن کا تب کو مقرر کر دیا، سلطان ملک شاہ اور نظام الملک کے پاس ایک خط عمید الدولہ بن جہیر کی طلبی کا بھیجا سلطان ملک شاہ اور نظام الملک نے خلیفہ کا فرمان عالیشان پاتے ہی عمید الدولہ کو دار الخلافہ بھیج دیا، خلیفہ نے ۴۸۴ھ میں قلمدان وزارت پھر حوالہ کر دیا، نظام الملک سوار ہو کر عمید الدولہ کو عہدہ وزارت کی مبارکباد دینے کو آیا، معزول وزیر ابوشجاع نے معزولی کے بعد ۴۸۸ھ میں وفات پائی۔

حلب کے حالات:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۴۶۳ھ میں سلطان الپ ارسلان نے حلب پر قبضہ کر لیا تھا اور محمود بن صالح بن مرد اس گورنر حلب نے جامع مسجد حلب میں خلیفہ قائم بامر اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا تھا اس کے بعد محمود بن صالح نے علم خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر دولت علویہ مصریہ کی اطاعت قبول کر لی تھی، زیادہ زمانہ نہیں گزرنے پایا کہ بنی مرداس (یعنی محمود) کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور جمہوری سلطنت کی بنیاد پڑ گئی، روماء شہر اور عمائدین ملت کے مشورے سے امور سلطنت انجام پانے لگے، ان لوگوں کی مجلس کا صدر انجمن شرف الدولہ مسلم بن قریش گورنر موصل تھا اور ابن حیثی ان کا سردار بنا تھا، اسی زمانہ میں سلیمان بن قطلمش نے رومی علاقوں میں اپنی حکومت و سلطنت کی بنیاد ڈالی اور ۴۷۷ھ

میں انطاکیہ ① پر قبضہ کر لیا۔

شرف الدولہ کا قتل:..... اور پھر اس کی شرف الدولہ گورنر حلب سے اُن بن ② ہو گئی اور وہ ایک دوسرے سے گتھ گئے انجام یہ ہوا کہ سلیمان بن قطلمش نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو ۹۷۹ھ میں مار ڈالا اور اہل حلب کے پاس اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کی تحریر بھیجی اہل حلب نے سلطان ملک شاہ سے اس معاملہ میں خط و کتابت کرنے کے لئے مہلت مانگ لی کیونکہ یہ لوگ اس کے بھی زیر حمایت تھے اور اسی کے اطاعت بھی قبول کئے ہوئے تھے۔

تتش کی درخواست:..... چنانچہ اہل حلب نے تتش (برادر سلطان ملک شاہ) کو دمشق میں یہ پیغام بھیجا کہ آپ تشریف لے آئیے ہم لوگ نہایت خوشی سے حلب آپ کے حوالہ کر دیں گے، تتش یہ خوشخبری سن کر حلب کی طرف روانہ ہو گیا اس کے ساتھ امیر ارتق بن اسب بھی تھا چونکہ امیر ارتق نے جبکہ سلطان ملک شاہ موصل کی طرف آیا ہوا تھا، آمد کی محاصرے کے وقت نقد رقم لے کر شرف الدولہ کو نقل کر جانے کی اجازت دے دی تھی اس لئے امیر ارتق سلطان ملک شاہ کے خوف سے تتش کے پاس چلا آیا تھا اور تتش نے اس کو بیت المقدس میں جا گیر دی تھی لہذا جس وقت تتش نے حلب کی جانب قدم بڑھائے اور قلعہ حلب کا محاصرہ کیا اس وقت سالم بن مالک بن بدران (شرف الدولہ مسلم بن قریش کے چچا کا لڑکا) حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ تتش نے حلب کا محاصرہ کر لیا۔

ملک شاہ کی فاتحانہ حلب آمد:..... لیکن تتش کو بلانے سے پہلے ابن حشیشی اور اکثر روءساء حلب نے سلطان ملک شاہ کو بھی اپنی مجبوری لکھ بھیجی تھی اور قبضہ کرنے کے لئے بلوایا تھا اس بناء پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ماہ جمادی الاخرہ ۴۶۹ھ میں حلب کی جانب کوچ کر دیا اور موصل سے ہوتا ہوا حران آیا، گورنر حران نے مصالحت کے ساتھ شہر حوالہ کر دیا سلطان ملک شاہ نے اسے محمد بن شرف الدولہ کو جا گیر کے طور پر دیدیا اس کے بعد الرہا کا رخ کیا اور یہ اس وقت تک رومیوں کے قبضہ میں تھا محاصرہ اور جنگ کے بعد اس کو بھی فتح کر کے قلعہ جابر ③ کی طرف بڑھا ایک پورے دن محاصرہ کئے رہا بالآخر بنی قشیر کو جو قلعہ کے حاکم تھے زیر کر کے اس قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا پھر بیچ ④ پہنچا اس پر بھی بزور تیغ اپنی کامیابی کا جھنڈا اڑاتا ہوا دریائے فرات کو عبور کر کے حلب کے قریب پہنچ گیا۔

حلب پر قبضہ:..... تتش نے یہ خبر پا کر حلب کو خیر باد کہہ کر دمشق کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امیر ارتق بھی تھا سلطان ملک شاہ کے پہنچتے ہی سالم بن مالک قلعہ حلب کے حاکم نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا، سلطان ملک شاہ کامیاب ہو کر داخل ہو گیا اور سالم کی درخواست کے مطابق قلعہ حلب کے بدلے میں اسے قلعہ جابر کی حکومت دے دی اسی زمانہ سے قلعہ جابر سالم اور اس کی اولاد کے قبضہ میں ہی رہا یہاں تک کہ الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے اس پر قبضہ کیا۔

مزید فتوحات اور واپسی:..... حلب پر سلطان ملک شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد تقسیم الدولہ آقسنقر کو قلعہ اور شہر کا حاکم مقرر کیا اسی زمانہ میں امیر نصیر بن علی بن منقذ کنانی گورنر شیراز سے خط و کتابت شروع ہوئی اور اس نے سلطان ملک شاہ کی اطاعت قبول کر لی، لازقیہ، کفرطاب اور فامیہ کو صلح کے ساتھ سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا، سلطان ملک شاہ نے خوش ہو کر شیراز کی حکومت پر اس کو بحال رکھا اور ہفتہ دس دن آرام کر کے بغداد کی جانب

①..... انطاکیہ پر رومیوں کا ۳۵۸ھ سے قبضہ تھا فردوس نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا حد درجہ کا ظالم اور کینہ پرور شخص تھا اہل انطاکیہ اس کے ظلم سے تنگ آ گئے تھے لہذا سلیمان کو قبضہ کر لینے کی غرض سے بلوایا سلیمان تین سو سواروں اور اسی قدر پیادوں سے حملہ آور ہوا اور دریا کو عبور کر کے شہر پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ماہ شعبان ۷۷۷ھ کا ہے (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۶)

②..... اُن بن ہونے کی وجہ یہ بنی کہ فردوس گورنر انطاکیہ، شرف الدولہ کو کچھ زر نقد بطور خراج دیا کرتا تھا جب قطلمش نے اس پر قبضہ کیا تو شرف الدولہ نے حسب سابق خراج طلب کیا قطلمش نے جواب دیا کہ وہ کافر تھا جزیہ دیتا تھا میں محمد اللہ مسلمان ہوں خراج یا جزیہ نہیں دوں گا اس پر شرف الدولہ نے انطاکیہ کی طرف قدم بڑھائے قطلمش بھی یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا اور لڑائی چھیڑ گئی۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۵۶)۔ ③..... جابر، کاتب کی غلطی ہے عربی نسخے میں، بھر، مذکور ہے۔ ④..... بیچ، صحیح لفظ ہے، بعض جگہوں میں بیچ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

کوچ کر دیا، حلب میں قیام کے دوران اہل حلب نے ابن شیشی کی سفارش کی تھی سلطان نے ان کی درخواست پر اس کو دیار بکر بھیج دیا تھا چنانچہ وہیں افلاس و فقر کی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا۔

بغداد میں اعزازات:..... ماہ ذی الحجہ ۴۷۹ھ سلطان ملک شاہ بغداد پہنچا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر تحائف و ہدایا پیش کئے اگلے دن خلیفہ نے بھی سلطان ملک شاہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا خلعت دینے کے لئے دربار عام منعقد کیا گیا، تخت خلافت پر خلیفہ بیٹھا ہوا تھا وزیر السلطنت نظام الملک دست بستہ کھڑا ہوا، یکے بعد دیگرے امراء سلطانی کو خلیفہ کے حضور پیش کر کے ان کے نام و نسب اور مراتب بیان کرتا جاتا تھا جس وقت امراء سلطانی کو خلیفہ کی حضوری کا شرف حاصل ہو چکا تو خلیفہ نے امور سلطنت کو سلطان ملک شاہ کے سپرد کر کے سیاہ و سفید کا اختیار عنایت فرمایا، سلطان ملک شاہ نے دست بوسی کی اور واپس آ گیا، وزیر السلطنت نظام الملک اپنے مدرسہ نظامیہ کے دیکھنے کو گیا کتب خانہ میں بیٹھ کر احادیث کی سماعت کی اور کچھ حدیثیں لکھیں اور ایک ماہ تک سلطان کا بغداد میں قیام رہا اس کے بعد ماہ صفر ۴۸۰ھ میں اصفہان کی جانب کوچ کر دیا پھر دوبارہ ماہ رمضان ۴۸۲ھ میں بغداد آیا اور دار الحکومت میں قیام کیا تاج الدولہ نقش، نسیم الدولہ، آقسنقر گورنر حلب اور دوسرے ممالک محروسہ کے حکام حاضر ہوئے، ۴۸۵ھ میں اس دھوم دھام سے مجلس مولود منعقد کی گئی کہ اہل بغداد نے کبھی ایسی مجلس نہیں دیکھی تھی، امراء سلطانی نے اپنی رہائش کے لئے مکانات بنوانے شروع کئے مگر زمانہ نے مہلت نہ دی۔

بغداد کے فتنے، افسوسناک تبصرہ:..... اس وقت دار الخلافہ بغداد آبادی اور بلند اور پختہ عمارات کے اعتبار سے اس درجہ پر پہنچ گیا تھا کہ اس حد تک جیسا کہ ہماری محدود واقفیت گواہی دیتی ہے ابتداء آفرینش سے دنیا کا کوئی شہر بھی نہیں پہنچا ہوگا مگر بحکم، ہر کمالے راز والے، دولت عباسیہ کے قوائے حکمرانی کمزور اور مضحل ہو جانے سے فتنہ و فساد کا مخزن اور منبع بن گیا تھا فتنہ پردازوں، چوروں اور بد معاشوں کی اتنی کثرت ہو گئی تھی کہ حکام وقت ان کی سرکوبی اور گوشمالی کرنے سے عاجز آ گئے تھے بسا اوقات شاہی لشکر ان سے جنگ و جدال کرنے کے لئے تیار ہو کے جاتا لیکن ان سے مقابلہ کئے بغیر واپس آ جاتا تھا اور کبھی کبھار بغداد کے باشندوں کے اختلاف مذاہب کی وجہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ کھل جاتا تھا، کبھی اہل سنت و جماعت اور شیعہ اختلاف مذہب و عقائد کی بناء پر جھگڑ جاتے تھے، کبھی حنبلیوں اور شافعیوں میں فساد ہو جاتا تھا کیونکہ حنبلی اللہ کی ذات و صفات میں صراحت تشبیہ ۲ دیتے تھے ان کا خیال یہ تھا کہ امام احمد بن حنبل ۳ کی رائے یہ ہے حالانکہ وہ اس سے بری ہیں اور شافعیہ اس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ نوبت جنگ و قتال تک پہنچ جاتی ہے رفتہ رفتہ یہ فتنہ و فساد عوام تک پہنچ جاتا جس کا انسداد غیر ممکن تھا ایسے فسادات بار بار ہوتے رہے خلفاء عباسیہ تو بیکار ہو ہی گئے تھے امراء بنو بویہ اور ملوک سلجوقیہ بھی اس آگ کو بجھانے پر قادر نہ ہو سکے اسلئے کہ بنو بویہ فارس میں رہتے تھے اور حکام سلجوقیہ اصفہان میں، چونکہ دار الخلافہ بغداد ان دونوں مقامات سے کافی دور تھا اس لئے ان کی شوکت و ہیبت کا کوئی اثر اہل بغداد پر نہیں پڑتا تھا، ان لوگوں کی طرف سے دار الخلافہ بغداد میں شخص (یعنی عہدہ کو تو ال پر) رہتا تھا وہ اس ہنگامہ کو ختم نہیں کر سکتا تھا صرف وہ فتنہ و فساد اس کے روکنے سے رک جاتا تھا جو عام فتنہ ہونے کی حد تک نہیں پہنچتا تھا اور امراء بنو بویہ و ملوک سلجوقیہ کبھی خود اس ہنگامہ کو ختم کرنے کی جانب کوئی خاص توجہ اس وجہ سے نہیں دے سکے کہ وہ ہمیشہ ممالک اسلامیہ کے ان امور کو انجام دینے میں مصروف و مشغول رہتے تھے اس سے زیادہ اہم تھے انہی وجوہات سے ان مفاسد اور فتنوں کا بغداد سے قلع و قمع نہیں ہو سکا، آئے دن ایک نہ ایک جھگڑا کھڑا رہتا حتیٰ کہ اس کی خوش منظر عمارتیں منہدم ہو گئیں آبادی ویرانی میں بدل گئی خوشی اور چہل پہل کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا صرف نقش و نگار صفحہ قرطاس پر باقی رہ گئیں جس کو زمانہ نہیں مٹا سکا۔

نظام الملک کا تعارف:..... نظام الملک ابوعلی حسین بن علی بن اسحاق طوس کے ایک زمیندار کا بیٹا تھا طوس میں پیدا ہوا اور وہیں نشوونما پا کر

①..... ہر کمال کو زوال ہے۔ ②..... تشبیہ کا مطلب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اس کی شبیہ ماننا، تو جب اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کوئی اس کی تشبیہ ہو تو یہ ضروری ہوگا کہ جو کچھ شبیہ کے لئے کہنا، کرنا اور اطلاق کرنا جائز ہوگا وہ ذات باری تعالیٰ کے لئے بھی کیا جائے گا، اور جب اس کو جائز مان لیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا صحیح نہ ہوگا وہ اس کا مستحق نہ ہوگا جیسا کہ اس کی شبیہ اس بات کی مستحق نہیں اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا اور تشبیہ دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، خدا وہ ہے جس کی کوئی شبیہ یا نظیر نہ ہو اور وہ بنایا نہ گیا ہو دیکھئے الاسماء والصفات صفحہ ۹۷

③..... امام احمد بن حنبل: ائمہ اربعہ میں سے ہیں، تشبیہ کا مکمل مسئلہ الممل والنحل صفحہ ۱۱۸ پر ہے۔

سن شعور تک پہنچا، عربیت اور فقہ کی تعلیم پائی بے شمار احادیث کی سماعت کی، ابتداً اس نے ایک امیر کے یہاں ملازمت کی چونکہ کفایت شعار، منتظم اور ہوشیار آدمی تھا تھوڑے ہی دنوں میں اپنے آقا کے نزدیک منتظم اور ہوشیار لوگوں میں شمار کیا جانے لگا اتفاق سے جس امیر کی خدمت میں یہ رہتا تھا وہ اس سے جو کچھ سال بھر میں یہ پیدا کرتا تھا چھین لیتا تھا ایک مدت تک نظام الملک صبر و استقلال کا پتھر اپنے دل پر رکھ کر ضبط کرتا رہا آخر کار سارا کاروبار چھوڑ کر جعفری بیگ داؤد کے پاس بھاگ گیا، پرانے آقا نے خط لکھ کر بلایا مگر جعفری بیگ نے روک لیا چنانچہ ابوعلی بن شادان کی پیشی میں کام کرنے لگا جو جعفری بیگ داؤد یعنی سلطان الپ ارسلان کے والد اور سلطان طغرل بیگ کے بھائی کی طرف سے صوبہ بلخ کا گورنر تھا۔

وزارت کا قصہ:..... چونکہ نظام الملک کی کفایت شعاری، انتظام اور الجھے ہوئے سیاسی معاملات کو سلجھانے کی عام شہرت، گئی تھی اور پھر ابو علی نے اپنی وفات کے وقت سلطان الپ ارسلان سے اس کی ہوشیاری، امانت داری اور انتظام کی تعریف کی تھی اس لئے ابوعلی کی وفات کے بعد سلطان الپ ارسلان نے اپنے حضور میں طلب فرما کر قلمدان وزارت اس کے سپرد کر دیا اور تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا چنانچہ نظام الملک سلطان الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے دربار میں عہدہ وزارت پر فائز رہا اور جن مراتب عالیہ پر یہ پہنچا ان کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، تمام امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اس کو اختیار تھا اور اس کی اولاد بڑے عہدوں سے ممتاز تھی۔

سلطان کی نظر میں وقعت:..... سلطان کو اس کا اس حد تک پاس و لحاظ تھا کہ اسکے پوتے عثمان جمال (جو صوبہ مرو کا گورنر تھا) اور سلطان کے ایک امیر لشکر کی جس کو سلطان نے شہنشاہ مقرر کر کے روانہ کیا تھا ان بن ہو گئی چنانچہ عثمان جمال نے نوعمری کے جوش میں آ کے اس امیر کو گرفتار کر کے سزا دیدی، امیر نے رہائی پانے کے بعد دربار سلطانی میں حاضر ہو کر فریاد کی تو سلطان کو سخت ملال ہوا مگر نظام الملک کے لحاظ کی وجہ سے عثمان جمال سے جواب تک طلب نہیں کیا البتہ نظام الملک کے پاس اپنی ایک معتبر خواص کو عثمان جمال کی شکایت کرنے بھیج دیا، نظام الملک نے اپنے حقوق اور خدمات کا اظہار کیا، سلطان اور نظام الملک کے درمیان ایک مدت تک اس بارے میں خط و کتابت ہوتی رہی لگانے بچھانے والوں نے بہت کچھ لگایا بجھایا مگر چند دنوں کے بعد خود بخود یہ قصہ رفع دفع ہو گیا۔

نظام الملک کی شہادت:..... اس دوران ۴۸۵ھ کا ماہ رمضان آ گیا سلطان ملک شاہ اور نظام الملک اصفہان سے بغداد واپس آتے ہوئے نہاد میں خیمہ زن ہوئے، نظام الملک افطار کے بعد شاہی خیمہ سے نکل کر اپنے خیمہ کی طرف آ رہا تھا ایک لڑکا (جو غالباً فرقہ باطنیہ سے تھا) فریادی کی صورت بنائے ہوئے اس سے ملا نظام الملک نے درخواست لینے کی غرض سے ہاتھ بڑھایا مگر اس لڑکے نے نظام الملک کے قریب پہنچ کر پیٹ میں چھری گھونپ دی نظام الملک زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا اور اسی وقت دم توڑ دیا، اس کے بعد وہ لڑکا بھاگا مگر لشکریوں نے دوڑ کر اس لڑکے کو گرفتار کر لیا اور پھر اسے مار ڈالا، سلطان ملک شاہ اس واقعہ کو سن کر اسی روز نظام الملک کے خیمہ میں آیا اور اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کو سلطان کی صورت دیکھنے سے ایک گونہ اطمینان اور سکون ہو گیا، نظام الملک تیس برس وزیر رہا باستثناء اس وزارت کے جبکہ اس نے اس کے باپ الپ ارسلان کے زمانہ میں جب وہ خراسان کا امیر تھا اور یہ اس کا وزیر تھا ۲۔

ملک شاہ کی وفات:..... نظام الملک کی شہادت کے بعد جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں سلطان ملک شاہ نے بغداد کی جانب کوچ کر دیا اور کچھ عرصہ سفر کر کے ماہ رمضان کے آخر میں دار الخلافہ بغداد میں داخل ہوا اور وزیر عمید الدولہ بن جہیر نے اس کا استقبال کیا۔ سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی وفات پر یہ ارادہ کر لیا تھا کہ قلمدان وزارت تاج الملک کے سپرد کر دیا جائے، یہ وہی شخص ہے جس نے نظام الملک کی چغلی کی تھی چونکہ یہ بھی کفایت شعار اور منتظم تھا اس لئے سلطان ملک شاہ کے خیالات اس کی طرف اس طرح کے قائم ہو گئے تھے، نماز عید پڑھ کر سلطان اپنے محل میں واپس آ گیا اس کی موت کا وقت آ گیا تھا لہذا پندرہویں شوال ۴۰۸ھ میں انتقال کر گیا۔

①..... اس کے قتل کے بارے میں دوسرا واقعہ بھی نقل کیا جاتا ہے دیکھئے (المنتظم ابن جوزی صفحہ ۶۶ جلد ۹)

②..... خواجه نظام الملک طوسی اکیسویں ذیقعدہ ۴۰۸ھ یوم جمعہ کو مقام نوقان (مضافات طوس) میں پیدا ہوا سہتر برس کی عمر پائی، اصفہان میں دفن کیا گیا۔

ملک شاہ کی بیوی ترکمان:..... اس کی بیوی ترکمان خاتون نے اس واقعہ کو چھپا لیا، جو کچھ مال و اسباب اس کا اور شاہی دربار کا تھا سب کا سب محل سرائے خلافت میں پہنچا دیا اور سلطان ملک شاہ کی نعش کو تابوت میں رکھ کر اصفہان کی طرف کوچ کر دیا، روانگی کے وقت درپردہ امراء و اراکین سلطنت کو بیشمار زرنقد دے کر گئی اور یہ ہدایت کر گئی کہ میرے بیٹے محمود کو تخت نشین اور مرحوم سلطان کا وارث تاج و تین بنانا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا اس کے بعد ترکمان خاتون نے قوام الدولہ کو بوقا (جو آئندہ موصل کا حکمران بنے گا) کو بلوا کر سلطان ملک شاہ کی انگھوٹی دی اور اصفہان کے قلعہ دار کے پاس روانہ کیا۔

محمود کی تخت نشینی:..... قلعہ دار نے خاتم سلطانی دیکھ کر قلعہ اس کے حوالہ کر دیا، محمود کی عمر اس وقت چار برس کی تھی بیعت حکومت کے بعد خلیفہ مقتدی کی خدمت میں ترکمان خاتون کی طرف سے درخواست دی گئی کہ محمود کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، خلیفہ نے ترکمان خاتون کی درخواست منظور فرمائی مگر اس شرط پر کہ امیرانہ کی رائے سے (جو سلطان ملک شاہ کے امراء میں سے ہے) امور سلطنت و حکومت انجام دیئے جائیں اور تاج الملک کے سپرد مال کی تقرری اور محکمہ خراج رہے، ترکمان خاتون نے ان شرائط کو منظور نہیں کیا یہاں تک کہ امام ابو حامد غزالی ترکمان خاتون کے پاس تشریف لے گئے اور یہ سمجھایا کہ نابالغ ہونے کی وجہ سے محمود کے تصرفات اور احکام شرعاً جائز اور جاری نہیں ہو سکتے، امام غزالی کے فرمانے سے ترکمان خاتون کی تشفی ہو گئی اور اس نے خلیفہ کی شرائط کو منظور کر لیا، شوال کے آخر میں محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور وہ، ناصر الدولہ والدین، کے لقب سے ملقب ہوا، حریم شریفین میں اس کی تخت نشینی کی اطلاع دی گئی اور وہاں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

برکیاروق کی گرفتاری:..... بوقت وفات سلطان ملک شاہ، ترکمان خاتون نے اس کی موت کا واقعہ چھپانے اور اپنے بیٹے محمود کی بیعت لینے کی جو کارروائی کی وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں، اسی زمانہ میں ترکمان خاتون نے خفیہ طور سے چند آدمیوں کو سلطان ملک شاہ کے بڑے بیٹے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے لئے اصفہان بھیج دیا تھا اس خوف سے کہ کہیں میرے بیٹے محمود سے برکیاروق جھگڑ نہ پڑے، چنانچہ ان لوگوں نے اصفہان پہنچ کر برکیاروق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا

برکیاروق کی رہائی اور یورش:..... لہذا جس وقت سلطان ملک شاہ کی موت کی خبر مشہور ہوئی خادمان نظامیہ نظام الملک کے اسلحہ خانہ میں جو اصفہان میں تھا گھس گئے اور اسلحہ لے کر شہر کو گھیر لیا، برکیاروق کو جیل سے نکال کر اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کی اور جامع مسجد اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا، اس کی ماں زبیدہ بنت یاقوتی بن داؤد (یا قوتی سلطان ملک شاہ کا چچا تھا) اپنے بیٹے برکیاروق کے بارے میں ترکمان خاتون مادر محمود سے بے حد خوفزدہ تھی مگر جب اس کو یہ معلوم ہو گیا کہ نظامیہ کے خدام برکیاروق کا ساتھ دے رہے ہیں تو اس کو تسکین اور مسرت ہوئی۔

اس وقت تاج الملک اصفہان میں داخل ہو چکا تھا لشکریوں نے اس سے تنخواہ طلب کی تو وہ اصفہان کے ایک قلعہ میں روپیہ لینے کو گیا مگر خدام نظامیہ کے خوف سے بیٹھ گیا، جس وقت ترکمان خاتون اصفہان میں آئی تو تاج الملک نے حاضر ہو کر معذرت کی چنانچہ ترکمان خاتون نے اس کا عذر قبول کر لیا، برکیاروق خادمان نظامیہ کے ساتھ اصفہان سے مقام رے چلا گیا۔

برکیاروق سے جنگ:..... امیر ارغش (سلطان ملک شاہ کا ایک نامی گرامی امیر) اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ برکیاروق سے آ ملا، ترکمان خاتون نے ایک لشکر برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں سلطان ملک شاہ کے اکثر امراء تھے دونوں فوجیں مرتب ہو کر میدان جنگ میں آئیں، ابھی تک معرکہ جنگ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا کہ ترکمان خاتون کے اکثر امراء برکیاروق کے پاس بھاگ گئے اس کے بعد معرکہ کارزار شروع ہوا ترکمان خاتون کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور اصفہان کی جانب لوٹی برکیاروق نے تعاقب کیا اور اصفہان پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

قتل تاج الملک:..... وزیر تاج الملک ترکمان خاتون اور برکیاروق کی جنگ میں موجود تھا اور ترکمان خاتون کی طرف سے لڑ رہا تھا جس وقت ترکمان خاتون کی فوج ہزیمت اٹھا کر بھاگی تاج الملک بھی قلعہ یزدجرد کی جانب بھاگ گیا مگر راستے میں گرفتار ہو کر برکیاروق کے سامنے پیش کیا گیا، یہ وہ وقت تھا کہ برکیاروق اصفہان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا چونکہ برکیاروق اس کی کفایت شعاری اور معاملہ فہمی سے واقف تھا اس لئے عہدہ

وزارت سے سرفراز کرنے کا ارادہ کر لیا اور خدام نظامیہ کو اس سے راضی کرنے کی غرض سے دولاکھ دینار اس کی طرف سے دیئے اور وہ لوگ اسے راضی بھی ہو گئے مگر عثمان نائب نظام الملک کو اس کی خبر مل گئی چنانچہ چند غلاموں کو ابھار دیا اور ان کو یہ جھانسہ دیا کہ اسی نے تمہارے سردار نظام الملک کو قتل کرایا ہے چنانچہ ان غلاموں نے ایک دن تاج الملک کو پکڑ کر مار ڈالا اور ایک ایک عضو کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۴۸۶ھ کا ہے۔

نظام الملک کا بیٹا ابو عبد اللہ:..... اس واقعہ کے بعد عز الملک ابو عبد اللہ حسین بن نظام الملک اصفہان کے محاصرے کے دوران اصفہان سے برکیاروق کی خدمت میں حاضر ہوا یہ اس سے پہلے خوارزم میں حکمرانی کر رہا تھا اپنے باپ نظام الملک کی شہادت سے پہلے سلطان ملک شاہ اور اپنے باپ کی شرف حضوری حاصل کرنے کے لئے اصفہان آیا تھا اتفاق یہ ہوا کہ اس کا باپ شہید ہو گیا سلطان ملک شاہ کی بھی وفات ہو گئی اور یہ اس وقت سے اصفہان ہی میں مقیم تھا حتیٰ کہ برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کر لیا اس وقت یہ اصفہان سے نکل کر برکیاروق کے پاس آ گیا چنانچہ برکیاروق عزت و احترام سے پیش آیا اور قلمدان وزارت اس کے سپرد کر کے امور سلطنت و حکومت کے سیاہ و سفید کا مکمل اختیار دے دیا۔

برکیاروق کا قبضہ:..... برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر ۴۸۶ھ میں بغداد آیا اور دربار خلافت میں حاضر ہو کر خلیفہ سے درخواست کی کہ میرا نام خطبہ میں پڑھا جائے چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی اور پھر جامع مسجد بغداد میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسے „رکن الدولہ“ کا خطاب عنایت ہوا، وزیر عمید الدولہ بن جہیر دربار خلافت سے خلعت لے کے برکیاروق کے پاس آیا، برکیاروق نے خلعت کو زیب تن کیا اور ابھی برکیاروق بغداد ہی میں مقیم تھا کہ خلیفہ مقتدی کا انتقال ہو گیا۔

المقتدی بامر اللہ:..... ہفتہ کے دن پانچویں محرم ۴۸۷ھ کو خلیفہ مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن ذخیرۃ الدین محمد بن خلیفہ القائم بامر اللہ کی اچانک وفات ہو گئی، سلطان برکیاروق کی رپورٹ آئی ہوئی تھی خلیفہ مقتدی نے پڑھ کر رکھ لیا اس کے بعد دسترخوان چنا گیا کھانا کھایا اور پھر جیسے ہی ہاتھ دھوئے غشی طاری ہوئی اور انتقال ہو گیا، وزیر عمید الدولہ نے تجہیز و تکفین کی، ابو العباس احمد بن خلیفہ مقتدی نے نماز جنازہ پڑھائی پھر دفن کر دیا گیا، انیس برس آٹھ مہینے خلافت رہی، اگرچہ عالی ہمت، صاحب سطوت اور اونچی شان کا مالک شخص تھا مگر پھر بھی اپنے امراء دولت اور اراکین خلافت کے ہاتھوں کھٹ پتلی بنا ہوا تھا اس کے زمانہ میں بغداد میں بے حد ترقی ہوئی اور عالیشان عمارتیں تعمیر کی گئیں، میرا خیال یہ ہے کہ بغداد کی ترقی دولت بنی طغرل بیگ کے عروج کی وجہ سے ہوئی۔

ابو العباس احمد بن مقتدی، المستظہر باللہ

مستظہر باللہ کی خلافت:..... خلیفہ مقتدی کے انتقال کے بعد وزیر عمید الدولہ نے اس کے بیٹے ابو العباس احمد کو دربار خلافت میں لا کر تخت خلافت پر متمکن کیا اراکین خلافت اور امراء دولت نے بیعت کی، ابو العباس احمد نے المستظہر باللہ کا لقب اختیار کیا اس کے بعد وزیر بیعت لینے کے لئے برکیاروق کے پاس گیا برکیاروق نے خوشی سے خلیفہ المستظہر کے وزیر کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

خلیفہ مقتدی کے وفات کے تیسرے دن مجلس عزاء منعقد ہوئی سلطان برکیاروق اپنے وزیر عز الملک بن نظام الملک اور اس کے بھائی بہاء الملک کے ساتھ دربار خلافت میں حاضر ہوا، دیگر عہدیداروں میں سے طراد عباسی معمر علوی اور بڑے علماء میں سے قاضی القضاۃ ابو عبد اللہ دامغانی، غزالی ①، شاشی ② وغیرہ بھی تعزیت کے لئے آئے اور تعزیت کی اور خلیفہ مستظہر کی خلافت کی بیعت کر کے واپس چلے گئے۔

تنش کے حالات:..... اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ تنش بن سلطان الپ ارسلان نے صوبہ دمشق پر قبضہ کر کے استقلال و استحکام کے ساتھ

① امام ابو حامد محمد بن محمد بن محمد احمد الطوسی الشافعی الغزالی عقائد اور تصوف میں امام ہیں، عقائد، تصوف اور اخلاقیات پر بے شمار کتب لکھیں، جن مشہور „احیاء علوم الدین“ ہے، ۵۰۵ھ وفات ہوئی۔ (شذرات الذہب صفحہ ۱۰ جلد ۴)

② شاشی: ابو بکر محمد بن احمد بن حسین ہیں شافعیہ کے شیوخ میں سے ہیں ۵۰۵ھ میں وفات ہوئی (شذرات الذہب صفحہ ۱۶ جلد ۴)

دمشق میں حکومت کرنا شروع کر دی تھی اور سلطان ملک شاہ کی وفات سے پہلے بطور وفد بغداد میں سلطان ملک شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور پھر واپس چلا گیا تھا واپسی کے بعد ملک شاہ کی وفات کی خبر ملی تو فوراً ہیبت پر قبضہ کر کے سلطنت و حکومت حاصل کرنے کے مقصد سے دمشق کی طرف کوچ کر دیا اور لشکر تیار کر کے حلب پر حملہ کر دیا قسطنطین الدولہ آقسنقر گورنر حلب نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ساتھ مل گیا باغیسان گورنر انطاکیہ اور بوزان گورنر الرہا و حراں کو بھی لکھ کر بھیج دیا کہ بنظر مصلحت وقت ملک شاہ کی اولاد کے حالات درست ہونے تک تنش کی اطاعت قبول کر لو، باغیسان اور بوزان نے بھی آقسنقر کی تحریر کے مطابق تنش کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے اپنے شہروں میں پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ مل کر رجبہ کے محاصرے کے لئے بڑھے۔

رجبہ میں تنش کا خطبہ:..... ماہ محرم ۴۸۶ھ میں رجبہ فتح کر لیا اور تنش کے نام کا خطبہ جامع مسجد کے منبر پر پڑھا گیا اس کے بعد تنش نے نصیبین کا رخ کیا اور بوزان و طاق اس کو بھی فتح اور تخت تاراج کر کے محمد بن شرف الدولہ کے حوالہ کر دیا اور موصل پر قبضہ کرنے کے ارادے سے کوچ کر دیا، راستے میں کافی بن فخر الدولہ بن جہیر سے ملاقات کی یہ ان دنوں جزیرہ ابن عمر میں تھا تنش نے عزت افزائی کے طور پر عہدہ وزارت اس کو دے دیا اور موصل کے قریب پہنچ کر ابراہیم بن قریش گورنر موصل کے پاس کہلوا یا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ پڑھو اور دار الخلافہ بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دو۔

موصل پر قبضہ:..... ابراہیم نے اسے منظور نہیں کیا اور انکار میں جواب دے دیا تنش نے اعلان جنگ کر کے لڑائی چھیڑ دی دس ہزار فوج تنش کے لشکر میں تھی آقسنقر میمنہ پر تھا بوزان میسرہ پر، ابراہیم گورنر موصل تیس ہزار کے لشکر کے ساتھ میدان جنگ میں آیا ہوا تھا ایک گھمسان کی لڑائی کے بعد ابراہیم کو شکست ہو گئی، ابراہیم اور امراء عرب کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا تنش نے ان سب کو انتہائی بے رحمی سے تہ تیغ کیا اور تسلط ہونے کے بعد علی بن شرف الدولہ کو موصل کی حکومت عنایت کر دی، یہ تنش کا پھوپھی زاد بھائی تھا۔

خطبہ کے لئے درخواست:..... موصل پر قبضہ کرنے کے بعد تنش نے دار الخلافہ بغداد میں خطبہ میں نام داخل کئے جانے کی درخواست بھیجی گوہر آئین شحہ بغداد نے سفارش بھی کی مگر جواب دیا گیا کہ لشکر اسلام سے قاصد کے آنے کا انتظار کیا جا رہا ہے، قاصد بے نیل و مرام تنش کے پاس واپس آ گیا چنانچہ تنش نے دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر بھی قبضہ کر کے آذر بایجان کا رخ کیا۔

ان واقعات کی خبر برکیاروق تک بھی پہنچی اس وقت برکیاروق کو محمود کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی تھی اور وہ ہمدان اور رے پر قابض ہو چکا تھا فوجیں مرتب کر کے اپنے چچا تنش کی روک تھام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

آقسنقر اور بوزان کی علیحدگی:..... جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا آقسنقر نے بوزان سے کہا ہم نے تنش کی اطاعت محض اس لئے قبول کی تھی کہ ہمارے آقائے نامدار ملک شاہ کے بیٹوں میں اختلاف پڑا ہوا تھا ہم دیکھتے رہے تھے کہ اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے الحمد للہ جس بات کو ہم چاہتے تھے وہ پردہ غیب سے ظاہر ہو گئی ہے یعنی ہمارے آقائے نامدار کا بڑا بیٹا برکیاروق حکمرانی کرنے لگا ہے اب ہم کسی طرح تنش کے ساتھ نہیں رہ سکتے، کیوں بوزان تمہاری کیا رائے ہے؟ بوزان نے جواب دیا میں آپ کی رائے سے متفق ہوں، آقسنقر نے بوزان کو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور اپنے ساتھیوں سمیت تنش سے علیحدہ ہو کر برکیاروق کے پاس چلا گیا، ان دونوں امراء کی علیحدگی سے تنش کی قوت کم ہو گئی اور وہ شکست کھا کر دمشق کی جانب لوٹ آیا اور اس سے برکیاروق کی حکومت مستحکم ہو گئی گوہر آئین نے حاضر ہو کر تنش کی درخواست پر سفارش کرنے کی معذرت کی مگر برکیاروق نے اس کی ایک بھی نہ سنی اور معزول کر کے امیر نکیر کو اس کی جگہ دار الخلافہ بغداد کا شحہ مقرر کر دیا اس کے بعد برکیاروق کا خطبہ بغداد میں پڑھا گیا اور خلیفہ مقتدی نے وفات پائی اور اس کی جگہ تخت خلافت پر خلیفہ مستظہر متمکن ہوا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

حلب پر تنش کا قبضہ:..... تنش نے آذر بایجان سے شام کی جانب واپسی کے بعد فوجیں مرتب کیں اور آقسنقر سے جنگ کرنے کے لئے

حلب کی طرف بڑھا، برکیاروق نے امیر کر بوقا کو (جو آئندہ امیر موصل ہوگا) آقسنقر کی کمک پر روانہ کیا، حلب ۱ کے قریب دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ حلب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور آقسنقر گرفتار ہو گیا اور انتہائی بے کسی سے مار ڈالا گیا ۲، امیر بوزان اور کر بوقا بھاگ کر حلب میں چھپ گئے اور اس کی حفاظت کا معقول انتظام کر لیا، تنش نے حلب کا محاصرہ کر لیا چند دن تک محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر تنش نے حلب پر بھی قبضہ کر کے امیر بوزان اور کر بوقا کو گرفتار کر لیا چونکہ حران اور الرہا کی حکومت و امارت امیر بوزان کے قبضہ اقتدار میں تھی اس لئے امیر بوزان کو حران اور الرہا کی طرف روانہ کیا اس غرض سے کہ اہل حران اور الرہا اس کی گرفتاری سے اطاعت قبول کر لیں گے مگر اہل حران اور الرہا نے اطاعت قبول نہ کی چنانچہ تنش نے جلا کر امیر بوزان کا سر کاٹ کے اہل حران کے پاس بھیج دیا اس سے اہل حران خوف سے تھڑ گئے اور مجبوراً اطاعت قبول کر لی اور امیر کر بوقا کو محبس کی جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ رضوان نے اپنے باپ تنش کے مارے جانے کے بعد امیر کر بوقا کو قید سے رہا کیا۔

تنش کی مزید کامیابیاں:..... تنش اس مہم سے فارغ ہو کر جزیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے دیار بکر، خلاط، آرمینہ، آذربائیجان اور ہمدان کو یکے بعد دیگرے کسی کو جنگ سے اور کسی کو صلح و امان سے فتح کرتا گیا انہی دنوں فخر الدولہ بن نظام الملک حران سے سلطان برکیاروق کی خدمت میں شرف نیاز حاصل کرنے جا رہا تھا کہ مقام اصفہان میں امیر قماج سے جو محمود بن سلطان ملک شاہ کے لشکر کا ایک سردار تھا مڈ بھیڑ ہو گئی، امیر قماج نے فخر الدولہ پر شیخون مار کر اس کے سارے مال و اسباب کو لوٹ لیا، فخر الدولہ تن تنہا اپنی جان بچا کر ہمدان بھاگ آیا یہاں یہ دوسری مصیبت سر پر آ پڑی کہ تنش کو اس کی خبر مل گئی اور وہ اس کے قتل پر تل گیا مگر امیر باغیسان نے سفارش کی تو بیچارے کی جان بچ گئی اور پھر اسی کی سفارش سے عہدہ وزرات بھی مل گیا۔

بغداد میں خطبہ کی دوبارہ درخواست:..... ان مسلسل کامیابیوں سے تنش کے حوصلے بڑھ گئے اور خطبہ میں نام داخل کروانے کی پھر ہوس چڑھ گئی چنانچہ اسی غرض سے اپنے وزیر فخر الدولہ کو دار الخلافہ بغداد روانہ کیا اور یوسف بن ابی ترکمانی کو ترکمانوں کے ایک گروپ کے ساتھ بغداد کا شہنہ مقرر کر کے بھیجا لیکن اہل بغداد نے یوسف کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔

برکیاروق کی پیش قدمی:..... برکیاروق ان واقعات سے مطلع ہو کر تنش کا سلسلہ فتوحات روکنے کی غرض سے نصیبین سے روانہ ہوا، دجلہ کو بائے موصل سے عبور کیا اور اربل سے ہوتا ہوا سرکاب بن بدر کے شہر میں پہنچا اور پھر وہاں سے روانہ ہو کر اپنے چچا تنش کے لشکر گاہ کے قریب پراؤ ڈالا دونوں لشکروں میں صرف نوکوس کا فاصلہ تھا اس کے ساتھ ایک ہزار فوج تھی اور اس کے چچا تنش کے لشکر میں پچاس ہزار جنگ جو تھے تنش نے برکیاروق کی آمد کی اطلاع پا کر اپنے ایک امیر کو چند دستہ فوج کے ساتھ برکیاروق پر شیخون مارنے بھیجا چنانچہ برکیاروق شکست کھا کر اصفہان پہنچ گیا اس وقت اصفہان میں محمود بن سلطان ملک شاہ موجود تھا اس کی ماں ترکمان خاتون کا انتقال ہو چکا تھا۔

اصفہان پر برکیاروق کا قبضہ:..... محمود کے امراء نے برکیاروق کو گرفتار کرنے کے ارادے سے اصفہان میں داخل کر لیا اس کے بعد ہی محمود کی بھی شوال ۴۸ھ کے آخر میں وفات ہو گئی چنانچہ برکیاروق اصفہان پر قابض ہو گیا، مؤید الملک بن نظام الملک اس واقعہ کی اطلاع پا کر حاضر ہوا برکیاروق نے ماہ ذی الحجہ ۴۸ھ میں اسے قلمدان وزارت کا مالک بنادیا، مؤید الملک نے اپنی حکمت عملی اور عالمانہ تدابیر سے امراء مملکت کو برکیاروق کی طرف مائل کر لیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

تنش کا قتل:..... برکیاروق کی شکست کے بعد تنش اور امراء مملکت کے درمیان صرف ناچاقی ہی نہیں بلکہ اچھی خاصی مخالفت پیدا ہو گئی تھی۔ تنش ان لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دے رہا تھا اور وہ لوگ برکیاروق کی صحت کے انتظار میں جو بعارضہ چیچک علیل ہو گیا تھا مناسب بہانوں سے

۱..... تنش اور آقسنقر کی مقام نہر سبعین قریب کے تل سلطان پر معرکہ آرائی ہوئی تھی اس مقام سے حلب نوکوس کے فاصلہ پر ہے، لڑائی بہت بڑی اور خوریزی ہوئی، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵۔

۲..... امیر قسیم الدولہ آقسنقر گورنر حلب ہزیمت و گرفتاری کے بعد ماہ جمادی الاول ۴۸ھ میں تاج الدولہ تنش کے ہاتھ سے مارا گیا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۹۵)۔

ٹال رہے تھے اس دوران برکیاروق کو صحت حاصل ہو گئی اور اراکین دولت اس سے مل گئے اور تش کوٹ کا سا جواب دے دیا تش نے جھلا کر ان لوگوں کی سرکوبی کے ارادے سے تیاری کا حکم دے دیا، امراء مملکت بھی اپنی اپنی فوجیں لے کر برکیاروق کے پاس اصفہان آ گئے ہر طرف سے فوجیں چلی آرہی تھیں تھوڑے ہی دن میں تیس ہزار فوج جمع ہو گئی پھر مقام رے کے قریب چچا اور بھتیجے (یعنی برکیاروق اور تش) کا مقابلہ ہوا اور تش شکست کھا کر بھاگ گیا، آقسنقر کے کسی مصاحب نے اس دوران اس کو مار کر اپنے آقا کے خون کا بدلہ لے لیا۔

برکیاروق کو استحکام:..... اس کے مارے جانے سے فخر الملک بن نظام الملک کو قید کی مصیبت سے رہائی ملی اور برکیاروق کی حکومت کو استحکام ہو گیا پھر دار الخلافہ بغداد میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ①۔

برکیاروق نے خراسان پر اپنے سوتیلے بھائی سنجر کو مامور کیا تھا لہذا مستقل طور سے اس کی حکومت خراسان میں مستحکم ہو گئی جیسا کہ اس کے حالات کو ہم جہاں ملوک سلجوقیہ کے حالات علیحدہ تحریر کریں گے بیان کرنے والے ہیں اس جگہ پر ہم ان کے حالات اتنے ہی احاطہ تحریر میں لائیں گے جن کو خلیفہ اور بغداد میں خطیبہ پڑھے جانے کے ساتھ تعلق ہے اس لئے کہ یہاں پر عباسیہ کی خلافت کی حکومت اور ان کے وزراء کے حالات یا ان لوگوں کے واقعات تحریر کرنا مقصود اصلی ہے جنہوں نے خاص طور سے خلافت عباسیہ کو دبا لیا تھا۔

محمد بن ملک شاہ:..... سنجر بن ملک شاہ کا ایک حقیقی بھائی محمد نامی تھا جو اپنے باپ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد اپنے بھائی محمود اور اسکی ماں ترکمانی خاتون کے ساتھ بغداد سے اصفہان چلا گیا تھا چنانچہ جس وقت برکیاروق نے اصفہان کا محاصرہ کیا محمد چھپ کر برکیاروق کے پاس چلا گیا تھا اور اس کے ساتھ ساتھ ۳۸۶ھ میں بغداد آ گیا، برکیاروق نے محمد کو گنجہ اور اس کے مضافات کو بطور جاگیر دے دیا اور انتظام کرنے کی غرض سے قطلغ بن تکین کو محمد کے ساتھ مامور کر دیا، تھوڑے ہی دنوں میں محمد کے قدم گنجہ کی حکومت پر جم گئے اس نے موقع پا کے قطلغ تکین کو مار ڈالا اس کے بعد موید الملک عبید اللہ بن نظام الملک جو اس سے پہلے امیر انزد کے ساتھ تھا اور اس کو برکیاروق کی مخالفت پر ابھارا تھا امیر انزد کے قتل کے بعد (جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے) محمد بن ملک شاہ کے پاس چلا آیا اور یہاں بھی وہی گل کھلائے سمجھا بچھا کر محمد کو سلطان برکیاروق کی مخالفت پر آمادہ کر لیا، محمد نے برکیاروق کا خطبہ موقوف کر کے گنجہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور قلمدان وزارت موید الملک کے حوالہ کر دیا۔

برکیاروق کی ماں کا قتل:..... اسی زمانہ میں برکیاروق نے اپنے ماموں مجد الملک بلا رسلانی کو کسی وجہ سے قتل کر دیا، اس سے اکثر امراء لشکر کو ناراضگی پیدا ہو گئی اور وہ برکیاروق سے علیحدہ ہو کر محمد کے پاس چلے گئے برکیاروق سے کچھ بن نہ پڑی اور مقام رے کا راستہ لیا رے میں پہنچتے ہی اس کا لشکر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا، عز الملک منصور بن نظام الملک بھی لشکر لے کر آ گیا انہی دنوں یہ خبر ملی کہ اس کا بھائی محمد ایک بڑا لشکر لے کر آ رہا ہے چنانچہ برکیاروق نے مقام رے سے اصفہان کی جانب ہٹ گیا مگر اہل اصفہان نے شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا مجبوراً خوزستان کی جانب روانہ ہو گیا اس کے بعد محمد ماہ ذی قعدہ ۳۹۲ھ کے شروع میں رے پہنچ گیا، اور موید الملک نے زبیدہ خاتون (برکیاروق کی والدہ) کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

سلطان محمد کا خطبہ:..... مقام رے پر قابض ہو جانے سے محمد کی حکومت کو استحکام ہو گیا چونکہ سعد الدولہ گوہر آئین شہنہ بغداد کو برکیاروق سے کشیدگی ہو گئی تھی، سلطان محمد کی کامیابی کا حال سن کر امیر کر بوقا گورنر موصل، چکر مش گورنر جزیرہ، اور سرخاب بن بدر گورنر کنکوره کے ساتھ فتیابی کی مبارکباد دینے آیا، مقام قم میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی وہ بڑی عزت و احترام سے پیش آیا اور حسب مراتب خلعتیں دیں، امیر کر بوقا اور چکر مش سلطان محمد کے ساتھ اصفہان کی جانب روانہ ہو گئے اور سعد الدولہ گوہر آئین بغداد واپس آ گیا اور خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے پندرہویں ذی الحجہ ۳۹۲ھ کو سلطان محمد کے نام کو خطبہ میں داخل کر لیا، دربار خلافت سے سلطان محمد کو، غیاث الدین والدین، کا خطاب مرحمت ہوا۔

برکیاروق کا دوبارہ خطبہ:..... گزشتہ سال برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر رے سے خوزستان چلا گیا تھا ان دنوں اس کا امیر لشکر

① ہم نے امیر آقسنقر، سلطان ملک شاہ، برکیاروق اور تش وغیرہ کے حالات کو کس قدر تفصیل کی ساتھ حیات سلطان نور الدین محمود زنگی میں تحریر کیا ہے جس کو اس سے زیادہ واقفیت حال کرنے کا شوق ہو وہ کتاب مذکور کا مطالعہ کرے (مترجم)

نبال بن انوش تکلین حسانی تھا اس کے ساتھ امراء لشکر کا بھی ایک گروپ تھا ان سب نے خوزستان پہنچ کر عراق جانے کی رائے قائم کی چنانچہ برکیاروق نے واسط کی جانب کوچ کیا، واسط میں صدقہ بن مزید حله کے گورنر نے حاضر ہو کر ملاقات کا اعزاز حاصل کیا، دو چار دن آرام کر کے برکیاروق نے بغداد کا سفر کیا اور پندرہویں صفر ۴۹۳ھ کو بغداد پہنچا اور اسی دن اس کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا گیا، سعد الدولہ گوہر آئین درے مرج بھاگ گیا اس کے ساتھ امیر ایلغاری بن ارتق بھی تھا سلطان محمد اور اس کے وزیر موید الملک کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے بغداد کی آنے کی ترغیب دی، سلطان محمد نے امیر کر بوقا گورنر موصل اور چکر مش گورنر جزیرہ کو بغداد روانہ کیا شو چکر مش نے سعد الدولہ کے پاس پہنچ کر اپنے دار الحکومت واپس جانے کی اجازت طلب کی اور اجازت ملنے کے بعد اپنے ملک چلا گیا، گوہر آئین نے یہ رنگ دیکھ کر امراء لشکر کی اتفاق رائے سے کر بوقا گورنر موصل کو برکیاروق کی خدمت میں بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ آپ تشریف لائے ہم لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں چنانچہ برکیاروق سوار ہو کر ان امراء کے پاس چلا گیا ان لوگوں نے پیدل جا کر استقبال کیا زمین بوسی کی اور اس کے ساتھ ساتھ بغداد آئے برکیاروق نے ابو المعالی عبد الجلیل بن علی بن محمد ہستانی کو قلمدان وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ بن جہیر وزیر کو گرفتار کر کے دیار بکر اور موصل کا حساب مانگا جو اس کے اور اس کے باپ کی سپردگی اور ماتحتی میں تھا، چونکہ عمید الدولہ کا حساب صاف نہ تھا اس نے ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تاوان دے کر قید کی مصیبت سے جان بچالی، خلیفہ مستظهر نے خوش ہو کر خلعت فاخرہ سے برکیاروق کو سرفراز فرمایا، اور برکیاروق استحکام و استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

محمد اور برکیاروق کی پہلی جنگ:..... چند دنوں بعد برکیاروق نے (اپنے بھائی) محمد سے جنگ کرنے کے لئے شہر زور کی جانب بغداد سے پیش قدمی کی ترکمانوں کا ایک عظیم لشکر اس کے قافلے میں تھا گورنر ہمدان نے ترغیب دی کہ آپ یہاں تشریف لا کے محمد کے امراء کی جتنی جاگیریں ہیں ان کو ضبط کر لیجئے، برکیاروق اس سے اعراض کر کے اپنے بھائی محمد سے جا بھڑانہرا بیض پر جو ہمدان سے چند کوس کے فاصلہ پر ہے جنگ ہوئی، محمد کے ہمراہ بیس ہزار فوج تھی امیر سرخو ① شخہ اصفہان محمد کے ساتھ قلب میں تھا میمنہ میں ایک دوسرا امیر اور محمد کا بیٹا تھا، میسرہ میں موید الملک اور نظامیہ کی فوج تھی، برکیاروق کے ساتھ حلب میں اس کا وزیر ابو المعالی تھا، میمنہ میں گوہر آئین، صدقہ بن مزید اور سرخاب بن بدر، میسرہ میں کر بوقا وغیرہ تھے، برکیاروق کی طرف سے حملہ شروع ہوا سب سے پہلے گوہر آئین نے محمد کے میسرہ پر حملہ کیا محمد کا میسرہ مقابلہ نہ کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا گوہر آئین کی دستے کی فوج نے اس کے کیمپ کو لوٹ لیا اس کے بعد محمد کے میمنہ نے برکیاروق کے میسرہ پر ایلغار کی امیر کر بوقا نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا مگر محمد کے میمنہ کے پرزور حملہ کا جواب نہ دے سکا مجبوراً پیچھے ہٹ گیا، محمد نے اس بات کا احساس کر کے چند دستہ تازہ دم فوج میمنہ کی کمک پر بھیج دی، جس کے بعد امیر کر بوقا کو شکست فاش ہو گئی محمد نے فوراً دوسری جانب سے برکیاروق کے قلب لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے بعد فیصلہ کن جنگ شروع ہو گئی، برکیاروق بھاگ کھڑا ہوا اتنے میں گوہر آئین اپنے شکست خوردہ لشکر کو لے کر میدان جنگ میں پھر واپس آ گیا اتفاق سے گھوڑے کو ٹھوکر لگی جس سے گوہر آئین سنبھل نہ سکا زمین پر گر گیا اور ایک خراسانی سپاہی نے لپک کر سر اتار لیا چنانچہ اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا وزیر ابو المعالی کو گرفتار کر لیا گیا موید الملک نے اس سے عزت و احترام کا برتاؤ کیا اور اس کو اپنے خیمہ میں ٹھہرایا اور جنگ کے بعد اس کو دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا چنانچہ اس نے بغداد پہنچ کر پندرہویں رجب ۴۹۳ھ کو خلیفہ مستظهر کی اجازت سے سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا۔

گوہر آئین کے ابتدائی حالات:..... گوہر آئین کے ابتدائی حالات یوں ہیں کہ یہ خوزستان میں ایک عورت کی خدمت میں رہتا تھا خرید و فروخت یا جو ضرورتیں اس قسم کی اس عورت کو ہوتی تھیں وہ گوہر آئین انجام دیا کرتا تھا اس عورت کے خاندان والوں کو جہاں گوہر آئین کی ذات سے بہت بڑا فائدہ تھا وہاں گوہر آئین بھی ان کی بدولت عیش و آرام سے زندگی بسر کرتا تھا، رفتہ رفتہ ملک ابو کا لیجار بن سلطان الدولہ کے یہاں ملازم ہو گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی بدولت اتنا زیادہ رسوخ پیدا کر لیا کہ ملک ابو کا لیجار نے اپنے بیٹے ابونصر کے ساتھ اسے بغداد روانہ کر دیا، ایک مدت تک ابونصر کے ساتھ بغداد میں رہا یہاں تک کہ سلطان طغرل بیگ نے ابونصر کو گرفتار کر کے قلعہ طبرک میں قید کر دیا اس کے ساتھ گوہر آئین کو بھی قلعہ میں قید کیا گیا لہذا جب ابونصر کی وفات ہو گئی اور گوہر آئین کو رہائی ملی تو گوہر آئین نے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں آ گیا، سلطان الپ ارسلان

① امیر سرخو، یہ نام غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۳۹۰ جلد ۶ پر، امیر سرمز، لکھا ہے اور یہی درست ہے۔

نے اس کی خدمت گزاری اور خیر خواہی سے خوش ہو کر اس کو واسطہ بطور جاگیر مرحمت کر دیا اور بغداد کا شہنہ مقرر کر دیا، جس وقت یوسف خوارزمی نے سلطان الپ ارسلان کو زخمی کیا تھا اس وقت گوہر آئین موجود تھا اسی نے سلطان الپ ارسلان کو یوسف خوارزمی کے ہاتھ سے بچایا تھا پھر سلطان الپ ارسلان کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ملک شاہ نے بھی اس کو اسی عہدہ پر رکھا چنانچہ گوہر آئین بغداد روانہ ہو گیا دربار خلافت میں بڑی آؤ بھگت ہوئی خلعت ملی، خطاب ملا، امراء مملکت اور روساء دربار خلافت نے اس کی بے حد اطاعت کی اور جو عزت و احترام اس کو حاصل تھا کسی کو نصیب نہ ہوا یہاں تک کہ اس جنگ میں مارا گیا۔

برکیاروق اور سنجر کی جنگ:..... برکیاروق نے اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر مقام رے میں جا کر دم لیا ہوش و حواس ٹھکانے آئے تو اپنے حامیوں اور مددگاروں کو طلبی کے خطوط روانہ کر دیئے چند دنوں کے بعد وہ لوگ اس سے آملے اور سب کے سب اسفرائین کی جانب روانہ ہو گئے اور امیر داؤد حبشی ۱ بن تو نطق، گورنر خراسان و طبرستان کو دامغان سے بلوایا، امیر داؤد نے حاضری کا وعدہ کیا اور اپنے آنے تک برکیاروق کو نیشاپور میں جا کر قیام کرنے کو لکھا چنانچہ اس رائے کے مطابق برکیاروق نے نیشاپور کا راستہ لیا اور نیشاپور پہنچ کر روساء نیشاپور کو گرفتار کر لیا مگر چند دن کے بعد ان سب کو رہا کر دیا اور دوبارہ ایک خط امیر داؤد حبشی کو طلبی کا روانہ کیا۔

برکیاروق کی مدد کے لئے روانگی:..... امیر داؤد نے معذرت کی کہ چونکہ سنجر نے بلخ کے لشکر کے ساتھ مجھ پر حملہ کیا ہوا ہے لہذا میں حاضری سے قاصر ہوں اور اگر ممکن ہو تو ایسی حالت میں میری مدد کیجائے، برکیاروق کو یہ خط پڑھنے سے سخت صدمہ ہوا اور جوش میں آ کر اسی وقت ایک ہزار سواروں کے ساتھ امیر داؤد حبشی کی کمک کے لئے روانہ ہو گیا۔

برکیاروق کی سنجر سے جنگ:..... امیر داؤد حبشی کے لشکر میں بیس ہزار فوج تھی اس کا مقام نوشجان پر سنجر سے مقابلہ ہوا، سنجر کے میمنہ میں امیر برغش، میسرہ میں کوکر اور قلب میں اس کے ساتھ رستم تھا، برکیاروق نے قلب لشکر پر حملہ کیا رستم شکست کھا کر بھاگا اور اسی دوران وہ مارا گیا، بے ترتیبی کے ساتھ اس کا لشکر بھاگ گیا، برکیاروق کی فوج اس کی لشکر گاہ کے لوٹنے میں مصروف ہو گئی بظاہر اس کو کامیابی حاصل ہو چکی تھی اور سنجر کے لشکر کا قلب بھاگ چکا تھا۔

برکیاروق کی شکست:..... اس دوران برغش اور کوکر نے اپنی اپنی فوجوں کو جمع کر کے برکیاروق کے لشکر پر حملہ کر دیا ادھر برکیاروق کی فوج غارتگری میں مصروف تھی اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی برکیاروق بھی جان بچانے کے غرض سے بھاگ گیا ترکمانوں میں سے ایک شخص نے امیر داؤد حبشی کو گرفتار کر لیا، خاتمہ جنگ کے بعد برغش کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ برغش نے اس کو قتل کر ڈالا باقی ادھر برکیاروق میدان جنگ سے بھاگ کر جرجان پہنچا اور پھر جرجان سے دامغان میں جا کر دم لیا، دامغان میں بھی حفاظت کا مناسب انتظام نہ پایا تو خشکی کے راستے اصفہان روانہ ہو گیا کیونکہ اہل اصفہان نے اس کو خطوط لکھ کر بلایا تھا مگر اتفاق سے محمد اس کے پہنچنے سے پہلے ہی اصفہان میں داخل ہو چکا تھا مجبوراً سیرم کی طرف لوٹ گیا۔

وزیر عمید الدولہ کی معزولی:..... اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ سلطان برکیاروق کا وزیر ابوالمحسن پہلی لڑائی میں جو برکیاروق اور محمد کے درمیان ہوئی تھی گرفتار ہو گیا تھا اور موید الملک بن نظام الملک (محمد کے وزیر) نے اس کو رہا کر کے اپنی طرف سے بغداد روانہ کر دیا تھا چنانچہ ابوالمحسن نے بغداد پہنچ کر خلیفہ مستظہر سے اجازت لے کر سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور موید الملک کی ہدایات کے موافق خلیفہ مستظہر کو وزیر عمید الدولہ کی معزولی پر مجبور کر دیا، اس واقعہ کی عمید الدولہ تک بھی خبر پہنچ گئی۔

ابوالمحسن پر قاتلانہ حملہ:..... عمید الدولہ نے ایک شخص کو ابوالمحسن کے قتل پر مقرر کر دیا یعقوباً کے قریب ابوالمحسن کا اس شخص سے سامنا ہو گیا جیسے ہی اس شخص نے حملہ کیا ابوالمحسن پیچھے ہٹ گیا حمہ آور تو منہ کے بل زمین پر گر پڑا اور ابوالمحسن ایک گاؤں میں جا کر چھپ گیا حملہ آور کو اپنی جلد

۱..... داؤد حبشی، نام غلط ہے، ابن اثیر صفحہ ۳۹۰ جلد ۶ پر، داز، لکھا ہے اور یہی صحیح ہے۔

بازی پر پیشمانی ہوئی بظاہر اپنی جسارت کی معافی مانگی اور ملاقات کی اور درخواست کی لیکن دماغ ہی میں وہی خیال سما یا ہوا تھا کہ کب موقع ملے اور کب میں ابوالحسن کا کام تمام کر دوں۔

عمید الدولہ کی گرفتاری اور موت چنانچہ ابوالحسن نے اس شخص کو اپنے پاس بلا لیا اور اسی وقت امیر ایلغازی بن ارتق کو بھی بغداد سے بلوایا جو اس کے ساتھ بغداد آیا ہوا تھا اور اس سے پہلے بغداد پہنچ گیا تھا امیر ایلغازی کے آجانے سے اس شخص کو اپنی کامیابی سے مایوسی ہو گئی لہذا سارا قصہ شروع سے آخر تک ابوالحسن کو سنا دیا صبح ہوتے ہی سب کے سب بغداد آئے اور ابوالحسن نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر موید الملک کا پیغام برائے معز ولی عمید الدولہ خلیفہ تک پہنچا دیا چنانچہ اسی وقت خلیفہ نے حکم دے دیا چنانچہ ابوالحسن نے ماہ رمضان ۴۹۳ھ میں عمید الدولہ کو اس کے بھائیوں سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور پچیس ہزار دینار جرمانہ لیا اس وقت سے یہ برابر معز ول اور قید خانہ ہی میں رہا حتیٰ کہ قید ہی کے حالات میں اس کا انتقال ہو گیا۔

برکیاروق اور محمد کی دوسری جنگ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں کہ پہلی جنگ میں برکیاروق اپنے بھائی محمد سے شکست کھا کر اصفہان کی طرف چلا گیا تھا مگر اہل اصفہان نے اس کو داخل ہونے نہ دیا تب یہ عسکر مکرم سے ہوتا ہوا خوزستان گیا خوزستان میں امیر زنگی اور الکی یعنی برسق کے بیٹے بھی آگئے چند دن قیام کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا ہمدان پہنچتے ہی امیر ایاز بھی آ ملا جو محمد کا پرانا حامی اور چیدہ چیدہ امراء میں سے تھا مگر پھر کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اس کے لشکر میں پانچ ہزار سوار تھے اس نے برکیاروق کو محمد سے جنگ کرنے پر دوبارہ ابھارا، برکیاروق کے دل میں محمد کی طرف سے غبار تو بھرا ہی ہوا تھا لہذا اٹھ کھڑا ہوا اور اس دوران سرخاب بن خسرو گورنر آوہ بھی امن حاصل کر کے برکیاروق سے آ ملا اس کے ملنے سے برکیاروق کی فوج کی تعداد پچاس ہزار تک پہنچ گئی اور اس کے بھائی محمد کے پاس صرف پندرہ ہزار فوج باقی رہ گئی، پہلی جمادی الاخر ۴۹۴ھ میں ان کی جنگ ہوئی، ہنگامہ کارزار کا گرم ہونا تھا کہ محمد کے امراء لشکر یکے بعد دیگرے امن حاصل کر کے برکیاروق کے پاس آ گئے بالآخر مجبور ہو کر محمد شام ہونے سے پہلے بھاگ کھڑا ہوا اس کے وزیر موید الملک کو مجد الملک بارسلانی کے ایک غلام نے گرفتار کر کے برکیاروق کی خدمت میں پیش کر دیا برکیاروق نے اس کو برا بھلا کہہ کر اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

موید الملک کے عزیزوں سے مال کی ضبطی جنگ کے خاتمے اور موید الملک کے قتل کے بعد وزیر ابوالحسن نے ایک شخص موید الملک اور اس کے رشتہ داروں کے مال و اسباب ضبط کرنے کے لئے بغداد روانہ کیا چنانچہ اس شخص نے بغداد پہنچ کر بغداد اور دیگر عجم علاقوں سے جتنا کچھ مال و اسباب اور زر نقد موید الملک اور اس کے رشتہ داروں کا پایا ضبط کر لیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سامان میں جس کو اس شخص نے ضبط کیا تھا ایک ہیرے کا ٹکڑا تھا جو اکتالیس مثقال (پندرہ تولہ چار ماشہ) وزن کا تھا۔

برکیاروق کی فوج برکیاروق اس مہم سے فارغ ہو کر مقام رے کی جانب روانہ ہوا، رے میں امیر کر بوقا گورنر موصل اور نور الدولہ دبیس بن صدقہ بن مزید آ ملا آہستہ آہستہ چاروں طرف سے فوجیں آ آ کر جمع ہو گئیں چنانچہ ایک لاکھ سے زیادہ تعداد ہو گئیں جس سے رہائش کی تنگی ہونے لگی شہر، قصبہ اور گاؤں میں جگہ نہ ملتی تھی برکیاروق نے فوجوں کو ادھر ادھر پھیلا دیا نور الدولہ اپنے باپ کے پاس واپس آ گیا ادھر امیر کر بوقا مودود بن اسماعیل بن یاقوت سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان چلا گیا (اس نے سلطان برکیاروق کی مخالفت پر علم بغاوت بلند کیا ہوا تھا) اور ایاز نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ ماہ رمضان گزارنے کے لئے ہمدان کا راستہ لیا چنانچہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ برکیاروق باقی رہ گیا

محمد بن ملک شاہ کے حالات محمد شکست کھا کر اپنے حقیقی بھائی سنجر کے پاس خراسان چلا گیا چند دن جرجان میں مقیم رہا اور سنجر سے مالی اور فوجی امداد طلب کی، سنجر نے محمد کو ابتداً مالی مدد دی اس کے بعد خود ایک لشکر لے کر محمد کی کمک کے لئے جرجان پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دامغان کو روانہ ہوا راستے میں جو شہر، قصبہ اور گاؤں پڑتے تھے ان کو لشکر خراسان تخت و تاراج کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ مقام رے کے قریب پہنچ گیا اور فوج نظامیہ بھی ان سے آ ملی چنانچہ تعداد بڑھ گئی ساتھ ہی اس کی یہ خبر بھی ملی کہ برکیاروق نے اپنے لشکر کو چاروں طرف پھیلا دیا ہے اور اس کے لشکر میں

تھوڑی سی فوج باقی ہے جو تعداد میں تین سو سے زائد نہیں ہے، محمد اور سخر یہ سن کر نہایت تیزی کے ساتھ سفر کرنے لگے۔

برکیاروق کی ادھر ادھر روانگی:..... برکیاروق کو ان واقعات کی خبر مل گئی چنانچہ کچھ سمجھ میں نہ آیا تو ایاز سے ملنے ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا۔ مگر راستے میں یہ معلوم ہوا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کر دی ہے تو فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور خوزستان کا رخ کیا، کوچ و قیام کرتا ہوا تشر پہنچا اور پھر امراء بنی بریق کو بلوایا چونکہ انہوں نے یہ سن رکھا تھا کہ ایاز نے محمد سے خط و کتابت شروع کی ہے اس لئے وہ لوگ بھی نہیں آئے بلکہ جواب تک نہیں دیا لہذا برکیاروق گھبرا کر عراق کی طرف روانہ ہو گیا، امیر ایاز نے جو خط و کتابت محمد سے کی تھی اور اس کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست کی تھی اس کا نتیجہ ایاز کے مرضی کے خلاف نکلا تھا، محمد نے اس سے ملنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ایاز بھی ہمدان کو خیر باد کہہ کر برکیاروق کا سراغ و پتہ لگاتا ہوا چل پڑا اتفاق یہ کہ برکیاروق اور ایاز یکے بعد دیگرے حلوان پہنچے اور دو ایک دن آرام کر کے پھر دونوں بغداد کی جانب روانہ ہو گئے محمد نے ایاز کے جاتے ہی ہمدان و حلوان پر قبضہ کر کے مال و اسباب اور زر نقد جو کچھ ملا ضبط کر لیا ان میں بعض ایسی چیزیں بھی تھیں جن کو زمانہ کی آنکھوں نے نہیں دیکھا تھا اور اس نے ایاز کے مصاحبوں پر جو ہمدان میں اس وقت موجود تھے جرمانے بھی کئے۔

برکیاروق کا بغداد میں خطبہ:..... برکیاروق پندرہویں ذی قعدہ ۴۹۴ھ کو بغداد پہنچا خلیفہ مستظہر نے اپنی طرف سے امین الدولہ بن موصلا یا کاتب کو فوج کے ہمراہ برکیاروق کے استقبال کے لئے بھیجا، برکیاروق روزانہ کے سفر سے بیمار پڑ گیا تھا لہذا دربار خلافت میں حاضر نہ ہو سکا اتنے میں عید الاضحیہ کا دن آ گیا مگر وہ بیماری کی وجہ سے نماز پڑھنے عید گاہ بھی نہ جاسکا چنانچہ خلیفہ مستظہر نے اس کے گھر پر منبر بھیج دیا شریف ابوالکرم نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بغداد میں برکیاروق کی غلط روش:..... ان دنوں برکیاروق کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا تھا اور وہ پیسہ پیسہ کے لئے محتاج ہو رہا تھا چنانچہ اس سے خلیفہ سے مالی مدد طلب کی خلیفہ نے تھوڑے رد و کد کے بعد پچاس ہزار دینار عنایت کئے مگر اس قلیل رقم سے برکیاروق اور اس کے لشکر کا کام نہ چلا چنانچہ رعایا کے مال و زر کی طرف ہاتھ بڑھائے اور طرح طرح کے جائز اور ناجائز تدبیریں روپیہ وصول کرنے کی نکال لیں اس سے اہل بغداد کو برکیاروق اور اس کے لشکر سے نفرت پیدا ہو گئی اسی دوران شام سے ابو محمد عبداللہ بن منصور قاضی جیلہ عیسائیوں سے شکست کھا کر بغداد آ گیا تھا برکیاروق نے اس کا مال و زر بھی جبراً لے لیا۔

ابن صلیحہ:..... ابو محمد عبداللہ معروف بہ ابن صلیحہ کا باپ (منصور) رومیوں کے زمانہ محکومت میں جبلہ کا سردار اور قاضی تھا لہذا جب مسلمانوں نے جبلہ پر قبضہ کیا اور اسکی زمام حکومت ابوالحسن علی بن عمارہ گوزن طرابلس کے قبضہ میں گئی تو اس نے بھی منصور کو اسی عہدہ پر بحال رکھا یہاں تک کہ اس کی وفات ہو گئی اور اس کا بیٹا ابو محمد عبداللہ اس کا جانشین بنا، چونکہ اس میں مادہ شہامت و مردانگی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لہذا اس نے سپاہیانہ زندگی کو پسند کیا اور ان کا سردار بن کر انہی لوگوں میں رہنے لگا، ابوالحسن علی کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اور ان کو گرفتار کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ابو محمد نے اس بات کا احساس کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور منبر پر خلفاء عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا ابوالحسن، مصری خلافت کا فرمانبردار تھا اور خلفاء مصر کا خطبہ پڑھا کرتا تھا۔

اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے جبلہ پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا، بالآخر ابو محمد نے طویل محاصرے سے تنگ آ کر طغٹکین اتابک گورنر دمشق کو کہلوایا کہ میں عیسائیوں کے محاصرے اور روزانہ کی جنگ سے تنگ آ گیا ہوں آپ کسی شخص کو بھیج دیجئے میں شہر اس کے حوالہ کر کے دمشق چلا آؤں چنانچہ طغٹکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کر دیا، عیسائی فوجیں یہ خبر سن کر محاصرہ چھوڑ کر چلی گئیں ابو محمد تاج الملوک کو شہر سپرد کر کے دمشق کی جانب کوچ کر دیا ابوالحسن کو اس کی خبر ملی تو طغٹکین کو لکھ کر بھیجا تم ابو محمد کو میرے حوالہ کر دو میں تم کو تیس ہزار دینار دیگر اسباب و مال کے علاوہ دینے کے لئے تیار ہوں مگر طغٹکین نے انکار میں جواب دے دیا اور ابو محمد کو مکمل حفاظت سے بغداد بھیج دیا۔ ①

①..... ابوالحسن نے بعد بغاوت ابو محمد، وفاق بن تیش کو زر نقد دے کر محاصرہ جبلہ پر بھارا تھا چنانچہ دفاق ایک مدت تک جبلہ کا حصار کئے رہا مگر کامیاب نہ ہوا، واپس آیا بعد ازاں عیسائیوں نے جبلہ کا محاصرہ کر لیا، ابو محمد نے یہ خبر اڑادی کہ سلطان برکیاروق شام کی طرف آ رہا ہے عیسائی فوجیں محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئیں، تھوڑے ہی دنوں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ابو محمد اور برکیاروق:..... ابو محمد نے بغداد پہنچ کر وزیر ابو المعالی کے توسط سے سلطان برکیاروق سے ملاقات کی، سلطان برکیاروق نے خرچ کے لئے تیس ہزار دینار مانگ لئے تو ابو محمد نے عرض کی میرا مال و اسباب انبار میں ہے، برکیاروق نے وزیر السلطنت ابو المعالی کو انبار بھیج کر ابو محمد کا سارا مال و اسباب اور نقد منگوا لیا اور اس میں سے ایک دانہ اور ایک خرمہر تک ابو محمد کو نہیں دیا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

ابو محمد کی بغاوت:..... اس کے علاوہ برکیاروق نے اور بہت سے ناجائز افعال و حرکات کا ارتکاب شروع کر دیا جن کے ذکر سے کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے بعد برکیاروق نے وزیر السلطنت کو صدقہ بن منصور بن دبیس بن مزید گورنر حلب کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلوا یا کہ ایک لاکھ دینار جو تمہارے یہاں خرچ کا جمع ہے بھیج دو، صدقہ وہ رقم ادا کرنے سے قاصر ہو گیا تو برکیاروق نے دھمکی دی اس پر صدقہ کو بھیج دیا گیا لہذا علم مخالفت بلند کر کے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا، برکیاروق نے اس کی اطلاع پا کر امیر ایاز کے ذریعے سے صدقہ کو بلوایا صدقہ نے صاف جواب دے دیا کہ میں تمہارا مطیع نہیں ہوں میں تمہارے پاس ہر گز نہیں آؤں گا، صدقہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے ایک امیر کو کو فہ بھیج دیا جس نے صدقہ کی ہدایت کے مطابق برکیاروق کے نائب کو نکال دیا اور صدقہ کے ممالک مقبوضہ میں اس کو شامل کر لیا۔

سلطان محمد کا بغداد پر قبضہ:..... ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے ذی الحجہ ۴۹۴ھ کے آخر میں ہمدان پر قبضہ کر لیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی سخر بھی تھا اور برکیاروق حلوان سے ہوتا ہوا بغداد آ گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا مگر چند دنوں کے بعد اہل بغداد کو اس کی ناجائز حرکات سے کشیدگی اور بیزاری پیدا ہو گئی رفتہ رفتہ محمد تک بھی یہ خبر پہنچی چنانچہ وہ دس ہزار فوج کی جمعیت لے کر ہمدان سے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا جس وقت مقام حلوان پہنچا تو ایلغازی بن ارق شحہ بغداد نے اپنی فوج اور خدام اور حشم سمیت اس سے ملاقات کی سلطان محمد کا لشکر ایلغازی کے مل جانے سے بڑھ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ برکیاروق مرض کی شدت سے اس حالت پر پہنچ گیا تھا کہ عام طور پر اس کی زندگی کی امید نہ تھی اس کے امراء اور مصاحبین گھبرا گھبرا کر بغداد کی مغربی جانب چلے گئے تھے اس دوران محمد بغداد پہنچ گیا چنانچہ دجلہ کے دونوں کنارے پر دونوں بھائیوں برکیاروق اور محمد کی فوجیں پڑاؤ کئے تھیں جو ایک دوسرے کو اچھی طرح سے دیکھ سکتی تھیں،

محمد کا بغداد پر قبضہ:..... برکیاروق اپنے مصاحبوں اور لشکر کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا اس کے بعد خلیفہ مستظہر کا فرمان صادر ہوا جس میں برکیاروق کی بدکرداریوں کی شکایت لکھی تھی اور محمد کی آنے پر اظہار مسرت کیا تھا، مجلس شوریٰ اور جامع بغداد کے منبروں پر محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اہل شہر نے اظہار مسرت کی غرض سے روشنی کی، آتش بازی کی، پھر صدقہ بن منصور گورنر حلب ملنے آیا اہل بغداد نے نہایت جوش مسرت سے استقبال کیا سخر نے گوہر آئین کے گھر میں سکونت اختیار کی، موید الملک کے بعد قلمدان وزارت خطیر الملک ابو منصور محمد بن حسین کے حوالہ کیا گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔

محمد کی جنگ کے لئے واپسی:..... ۱۵ محرم ۴۹۵ھ کے بعد سلطان محمد اور اس کا بھائی سخر نے بغداد سے اپنے اپنے دار الحکومتوں کی جانب واپسی شروع کی چنانچہ سخر خراسان کی طرف روانہ ہو گیا اور محمد نے ہمدان کا راستہ لیا جیسے ہی ان دونوں بھائیوں نے بغداد سے کوچ کیا یہ خبر مشہور ہو گئی کہ

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ سے آگے) کے بعد عیسائیوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ خبر غلط تھی پھر دوبارہ جبلہ کے محاصرہ کو آ پہنچے، اس مرتبہ ابو محمد نے یہ مشہور کر دیا کہ مصری فوجیں جبلہ کو محاصرے سے چھوڑانے اور عیسائیوں سے لڑنے آرہی ہے عیسائی فوجیں اپنا ڈیرہ خیمہ اٹھا کر چلی گئیں، جب اس خبر کی بھی اصلیت معلوم ہو گئی تو پھر تیسری بار محاصرے کے لئے بڑھیں، ابو محمد نے ان عیسائیوں کی طرف سے جو اس وقت جبلہ میں سکونت پذیر تھے محاصرہ عیسائی فوج کو لکھ بھیجا کہ تم شہر کے فلاں برج کی طرف سے آؤ شہر پر ہم تم کو قبضہ دے دیں گے، عیسائی افسر اس پیغام کو سن کر بے حد خوش ہوا فوراً تین سو سواروں کو اس برج کی طرف روانہ کر دیا راستہ تنگ تھا ایک ایک سپاہی برج میں داخل ہوتا تھا اور ابو محمد ان کو قتل کرتا جاتا تھا یہاں تک کہ سب کو مار ڈالا صبح ہوتے ہی مقتولوں کے سر عیسائی کیمپ میں پھنکوا دیئے، عیسائی فوجیں یہ ماجرا دیکھ کر سہم گئیں اور اسی وقت محاصرہ اٹھا کر واپس چلی گئیں، چند دنوں کے بعد پھر محاصرے کا شوق چرایا اس مرتبہ عیسائیوں کا سپہ سالار کندا صطیل کو گرفتار کر لیا گیا عیسائیوں نے بے شمار زلفندے کر رہا کر لیا مگر پھر بھی محاصرے کی ہوس دماغ سے نہ گئی، ابو محمد نے یہ خیال کر کے کہ عیسائی فوجیں ٹھنڈے کلیجہ پانی نہ پینے دیں گے طغٹکین اتابک کو لکھ بھیجا کہ آپ کسی کو جبلہ بھیج دیں میں اس کو شہر سپرد کر کے دمشق چلا جاؤں گا چنانچہ طغٹکین نے اپنے بیٹے تاج الملوک بوری کو جبلہ روانہ کیا اور ابو محمد نے جبلہ اس کے حوالہ کر کے دمشق کا راستہ لیا۔ (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۹)

برکیاروق نے خلیفہ کو برے اور نامناسب الفاظ سے یاد کیا ہے اور اس کے خاص خزانے اور خرچ پر ہاتھ بڑھایا ہے چنانچہ خلیفہ نے محمد کو برکیاروق سے جنگ کرنے لئے واپس بلوالیا چنانچہ محمد نے دوبارہ بغداد کی جانب کا رخ کر لیا، خلیفہ کو برکیاروق کی طرف سے اتنا زیادہ رنج و غصہ تھا کہ بنفس نفیس خود میدان جنگ میں چلنے کے لئے تیار ہو گیا مگر سلطان محمد نے گزارش کی امیر المومنین کو تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ جاننا، برکیاروق کی سرکوبی کے لئے کافی ہے، خلیفہ نے یہ سن کر مسرت ظاہر کی اور محمد نے ابوالمعالی مفضل بن عبدالرزاق کو بغداد کا شہنشاہ مقرر کر کے برکیاروق سے جنگ کرنے کے لئے واسطہ کی طرف کوچ کر دیا۔

دونوں بھائیوں کا آمناسا مننا:..... برکیاروق جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں محمد کے آتے ہی بغداد سے واسطہ چلا گیا تھا جب اس کو بیماری سے کچھ افاقہ محسوس ہوا تو مشرقی واسطہ میں آکر قیام پذیر ہو گیا کیونکہ اہل واسطہ نے اس کے لشکریوں کے جور و ظلم سے تنگ آکر بھاگے جا رہے تھے، چند دن کے بعد مشرقی واسطہ سے بلاد بنی برسق کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ ان لوگوں نے برکیاروق کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے ہمراہ قافلے میں روانہ ہو گئے محمد کو روانہ برکیاروق کی نقل و حرکت کی اطلاع ملتی تھی اور وہ اس کے تعاقب میں تھا یہاں تک کہ مقام نہاوند میں برکیاروق اور محمد کی ٹڈ بھڑ ہو گئی دو دن تک متواتر دونوں فوجوں نے صف آرائی کی مگر جنگ کی نوبت نہ آئی سخت سردی اور برفباری نے فریقین کو جنگ و قتال سے روک دیا۔

برکیاروق اور محمد کی صلح:..... اس کے بعد امیر ایاز اور وزیر ابوالحسن برکیاروق کے لشکر سے اور امیر بلداجی وغیرہ محمد کی طرف سے ایک جگہ جمع ہوئے اور آپس کے نزاع اور خانہ جنگی سے جتنے نقصانات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس کی شکایتیں شروع ہوئیں بالا کر صلح کی گفتگو ہونے لگیں اور یہ طے پایا کہ برکیاروق کو عراق کی حکومت و سلطنت دے دی جائے اور حیرہ، آذربائیجان، دیاربکر، جزیرہ اور موصل کی حکومت محمد کے قبضہ اقتدار میں رہے اور بوقت ضرورت محمد کا یہ فرض ہوگا کہ برکیاروق کو فوجی مدد دے اور اس کی مخالفتیں سے اس کے ساتھ مل کر مقابلہ کرے، غرض ان شرائط پر فریقین نے صلح کر لی صلح نامہ کو فریقین کے وکلاء نے اپنے دستخطوں سے مرتب و مکمل کیا اور دونوں بھائیوں نے ماہ ربیع الاول ۴۹۵ھ میں اپنا اپنا راستہ لیا، برکیاروق ساوہ کی جانب روانہ ہو گیا اور محمد نے قزوین کا رخ کیا۔

صلح کرانے والوں کا قتل:..... مصالحت کے بعد محمد کو یہ خیال پیدا ہوا کہ جن امراء نے مصالحت کرائی ہے ان لوگوں نے درپردہ برکیاروق سے سازش کر لی تھی اور اس لئے وہ میری مخالفت کرتے تھے اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ رئیس قزوین کو اشارہ کر دیا چنانچہ رئیس قزوین نے دعوت کے بہانے سے ان امراء کو اپنے گھر میں بلایا جو اس مصالحت میں پیش پیش تھے لہذا محمد کو موقع مل گیا اور اس نے بعض کو ان میں سے قتل کر ڈالا اور بعض کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں جس سے وہ اندھے ہو گئے اس طرح فتنہ و فساد کا دروازہ پھر کھل گیا، اسی زمانہ میں امیر نیال بن انوش تکیں نے برکیاروق سے جبکہ وہ فرقہ باطنیہ سے جنگ میں مصروف تھا علیحدگی اختیار کر کے محمد سے میل جول پیدا کر لیا اور اس کے ساتھ مقام رہے کو روانہ ہو گیا۔

برکیاروق اور محمد کی پھر جنگ:..... رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر برکیاروق تک پہنچی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا فوراً لشکر تیار کر کے آٹھ راتوں میں سفر طے کر کے محمد کی لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا نو سو دن فریقین نے صف آرائی کی دونوں کے ساتھ دس دس ہزار سواروں کا لشکر تھا، برکیاروق کے لشکر سے سرخاب بن خسرو دیلمی گورنر آوہ نے امیر نیال بن انوش تکیں پر حملہ کیا جو محمد کے میمنہ کمان کا افسر تھا امیر نیال مقابلہ نہیں کر سکا اور شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نیال کے بھاگتے ہی محمد کا سارا لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور اس بے ترتیبی سے بھاگا کہ اس کا کچھ حصہ طبرستان میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور دو چار دستے قزوین پہنچ گئے، ستر سواروں کے ساتھ محمد نے اصفہان میں جا کر دم لیا، خیمے، اسباب، آلات جنگ اور غلہ و رسد وغیرہ لوٹ لیا گیا، امیر ایاز اور الکی بن برسق تم تک تعاقب کرتے چلے گئے مگر محمد کے گرد کو بھی نہ پاسکے اور بے نیل و مرام واپس آ گئے۔

اصفہان میں محمد ایک نائب رہتا تھا امیر نیال وغیرہ بھی شکست کھا کر یہیں چلے آئے تھے محمد نے پہنچتے ہی شہر پناہ کی مرمت کا حکم دیا (جس کو علماء الدین بن کاکیہ نے ۴۲۹ھ میں سلطان طغرل بیگ سے جنگ کرنے کے لئے بنوایا تھا) خندقوں کو اتنا زیادہ گہرا کر دیا کہ پانی پھوٹ نکلا جگہ جگہ فصیلوں پر تحقیقیں نصب کرائیں غرض مضبوطی اور استحکام کا پورا پورا انتظام کر لیا، اور ہر طرح سے خود کو برکیاروق کا مد مقابل بنالیا برکیاروق کو اس کی خبر ملی

تو اس نے بھی لشکر تیار کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۴۹۵ھ میں اصفہان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا، اس کے لشکر میں پندرہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیدل فوج تھی ایک عرصے تک محاصرہ کئے رہا آخر کار محصورین کو رسد و غلہ کی کمی محسوس ہوئی اور لشکری بھوکوں مرنے لگے گھوڑوں اور اونٹوں کا ذبح کر کے کھانا شروع کر دیا بدرجہ مجبوری محمد نے شہر کو اپنے امراء لشکر کے حوالہ کر دیا اور صرف ڈیڑھ سو سواروں کو ساتھ لے کر بروز عید الاضحیٰ شہر کی ایک جانب سے نکل کھڑا ہوا اس کے ساتھ امیر نیال بھی تھا، گھوڑے دانہ گھاس نہ پانے کی وجہ سے کمزور ہو رہے تھے ایک ایک قدم ایک ایک منزل کے برابر تھا چنانچہ چند کوس چل کر قیام کر دیا جاسوسوں نے برکیاروق کو اس کی اطلاع کر دی، برکیاروق نے امیر ایاز کو تعاقب کا حکم دیا اور ایک دستہ فوج اس کے ساتھ بھیجا امیر ایاز نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ محمد کو اپنے گھیرے میں لے لیا چنانچہ محمد نے امیر ایاز کو مخاطب کر کے کہا اے ایاز! میں نے کبھی تیرے ساتھ برائی نہیں کی، تیرے گردن میں میرے عہد و پیمان کا طوق پڑا ہے جس سے تو بری الذمہ نہیں ہو سکتا، میری ایذا رسانی سے تجھ کو کچھ فائدہ نہیں ہوگا، ایاز نے اس کے دردناک فقرے سن کر محاصرہ اٹھالیا اور گھوڑے، علم، اور کچھ مال و اسباب لے کر برکیاروق کے پاس واپس آ گیا، برکیاروق نے محاصرے میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع کر دیا، خندقوں کو مٹی اور نرکل سے پاٹ دیا اور سیڑھیاں لگا کر فصیلوں پر فوج کو چڑھا دیا اہل شہر نے بھی آپس میں عید و پیمان کر کے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور بے جگری سے لڑے اور محاصرین کو مار بھاگایا، برکیاروق کے دانٹ کھٹے ہو گئے اہل شہر کی بہادری سے اتنا متاثر اور خوف زدہ ہوا کہ اٹھا رہو یں ذی الحجہ کو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی جانب بھاگ گیا اور اپنے بیٹے ملک شاہ کو ترشک صوالی کے ساتھ ایک ہزار فوج کی معیت میں پرانے شہر شہرستان کے محاصرے پر چھوڑ دیا۔

ابوالمحاسن کا قتل:..... اصفہان کے محاصرے میں برکیاروق کا وزیر ابوالمحاسن عبد الجلیل بن محمد ہستانی مارا گیا وہ اپنے خیمہ سے سوار ہو کر سلطان برکیاروق کی خدمت میں جا رہا تھا ایک شخص ۱ نے لپک کر برچھے کا وار کیا جس سے چکر کھا کر گرا، خدام خیمہ میں اٹھالائے مگر وہ زندہ نہ بچ سکا۔ وزیر ابوالمحاسن کریم النفس، وسیع القلب اور خلیق انسان تھا لیکن اس کے زمانہ وزار میں تاجروں کو بہت نقصان پہنچا کیونکہ آئے دن فتنہ و فساد کی وجہ خراج میں کمی واقع ہو گئی تھی لہذا اس نے تاجروں سے قرض لے کر کام چلایا اور پھر وہ جنگ کی وجہ سے ادا نہیں کر پایا، تجارت پیشہ لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جو باقی رہ گئے تھے وہ اس طرح کے معاملہ پر مجبور کئے جاتے اور جبراً ان سے قرض لیا جاتا آخر کار اس کی بے ہنگام موت سے ان لوگوں کے یافتنی مطالبات ڈوب گئے پھر اس کا بھائی عمید مہذب ابو محمد جو برکیاروق کی صلح کے وقت اس کا نائب بن کر بغداد گیا ہوا تھا ایلغازی بن ارتق شحہ بغداد نے جو محمد کی طرف سے مامور تھا اسے گرفتار کر لیا۔

ایلغازی بن ارتق:..... ایلغازی بن ارتق کو سلطان محمد نے پہلی جنگ کے زمانہ میں بغداد کا شحہ مامور کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں خراسان کی راہداری پر بھی یہی مامور تھا ایک دن ذجلہ عبور کر کے بغداد آ رہا تھا کہ اس کے ساتھیوں میں سے ایک سوار نے کسی ملاح کو تیر مارا جس کے صدمہ سے ملاح مر گیا چنانچہ عوام الناس بگڑ گئے اور قاتل کو گرفتار کر کے دار الخلافت کے باب نوہ پر لائے، اتفاقاً ایلغازی کا بیٹا ایک گروپ سمیت مل گیا اس نے قاتل کو ان لوگوں سے چھڑالیا ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے وہ روتا پیٹتا ایلغازی کے پاس پہنچا، کہانی سن کر ایلغازی کو غصہ آ گیا اور وہ سوار ہو کر ملاحوں کے محلے کی طرف گیا اور کھڑے کھڑے ان کو لٹوالیا، اوباشوں اور بد معاشوں نے ایلغازی کے ساتھیوں پر دست درازی شروع کر دی ایلغازی کے ساتھی ان کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوئے مگر وہ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ گئے ایلغازی کے ساتھیوں نے تعاقب کیا جو نہی یہ لوگ دریا کے وسط میں پہنچے ملاحوں نے کشتیوں کو گرداب میں چھوڑ دیا اور خود تو تیر کر نکل آئے مگر وہ سب کے سب ڈوب گئے، ایلغازی نے ترکمانوں کو مغربی بغداد لوٹنے کے لئے جمع کیا خلیفہ مستظہر کو اس کی خبر لگ گئی چنانچہ قاضی القضاہ اور الکلیا الہر اسی مدارس نظامیہ کو ایلغازی کے پاس منع کرنے بھیجا چنانچہ ایلغازی ان لوگوں کے روکنے سے اپنے اس ارادے سے رک گیا۔

بغداد میں برکیاروق کا خطبہ:..... لہذا جب سلطان محمد کو برکیاروق سے ہزیمت ہوئی اور اصفہان سے اپنی جان بچا کر بھاگا تو برکیاروق

۱..... بعضوں کا یہ بیان ہے کہ قاتل ابوسعید حداد کا غلام تھا وزیر السلطنت نے ابوسعید کو گزشتہ سال میں قتل کر ڈالا تھا اس وجہ سے اس نے موقع پا کر وزیر کو مار ڈالا، اور بعضوں کا یہ خیال ہے کہ قاتل فرقہ باطنیہ سے تھا (تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۳۹)

نے رے پر قبضہ کر لیا اس وقت برکیاروق نے ہمدان سے کشمکشیں قیصرانی کو شہنہ بغداد مقرر کر کے دار الخلافہ روانہ کیا، ایلغازی نے یہ خبر سن کر اپنے بھائی سقمان کو قلعہ کیف سے کشمکشیں کے مقابلے کے لئے بلوایا چنانچہ سقمان تکریت سے ہوتا ہوا اور اس کو تخت تاراج کرتا ہوا بغداد پہنچ گیا اسی دوران کشمکشیں بھی پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو بغداد کے قریب پہنچا، ایلغازی اور اس کے بھائی سقمان نے بغداد سے نکل کر ایک دو گاؤں لوٹ لئے کشمکشیں کے لشکر کا ایک حصہ تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس آ گیا ایلغازی اور سقمان تو چلے گئے اور کشمکشیں اپنی رکاب کے فوج کے ساتھ بغداد میں داخل ہو گیا، جامع مسجد بغداد میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کے بعد کشمکشیں نے خلیفہ مستظہر کی طرف سے سیف الدولہ صدقہ گورنر حلب کو سلطان برکیاروق کی اطاعت کا پیغام دیا، سیف الدولہ صدقہ نے انکار میں جواب دیا اور سامان سفر درست کر کے جسر صرصر کی جانب کوچ کر دیا، بغداد میں خطبوں سے سلطانوں کے نام نکال ڈالے گئے صرف خلیفہ کی دعا پر اقتصار کر لیا گیا۔

بغداد میں سخت ہنگامہ:..... سیف الدولہ نے صرصر پہنچ کر ایلغازی اور سقمان کو یہ کہلوایا کہ میں تمہاری امداد کو آ رہا ہوں ایلغازی اور سقمان یہ سن کر واپس آ گئے اور سب کے سب مل جل کر دجیل کے تمام چھوٹے بڑے گاؤں کو لوٹنے لگے چنانچہ قتل و غارت کی گرم بازاری شروع ہو گئی عربوں اور کردوں نے جو سیف الدولہ کے ساتھ تھے دھند مچا دی، خلیفہ مستظہر نے سیف الدولہ کو اس طوفان بد تمیزی کی روک تھام اور امن قائم کرنے کو لکھا مگر کوئی نتیجہ پیدا نہ ہو سکا، دجیل کے دیہاتوں کو تخت و تاراج کر کے ان لوگوں نے رملہ میں پہنچ کر قیام کیا عوام الناس تو ان پر غصہ تھے ہی حکم ہر کہ تنگ آید جنگ آید کے اصول کے تحت جدال و قتال کے لئے تیار ہو گئے اور ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا، خلیفہ نے قاضی القضاہ ابوالحسن دامغانی اور تاج الروساء بن موصلایا کو سیف الدولہ کے پاس یہ ہنگامہ روکنے کے لئے روانہ کیا۔

شرائط امن:..... سیف الدولہ وغیرہ نے یہ شرائط پیش کیں کہ (۱) کشمکشیں قیصرانی کو جو برکیاروق کی طرف سے بغداد کا شہنہ ہے نکال دیا جائے، (۲) سلطان محمد کے نام کا جامع مسجد بغداد میں دوبارہ خطبہ پڑھا جائے، لہذا خلیفہ نے دونوں شرطیں منظور فرمالیں چنانچہ کشمکشیں نے بغداد سے نکل کر واسطہ کار راستہ لیا اور سیف الدولہ حلہ کے جانب لوٹ گیا۔

خطبوں کی لڑائی:..... ادھر جامع مسجد بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، ادھر کشمکشیں نے واسطہ میں پہنچ کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھ دیا، سیف الدولہ اور ایلغازی کو اس کی خبر ملی تو اپنی فوجوں کو مرتب کر کے واسطہ پہنچ گئے چنانچہ کشمکشیں نے واسطہ چھوڑ دیا مگر سیف الدولہ نے اس کا تعاقب کیا بالآخر کشمکشیں نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کرنے کے بعد سیف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا، سیف الدولہ ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آیا، واسطہ میں بھی سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور سلطان محمد کے بعد سیف الدولہ اور ایلغازی کا نام داخل کیا گیا اس کے بعد ہر شخص نے اپنے بیٹوں کو اپنا اپنا نائب بنادیا، ایلغازی بغداد کی جانب لوٹا اور سیف الدولہ کی طرف، چونکہ مذکورہ واقعات و حادثات کی وجہ سے خلیفہ کو سیف الدولہ سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی اس لئے سیف الدولہ نے واسطہ سے واپسی کے وقت اپنے بیٹے منصور کو بغداد روانہ کر دیا چنانچہ خلیفہ نے اسکی معذرت قبول کر لی اور خوشنودی مزاج کا اظہار کیا۔

نیال بن انوش تکلیں:..... مقام رے میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا لہذا جب سلطان محمد کو محاصرہ اصفہان سے نجات ملی تو نیال بن انوش تکلیں حسانی کو مقام رے کی جانب اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سکہ جاری کرنے لئے روانہ کیا، نیال کے ساتھ اس مہم میں اس کا بھائی علی بھی تھا ان لوگوں نے رے پر قبضہ کر لیا اور رعایا پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرنے لگے سلطان برکیاروق نے برسق بن برسق کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ نیال کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ رے کے باہر ایک میدان میں برسق اور نیال کی معرکہ آرائی ہوئی اور ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو نیال اپنے بھائی علی سمیت شکست کھا کر بھاگ گیا اور علی قزوین بھاگ گیا اور نیال پہاڑی راستے سے بغداد کی جانب روانہ ہو گیا راستے میں اس کے اکثر ساتھی پہاڑی کھائیوں میں گر کر مر گئے اور خود بڑی مشکل سے سات سو پیادوں کے ساتھ بغداد پہنچا جہاں خلیفہ مستظہر بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔

سلطان محمد کی اطاعت کا حلف:..... دو چار دن کے بعد جب نیال کے ہوش و حواس درست ہوئے اور سفر کی ماندگی دور ہوئی اور اس نے ایلغازی اور سقمان ابن ارتق کو مشہد ابو حنیفہ میں جمع کیا، اور سلطان محمد کی طاعت کی قسم کھائی اس کے بعد سب کے سب سیف الدولہ کے پاس گئے اور اس سے بھی سلطان کی اطاعت کا حلف لے کر واپس آئے۔

نیال کے ظلم و ستم:..... نیال نے بغداد پہنچ کر ایلغازی کی بہن سے نکاح کیا جو پہلے تاج الدولہ قتش کی زوجیت میں تھی اور اپنی پرانی عادت کے مطابق لوگوں پر ظلم کرنے لگا، اراکین دولت اور امراء لشکر سے جرمانے، تاوان وصول کرنے کی بنیاد ڈالی اس کے مصاحبوں اور لشکریوں نے بھی قتل و غارتگری شروع کر دی، جو شخص ان لوگوں کی کامیابی میں ذرا بھی مغل اور مزاحم ہوتا اس کے لئے زندگی دو بھر ہو جاتی، خلیفہ مستظہر نے قاضی القضاۃ ابو الحسن دامغانی کے ذریعے نیال کے پاس ان افعال قبیحہ اور حرکات ظالمانہ کی ممانعت کی، چنانچہ نیال نے قسم کھائی کہ میں آئندہ ایسے افعال کا جس سے خلیفہ کو ناراضگی پیدا ہو اور تکاب نہیں کروں گا مگر وہ اپنی قسم پوری نہ کر سکا بدستور اسی طرح ظلم کرتا رہا۔

سیف الدولہ کی آمد:..... خلیفہ نے اس قسم کا پیغام ایلغازی کے پاس بھی بھیجا تھا اس نے بھی خلیفہ کے حکم کی اطاعت کا وعدہ کیا اور قسم کھائی مگر اس کے مصاحبوں اور لشکریوں کے ہاتھ ظلم و ستم سے پیچھے نہ ہٹے، تب خلیفہ نے سیف الدولہ کو ان لوگوں کے ظلم و ستم اور ظالمانہ حرکات کو روکنے کے لئے بلوایا، سیف الدولہ نے ماہ رمضان میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور ماہ شوال ۴۹۶ھ میں بغداد پہنچ کر مقام نجی میں خیمہ زن ہوا اور نیال، ایلغازی کو بلوا کر کے نصیحت و نصیحت کی اور عراق سے چلے جانے پر ان کو مجبور کیا، نیال نے مہلت مانگی تو سیف الدولہ نے اس کو مہلت دے دی اور حملہ کی جانب واپس چلا گیا۔

نیال کی آذر بایجان روانگی:..... اس کے بعد پہلی ذیقعدہ کو نیال نے اوانا کی طرف کوچ کیا اور اہل اوانا کے ساتھ بھی وہی افعال قبیحہ اور حرکتیں کیں جو اہل بغداد کے ساتھ کرتا رہا تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ ظلم و ستم کرنے لگا خلیفہ نے سیف الدولہ کو اس کی شکایت پھر لکھ کر بھیجی سیف الدولہ نے ایک ہزار سوار بھیج دیئے جو خلیفہ مستظہر کے مصاحبوں اور ایلغازی شخہ بغداد کے ساتھ نیال کے پاس گئے، نیال ان لوگوں کے سامنے سلطان محمد کے دربار سلطنت میں حاضر ہونے کے لئے آذر بایجان کی طرف چل کھڑا ہوا اور ایلغازی اپنی فوج کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

نیال کا رے پر قبضہ:..... گنجہ ۱ اور بلاداران کے علاقوں پر سلطان محمد کا قبضہ تھا یہاں پر اس کا ایک لشکر امیر عز علی کے ساتھ رہا کرتا تھا لہذا جس وقت سلطان محمد اصفہان میں ایک مدت تک محصور رہا امیر عز علی اپنی فوج کے ساتھ سلطان محمد کی کمک کے لئے اصفہان کی طرف روانہ ہوا اس کے ہمراہ منصور بن نظام الملک اور محمد موید الملک بن نظام الملک بھی تھا بیسویں ذی الحجہ ۴۹۵ھ کو یہ لوگ مقام رے پہنچے، برکیاروق کے لشکر نے رے کو چھوڑ دیا اس کے بعد سلطان محمد کو محاصرہ سے نجات مل گئی ہمدان میں ان لوگوں کو سلطان محمد کی مصاحبت حاصل ہوئی سلطان محمد کے ساتھ نیال اور علی بن انوش تکین بھی تھے چھ ہزار سواروں کا لشکر ان لوگوں کے ہمراہ تھا سلطان محمد نے نیال کو اس کے بھائی علی کے ساتھ رے کی جانب روانہ کیا سلطان برکیاروق کا لشکر نیال کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ کر بھاگ گیا چنانچہ نیال نے رے پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں۔

سلطان محمد بیلقان میں:..... اس جگہ کے بعد ہمدان میں ان لوگوں کو یہ خبر ملی کہ سلطان برکیاروق کا لشکر اہل رے کو بچانے آ گیا ہے سلطان محمد نے شروان کا قصد کیا اور رفتہ رفتہ اردنیل پہنچ گیا اور مودود ۲ بن اسمعیل بن یاقوتی امیر بیلقان (صوبہ آذر بایجان) نے سلطان محمد کو بلوایا، جیسے ہی سلطان محمد نے بیلقان میں قدم رکھا، پندرہویں ربیع الاول ۴۹۶ھ کو مودود کا انتقال ہو گیا، لہذا اس کے سارے لشکریوں اور فوج کے کمانڈروں نے سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی، ان میں سقمان قطبی گورنر خلاط وارمینیہ، محمد بن باغیسان (اس کا باپ گورنر انطاکیہ) اور الپ ارسلان بن سبع احمر بھی تھا۔

۱..... گنجہ: ایک بڑا شہر تھا اور بلاداران میں واقع تھا اہل ادب اسے جترہ کے نام سے یاد کرتے ہیں اور وہ خوزستان اور اصفہان کے درمیان لرستان کے نواح میں واقع ہے۔

۲..... مودود کا باپ اسماعیل، سلطان برکیاروق کا ماموں تھا، برکیاروق کے شروع زمانہ میں اس نے برکیاروق کی مخالفت کی برکیاروق نے اس کو مار ڈالا، مودود کو اس وجہ سے برکیاروق کے ساتھ مخالفت پیدا ہو گئی اس کے علاوہ اس کی بہن کی شادی سلطان محمد سے ہوئی تھی یہی وجہ تھی کہ اس نے سلطان محمد کو بلوایا تھا۔

برکیاروق اور محمد کی پانچویں جنگ:..... سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کے اجتماع کی اطلاع پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوج کو تیار کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا سلطان محمد کے قریب پہنچ گیا چنانچہ آذربائیجان کے باب خوی ۱ پر دونوں سلطانوں کا مقابلہ ہوا مغرب سے عشاء کے وقت گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی آخر میں سلطان برکیاروق کی طرف سے ایاز نے سلطان محمد کے لشکر پر حملہ کر دیا سلطان محمد شکست کھا کر خلاط کی جانب بھاگ گیا، امیر سقمان بھی اس کے ساتھ تھا امیر علی گورنر ارزن روم نے اس سے ملاقات کی اس کے بعد آنی کی جانب کوچ کر دیا منوشہر، فضلون روادی کا بھائی اس شہر کا حاکم تھا پھر آنی سے تبریز چلا گیا محمد بن موید الملک بن نظام الملک بھی اس واقعہ میں سلطان محمد کے لشکر کے ساتھ تھا سلطان محمد کی شکست کے بعد اس نے دیار بکر میں جا کر دم لیا چند دن دیار بکر میں قیام کر کے بغداد روانہ ہو گیا۔

محمد بن موید الملک:..... محمد موید الملک کی زندگی میں مدرسہ نظامیہ کے قریب بغداد میں رہا کرتا تھا اس نے ہمسایوں کے ساتھ کچھ زیادتی کی ہمسایوں نے اس کے باپ موید الملک سے اس کے ظلم و ستم کا شکوہ کیا موید الملک نے گوہر آئین کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھا مگر اس کو اس کی خبر مل گئی تو دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اس کے بعد ۴۹۲ھ میں مجد الملک باسلانی کے پاس چلا گیا ان دنوں اس کا باپ موید الملک سلطان محمد کے پاس سلطنت و بادشاہی کے دعویٰ سے پہلے گنجہ میں تھا پھر مجد الملک باسلانی کے مارے جانے کے بعد اپنے باپ موید الملک کے پاس پہنچ گیا اس وقت موید الملک سلطان محمد کی وزارت کر رہا تھا پھر جب اس کا باپ موید الملک مارا گیا تو بھی اس نے سلطان محمد کا ساتھ نہیں چھوڑا اور ان لڑائیوں میں شریک رہا جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے ہیں۔ سلطان برکیاروق سلطان محمد کی شکست کے بعد مراغہ و تبریز کے درمیان ایک پہاڑ پر مقیم ہو گیا اور ایک برس تک قیام پذیر رہا۔

عمید الدولہ کی معزولی:..... خلیفہ مستظہر نے وزیر عمید الدولہ کی معزولی کے بعد سدید الملک ابو المعالی بن عبدالرزاق ملقب بہ عضد الدین کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا تھا اس کے بعد نصف رجب ۴۹۶ھ میں گرفتار کر کے اس کے اہل و عیال سمیت اسے دار الخلافت میں قید کر دیا اس کے اہل و عیال اصفہان سے اتفاقاً آگئے تھے اور اس بلائے ناگہانی میں مبتلا ہو گئے، اس کی معزولی کی وجہ یہ تھی کہ وزیر سدید الملک مجلس شوریٰ کے قواعد سے ناواقف تھا اس کی ساری عمر سلطانوں کے ساتھ بسر ہوئی تھی اسی قسم کی حکمتوں اور تدابیر کا عادی ہو گیا تھا مگر مجلس شوریٰ خلافت کا یہ طور طریقہ نہ تھا۔

قوام الدولہ کی تقرری:..... اس وزیر کی گرفتاری کے بعد خلیفہ نے امین الدولہ ابوسعید بن موصلا یا کو مجلس شوریٰ کا ناظر مقرر کر دیا اور زعیم الروساء ابوالقاسم بن جہیر کو حلقہ سے طلب فرمایا، ارباب حکومت اور اراکین سلطنت نے استقبال کیا دربار خلافت سے خلعت وزارت مرحمت ہوئی اور قوام الدولہ کا خطاب عنایت ہوا۔

زعیم الروساء، ابوالقاسم، امین الدولہ ابوسعید کا بھانجا تھا چونکہ ابوالحسن (سلطان برکیاروق کا وزیر) اس پر سلطان محمد کی جانب داری کا الزام لگاتا تھا اور یہ الزام بھی اس کے سر تھوپتا تھا کہ یہ خلیفہ مستظہر کو سلطان محمد کے نام کا خطبہ جاری کرنے پر آمادہ کر رہا ہے اس لئے گزشتہ سال سلطان برکیاروق کے خوف سے بغداد سے حلہ چلا گیا اور سیف الدولہ کے پاس جا کے پناہ گزین ہو گیا اور اس کے ہاموں امین الدولہ ابوسعید نے بھی مجلس شوریٰ کی نظارت چھوڑ دی تھی اور خانہ نشین ہو گیا تھا۔

زعیم الروساء:..... پانچویں صدی کے آخر میں زعیم الروساء کو پھر معزول کیا گیا تو وہ گرفتاری کے خوف سے سیف الدولہ صدقہ بن منصور کے مکان میں جو بغداد میں تھا جا کر پناہ گزین ہو گیا، سیف الدولہ نے اس کو پوری حفاظت سے حلہ بلوایا، یہ واقعہ زعیم الروساء کی وزارت کے تین برس چھ مہینے بعد ہوا تھا، قاضی ابوالحسن دامغانی چند دن اس کا قائم مقام رہا اس کے بعد ابو المعالی بن محمد بن مطلب کو ماہ محرم ۵۰۱ھ میں عہدہ وزارت دیا گیا پھر ۵۰۲ھ میں سلطان محمد کے اشارے پر معزول کیا گیا مگر اس شرط سے کہ آئندہ عدل و انصاف سے کام لے گا، رعایا کے ساتھ جبر اور ظلم سے پیش نہیں آئے گا اور ذمیوں میں سے کسی کو ذمہ داری کا کوئی عہدہ نہ دے گا دوبارہ عہدہ وزارت پر سلطان کی اجازت سے بحال ہو گیا اور رجب ۵۰۲ھ میں پھر

۱..... اخبار الدولہ السلجوقیہ، صفحہ ۸ پر ہے کہ یہ لڑائی جمادی الآخر میں، باب دوم، پر ہوئی تھی۔

معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ ابوالقاسم بن جہیر عہدہ وزارت پر مامور ہوا اور ۵۰۹ھ تک وزیر رہا اس کے بعد ربیع ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین وزیر سلطان قلمدان وزارت کا مالک بنا۔

برکیاروق کو احساس بربادی:..... کئی سال گزر جانے پر بھی دونوں سلطانوں (برکیاروق اور محمد) میں جنگ و قتال کا سلسلہ بند نہیں ہو سکا تھا خونریزی، قتل و غارت کی برابر کثرت ہوتی گئی، گاؤں، قصبے اور شہر ویران ہو گئے امراء اور حکام نے اپنی اپنی حکومت کا سکہ جمانا شروع کر دیا حالانکہ اس سے پہلے حکومت سلجوقیہ کے تابع اور مطیع تھے، سلطان برکیاروق کا دار الحکومت مقام رے تھا، رے، جبل، طبرستان، خوزستان، فارس، دیار بکر، جزیرہ اور حرین میں برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سلطان محمد نے آذربائیجان، بلاد ارانیہ، آرمینیہ، اصفہان اور باستثناء تکریت سراسر عراق میں سلطان محمد کا سکہ چل رہا تھا اور اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا بطائح کے صوبہ میں بعض جگہوں پر سلطان برکیاروق کا تسلط تھا اور بعض جگہوں پر سلطان محمد کا، بصرہ میں دونوں سلطانوں (برکیاروق اور محمد) کا خطبہ پڑھا جاتا تھا باقی رہا خراسان، اس کی کیفیت یہ تھی کہ جرجان سے ماوراء النہر تک سنجر یعنی سلطان محمد کے بھائی کے قبضہ میں تھا اور خطبوں میں سلطان محمد کے بعد سنجر کا نام لیا جاتا تھا۔

برکیاروق اور محمد کی صلح:..... سلطان برکیاروق ان باتوں اور امراء حکام کے تسلط، تنگدستی اور ملک کی بربادی کا احساس کر کے مصالحت کی جانب مائل ہو گیا، چنانچہ قاضی ابوالمظفر جرجانی حنفی اور ابوالفراح احمد بن عبدالغفار ہمدانی جو کہ صاحب قرائت تھے کہ اپنے بھائی سلطان محمد کے پاس مصالحت کرانے کی غرض سے روانہ کیا، ان کی مقام مراغہ میں سلطان محمد سے ملاقات ہوئی ان لوگوں نے پہلے سلطان برکیاروق کا پیغام صلح پہنچایا اور اس کے بعد مصالحت کے فوائد، خانہ جنگی کے نقصانات کو وعظ و نصیحت کے پیرائے میں بیان کیا سلطان محمد ان لوگوں کے وعظ و نصائح سے متاثر ہو کر مصالحت پر تیار ہو گیا چنانچہ ان شرائط پر دونوں بھائیوں میں صلح ہو گئی۔

صلح کی شرائط:.....

- (۱) سلطان برکیاروق، سلطان محمد کے علم و طبل سے مزاحم و معترض نہیں ہوگا۔
- (۲) فریقین کے مقبوضہ علاقوں میں کسی ایک شخص کے نام کا خطبہ نہ پڑھایا جائے بلکہ دونوں سلطانوں کا نام خطبہ میں داخل رہے۔
- (۳) دونوں سلطانوں میں وزیروں کے توسط سے خط و کتابت کی جائے گی بغیر توسط کے ایک دوسرے کو خط نہ لکھ سکیں گے۔
- (۴) کسی فریق کو اختیار نہ ہوگا کہ وہ کسی لشکری سے روک ٹوک کریں، جس کا جس سلطان کے پاس جی چاہے چلا جائے۔
- (۵) نہر اسبیز رود سے باب الابواب، دیار بکر، جزیرہ، موصل اور شام پر سلطان محمد کا قبضہ و تصرف رہے گا اور سیف الدولہ بن صدقہ کا مقبوضہ صوبہ بھی سلطان محمد کا ماتحت سمجھا جائے۔

(۶) علاوہ مذکورہ بالا شہروں کے رام ممالک اسلامیہ سلطان برکیاروق کو دیئے جائیں۔

محمد کے اہل خانہ کی روانگی:..... صلح ہونے کے بعد سلطان محمد نے اپنے امراء کو جو اصفہان میں تھے کہلوا یا کہ سلطان برکیاروق کے امراء کو شہر سپر اور حوالہ کر کے واپس آ جاؤ، سلطان برکیاروق نے ان لوگوں کو رضامندی کے ساتھ اپنی خدمت میں رکھنے کا ارادہ ظاہر کیا لیکن ان لوگوں نے منظور نہیں کیا اور ہدایت کے مطابق اصفہان سلطان برکیاروق کے ملازموں کے حوالہ کر کے سلطان محمد کے پاس چلے آئے ان لوگوں کے ساتھ سلطان محمد کے اہل و عیال بھی تھے، سلطان برکیاروق نے نہایت عزت و احترام سے بڑی رقم اور بہت سا سامان سفر دے کر اپنے بھائی کے اہل و عیال کو رخصت کیا اور حفاظت اور خدمت کے غرض سے ایک دستہ فوج کو بھی ان کے ہمراہ متعین کر دیا۔

برکیاروق کا بغداد میں خطبہ:..... اس کے بعد سلطان نے دربار خلافت میں ایک عرضداشت بھیجی جس میں مصالحت اور شرائط صلح تحریر کی تھیں، ایلغازی شہنشاہ بغداد نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ بغداد اور واسط کے منبروں پر جمادی الاولیٰ ۵۰۹ھ میں سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، امیر سیف الدولہ صدقہ گورنر حلب نے

اس کی مخالفت کی اور خلیفہ کو لکھا کہ میں ایلغازی کو بغداد سے نکالنے کے لئے عنقریب آنے والا ہوں، امیر سیف الدولہ، سلطان محمد کا حامی تھا ایلغازی نے یہ خبر سن کر ترکمانوں کو جمع کیا اور بغداد کو چھوڑ کر عتقرقوبا میں مقیم ہو گیا، اتنے میں سیف الدولہ اپنا لشکر لے کر پہنچ گیا تاج کے سامنے اتر کر زمین بوسی کی اور مغربی بغداد میں جا کر خیمہ زن ہو گیا، ایلغازی نے معذرت کر لی اور کہا میں نے سلطان برکیاروق کی اطاعت اسلئے کی ہے کہ سلطان محمد نے صلح کر لی ہے حلوان جو میری جاگیر ہے صلح کے اعتبار سے سلطان برکیاروق کا علاقہ تسلیم کیا گیا ہے اور بغداد بھی جہاں کا میں شہنہ ہوں سلطان مذکور ہی کے علاقے میں شمار ہوا ہے، یہ سن کر سیف الدولہ نے معذرت قبول کر لی اور راضی ہو کر حلد واپس آ گیا، ماہ ذی قعدہ ۴۹۷ھ میں خلیفہ نے سلطان برکیاروق، امیر ایاز، اور وزیر السلطنت کو خلعتیں روانہ کیں اور اس کے ساتھ سند حکومت و سلطنت بھی بھیجی، سلطان برکیاروق اور اس کے امراء نے خلعت کو آنکھوں سے لگایا، سروں پر رکھا اور خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں۔

ملک شاہ کی ولی عہدی:..... سلطان برکیاروق نے صلح کے بعد اصفہان میں اقامت اختیار کر لی اور کئے مہینے مقیم رہا اتفاقاً بیمار ہو گیا اسی حالت میں بغداد کی جانب روانہ ہو گیا مقام یزدجرد میں پہنچ کر زیادہ بیمار ہو گیا مرض نے سختی کی صورت اختیار کی تو بدرجہ مجبوری قیام کر دیا حتیٰ کہ نقل و حرکت نہ کر سکتا تھا چالیس دن تک یہیں ٹھہرا رہا جس وقت اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تو اپنے بیٹے ملک شاہ کو بلایا اور اراکین سلطنت بھی حاضر ہوئے اور دستور شاہی کے مطابق ملک شاہ کی ولی عہدی کا اعلان کیا اس وقت ملک شاہ کی عمر پانچ برس کی تھی اور امیر ایاز کو اس کا اتا بک (اتالیق) مقرر کیا، اراکین دولت سے امیر ایاز اور ملک شاہ کی اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لی اور ان لوگوں کو بغداد جانے کا حکم دیا اور خود اصفہان واپسی کے ارادے سے یزدجرد میں ٹھہرا رہا۔

برکیاروق کی وفات:..... امیر ایاز اور ملک شاہ سلطان برکیاروق سے رخصت ہو کر اٹھارہ کوس کی مسافت طے کر چکے تھے کہ ماہ ربیع الآخر ۴۹۸ھ میں سلطان برکیاروق کی وفات ہو گئی امیر ایاز اور ملک شاہ یہ خبر سن کر لوٹ پڑے اور تجہیز اور تکفین کر کے اصفہان میں لائے اور اس تربت میں جو اس کو دفن کرنے کے لئے بنائی گئی تھی اس میں دفن کر دیا۔

ملک شاہ کی بغداد روانگی:..... تجہیز و تکفین وغیرہ سے فارغ ہو کر امیر ایاز نے پردے، خیمے، جھنڈے اور وہ سب چیزیں جو شاہی شان و شوکت کے لئے ضروری ہوتی ہیں ملک شاہ کے لئے فراہم کیں، امیر ایلغازی شہنہ بغداد، مرحوم سلطان برکیاروق کے پاس ماہ محرم سے اصفہان آیا ہوا تھا اور وہی اس کو ابھار کر دار الخلافہ بغداد لے جا رہا تھا، لہذا جب اس نے وفات پائی تو اسکے بیٹے ملک شاہ اور امیر ایاز کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہو گیا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی:..... چنانچہ پندرہویں ربیع الآخر کے بعد یہ لوگ بغداد میں داخل ہوئے، پندرہ ہزار سوار قافلے میں تھے ان کا وزیر ابو القاسم علی بن جہیر نے استقبال کیا مقام دیالی میں ملاقات ہوئی اس کے بعد مجلس شوریٰ میں امیر ایلغازی اور امیر طغایرک نے حاضر ہو کر ملک شاہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست پیش کی جو خلیفہ نے منظور کر لی اور وہی خطابات اس کو عطا کئے جو اس کے دادا سلطان ملک شاہ سلجوقی کو دیئے گئے تھے خطبہ کے وقت حاضرین نے جواہرات میں سے سونا چاندی بچھا کر رکھے۔

موصل پر قبضہ کے لئے روانگی:..... چونکہ موصل من جملہ ان علاقوں میں شامل تھا جو سلطان محمد کو مصالحت کی رو سے ملے تھے اسلئے صلح کے بعد سلطان محمد نے موصل روانگی کا پکا ارادہ کر لیا (موصل اس وقت چکر مش کے قبضہ اقتدار میں تھا) مگر آذربائیجان سے اپنے ساتھیوں کے آنے کے انتظار میں تبریز میں مقیم رہا جب وہ لوگ آذربائیجان سے تبریز آ گئے تو سلطان محمد نے سعد الملک ابوالحسن کو اصفہان کی حفاظت کے صلہ میں وزیر بنا دیا اور ماہ صفر ۴۹۸ھ میں بقصد موصل کوچ کیا۔

چکر مش اور سلطان محمد:..... چکر مش کو اطلاع ملی تو اس نے قلعہ بندی کا انتظام کر لیا شہر کی فصیلوں پر جا بجا منجنیقیں نصب کرائیں، جدید نہریں کھدوائیں، دھسن باندھے اور بیر و نجات موصل سے باہر رہنے والوں کو شہر میں آ جانے کا حکم دیا اس دوران سلطان محمد نے موصل پہنچ کر محاصرہ کر لیا، آغاز جنگ سے پہلے اپنے بھائی سلطان برکیاروق کا خط چکر مش کے پاس بھیج دیا جس کی رو سے موصل اور جزیرہ پر حق ولایت اس کو حاصل ہوا تھا اور اس

کے ساتھ وہ صلح نامہ بھی دکھایا جس پر سلطان برکیاروق کے دستخط تھے اس کے ساتھ ہی یہ وعدہ کر لیا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کر لو گے تو میں تمہیں تمہارے عہدے پر بحال رکھوں گا مگر چکر مش نے کہلا بھیجا کہ صلح کے بعد سلطان برکیاروق کا ایک فرمان جو صلح نامہ کے خلاف ہے میرے پاس آیا ہے۔

چکر مش سے جنگ:..... سلطان محمد یہ سن کر آپے سے باہر ہو گیا اور حصار میں سختی سے کام لینے لگا چنانچہ لڑائی چھڑ گئی اور ہزاروں جانیں دونوں طرف سے تلف ہو گئیں، ایک مرتبہ سلطان محمد کی فوج سارادن لڑتی رہی اور متواتر اتنے حملے کئے کہ شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ کر اس میں سوراخ کر دیا، ابھی لڑائی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ رات آگئی چنانچہ محاصرے میں مورچوں میں واپس آ گئے اس کے بعد محصورین نے رات ہی کے وقت شہر پناہ کی دیوار درست کر لی اور تیر اندازوں کو اس کی حفاظت پر متعین کر دیا۔ صبح ہوتے پھر ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اور سپاہیوں نے سرفروشی شروع کر دی۔

چکر مش اور محمد کی صلح:..... نویں جمادی الاول ۴۹۸ھ تک برابر لڑائی ہوتی رہی۔ دس تاریخ کو سلطان برکیاروق کی وفات کی خبر چکر مش کو ملی۔ ارباب شوریٰ کو جمع کر کے مشورہ کیا چنانچہ یہ طے پایا کہ سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے۔ چنانچہ چکر مش نے سلطان محمد کے پاس یہ پیغام بھیجا ”آپ اپنے وزیر السلطنت کو میرے پاس بھیج دیجئے میں آپ کی اطاعت خوشی و رغبت سے قبول کرتا ہوں“ چنانچہ سلطان محمد نے اسی وقت اپنے وزیر کو موصل روانہ کیا۔ وزیر نے موصل پہنچ کر چکر مش کو سلطان کے سامنے حاضر ہونے کی رائے دی۔ اور اس کا ہاتھ پکڑے ہوئے سلطان محمد کی خدمت میں حاضر ہو گیا سلطان محمد نے اٹھ کر اس سے معافقہ کیا اور فوراً ہی موصل واپس بھیج دیا کیونکہ اہل شہر چکر مش کے چلے جانے سے بے حد پریشان اور نالاں تھے۔ اگلے دن چکر مش نے سلطان محمد اور وزیر السلطنت کو پیش بہا تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔

سلطان محمد بغداد میں:..... اس کے بعد سلطان محمد کو اپنے بھائی سلطان برکیاروق کے انتقال کی خبر ملی فوراً بغداد کی جانب کوچ کر دیا۔ سقمان قطبی ۱ اور چکر مش گورنر موصل وغیرہ دولت سلجوقیہ کے امراء اس کے ہمراہ تھے۔ اس سے پہلے سیف الدولہ گورنر حلب نے بہت بڑی فوج جمع کر لی تھی جس میں پندرہ ہزار سوار تھے اور دس ہزار پیدل فوج بھی اس نے اپنے بیٹوں بدران اور دبیس کو سلطان محمد کو بغداد لانے کے لئے بھیجا تھا۔ لہذا یہ دونوں بھی سلطانی قافلے کے ساتھ تھے۔ ایاز کو سلطان محمد کے آنے کی خبر ملی لشکر تیار کر کے نکل کھڑا ہوا۔ اور بغداد کے باہر آ کر خیمہ نصب کر لیا امراء اور اراکین دولت کو جمع کرے مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے سلطان محمد سے جنگ کرنے کی رائے دی۔ مگر وزیر ابوالمحاسن نے اس رائے کی مخالفت کی اور سلطان محمد کی اطاعت پر زور دیتے ہوئے ان لوگوں کی رائے کی برائی اور جنگ کے انجام کو ظاہر کیا اور یہ لالچ دلائی کہ اگر سلطان محمد کی اطاعت قبول کر لی جائے گی تو وہ بڑا دریا دل ہے تم کو انعامات اور جاگیروں سے مالا مال کر دے گا۔ امیر ایاز تنذب میں پڑ گیا کبھی مصالحت و اطاعت کی جانب جھکتا تھا اور کبھی جنگ و جدال پر تل جاتا تھا مگر اس طرف اس کا طبعاً زیادہ میلان تھا۔ کشتیاں بھی جمع کرتا جا رہا تھا اور نا کہ بندی بھی کر رہا تھا یہاں تک کہ سلطان محمد جمادی الآخر ۴۹۸ھ کے آخر میں بغداد پہنچ گیا اور مغربی بغداد میں مقیم ہو گیا اور اس جانب کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ملک شاہ کے نام کا خطبہ مشرقی جانب پڑھا جا رہا تھا اور جامع مسجد منصور کے خطیب نے خلیفہ مستظہر کی دعاء پراکتفا کیا اور اللہم اصلح سلطان العالم کہہ کر خاموش ہو گیا۔

امیر ایاز کی صلح:..... امیر ایاز نے اپنے ہمراہیوں کو پھر جمع کر کے ملک شاہ کی اطاعت اور سلطان محمد سے جنگ کرنے پر حلف لینے کو کہا چنانچہ ان میں سے بعض نے حلف اٹھا لیا اور بعض نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ دوبارہ حلف لینے کی ضرورت نہیں ہے پہلا حلف ہی عہد و وعدہ کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس جواب سے امیر ایاز کے کان کھڑے ہو گئے اور اس نے اسی وقت وزیر السلطنت ابوالمحاسن اور اپنے نائب صفی کو سلطان محمد کے وزیر محمد بن محمد سے ملاقات کے مدعا کا اظہار کیا محمد بن محمد، ابوالمحاسن کو لے کر سلطانی دربار میں حاضر ہوا۔ اور ابوالمحاسن نے امیر ایاز کا پیغام پہنچایا اور برکیاروق کے عہد حکومت میں جو افعال امیر ایاز سے سرزد ہوئے تھے امیر ایاز کی طرف سے اس کی معذرت کی چنانچہ سلطان محمد نے معذرت قبول فرما کر اس کی ساری درخواستیں منظور کر لیں۔ اگلے دن قاضی القضاۃ، نقیب اور صفی وزیر امیر ایاز شاہی دربار میں حاضر ہوئے صفی نے عرض کی ”چونکہ ایاز سے شاہی ملازمین کی شان کے خلاف ایسے چند افعال سرزد ہوئے ہیں جن کی وجہ سے جان کے خوف سے حاضر دربار نہیں ہوا لیکن اپنے اور ملک شاہ (جو حضور کا

۱..... سقمان قطبی، قطب الدولہ اسماعیل بن یاقوتی بن داؤد کی طرف منسوب ہے اور داؤد جعفری بیگ کا نام تھا جو آپ ارسلان کا باپ تھا۔

بھتیجا ہے) اور ان امراء کے لئے امان کا طالب ہے جو اس کے ساتھ ہیں۔“ سلطان محمد نے جواب دیا کہ ”ملک شاہ تو میرا بھتیجا ہے اس میں اور میرے بیٹے میں کوئی فرق ہے؟ باقی ایاز اور اس کے امراء کو بھی میں امان دیتا ہوں۔ لیکن اس رعایت سے نیاں مستثنیٰ ہے“ صنفی یہ سن کر خاموش ہو گیا۔

امان دینے کا حلف:..... الہراشی مدرس مدرسہ نظامیہ نے اٹھ کر حاضرین کی موجودگی سلطان محمد سے ان لوگوں کو امان دینے کی قسم لی۔ مجلس برخواست ہو گئی دوسرے دن ایاز نے حاضر ہو کر شرف ملاقات کیا اتفاق سے اسی وقت سیف الدولہ صدقہ بھی پہنچ گیا۔ سلطان محمد نے کشادہ پیشانی کے ساتھ دونوں امیروں سے ملاقات کی اس کے بعد امیر ایاز نے اپنے مکان پر جو گوہر آئین کا تھا سلطان کی دعوت کی۔ امیر سیف الدولہ بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ دعوت سے فارغ ہو کر تحائف اس کے ہاتھ لگا تھا۔

امیر ایاز کی طرف سے شک:..... امیر ایاز نے دعوت کے دن اپنے غلاموں کو سلطان محمد کی خدمت میں پیش کرنے کی غرض سے جنگی لباس پہنایا تھا۔ اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر دیا تھا۔ اتفاقاً اس وقت ایک صوفی جبہ پوش آ گیا۔ ایاز کے غلاموں نے اس کو پکڑ کر جنگی لباس پہنایا اور اوپر سے وہی جبہ پہنایا۔ اور اس سے چھیڑ چھاڑ کرنے لگے وہ شخص گھبرا کر بھاگا۔ اور سلطان محمد کی ایک خواص کے پاس جا کر چھپ گیا۔ سلطان محمد نے اس کو اپنے پاس بلایا اور جبہ اتروا کر دیکھا تو وہ مسلح تھا چنانچہ دل میں خطرہ پیدا ہو گیا اس لئے امیر ایاز کے مکان سے فوراً اٹھ کر چلا آیا۔ چند دنوں کے بعد امیر ایاز کو بلوایا اس کے ساتھ چکر مش بھی تھا اس کے علاوہ دوسرے امراء و اراکین دولت بھی تھے۔ سلطان محمد کے ایک سپہ سالار نے کھڑے ہو کر کہا ”قلج ارسلان بن سلیمان بن قطلمش نے دیار بکر پر قبضہ کرنے کے ارادے سے فوج کشی کی ہے آپ لوگوں کی کیا رائے ہے ہم اس سے جنگ کرنے کے لئے کس کو مقرر کریں“ چنانچہ حاضرین نے امیر ایاز کی طرف اشارہ کر دیا۔

امیر ایاز کا قتل:..... امیر ایاز نے گزارش کی ”میرے ساتھ اس مہم پر سیف الدولہ صدقہ کو بھی متعین کیا جائے“ سلطان محمد نے امیر ایاز اور سیف الدولہ کو اپنے قریب بلایا چنانچہ جیسے ہی یہ دونوں اپنی جگہ سے اٹھ کر سلطان محمد کی طرف چلے شاہی غلاموں میں سے ایک نے لپک کر ایاز کا سر اتار لیا اور ایک کھال میں لپیٹ کر راستہ پر پھینک دیا پھر ایاز ہی کے لشکری ایاز کا مکان لوٹنے لگے سلطان محمد نے اس کی حفاظت کے لئے اپنی فوج بھیجی۔ جس سے ایاز کے سپاہی منتشر ہو گئے اور صنفی وزیر ایاز جان کے خوف سے چھپ گیا۔ خدام شاہی پتہ لگا کر وزیر ابوالمحسن کے گھر سے گرفتار کر کے لے آئے اور اسی سن کے ماہ رمضان میں قتل کر دیا، ایاز کا وزیر صنفی، ہمدان کے خاندان ریاست و حکومت کا ایک ممبر تھا اور ایاز سلطان ملک شاہ کا غلام تھا۔ ملک شاہ کے انتقال کے بعد ایک امیر کے مصاحبوں میں داخل ہو گیا جس نے اس کو اپنا بیٹا بنا لیا ایاز شجاع، ذی مروت، اور لڑائیوں میں صائب الرائے شخص تھا، ان واقعات کے بعد سلطان محمد کا قدم حکومت پر جم گئے اور وہ عدل و انصاف سے کام لینے لگا ٹیکس ۱ موقوف کر دیئے اور لشکریوں کو جبر و تعدی سے روک دیا۔ اور ان کو باز لدوں میں جانے کی ممانعت کر دی۔

ترکمانوں کی شورش:..... ۴۹۸ھ کے دور میں خراسان سے عراق تک ترکمانوں نے غارتگری شروع کر دی چنانچہ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ سلطان محمد نے، بہرام بن ارتق کی جگہ ایلغازی بن ارتق شحہ بغداد کو ان علاقوں پر متعین کیا لہذا اس نے فساد ترکمانوں کی خاطر خواہ گوثالی کردی اور ان کو تہ تیغ کر کے قلعہ خانیجار کی طرف بڑھا جو سرخاب بن بدر کا مقبوضہ علاقہ تھا چنانچہ چند دنوں کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایلغازی کو فتح نصیب ہو گئی۔

سلطان محمد کے اقدامات:..... اسی سن میں سلطان محمد نے آقسنقر برستی کو عراق کا شحہ مقرر کیا۔ آقسنقر برستی وہی شخص ہے جس نے سلطان محمد کا کسی لڑائی میں ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ ہر موقع پر اور ہر مہم میں شریک رہا۔ اسی سن میں سلطان محمد نے امیر قائماز کو کوفہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور سیف الدولہ گورنر حلقہ کو ہدایت کی کہ قائماز اس کے ساتھیوں کو خفاجہ کے ظلم و ستم سے محفوظ رکھے اسی سن کے ماہ رمضان میں سلطان اصفہان واپس آ گیا اور رعایا کی فلاح و بہبود کی جانب توجہ کی اور لشکریوں کے جو رستم اور جابرانہ حرکتوں کی روک تھام کی اور عدل و انصاف کے ذریعے ان کو خوش حال کر دیا۔ ۵۰۲ھ میں سلطان محمد نے ابو القاسم حسین بن عبد الواحد شاہی اسلحہ خانے کے انچارج اور ابو الفرج بن رئیس الرؤساء کو گرفتار کر لیا تھا اور پھر ایک

رقم معینہ کی ادائیگی کی شرط پر رہا کر دیا۔ زرمذکورہ رقم وصول کرنے کے بعد مجاہد الدین بہروز کو مامور کیا۔ اور اسی کو ایوان حکومت کی تعمیر کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے ایوان حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور رعایا کے ساتھ نہایت عمدگی کا برتاؤ کیا۔ جب اس کے بعد سلطان محمد بغداد آیا تو عمدہ کارگزاریوں کے صلے میں اس کو سارے عراق کا شہنشاہ بنادیا اور اصفہان واپس آگیا۔

سلطان محمد کی وفات محمود کی تخت نشینی:..... گزشتہ سالوں کا دور، واقعات بالا پر ختم ہو گیا جن کو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں مگر خلافت بغداد کی وہی حالت رہی ایک مدت کے بیمار کی ہوتی ہے سلاطین سلجوقیہ کو بھی خانہ جنگی اور اندرونی جھگڑوں سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا تھا ابھی تھوڑا عرصہ نہیں گزرنے پایا تھا کہ اچانک رات اور دن کے الٹ پھیر سے ایک دوسرا انقلاب پیدا ہو گیا۔ ماہ شعبان ۵۱۱ھ میں سلطان محمد علیل ہو گیا۔ رفتہ رفتہ مرض میں خطرناک حالت پیدا ہو گئی۔ اس دوران ماہ ذی الحجہ شروع ہو گیا اور اس ماہ کے آخر میں سلطان محمد اپنی آئندہ تمناؤں کا خون کر کے اس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا۔

سلطان محمود کی تخت نشینی:..... سلطان محمد نے اپنی موت سے پہلے اور اپنی مستقل حکومت کے بارہ برس چھ ماہ بعد اپنے بیٹے محمود کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ اس وقت یہ ایک جوان شخص تھا۔ ولیعہدی کا اعلان کر کے سلطان محمد نے جس وقت اس کو اپنی زندگی سے مایوسی ہو گئی تھی۔ محمود کو تخت حکومت پر جلوہ افروز ہونے کا اشارہ کر دیا۔ چنانچہ محمود اپنے باپ سے رخصت ہو کر دربار عام میں آیا۔ سر پر تاج رکھا ہاتھوں میں کنگن پہنے اور جاہ و جلال کے ساتھ تخت سلطانی پر رونق افروز ہوا اس کے بعد امراء دولت سلجوقیہ اور اراکین سلطنت نے بیعت کی۔ ابو منصور بن وزیر ابو شجاع محمد بن حسین کو قلمدان وزارت سپرد کیا، تکمیل بیعت کے فوراً بعد دربار خلافت میں اطلاعی خط بھیج دیا گیا۔ اور خلیفہ کی اجازت سے بغداد کے منبروں پر سلطان محمود کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ واقعہ پندرہویں محرم ۵۱۲ھ کا ہے۔

آقسنقر برستی:..... آقسنقر برستی سلطان محمد کی وفات سے پہلے مقام رجبہ میں مقیم تھا اور اپنے بیٹے مسعود کو اپنا قائم مقام مقرر کر کے سلطان محمد سے کچھ بات چیت کرنے بغداد آ رہا تھا۔ بغداد کے قریب سلطان محمد کی وفات کی اطلاع ملی۔ بہروز شہنشاہ بغداد نے آقسنقر کو بغداد میں داخل ہونے نہیں دیا چنانچہ مجبوراً وہ اصفہان چلا گیا چونکہ سلطان محمود کی آنکھوں میں شہنشاہ کی بے حد وقعت اور یہ بات امراء اور اراکین دولت کی آنکھوں میں کاشا بن کر کھٹک رہی تھی کہ سلطان محمود کو بہروز شہنشاہ کی طرف سے ناراض کر دیا اور اس کو معزول کر کے اس کی جگہ آقسنقر برستی کی تقرری کا فرمان لکھوا کر بھجوا دیا۔ سلطان محمود کا یہ فرمان آقسنقر کو مقام حلوان میں ملا۔ خوشی سے پھولے نہ سما۔ فوراً بغداد کی طرف لوٹ گیا۔ مجاہد الدین بہروز شہنشاہ بغداد، آقسنقر کی آمد کی خبر سن کر تکریت بھاگ گیا جو اس کا مقبوضہ صوبہ تھا اس کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر کو معزول کر کے امیر منکبرس کو شہنشاہ بغداد مقرر فرمایا۔ جو اصفہان کا حاکم تھا لہذا اس نے اپنی جانب سے ترک امیر حسین بن ازبک کو بغداد روانہ کیا۔ آقسنقر نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر خلیفہ مستظہر سے یہ درخواست کی کہ خلیفہ امیر منکبرس کے نائب کو بغداد میں آنے سے روک دیں یہاں تک کہ میں سلطان محمود سے خط و کتابت کر کے اس معاملہ کو صاف کر لوں۔ چنانچہ خلیفہ نے آقسنقر کی درخواست پر حسین کو بغداد میں داخل ہونے کی ممانعت کر دی۔ حسین نے کچھ خیال نہ کیا۔ اس بناء پر آقسنقر نے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کے لئے بغداد سے باہر نکلا اور حسین کا مقابلہ کیا۔ آپس میں لڑائی ہوئی تو حسین شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا بھائی مارا گیا۔ اور اس نے سلطانی لشکر میں جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۵۱۲ھ کا ہے۔

ابو منصور فضل المسترشد باللہ ۵۱۲ھ

المسترشد باللہ کی خلافت:..... ان واقعات کے بعد پندرہویں ۱ ربیع الآخر ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ ابو العباس احمد بن مقتدی بامر اللہ ابو القاسم عبد اللہ بن قایم باللہ نے وفات پائی۔ چوبیس برس تین مہینے یہ خلیفہ رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا المسترشد باللہ ابو منصور فضل تخت خلافت پر

متمکن ہوا۔ تیس برس پہلے اس کی ولی عہدی کا اعلان کیا گیا تھا۔ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہونے پر اس کے بھائی ابو عبد اللہ محمد، ابوطالب عباس اور اس کے (چچاؤں) مقتدی کے بیٹوں وغیرہ نے بیعت کی اس کے بعد فقہاء، قضاة اراکین دولت اور امراء سلطنت سے بیعت لی گئی۔ بیعت لینے پر قاضی ابوالحسن دامغانی کو مقرر کیا گیا تھا اور یہی ان دنوں قلمدان وزارت کا بھی مالک تھا خلیفہ مسترشد نے اس کو اس کے عہدے پر بحال رکھا، سوائے اس کے کہ اس نے خلیفہ مسترشد کے لئے اور قاضی احمد بن ابوداؤد نے واثق کے لئے اور قاضی ابوعلی اسمعیل بن اسحاق نے معتضد کے لئے بیعت لی تھی اور کسی قاضی نے بیعت لینے کی ذمہ داری انجام نہیں دی تھی چند دن بعد خلیفہ مسترشد نے قاضی ابوالحسن دامغانی کو عہدہ وزارت سے معزول کر کے سلطان محمود کے وزیر ابو شجاع محمد بن ربیب ابو منصور کو مامور کیا۔ اس کے بعد ۵۱۶ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے جلال الدین عمید الدولہ ابوعلی بن صدقہ کو قلمدان وزارت مرحمت کیا۔ یہ شخص جلال الدین ابوالرضی بن صدقہ وزیر ارشد کا چچا تھا۔

امیر ابوالحسن:..... جس وقت اراکین سلطنت خلیفہ مسترشد کی بیعت کر رہے تھے اس کا بھائی امیر ابوالحسن تین آدمیوں کے ساتھ کشتی پر سوار ہو کر مدائن چلا گیا اور مدائن سے حلہ پہنچ گیا۔ دبیس نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے تردد پیدا ہو گیا۔ دبیس کے پاس کہلوادیا کہ ”امیر ابوالحسن کو علی بن طراد زینی نقیب کے ساتھ دار الخلافہ بغداد بھیج دو۔“ دبیس نے معذرت کی ”مجھے تعمیل ارشاد میں کوئی عذر نہیں لیکن چونکہ امیر ابوالحسن میرے مہمان ہیں اس لئے میں ان کو کسی ایسی بات پر مجبور نہیں کر سکتا۔ جو ان کی طبیعت کے خلاف ہو۔“ نقیب نے جب یہ دیکھا کہ خلیفہ کے خط سے کام نہیں چل رہا تو خود امیر ابوالحسن سے ملا اور اس کو خلیفہ کی خدمت میں چلنے کی رائے دی۔ امیر ابوالحسن نے معذرت کی ”مجھے دربار خلافت کی حاضری میں کوئی عذر نہیں ہے لیکن جان کے خوف سے میں اس سے قاصر ہوں ہاں اگر مجھے امان دے دی جائے مجھے کوئی عذر نہیں ہوگا۔“ نقیب مذکور نے دربار خلافت میں اس کی رپورٹ کی تو خلیفہ نے امیر ابوالحسن کی درخواست منظور کر لی۔ لیکن برستی اور دبیس کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے کہ جس کی وجہ امیر ابوالحسن بارہویں صفر ۵۱۳ھ تک دبیس کے پاس ٹھہرا رہا برستی اور دبیس کے واقعات کو ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

ولی عہد کا خطبہ:..... اس کے بعد امیر ابوالحسن بن مستنصر حلہ سے واسطہ چلا گیا اور اس پر قابض و متصرف ہو گیا اسی دوران خلیفہ مسترشد نے اپنے ولی عہد ابو جعفر منصور بن خلیفہ مسترشد کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھوایا۔ (اس وقت ابو جعفر کی عمر بارہ برس کی تھی) اور تمام ممالک اسلامیہ میں گشتی فرامین اس بارے میں روانہ کئے اور دبیس کو لکھا کہ ”چونکہ امیر ابوالحسن اب تمہارے مہمان نہیں رہے لہذا جہاں تک جلد ممکن ہو سکے اسے میرے پاس بھیج دو“ چنانچہ دبیس نے ایک فوج امیر ابوالحسن کی گرفتاری کے لئے واسطہ بھیجی، امیر ابوالحسن کو خبر مل گئی اور وہ وہاں سے بھاگ گیا۔ مگر فوج نے تعاقب کیا اور صبح ہوتے ہوتے امیر ابوالحسن کو جا کر گھیر لیا۔ اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ کرد اور ترک بھاگ گئے اور امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ پھر اسے دبیس کے سامنے پیش کیا گیا چنانچہ دبیس نے اس کو بعزت و احترام دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے بھی اس کی بہت عزت کی۔ امن دیا اور اپنے خاص محل میں ٹھہرایا۔

ملک مسعود و سلطان محمود:..... مسعود بن سلطان محمد جیوش بیگ اتابک کے ساتھ اپنے والد بزرگ کے حکم پر موصل میں ٹھہرا ہوا تھا کہ سلطان محمد کا انتقال ہو گیا اور محمود بجائے سلطان محمد کے بعد حکومت پر تخت نشین ہو گیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے بھی اپنے باپ کے بعد زمام خلافت اپنے ہاتھ میں لی دبیس گورنر حلہ اس وقت تک اس کا مطیع تھا اور آقسنقر برستی اس کی طرف سے عراق کا شکنجہ تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں آقسنقر برستی نے ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۲ھ میں حلہ کے ارادے سے خروج کیا۔ جب دبیس کو خبر ملی تو اس نے بھی فوجیں جمع کر لیں اور عرب اور کردوں کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر ملک مسعود تک پہنچی اور یہ بھی معتبر ذرائع سے معلوم ہوا کہ اس وقت عراق اس کے مددگاروں اور حامیوں سے خالی ہے۔ مصاحبوں اور ازباق شوریٰ نے رائے دی کہ موقع اچھا ہے عراق پر چل کر قبضہ کر لیجئے۔ کوئی شخص رکاوٹ نہیں بنے گا۔ ملک مسعود کے دل میں یہ بات آ گئی فوجیں تیار کر کے عراق کا راستہ لیا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار گورنر طرابلس، قسیم الدولہ زنگی بن آقسنقر، (الملک العادل سلطان نور الدین محمود کا دادا) گورنر نجار، ابوالہیجا، گورنر اربل اور کر باد۱ بن خراسان ترکمانی گورنر بوازج تھا۔ سفر و قیام کرے ہوئے جس وقت

①..... کر باد۱، دال کے ساتھ غلط ہے کر باد۱ واؤ کے ساتھ درست ہے (کامل ابن اثیر صفحہ ۵۳۷ جلد ۶)

یہ لوگ عراق کے قریب پہنچے آقسنقر برستی کو خوف پیدا ہو گیا۔ کیونکہ جیوش بیگ ملک مسعود کی ناک کا بال ہو رہا تھا۔ مگر چارونا چار لشکر کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ ملک مسعود اور جیوش بیگ کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گئے۔ امیر کو بادی کو صلح کا پیام دے کر بھیجا اور یہ کہلوایا کہ ہم لوگ تمہاری مدد کے لئے دبیس کے مقابلہ پر آئے ہیں تم سے جنگ کرنے نہیں آئے آقسنقر برستی نے اس عذر کو تسلیم کر لیا۔ اور فریقین میں اتحاد قائم رکھنے کا معاہدہ ہو گیا۔

ملک مسعود بغداد میں:..... ملک مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دارالمملکت میں قیام کیا اور آقسنقر برستی امیر عماد الدین منکبرس سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا۔ امیر منکبرس نے یہ خبر سن کر درجلہ کو عبور کر لیا اور دبیس بن صدقہ سے ساز باز کر کے آقسنقر برستی سے مقابلہ کرنے پر تل گیا اس کے بعد ملک مسعود نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دبیس اور منکبرس سے جنگ کرنے کے لئے مدائن کی جانب کوچ کر دیا۔ لیکن یہ خبر سن کر کہ دبیس اور امیر منکبرس کے ساتھ بہت بڑا لشکر ہے ملک مسعود، آقسنقر برستی اور جیوش بیگ وغیرہ واپس آ گئے۔ نہر صرصر کو عبور کر کے گھاٹوں اور پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دیں فریقین کے لشکریوں نے اطراف و جوانب پر کمریں باندھ لیں۔ نہر ملک، نہر صرصر، نہر عیسیٰ اور بعض مقامات و جبل کے تحت و تاراج کر دئے گئے۔ خلیفہ مسترشد نے ملک مسعود اور آقسنقر برستی کے نام ناراضگی کا فرمان بھیجا۔ امیر برستی نے ان واقعات کا انکار کر کے بغداد کی جانب لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔

منکبرس اور مسعود کی صلح:..... اسی دوران یہ خبر ملی کہ دبیس اور منکبرس نے ایک بڑا لشکر دبیس کے بھائی منصور کی کمان میں اور امیر حسین بن ازبک بغداد کی جانب روانہ کیا ہے۔ آقسنقر برستی نے اپنے بیٹے عزالدین مسعود کو اپنی جگہ امیر لشکر بنا کر صرصر میں چھوڑا اور عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو ہمراہ لیا اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے بغداد پہنچ گیا اور منکبرس و دبیس کے لشکر عبور کرنے سے روک دیا۔ اس کے بعد منکبرس اور ملک مسعود کے درمیان مصالحت ہو گئی

بغداد میں مختلف لشکر:..... آقسنقر برستی یہ خبر پا کر ملک مسعود کے لشکر میں آیا اور اپنا مال و اسباب لے کر بغداد کی جانب لوٹا اور بغداد پہنچ کر ایک سمت میں پڑاؤ کر دیا۔ اس کے بعد خیمے نصیب کر لیے اسی دوران دبیس اور منکبرس بھی پہنچ گئے انہوں نے بھی ایک سمت کو قیام کے لئے منتخب کر لیا، چونکہ آقسنقر برستی اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اہل بغداد کی نظروں میں محبوب تھا اس لئے جیسے ہی آقسنقر برستی بغداد میں داخل ہوا اس کے حامیوں اور ساتھیوں کا جمگھٹا ہو گیا ایک مدت تک یہ سب بغداد میں مقیم رہے ہر طرح کی چہل پہل رہی۔ دلوں کی صفائی ہوئی غبار ختم ہو گیا چند دن بعد منکبرس کو بغداد کی تنگی مل گئی دبیس حملہ کی جانب چلا گیا مگر منکبرس نے ظلم و تعدی کرنا شروع کر دی اور اہل بغداد سے سختی کے ساتھ پیش آنے لگا۔ اس کے ساتھیوں اور مصاحبوں نے بھی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے، یہاں تک رعایا میں ان کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی خبر ملی تو اس نے اس کو بلوالیا لہذا یہ تو سلطان محمود کی طرف روانہ ہوا اور ادھر لوگوں کو اس کے ظلم و ستم سے نجات مل گئی۔

ملک طغرل بن سلطان محمد:..... ملک طغرل کو اس کے باپ سلطان محمد نے ۵۴۵ھ میں سادہ اور زنجان کی حکومت عنایت فرمائی تھی اور امیر شیرگیر کو اس کا اتابک (اتالیق) مقرر کیا تھا تھوڑے دنوں میں اس نے فرقہ اسماعیل کے اکثر قلعے فتح کر لیے جس سے ملک طغرل کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا۔ لہذا جب سلطان محمد کا انتقال ہوا تو سلطان محمود نے امیر کبتغری کو ملک طغرل کا اتالیق مقرر کر کے روانہ کیا۔ اور یہ ہدایت کر دی کہ ملک طغرل کو جس طرح بھی ممکن ہو میرے پاس بھیج دینا، امیر کبتغری نے ملک طغرل کے پاس پہنچ کر سلطان محمود کا پیغام ملک طغرل تک پہنچا دیا مگر درپردہ ملک طغرل کو اس کے بھائی سلطان محمود کی طرف سے بدظن کر دیا۔ اسی وجہ سے، ملک طغرل نے ۵۴۳ھ میں سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کر دیا سلطان محمود کو اس کی اطلاع ملی تو امیر شرف الدین ابوشیراں بن خالد کو تیس ہزار دینار اور قیمتی تحائف اور خلعت دے کر ملک طغرل کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلایا کہ اگر تم میرے پاس آ جاؤ گے تو میں تم کو خاطر خواہ حکومت عنایت کروں گا، امیر شریف الدین ملک طغرل سے سننے بھی نہ پایا تھا کہ امیر کبتغری نے یہ جواب دیا کہ ہم لوگ سلطان کی اطاعت و فرمانبرداری میں دل و جان سے حاضر ہیں۔

ملک طغرل اور سلطان کی ناراضگی:..... چنانچہ سلطان محمود اس جواب کے بعد زنجان جانے کے ارادے ہمدان سے ماہ جہادی ۵۱۳ھ میں دس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوا۔ پرچہ نویسیوں نے کیتغری کو سلطان کی روانگی کی اطلاع کر دی لہذا کیتغری ملک طغرل کے ساتھ قلعہ سرمان چلا گیا۔ اور سلطان محمود نے لشکر گاہ زنجان پر قبضہ کر لیا اسے ملک طغرل کے خزانہ سے تین لاکھ دینار ہاتھ لگے، چند دن قیام کر کے ”رے“ کی جانب کوچ کیا اور کیتغری ملک طغرل کے ساتھ سر بہان سے گنجہ چلا گیا ان کے حامیوں اور ساتھیوں نے بھی یہ خبر سن کر گنجہ کا رخ کیا چند دنوں میں ملک طغرل کی قوت و شوکت بڑھ گئی۔ اور دونوں بھائیوں کی نفرت اور کشیدگی مضبوط ہو گئی اور اس میں خوب اضافہ ہو گیا۔

ملک سنجر بن ملک شاہ:..... ملک سنجر سلطان محمود خراسان اور ماوا، انہر کی حکومت پر متمکن تھا چنانچہ وقت سلطان محمد کی وفات ہوئی تو سنجر کو اپنے بھائی کے انتقال کا بے حد صدمہ ہوا کئی دن تک بازار اور شہر بند رکھا، خطیبوں کو سلطان محمود کے محاسن، اثار، قتال باطنیہ اور ٹیکس وغیرہ موقوف کرنے کے تذکروں کا حکم دیا اس کے بعد یہ خبر ملی کہ سلطان محمود کے بعد اس کا بیٹا محمود تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہے اور امراء اراکین دولت نے اس کو دبا لیا ہے۔ ملک سنجر کو یہ خبر سننے سے ناراضگی پیدا ہوئی خلیفہ جیل اور عراق کا رخ کیا جو اس کے بھتیجے سلطان محمود کے قبضہ میں تھے۔ ملک سنجر پہلے خود کو ناصر الدین کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور سلطان محمد کی وفات کے بعد مغر الدین کا لقب اختیار کر لیا جو اس کے باپ سلطان ملک شاہ کا لقب تھا۔

سلطان محمود اور سنجر:..... سلطان محمود نے یہ سن کر میراچچا سنجر، ان کے ارادے سے آ رہا ہے شرف الدین ابو شیرواں بن خالد اور فخر الدین ۱ طغیارک بن الیزن کو تحائف و ہدایا دے کر سنجر کے پاس روانہ کیا اور کہلویا ”آپ سنجر نے اسپر کوئی توجہ نہ کی اور رے کا رخ کر لیا اور یہ جواب دیا ”محمود ابھی بچہ ہے اس پر اس کا وزیر ابو منصور اور علی بن عمر امیر حاجب حکومت کر رہا ہے اور مجھے یہ گوار نہیں ہے“ شرف الدین اور فخر الدین اپنا سامنہ لے کر رہ گئے اور سنجر نے روانگی کا حکم دے دیا اس کے مقدمۃ الجیش پر انز د تھا۔ سلطان محمود نے بھی یہ خبر سن کر مقابلہ کی تیاری کی، علی بن عمر کو (جو اس کا اور اس کے باپ کا امیر حاجب تھا) دس ہزار سواروں کے ساتھ سنجر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور خود ”رے“ میں مقیم رہا جس وقت علی بن عمر مقام جرجان میں سنجر کے مقدمۃ الجیش کے قریب پہنچا (جس کا سردار امیر نزد تھا) امیر انز د سے نرمی و ملاطفت سے کہلویا ”امیر انز د تم کو سلطان محمد کی وصیت یاد ہوگی کہ اس نے یہ سمجھ کے کہ میرا بھائی سنجر میرے بیٹے محمود اس کی سلطنت کی حفاظت کروں گا ہم لوگوں سے سنجر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حلف لیا تھا لہذا ہم اس وقت تک اسی عہد و پیمان پر ہیں مگر جب وہ ہماری حکومت و سلطنت کے زوال پر کمر باندھے گا تو ہم اس عہد و پیمان کو پورا نہیں کر سکیں گے۔ تم کو یہ معلوم ہے کہ ہمارے لشکر کی تعداد تمہارے لشکر سے دو تین گنا زیادہ ہے باعتبار قوت کا بہادری اور تجربہ کاری کے ہماری فوج تمہاری فوج سے بہت آگے ہے“ امیر انز د اس پیغام سے اتنا متاثر ہوا کہ بغیر جنگ کئے جرجان سے واپس چلا گیا۔ سلطان محمود کے سپاہی دور تک اس کے اعزاز میں ساتھ گئے اور فائدہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ اس کے بعد علی بن عمر بھی سلطان محمود کی خدمت میں واپس آ گیا۔ اور سارے حالات عرض کئے سلطان محمود نے علی بن عمر اور اس کے سپاہیوں کا شکریہ ادا کیا۔

محمود کی جرجان روانگی:..... علی بن عمر نے مصلحت کے طور پر سلطان محمود کو ”رے“ میں قیام کرنے کی رائے دی مگر سلطان محمود نے منظور نہیں کیا اور سامان سفر درست کر کے جرجان کا راستہ لیا۔ جرجان میں پہنچتے ہی امیر منکبرس شحہ بغداد عراق سے دس ہزار سوار لے کر پہنچ گیا امیر منصور بن صدقہ اور بلخی بھی آ گئے۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کے جمع ہونے کے بعد ہمدان کی طرف کوچ کر دیا۔ ہمدان میں اس کا وزیر ررہیب مر گیا تو اس کی جگہ اس نے ابو طالب سمیری کو قلمدان وزارت سپرد کر دیا۔

سنجری کی رے آمد:..... سلطان محمود کے ”رے“ سے روانہ ہونے کے بعد فوراً ملک سنجر بیس ہزار فوج کے ساتھ رے پہنچ گیا اس کے پاس دوسرے سامان جنگ کے عداوہ رہ جنگی ہاتھی بھی تھے بڑے امراء میں سے ابن امیر ابو الفضل گورنر بختان، خوارزم شاہ محمد، امیر انز د اور امیر قماج بھی تھے غلاء الدولہ کرسلف بن فرامرز بن کا کو یہ گورنر یزدھی آ ملا۔ یہ سلطان محمد اور سنجر کی بہن کا داماد تھا مگر سلطان محمد کے ساتھ اس کو خصوصی تعلق تھا۔ سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطان محمود نے پس بلوایا مگر کسی وجہ سے حاضری میں تاخیر ہو گئی تو سلطان محمود نے اس کے صوبہ کو قریبہ ساقی کے حوالے کر دیا۔ (جو اس

۱..... اس نام کو یوں پڑھا جائے، فخر الدولہ طغائرک بن اکسفر بن، اور ابن خلدون میں فخر الدولہ لکھا ہے، فخر الدین کاتب کی غلطی ہے۔ دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۴۵ جلد ۵۔

کے بعد فارس کا حکمران بنا) اس دوران علاء الدولہ، ملک سنجر کیپاس چلا گیا سلطان محمود کا کچا حال بتایا۔ اس کے ساتھیوں کے اختلافات اور آپس کے اتفاق سے آگاہ کیا۔ رعایا اور ملک کی تباہی کے حالات ظاہر کئے۔

سنجر کی محمود سے جنگ:..... چنانچہ سنجر نے ہمدان سے سلطان محمود پر فوج کشی کر دی تیس ہزار فوج سلطان محمود کے رکاب میں تھی بڑے امراء میں سے علی بن عمر امیر حاجب، امیر منکبرس، غزلی اتابک، بنی برسق، سنقر بخاری اور قراچاساقی وغیرہ اس کے ہمراہ تھے ان لوگوں کے ساتھ نوسو مسلح جنگ آور تھے مقام ساوہ پر ماہ جمادی الاول ۵۱۳ھ میں سلطان محمود اور سنجر (یعنی چچا اور بھتیجے کا مقابلہ ہوا شروع میں ملک سنجر کا لشکر شکست کھا کے بھاگا مگر ملک سنجر اپنے مصاحبوں سمیت ہاتھیوں کی صف میں کھڑا ہو کر رہا سلطان محمود اپنی فوج کو لے کر بڑھا آ رہا تھا جیسے ہی ملک سنجر نے ہاتھیوں کو بڑھایا اس کے شکست خوردہ لشکر نے بھی خیال کر کے کہ سلطان محمود کو شکست ہو گئی ہے پلٹ کر سلطان محمود کے لشکر پیچھے سے حملہ کر دیا سلطان محمود کا لشکر اس اچانک حملے سے گھبرا کے بھاگ گیا۔ غزلی اتابک گرفتار ہو گیا اور ملک سنجر کا میابی کے بعد ہمدان واپس آ گیا۔

سلطان سنجر کا بغداد میں خطبہ:..... اس واقعہ کی خبر دار الخلافت بغداد میں پہنچی تو امیر دبیس بن صدقہ نے خلیفہ مسترشد کو سلطان سنجر کے نام کا خطبہ جاری کرنے کی ترغیب دی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چھ ماہ جمادی الاولیٰ ۵۱۳ھ میں سلطان محمود کے نام کا خطبہ موقوف ہو کر سلطان سنجر کا نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

صلح کی گفتگو:..... سلطان محمود نے شکست کھا کر اصفہان میں جا کر دم لیا اس کے ساتھ ہی وزیر ابوطالب سمیری، امیر علی بن عمر اور قراچاساقی وغیرہ بھی تھے رفتہ رفتہ اس کا لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس سے اس سے کے قوائے مضحل میں توانائی واپس آ گئی ملک سنجر کو اس کی خبر ملی تو اس نے اپنی فوج کی کمی سے خائف ہو کر سلطان محمود سے صلح کے بارے میں خط و کتابت شروع کر دی اس صلح کی۔ ملک سنجر کی ماں یعنی سلطان محمود کی وادی تھی صلح کی گفتگو شروع ہونے کے بعد آقسنقر برسقی شحنہ بغداد پہنچ گیا یہ ملک مسعود کے پاس آذربائیجان میں اس وقت سے تھا جب سے وہ بغداد سے واپس آیا تھا اس دوران سلطان محمود کے پاس سے وہ قاصد بھی واپس آ گیا جو پیغام مصالحت لے کر گیا ہوا تھا سلطان محمود کے امراء نے یہ شرط پیش کی کہ ملک سنجر خراسان کی جانب لوٹ جائے صلح کر لیں گے، ملک سنجر نے اس شرط کو منظور نہیں کیا اور سامان سفر درست کر کے ہمدان سے کرج کی جانب کوچ کر دیا۔

چچا بھتیجے کی صلح:..... تھوڑی لیکن بھی دور گیا تھا کہ سلطان محمود کا قاصد یہ پیغام لے کر پہنچا مصلحت اس شرط کی جاتی ہے کہ آپ مجھے اپنا ولی عہد بنا لیجئے، ملک سنجر نے اس شرط کو منظور کر لیا فریقین نے آئندہ اتحاد و مراسم قائم رکھنے کی قسمیں کھائیں اس کے بعد سلطان محمود اپنے چچا ملک سنجر سے ملنے آیا اور اس کی ماں یعنی اپنی داذی کے مکان پر مقیم ہوا پیش بہادیا و تحائف پیش کئے۔ ملک سنجر نے بھی اپنے تمام زیر کنٹرول علاقوں میں خراسان، غزنین، اور ماوراء النہر وغیرہ میں گشتی فرامین اس مضمون کے بھیج دے کہ خطیبوں میں میرے نام کے بعد سلطان محمود کا نام دعاء کے ساتھ لیا جائے، اسی مضمون کا خط دار الخلافت بغداد میں روانہ کر دیا۔ اور سارے شہروں کو جن پر زمانہ جنگ میں قبضہ کر لیا تھا سلطان محمود کو واپسی کر دیا۔ صرف مقام ”رے“ پر اس خیال سے کہ کہیں آئندہ سلطان محمود پھر سرکشی نہ کرے اپنا قبضہ و اقتدار قائم رکھا۔

امیر منکبرس کی سزائے موت:..... ابن واقعات کی بعد سلطان محمود نے امیر منکبرس شحنہ کو موت کی سزا دے دی امیر منکبرس، سلطان محمود کے ساتھیوں میں سے تھا اور یہ بھی سلطان محمود کے ساتھ ملک سنجر کی لڑائی میں شکست کھا کر بغداد کی طرف بھا گیا تھا۔ لیکن دبیس بن صدقہ نے بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا تو مجبوراً واپس ہو گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ دونوں چچا بھتیجے (یعنی ملک سنجر و سلطان محمود) کی صلح ہو گئی تھی اس کے بعد امیر منکبرس ملک سنجر کے پاس گیا اور امن کی درخواست کی ملک سنجر نے امن دینے سے انکار کر دیا اور اس کو اپنے ایک معتمد ملازم کے ساتھ سلطان محمود کے پاس بھیج دیا چونکہ سلطان محمود اس کی ناپسندیدہ حرکات درخود سزی سے ناراض تھا یہ اور اس کی مرضی کے خلاف بغداد کا شحنہ بھی بن گیا تھا اس لئے منکبرس کو دیکھتے ہی آگ بگولا ہو گیا اور سزائے موت کا حکم دے دیا۔ اسی ۵۱۳ھ میں ملک سنجر نے مجاہد الدین بہروز کو دوبارہ عراق کا شحنہ بنا دیا اس سے پہلے دبیس بن

صدقہ کا نائب اس عہدے پر مامور تھا جو مجاہد الدین کی تقرری سے معزول کر دیا گیا سلطان محمود کا حاجب ”علی بن عمر“ اسی سن میں مارا گیا یہ اپنے نمایاں قلعوں کی وجہ سے سلطان محمود کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ سارا لشکر اس کا مطیع تھا سرداروں اور امیروں کو یہ شاق گذرا لہذا لگانے بجھانے لگے۔ علی بن عمرو کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا اور وہ جانے کے خوف سے قلعہ بر۔۔۔ بھاگ گیا۔ جو یزدجرد اور کوچ کے درمیان میں تھا اور یہیں اس کے اہل و عیال اور مال و اسباب بھی تھا۔ دو چار دن قیام کر کے خوزستان کو چلا گیا خوزستان کی حدود میں داخل ہو گیا مگر جس وقت تشر پہنچا قیوری نے ایک فوج علی کی گرفتاری کے لئے بھیج دی علی نے مستعدی سے مقابلہ کیا۔ انجام یہ ہوا کہ قیوری سلطان محمود نے علی کے قتل کا حکم بھیج دیا چنانچہ قیوری نے علی کا سر اتار کر سلطان محمود کے پاس روانہ کر دیا۔

دبیس اور آقسنقر برستی :۔۔۔۔۔ جس وقت سے سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود سے صلح کر لی تھی اسی زمانہ سے ملک مسعود نے آذربائیجان اور موصل کو اپنا دار الحکومت قرار دے دیا تھا۔ آقسنقر برستی تنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس آ گیا تھا ملک مسعود نے اس کو رجبہ کے علاوہ مراغہ بھی جاگیر میں عنایت کر دیا تھا مگر دبیس بن صدقہ کو صلح پسند نہ تھی اس کی تفرقہ انداز طبیعت یہ چاہتی تھی کہ ملک مسعود اور سلطان محمود میں کچھ نہ کچھ ناراضگی چلتی رہے تو عزت و تسلط حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ جائے گا اس مقصد کو حاصل کرنے کی غرض سے جیوش بیگ اتالیق سے خط و کتابت شروع کر دی اور اس خط و کتابت کو سلطان محمود کی طرف منسوب کیا اور۔۔۔ آئے دن یہ دیکھنے لگا کہ ”برستی کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو اس خدمت کے صلے میں میں بڑی رقم دوں گا“ کسی ذریعہ سے برستی کو ان کی خبر مل گئی تو ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر کے سلطان محمود کی خدمت میں آ گیا سلطان محمود نے اس کی اتنی زیادہ عزت افزائی کی کہ اسی کی رائے سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔

دبیس کی سازشیں :۔۔۔۔۔ چنانچہ دبیس کا مقصد جب اس سے حاصل نہ ہو سکا تو اس نے جیوش بیگ سے اس بارے میں بات بات چیت شروع کی کہ تم ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کرو میں تمہارا ساتھ دوں گا مقصد اس سے یہ تھا کہ جس طرح میرے باپ (صدقہ) نے دونوں سلطانوں برکیاروق اور محمد پسران ملک شاہ کے باہمی خراعات سے فائدہ حاصل کیا تھا اسی طرح میں بھی ان دونوں بھائیوں ملک مسعود کی مخالفت و خانہ جنگی سے مستفید ہوں۔ ابوالمؤید محمد بن ابواسماعیل حسین بن علی اصفہانی سلطان محمود کا سیکرٹری تھا۔ اور یہی فرامین شاہی کہ شاہی طغرے لکھا کرتا تھا انہی دنوں میں اس کا باپ ابواسماعیل حسین اصفہان سے معاش کی تلاش میں ملک مسعود کی خدمت میں پہنچا، ملک مسعود نے اپنے وزیر ابوعلی بن عمار گورنر طرابلس کو معزول کر کے اس کی جگہ ۵۱۳ھ میں ابواسماعیل کو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا پھر کیا تھا سونے پر سہاگہ ہو گیا۔ دبیس جس بات کی تحریک ایک مدت سے کر رہا تھا، وہ نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے انجام پذیر ہو گیا۔

ملک مسعود کی شاہی کا اعلان :۔۔۔۔۔ دبیس اور اسماعیل نے مل جل کر ملک مسعود کو دھمکی بھرا خط لکھا، اپنی سطوت اور مقام سے ڈرایا۔ مگر ان لوگوں نے ذرہ برابر بھی اس کی پروا نہ کی اور علم مخالفت بلند کر کے ملک مسعود کی شاہی کا اعلان کر دیا اور جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سلامتی کی نویتیں بھیجے لگیں۔ یہ واقعہ ۵۱۴ھ کا ہے۔

مسعود اور محمود کی جنگ :۔۔۔۔۔ سلطان محمود کا لشکر ان دونوں مختلف علاقوں میں پھیلا ہوا تھا ان لوگوں کو لالچ لگ گئی چنانچہ مناسب تصور کر کے فوج کشی کر دی اور استرآباد میں پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہوا سلطان محمود کے مقدمۃ الجیش کا کمانڈر برستی مبتلا ہوا اور پھر اپنی جان توڑ کوششوں سے نجات پائی پورا دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہوتے ملک مسعود کا لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا اور ایک گروپ گرفتار کر لیا گیا۔ جس میں مسعود کا وزیر استاذ ابواسماعیل طغرانی تھا اسے سلطان محمود نے اس الزام میں کہ ایک شخص کا عقیدہ فاسد ہے قتل کا حکم دے دیا۔ وہ ایک برس تک وزیر رہا بڑا ادیب، شاعر، اور کئی کتابوں کا مصنف تھا علم الکیمیاء میں اس کی کئی تصانیف سے اٹھارہ کوس کے فاصلہ پر تھا اور اپنے بھائی سلطان محمود کے پاس امن کا پیغام بھیجا سلطان محمود نے برستی کو امان نامہ دے کر ملک مسعود کے پاس دربار شاہی میں حاضر ان لوگوں نے یہ مشورہ دیا کہ موصل چل کر قیام کیجئے اور دبیس سے امداد لے کر امداد سلطان محمود کے مقابلہ میں پھر آئے انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی گئی ہوئی حکومت و سلطنت واپس آ جائے گی اس کے بعد برستی پہنچا تو ملک مسعود تو جاچکا تھا۔ معلوم کر کے پیچھے پیچھے روانہ ہوا پینتالیس کوس کا سفر طے کر کے ملک مسعود سے ملا، اور

سلطان محمود کا امان نامہ دیا۔ اور سمجھا بچھا کر واپس لے آیا جیسے ہی وہ سلطان محمود کے لشکر کے قریب پہنچا سلطان محمود نے اپنے لشکر کے ساتھ اس کا استقبال کیا گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔

جیوش بیگ : جیوش بیگ اتالیق بھی شریک جنگ تھا اور شکست کے وقت ملک مسعود سے بچھڑ گیا تھا بھاگ کر موصل پہنچ گیا فوجیں حاصل کیں اتنے میں ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر مل گئی چنانچہ موصل سے راب کی طرف کوچ کر دیا اس عرصہ میں سلطان محمود بھی ہمدان میں جیوش بیگ اتابک نے امن کی درخواست کی سلطان محمود نے امن دے دیا اور عزت و احترام سے پیش آیا۔

دبیس کی حرکتیں : دبیس اس وقت عراق میں تھا جس وقت اسکو ملک مسعود کی شکست کا حال معلوم ہوا قتل و غارتگری شروع کر دی۔ شہر کے شہر ویران کر ڈالے، خلیفہ مسترشد نے اسے منع کیا مگر اس نے کچھ توجہ نہ کی، تب خلیفہ مسترشد نے سلطان محمود کو دبیس کے حالات لکھے سلطان محمود نے اس کو ان افعال و حرکات سے باز آنے کی ہدایت کی دبیس اس پر بھی ملتفت نہ ہوا بلکہ لشکر تیار کر کے اس بات کے اظہار کے لئے کہ میں اپنے باپ کو خون کا بدلہ لینا چاہتا ہوں بغداد پر حملہ کر دیا اور دار الخلافہ کے سامنے پہنچ کر خیمہ نصیب کر لئے اور خلیفہ کو دھمکی دینا شروع کر دی۔ مگر کچھ سوچ کر دار الخلافہ سے واپس چلا گیا۔

دبیس کی چالپوسی : اس کے بعد ماہ رجب میں سلطان محمود دار الخلافہ بغداد پہنچا چنانچہ دبیس نے چالپوسی کے ساتھ سلطان محمود کو خوش کرنے کے لئے اپنی بیوی دختر عمید الدولہ بن جہیر کو تحائف و ہدایا دے کر شاہی دربار میں بھیجا اور مصالحت کا پیغام دیا مگر سلطان محمود نے اس کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں تیار کر کے ماہ شوال ۵۱۴ھ میں چڑھائی کر دی۔ دریا عبور کرنے کے لئے ایک ہزار کشتیاں اپنے ساتھ لیں جب دبیس کو اس کی خبر ملی تو گھبرا گیا۔ اور امن کی درخواست کی اور معذرت کا خط لکھا سلطان محمود نے اس کی درخواست منظور کر لی۔ چونکہ دبیس کو صرف وقت ملنا اور سلطان محمود کو دھوکا دینا مقصود تھا اس ملنے کے بعد اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو بٹھیک بھیج دیا اور بذات خود ایلغازی کے پاس جا کر پناہ گزین ہو گیا دبیس کی روانگی کے بعد سلطان حلقہ میں داخل ہوا تو ایک تنفس بھی نظر نہیں آیا چنانچہ شب بھر قیام کر کے واپس ہوا۔

دبیس کی صلح کی کوششیں اور معافی : دبیس نے چند دن بعد اپنے بھائی منصور کو اطراف و جوانب کے امراء کے پاس بھیجا اور ان لوگوں کے ذریعے سے سلطان محمود سے صلح کرنے کی خواہش ظاہر کی مگر اس کی آرزو پوری نہ ہوئی، تب منصور نے اپنے بھائی دبیس کو عراق میں بلوایا چنانچہ دبیس نے ۵۱۵ھ میں قلعہ بھیر سے حلقہ کی طرف کوچ کیا اور آسانی سے اس پر قابض ہو گیا پھر دربار خلافت اور سلطان محمود کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر آئندہ اطاعت اور فرمانبرداری کرنے کا وعدہ کیا جس کو نہ تو خلیفہ نے منظور کیا اور نہ حکومت پناہ سلطان نے قبولیت کی نظر سے دیکھا۔ بلکہ لشکر تیار و مرتب کر کے سعد الدولہ بن قنقش کی کمانڈر دجلہ روانہ کر دیا جیسے ہی یہ لشکر حلقہ کے قریب پہنچا دبیس حلقہ چھوڑ کر بھاگ گیا اور سعد الدولہ نے حلقہ میں داخل ہو کر اپنی لشکر کی فوج کو دو حصوں میں تقسیم کیا ایک حصہ کو حلقہ میں ٹھہرایا دوسرے حصے کو کوفہ میں پڑاؤ کرنے کا حکم دیا اس ناکہ بندی سے دبیس سخت الجھن میں گرفتار ہو گیا مجبور ہو کر پھر معافی کی درخواست کی اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد و پیمان کیا، تھوڑی درود کے بعد اس کے بھائی منصور بطور ضمانت شاہی لشکر میں نظر بند کر لیا گیا۔ چنانچہ ۵۱۶ھ میں شاہی لشکر بغداد واپس آ گیا۔

برستی اور ایلغازی کو جاگیریں مرحمت ہوئیں : چونکہ آقسنقر برستی گذشتہ جنگوں میں سلطان محمود کے ساتھ تھا اور اس نے ملک مسعود کو سمجھا بچھا کر شاہی دربار میں لا کر حاضر کر دیا تھا اس لئے سلطان محمود، آقسنقر برستی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا جس وقت جیوش (ملک مسعود کا وزیر) موصل سے سلطان محمود کی خدمت مان آیا اور صوبہ موصل کے امیر کی سیٹ خالی ہوئی تو سلطان محمود نے آقسنقر برستی کو ۵۱۵ھ میں موصل بطور جاگیر مرحمت فرمایا اور عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک مدت دراز تک آقسنقر اور بنی آقسنقر اس خدمت کو انجام دیتے رہے وہ واقعات ان کے حالات علیحدہ بیان کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ اس کے بعد امیر ایلغازی بن ارق نے اپنے بیٹے حسام الدین تمر تاش کو سلطان محمود کی خدمت میں دبیس بن صدقہ کی سفارش کرنے کے لئے روانہ کیا حسام الدین تمر تاش نے دربار شاہی میں حاضر ہو کر تحائف اور ہدایا پیش کئے دبیس کی طرف سے ایک ہزار

دینار وزانہ اور چند گھوڑے دینے کا وعدہ کیا مگر اتفاق سے یہ معاملہ طے نہ ہو سکا واپسی کے وقت سلطان نے حسام الدین کے باپ امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں عطا کر دیا میافارقین، امیر سقمان گورنر خلاط کے قبضہ میں تھا امیر ایلغازی نے میافارقین کو اسی کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ سلطان صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب نے ۵۸۰ھ میں ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

ملک طغرل اور سلطان محمود کی مصالحت:..... ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ملک طغرل نے سامرہ اور زنجان میں اپنے اتابک کتبغری کی ترغیب سے سلطان محمود کی مخالفت کا اعلان کر دیا تھا اور یہ کہ سلطان محمود نے جب زنجان کا رخ کیا تو ملک طغرل اور اتابک کتبغری زنجان کو چھوڑ کر گنجه چلا گیا۔ گنجه میں اس کے پچھڑے ہوئے ساتھی بھی آ ملے فوجیں بھی اکٹھی ہو گئیں جس سے اس کا شوق ملک گیری پھر ترقی پذیر ہو گیا۔ چنانچہ سلسلہ فتوحات شروع کرنے کی غرض سے آذربائیجان کی طرف کوچ کیا اس دوران اس کا اتالیق کتبغری ماہ شوال ۵۸۱ھ میں مر گیا آقسنقر احمد ملی گورنر مراغہ کو کتبغری کی کانائیب بننے کی لالچ لگ گئی تو سلطان محمود سے اپنے صوبہ میں جانے کی اجازت جاصل کی اور بغداد سے نکل کر ملک طغرل کے پاس پہنچ گیا اور پٹا کر ملک طغرل کو مراغہ کی جانب لے گیا اور کوچ و قیام کرتے ہوئے یہ دونوں اردبیل پہنچے۔ مگر اردبیل کے گورنر نے شہر میں داخل نہیں ہوئے دیا۔ مجبوراً تبریز کا راستہ لیا۔ تبریز پہنچ کر یہ خبر معلوم ہوئی کہ سلطان محمود نے جیوش بیگ کو آذربائیجان عطا کر دیا اور ایک عظیم فوج کے ساتھ روانہ کیا ہے اور جیوش بیگ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ مراغہ تک پہنچ گیا ہے یہ سننے ہی ارادہ نسخ کر کے قیام کر دیا اور گورنر زنجان سے اعانت و امداد کے خط کتابت کی تو،،،، زنجان نے امداد کا وعدہ کیا اور اس کے ساتھ ابہر کی جانب روانہ ہوا مگر اس وعدہ کی خواب و خیال سے زیادہ وقعت نہ تھی جس ارادے سے یہ سب مقرر ہو کر روانہ ہوئے تھے ایک بھی پورا ہوتا نظر نہ آیا لہذا بدرجہ مجبوری سلطان محمود کو معذرت کا خط تحریر کیا اور مصالحت کی درخواست کی اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی، چنانچہ ۵۸۱ھ کے شروع میں دونوں بھائیوں میں صلح صفائی ہو گئی۔

جیوش بیگ کا قتل:..... جیوش بیگ جو سلطان محمود کی طرف سے فوج لے کر ملک طغرل کے مقابلہ پر آیا ہوا تھا اس پر یہ گزری کہ اس کی اس کے امراء لشکر سے ان بن ہو گئی۔ رفتہ رفتہ نفرت و کشیدگی اس حد تک پہنچ گئی کہ کمانڈروں نے سلطان محمود کو اس کی جانب سے بدنظمی کر دیا چنانچہ سلطان محمود اسی سال ماہ رمضان میں مقام تبریز میں اس کی زندگی کا اپنی تیز تلوار سے خاتمہ کر کے موت کی نیند سلا دیا۔

جیوش بیگ کی سوانح:..... جیوش بیگ ترکی النسل اور سلطان محمود کا غلام تھا عادل، منسکر مزاج، عاقل اور سیاست و آئین مملکداری سے بخوبی واقف تھا جس وقت اسے موصل و جزیرہ کی حکومت ملی تھی ان دنوں اس صوبہ میں کردوں نے ایک ایسا ہنگامہ برپا کر رکھا تھا کہ راستہ میں چلنا دشوار تھا دن دھاڑے مسافر لوٹ لئے جاتے تھے امن و امان کا کہیں نام و نشان نہ تھا اکثر قلعوں پر انہیں کردوں کا قبضہ تھا رعایا سخت مصیبت میں گرفتار تھی جیوش بیگ نے موصل کی حکومت پر فائز ہوتے ہی کردوں کے خلاف فوج کشی کر دی۔ ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا چنانچہ تھوڑے ہی دنوں میں شہر ہکاریہ، شہر زوزان، شہر نسویہ اور شہر نحسہ کے بہت سے قلعے فتح کر لئے اور کردوں پر اس کے رعب و داب کا سکہ بیٹھ گیا مسافر امن و عافیت کے ساتھ سفر کرنے لگے خلق اللہ کو آرام ملا۔

دبیس کے حالات:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شاہی لشکر برحق کرکوی ۱ کی کمانڈ ۵۸۱ھ میں دبیس کا دماغ درست کرنے کیلئے بھیجا گیا تھا پھر مصالحت گئی اور دبیس نے اپنے بھائی منصور کو بطور ضمانت برحق کے پاس قید کر دیا تھا پھر برحق منصور کے ساتھ ۵۸۱ھ بغداد واپس آ گیا یہ سب ہم کر چکے ہیں خلیفہ مسترشد کو جب ان واقعات کی اطلاع ملی تو اسے ایک آنکھ بھی یہ نہ بھایا چنانچہ سلطان محمود کو لکھا کہ ”دبیس سے کسی طرح صلح نہ کی جائے کیونکہ وہ اپنے باپ کا بدلہ لینے بغداد آیا تھا مناسب یہ ہے کہ اس کی سرکوبی کیلئے آقسنقر برستی موصل سے بلوا کر بغداد اور عراق کا شخہ ۲ مقرر کیا جائے“ سلطان محمود نے اس حکم کی بناء پر آقسنقر برستی کو موصل بلوا کر بغداد کا شخہ مقرر کیا اور دبیس سے جنگ کرنے کا بھی حکم دیا۔ اس مرتبہ سلطان محمود

①..... برحق کرکوی، غلط ہے یہ برحق زکوی ہے دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۷۸ جلد ۶۔

②..... ”شخہ“ فارسی کا لفظ ہے جس کے معنی شہر کا محافظ، بادشاہ کے نائب، سربراہ پولیس کے ہیں اسے آپ موجودہ دور میں کمشنر یا ناظم (لارڈ میئر) سے تعبیر کر سکتے ہیں (شاء اللہ محمود)

کا قیام بغداد میں بیس مہینے رہا جیسے ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا دبیس کھل کر سامنے آ گیا چنانچہ خلیفہ نے حکم صادر کر دیا کہ آقسنقر برستی فوراً فوج لے کر حلقہ روانہ ہو جائے اور دبیس کو حلقہ سے باہر نکال دے آقسنقر برستی نے اس حکم کے مطابق اپنی فوج کو موصل سے بلو کر حلقہ کی طرف روانہ کیا اور دبیس بھی یہ خبر با کے مقابلہ پر آ گیا جنگ ہوئی کو لشکر موصل شکست کھا کر ماہ ربیع الاول ۵۱۶ھ میں بغداد واپس آ گیا۔

مظفر بن عماد:..... اس مہم میں نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن ابوالخیر والی ملتویہ اور اس کا لشکر شکست کے وقت مظفر، نصر کو قتل کر کے بطیجہ پہنچ گیا اور اس پر قابض کر دبیس کی اطاعت قبول کر لی۔

دبیس کا خلیفہ کو خط:..... اس واقعہ کے بعد دبیس نے خلیفہ کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے خط روانہ کیا اور یہ لکھ کر خلیفہ کا میں اسی طرح فرمانبردار ہوں جیسا کہ اس سے پہلے تھا اگر اس تابعدار میں کچھ بھی انحراف و سرکشی کا مادہ ہوتا تو قسنقر برستی کا لشکر بغداد سے صحیح و سلامت واپس نہ جاتا خلیفہ اپنے صرف خاص علاقوں پر قبضہ کرنے اور ان پر تصرف جاری و نافذ کرنے کے لئے عمال روانہ فرمائیں مگر شرط یہ ہے کہ وزیر جلال الدین بن علی بن صدقہ کو گرفتار کر لیا جائے، خلیفہ مسترشد نے صلح کی اس شرط کے مطابق اپنے وزیر جلال الدین کو گرفتار کر لیا اس کا بھتیجا جلال الدین ابوالرضی موصل بھاگ۔ سلطان محمود تک اس واقعہ اور شکست کی خبر پہنچی تو اس نے دبیس کے بھائی منصور کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

مہملہ بن ابوالعسکر:..... انہی دنوں دبیس نے اپنے ساتھیوں کو ان کی جاگیروں پر جانے کا حکم دیا جو واسطہ میں تھیں مگر ترکوں نے مزاحمت کی اس بناء پر اور دبیس نے ایک فوج مہملہ بن ابوالعسکر ترکوں کی سرکوبی کیلئے واسطہ روانہ کی اور مظفر بن عماد جا کر بطیجہ کو مہملہ کی کمک کے لئے لکھ بھیجا ادھر اہل واسطہ کی کمک پر قسنقر برستی نے ان کے بلوانے پر ایک لشکر بغداد سے بھیج دیا مہملہ کو شکست فاش دے کر گرفتار کر لیا۔ اور اس کے علاوہ ایک گروپ کمانڈروں کا بھی گرفتار ہو گیا مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ گئی اس کی بعد بطیجہ سے مظفر قتل و غارت اور تخت و تاراج کرتا ہوا واسطہ کے قریب پہنچ گیا اور مہملہ کی شکست کا حال سن کر فوراً اہل واسطہ کو اس کی آمد واپسی کی خبر ملی تو انہوں نے دبیس کا وہ خط مظفر کے پاس بھیجا دیا جو مہملہ کے سامان سے برآمد ہوا تھا دبیس نے اپنے خاص دستخط سے اس خط میں مہملہ کو مظفر کی گرفتاری کا حکم لکھا تھا مظفر اس خط کو دیکھنے سے سخت حیرت میں پڑ گیا تھوڑی دیر کے بعد جب طبیعت کو کچھ سکون ہوا تو اس نے بھی اہل واسطہ سے ساز باز کر لی اور دبیس سے منحرف و باغی ہو گیا۔

دبیس کی بغاوت:..... دبیس کو جب یہ خبر ملی کہ اس کے بھائی منصور کو سلطان محمود نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا ہے اور اس کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھر وادیں ہیں تو وہ بھی علم مخالفت بلند کر کے باغی ہو گیا۔ اس کے صوبہ میں خلیفہ کے جتنے کانوں اور املاک تھیں سب کے سب کو لوٹ کر برباد کر دیا۔ چاروں طرف ہنگامہ برپا ہو گیا امن و عافیت کا نام بھی باقی نہ رہا۔ اہل واسطہ نے بھی مہملہ کو گرفتار کر کے نعمانیہ کی جانب قدم بڑھائے اور تھوڑے سے وقت میں دبیس کے حامیوں کو نعمانیہ سے باہر نکال دیا خلیفہ نے آقسنقر برستی کو دبیس کے خلاف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ لہذا اس نے فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ درست کر کے جنگ پر روانہ ہو گیا جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔ ان واقعات کے بعد سلطان محمود نے آقسنقر برستی کو موصل کے علاوہ واسطہ کی بھی حکومت عطا کر دی اس نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر برستی کو اپنی طرف سے واسطہ روانہ کیا۔

نظام الدولہ کی وزارت:..... ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ دبیس نے شرائط مصالحت میں وزیر السلطنت جلال الدین ابن علی بن صدقہ کی گرفتاری کو بھی شامل کیا تھا چنانچہ خلیفہ نے اس کو ماہ جمادی الاول ۵۱۶ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے شرف الدین علی بن طراز ریشی وزارت کا کام کرنے لگا جلال الدین ابوالرضی یعنی وزیر السلطنت جلال الدین کا بھتیجا گرفتاری کے وقت خوف سے موصل بھاگ گیا سلطان محمود کو اس کی خبر مل تو اس نے نظام الدولہ ابو نصر احمد بن نظام الملک کی وزارت کی سفارش کی اس تعلق سے کہ اس نے اس کے بھائی شمس الملک عثمان بن نظام الملک وزیر بنایا تھا..... ❶ چنانچہ خلیفہ نے سلطان محمود کی سفارش پر نظام الدولہ کو عہدہ وزارت عطا کر دیا۔

❶..... اس مقام پر اصل کتاب میں جگہ خالی ہے جبکہ ہمارے پاس موجود نسخے میں اس مقام پر یہ عبارت ہے کہ اس کو اس وقت وزیر بنایا جب فرقہ باطنیہ نے ہمدان میں اس کے وزیر کمال ابوطالب سمیری کو قتل کر دیا تھا (شاء اللہ محمود)

نظام الدولہ کی معزولی:..... نظام الدولہ وہی شخص ہے جو ۵۰۰ھ میں سلطان محمد کا وزیر تھا، مگر سلطان محمد نے کسی وجہ سے اس کو معزول کر دیا تھا، لہذا یہ اس زمانہ سے بغداد میں خانہ نشین رہا پھر جب اس کو قلمدان وزارت عطا ہوا تو معزول وزیر جلال الدین نے یہ خیال کر کے کہ اب آئندہ یہ عہدہ مجھے نہیں ملے گا خلیفہ سے سلیمان بن مہارش کے پاس حدیثہ غانہ جانے کی اجازت چاہی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ جلال الدین بغداد کو خیر آباد کہہ کر حدیثہ غانہ کی طرف روانہ ہوا راستے میں رہزنوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور قید بھی کر لیا مگر چند دن کے بعد ایک ایسا واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے اس کو قید سے رہائی مل گئی اس کے بعد ۵۱۰ھ میں سلطان محمود نے اپنے وزیر شمس الملک کو گرفتار کر کے قتل کر دیا خلیفہ مسترشد نے بھی اس کے بھائی نظام الدولہ ابونصر احمد کو اس کی وزارت سے معزول کر کے معزول وزیر جلال الدین کو عہدہ وزارت پر پھر بحال کر دیا۔

دبیس اور خلیفہ مسترشد کی جنگ:..... دبیس نے جنگ برستی میں عفیف (خادم خلیفہ) کو گرفتار کر لیا تھا اس کے بعد ۵۱۰ھ میں اس کو رہا کر دیا اور ایک خط خلیفہ کی خدمت میں روانہ کیا جس میں برستی کو جنگ پر بھیجنے اور سلطان محمود کے جگہ سے اس کے بھائی منصور کی آنکھوں میں گرم سہلیاں پھروانے پر بغداد کے لوٹنے کی دھمکی دی تھی، خلیفہ کو یہ غیر مہذب تحریر دیکھنے سے سخت برہمی اور غصہ پیدا ہوا چنانچہ اسی وقت آقسنقر برستی کو دبیس کی سرکوبی کیلئے روانگی کا حکم دیا چنانچہ آقسنقر برستی نے اسی سال کے ماہ رمضان میں درست کر کے دار الخلافت بغداد سے دبیس کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کر دیا اور زیر کنٹرول علاقوں سے امدادی فوجیں طلب کر لیں سلیمان بن مہارش گورنر حدیثہ بنی عقیل کے ساتھ اور قیر و اش بن مسلم وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لے کر پہنچ گئے۔ دبیس نے یہ خبر پا کر نہر ملک کو جو خلیفہ کے خرچ خاص کا تھا لوٹ لیا۔ خلیفہ میں یہ خبر سننے سے بے حد ناراضگی اور جوش پیدا ہو گیا اس نے دار الخلافت بغداد میں منادی کرادی کہ ”کوئی لشکری بغداد میں کسی غرض سے نہ ٹھہرے جگہ سامان سفر و جنگ درست کر کے میدان جنگ چلا جائے لشکریوں کے علاوہ رعایا اور عوام الناس میں جس دن چاہے شاہی لشکر میں آجائے، سامان جنگ اور سفر خلیفہ خود عطا فرمائیں گے“ اہل بغداد اعلان سن کر شاہی کیمپ میں جوق جوق آنے لگے، خلیفہ نے ان لوگوں کو اسلحہ اور سامان سفر دینا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ سارے اہل بغداد شاہی کیمپ میں آ گئے۔

خلیفہ کی روانگی:..... بیسویں ذی الحجہ کو خلیفہ نے بیرون بغداد فوجیں مرتب کیں اور اس کے چوتھے دن دبیس سے جنگ کیلئے دجلہ عبور کیا سر پر سیاہ عمامہ بدن پر سیاہ قباء، کندھے پر چادر اور ہاتھوں میں چمڑی تھی کمر بندھی ہوئی تھی جس پر عمدہ نفیس پیٹی لگائے ہوئے تھا وزیر السلطنت نظام الدولہ، نقیب الطالین، نقیب النقباء علی بن طراداد شیخ الشیوخ صدر الدین ۱ اسماعیل وغیرہ ساتھ تھے۔ آقسنقر برستی کو اس کی خبر ملی تو سنستے ہی خلیفہ مآب کے لشکر میں واپس آ گیا اور خلیفہ نے حدیثہ پہنچ کر قیام کیا اراکین دولت اور امراء لشکر کو ایک خاص مجلس میں جمع کر کے جنگ کی بیعت لی اور اگلے دن کوچ کر کے مبارکہ میں پڑاؤ کیا۔ آقسنقر برستی اپنی فوج کو جنگ کے ارادے سے مرتب کرنے لگا خلیفہ مسترشد مع اپنے مصاحبوں کے لشکر کے پیچھے رونق افروز تھا۔

لشکروں کی شان میں فرق:..... دبیس بھی جنگ کی تیاری کر رہا تھا اس کی ہر صف کے آگے عورتیں اور منخت (ہیجڑے) کا بجا رہے تھے اور خلیفہ کی فوج میں حفاظ اور قاری، قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے شاہی جھنڈوں کے ساتھ امیر کر بربادی بن خراسان تھا ساقہ میں سلیمان بن مہارش اور میمنہ، میں برستی، ابوبکر بن الیاس اور امراء بلخیہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ موجود تھے۔

جنگ کا آغاز:..... پہلے دبیس کے لشکر سے غنتر بن ابوالعسکر نے میمنہ پر حملہ کیا ابوبکر بن الیاس امیر میمنہ کے پاؤں ڈگمگائے اس کا ہتھیار مارا گیا۔ ابوبکر سنبھلنے نہ پایا تھا کہ غنتر نے دوسرا حملہ کر دیا۔ قریب تھا کہ ابوبکر شکست کھا کر بھاگ جاتا مگر عماد الدین زنگی بن آقسنقر نے اس کا احساس کر کے لشکر واسطہ کو یلغار کا اشارہ کر دیا پھر کیا تھا غنتر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے ساری فوج جو اس کے دستے میں تھی تتر بتر ہو گئی۔ غنتر اپنے اسٹاف کے سرداروں سمیت گرفتار ہو گیا، اس کے بعد فیصلہ کن جنگ شروع ہو گئی اور صفوں کی ترتیب ختم ہو گئی سب کے سب گتھم گتھا ہو گئے خلیفہ کے لشکر کا ایک حصہ جس میں تقریباً پانچ سو سپاہی تھے کمین گاہ میں چھپا ہوا تھا جس وقت گھمسان کی لڑائی ہونے لگی فوج کے اس حصے نے کمین گاہ سے نکل کر دبیس کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ آگے سے خلیفہ مسترشد برہنہ تلوار لیے با آواز بلند تکبیر کہتا ہوا بڑھا، دبیس کا لشکر مقابلہ نہ کر سکا اور بھاگ کھڑا ہو افتخند لشکر نے بھگوڑوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا جنگ کے بعد دربار خلافت میں قیدی پیش کئے گئے چنانچہ مردوں کو تو خلیفہ کے سامنے قتل کر دیا گیا

۱..... صدر الدین اسماعیل بن ابوسعید، مشہور صوفی گذرے ہیں، بغداد میں ۵۱۴ھ میں وفات ہوئی۔ (شذرات الذہب صفحہ ۱۲۸ جلد ۴)

عورتیں اور بچے لونڈی غلام بنالیے گئے اور یوم عاشورائے ۵۱۸ھ کو خلیفہ مسترشد کا میابی کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

اہل مشقر اور دبیس:..... دبیس نے شکست کھا کر عرب کے ایک گروہ کے پاس جا کر دم لیا اور ان لوگوں سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے خلیفہ مسترشد و سلطان محمود کی ناراضگی کے خیال سے اعانت و کمک سے انکار کر دیا تب دبیس نے مشقر (مضافات بحرین) میں جا کر قیام کیا اور اہل مشقر سے مدد مانگی، اہل مشقر دبیس کے بہکاوے میں آ گئے اور امداد کا وعدہ کر لیا، دبیس نے اہل مشقر کو جمع کر کے بصرہ پر حملہ کر دیا امیر بصرہ کو اس کی خبر نہ تھی، تاہم مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی جس میں امیر بصرہ مارا گیا اور بصرہ دبیس کے ہاتھوں تخت و تاراج ہو گیا، خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر ملی تو آقسنقر برستی کو غفلت پر سخت و ست کہہ کر دبیس کی سرکوبی کیلئے روانہ کیا، دبیس نے یہ سن کر بصرہ چھوڑ دیا، آقسنقر برستی نے عماد الدین زنگی کو بصرہ کی آبادی کو بچانے کے لئے مامور کیا عماد الدین نے نہایت مستعدی سے بصرہ کی حفاظت کی اور اس کے اطراف و جوانب سے سرکش اور باغی عربوں کو منتشر کر دیا۔ دبیس نے ہیر پہنچ کر عیسائیوں سے ساز باز کر لی اور ان کے ساتھ مل کر حلب کا محاصرہ کیا لیکن عیسائیوں نے کامیابی کی صورت نہ دیکھی۔ ۵۱۸ھ میں وہ حلب کے محاصرے سے دست کش ہو کر چلے گئے اور دبیس، ملک طغرل بن سلطان کے پاس چلا گیا۔ طبعیت میں چین نہ تھا لہذا ملک طغرل کو عراق پر قبضے کا لالچ دیا اور کہہ سن کر اسے اس پر تیار کر لیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

بر نقش کی تقرری:..... مذکورہ واقعات کے اتفاقات سے خلیفہ کو آقسنقر برستی شخہ بغداد سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ سلطان محمود کو لکھ بھیجا ”آقسنقر برستی کو حکومت عراقی سے معزول کر کے موصل کی حکومت پر بھیج دیا جائے، میں اس کی صورت دیکھنے کا روادار بھی نہیں ہوں“ سلطان محمود نے اس کی ترغیب تحریر کے مطابق برستی کو عیسائیوں کے خلاف جہاد کرنے کی غرض سے موصل روانگی کا حکم صادر کر کے اپنی اولاد میں سے ایک کم سن بچہ کو اس کے ساتھ موصل جانے کے لیے روانہ کیا۔ اور بغداد کی تنگی نقش زکوی کو عطا کر دی چنانچہ جب بر نقش زکوی کا نائب دار الخلافہ بغداد میں آیا برستی اس کو چارج دے کر شہزادے کے ساتھ موصل چلا گیا۔ اور عماد الدین زنگی گورنر بصرہ کو بصرہ سے موصل بلوایا مگر عماد الدین زنگی موصل جانے کے بجائے سلطان محمود کے پاس اصفہان پہنچ کر سلطان محمود اس سے بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اسے بصرہ بطور جاگیر عنایت فرما کے پھر بصرہ کی جانب واپس بھیج دیا ①۔

ملک طغرل و دبیس عراق میں:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ دبیس بن صدقہ حلب کے محاصرے کے بعد ملک طغرل کے پاس چلا گیا تھا۔ ملک طغرل نے دبیس کی عزت افزائی کی اور اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا دبیس نے ملک طغرل کو قبضہ عراق پر ابھارنا شروع کیا۔ اور جب یہ پس و پیش کرنے لگا تو دبیس نے قبضہ عراق کا بیڑہ اٹھالیا۔ چنانچہ ملک طغرل ۵۱۹ھ میں فوجوں کو تیار کر کے عراق کی طرف بڑھا۔ دقتا پہنچ کر پڑاؤ کیا مجاہد الدین بہروز تکریت سے خلیفہ کو ملک طغرل اور دبیس کی آمد اور ان کے ارادے سے مطلع کیا خلیفہ نے ان دونوں سرکش اور باغیوں کے مقابلے کے لئے سفر و جنگی تیاری کا حکم دے دیا۔ ”بر نقش زکوی شخہ بغداد کو یہ اشارہ ملا کہ تم فراہمی لشکر میں مصروف اور ہر وقت جنگ کے لئے تیار رہنا۔“ اہل بغداد کے علاوہ بارہ ہزار فوج جمع ہو گئی۔

خلیفہ کا بغداد سے کوچ:..... پانچویں صفر ۵۱۹ھ کو خلیفہ نے دار الخلافہ بغداد سے نکل کر صحراء شامیہ میں قیام فرمایا۔ ملک طغرل نے یہ سن کر خراسان کی جانب قدم اٹھائے اور اسکے لشکریوں نے غارتگری شروع کر دی رباط جلولا پہنچ کر ملک طغرل نے پڑاؤ کیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے اپنی فوج کو اس کی طرف بڑھایا اور ”دسکرہ“ پہنچ کر ٹھہر گیا۔ اتنے میں خلیفہ مسترشد کا لشکر بھی آ گیا اور وہ بھی دسکرہ ہی میں ٹھہر گیا ملک طغرل اور دبیس نے رباط جلولا سے نک کر ہارونیہ میں قیام کیا ملک طغرل اور دبیس کے درمیان میں یہ طے پایا کہ پہلے دونوں متحد ہو کر جسر نہروان کو عبور کر لیں اور اس کے بعد دبیس تو پایاب مقامات اور گھاٹوں کی حفاظت و نگرانی کرتا رہا اور ملک طغرل نے اپنی فوج کو دار الخلافہ بغداد کی طرف بڑھایا۔ مگر اتفاقاً کچھ ایسے موانع پیش آ گئے کہ وہ ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ سکے۔ زور کی بارش ہو گئی اور ملک طغرل تپ شدید میں مبتلا ہو گیا۔ رسد و غلہ کی کمی سے فوج میں فاقہ کشی کی نوبت پہنچ گئی۔ دبیس دریا عبور کرنے کی غرض سے نہروان آیا اور اس کا بھوک سے برا حال ہو رہا تھا۔

دبیس کی اتفاقیہ فتح:..... اتفاق سے چند اونٹ مل گئے جن پر کپڑے اور مختلف قسم کی کھانے پینے کی اشیاء لدی تھیں یہ اونٹ دار الخلافت بغداد سے خلیفہ کی خدمت میں جا رہے تھے چنانچہ دبیس نے ان کو لوٹ لیا ادھر خلیفہ کے لشکر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ دبیس نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ پورے لشکر میں ایک ہل چل مچ گئی اور فوجی مال و اسباب چھوڑ کر نہروان کی طرف بھاگ گئے۔ خلیفہ نے بھی دسکرہ سے نہروان کی جانب کوچ کر دیا۔ نہروان پہنچے تو دبیس اور اس کے ساتھیوں کو سوتے ہوئے پایا۔ شور و غل سے دبیس کی آنکھ کھل گئی۔ دیکھا کہ خلیفہ علم خلافت کے نیچے رونق افروز ہیں چنانچہ آنکھیں ملتا ہوا اٹھا زمین بوسی کی اور خوشامد سے عاجزی اور اطاعت کا اظہار کرنے لگا۔ خلیفہ مستر شد اس سے صلح کرنے پر مائل ہو گیا مگر اس دوران وزیر السلطنت جلال الدین پہنچ گیا۔ اس نے خلیفہ کو اس رائے سے پھیر لیا اس کے بعد خلیفہ کا لشکر نہروان کے پل کو عبور کر کے اپنی غیر حاضری کے پچیسویں دن بغداد پہنچ گیا۔ اور دبیس ملک طغرل کے پاس لوٹ گیا۔

طغرل اور دبیس سنجہ کے پاس:..... اس کے بعد ملک طغرل اور دبیس نے باتفاق رائے ملک سنجہ کی طرف کوچ کر دیا اور ہمدان سے ہو کر گزرے تو اطراف و جوانب کے شہر اور قصبات کو لوٹ لیا۔ شاہی عمال سے تاوان اور جرمانے وصول کئے۔ سلطان محمود نے یہ خبر سن کر ملک طغرل اور دبیس کا تعاقب کیا چونکہ ملک طغرل اور دبیس میں اس کا مقابلہ کرنے کی قوت نہ لہذا بھاگ کھڑے ہوئے اور ملک سنجہ کے پاس خراسان میں جا کر دم لیا۔ اور خلیفہ مستر شد اور بر نقش شحہ نے بغداد کی شکایات کے دفتر کھول دیئے۔

خلیفہ مستر شد اور سلطان محمود کی ناجاتی:..... ۵۲۰ھ میں بر نقش زکوی شحہ بغداد اور خلیفہ مستر شد کے نواب میں چپقلش شروع ہو گئی خلیفہ مستر شد نے بر نقش زکوی کو عتاب کا خط تحریر کیا تو بر نقش کو اپنی جان کا خطرہ پیدا ہو گیا ماہ رجب میں بغداد کو خیر آباد کہہ کر سلطان محمود کے پاس چلا گیا اور یہ ظاہر کیا کہ خلیفہ مستر شد نے فوجیں تیار کر لی ہیں۔ اسباب جنگ بھی کافی مقدار میں حاصل کر لیا ہے۔ مالی قوت بھی ان کی کسی حد تک قابل اطمینان ہے اگر حکومت پناہ، دار الخلافت بغداد کے قبضے سے ذرا بھی سستی کریں گے تو خلیفہ مستر شد کی بڑھی ہوئی طاقت کا مقابلہ کرنا دشوار ہو جائے گا اور پھر وہ آپ کے قبضہ اقتدار سے باہر ہو جائے گا۔ سلطان محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا۔ اور سامان سفر درست کر کے عراق کی جانب کوچ کر دیا۔

سلطان کی بغداد روانگی:..... خلیفہ مستر شد کو اس کی خبر ملی تو کہلوا دیا کہ ”چونکہ دبیس کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے زیر کنٹرول علاقوں میں امن و عافیت کا وجود ختم ہو رہا ہے اس لئے مناسب یہ ہے کہ تم عراق واپس چلے جاؤ۔ اور جتنے پیسوں کی ضرورت ہو ہم تمہیں دینے کے لئے تیار ہیں۔“ اس پیغام سے سلطان محمود کے شکوک نے یقین کی صورت اختیار کر لی۔ اور وہ سارے خیالات جو بر نقش نے جمادیئے تھے مجسم صورت ہو کر سامنے آ گئے۔ چنانچہ نہایت تیزی سے سفر طے کرنے لگا۔ خلیفہ مستر شد نے ناراض ہو کر بغداد کے مغربی ساحل کو اس بات کے اظہار کے لئے عبور کر لیا کہ اگر سلطان محمود نے ذرا بھی قدم آگے بڑھائے تو میں بغداد چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ملی تو اپنی جسارت اور جرأت کی معافی مانگی اور بغداد میں واپس آنے کی درخواست کی خلیفہ نے انکار کر دیا۔ سلطان محمود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اور وہ غضبناک ہو کر بغداد کی طرف چل دیا۔ اور خلیفہ مستر شد مغربی بغداد میں ٹھہرا رہا۔

عقیف اور عماد کی جنگ:..... پھر اپنے خادم خاص عقیف کو ایک لشکر کے ساتھ واسط کی جانب سلطان محمود کے نواب سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ سلطان محمود نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو اس کے مقابلہ پر بھیجا۔ عماد الدین حکومت بصرہ پر تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔ الغرض عقیف اور عماد الدین کی جنگ ہو گئی جس میں عقیف کے لشکر کو شکست ہوئی۔ ایک بڑا گروہ اس کے لشکر کا مارا گیا۔ عقیف بڑی مشکل سے بھاگ کر خلیفہ کی خدمت میں پہنچ گیا خلیفہ نے کشتیاں جمع کرائیں اور قصر خلافت کے سارے دروازے سوائے باب نوبی کے بند کر دیئے۔

سلطان محمود کی بغداد آمد:..... اتنے میں سلطان محمود دسویں ذی الحجہ ۵۲۰ھ کو بغداد میں داخل ہوا اور باب شماسیہ پر پڑاؤ کر دیا اس نے سپاہیوں کو لوگوں کے مکانات میں قیام کرنے سے منع کر دیا۔ خلیفہ مستر شد نے واپس جانے اور صلح کرنے کا پیغام بھیجا مگر سلطان محمود نے صلح اور واپسی سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد سلطانی لشکر کا ایک گروپ موقع پا کر پہلی محرم ۵۲۱ھ میں قصر خلافت میں گھس گیا اور تاج پر قبضہ کر لیا۔ اس سے عوام الناس

میں بیکداشتعال پیدا ہو گیا اور وہ جمع ہو کر خلیفہ مسترشد کی خدمت میں پہنچے خلیفہ مسترشد بھی طیش میں آ کر نکل آیا۔ شمسہ سر پر تھا وزیر السلطنت آگے آگے تھا۔ نقارے بج رہے تھے بانسریاں بجائی جا رہی تھیں اور خود آواز بلند ”یا لہاشم“ ”یا لہاشم“ پکار رہا تھا کشتیوں کے پل بنائے جانے کا ارشاد فرمایا تو تھوڑی دیر میں پل بن کر تیار ہو گیا۔ ایک ہی دفعہ میں خلیفہ کے سب ساتھی دریا عبور کر گئے۔

جنگ اور صلح:..... اس وقت خلیفہ کے میں پردوں کی آڑ میں ایک ہزار جنگ جو روپوش تھے سلطانی لشکر بے خوف ہو کر غارتگری میں مصروف تھا۔ خلیفہ کے ہمراہیوں نے پہنچ کر ان کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا اور عوام الناس نے سلطانی امراء کے مکانات لوٹ لئے۔ خلیفہ مسترشد نے تیس ہزار بغداد کے جنگجوؤں کے ساتھ شرقی ساحل عبور کر لیا۔ مددے، خندقیں، اور مورچے کے بنانے کا حکم صادر کر دیا۔ رات بھر میں بغداد کی حفاظت کا مکمل انتظام کر لیا گیا لڑائی کا سلسلہ برابر جاری تھا ہردن دجلہ کے کنارے خون کا دریا بہایا جاتا تھا مگر اس دوران عماد الدین زنگی ایک عظیم لشکر لے کر بصرہ سے پہنچ گیا جس نے دریا اور خشکی کو گھیر لیا اس سے سلطان محمود کے حوصلے بڑھ گئے مجموعی قوت سے اہل بغداد پر حملہ کرنے کی تیاری شروع کر دی چنانچہ خلیفہ نے اپنی کمزوری کا احساس کر کے صلح کا پیغام دے دیا۔ چونکہ سلطان محمود بھی روزانہ کی جنگ سے تنگ آ گیا تھا اس لئے فریقین میں صلح ہو گئی۔

صلح کے بعد:..... صلح کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الآخر ۵۲۱ھ تک بغداد میں مقیم رہا اس کے بعد بیمار ہو گیا۔ طبیبوں نے بغداد چھوڑ دینے کی رائے دی۔ چنانچہ اس ماہ کی کسی تاریخ میں سلطان محمود نے بغداد سے ہمدان کی جانب کوچ کر دیا۔ اور روانگی کے وقت خلیفہ نے ہدایا، تحائف اور انعامات دیئے جس کو سلطان نے بسر و چشم قبول کر لیا۔ اور غور و فکر کے بعد عماد الدین زنگی کو بغداد کا شہنہ مقرر کر دیا۔

جیسے ہی سلطان محمود نے بغداد سے کوچ کیا اپنے وزیر ابوالقاسم علی بن ناصر نیشابادی ۱ کو خلیفہ مسترشد سے سازش کے الزام میں گرفتار کر کے شرف الدین نوشیرواں بن خالد کو قلمدان وزارت کا مالک بنا دیا۔ شرف الدین اس کی گرفتاری کے وقت بغداد میں تھا۔ سلطان محمود کے بلانے پر ماہ شعبان میں بغداد سے روانہ ہو کر اصفہان پہنچا۔ اور دربار سلطانی میں حاضر ہو کر خلعت و وزارت سے سرفراز ہوا۔ اس عہدے سے سرفراز کئے جانے پر امراء و رؤساء نے نذریں پیش کیں خلیفہ نے بھی چند تحفے دیئے۔ چنانچہ اس نے دس ماہ تک وزارت کی پھر اس کے بعد استعفاء دے کر بغداد واپس چلا گیا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم اس زمانہ سے مسلسل قید میں رہا حتیٰ کہ دوسرے سال سلطان سنجر ”رے“ آیا اور اس کو رہا کر کے سلطان کا وزیر بنوا دیا۔

سلطان محمود اور ملک سنجر:..... جس وقت دبیس ملک سنجر کے پاس پہنچا ملک طغرل بھی اس کے ساتھ تھا۔ ان دونوں نے ملک سنجر کو خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کی طرف سے بدظن کرنا شروع کر دیا رفتہ رفتہ ان دونوں کی مخالفت کا خیال اس کے دماغ میں جمادیا پھر عراق پر قبضہ کر لینے کی لالچ دی۔ چنانچہ ملک سنجر سامان سفر و جنگ درست کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا ”رے“ پہنچ گیا۔ سلطان محمود اس وقت ہمدان میں تھا۔ ملک سنجر نے سلطان محمود کو اس آزمائش کے لئے کہ آیا وہ میرا فرماں بردار ہے یا نہیں بلوایا۔ سلطان محمود کا دل تو صاف ہی تھا وہ چچا سے ملنے روانہ ہو گیا جس وقت ملک سنجر کی لشکرگاہ کے قریب پہنچا۔ ملک سنجر نے ساری فوج کو استقبال کا حکم دیا اور خود بھی عزت و احترام سے ملا اور اپنے برابر تخت پر بٹھایا۔ سلطان محمود ایک مدت تک ملک سنجر کے پاس مقیم رہا اس کے بعد ملک سنجر پندرہویں ذی قعدہ کو خراسان روانہ ہوا روانگی کے وقت دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اس کو اس کے شہر واپس کر دینا، ملک سنجر کی روانگی کے بعد سلطان محمود بھی ہمدان لوٹ گیا دبیس اس کے ساتھ تھا۔ ہمدان میں چند دن قیام کر کے بغداد چلا گیا۔ نویں محرم ۵۲۳ھ کو دار الخلافہ میں داخل ہوا۔ اور دربار خلافت میں دبیس کو پیش کر کے اسے معاف کرنے کی سفارش کی۔ خلیفہ نے اس شرط پر اس کی غلطی معاف فرمائی کہ اس کو حملہ کے علاوہ اور کسی صوبہ کی حکومت دی جائے۔ چنانچہ دبیس نے ایک لاکھ دینار خرچ کر کے موصل کی گورنری حاصل کرنے کی کوشش کی۔ عماد الدین زنگی کو اس کی اطلاع مل گئی۔ چنانچہ تحائف اور ہدایا لے کر چپکے سے سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور ایک لاکھ دینار بطور نذر پیش کئے۔ سلطان محمود نے اس کو دوبارہ موصل بھیج دیا اور بہروز کو بغداد کی تنگنی عنایت کی حلہ کی نگرانی بھی اس کے متعلق کر دی گئی۔

دبیس کی شرارت اور فرار:..... اس کے بعد ماہ جمادی الآخر ۵۲۳ھ میں سلطان محمود نے ہمدان کی طرف کوچ کیا۔ اتفاق سے ہمدان پہنچ کر

بیمار ہو گیا اس سے دبیس کو موقع مل گیا اور وہ عراق پہنچ گیا خلیفہ مسترشد نے اس کے مقابلہ کی تیاری کی۔ دبیس نے بغداد سے اعراض کر کے حلہ کا راستہ لیا چنانچہ بہروز نے حلہ چھوڑ دیا اور دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں حلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے اس کے بعد ہی امیر کنرل ۱ اور امیر احمد ملی کو حلہ کی طرف روانہ کیا جنہوں نے دبیس کی ضمانت اور اس سے آئندہ سرکشی نہ کرنے کی ذمہ داری لی تھی۔ دبیس یہ خبر سن کر خلیفہ مسترشد کو ملانے لگا اور معذرت کا خط لکھا خط و کتابت کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر اس کے باوجود دبیس اپنی تدابیر اور عاملانہ حکمتوں سے غافل نہیں ہوا اور فوجیں اسباب جنگ اور روپیہ جمع کرتا جا رہا تھا یہاں تک کہ اس کی فوج کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی۔ اس دوران حمد ملی ماہ شوال میں بغداد پہنچا اور دبیس کے تعاقب میں فوراً روانہ ہو گیا۔ اس کے بعد ماہ ذیقعدہ میں سلطان محمود بھی دار الخلافہ بغداد پہنچا دبیس نے ہدایا اور تحائف پیش کر کے معافی کی درخواست کی مگر سلطان محمود نے معاف کرنے سے انکار کیا چنانچہ دبیس حلہ کو خیر آباد کہہ کر بصرہ چلا گیا۔ اور بصرہ میں خلیفہ اور سلطان کا جتنا مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود یہ خبر سن کر آگ بگولا ہو گیا اور اسی وقت اس کے تعاقب پر ایک فوج مقرر کر دی۔ اس نے یہ خبر سن کر بصرہ چھوڑ دیا اور جنگل اور پہاڑوں کی تنگ گھاٹیوں میں چھپ گیا۔

سلطان داؤد کی تخت نشینی:..... ماہ شوال ۵۲۵ھ میں سلطان محمود کی اپنی حکومت کے تیرہویں برس وفات ہو گئی وزیر السلطنت ابو القاسم نشا بدی اور اتابک آق سنقر احمد ملی کی رائے سلطان محمود کا بیٹا داؤد تخت حکومت پر بیٹھا۔ تمام بلاد جبل اور آذربائیجان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ نئے سلطان کی تخت نشینی کی وجہ سے ہمدان اور اس کے اطراف و جوانب میں ہنگامے اور فسادات برپا ہو گئے مگر بہت سے ختم بھی ہو گئے۔ وزیر سلطنت اس خیال سے کہ آئندہ کسی خطرے کا سامنا نہ کرنا پڑے سارا مال و اسباب لے کر سلطان سنجر کے پاس ”رے“ چلا گیا۔ اس کے بعد سلطان داؤد نے ماہ ذیقعدہ ۵۲۵ھ میں ہمدان سے زنجان کی جانب کوچ کر دیا اور دربار خلافت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔

ملک مسعود کا تبریز پر قبضہ:..... اس دوران یہ خبر ملی کہ اس کا چچا ملک مسعود نے جرجان سے تبریز آ کر اس پر قبضہ کر لیا ہے یہ خبر سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیدیا اور انتہائی جلدی سفر کے تبریز پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ چنانچہ چچا اور بھتیجے کی لڑائی شروع ہو گئی۔ آخر الامر دونوں میں صلح ہو گئی اور داؤد تبریز سے محاصرہ اٹھا کر ہمدان چلا گیا اور ملک مسعود نے تبریز سے باہر آ کر تیاریاں شروع کر دیں تھوڑے دنوں میں جب ایک عظیم لشکر جمع ہو گیا تو سلطان داؤد کی مخالفت کا جھنڈا بلند کر کے ہمدان کی طرف کوچ کر دیا اور خلیفہ مسترشد سے کہلوادیا کہ ”میرے نام کا خطبہ جامع مساجد میں پڑھے جانے کی اجازت دی جائے“ دربار خلافت سے جواب آیا ”فی الحال سلطان سنجر گورنر خراسان کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو شخص مستحق سمجھا جائے گا اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ اس جواب کے ساتھ ہی ملک سنجر کے پاس بھی ایک یادداشت بھیج دی گئی کہ خطبہ تمہارے ہی نام کا پڑھا جانا مناسب اور لائق ہے۔ کسی دوسرے کو اس کا استحقاق نہیں پہنچتا ہے۔ اس یادداشت سے ایک خاصہ موقع ہاتھ آ گیا۔

زنگی اور قراجاساقی کی جنگ:..... اس کے بعد ملک مسعود نے عماد الدین زنگی گورنر موصل سے مدد طلب کی عماد الدین زنگی نے امداد و اعانت کا وعدہ کر لیا۔ اور لشکر تیار کر کے ملک مسعود کی جانب کوچ کر دیا رفتہ رفتہ معشوق تک پہنچ گیا اس دوران قراجاساقی گورنر فارس و خوزستان بھی ملک سلجوق شاہ ابن سلطان محمد کے ساتھ ایک عظیم لشکر لے کر بغداد پہنچ گیا اور دار الخلافہ میں مقیم ہو گیا۔ خلیفہ نے اس سے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنی ذات خاص کے لئے اس سے قسم لی۔ اس کے بعد ملک مسعود نے عباسیہ میں پہنچ پڑاؤ کیا۔ ملک سلجوق نے یہ خبر سن کر مقابلہ کے لئے سے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اتنے میں عماد الدین زنگی کے آنے کی خبر ملی تو قراجاساقی نے زنگی کی روک تھام کرنے کے لئے ساحل غربی کو عبور کیا چنانچہ زنگی اور قراجاساقی میں لڑائی چھڑ گئی اور ایک خونریز جنگ کے بعد زنگی کا لشکر بھاگ گیا اور زنگی اپنی جان بچا کر تکریت کی طرف بھاگ گیا۔ ان دنوں قلعہ تکریت کا حاکم نجم الدین ایوب یعنی صلاح الدین یوسف کا والد تھا اس نے زنگی کو عبور کرنے کے لئے کشتیاں فراہم کر دیں اور پل بندھوا دیا۔ زنگی نے جیسے تیسے دریابور اور مکمل اطمینان سے اپنا راستہ لیا۔

مسعود اور خلیفہ کی صلح:..... اس کے بعد ملک مسعود عباسیہ سے اپنے بھائی ملک سلجوق کے مقابلہ پر آیا اور اسی مقام پر مورچے قائم کئے جہاں

زنگی نے قائم کئے تھے مگر یہ سن کر کہ زنگی میدان جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ہے بغیر جنگ کئے بھاگ گیا۔ اور خلیفہ کو یہ دھمکی دینا شروع کی کہ سلطان سنجر عراق پر قبضہ کے لئے ”رے“ آ گیا ہے اگر خلیفہ اور سلجوق شاہ اور قراچاساکی مجھ سے صلح کر لیں اور میرے ساتھ مل جائیں تو میں ذمہ داری لیتا ہوں کہ سلطان سنجر عراق کا رخ نہیں کرے گا۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ عراق پر خلیفہ کا قبضہ و تصرف جاری و نافذ رہے گا خلیفہ کے عمال اور نواب اس پر جس طرح چاہیں اپنا تصرف جاری کریں مگر حکومت کی باگ ڈور میرے قبضہ اقتدار میں رکھی جائے اور سلجوق شاہ کے بارے میں یہ وعدہ دیا جائے کہ میرے بعد وہ تاج و تخت کا وارث ہوگا۔ خلیفہ اور سلجوق شاہ نے اس جھانسنے میں آ کر صلح کی شرائط منظور کر لی۔ چنانچہ معاہدے کی تکمیل کے لئے ملک مسعود ماہ جمادی الاولیٰ ۵۲۶ھ میں بغداد آیا صلح نامہ لکھا گیا اور صلح ہو گئی۔

ملک سنجر کی پیش قدمی:..... آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان محمود کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا داؤد تخت حکومت پر بیٹھا تھا یہ بات اس کے چچا ملک سنجر کو ناگوار گذری لہذا فوجیں تیار کر کے ملک داؤد کو زیر کرنے کے لئے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا دوسرا بھتیجا ملک طغرل ۱ بن سلطان محمد بھی تھا۔ رفتہ رفتہ ملک سنجر ”رے“ پہنچ گیا۔ دو چار دن قیام کر کے ہمدان کا رخ کیا۔ سلطان مسعود کو اس واقعہ کی اطلاع ملی۔ تو فوجیں مرتب کر کے اپنے بھائی سلجوق شاہ اور قراچاساکی کے ساتھ ملک سنجر کی روک تھام کے لئے بڑھا۔ خلیفہ مسترشد بھی وعدہ کے مطابق اس مہم میں شریک ہونے کے لئے سلطان مسعود کی روانگی کے بعد روانہ ہوا۔

سلطان مسعود کی روانگی:..... ملک سنجر نے ہمدان پہنچ کر دیس کو حلقہ عنایت کر کے بغداد کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا دیس نے اپنی طرف سے عماد الدین زنگی کو بغداد کا شکنہ مامور کر کے بغداد کی روانگی کا حکم دیا اور اس کی روانگی کے بعد خود بھی روانہ ہو گیا۔ خلیفہ مسترشد نے یہ خبر سن کر کہ زنگی اور دیس بغداد کی طرف بڑھ رہے ہیں چنانچہ وہ ان دونوں سرکش اور باغیوں کے مقابلے کے لئے دار الخلافہ کی جانب واپس لوٹ گیا اور سلطان مسعود اپنے امراء اور لشکر کے ساتھ ملک سنجر سے جنگ کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ ملک سنجر مقام استرآباد میں ایک لاکھ فوج کے ساتھ پڑاؤ کئے ہوتے تھا سلطان مسعود کا لشکر حریف کی کثرت سے گھبرا کر بغیر جنگ کئے چار منزل پیچھے ہٹ گیا جاسوسوں نے ملک سنجر کو اس کی اطلاع کر دی چنانچہ وہ اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دے کر تعاقب میں چل دیا۔

مسعود کی شکست:..... آٹھویں رجب ۵۲۶ھ کو دونوں حریف کا ”مقام دینور“ میں مقابلہ ہوا۔ سلطان مسعود کے میمنہ پر قراچاساکی اور امیر کنرل اور میسرہ پریر نقش باز دار اور یوسف جاروش ۲ تھے۔ پہلا حملہ قراچاساکی نے دس ہزار فوج کے ساتھ ملک سنجر کے لشکر کے قلب پر کیا۔ ملک سنجر مقابلہ کرتا ہو پیچھے ہٹ گیا۔ حملہ آور گروہ بہادری و جوش میں بڑھنے لگا۔ ملک سنجر کے میمنہ اور میسرہ نے میدان خالی دیکھ کر قراچاساکی کو دونوں طرف سے گھیر لیا تیزی سے لڑائی ہونے لگی قراچاساکی زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا تو ملک سنجر کے سپاہیوں نے اسے گرفتار کر لیا سارا لشکر تتر بتر ہو کر بھاگ گیا سلطان مسعود اور اس کے ساتھی اس غیر متوقع شکست کی وجہ سے بھاگ گئے۔ اس بھاگ دوڑ میں بعض امراء قتل ہوئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے مقتولوں میں یوسف جاروش بھی تھا۔ جنگ کے بعد قیدی ملک سنجر کے سامنے پیش کئے گئے ملک سنجر نے ان لوگوں کو زبردستی کی پھر ان سب کے قتل کا حکم دے دیا۔

مسعود کی سنجر سے ملاقات:..... اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود اپنے چچا ملک سنجر کی خدمت میں معذرت کے سلسلے میں حاضر ہوا تو ملک سنجر بڑی عزت و توقیر سے پیش آیا۔ گلے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا۔ اونچ نیچ سمجھائی اور خود رانی اور مخالفت پر ناراضگی ظاہر کی اور سند امارت دے کر گنطہ کی جانب بھیج دیا۔ دوسرے بھتیجے ملک طغرل تخت حکومت پر متمکن کر کے اس کی وزارت کا قلمدان ابوالقاسم نشابادی کو مرحمت کیا جو اس سے پہلے سلطان محمود کا وزیر تھا۔ چنانچہ ملک طغرل اپنے چچا ملک سنجر سے رخصت ہو کر خراسان واپس چلا گیا بیسویں ماہ رمضان

۱..... ملک طغرل، دیس کے ہمراہ ملک سنجر کے پاس، قبل تخت نشینی ملک داؤد چلا گیا تھا اور اسی وقت وہ اس کے پاس مقیم تھا۔

۲..... بعض نسخوں میں ”جاروس“ لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

۵۲۶ھ کو نیشاپور پہنچا۔

خلیفہ کی فتح:..... خلیفہ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں دبیس اور زنگی کے مقابلے کے لئے بغداد لوٹ گیا تھا بغداد پہنچ کر یہ خبر ملی کہ سلطان مسعود کو ملک سنجر سے شکست ہوگی۔ خلیفہ نے یہ سنتے ہی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور غربی ساحل عبور کر کے عباسیہ کی طرف روانہ ہو گیا ستائیسویں رجب ۵۲۶ھ کو قلعہ برامکہ پر زنگی اور دبیس سے ٹڈ بھڑ ہوئی۔ خلیفہ کے میمنہ پر جمال الدولہ اقبال تھا اور میسرہ پر مطر خادم۔ زنگی نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کیا۔ اقبال کے دستے کی فوج مقابلہ میں کمزور پڑی تو میدان جنگ سے بھاگنے کا ارادہ کیا۔ مطر نے اس بات کا احساس کر کے حملہ آور گروہ پر پیچھے سے حملہ کیا۔ خلیفہ نے بھی نعرہ اللہ اکبر مار کر حملہ کیا اس کے بعد دبیس شکست کھا کر بھاگ گیا۔ زنگی نے انتہائی استقلال سے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن فوج میں بھگدڑ مچ جانے کی وجہ سے ایک لمحہ بھی خلیفہ کی فوج کے مقابلہ پر ٹھہر نہ سکا چنانچہ میدان کا رزار اپنے مقابل حریف کے سپرد کر کے وہ بھی بھاگ گیا۔

اقبال اور دبیس کی جنگ:..... دبیس نے شکست کھا کر حملہ میں جا کے دم لیا۔ حملہ اور اس کے سارے مضافات پر اقبال کا قبضہ اور عمل دخل تھا۔ اقبال نے یہ خبر سن کر دار الخلافہ بغداد سے ایک تازہ دم فوج اپنی کمک پر طلب کر لی اور نہایت تیزی سے سفر طے کر کے دبیس کے سر پر پہنچ گیا۔ دبیس مقابلہ پر آیا، لڑائیاں ہوئیں اور آ کر کار میدان جنگ اقبال کے ہاتھ رہا دبیس نے بڑی جدوجہد سے اپنی جان بچائی اور بھاگ کر واسط پہنچ گیا۔ تھوڑے دنوں میں اس کے لشکر بھی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔

انہی واقعات پر ۵۲۷ھ پورا ہو جاتا ہے۔ یہ نقش باز دار اور اقبال اپنی اپنی فوجیں تیار کر کے دبیس کی سرکوبی کے لئے آ گئے۔ پھر دریا اور خشکی میں لڑائی چھڑ گئی اہل واسط دبیس کے ہمراہ مقابلہ پر آئے۔ لیکن شکست فاش کھا کر بھاگ گئے۔

ملک داؤد کی شکست:..... ملک طغرل کے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد، ملک سنجر نے بغاوت و سرکشی کی وجہ سے احمد خان گورنر ماوراء النہر، خراسان کی جانب پیش قدمی کی۔ ان دنوں ملک داؤد آذربائیجان اور گنجه کے علاقوں میں تھا اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں حاصل کیں اور ان کو مرتب اور مسلح کر کے ہمدان کی طرف بڑھا ملک طغرل بھی یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے میمنہ پر ابن برحق تھا۔ میسرہ پر کنزل۔ مقدمۃ الجیش پر آقسنقر اور ملک داؤد کے میمنہ پر یہ نقش زکوی تھا۔ ماہ رمضان ۵۲۶ھ میں ہمدان کے قریب ایک گاؤں میں دونوں کا مقابلہ ہوا۔ یہ نقش نے کسی مصلحت سے جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر کی تو ترکوں کو اس سے شبہ پیدا ہو گیا چنانچہ جمع ہو کر اس کے خیمہ کو لوٹ لیا اس سے ملک داؤد کے لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔ پورے لشکر میں ہلڑ مچ گیا اس کا اتالیق آقسنقر احمد ملی جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ساری فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ حریف نے اس بات کا احساس کر کے حملہ کر دیا چنانچہ یہ نقش زکوی گرفتار ہو گیا اور ملک داؤد موقع پر کر نکل بھاگا۔ ایک مدت تک ادھر ادھر مارا پھرتا رہا اس کے بعد اپنے آقا آقسنقر کے ساتھ بغداد پہنچ گیا۔ خلیفہ نے شاہی محل میں عزت و احترام سے ٹھہرایا۔

سلطان مسعود کی بغداد آمد:..... سلطان مسعود نے یہ سن کر کہ ملک داؤد کو ملک طغرل کے مقابلے میں شکست ہوئی ہے اور وہ شکست کھا کر بغداد چلا گیا ہے۔ بغداد کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ بغداد کے قریب پہنچ گیا۔ ملک داؤد نے بغداد سے نکل کر استقبال کیا۔ ایک دوسرے سے گلے ملے۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ بغداد آئے۔ سلطان مسعود نے بغداد میں پہنچ کر ایوان شاہی میں قیام کیا۔ دار الخلافہ بغداد کے منبروں پر اس کے نام کا اور اس کے بعد ملک داؤد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

ملک طغرل سے جنگ:..... اس کے بعد سلطان مسعود اور ملک داؤد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ خلیفہ سے مشورے میں یہ طے پایا کہ سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان پر فوج کشی کریں، دربار خلافت سے ان لوگوں کو مالی اور فوجی مدد دی جائے گی۔ چنانچہ اس مشورے کے مطابق سلطان مسعود اور ملک داؤد آذربائیجان کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچتے ہی پورے صوبہ پر قابض و متصرف ہو گئے۔ مقابلہ میں ملک طغرل کے چند امراء تھوڑی سی فوج کے ساتھ رہتے تھے ان کو بھی ان لوگوں نے گھیر لیا چنانچہ بعض تو ان میں سے بھاگ گئے اور بعض قتل ہو گئے اس کے بعد ان دونوں حملہ آور سلطانوں نے ہمدان کا رخ کیا۔ اس کا بھائی ملک طغرل فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لیکن پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ گیا سلطان

مسعود نے ہمدان میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی دوران آقسنقر کو ایک شخص نے جو فرقہ باطنیہ سے تھا قتل کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ قاتل نے سلطان مسعود کی سازش سے آقسنقر کو قتل کیا تھا۔

ملک طغرل کا حال:..... ملک طغرل نے شکست کھانے کے بعد ”رے“ کا رخ کیا اور رفتہ رفتہ قم پہنچا یہاں بھی اس کو امن کی صورت نظر نہ آئی تو اصفہان کی طرف لوٹ گیا۔ اس غرض سے کہ اس کو سلطان مسعود اور ملک داؤد کے پنجہ غضب سے بچائے سلطان مسعود بھی یہ خبر سن کر اصفہان کے محاصرے کے لئے بڑھا، چونکہ طغرل کو اہل اصفہان کے قول فعل کا اعتبار نہیں تھا اس لئے اس نے اصفہان چھوڑ کر بلاد فارس کا راستہ لیا۔ سلطان مسعود نے اصفہان کو چھوڑ کر ملک طغرل کا تعاقب کیا۔ تو طغرل کے بعض امراء لشکر نے گھبرا کر سلطان مسعود سے امن حاصل کر لیا جو باقی رہ گئے ان سے ملک طغرل مشکوک ہو گیا۔ چنانچہ ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر بھاگتے بھاگتے ماہ رمضان ۵۲۷ھ میں ”رے“ پہنچ گیا۔ سلطان مسعود تو تعاقب ہی میں تھا وہ بھی سراغ لگاتا ہوا ”رے“ پہنچ گیا اور لڑائی چھڑ گئی جس میں ملک طغرل کو شکست ہوئی اور ایک گروپ اس کے کمانڈروں کا گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد سلطان مسعود کامیابی کے ساتھ ہمدان لوٹ گیا، جس وقت ملک طغرل فارس سے ”رے“ آ رہا تھا راستے میں اس کے وزیر ابو القاسم نشابادی کو ماہ شوال ۵۲۷ھ میں قتل کر دیا گیا تھا۔

مستر شد کی موصل روانگی:..... جس وقت عماد الدین زنگی کو خلیفہ مستر شد کے مقابلے میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر چکے تو عماد الدین زنگی نے موصل میں جا کر دم لیا اور پھر سلجوقی حکمران ہمدان میں آپس کی مخالفت کی وجہ سے آپس میں خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے اس وقت امراء سلجوقیہ آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے بغداد چلے گئے ان لوگوں کے آجانے سے خلیفہ مستر شد کے مضحمل و کمزور قوائے حکمرانی میں توانائی آگئی خلیفہ مستر شد نے ایک بزرگ ❶ کو جو اس وقت بڑے لوگوں میں سے تھے عماد الدین زنگی کے پاس اسے سمجھانے بھجانے کے لئے روانہ کیا۔ اس بزرگ سفیر نے زنگی کے پاس پہنچ کر سمجھانے بھجانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ بلکہ موعظت و پند میں سختی اور درشتی سے بھی کام لیا مگر زنگی نے ان کی بے توقیری کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس بناء پر خلیفہ مستر شد نے موصل کے محاصرہ کا ارادہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو بھی اس کی ترغیب دی چنانچہ نصف ماہ شعبان ۵۲۷ھ میں بغداد سے تیس ہزار فوج کے ساتھ کوچ کیا۔

خلیفہ کی ناکام واپسی:..... جس وقت موصل کے قریب پہنچا۔ زنگی نے موصل کو چھوڑ دیا اس کا نائب نصیر الدین چقر موصل میں ٹھہرا ہوا شہر کی حفاظت اور محاصرین سے مقابلہ کرتا رہا۔ زنگی نے موصل سے نکل کر سنجر کے پاس جا کر قیام کیا اور ایسی ہوشیاری سے باہر ہی باہرنا کہ بندی کر لی کہ خلیفہ مستر شد کی امداد و رسد کا راستہ منقطع ہو گیا جس سے خلیفہ کو بہت سے امور میں بے شمار تکلیفیں اٹھانا پڑیں مگر پھر بھی پورے تین ماہ موصل کا محاصرہ کئے رہا۔ پھر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر دار الخلافہ بغداد لوٹ گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا۔ اسی سن کے یوم عرفہ کو بغداد پہنچ گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مطر خادم نے سلطان مسعود کی لشکر گاہ سے حاضر ہو کر یہ گزارش کر دی تھی کہ سلطان مسعود عراق کا رخ کر رہا ہے اس لئے خلیفہ موصل کا محاصرہ چھوڑ کر دار الخلافہ کی جانب واپس چلا گیا تھا۔

طغرل اور مسعود کی جنگ:..... جس وقت سلطان مسعود نے طغرل کو شکست کے بعد ہمدان کی طرف واپسی کی یہ خبر ملی کہ ملک داؤد بن محمود (سلطان مسعود کا بھتیجا) آذربائیجان میں باغی ہو گیا ہے چنانچہ فوراً لشکر کو، از سر نو مرتب کر کے کوچ کر دیا اور آذربائیجان کے ایک قلعہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ ملک طغرل کو موقع مل گیا۔ میدان خالی دیکھ کر بلاد جبل کی طرف قدم بڑھائے اور رفتہ رفتہ فوجیں بھی جمع ہو گئیں۔ چنانچہ اس نے بلاد جبل کے اکثر شہروں کو فتح بھی کر لیا پھر کیا تھا حوصلے بڑھ گئے اور سلطان مسعود سے جنگ کرنے کے لئے قزوین سلطان مسعود بھی یہ سن کر ملک طغرل کی سرکوبی کے لئے آیا چونکہ مقابلہ ہونے سے پہلے ملک طغرل نے سلطان مسعود کی فوج کے ایک حصے کو اپنے ساتھ ملا لیا تھا اس لئے مقابلہ کے وقت سلطان مسعود کی فوج کا ایک حصہ بھاگ کھڑا ہوا جس سے چار و ناچار سلطان مسعود کو ماہ رمضان ۵۲۸ھ کے آخر میں اپنے باغی بھتیجے سے شکست کھانا پڑ گئی۔

مسعود کی عبرتناک شکست:..... سلطان مسعود نے میدان جنگ سے شکست کھا کر بغداد کا راستہ لیا اور خلیفہ سے دار الخلافہ میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ ان دنوں اس کا نائب بقش سلامی اس کے بھائی سلجوق شاہ کے ساتھ اصفہان میں تھا اس ناگہانی شکست کا حال سن کر یہ لوگ بھی بغداد آگئے تھے سلجوق شاہ نے بغداد پہنچ کر شاہی میں قیام کیا۔ خلیفہ نے دس ہزار دینار خرچ کے لئے بھیج دیئے۔ اس کے بعد سلطان مسعود بغداد میں داخل ہو گیا۔ راستے میں اس نے بڑے بڑے مصائب اٹھائے۔ اس کے ساتھیوں کے پاس کافی سواریاں نہ تھیں کچھ لوگ سوار تھے اور کچھ پیدل تھے خیمے بھی نہ تھے۔ مال اور اسباب کی بھی کمی تھی۔ کسی کے بدن پر کپڑے بھی ثابت نہ تھے چنانچہ خلیفہ نے نئے خیمے ان کو دیئے۔ مال و اسباب اور رقم فراہم کی عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ غرض پندرہویں شوال ۵۲۸ھ کو سلطان مسعود نے بغداد میں داخل ہو کر دار الحکومت میں قیام کیا اور ملک طغرل اپنی کامیابی کا جھنڈا لے کر ہمدان میں ٹھہرا رہا۔

دار الخلافہ میں سازشیں:..... دار الخلافہ بغداد میں پہنچ کر سلطان مسعود کے ہوش حواس درست ہوئے تو دربار خلافت میں خلیفہ کی دست بوسی کے لئے حاضر ہوا خلیفہ نے تسلی و تشفی دی اور یہ ارشاد فرمایا ”تم ناگہانی شکست سے دل برداشتہ مت ہو اور پھر سے ہمت باندھ کر اپنے بھائی طغرل سے لڑنے کی تیاری کرو، میں اور اقبال اس مہم میں بہ نفس نفیس تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہیں۔“ سلطان مسعود نے خلیفہ کا شکریہ ادا کیا اور دربار خلافت سے اٹھ کر خوش خوش اپنے دار الحکومت میں آ گیا۔

امراء سلجوقیہ کا ایک گروپ فتنہ کے خوف اور آئندہ خطرات سے بچنے کے خیال سے خلیفہ کی خدمت میں آ گیا تھا وہ سلطان مسعود کا ہم آہنگ حامی بن گیا۔ مگر ملک طغرل نے ان لوگوں سے خط و کتابت شروع کی اور آہستہ آہستہ ان سب کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اتفاق سے ملک طغرل کا ایک خط جو اسی گروپ کے ایک شخص کے پاس آیا ہوا تھا خلیفہ مسترشد کے ہاتھ لگ گیا۔ خلیفہ مسترشد کو ان سب کی طرف شک پیدا ہو گیا مگر صرف اسی شخص کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹا لیا جس کے نام خط آیا تھا۔ باقی دوسرے امراء سلجوقیہ، سلطان مسعود کے پاس بھاگ گئے مگر خلیفہ مسترشد نے ان کو بلوایا سلطان مسعود نے اس سے روکا اور مزاحمت کی۔ اس سے آپس میں کسی حد تک کشیدگی پیدا ہو گئی۔

ملک طغرل کی وفات:..... اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد سے ملک طغرل کے خلاف جنگ پر چلنے کی درخواست کی ابھی کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ ماہ محرم ۵۲۹ھ میں ملک طغرل کے مرنے کی خبر مشہور ہو گئی تو سلطان مسعود نے سنتے ہی ہمدان کی طرف کوچ کر دیا چنانچہ فوجوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور رؤساء ملک و ملت نے حاضر ہو کر فرمانبرداری و اطاعت کی قسمیں کھائیں غرض ملک طغرل کا مرنا تھا کہ سلطان مسعود نے صوبہ ہمدان پر قبضہ کر لیا اور قلمدان وزارت شرف الدین انوشیرواں خالد کو مرحمت کیا یہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ سلطان مسعود کے ہمراہ گیا تھا۔

سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد:..... ہمدان پر سلطان مسعود کے قابض ہونے کے بعد امراء سلجوقیہ کے چند بڑے لوگوں کو سلطان مسعود سے منافرت و کشیدگی پیدا ہو گئی ان میں سے پر نقش، کزل، سنقر گورنر ہمدان اور عبدالرحمن بن طغرل بیگ وغیرہ تھے۔ انہی لوگوں کے ساتھ دبیس بن صدقہ بھی تھا ان سب نے سلطان مسعود سے علیحدگی اختیار کر کے خلیفہ سے امن کی درخواست کی اور خراسان پہنچ کر برحق سے خلیفہ مسترشد کی اطاعت و فرمانبرداری کا آپس میں معاہدہ کر لیا۔ چونکہ خلیفہ مسترشد کو دبیس کی طرف سے بدظنی تھی اس لئے خلیفہ نے سدید الدولہ بن انباری سوائے دبیس کے دوسرے تمام امراء کا امان نامہ عطا کر کے ان لوگوں کے پاس روانہ کر دیا۔ چنانچہ دبیس سلطان مسعود کے پاس واپس آ گیا اور امراء بغداد چلے گئے۔ خلیفہ نے ان لوگوں سے عزت و احترام سے ملاقات کی، مگر اس طرح خلیفہ اور سلطان مسعود کے درمیان منافرت و کشیدگی بڑھ گئی۔

آپس کی جنگ کے لئے کوچ:..... رفتہ رفتہ یہ منافرت اس حد تک پہنچ گئی کہ خلیفہ مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بیسویں رجب ۵۲۹ھ میں بغداد سے خروج کر دیا مقام شفیعیہ میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ گورنر بصرہ سے امداد طلب کی مگر اس نے سلطان مسعود کے خلاف امداد دینے سے انکار کر دیا مگر دوسرے امراء سلجوقیہ جو خلیفہ کے ہمراہ تھے وہ خلیفہ کو سلطان مسعود سے جنگ کرنے پر برابر بھارتے اور امداد کا وعدہ کرتے رہے۔ خلیفہ کا مقدمہ انجیش کوچ و قیام کرتا ہوا حلوان تک پہنچ گیا بعد اس کے ماہ شعبان میں خود خلیفہ نے بھی عراق میں اقبال خادم کو تین ہزار سواروں کے ساتھ چھوڑ کر کوچ کر دیا اس

دوران برحق بن برحق بھی آمل جس کی وجہ سے اس کی فوج کی تعداد سات ہزار تک پہنچ گئی۔ دیہاتوں کے امراء خلیفہ کو اپنی اطاعت و فرمانبرداری کے خطوط لکھ رہے تھے سلطان مسعود کو اس کی خبر مل گئی۔ اس نے ان لوگوں کی دل جوئی کی اور اپنے ساتھ ملا لیا۔ ان لوگوں کے مل جانے سے اس کے لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی۔ خلیفہ مسترشد کی فوج کے بھی بہت سے جنگجو سپاہی سلطان مسعود کے لشکر میں آ گئے جس سے خلیفہ کے لشکر میں صرف پانچ ہزار فوج باقی رہ گئی ملک داؤد بن محمود نے آذر بایجان سے یہ کہلا بھیجا ”آپ سلطان مسعود کے لشکر سے مقابلہ کرنے کے لئے دینور کا رخ کیجئے“ چنانچہ خلیفہ نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے دینور کی جانب کوچ کر دیا۔ ریش باردار، کوردلہ سنقر، کزل اور برحق بن برحق میمنہ میں تھے۔ جاولی برحق، شراب سالار اور اعلیک میسرہ میں۔ اعلیک سلجوقی امیر ہے جو کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے سازش کرنے کے الزام میں گرفتار کیا تھا۔

خلیفہ اور سلطان کی جنگ:..... دسویں رمضان ۵۲۹ھ کو دونوں حریف آمنے سامنے جنگ کے دوران خلیفہ مسترشد کا میسرہ کمزور پڑ گیا۔ سلطان مسعود نے اس بات کا احساس کر کے اپنے میمنہ کو بڑھنے اور مسلسل حملے کرنے کا اشارہ کیا۔ خلیفہ مسترشد نے قلب لشکر کو میسرہ کی کمک پر بھیجا۔ مگر سلطان مسعود اس کو تاڑ گیا لہذا فوراً قلب لشکر پر حملہ کر دیا چنانچہ خلیفہ کی فوج بھاگ گئی خلیفہ مسترشد اپنے اسٹاف سمیت گرفتار ہو گیا جس میں وزیر شرف الدی علی بن طراز زنبی، قاضی القضاۃ^۱، خطیب، فقہاء اور مشہود بھی تھے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں ٹھہرایا گیا باقی قلعہ سرخاب^۲ میں قید کر دیئے گئے اس کے بعد سلطان مسعود میدان جنگ سے ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔

خلیفہ کی گرفتاری کا رد عمل:..... اس کامیابی کے بعد سلطان مسعود نے امیر بیگ^۳ آئے محمدی کو شہنہ مقرر کر کے بغداد کی جانب روانہ کیا اس کے ہمراہ عمید بھی تھا۔ چنانچہ وہ ماہ رمضان کے آخر میں بغداد پہنچا خلیفہ مسترشد کی جتنی املاک تھی سب کو ضبط کر لیا۔ قصر خلافت کو لوٹ لیا اس سے اہل بغداد کو سخت صدمہ ہوا۔ اور وہ اپنے خلیفہ کی گرفتاری پر روئے، عورتوں نے وایلا مچایا۔ عوام الناس منبر کی طرف دوڑ پڑے اور اس کو توڑ ڈالا، خطیب کو خطبہ نہیں پڑھنے دیا۔ بازاروں میں دھوم مچ گئی۔ سروں پر خاک اڑاتے شور و غل مچاتے ہوئے شہنہ بغداد کی فوج سے ٹکرا گئے۔ کشت و خون کا ہنگامہ گرم ہو گیا۔ خونریزی کے دروازے کھل گئے۔ گورنر اور حاجب شہر چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ جس طرف نظر اٹھتی تھی سوائے فتنہ و فساد کے امن و عافیت کی صورت نہ دکھائی دیتی تھی۔

اسی عرصہ میں ماہ شوال میں یہ خبر سنی گئی کہ ملک داؤد بن سلطان محمود نے مراغہ میں علم مخالفت بلند کر دیا ہے۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے ملک داؤد سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا اور قیدی خلیفہ مسترشد اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ یہیں سے آپس میں مصالحت کی بات چیت شروع ہوئی۔

راشد کی خلافت:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ سلطان مسعود خلیفہ مسترشد کے ساتھ مراغہ کی جانب روانہ ہو گیا ہے۔ اور خلیفہ مسترشد ایک علیحدہ خیمہ میں نظر بند کر دیا گیا ہے جس کی حفاظت پر ایک دستہ فوج متعین ہے مراغہ روانگی کے وقت سے سلطان مسعود اور خلیفہ مسترشد کے درمیان مصالحت کی گفتگو شروع ہوئی آخر کار ان شرائط پر آپس میں صلح ہو گئی۔

(۱)..... خلیفہ مسترشد سلطان مسعود کو چار لاکھ دینار سالانہ ادا کیا کرے۔

(۲)..... خلیفہ مسترشد کو جنگ اور فتنہ کے خیال سے فوج رکھنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

(۳)..... کسی غرض سے کسی بھی وقت خلیفہ مسترشد دار الخلافہ سے باہر نہیں نکلے گا۔

خلیفہ مسترشد کا قتل:..... صلح نامہ لکھنے جانے کے بعد فریقین کے وکلاء نے صلح نامہ کو اپنے اپنے دستخطوں سے مرتب کیا پھر خلیفہ مسترشد بغداد واپسی کے لئے سامان سفر درست کرنے لگا خلافت کی چادر^۴ سامنے لائی گئی اتنے میں یہ خبر ملی کہ ملک سنجر کا قاصد آیا ہے۔ اس لئے خلیفہ مسترشد

①..... یہ وزیر علی بن طراز زنبی کا چچا زاد بھائی تھا۔ ②..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۵۱ جلد ۶ پر، قلعہ سر جہان، لکھا ہے۔ ③..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۵۱ جلد ۶ پر، آئے، کے بجائے، آہ لکھا ہے۔ ④..... خلافت کی چادر یا ردائے خلافت، اصل میں وہ زین یا وہ خاص پردہ تھا جو گھوڑے کی پیٹھ پر ڈالا جاتا تھا (جیسا کہ گھوڑے کو سجاتے وقت مختلف قسم کے کپڑے یا سجاوٹ ڈال دی جاتی ہیں) قلقلشہد ری کہتا ہے کہ یہ پالان کا پردہ ہوتا تھا جو کہ کھال سے بنایا جاتا اور اس پر سونے سے کشیدہ کاری کی جاتی تھی، حکمرانوں کی سواری کے وقت وہ اس کے سامنے اٹھا کر لایا جاتا تھا جیسے دستے میں موجود خواص اٹھا کر چلتے اور دائیں بائیں رخ موڑتے رہتے تھے، یہ مملکت کے خواص میں سے تھا۔ صبح الاشی صفحہ ۴۷ جلد ۴

کی روانگی میں تاخیر ہو گئی اور سلطان مسعود ملک سنجر سے ملنے کے لئے سوار ہو گیا خلیفہ مسترشد کا خیمہ، شاہی کیمپ کے باہر ایک میدان میں علیحدہ نصب تھا اچانک تقریباً بیس افراد فرقہ باطنیہ کے یا اس سے کچھ زیادہ خلیفہ کے خیمہ میں گھس گئے اور اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور سر کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا یہ واقعہ سترہویں ذیقعدہ ۵۲۹ھ کا ہے۔ ساڑھے سترہ سال خلیفہ رہا۔ خلیفہ کے مارے جانے کے بعد قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کر دیا گیا۔

راشد باللہ ابو جعفر بن مسترشد باللہ ۵۲۹ھ تا

ابو جعفر کی خلافت :..... اس کے بعد اس کا بیٹا اور ولی عہد ابو جعفر تخت خلافت پر رونق افروز ہوا چنانچہ بغداد میں اراکین ملک و ملت کی موجودگی میں بیعت خلافت کی تجدید کی گئی۔ اقبال (خلیفہ مسترشد کا خادم) اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ جب یہ حادثہ پیش آیا تو مغربی ساحل عبور کر کے تکریم چلا گیا اور مجاہد الدین بہروز کے پاس جا کر قیام پذیر ہوا۔

دبیس کا قتل :..... خلیفہ مسترشد کے قتل کے چند دنوں بعد دبیس بن صدقہ بھی شہر خوی کے باہر سراقہ نامی دروازے پر مارا گیا۔ سلطان مسعود نے ایک ارمنی غلام کو اس کے قتل پر مقرر کیا تھا چنانچہ اس نے راہ چلتے اس کا سر اتار لیا۔

دبیس کے قتل کے بعد اس کا لشکر، اس کے خدام، اس کے باپ صدقہ کے پاس حلقہ میں جا کے جمع ہو گئے قطع تکین بھی امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا گیا، سلطان مسعود نے امیر بیگ شحنہ بغداد کو حلقہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ امیر بیگ نے اپنی فوج کے ایک حصے کو حلقہ کی جانب روانہ کر دیا مگر صدقہ نے مقابلہ سے کنارہ کشی کی حتیٰ کہ ۵۳۱ھ میں سلطان مسعود بغداد پہنچا اس وقت صدقہ نے حاضر ہو کر مصالحت اور صفائی کر لی اور اس کے ساتھ ہی رہا۔

راشد اور سلطان مسعود :..... تخت خلافت پر خلیفہ راشد کے بیٹھنے کے بعد برتقش زکوی سلطان مسعود کے پاس وہ زرقند وصول کرنے بغداد آیا جس کا وعدہ اس کے باپ خلیفہ مسترشد نے کیا تھا اور جس کی تعداد چار لاکھ تھی خلیفہ راشد نے جواب دیا میرے والد ایک دانہ بھی خزانہ میں چھوڑ کر نہیں گئے جو کچھ مال و اسباب اور زرقند تھا وہ ان کے ساتھ تھا اور وہ سب کا سب لٹ گیا، برتقش یہ سن کر خاموش ہو گیا اس کے بعد لوگوں نے خلیفہ راشد سے یہ جڑ دیا کہ برتقش خلیفہ کے محل پر اچانک قبضہ کرنے کی فکر میں ہے اور اسی غرض سے سامان اور روپیہ جمع کر رہا ہے خلیفہ راشد یہ سنتے ہی آگ بگولہ ہو گیا اور فوجیں جمع کر لیں شہر پناہ کی مرمت کرائی جگہ جگہ دھس اور دم مے بنوائے۔

خلیفہ اور سلطان کی جنگ :..... اس کے بعد برتقش امراء بلخ کے ساتھ سوار ہو کر قصر خلافت لوٹنے کے لئے نکلا، عوام الناس اور خلیفہ کے لشکر نے مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی اور آخر کار خلیفہ کے لشکر برتقش کی فوج کو میدان جنگ سے مار بھگایا، دار الخلافہ سے نکل کر اس نے خراسان کا راستہ لیا امیر بیگ شحنہ بغداد بھی خراسان کی جانب بھاگ گیا، برتقش نے بھی پریشان حالت میں بند تہجین میں جا کر دم لیا، عوام اور لشکریوں نے سلطان کے مکان اور دیوان خاص و عام کو اچھی طرح سے اس واقعہ سے سلطان مسعود اور خلیفہ راشد کے درمیان منافرت و کشیدگی بڑھ گئی اراکین سلطنت اور امراء مملکت سلطان کی اطاعت سے منحرف ہو گئے اور خلیفہ کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔

مختلف امراء کی آمد :..... ملک داؤد بن سلطان محمود لشکر آذربائیجان کے ساتھ بغداد روانہ ہو گیا اور ماہ صفر ۵۳۰ھ میں بغداد پہنچ کر محل سرائے سلطانی میں قیام کیا، عماد الدین زنگی موصل سے برتقش بازدار (گورنر قزوین) قزوین سے، بقش کبیر گورنر اصفہان، اصفہان سے، صدقہ بن دبیس گورنر حلقہ، حلقہ سے، ابن برسق اور احمد ملی وغیرہ بھی وہاں پہنچ گئے، ملک داؤد نے برتقش بازدار کو بغداد کی تختگی عنایت کی اور خلیفہ راشد نے ناصح الدولہ ابو عبد اللہ حسن بن جہیر استاد دار اور جمال الدین اقبال کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا، جمال الدین اقبال تکریت سے بغداد آیا تھا زنگی کی سفارش سے اقبال کو رہا کر دیا گیا رہائی کے بعد اقبال زنگی ہی کے پاس رہا وزیر السلطنت جلال الدین ابو الرضا بن صدقہ زنگی سے ملنے آیا اور چند دن اس کے پاس مقیم رہا زنگی نے اس کی بھی سفارش کر دی خلیفہ نے پھر اس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا، قاضی القضاۃ زینی بھی زنگی کے پاس آ گیا تھا اور پھر اس کے ساتھ موصل

روانہ ہو گیا اسی دوران سلجوق شاہ واسط پہنچ گیا اور امیر بیگ آئی کو گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب ضبط کر لئے زنگی یہ خبر سن کر واسط پہنچ گیا اور دونوں میں صلح صفائی کرا کر بغداد واپس آ گیا۔

سلطان مسعود کا خط: ان واقعات کے بعد ملک داؤد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے خراسان کے راستے کی طرف کوچ کیا زنگی بھی اس کے رکاب میں تھا خلیفہ راشد بھی اپنی فوج تیار کر کے پہلی رمضان ۵۳۰ھ کو بغداد سے طریق خراسان کی جانب روانہ ہوا مگر تیسرے ہی دن واپس آ گیا ملک داؤد اور تمام امراء کو واپس بلوایا چنانچہ ملک داؤد اور تمام امراء و اراکین دولت واپس آ گئے اور اس بات پر اتفاق کر لیا کہ شہر پناہ کے اندر سے ملک مسعود سے جنگ اور معرکہ آرائی کی جائے، اتنے میں سلطان مسعود کا خط آیا جس میں یہ مذکور تھا کہ میں دل و جان سے خلیفہ کی اطاعت پر تیار ہوں مجھ سے جنگ کی کیا ضرورت ہے، خلیفہ نے اس خط کو اراکین دولت کے روبرو پیش کیا ان لوگوں نے سلطان مسعود سے مصالحت کرنا منظور نہ کی چارونا چار خلیفہ نے بھی ان لوگوں کی رائے سے اتفاق کر لیا۔

سلطان کی محاصرے میں ناکامی: ادھر سلطان مسعود نے جواب با صواب نہ پا کے بغداد کا قصد کیا اور لمبی مسافت کمر کے بغداد پہنچ کر محاصرہ ڈالا اباشوں اور جرائم پیشوں کی بن آئی دن دھاڑے لوٹ مار شروع کر دی تقریباً پچاس دن تک سلطان مسعود بغداد کا محاصرہ کئے رہا جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر ہمدان کی طرف روانہ ہو گیا اس عرصہ میں طر نطائی گورنر واسط ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا لئے ہوئے پہنچ گئے چنانچہ سلطان مسعود نے اسی وقت پھر بغداد کی جانب رخ کر لیا، بغدادی لشکر نے عبور کرنے سے روکا مگر سلطان مسعود کا لشکر نہ رکا اور جلد کو ساحل غربی سے عبور کر لیا اس سے خلیفہ راشد کے امراء اور سرداران لشکر میں ہل چل سی مچ گئی سب نے اپنا اپنا بوریہ بستر باندھ کر اپنے اپنے ملکوں کی راہ لی، زنگی اس وقت مغربی ساحل پر سلطان مسعود کی فوج سے جنگ میں مصروف تھا خلیفہ راشد نے آس پاس جا کر سارے حالات بتلائے، زنگی اکیلا کیا کرتا اس نے بھی میدان جنگ اپنے حریفوں کے حوالہ کر کے خلیفہ کے ساتھ موصول کا راستہ لیا۔

سلطان مسعود بغداد: پندرہویں ذیقعدہ ۵۳۰ھ کو سلطان مسعود کامیابی کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا، امن و امان کا اعلان کر دیا، قضاۃ، فقہاء اور شہود کو طلب کر کے خلیفہ راشد کا حلف نامہ دکھلایا جس میں بخط خاص لکھا تھا، جس وقت میں سلطان مسعود کے مقابلہ پر لشکر آرائی کا قصد کروں یا سلطان مسعود سے جنگ کرنے کو خروج کروں یا سلطان مسعود کے کسی امیر سے مصروف جدال و قتال ہوں تو اس وقت مجھے معزول سمجھا جائے میں خود اپنے آپ کو خلافت سے سبکدوش کر لوں گا۔

قضاۃ اور فقہاء نے خلیفہ راشد کی خلافت سے معزولی کا فتویٰ دے دیا اراکین دولت اور امراء مملکت نے اس رائے سے موافقت کی اور اس کے عیوب بیان کرنے پر سب کے سب متفق ہو گئے، سلطان مسعود نے حکم صادر کیا کہ خلیفہ راشد کی معزولی کا اعلان کر دیا جائے اور آج کی تاریخ سے اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا جائے، چنانچہ اس کی خلافت کے ایک برس بعد ماہ ذی قعدہ میں بغداد اور تمام بلاد اسلامیہ میں اس کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا گیا۔

محمد بن مستنصر باللہ مقتضی الامر اللہ ۵۳۰ھ تا

مقتضی کی خلافت: خلیفہ راشد کی معزولی اور اس کے نام کا خطبہ موقوف ہونے کے بعد سلطان مسعود نے اراکین دولت اور مشیران سلطنت کو خلیفہ کے انتخاب کا حکم دیا ان لوگوں نے متفق ہو کر محمد بن مستنصر کو منتخب کر لیا، سلطان مسعود نے خلیفہ راشد کی معزولی کا فیصلہ لکھوایا، محضر میں ظلم، غصب اور ان سب افعال کو تحریر کر لیا جو خلافت اور امامت کے شان کے منافی تھے محضر کے آخر میں یہ عبارت لکھوائی کہ جس شخص میں یہ صفات ہوں وہ امامت اور خلافت کی قابلیت نہیں رکھتا، قاضی ابونطاہر بن کرنی کی موجودگی میں محضر پر شہادت لکھی گئی اور قاضی صاحب نے خلیفہ راشد کی معزولی کا حکم صادر کر دیا اور قاضیوں نے اس حکم کی تعمیل کی، قاضی القضاۃ ان دنوں دار الخلافہ میں موجود نہ تھا زنگی (گورنر موصل) کے پاس گیا ہوا تھا سلطان مسعود

دربار خلافت میں حاضر ہوا وزیر السلطنت شرف الدین زینبی اور وزیر خزانہ ابن عسقلانی اس کے ساتھ تھے ابو عبد اللہ بن مستظہر کو قصر شاہی سے طلب کر کے تخت خلافت پر متمکن کیا سلطان مسعود اور نئے خلیفہ نے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی قسم کھائی، سلطان مسعود نے ہاتھ بڑھا کر حسب دستور بیعت کر لی اس کے بعد اراکین دولت، ارباب مناصب، فقہاء اور قضاۃ نے بیعت کی۔ یہ واقعہ بارہویں ذی الحجہ ۵۳۰ھ کا ہے، اور اسے مقتضی الامر اللہ کے لقب سے ملقب کیا، شرف الدین علی بن طراد زینبی کو قلمدان وزارت سپرد کیا گیا معزول خلیفہ کی معزولی کا گشتی فرمان تمام اسلامی ممالک میں بھیجا گیا قاضی القضاۃ ابوالقاسم علی بن حسین کو موصل سے بلوا کر بدستور قاضی القضاۃ کے عہدے پر مقرر کیا اور کمال الدین حمزہ بن طلحہ کو بھی اس کے سابق عہدے پر بحال رکھا۔

سلطان مسعود اور ملک داؤد کی جنگ:..... خلیفہ مقتضی کی بیعت لینے کے بعد سلطان مسعود نے اپنی فوج کے ایک حصے کو ملک داؤد کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا مقام مراغہ میں ملک داؤد سے سامنا ہو گیا ہلکی سے جھڑپ کے بعد ملک داؤد بھاگ گیا، قراسنقر نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا اور ملک داؤد خوزستان پہنچ کر فوجیں اکٹھی کرنے لگا تھوڑے دنوں میں ترکمانوں کا ایک لشکر تیار ہو گیا جن کی تعداد دس ہزار جوانوں سے کم نہ تھی ملک داؤد نے ان کو مرتب اور مسلح کر کے تشر کا محاصرہ کر لیا سلجوق شاہ اس وقت واسط میں تھا اس نے اپنے بھائی سلطان مسعود کو اس سے آگاہ کر کے امداد کی درخواست کی سلطان مسعود نے ایک فوج سلجوق شاہ کی کمک پر بھیج دی سلجوق شاہ اس امدادی فوج کی پشت پناہی سے تشر بچانے کے لئے روانہ ہوا، ملک داؤد نے انتہائی مردانگی اور ہوشیاری سے مقابلہ کیا اور سلجوق شاہ کو شکست ہو گئی۔

سابق خلیفہ راشد:..... ان دنوں سلطان مسعود اس خوف سے کہ کہیں معزول خلیفہ راشد موصل سے عراق کا قصد نہ کر لے بغداد ہی میں مقیم تھا اور اسی قیام کے دوران سلطان مسعود نے زنگی کو مقتضی کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کے بارے میں تحریر کیا چنانچہ زنگی نے نئے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا خلیفہ راشد کو زنگی کا یہ فعل ناگوار گذرا چنانچہ موصل چھوڑ کر چلا گیا سلطان مسعود نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر اپنے امراء کو ان علاقوں کی طرف واپسی کا حکم دے دیا۔ صدقہ بن دبیس گورنر حلب بھی اپنی بیٹی کا سلطان مسعود سے نکاح کر کے حلب کی جانب لوٹ گئے اس دوران ایک گروہ ان امراء کا جو ملک داؤد کے ساتھ تھا سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر ہوا جن میں بقش سلامی ❶، برسق بن برسق گورنر تشر اور سنقر خمار تلکین (شحنہ ہمدان) تھے سلطان مسعود نے ان لوگوں سے انتہائی خندہ پیشانی سے ملاقات کی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا خوشنودی مزاج کا اظہار کیا اور بقش سلامی کو دار الخلافہ بغداد کی تنگی عنایت کی مگر اس نے رعایا کو ظلم و ستم سے پریشان کرنا شروع کر دیا۔

خلیفہ راشد کی بغاوت:..... خلیفہ راشد موصل سے نکل کر آذربائیجان کی جانب روانہ ہو گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مراغہ پہنچا چونکہ بوزاہ گورنر خوزستان، امیر عبد الرحمن طغرل بیگ گورنر خلخال اور ملک داؤد، سلطان مسعود سے خائف اور اس کے مخالف تھے اس لئے ان لوگوں نے امیر منکبرس والی فارس کے پاس جمع ہو کر متفق و متحد رہنے کی قسمیں کھائیں اور اس بات کا بھی عہد کیا کہ خلیفہ راشد کی خلافت کی بیعت دوبارہ کر لینی چاہئے چنانچہ اس رائے کے مطابق خلیفہ راشد کے پاس ایک خط روانہ کیا خلیفہ راشد نے ان لوگوں کی درخواست منظور کر لی مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ خلیفہ راشد تو ان لوگوں تک نہیں پہنچ سکا مگر اس کی خبر سلطان مسعود تک پہنچ گئی چنانچہ سلطان مسعود لشکر تیار کر کے ماہ شعبان ۵۳۲ھ میں دار الخلافہ بغداد سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

دونوں فوجوں کی شکست:..... چنانچہ خوزستان کے قریب مقابلہ ہوا ایک خوزیز جنگ کے بعد سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دے دی امیر منکبرس گورنر فارس کو گرفتار کر لیا گیا سلطان مسعود نے اس کو اپنے سامنے قتل کر دیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا اور لوٹ مار کرتا ہوا ادھر ادھر بھاگ کھڑا ہوا سلطان مسعود نے اپنی فوج کو بھگوڑوں کے تعاقب میں روانہ کیا، بوزاہ اور عبد الرحمن نے سلطان مسعود کی فوج کی کمی کا احساس کر کے دوبارہ لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا اور ہنگامہ کارزار پھر سے گرم ہو گیا، سلطان مسعود کے کمانڈروں کا ایک گروپ گرفتار ہو گیا اور ان میں صدقہ بن دبیس، ابن قراسنقر اتابک گورنر آذربائیجان اور عنتر بن ابوالعسکر تھا، اس واقعہ میں میدان جنگ، بوزاہ اور عبد الرحمن کے ہاتھ رہا اور سلطان مسعود کے لشکر کو

شکست ہو گئی جس وقت بوزاہ کو یہ معلوم ہوا کہ سلطان مسعود نے امیر منکبرس کو قتل کر ڈالا ہے اس نے اسی وقت ان سب قیدیوں کو جو سلطان مسعود کے لشکر کے قید کئے گئے تھے قتل کر دیا، اس لڑائی میں یہ عجیب اتفاق پیش آیا کہ فریقین کو شکست ہوئی اور دونوں فوجیں میدان جنگ سے بھاگ گئیں۔

خلیفہ راشد کا فارس اور خوزستان پر قبضہ:..... اس واقعہ کے بعد سلطان مسعود نے آذربائیجان کا رخ کیا اور ملک داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھائے اتنے میں خلیفہ راشد پہنچ گیا بوزاہ نے جو اس گروپ کا سردار تھا اسے فارس پر قبضہ کرنے کا مشورہ دیا چنانچہ ان لوگوں نے فارس پہنچ کر قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ اپنے دائرہ حکومت کو خوزستان تک بڑھا لیا۔

سلجوق شاہ کا بغداد پر حملہ:..... انہی واقعات کے دوران سلجوق شاہ بن سلطان محمود کو بغداد کے قبضہ کی لالچ لگ گئی چنانچہ وہ لشکر تیار کر کے دار الخلافت بغداد کی جانب بڑھا، بقش شہنہ بغداد اور مطر خادم امیر حجاج اس کے مقابلہ کی طرف متوجہ ہوئے بازار یوں اور اوباشوں کی بن آئی چنانچہ قتل و غارت گری کی بغداد میں گرم بازاری ہو گئی شرفاء اور روساء بغداد چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے یہاں تک کہ سلجوق شاہ بے نیل و مرام واپس آ گیا بقش سلامی نے بغداد واپس آ کر لوٹ مار کرنے والوں کو چن چن کر قتل اور قید کرنا شروع کر دیا اور ان لوگوں کو سخت سزائیں دیں۔

صدقہ بن دبیس کے قتل کے بعد سلطان مسعود نے حملہ پر اس کے بھائی محمد بن دبیس کو مامور کیا اور انتظام و سیاست کی غرض سے مہملہ عمر بن ابوالعسکر کو اس کے بھائی کے ساتھ بھیجا۔

خلیفہ راشد کا قتل:..... خلیفہ راشد اور ملک داؤد نے فارس اور خوزستان پر قبضہ کرنے کے بعد جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ چکے ہیں عراق کا رخ کیا خوارزم شاہ بھی انہی لوگوں کے ہمراہ تھا جس وقت یہ لوگ جزیرہ کے قریب پہنچے سلطان مسعود تلوار اور نیزہ لے کر ان کے استقبال کے لئے نکلا مگر یہ لوگ یہ خبر سن کر متفرق اور منتشر ہو گئے ملک داؤد فارس چلا گیا خوارزم شاہ اپنے دار الحکومت کی جانب لوٹ گیا اور خلیفہ راشد تنہا رہ گیا مجبوراً وہ اصفہان چلا گیا اور راستے میں چند خراسانی غلاموں نے جو اس کے ہمراہ تھے پندرہویں رمضان ۵۳۲ھ میں جس وقت کہ یہ کھانا کھا کر قیلولہ کر رہا تھا اچانک حملہ کر کے مار ڈالا، اسے مقام شہرستان میں اصفہان کے باہر دفن کیا گیا۔

۵۳۲ھ کے حالات:..... انہی واقعات پر ۵۳۲ھ کا سال پورا ہو گیا اور اسی طوائف الملوکی اور آئے دن تبدیلی حکومت کی وجہ سے زمانہ کا رنگ دگرگوں ہو گیا، فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے غلاف خانہ کعبہ جو سلطانوں کی طرف سے دار الخلافت بغداد سے آیا کرتا تھا اس سال نہیں آیا، ایک سوداگر (فارسی النسل) جس کی آمد و رفت بذریعہ تجارت ہند میں رہا کرتی تھی اس نے یہ خدمت انجام دی، غلاف خانہ کعبہ کی تیاری میں اٹھارہ ہزار دینار مصری خرچ کئے، اوباشوں کی لوٹ مار اس سال حد سے زیادہ متجاوز ہو گئی یہاں تک کہ ان لوگوں نے جمع ہو کر دار الخلافت بغداد کو گھیرے میں لے لیا اور اس کے سردار نے اپنے نام کا سکہ انبار میں چلا دیا، شہنہ بغداد اور وزیر السلطنت اس گروہ کے قلع قمع پر کمر باندھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور گروہ کے سردار کو قتل کر دیا، عوام الناس اور رعایا نے ان اوباشوں کے ظلم و ستم اور تمام کارروائیوں کو بقش شہنہ بغداد کی طرف منسوب کر دیا ان کی عداوت اس سے یہ تھی کہ اس نے اس سے پہلے ان لوگوں کو ستایا تھا لہذا سلطان مسعود نے بقش شہنہ بغداد کو گرفتار کر کے تکریت کے جیل میں ڈال دیا اور چند دن کے بعد مجاہد الدین بہروز گورنر تکریت کے پاس اس کے قتل کا حکم بھیج دیا، لہذا مجاہد الدین نے بقش کو قتل کر دیا۔

بغداد میں ٹیکسوں کی معافی:..... اس دوران ۵۳۳ھ کا دور آیا، سلطان مسعود ماہ ربیع الاول میں بغداد پہنچا، سلطان مسعود موسم سرما کو ہمیشہ عراق میں بسر کیا کرتا تھا اور ایام گرمیوں میں چلا جایا کرتا تھا اس مرتبہ جب دار الخلافت بغداد میں آیا تو متعدد ٹیکس معاف کر دیئے اور چوب قلم سے معافی کا حکم لکھوا کر بازاروں اور جامع مسجد کے دروازوں پر چسپاں کر دیا عوام الناس اور رعایا سے فوج کا بھی ٹیکس معاف کر دیا اس وجہ سے لوگوں نے اس کو دعاء اور ثناء سے یاد کرنا شروع کر دیا۔

وزیر السلطنت اور خلیفہ کی ان بن:..... ۵۳۴ھ میں خلیفہ مقتضی اور وزیر السلطنت علی بن طراد زینبی کی آپس میں ان بن ہو گئی اسلئے کہ وزیر السلطنت خلیفہ کے کاموں پر اکثر اعتراض کرتا تھا چنانچہ وزیر السلطنت کو اپنی اس حرکت سے خوف پیدا ہو گیا اور سلطان مسعود کے پاس جا کر پناہ

گزین ہو گیا سلطان مسعود نے وزیر السلطنت کی سفارش کی مگر خلیفہ نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال نہیں کیا بلکہ اس کے نام کو سرناموں سے خارج کر دیا اور اس کی جگہ قاضی القضاۃ زینبی کو جو وزیر کا بھتیجا تھا مقرر کر دیا مگر چند دن کے بعد اس کو بھی معزول کر کے سدید الدولہ انباری کو یہ عہدہ دے دیا اس کے بعد ۵۳۶ھ میں سلطان مسعود دار الخلافہ بغداد آیا تو معزول وزیر کو اپنے دار الحکومت میں موجود پایا چنانچہ اپنے وزیر کو خلیفہ کی خدمت میں وزیر السلطنت کو معافی دلانے اور اس کے گھر جانے کی اجازت دلوانے بھیجا چنانچہ خلیفہ نے سلطان مسعود کی درخواست پر وزیر السلطنت کو اس کے گھر جانے کی اجازت دے دی۔

بغداد کا شحہ:..... ۵۳۶ھ میں مجاہد الدین بہروز شحہ بغداد کو معزول کر دیا گیا سلطان محمود کے خدام میں سے امیر کزل جو بصرہ کا گورنر تھا اس عہدہ پر مامور ہوا اس تبدیلی سے اوباشوں نے بے حد فائدہ اٹھایا لیکن جب سلطان مسعود دار الخلافہ بغداد میں پہنچا تو اس نے اس نقصان کا احساس کر کے مجاہد الدین بہروز کو دوبارہ شحہ بغداد پر متعین کر دیا مگر اس مرتبہ مجاہد الدین کی شحہ کی سے لوگوں کو فائدہ نہ پہنچا اس لئے کہ اوباشوں نے وزیر کے بیٹے اور ابن قاروت سے جو سلطان مسعود کا سالار تھا ساز باز کر لی تھی جو مال غارت گری سے ہاتھ آتا تھا اس میں سے یہ دونوں بھی حصہ لیا کرتے تھے، ۵۳۸ھ میں سلطان مسعود نے مجاہد الدین شحہ بغداد کے نائب کو اوباشوں اور جرائم پیشہ لوگوں کا انسداد نہ کرنے پر سخت تنبیہ کی چنانچہ نائب نے عرض کیا حضور ہم خان زادوں کا اس میں کچھ قصور نہیں ہے ابن وزیر اور ابن قاروت نے اوباشوں سے ساز باز کر لی ہے اس لئے اس کا انسداد نہیں ہو سکتا، سلطان مسعود نے قسم کھائی کہ میں تحقیق اور تفتیش کے بعد ان دونوں کو صلیب پر چڑھا دوں گا چنانچہ اپنے سالار ابن قاروت کو گرفتار کر کے صلیب دیدی مگر ابن وزیر ہاتھ نہ آیا اور بھاگ گیا اکثر اوباش گرفتار کر لئے گئے اور کچھ بھاگ گئے اور یوں رعایا اور خلق اللہ کو ان کے ظلم و ستم سے نجات ملی۔

بواز بہ کی بغاوت:..... ۵۴۰ھ میں بواز بہ گورنر فارس و خوزستان اپنی فوج کے ساتھ قاشان روانہ ہوا ملک محمد ۱ بن سلطان محمود بھی اس کے ہمراہ تھا ملک سلیمان شاہ بن سلطان محمد بھی ان لوگوں سے آ ملا، بواز بہ نے امیر عباس گورنر رے سے ملاقات کی اور دونوں نے متحد ہو کر سلطان مسعود کی مخالفت پر کمر ہمت باندھ لی اور سلطان مسعود کے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا، سلطان مسعود اس واقعہ سے مطلع ہو کر بغداد سے روانہ ہوا امیر مہملہل اور مطر خادم بہروز کے غلاموں کا ایک لشکر لئے پہنچ گیا۔

امیر عبد الرحمن طغرل بیگ:..... اس مہم میں امیر عبد الرحمن طغرل بیگ حاجب بھی شریک تھا یہ شخص نہایت چالاک تھا سلطان مسعود سے جو چاہتا زبردستی کر لیتا تھا اس کے باوجود اس کا میلان طبع ان دونوں بادشاہوں کی طرف تھا جو سلطان مسعود کے مخالف تھے سلطان مسعود اور امیر عبد الرحمن نے اپنے حریف کے لشکر کے قریب پہنچ کر مورچہ قائم کیا اور خط و کتابت شروع ہوئی، سلیمان شاہ اپنے بھائی سلطان مسعود سے ملنے آیا باتوں باتوں میں صلح کی گفتگو ہونے لگی امیر عبد الرحمن دونوں کی اصلاح کر رہا تھا آخر کار فریقین میں مصالحت ہو گئی۔

امیر عبد الرحمن کی ترقی اور شحہ:..... اس کے بعد امیر عبد الرحمن کو ان شہروں کے علاوہ جو اس کے زیر حکومت تھے آذربائیجان اور آرمینیا کی حکومت بھی عنایت ہو گئی، ابوالفتح بن دراست کو سلطان مسعود کی وزارت دی گئی اور یہ بواز بہ کا وزیر تھا ان لوگوں نے سلطان کو حکمت عملی سے ایسا کچھ دبا لیا کہ وہ اپنے تصرفات اور احکام جاری و نافذ نہیں کر سکتا تھا بظاہر یہ لوگ اس کے ساتھ تھے مگر حقیقت میں اس سے علیحدہ تھے، بیگ ارسلان بن بلنکری جو کہ خاص بیگ مشہور تھا کو بھی ان لوگوں نے ملا لیا جو سلطان کا خاص ملازم اور اس کا پروردہ تھا اس کی سازش سے ان لوگوں نے خاصہ فائدہ اٹھایا سلطان مسعود کی ہر خواہش میں یہ لوگ دخل در معقولات کر بیٹھتے تھے اور سلطان مسعود دم بھی نہ مارتا تھا۔

امیر عبد الرحمن کا قتل:..... رض جب امیر عبد الرحمن کا حکم و استیلاء اس حد تک بڑھ گیا کہ سلطان مسعود صرف نام کا سلطان رہ گیا اور حکومت کی باگ ڈور اس کے قبضہ میں آ گئی تو سلطان مسعود نے خاص بیگ کو بلوا کر اپنے حالات بتلائے اور عبد الرحمن کے مار ڈالنے کا اشارہ کر دیا خاص بیگ نے اگرچہ ان امراء سے ساز باز کر لی تھی جو بظاہر تو سلطان کا حامی اور در پردہ اس کا مخالف تھا مگر سلطان مسعود کے حالات سن کر خاص بیگ کا دل بھر آیا

چنانچہ وہ رخصت ہو کر اپنے گھر میں آیا اور چند امیروں کو بلا کر عبدالرحمن کے قتل کا اشارہ کر دیا چنانچہ ان لوگوں میں سے ایک شخص نے عبدالرحمن کے سر پر ایک گرز رسید کیا اس وقت وہ اپنی فوج میں تھا، عبدالرحمن چکر کر زمین پر گر پڑا اور تڑپ کر فوراً دم توڑ دیا۔

امیر عباس کا قتل:..... یہ خبر سلطان مسعود کو بغداد میں ملی عباس گورنر رے اس کے ہمراہ تھا، اس کا لشکر سلطانی لشکر سے بہت زیادہ تھا اس خبر سے عباس کی آنکھوں میں خون اتر آیا مگر سلطان مسعود کو اس کا احساس ہو گیا لہذا اس نے نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا ایک دن موقع پا کر اپنے محل میں بلوایا چنانچہ وہ اپنے باڈی گارڈ سے علیحدہ ہو کر تنگ سلطانی کی طرف بڑھا سلطان مسعود نے اشارہ کر دیا غلاموں نے لپک کر سرتاڑ لیا۔

عباس سلطان محمود کا غلام تھا خلیق، عادل، رعایا پرور، امور سیاست سے واقف اور فرقہ باطنیہ کا جانی دشمن تھا اس فرقہ کے خلاف عباس ہمیشہ جہاد کیا کرتا تھا اس معاملہ میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے، ماہ ذی قعدہ ۵۴۱ھ میں اس کے قتل کا واقعہ پیش آیا۔

بواز بہ کی جنگ اور قتل:..... عبدالرحمن اور عباس کے مارے جانے کے بعد سلطان مسعود نے اپنے بھائی سلیمان شاہ کو تکریت میں نظر بند کر دیا، ہوتے ہوتے ان دونوں امیروں کے قتل کی خبر بواز بہ حاکم فارس تک پہنچ گئی چنانچہ اس نے فارس اور خوزستان سے ایک عظیم لشکر مرتب کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور پھر چند دن کے بعد اصفہان سے محاصرہ اٹھا کر سلطان مسعود سے جنگ کرنے روانہ ہو گیا، مقام مرج قرا تکلین میں مقابلہ ہوا دونوں لشکر بے جگری سے لڑے، جنگ کے دوران بواز بہ مارا گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ایک تیر اس کو آ کر لگا تھا جس کے صدمہ سے گھوڑے سے گر کر مر گیا، بعض مورخین کا بیان ہے کہ یہ زندہ گرفتار ہو گیا تھا پھر سلطان مسعود نے اسے قتل کروایا تھا، الغرض بواز بہ کے قتل ہوتے ہی اس کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی چنانچہ کوئی ہمدان کی طرف بھاگا اور کسی نے خراسان میں پہنچ کر دم لیا۔

خاص بیگ مشیر خاص:..... جس وقت سلطان مسعود اپنے امیروں میں سے جن جن کو قتل کرنا تھا قتل کر چکا تو امیر خاص بیگ کو اپنے مصاحبوں اور خاص مشیروں میں شامل کر لیا چونکہ امیر خاص بیگ میں قابلیت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا لہذا تھوڑے ہی دنوں میں سلطان مسعود کی ناک کا بال ہو گیا اور تمام زیر کنٹرول علاقوں میں اس کے احکام جاری ہونے لگے۔

امیروں کی دوبارہ سرکشی:..... چنانچہ اراکین دولت کو یہ ناگوار گذرنا تو وہ حسد کی نگاہوں سے دیکھنے لگے مگر چارہ کار کچھ نہ تھا لہذا خاموش رہا پھر یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں ہم لوگوں کے ساتھ بھی وہی برتاؤ نہ کیا جائے جو عباس، عبدالرحمن اور بواز بہ کے ساتھ برتا گیا تھا اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سلطان مسعود عراق کی طرف چل کھڑے ہوئے ایلدز کر مسعودی گنجہ دارانیہ و قیصر کا گورنر بقش کون جبل کے صوبوں کا گورنر، حاجب یعنی مسعودی، طر نطائی محمودی شحہ واسط اور ابن طغارک ۱ وغیرہ نامی گرامی امیر جان کے خوف سے نکل بھاگے اور کوچ و قیام کرتے ہوئے حلدان پہنچ گئے، اہل بغداد اور اہل عراق کو خطرہ پیدا ہو گیا، خلیفہ مقتضی شہر پناہ کی مرمت کرانے لگا اور ان لوگوں سے کہلوا یا کہ آپ لوگ دار الخلافہ بغداد میں مت آئیے مگر ان لوگوں نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔

امیروں کی بغداد آمد اور لڑائی:..... چلتے چلتے ماہ ربیع الاخر ۵۴۳ھ میں بغداد پہنچ گئے ملک محمد بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ساتھ تھا بغداد کی مشرقی جانب یہ لوگ مقیم ہو گئے مسعود جلال (شحہ بغداد) بغداد چھوڑ کر تکریت بھاگ گیا اس سے لوگوں پر اور بدحواسی چھا گئی اسی دوران علی بن دبیس گورنر حلد آ گیا اور مغربی بغداد میں قیام کیا خلیفہ مقتضی نے شہر کی حفاظت کی غرض سے متعدد فوجیں تیار کر لیں اور بغداد کے عوام الناس اور امیروں کے درمیان لڑائی چھڑ گئی کئی بار لڑائی ہوئی کبھی امراء، عوام الناس کے مقابلہ سے بھاگ جاتے اور عوام الناس دور تک ان کا تعاقب کرتے چلے جاتے، اس کے بعد اچانک لوٹ کھڑے ہوتے اور عوام الناس کو نہایت بے رحمی سے قتل کرتے، اس قسم کے واقعات کئی مرتبہ پیش آئے غارتگری اور قتل کے ہنگامے برپا رہے۔

اسیروں کی معافی اور روانگی:..... چند دنوں کے بعد تمام امراء جمع ہو کے تاج کے پاس گئے، زمین بوسی کی اور اپنی جسارت اور دلیری کی معافی مانگی، خلیفہ اور ان لوگوں کی خط و کتابت شروع ہوئی، آخر کار ان لوگوں نے بغداد چھوڑ کر نہروان کا راستہ لیا مسعود جلال شحہ بغداد، تکریت سے واپس بغداد آ گیا، دیہاتوں، قصبات اور شہروں کو تخت تاراج کرتے ہوئے ان لوگوں نے عراق کو چھوڑ دیا اور خود بھی متفرق اور منتشر ہو گئے۔

ملک سنجر اور مسعود:..... اس کے بعد پورے ملک میں ہل چل مچی ہوئی تھی مگر سلطان مسعود بلا جبل ہی میں مقیم رہا اس سے اور اس کے چچا ملک سنجر کی برابر خط و کتابت ہوتی رہی اور یہ اس کو خاص بیگ کو اتنا بڑھانے اور اراکین دولت کی علیحدگی پر نصیحت و نصیحت کر رہا تھا اتنے میں ۵۴۴ھ کا سال آ گیا ملک سنجر نے رے کی جانب کوچ کر دیا سلطان مسعود یہ خبر سن کر اپنے چچا سے ملنے آیا اور معذرت کی اس کے عذرات معقول تھے جو ملک سنجر نے قبول کر لئے۔

ملک شاہ کے خطبے کی درخواست:..... اس کے بعد رجب ۵۴۴ھ میں اراکین دولت کا ایک گروپ جس میں بقش کون، طرنطائی اور ابن دبیس وغیرہ تھے عراق واپس آ گیا، ملک شاہ بن سلطان محمود انہی لوگوں کے ہمراہ تھا ان لوگوں نے خلیفہ سے ملک شاہ کے خطبے کے بارے میں خط و کتابت کی مگر خلیفہ نے منظور نہیں کی اور فوجیں جمع کر کے دار الخلافہ کی قلعہ بندی کر لی سلطان مسعود کو ان لوگوں کے آنے کا حال لکھ بھیجا سلطان مسعود نے آنے کا وعدہ کیا لیکن اپنے چچا ملک سنجر کی وجہ سے نہ آ سکا اور مقام رے میں ٹھہرا رہا، بقش کو جب یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ نے سلطان مسعود کو طلبی کا خط لکھا تھا تو اس نے جی کھول کر نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا طرنطائی نعمانیہ بھاگ گیا اس کے بعد نصف شوال ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود بغداد پہنچا بقش نے یہ سن کر نہروان چھوڑ دیا اور روانگی کے وقت علی بن دبیس کو رہا کر دیا۔

وزارت:..... ۵۴۴ھ میں خلیفہ مقتضی نے یحییٰ بن ہبیرہ کو قلمدان وزارت سپرد کیا چونکہ محاصرہ بغداد کے وقت میں یحییٰ نے بڑی جانفشانی اور نہایت کفایت شعاری سے کام لیا تھا اس لئے اس صلہ میں خلیفہ نے اسے عہدہ وزارت عطا کر دیا۔

ملک شاہ کی تخت نشینی:..... پہلی ماہ رجب ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود نے اپنے حکومت کے اکیسویں سال اور اپنے بھائی سے تنازعے کے بیسویں سال مقام ہمدان میں وفات پائی، امیر خاص بیگ بن بلنکری ۱ نے جو اس عہد حکومت میں پیش پیش تھا اس کے بھتیجے ملک شاہ بن سلطان محمود کو تخت حکومت پر بٹھایا اور حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی، چنانچہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ سلطان مسعود ملوک سلجوقیہ کا آخری بادشاہ تھا جس نے بغداد میں حکومت کی، اس کے مرنے سے خاندان سلجوقی کی سعادت اور نیک نامی کہیں گم ہو گئی اس کے بعد کوئی شخص ایسا نہ ابھر سکا کہ اس کی طرف توجہ کی جاتی۔ یہ بہت خلیق، کثیر المزاج، عادل اور نماز و روزہ کا پابند تھا۔

ملک شاہ کی پہلی جنگ:..... سلطان ملک شاہ نے تخت نشینی کے بعد ایک فوج بسر کروہی امیر سالار کرد حلقہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی، امیر سالار کرد نے پہنچتے ہی حلقہ پر قبضہ کر لیا مسعود جلال (شحہ بغداد) یہ خبر سن کر حلقہ چلا گیا امیر سالار کرد کی اس کارروائی پر اس کی تعریف کی اور اتفاق رائے کا اظہار کیا، مگر دو چار دن کے بعد موقع پا کر امیر سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبو دیا اور خود حلقہ میں حکمرانی کرنے لگا رفتہ رفتہ خلیفہ کو اس کی خبر مل گئی تو ایک لشکر مرتب کر کے وزیر السلطنت عون الدولہ بن ہبیرہ کی کمان میں مسعود جلال کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا مسعود جلال نے بھی لشکر تیار کر کے دریاے فرات کو عبور کیا اور انتہائی مردانگی سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اہل حلقہ نے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی اور باغی و سرکش کو شہر میں گھسنے نہیں دیا مجبوراً تکریت کی طرف چلا گیا اور وزیر السلطنت کامیابی کے ساتھ حلقہ میں داخل ہو گیا۔

واسط اور کوفہ پر قبضہ:..... اس کے بعد وزیر السلطنت نے ایک دستہ فوج کوفہ کی طرف اور ایک دستہ فوج واسط کی جانب روانہ کی چنانچہ ان فوجوں نے کوفہ اور واسط پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ہی ملک شاہ کی فوج واسط آئی خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ دیا خلیفہ یہ سن کر بنفس نفیس ایک فوج کے ساتھ واسط پہنچ گیا اور سلطانی لشکر کے قبضہ سے اس کو نکال لیا، دو چار قیام کر کے حلقہ کی طرف کوچ فرمایا اس کے بعد دسویں ذی قعدہ ۵۴۴ھ

کو دار الخلافت بغداد واپس آگیا۔

امیر خاص بیگ کا قتل:..... ان واقعات کے بعد امیر خاص بیگ جو سلطان ملک شاہ کو حکمت عملی سے دبائے ہوئے تھا اس لالچ میں کہ خود مستقل حکمران بن جائے، سلطان ملک شاہ سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو گیا ملک محمد بن سلطان محمود کو خوزستان سے ۵۴۸ھ میں بلوایا اور یکم صفر کو اس کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کر لی، نفیس نفیس تحائف اور قیمتی قیمتی ہدایا پیش کئے مگر دل میں یہ سمائی ہوئی تھی کہ کسی طرح اس کو بھی گرفتار کر کے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لینا چاہئے چنانچہ بیعت اور تخت نشینی کے دوسرے دن امیر خاص بیگ ملک محمد کی خدمت میں حاضر ہوا ملک محمد اس کے تیور سے تاڑ گیا کہ اس کی نیت اچھی نہیں ہے لہذا فوراً تلوار کھینچ کر اس کی گردن اڑادی، ابدغدی ترکمانی عرف شملہ نے جو امیر خاص بیگ کے مصاحبوں میں سے تھا خاص بیگ کو ملک محمد کے پاس جانے سے منع کیا تھا لیکن خاص بیگ نے اس پر کچھ توجہ نہ کی چنانچہ جب یہ مارا گیا تو شملہ اس کی لشکرگاہ کو لوٹ کر خوزستان بھاگ گیا۔

امیر خاص بیگ ایک ترکمان کا بیٹا تھا نہایت تیز، ذہین اور ہوشیار تھا، سلطان مسعود کی ملازمت کی رفتہ رفتہ اس کو اتنا زیادہ عروج ملا کہ تمام اراکین دولت اس سے دب گئے۔

تکریت کا محاصرہ:..... ۵۴۸ھ میں خلیفہ مقتضی نے ایک فوج وزیر عون الدولہ کے بیٹے اور امیر ترشک کے ساتھ جو خلیفہ کا خاص مصاحب تھا تکریت کے محاصرے کے لئے روانہ فرمایا اتفاق سے وزیر کے بیٹے اور ترشک کے درمیان ان بن ہو گئی امیر ترشک نے اس خوف سے کہ کہیں وزیر کا بیٹا مجھے گرفتار نہ کر لے، مسعود جلال شحہ گورنر تکریت سے مل کر وزیر کے بیٹے اور ان امیروں کو جو اس کے ساتھ تھے گرفتار کر کے گورنر تکریت کے حوالہ کر دیا، گورنر تکریت نے ان کو جیل میں ڈال دیا اس سے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی لشکر کا بڑا حصہ دریائیں ڈوب گیا ترشک اور شحہ نے خراسان کے راستے کا رخ کیا راستے میں جتنی آبادیاں پڑیں ان کو تخت و تاراج کرنے لگے خلیفہ نے ان دونوں باغیوں اور نمک حراموں کا تعاقب کیا مگر یہ دونوں باغی بھاگ گئے چنانچہ خلیفہ نے تکریت کا محاصرہ کر لیا چند دن محاصرہ کئے رہا اس کے بعد دار الخلافت کی جانب لوٹ گیا۔

فوج کی روانگی:..... اس کے بعد ۵۳۹ھ میں خلیفہ نے وزیر کے بیٹے اور دوسرے قیدیوں کی رہائی کے لئے ایک قاصد تکریت روانہ کیا اہل تکریت نے اس قاصد کو بھی گرفتار کر لیا تب خلیفہ نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی چنانچہ اہل تکریت نے مقابلہ کیا اور خلیفہ کی فوج شہر پر قبضہ نہ کر سکی، خلیفہ کو اسکی خبر مل گئی تو لشکر مرتب کر کے ماہ صفر میں بذات خود اس مہم پر چلا گیا شہر تکریت پر تو پہنچتے ہی قبضہ کر لیا باقی رہ گیا قلعہ تکریت ابھی وہ فتح نہیں ہوا لہذا اس کا محاصرہ کر لیا چند روز محاصرہ کر کے ماہ ربیع الاول کے آخر میں بے نیل و مرام بغداد کی طرف لوٹ گیا بغداد پہنچ کر وزیر السلطنت کو ایک عظیم لشکر کے ساتھ قلعہ تکریت کے محاصرے کے لئے روانہ کیا قلعہ شکن مہینہ، آلات حصار اور بے حد سامان جنگ اسے عطا کیا، ساتویں ربیع الثانی کو وزیر سلطنت نے قلعہ تکریت کا محاصرہ کیا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر کے اہل قلعہ کو تنگ کرنے لگا۔

خلیفہ مقتضی کا کوچ:..... اس دوران یہ خبر ملی کہ مسعود جلال شحہ اور ترشک ایک عظیم لشکر لے کر تکریت آگئے ہیں انہی لوگوں کے ساتھ بقش کون بھی ہے انہی لوگوں نے ملک محمد کو قبضہ عراق پر ابھارا تھا اگرچہ اس پر وہ آمادہ نہیں ہوا تھا مگر یہ لشکر اس نے ان لوگوں کے ساتھ روانہ کیا ہے اس کے علاوہ ترکمانوں کا ایک بڑا گروپ اس لشکر میں شامل ہو گیا ہے خلیفہ مقتضی یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا اور لشکر تیار کر کے مقابلہ کی غرض سے کوچ کر دیا، مسعود جلال شحہ ایک چلتا پرزہ تھا یہ سمجھ کر کہ میں خلیفہ کے لشکر کا مقابلہ نہیں کر سکوں گا ملک ارسلان بن سلطان طغرل بن سلطان محمد کو جو ایک مدت سے تکریت میں قید تھا خلیفہ کے مقابلہ پر تیار کیا اور اپنی فوج اور سلطانی لشکر کو یہ جھانسہ دیا کہ یہ تمہارا سلطان ابن سلطان ہے اس کے ساتھ مل کر مدعی خلافت سے لڑو جو درحقیقت خلافت کا مستحق نہیں ہے۔

خلیفہ کی جنگ:..... مقام عقربا بل میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا چنانچہ اٹھارہ دن تک برابر لڑائی ہوتی رہی آخر کار جب کے آخر میں خلیفہ کا میمنہ شکست کھا کر بغداد بھاگ گیا فتح مند گروہ نے خزانہ لوٹ لیا، بڑی گھمسان کی لڑائی ہوئی کشتیوں کے پشتے لگ گئے خلیفہ کے لشکر کا بڑا حصہ اگرچہ

بھاگ گیا تھا مگر خلیفہ نہایت استقلال اور ثابت قدمی اور مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا اور اپنی بقیہ فوج کوڑا تار ہا اس استقلال اور ثابت قدمی کا یہ نتیجہ نکلا کہ جمعی فوج میدان جنگ سے بھاگ گئی اور خلیفہ کو فتح نصیب ہو گئی، ترکمانوں کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا عورتیں لونڈی، بچے غلام بنائے گئے بقش کون ارسلان بن طغرل سمیت قلعہ مہاکین بھاگ گیا اور خلیفہ نے پہلی شعبان کو دار الخلافہ بغداد کی جانب واپسی کر دی۔

وزیر کو "سلطان العراق" کا خطاب:..... اس واقعہ کے بعد مسعود جلال شکنہ اور ترشک نے پھر فوجیں حاصل کیں اور غارتگری کے لئے واسط کی طرف بڑھے خلیفہ نے وزیر السلطنت ابن ہبیرہ کو مسعود جلا وغیرہ کی سرکوبی پر متعین کر دیا چنانچہ وزیر السلطنت نے ان باغیوں اور سرکشوں کو پہلے ہی معرکہ میں میدان جنگ سے مار بھگایا اور کامیابی کے ساتھ بہت سامان غنیمت لے کر دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا خلیفہ نے خوش ہو کر اسے "سلطان العراق" کا لقب عنایت کیا۔

بقش کون کی موت:..... ارسلان بن طغرل جیسا کہ ہم اوپر پڑھ چکے ہیں بقش کون کے ساتھ قلعہ مہاکین چلا گیا تھا سلطان محمد نے یہ خبر پا کر بقش کون کو ارسلان کے گرفتار کرنے کا حکم بھیجا اتفاق یہ کہ بقش کون اسی سال ماہ رمضان میں مر گیا اور ارسلان، بقش کے بیٹے اور حسن خازندار کے قبضہ میں رہا، یہ دونوں اس کو بلاد جبل لے کر چلے گئے پھر وہاں سے ابوالبہلو ان سلطان محمد کے سوتیلے باپ کے پاس پہنچ گئے، جس طغرل کو خوارزم شاہ نے قتل کیا تھا وہ اس ارسلان کا بیٹا تھا اور وہی سلاطین سلجوقیہ کی آخری یادگار تھا۔

ان واقعات کے بعد خلیفہ مقتضی نے ۵۵۰ھ میں وقواق پر فوج کشی کی چند تک اس کا محاصرہ کئے رہا اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ لشکر موصل اس کے مقابلے پر آ رہا ہے دار الخلافہ بغداد واپس آ گیا۔

شملہ کا خوزستان پر قبضہ:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ شملہ ترکمانی نسل کا تھا اس کا نام ایذغدی تھا اور امیر خاص بیگ ترکمانی کا خاص مصاحب تھا جس روز سلطان محمد نے اس کے آقائے نعمت امیر خاص بیگ کو قتل کیا اسی روز جان کے خوف سے خوزستان کی جانب بھاگ گیا، ملک شاہ بن سلطان محمد ان دنوں خوزستان کا حکمران تھا خلیفہ مقتضی نے یہ خبر پا کر کہ شملہ خوزستان کی جانب جا رہا ہے ایک فوج اس کے تعاقب میں روانہ کر دی شملہ نے اس فوج کا مقابلہ کیا اور انتہائی مردانگی سے اس کو شکست دے کر اس کے سرداروں کو قید کر لیا لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ان کو رہا کر کے خلیفہ کی خدمت میں بھیج دیا اور اپنی جسارت اور دلیری کی معافی مانگی خلیفہ نے اس کا عذر قبول فرمایا، شملہ خوزستان کی طرف بڑھا اور اس کو ملک شاہ بن سلطان محمود کے قبضہ سے نکال کر خود حکمرانی کرنے لگا۔

بنی خوارزم شاہ کی حکومت کا آغاز:..... سلطان سنجر سلطان ملک شاہ کا سگا بیٹا تھا جس وقت سلطان برکیاروق بن ملک شاہ نے ۴۹۰ھ میں خوزستان پر اپنے چچا ارسلان ارغو سے چھین کر قبضہ کیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں مفصل بیان کریں گے تو اپنے بھائی سنجر کو خوزستان پر مقرر کیا اور محمد بن انوش تلکین کو امیر داؤد جیشی بن بوساق کی جانب سے خوارزم پر متعین کیا پھر سلطان محمد نے علم حکومت بلند کیا اور سلطان برکیاروق سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑ پڑا (یہ فساد ایک مدت تک برابر جاری رہا تھا) اس وقت ملک سنجر کو خراسان کی حکومت سلطان محمد نے عطا کی اس لئے کہ وہ اس کا حقیقی بھائی تھا، چنانچہ اس زمانہ سے سلطان سنجر خراسان پر حکمرانی کرتا رہا حتیٰ کہ سلطان محمد کے بعد اس کی اولاد میں مخالفت پیدا ہو گئی (یہ ۴۹۴ھ کی بات ہے) ❶

اس وقت یہ ان لوگوں کا مشیر اور با اعتماد شخص تھا ہر کام میں اس سے مشورہ لیا جاتا جو شخص دار الخلافہ بغداد کی حکومت اپنے ہاتھ میں لیتا اس کو سلطان العراق کے لقب سے یاد کیا جاتا اس کے بعد ترکوں میں سے خطا کا گروہ کوہستان چین کے دروں سے نکلا اور اس نے ماورالنہر وغیرہ کو سلاطین خانیہ ❷ ترکستان کے حکمرانوں سے ۵۳۶ھ میں چھین لیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں ان واقعات کو تفصیل سے بیان کریں گے، سلطان سنجر

❶..... یہ سن کامل ابن اثیر صفحہ ۳۹۹ جلد ۶ سے لیا گیا ہے جبکہ ابن خلدون میں نہیں ہے۔

❷..... سلاطین خانیہ: افراسیاب ترک نسل سے تھا اور مسلمان تھے ان کا جد امجد "شین قراخان" مسلمان ہو گیا تھا۔

نے ان لوگوں کے مقابلے کے لئے لشکر تیار کیا، ترکان خطانے اس کو ہزیمت دے کر اس کے لشکر کے بڑے حصے کو کاٹ ڈالا اس سے اس کے قوائے حکمرانی میں اضمحلال پیدا ہو گیا اور خوارزم شاہ کو اپنی قوت بڑھانے کا موقع مل گیا، ترکان خطا کا یہ دستور تھا کہ جب یہ ترکستان کے علاقوں پر قابض ہوتے تو غز کو جو وہاں پر سلجوقیہ کے یادگار تھے تنگ کر کے خراسان کی طرف بھگا دیتے تھے سلجوقیہ نے اپنی حکومت کی ابتداء میں خراسان کو اپنا دارالحکومت بنالیا تھا اور اس پر قابض اور متصرف ہو گئے تھے اور ان کی باقی رہ جانے والے لوگ جو غز کے نام سے موسوم تھے اطراف ترکستان میں باقی رہ گئے تھے وہ ترکان خطا کی عنایتوں سے خراسان آ گئے اور وہیں انہوں نے اپنی حکومت کا سکہ جمالیا، پھلے پھولے اور بڑھے اس کے بعد جب ان کا شور و شر بڑھ گیا تو سلطان سنجر نے ۵۴۸ھ میں ان کے خلاف فوج کشی کی مگر ان لوگوں نے سلطان سنجر کو شکست دی اور اس کی لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کو قید بھی کر لیا پھر پورے خراسان پر قابض و متصرف ہو گئے امراء و اراکین دولت منتشر و متفرق ہو گئے جس جس شہر میں پہنچا اس پر قبضہ کر بیٹھا، ترکان خطا کو بھی زیر و زبر کرنے لگا سلطان سنجر کو نظر بند کئے ہوئے پورے ملک کو لوٹتے پھرتے تھے یہی ذریعہ ان کے لوٹ مار و تخت تاراج کرنے کا تھارفتہ رفتہ اکثر شہروں پر قابض ہو گئے اس کے بعد سلطان سنجر ان کی حراست سے ۵۵۱ھ میں بھاگ گیا اور ۵۵۲ھ میں ترکان خطا کے مقابلہ کی تمنا لئے ہوئے مر گیا، اس وقت خراسان ان کے امیروں پر تقسیم ہو گیا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ذیل میں تحریر کریں گے، اس کے بعد بنی خوارزم شاہ نے ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا اور اصفہان، رے، اور صوبہ جات غزنہ کو بنی سبکتگین سے چھین لیا اور سلاطین سلجوقیہ کی جگہ حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ چنگیز خان تاتاری حکمران نے ساتویں صدی کے شروع میں ان کی دولت و حکومت کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ ان لوگوں کے حالات میں بیان کریں گے (انشاء اللہ)

سلیمان شاہ:..... سلیمان شاہ بن محمد، برسوں سے اپنے چچا ملک سنجر کے پاس خراسان میں مقیم تھا ملک سنجر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کر رکھا تھا اس خراسان میں اس کے نام کا خطبہ بھی پڑھوایا تھا چنانچہ جب ترکان غز نے ملک سنجر کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا تو سلیمان شاہ اس کے لشکر پر حکومت کرنے لگا اس کے بعد ترکان غز سے یہ بھی مغلوب ہو گیا اور بھاگ کر خوارزم شاہ کے پاس پہنچ گیا خوارزم شاہ نے اس کی بڑی عزت کی اور اپنی بھتیجی سے اس کا نکاح کر دیا لیکن چند دن کے بعد کسی وجہ سے ناراض ہو گیا، سلیمان شاہ نے اصفہان کا راستہ لیا مگر شہنشاہ اصفہان نے داخل نہ ہونے دیا تب سلیمان نے شاہ قاشان کی جانب کوچ کر دیا سلطان محمد نے یہ خبر سن کر ایک فوج بھیج دی جس نے سلیمان شاہ کو قاشان میں بھی داخل نہیں ہونے دیا لہذا مجبوراً خوزستان کا رخ کیا وہاں ملک شاہ نے روک لیا غرض یہ کہ جب کسی طرف سے خیر مقدم کی آواز سنائی نہ دی بلکہ تلوار اور نیزوں ہی سے استقبال ہو تا نظر آیا تو نجف چلا گیا اور سید محسن کے پاس قیام پذیر ہو گیا۔

سلیمان شاہ کا اعزاز:..... پھر خلیفہ نے بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی اور اس غرض سے کہ آئندہ خلیفہ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا رہوں گا اپنی بیوی اور بچوں کو دربار خلافت میں رہن رکھ دیا، اجازت ملنے کے بعد تھوڑی سی فوج کے ساتھ جس کی تعداد تین سو سے زیادہ نہ تھی دارالخلافہ بغداد میں داخل ہوا تو وزیر السلطنت کے بیٹے قاضی القضاۃ اور اراکین دولت نے استقبال کیا چنانچہ سلیمان شاہ ماہ محرم ۵۵۱ھ میں دربار خلافت میں حاضر ہوا اس وقت قاضی القضاۃ، اراکین دولت اور خاندان عباسیہ کے نامی گرامی ممبر موجود تھے سلیمان شاہ نے دستور کے مطابق اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ آئندہ عراق سے متعرض نہیں ہوگا چنانچہ خلیفہ نے خوش ہو کر خلعت دی اور جامعہ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا اور اس کو وہی خطابات اور القاب عنایت فرمائے جو اس کے والد کے تھے اور لشکر بغداد کے تین سو سوار اسے دیئے پھر امیر قویدان گورنر حلا کو بلوا کر اس کا امیر حاجب مقرر کیا

شاہی فوجوں کی روانگی:..... ماہ ربیع الاول میں سلیمان شاہ نے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ کا قافلہ حلوان روانہ ہوا ملک شاہ بن سلطان محمود یعنی سلیمان شاہ والی خوزستان کے بھائی کو خلیفہ نے بلوا کر سلیمان شاہ کی موافقت اور اپنی اطاعت کی قسم لی اور اس بات کا عہد کیا کہ سلیمان کے بعد ملک شاہ تخت و تاج کا وارث ہوگا اس کے بعد خلیفہ نے دونوں کو مال و اسباب، زر نقد اور آلات حرب سے مدد دی پھر سب کے سب متحد ہو کر ہمدان اور اصفہان کی طرف بڑھے لیلذکر (اران کے علاقوں کا گورنر) انہی لوگوں سے آ ملا جس سے ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔

سلطان محمد کو ان لوگوں کے اجتماع اور روانگی کی خبر مل گئی تو گھبرا کر قطب الدین مودود زنگی گورنر موصل اور اس کے نائب زین العابدین کو خط لکھا اور

امداد طلب کی۔

سلیمان شاہ کی شکست اور گرفتاری:..... ان لوگوں نے نہایت خوشی سے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ سلیمان شاہ سے مقابلہ کرنے کے لئے خروج کیا چنانچہ ماہ جمادی الاولیٰ میں فریقین نے صف آرائی کی اور کئی روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی آخر کار سلیمان شاہ کو شکست ہوئی اور سارا لشکر متفرق اور منتشر ہو گیا، لیلذ کر اپنے شہر بھاگ گیا اور سلیمان شاہ نے بغداد کا راستہ پکڑا چنانچہ شہر زور سے ہو کر گذرا تو زین الدین کو چک (یہ قطب الدین کا نائب تھا) نے چھیڑ چھاڑ کی، امیر بزان نے جوزین الدین کی طرف سے شہر روز پر حکمرانی کر رہا تھا آگے بڑھ کر راستہ روک لیا اور پیچھے سے زین الدین نے موصل لا کر قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک اطلاعی خط کے ذریعے سلطان محمد کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔

بغداد کا محاصرہ:..... سلطان محمد نے دربار خلافت میں یہ درخواست دی تھی کہ میرے نام کا بغداد کی مساجد میں خطبہ پڑھا جائے مگر خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا تھا طرہ یہ ہوا کہ سلیمان شاہ سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کا حلف لے کر اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا جیسا کہ ابھی ہم پڑھ چکے ہیں، سلطان محمد کو یہ بات ناگوار گذری لہذا لشکر تیار کر کے ہمدان سے عراق کی جانب کوچ کر دیا اور ماہ ذی الحجہ ۵۵۵ھ میں عراق پہنچا قطب الدین اور اس کے نائب زین الدین کی طرف لشکر موصل بھی سلطان محمد کی کمک پر آیا ہوا تھا بغداد میں اس سے بے حد اضطراب پیدا ہو گیا خواص و عوام کے ہوش و حواس اڑ گئے خلیفہ نے بھی فراہمی فوج کی جانب توجہ کی چنانچہ خطلو برس ① گورنر واسط ایک لشکر کے ساتھ پہنچ گیا مہملہل نے حملہ پر قبضہ کر لیا وزیر السلطنت ابن ہبیرہ قلعہ بندی ② میں مصروف ہو گیا اور جگہ جگہ دھس بندھوائے اور نہریں کھدوائیں، مورچے قائم کئے پلوں کو تڑوا دیا اور ساری کشتیاں تاج کے نیچے جمع کر لیں اہل بغداد مغربی جانب سے وسط بغداد میں آگئے مال و اسباب قصر خلافت میں رکھوا دیا گیا۔

محاصرہ ناکام:..... اس کے بعد خلیفہ مقتضی لشکر اور عوام الناس کو مسلح اور سامان جنگ سے آراستہ کر کے محاصرین کے مقابلے کے لئے نکلا چنانچہ ایک مدت تک سلسلہ جنگ جاری رہا سلطان محمد نے دجلہ کے مشرقی ساحل پر ایک پل بندھوا کر عبور کیا اور اس جانب بھی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا اس وقت بغداد میں دو طرف سے لڑائی چھڑی ہوئی تھی محصورین پر دائرہ حیات تنگ ہو رہا تھا رسد و غلہ کی کمی محسوس ہو چکی تھی گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی حملہ آور فوج نے ناکہ بندی کر لی تھی جس سے باہر کی آمد و رفت بالکل بند ہو گئی تھی لشکر موصل ویسے تو میدان جنگ میں آ گیا تھا لیکن چونکہ سلطان نور الدین محمود زنگی نے جو قطب الدین کا بڑا بھائی تھا زین الدین کو خلیفہ سے جنگ کرنے پر ملامتانہ خط لکھ بھیجا تھا اس لئے جنگ کرنے سے جی چرا رہا تھا، جنگ کے دوران یہ خبر ملی کہ ملک شاہ اور لیلذ کر اور ارسلان بن ملک طغرل بن سلطان محمد نے ہمدان پر قبضہ کر لیا ہے سلطان محمد یہ سنتے ہی محاصرے سے ہاتھ کھینچ کر ماہ ربیع الاول ۵۵۶ھ کے آخر میں ہمدان کی طرف کوچ کر گیا اور زین الدین موصل کی جانب لوٹ گیا۔

امیر سقمان:..... سلطان محمد نے جس وقت ہمدان کا رخ کیا تھا ملک شاہ لیلذ کر اپنے رفقاء اور ہمراہیوں کے ساتھ مقام رے آگئے تھے اینانج شہنہ رے نے مزاحمت کی ان لوگوں نے اینانج کو شکست دے دی سلطان محمد نے یہ خبر سن کر امیر سقمان بن قائماز کو ایک فوج دے کر اینانج کی کمک پر روانہ کر دیا چنانچہ امیر سقمان ابھی رے پہنچنے بھی نہیں پایا تھا کہ ملک شاہ اور لیلذ کر رے سے واپس چلے گئے اور یہ بغداد کے محاصرے کیلئے جارہے تھے کہ راستے میں امیر سقمان سے ٹڈ بھڑ ہو گئی اور خونریز جنگ کے بعد امیر سقمان کو شکست ہو گئی سلطان محمد نے اس واقعہ کی اطلاع پا کر ملک شاہ اور لیلذ کر کے تعاقب میں خوزستان کی جانب کوچ کر دیا حلوان پہنچ کر یہ خبر ملی کہ لیلذ کر تو اس وقت دینور میں ٹھہرا ہوا ہے اور اینانج نے لیلذ کر اور ملک شاہ کی روانگی کے بعد ہمدان میں پھر داخل ہو کر قبضہ کر لیا ہے اور بدستور سابق سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا جا رہا ہے اس خبر سے سلطان محمد کے تن مردہ جسم میں جان سی پڑ گئی چنانچہ اسی وقت ہمدان کی جانب لوٹ گیا اور ملک شاہ اور لیلذ کر کے ساتھی ادھر ادھر منتشر ہو گئے شملہ گورنر خوزستان نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ملک شاہ اور لیلذ کر کے چکھے چھوٹ گئے چارونا چاراپنے اپنے شہروں کی طرف بھاگ گئے۔

①..... بعض نسخوں میں، فضلو ابواش، لکھا ہے جو کہ غلط ہے۔

②..... یہ ساری تفصیل، اخبار الدولہ السلجوقیہ، میں ملاحظہ فرمائیں۔

سنقر ہمدانی:..... سنقر ہمدانی گورنر لصف نے ان جھگڑوں کے دوران سواد بغداد کو تخت و تاراج کیا تھا ایک خاصہ لشکر بھی مرتب اور تیار کر لیا تھا خلیفہ مقتضی کو جب ایک گونہ اس سے فراغت حاصل ہوئی تو اس نے سنقر ہمدانی کے سرکوبی کی جانب توجہ کی ماہ جمادی الاولیٰ ۵۵۳ھ میں لشکر آراستہ کر کے سنقر کی طرف بڑھا، لصف کے قریب پہنچ کر امیر خطلو برس نے گزارش کی کہ خلیفہ یہیں قیام فرمائیں یہ خادم اس مہم کو سر کر لے گا، خلیفہ مقتضی نے یہ رائے پسند کر کے امیر خطلو برس کو روانگی کا حکم دیا چنانچہ امیر خطلو برس نے سنقر کے پاس جا کر سمجھایا بجھایا اور اس کو علم خلافت کا مطیع بنا کر خلیفہ کی خدمت میں واپس آگیا اور سارے حالات عرض کئے، خلیفہ نے خوش ہو کر امیر خطلو برس اور امیر ارغش کو بلاد لصف میں جاگیریں عنایت کر کے دار الخلافت کی جانب لوٹ گیا۔

سنقر کی دوبارہ بغاوت:..... خلیفہ کی واپسی کے بعد امیر ارغش نے بلاد لصف کا رخ کیا سنقر امیر ارغش کو بلاد لصف سے نکال کر تنہا حکومت کرنے لگا اور سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھوایا امیر خطلو برس یہ خبر سن کر دار الخلافت بغداد سے ایک لشکر لے کر روانہ ہوا سنقر مقابلہ پر آیا خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی تو میدان امیر خطلو برس کے ہاتھ رہا سنقر کو شکست ہوئی چنانچہ وہ چار سو سواروں کے ساتھ قلعہ ماہکی کی طرف بھاگ گیا جو امیر قائماز عمیدی کے قبضے میں تھا، اس کے بعد ۵۵۴ھ میں اپنی فوج کو تیار کر کے دوبارہ بلاد لصف کا رخ کر لیا چنانچہ امیر ارغش نے مقابلہ کیا لڑائیاں ہوئیں آخر کار امیر ارغش کو شکست ہو گئی اور انتہائی ابتری سے بغداد کی جانب لوٹ گیا، خلیفہ نے یہ خبر پا کر لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے اپنی فوج کو تیار کر کے نعمانیہ کی جانب کوچ کر دیا اور بطور مقدمہ انجیش ایک فوج ترشک کی کمان میں سنقر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی سنقر یہ سن کر پہاڑوں میں چلا گیا چند دن بعد محاصرہ چھوڑ کر بند نجین کی طرف لوٹ گیا اور ایک اطلاعی خط دار الخلافت بغداد میں بھیج دیا۔

سنقر کی بری طرح شکست:..... سنقر پریشان ہو کر ملک شاہ کے پاس پہنچ گیا ملک شاہ نے پانچ سو سواروں سے اس کی مدد کی پھر کیا تھا سنقر نے دوبارہ اپنے قلعہ اور اپنے شہر کا رخ کر لیا ترشک نے بھی یہ سن کر خلیفہ سے امداد طلب کی خلیفہ نے ایک فوج امداد کے لئے بھیج دی سنقر نے ایک سفیر صلح کی گفتگو کرنے کے لئے ترشک کے پاس بھیجا مگر ترشک نے اس سفیر کو قید کر لیا اور لشکر تیار کر کے حملہ کر دیا، سنقر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ گیا سارا لشکر برباد ہو گیا مال و اسباب لوٹ لیا گیا سنقر نے زخمی ہو کے بلاد عجم میں جا کر دم لیا اور ایک مدت تک ٹھہرا ہا اس کے بعد اسی ۵۵۴ھ کے آخر میں پو شیدہ طور پر بغداد آیا اور تاج کے سامنے خود کو ڈال دیا خلیفہ مقتضی نے خوش ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دیدی۔

قائمماز اور شملہ کی جنگ:..... ۵۵۳ھ میں شملہ اور قائماز سلطانی کی اطراف بادریا میں جنگ ہوئی تھی لڑائی سخت اور خونریز تھی قائماز کو اس واقعہ میں شکست ہو گئی اور وہ اس جنگ میں مارا گیا خلیفہ مقتضی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک فوج شملہ کو زیر کرنے کو روانہ کی شملہ یہ خبر پا کر ملک شاہ کے پاس بھاگ گیا۔

سلیمان شاہ کی تخت نشینی:..... سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ محاصرہ بغداد سے واپسی کے بعد عارضہ سل میں مبتلا ہو گیا، بیماری نے اتنا زیادہ طول پکڑا کہ اسی عارضہ میں مقام ہمدان میں ماہ ذی الحجہ ۵۵۴ھ میں اپنی حکومت کے سات برس چھ مہینے بعد وفات پائی وفات کے وقت اقسقر احمد ملی کو بلوا کر اپنے بیٹے کو سپرد کیا اور یہ کہا کہ مجھے معلوم ہے کہ میرے بعد میرے اراکین دولت اس لڑکے کی اطاعت نہیں کریں گے تم اس کو اپنے ملک لے کر چلے جاؤ چنانچہ سلطان محمد کی وفات کے بعد اقسقر کے بیٹے کو لے کر مراغہ چلا گیا۔

امراء کا اختلاف:..... سلطان محمد کے انتقال کے بعد اراکین دولت میں اختلاف پڑ گیا ایک گروہ سلیمان شاہ (سلطان محمد کا چچا) کو تخت نشین کرنا چاہتا تھا اور ایک گروہ سلطان محمد کے بھائی ملک شاہ کو تخت و تاج کا مالک بنانے کا ارادہ رکھتا تھا اور کچھ لوگ اسلان بن سلطان طغرل کی طرف مائل تھے جو ایلدز کے ساتھ بلاد اران میں مقیم تھا اراکین دولت اسی تذبذب میں پڑے ہوئے تھے کہ ملک شاہ شملہ ترکمانی اور گورنر فارس و کلاء کے ساتھ خوزستان سے اصفہان پہنچ گیا ابن خندی نے اطاعت قبول کر لی اور رسد و غلہ فراہم کر دیا اور لشکر ہمدان کو اطاعت کا پیغام بھیجا لشکر ہمدان نے انکار میں جواب دیا اس کے بعد ہمدان کے بڑے بڑے امراء نے قطب الدین مودود ابن زنگی والی موصل کے پاس ۵۵۵ھ کے شروع میں یہ پیغام بھیجا

کہ سلیمان شاہ کو قید سے رہا کر کے ہمدان روانہ کر دو ہم لوگ دل و جان سے اس کی حکومت و سلطنت کو چاہتے ہیں چنانچہ قطب الدین نے اس شرط پر سلیمان شاہ کو رہا کر کے اپنے نائب زین الدین علی کو چک کے ہمراہ موصل کے ایک دستہ فوج کے ساتھ ہمدان روانہ کیا کہ تخت و تاج کا مالک سلیمان شاہ اس کی اتالیقی قطب الدین مودود زنگی کو دی جائے اور جمال الدین کو جو قطب الدین کا وزیر ہے عہدہ وزارت عطا ہو۔

سلیمان شاہ کی بیعت:..... چنانچہ جیسے ہی سلیمان شاہ بلاد جبل میں داخل ہوا چاروں طرف سے فوجیں جوق جوق آنے لگیں زین الدین کو اس سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ سلیمان شاہ کو اطلاع دیے بغیر موصل لوٹ گیا زین الدین کی واپسی سے سلیمان شاہ کا شیرازہ انتظام درہم برہم ہو گیا جس ارادے سے خروج کیا تھا وہ پورا نہ ہو سکا لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور ہمدان میں داخل ہو گیا اہل ہمدان نے اس کی سلطنت و حکومت کی بیعت کر لی اور اس کے نام کا دار الخلافہ بغداد میں خطبہ پڑھا گیا۔

ملک شاہ کی موت:..... اس دوران ملک شاہ کی جمعیت بھی اصفہان میں بڑھ گئی چنانچہ دار الخلافہ بغداد میں کہلویا کہ سلیمان شاہ کا خطبہ موقوف کر کے میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور جو قوانین عراق پہلے تھے وہی جاری کئے جائیں ورنہ میں حملہ کر دوں گا، وزیر عون الدین بن ہبیرہ نے ایک لونڈی حکمت عملی سے ملک شاہ کے پاس بھیج دی جس نے اس کو زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ ۵۵۵ھ کا ہے۔

سلیمان شاہ کی بے راہ روی:..... ملک شاہ کے مرنے کے بعد اہل اصفہان نے ملک شاہ کے تمام امیروں اور مصاحبوں کو نکال دیا اور سلیمان شاہ کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا شملہ خوزستان کی جانب لوٹا اور ان تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا جن پر ملک شاہ متصرف اور قابض تھا غرض اس طرح سے سلیمان شاہ کی حکومت کا سکہ ان شہروں میں چلنے لگا مگر وہ تھوڑے ہی دنوں بعد ہولعب میں منہمک ہو گیا اور کاروبار سلطنت چھوڑ کر ناچ رنگ میں اپنے اوقات خرچ کرنے لگا دن رات شراب نوشی کا شغل رہنے لگا امراء و اراکین دولت کی طرف توجہ نہیں کرتا تھا مسخروں، گویوں اور نقالوں سے دربار بھر رہتا تھا امور سلطنت شرف الدین کرد باز جو مشائخ سلجوقیہ میں سے تھا انجام دے رہا تھا یہ شخص نہایت دیندار، صاحب عقل اور باتدبیر تھا امراء و اراکین دولت سلیمان شاہ کی اس سے اکثر شکایت کیا کرتے تھے ایک دن یہ سلیمان شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور نصیحت کے طور پر بات چیت کرنے لگا سلیمان شاہ اس وقت نشہ میں تھا اس نے مسخروں کو اشارہ کر دیا لہذا انہوں نے شرف الدین کو بنانا شروع کر دیا اس پر شرف الدین ناراض ہو کر آگیا سلیمان شاہ کا عذر تو قبول کر لیا مگر آنا جانا بالکل بند کر دیا سلیمان شاہ کو اس سے کچھ خطرہ پیدا ہو گیا لہذا اینانج گورنر رے کو اپنی کمک پر بلوایا اینانج ان دنوں بیمار تھا اس نے معذرت کی کہ صحت کے بعد اپنی فوج کے ساتھ حاضر ہوں گا اتفاق یہ کہ اس کی خبر شرف الدین تک پہنچ گئی اس سے ناراضگی اور کشیدگی بے حد بڑھ گئی چنانچہ ایک روز دعوت کے بہانے سلطان سلیمان شاہ کو اس کے حاشیہ نشینوں کے ساتھ اپنے مکان پر مدعو کیا اراکین دولت تو اس سے تنگ تھے لہذا شرف الدین کا اشارہ پا کر سلیمان شاہ کو اس کے مصاحبوں اور وزیر ابو القاسم محمود بن عبد العزیز حامدی سمیت ماہ شوال ۵۵۶ھ میں گرفتار کر لیا وزیر اور مصاحبوں کو تو اسی وقت قتل کر ڈالا اور سلیمان شاہ کو چند دن قید میں رکھا اس کے بعد ایک شخص کو اشارہ کر دیا اس نے اس کا گلا گھونٹ دیا جس سے وہ مر گیا۔

ارسلان شاہ کی بیعت:..... اینانج گورنر رے کو اس کی خبر ملی تو فوجیں تیار کر کے غارتگری کرتا ہوا ہمدان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا شرف الدین نے اتالیق اعظم ایلدز کو اس واقعہ سے مطلع کر کے ارسلان شاہ بن طغرل کی بیعت کرنے کی غرض سے اسے بلوایا چنانچہ ایلدز کرہیں ہزار سواروں کے ساتھ ہمدان پہنچ گیا اور اینانج محاصرہ سے دست کش ہو کر چلا گیا ایلدز نے ہمدان میں داخل ہو کر ارسلان شاہ بن طغرل کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کی حکومت و سلطنت کی اہمیت ان سے بیعت لی ایلدز کو اس کا اتالیق مقرر کیا گیا اور بہلوان بن ایلدز کو اس کا حاجب بنایا گیا دربار خلافت میں اس واقعہ کا اطلاعی خط بھیجا گیا اور یہ درخواست کی گئی کہ ارسلان شاہ کے نام کا خطبہ جامع مسجد بغداد میں پڑھا جائے، اور جیسا کہ سلطان مسعود کے عہد حکومت میں عراق کا انتظام تھا ویسا ہی اب پھر جاری کیا جائے مگر خلیفہ نے سفیر کو جواب تک نہ دیا بلکہ دربار خلافت سے نہایت بے عزتی سے نکلوا دیا اور اینانج گورنر رے نے ایلدز کو اس سے سازش کر لی اور اپنی بیٹی کا عقد بہلوان بن ایلدز کو سے کر کے ہمدان آ گیا۔

ایلدز کو کا احوال:..... ایلدز کو سلطان مسعود کا خادم تھا اس کو اران اور آذربائیجان کے بعض علاقوں کی حکومت دی گئی تھی سلاطین سلجوقیہ کی

کسی خانہ جنگی میں شریک نہیں ہوا تھا ارسلان کی ماں یعنی زوجہ طغرل سے ملک طغرل کے بعد نکاح کر لیا تھا جس سے بہلوان محمد اور قزل ارسلان عثمان پیدا ہوئے۔

ایلڈ کر اور اینانج کے درمیان صلح ہو جانے کے بعد ایلڈ کرنے آقسنقر احمد ملی گورنر مراغہ کو ارسلان شاہ کی اطاعت کا حکم بھیجا آقسنقر نے اطاعت کرنے سے انکار ہی نہیں کیا بلکہ اس لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھنے اور اس کی بیعت کرنے کی دھمکی دی جو اس کے پاس موجود تھا یعنی محمود بن ملک شاہ، اصل یہ ہے کہ وزیر السلطنت ابن ہبیرہ نے اس نو عمر لڑکے کے نام کا خطبہ پڑھے جانے اور اس کی بیعت کرنے کی تحریک کی تھی اسی بناء پر ایلڈ کرنے ایک فوج اپنے بیٹے بہلوان کے ساتھ روانہ کی یہ فوج کوچ و قیام کرتی ہوئی مراغہ کی جانب بڑھی آقسنقر نے یہ خبر سن کر ساہر مز گورنر خلاط سے امداد طلب کی چنانچہ ساہر مز نے ایک فوج ابن آقسنقر کی کمک پر بھیج دی ابن آقسنقر اور بہلوان کا نہر اسیر و د پر مقابلہ ہوا بہلوان شکست کھا کر ہمدان کی طرف لوٹ گیا اور آقسنقر کامیابی کے ساتھ مراغہ لوٹ آیا۔

محمود بن شاہ کی بیعت:..... جس وقت ملک شاہ بن محمود نے اصفہان میں زہر سے وفات پائی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں تو اس کے مصاحبوں کا ایک گروپ اس کے بیٹے محمود کے ساتھ بلاد فارس کی طرف چلا گیا زنگی بن وکلاء، سلفری گورنر فارس نے محمود بن ملک شاہ کو ان لوگوں سے چھین کر قلعہ اضطخر میں لیجا کر نظر بند کر دیا لہذا جب ایلڈ کرنے بغداد میں اپنے ربیب ارسلان کے نام کا خطبہ پڑھے جانیکا پیغام بھیجا تو وزیر السلطنت عون الدین ابوالمظفر یحییٰ بن ہبیرہ نے گرد و نواح کے امراء اور گورنروں سے سازش شروع کر دی زنگی بن وکلاء کو یہ کہلوا دیا کہ میں ایلڈ کر کے خلاف فوج کشی کرنے والا ہوں اگر اس کے مقابلہ میں مجھے کامیابی حاصل ہوگئی تو بہتر ہوگا کہ تم محمود بن ملک شاہ کی حکومت و سلطنت کی بیعت کر کے اس کے نام کا خطبہ اپنے ممالک محروسہ میں پڑھو۔ چنانچہ زنگی نے محمود بن ملک شاہ کو رہا کر کے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور پانچوں وقت اس کے دروازے پر نوبت بننے لگی۔

ایلڈ کر کے خلاف محاذ:..... اینانج گورنر رے کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور اتفاق رائے کی درخواست کی تو اینانج نے اقرار میں جواب دیا اور ساتھ ہی اس کے دس ہزار فوج کے لشکر کے ساتھ زنگی کی طرف کوچ کیا آقسنقر احمد ملی نے بھی خبر سن کر پانچ ہزار سوار زنگی کے پاس بھیج دیئے رفتہ رفتہ ایلڈ کر کو ان واقعات کی خبر ملی گئی ایک بڑا لشکر تیار کر کے بلاد فارس کے ارادے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا اور زنگی بن وکلاء گورنر فارس کے پاس ارسلان کی اطاعت و فرمانبرداری اور حاضری کا پیغام بھیجا مگر زنگی نے ٹکا سا جواب دے دیا اور یہ کہلوا دیا کہ مجھے ملنے کی فرصت نہیں ہے میں اس وقت اپنی جاگیر میں جا رہا ہوں جو حال ہی میں دربار خلافت سے مجھے عطا ہوئی ہے اس نے خفیہ طور پر خلیفہ اور وزیر سلطنت سے امداد بھی طلب کی خلیفہ اور وزیر نے امداد و کمک کا وعدہ کر لیا اور ان امراء کو عتاب آموز خطوط بھی تحریر کئے جو ایلڈ کر کے ہمراہ اور اس کے مطیع تھے۔

ایلڈ کر کی جنگیں:..... ایلڈ کرنے پہلے اینانج سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اتنے میں یہ خبر ملی کہ زنگی نے سمر اور اس کے مضافات کو لوٹ لیا ہے لہذا فوراً دس ہزار سواروں کو زنگی کا مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا مگر زنگی نے ان کو پہلے ہی حملہ میں شکست دیدی تب ایلڈ کر نے آذربائیجان کی فوج کو طلب کر لیا تھوڑے ہی دنوں بعد اس کا بیٹا کزل ارسلان آذربائیجانی لشکر لئے ہوئے پہنچ گیا زنگی نے بھی یہ سن کر اینانج کی کمک پر فوجیں روانہ کر دیں مگر بذات خود اس خوف سے کہ کہیں بلاد شملہ گورنر خوزستان معرض زوال میں نہ آجائیں اس مہم میں شریک نہ ہو سکا،

ماہ شعبان ۵۵۰ھ میں ایلڈ کر اور اینانج کی جنگ ہوئی متعدد معرکے ہوئے آخر کار اینانج شکست کھا کر بھاگ گیا اس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا ایلڈ کر نے تعاقب کر کے اینانج کا محاصرہ کر لیا اس کے بعد دونوں میں صلح ہوگئی صلح کے بعد ایلڈ کر ہمدان کی جانب لوٹ گیا۔

مستنجد بن مقتضی:..... خلیفہ مستنجد، خلفاء بن عباس کا وہ پہلا خلیفہ تھا جس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ زمام حکومت ایسے حالات میں اپنے قبضہ اقتدار میں لی جس وقت کہ شیرازہ حکومت و خلافت موصل، واسط، بصرہ اور حلوان کے درمیان منتشر ہو گیا تھا اور حکمرانی کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے تھے۔

مقتضی کی وفات:..... خلیفہ مقتضی لامر اللہ ابو عبد اللہ محمد بن مستظہر نے ماہ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں اپنی خلافت کے چوبیس برس چار مہینے بعد وفات پائی، خلفاء بنی عباسیہ کا یہ پہلا شخص ہے جس نے کسی سلطان کی شراکت کے بغیر عراق پر جب کہ دہائیوں کا دور دورہ ہوا، تنہا حکمرانی کی لشکریوں اور مصاحبوں کو اپنے قابو میں رکھا جتنے علاقے صوبوں کے گورنروں کی دستبرد اور تغلب سے باقی رہ گئے تھے ان پر بیدار مغزی اور ہوشیاری سے حکومت کی۔

مستنجد کے خلاف سازش:..... جس وقت اس کے مرض میں اشتداد کی کیفیت پیدا ہوئی اور زندگی سے ایک گونہ مایوسی محسوس ہوئی اسی وقت سے اس کی بیویوں کو اپنے اپنے بیٹوں کی تخت نشینی کی فکر پیدا ہو گئیں مادر مستنجد اپنے بیٹے کی خلافت کی فکر میں لگی ہوئی تھی اس کے بھائی علی کی ماں اپنے لڑکے کو تخت خلافت پر متمکن کرانے کی تدبیر میں تھی بلکہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مستنجد کے قتل کا بھی ارادہ کر لیا تھا چنانچہ بیمار خلیفہ مقتضی کے دیکھنے کے بہانے سے مستنجد کو بلوالیا اور درپردہ یہ تدبیر کی کہ قصر خلافت کی لونڈیوں کو چھریاں دیدیں یہ خود اور اس کا بیٹا شمشیر بکف بیٹھے تھے کہ جیسے ہی مستنجد قصر خلافت میں قدم رکھے چاروں طرف سے یورش کر کے قتل کر دیا جائے اتفاق سے اس کی خبر مستنجد تک پہنچ گئی اس نے اپنے باپ کے خوابہ سراء کو بلوا کر اس واقعہ سے اس کو آگاہ کیا اور اپنے ساتھیوں اور فرماشو کو مسلح کر کے محل سرائے خلافت میں داخل ہوا اس کے داخل ہوتے ایک لونڈی نے بڑھ کر حملہ کیا مگر مستنجد کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے لپک کر گرفتار کر لیا اور دیگر لونڈیاں یہ ماجرا دیکھ کر بھاگ گئیں، مستنجد نے اپنے بھائی علی اور اس کی ماں کو گرفتار کر لیا اور ان لونڈیوں میں بعض کو قتل کر ڈالا اور بعض کو دریائے دجلہ میں ڈبو دیا، اتنے میں خلیفہ مقتضی کی وفات ہو گئی۔

الحسن مستنجد باللہ ۵۶۶ھ تا ۵۷۵ھ

مستنجد کی بیعت:..... مستنجد نے بیعت خلافت لینے کے لئے دربار عام منعقد کیا سب سے پہلے خاندان خلافت کے ممبروں نے بیعت کی اور ان میں سے سب سے پہلے اس کے چچا ابوطالب نے بیعت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اس کے بعد وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ اور قاضی القضاۃ نے بیعت کی اس کے بعد اراکین دولت اور علماء کو بیعت کرنے کی غرض سے پیش کیا گیا، جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا عون الدین کو بدستور سابق عہدہ وزارت عطا ہوا گورنران صوبجات اپنے اپنے صوبوں پر بحال رکھے گئے تخت نشینی کی خوشی میں ٹیکس اور محصول معاف کر دیا گیا، رئیس الروساء اور استادوار کو خلعتیں عنایت ہوئیں قاضی القضاۃ ابوالحسن علی بن احمد دامغانی معزول ہوا اور ابو جعفر عبدالواحد ثقفی کو عہدہ قضاء پر مامور کیا گیا۔

ترکمانوں کی شورش:..... ۵۵۶ھ میں ترکمانوں نے بند نخجین کی اطراف میں سر اٹھایا جن کی سرکوبی کے لئے مستنجد نے امیر ترشک کو بلاد لحف سے طلب کر لیا امیر ترشک نے حاضری بغداد سے معذرت کی اور یہ گزارش کی کہ یہ خادم ترکمانوں سے لڑنے کے لئے بند نخجین جانے کو تیار ہے مگر شاہی لشکر سے میری مدد کیجائے، خلیفہ کو ترشک کا یہ غدر ناگوار گذرا لہذا چند فوجیں چند امراء کے ساتھ ترشک کے پاس روانہ کر دیں چنانچہ ان امراء نے ترشک کے پاس پہنچ کر اسے مار ڈالا اور سر اتار کر دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔

قلعہ ماہکی کی بازیابی:..... ۵۵۷ھ میں خلیفہ نے قلعہ ماہکی کو سنقر ہمدانی کے مملوک کے قبضہ سے نکال لیا سنقر ہمدانی اس قلعہ کا گورنر تھا اس قلعہ کو اپنے ایک مملوک کے حوالہ کر کے ہمدان چلا گیا تھا سنقر کے جانے کے بعد قرب وجوار کے ترکمانوں اور کردوں نے بغاوت کر دی فتنہ و فساد کے دروازے کھول دیئے سنقر کا مملوک ان کا مقابلہ نہ کر سکا خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو پندرہ ہزار دینار دے کر قلعہ ماہکی کو سنقر کے مملوک سے لے لیا سنقر کا مملوک بغداد میں قیام پذیر ہو گیا یہ قلعہ خلیفہ مقتدر ترکمانوں اور کردوں کے قبضہ میں تھا۔

خفاجہ کی سرکشی اور صلح:..... ۵۵۶ھ میں خفاجہ (عربوں کا ایک قبیلہ ہے) حلہ اور کوفہ میں جمع ہوئے اور دستور کے مطابق کھانا وغیرہ طلب کیا ارغش جاگیردار کوفہ اور قیصر شحہ حلہ نے (یہ دونوں خلیفہ مستنجد کے غلام تھے) ان سے مزاحمت کی، چنانچہ خفاجہ نے اس بناء پر غارتگری شروع کر دی، ارغش اور قیصر نے فوجیں تیار کر کے خفاجہ کا تعاقب کیا رجبہ تک پیچھا کرتے چلے گئے خفاجہ نے صلح کی درخواست کی مگر ارغش اور قیصر نے انکار میں جواب

دیا تب خفجہ بھی مقابلہ پرتل گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی انجام کار شاہی لشکر شکست اٹھا کر بھاگ گیا قیصر اس دوران مارا گیا ارغش نے رجبہ میں جا کر پناہ لی شحہ رجبہ نے اس کو امن دے دیا اور حفاظت دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا، اس واقعہ میں لشکر شاہی کا بڑا حصہ پیاس کی شدت سے میدانوں میں تباہ ہو گیا باقی ماندہ کسی طرف جان بچا کر بغداد پہنچے، وزیر السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کو خفجہ کی اس گندی حرکت پر طیش آ گیا لہذا لشکر تیار کر کے خفجہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گئے خفجہ یہ سن کر جنگل اور پہاڑوں میں چلے گئے اور وزیر السلطنت بغداد کی جانب لوٹ گیا خفجہ رفتہ رفتہ بصرہ پہنچ گئے اور معذرت لکھ کر دربار خلافت میں روانہ کیا مصالحت کی درخواست کی جو کہ خلیفہ نے منظور کر لی۔

بنی اسد کا عراق سے اخراج:..... چونکہ حله سے رہنے والے بنی اسد نے اس سے پہلے بے حد شورش مچا رکھی تھی اس کے علاوہ محاصرہ بغداد کے وقت ان لوگوں نے سلطان محمد کا ساتھ بھی دیا تھا یہی وجہ تھی کہ خلیفہ مستنجد کے دل میں ان لوگوں کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی تھی چنانچہ ۵۵۸ھ میں خلیفہ مستنجد نے امیر یزدان بن قماج کو ان لوگوں کی جلا وطنی اور سرکوبی کرنے پر مامور کیا یہ لوگ حله کے تمام اطراف میں پھیلے ہوئے تھے امیر یزدان فوجیں تیار کر کے دار الخلافت بغداد سے حله کی طرف روانہ ہوا اور ابن معروف کو بصرہ سے اپنی کمک پر بلا بھیجا چنانچہ ابن معروف دریا کے راستے جنگی کشتیاں لئے ہوئے ایک عظیم لشکر کے ساتھ پہنچ گیا ایک زمانہ تک امیر یزدان بنی اسد کا محاصرہ کئے رہا خلیفہ مستنجد کو جنگ کا طول کھینچنا ناگوار گذرا لہذا عتاب آموز خط کے ذریعے امیر یزدان پر شیعیت کا الزام لگادیا اور یہ دھمکی دی کہ اگر اب جنگ میں طوالت ہوئی تو تیری خیر نہیں ہے امیر یزدان اس عتاب آموز خط کو پڑھ کر چونک گیا چنانچہ ابن معروف کو بلا کر خلیفہ کا خط دکھلایا دونوں نے باتفاق رائے لشکر تیار کر کے چاروں طرف سے بنی اسد پر حملہ کر دیا پانی، رسد اور غلہ کی آمد و رفت بند کر دی، مجبوراً بنی اسد بھی تلوار کھینچ کر نکل پڑے چنانچہ چار ہزار بنی اسد مارے گئے باقی ماندگان کے لئے یہ کارروائی کی گئی کہ بذریعہ منادی اعلان کرایا گیا کہ آج کے بعد جو شخص بنی اسد کا حله میں نظر آئے گا اسے بلا تفتیش قتل کر دیا جائے گا، چوبیس گھنٹہ کے اندر جس کو جہاں جانا ہو چلا جائے چنانچہ باقی بنی اسد عراق چھوڑ کر نکل کھڑے ہوئے ایک تنفس بھی بنی اسد کا عراق میں باقی نہ رہا حله اور تمام بلاد بنی اسد ابن معروف کو دیدیئے گئے۔

واسط میں بغاوت:..... بصرہ امیر منکبرس کی جاگیر میں تھا جو خلیفہ مستنجد کا آزاد کردہ غلام تھا ۵۵۹ھ میں خلیفہ نے اس کو قتل کر کے اس کی جگہ کششکین کو مامور فرمایا، ابن سنکا جو کہ شملہ گورنر خوزستان کا بھتیجا تھا اس کو غنیمت شمار کر کے بصرہ پر چڑھائی کر دی اس کے اطراف و جوانب کے دیہاتوں اور قصبوں کو تخت و تاراج کرنے لگا دربار خلافت سے کششکین کے نام ابن سنکا سے جنگ کرنے کا فرمان صادر ہوا کششکین نہ تو فوجیں فراہم کر سکا اور نہ ابن سنکا کے طوفان بدتمیزی کو روک سکا اس سے ابن سنکا کے حوصلے بلند ہو گئے اور وہ واسط کی طرف بڑھا اور اس کے اطراف و مضافات کو لوٹنے لگا امیر خطلو برس اس صوبہ کا جاگیر دار تھا اس نے فوجیں حاصل کر کے ابن سنکا سے مزاحمت کی چنانچہ یہ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا جنگ کے دوران ابن سنکا نے ان امراء کو ملایا جو امیر خطلو برس کے ہمراہ تھے چنانچہ یہ لوگ عین لڑائی کے وقت امیر خطلو برس کو حریف مقابل کے حوالہ کر کے دائیں بائیں ہو گئے امیر خطلو برس کو ابن سنکا کے ساتھیوں نے گرفتار کر لیا اس کا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا خاتمہ جنگ کے بعد ابن سنکا نے اس امیر کو ۵۶۱ھ میں مار ڈالا اس کے بعد ۵۶۲ھ میں ابن سنکا نے پھر بصرہ کا رخ کیا اور اس کے مشرقی حصے کو لوٹ لیا، کششکین نے ابن سنکا سے روک ٹوک کرنے کو خروج کیا دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی بالاخر ابن سنکا نے جنگ سے اعراض کر کے واسط کی جانب کوچ کیا اہل واسط آبرو اور جان کے خوف سے کانپ اٹھے مگر ان کی خوش قسمتی سے ابن سنکا واسط نہ پہنچ سکا۔

شملہ کی شورش:..... ۵۶۲ھ میں شملہ گورنر خوزستان نے عراق کے ارادے سے کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا قلعہ ماہکی تک پہنچ گیا خلیفہ سے صوبہ جات اسلامیہ کی گورنری کی درخواست کی اور درخواست میں ادب کا پہلو بھی ترک کر دیا خلیفہ نے اس کی طوفان بدتمیزی کی روک تھام کو ایک فوج بھیج دی اور ان کو بغاوت اور سرکشی کے انجام سے ڈرایا شملہ نے معذرت کی کہ لیلڈ کر اور سلطان ارسلان شاہ نے ان علاقوں کی حکومت مجھے عطا کی ہے جو اس وقت میرے پاس ہیں اور ارسلان شاہ ملک شاہ کا بیٹا ہے جو بصرہ، واسط اور حله کا مالک و حکمران تھا مجھے اور کسی شہر سے کوئی غرض نہیں ہے میں انہی تین شہروں پر اکتفا کرتا ہوں ملاحظہ کی غرض سے سلطان فرمان بھی پیش کرتا ہوں مگر خلیفہ کو شملہ کی یہ جسارت ناگوار گذری چنانچہ حکم صادر فرمایا،

شملہ کا شمار اس وقت سے خوارج میں ہے ممبروں پر علانیہ اس پر لعنت کیجائے اور اس وقت ارغش مسترشدی کے پاس نعمانیہ میں اور شرف الدین ابو جعفر بلدی ناظر واسطہ کے پاس حکم بھیجا جائے کہ بہت جلد فوجیں تیار کر کے اس سرکش و باغی شملہ کی گوشمالی کریں۔

شملہ کی واپسی:..... اسی زمانہ میں شملہ نے اپنے بھتیجے ملیح کو چند دستہ فوج کے ساتھ کردوں سے جنگ کرنے روانہ کیا تھا اتفاق سے ارغش کو اس کی خبر ملی گئی حملہ کر کے ملیح اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا شملہ نے یہ سن کر مصالحت کی درخواست کی جس کا انکار میں جواب ملا۔ اس واقعہ کے بعد ارغش گھوڑے سے گر کر مر گیا اور اس کا لشکر وہیں مقیم رہا اور شملہ اپنے سفر کے چوتھے ماہ اپنے شہر کی جانب واپس چلا گیا۔

شرف الدین وزیر السلطنت:..... جمادی الاولیٰ ۵۶۰ھ میں وزیر السلطنت عون الدین یحییٰ بن محمد بن مظفر بن ہبیرہ نے وفات پائی خلیفہ مستنجد نے اس کے خاندان کو گرفتار کر لیا چند دن کے بعد وزارت کا کام نائب وزیر انجام دیتا رہا اس کے بعد خلیفہ نے ۵۶۳ھ میں شرف الدین ابو جعفر احمد بن محمد سعید ابن بلدی کو جو واسطہ کا ناظر تھا قلمدان وزارت سپرد کر دیا حالانکہ عضد الدین ابوالفرج بن دبیس رئیس الروساء امور سلطنت میں حد سے زیادہ دخیل اور پیش پیش ہو گیا تھا اس لئے خلیفہ نے وزیر السلطنت کو حکم دیا کہ عضد الدین اور اس کے ساتھیوں کو تھوڑی تھوڑی لغزشوں پر معقول سرزنش کی جائے اور اس کے سارے اختیارات سلب کر لئے جائیں چنانچہ وزیر السلطنت نے اس کے بھائی تاج الدین سے نہر الملک سے مقتضی کے عہد خلافت سے لے کر اس وقت تک کا حساب طلب کیا، اسی قسم کی کارروائی دوسرے عمال کے ساتھ بھی کی جو عضد الدین کے لائے ہوئے اور حامی تھے اس سے اراکین دولت کے کان کھڑے ہو گئے چنانچہ وہ ہوشیاری اور دیانت داری سے کام کرنے لگے اور یوں بد نظمی اور خود سری ختم ہو گئی۔

عضد الدین اور خلیفہ:..... خلیفہ مستنجد کے عہد خلافت میں عضد الدین ابوالفرج بن دبیس رئیس الروساء جو دار الخلافہ بغداد کے امیروں میں اعلیٰ درجے کا شخص تھا امور سلطنت میں دخیل اور ہر کام میں کچھ ایسا پیش پیش ہو گیا تھا کہ حقیقتاً زمام حکومت اس کے قبضہ اقتدار میں تھی، قطب الدین قائم از مظفری اس معاملہ میں اس کا ہم صنف اور ہم آہنگ تھا جس وقت خلیفہ نے عہدہ وزارت سے شرف الدین جعفر کو سرفراز فرمایا اور عضد الدین کے کاموں پر اعتراض اور اس کے اختیارات سلب کرنے کا وزیر السلطنت کو اشارہ کیا اسی وقت سے وزیر السلطنت اور عضد الدین کے درمیان عداوت اور مخالفت کی بنا پڑ گئی، بات بات پر وزیر السلطنت، عضد الدین اور اس کے عمال سے الجھتا تھا خلیفہ بھی عضد الدین اور اس کے ہم صنف قطب الدین کو بری نگاہوں سے دیکھتے تھے عضد الدین اور قطب الدین اس معاملہ میں وزیر السلطنت پر الزام لگاتے اور خلیفہ کی ناراضگی کا باعث وزیر السلطنت کو بتلایا کرتے تھے۔

خلیفہ مستنجد کا قتل:..... اتفاق سے ۵۶۶ھ میں خلیفہ بیمار پڑ گیا رفتہ رفتہ مرض میں شدت پیدا ہوا عضد الدین اور قطب الدین خلیفہ کی بیدار مغزی سے تو تنگ آ ہی رہے تھے شاہی طبیب سے ساز باز کر لی اس نے ان لوگوں کی ساز باز سے خلیفہ کی موت کی یہ تدبیر نکالی کہ خلیفہ کو حمام میں داخل کر کے دروازہ بند کر لیا جس سے خلیفہ کا دم گھٹ گیا تھوڑی دیر میں جاں بحق تسلیم کر دی، بعض مورخین کہتے ہیں کہ عضد الدین اور قطب الدین کی مخالفت اور عداوت کا سبب یہ ہے کہ خلیفہ نے وزیر السلطنت شرف الدین کو عضد الدین اور قطب الدین کے قید اور قتل کے بارے میں ایک خفیہ تحریر بھیجی تھی اتفاق سے یہ تحریر عضد الدین کے ہاتھ لگ گئی عضد الدین نے قطب الدین، یزدان اور اس کے بھائی تیماش کو بلا کر وہ تحریر دکھائی ان لوگوں نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ خلیفہ کو کسی حیلہ سے مار ڈالنا چاہئے چنانچہ یہ لوگ قصر خلافت میں آئے اور زبردستی خلیفہ کو حمام میں لے گئے اور دروازہ بند کر دیا خلیفہ چلاتا رہا مگر کوئی سنتا نہ تھا یہاں تک کہ وہ وہاں مر گیا یہ واقعہ ربیع الآخر ۵۶۶ھ کا ہے، دس سال خلیفہ رہا، ماہ ربیع الثانی ۵۷۰ھ میں پیدا ہوا چھپن برس کی عمر پائی۔

مستنضی کی بیعت:..... جس وقت خلیفہ مستنجد کی موت کی ہولناک خبر مشہور ہوئی اور ابھی اس نے دم نہ توڑا تھا اسی وقت وزیر السلطنت، امراء لشکر اور ساری فوجیں مسلح ہو کر قصر خلافت کے دروازے پر آگئیں عوام الناس کا بھی جم غفیر ان کے ساتھ تھا قتل رکھنے کی جگہ نہ تھی عضد الدین نے

اس خوف سے کہ کہیں وزیر السلطنت خلیفہ کی موت کا یقین کر کے میراوارانیا را نہ کر دے بلند آواز سے بول اٹھا کہ امیر المومنین کو غش آ گیا تھا اب بفضلہ اس سے نجات مل گئی ہے، وزیر السلطنت نے اس خیال سے کہ عوام الناس اور فوج خلافت میں گھس نہ پڑیں دارالوزارت کی جانب لوٹ گیا، امراء لشکر اور نیز عوام الناس منتشر ہو گئے عضد الدین اور قطب الدین نے جھٹ پھٹ قصر خلافت کے روازے بند کر لئے اور خلیفہ مستنجد کے بیٹے ابو محمد حسن کو طلب کر کے خلافت کی فوراً بیعت کر لی اور، المستنضیٰ بامر اللہ، کا لقب دیا، تخت خلافت پر متمکن کرنے کے وقت یہ وعدہ لے لیا کہ قلمدان وزارت عضد الدین کے حوالہ کیا جائے اس کا بیٹا کمال الدین استاد وار مقرر ہوا، اور عسا کر اسلامیہ کی سرداری قطب الدین قائماز کو دی جائے، نئے خلیفہ نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق ان تمام درخواستوں کو منظور کر لیا اس کے بعد خاندان خلافت سے بیعت خاصہ لی گئی اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی وفات ہو گئی اگلے دن دربار عام میں بیعت عامہ ہوئی۔

وزیر السلطنت کا قتل:..... خلیفہ مستنضیٰ تخت خلافت پر متمکن ہو کر عدل و انصاف سے کام لینے لگا لوگوں کو انعامات دیئے جا گئیں دیں اور مستحقین کو صلے دیئے وزیر السلطنت کو نئے خلیفہ کی تخت نشینی کی خبر ملی تو اس کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے ہوش و حواس جاتے رہے اپنی غفلت اور واپسی پر نادم ہوا مگر لا حاصل تھا چنانچہ اسے بیعت کرنے بلایا گیا جس وقت حاضر ہوا غلاموں نے عضد الدین کی اشارہ سے سر اتار لیا، اسی زمانہ میں خلیفہ مستنضیٰ نے قاضی ابن مزہم کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ شخص بڑا ظالم، خود سر اور غاصب انسان تھا خلیفہ مستنضیٰ نے اس کے مال و اسباب کو ضبط کر کے جن لوگوں نے اس پر مال وغیرہ چھین لینے کے دعوے کئے تھے ان کے حقوق دے دیئے، ابو بکر بن نصر بن عطار کو وزیر خزانہ مقرر کیا اور ظہیر الدین کا لقب مرحمت کیا۔

دولت علویہ کا خاتمہ، دولت عباسیہ کا خطبہ:..... خلیفہ مستنضیٰ کے زمانہ خلافت کے شروع میں دولت علویہ کا ٹمٹماتا ہوا چراغ مصر میں گل ہو گیا خلفاء بنی عباس میں سے خلیفہ مستنضیٰ کا خطبہ ماہ محرم ۵۶۱ھ میں یوم عاشورہ سے پہلے جامع مسجد مصر میں پڑھا گیا ان دنوں مصر میں خلفاء عبیدین کا سب سے آخری اور آٹھواں تاجدار عاضد الدین اللہ حکومت کر رہا تھا جو حافظ الدین اللہ عبد المجید علوی کی نسل میں سے تھا اس پر اس کا وزیر اس قدر حاوی ہو گیا تھا کہ یہ نام کا خلیفہ تھا اصل حکومت اس کے وزیر کے قبضہ اقتدار میں تھی اس وقت کرسی وزارت پر شاد جلوہ افروز تھا وہ جو چاہتا تھا کر گذرتا تھا اراکین دولت، امراء مملکت اور سرداران لشکر سب اس کے مطیع تھے خلیفہ عاضد اس کے ہاتھ کی کٹھ پتلی بنا ہوا تھا اتفاق سے ابن سوار نامی ایک شخص اہل دولت اسکندریہ میں سے مصر پر چڑھ آیا شاور نے خود میں مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر شام میں الملک العادل نور الدین محمود زنگی کے پاس جا کر پناہ لی۔

نور الدین محمود زنگی:..... الملک العادل نور الدین محمود زنگی سلاطین سلجوقیہ کے مملوکوں اور ان امراء میں تھا جو اس وقت خلافت عباسیہ کے رکن اور عماد تھے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب بن شادی اپنے باپ نجم الدین اور چچا اسد الدین شیر کوہ کے ساتھ الملک العادل نور الدین کی خدمت میں اعزازی عہدوں پر مامور تھا چنانچہ جس وقت شاور نے دربار نور یہ میں حاضر ہو کر امداد کی درخواست کی الملک العادل نور الدین نے ایک فوج امراء ابو بیہ کے ساتھ مصر روانہ کر دی جس کا افسر اعلیٰ اسد الدین شیر کوہ تھا۔

شاور کی بحالی اور بد عہدی:..... چنانچہ اسد الدین نے مصر میں پہنچ کر ضرغام (ابن سوار) کو جس نے شاور کے قبضہ سے اختیارات وزارت چھین لئے تھے قتل کر کے شاور کو دوبارہ وزارت کی کرسی پر بٹھایا لیکن اس بد عہد احسان فراموش نے اس وعدہ کا ایفاء نہیں کیا جو شام سے مصر روانگی کے وقت دربار نور یہ میں کیا تھا، یہ وہ زمانہ تھا کہ عیسائیوں (فرانسیسیوں) نے مصر و شام کے ساحلوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اس کے قرب و جوار کے صوبوں کو بھی دبا لیا تھا مصر اور قاہرہ کو آہستہ آہستہ دباتے چلے آ رہے تھے بلیس اور ایلبہ پر انہی کا سکہ جما ہوا تھا بعض بعض محصولات اور ٹیکس بھی دولت علویہ سے وصول کر لیتے تھے غرض دولت علویہ کا چراغ عیسائیوں کی ہوس رانی کی تیز ہوا سے گل ہونے ہی والا تھا ان امور میں عیسائیوں کو جرأت دلانے والا اور انکا محرک وہی احسان فراموش شاور تھا اس خیال سے کہ کہیں اسد الدین شیر کوہ جس سے بد عہدی کی ہے عہدہ وزارت پر قابض نہ ہو جائے۔

فاطمی خلیفہ عاضد کا خاتمہ:..... خلیفہ عاضد کو شاور کی ان حرکات کا احساس ہو گیا بظاہر عیسائیوں کی زیادتی کی شکایت کرنے اور ان کے مقابلہ

میں امداد طلب کرنے کے لئے عزالدین کو شیرکوہ کی خدمت میں روانہ کیا لیکن حقیقت میں شاور کی سازشوں کو دور کرنے اور سرکوبی کے غرض سے شیرکوہ کو بلوایا چنانچہ شیرکوہ دربار نور یہ سے رخصت ہو کر مصر آیا خلیفہ عاضد نے اس کو خلعت وزارت سے سرفراز فرمایا اور سوائے اپنے محل کے تمام امور کے سیاہ و سفید کا اختیار دے دیا اس رد و بدل میں شاور نے کچھ سر اٹھایا جو بہت جلد کچل دیا گیا شیرکوہ نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر کے اس کی تمام بیمارپوں کا معقول علاج کر دیا لیکن افسوس کہ شیرکوہ اپنی وزارت کے ایک برس بعد وفات پا گیا، بعض مؤرخ کہتے ہیں کہ پچاس ہی دن کے بعد یہ واقعہ پیش آ گیا تھا۔

صلاح الدین ایوبی کی وزارت:..... بہر کیف شیرکوہ کی وفات کے بعد خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن نجم الدین ایوب کو مامور فرمایا صلاح الدین نے عہدہ وزارت پر متمکن ہو کر رعایا کی حال کی اصلاح اور انتظام امور سلطنت کی طرف توجہ کی یہ اور اس کا چچا اسد الدین شیرکوہ خود کو الملک العادل نور الدین محمود کا نائب تصور کرتے تھے جس نے اس کو اور نیز اس کے چچا کو مصر بھیجا تھا اور مصر میں قیام کرنے کی ہدایت کی تھی۔

صلاح الدین اور عباسی خطبہ:..... چنانچہ جب صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ مصر میں جم گیا تو مخالفین کی قوت ٹوٹ گئی، خلیفہ عاضد کے بھی قوائے حکمرانی مضحل ہو گئے اور تمام امور کے سیاہ و سفید کرنے کا اس کو اختیار رکھی حاصل ہو گیا اس کا خادم قراقوش خلیفہ عاضد کے محل خلافت پر بھی قابض و متصرف ہو گیا تو اس وقت الملک العادل نور الدین محمود زنگی نے شام سے یہ پیغام بھیجا کہ خلیفہ عاضد کا خطبہ موقوف کر کے دولت عباسیہ کے نامور تاجدار خلیفہ مستضیٰ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔

صلاح الدین نے اس حکم کی تعمیل اہل مصر کی مخالفت سے ڈرتے ڈرتے کی خلیفہ مستضیٰ کے نام کا خطبہ پڑھا جانا تھا کہ دولت علویہ کے آثار نیست و نابود کر دیئے گئے اور خلافت عباسیہ کا جھنڈا کامیابی کی ہوا میں اڑنے لگا، اسی زمانہ سے مصر میں دولت ایوبیہ کی حکومت کی بنا پڑ گئی اس کے بعد تاجداران بنی ایوب نے شام میں الملک العادل نور الدین کے ممالک مقبوضہ پر بھی قبضہ کر لیا شام اور طرابلس غرب وغیرہ تک ان کی حکومت پھیل گئی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائیگا۔

بغداد میں جشن:..... جس وقت مصر میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا گیا نور الدین محمود زنگی نے دمشق سے دار الخلافہ بغداد میں نامہ بشارت روانہ کیا خلیفہ نے شادیانے کی نوبت بجوائی سارے بغداد میں چراغاں کیا گیا نور الدین اور صلاح الدین کو عماد الدین صندل کی معرفت خلعتیں روانہ کیں جو خلیفہ مقتضی کا خادم خاص اور خلیفہ مستضیٰ کے قصر خلافت کا داروغہ تھا دمشق میں صندل کے پہنچنے پر نور الدین نے بھی بہت بڑی خوشی ظاہر کی صلاح الدین اور مصر کے خطیبوں کو خلعتیں روانہ کیں کالے جھنڈے بھیجے اسی وقت سے مصر میں خلافت عباسیہ کا جھنڈا گڑ گیا جو ایک مدت تک قائم رہا، واللہ وارث الارض ومن علیہا وهو خیر الوارثین۔

نور الدین کی سفارش:..... ان واقعات کے بعد نور الدین محمود نے دربار خلافت میں قاضی کمال الدین ابوالفضل محمد بن عبد اللہ شہر روزی کو روانہ کیا (جو اس کے ممالک مقبوضہ کا قاضی القضاۃ تھا) اور صوبہ جات مصر، شام، جزیرہ، موصل کے صوبوں جو اس کے قبضہ اقتدار میں تھے ان کے علاوہ دیار بکر، خلاط، بلاد روم ج ارسلان جو اس کے مطیع تھے ان کی سند حکومت کی درخواست کی اور دربار ہارون اور سواد عراق کو بطور جاگیر طلب کیا جیسا کہ اس کے باپ کو ملتا تھا خلیفہ نے نور الدین محمود کے سفیر کی بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے ملا خوشی کے ساتھ نور الدین محمود کی ساری درخواستیں منظور کر لیں۔

یزدن کے حالات:..... خلیفہ مستضیٰ نے امیر یزدن کو حلقہ کی حکومت عنایت کی تھی اور خفاجہ کو اس کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا تھا بنو حزن اور بنو کعب، خفاجہ کے مشہور گروہ حلقہ میں رہتے تھے امیر یزدن نے حلقہ پر قابض ہونے کے بعد بنو کعب کو حلقہ کی حکومت سپرد کر دی اس پر بنو حزن بگڑ گئے اور سواد عراق میں غارتگری شروع کر دی چنانچہ امیر یزدن نے اپنی فوج تیار کر کے بنو حزن پر چڑھائی کر دی، غضبان سردار بنو کعب مع بنو کعب کے امیر یزدن کا ہمراہ تھا ایک روز رات کے وقت سفر کر رہے تھے کہ کشی نے غضبان کو ایک تیر مارا جس کے صدمہ سے غضبان مر گیا غضبان کے مرتے ہی لشکر بغداد کی جانب لوٹ گیا اور سواد کی حفاظت بدستور بنی حزن کرنے لگے اس واقعہ کے بعد یزدن نے ۵۶۸ھ میں انتقال کیا، واسط اس کی جاگیر میں تھا خلیفہ نے اس کے بیٹے انباش کو عطا کر دیا اور علاء الدین کا لقب عطا کیا۔

سنکا کا قتل:..... ہم اوپر مستجد کے عہد خلافت میں سنکا بن احمد اور اس کے چچا شملہ گورنر خوزستان کی فتنہ پردازی اور آئے دن سرکشی کے حالات تحریر کر چکے ہیں اسی زمانہ میں سنکا قلعہ ماہکی کی طرف آیا اور اس کے سامنے ایک قلعہ اس غرض سے تعمیر کرایا کہ اس میں قیام کر کے قرب و جوار کے شہروں پر متصرف و قابض ہو جائیں مگر اتنے میں خلیفہ مستضیٰ کی خلافت کا دور آ گیا اور خلیفہ نے یہ خبر پا کر دار الخلافہ بغداد سے ایک فوج سنکا کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دی سنکا نے بے جگری سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائی ہوتی رہی بالآخر سنکا کو شکست ہو گئی اور جنگ میں سنکا مارا گیا اور اس کا سر اتار کر بغداد بھیج دیا گیا جو ایک مدت تک عبرت کی غرض سے دجلہ کے کنارے لٹکا رہا اور قلعہ جو اس نے بنوایا تھا مسمار کر دیا گیا۔

عضد الدین کی معزولی:..... قطب الدین قائم از کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ اس نے خلیفہ مستضیٰ کی بیعت کی تھی خلیفہ مستضیٰ نے اس کو اپنا کمانڈر انچیف بنالیا تھا اور عضد الدین ابوالفرج ابن رئیس الروساء کو عہدہ وزارت عطا کیا تھا چند دن کے بعد جب قائم از کی حکومت کا سکہ جم گیا اور تمام امور کے سیاہ و سفید کا اختیار کلی اسے حاصل ہو گیا تو اس نے خلیفہ مستضیٰ کو عضد الدین ابوالفرج وزیر سلطنت کی معزولی پر ابھارنا شروع کیا خلیفہ سے کچھ بن نہ پڑا ۵۶۱ھ میں وزیر السلطنت کو معزول کر دیا، ۵۶۹ھ میں پھر خلیفہ نے اس کی بحالی کا ارادہ کیا قائم از نے اس کی مخالفت کی اور مخالفانہ کارروائی کرنے کی غرض سے سوار ہو کر لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا خلیفہ نے قصر خلافت کے دروازے جو شہر بغداد سے متصل تھے بند کروائے اور قائم از کے پاس نرمی و ملاطفت سے کہلوادیا کہ تم واپس چلے جاؤ اور فتنہ و فساد سے باز آ جاؤ میں تمہارے کہنے کے مطابق عضد الدین کو وزارت نہیں دوں گا مگر قائم از نے جواب دیا میں اس وقت تک اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا جب تک کہ عضد الدین بغداد سے باہر نہ کر دیا جائے گا، خلیفہ نے مجبوراً عضد الدین کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دے دیا، عضد الدین نے شیخ الشیوخ صدر الدین عبدالرحیم بن اسماعیل سے امن کی درخواست کی شیخ موصوف نے اس کو پناہ دے کر اپنے رباط میں داخل کر لیا چنانچہ یہ وہیں مقیم ہو گیا۔

قائم از کی بغاوت:..... اس کے بعد قائم از اپنی چیرہ دستی سے دولت عباسیہ پر حاوی ہو گیا اور پھر علاء الدین ایٹامش کی بہن سے عقد کر لیا ایٹامش اور قائم از نے متحد ہو کر رہی سہی قوت بھی دولت و حکومت کی سلب کر لی، تھوڑے ہی دنوں کے بعد قائم از نے ظہیر الدین بن عطار وزیر خزانہ سے ناراض ہو کر اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا مکانات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا (ظہیر الدین خلافت مآب کا خاص کارندہ تھا) قائم از نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا مگر ظہیر الدین یہ خبر پا کر بھاگ گیا تب قائم از نے اپنے امیروں اور سرداروں کو جمع کر کے مستضیٰ سے جنگ کرنے کی قسمیں کھلائیں اور اس بات کا ان لوگوں سے وعدہ لیا کہ قصر خلافت پر حملہ کر کے ظہیر الدین کو نکال لائیں گے۔

قائم از کا خاتمہ:..... خلیفہ مستضیٰ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو قصر خلافت کی چھت پر بیٹھ گیا خدام دولت وادیل و امصیبتاہ کا شور کر رہے تھے خلیفہ نے باواز بلند عوام الناس کو مخاطب کر کے ارشاد کیا کہ قطب الدین کا مال و اسباب تمہارا ہے اور اس کا خون ہمارا ہے دیکھو جانے نہ پائے اس کا گھر لوٹ لو، اور اس کو میرے پاس گرفتار کر کے لاؤ، عوام الناس یہ سنتے ہی قطب الدین کے گھر کی طرف دوڑے مگر قطب الدین تو پشت مکان سے نکل بھاگا اور عوام الناس نے اس کا گھر بار اور مال و اسباب لوٹ لیا، اس غارتگری عام میں کچھ کشت و خون بھی ہوا، قائم از بھاگ کر حلقہ پہنچ گیا اس کے امراء بھی اس کے پیچھے پیچھے چلے گئے خلیفہ مستضیٰ نے اس خیال سے کہ کہیں قائم از دوبارہ بغداد کا رخ نہ کر لے اور اہل بغداد اس کے لحاظ و پاس سے اس کا ساتھ نہ دے دیں شیخ الشیوخ عبدالرحیم کو حلقہ اس غرض سے روانہ کر دیا کہ قائم از کو حکمت عملی سے موصل روانہ کر دیا جائے چنانچہ شیخ الشیوخ کی عافلانہ تدبیر سے قائم از موصل چلا گیا مگر راستے میں اس کو اور اس کے ساتھیوں کو پیاس کی بجد تکلیف اٹھانا پڑی قائم از اور اس کے اکثر ساتھی پیاس کی شدت سے مر گئے، یہ واقعہ ذی الحجہ ۵۷۰ھ کا ہے۔

علاء الدین تیا مش:..... باقی علاء الدین ایٹامش مدتوں تک موصل میں قیام پذیر رہا یہاں تک کہ خلیفہ نے اس کو دار الخلافہ بغداد بلوایا اور پھر وہیں انتہائی عسرت سے تنگ دستی سے مر گیا، اسی نے قائم از کو ان حرکات پر آمادہ و برا بیغختہ کیا تھا جو اس سے سرزد اور ظہور پذیر ہوئیں ورنہ وہ ایسا نہ تھا، خلیفہ نے اپنے محل قصر خلافت کا داروغہ سخر مقتفوی کو مقرر کیا پھر ۵۷۱ھ میں اس کو معزول کر کے اس کے بجائے ابوالفضل ہبۃ اللہ بن علی بن صاحب کو متعین کر دیا۔

گورنر خوزستان کی سرکشی:..... ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ملک شاہ بن محمود بن سلطان محمد نے خوزستان میں قیام کیا تھا اور شملہ گورنر خوزستان کی بغاوتوں کا ذکر بھی ہم اوپر کر چکے ہیں جو آئے دن خلفاء کے عہد میں مختلف اوقات میں کرتا آتا تھا اس کے بعد شملہ ۵۷۰ھ میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا جانشین ہوا اتنے میں ملک شاہ محمود کے بیٹے کا بھی انتقال ہو گیا، ملک شاہ کا بیٹا بدستور خوزستان میں ٹھہرا ہا، ۵۷۲ھ میں عراق کی جانب آیا، بند تہجین پر شیخون مارا گیا جس سے غارتگری کے دروازے کھل گئے، وزیر عضد الدین ابوالفرج شاہی لشکر لے کر مقابلہ پر آیا حملہ اور واسط کی فوجیں بھی طاش تکین امیر حجاج اور عز علی کے ساتھ پہنچ گئیں اگرچہ ابن ملک شاہ کے ہمراہ ترکمانوں کا بہت بڑا گروپ تھا مگر لشکر بغداد کی آمد کی خبر سن کر انہوں نے اپنی لشکر گاہ کو چھوڑ دیا چنانچہ لشکر بغداد نے اس کو لوٹ لیا ابن ملک شاہ کو اس کا بے حد صدمہ ہوا پھر وہ اپنے ساتھیوں کو سمجھا بچھا کر دوبارہ اسی مقام پر واپس لایا اور شاہی لشکر سے بھڑ گیا چنانچہ ایک مدت تک لڑائی ہوتی رہی انجام کار آخری فیصلہ کے بغیر ابن ملک شاہ اپنے دار الحکومت واپس چلا گیا اور شاہی فوجیں بغداد کی جانب واپس ہو گئیں۔

عضد الدین کا قتل:..... ہم اس سے پہلے وزیر اسطنت عضد الدین ابوالفرج محمد بن عبد اللہ بن ہبۃ اللہ بن مظفر بن رئیس الروساء ابولقاسم بن مسلمہ کے حالات تحریر کر چکے ہیں اس کا باپ عبد اللہ خلیفہ مستضیٰ کے قصر خلافت کا داروغہ تھا جب وہ مر گیا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد مقرر کیا گیا اور جب خلیفہ مستضیٰ نے وفات پائی اور خلیفہ مستجد تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوا تو اس نے محمد کو اس کے عہدہ پر بحال رکھا اور توقع سے زیادہ قدر افزائی کی چنانچہ جب مستضیٰ کا دور خلافت آیا تو اس نے محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اتفاق سے اس کی قیامت از سے ان بن ہو گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اسی وجہ سے اسے معزول کیا گیا مگر چند دن کے بعد خلیفہ نے اس کو عہدہ وزارت پر بحال کر دیا۔

۵۷۳ھ میں خلیفہ سے اجازت حاصل کر کے حج کے لئے روانہ ہو گیا اور دریائے دجلہ کو عبور کر کے ایک بہت بڑے قافلہ کے ساتھ جس میں عہدیدار کثرت سے تھے سرزمین حجاز کی جانب کوچ کیا مگر راستے میں ایک شخص فریادی صورت بنائے ہوئے فریاد فریاد چلاتا ہوا وزیر اسطنت کے قریب آیا جیسے ہی وزیر اسطنت سے اس کی طرف توجہ کی اس شخص نے چھری بھونک دی چنانچہ وزیر اسطنت گھوڑے سے زمین پر گر گیا ابن معوذ نامی دربان شور و غل کی آواز سن کر حالات معلوم کرنے کے لئے وزیر اسطنت کے پاس پہنچا تو قاتل نے اس کو بھی ایک چھری رسید کی جس سے یہ بھی زخمی ہو کر گر پڑا پھر دونوں کو ان کے گھروں پر لایا گیا اور اسی صدمے سے ان کا انتقال ہو گیا۔

ظہیر الدین بن عطار:..... وزیر اسطنت کے مارے جانے کے بعد ظہیر الدین ابو منصور ابن نصر جو کہ ابن عطار مشہور تھا قلمدان وزارت کا مالک ہوا چنانچہ اس نے اراکین دولت کو اپنی حکمت عملیوں سے دبا لیا اور من مانی حکمرانی کرنے لگا۔

خلیفہ مستضیٰ کی وفات:..... ماہ ذی قعدہ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضیٰ ۱۰ بامر اللہ ابو محمد حسن بن یوسف مستجد نے جبکہ اس کی خلافت کو نو برس چھ مہینے گزر چکے تھے اس دار فانی سے کوچ کر دیا۔

ابوالعباس احمد بن مستضیٰ الناصر لدین اللہ ۵۷۵ھ تا ۶۲۲ھ

الناصر لدین اللہ کی خلافت:..... ظہیر الدین بن عطار نے اس کے بیٹے ابوالعباس احمد کو تخت خلافت پر بٹھایا اور، الناصر لدین اللہ، کا لقب دیا اس نئے خلیفہ نے تکمیل بیعت کے بعد حکومت کی باگ دوڑ اپنے ہاتھ میں لی، اور ظہیر الدین بن عطار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا پھر دس بعد اٹھارہویں ذی القعدہ کو جیل کا دروازہ کھول کر اسے نکالا تو وہ مردہ تھا لاش کو ایک مزدور کے سر پر رکھ کر جیل سے باہر لائے تو عوام الناس ٹوٹ پڑے اور ہاتھوں ہاتھ لاش کو لے لیا اور انتہائی بے توقیری سے دجلہ میں لے جا کر بہا دیا اس کے بعد مجد الدین ابوالفضل بن صاحب استاد دار حکمرانی کرنے لگا۔

خلافت کی بیعت:..... خلیفہ ناصر کی بیعت لینے میں ابن عطار کے ساتھ یہ بھی شریک تھا ممالک اسلامیہ میں نئے خلیفہ کی بیعت لینے کے

۱..... اس کی وفات کے بارے میں البدایہ والنہایہ صفحہ ۳۰۲ جلد ۱۲، وفات الوفیات صفحہ ۲۷۰ جلد ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔

لئے قاصد روانہ کئے گئے چنانچہ صدر الدین شیخ الشیوخ کو بہلوان یعنی ہمدان، اصفہان اور رے کے گورنر کے پاس روانہ کیا مگر بہلوان نے بیعت کرنے سے انکار کر دیا اور صدر الدین کے سخت کلامی سے پیش آیا صدر الدین نے اس کے ساتھیوں کو ابھار دیا چنانچہ ان لوگوں نے علانیہ کہہ دیا اگر تم خلیفہ کی خلافت کی بیعت نہیں کرو گے تو ہم تمہارا ساتھ نہیں دیں گے اور تم سے منحرف اور باغی ہو جائیں گے، بہلوان یہ سن کر حواس باختہ ہو گیا اور مجبوراً بیعت کر لی اور خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔

عبد اللہ بن یونس: ۵۸۳ھ میں خلیفہ نے استاد دارمجد الدین ابوالفضل بن صاحب کو اس لئے گرفتار کر کے قتل کر دیا کہ اس نے حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور اس کی موجودگی میں خلیفہ کی کچھ نہ چلتی تھی اس کے علاوہ اس کی ثروت اور مال داری اتنی زیادہ بڑھ گئی تھی کہ خلیفہ کے خزانہ کی اس کے مقابلہ میں ذرا بھی وقعت نہیں تھی یہ آگ لگائی ہوئی عبد اللہ بن یونس کی تھی جو مجد الدین کا مصاحب سے تھا خلیفہ نے مجد الدین کے قتل کے بعد عبد اللہ بن یونس کو عہدہ وزارت عطا فرمایا اور جلال الدین کا لقب دیا، اس کی کنیت ابوالمظفر تھی اس کا جاہ و جلال اتنا زیادہ تک بڑھا کہ تمام اراکین دولت حتیٰ کہ قاضی القضاۃ بھی اس کی دربارداری کرتا تھا۔

سلجوقی حکومت کا خاتمہ: جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں، ہم نے ملک ارسلان شاہ بن طغرل ربیب ایلیڈ کر کے قابض ہونے اور اینانج کی لڑائیوں کے حالات اور نیز ایلیڈ کر کے واقعات کس قدر تفصیل سے تحریر کئے ہیں، اس کے بعد ۵۶۲ھ میں ایلیڈ کرنے گورنر کے قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد ایلیڈ کراتا بک بھی ۵۶۸ھ میں مقام ہمدان میں مر گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد بہلوان جانشین بنا اس کا بھائی سلطان ارسلان بن طغرل بدستور اس کی کفالت میں رہا، ۵۷۳ھ میں جب وہ مر گیا تو بہلوان نے اس کی جگہ اپنے بیٹے طغرل کو جانشین بنایا اس کے بعد ۵۸۲ھ میں بہلوان نے بھی وفات پائی ہمدان، رے اصفہان، آذربائیجان اور ارانیہ وغیرہ اسی کے زیر حکومت تھے اور سلطان طغرل بن ارسلان اس کی کفالت اور نگرانی میں تھا بہلوان کے مرنے پر اس کا بھائی کزل ارسلان جسے عثمان کہہ کر یاد کیا جاتا تھا حکمرانی کرنے لگا چونکہ اس میں مادہ حکمرانی سیاست قدرتی طور سے کم تھا اس لئے طغرل اس سے علیحدہ ہو کر نکل آ گیا پھر امراء و اراکین دولت اور لشکریوں کو ملا کر ایک اچھا خاصہ گروہ بنالیا اور آہستہ آہستہ بعض شہروں پر قبضہ بھی کر لیا اسی بناء پر اس کی اور کزل کی اور بھی متعدد لڑائیاں ہوئی انجام یہ ہوا کہ طغرل کی قوت اور جمعیت روز بروز بڑھتی گئی چنانچہ کزل نے دربار خلافت میں ایک خط بھیجا جس میں طغرل کی بڑھتی ہوئی قوت کا ذکر کرتے ہوئے آئندہ خطرات سے خلیفہ کو ڈرایا تھا اور اس کے مقابلہ پر دربار خلافت سے امداد طلب کی تھی اور اطاعت اور فرمانبرداری کا خلیفہ کی مرضی کے مطابق وعدہ کیا تھا۔

ہمدان کی جنگ: طغرل نے بھی یہ خبر سن کر ایک سفیر دربار خلافت میں روانہ کیا اور دار السلطنت کی تعمیر اور مرمت کی اجازت طلب کی اس سے پہلے سلاطین سلجوقیہ کی حکومت کا سکہ بغداد اور عراق میں چل رہا تھا مگر مقتضی کے عہد خلافت سے یہ تعلق ختم ہو گیا تھا دار السلطنت بے مرمت ہو گیا تھا خلیفہ نے کزل کے قاصد کی عزت و توقیر کی اور امداد دینے کا وعدہ کیا اور طغرل کی سفیر کو بغیر جواب دیئے واپس کر دیا۔

ان قاصدوں کے واپسی کے بعد خلیفہ نے سلاطین سلجوقیہ کے دار السلطنت کے انہدام کا حکم صادر کر دیا جس پر نہایت تیزی کے ساتھ عملدرآمد کیا گیا اس کے بعد دربار خلافت سے وزیر السلطنت جلال الدین ابوالمظفر عبد اللہ بن یونس کو ایک لشکر عظیم کے ساتھ کزل کی کمک پر ماہ صفر ۵۸۴ھ میں روانہ کیا گیا۔

سلجوقی خاندان کا آخری حکمران: مقام ہمدان میں کزل کی فوج کے اجتماع سے پہلے طغرل سے مقابلہ ہوا اٹھارہ یوں ربیع الاول ۵۸۴ھ کو طغرل اور عبد اللہ کی سخت و خونریز لڑائی ہوئی جس میں میدان جنگ طغرل کے ہاتھ رہا اور لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا گیا اس کے بعد کزل کو طغرل کے خلاف فتح نصیب ہو گئی کزل نے طغرل کو گرفتار کر کے ایک قلعہ میں نظر بند کر دیا اور استحکام و استقلال کے ساتھ تمام صوبوں پر حکمرانی کرنے لگا اپنے نام کا منبروں پر خطبہ پڑھوایا دروازے پر پنج وقتہ نوبت بجوائی تھوڑے دنوں بعد ۵۸۷ھ میں طغرل کو اس کی خواہگاہ میں قتل کر دیا گیا مگر یہ نامعلوم ہوسکا کہ اس کو کس نے قتل کیا تھا اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔

خلیفہ نصر کا تکریت وغیرہ پر قبضہ:..... ۵۸۵ھ میں امیر عیسیٰ گورنر تکریت کو اسکے بھائیوں نے قتل کر کے قبضہ کر لیا تھا خلیفہ کو اس کی اطلاع ملی تو ایک فوج تکریت پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ فرمائی چنانچہ اس فوج نے تکریت پہنچ کر محاصرہ کر لیا متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ تکریت فتح ہو گیا امیر عیسیٰ کے بھائیوں کو گرفتار کر کے بغداد لایا گیا ان لوگوں نے وہیں سکونت اختیار کر لی خلیفہ نے ان لوگوں کو جاگیریں عنایت کیں۔

اس کے بعد ۵۸۶ھ میں دربار خلافت سے ایک لشکر عانہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا گیا ایک مدت تک محاصرے اور جنگ کا سلسلہ جاری وقائم رہا، بالاخر محصورین نے امان حاصل کر کے شہر کو محاصروں کے حوالہ کر دیا، خلیفہ نے بھی حسب شرائط ان لوگوں کو جاگیریں دیں۔

بصرہ پر عربوں کی یورش:..... بصرہ کی زمام حکومت طغرل یعنی خلیفہ ناصر کے غلام کے قبضہ اقتدار میں تھی وہ اس کی جاگیر میں تھا اس کی طرف سے محمد بن اسماعیل نیابۃ حکومت کر رہا تھا۔ ۵۸۸ھ میں بنی عامر بن صعصعہ نے عمیر کو جمع کر کے غارتگری کے ارادے سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ محمد بن اسماعیل نے اس کے مقابلے کے لئے اسی سال ماہ صفر میں خروج کیا۔ پورے دن لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن رات کے وقت عربوں نے شہر پناہ کی دیوار میں سوراخ کر دیا اور اندر گھس کر شہر میں غارتگری شروع کر دی محلے کے محلے ویران ہو گئے اسی دوران یہ خبر ملی کہ خفاجہ اور متفق بہت بڑے لشکر کے ساتھ بصرہ کے قریب پہنچ گئے ہیں بنی عامر یہ سنتے ہی بصرہ کو چھوڑ کر خفاجہ اور متفق سے لڑنے نکل کھڑے ہوئے۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی طرفین کے ہزاروں افراد مارے گئے وارانیا را ہو گیا۔ آخر خفاجہ اور متفق کو شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے چنانچہ عرب نے بصرہ میں داخل ہو کے لوٹ لیا اور کوچ کر گئے

خوزستان پر شاہی فوج کا قبضہ:..... خلیفہ ناصر نے ابن یونس کی گرفتاری کے بعد قلمدان وزارت مؤید الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی ”ابن قصاب“ کو عنایت فرمایا تھا اور صوبہ خوزستان وغیرہ بعض بعض شہروں کی سند حکومت بھی عطا کی تھی، چنانچہ جس وقت شملہ گورنر خوزستان نے وفات پائی اور اس کے بیٹوں میں نزاع پیدا ہوا تو وزیر السلطنت نے خوزستان پر قبضہ کرنے کے لئے لشکر کشی کی اجازت طلب کی چنانچہ خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ وزیر السلطنت نے فوجیں تیار کر کے ۵۹۱ھ میں خوزستان کی طرف کوچ کر دیا۔ چنانچہ خوزستان مقابلہ پر آئے لڑائیاں ہوئیں اور آخر کار وزیر السلطنت نے پہلے شہر تشر پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کیا اور اس کے بعد تمام قلعوں اور شہروں پر قابض ہو گیا اور ملوک بنی شملہ کے حکمرانوں کو گرفتار کر کے دار الخلافہ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے انتظام کے لئے طاش تکین مجیر الدین امیر الحاج کو خوزستان پر مقرر کیا۔

”رے“ پر قبضہ:..... وزیر السلطنت نے خوزستان کو طاش تکین کے حوالے کر کے اسی سال ”رے“ کا رخ کیا اس وقت ”رے“ پر خوارزم شاہ کا قبضہ تھا اس نے اس واقعہ سے پہلے زنجان کے قریب قطلغ بن بہلوان کو شکست دے کر رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ قطلغ نے وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہو کر تمام حالات عرض کئے اور اس کے ساتھ ساتھ ہمدان کی چلا گیا جہاں پر خوارزم شاہ کا بیٹا ایک عظیم لشکر لئے ہوئے مقیم تھا۔ وزیر السلطنت کی آمد کی خبر سن کر رے کی طرف کوچ کر گیا۔ وزیر السلطنت بغیر کسی مزاحمت و مخالفت کے ہمدان پر قبضہ کر کے ابن خوارزم شاہ کا تعاقب کیا جن جن شہروں کی طرف سے ہو کر گزرا قبضہ کرتا گیا یہاں تک کہ رے کے قریب پہنچ گیا۔ ابن خوارزم شاہ نے رے کو بھی چھوڑ کر دامغان کا اور پھر دامغان کو بھی خیر آباد کہہ کر بسطام کا راستہ لیا اور جب بسطام میں بھی عافیت کی صورت نظر نہ آئی تو جرجان میں جا کر دم لیا۔ وزیر السلطنت، ابن خوارزم شاہ کے ملنے سے مایوس ہو کر رے کی جانب لوٹ گیا۔ اور رے پہنچ کر چند دن قیام پذیر رہا۔

قطلغ کی بغاوت:..... اسی دوران قطلغ کو حکومت و سلطنت کی لالچ نے وزیر السلطنت سے باغی ہونے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ اس نے رے کی ناکہ بندی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیا۔ وزیر السلطنت نے اپنی فوج کو محاصرے کا حکم دیا۔ قطلغ نے مجبوراً ”رے“ سے نکل کر شہر آوہ کا راستہ لیا۔ شہنشاہ نے جو وزیر السلطنت کی طرف مامور تھا قطلغ کو آوہ میں داخل نہیں ہونے دیا اور وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع کر دی وزیر السلطنت نے قطلغ کے تعاقب میں رے سے آوہ کی جانب کوچ کر دیا اتنے میں یہ خبر ملی کہ قطلغ نے شہر کرج کا رخ کر لیا ہے، لہذا فوراً کرج پہنچ کر قطلغ سے بھڑ گیا اور ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اس کو شکست دے کر ہمدان واپس آ گیا۔

خوارزم شاہ کا ہمدان پر قبضہ..... واپسی کے تیسرے مہینے خوارزم شاہ کا قاصد محمد تکش وزیر السلطنت کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان علاقوں قبضہ کرنے کی شکایت کی اور واپسی کی درخواست دی۔ مگر وزیر السلطنت نے انکار میں جواب دے دیا۔ اس بناء پر خوارزم شاہ نے ہمدان پر فوج کشی کر دی۔ انہی واقعات کے دوران وزیر السلطنت کا ماہ شعبان ۵۹۲ھ میں انتقال ہو چکا تھا۔ مگر اس کے لشکر کی فوج جو اس وقت ہمدان میں موجود تھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی اور خوب بے جگری سے لڑی مگر میدان جنگ خوارزم شاہ کے ہاتھ رہا اور بغدادی فوج شکست کھا کر بھاگی چنانچہ خوارزم شاہ نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

اصفہان پر خلیفہ کا قبضہ..... ہمدان پر خوارزم شاہ نے قبضہ کرنے کے بعد اصفہان میں ایک عظیم فوج کے ساتھ اپنے بیٹے کو بھیجا۔ چونکہ اہل اصفہان خوارزمیوں سے خوش نہ تھے اس لئے صدر الدین جندی رئیس شافعیہ نے دربار خلافت میں اس مضمون کی درخواست بھیجی کہ خلیفہ محترم تھوڑی سی فوج اصفہان روانہ فرمائیں ہم لوگ بہ طیب خاطر شہر اس کے حوالہ کر دیں گے چنانچہ خلیفہ نے ایک لشکر سیف الدین اصفہان پر قبضہ کر کے اس کی حفاظت کا خاطر خواہ انتظام کر دیا۔

گوکجہ بہلوانی..... اس واقعہ سے پہلے خراسان کی جانب خوارزم شاہ کی مراجعت کرنے کے بعد بہلوان کے خادموں نے جمع ہو کر رے پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنے سرداروں میں سے گوکجہ نانی ایک شخص کو اپنا سردار بنالیا تھا۔ گوکجہ یہ خبر سن کر اصفہان میں خوارزم شاہ کا قبضہ و دخل ہے اپنے لشکر کے ساتھ اصفہان کی طرف بڑھا آ رہا تھا مگر اصفہان کے قریب پہنچ کر یہ معلوم ہوا کہ خوارزمی لشکر کے ساتھ اصفہان چھوڑ کر چلا گیا ہے اور خلیفہ کی فوج اس پر قابض و متصرف ہے۔ یہ سن کر ٹھہر گیا اور دار الخلافہ بغداد اپنی اطاعت کے اظہار کا ایک خط لکھا۔ اور یہ درخواست کی کہ رے، ساوہ، قم، اور قاشان کی حکومت اس تابعدار کو عطا کی جائے اور اصفہان، ہمدان، زنجان، اور قزوین پر خلیفہ محترم کا قبضہ و دخل رہے۔ چنانچہ خلیفہ نے یہ درخواست منظور کر لی جس سے گوکجہ کے قوائے حکمرانی مضبوط ہو گئے اور اس کی حکومت و شوکت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔

دمشق سے شاہی گورنر کا انخلاء..... ۵۹۳ھ میں الملک العزیز اور الملک العادل نے شہر دمشق کو الملک الفضل بن سلطان صلاح الدین سے چھین لیا اور امیر ابوالہیجا سمین^۱ کو جو امراء بنی ایوب کا ایک نامور شخص اور بیت المقدس کا گورنر تھا معزول کر دیا۔ امیر ابوالہیجا ملک شام کو خیر آباد کہہ کر دار الخلافہ بغداد میں حاضر ہو گیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی عزت افزائی کی اور ایک لشکر مرحمت کر کے ہمدان روانگی کا حکم دیا۔ امیر ابوالہیجا نے ہمدان پہنچ کر ازبک بن بہلوان، امیر علم اور ابن سطمش سے ملاقات کی۔ ان لوگوں نے دربار خلافت کی مجلس شوریٰ سے خط و کتابت کر کے علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ لیکن امیر ابوالہیجا نے امیر علم کے لگانے بھانے سے ازبک اور ابن سطمش کو گرفتار کر لیا۔ دربار خلافت سے اس بارے میں امیر ابوالہیجا کو ڈانٹ پڑی اور ازبک و ابن سطمش کی رہائی کا حکم صادر ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کے رہا کردہ لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے خلعتیں بھی آئیں۔ لیکن اس سے ان لوگوں کی تالیف قلوب نہ ہو سکی اور ان لوگوں نے امیر ابوالہیجا کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ابوالہیجا کو ان واقعات سے خلیفہ کی جانب سے خطرہ پیدا ہو گیا لہذا ہمدان چھوڑ کر اپنے جائے پیدائش اربل کا راستہ لیا مگر اربل پہنچنے سے پہلے ہی راستے میں جان بحق تسلیم کر دی۔

گوکجہ کا قتل..... گوکجہ نے دربار خلافت سے سند حکومت حاصل کرنے کے بعد بلاد جبل میں قیام کر لیا اس کا رفیق ایدغمش امور سیاست و حکومت کی نگرانی کرتا تھا چند دنوں بعد چھٹی صدی کے آخر میں ایدغمش نے اپنے خاص خادموں کا ایک معقول لشکر تیار کر لیا اور گوکجہ کی مخالفت کا علم بلند کر کے باغی ہو گیا گوکجہ نے اس کی گوشمالی کی جانب توجہ کی مگر کامیاب نہ ہوا اور جنگ کے دوران مارا گیا ایدغمش نے اس کے تمام مقبوضہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ازبک بن بہلوان کو برائے نام بادشاہ بنا کر درحقیقت خود حکمرانی کرنے لگا۔

تاش تکلین کا داماد ”سنجر“..... ۶۰۲ھ میں تاش تکلین امیر خوزستان کا انتقال ہو گیا خلیفہ ناصر نے اس کی جگہ اس کے داماد سنجر کو متعین کر دیا

۱..... سمین، سمین مولے کو کہتے ہیں چونکہ بہت موٹا تھا اس لئے سمین اس کے نام کا حصہ بن گیا، عربی میں سمین، ”سمن“ چربی سے ہے اور مولے میں چربی بہت ہوتی ہے اس لئے اسے سمین کہتے ہیں۔

۶۰۳ھ میں سخر نے جبال ترکستان کا رخ کیا یہ عظیم الشان پہاڑ فارس، عمان، اصفہان اور خوزستان کے درمیان واقع ہیں۔ اس کا گورنر ابوطاہر نامی ایک شخص تھا اس نے قشمر نامی خلیفہ کے ایک خادم کو پناہ دیدی تھی اور اپنی بیٹی سے اس کا عقد بھی کر دیا تھا جو وزیر السلطنت کی سرزنش سے دل برداشتہ ہو کر جبال ترکستان چلا گیا تھا تھوڑے دنوں بعد ابوطاہر مر گیا اس وقت اہل ترکستان نے قشمر کو حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور یہ ان پر حکمرانی کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر دربار خلافت تک پہنچ گئی چنانچہ خلیفہ نے سخر گورنر خوزستان کو اس کے خلاف فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ سخر نے لشکر تیار کر کے جبال ترکستان پر حملہ کر دیا۔ قشمر نے یہ خبر سن کر کہلوا دیا ”میں علم خلافت کا مطیع ہوں آپ مجھ پر حملہ آور نہ ہوں“ سخر نے کچھ توجہ نہ کی۔ قشمر نے بھجوری اطراف و جوانب سے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا لڑائی ہوئی اتفاق یہ کہ میدان قشمر کے ہاتھ رہا اور سخر شکست کھا کے بھاگا۔ اس سے قشمر کی جرات اور قوت بڑھ گئی۔ ابن وکلاء گورنر فارس اور اید غمش اصفہان اور رے کے گورنر سے خط و کتابت کر کے ان کو اپنا ہم آہنگ بنالیا۔ چنانچہ ابن وکلاء اور اید غمش خلیفہ ناصر کے مقابلہ میں قشمر کے حامی و مددگار بن گئے اس سے قشمر کی حالت کچھ سے کچھ ہو گئی۔

نصیر الدین علوی:..... نصیر الدین ناصر مہدی علوی، رے کے بہت بڑے خاندان کا ایک نامور ممبر تھا۔ جس وقت وزیر السلطنت موید الدین بن قصاب نے ”رے“ پر قبضہ کیا تھا اسی زمانہ میں نصیر الدین رے سے دار الخلافہ بغداد آ گیا تھا خلیفہ نے براہ قدر افزائی اس کو وزیر السلطنت کی نیابت عطا فرمائی۔ چند دن بعد اس کو وزارت عطا کی اور اس کے بیٹے کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔

وزیر السلطنت کا عہدہ اور معزولی:..... نصیر الدین نے عہدہ وزارت پا کر حکمت عملی سے تمام اراکین دولت کو دبایا اور خلیفہ ناصر کو خادموں کے ساتھ ناروا سلوک کرنے لگا۔ مظفر الدین سقز ”وجہ السبع“ امیر حاج ۶۰۳ھ میں حج کرنے جا رہا تھا مگر مقام مرخوم پہنچ کر حاجیوں کا قافلہ چھوڑ کر شام چلا گیا اور دربار خلافت میں کہلوا دیا ”چونکہ وزیر السلطنت حکمت عملی سے خدام خلافت کو دربار خلافت سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے اور اس ذریعہ سے درپردہ خلافت و حکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی فکر کر رہا ہے اس لئے یہ خادم تعمیل ارشاد سے معذور ہے“ اس بناء پر خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کو معزول کر کے خانہ نشین ہو جانے کا حکم دے دیا۔ اور اس کا سارا مال و اسباب اس کے پاس بھیج دیا۔ وزیر السلطنت نے مشہد میں جا کر قیام پذیر ہونے کی اجازت مانگی۔ خلیفہ نے اجازت دیدی اور یہ تحریر فرمایا ”میں آپ کو نہایت خوشی سے امان دیتا ہوں۔ میں نے اس کو کسی خطا و تقصیر کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ آپ کے مخالفوں اور دشمنوں کے کہنے سننے سے یہ سب کچھ ہوا ہے آپ اپنی جان بچانے کے لئے جہاں چاہیں جا کر قیام کر لیں“ چنانچہ وزیر السلطنت نے خلیفہ کے سایہ عاطفت میں مخالفوں اور دشمنوں کے حملوں سے محفوظ رہنے کے خیال سے قیام کرنا پسند اور اختیار کر لیا۔

موید الدین کی تقرری:..... وزیر السلطنت کی معزولی کے بعد ہی مظفر الدین امیر حاج اور قشمر وغیرہ واپس آ گئے۔ فخر الدین ابوالبر محمد بن حمد ابن اسیمنا^۱ واسطی بطور نائب وزیر وزارت کا کام انجام دینے لگا لیکن اس کو کسی قسم کا تحکم اور غلبہ حاصل نہیں ہو سکا۔ اسی زمانہ میں ابوفراس نصر بن ناصر بن مکی مدائنی وزیر خزانہ نے بغداد میں وفات پائی اس کی جگہ ابوالفتح مبارک بن عضد الدین ابوالفرج بن رئیس الرؤساء ماہ محرم ۶۰۵ھ میں متعین کیا گیا اور تھوڑے دنوں کے لئے بڑی قدر و منزلت ہوئی لیکن سن مذکور کے آخر میں نالائقی کی وجہ سے معزول کیا گیا اور ماہ ربیع الاول ۶۰۶ھ میں فخر الدین ابوالبر نائب وزیر کے عہدے سے معزول ہو کر خانہ نشین کیا گیا اور اس کی جگہ مکین الدین محمد بن محمد بن بدر القمر (کاتب انشاء) نائب وزیر مقرر ہوا اور اسے موید الدین کا لقب دیا گیا۔

سخر کی بغاوت:..... ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ خلیفہ ناصر کے خادم، سخر کو امیر الحاج طاش تکین کے بعد خوزستان کی حکومت دی گئی تھی ۶۰۶ھ میں اس کی طرف سے خلیفہ کو کشیدگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اسے طلبی کا فرمان بھیجا، مگر سخر نے حاضری سے انکار کر دیا چنانچہ خلیفہ نے برہم ہو کر ایک لشکر موید الدین نائب وزیر اور عز الدین بن نجاح شرابی خواص خلیفہ کے ساتھ سخر کی سرکوبی کے لئے روانہ فرمایا۔ جس وقت شاہی لشکر خوزستان کے قریب پہنچا سخر خوزستان چھوڑ کر اتابک سعد بن وکلاء گورنر فارس کے پاس چلا گیا۔ اتابک سعد نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کی حمایت اور امداد پر تیار

①..... کامل ابن اثیر میں یہاں، ”اسیمنا“ لکھا ہے (صفحہ ۵۱۹ جلد ۷)

ہو گیا اتنے میں شاہی لشکر ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں خوزستان پہنچ گیا اور سنج کو واپسی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کرنے کا پیغام دیا مگر سنج نے انکار میں جواب دیا۔ تب شاہی لشکر اتابک سعد گورنر شیراز کے ارادے سے ارجان کی طرف بڑھا خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا، گورنر شیراز سنج کو دینے اور سنج کے واپس آنے سے انکار کر رہا تھا۔

سنج کی گرفتاری اور معافی:..... ماہ شوال میں شاہی لشکر نے شیراز کی جانب کوچ کیا۔ اتابک سعد نے مؤید الدین اور عز الدین کے پاس سنج کی سفارش کا خط روانہ کیا وارانہ دینے کی درخواست کی مؤید الدین اور عز الدین نے اتابک سعد کی درخواست اور سفارش منظور کر لی چنانچہ اتابک سعد نے سنج کو اس کے مال و اسباب اور اہل و عیال کے ساتھ مؤید الدین اور عز الدین کے حوالہ کر دیا۔ مؤید الدین اور عز الدین سنج کو اپنے ہمراہ لے کر محرم ۶۰۸ھ میں دار الخلافہ بغداد کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے چند دنوں کے بعد سنج کو زنجیر سے باندھ کر دربار خلاف میں لا کر حاضر کر دیا۔ خلافت مآب خلیفہ نے اپنے دوسرے خادم یا قوت کو خوزستان پر مامور کر دیا اس کے بعد ماہ صفر میں سنج کو قید سے رہا کر کے خلعت عنایت کی۔

منکلی اور اید غمش:..... امراء بہلوانیہ میں سے اید غمش کی دست درازی اور بلاد جبل ہمدان، اصفہان، اور رے وغیرہ پر قابض و متصرف ہو جانے کا واقعہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ان علاقوں پر متصرف اور قابض ہو جانے سے اید غمش کی قوت و حکومت بڑھ گئی چنانچہ اس نے آذربائیجان اور ارانیہ کی طرف قدم بڑھائے اس کے ساتھی ازبک بن بہلوان نے آگے بڑھ کر ان شہروں کا محاصرہ کر لیا۔ اسی دوران امراء بہلوانیہ سے ایک دسر امیر منکلی ۶۰۸ھ میں اٹھ کھڑا ہوا اور حکومت و سلطنت کے حاصل کرنے کی غرض سے اید غمش سے لڑ پڑا انواج بہلوانیہ نے اس کی بڑھتی ہوئی قوت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اطاعت قبول کر لی جس سے منکلی نے ان تمام صوبوں پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا شمس الدین اید غمش منکلی کا مقابلہ نہیں کر سکا اور دار الخلافہ بغداد بھاگ گیا۔ خلیفہ ناصر نے اراکین دولت کو اید غمش کے استقبال کا حکم دیا چنانچہ یہ دن چہل پہل کا تھا۔

منکلی کو اید غمش کے بغداد چلے جانے سے خطرہ پیدا ہو گیا چنانچہ اس نے اپنے بیٹے محمد کو چند امراء لشکر کے ساتھ بطور وفد دار الخلافہ بغداد روانہ کیا۔ ان سے ہر طبقہ کے آدمی ملنے آئے۔

اید غمش کا قتل:..... اس کے وفد کے پہنچنے سے پہلے خلیفہ ناصر نے اید غمش کی امداد کا وعدہ کر لیا تھا چنانچہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۰ھ میں ایک فوج عنایت کی اید غمش دربار خلافت سے رخصت ہو کر ہمدان کی جانب روانہ ہو گیا اور رفتہ رفتہ سلیمان ابن برجم ترکمانی ایوبی کے ملک میں پہنچ گیا خلیفہ نے اس کو کسی وجہ سے اس کی قوم کی سرداری سے کے معزول کر کے اس کے چھوٹے بھائی کو مامور کر دیا تھا۔ سلیمان نے منکلی کو اید غمش کی آمد کی خبر کر دی۔ منکلی نے ایک فوج اید غمش کی گرفتاری پر مقرر کر دی۔ اس فوج نے اید غمش کو گرفتار کر کے سراتار لیا چنانچہ سارا لشکر منتشر ہو گیا خلیفہ کو اس کی خبر ملی تو ازبک بن بہلوان گورنر آذربائیجان و ارانیہ کو منکلی کی سرکوبی کے لئے لکھا حالانکہ اس سے خلیفہ بے حد ناراض تھا۔ جلال الدین نے قلعات اسماعیلیہ (بلاد عجم) کے گورنر کو ازبک کی امداد کی تاکید کی اور یہ تحریر کیا کہ کامیابی کے بعد بلاد جبل کو آپس میں تقسیم کر لینا۔

”وجہ السبع“ کی روانگی:..... مگر اس انتظام پر بھی جب اس کو تشفی نہ ہو سکی تو موصل، جزیرہ اور بغداد سے شاہی لشکر حاصل کر کے اپنے خادم مظفر الدین وجہ السبع کو کمان افسر بنا کر منکلی کی سرکوبی کے لئے روانہ کر دیا اور مظفر الدین کو کبریٰ بن زین الدین کو چک گورنر صوبہ اربل اور شہر زور کو ان کے لشکر کے ساتھ منکلی کے ماقبلہ پر جانے کا حکم دیا اور یہ تحریر کیا کہ جب یہ سب فوجیں جمع ہو جائیں تو اس کی کمان تم اپنے ہاتھ میں لینا چنانچہ جب یہ لشکر ہمدان کے قریب پہنچا تو منکلی پہاڑ پر بھاگ گیا جو کرج سے ملا ہوا تھا۔ شاہی لشکر نے اس پہاڑ کو جا کر گھیر لیا۔ مدتوں حصار کا سلسلہ قائم رہا۔ ایک روز منکلی نے پہاڑ سے اتر کر ازبک کے لشکر پر حملہ کیا۔ اتفاق سے اس لڑائی میں ازبک کو شکست ہو گئی۔ تو میدان جنگ سے اپنے کیمپ میں بھاگ آیا۔ دوسرے دن منکلی کو کامیابی کی پھر لالچ لگی چنانچہ فوج کو تیاری کا حکم دے کر پھر حملہ کر دیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ شاہی فوجوں نے ہر چہا طرف سے جنگ چھیڑ دی۔

منکلی کا انجام:..... آخر کار منکلی شکست کھا کر بھاگ گیا سارا لشکر تتر بتر ہو گیا شاہی لشکر نے اس سارے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جلال الدین

قلعات اسماعیلیہ کے گورنر نے حسب قرار داد سابق منکلی کے مقبوضات کے حصے بانٹ لئے۔ جو باقی رہا اس پر ازبک بن بہلوان قابض ہو گیا۔ فوجیں اپنے اپنے شہروں کی طرف لوٹیں اور منکلی بھاگتا ہوا ساوہ پہنچ گیا چنانچہ شحہ ساوہ نے گرفتار کر کے سراتار لیا۔ ازبک نے اس سرکوفت کی خوشخبری کے ساتھ دار الخلافہ بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الثانی ۶۱۲ھ کا ہے۔

ولی عہد کا انتقال:..... خلیفہ ناصر کا ایک چھوٹا لڑکا تھا جس کا نام علی اور کنیت ابو الحسن تھی۔ خلیفہ ناصر کو اس سے بہ نسبت اور بیٹوں کے محبت زیادہ تھی۔ اسی باعث سے اپنے بڑے لڑکے کو ولی عہدی سے معزول کر کے اس کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اتفاق یہ کہ بیسویں ماہ ذی القعدہ ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا خلیفہ کو اس کی وفات سے اتنا زیادہ صدمہ ورنج ہوا کہ جس کو بیان نہیں جاسکتا عام اور خاص اس کی ناگہانی اور غیر متوقع موت سے مغموم اور ملول ہوئے۔

مرحوم نے وفات کے وقت دولڑکے یادگار چھوڑے تھے۔ ایک کا لقب موید تھا اور دوسرے کا موفق۔ خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو ماہ محرم ۶۱۳ھ میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشر (متعلقات خوزستان) کی طرف سند امارت عطا کر کے روانہ کیا اور موید الدین نائب وزیر اور عز الدین شرابی کو اتالیقی اور نگرانی کی غرض سے ساتھ کر دیا۔ ایک مدت تک یہ لوگ وہاں مقیم رہے اس کے بعد موفق نائب وزیر اور شرابی کے ساتھ ربیع الآخر میں بغداد واپس آ گیا اور موید تشر ہی میں مقیم رہا۔

خوارزم شاہ کا بلاد جبل پر قبضہ:..... اس سے پہلے غلمش نے تلوار اور حکمت عملی کے ساتھ بلاد جبل پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں اور اس کی مدبرانہ چالوں سے اس کے قدم، استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت و سلطنت کے زینے پر جم گئے تھے۔ اس کے بعد ۶۱۴ھ میں فرقہ باطنیہ میں سے کسی شخص نے اس کو قتل کر دیا خوارزم شاہ علاء الدین محمد بن تکش (سلاطین سلجوقیہ کے جانشین) کو جو صوبہ خراسان و ماوراء النہر پر حاوی ہو رہا تھا ان علاقوں پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔ چنانچہ لشکر تیار کر کے ادھر اس نے فوج کشی کر دی۔ ادھر اتالیق سعد بن وکلاء گورنر فارس کو بھی غلمش کے قتل کئے جانے پر یہی لالچ لگ گئی لہذا فوجیں تیار کر کے اصفہان پر چڑھائی کر دی، چنانچہ اہل اصفہان نے اطاعت قبول کر لی۔ اتابک سعد اصفہان پر قبضہ کر کے آگے بڑھا اس وقت تک اس کو خوارزم شاہ کی شکست اور آمد کی خبر نہ تھی۔ مقام ”رے“ میں سامنا ہو گیا اور ایک سخت خونریز جنگ کے بعد اتابک کو شکست ہو گئی خوارزم شاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس کے بعد ساوہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ کر کے قزوین، زنجان اور ابھر ۱ پر قبضہ کرتا ہوا ہمدان پہنچ گیا۔ اہل ہمدان نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ تب اصفہان کا رخ کیا اور اس پر بھی بغیر جنگ، و قتال قابض ہو کر قم اور قاشان کو بھی لے لیا۔ آذربائیجان اور ارانیہ کے گورنر نے بغیر تحریک کے دب کر اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے۔ اب اس کے حوصلے بڑھ گئے تھے لہذا دار الخلافہ میں اپنے نام کا خطبہ پڑھے جانے کے بارے میں خط و کتابت کر رہا تھا مگر دربار خلافت سے برابر انکار میں جواب آرہا تھا لہذا خوارزم شاہ کو طیش آ گیا اور اس نے دار الخلافہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ چنانچہ ایک امیر کو حلوان کی امارت عطا کر کے پندرہ ہزار سواروں کے لشکر کے ساتھ بغداد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد دوسرے امیر کو اس کے بعد ہی روانہ کر دیا جیسے ہی یہ لوگ ہمدان سے روانہ ہوئے اس قدر برف باری ہوئی تقریباً پوری فوج ہلاک ہو گئی۔ جو باقی بچے ان کو بنور برجم (ترکی) اور بنوسکار (کردوں) نے لوٹ مار کر برباد کر دیا۔ گنتی کے چند لوگ جان بچا کر خوارزم شاہ کے پاس واپس آ گئے۔ خوارزم شاہ نے اس سے بدفالی لی اور خراسان کی جانب واپسی کا حکم دے دیا۔ ہمدان پر طائسی ۲ کو مقرر کر کے ان تمام شہروں کی امارت اپنے بیٹے رکن الدین کو دے دی عماد الملک ساری کو اس کی دولت و حکومت کا ناظم اور متولی بنایا اور اپنے ممالک مقبوضہ سے خلیفہ ناصر کا خطبہ موقوف کر کے ۶۱۵ھ میں خراسان کی طرف واپس چلا گیا۔

بنی معروف کی جلاوطنی:..... بنی معروف قبیلہ ربیعہ میں سے تھے ان کا سردار معلیٰ نامی ایک شخص تھا۔ جنگل جھاڑیوں کے قریب مغربی

۱..... ابھر، قزوین اور زنجان کے درمیان مشہور شہر ہے۔ عجی لوگ اسے ”اوھر“ کہتے ہیں (معجم البلدان)

۲..... طالیون، اصل لفظ ”طائسی“ ہے دیکھئے کامل ابن اثیر صفحہ ۵۴۴ جلد ۷، یہاں طالیون لکھا تھا جو کہ غلط ہے (ثناء اللہ محمود)

فرات میں یہ لوگ رہتے تھے۔ جب ان کا ظلم، فساد اور دن دھاڑے لوٹ لینا حد سے بڑھ گیا اور قافلے کے قافلے لٹنے لگے تو متعدد شہروں کے باشندوں نے دربار خلافت میں شکایت کی، دربار خلافت سے شریف سعد گورنر واسطہ کے نام ان لوگوں کی سرکوبی اور جلاوطن کرنے کا حکم آیا چنانچہ شریف سعد نے تکریت، ہیبت، حدیثہ، انبار، حلہ، کوفہ، واسطہ اور بصرہ سے فوجیں تیار کر کے بنی معروف پر چڑھائی کر دی اور ان کو نہایت تیزی سے شکست دے کر پامال کر دیا۔ کچھ قتل کر ڈالے گئے کچھ کو قید کر لیا گیا اور کچھ دریا میں ڈبو دیئے گئے جو اس عالمگیر پالہی سے باقی رہ گئے تھے ان کو جلاوطن کر دیا گیا اور مقتولوں کے سر ماہ ذی القعدہ ۶۱۶ھ میں بغداد بھیج دیئے گئے۔

تاتاریوں کا خروج:..... تاتاری، ترکوں میں سے ہیں ۶۱۶ھ میں اس گروہ نے بلاد اسلامیہ کی جانب خروج کیا۔ سرزمین چین میں طمنج کے پہاڑوں پر یہ گروہ رہتا تھا۔ جو ترکستان سے چھ مہینے کی مسافت پر واقع ہے اس کے بادشاہ کا نام چنگیز خان ② تھا جو ترکوں کے قبیلہ تترجی سے تھا اس نے ترکستان اور ماوراء النہر کے علاقوں پر فوج کشی کی اور ان کو خطا کے قبضہ سے نکال کر خود قابض اور متصرف ہو گیا اس کے بعد خوارزم شاہ سے جا بھڑایا یہاں تک کہ اس کو زیر کر کے اس مقبوضہ شہروں صوبہ خراسان اور بلاد جبل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ اراکیہ کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قبضہ کر کے شردان، لان اور لکز کے شہروں کی جانب رخ کیا اور مختلف گروہوں پر حاوی ہو کر قفقاز کے علاقے کو بھی لے لیا۔ انہی تاتاریوں کا ایک گروہ غزنی اور ان شہروں کی طرف نکل گیا جو ہندوستان، بھستان اور کرمان سے ملحق و متصل تھے چنانچہ ایک ہی سال کے اندر یا کچھ زائد زمانے میں تاتاری، دنیا کے اس سرے سے اس سرے تک کے مالک بن گئے۔ خونریزی، لوٹ اور غارتگری کی کوئی حد نہ تھی۔ ایسے ایسے ظلم و ستم ان کے ہاتھوں سے ہوئے کہ جن سے دنیا کے کان، سلف سے اس وقت تک آشنا نہیں ہوئے۔

خوارزم شاہ اور جلال الدین:..... خوارزم شاہ نے ان تاتاریوں سے شکست کھا کر طبرستان کے ایک جزیرہ میں جا کر دم لیا اور وہیں ۶۱۶ھ میں اپنی حکومت کے اکیسویں برس جان بحق تسلیم کر دی۔

خوارزم شاہ کی شکست کے بعد اس کے بیٹے جلال الدین کو تاتاریوں نے غزنی میں شکست دی چنگیز خان دریائے سندھ تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جلال الدین دریائے سندھ کو عبور کر کے ہندوستان میں داخل ہو گیا اور بڑی مشکل سے ان کے پنجہ غضب سے بچ گیا ایک مدت تک ہندوستان میں ٹھہرا ہوا اس کے بعد ۶۲۲ھ میں خوزستان اور عراق کی جانب لوٹ آیا آذربائیجان اور آرمینیا پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ اس کو مظفر نے قتل کر دیا جیسا کہ ہم ان واقعات کو بنی مظفر اور بنی خوارزم شاہ کے حالات میں جداگانہ یا دونوں حکومتوں میں مکرر بیان کریں گے۔ لہذا وہ مقام ان واقعات کی تفصیل کا ہو گا واللہ الموفق بمنہ وکرمہ۔

خلیفہ ناصر کی وفات:..... ماہ رمضان ۶۲۲ھ کے آخر میں اپنی خلافت کے سینتالیسویں برس خلیفہ ابو العباس احمد الناصر لدین اللہ بن خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ موت سے تین برس پہلے نقل و حرکت سے مجبور ہو گیا تھا۔ ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی دوسری آنکھ کی بصارت کمزور ہو گئی تھی۔ کاروبار اور لہو و لعب میں اس کی حالتیں مختلف تھیں۔ ذی علم اور صاحب فنون مختلف تھا۔ متعدد فنون میں اس کی تالیفات ہیں۔

ناصر کے کچھ حالات:..... بیان کیا جاتا ہے کہ اسی نے تاتاریوں کو عراق پر قبضے کے لئے تیار کیا تھا وجہ یہ تھی کہ اس کی خوارزم شاہ سے ان بن ہو گئی تھی اور آئے دن جھگڑا رہتا تھا۔

خلیفہ ناصر اکثر لہو و لعب میں مصروف رہتا۔ کسی وقت نشانہ بازی اور کبھی کبوتر بازی ③ میں مشغول رہتا۔ کپڑے اس قسم کے پہنتا تھا جس قسم کے بغداد کے لقمے پہنا کرتے تھے اور اس قسم کے کپڑوں کے پہننے کی عام طور سے ممانعت تھی مگر یہ کہ اس کی اجازت اس سے حاصل کر لی جاتی۔ یہ سب

①..... کامل ابن اثیر نے ۶۱۷ھ لکھا ہے۔

②..... مورخ رشید الدین نے لکھا ہے چنگیز کے معنی چینی منگولی لغت میں THING سے نکلا ہے جس کا معنی طاقتور کے ہیں (العرینی صفحہ ۴۹)

③..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۲۱ جلد ۷ حاشیہ نمبر ۱۔

اس بات کی دلیل ہے کہ سلطنت و حکومت، عالی دماغ، عالی حوصلہ، صاحب تدبیر اور ذی ہوش آدمیوں سے خالی تھی اور یہی بات دولت و سلطنت کے ضعیف اور کمزور ہونے کا باعث بنتی ہے۔

ابونصر الظاہر باللہ کی خلافت ۶۲۲ھ تا ۶۲۳ھ

الظاہر بامر اللہ کی خلافت:..... خلیفہ ناصر کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابونصر کی خلافت کی بیعت لی گئی اور ”الظاہر بامر اللہ“ کا لقب دیا گیا۔ پہلے اسی کو ۵۸۵ھ میں خلیفہ ناصر نے اپنا ولی عہد بنایا تھا اس کے بعد ولی عہدی سے اس کو معزول کر کے طبیعت کے جھکاؤ کے باعث اس کے چھوٹے بھائی ابوالحسن علی کی ولی عہدی کا اعلان کروایا تھا مگر اتفاق سے ۶۱۲ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تب خلیفہ ناصر نے مجبوراً ابونصر کو دوبارہ اپنا ولی عہد بنایا۔

خلیفہ ظاہر نے تکمیل بیعت کے بعد عدل و انصاف سے اس حد تک کام لیا کہ جس حد تک اس کے شایان شان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ جس سال خلیفہ ظاہر تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اس سال کی عید کی رات میں ایک لاکھ دینار علماء کو دیئے تھے۔

خلیفہ ظاہر کی وفات:..... اس چہل پہل کے نومہینہ پندرہ دن بعد خلیفہ ظاہر ابونصر محمد نے پندرہویں رجب ۶۲۳ھ کو وفات پائی ۱۔ اس کا رویہ نہایت سیدھا اور سادہ تھا اس کے عدل و انصاف اور اس کی داد و دہش کے تذکرے اس وقت تک عوام اور خواص کے زبان پر جاری ہیں۔

ظاہر کا خط:..... روایت کی جاتی ہے کہ اس نے وفات سے پہلے بقلم خود ایک فرمان وزیر کو لکھا تھا جو اراکین دولت کے سامنے پڑھا گیا۔ وزیر السلطنت نے اس فرمان کو پڑھنے اور اراکین دولت کو سننے کی غرض سے ایک مجلس منعقد کی، خلیفہ کے قاصد نے کھڑے ہو کر کہا ”امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہماری غرض یہ نہیں ہے کہ صرف اتنا کہنے پر اکتفا کیا جائے کہ دربار خلافت سے یہ فرمان آیا ہے یا یہ حکم صادر ہوا ہے اس کے بعد اس کا کوئی اثر کہیں محسوس نہ ہو بلکہ اس زبانی گپ شپ کو تم چھوڑ دو اور اس پر عمل درآمد کرو۔“ قاصد اتنا کہہ کر خاموش ہو گیا۔ فرمان کھولا گیا تو اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا۔

خلیفہ ظاہر کا خط:..... آگاہ ہو جاؤ کہ ہماری یہ تاخیر مہمل اور بیکار نہیں ہے اور نہ ہماری یہ چشم پوشی غفلت پر مبنی ہے بلکہ ہم تم لوگوں کو آزمارہے ہیں کہ تم لوگوں میں سے کون شخص اچھا کام کرتا ہے اس سے پہلے ملک کی ویرانی رعایا کی بربادی تخریب شریعت کی کارروائیاں جو تم سے سرزد ہو چکی ہیں اس کے علاوہ فکر و فریب سے جو تم اور جھوٹی باتوں کو سچائی کے لباس میں ظاہر کیا کرتے تھے اور بیخ کنی اور رعایا کی ہلاکت کو حق رسی و دادرسی سے تعبیر کرتے تھے ہم نے تمہارے ان سب افعال ذمہ و حرکات قبیحہ سے درگزر کیا۔ افسوس ہے کہ تم نے اس فرصت کے وقت کو غنیمت شمار کر کے خوفناک اور مہیب شیر کے پنجوں اور دانتوں کی طرح سے اللہ کی مخلوق کو چیر پھاڑ ڈالا۔ تم لوگ ایک ہی بات کو مختلف الفاظ میں کہتے ہو حالانکہ تم علم خلافت کے، امین اور معتمد علیہ ہو۔ تم لوگ اپنی خواہشات کی طرف خلیفہ کی رائے کو مائل کر لیتے ہو اور حق و باطل کو خلط ملط کر دیتے ہو اس طرح مجبوراً تمہاری رائے سے موافقت کر لی جاتی ہے۔ تم بظاہر مطیع اور فرمان بردار ہو لیکن حقیقت میں حد درجہ نافرمان اور سرکش ہو۔ ظاہراً موافقت کا پیرایہ اختیار کرتے ہو اور حقیقتاً پورے پورے مخالف اور سرکش ہو۔ الحمد للہ کہ اب اللہ سبحانہ نے تمہارے خوف کو امن سے محتاجی کو غناء سے اور باطل کو حق سے تبدیل کر دیا ہے اور ایک ایسا فرمانبردار تم کو عنایت کیا ہے جو تمہارے عذر کو قبول کرے گا اور اسی شخص سے مواخذہ اور انتقام لے گا جو اپنی خطاؤں پر مصر ہوگا اور اپنی نامعقول حرکات سے باز نہ آتا ہوگا۔ امیر المؤمنین تم کو عدل و انصاف کرنے کا حکم دیتے ہیں ان کا یہی مقصود ہے کہ تم لوگ ہمیشہ عدل و انصاف کرتے رہو اور ظلم اور بے جا کاموں سے احتراز کرتے رہو امیر المؤمنین کو ظلم و ستم بیحد ناگوار اور ناپسند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوتا ہے اور اس کی ناراضی سے امیر المؤمنین خائف و ترساں ہیں۔ امید کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب تو فیق عطا فرمائے گا۔ لہذا اگر تم نے وہ راستہ اختیار

کیا جو ملک خدا میں اس کے نائبوں اور امینوں کا ہے تو نور علی نور ورنہ یاد رکھو کہ ہلاک و تباہ ہو جاؤ گے والسلام“ ❶

مستنصر باللہ کی خلافت ۶۲۳ھ تا ۶۴۱ھ

مستنصر کی بیعت:..... خلیفہ ظاہر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابو جعفر مستنصر کی خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس نے بھی اپنے مرحوم باپ کا رویہ اختیار کیا مگر یہ کہ اس کے عہد خلافت میں شیرازہ حکومت درہم برہم ہو گیا تھا خراج کم کیا تقریباً معدوم ہو گیا تھا۔ صوبے تقسیم ہو گئے تھے ان وجوہات سے لشکریوں کی تنخواہیں بھی ادا نہیں ہو سکتی تھیں اور نہ ان کے وظائف دیئے جاتے تھے مجبوراً لشکر کا بڑا حصہ موقوف کر دیا گیا جس سے بے حد تغیرات پیدا ہو گئے اسی زمانے میں محمد بن یوسف بن ہود نے دعوت عباسیہ کا اندلس میں حکومت موحدین کے آخری زمانے میں اعادہ کیا تھا۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا اسی کے آخری دور حکومت میں تاتاریوں نے روم کے علاقوں کو غیاث الدین گنجر و (بنی ج کے آخری بادشاہ) ارسلان کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور اس کے بعد بلاد آرمینیا کو تخت و تاراج کرنے کے لئے بڑھے اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے بعد غیاث الدین نے تاتاریوں سے امن طلب کیا چنانچہ انہوں نے اپنی طرف سے بلاد روم پر اس کو مقرر کر دیا چنانچہ یہ ان کی ماتحتی و اطاعت میں بلاد روم پر حکومت کرنے لگا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں یہ واقعات تحریر کئے جائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

خلیفہ مستنصر کی وفات:..... خلیفہ مستنصر دار الخلافہ بغداد میں انہی بلاد پر حکمرانی کر رہا تھا جو صوبوں کے گورنروں اور اطراف و جوانب کے ملکوں کے والیوں کی دستبرد اور قبضہ و تصرف سے بچ گئے تھے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کچھ عرصے بعد اس نظام میں بھی خلل واقع ہو گیا تاتاریوں نے سارے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کر لیا اور اسلامی صوبوں کے گورنروں اور اطراف و جوانب کے والیان ملک کو زیر کر کے ان کی دولتوں اور حکومتوں کا نام صفحہ ہستی سے محو کر کے دار الخلافہ بغداد کو تخت و تاراج کرنے کی غرض سے بڑھے اتنے میں خلیفہ مستنصر ۶۴۱ھ میں اپنی خلافت کا سولہواں سال پورا کر کے انتقال کر گیا۔

عبداللہ بن مستنصر المستعصم باللہ ۶۴۱ھ تا

مستنصر کی خلافت:..... اس کے بعد اس کا بیٹا عبداللہ سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ ”المستعصم باللہ“ کا لقب اختیار کیا۔ فقیہ اور محدث تھا مؤید الدین ابن علقمی ❷ رافضی اس کا وزیر تھا۔ اس کی ناقابلیت سے دار الخلافہ بغداد میں شیعہ، اہل سنت و جماعت، حنابلہ اور تمام اہل مذاہب میں آئے دن جھگڑے ہوتے رہتے تھے اوباشوں، جرائم پیشوں ❸ اور مفسدہ پردازوں میں جب دیکھو تب ایک نہ ایک فساد برپا رہتا تھا کوئی فتنہ و فساد حکمرانوں اور اراکین دولت کے درمیان ایسا نہیں ہوتا تھا جس میں وہ لوگ حصہ نہ لیتے رہے ہوں۔ حکومت و سلطنت کا رعب دلوں سے اٹھ گیا تھا۔ آمدنی بالکل رک گئی تھی۔ خلیفہ مستعصم کی خود نہایت تنگی سے بسر ہو رہی تھی اس نے افسران فوج میں تخفیف کر دی تھی۔ باقی ماندہ کی تنخواہیں یوں ادا کی جاتی تھیں کہ کبھی کوئی چیز فروخت کر دی اور کبھی ان کو کسی بازار کو محصول وصول کر لینے کا کہہ دیا۔ غرض امراء لشکر اور خود خلیفہ کی بھی بدق اوقات گزاری ہو رہی تھی۔

شیعوں کا اہلسنت پر ظلم:..... اتفاق سے انہی دنوں دار الخلافہ بغداد میں فساد کی آگ بھڑک گئی شیعہ اور سنی آپس میں لڑ پڑے شیعوں کا مسکن مغربی بغداد مقام کرخ میں تھا اور وزیر ابن علقمی اسی گروہ کا ایک ممبر تھا ان لوگوں نے اہل سنت و جماعت پر ظلم و تعدی کی تو خلیفہ مستعصم نے اپنے

❶..... کامل ابن اثیر صفحہ ۶۳۲ جلد ۷۔ ❷..... ابن علقمی کو اپنے اہل مذہب کے خلاف ہر بات بری لگتی تھی چاہے وہ غلط ہو یا صحیح ہو اس بارے میں اس کا موقف متعصبانہ تھا عنقریب اسے ابن خلدون خود ذکر کریں گے۔ ❸..... اوباشوں اور جرائم پیشہ فساد یوں کے بھی باقاعدہ مسلح گروپ تھے جو انارکی اور فساد کے وقت نکل آتے تھے اور فائدہ اٹھاتے تھے، جب شرعی حکومت کو کوئی نقصان ہوتا یا وہ کسی پریشانی میں ہوتی تو ان کا راج ہو جاتا تھا۔

بیٹے ابو بکر اور رکن الدین دوادار کو شیعوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا اور باغیان کرخ کے مکانات لوٹ لینے کا حکم دے دیا۔

شیعوں کی سرکوبی پر ابن علقمی کی ناراضگی:..... اس معاملہ میں خلیفہ نے وزیر ابن علقمی کا کچھ لحاظ اور پاس نہ کیا چنانچہ ابن علقمی کو یہ بات ناگور گزری اور وہ موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا آہستہ آہستہ حکمت عملی سے لشکر کے بہت بڑے حصے کو موقوف کر دیا اور خلیفہ پر یہ ظاہر کیا کہ یہ فوجیں تاتاریوں کے مقابلہ پر بھیج دی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دار الخلافہ بغداد میں رہنے سے تنخواہ کی ادائیگی میں بھی دقت ہوتی ہے۔ ۱۵۲ھ میں بادشاہ تاتار ہلاکو خان نے عراق پر فوج کشی کر دی اور رے، اصفہان اور ہمدان کو فتح کرتا ہوا قلععات اسماعیلیہ پر حملہ کر دیا ۱۵۵ھ میں قلعہ موت پر چڑھائی کی راستے میں ابن صلیا گورنر اربل کا خط ملک جس ابن علقمی وزیر خلیفہ مستعصم کا خط بھی ملفوف تھا۔

ابن علقمی رافضی کی غداری:..... ابن علقمی نے اس خط کے ذریعے چنگیز خاں ہلاکو کو دار الخلافہ بغداد پر حملہ کرنے کی ترغیب دی تھی چنانچہ ہلاکو خان نے بلاد اسماعیلیہ سے لوٹ کر کے بغداد کا رخ کر لیا ورامراء تاتاریہ کو چاروں طرف سے بغداد پر حملہ کرنے کے لئے بلوایا وہ لوگ خود بھی مقدمہ الجیش کے طور پر بلاد روم کی طرف سے آنے لگے جس وقت بغداد کے قریب تاتاری لشکر پہنچا تو ایک دوادار مقابلہ پر آیا پہلے حملہ میں تاتاریوں کے لشکر کو شکست ہوئی۔

سقوط بغداد کا اندوہناک واقعہ:..... اس کے بعد تاتاریوں نے دوبارہ حملہ کیا اس حملے میں میدان جنگ تاتاریوں کے ہاتھ رہا اور عسا کر اسلامیہ نے بغداد کی جاب واپسی کر دی مگر ان کے آنے سے پہلے ہی تاتاریوں نے بغداد کا راستہ روک لیا تھا یا یہ کہ دجلہ کے بند ٹوٹ جانے سے بغداد کے ارد گرد پانی پھیل گیا تھا جس کی وجہ سے لشکر اسلام بغداد میں داخل نہیں ہو سکا تاتاریوں نے تعاقب کر کے انھیں جی کھول کر پامال کیا چنانچہ دوادار مارا گیا۔ اور امراء جو اس کے ہمراکاب تھے وہ قید کر لئے گئے۔ ہلاکو نے بغداد میں پڑاؤ کر دیا وزیر ابن علقمی ۱ شہر سے نکل کر ہلاکو کے پاس آیا اور اپنی ذات خاص کے لئے امن حاصل کر لیا اور واپس جا کر خلیفہ سے یہ ظاہر کیا کہ میں نے آپ کے لئے بھی امن حاصل کر لیا ہے آپ ہلاکو کے پاس چلے وہ آپ کو بدستور خلافت و حکومت پر قائم رکھے گا جیسا کہ بلاد روم بادشاہ روم کو قائم رکھا تھا۔ چنانچہ خلیفہ مستعصم فقہاء، قضاة اور اراکین دولت سمیت ہلاکو کے پاس چلا گیا۔ ہلاکو نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر دیا اور اس کے بعد خلیفہ مستعصم کو بوری میں لپیٹ کر ہاتھی کے پاؤں میں باندھ دیا چنانچہ وہ گھسٹ کر مر گیا ابن علقمی نے اس کی نعش کو پاؤں سے کچلا اس کا خیال یہ تھا کہ میں اہل بیت رسالت کے خون کا بدلہ لے رہا ہوں۔ یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے۔

بغداد میں قتل عام:..... اس کے بعد ہلاکو سوار ہو کر بغداد میں داخل ہوا اور عام خونریزی کا حکم دے دیا ایک مدت تک غارتگری اور قتل عام کا بازار گرم رہا۔ عورتیں اور بچے سروں پر قرآن لئے ہوئے گھروں سے واویلا و مصیبتا کا شور مچاتے ہوئے نکل پڑے جن کو تاتاریوں نے تھوڑی ہی دیر میں صفحہ ہستی سے نیست و نابود کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جس دن ہلاکو بغداد میں داخل ہوا تھا ایک کروڑ چھ لاکھ مسلمان مارے گئے تھے۔ تاتاریوں نے شاہی محلات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا اس قدر مال و اسباب لوٹا گیا کہ احاطہ تحریر اور شمار سے باہر ہے۔ علمی ذخائر جو شاہی کتب خانہ میں تھے دجلہ میں پھینک دئے گئے یہ ایسی زیادتی ہوئی جو احاطہ تحریر میں نہیں آ سکتا اگرچہ اور قوموں کا یہ خیال ہے کہ یہ بعینہ اس کی نظیر ہے جو مسلمانوں نے زمانہ فتوحات کے شروع میں اہل دارس کے علوم اور کتابوں کے ساتھ کیا تھا۔ غرض اس عام خونریزی سے ہلاکو نے فارغ ہو کر شاہی مجلس اؤں میں آگ لگا دینے کا ارادہ کیا لیکن اس کے اراکین دولت نے اس کی مخالفت کی۔

میا فارقین تاتاریوں کے قبضے میں:..... بغداد کی فتح اور پامالی کے بعد ہلاکو نے میا فارقین کے محاصرے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ دو برس کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح ہو گیا۔ اس کے سارے حامی اور مددگار مار ڈالے گئے ان دنوں بنی ایوب اس شہر کا حاکم تھا۔ گورنر موصل اس خوفناک منظر کو دیکھ کر ڈر گیا۔ ہدایا اور تحائف ہلاکو کے دربار میں بھیجے، اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا چنانچہ ہلاکو نے اس کو بحال رکھا۔ مہم میا فارقین

۱..... مورخ علوی، ابن علقمی پر اس الزام کو تسلیم نہیں کرتا ہے اس پر مناقشہ کے لئے،، الدولة العباسیة،، از شیخ خضری، کا مطالعہ کریں (صفحہ ۴۰۶)

خلفاء عباسیہ کا تذکرہ جنہوں نے بغداد سے عباسیہ کے خاتمے کے بعد مصر میں خلافت کی:..... جس وقت خلیفہ مستعصم تاتاریوں کے ظلم و ستم کا شکار ہو گیا اور انہوں نے ممالک اسلامیہ پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا تو اس وقت مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی اور شیرازہ خلافت درہم برہم ہو گیا۔ خاندان خلافت کے ممبران خلافت سے نکل کر ادھر ادھر نکل بھاگے ان لوگوں میں سے جو سب سے بڑا تھا اس نے مصر میں جا کر دم لیا یہ شخص احمد بن خلیفہ ظاہر تھا جو شہید خلیفہ مستعصم کا چچا اور مرحوم خلیفہ مستنصر کا بھائی تھا اس وقت مصر کی حکومت کی باگ ڈور الملک الظاہر کے قبضہ میں تھی جو بنی ایوب کے بعد مصر اور قاہرہ میں ترکوں کا تیسرا بادشاہ تھا۔ الملک الظاہر یہ خبر سن کر کہ خاندان خلافت کا ایک نامور ممبر احمد حسن اتفاق سے مصر آیا ہوا ہے بسر و قد تعظیم کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور اس سے اراد مندانہ انداز میں ملا تشریف آوری کی خوشی میں شہر میں چراغاں کرایا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۶۵۹ھ کا ہے۔

مصر کا نیا عباسی خلیفہ:..... احمد کے مصر میں رونق افروز ہونے کے بعد الملک الظاہر نے قلعہ بیرس میں دربار عام منعقد کیا اراکین دولت رؤساء ملک و ملت، حسب مراتب حاضر ہوئے۔ قاضی القضاۃ تاج الدین بن بنت الاعز بھی موجود تھا۔ اس نے ان عربوں کی گواہی سے احمد کا خاندان خلافت سے ہونا ثابت کیا جو اس کے ہمراہ آئے ہوئے تھے اگرچہ احمد کوئی غیر مشہور شخص نہ تھا تاہم ضابطہ کی مکمل کارروائی کی گئی۔ پہلے الملک الظاہر نے احمد کی خلافت کی بیعت کی اس کے بعد حاضرین دربار یکے دیگر بیعت کرتے گئے اور انتہائی خوشی و مسرت سے احمد کو خلافت اسلامیہ کے فرائض منصبی ادا کرنے کے لئے کھڑا کر دیا اور المستنصر باللہ کا مبارک لقب دیا۔ ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا سکھ ڈھالا گیا اور گشتی شاہی فرمان الملک الظاہر کے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ مستنصر کی بیعت لینے کا بھیجا گیا۔

حکومت الملک الظاہر کے حوالے:..... اس کے بعد خلیفہ مستنصر نے حکومت کی باگ ڈور الملک الظاہر کے ہاتھ میں دے دی اور اپنی جانب سے ایک دستخط شدہ فرمان لکھ کر عنایت فرمایا۔ اگلے دن سلطان الملک الظاہر نے شہر کے باہر نکل کر ایک کھلے میدان میں خیمہ نصب کیا اراکین دولت، مشیران سلطنت اور رؤساء ملک و ملت حاضر ہوئے پھر الملک الظاہر نے خلیفہ کے فرمان کو پڑھا۔ اس پر لوگوں نے خوشی کے نعرے بلند کئے، سلطان الملک الظاہر نے خوشی سے اس نئے خلیفہ کے حکم سے حکومت اپنے قبضہ میں لے لی حسب مراتب لوگوں کے وظائف مقرر کئے، نئے خلیفہ کے لئے ارباب مناصب، اتالیق، استاد اور شربدار، حاجب، اور کاتب وغیرہ متعین فرمائے، ہر طبقہ کے لوگوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خیمے، فرش اور ہر طرح کے اسباب و سامان آسائش مہیا کئے، بیان کیا جاتا ہے کہ الملک الظاہر نے اس موقع پر ایک کروڑ دینار سرخ خرچ کئے تھے۔

تاتار کے لئے خلیفہ کی روانگی:..... چند دنوں کے بعد سلطان الملک الظاہر نے ممالک اسلامیہ کو کفار کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بلاد عراق پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا۔ خلیفہ مستنصر نے بہ نفس نفیس اس مہم پر جناے کی تیاری کی۔ اتنے میں صالح بن لولو گورنر موصل بھی پہنچ گیا اس کو بھی تاتاریوں نے اس کے باپ کے مرنے کے بعد موصل سے نکال دیا تھا۔ الملک الظاہر نے اس سے بھی اس کا ملک واپس دلانے کا وعدہ کر لیا تھا۔ چنانچہ نیا خلیفہ صالح کے ساتھ ایک عظیم لشکر مرتب کر کے روانہ ہو گیا، الملک الظاہر بھی احترام کے لئے اس کے ساتھ شہر سے باہر آیا و رفتہ رفتہ ان دونوں کے ہمراہ دمشق پہنچ گیا۔ دمشق پہنچ کر سلطان الملک الظاہر نے ان لوگوں کی بڑی آؤ بھگت کی۔ اور اپنے امیروں میں سے دو امیروں کو امداد کی غرض سے ان کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ ان کے ساتھ ساتھ فرات تک چلے جانا۔

خلیفہ کی ساتھیوں سمیت:..... جس وقت یہ مہم فرات پر پہنچی خلیفہ مستنصر نے عبور کا ارادہ فرمایا اور صالح نے موصل کا رخ کیا، اتنے میں تاتاریوں کو اس کی خبر مل گئی۔ لہذا فوجیں مرتب کر کے جنگ کرنے کی غرض سے دریا کی موجوں کی طرح بڑھے چنانچہ دونوں گروہوں کی مڈبھیر ہو گئی۔ تاتاریوں نے اپنے پرزور حملوں سے خلیفہ مستنصر کے لشکر کو کمزور کر دیا۔ جواب دینے کا کیا ذکر ہے بھاگنے تک کی طاقت نہ رہی چنانچہ سب کے سب میدان جنگ ہی میں موت کی نیند سو گئے نیا خلیفہ بھی انہی لوگوں کے ساتھ شہید ہو گیا۔

تاتاری لشکر اس مہم فارغ ہو کر موصل کی جانب بڑھا اور سات مہینے تک صالح کا موصل میں محاصرہ کئے رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کر لیا اور قتل

وغارتگری کرتا ہوا موصل میں گھس گیا صالح غریب بھی ان کے ہاتھوں شہید ہو گیا۔

مصر میں نئے خلیفہ کی تلاش..... لیفہ مستنصر کی شہادت کے بعد الملک الظاہر کو مصر میں خاندان خلافت کے ایک دوسرے ممبر کی تلاش ہوئی جو منصب خلافت کے فرائض منصبی کے ادا کرنے کے لئے مقرر کیا جاتا۔ وہ ہر آنے جانے والے سے استفسار کر رہا تھا کہ اچانک بغداد سے ایک شخص مصر میں آیا جو خود کو خلیفہ راشد بن مسترشد کی طرف منسوب کرتا تھا۔

صاحب حماۃ اپنی تاریخ میں ”نسابہ مصر“ سے روایت کرتا ہے کہ یہ شخص احمد بن حسن بن ابی بکر بن امیر ابو علی بن امیر حسن بن راشد تھا اور عباسیہ اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ یہ احمد بیٹا ہے ابو بکر کا، ابو بکر بیٹا ہے علی کا، علی بیٹا ہے احمد کا اور احمد بیٹا ہے امام مسترشد کا۔ (صاحب حماۃ کا کلام ختم ہوا) اس کے آباء واجداد میں اس کے اور خلیفہ راشد یا مسترشد کے درمیان کوئی شخص خلیفہ نہیں بنا۔

حاکم بامر اللہ..... الغرض الملک الظاہر نے اس کے ہاتھ پر خلافت اسلامیہ کی بیعت کر لی اور ”الحاکم بامر اللہ“ کا لقب دیا اس نے بھی اپنی طرف سے امور خاصہ اور عامہ کے سفید و سیاہ کرنے کا الملک الظاہر کو اختیار عنایت کر دیا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ سکہ پر اس کا نام ڈھالا گیا۔ خلیفہ حاکم اسی حالت سے بیرس میں الملک الظاہر اور اس کے بیٹوں کے زمانہ حکومت میں رہا اس کے بعد صالح قلاؤن اور اس کے بیٹے اشرف کا دور حکومت آیا اور خلیفہ حاکم بدستور اسی حال سے بیرس میں ٹھہرا رہا پھر الملک الناصر محمد بن قلاؤن کا دور دورہ ہوا۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خلیفہ حاکم نے ۷۷۷ھ میں وفات پائی۔

مستکفی باللہ..... پھر اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو الریح سلیمان جانشین ہوا اس نے ”المستکفی باللہ“ کا لقب اختیار کیا پرانے دستور کے مطابق اس کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا۔ سکہ ڈھالا گیا۔ ۷۸۰ھ میں الملک الناصر محمد کے ساتھ دوبار تازیوں سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ۷۸۶ھ میں سلطان الملک الناصر محمد کو خلیفہ مستکفی سے بدگمانی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ گرفتار کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور ایک برس تک کسی سے ملنے جلنے نہ دیا اس کے بعد مکان پر آنے اور لوگوں سے ملنے جلنے کی اجازت دے دی چند دن بعد پھر کشیدگی نے ترقی کی۔ اس مرتبہ الملک الناصر نے خلیفہ مستکفی کو قوص کی طرف ۷۸۸ھ میں جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ قوص ہی میں دو برس بعد ۷۹۰ھ میں الملک الناصر کی وفات سے پہلے مستکفی مر گیا۔

احمد بن مستکفی حاکم بامر اللہ..... مستکفی نے وفات سے پہلے اپنے بیٹے احمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا لہذا مستکفی کے وفات کے بعد احمد کی خلافت کی بیعت کی گئی۔ احمد نے بیعت خلافت لینے کے بعد ”الحاکم بامر اللہ“ کا لقب اختیار کیا۔ مگر سلطان الملک الناصر نے اس ولیعہدی اور بیعت خلافت کو تسلیم نہ کیا بلکہ اسے معزول کر کے اس کے بھائی ابراہیم کو خلیفہ بنایا اور ”الواثق باللہ“ کا لقب دیا۔ اس واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد الملک الناصر کا انتقال ہو گیا لوگوں نے سلطان الملک الناصر کی اس تبدیلی کو غیر مستحسن تصور کر کے واثق کو خلافت سے معزول کر دیا اور احمد کی خلافت کی دور بارہ بیعت کر لی اور ”الحاکم بامر اللہ“ کے لقب سے یاد کرنے لگے یہ واقعہ ۷۹۴ھ کا ہے پھر ۷۹۳ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا محمد منصب خلافت پر مقرر کیا گیا اور ”المتوکل علی اللہ“ کا لقب دیا گیا ۷۹۸ھ میں سلطان اشرف شعبان بن حسین بن الملک الناصر کے ساتھ حج کرنے روانہ ہوا مگر ترکوں نے بد عہدی کی اور بد امنی اور غارتگری کا دروازہ کھول دیا۔ مجبوراً سلطان اشرف مصر واپس آ گیا ترک امراء نے خلیفہ متوکل کو سلطنت اور خلافت کی بیعت کرنے کے لئے طلب کیا خلیفہ متوکل نے انکار میں جواب دیا۔ اس بناء پر ایک نامی ایک ترک امیر نے جوان دنوں قاہرہ میں حکومت و سلطنت پر حاوی ہو رہا تھا ۷۹۹ھ اس رنجش کی وجہ سے جو اس کے اور خلیفہ متوکل کے درمیان پیدا ہو گئی تھی خلیفہ متوکل کو معزول کر دیا اور اس کے چچا زاد بھائی زکریا بن ابراہیم کو منصب خلافت پر متمکن کر دیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ اراکین دولت نے زکریا کو معزول کر کے خلیفہ متوکل کو دوبارہ منصب خلافت پر مقرر کر دیا۔ یہاں تک کہ قرط ترکمانی کا واقعہ بغاوت پیش آیا۔ قرط ترکمانی مصری لشکر کا ایک سردار تھا فساد یوں کی سازش سے قرط نے ۸۰۵ھ میں الملک الظاہر ابوسعید تروق کے مقابلہ پر سراٹھایا اور لگانے بجھانے والوں نے سلطان الملک الظاہر سے یہ جڑ دیا کہ خلیفہ متوکل کی سازش سے قرط نے بغاوت اور سرکشی کی ہے الملک الظاہر نے مشتبه ہو کر غریب خلیفہ متوکل کو قلعہ میں قید کر دیا۔

۸۸ھ کے آخر میں واثق مر گیا۔ اس وقت سلطان الملک الظاہر نے اس کے بھائی زکریا کو تخت خلافت پر متمکن کیا جس کو ایک ترکی نے منصب خلافت پر مقرر کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر چکے ہیں۔

متوکل کی دوبارہ خلافت:..... اس کے بعد ۹۷۷ھ میں بلیقانصری گورنر حلب نے خلیفہ متوکل کو قید کرنے کی وجہ سے سلطان الملک الظاہر کی مخالفت کی اور نہایت تیزی سے فوج کشی کی سلطان الملک الظاہر نے خلیفہ متوکل کو قید سے رہا کر کے بدستور سابق منصب خلافت پر متمکن کر دیا اور حد سے زیادہ عزت و احترام کیا۔ ان واقعات کے دوران بہت سے واقعات پیش آئے ہیں جن کو ہم مکمل طور سے ان ترکوں کی حکومت کے ضمن میں بیان کریں گے جو مصر میں ان خلفاء کی رسم خلافت کو قائم کرنے والے تھے۔ بیشک اس مقام پر صرف وہی حالات لکھنے پر ہم نے اکتفا کیا ہے جو خلافت کے متعلق تھے ان واقعات کو جو دولت و سلطنت سے تعلق نہیں رکھتے تھے، نظر انداز کر دیا ہے۔

خليفة متوكل کو منصب خلافت پر رسم خلافت کو پورا کرنے، فرائض مذہبی کو شریعت کے مطابق انجام دینے، ممبروں پر تبرکات ان کا نام لئے جانے کے لئے مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ سابق سلاطین اس کے عادی ہو گئے تھے اور ایمان کے کمال اور فرط محبت کی وجہ سے امامت کی شرائط پورا کرنے کے لئے یہ رسم قدیم ادا کی جاتی تھی۔ ہندوستانی بادشاہ ہی نہیں بلکہ جتنے اسلامی سلاطین تھے وہ برابر انہی خلفاء سے اور ان سے پہلے جو گذر چکے تھے خطابات اور حکومت کی اسناد حاصل کیا کرتے تھے یہ معاملات، ملوک بنی قلاوٹ وغیرہ کے ذریعہ و توسط سے جو مصر میں تھے پیش ہوا کرتے تھے اور وہ ان درخواستوں کو خلیفہ کی خدمت میں پیش کر کے منظور کراتے اور خلعت، سند حکومت، اور خطاب وغیرہ ان کو بھیجا کرتے تھے اور وہ لوگ منصب خلافت کو قائم رکھنے والوں کی امداد و تائید کرتے تھے (بمن اللہ و فضلہ)

اسلامی تاریخ پر چند جدید کتب

طبقات ابن سعد

اسلامی تاریخ کا مستند اور بنیادی ماخذ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن سعد البصری

تاریخ ابن خلدون

مع مقدمہ علامہ عبد الرحمن ابن خلدون

تاریخ ابن کثیر

اردو ترجمہ النہایۃ البدایۃ حافظ عماد الدین ابوالفدا اسماعیل ابن کثیر

تاریخ اسلام

مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی

تاریخ ملت

تاریخ قبل از اسلام سے لے کر مغلیہ سلطنت کی آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر تک ملت اسلامیہ کی تیرہ سو سالہ مکمل تاریخ جناب مفتی زین العابدین بیجاوی مفتی جناب مفتی نظام الدین شہرین گبر آبادی

تاریخ طبری

اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری

سید الصحابة

انبیاء کرام کے بعد دنیا کے مقدس ترین انسانوں کی سرگزشت حیات الحاج مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی مرحوم

دارالاساعتی ۵۰ بازار ایم ای جٹ راولپنڈی ۲۱۲۶۳۱۸۶۱ کراچی ۱۰ اردو بازار ایم ای جٹ راولپنڈی ۲۱۲۶۳۱۸۶۱ کراچی ۱۰